میں شمال کی طرف واقع ہوئے ہیں اور ابتدا اس کی سواد بجور سے ولایت بنگالہ تک گذری ہے اور انتہا اس کی ہندوستان کے جنوب کی سمت کہ اکثر ریگستان ہے اور سرحد کچھ اور مکران سے کوہستان جھارکنڈ تک ملحق ہوئی اور راجہ کچھ اور راجہ امرکوٹ اور راجہ بیکانیر اور راجہ کسکا اور راجہ جام راجہائے معتبر ہیں الغرض راجہ کچھ کہ ولایت اس کی ملک سندھ کے قریب ہے حاکم گجرات کی فی الجملہ اطاعت کرتے ہیں اور پانی اس ملک میں کم ہے اور وہاں کے اکثر کنووں کی گہرائی دو سو گز ہے چنانچہ اونٹ وغیرہ سے پانی کھینچتے ہیں اور بوجہ کم پانی آب زراعت کم ہوتی ہے اور وہاں کے آدمیوں کی خورش شیر شتر ہے اور راجہ امرکوٹ راجہ ملک سندھ کا ہے کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اس مقام میں پیدا ہوا اور وہ ملک بھی کچھ کی طرح کم زراعت اور کم آب ہے اور راجہ بیکانیر کا تمام راجاؤں سے دختر لیتا ہے اور اپنی بیٹی کسی راجہ کو نہیں دیتا ہے اور اسے بھرتیہ کہتے ہیں اور کھنگار راجہ عظیم الشان ہے اور ولایت اس کی سندھ اور گجرات کے مابین ہے لیکن اس میں نہایت بیابان سخت اور پر درخت اور کم آب ہے اور حاصل اس ملک کا گھوڑے اور اونٹ سے ہے کس واسطے کہ مثل سرزمین کچھ اور سندھ کے اس ملک میں بسبب کم آبی کے زراعت خوب نہیں ہوتی اور راجہ جام کہ ولایت اس کی ساتھ گجرات کے متصل ہے حاکم گجرات اگر قوی ہے تو پیشکش دیتا ہے ورنہ نہیں دیتا اور پانی اس ملک میں بھی کم ہے اور وہاں کے آدمی اکل و شرب اور لباس میں عسرت کھینچتے ہیں اور مدار ان کی زیست کا شیر شتر اور گائے اور بھینس پر ہے اور گھوڑے تازی وہاں پیدا ہوتے ہیں اور حاصل اس ملک کا اکثر گھوڑے سے ہے اور ان پانچوں راجوں کے ولایات میں سوائے باجرا اور جوار کے دوسرا غلہ میسر نہیں ہوتا ہے اور حاصل راجہائے مذکور کا اکثر اونٹ اور گھوڑے سے ہے اور ایک بڑا راجہ ہندوستان کا دکن کی جانب راجہ کرناٹک ہے اور ایک وہاں کے راجاؤں سے کہ جس کا نام بیجا چند تھا نو سو سال پہلے مسند رائی پر متمکن تھا اس نے بیجانگر آباد کیا اور اسے اپنے نام کے ساتھ مشہور کیا اور اس کے بیٹوں نے اس کو مبارک جان کر اس کی آبادی میں کوشش بہت ظہور میں پہنچائی تھی یہاں تک کہ آبادی اس کی ست کوسی پہونچی اور اول جو شخص کہ فساد ہندوستان میں ظاہر لایا اور رعونت اور سرکشی راجہ قنوج کے ساتھ کی راجہائے کرناٹک کا دادا ہے چنانچہ سالق میں ذکر اس کا مذکور ہوا اور مہاراج کہ ہمعصر اس کا تھا اس نے خروج کر کے سیورائے حاکم دکن کو نکال دیا لیکن اولاد اس کی بطنًا بعد بطن راج پر قائم رہی یہاں تک کہ رام راج تلنے سنہ ۹ نو سو ستر ہجری میں حکام دکن سے لڑ کر مارا گیا اور بعد اسکے اسکے فرزندوں نے قوت بہم پہنچائی لیکن اس ملک میں طوائف الملوکی ظاہر آئی اور باقی احوال وہاں کے راجاؤں کا مؤلف نے طبقۂ دکن میں مذکور کیا ہے اس واسطے یہاں قلم مدار کیا وہاں دیکھنے سے ظاہر ہو سکتا ہے۔

ہی لیکن اس مدت مین چار باران کے درمیان مین تغیر اور تبدل واقع ہوا اور یہ گروہ جواب مسند حکومت پر
تمکن رکھتا ہی قوم براہمہ کو ہی سے ہی اور مردمان ہند کے نزدیک چندان اعتبار نہین رکھتے خلاصہ
یہ کہ ایک طرف ولایت اُن کے ساتھ ملک تبت کے اتصال رکھتی ہے اور دوسری سمت چین
تک پہونچی ہی اور تیسری طرف بنگالہ سے متصل ہوئی ہی اور جو کہ راجہ عہد سابق مین اعتبار تمام
رکھتا تھا اُس واسطے کہ ستر قلعہ اُس کے تصرف مین تھے اور یہ طائفہ ملباس سے ہی اور ملباس
قوم نوائر کے ساتھ برادری رکھتے ہین اور اول جو شخص اہل بہاریان کوہستان سے آیا راجہ
ترک ہی اور کیدراج بھانجہ مہراج راجہ قنوج نے کہ گنتاسپ کا ہمسر تھا قلعہ جبو بنا کر کے اُس کو اُن
پہاڑون مین نگاہ رکھا اور قلعہ اُس کے سپرد کیا اور اُس نے اپنی قوم کے چار سو مرد سے کہ اکثر
مردانہ تھے اُن پہاڑون کو بضرب شمشیر لیا اور اپنی اولاد کے واسطے ایک ریاست بہم پہونچائی
اور وہ راجہ کہ اب مسند رائی پر تمکن ہی اٹھوان راجہ ہی لیکن قوت اپنے باپ اور دادا کی نہین رکھتا ہے
اور راجگان نگرکوٹ اسی قوم سے ہین اور ایک ہزار تین سو برس سے اس ملک کی باگ ریاست اپنے
کف اقتدار مین رکھتے ہین اور اس جماعت سے جو قوم کہ آگے تھی اُنھین نے بھی ہزار سال کے قریب
راج کیا اُس کے بعد اُس قوم کو حکومت پہونچی اور اصل و نسب ان کا معلوم نہین ہے اور راجہ نگرکوٹ
کا دو وجہ سے ہنود کے نزدیک معتبر ہی اول یہ کہ کانگڑہ سا قلعہ محکم اور سنگین رکھتا ہی دوسرے بتخانہ
درگا کا کہ ہنود ساتھ اُس کے اعتقاد بہت رکھتے ہین اُس کے تصرف مین ہی اور ہر سال زر خطیر اُس
بتخانہ سے حاصل ہوتا ہی اس لیے کہ ہنود اطراف و جوانب سے فوج فوج اُس کی پرستش کو
آتے ہین اور زر وافر اُس پر نثار کرتے ہین اور راجہ کمایون کے قبضہ مین ملک بستا ہین اور
طلا کہ بسبب دھونے کے حاصل ہوتا ہی اس مقام سے ہاتھ آتا ہی اور تانبے کی کان بھی اُس جگہ
ہی اور قسم قسم کے حیوانات اُس کی ولایت مین خوب ہوتے ہین اور قلعہ سنگین رکھتا ہی اور تبت سے
سنبھل کے حدود تک کہ داخل ہند ہی اس کی ولایت سربرآوردہ ہی اور اسی ہزار پیادہ اور سوار اُسکے
ملازم ہین اور وہ شاہان دہلی کے روبرو اعتبار بہت رکھتا تھا اور مادر اس کے خزانہ وافر اُس کے
تصرف مین ہی اور رسم اُس کے خاندان کی یہ ہی کہ جو شخص اپنے باپ دادا کے خزانون کی طرف بہت
تصرف دراز کرے بے رشد اور نالائق اور گدا طبع ہووے اس سبب سے حالت تحریر تک بعد
رایان سابق چھپن خزانے ہر ایک کی طرف سے جمع ہوے ہین اور دریاے گنگ اور جمن دونون اس
ولایت سے برآمد ہوے ہین اور راجہ بہار کا بھی صاحب اعتبار ہی اور زمین بہت اپنے تصرف مین رکھتا ہی
اور ہر ایک ان پانچ راجاؤن سے اپنے ممالک کے حوالی و حواشی کے بہت سے چھوٹے راجون کو محکوم
رکھتے ہین اور یہ پانچ راجہ کہ جن کا احوال تحریر ہوا کوہستان سوالک کے راجہ ہاے عمدہ مین کہ ہندوستان

اور اُس مہینے کو ایکبار اور سات پر اضافہ کر کے اُس بعض کے پانچ ماہ قمری کرتے ہیں اور ایکبار جاڑے
میں داخل کر کے اُس تندی کے بھی پانچ ماہ کرتے ہیں اور ایکبار گرمی میں داخل کر کے اُس کے بھی پانچ ماہ
کرتے ہیں پس ہر ایک فصول ثلاثہ بزبان ہندی اس طور پر ہے اساڑھ ساون بھادوں اور کوار یہ
چار ماہ برسات کے ہیں سرطان اور اسد اور سنبلہ اور میزان کے موافق لیکن تعیین رو دراور کسرے
کی مد کسیر ان سے اعتبار کرتے ہیں اور یہ کسر ماہ ہاے شمسی اور قمری کی تفاوت کے سبب سے ہے اور
دوسرے کاتک اور اگہن اور پوس اور ماگھ یہ چار ماہ جاڑے کے ہیں ایام اوائل میزان سے ایام اواخر دلو تک
پس کچھ میزان سے جاڑے میں داخل ہوتا ہے اور کچھ دلو سے خارج اور پھاگن اور چیت اور بیساکھ اور
جیٹھ یہ چار مہینے گرمی کے ہیں انتہائے گرمی سے نیسویں ہو راتک اور بارش کا زور شور اول دو ماہ
خوب رہتا ہے کہ جسے ساون اور بھادوں کہتے ہیں اور جاڑے کی شدت اور قوت دو ماہ اواخر میں
رہتی ہے کہ جن کا نام پوس اور ماگھ ہے اور قوت شدت گرمی کی دو مہینے آخر جیٹھ اور اساڑھ میں ہے
بسبب اس ملاحظہ کے سال شمسی چھ قسم پر منقسم ہوتا ہے اور ہر ایک کو ساتھ ایک اسم کے موسوم
کیا ہے یعنی ساون اور بھادوں کو برکھا رت کہتے ہیں اور کوار اور کاتک کو سرد رت کہتے ہیں اور
اگہن اور پوس کو ہیمنت رت اور ماگھ اور پھاگن کو سسیر رت اور چیت اور بیساکھ کو بسنت
رت اور جیٹھ اور اساڑھ کو گرکھم رت کہتے ہیں دوسرے اعتبار مخصوصہ ہند سے یہ ہے کہ ہر ایک
رات اور دن کو بارہ ساعت پر تقسیم کرتے ہیں اور جس طرح اور ولایت کے باشندے شبانہ روز
کو ساتھ بارہ ساعت کے منقسم کر کے انکو ساعات اور موجہ کہتے ہیں انھوں نے بھی آٹھ قسم
کر کے ہر ایک قسم کا پہر نام رکھا ہے خلاصہ یہ کہ پہر کو فارسی میں پاس کہتے ہیں اور رات اور دن
کے بارہ ساعت کو ساتھ تیس گھڑی کے قسمت کیا ہے چنانچہ ایک پہر باعتبار درازی اور کوتاہی
شب و روز کے ساڑھے سات گھڑی کا ہوتا ہے آئندہ کتب تواریخ کے ناظرین پر تمکین کے
ضمائر انجم لطائف پر پوشیدہ نہ رہے کہ خلاصہ مملکت ہند کو شاہان اسلام ادام اللہ آثارہم اپنے
تحت و تصرف میں لا کر ہمت والا نہمت کفر و ظلام کے آثار کے انہدام پر تعین رکھتے ہیں لیکن
مملکت ہند کے اطراف و کنارے پر ہند کے راجا عظیم الشان متصرف ہو کر بذریعہ باج و خراج
کے اپنی دولت و مملکت کی محافظت کرتے ہیں از انجملہ پانچ راجہ قوی شمال کی طرف واقع ہے
ہیں اور پانچ جنوب کی سمت اور ہر ایک ان راجاؤں سے کتنے چھوٹے راجاؤں کو اپنا محکوم رکھتے ہیں
اور ایک بڑا راجہ دکن کی طرف ہے اور ولایت سمت اس کے زیر نگیں ہے اور اس طرف کے راجہ
اُس کے حکم کے محکوم ہیں ایک ان پانچ راجاؤں میں راجہ کوچ کا اور دوسرا راجہ جمو کا تیسرا راجہ نگرکوٹ
کا چوتھا راجہ کمایوں کا پانچواں راجہ بہار کا اور راجہ کوچ کا عمدہ تشکل سے لطا لود لطیں مالک اپنی سرحد کا

متصل ہو کر سمندر مین گرتے ہین اور دکن مین بھی نہرین بہت ہین مثل گنگ اور نربدا اور تپتی اور پورنہ اور
گنگ گوجیک اور کشنہ اور بھیورہ اور تمندرہ لیکن تین دریا سابق کے مغرب کی طرف روان ہین اور
باقی مشرق کی طرف اور بسبب ہمواری زمین کے اکثر دریاؤن مین سے نہرین برآوردہ کر سکتے ہین کہ
باغات اور زراعت کو بخوبی تمام سینچین اور باوجود اس کے بعض مقامون مین یہ بھی ممکن ہے کہ نہرین
کھود کر پانی زراعت اور باغون مین پہونچا دین جو کہ اکثر ہند کی خلائق سیر آب و نسیم سے کچھ حظ
اور ذوق نہین رکھتی بلکہ بحسب اتفاق اگر سفر مین خیمہ کسی ارباب اقتدار کا دریا کے کنارے نصب
ہوتا ہو سراپردے دریا کی طرف ڈالتے ہین کہ پانی نظر نہ آوے اور ہند کی اکثر عمارات زندان
سے بہت مشابہت رکھتی ہو اور شہرون اور قصبون مین اُس کی مطلق صفائی نہین لیکن شہر حیدرآباد
گلکنڈہ کہ محمد علی قطب شاہ کا ساختہ اور پرداختہ ہو وہ البتہ لطافت اور صفائی مین اور ملکون
سے دعوے ہمسری بلکہ برتری کا کرتا ہے کس واسطے کہ اُس کے ہر کوچہ و بازار مین ہمیشہ پانی کی
نہرین کمال وسعت سے جاری رہتی ہین اور اُنمین پانی ہمیشہ جاری رہتا ہو اور دوکانین مع صحن
دو طرفہ پختہ اور گلیان نہایت صفائی سے تعمیر ہین اور اطراف مین درخت سایہ دار موجود ہین
اور ہند مین بہت جنگل سخت اور بیشہ پُر درخت بہت ہین کہ راجاؤن اور رعیت کی سرکشی کے باعث
ہوتے ہین اور ولایت ہند آدمیون کی کثرت اور مویشی کی افزونی کے سبب کسی ملک سے شباہت
نہین رکھتی اور ویرانی اور آبادی اس کی نہایت آسان ہے کس واسطے کہ وہان کی رعایا کے چھپر کے
مکان اور مٹی کے ظروف پر گذران ہو اور اس سے قطع تعلق کر کے ایک ساعت مین مواشی
دوسرے مقام مین لے جا سکتے ہین اور فی الفور مثل اول کے مکان اور ظروف بہم پہونچا کر
اپنے کاروبار مین مشغول ہو سکتے ہین اور اس ملک کی زراعت خریف کہ سرطان اور اسد اور سنبلہ
اور میزان کے تعلق ہو آب باران کے سبب بہم پہونچتی ہے اور مزروعات ربیع کہ عقرب اور قوس
اور جدی اور دلو سے تعلق رکھتی ہے بغیر اس کے کہ باران اور ندی اور کنوین کا پانی ایک قطرہ میسر
ہووے شبنم اور سرما کے سبب بخوبی تمام پیدا ہوتی ہو اور موجب حیرت ہوتا ہو اور ہند کی
ہوا بسبب قربت دریاے محیط اور کثرت بارش کے نہایت مرطوب ہے اور ہند مین تین فصلین
مخصوص ہین اور ہر ایک فصل کے چار ماہ مقرر ہین اُنھین گرمی اور برسات اور جاڑا کہتے ہین اور
بنا ان کی ماہ کی گردش قمر پر ہو مقابلہ سے مقابلہ تک لیکن تینون فصلون کی بنا چاند اور سورج دونون
کی گردش پر رکھتی ہو کیفیت اُس کی یہ ہو کہ مثلاً ماہ قمری کا استقبال روز دوشنبہ ہو اور پندرھوین
یا بیسوین کو تحویل سرطان ہووے اُس ماہ کا نام ساون اور دوسرے ماہ قمری کا اسم بھادون رکھا
ہو سال شمسی سے دس روز اور کسرے فرق ہوتا ہو تیسرے برس لوند کا ایک مہینا اعتبار کرتے ہین

کے اشارہ سے دروازہ کھول کر مقبرہ میں داخل ہوتے تھے اور تہجد کی نماز پڑھ کر کلام اللہ ختم کر کے برآمد
ہوتے تھے اور پھر انگشت شہادت سے گنبد کا دروازہ مقفل کرتے تھے قضارا ایک شب کو سید
مخدوم جہانیاں سید جلال الدین حسین بخاری کی قبر پر حاضر تھے اُنھوں نے شیخ کبیر الدین اسمٰعیل
کو دیکھکر پہچانا اور آن کا ماجرا سید صدر الدین راجو قتال کے سمع مبارک میں پہونچایا اور شیخ کبیر الدین
اسمٰعیل نے نور باطن سے دریافت کیا اور اُس روز مرید کی حالت سے اپنے اُستاد سید صدر الدین
راجو قتال کے پاس سبق پڑھنے رہ گئے سید خود اُن کے مکان پر تشریف لائے اور اُنھیں اپنے
ہمراہ دولتسرا میں لائے اور اُن کی تعظیم میں کوشش فرمائی اور نقل ہے کہ کبیر الدین اسمٰعیل کے دو فرزند
تھے ایک کا نام عبد الشکور اور دوسرے کا اسم عبد الغفور تھا اور صورت و سیرت میں دونوں بے نظیر
تھے اور باوجود خرد سالی شب و روز باپ کی خدمت میں بہ کسب علوم مشغول رہتے تھے اور بطریق
درویشاں وا با ساتھ آہستگی اور سخن سنجیدگی کے اوقات بسر کرتے تھے جب شیخ کی رحلت کا وقت
قریب ہوا دونوں بیٹوں کو اپنے روبرو بلا کر ارشاد کیا کہ جو مشکل تمہیں پیش آوے میری قبر پر آن کر
اظہار کرنا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اُس کا جواب سنوگے اور وہی ہوتا تھا کہ جو آنحضرت نے فرمایا تھا

خاتمہ بذکر کیفیت ہندوستان جنت نشان

تاریخ بابری میں مرقوم ہے کہ مملکت ہند مرکب اقلیم اول اور دوم اور سوم سے ہے اور اس کی کوئی
سمت ساتھ اقلیم چہارم کے اتصال نہیں رکھتی اور یہ مملکت مشتمل قواعد اور رسوم عجیب و غریب
ہے اس کے بلاد اور شہر کسی اور ممالک سے مناسبت نہیں رکھتے اور پہاڑ اور اہل ہند کو بعضے رسوم میں
اور عربان بدوی سے فی الجملہ کچھ مناسبت ہے اور کشمیر اس مملکت کے شمال میں واقع ہوا ہے اور دریائے
عظیم کوہستان کشمیر اور اس حدود سے برآمد ہو کر ہر ایک ہند کے بلاد اور قریات میں جاری ہوئے
ہیں چھ دریا غرب کی جانب سے رواں ہو کر نواح ملتان میں ایک جا ہو کر آب سندھ سے پیوستہ ہوئے
اور ٹھٹھہ کے قریب دریائے عمان یعنی سمندر میں گرتے ہیں نام اُن کے یہ ہیں ستلج اور بیاہ
اور راوی اور بہت اور چناب اور سندھ اور دریائے بہت کو ایام قدیم میں جیلم کہتے تھے جیسا کہ
اس زمانہ میں دریائے سندھ کو نیلاب بھی بولتے ہیں اور ان چھ دریا کے ماورا اور بھی بہت سے دریا ہیں کہ
کہ اُن کا چشمہ کوہستان ہے مثل جون اور گنگ اور رہٹ اور کوئی اور گنڈک اور سرو وغیرہ
کہ مشرق کی طرف رواں ہوئے ہیں اور ولایت بنگالہ سے گذر کر سب گنگا میں پیوستہ ہو کر دریائے
محیط میں گرتے ہیں اور علاوہ ان دریاؤں کے اور بھی دریا کہ چشمہ اُن کا سوائے کوہستان مذکور
کے ہے ہندوستان میں بھی بہتے ہیں مثل چنبل اور بناس اور سون اور سوئے چنانچہ یہ بھی گنگا میں

تھا تیسری کے فرزند اور جودت طبع مین مشہور تھے غرض کی کہ ظل سبحانی سید کے استقبال کے واسطے تشریف لے چلیے دہین مجلس اول مین سید سے یہ سوال کرین کہ حضرت سید کیا اُس کافر کے قصہ کے واسطے تشریف لائے ہین جب کہین کہ اِن کافر کے معاملے کے واسطے آیا ہون تب اُس کے کفر کا اقرار ہوگا اور ہم اُن سے ہمکلام ہوکر بحث کرینگے آلغرض بادشاہ نے اُن کی فہمایش اور قرار داد کے موافق مجلس اول مین پوچھا کہ آن حضرت اُس کافر کی مہم کے واسطے آئے ہین سید نے کہا اُس مسلم کے قصہ کے واسطے آیا ہون اِس درمیان مین شیخ محمد نے آپ کے روبرو آن کر کہا اے سید اس کلمہ کے سبب سے کہ جو اُس نے کہا شرعاً اُس پر اسلام لازم نہین آتا ہے سید نے فرمایا۔ مخدوم زادہ تمہارے کلام سے خوشبوے دیانت کی نہین آتی ہے اپنے کفن کی فکر کرو یہ کہکر آنکھیں نظر تیز سے دیکھا کہ فوراً اُن کے شکم مین درد شدید پیدا ہوا گھر مین گئے اور قاضی عبد المقتدر تھا تیسری کہ اس مجلس مین حاضر تھے سید کی تعظیم بجا لاکر عرض پرداز ہوے کہ مین بھی ایک لڑکا رکھتا ہون میری عاجزی پر رحم کرکے اُسے مجھے بخشیے سید نے فرمایا کہ وہ مرگیا ہوگا لیکن وہ فرزند کہ جو شکم مادر مین ہر اہل تقوے سے ہوگا اور شیخ محمد نے اُس درد سے فرصت نپائی فوت ہوے اور قاضی عبد المقتدر تھا نیسری کو خدا نے اور فرزند عطا فرمایا شیخ نے اُن کا نام ابو الفتح رکھا چنانچہ وہ درویش اور دانشمند زمانہ ہوے اور اب تک اُن کا مقبرہ جون پور مین موجود ہے اور فیروز شاہ باربک نے صحبت سید اور شیخ کی مشاہدہ کرکے نواہون کو سید راجو سے قتال کے سپرد کیا اور کہا موجب شرع کے جو کچھ لازم آوے اُس کی نسبت دلیا عمل مین لادین سید نے نواہون سے فرمایا کہ تو مسلمان ہوا ہی شعار اسلام ظاہر کر اور جب اُس نے یہ فرمان قبول نہ کیا اُسے قتل کرکے اوچہ کی طرف مراجعت فرمائی اور مدت مدید اپنے برادر والا گہر کے قائم مقام ہوکر ارشاد عباد مین مشغول رہے اور بعد بمقتضاے اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون شربت موت چکھکر بجوار رحمت ایزدی واصل ہوے اور مقبرہ اُن کا اُسی مقام مین موجود ہے —

ذکر کبیر الدین اسمعیل علیہ الرحمہ کا

آنجناب مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کے مریدون مین سے ہین آن حضرت کے بعد وفات اُس جناب نے نسخۂ عوارف سید صدر الدین راجو سے قتال سے پڑھ کر کمالات حاصل کیے اور جن دنون مین کہ نسخۂ عوارف پڑھتے تھے ایک مجذوب یحیی نام جو کشف و کرامات مین مشہور تھے کبھی کبھی اُس مجلس مین حاضر ہوتے تھے اور کہتے ہین کہ شیخ کبیر الدین اسمعیل کی عادت یہ تھی کہ آدھی رات کو اپنے پیر مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کی زیارت کو جاتے تھے اور انگشت شہادت

بیدار ہوئے لوگوں سے پوچھا کہ اس اطراف میں کوئی شخص وعظ فرماتا ہے بولے ہاں سید جلال الدین حسین
بخاری اوچہ میں وعظ کہتے ہیں مولانا وجیہ الدین نے آن حضرت کو نہ دیکھا تھا دوسرے دن احرام زیارت
باندھ کر اوچہ میں گئے جب وہ صورت کہ خواب میں دیکھی تھی معائنہ کی باعتقاد وافر اُن کے قدم پر
گر پڑے سید نے فرمایا اے بابا دنیا کا کام عقبےٰ پر مقدم نہ چاہیے ملا وجیہ الدین محمد نے جب یہ کلام صدق انجام
سُنا زیادہ تر معتقد ہو کر مرید ہوئے ایک روز شیخ کبیر الدین اسمٰعیل نے سید سے اُس وقت کہ وہ
اپنے والد کی مجلس میں بیٹھے تھے پوچھا کہ تمکو اپنی ولادت سے کچھ یاد ہے فرمایا کہ چھٹے روز مجھے ایک عورت نے
سلا کر کپڑا اُٹھایا تھا مجھے یاد ہے اور میں اُس عورت کو پہچانتا ہوں اور نقل ہے مولانا شہاب الدین رہاں
سے کہ سید ماہ رمضان میں بموافقت معتقدان اہل صلاح مسجد اوچہ میں معتکف تھے چند درویش کہ
بصفت لایعقلون تسمیہم موصوف تھے کبھی کبھی اس جماعت کے پاس آ بیٹھتے تھے ایک روز سومرہ نام والی اوچہ
سید کی زیارت کو آیا اور اُس نے درویشوں کا ہجوم دیکھ کر بلا اجازت شیخ سید کے بعض لوگوں کو مسجد
سے نکال دیا سید نے فرمایا اے سومرہ کیا تو دیوانہ ہوا ہے جو فقیروں سے اُلجھا ہے یہ فرماتے ہی سومرہ
دیوانہ ہو گیا اور بحالت جنون میں اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے جب یہ خبر شہر اوچہ میں مشہور ہوئی کہ حاکم دیوانہ ہوا
بزرگان شہر اتفاق کرکے زنجیر اور ہتھکڑی سے اُسے جکڑ لائے اور سید کے قدم پر ڈال دیا اور اُس کی
والدہ نے سید کی خدمت میں حاضر ہو کر بعجز و زاری تمام عرض کی کہ اے مخدوم جہانیاں آپ کی شفقت
تمام ساکنان عالم پر برابر اور یکساں ہے لہذا اس جوان کا گناہ اس پیرزال عاجز کے سبب بخشیے سید
نے فاتحہ پڑھ کر فرمایا کہ اسے غسل دے کر لباس پہنا و بعدہ شیخ جمال الدین محمدی کی قبر پر لیجاؤ
آن حضرت کی قبر کی زیارت سے مشرف کرا کے میرے پاس لاؤ انھوں نے جب ایسا کیا والی اوچہ
اپنی حالت اصلی پر آیا مسجد میں جا کر سید کی قدم بوسی سے شرفیاب ہوا اور درویشوں سے
معذرت کرکے مرید ہوا اور تائید الٰہی سے مقبولوں کے سلک میں منتظم ہوا اور ملا شمس الدین
سے کہ جو حج آخر میں سید کے ہمراہ تھے منقول ہے کہ جب اوچہ سے دریا کے کنارے پہونچے مع ایک جماعت
درویشان جہاز پر سوار ہوئے بعد چند روز کے درویشوں کو ماہی تازہ کی آرزو ہوئی سید نور باطن
سے دریافت کرکے مسکرائے اور کہا خدائے تعالیٰ تمام چیز پر قادر ہے تمھاری آرزو پوری کرے گا
اسی وقت ایک مچھلی جو مقدار میں دو گز کی تھی دریا سے جست کرکے درویشوں کے پاس گری فوراً
بریاں کرکے اُسے اپنے صرف میں لائے اور کہتے ہیں کہ جس روز جہاز ساحل مقصود کو پہونچا اسی روز
سید جلال الدین حسین بخاری جدہ میں ام الخلائق بابا حوا کی زیارت کے واسطے گئے اور مشرف
زیارت سے مشرف ہوئے قضارا اُس روز چند شخص ایک جنازہ بابا حوا کی قبر کے نزدیک دفن کرنے کو
لائے تھے سید نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کس کا جنازہ ہے بولے کہ یہ تابوت شیخ بدر الدین یمنی کا ہے

دہلی مین جاکر شیخ نصیر الدین سے ملاقات کرون لہذا آپ کی ملاقات کے مشتاق ہوے اور جب
آن حضرت نے اپنے وطن اوچہ کی طرف عود کیا سنہ ۷۷۰ سات سو ستر ہجری مین دہان سے دہلی مین آکر
شیخ نصیر الدین محمود سے ملاقات کی اور شیخ سے کہا کہ الحمد للہ کہ جو ظن آپ اس فقیر کی نسبت سے
گئے تھے وقوع مین آیا اور یہ بھی کہا کہ رحمت خدا کی شیخ عبد اللہ شافعی پر نازل ہو کہ مجھے ساتھ اس
دولت کے رہنمون کیا اور سید جلال الدین حسین بخاری کے کمالات اور حالات کتاب قطبی
مین کہ ایک درویش نے تصنیف کی ہی بشرح و بسط مرقوم ہین لہذا طول سے اندیشہ کرکے اس مین
سے بطریق اختصار لکھتا ہی واضح ہو کہ آنجناب کے مخدوم جہانیان کے خطاب ہونے کی یہ وجہ ہی
کہ آن حضرت شب عید کو شیخ بہاء الدین زکریا کے مزار پر قرآن شریف کی تلاوت مین مشغول تھے
بعد ختم فرقان شیخ کی روح پر فتوح سے عیدی طلب کی اس وقت یہ ندا آئی تیری یہ عیدی ہے
کہ خدا تعالے نے تجھے مخدوم جہانیان خطاب فرمایا بعد اس کے شیخ صدر الدین عارف کے مقبرہ مین
جاکر عیدی طلب کی دہان سے بھی آواز آئی کہ عیدی وہی ہی جو حضرت بابا نے مرحمت فرمائی ہی اسکے
بعد اپنے پیر و مرشد شیخ رکن الدین ابو الفتح کے روضۂ اقدس پر آن کر عیدی طلب کیا چاہتے تھے
آواز آئی عیدی وہی ہی کہ جو حضرت جد و پدر نے تجویز فرمائی جب دہان سے بر آمد ہوے جس مقام مین
پہونچتے تھے لوگ کہتے تھے کہ مخدوم جہانیان تشریف لاتے ہین ایک روز کا مذکور ہی کہ شیخ رکن الدین
ابو الفتح بلندی سے چاہتے تھے کہ نیچے اترین جو کہ زینہ نہایت پست تھا سید جلال الدین حسین
بخاری اپنے پیر کی آسائش کے واسطے زینہ پر لیٹ گئے اور اپنا سینہ جو اسرار حق کا گنجینہ تھا زینہ
بناکر عرض کی کہ حضرت اس خاکسار کے سینہ پر قدم رکھکر اترین شیخ نے یہ حالت مشاہدہ کرکے انگشت
شہادت دانت مین دابی اور فرمایا اے سید باب نبوت تو بالکلیہ مسدود ہے کہ کوئی وہان نہین پہونچ سکتا
البتہ مرتبہ ولایت مین تو مرتبۂ کمال پر پہونچیگا اور ان کے پیر نے سید ممدوح کو اٹھا کر ان کے دست مبارک
کو بوسہ دیا اور سینہ مبارک ان کے سینہ سے مس کیا اور ایک روز سید جلال الدین حسین نماز
چاشت مین مشغول تھے اور آنحضرت کا فرزند چار برس کا مصلا کے گرد پھرتا تھا حضرت نے سلام
پھیر کر سید شمس الدین عزیزی کی طرف کہ وہان بیٹھے تھے متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس معصوم کی زیست دشوار
ہی اس لیے کہ عین نماز مین اس کی طرف مین نے میل کیا تھا خلاصہ یہ کہ ظہر کے وقت وہ لڑکا تپ شدید
مین مبتلا ہو کر اسی شب کو فوت ہوا اور قصبات اوچہ مین ایک شخص ملا وجیہ الدین محمد رہتے تھے
ایک روز ایک کام کے واسطے ایک عزیز کے مکان پر کہ جن کا نام مولانا نصیر الدین ابو المعالی تھا گئے
اور وہان قیلولہ کیا اور خواب مین دیکھا کہ ایک مقام مین خلائق کا ہجوم ہی اور ایک شخص وعظ کہتا ہی
اور فرماتا ہی کہ جو شخص کار دنیا کو کار دین پر مقدم رکھتا ہی دونون کام اسکے خاک مین ملتے ہین جب

جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری دوسرے صدر الدین راجو قتال اور سید احمد کبیر نے سید جلال الدین حسین بخاری کو سات برس کے سن میں شیخ جمال الدین خندی کی خدمت مین کہ شیخ بہاء الدین زکریا کے مریدوں سے تھے لے جاکر آن حضرت کی دست بوسی سے مشرف کیا پھر شیخ جمال الدین خندی نے ایک طباق مین خرما لا کر اہل مجلس پر تقسیم کیے سید جلال الدین حسین بخاری نے خرما مع ہستہ (گٹھلی) تناول کیا شیخ جمال خندی نے خرما ہستہ کھانے کا سبب پوچھا عرض کی کہ جو خرما آپ کے دست حق پرست سے دستیاب ہووے اُس کا تخم دور کرنا سوء ادبی ہے شیخ نے فرمایا کہ تو وہ چراغ ہے کہ اپنے خاندان کو قیامت تک روشن رکھے گا سید جلال الدین حسین بخاری عالم متبحر تھے اور علوم عقلی و نقلی میں آپ نے نہایت مشقت کھینچی تھی اور مقید اس امر کے نہ تھے کہ ایک شخص کے مرید ہو کر دوسرے سے رجوع نہ کریں اور فرماتے تھے کہ تمام صلحا اور مشائخ کی زیارت سے مستفیض ہونا چاہیے اور اُس جناب نے سبھوں سے فیض لطیف حاصل کر کے اپنے والد سید احمد سے خرقہ خلافت کا پایا اور دوسرا خرقہ حضرت شیخ رکن الدین ابو الفتح سے پایا روایت ہے کہ برسوں اُن کی خدمت کر کے مکہ اور مدینہ اور مصر اور شام اور بیت المقدس اور روم اور عراق میں اور خراسان اور بلخ اور بخارا کی سمت سفر فرمایا اور بہت حج کیے از انجملہ چھ حج اکبر انھیں نصیب ہوئے اور مدینہ رسول اللہ میں سلطان العلماء استاد المحدثین عفیف الدین بن سعد الدین علی الیافعی الیمنی سے ملاقات کر کے دو برس اُس جناب کی ملازمت میں حاضر رہے اور نسخہ عوارف وغیرہ انھیں پیشکش کیا اور منقول ہے کہ عفیف الدین نے خرقہ شیخ رشید الدین محمد ابو القاسم صوفی سے پہنا اور اُنھوں نے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے پایا اور اسی طریق اثنائے سفر میں شیخ حمید الدین بن محمود الحسینی سمرقندی کی ملازمت میں فائز ہو کر آن حضرت سے بھی خرقہ اور فیض حاصل کیا اور سید حمید الدین نے شیخ محمد بن ابراہیم نساجی سے اُنھوں نے شیخ نظام الدین ابو العطاء بخاری سے اور منقول ہے کہ سید جلال الدین حسین بخاری نے اثنائے سیر و سلوک میں تین سو اور کئی اہل کمال کی شرف زیارت سے مشرف ہو کر فیض کلی حاصل کیا اور جس وقت سید بیت اللہ میں تھے اُن کے اور شیخ عبد اللہ شافعی کے درمیان صحبت اور محبت واقع ہوئی ایک روز سید ممدوح طواف کرتے تھے دیکھا کہ غلاف کعبہ کا معلق ہے اور دیوار ظاہری قائم نہیں ہے سید نے متحیر ہو کر شیخ عبد اللہ شافعی سے اس کا سبب پوچھا شیخ نے فرمایا ان کعبۃ راحت الی زیارۃ قطب السید نصیر الدین محمود یعنی کعبہ قطب ہند شیخ نصیر الدین محمود کی زیارت کو گیا ہے اور جو کہ آنحضرت مقام تحیر مین رکھتے ہین اور مستی سے انھیں سکتے تھے کعبہ ہان گیا اور شیخ نے یہ بھی ارشاد کیا کہ اس وقت دہلی مین اگرچہ وہ درویش جو سالک میں تھے بس رہے لیکن اُن کی تاثیر اور برکت قطب الدین نصیر الدین محمود میں موجود ہے اور بالفعل وہ دہلی کے چراغ ہین اور وہ جناب بلقب چراغ دہلی اسی وجہ سے مشہور ہوئے کہ جب سید جلال الدین حسین بخاری نے یہ کلام سماعت کی کہ جب ہندوستان واپس ہوئے

کہ اب شیخ اور قوالون کا بادشاہ کی تیغ سیاست سے بچنا محال ہو راوی کہتا ہو کہ جب شیخ ساتھ اُس مجمع کے
تغلق آباد کے قریب پہونچے بادشاہ غیاث الدین تغلق نے ملک شادی کو کہ جو اُس کے تمام مقربون سے
تھا بھیجا کہ جاکر دریافت کرے کہ یہ ہجوم اور شور کیسا ہو ملک شادی حسب الحکم گھوڑا سرپٹ پھینک کر
اُن کے قریب پہونچا دیکھا کہ شیخ وحید الدین عثمان سیاح اور صوفی اور قوال وجد کرتے ہوے اور
گاتے ہوے آتے ہین اُسنے فوراً پلٹ کر بادشاہ سے حقیقت حال عرض کی بادشاہ نے فرمایا کہ مین اُس
شخص کی ایسی تنبیہ اور تادیب کرونگا کہ اور دنون کی عبرت کا باعث ہو اس کے بعد بادشاہ نے تذکرہ
خسرو خان قاتل قطب الدین مبارک شاہ کا طلب کیا کہ اُس مین دیکھون کہ اس شیخ نے خسرو خان سے کس قدر
روپیہ لیا ہو بعدہ حکم کرونگا کہ وہ روپیہ شیخ سے اسی وقت بشدت و اہانت تمام پھیر لیوین ارکین دولت
جو بادشاہ کی خدمت مین حاضر تھے اُنھون نے عرض کی کہ اس شیخ نے خسرو خان سے زر فتوح ایک حبہ
قبول نہین کیا ہو مقلب القلوب نے بادشاہ کے دل کو ایسا نرم کیا کہ یہ بات سنتے ہی ملک شادی
سے فرمایا کہ تو جلد جاکر شیخ کو میرا سلام پہونچا اور قصر خاص مین باعزاز تمام لا اور سامان ضیافت مہیا
کرکے قوالون کو انعام شاہی سے مالامال کر ملک شادی نے شیخ کو مع جماعت تین روز مہمان رکھا
اور اپنی طرف سے بہت زر شکرانہ پیش کیا شیخ نے قبول نہ کیا پھر تغلق آباد سے ساتھ اُس ازدحام
اور غوغا کے غیاث پور کی طرف روانہ ہوے اور شیخ نظام الدین اولیا کی ملازمت مین چند روز بسر کیے

ذکر مخدوم جہانیان سید جلال الدین حسین بخاری کا

ابیات

آن گوہر معدن سیادت　　سلطان سرادق سعادت　　آن حامی دین سلالۂ پاک
فرزند نبی خاص لولاک　　بانی شریعت و طریقت　　استاد مشائخ حقیقت
اندر پئے مصطفیٰ در اسلام　　از فقر نہادہ بر زمین گام　　سیاح جہان براہ دینی
برداشتہ توشۂ یقینی　　ہم یافتہ شش حج اکبر　　ہم زائر روضۂ پیمبر
آمد زخدا لقب بانش　　مخدوم جہانیان خطاب شد

چونکہ تقدیم و تاخیر مشائخ مین تقدم زمانہ کا لحاظ رکھا گیا ہو لہذا مخدوم جہانیان کا احوال موخر لکھا گیا
واضح ہو کہ آپ کے جد امجد حضرت سید جلال بخاری نے جب اپنے پیر شیخ بہاء الدین زکریا سے
خرقہ خلافت پایا اور پیر کی رخصت سے اوچہ مین آئے اور شریعت نبوی کے موافق نکاح کیا تو آفریدگار
عالم نے انمین تین فرزند کرامت فرماے سید احمد کبیر سید بہاء الدین اور سید محمد احمد کبیر جو اپنے
والد کے سجادہ نشین تھے اُن کے صلب سے دو فرزند سعادتمند موجود ہوے ایک مخدوم

حاضر ہوکر اپنی آستین کا سایہ اُس حباب پر کیا اور جو وہی طواف میں مصروف ہوئے اور شیخ سے اگرچہ آنحضرت کو پہچانا لیکن کچھ نہ کہا بعد اس کے ملتان میں آن کر شیخ رکن الدین سے ملاقات کی شیخ نے فرمایا کہ خوب ہوا تم جلد چلے آئے ہیں تو خلق کے لیے فتنہ ہو جاتے پھر لباس خاص اپنا اُنھیں پہنایا اور دستار مبارک اُتار کر اُن کے سر پر رکھی اور بعد چند روز کے حکم کیا کہ تم دہلی میں جا کر بود و باش اختیار کرو اور بعد اکثر اوقات شیخ نظام الدین اولیا کی صحبت میں بسر لیجا تا آن حضرت جہاں تمہارے واسطے منزل مقرر کریں اُسی مقام میں قیام کرنا اور میری دعا شیخ کو پہونچانا اور شیخ وحید الدین عثمان سیاح جب دہلی میں وارد ہوئے شیخ نظام الدین اولیا سے ملکر پہلے شیخ رکن الدین کا سلام پہونچایا شیخ نے اٹھکر علیکم السلام کہا پھر اُن دونوں بزرگواروں کے درمیان محبت تمام ہم پہونچی شیخ وحید الدین عثمان بھی شیخ نظام الدین اولیا کی ملازمت میں رہتے تھے اور سماع اور وجد میں نہایت میل رکھتے تھے اور بادشاہ غیاث الدین نے ترک سماع کا محضر تیار کرنے سے پہلے یہ حکم کیا تھا کہ جو مطرب یا قوال کسی صوفی کے روبرو راگ گاوے گا اور صوفی دم مارے گا تو اُس کی زبان گُدّی کی طرف سے کھینچ لی جاوے گی اس سبب سے کسی قوال اور صوفی کو یہ قدرت نہ تھی کہ محفل راگ اور سماع کے گرد جاتا الغرض اُن دنوں میں ایک روز شیخ وحید الدین عثمان سیاح اپنی جماعت خانہ میں بیٹھے تھے میر حسن قوال ولد میر حیات جو قوالوں کا سردار اور شیخ نظام الدین اولیا کے وظیفہ خواروں کے سلک میں منتظم تھا مع دو تین قوال اُس طرف سے گذرا شیخ وحید الدین عثمان سیاح کو دیکھکر اُن کی خدمت میں حاضر ہوا شیخ وحید الدین عثمان سیاح نے کہ اُس کی حسن صورت پر دلفتہ تھے فرمایا کہ ای میر حسن آہستہ آہستہ کچھ گنگنا اس نے جواب دیا کہ یا شیخ بادشاہ اس بارہ میں نہایت قدغن رکھتا ہے یہاں تک کہ کوئی شخص قرآن بھی خوش آوازی سے نہیں پڑھ سکتا ہے شیخ نے فرمایا یہاں کوئی نہیں ہے دروازہ بند کرکے بآہستگی سنوں گا حسن قوال نے جب شیخ کو حد سے زیادہ مصر دیکھا ناچار ہوکر یہ بیت پردۂ عشاق میں شروع کی بیت

زاہد زدین برآمد و صوفی ز اعتقاد
ترسا بچہ ای شد و عاشق جہاں کہ ہست

شیخ یہ سنتے ہی ایسے وجد میں آئے کہ بیہوشی میں حجرہ کا دروازہ کھول دیا یہ خبر سنکر دس قوال تخمیناً حاضر ہوئے اور اُس محلہ کے صوفیوں نے ازدحام کیا محفل طولانی ہوئی اور یہ خبر شہر میں منتشر ہونے سے انبوہ کثیر اور جم غفیر اہل وجد و حال اور تماشائیوں کا شیخ وحید الدین عثمان سیاح کے محلہ میں جمع ہوا اور شیخ ساتھ اُس جمعیت کے قریب تیس ہزار آدمی کے تھے تغلق آباد کی سمت روانہ ہوئے اور دہلی سے وہاں تک ڈھائی کوس فاصلہ تھا وجمع و تشریف متحیم ہوکر پھ‍ھے

صدر الدین عارف شیخ بہاء الدین زکریا کی قبر کی زیارت کے واسطے تشریف لے گئے تھے اور مولانا شیخ حسام الدین ہمراہ تھے مولانا حسام الدین کے دل مین یہ خیال گذرا کہ کیا خوب ہوتا جو شیخ بہاء الدین زکریا کے مزار کے پائینتے مجھے ایک قبر کے مقدار زمین ملتی تو اُن بزرگوار کے جوار کی برکت سے مین عذاب دوزخ سے نجات پاتا فی الفور شیخ صدر الدین عارف نے اُن کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا مولانا حسام الدین تمھارے مزار کے واسطے اس زمین سے مجھے دریغ نہین ہے لیکن حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تمھارے مزار کے واسطے زمین طیب وطاہر شہر بدایون مین تعین فرمائی ہے تمھاری قبر وہان ہوگی منقول ہے کہ مولانا نے بلدہ بدایون مین ایک شب کو خواب مین حضرت رسالت پناہی صلعم کو دیکھا کہ آنحضرت فلان مقام مین وضو کرتے ہین صبح کو وہان جاکر دیکھا کہ زمین تر ہے فرمایا مجھے اس مقام مین دفن کرنا خلاصہ یہ کہ اُسی مقام مین مدفون ہوے

ذکر مولانا علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کا

آنجناب بھی شیخ صدر الدین عارف کے مریدون مین سے ہین نہایت محقق اور فاضل تھے چار برس تک خدمت مین اُن محرم راز کے بسر لے گئے اور شیخ صدر الدین عارف انھین ہمیشہ محبوب اللہ کہتے تھے اور وہ جناب رات دن مین دو بار کلام اللہ ختم کرتے تھے اور شیخ جمال خجندی بھی شیخ بہاء الدین زکریا کے مریدون سے ہین لیکن شیخ صدر الدین عارف کے تربیت یافتہ ہین علوم ظاہری اور باطنی سے بہرہ وافی رکھتے تھے اور خارق عادت اُس جناب سے بہت سرزد ہوتے تھے اور قبر اُنکی اوچہ مین ہے

ذکر شیخ وحید الدین عثمان المشہور سیاح کا

شیخ نصیر الدین اودھی مشہور بہ چراغ دہلی سے نقل ہے کہ شیخ وحید الدین عثمان سیاح کو مین نے دیکھا ہے ایک روز کیلوکھری مین دریا کے کنارے شیخ رکن الدین عارف کے مرید ہوے اور انھون نے ایسی ترک وتجرید کی کہ ایک تہمد کے سوا جو ستر عورت کو ضرور ہے اور کچھ اپنے پاس نہ رکھتے تھے اور اُسی حالت سے شیخ کے ہمراہ ملتان مین جاکر کتاب عوارف مصنفہ شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی اُن سے پڑھی اور قرآن مجید حفظ کیا اور مشہور ہے کہ جب وہ جناب شیخ کی اجازت سے عازم سفر ہوے اور قدم سیاحی مین چھوڑا چھاگل اور عصا بھی نہ لیا وہی لنگی یعنی تہمد ہمراہ تھی اور سیاحی مجرد کرتے تھے ذات باری کے سوا کوئی رفیق شفیق نہ رکھتے تھے یہان تک کہ مکہ معظمہ مین پہونچکر حج ادا کیا اور وہان سے مدینہ مین جاکر ایک سال مقیم ہوے اور پھر موسم حج مین بیت اللہ مین جاکر طواف مین مشغول ہوے اور جو کہ ہوا گرم تھی حضرت خضر علیہ السلام نے

سے مستفیض ہوئے بعد اس کے خادم شیخ احمد کو شیخ صدر الدین عارف کی خدمت میں لایا اور شیخ انھیں
اپنے ہمراہ اپنے مکان پر لے گئے اور اپنے پہلو میں بٹھایا اور جو فصل گرما تھی شربت طلب کر کے
قدرے آپ نے نوش فرمایا اور باقی شیخ احمد کو دیا وہ شربت انھوں نے پیا اسکے پیتے ہی ابواب
معرفت ان پر کشادہ ہوئے اور وہ فوراً تائب ہو کر شرف ارادت سے مشرف ہوئے اور جو کچھ نقد
وجنس اپنے پاس رکھتے تھے اس خانقاہ کے درویشوں پر تقسیم کیا اور علائق دنیا سے دستکش ہو کر
تجرید اختیار کی اور سات برس گوشہ انزوا میں بیٹھکر یاد حق میں مشغول ہوئے اور ہر وقت شیخ سے
ایک فیض حاصل کرتے تھے یہاں تک کہ مدارج علیا پر فائز ہو کر اہل ولایت سے ہوئے اور
فوائد الفواد میں شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ اواخر عمر میں یاد حق
ایسے مشغول ہوئے کہ چشم ظاہری نہ کھولتے تھے ایک وقت عین سرما میں کہ ہوا نہایت سرد تھی صبح
کو غسل کے واسطے پانی میں داخل ہوئے اور ایک عرصہ تک اس میں درنگ کر کے زبان مناجات میں
کھولی کہ الٰہی تو بادشاہ ہے اور بندوں کی اطاعت سے بے نیاز ہے اپنے لطف عمیم سے بندگان
بے بضاعت کو سرفراز فرماتا ہے اور قسم ہے تیری محبت کی جب تک کہ میں اپنا قرب اور مرتبہ نہ جانوں گا
اس پانی سے نہ نکلوں گا آخرش ندا آئی کہ ہماری درگاہ میں تیرا مرتبہ وہ ہے کہ ہم تیرے وسیلہ شفاعت
سے خلائق کثیر کو آتش دوزخ سے رہا کر کے بہشت جاودانہ میں داخل کرینگے شیخ احمد نے عرض
کی کہ بار الٰہا تیری نعمت بعید اور رحمت لاتعد ہے میں اس امر پر اکتفا نہ کروں گا اس کے بعد فرمان صادر
ہوا کہ ہم نے تجھے اپنا معشوق بنایا تو اپنے تمام طالبوں کو میرا عاشق کر شیخ احمد یہ بشارت فیض اشارت
سنتے ہی پانی سے برآمد ہوئے اور اپنے مکان کا راستہ لیا الغرض راہ میں جس جگہ پہونچتے تھے خلقت
کہتی تھی کہ شیخ احمد معشوق آتا ہے منقول ہے کہ پھر توحید نے ان کا اس نہایت کو پہونچایا کہ نماز سے بھی باز رہے
اور جب علما و فضلا سمجھاتے تھے کہ اپنے تئیں مستی اور بے شعوری سے باز رکھیے اور نماز پنجگانہ ادا
کیجیے فرمایا قدرت نماز پر رکھتا ہوں لیکن فاتحۃ الکتاب نہیں پڑھ سکتا علما نے جواب دیا کہ نماز
بے سورۂ فاتحہ درست نہیں ہے شیخ نے کہا فاتحہ پڑھوں گا لیکن ایاک نعبد و ایاک نستعین نہ کہوں گا
کیونکہ یہ بھی جائز نہیں ہے تمام سورۂ فاتحہ کی قرأت واجب ہے شیخ نے عالموں کی تکلیف کے سبب نماز
میں قیام کیا جب ایاک نعبد و ایاک نستعین پر پہونچے اس جملہ کے ہر مو سے ایک قطرہ خون کا
ٹپکا کہ تمام خرقہ خون آلودہ ہوا ناچار علما کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ بزرگوارو میں زن حائضہ کے مانند
ہوں مجھ پر نماز درست نہیں ہے مجھ سے دستبردار ہو

ذکر مولانا شیخ حسام الدین نور اللہ مرقدہ کا

آنحضرت بھی شیخ صدر الدین عارف کے مریدوں میں انتظام رکھتے تھے ایک روز کا مذکور ہے کہ شیخ

شیخ حسن مرد اُمی تھے کچھ پڑھے لکھے نہ تھے بلکہ بعضے حروف بھی زبان سے ادا نہ کر سکتے تھے لیکن لوح محفوظ اُن کے آئینہ دل پر عکس افگن تھی اس دلیل سے کہ لوگ بارہا تین سطر ایک کاغذ پر تحریر کر کے اُن کے روبرو لے جاتے تھے ایک سطر احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اور ایک سطر اقاویل مشائخ سے اور ایک سطر آیات کلام مجید سے اور شیخ سے عرض کرتے تھے کہ فرمایئے ان سطروں مین احادیث رسول اللہ اور آیات قرآن شریف اور اقوال مشائخ کون ہین وہ جناب اول انگشت قرآن مجید کی سطر پر رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ کلام حق تعالے کا ہے کہ نور اس کا عرش اعظم تک مشاہدہ کرتا ہون اور یہ حدیث رسول اللہ ہے کہ ... اس کی سپہر ہفتمین تک دیکھتا ہون پھر مشائخ کے سطر کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے تھے کہ یہ اقوال بزرگون کے ہین کہ نور اس کا فلک تک معائنہ کرتا ہون اور یہ بھی شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ ایک وقت دہلی مین ایک مسجد بنا کرتے تھے اور قبلہ کے تعین مین کہ داہنی طرف میل کرتا ہے یا بائین سمت علما کو اختلاف ہوا اتفاقاً شیخ حسن افغان اس مقام مین وارد ہوے اور قبلہ رو استادہ ہو کر کعبۃ اللہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا بیت اللہ کی زیارت کرو جمیع علما جو حاضر تھے کعبۃ اللہ کی زیارت سے مشرف ہوے اور شیخ کی تعظیم کو جھکے اور ایک روز شیخ حسن افغان کا گذر ایک کوچہ مین ہوا اور بہنگام مغرب ایک مسجد مین پہونچے دیکھا کہ ایک امام نماز جماعت کی ادا کرتا ہے آپ نے اُس امام کے پیچھے اقتدا کی جب امام سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوا آپ امام کا ہاتھ پکڑ کے ایک گوشہ مین لے گئے اور کہا اے صاحب ہم اس نماز کی جماعت مین شریک ہوے اور تمھاری اقتدا کی تم عین نماز مین دہلی سے بنگالہ گئے اور وہان سے بردے خرید کر کے ملتان لے گئے اور ملتان سے غزنین کی سمت اُن بردون کو گران قیمت بیچنے کے واسطے روانہ ہوے اور ہم تمھارے پیچھے بے سر و پا حیران و پریشان پھرتے رہے بتلایئے اس نماز کو کیا کہین اور اسکا کیا نام رکھین اور فی الواقع ایسا ہی ہوا تھا کہ جو شیخ نے فرمایا

ذکر شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کا

وہ جناب شیخ صدر الدین عارف کے مریدون سے ہین ابتدائے زمانہ مین قندھار مین سکونت رکھتے تھے اور مرد دائم الخمر تھے بے خمر زیست نہ کر سکتے تھے ایک مرتبہ اپنے باپ محمد قندھاری سے رخصت لے کر برسم تجارت ملتان کی طرف روانہ ہوے اور مے نوشی اور معشوق پرستی اُن کا کام تھا اتفاق حسنہ سے وہ ایک روز دُکان مین بیٹھے تھے کہ شیخ صدر الدین عارف کہ شیخ بہاء الدین زکریا کی زیارت کے واسطے جاتے تھے نظر اُن کی شیخ احمد پر پڑی ایک خادم کو بھیجا کہ تم انھین جس طور سے ممکن ہو میرے پاس لاؤ یہ کہکر وہ جناب اپنے والد کے مقبرہ مین داخل ہوے اور شیخ کی زیارت

ہی جوکہ اُس جناب کے کوئی فرزند نہ تھا مصلی اور خرقہ اپنے ایک بھائی کو عطا کیا اور نماز مغرب کے وقت
امام کو اندر بلا کر نماز فرض ادا کی اور سر سجدہ میں رکھکر ودیعت حیات رب کائنات کے سپرد کی اور چونکہ
مؤلف کتاب ہذا محمد قاسم فرشتہ کو یہ حقیقت کسی کتاب سے دریافت نہ ہوئی کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح
کے انتقال کے بعد کون لوگ بطنًا بعد بطن سجادۂ خلافت پر بیٹھتے آئے لہذا اُس سے ساکت ہو کر اُن کے
مریدان مشہور کے ذکر میں مشغول ہوا۔

ذکر سید جلال بخاری قدس سرہ العزیز کا

آنجناب سید صحیح النسب ہیں اور نسب آنحضرت کا ساتھ امام الہادی کے یوں پہونچتا ہے سید جلال بن
سید علی بن جعفر بن محمد بن احمد بن محمود بن عبداللہ بن علی اصغر بن جعفر بن امام علی الہادی اور منقول ہے
کہ سید جلال بخارا سے ملتان میں آئے کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کی خانقاہ میں وارد ہوئے
اور اُن دنوں میں گرما کی نہایت گرما گرمی تھی اور ہوا سے تنور یعنی لو چلتی تھی ایک روز سید جلال
بخاری خانقاہ کے صحن میں بیٹھے تھے فرمایا آہ ایسی فصل میں بخارا کی برف ملتی سنکر شیخ بہاء الدین
زکریا نے کہ اپنے حجرہ میں تھے صفائے باطن سے یہ امر دریافت کرکے اپنے خادم سے فرمایا کہ تم جاکر جماعتخانہ
کی صف میں فرش اٹھا کر تمام صحن میں جھاڑو سے صاف کرو خادم نے حکم کے موافق عمل کیا اور
لوگ اس امر سے کہ خلاف عادت تھا متعجب ہوئے اور وقت دوپہر کا تھا کہ ناگاہ ایک ٹکڑا ابر کا خانقاہ
کے مقابل میں ظاہر آیا اور خانقاہ کے صحن میں اولے تخم مرغ برابر گرنے لگے یہاں تک کہ تمام صحن
اولوں سے بھر گیا اور ابر برطرف ہوا اور ایک اولا خانقاہ کے سوا دوسرے مقام میں نہ گرا غرض
کہ سید جلال مست ہو کے تناول فرما کر اپنی آرزو کو پہونچے اور ملتان کی خلائق ایک ایک اولا تبرکًا
اور تیمنًا اٹھا لے گئی اور جب شیخ نماز ظہر کے واسطے حجرہ سے برآمد ہوئے سید جلال بخاری کو دیکھکر
مسکرائے اور فرمایا اے سید جلال بخاری اس حال میں اولے ملتان کے بہتر ہیں یا برف بخارا کی سید جلال
بخاری نے عرض کی کہ ایک اولا ملتان کا ہیچ بخارا کے سو برف کالے سے بہتر ہے اور اسی عرصہ میں وہ خرقۂ خلافت
کا پاکر خطۂ اوچہ میں مامور ہوئے اور آنحضرت کا مقبرہ اسی شہر میں واقع ہے

ذکر شیخ حسن افغان رحمۃ اللہ علیہ کا

آپ جناب بھی شیخ بہاء الدین زکریا کے مریدوں میں سے ہیں جن کا یہ مرتبہ ہے کہ شیخ نے اپنی زبان
مبارک سے ارشاد کیا کہ جب قیامت میں پیش کرسی ندا آوے گی کہ زکریا ہماری درگاہ میں کیا لایا
عرض کروں گا حسن افغان کو لایا ہوں اور کتاب فوائد الفواد میں شیخ نظام الدین اولیا سے مرقوم ہے کہ

خادم شیخ کے اشارہ کے موافق خلایق کی عرضیان بادشاہ کے ملاحظہ مین پیش کرتا تھا اور بادشاہ خود پڑھکر
ہر عریضہ کے ناصیہ پر مدعی کے حسب مدعا بخط خاص جواب لکھتا تھا اور ارکان دولت دستخط خاص کے
موافق عمل کرتے تھے اور جب مقدمات خلایق کا تصفیہ ہوجاتا تھا شیخ اپنے مکان پر تشریف لے جاتے تھے
اور امیر خسرو سے منقول ہے کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کے عرس کے دن حضرت رکن الدین ابوالفتح
اور شیخ نظام الدین اولیا دونون بزرگوار موجود تھے جب قوالون نے راگ شروع کیا شیخ
نظام الدین اولیا حالت وجد وحال مین آن کر اٹھا چاہتے تھے کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح نے ان کا
دامن پکڑ لیا بعد ایک لحظہ کے شیخ دوبارہ وجد مین آکر ایستادہ ہوے اس مرتبہ شیخ رکن الدین
ابوالفتح مانع نہ ہوے اور خود مثل اور درویشون کے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوے اور جب سماع
موقوف ہوا ہر شخص اپنے مکان کی طرف راہی ہوا مولانا علم الدین نے شیخ رکن الدین ابوالفتح
سے پوچھا کہ ممانعت اول اور سکوت ثانی کا کیا سبب تھا جواب دیا کہ مین نے اول مرتبہ
شیخ نظام الدین اولیا کو عالم الملکوت مین دیکھا تھا میرا ابھی دسترس اُس مقام تک تھا لہذا
دامنگیر ہوا دوسری بار انھین عالم جبروت مین دیکھا جب مجھے معلوم ہوا کہ وہان میرا ہاتھ روک نہ سکیگا
اس واسطے دست بردار ہوا اور نقل ہے کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح نظام الدین اولیا کی خبر فوت سنکر ملتان
سے دہلی کی طرف متوجہ ہوے اور وہان پہونچکر لوازم زیارت بجالائے اور بھی انھین دنون مین بادشاہ
غیاث الدین تغلق شاہ بنگالہ سے نواح دہلی مین پہونچا اُس کے فرزند سلطان محمد تغلق شاہ نے
استقبال کیا اور شیخ بھی اُس کی پیشوائی کو روانہ ہوے اور بادشاہ ضیافت کھانے کے واسطے
اُس قصر مین کہ اُسکے فرزند نے افغان پور کے قریب تعمیر کیا تھا وارد ہوا جو شیخ رکن الدین ابوالفتح
بھی اُس قصر مین رونق افزا تھے اُس جناب نے بادشاہ سے کہ وہ طعام تناول کرنے مین مصروف
تھا کہا کہ جس قدر جلد ممکن ہو اس قصر سے برآمد ہوجیے بادشاہ نے جواب دیا کہ اکل وشرب
سے فارغ ہوکر برآمد ہون گا شیخ نے دوبارہ بادشاہ سے کہا وہی جواب سنا شیخ رکن الدین ابوالفتح
اپنے ہاتھ دھوکر قصر سے نکل گئے اور لوگ بھی یہ حال دیکھکر شیخ کے پیچھے ہو گئے لیکن بادشاہ مع
ایک جماعت مخصوصان بیٹھا رہا ابھی شیخ دوسری دہلیز مین نہ پہونچے تھے کہ اُس قصر کی چھت
گر پڑی اور بادشاہ ہلاک ہوا اور یہ واقعہ دیکھکر لوگ زیادہ تر شیخ کے معتقد ہوے اور شیخ عثمان
سیاہ کا گلستان ارادت از سر نو تازہ ہوا اور مولانا اسمٰعیل ذاکر سے نقل ہے کہ شیخ رکن الدین ابوالفتح
نے اپنی وفات سے تین مہینے پیشتر ایکبارگی خلق سے کنارہ کرکے گوشہ نشینی قبول کی تھی اور کبھی حجرہ
سے سوا ے نماز فرض کے برآمد نہ ہوتے تھے الغرض بتاریخ سولھوین رجب یوم پنجشنبہ بعد نماز
عصر مولانا ظہیر الدین محمد کو کہ خادم خاص تھے حجرہ مین طلب کیا اور اپنی تجہیز وتکفین کے بارہ مین وصیت

شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی سے منقول ہے کہ جس وقت شیخ رکن الدین ابو الفتح دہلی میں تشریف
لاتے تھے خلق کو آنحضرت کے عطائے ظاہری اور باطنی سے ہر روز روز عید اور ہر شب شب قدر ہوتی تھی اور بادشاہ
علاء الدین خلجی کے عہد میں دوبار دہلی میں تشریف لائے تھے اور بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ کے عصر
میں تین بار اور بادشاہ علاء الدین خلجی باوجود غرور و حشمت آنحضرت کے استقبال کے واسطے سوار ہوتا تھا
اور باعزاز تمام شہر میں لاتا تھا اور دس لاکھ روپیہ پہلے دن اور پانچ لاکھ روپیہ روز وداع بطریق
شکرانہ ارسال کرتا تھا اور شیخ رکن الدین کے پاس اُس دن جس قدر زر شکرانہ آتا تھا خلائق پر
تقسیم کرتے تھے ایک درم یا دینار باقی نہ رکھتے تھے اور بارہا فرماتے تھے کہ میں ملتان سے بعشق
محبت شیخ نظام الدین اولیا دہلی میں آیا ہوں اور نقل ہے کہ ایک وقت دونوں بزرگ مسجد کیلوکھری
میں جمعہ کی نماز ادا کرکے باہم ملاقی ہوئے شیخ رکن الدین ابو الفتح شیخ نظام الدین اولیا کی خانقاہ
کی طرف تشریف لے گئے اور درویشان صاحب حال وہاں حاضر تھے مولانا علیم الدین چچیرے
بھائی شیخ رکن الدین ابو الفتح کے دل میں یہ خیال گذرا کہ جو قران السعدین واقع ہوا بہتر ہے کہ اس وقت
ان بزرگوں کے درمیان نکتہ علمی مذکور ہووے فی الفور دونوں بزرگوار وقتہً زبان پر لائے کہ اے
مولانا علم الدین جو کچھ تمہارے دل میں گذرا ہے اُسے زبان پر لاؤ مولانا نے کہا آیا کیا حکمت تھی
کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی شیخ رکن الدین
ابو الفتح نے کہا میرا دل گواہی دیتا ہے کہ بعضے کمالات حضرت کے اس ہجرت پر موقوف تھے اسواسطے
وہاں تشریف لے گئے تو وہ کمالات حاصل ہوویں بعد اس کے شیخ نظام الدین اولیا نے
یہ جواب دیا کہ میرے دل میں یہ آتا ہے کہ بعضے ناقصان مدینہ کو مکہ معظمہ کے سفر کی قدرت نہ تھی
تا خدمت بابرکت میں مشرف ہو کر کسب فیوض کریں حق سبحانہ تعالیٰ نے آن حضرت کو مدینہ منورہ
کی طرف بھیجا تو اہل نقصان آپ کے یمن خدمت سے درجۂ کمال کو پہونچیں سبحان اللہ ان دونوں
بزرگواروں نے در پردہ تواضع ایک دوسرے کی فرمائی اور بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ کے
عہد میں شیخ رکن الدین ابو الفتح تین مرتبہ دہلی میں تشریف لائے اکثر اوقات شیخ نظام الدین
اولیا کے ساتھ صحبت رکھتے تھے اور جب بادشاہ کے دیکھنے کا ارادہ ہوتا تھا اُس روز تخت رواں پر
سوار ہوتے تھے اور تمام راستہ میں تخت کو ٹھہراتے تھے اور اہل حاجت اپنے عرائض تحریر کرکے تخت پر
ڈالتے تھے اور قطب الدین مبارک شاہ کے دیوانخانہ کے تین دروازہ تھے دو دروازہ سے
ہمراہ تخت رواں پر سوار ہوکر جاتے تھے اور تیسرے دروازہ میں بادشاہ استقبال کے
واسطے آتا تھا شیخ تخت سے اُترتے تھے بادشاہ آن حضرت کا ہاتھ پکڑ کے دیوان خاص میں
لیجاتا تھا اور حضرت کے روبرو مؤدب بیٹھتا تھا اور قدم رنجہ فرمانے کا عذر کرتا تھا اُس وقت

کہ وہ حرارت باطن سے طعام کو روشن اور نورانی کرسکتا ہی اُسے قلت غذا کا مقید ہونا لازم نہین بیت

چونکہ لقمہ مے شود بر تو گہر	تن مزن ہر چند بتوانی بخور

اور جب شیخ صدر الدین عارف عرض الموت مین مبتلا ہوے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کا خرقہ اور دیگر چیزین جو شیخ بہاء الدین زکریا سے انھین پہونچی تھین اپنے فرزند ارجمند شیخ رکن الدین ابو الفتح کو دے کر خلیفہ اور جانشین کیا اور ۷۷۶ھ سات سو چھتر ہجری مین قید جسمانی سے وارستہ ہوکر عالم روحانی کی طرف سفری ہوے

ذکر شیخ رکن الدین ابو الفتح قدس سرہ العزیز کا

ابیات

جہان معرفت سلطان معنی	وجودش آیتے در شان معنی	دلش از طلعت اسرار مسرور
ہمیشہ جانش از انوار معمور	بباطن در حقیقت رفتہ بیباک	بظاہر در شریعت چست و چالاک

آنحضرت نہایت عظیم القدر اور عزیز الوجود تھے اور علوم معقول و منقول سے بہرہ وافی رکھتے تھے اپنے جد بزرگوار کے نظر یافتہ تھے اور اُس جناب کی والدہ ماجدہ مسماۃ راستی کہ عفت مین اپنے وقت کی رابعہ بصری تھین اور ہر روز ایکبار کلام اللہ ختم کرتی تھین اور اپنے خسر سے ارادت صادق رکھتی تھین ایک دن اُن کی ملازمت مین حاضر ہوئین اور اُس وقت مین شیخ رکن الدین ابو الفتح سات مہینے کے اُن کے شکم مبارک مین تھے شیخ بہاء الدین زکریا نے اُس روز بخلاف عادت اُن کی تعظیم کی اور فرمایا اے بی بی یہ تعظیم اُس شخص کی ہی کہ تو جس کی حامل ہی اور یہ نور عین ہمارے خاندان اور دودمان کا چراغ ہوگا ایک روز کا مذکور ہی کہ شیخ بہاء الدین زکریا پلنگ پر رونق افزا تھے اور آپ نے دستار مبارک پلنگ کے پایہ پر رکھدی تھی اور شیخ صدر الدین چارپائی کے قریب فرش پر مؤدب بیٹھے تھے اور شیخ ابو الفتح کا سن اُن دنون مین چار برس کا تھا چارپائی کے گرد پھرتے تھے ایکبارگی حضرت کی دستار مبارک اُٹھا کر زیب سر کی شیخ صدر الدین نے مضطرب ہو کر بہ آواز بلند فرمایا کہ ای رکن الدین بے ادبی نکر اور حضرت کی دستار مبارک اُتار کے رکھ دے شیخ بہاء الدین زکریا نے فرمایا ای صدر الدین عارف تم اسے منع نہ کرو کہ بسبب استحقاق کے زیب سر کی ہی اور مین نے یہ دستار اُسے بخشی منقول ہی کہ حضرت اُنے وہ دستار اُسی طور سے معقد صندوق مین امانت رکھی بروز جلوس سجادہ اُس کو سر پر رکھتے تھے اور خرقہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کا پہنتے تھے اور روش آن حضرت کی سلطان ابو سعید ابو الخیر کی روش کے موافق تھی ان کی مجلس مین جس شخص کے دل مین جو کچھ آتا وہ آن حضرت پر مکشوف ہوتا تھا اور مخدوم جہانیان سید جلال بخاری اور شیخ عثمان سیاح کے مانند کہ دہلی مین مدفون ہین مرید رکھتے تھے اور

بساط جامہ کو رنگین نہ کروں تو اُس عورت سے جو اُس کے گھر میں آرکتی ہوں پھر حکم دیا کہ تمام شہر میں منادی
کردو کہ کل علی الصباح تمام سپاہ دربار میں حاضر ہوئے اور اُس دن شاہزادہ نے دفور رنج سے کھانا
نہ کھایا ملتان میں آثار قیامت کے ظاہر آئے اور شیخ اپنے ارادہ پر ثابت اور راسخ تھے کسی چیز کا
تغیر اُن کے حال میں نہ آیا ناگاہ بعد عصر کے یہ خبر شاہزادہ نے سنی کہ بیس ہزار مغل جرار دریا کو اور ملتان
کی نواح میں بعزم رزم داخل ہوئے محمد سلطان خان شہید نے کہ اپنے تیئں رستم دستان تصور کرتا تھا
حکم دیا کہ تمام فوج صبح کو مسلح اور مکمل ہو کر آوے تو پہلے مغلوں کی جماعت کو درہم برہم کروں اُسکے
بعد شیخ کے خون سے بساط رنگین کر کے اپنے دل کا کینہ نکالوں خلاصہ یہ کہ دوسرے دن محمد سلطان خان
شہید چاشت کے وقت مع فوج شہر سے باہر آمد ہوا اور لشکر غنیم سے دوپہر لڑا اور حملہائے مردانہ سے دشمن کے
صفوف کو متفرق اور پریشان کیا اور ظہر کے وقت ادائے نماز کے واسطے ایک تالاب پر وارد ہو کر نماز میں
قیام فرمایا اور اُس وقت پانسو سوار اُس کے ہمراہ تھے اور باقی سپاہ غنیم کے تعاقب اور غنیمت میں مصروف
تھی اس درمیان میں ایک مغلوں کا افسر کہ دو ہزار سوار سے ایک باغ میں ایستادہ تھا اور آگے سے حملہ
کی فرصت نہ ملی تھی مغل کی جو شکست سے بقصد فرار روانہ ہوا جب گذر اُسکا اُس تالاب پر ہوا محمد
سلطان خان شہید کو بجماعت قلیل دیکھکر شیر گرسنہ کی طرح تاخت لایا اور خان شہید کو مع تمامی سوار
قتل کر کے نکل گیا **بیت**

گنج قاروں کہ فرو میرود از قہر ہنوز | خواندہ باشی کہ ہم از غیرت درویشانست

پھر تو وہ مستورہ بفراغت تمام شیخ کے مکان میں رہی اور آں حضرت کی برکت صحبت سے واصل بحق
ہوئی اور شیخ رکن الدین فردوسی سے کہ جو شیخ نجم الدین کے پیر تھے اور وہ پیر شیخ شرف الدین
یحیی منیری کے ہیں منقول ہے کہ میں نے اُن دنوں میں خراسان سے ہندوستان کی عزیمت کی اور جب
ملتان میں پہونچا شیخ صدر الدین کی ملاقات کو ایام صیف میں گیا اور میں روزہ رکھتا تھا شیخ نے
کھانا طلب کیا لوگ بہت اُس کے مائدہ پر جو بادشاہوں کے دسترخوان کے مانند تھا حاضر ہوئے
اور میں شیخ کے قریب اور درویشوں سے زیادہ تھا میں نے دیکھا کہ آں حضرت کے روبرو ایک
طباق زعفر سے بھرا ہوا اور ایک حلوا سے صاف پلاؤ سے لبریز رکھا تھا شیخ نے میری طرف متوجہ ہو کر
فرمایا درویشو بسم اللہ میں اگرچہ صائم تھا لیکن بحکم من اکل مع المغفور فہو المغفور اپنے تیئں اُس
سعادت سے محروم نہ کر سکا اور بسم اللہ کہکر اکل طعام میں مشغول ہوا دیکھا کہ شیخ برغبت تمام طعام
تناول فرماتے ہیں اور ہر ایک کو اُن نعمتوں کے کھانے کے واسطے اشارہ کرتے ہیں میرے دل میں
یہ خیال گذرا کہ اگرچہ تو نے صوم الصیف کے افطار میں مراعات میزبان کی پر ضرور ہے کہ قلیل غذا پر کفایت
کرے غرضکہ جب یہ خاطر میرے دل میں گذرا شیخ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جس شخص سے ممکن ہو

فی الفور عرض کی کہ بابا فلان طرف گیا شیخ نے ایک لحظہ اُس طرف توجہ کی ناگاہ لوگون نے دیکھا کہ ایک ہرنی
اپنا بچہ ساتھ لیے ہوے چلی آتی ہے جب قریب پہونچی شیخ رکن الدین نے دوڑ کر ہرن کے بچہ کو گود مین
لیا اور سر اور آنکھین چومکر پستان مادر اُس کے دہن مین چھوڑتے تو دودھ پیتے اور بعد اُس کے
اُس مخدوم زادہ نے دوپہر مین کلام اللہ کا ایک پارہ حفظ کیا اور اُس ہرنی کو مع بچہ اپنی خانقاہ مین چھوڑ دیا
چنانچہ وہ مدت دراز تک وہان رہی اور نقل ہے کہ بادشاہ غیاث الدین بلبن نے اپنے بڑے بیٹے محمد
سلطان خان کو کہ آخر کو خان شہید مشہور ہوا چتر اور دور باش دے کر ملتان کی طرف بھیجا اور وہ شیخ کی ملاقات
کر کے ممالک کے انتظام مین مشغول ہوا اور اُس کی منکوحہ جو بادشاہ رکن الدین ابراہیم بن شمس الدین
التمش کی دختر تھی اور زیور عفت و عصمت سے آراستہ تھی محمد سلطان خان شہید کی شراب کی کثرت
سے ہمیشہ محزون اور مغموم رہتی تھی ناگاہ محمد سلطان خان نے بحسب اتفاق اُس عفیفہ سے رنجش بہم
پہونچا کر تین طلاق دے کر مطلقہ کیا اور بعد تین روز کے اُس کی مفارقت سے کیونکہ بہت خوبصورت
تھی بیتاب ہو کر شہر کے عالمون کو طلب کیا اور اُنسے مسئلہ پوچھا سبھون نے عرض کی کہ جب تک اُس
عورت مطلقہ کو دوسرے کی مفارقت واقع نہووے رجوع درست نہین ہے محمد سلطان خان شہید کہ شاہزادہ
تنک مزاج تھا نہایت آشفتہ ہو کر مسند سے اُٹھا اور خلوت مین جاکر قاضی امیر الدین خوارزمی سے جو شاہزادہ
کے محرم اور ہمدم تھے یہ بات کہی کہ اگر خلاف شریعت اس عورت کو اپنی خدمت مین لاتا ہون تو دوزخ
کے عذاب اور باپ کے عتاب کا خوف ہے اور جو اُسے علیحدہ رکھتا ہون تاب دوری اپنے مین نہین پاتا
دونون طرح مشکل ہے قاضی امیر الدین نے کہا اگر امان ہووے تو عرض کرون خان شہید نے امان دی قاضی
نے فرمایا کہ آپ ایک کام کیجیے اس مقام مین شیخ صدر الدین عارف پاک ذات اور فرشتہ صفات ہین
اس عورت کو خلق سے پوشیدہ اُنکے نکاح مین لاوین پھر آن حضرت سے طلاق لے کر جدا کرین تو مباح
ہووے محمد سلطان خان شہید نے حسب ضرورت اجازت دی قاضی صاحب نے خلق سے پوشیدہ اُس
مستورہ کو شیخ صدر الدین عارف کے عقد ازدواج مین لاکر اُن کے سپرد کیا اور دوسرے دن اُس
عفیفہ کے طلاق دینے کی تکلیف دی وہ عفیفہ یہ خبر سنکر شیخ کے قدم پر گر پڑی اور عرض کی کہ اگر
آپ مجھے پھر اُس ظالم فاسق کے سپرد فرمائین گے مین قیامت کے دن آپ کی دامنگیر ہون گی شیخ
کو اُس کی عجز و زاری پر رحم آیا طلاق دینے سے انکار کیا قاضی یہ خبر سنکر ایسے بیحواس اور مضطرب
ہوے قریب تھا کہ اُن کا مرغ روح قالب سے پھڑک کر نکل جاوے غرضکہ ظہر کے وقت بہزار دقت
اپنے تئین محمد سلطان خان شہید کی ملازمت مین پہونچایا خان شہید اُن کے تحیر اور تغیر سے اصل مطلب
سمجھ گیا اور طیش مین آکر تلوار غلاف سے نکالی چاہا کہ قاضی کو بار ہستی سے سبکبار کرے پھر ہوش
مین آکر یہ بات کہی کہ تیری خونریزی بیفائدہ ہے اگر مین کل شیخ صدر الدین کے خون سے اُس کے

تھے اور یہ جو لوگوں کی زبانی نقل ہے کہ شیخ بہاء الدین زکریا نے رحلت کے وقت شیخ صدر الدین عارف
سے وصیت فرمائی کہ شہر اوچہ میں ایک درویش نہایت کامل اور فاضل ہیں انھوں نے اب تک
کسی درویش سے پیوند نہیں کیا اور ہمارے خانوادہ سے انھیں ایک نصیب وافر ہے اور اگرچہ وہ میرے
پاس نہ آئے بعد میرے تمھارے پاس آویں گے اور اب تک انھیں جذبے نے مغلوب کیا ہے جس وقت
وہ تمھارے پاس آویں پہلے دن ان سے ملاقات اور مصافحہ نہ کرنا اور تین دن تک انھیں خلوت میں
بٹھانا اور قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول کرنا اور جب وہ جذبہ کے غلبہ سے ہوش میں آویں
تو اپنے روبرو انھیں بلانا اور جو کچھ ہم سے تمھیں سونپا ہے شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی
کے خرقہ کے سوا الصعف انھیں دینا ظاہر یہ نقل بنائی ہوئی یعنی خلاف واقع ہے کیونکہ یہ بات پیران
درویشی کے پلہ میں نہیں سماتی ہے اور فقیر نے کسی کتاب میں صریح نہیں دیکھا کہ وہ مجذوب کون تھے
اور انجام اس کا کیا ہوا اور کتاب فوائد الفواد میں مرقوم ہے کہ شیخ صدر الدین عارف نے ابتدائے
حال میں اپنے والد ماجد کی خدمت میں عرض کی کہ اگر ارشاد ہو میں علم نحو کے استحکام کے واسطے
کتاب مفصل جو صاحب کشاف کی تصنیف ہے پڑھوں شیخ نے فرمایا کہ صبر کر کہ آج شب کو حال
مصنف کا دریافت کروں اسی شب خواب میں دیکھا کہ صاحب کشاف کو فرشتہ زنجیر اور طوق میں
مسلسل اور مطوق کر کے دوزخ کی طرف لیے جاتے ہیں اپنے نور عین کو اس واقعہ سے آگاہی دی
شیخ صدر الدین عارف نے جب یہ بات سنی اس کتاب کے پڑھنے کا ارادہ فسخ کیا ظاہرا معلوم ہوتا
ہے کہ صاحب کشاف چونکہ مذہب معتزلہ رکھتا تھا اس سبب سے عذاب میں مبتلا تھا اور مولانا امام الدین
مبارک ملتانی استاد شیخ ابو بکر دلق پوش سے منقول ہے کہ ایک روز شیخ صدر الدین عارف دریا
کے کنارے جو ملتان سے بفاصلہ ایک فرسخ واقع ہے وضو کرتے تھے اور ان کا بیٹا شیخ رکن الدین
ابو الفتح کہ سات برس کی عمر رکھتا تھا ہمراہ تھا ناگاہ ایک طرف سے ایک غول ہرن کا پیدا ہوا اور ایک
بچہ ہرنی کا اس کے درمیان میں تھا شیخ رکن الدین طفولیت کے سبب آہو برہ کی طرف راغب
ہو کر اس کے خیال میں مشغول رہے اور جب غول نظر سے غائب ہوا اور شیخ صدر الدین عارف
نے وضو سے فارغ ہو کر دوگانہ ادا کیا اپنے فرزند کو بلایا کہ قرآن شریف کا ربع پارہ سبق دے کر
یاد کرائیں اور وہ سعادت مند مصحف مجید کھول کر سبق پڑھنے میں مشغول ہوا اور عادت اس
صاحبزادہ کی یہ تھی کہ تین مرتبہ پڑھ کر چوتھائی پارہ حفظ کر لیتا تھا اور اس روز دس مرتبہ پڑھا یاد نہ ہوا
شیخ صدر الدین نے صورت حال پوچھی بعضے حاضرین نے جواب دیا کہ ایک غول ہرن کا اس
طرف سے گذرا اور اس کے درمیان میں ایک ہرن کا بچہ تھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مخدوم زادہ کو اس کی
طرف میل ہوا شیخ نے ایک لحظہ تامل کیا کہ آیا وہ غول ہرن کا کس طرف گیا ہے شیخ رکن الدین سے

اور حجرہ کے چارون گوشون سے یہ آواز برآمد ہوئی کہ دوست اپنے دوست کے جوار رحمت مین واصل ہوا اور جب یہ سانحہ ہوش ربا صدر الدین عارف کے سمع مبارک مین پہونچا فوراً حجرہ مین جاکر اپنے والد کو دیکھا کہ مطمورۂ خاک سے معمورۂ پاک کی طرف سفری ہوئے ہین اور یہ واقعہ سترھوین تاریخ صفر سنہ ۶۶۶ چھ سو چھیاسٹھ ہجری مین واقع ہوا اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ شیخ سعید الدین حموی اور شیخ سیف الدین خضری اور شیخ بہار الدین زکریا اور شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر معصر تھے اول شیخ سعید الدین حموی نے اس دار ناپائدار سے ارتحال کیا اور اُس کے تین سال بعد شیخ سیف الدین خضری روضۂ رضوان کی طرف خرامان ہوئے اور اُسکے تین سال کے بعد شیخ بہار الدین زکریا نے وفات پائی جب تین برس کا اور عرصہ گذرا شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نے عالم فانی سے عالم باقی کی سمت انتقال فرمایا۔

ذکر شیخ صدر الدین عارف قدس سرہ العزیز کا

بہار

آن گہر معدن حق الیقین | تازہ زآب کرمش باغ دین
خرقہ وحدت نجلا و ملا | لجۂ مواج دل پاک او
داده زپاکی بہ ملائک صلا | عقل فرو مانده در ادراک او
صدر نشین گشت بعرشش برین | کشتہ خطابش زخدا صدر دین

اُنھین عارف اس واسطے کہتے ہین کہ ہر بار ختم کلام اللہ کرتے تھے سمند فکر کو زیادہ تر گرم عنان فرماتے تھے اور جس وقت تلاوت مین مشغول ہوتے تھے تو اُنہین فوج فوج معانی کا سامنا ہوتا تھا اور وہ جناب ہمت عالی رکھتے تھے کہ مال دنیوی سے کچھ اپنے پاس نہ رکھتے تھے اور جب آپکے والد شیخ بہار الدین زکریا کے آفتاب حیات نے مغرب ممات کی طرف رجعت کی اُن حضرت کے شیخ صدر الدین عارف کے سوا چھ فرزند اور دوسری بی بی سے تھے جب شریعت غرا کے موافق متروکات تقسیم ہوئے اسباب و اجناس کے علاوہ ستر لاکھ روپیہ نقد شیخ صدر الدین عارف کو میراث پہونچا اُنھون نے وہ تمام نقد و جنس اول روز فقرا پر تقسیم کرکے ایک درم اور دینار باقی نہ رکھا بعد اُس کے ایک شخص نے آنحضرت سے یہ عرض کی کہ آپ کے والد بزرگوار اس قدر نقد و جنس خزانہ مین نگاہ رکھتے تھے اور بآہستگی تمام اُسے فقرا پر صرف کرتے تھے آپکو اُنھین کی روش پر عمل کرنا چاہیے جواب دیا کہ میرے والد ماجد جو دنیا پر غالب مطلق ہوگئے تھے اسباب دنیوی کے جمع آنے سے خوف نہ رکھتے تھے اور بتدریج تمام فقرا پر صرف کرتے تھے اور مین بھی اگرچہ اکثر اوقات غالب ہون لیکن کبھی کبھی اپنی طبیعت کو مساوی پاتا ہون لہذا اُس کے جمع کرنے سے اندیشہ کرتا ہون کہ مبادا مال دنیوی مجھے فریب دیوے اس لیے اُسے اپنے پاس سے دور کرتا ہون اور اپنے پاس نہین رکھتا ہون اور شیخ صدر الدین عارف بہت مرید صاحب جمال رکھتے تھے مثل شیخ جمال خندان اور شیخ احمد معشوق اور مولانا علاء الدین خجندی اور فرزند ارجمند حضرت کے شیخ رکن الدین ابوالفتح

پڑھتے تھے ایک دن مولانا نے اُنسے پوچھا کہ تم کیوں مکرر تمام راستہ طے کرکے ساتھ میرے اقتدا کرتے ہو شیخ نے کہا میں اس حدیث پر عمل کرتا ہوں من صلّی خلف عالم تقی فکانما صلّی خلف نبی مرسل مولانا ساکت ہوے دوسرے دن حسب شیخ صبح کے وقت اپنی عادت کے موافق حاضر ہوے مولانا ایک رکعت نماز ادا کر چکے تھے کہ شیخ دوسری رکعت میں شریک ہوے جب مولانا تشہد میں بیٹھے شیخ نے سلام پھیرنے سے پہلے ایستادہ ہوکر اپنی دوسری رکعت شروع کرکے نماز تمام کی مولانا نے کہا کہ تم کیوں امام کے سلام سے پیشتر برخاست ہوے شاید امام کو سہو واقع ہوا ہو چاہیے کہ وہ سجدہ سہو کا بجا لاوے لیکن جو مقتدی سلام سے پیشتر اُٹھے وہ سجدہ سہو کا نہیں کرسکتا ہی شیخ نے کہا کہ اگر کسی کو نور باطن کے سبب معلوم ہووے کہ امام کو کچھ سہو واقع نہیں ہوا ہی اُسکا اُٹھنا روا ہوگا مولانا نے کہا جو نور کہ احکام شریعت کے موافق نہیں ہی وہ ظلمت ہی شیخ نے جب یہ بات سنی پھر نماز کو حاضر ہوے اور منقول ہی کہ اُن دنوں میں ایک عزیز نے مولانا قطب الدین سے کہا کہ آپ کیوں درویشوں کی نسبت اعتقاد میں لاتے ہیں فرمایا اس سبب سے کہ مین نے ایک درویش ایسا دیکھا کہ اُس کا مثل نہیں پایا القصہ کاشغر میں میرے قلم تراش کا دبالہ ٹوٹ گیا میں نے بازار میں لے جاکر لوہاروں کو دکھلایا کہ اس قلم تراش کو بدستور سابق تیار کردو کہ عیب جوڑ کا نرہے سب نے جواب دیا کہ ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا حالت اصلی سے کچھ کم ہوجاوے گا ایک لوہار اُن میں سے بولا کہ فلاں محلہ میں ایک کاریگر نہایت پرہیزگار اور متقی ہی شاید وہ اسے درست کردے جب میں اُسکی دوکان پر پہونچا ایک پیر مرد کو دیکھا کہ بیٹھا ہوا ہی پھر مین نے قلم تراش کا قصہ اُس سے بیان کیا اُس نے قلم تراش میرے ہاتھ سے لے کر فرمایا کہ ایک لحظہ آنکھ بند کر مین نے اُس کے کہنے پر عمل کیا اور کنکھیوں سے دیکھا کہ قلمتراش اپنے ہونٹھ کے قریب لیگیا اور اُسپر دعا پڑھ کر دم کیا اور میرے حوالہ کی جب میں نے اسے بنظر غور دیکھا تو سابق سے بھی اُسے بہتر اور محکم تر پایا اُسی وقت میں نے ووراعتقاد سے اُس کے قدم پر سر رکھا اور بقدرے زر پیشکش کیا آنحضرت نے قبول نہ کیا جب میں نے بہت ہی اصرار اور الحاح کی فرمایا تیرا قلمتراش درست ہوا اس سے زیادہ مجھے تکلیف نہ دے مولانا نے جب یہ حکایت تمام کی اُس عزیز نے کہا ای مخدوم وہ پیر قلمتراش درست کرنے والا شیخ بہاءالدین زکریا کے مریدوں سے ہی شیخ کی یمن تربیت اور فیض برکت سے ساتھ اس مرتبہ کے پہونچا ہی مولانا قطب الدین متعجب ہوئے اور اس گفتگو سے جو نماز کے بارہ مین شیخ سے کی تھی پشیمان ہوے اور کچھ دنوں کے بعد دہلی میں گئے اور وہیں زمانہ اُنکی حیات کا آخر ہوا اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہی کہ ایک دن حضرت شیخ اپنے حجرہ میں مشغول بعبادت تھے ناگاہ ایک شخص نورانی پیدا ہوا نامہ سربمہر اُس کے ہاتھ مین تھا وہ نامہ شیخ صدرالدین عارف حضرت شیخ کے بڑے بیٹے کو دے کر کہا کہ تم یہ خط جلد اپنے والد ماجد کی خدمت مین پہونچاؤ شیخ صدرالدین عارف سرنامہ دیکھکر متحیر ہوے اور حجرہ مین جاکر وہ نامہ اپنے والد بزرگوار کو دے کر برآمد ہوے اور اُس شخص کو جو نامہ لایا تھا نہ دیکھا اور شیخ نامہ پڑھ کر جوار رحمت حق میں داخل ہوے

تمام حاضرین نے شیخ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور ایک شخص نے اُن میں سے یہ عرض کی اے شیخ تو نے عیدی اپنی پائی اب مناسب ہو کہ تو مجھے بھی عیدی سے سرفراز فرما شیخ بدر سجستانی نے جب یہ کلام سُنا فوراً وہ حریر کا ٹکڑا بغل سے برآوردہ کر کے اُسے بخشا اور فرمایا کہ یہ عیدی تجھے مبارک ہو اور قیامت کے دن میں جانوں اور آتش دوزخ اور شیخ نظام الدین اولیا سے نقل ہو کہ شیخ بہاء الدین زکریا نے اواخر میں بخلاف اوائل کے روزہ دائمی اور بھوکی ریاضت بر طرف کی چنانچہ اُن کے باورچی خانہ میں قسم قسم کا طعام لذیذ پکتا تھا آپ ہر مسافر اور مہمان کے ساتھ بمقتضائے کلوا من الطیبات واعملوا صالحا طعام ہائے لذیذ تناول کرتے تھے اور جس شخص کو دیکھتے تھے کہ خدا کی نعمت برغبت تمام کھاتا ہو خوش حال ہوتے تھے الغرض ایک دن دسترخوان اُن کے روبرو بچھا تھا جب اس درمیان میں درویشوں کے ساتھ ہمکاسہ ہوئے ایک درویش کو دیکھا کہ وہ روٹی شوربا میں ریزہ ریزہ کر کے کھاتا ہو شیخ نے فرمایا بہترین طعام یہ مرد کھاتا ہے اور حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فضیلت طعام ثرید اور طعاموں پر شل میری فضیلت کے ہو اور انبیا پر اور نقل ہو کہ ایک مرید شیخ کا ایک موضع دہات ولایت لاہور میں رہتا تھا اور اُس قریہ کے قریب ساحل دریا تھا غلہ بو کر اوقات بسر کرتا تھا ایک وقت وہاں کے تحصیلدار نے اُس کی زراعت کی جریب سے پیمایش کی اور یہ بات کہی کہ کچھ اپنی کرامات دکھائیے یا زر لگان سال اور سنوات گذشتہ کا بیباق کیجیے مرید نے ہر چند عذر کیا کہ اُسنے معاف کر فائدہ نہ بخشا درویش ایک لحظہ سر مراقبہ میں لے گئے کچھ دیر کے بعد اٹھا کر فرمایا کہ کیا چاہتا ہو شحنہ نے کہا مجھے یہ منظور ہو کہ آپ اس پانی پر قدم رکھکر اُس پار عبور کریں یا زر اتنے سال کا بیباق فرمائیں آخر کو درویش نے شیخ بہاء الدین زکریا سے ہمت چاہی اور بسم اللہ کہکر قدم پانی پر رکھا اور جس طور سے انسان زمین پر چلتا ہو دریا سے عبور کیا اور اُس پار ہو نچکر تجدید وضو کر کے دوگانہ شکر کا بجا لائے اور پھر اپنی سواری کے واسطے کشتی طلب کی لوگوں نے عرض کیا جس طور سے آپ تشریف لے گئے تھے اُسی نہج سے چلے آئیے فرمایا ڈرتا ہوں کہ نفس خوش ہو کر عجب ونخوت نہ پیدا کرے پھر لوگ کشتی لے گئے شیخ نے سوار ہو کر مراجعت کی اور نقل ہو شیخ نظام الدین اولیا سے کہ ایک دن شیخ بہاء الدین زکریا عین مشغولی میں بہ آواز بلند نعرہ زن ہوئے کہ ابھی شیخ سعید الدین حموی نے دار دنیا سے رحلت فرمائی اور حقیقت میں ویسا ہی ہوا تھا اور منقول ہو کہ جب مولانا قطب الدین کاشانی ماوراء النہر سے ملتان میں تشریف لائے شاہ ناصر الدین قباچہ والی ملتان نے ایک مخلص ایا مدرسہ اُن کے واسطے تعمیر کیا اور مولانا کہ علامہ زمان تھے نماز فجر کی اُس مدرسہ میں ادا کر کے درس میں مشغول ہوتے تھے اور شیخ بہاء الدین زکریا کہ اُن کا ابتدائے حال تھا ہر روز صبح کی نماز کے وقت وہاں حاضر ہوتے تھے اور فجر کی نماز مولانا کے پیچھے

مصر وہاں جاکر انھیں ملحد اور رافضی کہنے لگے اور رانگا گرم کرکے جب اُن کے حلق میں ڈالا کچھ صدمہ انھیں نہ پہونچا اُن کی ایذا رسانی سے دست کش ہوکر معتقد ہوے لیکن قول صحیح یہ ہے کہ سید جمال مجرد صفت حسن و جمال سے بھی موصوف تھے چنانچہ مصری انھیں یوسف ثانی کہتے تھے اور جس طور سے زلیخا حضرت یوسف پر عاشق ہوئی تھی اُسی طرح سے ایک عورت امراے مصر سے سید جمال مجرد پر مفتون ہوئی اور آن حضرت اُس سے بہ تنگ آکر مصر سے سرزمین دمیاط کی طرف بھاگ گئے اور وہ عورت فرط عشق سے بیتاب ہوکر اُن کے پیچھے روانہ ہوئی جب یہ خبر سید جمال مجرد کو پہونچی مضطرب ہوے اور دست دعا درگاہ قاضی الحاجات میں بلند کرکے اپنے زوال حُسن کی استدعا کی اور وہ دعا شرف اجابت سے مقرون ہوئی موے ریش و بروت اور ابرو کے تمام گر گئے اور عورت نے جب انھیں اس ہیئت سے دیکھا رو گرداں ہوکر مصر میں واپس گئی اور سید اس بلاے ناگہانی سے نجات پاکر اس مقام میں ساکن ہوے چنانچہ مقبرہ اُن کا وہیں ہے اور جماعت قلندروں کی وہاں رہتی ہے اور ہنگامہ برپا رکھتی ہے اور منقول ہے کہ ایک رات شیخ بہاء الدین زکریا اپنے حلقے کے درمیان میں بیٹھے تھے اُن سے یہ خطاب کیا کہ تم میں ایسا کوئی شخص ہے کہ دو رکعت نماز ادا کرے اور ایک رکعت میں تمام قرآن مجید پڑھے سب خاموش ہوے شیخ نے دوگانہ میں قیام کیا اول رکعت میں ختم کلام اللہ کیا اور دوسری رکعت میں چار پارہ پڑھکر بعد جلسہ کے سلام کہا اور بار بار فرماتے تھے کہ جو کچھ تمام اہل حال کو میسر ہوا توفیق ایزدی سے مجھے میسر ہوا مگر ایک چیز نصیب نہوئی وہ یہ ہے کہ ایک بزرگ آغاز صبح سے طلوع آفتاب تک ختم قرآن کرتے تھے اور میں ہرچند کوشش کرتا ہوں یہ دولت میسر نہیں ہوتی ہے تین چار پارہ رہجاتے ہیں اور منقول ہے کہ شیخ بہاء الدین زکریا جس مرید کو قبول کرتے تھے فرماتے تھے کہ ہر دوری و سرسری پنجانچہ ہونا ایک دروازہ پر محکم بیٹھنا چاہیے تو گوہر مقصود دستیاب ہو ایک روز کا مذکور ہے کہ ایک مسافر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے اُس کے حال پر توجہ فرمائی اور کھانا حاضر اُس کے واسطے طلب کیا مسافر نے کہا حدیث میں وارد ہے من زار حیا ولم یذق شیئا بعد فکانما زار میتاً شیخ نے کہا خلق کی دو قسم ہیں عوام اور خواص مجھے ساتھ عوام کے کچھ کام نہیں ہے اور اُن کی زیارت اعتبار نہیں رکھتی اور خواص بقدر حال مجھ سے فیض پاتے ہیں نقل ہے کہ شیخ کے مریدوں میں سے شیخ بدر سجستانی تھے اور لاہور میں رہتے تھے ایک روز کہ دن عید تھا عیدگاہ میں نماز پڑھنے جاتے تھے اُنھوں نے آسمان کی طرف منہ کرکے عرض کی بار خدایا ہر غلام اپنے مالک سے عیدی مانگتا ہے اور میں بھی تجھ سے مانگتا ہوں تو خزانہ غیب سے مجھے عیدی عنایت کر جب یہ دعا تمام ہوئی ایک حریر کا قطعہ بخط سبز آسمان سے نازل ہوا اور اُس میں تحریر تھا کہ ہم نے آتش دوزخ تجھ پر حرام کی اور اُس کی حرارت کی مشقت سے آزاد کیا عیدگاہ کے

مسعود شیروانی نے بعجز تمام حضرت شیخ بہاء الدین زکریا سے توجہ کی اور مدد کے طلبگار ہوئے اُسی وقت شیخ نے جہاز مین حاضر ہوکر اہل جہاز کو نجات کی بشارت دی اور غائب ہوئے اور حکم خدا سے باد مخالف ساکن ہوئی جہاز بندر عدن مین سلامت پہونچا اور تمام سوداگرون نے ازروے صدق اور اخلاص کے ثلث مال اپنا خواجہ کمال الدین مسعود شیروانی کے سپرد کیا کہ شیخ کی خدمت مین پہونچادے خواجہ نے وہ مال لیکر نصف جواہر اپنا بھی شیخ کے واسطے علیحدہ کرکے خواجہ فخرالدین گیلانی کے ہاتھ کہ مرد معتبر اور صادق تھا ملتان کی طرف بھیجا خواجہ فخرالدین گیلانی جب آپ کی ملازمت مین حاضر ہوا اُس جناب کو اُسی صورت اور لباس سے کہ جہاز پر مشاہدہ کیا تھا دیکھکر زیادہ تر معتقد ہوا اور مال اور جواہر کہ قریب ستر لاکھ روپیہ کے تھا پیشکش کیا حضرت نے وہ مال تین روز کے عرصہ مین فقرا اور ساکین پر تقسیم کیا اور خواجہ فخرالدین گیلانی نے یہ حال مشاہدہ کرکے حد سے زیادہ اعتقاد بہم پہونچایا اور تمام مال اپنا شیخ کی نذر کرکے حضرت کے سلک مریدون مین منتظم ہوئے اور بعد عرصۂ قلیل واصلان حق سے ہوکر خرقہ خلافت کا پایا اور قریب پانچ سال شیخ کی خدمت مین بسر کیے آخر رخصت لیکر مکہ معظمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور بندر جدہ مبارک مین پہونچکر رحمت حق مین واصل ہوے اور اُسی مقام مین مدفون ہوے اور آج تک اکثر لوگ وہان نذر لیجاتے ہین اور اُنکی روح پر فتوح سے استعانت چاہتے ہین شیخ نصیرالدین اودھی المشہور بہ چراغ دہلی سے منقول ہی کہ ایک وقت شیخ بہاءالدین زکریا شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کی خدمت سے رخصت ہوے اور ایک روز اثناے راہ مین ایک مسجد مین نزول کیا اُس مقام مین ایک جماعت قلندران جوالق پوش کہ لباس سید جلال مجرد کا ہی فروکش ہوے اور جب رات کے وقت شیخ عبادت سے فارغ ہوے بعد مراقبہ شیخ کی نظر ایک قلندر پر پڑی کہ نور اُس کا سپہر اعلیٰ کی طرف ساطع تھا شیخ تعجب کرکے آہستہ اُس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے مرد خدا اس قوم کے درمیان کیا کرتا ہی اُس نے جواب دیا اے زکریا آگاہ ہو ہر قوم مین ایک خاص ہوتا ہی کہ حق سبحانہ تعالےٰ اُس قوم کو اُسے بخشتا ہی اور وہ سید عالی نسب اور عالم اور فاضل اور مجذوب تھے اسم مبارک اُن کا عبدالقدوس اور موصل کے فرزند تھے اور دمیاط مین سید جلال الدین مجرد کی قبر پر لباس قلندرانہ پہنا تھا شیخ نے اُنھین لباس قلندری سے برآوردہ کرکے عالم جذبہ سے عالم سلوک کی طرف پہونچایا اور مقبرہ اُنکا قصبۂ ناہن مین جو یزد اور صفہان کے مابین ہی واقع ہوا اور سید جلال مجرد ساوجی تھے اور ایک مدت مصر مین مفتی رہے جو مشکل لوگون کو مسائل مین پیش آتی تھی سید جلال بغیر کتاب دیکھے جواب دیتے تھے چنانچہ مصر کی خلقت اُنھین کتاب خانہ روان کہتے تھے اور کہتے ہین آخرش اُنھین جذبہ اور ایسی حالت پیدا ہوئی کہ ریش وبروت ترشواکر دمیاط مین جو مصر سے سات یا آٹھ منزل ہی اور حضرت یوسف علیہ السلام کے عہد سے اُس وقت تک ویران تھا جاکر بیہوش ہوے اور بعد چند روز کے کچھ ہوش مین آکر مبہوت کے مانند بیٹھے اور روزہ نماز نہ کرتے تھے اور علما

دی عبداللہ قوال خلعت گرانمایہ اور تیس روپیہ نقد پاکر اجودھن کی طرف روانہ ہوا اور وہاں پہونچکر شیخ
فریدالدین گنج شکر سے قدمبوس ہوکر دہلی کی سمت روانہ ہوا اور پھر عرصۂ قلیل مین قصبۂ اجودھن مین
مراجعت کرکے ملتان کی رخصت طلب کی اور یہ عرض کی کہ راستہ مخوف ہی امیدوار دعا کا ہوں شیخ نے ارشاد
کیا یہاں سے فلان تالاب تک میرا علاقہ ہی بعد اس کے شیخ بہاء الدین زکریا سے تعلق رکھتا ہی
عبداللہ قوال زمین خدمت کو بوسہ دے کر روانہ ہوا جب اس تالاب کے قریب پہونچا ایک جماعت
راہزنوں کی مع شمشیرہاے برہنہ نمودار ہوئی عبداللہ قوال کو حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کا کلام
یاد آیا بآواز بلند پکارا یا شیخ بہاء الدین زکریا میری مدد فرمایئے یہ کہتے ہی راہزن غائب ہوے حرح ر
عبداللہ قوال ملتان میں پہونچ کر شیخ کی قدمبوسی سے شرفیاب ہوا جامہ سرخ سقرلاتی پہنے ہوے تھا
شیخ نے فرمایا کہ سرخ لباس شیطان کا ہی کیوں پہنا ہی عبداللہ قوال کو یہ قول ناگوار خاطر ہوا کلام بے اہتمام
زبان پر لایا کہ لوگون کے پاس خزانے نامحصور موجود ہین اسپر نظر نہین کرتے پر اسے کمل کو جسکی قیمت
نیم تنکہ سے بھی کم ہی عیب فرماتے ہین شیخ نے فرمایا کہ اے عبداللہ ہوش مین آ اور وہ اضطراب کہ جو ہر دن
کے سبب سے تالاب پر رکھتا تھا یاد کر عبداللہ قوال یہ کلام صدق انجام سنکر استغفر اللہ کہتا ہوا شیخ
کے قدم مبارک پر گرا اور شیخ نظام الدین اولیا مولانا صدرالدین عارف سے نقل کرتے ہین کہ مین
ایک وقت مولانا نجم الدین سنامی کے پاس گیا مجھسے پوچھا کہ آج کل کیا شغل رہتا ہی مین نے
عرض کیا تفسیر کشاف اور ایجاز اور عمدہ کا مطالعہ کرتا ہوں مولانا نجم الدین نے فرمایا کشاف اور ایجاز کو
جلا اور عمدہ کا شاغل رہ اور جب مولانا صدرالدین عارف مولانا نجم الدین کی خدمت سے رخصت ہوے
شیخ بہاء الدین زکریا کی حضوری میں پھر حاضر ہوکر تمام ماجرا بےکم وکاست عرض کرکے کہا کہ مولانا نجم الدین
نے یوں فرمایا ہی شیخ نے کہا ہاں یوں ہی ہی اور بظاہر سبب اس کا جیسا کہ شیخ صدرالدین عارف کے
داستان میں مرقوم ہوا یہ تھا کہ کشاف اور ایجاز کے منع کرنے کا سبب اسکے سوا اور معلوم نہین ہوتا ہی کہ شیخ
بہاء الدین زکریا نے واقعہ مین دیکھا ہوگا کہ مصنف کشاف کا اہل دوزخ سے ہی اور ایجاز کے بارہ مین بھی
اسی قبیل سے کچھ ہوگا الغرض جو سبب اسکا معلوم نہ تھا مولانا صدرالدین کو یہ بات شاق گذری اور رات کو ان
تینون کتاب کے مطالعہ مین مشغول ہوے اور جب خواب نے غلبہ کیا عمدہ کو دونون کتاب پر رکھکر سو رہے
اور شعلہ چراغ سے کشاف وایجاز دونون ملکر خاکستر ہوئین اور عمدہ آگ کی آفت سے محفوظ اور سلامت
رہی مولانا حسام الدین حاجی سے کہ شیخ نظام الدین اولیا کے مریدون سے تھے منقول ہی کہ خواجہ
کمال الدین مسعود شیروانی جو شیخ بہاء الدین زکریا کے مخلصوں سے تھے اور وہ نہایت متمول تھے
اکثر جواہر کی سوداگری کرتے تھے ایک وقت جزیرہ جرون سے بندر عدن کی عزیمت مین جہاز پر سوار
ہوے ناگاہ باد مخالف پیدا ہوئی جہاز کا مستول ٹوٹا قریب تھا کہ جہاز غرق ہووے خواجہ کمال الدین

شیخ ہفت اقلیم قطب اولیا | واصل حضرت ندیم کبریا | مفخر ملت بہار شرع دین
جان پاکش منبع صدق ویقین | از وجود او بنزد دوستان | جنت الماوا شدہ ہندوستان
منکہ پرواز نیک واز بدتافتم | این سعادت از قبولش یافتم | رخت ہستی چون بردن برداز میان
کرد پرواز ہما بر آشیان | آن بلند آوازۂ عالم پناہ | سردر عصر افتخار صدرگاہ
صدر دین ودولت آن مقبول حق | نہ فلک بر خوان جودش یک طبق

اور میر حسین چھٹی شوال سات سو اٹھارہ ہجری مین ہرات مین فوت ہوے اور شیخ بہاء الدین زکریا کے مریدون سے شیخ حسن افغان ہین کہ احوال اُن کا عنقریب مذکور ہوگا نقل ہی کہ قطب الدین ایبک نے شمس الدین التمش کو آزاد کیا اور چتر سرخ اور سیاہ اور خرگاہ خاص سلطان معز الدین محمد سام غوری کی اُسے بخش کر ولیعہد کیا اور حکومت شہر اوچہ اور ملتان کی ناصر الدین قباچہ کو دے کر شمس الدین التمش کی اطاعت کے واسطے وصیت فرمائی قضارا ناصر الدین قباچہ نے بعد وفات قطب الدین ایبک بغاوت کر کے شمس الدین التمش کی کہ دہلی کا بادشاہ تھا اطاعت نہ کی اور باوجود اس کے شرع محمدی کے رواج مین بھی ساعی نہ ہوا اُس کے متعلقون نے فسق وفجور شروع کیا شیخ بہاء الدین زکریا اور قاضی شرف الدین اصفہانی عامل ملتان نے شمس الدین التمش کے پاس مکاتیب مشتمل اظہار مخالفت ناصر الدین قباچہ اور عدم رواج شریعت تحریر کر کے ارسال کیے اتفاقات سے وہ مکتوب ناصر الدین قباچہ کے آدمیون کو دستیاب ہوے اور ناصر الدین قباچہ اُن خطوط کو پڑھکر خط پیچیدہ کے مانند پیچتاب کر کے طیش مین آیا اور آدمی شیخ بہاء الدین زکریا اور قاضی کی طلب مین بھیجے جب دونون بزرگوار حاضر ہوے شیخ کو اُس نے اپنے پہلو مین بٹھایا اور قاضی کو بھی اپنے برابر بٹھا کر اُن کا خط اُنکے حوالہ کیا قاضی اُسے دیکھکر شرمندہ اور سرنگون ہوے ناصر الدین قباچہ نے قاضی کو اُسی وقت تیغ ظلم سے قتل کیا اس کے بعد دوسرا خط شیخ کو دیا شیخ نے فرمایا کہ البتہ یہ خط میرا ہی لیکن مین نے اُسے فرمان حق کے موافق لکھا ہی تو کیا کر سکتا ہی ناصر الدین قباچہ یہ کلام سُنکر کانپنے لگا اور شیخ کو باعزاز واکرام تمام رخصت کیا اور نقل ہی کہ عبد اللہ نام ایک قوال روم سے ملتان مین آیا اور شیخ کی ملازمت کر کے عرض پیرا ہوا کہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی نے میری آواز سُنی ہی آپ بھی اگر سماعت فرمائین تو بندہ نوازی سے بعید نہوگا شیخ نے فرمایا جو آنحضرت نے سنا ہی زکریا بھی سُنے گا اور پہر رات گئے حضرت حجرہ مین تشریف لائے اور مجلس سماع کی منعقد ہوئی عبد اللہ قوال نے یہ بیت بہ تکرار ادا کی بیت

مستان کہ شراب ناب خوردند | از پہلوے خود کباب خوردند

شیخ وجد مین آن کر ایستادہ ہوے اور چراغ آستین سے بجھایا عبد اللہ قوال سے منقول ہی کہ جب شیخ اثناے سماع مین میرے قریب آئے آنحضرت کے دامن کے سوا اور کچھ مجھے نظر نہ آیا اور دوسرے

پیدا ہوا تھا اور شیخ کا ایک شب گذر ابراہیم عراقی کے حجرہ کی طرف ہوا اور مطلع اس غزل کا سنا **غزل**۔

نخستین بادہ کاندر جام کردند
ز زلف ماہرویان دام کردند
ز بہر نقل مستان از لب و چشم

ز چشم مست ساقی وام کردند
بعالم ہر کجا رنج و ملامت
نمکدان شکر و بادام کردند
عراقی را چرا بدنام کردند

سر اے صید مرغ جان عاشق
بہم کردند و عشقش نام کردند
چو خود کردند راز خویشتن فاش

شیخ کو اس غزل کے سننے سے وجد و حال عجیب ظاہر آیا اور منقول ہے کہ ابراہیم عراقی اُن دنوں میں شیخ بہاء الدین زکریا کی خدمت میں بسر لے جاتے تھے وجہ اُن کی یہ کہ دختر شیخ کی تھی فوت ہوئی اور شیخ نے چاہا کہ دوسری دختر جو اُس سے چھوٹی تھی ابراہیم عراقی کے حبالۂ نکاح میں لا دیں اپنے بڑے فرزند شیخ صدر الدین عارف سے اس بارہ میں مشورہ کیا اُنھوں نے جواب دیا میں نے ایک روز ابراہیم عراقی کو بساط خانقاہ پر دیکھا تھا کہ کھڑا ہے اور پیراہن کو اُٹھا کر رقص ہوا کرتا ہے ایسا شخص لائق پیوند کے نہیں ہے اور ابراہیم عراقی بعد از وفات شیخ بہ نیت حج بیت اللہ ملتان سے برآمد ہوئے اور حرمین شریفین کی زیارت کے بعد روم کی سمت روانہ ہوئے اور شہر قونیہ میں شیخ صدر الدین عارف کو دیکھکر کتاب فصوص اُن سے پڑھی اور نسخہ لمعات لکھا اور روم میں حسن قوال پر کہ جمال دلپذیر اور حسن صورت بے نظیر رکھتا تھا عاشق ہو کر غزلیں کہیں چنانچہ یہ مطلع غزل کا اُن میں سے ہے **بیت**

اسار طرب عشق چہ دانی کہ چہ بار است | اگرچہ او بہ فلک اندر تگ و تاز است

پھر وہاں سے مصر میں گئے اور ایک موچی کے لڑکے کے حسن دلربا پر شیفتہ ہوئے اور بعد اُس کے ولایت شام میں جا کر شہر دمشق میں ایک امیرزادے پر عاشق ہوئے اور وہاں فرزند اُن کا کبیر الدین جو شیخ بہاء الدین زکریا کی دختر سے تھا ملتان سے آن کر باپ کی ملازمت سے مشرف ہوا خلاصہ یہ کہ ابراہیم عراقی ذیقعد کی آٹھویں تاریخ سنہ چھ سو اٹھاسی ہجری میں فوت ہوئے قبر اُن کی اور اُن کے فرزند کبیر الدین کی دمشق میں شیخ محی الدین عربی کے مزار کے پیچھے ہے اور شیخ بہاء الدین زکریا کے مریدان صادق الاخلاص میں سے ایک مرید امیر حسین نام قوم سادات سے ہیں اول مرتبہ اپنے والد سید نجم الدین کے ہمراہ برسم تجارت ملتان میں پہونچکر مرید ہوئے اور مقدمات علمی کو ساتھ کمال کے پہونچا کر فارغ التحصیل ہوئے اور دوسری خواہش کا دخل دماغ میں رکھتے تھے لیکن اپنے والد ماجد کے بعد عالم تجرید میں قدم رکھا اور مال دنیوی سے جو کچھ رکھتے تھے فقرا کو دیکر ملتان میں آئے اور شیخ کے مریدوں کی سلک میں منسلک ہوئے اور تیس برس اُن کی خدمت میں رہکر بہت کمال حاصل کیے اور اُن کی اکثر تصانیف مثل نزہت الارواح اور زاد المسافرین اور کنز الرموز وغیرہ شیخ کی شرف اصلاح سے مشرف ہوئی ہیں اور شیخ بہاء الدین زکریا اور اُن کے فرزند شیخ صدر الدین نے اُنکی مدح کتاب کنز الرموز میں کہی ہیں **ابیات**

دل ہاتھ سے جاتا رہا درس وبحث کو ترک کرکے اُن کی ہمراہی میں مشغول ہوئے اور جب تین چار روز کے بعد
قلندر اس حال سے واقف ہوئے خراسان کا راستہ لیا شیخ ابراہیم عراقی بیتاب ہوکر دو تین روز کے
بعد اُنکی تلاش میں روانہ ہوئے اور اُن کے پاس پہونچکر ارادہ رفاقت کا کیا قلندروں نے عرض
کی آپ مرد بزرگ ہیں قلندران ابرو تراش کے ساتھ کیونکر صحبت برآر ہونگے شیخ ناچار ہوکر چار ابرو
تراشوا کر اُن کا لباس پہنکر رفیق ہوئے اور اس جماعت کے ہمراہ سیر کرتے ہوئے ملتان میں پہونچے
اور شیخ بہاء الدین زکریا کی خانقاہ میں گئے جب نظر شیخ کی اس جماعت پر پڑی عراقی کو آپ نے پہچانا
اور متعجب ہوئے کہ یہ معاملہ کیا ہی بعد اسکے ہمت مصروف فرمائی کہ انھیں لباس قلندری ترک کراکے اُس
لڑکے کی قید عشق سے نجات بخشیں قضارا شیخ کو خبر پہونچی کہ قلندران مسافر ملتان سے نکل گئے اور شیخ نے
تامل کیا اس درمیان میں ایک آندھی نہایت عظیم کہ کسی نے نہ دیکھی تھی اُٹھی اور گرد وغبار کی کثرت سے
دن نے لباس رات کا پہنا فضاے عالم تیرہ وتاریک ہوا قلندروں کی جماعت جس راہ میں کہ جاتی تھی تاریکی
کی شدت سے سراسیمہ اور بدحواس ہوئی اور خبر ایک دوسرے کی نہ رکھکر متفرق اور پریشان ہوکر ہر ایک
طرف جا پڑی اور شیخ ابراہیم عراقی بقصد قلندر زادہ ایسے راستہ میں پڑے کہ وہ بے اختیار شیخ بہاء الدین
زکریا کے مکان پر پہونچے اور شیخ نے صفاے باطن سے دریافت کرکے خادم کو باہر بھیجا اُنھیں خانقاہ میں
طلب کیا اور اُٹھکر ابراہیم عراقی کو اپنے آغوش مبارک میں کھینچا جب شیخ کا سینہ اُن کے سینہ پر پہونچا
اُسی وقت قلندر بچہ کی محبت ابراہیم عراقی کے دل سے دور ہوئی اور شیخ نے اُنھیں اپنے لباس خاص سے
مشرف فرمایا اور اُن کے رہنے کے واسطے ایک حجرہ مقرر کرکے تربیت میں مشغول ہوئے حتی کہ یہ نوبت
آئی کہ شیخ نے اپنی دختر کہ عفت اور پرہیزگاری میں اپنے وقت کی رابعہ تھی اُن سے عقد نکاح میں
دی اور ابراہیم عراقی اور میر محمد شہریار جو بھانجے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی کے تھے ہمیشہ
سادہ عذاروں کو بہ نظر پاک مشغول محبت ہوتے تھے ایک روز اہل اغراض نے شیخ الشیوخ سے عرض کی
کہ ابراہیم عراقی ایک نعلبند کے لڑکے کے روبرو بیٹھکر نظارہ کرتا ہی شیخ الشیوخ نے بلاکر ملامت کی اور فرمایا
ای ابراہیم عراقی ہمگروہی دلنشین پر کہتا ہی کہ اس کام میں مشغول ہی اُٹھ اور کنارہ کش ہو اہل نظر حرف زن
ہیں ابراہیم عراقی نے کہا ہی ای شیخ غیر کہاں ہی جو حضور گمان فرماتے ہیں شیخ شہاب الدین اس گستاخی سے
رنجیدہ ہوئے اور ابراہیم عراقی یہ امر سمجھکر ایک مدت زار زار روتے رہے یہاں تک کہ شیخ الشیوخ
اُن سے راضی ہوئے اور اُنھیں شیخ بہاء الدین زکریا کے پاس ملتان میں روانہ کیا چنانچہ ابراہیم
عراقی ملتان میں پہونچے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ پچیس برس اُن کی خدمت میں بسر
کئے اور سلوک یعنی ریاضت اور عبادت میں مشغول ہوے اور فتوح حد سے زیادہ حاصل
کی اور اُن دنوں میں اشعار پرسوز کہتے تھے اور شیخ بہاء الدین زکریا کو اس کلام سے وجد اور

کہ ایک مکان ہی سرور سرورِ کائنات صلوات اللہ علیہ اُس میں تشریف رکھتے ہیں اور شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر بطریق حجاب آپ کے روبرو ایستادہ ہیں اور اُس مکان میں ایک طناب بندھی ہوئی ہی اور خرقہ چند اُس طناب پر آویزاں ہیں بعد اُس کے خلاصۂ موجودات نے شیخ الشیوخ کے ذریعہ سے شیخ بہاء الدین کو اپنے روبرو بلایا اور شیخ الشیوخ نے اُن کا ہاتھ پکڑ کے مسند نشین بارگاہ نبوت کے قدمبوس سے مشرف کیا اور آنحضرت نے شیخ الشیوخ کو اشارہ کیا کہ فلاں خرقہ شیخ بہاء الدین زکریا کو پہنا شیخ الشیوخ نے حضرت کے فرمان کے موجب عمل کرکے دوبارہ شیخ کو پابوس اقدس سے سربلندی بخشی اور وہ جناب بسبب اس خواب کے شیخ الشیوخ کے خرقہ کا امیدوار ہوکر خوش حال ہوئے قضارا علی الصباح اُن بزرگوار نے شیخ بہاء الدین زکریا کو مکان کے اندر طلب کیا اور اُس مکان کو ساتھ اُس وضع کے جو خواب میں دیکھا تھا مشاہدہ کیا اور شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر نے اُٹھکر اپنے ہاتھ سے وہ خرقہ کہ حضرت رسالت پناہ نے اشارہ سے فرمایا تھا طناب سے اُٹھا کر اُنھیں پہنایا اور یہ فرمایا بابا شیخ بہاء الدین زکریا یہ خرقے حضرت نبوت پناہی کے ہیں اور میں درمیاں میں متوسط ہوں بے اجازت آنحضرت کے کسی کو نہیں دیسکتا ہوں شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہیں کہ جب چند روز میں شیخ بہاء الدین زکریا کو یہ نعمت عظمیٰ نصیب ہوئی وہ درویش جو مدت مدید سے شیخ الشیوخ کی ملازمت میں حاضر تھے متعجب ہوئے کہ ہمیں باوجود مدت چند سالہ کے یہ دولت نصیب نہوئی اور ہندی فقیر نے تھوڑے ہی عرصے میں یہ سعادت حاصل کی بعد اسکے شیخ الشیوخ نے عالم کشف میں یہ امر دریافت کرکے درویشوں سے فرمایا کہ تم لوگ لکڑی تر کے مانند ہو اور زکریا مانند ہیزم خشک ہی اور آگ خشک لکڑی کو جلد تر پکڑ لیتی ہی بعد اس کے شیخ الشیوخ نے شیخ بہاء الدین زکریا کو وداع کیا اور رخصت کے وقت فرمایا کہ ملتان میں جاکر سکونت کرو کہ اُس ملک کے باشندوں کی ہدایت تم سے رجوع ہوئی ہی کہتے ہیں اُس وقت میں شیخ جلال الدین تبریزی کہ خدمت میں شیخ الشیوخ کے حاضر تھے عرض پیرا ہوئے کہ مجھے شیخ بہاء الدین زکریا سے کمال محبت ہم ہوچکی ہی اگر ارشاد ہو اُن کی صحبت میں رہ کر ہند کی سیر کروں شیخ الشیوخ نے رخصت فرمایا لیکن شیخ جلال الدین تبریزی جوار رم تک ہمراہ گئے اور وہاں اجازت لے کر اُس حدود میں توقف کیا اور شیخ بہاء الدین زکریا ملتان میں جاکر متاہل ہوئے اور شیخ صدر الدین عارف اور دیگر فرزند بھی آن یادگار عالم نے اُنھیں کرامت فرمائے اور شیخ بہاء الدین زکریا کے مرید بہت ہیں از انجملہ ایک سید جلال بخاری ہیں احوال اُن کا مرقوم ہوگا اور دوسرے آن حضرت کے مریدوں سے شیخ فخر الدین اور شیخ ابراہیم عراقی ہیں اور شیخ ابراہیم عراقی اٹھارہ برس کے سن میں اپنے مدرسہ میں جو نہایت پرتکلف تھا مشغول درس دیتے تھے اور طلبہ کو فیض پہونچاتے تھے ان دنوں میں ایک جماعت قلندروں سے مدرسہ میں آن کر اُن کی ملاقات سے مشرف یاب ہوئی اور چونکہ اُس جماعت میں ایک مرد صاحب جمال تھا شیخ کی نگاہ جو ہیں اُس پر پڑی

باطن ہویت وحقیقت | ظاہر بشریعت وطریقت | آن پاک گزیدۂ مشائخ
دان مردم دیدۂ مشائخ | سلطان سریر پاک تمکین | یعنی کہ بہاے ملت ودین

زبدۃ الاتقیا خلاصۃ الاولیا شیخ بہاء الدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز مشائخ کبار سے ہین ہندوستان اُن کے غبار آستان سے سر رفعت کا آسمان پر رکھتا ہی اور جد بزرگوار آن حضرت کے کمال الدین علی شاہ قریشی مکہ معظمہ سے خوارزم کی طرف آئے اور وہان سے قبۃ الاسلام ملتان مین تشریف لاکر ساکن ہوے اور چونکہ جد آپ کے صلاح اور تقوی مین کمال رکھتے تھے باشندے وہان کے اُنکے آنے سے نہایت محظوظ ہوے اور مریدون کے مانند باعزاز و اکرام پیش آئے اور کمال الدین علی شاہ نے وہان اقامت فرمائی اور قلعہ کوٹ کرور مین جس کو سلطان محمود نے اپنے زمانہ جہانگیری و کشورکشائی مین فتح کیا تھا مولانا حسام الدین ترمذی رہتے تھے جو چنگیز خان کے فتنہ مین ترمذ سے جلاے وطن ہوکر میان قلعہ کوٹ کرور مین آئے تھے کمال الدین علی شاہ آن کی دختر پاکیزہ گوہر کو اپنے فرزند شیخ وجیہ الدین کے عقد ازدواج مین لائے اور شیخ بہاء الدین زکریا اُس دختر مانند اختر کے بطن مبارک سے قلعہ کوٹ کرور مین ۵۷۸ھ پانسو اٹھتر ہجری مین پیدا ہوے اور شیخ عین الدین بجاپوری نے تذکرۃ الاولیاء سند مین لکھا ہی کہ شیخ بہاء الدین زکریا اولاد ہبار بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزی بن قصی سے ہین اور ہبار اسلام مین آئے تھے اور آن کے بھائی مسمیان زمعہ اور عمرو اور عقیل بحالت کفر جنگ بدر مین قتل ہوے تھے اور سودہ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے ازواج مین تھین بیٹی زمعہ کی ہین الغرض جب شیخ بہاء الدین زکریا بارہ برس کے ہوے شیخ وجیہ الدین اس دار ناپائدار سے کوچ کرکے رحمت حق مین واصل ہوئے اور شیخ بہاء الدین زکریا نے سفر خراسان کا اختیار کیا اور وہان عارفون کی صحبت مین پہونچکر فیضیاب ہوے اور بخارا مین جاکر علوم ظاہری کی تحصیل مین مشغول ہوے اور مرتبہ اجتہاد کو پہونچے اور شہرت عظیم پائی پندرہ سال کی عمر مین خلائق کی تدریس اور افادہ علوم مین مصروف ہوے چنانچہ ہر روز ستر مرد علما اور فضلا آن سے استفادہ کرتے تھے بعد اس کے مکہ معظمہ مین جاکر حج مناسک بجالائے اور ایک راوی کہتا ہی کہ آن حضرت مدینہ رسول اللہ مین پانچ برس مجاور رہے اُس کے بعد شیخ کمال الدین محمد یمنی کے پاس کہ محدثین کبار سے تھے ترپن برس مدینہ منورہ مین تدریس حدیث فرماتے رہے تھے پھر کتب حدیث کو پڑھکر اور اجازت حاصل کرکے بیت المقدس کی طرف تشریف لے گئے اور انبیا علیہم السلام کی زیارت سے مشرف ہوکر بغداد مین آئے اور وہان کے مشائخ کی زیارت کرکے شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی کی صحبت کے فیض سے مشرف ہوے اور بروایت شیخ نظام الدین اولیا سترہ روز مین خرقہ خلافت کا حاصل کیا کہتے ہین کہ جب شیخ بہاء الدین زکریا بقصد حصول نظر عنایت اور خرقہ خلافت شیخ الشیوخ کی مجلس مین حاضر ہوے ایک رات کو شیخ کی خانقاہ مین یہ واقعہ دیکھا

میں مراجعت کی اور اُس پہاڑ پر جو سیکری کے پہلو مین واقع ہے سکونت اختیار کی اور عبادت اور ریاضت
میں مشغول ہوئے اکثر ایام صوم مین بسر لے جاتے تھے اور شیر شاہ اور سلیم شاہ افغان سور اور خواص خان
کہ ان کے امراے کبار سے تھے آنحضرت سے ارادت صادق رکھتے تھے اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے
بھی آنحضرت سے محبت اور اخلاص بہم پہونچا کر اُس پہاڑ میں ایک شہر موسوم بہ فتح پور بنا دیا اور بارہ برس تک
اُسے تختگاہ کر کے شیخ کے مکان کے قریب ایک مسجد اور خانقاہ نہایت تکلف کی تعمیر کی اور محمد اکبر بادشاہ
شیخ کی مجلس میں اکثر حاضر ہو کر شیخ کی تعظیم اور تکریم میں کوشش کرتے تھے اور جب آن حضرت سنہ ۹
نو سو ستر ہجری میں رحمت حق واصل ہوئے آن حضرت کے بڑے صاحبزادہ شیخ بدر الدین اُنکے
سجادہ نشین ہوئے اور بعد چند روز کے مکہ مین جا کر وفات پائی ان کا دوسرا بیٹا کہ قطب الدین نام رکھتا تھا
وہ اس سبب سے کہ اُن کی والدہ نے نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ کو دودھ پلایا تھا اُس بادشاہ
صوری اور معنوی کے عہد میں مرتبہ بزرگی اور امارت پر پہونچا حکومت بنگالہ کی پائی اور بعد چند عرصہ کے
وہ ایک اہل غدر کے ہاتھ سے مقتول ہوا شیخ بدر الدین کا فرزند کہ علاء الدین نام رکھتا تھا بخطاب
اسلام خان اور حکومت بنگالہ پر سرفراز ہوا اور شیخ سلیم چشتی کی نسبت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر
سے یوں ہے شیخ سلیم بن بہاء الدین بن شیخ سلطان بن شیخ آدم بن شیخ موسی بن شیخ مودود بن شیخ بدر الدین
بن شیخ فرید الدین مسعود اجودھنی المشہور بہ گنج شکر قدس اللہ اسرارہم ورفع درجاتہم فی القدس ان اوراق
کے ناظرین باتمکین پر پوشیدہ نہ رہے کہ سلسلہ چشتیہ میں سواے جماعت مذکورہ کے اور بھی اولیاء اللہ
بہت ہیں کہ احوال اُن کا فقیر کی نظر سے نہیں گذرا مثل مولانا شیخ جمال ہانسوی اور مولانا بدر الدین اسحق
اور شیخ بدر الدین سلیمان اور شیخ علاء الدین اور مولانا فخر الدین اور شیخ شہاب الدین امام اور دوسرے
بہت مشائخ کہ نام اُن کے فقیر کے گوش زد نہیں ہوئے اس صورت میں اگر توفیق رہبری کرے گی
اور وہ کتاب کہ تفصیل اُن کے حالات پر ہو نظر سے گذرے گی خلاصہ اس کا اضافہ کتاب ہذا ہوگا والا
جس شخص کو دستیاب ہووے تحریر کر کے ملحق کرے کہ فقیر ممنون لطف ہوگا

لمعہ دوسرا خاندان سہروردیہ ملتان کے بیان مین
ذکر حضرت شیخ بہاء الدین زکریا قدس سرہ کا

ابیات

آن محرم راز لامکانی
در عالم عشق جاے کردہ

موصوف صفات جاودانی
بار رفتہ از بساط توحید

افلاک زیر پاے کردہ
پا کوفتہ در مقام تفرید

امیر خسرو کی ملاقات کو ہندوستان مین آئے شعر مین حق استادی اُن پر ظاہر کر تے تھے امیر خسرو بھی نہایت اعتقاد آن حضرت سے رکھتے تھے اُس بیت سے اُن کا اعتقاد ظاہر ہے - **بیت**

خسرو سرمست اندر ساغر معنی بریخت	شیرہ از خمخانۂ سعدی کہ در شیراز بود

اور دوسرے مقام مین فرمایا - **مصرع**

جلد سخنم دارد شیرازۂ شیرازی

اور یہ بھی منقول ہے کہ شیخ نظام الدین اولیا نے بارہا فرمایا تھا کہ خدا مجھے اُس ترک کے سوز سینہ سے سبب بخشے اور امیر خسرو نے اُن کی مدح مین بہت کچھ کہا ہے اور یہ دو بیت اُنھین مین سے ہین **ابیات**

جدا از نہالفتاہ او بہ تقدیم	خلیلسم کعبہ را مانند بہ تعظیم
ملک کردہ بہ سقفش آشیانہ	چو اندر سقفہا کنجشک خانہ

اور بعض کتب مین فقیر کی نظر سے گذرا ہے کہ ریاضت امیر خسرو کی باوجود شغل امارت کے اس درجۂ اعلی کو پہونچی تھی کہ چالیس سال صوم الدہری مین بسر کیے اور حضرت خواجہ خضر کی ملاقات سے مشرف ہو کر لعاب دہن کی التماس کی چنانچہ حضرت خواجہ خضر نے ارشاد کیا کہ یہ دولت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کے نصیب ہو چکی امیر خسرو نے شیخ نظام الدین اولیا کی ملازمت مین حاضر ہو کر وہ حقیقت عرض کی شیخ نے اپنا آب دہن اُن کے دہن مین ڈالا چنانچہ اُس کی تاثیرات اور برکات سے امیر خسرو نے بانوے کتاب سلک نظم مین منتظم کین اور مشہور ہے کہ امیر خسرو نے اپنی بعض تصانیف مین لکھا ہے کہ میرے اشعار پانچ لاکھ سے کمتر اور چار لاکھ سے زیادہ تر ہین اور یہ بھی فرمایا کہ ایک روز میرے دل مین یہ خیال گذرا کہ میرا تخلص اہل دول سے ایک نسبت رکھتا ہے اگر فقرا کی نسبت منسوب ہوتا تو کیا خوب ہوتا عرصۂ قیامت مین مجھے ساتھ اُس نام کے بلاتے سلطان المشائخ نے یہ امر دریافت کر کے فرمایا کہ وقت سعید مین تیرا تخلص رکھا جاوے گا پھر بعد چند روز کے فرمایا مجھے یون ظاہر ہوا کہ تجھے صحراے محشر مین محمد کاسہ لیس کہکر بلاوین گے اور امیر خسرو کی مدت عمر چوراسی برس کی تھی

ذکر شیخ سلیم قدس سرہ کا

آنحضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی اولاد سے ہین باپ اُن کے سپاہی تھے قصبہ سیکری مین جو شہر آگرہ سے بارہ کوس ہے رہتے تھے اور شیخ سلیم کی اُسی قصبہ مین ولادت ہوئی جب سن رشد اور تمیز کو پہونچے مسائل لابدی سے بہرہ حاصل کر کے تصفیۂ باطن مین کوشش کی اور دو مرتبہ سیکری سے ولایت مین جا کر ممالک عرب اور عجم اور بر روم اور یمن کی سیر کی ایک مرتبہ سولہ برس اُس حدود مین رہے دوسری مرتبہ سات برس اور ایک مدت بصرہ مین بسر لے جا کر تیئیس حج کر کے ہندوستان

آنحضرت کی قبر پر ساکن ہوئے اور مفارقت سے ایسے محزون اور مغموم ہوئے کہ سلطان المشائخ کی بعد وفات کے چھ ماہ کا عرصہ گذرا تھا جو کو اٹھائیسویں تاریخ ماہ ذی قعدہ ۷۲۵ھ سات سو پچیس ہجری میں جوار رحمت ایزدی واصل ہوئے اور آسی حظیرہ میں اپنے مرشد کے بائیں دفن ہوئے اور منقول ہو کہ شیخ نظام الدین اولیا نے بارہا فرمایا تھا کہ امیر خسرو بعد میرے زندہ رہے گا جب رحلت کرے میرے پہلو میں دفن کرنا کہ وہ میرا صاحب اسرار ہو اور میں کبھی بغیر اُس کے بہشت میں قدم نہ رکھوں گا اور اگر دو شخص کا ایک قبر میں دفن کرنا جائز ہوتا تو میں وصیت کرتا کہ اُسے میری قبر میں دفن کریں تو دونوں ایک جا رہتے الغرض جب امیر خسرو فوت ہوئے چاہا کہ وصیت کے موافق شیخ کے پہلو میں مدفون کریں ایک خواجہ سرا کہ منصب وزارت رکھتا تھا اور شیخ کا مرید تھا مانع ہوا کہ شیخ کے بعضے مریدوں کا شیخ اور امیر خسرو کے مزار میں شبہہ واقع ہوگا اس واسطے اُنھیں شیخ کے پائین یاروں کے چبوترہ پر مدفون کیا چنانچہ یہ قطعہ میرے اُستاد کا مادۂ تاریخ اُنکا ہو

قطعہ تاریخ

میر خسرو خسرو مُلک سخن	آں محیط فضل و دریائے کمال	نثر او دلکش تر از ماء معین
نظم او صافی تر از ماء زلال	بلبل بستاں سرائے داودیں	طوطی شکر مقال بے زوال
از پئے تاریخ سال فوت او	چوں نہادم سر بزانوے خیال	شد عدیم المثل یک تاریخ او
	دیگرے شد طوطی شکر مقال ۷۲۵	

تذکرۃ الاولیا میں مسطور ہو کہ امیر خسرو اُستادان ماضیہ کی نسبت طعنہ زن ہوتے تھے خاص اُسوقت جو خمسہ نظامی کا جواب کہتے تھے اور سلطان المشائخ نظامی گنجوی کے باطن سے خوف کھا کر منع کرتے تھے اور امیر خسرو درجواب کہتے تھے کہ میں آپکی پناہ میں ہوں کچھ آسیب مجھے نہ ہونچے گا قضارا یہ بیت کہی بیت

کوکبۂ خسرو یم شد بلند	غلغلہ در گور نظامی فگند

ناگاہ تیغ برہنہ امیر خسرو کی طرف نمودار ہوئی امیر خسرو نے نام شیخ اور شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کا لیا اُس وقت ایک ہاتھ پیدا ہوا اور آستین کا سر تیغ کے پیلہ میں دیا وہ تلوار وہاں سے گذر کر کے ایک پیڑ کے درخت پر کہ اُس مقام میں تھا پہونچی امیر خسرو شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ حال اپنے پیر و مرشد سے اظہار کیا چاہتے تھے کہ شیخ نے سر آستین کا معین دکھلایا پھر امیر خسرو نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر دعا کی اور شیخ نے اُنکے حق میں یہ دو بیت فرمائیں ابیات

خسرو کہ بنظم و نثر مثلش کم خاست	ملکیت ملک سخن از خسرو ماست
این خسرو ماست ناصر خسرو نیست	زیرا کہ خدا ناصر این خسرو ماست

شیخ آذری نے جواہر الاسرار میں لکھا ہو کہ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی جنہیں ایرانہ سالی میں تبرکاً

خسروا فرمان دل بردن ہمین بار آورد	زین دل خود کام کار من برسوائی کشید

بعد اس کے محمد سلطان خان شہید نے از روے مصلحت خواجہ حسن کو امیر خسرو کی مصاحبت اور اختلاط سے ممانعت فرمائی لیکن جو رشتہ محبت کا اُن کے درمیان مین مضبوط تھا ممانعت نے کچھ فائدہ نہ بخشا اور اہل غرض نے پھر یہ امر محمد سلطان خان شہید سے عرض کیا اور اس مرتبہ شاہزادہ نے غیظ مین آن کر چند تازیانہ خواجہ حسن کو مارے اور وہ وہان سے برآمد ہو کر پھر امیر خسرو کے مکان پر گئے اور محمد خان شہید کو اُسی وقت یہ خبر پہونچی متعجب ہو کر ایک حضار مجلس سے کہ حقیقت حال سے مطلع تھا یہ فرمایا کہ اُنکی محبت مجازی زیور حقیقت سے آراستہ ہوئی ہر اور ان کا جمال حال پردۂ عفت اور صلاح سے پیراستہ ہوا ہی محمد سلطان خان شہید نے آدمی بھیجکر امیر خسرو کو طلب کر کے پوچھا کہ محبت تمھاری آمیزش ہوا سے پاک ہی یا نہین انھون نے جواب دیا کہ دوئی ہمارے درمیان سے کوچ کر گئی محمد سلطان خان شہید نے گواہ طلب کیے امیر خسرو نے ہاتھ آستین سے برآوردہ کر کے کہا **مصرع**

گواہ عاشق صادق در آستین باشد

محمد سلطان خان شہید نے جب دیکھا کہ نشان تازیانہ کا جس مقام پر خواجہ حسن کے پہونچا تھا امیر خسرو کے ہاتھ پر ظاہر ہی سکوت اختیار کیا اور امیر خسرو نے فوراً یہ رباعی پڑھی **رباعی**

تا کرد مرا تہی و پر کرد ز دوست	عشق آمد و شد چو خونم اندر رگ و پوست
نامیست مرا بر من و باقی ہمہ اوست	اجزاے وجودم ہمگی دوست گرفت

اور اُس وقت مین نسیم عالم تحقیق کی اُن کے باغ امید پر چلی عالم اور مافیہا اُن کی نظر ہمت مین ایک خس و طلائی دیے شاہزادہ کی ملازمت سے مستعفی ہوے لیکن محمد سلطان خان شہید نے انھین بحال رکھا اور بعد اس کے جب محمد سلطان خان شہر ملتان مین بدرجۂ شہادت فائز ہوے امیر خسرو دہلی مین آن کر امیر علی جامہ دار کے ملازم ہوے اور تعریف اُس کی امیر خسرو کے دیوان مین بہت ہی اور بعدہ بادشاہ جلال الدین خلجی کے مقرب ہوے اور مثل اپنے باپ اور بھائی کے مدارج علیہ پر پہونچ کر امراے کبار مین مخصوص ہوے اور بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ کے عہد تک جو بادشاہ تخت پر اجلاس کرتا امیر خسرو کو معزز کر کے امرا کے جرگہ مین رکھتے تھے اور بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ کہ تغلق نامہ بنام نامی اُسکے ہی امیر خسرو کو اور امراے کبار سے زیادہ عزت دے کر سفر بنگالہ مین اپنے ہمراہ رکھتا تھا لیکن مراجعت کے وقت بادشاہ نے کسی کام کے واسطے امیر خسرو کو لکھنوتی مین چھوڑا اُس اثنا مین امیر خسرو نے جب سنا کہ شیخ نظام الدین اولیا رحمت حق مین واصل ہوے اس سبب سے بیتاب ہو کر بتعجیل تمام آنحضرت کے مزار پر حاضر ہوے اور نقد و جنس سے جو کچھ رکھتے تھے اُنکی روح پر فتوح کی ترویح کے واسطے فقرا اور مساکین پر تقسیم کیا اور بادشاہ کی خدمت سے دست کش ہو کر مجرد ہوے اور کپڑے سیاہ ماتمانہ پہن کر

قریش کے اطراف میں رہتے تھے اور چنگیز خان کے فتنہ شروع ہونے کے قریب وہاں سے ہندوستان میں
آن کر امرا کی سلک میں منسلک ہوئے اور امیر خسرو قصبۂ مومن آباد میں کہ اس زمانہ میں اس قصبہ کو پٹیالی
کہتے ہیں پیدا ہوئے اور آٹھ برس کے سن میں جیسا کہ مذکور ہوا باپ اور بھائی کی خدمت میں کہ اعز الدین
علی شاہ اور حسام الدین نام تھا رہے اور بہ عہد بادشاہ غیاث الدین بلبن کے شیخ نظام الدین اولیا کی خدمت
میں مشرف ہو کر مرید ہوئے جب نو برس کا زمانہ گذرا امیر سیف الدین محمود کہ جن کی عمر پچاسی برس کی تھی ایک
معرکہ میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور اعز الدین علی شاہ قائم مقام ان کے ہوئے اور امیر خسرو
نے اپنے والد کے مرثیہ میں یہ بیت موزوں کی بیت

سیف از سرم گذشت دل من دو نیم شد | دریائے خون روان شد و در یتیم شد

اور بعد شہادت امیر سیف الدین محمود کے امیر خسرو کے نانا جن کا خطاب عماد الملک اور اعیان عصر اپنے زمانہ سے تھے
اور ایک سو تیرہ برس کی عمر رکھتے تھے مصنف اُن کی دیباچہ غرۃ الکمال میں تحریر کرتا ہے ان کی پرورش و تربیت
میں مشغول ہوئے اور اس قدر توجہ اور التفات ان کی نسبت مبذول فرمائی کہ فضلائے عصر سے ہوئے ایک
دن شیخ نظام الدین اولیا مع اپنے اصحاب بازار کی طرف جاتے تھے اور امیر خسرو کا آغاز شباب تھا وہ بھی ہمراہ
تھے خواجہ حسن شاعر کہ حسن و جمال بے مثال اور فضل و دانش میں کمال رکھتے تھے ایک دوکان میں ٹھیکر روٹی بیچتے تھے
جونہیں امیر خسرو کی نگاہوں سے دوچار ہوئی اُن کی شکل زیبا اور حرکات موزوں دیکھ کر مرغ دل اُنکا گرفتار ہوا اور
اُن کے قریب جا کر پوچھا روٹی کیونکر بیچتا ہے حسن نے جواب دیا کہ میں ایک پلہ میں روٹی رکھ کر خریدار سے
کہتا ہوں کہ زر دوسرے پلہ میں رکھ جب زر اُس کا روٹی کے وزن سے سبک ہوتا ہے کہ مشتری کو
ایک راستہ بتاتا ہوں امیر خسرو نے جواب دیا اگر مشتری مفلس ہو اُس کی کیا تدبیر ہے کہا اُس سے زر کے
عوض درد و نیاز بھی لیتا ہوں امیر خسرو خواجہ حسن کے حسن کلام سے حیران رہے اور حقیقت حال شیخ سے
عرض کی اور خواجہ حسن کو بھی دردِ طلب دامنگیر ہوا انھیں دنوں میں دکان ترک کی اگرچہ خواجہ حسن اُس
عرصہ میں شیخ کے مرید ہوئے تھے لیکن اول سے زیادہ تر علوم و کمالات ظاہری کی تحصیل میں مشغول ہو کر
شیخ کی خانقاہ کی طرف آمد و شد کرتے تھے اور اُن کے اور امیر خسرو کے درمیان الفت تمام بہم پہنچی بعد
دونوں نے شاہزادہ محمد سلطان خان شہید بن بادشاہ غیاث الدین بلبن کی کہ ملتان کا حاکم تھا نوکری اختیار
کی امیر خسرو شاہزادہ کے مصحف دار اور خواجہ حسن دوات دار ہوئے جب محمد سلطان خان شہید دہلی میں
آتا تھا دونوں حضور شاہزادہ کی خدمت سے فارغ ہو کر اکثر اوقات شیخ کی ملازمت میں بسر لیجاتے تھے پھر
رفتہ رفتہ اُن کی عاشقی اور معشوقی کا اس قدر شہرہ ہوا کہ غرض گویوں نے شاہزادہ سے عرض کی کہ تمام خلق
امیر خسرو اور خواجہ حسن کو اہل ملامت سے جانتی ہے یہ قرب خدمت کے قابل نہیں ہیں امیر خسرو نے انھیں
دنوں میں یہ غزل کہ جس کا مطلع یہ ہے موزوں کی ــ ھ

بختیار کاکی کے مرید ہوے اور آن حضرت کی خدمت مین مرتبۂ کمال کو پہونچکر واصلان حق سے ہوے اور والدہ ماجدہ اُن کی بی بی سامیران کہ ہمشیرہ سید نور الدین غزنوی کی تھین وہ خواجہ قطب الدین کو بھائی کہتی تھین اور خواجہ بھی اُنھین مثل اپنی ہمشیرہ کے سمجھتے تھے اور شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ مین ابتدائے حال مین روز جمعہ کو شہر دہلی کی مسجد جامع مین حاضر تھا ناگاہ شیخ نظام الدین ابو الموید تشریف لائے اور اس طرح سے دوگانہ تحیت مین مشغول ہوے کہ مجھے اُن کی حالت استغراق سے ذوق تمام حاصل ہوا بعد ادائے نماز ایک فقیر قاسم نام منبر پر چڑھے اور ایک آیت کلام اللہ کی پڑھی بعد اس کے شیخ نظام الدین ابو الموید نے کلام آغاز کر کے فرمایا کہ مین نے یہ بیت اپنے یار کے خط خاص سے لکھی دیکھی ہے بیت

در عشق تو کی از تو حذر خواہم کرد	جان در غم تو زیر و زبر خواہم کرد

یہ بیت اس سوز و گداز سے پڑھی کہ سامعین اُسے سُنکر نعرہ زن ہوے اور مجھے بھی اپنے تن بدن کا ہوش نہ رہا اور نقل ہی کہ بادشاہ غیاث الدین بلبن کے عہد مین امساک باران ہوا لوگون نے شیخ نظام الدین ابو الموید کو دعاے باران کی تکلیف کی ناچار ہو کر دعاے باران پڑھی اور آسمان کی طرف مُنہ کر کے فرمایا کہ مجھے قسم ہی تیری عظمت اور بزرگواری کی اگر تو آج کے دن پانی نہ برساوے گا مین کسی آبادی مین نہ رہون گا غرض کہ حضرت ابھی منبر سے نہ اُترے تھے کہ باران رحمت نازل ہوا اور راوی کا یہ بھی قول ہی کہ سید قطب الدین ترمذی ایک بزرگان وقت سے تھے اُنھون نے شیخ سے کہا کہ مین جانتا ہون آپ کو حق تعالے کے ساتھ اخلاص اور نیاز تمام ہی لیکن یہ بات آپ نے کیون فرمائی کہ اگر پانی نہ برسے گا مین کسی آبادی مین نہ رہون گا شیخ نے جواب دیا مین یقین جانتا تھا کہ حق سبحانہ تعالے باران رحمت نازل کرے گا مین نے اس واسطے یہ فضولی کی تھی اور بعضون کا یہ قول ہی کہ شیخ نظام الدین ابو الموید نے جواب دیا کہ مجھ سے اور سید نور الدین مبارک غزنوی سے شمس الدین التمش کی مجلس مین کچھ نزاع ہوئی تھی اور لوگون نے اُنھین مجھ سے رنجیدہ کیا تھا اور اُس وقت مین مجھے یارون نے دعاے باران کی تکلیف دی مین نے اُن کے روضہ مین جاکر فاتحہ پڑھا اور یہ کہا کہ مجھ سے درگذر کیجیے ناگاہ روضۂ مبارک سے آواز آئی کہ مین نے تجھسے صلح کی جا دعا کر کہ البتہ حق تعالے باران رحمت نازل فرماوے گا بسبب اس اعتماد کے یہ کلمہ زبان پر لایا تھا اور کہتے ہین کہ اُس دن منبر پر برآمد ہو کر شیخ نے ہاتھ آستین مین کر کے اور ایک کپڑا برآوردہ کر کے آسمان کی طرف دیکھا اور اُس کپڑے کو جنبش دے کر دعا پڑھی اس صورت مین ملا وجیہ الدین یحیی کہ وہ خواجہ کے مرید تھے لوگون نے اُنسے پوچھا کہ وہ پارچہ کیسا تھا فرمایا کپڑا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا دامن تھا خواجہ نے میری والدہ بی بی سامیران کو عنایت فرمایا تھا وہ ہی اجابت دعا مین دخیل ہوا

ذکر امیر خسرو دہلوی کا

نام اصلی ان کا ابو الحسن ہی اور آن حضرت کے والد امیر سیف الدین محمود امراے ہزارہ بلخ سے تھے اور

آنحضرت نہایت خوش وقت ہوئے اور اُٹھکر دونوں سے بغلگیر ہوئے اور منقول ہے کہ ایک روز سلطان المشائخ کے روبرو شیخ بایزید بسطامی کی تعریف کرتے تھے آنحضرت نے فرمایا ہم بھی بایزید بسطامی رکھتے ہیں یاروں نے پوچھا کہاں ہے فرمایا جماعت خانہ میں بیٹھا ہے خواجہ اقبال بسرعت تمام جماعت خانہ میں گئے دیکھا کہ شیخ برہان الدین وہاں بیٹھے ہیں یاروں نے جانا کہ یہ بات ان کے حق میں فرمائی ہے نقل ہے کہ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ جس وقت کوئی شخص میرے پاس بیعت کے واسطے آتا ہے میں پہلے لوح محفوظ کو دیکھتا ہوں اگر وہ اہل سعادت سے ہے فی الفور اُس کے ہاتھ میں ہاتھ دیتا ہوں اور جو اسکے برعکس ہے توقف کرتا ہوں اور اُس کی سعادت کے واسطے حق تعالےٰ سے دست بدعا ہوتا ہوں بعد اُس کے اُسے مرید کرتا ہوں الغرض شیخ برہان الدین جب دولت آباد میں رحمت حق داخل ہوئے خادموں نے اس مقام میں انھیں دفن کیا اور شیخ زین الدین اُن کے قائم مقام اور جانشین ہوئے

ذکر شیخ زین الدین رحمۃ اللہ علیہ کا

بعضے راویوں کا یہ قول ہے کہ شیخ زین الدین ادھی المشہور چراغ دہلی کے بھانجے ہیں اور وہ جناب بہت صاحب حال اور اہل کمال تھے جس وقت نصیر خاں فاروقی والی خاندیس نے قلعہ اسیر کو آسا اہیر سے لیا شیخ زین الدین سے استدعاے قدوم کی اور جو کہ وہ ارادت صادق رکھتا تھا التماس اُس کی قبول ہوئی وہ جناب اس مقام میں کہ جہاں قصبہ زین آباد ہے تشریف لائے اور نصیر خاں فاروقی دریا کے اُس طرف اس موضع میں کہ بالفعل جہاں شہر برہان پور ہے وارد تھا شیخ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ دو جانب قلعہ اسیر کو اپنے نور حضور سے منور فرمائیں حضرت نے یہ امر قبول نہ کیا فرمایا کہ مجھے پیر کی اجازت نہیں ہے کہ آب تپتی سے عبور کروں الغرض نصیر خاں جب تک کہ شیخ وہاں رونق افزا رہے ہر روز صبح کی نماز شیخ کے پیچھے ادا کرکے درویشوں کی خدمت میں تقصیر نہ کرتا تھا جس وقت شیخ نے عزم مراجعت کیا نصیر خاں نے انھیں تکلیف قبول قصبات اور دیہات کی آپ نے جواب دیا کہ فقیروں کو جاگیر سے کیا نسبت ہے جب نصیر خاں حد سے زیادہ مصر ہوا کہ میری سرداری کے واسطے کچھ قبول فرمائیں شیخ نے کہا یہ امر قبول کرتا ہوں کہ جس مقام میں تم وارد ہوئے ہو وہاں پر ایک شہر میرے پیر شیخ برہان الدین کے نام آباد کرو اور اس مقام میں کہ یہ فقیر فروکش ہوا ہے ایک قصبہ اس فقیر کے نام بناکر وملاحظہ یہ کہ نصیر خاں فاروقی نے شیخ کے حضور دونوں موضع کی بنا ڈالی حشمت زمین پر رکھی اور شیخ کی زبان مبارک کی تاثیر سے شہر برہان پور عرصۂ قلیل میں اس قدر آباد ہوا کہ مصر کے ساتھ دعوی ہمسری کا کرنے لگا اور زین آباد بھی قصبات میں محسوب ہوا

ذکر شیخ نظام الدین ابو المؤید کا

انھوں نے غزنین میں شیخ عبد الواحد سے خرقہ خلافت کا پایا اس کے بعد دہلی میں آن کر خواجہ قطب الدین

پاس پہونچے گا شاہ منتخب الدین زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر راہی ہوے اور دولت آباد مین پہونچکر متوطن ہوے اور آخر عمر تک ہر شب کو نماز تہجد کے وقت غیب سے ایک ڈلہ زرین آتا تھا اور شاہ علی الصباح اُسے فروخت کرکے درویشون کے صرف مین لاتے تھے اور بعضے کتب مین لکھا ہو کہ شاہ زر درج سے برآورد کرکے بوسہ دیتے تھے اور نماز تہجد کی ادا کرتے تھے اور صبح کو وہ زر رفقا کے صرف مین لاتے تھے اس سبب سے مشہور بزرزری بخش ہوے اور نقل ہو کہ جب شاہ منتخب الدین دولت آباد مین فوت ہوے اُسیدن شیخ نظام الدین اولیانے از روے کشف دریافت کرکے شیخ برہان الدین سے پوچھا کہ تمھارے بھائی شاہ منتخب الدین کی کیا عمر تھی وہ سمجھے کہ میرا بھائی رحمت حق مین داصل ہوا اپنے مکان مین جاکر ماتم مین بیٹھے دوسرے دن سلطان المشائخ کی زیارت کے واسطے حاضر ہوے اور شیخ نظام الدین اولیانے اپنی وفات سے پیشتر شیخ برہان الدین کو خرقہ خلافت دکن کا رحمت کرکے رخصت فرمایا تھا

ذکر شیخ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ کا

کہتے ہین جب سلطان المشائخ نے انھین دکن کی نقد رخصت عنایت فرمائی زمین خدمت کو بوسہ دیکر عرض کی کہ مین اس مجلس کے بزرگوارون کو کہان پاؤن گا شیخ نے مراقبہ مین جاکر فرمایا مین نے اہل مجلس کہ چارسو آدمی ہین تمھین عطا کیے پھر عرض کی کہ مین طاقت جدائی کی نہین رکھتا شیخ نے مراقبہ مین جاکر یہ ارشاد کیا کہ جس مقام مین تم رہوگے میرے اور تمھارے حجاب نہوگا چاہیئے کہ تم سفر اختیار کرو اور فتوح کے باب مین لارد اور لاکد رہنا شیخ برہان الدین حسب الحکم مع چارسو درویش دولت آباد مین جاکر ساکن ہوتے اور اس ملک کے باشندون کو اعتقاد عظیم بہم پہونچا زر فتوح بیشمار آنے لگا اور تذکرۃ الاتقیا مین تحریر ہو کہ ابتداے حال مین باورچیخانہ نظام الدین اولیا کا اُنہی کے حوالہ تھا ایک روز شیخ برہان الدین باورچی خانہ مین آگ پہ بیٹھے تھے سردی نے اُنپر غلبہ کیا ایک پارچہ کہ دوش پر ڈالے تھے اُسے زمین سر پر ڈال کر بیٹھے بعدہ ایک شخص نے اُن مین سے سلطان المشائخ کو خبر پہونچائی کہ شیخ باورچی خانہ مین نہالچہ پر بیٹھے ہین فرمایا بے ادبی کی ہر ابھی ہوس اُس کے سر مین باقی ہر وہ میرے سامنے آنے نپاوے یہ خبر جب شیخ برہان الدین نے سُنی پیر کی مفارقت سے نہایت بیتاب ہوکے ہر چند یارون سے التماس سفارش کی فائدہ نہ بخشا آخرش امیر خسرو کے پاس التجا لے گئے اور جو وہ سلطان المشائخ کی خدمت مین قرب اور عزت تمام رکھتے تھے اُنھون نے رحم دلی سے اُن کی درخواست قبول کرائی اور دستار اپنے سر سے اُتار کر اُن کی گردن مین ڈالکر اسی نہج سے سلطان الاولیا کی خدمت مین لے گئے اُس وقت وہ جناب کلاہ سر مبارک پر کج رکھے ہوے وضو کرتے تھے بدیہہ یہ بیت پڑھی

بیت

ہر قوم راست راہے دینی و قبلہ گاہے	من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلاہے

اعتبار کی لیکن جب اُنکے ہمراہ سہروالدین پہونچے اور خواجہ رکن الدین کاں شکر سے ملاقات کی خواجہ نے پوچھا کہ اپنے تئین کہاں پہونچایا فرمایا میں نے کام شبلی اور جنید کا کیا لیکن کچھ کشائش اپنے کام میں نہ پائی خواجہ نے کہا اس سبب سے کہ ان بزرگواروں نے کیسہ زر پھینکا تھا اور تو نے جمع کیا سید متنبہ ہوئے اور کیسہ زر جو ہمیشہ کمر میں رکھتے تھے اُسے اپنے پاس سے دور کیا ایک مرید ان شیخ نصیر الدین اودھی چراغ دہلی سے شیخ اخی سراج پروانہ ہیں اور وہ اگرچہ شیخ نظام الدین اولیا کی نسبت ارادت صادق رکھتے تھے اور اُس جناب سے تربیت پاکر بنگالہ کی طرف رخصت ہوئے تھے لیکن شیخ نظام الدین اولیا کی بعد وفات پھر دہلی میں آئے اور دست ارادت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے ہاتھ میں دے کر درجہ کمال کو پہونچے اور خرقہ بنگالہ کی خلافت کا پایا اور مشہور ہے کہ جب شیخ نصیر الدین اودھی نے انھیں بنگالہ کی رخصت عطا فرمائی اُنھوں نے عرض کیا کہ اُس مملکت میں شیخ علاء الدین قل تشریف رکھتے ہیں اور اُس طرف کی تمام خلقت اُن سے رجوع ہے میرا رہنا اُس ملک میں کیا اثر بخشے گا شیخ نے فرمایا کہ تم اوپر وے قل یعنی تم بالا اور وہ زیر شیخ اخی سراج پروانہ اپنے کام کی برتری کی بشارت سنکر بنگالہ کی طرف راہی ہوئے مگر جس روز کہ شیخ علاء الدین قل کی ملاقات کو گئے وہ شیخ کے اُس ملک میں آنے سے آزردہ خاطر ہوئے جب اُن کی تشریف آوری کی سنکر چار پائی پر چار زانو ہو کر بیٹھے اور جب شیخ تشریف لائے انھیں سلام کیا تو اُنھوں نے تواضع نہ کی اُسی طریق سے بیٹھے رہے اور شیخ اخی سراج پروانہ چارپائی سے اُتر کر نیچے بیٹھے اور با بشاشت تمام کلام حقائق اور معارف سے شروع کیے جدا جانے کہ شیخ علاء الدین قل کو کیا مشاہدہ ہوا جو یکایک چارپائی سے اُتر کر نیچے بیٹھے اور شیخ اخی سراج پروانہ کو ساتھ تمام چارپائی پر بٹھا کر اُن کے مرید ہوئے اور شیخ نصیر الدین اودھی چراغ دہلی کے مریداں صاحب حال بہت ہیں چونکہ احوال اُن کا بتفصیل مؤلف کی نظر سے نہیں گذرا لہذا اُن کے ذکر میں نہیں مشغول ہوا سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا کے خلفا کے واقعات آغاز کیے

ذکر شاہ منتخب الدین المعروف بزر زری بخش قدس سرہ کا

منقول ہے کہ شاہ منتخب الدین اور شیخ برہان الدین شیخ نظام الدین اولیا کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور جو علوم متداولہ اور اخلاق حسنہ میں کمال رکھتے تھے ان بزرگوار کے منظور نظر ہو کر مراتب عالیہ پر فائز ہوئے پہلے شیخ نظام الدین اولیا نے خلافت نامہ اور مصلا اور عصا اور خلعت شاہ منتخب الدین کو عنایت فرمایا اور ارشاد خلائق کے واسطے دکن میں تعین کیا اور بروایت مشہور اپنے سات سو مرید کہ بعضے پالکی سوار تھے اُن کے ہمراہ کیے شاہ منتخب الدین ان بزرگواروں کے خرچ کے بارہ میں متفکر ہوئے اور سلطان المشائخ سے عرض کیا کہ ریاست بعضی غمخواری متعلقان اور دوستان ہے اور مجھ میں یہ قوت اور استطاعت نہیں شیخ نظام الدین اولیا نے مراقبہ میں جا کر فرمایا خرچ ان آدمیوں کا ہر شب نماز تہجد کے وقت تمھارے

انھون نے خدمت قبول کر کے قید سے نجات پائی قضارا انھین دنون مین بادشاہ کو قضایا ے عجیب پیش آئے اور اسی عرصہ مین فوت ہوا بندگان خدا نے رہائی پائی اور تذکرۃ الاتقیا مین مرقوم ہی کہ شیخ نماز عصر کے بعد حجرہ مین داخل ہو کر حق کی طاعت وعبادت مین مشغول ہوتے تھے اور کسی سے بات نکرتے تھے اور خادمون کو یہ حکم دیا تھا کہ اس وقت جو شخص میری ملاقات کو آوے اُسے ایک تنگہ دے کر رخصت کرو اگر ایک تنگہ نہ لیوے دو تنگہ سے پچاس تنگہ تک دے کر اُسے واپس کرو اور اگر اس مقدار سے بھی راضی نہ ہووے اُسے میرے پاس بھیجو چنانچہ ایک روز کا مذکور ہے کہ ایک قلندر شیخ کے دیکھنے کو آیا ہر چند خادمون نے چاہا کہ وہ کچھ لیکر رخصت ہووے اُن کا سمجھانا مفید نہ ہوا ناچار اُسے اذن دخول حجرہ دیا قلندر شیطان صفت نے حجرہ مین جاکر بیخی و درشتی شیخ سے کچھ طلب کیا شیخ نے جو طاعت مین مشغول تھے دو تین مرتبہ اشارہ کیا کہ بیٹھ جا مین تجھے دونگا قبول نہ کیا اور اس موذی نے چند زخم چھری کے شیخ کے جسد مبارک پر مارے کہ خون سوراخ آستانہ سے روان ہو کر برآمد ہوا خادم مضطرب ہو کر اندر گئے اور چاہا کہ اُسے سزا کو پہونچاوین شیخ نے ممانعت کی اور ایک گھوڑا اور پچاس اشرفی اُسے مرحمت فرمائین اور ارشاد کیا کہ تو گھوڑے پر سوار ہو کر اس شہر سے نکل جا تو کوئی تجھے مزاحمت نہ پہونچاوے قلندر اُسے لے کر حسب الارشاد کاربند ہوا اور چند ساعت کے بعد جب وقت ارتحال پہونچا آپ نے وصیت کی کہ سید محمد گیسو دراز مجھے غسل دیوین اور اس خرقہ مین جو شیخ نظام الدین اولیا سے پہونچا ہی لپیٹ کر مع عصا اور مصلا مجھے قبر مین رکھین الغرض وہ جناب اٹھارھوین تاریخ ماہ رمضان المبارک شب جمعہ ۷۵۷ھ سات سو ستاون ہجری مین ساتھ رحمت ایزدی کے داصل ہوے اور سید محمد گیسو دراز نے حسب وصیت عمل کر کے غسل وکفن دے کر مدفون کیا اور مدت آپ کی عمر کی بیاسی برس راوی نشان دیتے ہین اور نقل ہی کہ سید محمد گیسو دراز نے جب دیکھا کہ پیر بے نظیر شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی سے خرقہ اور عصا اور مصلا نہ پہونچا گریان باسینۂ بریان شہر دہلی سے برآمد ہو کر دکن کی طرف گئے اُس وقت مین شاہ فیروز شاہ بہمنی دکن مین فرمان روا تھا وسید کے آنے سے نہایت خوش ہوا اور انھین باعزاز تمام احمد آباد بیدر مین پہونچایا اور اُس تفصیل سے کہ جو احوال مین اُس کے لکھا گیا سید کا مرید اور معتقد ہوا اور اُن کی تعظیم وتکریم مین زیادہ تر کوشش کر کے ایک گنبد کہ سید اُس مین مدفون ہین تیار کیا اور اہالی دکن کو ان بزرگوار کی نسبت حد سے زیادہ اعتقاد اور اخلاص تھا سلطان فیروز شاہ نے فرمایا کہ جو قصبے شاہان بہمنیہ نے اُن سید کو وقف کیے ہین شاہان عادل شاہیہ ونظام شاہیہ اور قطب شاہیہ اُن کے فرزندون پر حسب دستور بحال رکھین اور اولاد اُن کی دو فرقہ ہوئی بعض نے مذہب امامیہ لیا اور بعضے مذہب حنفی رکھتے ہین کہتے ہین کہ جب سید محمد ... کے راستہ سے دکن مین روانہ ہوئے شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی کے بہت مریدون نے اُن کی ہمراہی

عورتوں سے مباشرت نہ کی اور جیسا کہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نے فرمایا تھا ہر روز ستر من نمک آپ کے باورچی خانہ میں صرف ہوتا تھا اور نقل ہے کہ ایک صوفی کو شیخ نظام الدین اولیا کی مجلس میں حال آیا اور وہ ایک آہ کھینچکر جل گیا سلطان الاولیا جب حال سے فارغ ہوئے پوچھا کہ یہ خاکستر کیسی ہے لوگوں نے عرض کی کہ فلاں صوفی ایک آہ کرکے جل گیا یہ اُسی کی راکھ ہے پھر شیخ نے پانی پر کچھ پڑھ کر اس پر چھڑکا وہ صوفی فوراً زندہ ہوا اور تذکرۃ الاولیا میں مذکور ہے کہ شیخ نے اُس سے فرمایا تجھے روا نہیں ہے کہ تو ہلاک کے وقت حاضر ہو کس واسطے کہ تو ابھی خام ہے اس سبب سے تو ایک آہ سے جل جاتا ہے اور صوفیوں کے سر پر بہت ماجرے گذرتے ہیں کہ اُس کے متحمل ہوتے ہیں دم نہیں مارتے۔

ذکر شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی قدس سرہ کا

شیخ نصیر الدین اودھی شیخ نظام الدین اولیا کے قائم مقام اور سجادہ نشیں ہوئے اور جامع جمیع علوم ظاہری اور باطنی ہو کر اخلاق حسنہ کے ساتھ اتصاف رکھتے تھے اور اُن کے فضل و دانش کی کثرت اور وفور سے سلطان الاولیا کے اصحاب اُنھیں گنج معانی کہتے تھے شیخ نظام الدین اولیا کے بعد از وفات وہ جناب دہلی میں سجادہ نشیں ہوئے اور خلائق کی ہدایت و ارشاد میں مشغول ہوئے جیسا کہ مخدوم جہانیاں سید جلال کی داستان میں لکھا ہے کہ جب مکہ معظمہ میں شیخ عبداللہ یافعی کی زبان پر جاری ہوا کہ مشائخ دہلی کے تمام جوار رحمت حق میں داخل ہوئے اب شیخ نصیر الدین اودھی کہ چراغ دہلی ہے باقی رہا اس واسطے اس جناب کا چراغ دہلی لقب ہوا اور مخدوم جہانیاں مکہ سے مراجعت کرکے دہلی میں آئے اور شیخ نصیر الدین اودھی المشہور بچراغ دہلی کی صحبت میں شرف خرقہ سے مخصوص ہوئے اس سبب سے کہتے ہیں کہ ملتان کے مشائخ خانوادہ چشتیہ سے بھی سرور رکھتے ہیں اور سید محمد گیسو دراز جو شہر احسن آباد گلبرگہ میں مدفون ہیں اور شیخ اخی سراج پروانہ کہ مقبرہ اُن کا بنگالہ میں ہے اور شیخ حسام الدین جو نہروالہ گجرات میں آسودہ ہیں آنحضرت کے مریدوں سے ہوتے ہیں اور منقول ہے کہ شیخ نصیر الدین اودھی نے خلق کے ازدحام سے تنگ آن کر امیر خسرو سے کہا کہ آپ شیخ نظام الدین سے میرے واسطے رخصت لیں تو میں کسی پہاڑ یا بیابان میں جا کر اس ہجوم سے نجات پا کر ذکر حق میں مشغول ہوں شیخ نے فرمایا اُن سے جا کر کہو کہ تمھیں خلق میں رہنا اور اُن کے تعدّی و جفا سہنا پڑیگا اور نقل ہے کہ بادشاہ محمد تغلق شاہ خونریزی اور سیاست کے سبب خونی مشہور ہوا تھا اُس نے درویشوں سے بد مزاجی بہم پہنچا کر حکم کیا کہ درویش خدمتگاروں کی طرح میری خدمت کریں یعنے کوئی مجھے پان کھلاوے اور کوئی میرے دستار باندھے الغرض سب مشائخوں کو ایک ایک خدمت پر مقرر کیا اور شیخ نصیر الدین اودھی چراغ دہلی کو بھی تکلیف پوشاک پہنانے کی دی شیخ نے قبول نہ کی بادشاہ نے طیش میں آن کر شیخ کو تعادے کر قید کیا اور شیخ کو اپنے پیر شیخ نظام الدین اولیا کا کلام یاد آیا ناچار

اُسے کس واسطے نگاہ رکھا ہی جلد اُسے برآوردہ کر اور مستحقون کو پہونچا یہ فرما کر بقچہ جامہ کا طلب کر کے
ایک دستار اور ایک پیراہن اور ایک مصلاے خاص مولانا برہان الدین غریب کو عطا کیا اور اُنھین
دکن کی طرف رخصت فرمایا اور ایک پگڑی اور ایک کرتا اور ایک جانماز شیخ یعقوب کو دیکر گجرات
کی سمت روانہ کیا اور اسی طور سے مولانا جمال الدین خوارزمی مولانا شمس الدین یحیی کو ایک ایک دستار
اور پیراہن اور مصلا عنایت فرمایا اور بقچہ مین کوئی شی قسم جامہ سے باقی نہ رکھی اور اُن دنون مین جو شیخ
نصیر الدین اودھی حاضر نہ تھے اُنھین کچھ عنایت نہوا اس سبب سے تمام حضار حیران رہے لیکن بعد چند
روز کے بروز چہارشنبہ ربیع الآخر کی اٹھارھوین تاریخ ۷۲۵ھ سات سو پچیس ہجری مین بعد نماز ظہر سلطان الاولیا
نے نصیر الدین اودھی کو طلب کر کے خرقہ اور عصا اور مصلا اور تسبیح اور کاسہ چوبین یعنی کچکول وغیرہ جو کچھ
شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر سے اُس جناب کو پہونچا تھا اُنھین سب عنایت فرمایا اور حکم ہوا کہ تم دہلی
مین رہ کر آدمیون کی تفا اور جفا اُٹھاؤ پھر بعد نماز عصر کہ ابھی آفتاب غروب نہوا تھا سلطان الاولیا
جوار رحمت حق مین واصل ہوے اور غیاث پور مین کہ اب وہ محلات نئے دہلی سے ہی مدفون ہوے
اور وہ جناب ہمیشہ مجرد رہے عمر پارسائی مین بسر کی اور مشہور ہی کہ بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ اگرچہ
بحسب ظاہر شیخ سے کچھ نہ کہتا تھا اور شیخ کے احوال کا معارض اور متعرض نہ ہوتا تھا لیکن اس قدر
اپنے دل مین رنجش رکھتا تھا کہ اُس نے جس وقت بنگالہ سے مراجعت کی عزیمت کی شیخ کو پیغام بھیجا
کہ میرے آنے تک آپ کو دہلی مین نہ رہنا چاہیے اور بعد اسکے غیاث پور سے نکل جاؤ شیخ نے حالت بیماری
مین یہ جواب دیا کہ ابھی دہلی دور ہی پھر آخر کو یہ ہوا کہ وہ دہلی مین نہ پہونچا تھا کہ تغلق آباد کا محل اُس پر
گرا اُس مین دب کر ہلاک ہوا اور شیخ نے اُس سے چند روز پیشتر رحلت کی تھی اور یہ مثل کہ ابھی دہلی دور
ہی ہند مین مشہور ہی نقل ہی کہ ایک روز شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کے مکان مین فاقہ تھا شیخ نظام الدین اولیا
سے فرمایا کہ کچھ لاؤ سلطان الاولیا نے اپنی دستار مبارک رہن کر کے قدرے لوبیا خرید کی اور جوش کر کے
حاضر کی شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نے باتفاق یاران تناول فرمائی اس کے بعد آنحضرت کے بیرنے
یہ دعا دی کہ کیا خوب تم نے پکایا تھا اور نمک موافق اُس مین ڈالا تھا حق سبحانہ تعالے اپنے فضل و کرم سے
ایسا کرے کہ تیرے باورچی خانہ مین ہر روز ستر من نمک خرچ ہووے اور اُسی وقت شیخ نے دیکھا کہ شیخ
نظام الدین اولیا کی ازار جا بجا سے چاک ہی حضرت شیخ فرید گنج شکر نے اپنی ازار مکان سے طلب کی اور
آپ کو عطا کی اور فرمایا اسے پہن شیخ نظام الدین اولیا نہایت محظوظ ہوے اور شیخ کے حضور وہ ازار اپنی
ازار پر پہننے لگے ناگاہ ازار بند دست مبارک سے چھوٹ گیا ازار گر پڑی شیخ نے فرمایا کہ ازار بند خوب
کس کر باندھ شیخ نظام الدین اولیا نے عرض کی کیونکر باندھون فرمایا ایسی باندھ کہ سواے حوران بہشتی
کسی کے واسطے نہ کھلے شیخ نظام الدین اولیا تعظیم بجا لائے اور قبول کیا چنانچہ توفیق ایزدی سے آخر عمر تک

اور اسے اُس فعل نامشروع سے ممانعت کرے بادشاہ غیاث الدین نے قلعہ تغلق آباد میں کہ اُس کا تعمیر کیا ہوا
تھا شیخ اور جمیع علماء کو اُس قلعہ میں طلب کیا چنانچہ ترپ ذوالبش مند کہ ہر ایک اپنے تئیں سرآمد روزگار جانتے
تھے اور یہ تمام عالم راگ اور سرود کے مسئلہ میں شیخ نظام الدین اولیا سے خصومت اور نزاع رکھتے تھے بحث کے
واسطے حاضر ہوئے مولانا فخر الدین رازی کہ شیخ کے مریدوں سے تھے اور دم اجتہاد سے مارتے تھے انھوں نے
بادشاہ سے یہ بات کہی کہ دو آدمیوں کو جو سب سے عالم زیادہ ہوں انتخاب کیجیے تو وہ ہم سے بحث کریں الغرض
بادشاہ نے قاضی رکن الدین الوالجی کو کہ شہر کا حاکم اور شیخ کی عداوت میں فخر و مباہات کرتا تھا بحث کے واسطے
اشارہ کیا اور قاضی نے شیخ کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے درویش تم سرود اور راگ کے بارہ میں کیا دلیل رکھتے ہو
شیخ نے حدیث موئی السماع مباح لاہلہ کو اپنی بریت کی دلیل لائے قاضی نے جواب دیا تم مرد مقلد ہو تمہیں حدیث
سے کیا کام ہے کوئی روایت ابوحنیفہ سے لاؤ تو ہم اُسے قبول کریں شیخ نے کہا سبحان اللہ میں حدیث صحیح مصطفوی
نقل کرتا ہوں اور تم مجھ سے روایت ابوحنیفہ طلب کرتے ہو شاید حکومت کی رعونت تمہارے دماغ میں ہے کہ تم
خدا کے دوستوں سے بے ادبی کرتے ہو انشاء اللہ تعالیٰ جلد اس عہدہ سے معزول ہو گے اور بادشاہ نے جب
حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق ہو کر کچھ نہ کہا اور یہ گفتگو میں تھے اور وہ سب کے سوال و جواب
سنتا تھا کہ اتنے میں مولانا علم الدین پوتے شیخ بہاء الدین زکریا کے ملتان سے آئے اور گرد راہ سے دیوان عام
میں تشریف لے گئے بادشاہ نے مع حضار مجلس اُن کے استقبال کے واسطے قیام کیا اور مولانا علم الدین نے
پہلے شیخ نظام الدین اولیا سے متوجہ ہو کر ملاقات کی اور باعزاز و احترام پیش آئے اس کے بعد بادشاہ سے
پوچھا کہ آپ نے شیخ کو کس واسطے تکلیف دی ہے کہ وہ صاحب یہاں تشریف لائے ہیں بادشاہ نے کہا کہ
حلت اور حرمت راگ کے بارہ میں علما کا محضر ہوا تھا الحمد للہ کہ آپ بھی تشریف لائے مولانا علم الدین نے
کہ علامہ زمان تھے کہا میں نے سفر مکہ اور مدینہ اور مصر اور شام کیا ہے تمام شہروں میں مشائخ با خود علمائے متبحر اور
پرہیزگار کے راگ سنتے ہیں اور کوئی شخص انھیں مانع نہیں ہوتا ہے ولاہلہ بلاشک و شبہہ مباح ہے اور حضرت
شیخ نظام الدین اولیا اور اصحاب اُن کے تمام اہل حال ہیں اور انکا ظاہر و باطن کمال اخلاق اور زہد اور تقویٰ
سے آراستہ و پیراستہ ہے اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راگ سنا ہے اور وجد فرمایا ہے جس وقت مولانا
نے یہ کہا بادشاہ اُٹھا اور شیخ نظام الدین اولیا کو باعزاز و اکرام تمام رخصت کیا اور بادشاہ از بسکہ شرمندہ
ہوا اُسی دن قاضی رکن الدین الوالجی کو عہدہ حکومت سے معزول کیا اور منقول ہے کہ جب شیخ نظام الدین اولیا
کا سن مبارک پچانوے سال کو پہنچا وہ صاحب سات مہینے مرض حبس بول و غائط میں مبتلا رہے ایک روز
اقبال کو طلب کر کے فرمایا کہ اسباب اور زر نقد سے جو کچھ میری ملک میں ہے حاضر کر تو آدمیوں پر تقسیم
کروں اُس نے جواب دیا کہ زر نقد سے تو کچھ ایک حبہ میری تحویل میں نہیں ہے ہر روز کی آمدنی اُسی دن
صرف ہوتی ہے لیکن کئی ہزار من غلہ انبار خانہ میں موجود ہے ہر روز لنگر میں خرچ ہوتا ہے شیخ نے فرمایا کہ

فرمان ہے پھر اُسے مع حلوا لے کر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوے اور سر زمین پر رکھکر مرید ہوے اور اہل ارادت نے اس کرامت سے متحیر ہوکر اعتقاد کی تازگی اور شادابی حاصل کی اور نفحات مین لکھا ہے کہ جب اس شخص نے شیخ کی خدمت مین حاضر ہوکر کاغذ کے گم ہونے کا اظہار کیا اور التماس دعا کر کے اضطرار ظاہر کیا شیخ نے اُسے ایک درم دیا کہ اسکا حلوا خرید کر کے شیخ فرید الدین گنج شکر کی روح پر فتوح پر فاتحہ پڑھکر درویشون کو تقسیم کر جب اُس شخص نے درم حلوائی کو دیا اور اُس سے حلوا کاغذ مین لپیٹکر لیا جب غور سے دیکھا وہی کاغذ تھا جو گم ہو گیا تھا اور اس سے زیادہ تعجب انگیز یہ ہے کہ ایک شخص نے سو دینار کسی کے پاس امانت رکھے اور اس سے امانت نامہ لکھوا لیا تھا اور جب وقت اُسکے مطالبہ کا آپہونچا سند نہ پائی شیخ کی خدمت مین حاضر ہوکر التماس دعا کی شیخ نے فرمایا مین پیر ہون اور شیرینی کو دوست رکھتا ہون ایک رطل حلوا میرے واسطے مول لے آ تو دعا کرون اس مرد نے حلوا خرید کیا اور کاغذ مین لپیٹ کر شیخ کے پاس لایا شیخ نے ارشاد کیا کاغذ کو کھول جب اُس نے کھولا وہی امانت نامہ تھا پھر فرمایا سند لے اور حلوا لیجا آپ کھا اور اپنے لڑکون کو دے وہ دونون چیزین لیکر حضرت سے رخصت ہوا اور نقل ہے کہ اخی سراج پروانہ شیخ نور کے دادا جو بنگالہ مین مدفون ہین محض ناخواندہ تھے جب دہلی مین آنکر شیخ کے مرید ہوئے شیخ نے ملا فخر الدین ارادی سے کہا یہ جوان بہت قابل ہے کاش تھوڑا علم ظاہری رکھتا تو خوب ہوتا مولانا فخر الدین ارادی نے یہ سنکر سر زمین پر رکھا اور عرض کی اگر حضرت کی توجہ ہو بندہ اس جوان کو چند روز مین مسائل لابدی تعلیم کرے شیخ نے فرمایا مبارک ہے مولانا اُنھین اپنے مکان پر لیجا کر تعلیم مین مشغول ہوئے چنانچہ شیخ کی برکت انفاس کے سبب عرصۂ قلیل مین دانشمند ہوگئے اور خرقۂ خلافت سے مشرف ہوکر بنگالہ مین تشریف لے گئے سید وحید الدین کرمانی مبارک سے کہ شیخ نظام الدین اولیا کے مریدون سے ہین اور سید خرد مشہور اور کتاب سیر الاولیا اُن کی تصانیف سے ہے منقول ہے کہ خرو خان لعبد قتل بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ جب تخت پر بیٹھا دو لاکھ یا تین لاکھ روپیہ ہر ایک مشائخ کے واسطے بھیجے سوا ان تین مشائخ کے یعنے سید علاء الدین جنیوری اور شیخ وحید الدین خلیفہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر اور شیخ عثمان سیاح کہ خلیفہ شیخ رکن الدین ابو الفتح ہین سب نے قبول کیا لیکن اکثر بزرگوارون نے وہ روپیہ امانت نگاہ رکھا ایک حبہ اُسمین سے صرف نہ کیا اور شیخ نظام الدین اولیا پانچ لاکھ روپیہ خسرو خان سے کے صرف فقراء مین لائے اور چار ماہ کے بعد جب غازی ملک یعنی سلطان غیاث الدین تغلق خسرو خان کو تہ تیغ کر کے بادشاہ دہلی کا ہوا اور استقلال بہم پہونچا کر درپے اسکے ہوا کہ خسرو خان نے جو روپیہ مشائخون کو دیا تھا بازیافت کرے اکثر مشائخ نے بلا تامل ادا کیا اور شیخ نظام الدین اولیا نے وہ روپیہ صرف کیا تھا کچھ جواب نہ دیا بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے شیخ سے سوے مزاجی بہم پہونچائی اور ایک جماعت کہ شیخ سے عداوت اور حسد رکھتی تھی اور راگ کی منکر تھی اُس نے فرصت پاکر بادشاہ سے معروض کیا کہ یہ شیخ مع جمیع مریدان راگ کے سوا کوئی کام نہین رکھتا ہے اور سرود اور مزامیر جو مذہب حنفی مین حرام ہے سنتا ہے بادشاہ کو واجب ہے کہ علما کو طلب کر کے ایک محضر بنا دے

گر پڑا اور اس دن سے میرا اعتقاد اور اخلاص آنحضرت کی نسبت زیادہ تر ہوا اور یہ بھی شیخ موصوف روایت کرتے ہیں کہ ایک مرید نے حضرت نظام الدین اولیا کی دعوت کی اور قوالوں کو بلایا اور بقدر مقدرت طعام بھی مہیا کیا اور جب راگ شروع ہوا کئی ہزار آدمی جمع ہوئے اور کھانا اسقدر نہ تھا کہ پچاس یا ساٹھ آدمی کو کفایت کرے جب داعی دعوت قلت طعام اور کثرت انام مشاہدہ کرکے مضطرب ہوا شیخ نور باطن سے سمجھ گئے اور اپنے خادم کو جس کا نام مبشر تھا اشارہ کیا کہ آدمیوں کے ہاتھ دھلا اور دس دس آدمی بٹھا اور بسم اللہ کہکر ایک روٹی کے چار ٹکڑے کرکے مع سالن لوگوں کے سامنے رکھ جب مبشر نے ایسا کیا کہتے ہیں تمام خلق جب طعام کھا کر سیر ہوئی اور بہت کھانا بچ رہا اور نقل ہے کہ شیخ نظام الدین اولیا بارہ برس کے سن میں مولانا علاء الدین اصولی سے کہ صاحب اُن کے کتاب فوائد الفواد میں مسطور ہیں کتاب قدوری پڑھتے تھے اور وہ شیخ جلال الدین تبریزی سے خرقہ رکھتے تھے لیکن اواخر حال میں شیخ نظام الدین اولیا کی نظر ایک روز راستہ میں مولانا علاء الدین اصولی پر پڑی کہ کسی طرف جاتے تھے فوراً طلب کرکے اپنا خلعت خاص انہیں پہنایا اور اُن کے حق میں دعاے خیر کی اور مولانا اُسی دم شیخ نظام الدین اولیا کے مرید ہوے اور تھوڑے عرصہ میں واصلان حق سے ہوے اور انھیں دنوں میں شیخ شرف الدین احمد سرداری اور بڑے بھائی اُنکے شیخ جلال الدین بقصد ارادت دہلی کی طرف آتے تھے اور شیخ کی خدمت میں حاضر ہوکر مرید ہونا چاہتے تھے شیخ نے فرمایا کہ خانوادہ فردوسیوں کا تمھارے حوالہ ہے آخر دونوں بھائی آپکے اشارہ کے بموجب وہاں جاکر شیخ نجم الدین فردوسی کے مرید ہوئے اور شیخ شرف الدین احمد سرداری خرقہ خلافت پاکر ولایت بہار میں گئے اور وہاں استقامت کرکے کتاب مکاتیب اور معدن المعانی تالیف فرمائی اور نقل ہے شیخ نصیر الدین سے کہ قصبۂ سادہ میں ایک دانشمند تھے اُن کے مکان میں آگ لگی فرمان املاک کا جل گیا اُنھوں نے دہلی میں آنکر ایک مدت مدید کچہری میں دوا دوش کرکے دوسرا فرمان فرمان سابق کے موافق حاصل کیا اور اُسے بغل میں رکھکر بہ بشاشت تمام اپنی فرودگاہ کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں ایک دوست سے دوچار ہوکر ایسی باتوں میں مشغول ہوے کہ فرمان اُن کی بغل سے گر پڑا مطلق اُس کا خیال نہ رہا جب مکان پر آئے اور فرمان نہ دیکھا جہان اُن کی نظر میں تیرہ و تاریک ہوا اُسی قلق اور اضطراب میں سلطان الاولیا کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض حال کیا شیخ سے اُن کا اندوہ ملال دیکھا نہ گیا فرمایا مولانا نذر کر کہ فرمان تیرا جب ملجاوے شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی روح پرفتوح کے واسطے حلوا نذر کرکے حاضر کرے گا مولانا نے نذر بدل وجان قبول کی اور بعد ایک لحظہ کے شیخ نے فرمایا مولانا اگر تو ابھی حلوا خرید کرکے حاضر کرے تو خوب ہے مولانا فوراً اُٹھکر حلوائی کی دوکان پر گئے اور کئی درم کا اُس سے حلوا طلب کیا حلوائی نے حلوا تولکر ایک کاغذ نکالا تو اُسے چاک کرکے حلوا اُس میں لپیٹے مولانا نے اُسے پہچانا کہ یہ فرمان میرا ہے حلوائی سے گھُڑک کر فرمایا کہ اسے چاک نہ کر یہ میری املاک کا

بہرہ یاب ہی کسی طور کا اُنھین رنج نہین پہونچتا ہی بے غمی سے گذرتی ہی بعد اسکے جب شیخ شرف الدین وہان سے شیخ کے مکان پر آئے چاہا کہ وہ تذکرہ عرض کرون شیخ نے نور باطن سے دریافت کرکے فرمایا بابا شرف الدین جو درد کہ دم بدم مجھے پہونچتا ہی مجھے یقین ہی کہ دوسرے کو نہوگا وہ یہ ہی کہ جس وقت کوئی شخص میرے پاس آن کر اپنا درد دل اظہار کرتا ہی اُس وقت مجھے اس قدر غم والم لاحق حال ہوتا ہی کہ زبان اُس کی شرح سے عاجز ہی عجب سنگین دل ہی وہ کہ جسے غم برادر دینی کا اثر نہ کرے اور بھی بحکم المخلصون من اللہ علی خطر عظیم جاننا چاہئیے مصرع

نزدیکان را بیش بود حیرانی

نقل ہی کہ دہلی مین ایک بزاز تھا شمس الدین نام نہایت متمول اور وہ شیخ سے اعتقاد نہ رکھتا تھا بلکہ حضرت کی غیبت مین بے ادبانہ کلام کرتا تھا ایک روز اُس نے موضع افغان پور کے قریب ایک مقام سبزہ زار اور فرحت افزا دیکھا اپنے ہمراہیون کو لے کر وہان بیٹھا اور مے نوشی پر آمادہ ہوا اس مابین مین وہ چشم ظاہری سے کیا دیکھتا ہی کہ شیخ نظام الدین اولیا اُس کے مقابل ایستادہ ہین اور اشارہ سے ممانعت کرتے ہین فوراً اُس نے شراب پانی مین پھینک دی اور وضو کرکے شیخ کی خانقاہ کی طرف روانہ ہوا جوہین شیخ کی نگاہ اُس پر پڑی فرمایا کہ جس شخص کو سعادت مساعدت کرتی ہی ایسے گناہون سے باز آتا ہی شمس الدین یہ کلام سنکر متنبہ اور متحیر ہوا اور اُسی وقت صدق دل اور اخلاص تمام سے حضرت کے مریدون مین منتظم ہوا اور دوسرے دن تمام مال ومنال اپنا شیخ کے جماعت خانہ کے درویشون پر تقسیم کیا اور علائق دنیا سے سبکبار اور مجرد ہو کر عرصہ قلیل مین جملہ اولیاء اللہ سے ہوا اور خیر المجالس مین ہی کہ شیخ نصیر الدین اودھی کی تصنیف ہی وہ روایت کرتے ہین کہ مین ایک وقت شیخ سے رخصت لیکر اودھ کی طرف جاتا تھا شمس الدین بزاز کو مین نے قصبہ بتیالی مین دیکھا تو ایک گدڑی پارہ پارہ اُس کے زیب بدن ہی اور ایک جریب ہاتھ مین اور ظروف گلی کہ جس کا گلا رسی سے بندھا تھا ہاتھ مین لٹکائے ہین اور خطۂ بہار کی سمت عازم ہین شاید بہار مین اُن کی بوڑھی مان تھین جب مین نے اُنھین اس حال ردی سے دیکھا پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہی جواب دیا کہ الحمد للہ شیخ نظام الدین اولیا کی برکت سے دروازے سعادت کے مفتوح ہین اور دل ہوا وہوس سے خالی ہوا چین سے گذرتی ہی مین نے جواب دیا کہ میرے پاس ایک چھاگل چرمی ہی اُسے قبول فرمائین تو نہایت احسان ہی فرمایا کہ مین اس جناب کی عنایت سے اکثر نماز کے واسطے مسجد مین اُترتا ہون کوئی شخص اس لکڑی اور ظروف گلی پر نظر نہین کرتا ہی شاید اس چھاگل چرمی کی کوئی طمع کرے یہ فرما کر میرے ہاتھ کو بوسہ دیا اور جدا ہوئے اور یہ بھی نصیر الدین اودھی فرماتے ہین کہ مین جب قاضی محی الدین کاشانی کے پاس علوم ظاہری پڑھتا تھا ناگاہ ایسا بیمار ہوا کہ لوگون نے میری زیست سے قطع نظر کی قضارا شیخ نظام الدین اولیا میری عیادت کے واسطے تشریف لے گئے اُس وقت مین نہایت بیہوش تھا جب آنحضرت نے دست مبارک میرے منھ پر پھیرا فوراً ہوش مین آیا اور صحت پائی اور اُن کے قدم پر

بادشاہ نے ایک محضر تیار کر کے یہ حکم دیا کہ اگر ہر ہفتہ مین شیخ ایکبار میری ملاقات سے متعذر ہون تو ہر سلخ
یعنے ہر چاند رات کو البتہ آن کر مجھے دیکھے ہیں تو دینی فکر کی جاوے سید قطب الدین غزنوی اور شیخ وحید الدین
قندری اور مولانا برہان الدین مروی اور دیگر اکابر نے بادشاہ کے حکم کے موافق ماہ شوال کی اٹھائیسوین
تاریخ کو غیاث پور مین جا کر شیخ کو دیکھا اور بادشاہ نے جو کچھ حکم دیا تھا شیخ کے گوش گذار کیا اور یہ بات کہی کہ
بادشاہ جوان عاقبت نااندیش ہے اور حضرت بفضل خدا سے پیر دانش کیش ہیں اگر ہر مہینے میں ایکمرتبہ ضرورتاً دیوان
عام سلطانی مین تشریف لیجاوین امور درویشی میں فرق ہوگا شیخ نے تامل کر کے فرمایا انشاءاللہ دیکھتا ہون کہ
اسکا انجام کیا ظہور میں آتا ہے وہ سمجھے کہ حضرت سلطان الاولیا بادشاہ کے پاس جانے پر راضی ہوئے بادشاہ
سے جا کر عرض کی ہم نے شیخ کو راضی کیا وہ ہر چاند رات کو آپکی ملاقات کو آوینگے اور رات کو خواجہ وحید الدین
قندری اور اعزالدین علی شاہ جو بڑے بھائی امیر خسرو کے تھے انھون نے شیخ کی خدمت میں آن کر عرض کی کہ
بادشاہ آپ کے قدم رنجہ کی بشارت سے نہایت محظوظ ہوا شیخ نے جواب دیا کہ میں ہرگز اپنے بزرگون
کے خلاف نہ کرونگا کہ بادشاہ کی ملاقات کو جاؤن یہ سنکر دونوں بزرگوار غمگین ہوے اور یہ التماس کی
کہ چاند رات قریب ہے اور بادشاہ پرخاش پر آمادہ ہے حضرت کو مناسب ہے کہ حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کی
طرف توجہ فرماوین تو یہ معاملہ دشوار آسانی سے گذرے شیخ نے کہا مجھے شرم آتی ہے کہ اس امر حقیر کے واسطے
شیخ کی طرف متوجہ ہوں اور دین کے کام بہت ہیں شیخ کی طرف اُن کے واسطے توجہ کرنی چاہیے اور علاوہ اسکے
تم یقین جانو کہ بادشاہ مجھ پر ظفریاب ہوگا کس لیے کہ شب کو میں نے خواب دیکھا ہے کہ صفہ پر قبلہ رو بیٹھا ہون
اور ایک بیل سیاہ دار نے مجھ پر قصد کیا جب نزدیک پہونچا مین نے اُسکے دونون سینگ پکڑ کے ایسا اُسے
زمین پر دے مارا کہ وہ فوراً ہلاک ہوا خواجہ وحید الدین قندری اور عزالدین علی شاہ نے جب یہ واقعہ سُنا
سمجھے کہ اُس جناب کو کچھ آسیب نہ پہونچے گا بلکہ بادشاہ کو ضرر جانی پہونچیگا القصہ چاند رات کو خواجہ اقبال
نے بعد نماز ظہر شیخ سے عرض کی کہ آج روز سلخ ہے حکم ہو کہ کونسا راہوار حضرت کی سواری کو مہیا کرون شیخ
نے کچھ جواب نہ دیا اور اقبال دم بخود ہوا جب پہر دن باقی رہا پھر عرض کی کہ سواری کا وقت بھی ہے اگر حکم ہو
پالکی اور کہارون کو حاضر کرون اس مرتبہ بھی شیخ نے کچھ جواب نہ دیا خواجہ اقبال کو پھر عرض کی مجال
نہ رہی خاموش ہوا اور حکم خدا سے اُسی شب کو بعد ایک پہر اور چند ساعت کے خسرو خان جو نمک پروردہ
اور شاہ کا محرم راز تھا بلکہ شاہ نے اُسے خاک مذلت سے اٹھا کر مرتبہ عالی پر فائز کیا تھا جیسا کہ مقام مناسب
میں مذکور ہوا اُسنے اپنے ہاتھ سے بادشاہ کو قتل کیا اور منقول ہے کہ شیخ شرف الدین شیخ فریدالدین مسعود
گنج شکر کے پوتے شیخ بدرالدین سمرقندی کے عرس مین حاضر تھے ایک شخص نے اُن سے یہ کلام کیا کہ
شیخ نظام الدین اولیا بحسب باطن فارغ البال رکھتے ہین کہ اہل وعیال کی طرف سے اُن کو کچھ فکر و غم
نہیں کیونکہ اس قدر فراغت دنیوی انھیں حاصل ہے کہ ایک عالم اُن کے خوان مائدہ فیض و احسان سے

متحیر ہوا اس لیے کہ بیشتر اُس سے نذر و نیاز کا روپیہ بیشمار آتا تھا چنانچہ ایک وقت ایک تاجر کہ اُسے رہزنوں نے لوٹا تھا شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سفارش نامہ صدر الدین عارف پسر شیخ بہاء الدین زکریا کا اُس کے پاس موجود تھا ملاحظہ میں گذران کر عرض حال کیا شیخ نے خادم سے فرمایا کہ علی الصباح سے چاشت تک جو فتوح لینے زر نذرانہ آوے اس عزیز کے سپرد کرو منقول ہے کہ بارہ ہزار روپیہ پہر دن چڑھے تک اُس تاجر کو وصول ہوئے القصہ شیخ بادشاہ کے حکم سے واقف ہوئے اقبال غلام سے فرمایا کہ آج سے خرچ مقرری مضاعف کر اور جس وقت تجھے روپیہ کی حاجت ہووے بسم اللہ پڑھکر ہاتھ اپنا اُس حجرے کے طاق میں ڈال کر بسم اللہ کہکر جسقدر درکار ہو نکال لینا چنانچہ اقبال حسب الحکم عمل میں لاتا تھا جب یہ خبر منتشر ہوکر رفتہ رفتہ بادشاہ کو پہونچی نہایت شرمندہ اور نادم ہوا لیکن پھر بھی از راہ جہالت اور خجالت شیخ کو یہ پیغام بھیجا کہ شیخ رکن الدین ابو الفتح ملتان سے میری ملاقات کو آتے تھے اگر آپ بھی کبھی کبھی قدم رنجہ فرماوین مراحم ذاتی سے بعید ہوگا شیخ نے جواب دیا کہ مین مرد گوشہ نشین ہون کہین نہین جاتا اور علاوہ اس کے رسم اور عادت ہر سلسلہ کی ہر طور پر ہوتی ہی ہمارے بزرگون کا قاعدہ نہ تھا کہ کبھی دربار مین جاوین اور بادشاہ کے مصاحب ہووین اس امر مین فقیر کو معاف رکھین اور اس مسکین کو اپنے حال پر چھوڑین بادشاہ نے کہ بادۂ نخوت سے مخمور غرور تھا اس عذر کو قبول نہ کیا اور اُس کے جواب مین لکھا کہ آپ کو ہفتہ مین دو بار میری ملاقات کو آنا پڑیگا شیخ نے ناچار ہوکر خواجہ حسن شاعر کو شیخ ضیاء الدین رومی کے پاس کہ پیر بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ کے اور مرید شیخ شہاب الدین سہروردی کے تھے بھیجا کہ بادشاہ کو سمجھادین کہ فقیرون کا آزردہ کرنا کسی سبب اور رہایت مین درست نہین ہی اور خیریت دارین کی اس قوم کی کم آزاری مین ہی اور ماورا اس کے ہر خانوادہ کی ایک روش مخصوص ہی خواجہ حسن شیخ ضیاء الدین رومی کے مکان سے پلٹ کر خبر لایا کہ اُن کا درد شکم کی شدت سے حال ردی ہی کہ بیٹھکر نماز نہین پڑھ سکتے ہین شیخ ساکت ہوئے اور اُنھین دنون مین شیخ ضیاء الدین رحمت حق مین واصل ہوئے بادشاہ اور تمام اعیان و ارکان سوم کے دن وہان حاضر ہوئے اور رسم ہندوستان کے موافق اول قرآن شریف کے سیپارہ تقسیم کرکے پڑھے اس کے بعد پنج آیت پڑھکر پھول اُٹھائے اور سلطان الاولیا بھی بقصد زیارت وہان تشریف لے گئے بادشاہ کو سلام کیا اور بادشاہ نے جواب نہ دیا اور مطلق التفات نہ کی اور ایک روایت مین یہ بھی وارد ہی کہ جب شیخ اس مجلس مین رونق افزا ہوئے جس شخص نے حضرت کو دیکھا تعظیم کے واسطے دوڑا اور حضرت سے عرض کہ بادشاہ بھی اس مجلس مین تشریف رکھتے ہین اگر آپ سلام کرین ہم بادشاہ کو اعلام کرین شیخ نے فرمایا سلام کی حاجت نہین ہی کیونکہ وہ قرآن پڑھنے مین مشغول ہی اُسے مشوش نہ کرنا چاہیے اور جب انفصال مجلس ہجوم لاکر شیخ کے قدم پر گرے بادشاہ گوشۂ چشم سے دیکھتا تھا دل مین آزردہ ہوا بعد اسکے

منعقد ہوتی تھی اور وہ بیت کہ جس سے شیخ سلطان الاولیا کو وجد اور حال آتا تھا لکھکر سلطان الاولیا کے ملاحظہ میں گذرانتا تھا اور سلطان الاولیا بھی اُس بیت سے محظوظ ہوتے تھے ایک روز سلطان الاولیا کو حکیم سنائی کی ان دو بیت پر کہ حدیقہ میں مندرج ہیں وجد حاصل ہوا

ابیات

ہمچنین سما جمال جان افروز	در نمودی برو سپید بسوز
آن جمال تو چیست ہستی تو	وان سپید تو چیست ہستی تو

قرابیگ ترک جو بادشاہ علاء الدین خلجی کا خاص ترخاص تھا باوجود صلاح اور پرہیزگاری کے لطافت و ظرافت میں بھی امتیاز رکھتا تھا اور شیخ کے سلک مریدوں میں بھی منتظم تھا ان ابیات کو قلمبند کرکے بادشاہ کے روبرو لے گیا بادشاہ ہر بار پڑھتا تھا اور آنکھوں پر ملتا تھا اور تحسین کرتا تھا اُس وقت قرابیگ ترک عرض پیرا ہوا کہ باوجود اس قسم کے کل سجایاں شیخ سے ایسا اعتقاد رکھتے ہیں تعجب ہے کہ کبھی حضرت سے ملاقات نہیں کرتے بادشاہ نے فرمایا کہ ای قرابیگ ترک ہم بادشاہ ہیں سراپا دنیا میں آلودہ اور اس آلودگی سے شرماتا ہوں کہ ایسے پاک کی زیارت کروں تجھے لازم ہے کہ خضر خان اور شادی خان کو جو میرے جگر گوشہ ہیں شیخ کی خدمت میں لے جاکر مرید کرا اور دو لاکھ روپیہ جماعت خانہ کے درویشوں کو تسلیم کر بیچا قرابیگ ترک نے حکم کے موافق عمل کیا اور یہ عمارت عالی کہ مقبرہ میں اُن بزرگوار کے واقع ہے خضر خان کی ساختہ اور پرداختہ ہے اور کہتے ہیں کہ ایک روز بادشاہ علاء الدین خلجی نے ایک صندل زر جواہر سے مملو کرکے برسم نذر شیخ کے روبرو بھیجی ایک قلندر شیخ کے برابر بیٹھا تھا دور سے اُس کی نگاہ اُس پر پڑی اور شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر بولا ہدایا اشتراک حیث لا از روے ظرافت فرمایا امّا تنہا خوشتر قلندر نے مایوس ہو کر بازگشت کی عزیمت کی شیخ نے اپنے پاس بلا کر فرمایا کہ تنہا خوشتر سے ہمارا مقصود یہ تھا کہ تجھے تنہا مبارک ہووے یہ کہکر وہ تمام نقد و جواہر اُس کو بخشا اُس قلندر نے چاہا کہ اس سب کو اٹھا دے اُس کی قوت نے وفا نہ کی شیخ کے خادم نے اُس کی مدد کی اور نقل ہے کہ جب بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ دہلی کے تخت سلطنت پر متمکن ہوا خضر خان کو جو شیخ کا مرید تھا اُس نے قتل کیا اور شیخ سے بھی درپے عداوت ہوا اور ان دنوں میں شیخ کے باورچیخانہ مقرری کا خرچ سواے غلہ کے دو ہزار تنکہ روز کا تھا اور انعام و اکرام اور علاوہ متعلقان اور خرچ مسافران اور مجاوران اُس سے جدا تھا اس صورت میں بادشاہ نے قاضی محمد غزنوی سے کہ محرم خاص تھا پوچھا کہ اس قدر خرچ شیخ کا کہاں سے آتا ہے قاضی کہ وہ بھی اسقدر اعتقاد آنحضرت سے نہ رکھتا تھا بولا اکثر امراے سلطانی شیخ کی اعانت زر شکرانہ اور نذرانہ سے کرتے ہیں بادشاہ کو یہ امر پسند آیا حکم کیا کہ جو شخص شیخ کے مکان پر جاویگا یا اُن کی مدد خرچ کو روپیہ اشرفی بھیجیگا وہ نہایت معتوب اور مقہور ہوگا اور اس بارہ میں حد سے زیادہ مبالغہ کیا سب لوگوں نے سیاست شاہی کے خوف سے ہاتھ کھینچا اور اقبال غلام شیخ کا کہ تحویل اُس کے پاس رہتی تھی

کلام مختصر کرے اور علے الدوام ذکر بارابطہ و استغراق دل عمل مین لائے اور منقول ہو کہ تینون مشائخ شیخ نظام الدین اولیا کے انفاس کی برکت سے ساتھ اس صفات کے کامل ہو کر جملہ واصلین سے ہوے اور نقل ہے مولانا شہاب الدین امام سے کہ ایک دن شیخ نظام الدین اولیا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے مزار کی زیارت کو دہلی کہنہ مین تشریف لے گئے اور ہم اور مولانا برہان الدین محمد غریب اُس جناب کی رکاب مین تھے اور شیخ حضرت خواجہ کی زیارت کر کے اور مشائخون کی زیارت کے واسطے تالاب شمسی کے کنارے رونق افزا ہوئے اور اُس مقام مین خواجہ حسن شاعر ولد علائی سنجری کہ سن اُس کا پچاس برس سے زیادہ تھا ابتداے حال مین شیخ نے رابطۂ اتحاد اور مصاحبت کلی رکھتا تھا ساتھ ایک جماعت یارون کے مے نوشی مین مشغول تھا جب شیخ کو دیکھا آپ کے روبرو آن کر یہ دو بیت پڑھین ابیات

سالہا باشد کہ ماہم صحبتیم	گر ز صحبتہا اثر بودی کجاست
زہد تان فسق از دل ما کم نہ کرد	فسق ما یان بہتر از زہد شماست

شیخ نے جب یہ بات سنی فرمایا صحبتون کو تاثیرین ہین انشاء اللہ تعالے تجھے نصیب ہوگی فی الفور حضرت کی دعا مستجاب ہوئی خواجہ حسن سر برہنہ کر کے آپ کے قدم مبارک پر گر پڑے اور جمیع مناہی سے تائب ہو کر خود مع رفقا جو اُس کے ہم مشرب تھے مرید ہوئے اور خواجہ حسن نے کتاب فوائد الفواد مشتمل بر احوال شیخ نظام الدین اولیا اور حکایات جو کہ زبان مبارک پر آنحضرت کے جاری ہوئین تصنیف فرمائی خلعت قبول اور تحسین سے سرفراز ہوئے اور امیر خسرو دہلوی نے اُس نسخہ پر رشک کر کے کہا کہ کاش خلعت قبول اور تحسین اس نسخہ کی تصنیف کا میری نسبت منسوب ہوتا اور میری تمام تصانیف خواجہ حسن کے نام ہوتین بہتر تھا اور کہتے ہین خواجہ حسن نے بعد توبہ کے ایک غزل کہی جسمین یہ بیت بھی مندرج ہے بیت

اے حسن توبہ آنگہی کردے	کہ ترا قوت گناہ نماند

اور جس وقت کہ محمد تغلق شاہ دہلی کو خراب کر کے آدمیون کو دولت آباد دکن کی طرف لے جاتا تھا خواجہ حسن بھی بزرگان دکن کی زیارت اور صحبت کی نیت سے ہمراہ گئے اور اس ملک مین جا کر عالم باقی کی سمت سفری ہوئے اور بالاگھاٹ دولت آباد مین مدفون ہوے اور نقل ہے شیخ نصیر الدین محمود اودھی سے کہ جب شیخ نظام الدین اولیا کو راگ کی سماعت کی رغبت ہوتی تھی امیر خسرو اور امیر حسن قوال کہ علم موسیقی مین عدیم المثال تھے حاضر ہوتے تھے اور مبشر جو شیخ کا غلام زرخرید تھا اور خوش آوازی مین صوت داؤدی رکھتا تھا وہ بھی حاضر ہوتا تھا پہلے امیر خسرو غزلین اور بیتین ایسی متصوفانہ پڑھتے تھے کہ شیخ سر مبارک کو جنبش دیتے تھے اور اسی کو امیر حسن قوال اور مبشر غلام ایسا سمان باندھتے تھے کہ شیخ وجد مین آتے تھے اور دو سو قوال کہ راگ مین مرغ کو ہوا سے زمین پر لاتے تھے شیخ کے علوفہ خوار تھے اور سب کا سردار امیر حسن قوال تھا جب اپنے کام مین مشغول ہوتا تھا طرفہ مجلس

استراحت فرماوین کہ دیگ جوش مین ہی درویش نے فرمایا تو خود اُٹھ اور وہ دیگ چولھے پر سے نیچے اُٹھا لا شیخ یہ
سنتے ہی بتعجیل تمام اُٹھے اور دست حق پرست پر آستین چڑھا کر دونون ہاتھ سے دیگ کے گلے کا کنارا
پکڑ کے اُس کے روبرو لائے اور آوازہ جوش کی آدمیون کے کان مین پہونچی تھی درویش نے وہ دیگ اُٹھا کر
زمین پر ایسے ماری کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی پھر یہ فرمایا کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر نے نعمت باطن
شیخ نظام الدین اولیا کو ارزانی رکھی ہے میں نے اُن کی ظاہری محتاجی کی دیگ کو توڑ ڈالا یہ کہا اور وہ
درویش آدمیون کی نظر سے غائب ہوا اُس کے بعد ایسا ہوا کہ ہزارون لاکھون آدمی اُن کی خدمت مین
پہونچکر مرید ہوے اور خرقہ خلافت کا پاکر درجۂ عالی اور مقام متعالی میں داخل ہوے اور بعد اس کے شیخ
برہان الدین محمد غریب اور شیخ کمال الدین یعقوب اور شیخ نصیر الدین محمود اودھی شرف ارادت اور خرقہ
خلافت سے سرفراز ہوے اور اہل شریعت شیخ کو بسبب وفور عقل اور علم و فضل کے گنج معانی کہتے تھے
اور شیخ اخی سراج شیخ نور کے دادا تھے اور بنگالہ مین مدفون ہیں وہ بھی شیخ کے مریدون سے ہیں اور خیر المجالس
میں مرقوم ہے کہ ایک دن مولانا حسام الدین نصرت خانی اور مولانا جمال الدین نصرت خانی اور مولانا شرف الدین
کاشانی شیخ کے روبرو بیٹھے تھے شیخ نے اُنکی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اگر کوئی شخص دن کو صائم اور
رات کو قائم رہے یہ کام نہایت سہل ہے کہ بیوہ عورتیں بھی اس کام میں اقدام کر سکتی ہیں لیکن مشغولی بحق
کہ مردان طلبگار درگاہ پروردگار ہیں بسبب اس کے راہ پاتے ہیں اور قرب پیدا کرتے ہیں اور مشاہدہ کی
دولت سے فیضیاب ہوتے ہیں وہ ان عبادات کے علاوہ ہے حضار مجلس نے جب یہ کلام سنا امیدوار
ہوے کہ شیخ اُسے بیان فرماوین کہ وہ کون عبادت ہے شیخ نے اُنھیں مضطرب اور مضطر دیکھکر فرمایا
انشاءاللہ تعالےٰ اور وقت اس کا مذکور ہوگا خلاصہ یہ کہ مریدون اور عزیزون نے چھ مہینے انتظار کھینچا
ایک دن سب شیخ کی مجلس میں حاضر تھے محمد کاتب جو بادشاہ علاءالدین خلجی کے دیوان عام کا داروغہ تھا
وارد ہوا اور سر زمین پر رکھکر مؤدب بیٹھا شیخ نے پوچھا کہ کہاں تھا اُس نے عرض کی دیوان عام میں تھا
آج ظل سبحانی نے پچاس ہزار روپیہ بندگان خدا کے واسطے انعام فرمائے ہین شیخ نے اُس وقت
مولانا حسام الدین نصرت خانی اور دوسرے یارون سے متوجہ ہوکر فرمایا انعام بادشاہ کا بہتر ہے یاد
کرنا اُس عہد کا کہ جو تمہارے ساتھ کیا گیا یہ سنکر سب شرائط تعظیم بجالائے اور عرض کی کہ وفا کرنا عہد کا
ہشت بہشت سے بہتر ہے پچاس ہزار روپیہ نقد کیا مال ہے پھر اپنے پاس سلطان الاولیا نے
تینوں بزرگوارون کو بلایا اور لوگوں کو رخصت کر کے یہ فرمایا کہ مقصود کے پہونچنے کا راستہ مشغولی حق ہے
باستغراق تمام خلوت میں اور بے ضرورت باہر نہ آئے اور ہمیشہ باوضو رہے سواے وقت قیلولہ
کے کہ اُس وقت غلبہ خواب ہوتا ہے اور صائم الدہر رہے بااخلاص تمام اور اگر یہ میسر نہووے تقلیل
غذا پر قناعت کرے اور ہمیشہ سواے ذکر حق کے سکوت مین رہے مگر بضرورت اہل دنیا سے

ادا کیا اور اس وقت خوش ہین درگاہ الٰہی مین مناجات کی اے خدا مین اس شہر سے برآمد ہوا ہون لیکن اپنے اختیار سے کسی مقام مین نہین جاسکتا جس مقام مین خیریت اور سلامتی وین کی ہو وہان رکھ ناگاہ ایک طرف سے آواز آئی کہ جگہ تیری غیاث پور ہے اور وہ غیاث پور ایک موضع تھا گمنام اور مجہول کہ اُسے کوئی نہین جانتا تھا اور وہان کا حاکم علم زرد رکھتا تھا اور اُس ملک مین ایک قسم کی روئی زرد ہوتی ہے کہ اس سے لباس تیار کرتے ہین اور حاکم کو شیخ فرید گنج شکر سے نہایت الفت تھی لیکن شیخ نظام الدین اس کے مرنے کے بعد دہلی مین وارد ہوئے لہذا اس کو ندیکھا تھا اور منقول ہے کہ ایک وقت شیخ نے اجودھن سے مولانا شعیب کے ہاتھ ایک مصلا نمد سیاہ اور ایک کلاہ شیخ نظام الدین اولیا کے واسطے دہلی بھیجی اور مولانا شعیب جب آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور امانت پہونچائی شیخ نظام الدین دوگانہ شکر کا ادا کر کے محظوظ ہوئے اور اُسی وقت ایک رئیس نے گجرات سے دو لاکھ اور پچاس ہزار اشرفی بھیجی تھین شیخ نے وہ تمام زر نقد مولانا شعیب کو عطا فرمایا اور معذرت کر کے یہ رباعی لکھکر شیخ فرید شکر گنج کی خدمت مین ارسال کی ۔ رباعی

اے آنکہ بسر وی کہ بندۂ تو دانند مرا	بر مردمک دیدہ نشانند مرا
لطف عامت عنایتے فرمودہ است	ورنہ چہ کسم خلق چہ دانند مرا

کہتے ہین کہ جب دوسری مرتبہ شیخ نظام الدین اولیا قصبۂ اجودھن مین شیخ کی زیارت سے مشرف ہوئے شیخ نے فرمایا مولانا نظام الدین وہ رباعی جو تم نے عریضہ مین لکھی تھی مین نے اُسے یاد کر لیا انشاء اللہ تعالےٰ جہان تم رہو گے صاحب نظر تمھین اپنے مردم دیدہ مین جگہ دین گے اور نقل ہے کہ شیخ نظام الدین اولیا نے ابتداء حال مین غیاث پور مین سکونت اختیار فرمائی دو شخص آپ کی ملازمت مین حاضر رہتے تھے ایک شیخ برہان الدین محمد غریب جو دولت آباد دکن مین مدفون ہین اور دوسرے شیخ کمال الدین یعقوب جن کا مزار پٹن گجرات مین واقع ہے یہ دونون بزرگوار اور خلفاء سے پیشتر خرقہ خلافت پا کر تحصیل کمال اور ریاضت نفس مین شغل رکھتے تھے اور اُس عرصہ مین وجہ معاش نہایت تنگ تھی بعض وقت ایسا اتفاق ہوتا کہ چار روز تک کچھ بہم نہ پہونچتا کہ سلطان الاولیا اور دیگر درویش اس سے افطار فرماتے ایک عورت صالحہ کہ شیخ سے توسل رکھتی تھی اور ہمسایہ مین رہتی تھی اور سوت کاتکر گیہون خریدتی تھی اور نان بے نمک پکا کر اس سے افطار کرتی تھی چنانچہ اُس ایام فاقہ مین اس نیک بخت نے ڈیڑھ سیر آٹا کہ اُسکی قوت سے فاضل تھا شیخ کے واسطے بھیجا شیخ نے کمال الدین یعقوب سے فرمایا کہ اس آٹے کو دیگ مین ڈالکر پکاؤ شاید کہ کسی آنے والے کا حصہ ہوئے اور شیخ کمال الدین یعقوب اُسکے پکانے مین مشغول تھے کہ ناگاہ ایک درویش گودڑی پوش کسی مقام سے وارد ہوے اور شیخ نظام الدین اولیا سے متوجہ ہوکر بآواز بلند فرمایا کہ اے شیخ جو کچھ ماحضر رکھتا ہے ہم سے دریغ نہ کر شیخ نے جواب دیا کہ آپ از راہ شفقت ایک لحظہ

مسافروں کو لوٹتے تھے ناگاہ اُس مقام میں پانی برسنے لگا شیخ ایک لحظہ درخت جھنبار کے سایہ میں ایستادہ ہوئے ناگاہ پانچ چھ ہندو مع شمشیر و تیر و کمان نمودار ہو کر شیخ کی طرف متوجہ ہوئے شیخ کے دل میں یہ خیال گذرا کہ کمل اور جامہ جو شیخ نے مجھے عطا فرمایا ہی اگر خدانخواستہ اس پر لطمہ لگی میں آبادی میں ہرگز نجاؤنگا اور کسی کو اپنا منہ نہ دکھاؤنگا اسی اندیشہ میں تھے کہ راہزنوں نے ایکبارگی حضرت کی طرف سے منہ موڑا اور دوسری جانب روانہ ہوئے اور شیخ مع الخیر والعافیت دلی میں داخل ہوئے دوسرے دن شیخ نجیب الدین متوکل سے ملاقات کر کے ماجرا اس سفر کا اور شیخ فرید الدین گنج شکر کی حصول سعادت ملازمت کا تذکرہ مشرح بیان کیا اس کے بعد ایک شخص کے مکان پر کہ اُس سے ایک کتاب عاریت لے کر گم کی تھی تشریف لیگئے اور اُس سے یہ کہا کہ اے مخدوم اس روز کہ میں تم سے کتاب عاریت لے گیا تھا وہ میرے پاس سے گم ہوئی ہے نیت صادق رکھتا ہوں کہ کاغذ سیم بہم پہنچا کر وہ نسخہ نقل کر کے آپ کے پاس حاضر کرونگا اس شخص نے جب یہ کلام سنا ایک لحظہ شیخ نظام الدین اولیا کو نظر غور سے دیکھکر فرمایا کہ جس مقام سے آپ تشریف لائے ہیں اُسکا ثمرہ خدا کی خوشنودی کے سوا نہیں ہے میں نے وہ کتاب آپکو بخشی شیخ وہاں سے پھر ایک بزار کے پاس گئے اور فرمایا کہ میں نے تجھ سے کپڑا خرید کیا تھا اُس کی قیمت لایا ہوں بزار نے دس روپیہ لیے اور باقی حضرت کو معاف کیے اور کہتے ہیں کہ اُس وقت شیخ نظام الدین اولیا کو دلی میں ایسا مقام تجلیہ کا میسر نہ تھا کہ اُس میں متفکر و ذکر حق میں مشغول ہوویں اور اس شہر میں شیخ کو کثرت خلق اور انبوہ پسند نہ آتا تھا کہ ساکن ہوویں جو اُن دنوں میں قرآن شریف حفظ کرتے تھے اکثر اوقات شہر سے باہر جاکر صحرا میں بسر لے جاتے تھے ایک روز قتلغخان کے تالاب کے کنارے ایک درویش پاک کیش کو کہ آثار صلاح و تقوے اُن کے ناصیہ حال سے ہویدا تھے شیخ نظام الدین اولیا نے دیکھا اُن سے پوچھا کہ اے مخدوم تم اس شہر میں رہتے ہو انھوں نے کہا ہاں پھر پوچھا کہ آپ اس شہر میں خواہش طبع سے رہتے ہیں انھوں نے جواب دیا نہیں کوئی درویش ایسے شہر آبادی کہ جس میں اس قدر کثرت اور انبوہ آدمیوں کا ہے اپنی طبیعت کی خواہش سے نہ رہے گا مگر بضرورت پھر یہ حکایت نقل کی کہ میں نے ایک وقت حظیرہ کمال درویش کے دروازہ کے باہر ایک مرقع پوش کو دیکھا اور اس نے مجھ سے یہ بات کہی کہ اگر تو سلامتی ایمان کی اور استقامت عبادت میں چاہتا ہے اس شہر میں نہ رہ کہ یہ خطہ فسق و فجور کا ہوا ہے اور پھر یہ بھی کہا کہ اے مولانا نظام الدین اولیا میں بھی چاہتا ہوں کہ اس شہر میں نہ رہوں اور کسی طرف راہی ہوں لیکن کیا کروں کہ عرصہ بیس سال کا گذرا ہے کہ میں اس شہر میں سکونت پذیر ہوں اور بسبب اُن کنبوں کے کہ میں نے تیار کیا ہے مجال سفر نہیں یا تا قید عیالی کی شدید تر لوہے کی قید سے واقع ہوئی اور شیخ نظام الدین اولیا نے جب اُن درویش سے یہ بات سنی عزم جزم کیا کہ اس شہر میں نہ رہونگا اور اُس مقام سے برآمد ہو کر رانی بوستانی کے تالاب کے نزدیک باغ جسرت کہتے ہیں داخل ہوئے اور تجدید وضو کر کے دوگانہ

صحرا سے دیلہ کہ مراد کریل کے درخت کے پھل سے ہے اور اکثر آدمی اُس پھل کو سرکہ اور نمک مین ڈالکر اچار بناتے ہین حاضر کرتے تھے اور مولانا حسام الدین کابلی آب کشی اور باورچیخانہ کی دیگین دھوتے تھے اور شیخ نظام الدین اولیا ازروے صدق وصفا کھانا پکاتے تھے اور باحتیاط تمام کھانا پکاکر ظروف گلی اور کچکول چوبین مین نکالکر افطار کے وقت شیخ کی مجلس مین لیجاتے تھے لیکن کبھی نمک ہوتا تھا اور کبھی نہوتا تھا اور دو دو تین تین روز نمک میسر نہوتا تھا اور شیخ نظام الدین اولیا جب اُس خدمت پر مامور ہوئے اس بقال سے جو اُس مسجد کے قریب رہتا تھا کبھی غیب سے جو کچھ پہونچتا تھا کھانے کا مصالحہ خرید کرتے تھے اور کبھی ایک درم نمک قرض لے کر کا سہاے دیلہ مین کہ جوش ہوتے تھے ڈالتے تھے اور ہر روز شیخ کے روبرو اور درولیشون کے سامنے حاضر کرتے تھے اور مولانا شیخ جمال الدین ہانسوی اور مولانا بدر الدین اسحق اور شیخ نظام الدین اولیا شیخ کے حکم کے موافق ایک کاسہ مین تناول کرتے تھے اور شیخ کے قریب بیٹھتے تھے ایک دن جب تمام حضار مجلس اپنے مقام مین بیٹھ گئے شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر دست مبارک کاسہ کی طرف لیگئے اور لقمہ اُٹھاکر فرمایا کہ یہ لقمہ میرے ہاتھ مین گران معلوم ہوتا ہے اس لقمہ کو مُنھ مین رکھنے کا حکم نہین ہے شاید کہ اس کھانے مین شبہہ ہو یہ کہکر لقمہ کاسہ مین ڈال دیا شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ یہ کلام سنتے ہی میرا بدن کانپنے لگا فوراً مین نے ایستادہ ہوکر نہایت ادب سے یہ عرض کی کہ یا حضرت لکڑیان اور کریل کے پھل اور پانی باورچیخانہ کا شیخ جمال الدین اور مولانا حسام الدین اور مولانا بدر الدین لاتے ہین سبب شبہہ کا معلوم نہین ہوتا ہے حضرت پر واضح ہوا ہوگا شیخ نے فرمایا کہ نمک جو اس کاسہ مین پڑا ہے وہ کہان سے آیا ہے شیخ نظام الدین یہ سنکر متنبہ ہوئے اور سر زمین پر رکھکر صورت حال عرض کی شیخ نے ارشاد کیا فقرا اگر فاقہ سے مرجاوین بہتر ہے لیکن لذت نفس کے واسطے قرض نہ لیوین کس واسطے کہ قرض اور توکل کے مابین بعد مشرقین ہے اگر ادا نہووے وبال اس کا قیامت تک گردن پر رہے پھر فرمایا یہ کاسے درولیشون کے آگے سے اُٹھاکر اور محتاجون پر تقسیم کرین اور شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ مجھ مین ایک عادت تھی جیسا کہ طلبا کا دستور ہے کہ اگر کوئی شی نہایت بہ ضرور ہوتی ہے قرض لیتے ہین مین بھی قرض لیتا تھا لیکن اُس دن سے مین نے استغفار کرکے یہ نیت کی کہ ہرچند احتیاج اشد ہووے آئندہ ہرگز قرض نہ لونگا اور شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر نے وہ کمل کہ جس پر اجلاس فرماتے تھے مجھ بخشا اور یہ دعا کی کہ تو کبھی ساتھ قرض کے محتاج نہوگا اور جب شیخ نظام الدین اولیا ایک مدت کے بعد خدمتگذاری سے مرتبۂ کمال کو پہونچے پیر نے اُنھین اور ون کی تکمیل کی اجازت دے کر دہلی کی سمت رخصت کیا اور اُنھون نے رخصت کے وقت اپنے پیر کی یہ نصیحت یاد رکھی کہ ان حضرت نے فرمایا ہے کہ دشمنون کو جس طور سے ہوسکے راضی اور خوش رکھتا اور جس شخص سے قرض لینا اُس کے ادا کرنے مین نہایت سعی کرنا شیخ نظام الدین اولیا جب مسافر ہوئے مع ایک درویش کے ایک مقام مین پہونچے کہ فی الحقیقت وہان ایک جنگل تھا اور راہزن اس مقام مین

| باری کم ار انکہ گاہ گاہ ہے | آئی دعا کبھی لگا ہے |

اور شیخ نظام الدین اولیا کا حسب اتفاق شیخ نجیب الدین متوکل برادر شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کا ہمسایہ واقع ہوا تھا اور وہ بہت علماے دہلی پر علم میں فوقیت رکھتے تھے لہذا شیخ نظام الدین اولیا اکثر اوقات انکی صحبت میں بیٹھے تھے قصارا ان دنوں میں والدہ شیخ نظام الدین اولیا کی فوت ہوگئی تھیں اور شیخ تنہا رہ گئے تھے شیخ نجیب الدین متوکل سے زیادہ تر صحبت رہتے تھے اور غم تنہائی رفع کرتے تھے یہاں تک کہ روز بروز محبت فیمابین بڑھتی گئی اور آپس میں نہایت اتحاد ہوا اور بعد اُس کے شیخ نظام الدین اولیا چند سال خواجہ شمس الدین سے درس لے کر مراتب عالیہ پر فائز ہوئے اور معاش کے واسطے عہدۂ قضا کی فکر مین ہوئے ایک دن اثناے کلام مین شیخ نجیب الدین متوکل سے کہا کہ آپ میرے واسطے فاتحہ پڑھیں کہ مین کسی مقام کا قاضی ہون اور خلق خدا کو انصاف سے راضی رکھوں یہ سنکر شیخ نجیب الدین ساکت ہوئے اور کچھ جواب نہ دیا شیخ نظام الدین اولیا سمجھے کہ شیخ نجیب الدین نے نہین سنا پھر آواز بلند کہا التماس فاتحہ کی رکھتا ہوں کہ میں کسی مقام کا قاضی ہو جاؤں اس مرتبہ شیخ نجیب الدین متوکل نے فرمایا کہ خدا نہ کرے تو قاضی ہو لیکن وہ ہو جو میں جانتا ہون اور انہیں دنوں مین شیخ نظام الدین ایک رات مسجد جامع دہلی میں تھے صبح کے وقت ایک مؤذن نے منارہ پر یہ پڑھا اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ یہ سنتے ہی حال حضرت کا متغیر ہوا اور نور الٰہی نے آپ کو گھیر لیا اور اس سبب سے کہ اُس وقت میں جو آوازہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی شیخت اور کرامات کا عالمگیر ہوا تھا اور شیخ نجیب الدین متوکل کی بھی مجلس میں غائبانہ شیخ کی شیخت اور کرامات کے اوصاف سنکر شیخ نظام الدین اولیا اُن کی زیارت کے نہایت مشتاق تھے صبح کو بغیر سواری اور زاد راہ کے قصبۂ اجودھن کی سمت روانہ ہوئے اور روز چہارشنبہ کو ظہر کی نماز کے وقت آن حضرت کی ملازمت سے فائز ہوئے اور راوی کا یہ بھی قول ہے کہ جب شیخ نظام الدین اولیا شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی ملازمت سے مشرف ہوکے ہر چند چاہا کہ اپنے اشتیاق اور اخلاص کا حال بیان کریں حضرت کی ایسی دہشت غالب ہوئی کہ شرح اشتیاق کچھ عرض نہ کرسکے شیخ فرید الدین مسعود نے یہ حالت مشاہدہ کرکے فرمایا لکل داخل دہشۃ مرحبا خوش آیا اور بھلا لایا تو انشاء اللہ تعالےٰ نعمت دینی اور دنیوی سے برخوردار ہوگا شیخ نظام الدین اولیا نے خرقۂ درویشی کا حضرت شیخ سے پایا اور مریدان خاص کی سلک میں منسلک ہوئے اور اس عرصہ میں شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کو عسرت کمال تھی اکثر آن حضرت کے متعلقین اور فرزندوں کو ہر ہفتہ میں ایک یا دو فاقہ گذرتے تھے اور اُن بزرگوار کی محبت سے کوئی شخص آزردہ اور دلگیر نہ تھا الغرض مولانا بدر الدین اسحٰق بخاری کہ جامع معقول و منقول تھے لکڑیاں جنگل سے باورچیخانہ کے واسطے لاتے تھے اور مولانا شیخ جمال الدین ہانسوی

ذکر سلطان الاولیا شیخ نظام الدین قدس سرہ العزیز کا

ابیات

شہنشاہ اورنگ عرفان حق | دلش صدر دیوان ایوان حق | ملک بردہ دریوزہ از شان او
فلک کاسہ سبز درخوان او | قدم راندہ زان گونہ درراہ فقر | کہ شد شاہ اورنگ درگاہ فقر
بباطن زتکوین اطوار محو | بہ ظاہر زتمکین نگہدار سہو | دلش ساکن ملک ذات صفات
زہے پاک دین وزہے نیک ذات | نظام الحق آن شیخ عالی مقام | کزو کار ارباب دین شد تمام

شیخ نظام الدین اولیا جامع جمیع علوم ظاہری اور باطنی تھے اور ہمیشہ آنحضرت کا دل انوار منزل کتب معتبر تصوف کی طرف مثل فصوص الحکم اور مواقع النجوم اور اُن کی شرحون کے مطالعہ مین مائل تھا اور ابوحنیفہ کی فقہ مین اور تفسیر اور حدیث اور اصول و کلام مین استحضار اور مہارت تمام رکھتے تھے آپ کے والد بزرگوار احمد بن دانیال غزنین سے ہندوستان کی طرف آن کر شہر بداؤن مین متوطن ہوئے اور شیخ نظام الدین اولیا اُس شہر مین ماہ صفر ۶۳۴ھ چھ سو چونتیس ہجری مین پیدا ہوئے جب پانچ برس کے ہوئے اُن کے والد نے قضا کی اور اُن کی والدہ پرورش مین مصروف ہوئین اور جب حضرت سن تمیز اور رشد کو پہونچے تحصیل علوم ظاہری اور باطنی مین مشغول ہوئے اور جب بداؤن مین کوئی مدرس نہ رہا وہ جناب پچیس برس کے سن مین اپنی والدہ کو لے کر دہلی مین آئے اور ہلال طشت دار کی مسجد کے نیچے ایک حجرہ مین سکونت اختیار کی اور اُس وقت دہلی مین ایک فاضل متبحر اور علماے وقت سے سر آمد تھے اُن کا اسم مبارک خواجہ شمس الدین خوارزمی تھا بادشاہ غیاث الدین بلبن نے اُنھین آخر مین بخطاب شمس الملک مخاطب کر کے منصب وزارت تفویض فرمایا جیسا کہ تاج الدین سنگ ریزہ نے اُنکی مدح مین کہا ہے بیت

شمسا کنون بکام دل دوستان شدی | فرماندہ ممالک ہندوستان شدی

اور قبل وزارت درس مین مشغول رہتے تھے پھر شیخ اُنسے ملکر اُن کے شاگردون کی سلک مین منسلک ہوئے اور وہ ایک حجرہ رکھتے تھے کہ وہ خاص مطالعہ کے واسطے تھا اور تین شاگرد جو صاحب استعداد تھے وہ اُس حجرہ مین سبق پڑھتے تھے اور باقی شاگرد اُس کے باہر درس کرتے تھے اور ان تین شخصون مین ایک ملا قطب الدین ناقلہ اور دوسرے ملا برہان الدین عبد الباقی اور تیسرے شیخ نظام الدین اولیا تھے اور جب شیخ نے آپ کی مولویت اور تیزی فہم پر آگاہی پائی تو شاگردون سے آپ کی تعظیم مین اورون سے زیادہ تر اہتمام کرتے تھے اور مولانا شمس الدین کو یہ عادت تھی کہ اگر کوئی شاگرد غیر حاضر ہوتا اور جس وقت وہ آتا مولانا از راہ دل لگی اُس سے فرماتے تھے کہ کیا تھا جو تو حاضر نہوا تا کہ پھر وہ کر دن جو تو حاضر ہوا کرے اور اگر کبھی شیخ کی تعطیل ہوتی تھی پھر مولانا اُنھین جب دیکھتے تھے یہ بیت پڑھتے تھے بیت

درد والم ایسا لاحق ہوا جیسا پہلے کبھی جدا ہونے میں ہوا تھا شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ جب مین دہلی
مین پہونچا مین نے سنا کہ شیخ کے مرض نے شدت کی ایک رات بعد ادائے نماز عشا بیہوش ہوئے اور کچھ دیر
کے بعد ہوش مین آن کر مولانا بدر الدین اسحق سے پوچھا کہ میں نے عشا کی نماز پڑھی کہا ہاں اُس جناب نے
نماز عشا پھر احتیاطاً ادا کی اور پھر بیہوش ہوئے جب ہوش میں آئے فرمایا ایکبار اور از راہ احتیاط کے نماز عشا
ادا کروں کیا معلوم پھر میسر ہو یا نہیں چنانچہ اُس شب کو آپ نے تین مرتبہ نماز عشا ادا کی اور فرمایا کہ مولانا
نظام الدین دہلی میں ہے میں بھی خواجہ قطب الدین کی رحلت کے وقت ہانسی میں تھا اور مولانا بدر الدین اسحق
کے کان میں آہستہ فرمایا کہ میرے انتقال کے بعد وہ جامہ کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے مجھے پہونچا
ہے جیسا کہ تمکو معلوم ہے اُسے مولانا نظام الدین کے پاس پہونچانا اور پھر پانی طلب کرکے وضو کیا اور دوگانہ
ادا کرکے سر سجدہ مین رکھا اور عین سجدہ میں رحلت فرمائی غرضکہ یہ واقعہ پنجشنبہ کی رات ماہ محرم کی پانچوین
تاریخ سنہ ۶۶۰ھ سات سو ساٹھ ہجری مین واقع ہوا اور سن شریف اُس جناب کا پچانوے برس کا نشان دیتے
ہین اور منقول ہے کہ مولانا بدر الدین اسحق نے وصیت کے موافق وہ جامہ شیخ نظام الدین اولیا کے پاس پہنچایا
اور کاسہ اور عصا شیخ کا اُن کے فرزندون کے پاس رہا اور اوا یہ بھی سنا جاتا ہے کہ شیخ نظام الدین اولیا
شیخ کی خبر فوت سنکر قصبہ اجودھن مین گئے اور شیخ کے مزار کی زیارت کرکے جامہ مذکور مولانا بدر الدین
اسحق سے لیکر دہلی کی سمت مراجعت فرمائی اور کتاب تذکرۃ الاتقیا مین لکھا ہے کہ تین شخص نظام نام شیخ
کی خدمت مین تھے ایک شیخ نظام فرزند شیخ کے دوسرے شیخ نظام بھانجے یعنی ہمشیرہ شیخ کے لڑکے
تیسرے شیخ نظام الدین اولیا اور چونکہ پسر شیخ کے مقام ابدال کا رکھتے تھے اس واسطے سجادہ انہین نہ دیا
اور جب آپ کی ہمشیرہ نے بہت سعی کی کہ سجادہ نشینی میرے فرزند کو عنایت ہووے شیخ نے فرمان لکھا
اور بھانجے کو دیکر یہ فرمایا کہ ہانسی مین مولانا جمال الدین ہانسوی کے پاس جاکر اسے صحیح کرکے لاؤ اور مولانا
جمال الدین ہانسوی نے اُس فرمان کو صحیح نہ کیا اور اُس نے پلٹ کر شکایت کی آخر کو شیخ نے اپنی ہمشیرہ کے
حسب التماس فرمان دوسرا لکھ بھیجا اور اُس مرتبہ مولانا جمال الدین ہانسوی نے ناراض ہوکر اُسے چاک کیا
شیخ نے فرمایا کہ میں جمال الدین ہانسوی کا پارہ کیا ہوا فرمان نہین سی سکتا اور بعد اس کے ایک مدت
کے بعد شیخ نے فرمان سجادہ نشینی ولایت دہلی کا شیخ نظام الدین اولیا کو دیکر مولانا جمال الدین ہانسوی
کے پاس بھیجا اور وہ اُسے دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور یہ بیت اُس فرمان میں درج کی۔ بیت

ہزاران درود و ہزاران سپاس
کہ گوہر سپردہ بہ گوہر شناس

اور کتبہ کو صحیح کرکے دہلی مین روانہ کیا

کہ خط وکتابت درمیان مین نہین ہی جو مبلغ کی تعداد کا یقین ہو بہتر یہ ہی کہ سو روپیہ شیخ کی نذر کیجیے اور باقی اپنے پاس رکھ چھوڑیے آخرش وہی کیا شیخ نے مسکرا کر فرمایا ای مولانا عارف تو نے حق برادری کا ساتھ اس درویش کے ادا کیا یعنے نقود شکرانہ نصفا نصفی کر لیا مولانا عارف یہ کلام سنکر نہایت شرمندہ اور محجوب ہوئے اور یہ عرض کی کہ ہمت ملایان مفلوک کی اہل سلوک کے برابر نہین ہی اور وہ سو روپیہ بھی حاضر کیے شیخ نے فرمایا روپیہ تجھے مبارک ہو تو کسی بھائی کو نقصان نہ پہونچے غرضکہ جب مولانا نے یہ حال مشاہدہ کیا شرف ارادت سے مشرف ہوئے اور نقد وجنس سے جو کچھ رکھتے تھے درویشون کو دے کر عبادت اور ریاضت مین مشغول ہوئے اور تھوڑے عرصہ مین خرقہ خلافت کا پایا اور حسب الاشارہ سیستان کی سمت روانہ ہوئے اور خلائق کی ہدایت وارشاد مین مشغول ہوئے اور منقول ہی کہ شیخ ایک وقت دوپہر کو اپنی خانقاہ سے برآمد ہوئے اور شیخ نظام الدین اولیا اور مولانا بدر الدین اسحق اور مولانا جمال الدین ہانسوی حاضر تھے اور سلطان المشائخ ایک دیوار کے سایہ مین کھڑے ہوئے تھے اس وقت ایک ملا یوسف جو آپ کے قدیم مریدون مین تھے آئے اور یہ کلمہ گستاخانہ زبان پر لائے کہ چند مدت سے مین خدمت اور ملازمت کرتا ہون ابھی تک اُسی مرتبہ پر ہون۔ اور جو لوگ میرے بعد آئے وہ حضرت کی فیض بخشی سے خرقہ خلافت پہنکر مراتب علیہ پر فائض ہوئے شیخ نے مسکرا کر فرمایا ای درویش ہر شخص بقدر قابلیت اور اپنی حالت کے ایک نعمت پاتا ہی اس مین ہماری کچھ تقصیر نہین ہی یہ کلام تمام نہوا تھا کہ ایک لڑکا چار برس کا آیا اور شیخ کے قریب ایستادہ ہوا اور شیخ کے برابر ایک انبار خشت پختہ کا تھا جو عمارت کے واسطے لائے تھے شیخ نے اُس لڑکے سے فرمایا کہ اُس تودہ مین سے ایک انیٹ پختہ لا کہ مین اُس پر بیٹھون لڑکا دوڑ کر ایک انیٹ مسلم سر بسر اُٹھا لایا شیخ اُس پر بیٹھے پھر فرمایا جا ایک انیٹ مولانا نظام الدین کے واسطے لا وہ جا کر ایک انیٹ درست اُن کے واسطے اُٹھا لایا اسی طور سے وہ لڑکا شیخ کے حکم کے موافق ایک انیٹ مسلم مولانا جمال الدین ہانسوی اور مولانا بدر الدین اسحق کے واسطے بھی اُٹھا لایا جب ملا یوسف کی باری آئی وہ لڑکا اُس انبار سے بہ ... تمام ایک خشت نصف بلکہ اس سے بھی کمتر تلاش کر کے لایا اور ملا یوسف کے سامنے رکھ دیا یہ ماجرا دیکھکر تمام بزرگوار متحیر ہوئے شیخ نے فرمایا اے یوسف مین کیا کرون نصیب تیرا اورون کے برابر نہین ہی غرضکہ قسمت ازلی پر خرسند اور راضی ہونا چاہیے کس واسطے کہ **مصرع** تقدیر کے لکھے کو مکان نہین ہی دعوٰنا اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہی کہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کو مرض الموت واقع ہوا آخرش ساتھ اُس زحمت کے رحمت حق مین داخل ہوے اور اس مرض مین مجھے خرقہ خاص سے سرفراز فرما کر ماہ شوال ۶۶۹ھ چھ سو انہتر ہجری مین دہلی کی طرف روانہ کیا اور رخصت کے وقت اشک گہر رشک دیدۂ حق بین مین بھر لائے اور فرمایا جا تجھے حافظ حقیقی کے سپرد کیا اور مجھے بھی اس جدائی سے ایک

دہلی مین آیا جو بیمار کہ میرے پاس آتا تھا وہ تعویذ اس شرط سے اُسے دیتا تھا کہ بعد حصول صحت یہ تعویذ واپس
ے سو غرضکہ وہ تعویذ جس شخص کو میں نے دیا اُس نے بفضل خدا سے صحت پائی یہاں تک کہ تمام شہر میں اُسکی
رت ہوئی اور مین نے وہ تعویذ ایک طاق میں رکھ دیا ایک روز ایک میرے دوست جن کا نام تاج الدین مینائی
آ کے اور مجھسے اظہار کیا کہ میرا فرزند بیمار ہے میں نے حجرہ میں جا کر اُس تعویذ کو اُس طاق میں اور بھی طاقوں میں
یہ ڈھونڈھا نہ پایا وہ دوست محزون اور مغموم گیا اور اُس کا فرزند مدعا سے بہوا اور جب دو دن کے بعد پھر بیمار آیا
میں نے حجرہ میں جا کر جو دیکھا وہ تعویذ اُسی طاق میں موجود تھا اُس کو دیا اُس نے شفا پائی چونکہ بیٹا تاج الدین
ی کا مرنے والا تھا اس وقت پیدا ہوا اور منقول ہے کہ شمس الدین نام ایک شاعر باشندہ سام قصبۂ اجودھن
میں آیا اور وہ نسخہ کہ شیخ حمید الدین ناگوری نے علم سلوک میں لکھا تھا اُس کے پڑھنے میں مشغول ہوا اور جب
ختم کر کے بعد اُس نے قصیدہ مطول شیخ کی مدح میں کہا اور اجازت لے کر تمام اشعار اُس کے آغاز سے
تمام تک ایستادہ ہو کر پڑھے شیخ نے فرمایا بیٹھ اور پھر پڑھ اُس نے بیٹھکر دو بارہ پڑھا اور شیخ ہر ایک
بیت کی مدح کرتے تھے بعد فراغ اُس سے پوچھا کہ تیرا مطلب کیا ہے شمس الدین نے عرض کی کہ میری والدہ
نہایت پیر ہے اور ناداری اور عسرت کے سبب اُس کی پرورش سے عاجز ہوں امیدوار ہوں کہ شیخ کی
توجہ سے میری عسرت ساتھ فراغت کے مبدل ہووے شیخ نے فرمایا جا شکرانہ لا جو کہ شیخ کا شکرانہ
طلب کرنا دلیل حصول مقصود تھا شمس الدین خوش خوش اُٹھکر اور تلاش کر کے پچاس جیتل نقد لایا
شیخ نے درویشوں پر تقسیم کر کے فاتحہ خیر پڑھا اور اُسی برکت سے شمس الدین اُنھیں دنوں میں شمس الدین
التمش کے بیٹے کا وزیر ہوا اور دستگاہ عظیم بہم پہونچائی منقول ہے کہ ایک فاضل مولانا حمید نام
طغرل کی ملازمت میں رہتے تھے جو بادشاہ غیاث الدین بلبن کی طرف سے بنگالہ کا حاکم تھا ایک روز مولانا بدستور
ادب سے ایستادہ تھے ناگاہ ایک صورت لطیف اور نورانی اُنھیں دکھائی دی اُس نے کہا کہ اے حمید
تو اہل علم ہے اس جاہل کے روبرو کیون کھڑا ہے پھر دوسرے دن بھی مولانا اُسی طرح سے طغرل کے روبرو ایستادہ
تھے کہ وہ صورت پھر ظاہر ہوئی اور وہی کلام کیا مولانا سمجھے کہ یہ شکل شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کی ہے
بیتاب ہو کر اجودھن کا راستہ لیا اور جب شیخ کی خدمت میں مشرف ہوئے شیخ نے فرمایا کہ اے حمید تو نے
دیکھا کہ میں کس صورت سے تجھے یہاں لایا مولانا نے جب یہ کلام سنا اُسی وقت علائق دنیوی ترک کر کے
تجرید اختیار کی اور سعادت ارادت سے مشرف ہوئے اور ایک مدت وعظ اور ارشاد میں مشغول رہے
آخرش مکہ معظمہ کی طرف رخصت ہوئے اور یہ بھی منقول ہے کہ اوچہ اور ملتان کی طرف ایک بادشاہ پاک
اعتقاد تھا اُس نے ایکبار ملا عارف کو جو اُس کی خدمت میں رہتے تھے اور ارادہ دہلی کے آنے کا رکھتے
تھے مبلغ دو سو تنکہ سفید اُن کے سپرد کیے اور یہ بات کہی کہ تم قصبہ اجودھن میں جا کر یہ روپیہ شیخ فرید کی
خدمت میں پہونچاؤ اور میرے واسطے التماس دعا کرو جب مولانا قصبۂ اجودھن پہونچے اُنکے دل میں یہ خیال گذرا

حق پرست اُس پر کھینچ کر اپنے روے مبارک پر ملتے ہین جب نگاہ حضرت کی ہم پر پڑی فرمایا کہ یارون کی دعا نے کچھ اثر نہ دکھایا یہ سنتے ہی ہم سب سرنگون ہو کر سکوت مین آئے لیکن درویش علی جو سب سے آگے کھڑا تھا اُس نے یہ عرض کی دعا ناقصون کی کاملون کے حق مین اثر نہین کرتی ہے شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ اُس وقت شیخ نے مجھے بلا کر عصاے مذکور مرحمت کیا اور یہ فرمایا کہ مین خدا سے چاہتا تھا کہ تو جو خدا سے چاہے گا پاوے گا مین سرنگون ہو کر پلٹ آیا اور میرے ہمراہی بھی میرے ساتھ پلٹ آئے اور مبارکباد کہنے لگے اس کے بعد سب اعزا اپنے اپنے مقام پر گئے اور میرے دل مین یہ خطور ہوا کہ شیخ نے میری دعا کی اجابت کے واسطے حق سبحانہ تعالے سے درخواست فرمائی ہے اور یقین ہے کہ شیخ کی دعا مستجاب ہووے بہتر یہ ہے کہ آج پھر شب کو شیخ کی صحت کے واسطے قیام کرون غرضکہ جب دعا مین مشغول ہوا آخر شب کو مجھے ایک بشاشت حاصل ہوئی اور معلوم ہوا کہ میری دعا درگاہ الٰہی مین مستجاب ہوئی صبح کو جب شیخ کی خدمت مین گیا دیکھا کہ آپ مصلے پر رو بقبلہ بفراغ خاطر رونق افزا ہین اور درد والم بالکل زائل ہوا اور جب حضرت کی نظر مجھپر پڑی فرمایا اے درویش نظام الدین جب میری دعا تیرے حق مین قبول ہوئی تیری دعا بھی میرے حق مین مستجاب ہوئی یہ فرما کر وہ مصلا جس پر تشریف رکھتے تھے مجھے مرحمت فرمایا اور کتاب فوائد الفواد مین مرقوم ہے کہ جب شیخ فرید ہانسی سے آن کر قصبہ اجودھن مین ساکن ہوئے اپنے چھوٹے بھائی شیخ نجیب الدین المشہور بمتوکل کو اپنی والدہ کے لانے کے واسطے قصبہ کھوتوال کی سمت بھیجا شیخ نجیب الدین جب اُس قصبہ مین پہونچے اپنی والدہ کو گھوڑے پر سوار کر کے قصبۂ اجودھن کی طرف روانہ ہوئے لیکن اُس راستہ مین جنگل بہت تھا اور پانی کمیاب جب آدھی راہ طے ہوئی ایک روز والدہ کو ایک درخت کے سایہ مین بٹھا کر خود گھوڑے پر سوار ہو کر پانی کی تلاش مین گئے اور پانی تلاش کر کے جب اُس درخت کے نیچے آئے اپنی والدہ کو نہ دیکھے مضطرب اور حیران ہو کر ہر سمت دوڑے کہین اُن کا نشان نہ پایا ناچار با دل غمگین اور خاطر حزین قصبۂ اجودھن کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت شیخ فرید گنج شکر سے یہ قصہ بیان کیا شیخ نے کچھ تصدق فقرا کو پہونچا کر صلحا کو کھانا کھلایا اور بعد ایک مدت کے شیخ نجیب الدین المشہور بمتوکل کا پھر اُس جنگل مین گذر ہوا جب اُس درخت پر نگاہ پڑی آپ کے دل مین یہ خیال گذرا کہ اس نواح کے گرد پھر کر دیکھے شاید والدہ کی ہڈیون کا نشان ملے جب آگے بڑھے ایک جا پر کچھ ہڈیان آدمی کی افتادہ دیکھین صفائی باطن سے سمجھ کہ یہ استخوان والدہ کی ہین پھر تمام ہڈیان جمع کر کے ایک خریطہ مین بھرین اور شیخ کی خدمت مین پہونچکر حقیقت حال عرض کی شیخ نے فرمایا خریطہ لاؤ اور اسکا منھ کھولکر سب ہڈیان مصلے پر گرا دو شیخ نجیب الدین جلد خریطہ اُٹھا لائے لیکن جب منھ اس کا کھولا ایک استخوان نہ دیکھی شیخ نظام الدین اولیا نے لکھا ہے کہ ایک دن مین شیخ فرید گنج شکر کی خدمت مین حاضر تھا ایک بال محاسن مبارک سے جدا ہوا مین نے فی الفور اُسے اُٹھا کر عرض کی کہ اگر حکم ہووے مین اُس کا تعویذ بناؤن فرمایا خوب ہے پھر مین نے وہ بال کاغذ مین لپیٹ کر بحفاظت تمام اپنی دستار مین رکھا اور جب مین اجودھن

نماز جلد ادا کرتا ہے حق تعالیٰ اُسے شکر عنایت فرماتا ہے اور آپ یہ کام کرتی تھیں کہ شکر ایک پوڑیا میں لپیٹ کر
آپ کے سرہانے رکھ دیتی تھیں اور شیخ بعد فراغ دوگانہ صبح شکر اپنے سرہانے سے اُٹھا کر نوش کرتے تھے
یہاں تک کہ حضرت کا سن بارہ برس کا ہوا آپ کی والدہ کے دل میں یہ خیال گذرا کہ اب فرزند بفضل
خدا سے ہوشیار ہوا ہے شکر رکھنے کی حاجت نہیں اُسکا رکھنا موقوف کیا لیکن قسام حقیقی نے اُسکا
وظیفہ برطرف نہ فرمایا اُسی طرح سے پہونچتا تھا اور آپ کی والدہ کو اس امر سے اطلاع نہ تھی جب دیکھا کہ
فرزند شکر موقوف ہونے کی شکایت نہیں کرتا ہے ایک دن پوچھا کہ اے فرزند تجھے شکر ملتی ہے شیخ نے کہا
ہاں برابر ملتی ہے وہ عفیفہ سمجھیں کہ شاید کوئی پرستار شکر شیخ کے سرہانے رکھ دیتی ہے جب دریافت کیا معلوم
ہوا کہ یہ کام مخلوق کا نہیں شیخ کی دولت اعتقاد کی برکت ہے یہ پوڑیا شکر کی غیب سے پہونچتی ہے اس واسطے حضرت
کا لقب گنج شکر ہوا اور شیخ نظام الدین اولیا ناقل ہیں کہ شیخ فرید گنج شکر ہمیشہ روزہ رکھتے تھے یہاں تک کہ
اگر عارضہ بھی ہوتا یا سفر کرتے روزہ افطار نہ فرماتے تھے اور اکثر اوقات آپ روزہ شربت سے افطار کرتے
تھے یعنی یہ معمول تھا کہ دانہ منقے کے ایک ظرف میں ڈالکر پانی میں بھگوتے تھے اور اسکا شربت نکالکر افطار
کے وقت بہ مقدار تین درم نوش فرماتے تھے اور دو تین دانہ منقے کے دہن مبارک میں ڈالتے تھے اور باقی
حاضران مجلس پر تقسیم کرتے تھے اور دو نان گھی میں چپڑی ہوئیں کہ وہ سیر کے وزن سے کم ہوتی تھیں بعد
افطار شیخ کے روبرو لاتے تھے اور شیخ اُس میں سے ایک ثلث حصہ یا کچھ کم و بیش تناول فرماتے تھے
اور باقی حضار مجلس پر تقسیم فرماتے تھے اور بعد اس کے باستغراق نماز عشا میں مشغول ہوتے تھے اور جب
ابتدائے حال میں قصبۂ اجودھن میں آن کر ساکن ہوئے مدتیں کم ہوتی تھیں ان دنوں میں شیخ اور آن
حضرت کے اہل و عیال میوہ پیلو اور ڈیلہ وغیرہ سے کہ اُس ولایت کے جنگل میں پیدا ہوتا ہے اوقات بسر کرتے
تھے چنانچہ اتفاق حسنہ سے اُسی عرصہ میں بادشاہ ناصر الدین شہریار دہلی کہ اوچہ اور ملتان کی طرف متوجہ ہوا تھا گذر
اُس کا اجودھن میں ہوا اور شیخ کی زیارت سے مشرف ہوکر شیخ کی حقیقت حال سے واقف ہوا اور اپنے لشکرگاہ
میں پہونچکر اُس نے فرمان چار موضع کلاں کی معافی کا اور کچھ زر نقد الغخان وارد عہد دواب کی صحابت سے شیخ کے
پاس بھیجا شیخ نے فرمان دیہات واپس کیا اور فرمایا کہ فقرا کو دیہات سے کیا کام ہے اور زر نقد قبول کرکے
جماعتی سے کے درویشوں کو تقسیم کیا نقل ہے کہ اجودھن میں شیخ مرض سخت میں مبتلا ہوئے کہ امید زیست نہ تھی
اور شیخ نظام الدین اولیا اور شیخ جمال الدین اسحق ہانسوی اور مولانا بدر الدین اور درویش علی بہار کو شیخ نے
اشارہ کیا کہ فلاں گورستان میں جاکر دعائے خیر میں مشغول رہیں چنانچہ یہ بزرگوار حکم کے موافق اُس
مقام میں جاکر دعا میں مصروف ہوئے اور فجر کو شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہیں
کہ میں نے شیخ کو آن کر اُس حال سے دیکھا کہ آپ ایک کمل سیاہ شانہ پر ڈال کر اُسپر تکیہ کیے ہوئے
اور عصا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے اُنھیں پہونچا تھا آغوش میں رکھے ہوئے لحظہ بہ لحظہ دست

تواس کنیز کو اس روغن فروش کے حوالہ کرنا محرر نے شیخ کا فرمان اصدق دل قبول کیا اور روغن فروش سے
یہ بات کہی کہ تو میرے ہمراہ چل روغن فروش نے رو کر یہ کہا یا شیخ ابھی مجھے یہ مقدرت حاصل ہی کہ دس[10]
لونڈیان خرید کرون لیکن مین اپنی زوجہ پر شیفتہ بلکہ عاشق زار ہون شیخ نے تبسم کرکے فرمایا بھلا
تو اس محرر کے ہمراہ جا دیکھ خدا کیا کرتا ہی ناچار وہ گیا اور نویسندہ کے مکان کے قریب غمگین بیٹھا محرر کو
جب داروغہ کے سامنے لے گئے بغیر تمہید محاسبہ اُسے خلعت اور گھوڑا دے کر رخصت کیا اور پیچھے سے
ایک کنیز حسین مہ جبین کہ جو بھیجی محرر نے وہ لونڈی جس طرح سے برقع پوش آئی تھی روغن فروش کے پاس
بھیجی اور یہ پیغام دیا کہ یہ حق تیرا ہی اس عورت کی جو مین نظر خاوند پر پڑی برقع دور کرکے دوڑی اور
دونون شادان و فرحان شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور سر اُن کے قدم مبارک پر رکھکر مرید
ہوئے اور حضرت شیخ فرید الدین کہ ملقب بہ گنج شکر ہین اس لقب کے بارہ مین بہت روایتین گوش زد
ہوئی ہین لیکن تاریخ حاجی محمد قندھاری مین یون مسطور ہی کہ جن دنون مین شیخ دہلی مین خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی کی ملازمت مین رہتے تھے اور غزنین کے دروازے کے قریب مسکن رکھتے تھے
ایک روز برسات کے موسم مین راستون مین نہایت کیچڑ تھی پیر کے دیکھنے کا اشتیاق غالب ہوا
پانوُن مین نعلین چوبین پہنکر شیخ کی خانقاہ کی سمت متوجہ ہوئے اور چونکہ سات دن گذرے تھے کہ
شیخ فرید نے روزہ کے سبب سے کچھ تناول نہ فرمایا تھا ضعف نہایت غالب تھا اثنائے راہ مین آپکے
پانوُن نے لغزش کی کیچڑ مین گر پڑے یہان تک کہ قدرے مٹی آپ کے دہن مبارک مین داخل
ہوئی حکم خدا سے وہ شکر ہوگئی اور جب شیخ اپنے پیر کی خدمت مین پہونچے اُنھون نے فرمایا ای
فرید تھوڑی سی مٹی تیرے دہن مین پہونچکر شکر ہوئی کیا تعجب ہی جو قادر ذوالجلال نے تیرے تمام جسم
کو گنج شکر کیا ہو اور وہ اپنے فضل و کرم سے ہمیشہ تجھے شیرین رکھے گا شیخ نے شکر شکر الٰہی دہن
مین ڈال کر جب بازگشت کی جس مقام مین پہونچتے تھے سنتے تھے کہ لوگ آپس مین کہتے ہین شیخ فرید الدین
مسعود گنج شکر آتے ہین اور دوسری روایت مین یہ ہی کہ ایک دن اثنائے راہ مین بنجارے نمک دہلی
مین لاتے تھے شیخ فرید سے دوچار ہوکر تھوڑی شکر خدمت مین لائے اور یہ التماس کی کہ ہمارے حق
مین دعا کیجیے تو ہماری پونجی مین برکت ہو اور بقیمت زیادہ خوب بکے شیخ نے اس گمان سے کہ یہ تمام
شکر لادے ہین توجہ کرکے فاتحہ خیر پڑھا اور بنجارے دس روز کے بعد دہلی مین پہونچے جب سر گونون
کا کھول کر دیکھا تمام شکر تھی اس سبب سے شیخ خاص و عام مین شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر ملقب ہوئے
اور اس کتاب کے مؤلف محمد قاسم فرشتہ نے اپنے زمانہ کے بعضے مشائخ سے یون سنا ہی کہ شیخ
کو عہد لڑکپن مین جس طرح کہ عادت لڑکون کی ہوتی ہی شیرینی کی طرف بہت رغبت تھی اور آپ کی
والدہ نے ارادہ کیا کہ یہ صبح کی نماز کی عادت کرین اپنے نور عین سے یہ فرمایا کہ ای فرزند جو شخص صبح کی

پاس ایک شاہین تھا کہ دوسروں کے بجائے اور کلنگ کا شکار کرتا تھا اور حاکم اُسے نہایت دوست رکھتا تھا
اور میر شکار کے سپرد کر کے یہ تاکید کی تھی کہ خبردار تو میری غیبت میں کسی جانور پر نہ چھوڑنا مبادا اڑ جانے
کہیں اور پھر دستیاب ہووے قضارا وہ میر شکار اپنے ایک احباب کو لے کر ایک موضع کی طرف
سوار جاتا تھا اُس شاہین کئی کلنگ دکھائی دیے اور اُس کے دوستوں نے شاہین چھوڑنے
کی تکلیف دی اور یہ بات کہی کہ ہم دس بارہ سوار ہیں اور گھوڑے چالاک اور راہوار رکھتے ہیں اسے کسی طرف
جانے نہ دینگے اور جب مبالغہ حد سے گذرا میر شکار نے ناچار ہو کر اُسے اُڑایا ناگاہ کلنگ ایک طرف پرواز کر گئے
اور باز ایک سمت پرواز کر کے ایسا بلند ہوا کہ نظر سے غائب ہوا ہر چند تلاش کی عنقا کی طرح اُس کا کہیں نشان نہ ملا
میر شکار ترک کے قہر و سیاست کے خوف سے گریاں اور چاک گریبان ہو کر بہزار محنت اودھ میں پہونچا اور
اس طرح سے کہ جیسے کسی کا جوان بیمار جاتا ہے جزع فزع کرتا ہوا شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ماجرا عرض کیا
اور یہ بھی کہا کہ اگر باز مجھکو دستیاب نہ ہوگا تو ترک مجھے زندہ نہ چھوڑے گا اور میرے زن و فرزند کو قید
کریگا شیخ کو اُسکے حال پر رحم آیا متوجہ ہوئے اور اُسکے واسطے کھانا موجود کر کے فرمایا کھا بے تامل کہ
خدا کریم ہے شاید کہ باز تیرا دستیاب ہووے یہ کلام ابھی تمام ہوا تھا کہ شاہین آن کر ایک درخت پر بیٹھا اور
میر شکار اُسے دستیاب کر کے نہایت خوش ہوا اور شیخ کا ممنون احسان ہو کر گھوڑا اپنی سواری کا پیشکش
کیا شیخ نے مسکرا کر فرمایا گھوڑا اسے تجھے بضرور رہے تو اُسپر سوار ہو کر شاہین اپنے صاحب کو پہونچا اور جو کچھ تجھے میسر ہو
خدا کی راہ میں فقیروں کو دے خلاصہ یہ کہ میر شکار نے شاہین اپنے صاحب کو دیکر جو کچھ مال دنیوی سے رکھتا تھا
فقرا کو دے کر نوکری ترک کی اور شیخ کا مرید ہوا اور شاہین کا مالک بھی باز کے گم ہونے کا قصہ سنکر شیخ کی ملازمت
میں حاضر ہوا اور شیخ نصیر الدین محمود اودھی نے نقل کی ہے کہ قصبہ اودھ کے اطراف میں ایک موضع تھا اور
اُس موضع میں ایک روغن فروش مسلمان رہتا تھا صاحب دیاپور کے داروغہ نے کسی سبب سے اُس
موضع پر چڑھائی کر کے تاراج کیا اور لوگوں کے زن و فرزند اسیر ہوئے روغن فروش کی عورت کہ ست
حیلہ تھی اسیر ہوئی اس سبب سے روغن فروش گریان و سینہ بریان ہر طرف اُس کی تلاش میں دوڑا مگر
کہیں اُسکا سراغ نہ ملا پریشان اور مضطر اس شیخ کی خدمت میں آن کر عرض حال کی شیخ نے ایک لحظہ تامل
کر کے فرمایا کہ تو تین دن یہاں رہ دیکھ حق سبحانہ تعالے پردۂ غیب سے کیا ظہور میں لاتا ہے پھر روغن فروش
کے روبرو کھانا حاضر کر کے شکم سیر کھلایا دوسرے دن ایک محرر کو کسی مقام سے قید کر کے اودھ
میں لائے وہ محافظوں کو موافق کر کے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی سرگذشت بیان کی اور التماس
دعا کی شیخ نے ارشاد کیا کہ اگر حق تعالے تجھے رہا کرے اور حاکم تجھپر نظر شفقت اور عنایت کی مبذول فرماوے
کیا شکرانہ بجا لاویگا اُسنے عرض کی کہ میں جو کچھ نقد و جنس رکھتا ہوں پیشکش کرونگا شیخ نے فرمایا
یہ سب مال میں نے تجھے معاف کیا ایک عہد کر وہ یہ ہے کہ داروغہ سے تجھے جو خلعت ملے ایک کپڑا دیجیو

ور متاع تجارت کے واسطے رکھتے تھے درویشون کے صرف مین لائے اور شیخ کی توجہ سے فقر اختیار
کیا اور کتاب خیر المجالس ملفوظ شیخ نصیر الدین محمود اودھی مین مسطور ہی کہ ایک دن شیخ اپنے حجرہ مین بند کر حق مشغول
تھے ایک قلندر نے آن کر شیخ کی گلیم پر اجلاس کیا اور مولانا بدر الدین اسحق نے تھوڑا طعام حاضر کیا قلندر
نے کھانا تناول کر کے کہا کہ مین شیخ کے دیکھنے کی تمنا رکھتا ہون جواب دیا کہ اس وقت شیخ ذکر حق مین
مشغول ہین کوئی اُس وقت شیخ کی خدمت مین جا نہین سکتا قلندر نے اُس وقت اپنی جھولی مین سے
گیاہ سبز کہ وہ قوم ساتھ اُس کے منسوب ہی نکال کر کچکول مین ڈال کر اُس کے گھوٹنے مین مشغول ہوا
چنانچہ اس مین سے کسی قدر شیخ کے کمل پر جس پر وہ بیٹھا تھا گری مولانا بدر الدین نے اُس سے یہ بات
کہی کہ اسے درویش بے ادبی حد سے زیادہ بجا ہے یہان سے اُٹھکر علیحدہ بیٹھو یہ سنتے ہی قلندر
طیش مین آن کر کچکول اُٹھا کر مولانا بدر الدین اسحق کو مارا چاہتا تھا کہ شیخ نور باطن سے دریافت
کر کے حجرہ سے برآمد ہوئے اور قلندر کا ہاتھ پکڑ کر بمنت تمام کہا کہ آپ یہ گناہ میرے کہنے سے بخشین
قلندر نے جواب دیا کہ اول فقیر ہاتھ نہین اُٹھاتے اور جب اُٹھاتے ہین جب تک کسی کے ماتھے نہین
جاتی نہین اُتارتے ہین شیخ نے کہا اس دیوار پر اُتار دے اس فقیر نے کچکول دیوار پر کہ نہایت محکم
تھی مارا وہ دیوار فوراً گر پڑی اس وقت قلندر سر نگون ہو کر عرض نیاز کر کے رخصت ہوا اور شیخ فرید
نے خواجہ بدر الدین اسحق سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ لباس عام مین خاص بھی ہوتے ہین اور وہ لباس
کہ اس کے لنگوٹی تھی شاید وہ نہو کہ قلندر استعمال کرتے ہین اور شاید اُس نے امتحان کے واسطے نکال کر
گھونٹی ہو اور نقل ہی کہ یہ مولانا بدر الدین اسحق بخارا کے رہنے والے تھے اور علم معقول و منقول سے
خوب واقف تھے کہ آپ کا مثل نہ تھا دہلی مین مدرسہ معزی مین درس دیتے تھے اور درویشون سے
اعتقاد نہ رکھتے تھے اور اُن سے اور اُن کے ہمعصرون سے کئی مسائل مشکل حل نہ ہوتے تھے بخارا
کی طرف متوجہ ہوئے اور جب اجودھن مین پہونچے اُن کے ہمراہی شیخ فرید کی زیارت کے واسطے
عازم ہوئے اور مولانا سے عرض کی کہ آپ بھی ہمارے ساتھ شیخ کی زیارت کو تشریف لے چلین نہایت
احسان ہوگا اُنھین جواب دیا کہ تم جاؤ ہم نے ایسے شیخ بہت دیکھے ہین ایسی لیاقت نہین رکھتے کہ کوئی
شخص اُن کی صحبت مین اپنی اوقات ضائع کرے لیکن رفقا مصر ہو کر اُنھین بھی ہمراہ لے گئے اور شیخ
فرید الدین مسعود گنج شکر نے اُس مجلس مین اُن کی تمام مشکلات بہ تقریبات حل فرمائین اور مولانا بدر الدین اسحق
نے وہ حالت مشاہدہ کر کے عزیمت بخارا ترک کی اور شیخ کے ایسے معتقد ہوئے کہ ہر روز ایک پشتارہ لکڑیون
کا اپنے سر پر رکھکر شیخ کے مطبخ مین صحرا سے لاتے تھے اور دن بدن ایک فیض حاصل کرتے تھے آخر الامر
شیخ اپنی بیٹی مولانا کے حبالۂ نکاح مین لائے اور اپنی دامادی سے اُنھین مشرف کیا اور یہ بھی شیخ
نصیر الدین سے منقول ہی کہ قصبۂ اجودھن سے چار کوس کے فاصلہ پر ترک قتالی حاکم تھا اور اُسکے

اُس پتلے کے جسم سے برآمد ہوتی تھیں اور بال کھلتے تھے شیخ کو ایک راحت اور صحت معلوم ہوتی تھی جب
سوئیاں برآمد ہو چکیں اُس وقت اُس پتلے کو شیخ کے اشارہ کے بموجب توڑ کر آب رواں میں پھینک دیا
اور اُس کے بعد یہ خبر اجودھن کے حاکم کو پہونچی شہاب الدین ساحر کے فرزند کو گرفتار کر کے شیخ
کی خدمت میں روانہ کیا اور یہ پیغام دیا کہ یہ شخص واجب القتل ہے اگر حکم ہو آپ کے قصاص میں اُس کی گردن
ماروں شیخ نے سفارش کی اور فرمایا کہ جو حکیم علی الاطلاق نے مجھے صحت کرامت فرمائی میں نے اسکے
شکریہ میں اس کا گناہ معاف کیا اور تم بھی اُس کی خطا بخشو نقل ہے شیخ نظام الدین اولیا سے کہ ایک
روز میں شیخ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ پانچ درویش ولایت ترکستان سے سیر کناں اجودھن میں پہونچے
وہ سب فقیر بے حلق اور بہت ڈھیٹ تھے شیخ کے پاس آن کر یوں گویا ہوئے کہ ہم تمام جہان میں پھرے
کوئی درویش ایسا کہ جس کی ہمیں تلاش ہے نہیں ملا مدعی خود غرض دنیا دار بہت ہیں شیخ نے فرمایا کہ
تم ایک ساعت توقف کرو میں تمھیں ایک درویش دکھاؤں انھوں نے قبول نہ کیا اور اُٹھ کھڑے
ہوئے شیخ نے فرمایا اگر جاتے ہو تو خبردار فلاں راستہ سے نہ جانا اُنھوں نے شیخ کے فرمانے پر التفات نہ کی
اور جان بوجھ کر اُسی راہ ممنوع کی سمت روانہ ہوئے یہ امر دیکھ کر شیخ نے آزردہ ہو کر انا للہ وانا الیہ راجعون
پڑھا بعد چند روز کے خبر پہونچی کہ پانچوں آدمیوں کو باد سموم یعنے لون نے مارا چار تو مر گئے اور ایک
شخص اُن میں سے ایک کنوئیں پر پہونچا اور اس قدر پانی پیا کہ وہ بھی ہلاک ہوا اور کتاب خیر المجالس
میں نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ ایک طالب العلم مسمی نصیر الدین شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے
اور وہ رعونت سے خالی نہ تھے ایک دن ایک جوگی جماعت خانہ میں پہونچا نصیر الدین نے اُس سے
پوچھا کہ سر کے بال کس چیز سے دراز ہوتے ہیں اور جو مشائخ اُس زمانہ کے سر کے بال نہایت مکروہ
جانتے تھے ہمیشہ منڈواتے تھے اور موئے دراز کے بارہ میں حدیث تحت کل شعرۃ جنابۃ نقل
کرتے تھے اس وجہ سے شیخ نظام الدین کو نصیر الدین کی وہ بات گراں گذری اور اُنھیں دنوں میں
خواجہ وجیہ الدین خواجہ معین الدین سجزی قدس سرہ کے نواسہ شیخ کے پاس اجودھن میں آئے
اور بیعت کے طالب ہوئے اور اپنے سر کے بال ترشوانے کی التماس کی شیخ فرید نے فرمایا کہ میں
آپ کے خانوادہ عظیم الشان کے مائدہ فیض سے ایک ریزہ روٹی کا بھیک مانگ لایا ہوں منافی
ادب ہے کہ میں آپ کو دست بیعت دے کر مرید کروں خواجہ وجیہ الدین نے عرض کیا کہ آپ کا مثل اس
زمانے میں کہاں ہے کہ اس کی خدمت میں جا کر سعادت دارین حاصل کروں اور میں اس بارہ
میں مصر ہوں آپ کا دامن نہ چھوڑوں گا شیخ نے جب انھیں نہایت مصر دیکھا اُس منبع اخلاص کو
خرقہ خاص دے کر سرفراز فرمایا اور سر کے بال ترشوائے اور اُسی عرصہ میں نصیر الدین متعلم
بھی کہ درازی بال کے مقید تھے اُنھوں نے بیعت کر کے سر کے بال دور کیے اور جو جماعت

خلقت محمد شہ غوری کہتی تھی اور وہ مرد صادق اور پرہیزگار تھے ایک وقت وہ نہایت مضطرب و متحیر شیخ کی خدمت
مین حاضر ہوئے شیخ نے پوچھا کہ ای محمد شہ تجھے کیا پیش آیا ہی جو تو اسقدر پریشان خاطر ہی اُس نے عرض کی کہ میرا
بھائی شدت مرض سے قریب ہلاکت ہی معلوم نہین ہوتا کہ مین اُسے جاکر زندہ دیکھون شیخ نے فرمایا مین تمام عمر
درگاہ الٰہی مین اسی طرح محزون رہتا ہون جیسا تو اس وقت محزون و مغموم ہی لیکن کسی سے اظہار نہین کرتا
اپنے گھر جا انشاء اللہ تعالےٰ تیرے بھائی نے شفائے کامل پائی ہی محمد شہ غوری جب مکان مین آیا اپنے
بھائی کو دیکھا کہ صحیح و سالم بیٹھا ہوا کھانا کھاتا ہی اور کسی طرح کی زحمت اور علالت نہین رکھتا اور شیخ نصیر الدین
محمد اودھی اپنے پیر سے نقل کرتے ہین کہ ایک وقت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کو ایک مرض سخت
لاحق ہوا یہان تک کہ آپ نے چند روز آب و طعام کی طرف مطلق رغبت نہ کی آپ کے صاحبزادون اور
دوستون نے اطبا ے حاذق کو طلب کرکے نبض و قارورہ دکھایا اُنھون نے جواب دیا کہ یہ مرض
ہماری تشخیص مین نہین آتا کہ شیخ کس زحمت مین مبتلا ہین یہ کہکر وہ رخصت ہوئے دوسرے دن مرض نے
اور زیادہ شدت کی شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ اس وقت شیخ نے مجھے اور اپنے فرزند شیخ
بدر الدین سلیمان کو طلب فرمایا اور مشغولی حق کے واسطے اشارہ کیا اور جب رات ہوئی ہم دونون حکم
کے موافق ساتھ حق کے مشغول ہوئے اُس رات کو شیخ بدر الدین سلیمان نے خواب مین دیکھا
کہ ایک پیر مرد فرماتے ہین کہ تیرے باپ پر سحر کیا ہی شیخ بدر الدین سلیمان نے پوچھا کس نے سحر کیا ہی
پیر نے فرمایا شہاب الدین ساحر کے فرزند نے جو نام شہاب الدین نامے ساحر ایک شخص قصبۂ اجودھن
مین نہایت مشہور تھا شیخ بدر الدین سلیمان نے اُنسے پھر یہ سوال کیا کہ یہ سحر کیونکر دفع ہوگا پیر نے کہا کہ
ایک شخص شہاب الدین ساحر کی قبر پر بیٹھکر یہ کلمات پڑھے اور وہ کلمات کہ پیر نے خواب مین تلقین
کیے تھے شیخ بدر الدین سلیمان کو یاد رہے یہ ہین ایہا المقبور المبتلا اعلم ان ابنک قد سحر فلانا فقل لہ یکیف
باسہ والا یلحق بہ ما لحق بنا اسکا ترجمہ یہ ہی کہ ای قبر مین گئے ہوئے مصیبت مین مبتلا جان کہ تیرے بیٹے نے
فلان شخص پر سحر کیا ہی پس اُس سے کہدے کہ باز رکھے اپنے شر کو ورگرنہ اُسے پہونچیگا جو کچھ ساتھ ہمارے پہونچا ہی
اور فجر کو شیخ بدر الدین سلیمان نے اپنے مریدون کے باتفاق باپ کی خدمت مین جاکر رات کا واقعہ جو خواب مین
نظر آیا تھا عرض کیا شیخ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اس کلمات کو یاد کرکے شہاب الدین ساحر کی قبر تلاش
کرو اور پیر کی حسب فرمائش عمل مین لاؤ مین شہاب الدین ساحر کی قبر تلاش کرکے وہان گیا اور اسکی قبر پر بیٹھکر کلمات
مذکورہ پڑھے اور جو اسکی قبر پختہ تھی اور ایک مقام پر سے کچھ مٹی افتادہ تھی مین نے ملہم غیبی کے اشارہ سے اسے
کھودا ناگاہ اس مین سے ایک پتلا آٹے کا برآمد ہوا اور اُس پتلے کے جسم مین جابجا سوئیان چبھوئی تھین اور
گھوڑے کی دُم کے بال اس صورت پر محکم باندھے تھے مین اسی طریق سے اُس پتلے کو شیخ کے روبرو
لایا اور اس جناب کے حکم سے وہ سوئیان نکالنے اور بال کھولنے مین مشغول ہوا جون جون سوئیان

زیادہ میرا مراحم حال ہو تجھے اور تیری برکت کو میں نے آب رواں میں ڈالا قصہ کوتاہ فقیر عازم سفر ہوا
طرف اس چشمہ پر جو قصبۂ اجودھن کے باہر جاری ہے پہونچا اور کپڑے اتار کر غسل کے واسطے دریا میں
اتر آیا ایسا بحر فنا میں ڈوب کر غوطہ لگایا کہ پھر کسی نے اس کا نشان نہ پایا کہ کیا ہوا اور راویوں نے
روایت کی ہے کہ قصبۂ اجودھن کے حاکم نے قاضی کے وسوسہ سے شیخ کے فرزندوں پر سختی حد سے زیادہ کی
ایک دن شیخ کے بڑے صاحبزادے نے آزردہ ہو کر باپ سے عرض کی کہ آپ کی بزرگی سے ہمیں
یہ فائدہ پہونچا ہے کہ حاکم کی طرف سے رات دن غم و الم میں رہتے ہیں شیخ یہ کلام سنکر آزردہ ہوئے اور عصا
جو ہاتھ میں رکھتے تھے اٹھا کر زمین پر مارا اسی دم حاکم درد شکم میں گرفتار ہوا اور کہا مجھے شیخ کے مکان پر
لے چلو ابھی حضرت کے مکان پر نہ پہونچا تھا کہ طائر روح اس کا اثنائے راہ میں قفس تن سے پھڑک کر
نکل گیا اور نقل ہے کہ اجودھن میں ایک عامل محرر تھا وہاں کا حاکم اس پر جور و تعدی کرتا تھا وہ شیخ کے پاس
پناہ لایا اور التماس شفاعت و سفارش کی شیخ نے پہلے اپنا خادم حاکم کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ اس
درویش کی منت کے سبب ہاتھ اس عامل درویش کے ظلم سے کوتاہ کر حاکم نے شیخ کے فرمانے پر
کچھ التفات نہ کی بلکہ جور و جفا زیادہ تر کرنے لگا محرر نے پھر شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر حقیقت حال
بیان کی شیخ نے ارشاد کیا کہ میں نے تیری سفارش حاکم سے کی تھی لیکن اس نے قبول نہ کی اس
صورت میں معلوم ہوتا ہے کہ شاید کسی مظلوم نے قبل اس کے تیرے پاس بھی دادخواہی کی تھی اور
تو نے نہ سنی محرر اٹھا اور عرض کی کہ میں صدق دل سے توبہ کرتا ہوں کہ میں بعد کسی کو نہ ستاؤنگا
اگرچہ دشمن بھی ہو منقول ہے کہ اسی وقت حاکم نے اسے طلب کر کے خلعت اور گھوڑا مرحمت فرمایا اور
اس کی تقصیر معاف کی اور خود شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے بے ادبی سے استغفار کی اور
مصنف فرماتے ہیں کہ میں نے کتاب سیر المشائخ میں دیکھا ہے کہ ایک جوان وجیہ شہر دہلی سے شیخ کی زیارت
کے واسطے قصبۂ اجودھن کی طرف متوجہ ہوا اثنائے راہ میں ایک مطربہ یعنی ارباب نشاط اسے دیکھکر
عاشق ہوئی اور وصل کی تدبیریں کرنی لگی اور جب اس جوان نے اسکی طرف کچھ التفات نہ کی ہمراہی اختیار
کر کے ہر لحظہ اور ہر ساعت سرگرم ناز و کرشمہ آدم فریب ہوتی تھی خلاصہ یہ کہ ایک روز کسی تقریب سے
دونوں ایک محل پر سوار ہوئے مطربہ نے اس قدر غمزہ اور عشوہ جوان سے کیے کہ جوان کو بھی کچھ خواہش
اسکی طرف ہوئی اور چاہا کہ ہاتھ دراز کرے اس حال میں ایک مرد آیا اور طمانچہ اسکے منہ پر مارا اور یہ بات
کہی کہ شیخ کی خدمت میں بقصد توبہ جاتا ہے اور دل فسق و فجور میں باندھتا ہے یہ کہکر غائب ہوا
جوان متنبہ ہو کر مطربہ کے وصل سے باز رہا اور جب شیخ کی خدمت میں پہونچا شیخ نے فرمایا اے جوان تو نے
مطربہ کی طرف میل کیا تھا حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے نگاہ رکھا جوان نے یہ کلام سنکر شیخ
کے قدم پر سر رکھا اور باعتقاد تمام مرید ہوا اور نقل ہے کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کے ایک مرید تھے امین

مزاحمت پہونچاتے تھے اور شیخ ہرگز ملتفت نہوتے تھے کہ وہ کیا کرتا ہو اور آنپر کیا گذرتی ہو یہانتک کہ قاضی نے ملتان کے اعیان اور صدور کو لکھا کہ جو شخص اہل علم سے ہو اور وہ مسجد مین قیام کرکے راگ سُننے اور رقص کرے اُسکے بارہ مین شرعاً کیا حکم ہو اُنھون نے درجواب لکھا کہ تم پہلے اس شخص کا نام لکھو کہ وہ کون ہو تو ہم فتوی لکھین قاضی نے نام شیخ فریدالدین گنج شکر کا قلمی کیا ملتان کے عالمون نے جب شیخ کا اسم شریف سنا قاضی سے نہایت رنجیدہ ہوئے اور لکھا تو نے ایسے درویش کا نام لکھا ہو کہ مجتہدین کو مجال نہین کہ اُس کے قول پر اعتراض کرین لیکن قاضی باوجود اس حال کے اپنی حرکت سے باز نہ آیا جب فرصت پاتا تھا باتفاق جاگیرداروں کے آنجناب کے فرزندون کو ایذا پہونچاتا تھا اور فرزند جب حضرت سے شاکی ہوتے تھے شیخ اُن سے فرماتے تھے جو ظلم چاہین کرین خود ہی ان سے انتقام لیا جائیگا لکھا ہو کہ چند روز گذرے تھے کہ دشمن متفرق اور پریشان ہوئے اور باقی ماندگان نے شیخ کے فرزندون کی اطاعت اور محبت اختیار کی اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہو کہ شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کی یہ عادت تھی کہ نماز کے بعد قریب دو ساعت سر خاک نیاز پر رکھکر ساتھ حق کے مشغول ہوتے تھے اور جاڑے کے موسم مین مرید پوستین حضرت پر ڈالتے تھے شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ ایک دن میرے سوا مریدون مین کوئی نہ تھا کہ ایک قلندر حرم پوش حلقہ بگوش آیا اور بہ آواز بلند ہر طرح کے رطب و یابس کہنے شروع کیے شیخ نے حالت سجود مین فرمایا کہ یہان کوئی موجود ہو مین نے عرض کی آپ کا غلام نظام الدین حاضر ہو پھر فرمایا میرے قریب ایک قلندر ایستادہ ہو مین نے عرض کی ہان پھر فرمایا زنجیر کمر پر رکھتا ہو مین نے کہا ہان پھر ارشاد کیا حلقہ سفید کان مین رکھتا ہو مین نے عرض کی پہنے ہو الحاصل جب مین اُس پر نظر کرتا تھا اُس کا رنگ تبدیل اور متغیر ہوتا تھا شیخ نے پھر بحالت سجدہ مین فرمایا کہ اے نظام الدین وہ ایک چھری برہنہ کمر مین رکھتا ہو اُس سے کہو کہ فضیحت نہو یہان سے دفع ہو قلندر یہ سنتے ہی بھاگ گیا اور کہتے ہین اجودھن کے قاضی نے زرخطیر اُس قلندر کو دے کر شیخ کی شہادت پر راضی کیا تھا کہ عین سجدہ مین آنجناب کو شہید کرے اور شیخ نظام الدین رح سے منقول ہو کہ ایک روز شیخ فرید سجادہ پر بیٹھے تھے اور اسی طور سے ایک قلندر نے آن کر بہ آواز درشت کہا کیا تو نے خود آرائی کی ہو اور خلق کو اپنی پرستش کو چھوڑا ہو شیخ نے جواب دیا مین نے نہین کی خدا سے تبارک و تعالے نے کی ہو کس واسطے کہ کوئی شخص سوائے خدائے تعالے کے اپنے تئین ایسا نہین بنا سکتا قلندر شیخ کے حسن خلق پر ثناخوان ہوکر معتقد ہوا اور شیخ نصیرالدین محمود اودھی اپنے پیر شیخ نظام الدین اولیا سے نقل کرتے ہین کہ ایک درویش گدڑی پہنے ہوئے شیخ کے پاس آیا شیخ نے اُسے کچھ دے کر رخصت کیا اس نے ایستادہ ہوکر کنگھی جو شیخ نے کنگھی دان سے برآورد کرکے مصلے پر رکھی تھی طلب کی اور شیخ نے اُس کنگھی کو جو مدت سے استعمال مین لائے تھے اُسے حقیر جان کر اُس کو جواب نہ دیا اور درویش بے شرم نے بہ آواز بلند کہا اے شیخ اگر تو یہ کنگھی مجھے دے تو تجھے برکت تمام حاصل ہو شیخ نے فرمایا جا اس سے

کہتے ہیں کہ شیخ فرید حسب سفر سے فراغت کرکے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی زیارت کو دہلی میں آئے
خواجہ ان کے آنے سے نہایت محظوظ اور مسرور ہوئے اور غزنین کے دروازے کے قریب آپ کے
واسطے ایک حجرہ معین فرمایا اور ان کی تربیت اور تہذیب میں مشغول ہوئے اور بابا فرید قدس سرہ علاوہ
دوسرے مریدوں مثل بدرالدین غزنوی و شیخ احمد نہروالی کے دو ہفتہ بعد حضرت قطب صاحب کی زیارت
کو حاضر ہوتے اور وہ لوگ اکثر اوقات خواجہ کی خدمت میں رہتے تھے اور جب شیخ کا شہرہ حد سے
زیادہ ہوا اور خلقت کا ہجوم لاکر آں حضرت کی اوقات کے مزاحم حال ہوئی آپ خواجہ سے رخصت ہو کر
قصبہ ہانسی میں گئے اور اس مقام میں سکونت کرکے خواجہ کے بعد انتقال دہلی میں آئے اور خواجہ
کی خرقہ اور عصا اور مصلا سے اختصاص پاکر خواجہ کی خانقاہ میں استقامت فرمائی لیکن بعد ایک
ہفتہ کے جمعہ کے روز بہ نیت نماز خانقاہ سے برآمد ہوئے تھے کہ ایک مجذوب سرہنگا نام جو ہانسی
میں اکثر شیخ کی صحبت میں مشرف ہوتا تھا دہلیز خانہ میں ایستادہ تھا دوڑ کر اس نے حضرت کے پاؤں
کا بوسہ لیا اور گریاں اور نالاں ہو کر عرض کی کہ میں آپ کی مفارقت میں بے طاقت ہو کر ہانسی سے آیا ہوں
اور اس ملک کے باشندے آپ کا اشتیاق ملازمت حد سے زیادہ رکھتے ہیں شیخ نے جب یہ کلام
سنا اور خلائق کے ہجوم سے بھی شکایت رکھتے تھے فرمایا کہ یہ نعمت مجھے خواجہ سے پہونچی ہے یہاں رہا تو کیا
وہاں رہا تو کیا یہ فرمایا اور خواجہ کے صاحبزادوں سے رخصت ہو کر ہانسی کی سمت روانہ ہوئے جب وہاں
بھی خلق کا ہجوم زیادہ ہوا شیخ جمال الدین ہانسوی کو خرقہ تبرک دیکر اس مقام میں چھوڑا اور خود دولت
سے یہ ارادہ کرکے کہ میں اس مرتبہ ایسی جگہ جاؤں کہ کوئی مجھے نہ پہچانے مسافرت اختیار کی اور جب
قصبہ اجودھن میں کہ فی الحال پٹن شیخ فرید مشہور ہے اور دریا لپوہرے کے قریب واقع ہے پہونچے دیکھا
کہ وہاں کے آدمی اکثر بیچ خلق اور بد مزاج ہیں اور زاہد اور عالم سے کچھ غرض نہیں رکھتے ہیں اس واسطے
وہاں اقامت کرکے مشغول بحق ہوئے اور سیر یہ نقل کرتے ہیں کہ قصبہ کے نزدیک ذخیرہ درختوں کا تھا
اور ایک درخت کے نیچے جو سب سے بڑا تھا اپنی کملی بچھا کر جمعیت دل بفراغت اپنے کام میں مشغول ہوئے
اور شیخ نصیرالدین محمود اودھی سے منقول ہے کہ شیخ نے اس قصبہ میں ایک بی بی صالحہ کو اپنے عقد نکاح میں لائے
اور جب آفریدگار عالم نے فرزند کرامت فرمائے مسجد جامع کے قریب ایک حویلی اپنے اہل و عیال کے
رہنے کو تعمیر کی اور خود اکثر اوقات اس مسجد میں بعبادت خدا بسر لیجاتے تھے لیکن جب آوازہ آپ کی
شیخت کا اطراف و اکناف میں منتشر ہوا گوشہ گیری سے فائدہ نہ بخشا طالبان حق وہاں بھی رجوع ہوئے اور
شیخ بناچاری و مجبوری خاص و عام سے بلطف تمام پیش آتے تھے اور اکثر یہ فرماتے تھے جو تم مجھ پر توجہ رکھتے
ہو تو ایک کام کرو جدا جدا آیا کرو تو نذر علیحدہ علیحدہ حاصل کرو اور کہتے ہیں اجودھن کے قاضی نے زور حسد
سے مدار حکومت کا کھولا اور سپاہی اور جاگیردار وہاں کے قاضی کے اغوا سے شیخ کے فرزندوں کو

حسب وعدہ حاضر ہوا ہون کہ شرف اسلام سے مشرف ہوون یہ کہکر کلمہ شہادت زبان پر جاری کر کے دین اسلام باعتقاد تمام قبول کیا اور نام اس کا عبداللہ ہوا اور مدت عمر خدمت مین مصروف رہا چنانچہ اب تک قبر اس کی اُسی قصبہ مین ہی اور لوگ اُس کی زیارت سے تبرک پاتے ہین اور شیخ فرید الدین مسعود کے والد اور اُن کے بڑے بھائی اعز الدین کا مزار بھی اُس قصبہ مین موجود ہی اور نقل ہی کہ شیخ اٹھارہ برس کے سن مین قبۃ الاسلام ملتان مین مولانا منہاج الدین ترمذی کی خدمت مین کتاب نافع جو فقہ مین ہے پڑھتے تھے اور کلام اللہ حفظ کر کے رات دن مین ایک بار ختم کرتے تھے اور اُسی مسجد مین رہتے تھے اُن دنون مین ایک بار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے اُس مسجد مین آن کر دو رکعت نماز پڑھی اور شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کی جو ہین نظر آن حضرت کے چہرۂ نورانی پر پڑی دل سے حضرت کے عاشق ہوئے اور سر آپ کے قدم مبارک پر رکھا خواجہ نے پوچھا کہ تمھاری بغل مین کون کتاب ہی عرض کی کتاب نافع فقہ خواجہ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالے یہ تمھین نافع ہوگی اور شیخ دست ارادت خواجہ کے دامن مین مستحکم کر کے ملتان مین رہے اکثر اوقات آنجناب کی صحبت مین فیضیاب ہوتے تھے اور جب خواجہ دہلی کی طرف متوجہ ہوئے یہ بھی ہمراہ رکاب روانہ ہوئے خواجہ نے فرمایا بابا فرید اس ترک تجرید مین بھی چندروز علوم ظاہری کی تحصیل مین مشغول رہ اور بعد اس کے دہلی کی طرف آن کر میری صحبت مین قیام کر بزرگان نے کہا ہی کہ زاہد بے علم مسخر شیطان ہو جاتا ہی بابا فرید و فور محبت سے تین منزل ہمراہ گئے بعد اس کے رخصت ہوئے اور اپنے پیر کے حکم کے موافق قندھار مین جا کر پانچ برس علوم تحصیل کیے من بعد شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی اور شیخ سیف الدین خضری اور شیخ سعید الدین حموی اور شیخ بہاء الدین زکریا اور شیخ اوحد الدین کرمانی اور شیخ فرید الدین محمد عطار نیشاپوری کی شرف ملازمت مین مشرف ہو کر ہر ایک سے ایک فیض حاصل کیا اور شیخ سیف الدین خضری نے اُن سے فرمایا کہ اے فرزند جب تو اس راہ مین سب سے بیگانہ ہوگا تب خدا سے یگانہ ہوگا بیت

تا خانۂ دل خالی از اغیار نیابی	بام و در این خانۂ پر از یار نیابی

اور شیخ سعید الدین حموی اور شیخ بہاء الدین زکریا ان سے یہ ارشاد کر تے تھے کہ اے فرزند پردہ پوشی درویشی ہی نہ خرقہ پوشی اور خرقہ پوشی اس شخص کو حق ہی جو برادر مسلمان کا عیب چھپائے اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے اُن سے فرمایا کہ اے بھائی جب تلک اس راہ مین دل سے نہ چلیگا قدم سیدھا نہ پڑیگا اور جبتک یا یتیم نہ ہوگا تب تلک مقام قرب مین نہ پہونچیگا اور یہ رباعی شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کے نتایج انفاس متبرکہ سے ہے رباعی

گیرم کہ بشب نماز بسیار کنی	در روز دوا ے شخص بیمار کنی
تا دل نہ کنی ز غصہ و کینہ تہی	صد خرمن گل بر یکخار کنی

مصلا کو بچھا کر دوگانہ بجالائے اور خواجہ قطب الدین کے مکان پر جا کر سب کو امر بصبر فرمایا اور ایک ہفتہ
وہاں رہکر خواجہ کے متعلقوں کو سمجھاتے رہے اور حضرت نظام الدین اولیا سے منقول ہے کہ خواجہ قطب الدین
بختیار کاکی عید کے روز نماز دوگانہ ادا کرکے ایک مقام میں جہاں اُنکی قبر ہے وارد ہوئے اور اُس زمین کو
صحرا اور قبر سے خالی دیکھکر ایک لحظہ اُس مقام میں ایستادہ ہو کر متامل ہوئے اور درویش جو حضرت کے
ہمراہ تھے اُنھوں نے خواجہ سے یہ عرض کی کہ آج روز عید ہے اور ایک خلقت آپ کی ملازمت کی تمنا رکھتی ہے
سبب توقف کا کیا ہے خواجہ نے ارشاد کیا کہ مجھے اس زمین سے بوے محبت آتی ہے ایک ساعت تم میرے
ساتھ یہاں ٹھہرو یہ فرما کر خواجہ نے اس زمین کے مالک کو طلب کیا اور مال حلال سے وہ زمین خرید کر کے
اپنے دفن کے واسطے معین کی اور بعد وفات حسب وصیت لوگوں نے آپ کو اُسی قطعہ زمین میں دفن کیا +

ذکر سلطان المشائخ حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر قدس سرہ العزیز کا

ابیات

گل گلزار انوار معانی | در دریاے گنج لامکانی + | مئے وحدت ز جام عشق خوردہ
قدم در عالم لاہوت بردہ | ممالک فقر شاہنشاہ مسعود | فریدالدین ملت شیخ مسعود

حضرت کے جد امجد مشہور فرخ شاہ ملک کابل کے حاکم تھے اور آپ کے جد الاکرم شیخ کمال الدین سلیمان
سلطان شہاب الدین غوری کی عہد سلطنت میں کابل سے ملتان میں آئے اور بادشاہ نے قصبہ کھوتوال جو
ملتان کے قریب ہے آپ کو مرحمت کیا اور کمال الدین سلیمان نے وہاں متوطن ہو کر وجیہ الدین خجندی کی بیٹی
جو زیور عفت اور حلیۂ عصمت سے آراستہ تھی اپنے عقد ازدواج میں لائے اور اُس عفیفہ کے بطن مبارک
سے تین فرزند متولد ہوئے بڑے بیٹے کا نام عزیزالدین محمود اور منجھلے کا اسم فریدالدین مسعود اور چھوٹے
کا نجیب الدین المشہور بہ متوکل تھا اور شیخ فرید مشہور ۵۸۴ھ پانسو چوراسی ہجری میں قصبہ کھوتوال میں پیدا
ہوئے تھے کہتے ہیں ایک شب کو شیخ کی والدۂ ماجدہ نماز تہجد میں مشغول تھیں ایک چور آپ کے مکان میں
آیا جب اُس چور کی نگاہ اُس عفیفہ پر پڑی وہ چور فوراً نابینا ہوا اور چاہا کہ نکل جاؤں جب راہ نہ سوجھی آواز دی
کہ میں اس مکان میں چوری کو آیا تھا یہاں کون شخص ہے کہ جس کے نور باطن سے اندھا ہوا اب میں عہد
کرتا ہوں کہ اگر آنکھیں میری روشن ہو جاویں تو عمر بھر چوری نہ کرونگا اور کفر سے اسلام میں داخل ہونگا شیخ
کی والدہ نے جب یہ سنا اُس کے بینائی کے واسطے درگاہ مجیب الدعوات میں دُعا کی چنانچہ تیر دعا کا
قبولیت کے نشانہ سے مقرون ہوا یعنے وہ چور بینا ہوا اور اپنا راستہ لیا اس حال سے سواے
اُس رابعہ وقت کے کسی کو خبر نہ تھی چور نے صبح کو شب کا ماجرا اپنے اہل و عیال سے بیان کیا اور ایک
ہانڈی دہی کی سر پر لے کر اُن بی بی صاحبہ کی خدمت میں جا کر احوال شب کا بیان کیا اور عرض کی کہ میں

اے فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ | تیغ تو مال و فیل ز کفار خواستہ

ناصری نے جب دیکھا کہ باوجود مشغولی اور ہمت ... شاہ نے ایکبار مطالعہ سنکر یاد رکھا پھر تو خوش ہو کر تمام قصیدہ پڑھا شمس الدین التمش نے فرمایا کہ ایکبار اسے اور پڑھ جب پھر پڑھا پوچھا کہ اس قصیدہ میں کتنے شعر ہین عرض کی ترپن شمس الدین التمش نے حکم کیا کہ ترپن ہزار تنگہ نقرہ ناصری کو دیوین اور ناصری وہ زر خطیر لیکر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یہ صلہ حضرت کے انفاس کی برکت سے دستیاب ہوا امیدوار ہون کہ یہ سب روپیہ حاضر ہے اگر سب نہین قبول ہوتا تو اس مین سے نصف فقرا کو تقسیم فرماوین خواجہ نے قبول نہ کیا فرمایا ... تجھے ارزانی ہوا اور منقول ہے کہ ایک دن خواجہ قطب الدین بختیار کاکی خواجہ قطب الدین علی سجستانی کی خانقاہ مین تشریف لے گئے اُس وقت محفل سماع برپا تھی اور قوال یہ بیت گاتا تھا بیت

کشتگان خنجر تسلیم را | ہر زمان از غیب جانی دیگرست

خواجہ کے مزاج مین ایسا تغیر ظاہر ہوا کہ بیہوش ہو گئے اور قاضی حمید الدین ناگوری اور شیخ بدر الدین غزنوی کہ حاضر تھے خواجہ قطب الدین کو مکان مین لائے اور اُن قوالون کو جو یہ بیت پڑھتے تھے حاضر کر کے اس بیت کی تکرار کا حکم کیا اور خواجہ وجد فرما کر پھر حال مین مستغرق ہو گئے اور تین شبانہ روز یہ حالت رہی اور آنجناب کا تمام اندام اور بند بند نادرست ہوا چنانچہ شب دوشنبہ ربیع الاول کی چودھوین تاریخ ۶۳۴ھ چھ سو چونتیس ہجری مین سر مبارک شیخ حمید الدین ناگوری کے زانو پر رکھا اور قدم شیخ بدر الدین غزنوی کی آغوش مین رکھے اتنے مین آپ کی حالت دگرگون ہوئی اُس وقت شیخ حمید الدین ناگوری نے عرض کیا کہ حال مخدوم کا دگرگون ہے خلافت کے بارہ مین کیا ارشاد ہوتا ہے شیخ قطب الدین باوجود اس کے کہ اولاد اکبر موجود تھی اور اس کے سوا اور مشائخ حاضر تھے فرمایا کہ وہ خرقہ جو مجھے خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ سے پہنچا ہے مع مصلاے خاص اور عصا اور نعلین چوبین شیخ فرید الدین گنج شکر کو کہ خلافت ساتھ اُن کے تعلق رکھتی ہے پہونچاؤ یہ فرمایا اور عالم فنا سے رحلت کی منقول ہے کہ شیخ فرید الدین گنج شکر اس وقت قصبہ ہانسی مین متوطن تھے اور جس شب کو خواجہ رحلت کرین گے اُسی دم اُن پر کشف ہوا علی الصباح دہلی کی سمت روانہ ہوئے اور ایک درویش کو کہ شیخ حمید الدین ناگوری نے بعد رحلت خواجہ شیخ فرید الدین گنج شکر کی اطلاع کے واسطے روانہ کیا تھا وہ ... راہ قصبہ ... مین حضرت فرید الدین گنج شکر کی زیارت سے مشرف ہوا اور شیخ حمید الدین ناگوری کا مکتوب حوالہ کیا شیخ فرید الدین گنج شکر اُس کا مضمون پڑھ کر مطلع ہوئے وہان سے بسبیل استعجال روانہ ہوئے اور تیسرے دن خواجہ کے مزار پر حاضر ہو کر لوازم زیارت بجا لائے اُس وقت شیخ بدر الدین ناگوری اور شیخ بدر الدین غزنوی نے خرقہ اور مصلا اور عصا اور نعلین چوبین حسب وصیت حضرت کے انھین سپرد کین اور شیخ فرید الدین گنج شکر اسی

فرمائی ہی جاتا ہوں آپ بہت جلد تشریف لائیں تو بہتر ہے حسب بادشاہ شمس الدین التمش نے خواجہ کا جواب سنا
فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر خواجہ کے مکان کی طرف بسبیل استعجال روانہ ہوا تاکہ اُن سے ملکر مقصدیاب ہو خادموں
نے شمس الدین التمش سے عرض کی کہ شیخ فلاں مقام میں تشریف لے گئے ہیں شمس الدین بسرعت تمام روانہ
ہوا اور خواجہ کو اس مقام میں مشغول نماز دیکھا اور بعد فراغ نماز شمس الدین التمش خواجہ کی دست بوسی سے
مشرف ہوا اور یہ بھی منقول ہے کہ جس مقام میں شمس الدین التمش نے حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کو سوار دیکھا تھا حضرت کے گھوڑے کے سم کا نشان ظاہر تھا اور بعد ایک لحظہ کے اس نشان سے
پانی موجود ہوا چنانچہ اسی مقام میں تالاب تیار کر کے حضرت کے گھوڑے کے نشان سم پر چبوترہ اور ایک گنبد
تعمیر کیا اور بعض دنوں میں اس حوض سے ایک چشمہ سا رسم ہو چکا کہ اب تک وہ چشمہ جاری ہے اور اکثر
باوقات اس چشمہ سے سیراب ہوتے ہیں اور امیر خسرو دہلوی نے اس حوض اور چشمہ کی تعریف مثنوی
قران السعدین میں تحریر فرمائی ہے اور اکثر مشائخ دہلی کے حتی کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی حوض
کنارے ذکر حق میں مشغول ہوتے اور کہتے ہیں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ایک روز
اس مسجد میں جو لشکر شمس الدین التمش کے پہلو میں تالاب مذکور کے متصل واقع ہے بیٹھے تھے اور شیخ
حمید الدین ناگوری اور خواجہ محمود موئینہ دوز اور شیخ بدر الدین غزنوی اور تاج الدین منور بھی حاضر تھے
اس اثنا میں حوض کے کنارے ایک شتر سوار کبود پوش چہرہ لپیٹے پیدا ہوا اور اونٹ سے اتر کر کپڑے
اتار کر حوض میں داخل ہوا اور بعد غسل تالاب سے برآمد ہو کر دو رکعت نماز ادا کی پھر مسجد کی طرف
متوجہ ہو کر لوگوں کو آواز دی کہ تم کون ہو تاج الدین منور نے جواب دیا کہ ہم درویش خدا پرست ہیں
اس نے پھر آواز دی کہ اے تاج الدین منور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو میرا سلام پہونچا اور کہہ ابوسعید
دمشقی جو یار مددی میں مخصوص ہے خواجہ قدس سرہ نام ابوسعید دمشقی کا سنتے ہی مع درویشان ہمراہی
اُن کی ملاقات کو روانہ ہوئے جب اس مقام میں پہونچے کچھ اثر اور نشان نہ دیکھا معلوم ہوا کہ [illegible]
سے تھا منقول ہے کہ ایک شاعر ناصری تخلص ماوراء النہر سے دہلی میں آن کر خواجہ قطب الدین کے
مکان پر وارد ہوا اور آنحضرت کی زیارت سے مشرف ہو کر یہ عرض کی کہ میں نے ایک قصیدہ شمس الدین
التمش کی مدح میں کہا ہے امیدوار دعا ہوں کہ اس کا صلہ خوب پاؤں خواجہ نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر
فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ انعام خوب پاوے گا ناصری نے شمس الدین التمش کے دربار میں جا کر وہ قصیدہ
پڑھنا شروع کیا کہ جس کا مطلع یہ ہے بیت

اے فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ   تیغ تو مال و دیں ز کفار خواستہ

شمس الدین التمش اس وقت دوسری طرف متوجہ تھا ناصری نے مضطرب ہو کر خواجہ کو شفیع لا کر ہمت
چاہی فوراً بادشاہ ناصری کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا پڑھ بیت

لایا کرو اُس دن سے خواجہ کی زوجہ ہمیشہ بوقت حاجت اس طاق سے گرما گرم مانڈے برآوردہ کرکے
لوگون کو تقسیم کرتی تھین ظاہرا خواجۂ خضر علیہ السلام وہ مائدہ پہونچاتے تھے اب بھی اسی طرح آن حضرت
کے مقبرہ مین روٹیان پکا کر مسافرون اور مجاورون کو دیتے ہین اور ہندی نان تنک کو کاک کہتے ہین
اور شیخ نظام الدین اولیا اپنے پیر شیخ فرید الدین شکر گنج سے نقل کرتے ہین کہ خواجۂ قطب الدین
بختیار نے شروع حال مین قصبۂ اوش سے مسافرت اختیار کی اور ایک شہر مین پہونچکر چند روز
وہان مقیم ہوئے اور اس شہر کے باہر ایک مسجد اور ایک مینار تھا اور خواجۂ قطب الدین بختیار کو
یہ خبر پہونچی تھی کہ جس وقت کوئی شخص گوشہ خالی مین دوگانہ ادا کرے اور آخر شب مین فلان دعا
پڑھے حضرت خواجہ خضر علیہ السلام سے البتہ اسے ملاقات نصیب ہو اس لیے خواجۂ آخر شب کو
اُس مسجد مین گئے اور دوگانہ بجا لاکر وہ دعا پڑھی جب کسی شخص کو نہ دیکھا مایوس ہوکر مسجد سے برآمد ہوئے
جب مسجد کے دروازہ پر پہونچے ایک پیر نورانی چہرہ سے دوچار ہوئے اُس پیر روشن ضمیر نے فرمایا یہان
کیا کرتے ہو خواجہ نے حقیقت حال مشروحاً بیان کی پیر نے فرمایا تو دنیا طلب کرتا ہی خواجہ قطب الدین
نے فرمایا نہین پیر نے فرمایا کہ کچھ دنیا ضروری ہی کہا نہین کہا پھر تو خواجہ خضر کو کس واسطے طلب کرتا ہی
وہ بھی مانند تیرے سرگردان ہی لیکن اس شہر مین ایک مرد ہی وہ حق سبحانہ تعالے سے ایسا مشغول
ہی کہ سات مرتبہ خضر اسکی زیارت کو گئے بار نہ پایا خلاصہ یہ کہ وہ دونون بزرگوار اس گفتگو مین تھے کہ ایک
پیر اور گوشۂ مسجد سے برآمد ہوئے اور پیر اول نے ہاتھ خواجہ قطب الدین کا پکڑ کر اُس پیر کی طرف
توجہ کی اور کہا یہ مرد نہ دنیا چاہتا ہی اور نہ اس پر کچھ قرض ہی مگر آپ کی صحبت کی آرزو رکھتا ہی خواجہ
قطب الدین یہ سُنکر بہایت محظوظ ہوئے کہ خواجہ خضر علیہ السلام کو پایا اور سمجھے کہ پیر اول رجال الغیب
مین سے ہی اور پیر ثانی خضر علیہ السلام ہین پھر وہ دونون بزرگوار نظر سے غائب ہوگئے اور نیز حضرت
نظام الدین اولیا سے منقول ہی کہ سلطان شمس الدین التمش کے دل مین مدت مدید سے یہ آرزو
تھی کہ شہر دہلی کے اطراف مین ایک حوض یعنی تالاب بناؤن تو خلایق پانی کی عسرت سے نجات پاوے
اتفاقاً ایک شب کو شمس الدین التمش نے خواب مین دیکھا کہ خواجۂ کائنات اور خلاصہ موجودات علیہ و
علی آلہ الصلوات والسلام ایک مقام مین گھوڑے سوار کھڑے ہین اور فرماتے ہین ای شمس الدین اگر تو
تالاب بنانے کی نیت رکھتا ہی تو اس مقام مین جہان مین ایستادہ ہون تالاب تیار کر شمس الدین التمش
اس بشارت فیض اشارت سے نہایت خوش ہوا جب خواب سے بیدار ہوا اُس مقام کو کہ حضرت رسالت پناہ
نے ارشاد فرمایا تھا خوب ذہن نشین کرکے آدمی خواجۂ قطب الدین بختیار کاکی کی خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا
کہ مین نے ایک خواب دیکھا ہی اگر ارشاد ہو تو خدمت مین حاضر ہوکر عرض کرون اور چونکہ یہ امر خواجہ پر مکشوف
ہوا تھا جواب دیا مین اُس مقام مین کہ حضرت رسالت پناہ نے تالاب کی تیاری کے بارہ مین ہدایت

ہدایت

بود و باش اختیار کرو کہ اس شہر کو اور تجھے خدا کی حفظ و حمایت میں چھوڑا اور بعضے راویوں سے یہ منقول
ہی کہ شمس الدین التمش خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی روانگی سے جب مطلع ہوا آدمی متواتر خواجہ
معین الدین محمد چشتی رحمۃ کی خدمت میں بھیجکر تمنا تمام خواجہ قطب الدین کی بازگشت کی التماس
کی اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہی کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی آخر عمر میں قرآن شریف
حفظ کرکے ہر روز دو بار کلام مجید ختم کرتے تھے اور مال دنیوی سے ایک پیسا نگاہ نہ رکھتے تھے اور
آخر کو تاہل بھی فرمایا یعنے ایک بی بی کو اپنے عقد میں لائے اُس کے بطن مبارک سے دو فرزند
پیدا ہوئے ایک کا نام شیخ احمد اور دوسرے کا شیخ محمد رکھا اور شیخ محمد سات برس کی عمر میں فوت ہوا اور
اُس کی ماں حرم سرا میں نوحہ و زاری اور گریہ و بیقراری کرتی تھی اور خواجہ قطب الدین نے شیخ بدرالدین
سے پوچھا کہ یہ آواز پر سوز آج ہمارے مکان سے کیسی برآمد ہوئی ہی سبب کیا ہی شیخ نے عرض کی
شیخ محمد نے رحلت کی اُس کی والدہ گریہ و زاری کرتی ہی خواجہ قطب الدین نے یہ سانحہ سنتے ہی
کف افسوس ملکر فرمایا اگر مجھے رحلت فرزند سے خبر ہوتی اس کی تندرستی کے واسطے حضرت شافی
مطلق سے استدعا کرتا لیکن چونکہ یہ امر مقدر ہوچکا تھا مجھے معلوم نہوا یہ کہا اور اُس کی والدہ کو ماتم اور
جزع فزع سے ممانعت کی اور خود مشغول بہ مراقبہ ہوئے اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اس سبب سے
کہتے ہیں کہ جب خواجہ نے دہلی میں سکونت اختیار کی کسی سے کچھ نہ لیتے تھے اور جب کوئی شخص
از روے اخلاص اگر نذر لاتا تھا حضرت اُسے قبول کرکے اُسی وقت فقرا اور مساکین پر تقسیم کرتے تھے
مال دنیا سے کچھ اپنے پاس نہ رکھتے تھے مشہور ہی کہ اُن دنوں میں خواجہ کے مکان میں نو آدمی زن و فرزند
اور خادم سے تھے اور آپ کے ہمسایہ میں ایک بقال مسمی شرف الدین تھا اُسکی زوجہ خواجہ کی بی بی کے
پاس بسبب رابطہ ہمسایگی کبھی کبھی آتی تھی جس وقت حضرت کے گھر میں قسم ازوقہ سے کوئی چیز موجود نہوتی
تھی اور ایک دو فاقہ کی نوبت ہوچکی تھی خواجہ کی زوجہ بقال کی عورت سے بمقدار نیم تنگہ یا کم زیادہ قرض
لے کر اپنے فرزندوں اور متعلقوں کی قوت میں صرف کرتی تھیں اور خواجہ کو اس معاملے سے خبر نہ تھی اور
جس وقت غیب سے کچھ ہوچکتا تھا بی بی قرض ادا کرتی تھیں ایک دن شرف الدین بقال کی زوجہ نے
اثناے کلام میں خواجہ قطب الدین کی بی بی سے یہ بات کہی کہ میرے سبب سے تمہارا نباہ ہوتا ہی اگر
میں نہوں تم سب فاقہ کشی سے ہلاک ہوجاؤ بی بی کو یہ کلام نہایت ناگوار ہوا اور اپنے دل میں یہ عہد
کیا کہ اب میں اس سے ہرگز قرض نہ لونگی ایک دن بی بی نے کسی تقریب سے یہ امر خواجہ کی سمع مبارک
میں پہنچایا اور خواجہ یہ سنکر نہایت متاثر ہوئے کچھ دیر مراقبہ میں جاکر سر اٹھاکر بی بی سے ارشاد
کیا کہ خبردار آیندہ پھر قرض نہ لینا اور ضرورت کے وقت حجرہ کے طاق سے بسم اللہ کہکر گردے
کاک یعنی چپاتی جس قدر درکار ہو لے کر اپنے فرزندوں اور جسے مطلوب ہو اُن کے صرف میں

دہلی میں آن کر خواجہ کی خانقاہ میں نزول فرمایا اور خواجہ نے خوشحال ہوکر دو رکعت نماز شکرانہ کی ادا کی اور چاہا کہ شمس الدین التمش کو خواجہ کی تشریف آوری سے آگاہی بخشے خواجہ مانع ہوئے اور فرمایا میں فقط تمھارے دیکھنے کو آیا ہون اور دو تین روز سے زیادہ نہ رہونگا اور چونکہ آن حضرت کو خاص وعام کا ازدحام خوش نہ آتا تھا اور شہرت سے ہراسان اور گریزان تھے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے سکوت اختیار کیا اور اپنے پیر کی رضامندی اور خوشدلی میں کوشش فرمائی لیکن باوجود اس حال کے شہر کی تمام خلقت ہجوم کرکے شیخ کی زیارت کو حاضر ہوئی مگر شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغرے جو خواجہ قطب الدین سے حسد رکھتے تھے ایسے مہمان عزیز کی ملاقات کو نہ آئے خواجہ معین الدین محمد چشتی رح چونکہ خراسان میں شیخ نجم الدین صغرے کے ساتھ نسبت اتحاد اور محبت رکھتے تھے اشتیاق غالب ہوا اُن کے دیکھنے کو خود تشریف لے گئے اور شیخ نجم الدین اُن روزون مزدورون سے کچھ کام عمارت کا لیتے تھے شیخ کا استقبال جیسا کہ چاہیئے بجا نہ لائے اور خواجہ بھی بمقتضائے بشریت اُن سے آزردہ ہوئے کہا اے شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغرے تجھے کیا ہوا کہ جو تو نے اپنا مزاج ایسا متغیر کیا ہی ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ شیخ الاسلامی کی جاہ نے تجھے غرور کے چاہ میں ڈالا ہی شیخ نجم الدین یہ کلام سنکر متنبہ ہوکر معذرت پیش آئے اور کہا کہ میں اُسی طرح سے آپ کا مخلص ہون جیسے پیشتر سر آپ کے قدم مبارک پر گھستا تھا اب آپ نے اپنے ایک مرید کو اس شہر میں متوطن کیا ہی تمام خلائق اُس سے رجوع ہوتی ہی اور کوئی شخص ہماری شیخ الاسلامی کو ایک برگ سبز کے عوض نہین خریدتا ہی خواجہ معین الدین محمد چشتی رح نے جب یہ کلام شکایت انجام سُنا متبسم ہوکر فرمایا اے شیخ خاطر جمع رکھ کہ مین قطب الدین کو اپنے ہمراہ اجمیر لیے جاتا ہون یہ کہکر اُن کے مکان سے برآمد ہوئے ہر چند شیخ نجم الدین طعام ماحضر کے مصر ہوئے قبول نہ کیا اور کہتے ہین انھین دنون مین شیخ فریدالدین شکر گنج عراق اور خراسان اور ماوراء النہر اور مکہ مدینہ سے مراجعت کرکے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی صحبت مین رہتے تھے بذریعہ خواجہ قطب الدین خواجہ معین الدین محمد چشتی کی دست بوسی سے شرفیاب ہوئے اور خواجہ نے فرمایا اے بابا بختیار تم شاہ باز عظیم القدر کو قید مین لائے ہو کہ سدرۃ المنتہی کے سوا آشیان نہ لگائیگا اور فریدہ شمع ہی جو درویشون کے خانوادہ کو روشن کریگا اور انھین دنون مین خواجہ معین الدین محمد چشتی رح اجمیر کی طرف تشریف لیگئے اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اپنے پیر کے ہمراہ رکاب روانہ ہوئے شہر کی خلقت یہ خبر سُنکر اضطراب مین مبتلا ہوئی اور ہر ایک محلہ سے شور ماتم بپا ہوا اہل دین درد واندوہ کے ہمقرین ہوئے اور خواجہ کے پیچھے روانہ ہوئے جس مقام مین آپ کے قدم مبارک کا نشان پاتے تھے وہان کی خاک تبرک کا تیمنا اُٹھاتے تھے اور خواجہ معین الدین محمد چشتی نے یہ مشاہدہ کرکے فرمایا بابا قطب الدین بختیار کاکی لوگ تیری مفارقت سے پریشان اور آزردہ خاطر ہین اتنے قلوب کی خرابی اور خستہ حالی مجھے منظور نہین تم اسی مقام مین

زنی عزیمیں کی طرف گئے اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلی کی سمت متوجہ ہوئے ہر چند ناصر الدین
قباچہ نے عجز و زاری کی کہ خواجہ ملتان میں سکونت پذیر ہوں قبول نہ کیا اور یہ جواب دیا کہ یہ مقام
عالم غیب سے شیخ بہاء الدین زکریا کے ذمہ کیا گیا ہے اور علاوہ اس کے میں اپنے شیخ طریقت
و حقیقت خواجہ معین الدین محمد چشتی کی بلا اجازت کسی مقام میں آرام و قیام نہیں کرسکتا الغرض
خواجہ لاہور کے راستہ سے جب دہلی کے اطراف میں پہونچے پانی کی فراوانی کے سبب کیلو کہری
میں وارد ہوئے اور عریضہ خواجہ معین الدین محمد چشتی کی خدمت میں کہ ان دنوں اجمیر میں تشریف
رکھتے تھے ارسال کیا کہ میں آپ کی زیارت کے واسطے حاضر ہوا ہوں اگر ارشاد فیض رشاد
ہووے اس جناب کی قدمبوسی سے مشرف ہوں خواجہ معین الدین محمد چشتی نے جواب لکھا کہ
قرب روحانی کو بعد مکانی مانع نہیں ہے آپ بخیر و عافیت وہیں رہیں انشاء اللہ تعالے چند روز کے بعد
بارادت الٰہی اس طرف متوجہ ہو کر ملاقات کرونگا اور کہتے ہیں کہ شمس الدین التمش بادشاہ جب خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی کے آنے سے خبردار ہوا لوازم شکر الٰہی بجا لایا اور چاہا کہ اس جناب کو شہر میں
لاکر متوطن کروں آنحضرت نے اس وقت میں پانی کی نایابی کا عذر کیا اور شہر کا رہنا قبول نہ کیا اور شیخ الاسلام
شیخ جمال الدین محمد بسطامی نے کہ بزرگان دین سے اور دہلی کے شیخ الاسلام تھے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
سے اعتقاد کمال بہم پہونچایا اور شیخ محمد عطا معروف بہ حمید الدین ناگوری جنھوں نے بغداد میں خواجہ کو دیکھا
تھا وہ بزرگوار بھی اس جناب سے ارادت صادق پیدا کرکے اکثر اوقات خدمت میں حاضر رہتے
تھے اور شمس الدین التمش نے التزام کرلیا تھا کہ میں ہفتہ میں دو بار شیخ کی زیارت سے فائض ہو کر
خلوص حاصل کروں اور اسی طرح سے دہلی کے اعلےٰ و ادنےٰ شیخ کی ملازمت کے بارادت تمام حاضر
ہوتے اور شہر سے کیلو کہری تک راہ ہر دم آنے جانے والوں سے بھری رہتی تھی اس واسطے
شمس الدین التمش نے خلق اللہ کی آسائش اور آرام کے واسطے شیخ کو پھر شہر میں آنے کی تکلیف
دی اس مرتبہ حسب اصرار اور مبالغہ حد سے گذرا شیخ نے قبول کیا اور شہر کے قریب مسجد عز الدین میں
اقامت فرمائی اور اس زمانے میں شیخ بدر الدین اس جناب کی شرف بیعت اور خرقہ پاک سے
مشرف ہوئے اور عمر عزیز آپ کی صحبت میں بسر کرکے کمالات حاصل کیے اور جو کہ ان دنوں میں شیخ
جمال الدین محمد بسطامی جوار رحمت ایزدی میں داخل ہوئے تھے شمس الدین التمش نے خواجہ کو منصب شیخ
الاسلامی کی تکلیف دی اور جب شیخ نے قبول نہ فرمایا شیخ نجم الدین صغرے کو اس منصب سے خصوصیت
بخشی شیخ الاسلام شیخ نجم الدین صغرے نے خلائق کے رجوع ہونے سے کہ خواجہ کی خدمت میں ہر وقت
ہجوم رکھتے تھے زنگ حسد کا اپنے دل صفا منزل میں پیدا کیا اور آنحضرت سے یک گونہ سوء مزاجی
بہم پہونچائی اور از اتفاقات حسنہ سے انھیں دنوں میں خواجہ معین الدین محمد چشتی نے خطہ اجمیر سے

سے نے عبداللہ بن مسعودؓ سے یہ التماس کی کہ میری طرف سے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین عرض کیجیے کہ فلان شخص حضرت کے دیدار فائض الانوار کا مشتاق ہے اُس کے بارہ مین کیا حکم نافذ ہوتا ہے عبداللہ بن مسعودؓ محل مین جا کر یہ جواب لائے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ ابھی تجھ مین ہمارے دیکھنے کی لیاقت اور قابلیت نہین ہے جا ہمارا اسلام قطب الدین کو پہونچانا اور یہ کہنا کہ کیا سبب ہے وہ تحفہ جو ہر شب ہمارے واسطے بھیجتے تھے تین رات سے نہین پہونچتا ہے رئیس احمد جب خواب سے بیدار ہوا خواجہ بختیار کی خدمت مین جا کر صورت حال ظاہر کی شیخ سمجھے کہ مجھ سے تقصیر ہوئی اور ورد یہ امر تھا کہ اُن دنون مین آپ کی والدہ کو معلوم تھا کہ خواجہ سفر کا ارادہ رکھتا ہے اس وجہ سے وہ بہ تکلف تمام ایک دختر صالحہ جو جمال باکمال رکھتی تھی آپ کے سلک ازدواج مین لائین اور خواجہ نے بمقتضاے بشریت اس سے ایک محبت بہم پہونچا کر تین شب ورد فوت کیا تھا اُسی وقت اُس عورت کو طلاق دی اور بغداد کی سمت روانہ ہوئے اور وہان کے عارفون سے ملاقات کر کے شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ اوحد الدین کرمانی کی صحبت مین حاضر ہو کر فیض حاصل کیا اور جب اُس عرصہ مین شیخ جلال الدین تبریزی دوبارہ خراسان سے بغداد مین آئے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو دیکھکر نہایت اتحاد اور محبت بہم پہونچائی اور شیخ نے خواجہ قطب الدین کو خواجہ معین الدین محمد چشتی رح کی خبر سے آگاہی بخشی کہ آن حضرت خراسان سے ہندوستان کی طرف تشریف لے گئے ہین اب بلدۂ دہلی مین رونق افزا ہین خواجہ قطب الدین اپنے پیر کی اشتیاق ملازمت سے نہایت بیقرار ہو کر ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے اور شیخ کو آن حضرت کی مفارقت گوارا نہوئی ہمراہ ہوئے اور دونون بزرگوار سیر کرتے ہوئے ملتان مین پہونچے شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کی صحبت مین چندروز بسر کیے اور شیخ فریدالدین گنج شکر کہ ابتداے حال اُن کا تھا اسوقت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی ملازمت سے مشرف ہوئے اور آن حضرت کی محبت کا رشتہ اپنی کمر جان مین باندھ کر شرف ارادت اور بیعت سے سرافراز ہوئے اور جو اندنون مین ترکان بے ایمان وفعۃً خطا اور ختن کی طرف سے تاخت لائے اور ملتان کے قلعہ کو محاصرہ کیا سلطان ناصرالدین قباچہ حاکم ملتان نے اُن کے مدافعہ پر قیام کیا اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے دعا اور ہمت اور استعانت کا طلبگار ہوا اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے ایک تیر طلب کر کے ناصرالدین قباچہ کے ہاتھ مین دیا اور فرمایا کہ مغرب کی نماز کے وقت برج حصار پر برآمد ہو کر یہ تیر چلہ کمان مین جوڑ کر کفار کی طرف پھینکنا اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھنا جب ناصرالدین قباچہ نے بوقت معین وہ تیر خانۂ کمان مین رکھکر برج قلعہ پر سے اُس جماعت کی طرف پھینکا اُس کے گرتے ہی خدا کے حکم سے اُسی شب کو وہ قوم مشوم اُس بوم سے ایسی مفقود اور معدوم ہوئی کہ کسی نے اُنکا نشان نہ دیا کہ کیا ہوئی اسوقت دونون بزرگوار عازم سفر ہوئے شیخ جلال الدین

پرورش و پرداخت مین مصروف رہین اور کتاب خیر المجالس شیخ نصیر الدین اودھی مین لکھا ہی کہ جب
آپ پانچ برس کے ہوئے آپ کے ہمسایہ مین ایک مرد نہایت پرہیزگار رہتا تھا آپ کی والدہ نے
اُسے بلاکر تھوڑے خرمے یعنی چھوہارے ایک طباق مین رکھکر اپنے نور عین کو اُس ہمسایہ کے ہمراہ کیا
اور یہ التماس کی کہ اس معصوم کو کسی معلم کے سپرد کردیجئے جب وہ لے چلا تھوڑے راہ مین ایک
پیر روشن ضمیر اہل دل سے دوچار ہوا اُسنے پوچھا کہ یہ لڑکا کس کا ہی وہان سے ہمسایہ نے جواب دیا کہ
اہل صلاح کے خاندان سے ہی لیکن باپ اسکا فوت ہوا اس کی والدہ نے مجھے فرمایا ہی کہ اسے کسی مکتب
مین لیجاکر کسی معلم کے سپرد کردون لہذا مین معلم کی تلاش مین نکلا ہون پیر نے فرمایا کہ تو یہ کام میرے سپرد کر مین اسے
ایسے معلم کے پاس لیجاؤن کہ اُس کے انفاس کی برکت سے یہ لڑکا صاحب کمال ہو یہ کلام سنتے ہی ہمسایہ
برغبت تمام راضی ہوا حاصل یہ کہ اُسنے قصبہ اوش مین ایک معلم جنکا اسم مبارک ابو حفص تھا باتفاق ہمسایہ
لیجاکر خواجہ بختیار کو اُن کے سپرد کیا اور اُن سے فرمایا کہ یہ لڑکا جملہ اولیا سے ہوگا اُسپر نظر شفقت اور تربیت
مبذول فرمائیے بعد رخصت ہونے پیر کے ابو حفص نے خواجہ سے پوچھا کہ یہ کون بزرگوار تھے جو تمکو اس مکتب
مین لائے تھے آپ نے عرض کی مین نہین جانتا میری والدہ نے اس ہمسایہ کے سپرد کیا تھا کہ مجھے کسی معلم کے
سپرد کرے یہ پیر اثنائے راہ مین ہمارا خضر ہوا اور آپ کی صحبت فیض موہبت سے مشرف کیا شیخ
ابو حفص نے فرمایا وہ پیر دلپذیر حضرت خضر علیہ السلام تھے پھر خواجہ نے اُس معلم کی خدمت مین رہکر
قرآن شریف اور آداب شریعت کے یاد کیے اور اخلاق ظاہری اور باطنی کی تہذیب مین مساعی جمیلہ
کرکے علم طریقت سے نہایت سعادت حاصل کی اور جیسا کہ خواجہ معین الدین محمد چشتی قدس سرہ کے
ذیل حالات مین مذکور ہوا اصفہان مین آنحضرت کی ملازمت مین شرفیاب ہوکر مرید ہوئے اور بعضی
کتب کے سیاق کلام سے یہ بھی مستفاد ہوتا ہی کہ بیس برس کے سن مین یہ قصبہ اُوش مین خواجہ کی صحبت
سے مستفیض ہوکر مرید ہوئے اور منقول ہی کہ آپ رات دن مین دو سو پچاس رکعت نماز ادا کرتے تھے
اور تین ہزار بار درود حضرت سرور کائنات کی روح پر فتوح پر ہر شب بھیجتے تھے اور اس ملک
کے باشندون کو فیض پہونچاتے تھے اور شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ سے منقول ہی کہ قصبہ اوش مین
ایک بزرگوار خواجہ قطب الدین کے مریدون سے جن کا نام رئیس احمد تھا اور وہ نہایت متقی اور
پرہیزگار تھے اُنھون نے ایک شب خواب مین دیکھا کہ محل رفیع اور عالیشان ہی اور خلائق کا اُس کی
اطراف مین بکثرت تمام ہجوم ہی اور ایک شخص نورانی چہرہ اور میانہ قد اُس محل مین جاتا ہی اور آتا ہی
لوگون کا پیغام لے جاکر اُس کا جواب لاتا ہی رئیس احمد نے اُس وقت ایک شخص سے پوچھا کہ یہ
کون بزرگوار ہی اور یہ بارگاہ کس عالی جاہ کی ہی کہا اس قصر عالی مین حضرت سرور کائنات خلاصۂ
موجودات رونق افزا ہین اور یہ عبداللہ بن مسعود ہین کہ پیغام تمام سلام پہونچاتے ہین یہ سنتے ہی تعمیل حکم

پکاوے خادم جب مغون کے پاس آگ لینے کو گیا اُنھون نے آگ نہ دی خادم نے پلٹ کر شیخ سے حقیقت حال عرض کی شیخ آتشکدہ کی سمت متوجہ ہوئے اور ایک مغ مختار نام جو نہایت بوڑھا تھا دیکھا کہ وہ ایک لڑکا سات برس کا آغوش مین لیے ہوئے آتشکدہ کے کنارے کھڑا ہی شیخ نے اُس سے فرمایا کہ یہ آگ ایک مشت پانی سے معدوم ہوتی ہی کس واسطے پوجتے ہو خدا کو جو خالق آگ کا ہی اُس کی پرستش کرو مغ نے جواب دیا کہ ہماری ملت مین آگ ایک وجود عظیم ہی اُسے کیونکر نہ پوجین شیخ نے فرمایا اتنی مدت سے کہ تم اِس آگ کی صدق دل سے پرستش کرتے ہو بھلا ہاتھ یا پانون اُس مین ڈال سکتے ہو کہ وہ نہ جلاوے مغ نے جواب دیا کہ خاصیت اُس کے جلانے کی ہی بھلا کسے یہ طاقت ہی جو اُس کے قریب جاوے **بیت**

اگر صد سال گبر آتش فروزد	چو یک دم اندرون افتد بسوزد

شیخ نے جب یہ سنا جلداُس کے فرزند کو اُس کے آغوش سے چھین کر آتشکدہ کی طرف دوڑے اور بعد بسم اللہ یہ آیۂ کریمہ قلنا یا نار کونی بردًا وسلامًا علےٰ ابراہیم پڑھ کر آگ مین داخل ہوئے یہ خبر منتشر ہونے سے تخمیناً چار ہزار مغ آتشکدہ پر آن کر شور و فغان کرنے لگے اور شیخ چار ساعت کے بعد مع طفل اُس آتشکدہ سوزان سے صحیح و سالم برآمد ہوئے چنانچہ اُن کے کپڑون مین بھی دھبا نہ پہونچا بعدہ مغون نے فراہم ہو کر اُس طفل سے پوچھا کہ اِس آتشکدہ مین تمھاری کیا حالت تھی اُس نے جواب دیا کہ ہم شیخ کی بدولت خوش اور لبشاش گلزار کی سیر دیکھتے تھے آخرش آتش پرستون کے دل مین نور ایمان کا جوش زن ہوا سبھون نے شیخ کے قدم مبارک پر سر رکھا اور صدق دل سے مسلمان ہوئے اور شیخ نے اُن مین سے مختار کا نام عبداللہ اور لڑکے کا نام ابراہیم رکھکر اُن کی تربیت منظور نظر فرمائی اور دونون بزرگوار جملہ اولیاسے ہوئے *

ذکر سلطان العارفین خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کا

ابیات

آن نہنگ محیط نور خدا	غرقۂ لجۂ حضور خدا
کردہ اظہار حق پرستی خویش	رفتہ در لامکان زہستی خویش
شدہ از جان بہ لامکان واصل	کردہ ہر دم ہزار جان حاصل
بخدا محو در خفی و جلی	قطب دین بختیار شیخ ولی
زندۂ جاودان زفیض عمیم	کشتۂ زخم خنجر تسلیم
سینۂ عارفان ازو گلشن	دیدۂ عاشقان ازو روشن

واضح ہو کہ سلطان العارفین خواجہ قطب الدین فرزند خواجہ کمال الدین احمد اوشی کے ہین تولد آنحضرت کا قصبۂ اوش مین جو پرگنات ماوراءالنہر سے ہی واقع ہوا جس وقت آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوا آپ ڈیڑھ برس کے تھے اور آپ کی والدہ ماجدہ جو حلیۂ عفت اور زیور عصمت سے آراستہ تھین آپ کی

کے بہت کفار شرف ایمان سے مشرف ہوئے اور جو کہ دولت ایمان سے محروم رہے خواجہ کی محبت کو
ین جگہ دیگر ہمیشہ فتوح بیشمار آن حضرت کو پہونچاتے تھے اور شمس الدین التمش کے عہد میں خواجہ دو مرتبہ
پنے مرید قطب الدین بختیار کاکی کے دیکھنے کے واسطے دہلی میں تشریف لے گئے دوسری مرتبہ جب دہلی سے
جعت فرمائی خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ نے نکاح کیا تفصیل اُس کی یہ ہے کہ سید وجیہ الدین محمد مشہدی المشہور بہ
لک سوار جو سید حسین مشہدی داروغہ اجمیر کے چچا تھے اُن کی ایک صاحبزادی جو حسن و جمال اور عفت کمال
میں تھی جب وہ دختر بلند اختر حد بلوغ کو پہونچی سید صاحب چاہتے تھے کہ اُسے کسی خاندان بزرگ کے
حبالہ نکاح میں لاؤں اس کی تلاش میں متردد تھے ایک شب سید السادات نے حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اے فرزند وجیہ الدین حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ
وسلم کا یہ اشارہ ہے کہ یہ لڑکی خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ کے حبالہ نکاح میں لاؤ کہ وہ واصلان درگاہ الٰہی
اور محبان خاندان رسالت پناہی سے ہیں جب سید وجیہ الدین نے خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ کو اس امر سے
آگاہ کیا خواجہ نے جواب دیا کہ میری عمر کا آفتاب لب بام ہے لیکن جو حضرت رسالت اور امام ہمام کا یہ اشارہ
ہے مجھے اطاعت کے سوا کچھ چارہ نہیں اس کے بعد خواجہ نے اُس گوہر درج عفت کو شریعت مصطفوی کے موافق
اپنی سلک ازدواج میں منسلک فرمایا اور آمرزگار عالم نے اُس کے بطن سے دو فرزند کرامت فرمائے
اور خواجہ عیال داری کے سات برس بعد ماہ رجب کی چھٹی تاریخ سنہ ۶۳۲ چھ سو بتیس ہجری میں قید جسمانی سے
نجات پاکر عالم قدس کی طرف خراماں ہوئے اور حضرت کا سن شریف ستانوے برس کا تھا اور بعد وفات
تمام بادشاہ آپ کے روضہ پر نذریں بھیجکر تبرک کے طلبگار ہوئے خصوص جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی
کہ اور بادشاہوں سے زیادہ تر آنحضرت سے اعتقاد رکھتا تھا اور بہ عہد شاہی میں اپنے جیسا کہ مذکور ہوا
اکثر سنوات میں پیادہ اجمیر میں جاکر خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ اور سید حسین مشہدی مشہور بخنگ سوار کی زیارت
سے مستفیض ہوتا تھا اور حاجی محمد قندھاری کی تاریخ میں مرقوم ہے کہ خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ کے پیر یعنی
شیخ عثمان ہارونی شمس الدین محمد التمش کے عہد میں دہلی میں تشریف لائے اور شمس الدین نے جو آنحضرت
کا مرید تھا اُن کی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا اور اس مدت میں خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ
اجمیر میں متوطن تھے اس صورت میں معلوم ہوا کہ ہندوستان میں پھر اُن سے ملاقات ہوئی یا نہوئی اور شیخ
عثمان ہارونی سے خوارق عادات بہت مشہور ہیں از انجملہ ایک یہ ہے کہ جب خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ اپنے پیر سے
رخصت لے کر بغداد کی سیر کو متوجہ ہوئے شیخ عثمان ہارونی نے اُن کی مفارقت سے بیتاب ہو کر خواجہ کی جستجو میں
اپنے مقام سے سفر اختیار کیا اور اُس سفر میں ایک مقام میں وارد ہوئے کہ آتش پرست وہاں رہتے تھے اور
آتشکدہ بھی رکھتے تھے اور ہر روز سو خروار لکڑیاں اُس میں جلاتے تھے اور شیخ عثمان ہارونی نے اُسکے
قریب ایک درخت کے سایہ میں نزول کیا اپنے خادم فخر الدین نام سے فرمایا کہ افطار کے واسطے روٹی

اُسے اس مقام مین مقیم کیا اور خود بلخ کی طرف تشریف لے گئے اور شیخ احمد خضرویہ کے مقام عالی فرجام مین چند روز اقامت کی اور اس عہد مین ایک فاضل تھے المشہور بہ ضیاء الدین حکیم اور وہ جمیع علوم فلسفہ مین خوب مہارت رکھتے تھے اور علم تصوف مین اعتقاد نرکھتے تھے اور اپنے شاگردون سے کہتے تھے تصوف ہذیان ہے کہ تپ زدے اور دیوانے بکتے ہین اور مولانا ضیاء الدین حکیم بلخ کے اطراف مین ایک موضع واقع تھا اُس مین مدرسہ اور باغ خوب رکھتے تھے اور اس مین بیٹھکر لوگون کو علم حکمت پڑھاتے تھے اور خواجہ معین الدین چشتیؒ کی عادت تھی کہ ہمیشہ ایک یا دو دستہ تیر اور ایک کمان اور ایک چقماق اور ایک نمکدان اپنے ہمراہ رکھتے تھے اس واسطے کہ اگر کسی وقت آبادی سے ویرانے دور دراز مین گذر ہو کسی طیور کا شکار کرکے ایک لقمہ سے روزہ افطار کرین ناگاہ خواجہ اُس مدرسہ مین جہان مولانا ضیاء الدین حکیم درس دیتے تھے رونق افزا ہوئے اور اُس روز حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے ایک کلنگ کو تیر مارکر درخت سے گرایا اور اپنے خادم کو اس کے کباب کے واسطے اشارہ کیا اور خود عبادت مین مشغول ہوئے اس اس درمیان مین مولانا ضیاء الدین حکیم کا وہان گذر ہوا دیکھا کہ ایک درویش نماز مین مشغول ہے اور خادم کباب بریان کرتا ہے حکیم نے اس قدر وہان توقف کیا کہ خواجہ نماز سے فارغ ہوئے اور مولانا سلام کرکے بیٹھے پھر خادم کباب لایا خواجہ نے بسم اللہ پڑھکر ایک ران اس کلنگ سے جُدا کرکے مولانا کو عنایت فرمائی اور دوسری ران کا ٹکڑا خود تناول کیا مولانا نے جون ہی وہ کباب کھایا علوم فلسفہ کا زنگ اُنکے اُن کے سینہ سے زائل ہوا اور بیہوش ہوئے خواجہ نے قدرے اپنا پس خوردہ اُن کے دہن مین ڈالا ہوش مین آئے اور مولانا نے اسی وقت تمام کتب جو اُن کے کتب خانہ مین تھین دریا مین غرق کین اور مع تلامذہ حضرت خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ کے مریدون کی سلک مین منتظم ہوئے اور جب حضرت کا شہرہ اس ملک مین ہوا اور دنیا دارون نے ہجوم کیا خواجہ نے مولانا ضیاء الدین حکیم کو خرقہ دے کر اس مقام مین چھوڑا اور خود باتفاق اُس خادم کے غزنین مین تشریف لائے شمس العارفین عبد الواحد جو شیخ نظام الدین ابو المؤید کے پیر تھے اُنسے ملاقات کرکے لاہور مین وارد ہوئے وہان سے دہلی مین نزول اجلال فرمایا اور جب خاص وعام کا وہان اژدحام ہوا حضرت اس امر سے متنفر ہوکر اجمیر مین تشریف لے گئے اور محرم کی دسوین تاریخ یعنی بروز عاشورہ ۵۶۱ھ پانسو اکسٹھ ہجری مین آن حضرت نے اس خطہ مین نزول فرمایا اور سید السادات سید حسن مشہدی المشہور بخنگ سوار جو صوفی مذہب تھے اور حلیۂ تقویٰ اور صلاح سے آراستہ اور اولیاء اللہ کے سلک مین انتظام رکھتے تھے اور سلطان قطب الدین ایبک نے آن حضرت کو اُس شہر کا داروغہ کیا تھا شیخ کے آنے سے بہت خوش ہوئے اور باعزاز واکرام تمام پیش آئے اور جو سید صاحب موصوف علم تصوف اور اصطلاحات صوفیہ سے نہایت واقف تھے خواجہ کی صحبت غنیمت جانکر اکثر اوقات مجلس شریف مین حاضر ہوتے تھے اور پیر طریقت خواجہ کے انفاس کی برکت سے

اس قدر عداوت تھی کہ اگر کسی کا نام ابا بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ ہوتا تھا اُسے بہت ایذا پہونچاتا تھا اور
اُس کی ہلاکت کے در پے ہوتا تھا اور اس حاکم جابر نے شہر کے اطراف میں ایک باغ بنایا تھا
اور اُس کے درمیان میں ایک حوض نہایت صفائی اور لطافت سے موجود تھا خواجہ گرد راہ
سے اس باغ میں جاکر حوض کے کنارے وارد ہوئے اور غسل کرکے دوگانہ نماز بجا لاکر قرآن شریف
کی تلاوت میں مشغول ہوئے اتفاقات سے اُسی دن مشہور ہوا کہ یادگار محمد باغ کی سیر کو آتا ہے ایک
درویش جو شیخ کا رفیق تھا اُس نے ہراساں ہو کر شیخ سے عرض کی کہ حاکم جابر آتا ہے آپ کا اس باغ
میں ٹھہرنا مناسب نہیں باہر تشریف لے چلیے شیخ اُس کا اضطراب دیکھکر مسکرائے اور فرمایا اگر تجھے یہی منظور
ہے تو یہاں سے اُٹھ جا اور فلاں درخت کے سایہ میں ٹھہرکر خدا کی قدرت کا کارخانہ دیکھ درویش حسب الحکم
کاربند ہوا اس عرصہ میں فراشوں نے آن کر یادگار محمد کا غالیچہ حوض کے کنارے شیخ کے پہلو میں بچھایا
اور شیخ کی عظمت اور شوکت سے یہ نہ کہہ سکے کہ یہاں سے اُٹھ جائیے کہ ناگاہ یادگار محمد باغ میں
داخل ہوا اور شیخ کو اُس مقام پر دیکھکر خدمتگاروں سے جھڑک کر کہا کہ تم نے اس فقیر کو کس واسطے
اس مقام سے نہ نکالا کہ اتنے میں شیخ نے سر مبارک اُٹھاکر اُس کی طرف نظر قہر سے دیکھا یادگار محمد
مصروع کی طرح دفعتہً کانپ کر گر پڑا اور بیہوش ہوا اُس کے متعلق یہ حال دیکھکر شیخ کے قدم
پر گر پڑے اور التماس دعا کی شیخ نے اُس فقیر کو جو خوف سے درخت کے نیچے بیٹھا تھا اشارہ سے بلا کر
یہ فرمایا کہ تھوڑا پانی اس حوض سے لیکر بسم اللہ پڑھکر اُسکے منہ پر چھینٹا مار درویش حکم کے موافق
عمل میں لایا اور یادگار محمد فوراً ہوش میں آیا اور شیخ کے پاؤں پر سر رکھکر نہایت عاجزی اور انکساری
سے عرض کی کہ یا شیخ میں نے جمیع سیئات سے توبۃ النصوح کی میری تقصیر معاف فرمائیے شیخ نے اپنا
دست شفقت اُسکے سر پر پھیر کر یہ ارشاد کیا کہ خاندان عالی شان رسالت سے دعوی محبت کرنا اور آنحضرتؐ
کی پیروی نہ کرنے کا کیا سبب ہے یہ فرماکر شیخ نے ائمہ ہدیٰ کے فضائل اور مناقب اس فصاحت اور بلاغت
بیان فرمائے کہ یادگار محمد اور اس کے ہمراہی زار زار روکر تمام تائب ہوئے

بیت

آنکہ زر می شود از پرتو آن قلب سیاہ	کیمیائیست کہ در صحبت درویشانست

بعد اس کے یادگار محمد نے تجدید وضو کرکے دوگانہ شکرانہ کا ادا کیا اور دست ارادت آنحضرت کے
دست حق پرست میں دے کر مشرف بیعت ہوا اور اپنا تمام مال نقد وجنس خواجہ کی نذر کے لیے لایا
حضرت نے اُسے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ تو نے یہ مال لوگوں سے بجبر وقہر لیا ہے غربا اور مساکین کو پہونچا
تو قیامت کے دن کوئی تیرا دامن نہ پکڑے یادگار محمد نے شیخ کے ارشاد پر عمل کیا یعنی تمام مال فقرا
تقسیم کرکے غلاموں کو بھی آزاد کیا اور اپنی منکوحہ کو طلاق دے کر خواجہ کے ہمراہ قلعہ شادمان تک گیا
اور چونکہ وہ جملہ عارفان اور واصلان سے ہوگیا تھا خواجہ نے وہ اطراف اُس کی حمایت میں رجوع کرکے

شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نے بھی شروع حال مین خواجہ معین الدین چشتی کی صحبت مین پہونچکر اُن سے فیوضات حاصل کیے اور بعد چند عرصہ کے خواجہ معین الدین چشتی بغداد سے ہمدان مین آئے اور شیخ یوسف ہمدانی سے ملاقات کرکے تبریز کی طرف متوجہ ہوئے اور شیخ ابوسعید تبریزی جو شیخ جلال تبریزی کے پیر تھے اُن سے بھی ملاقات اور صحبت رکھتے تھے اور شیخ نظام الدین اولیا سے منقول ہی کہ شیخ ابوسعید تبریزی ایسے شیخ تھے کہ جن کے ستر مرید کامل مثل شیخ جلال الدین تبریزی کے تھے شیخ فریدالدین شکر گنج خواجہ قطب الدین بختیار سے نقل کرتے ہین کہ خواجہ معین الدین محمد چشتی کو ابتدا حال مین عجب ریاضت اور مجاہدہ تھا کہ روزے رکھکر بعد سات روز کے ایک روٹی جو کی کہ جبکا وزن پانچ مثقال سے زیادہ نہوتا تھا پانی مین ترکرکے افطار فرماتے تھے سبحان اللہ ایسے صائم النہار اور قائم اللیل بزرگوار تھے کسر نفسی اور ریاضت انھین پر ختم تھی اور شیخ نظام الدین اولیا فرماتے ہین کہ حضرت خواجہ معین الدین محمد چشتی کی پوشش ایک دوہر تھا اگر وہ کسی مقام سے پارہ ہوتا اُسے وست حق پرست سے بخیہ کرتے تھے اور اگر بغل بند پھٹ جاتا کپڑے پاک کے ٹکڑے جس قسم کے پاتے اُس پر پیوند کرتے تھے اور جب اصفہان مین پہونچے شیخ محمود اصفہانی اُن کی خدمت مین حاضر رہتے تھے اور خواجہ بختیار کاکی اُن روزون اصفہان مین تھے اور شیخ محمود اصفہانی کے مرید ہوا چاہتے تھے لیکن جب خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ کی زیارت سے شرفیاب ہوئے فسخ عزیمت کرکے خواجہ کے مرید ہوئے اور خواجہ نے وہ دوہر خواجہ قطب الدین کو مرحمت فرمایا اور وہی دوہر خواجہ قطب الدین نے وفات کے وقت شیخ فریدالدین گنج شکر کو عنایت کیا اور آنحضرت سے وہ شیخ نظام الدین اولیا کو عطا کیا اور آنحضرت نے شیخ نصیرالدین چراغ دہلی کو امداد فرمایا اور جب خواجہ خرقان مین تشریف لائے دو برس وہان استقامت کرکے استرآبادکی طرف تشریف فرما ہوے اور حضرت شیخ ناصرالدین استرآبادی کی صحبت سے مشرف ہوئے اور وہ شیخ عظیم القدر تھے ایک سو ستائیس سال کی عمر رکھتے تھے اور حضرت شیخ ناصرالدین استرآبادی نسبت دو واسطہ سے حضرت سلطان العارفین شیخ طیفور اور شیخ بایزید بسطامی سے رکھتے تھے خواجہ نے ایک مدت اُن کی صحبت مین رہکر فیوض بے شمار حاصل کیے اُسکے بعد ہری کی طرف متوجہ ہوئے اور چونکہ خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ کی عادت تھی کہ آنحضرت ایک مقام مین کم قیام فرماتے تھے اور اکثر اوقات دن مین سیر مین رہتے تھے اور شب کو اکثر اوقات خواجہ عبداللہ انصاری کی درگاہ مین نزول فرماتے تھے اور ایک درویش سے زیادہ آپ کی خدمت مین نہ رہتا تھا اور چونکہ حضرت قائم اللیل تھے عشا کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے اور جب ہرات مین آپ کے کشف و کمالات کا شہرہ مشہور ہوا خلقت نے ہجوم کیا آپ وہان سے برخاستہ ہوکر سبزوار کی طرف روانہ ہوئے اور وہان کا حاکم جسکا نام یادگار محمد تھا وہ نہایت فاسق اور بدمزاج اور رفض مین غلو رکھتا تھا اور اصحاب کبار سے اُسے

پیراستہ تھے جب وفات پائی خواجہ معین الدین محمد پندرہ برس کے تھے ایک باغ اور ایک آسیا یعنی
چکی میراث رکھتے تھے اور اس مقام میں ایک مجذوب تھے مشہور اور انکا اسم مبارک ابراہیم قندوزی
تھا ایک روز اُن مجذوب کا اُس باغ میں گذر ہوا اور خواجہ معین الدین محمد قدس سرہ اُس وقت درختوں
میں آب پاشی کرتے تھے لیکن جوں ہی آپ کی نگاہ اُن مجذوب پر پڑی دوڑ کر اُن کے دست حق
پرست کو بوسہ دے کر ایک درخت کے سایہ میں بٹھایا اور انگور کا خوشہ آنحضرت کے سامنے رکھکر
اُن کے مقابل دو زانو ہو کر مؤدب بیٹھے ابراہیم قندوزی نے برکندہ کنارہ بغل سے کھینچکر اور اسے
دندان مبارک سے چبا کر خواجہ کے دہن میں ڈالا اُس کے کھاتے ہی ایک نور خواجہ کے باطن میں
طالع اور لامع ہوا اور حضرت خواجہ کا دل مکان اور املاک سے بیزار ہوا سب جائداد منقولہ و غیر منقولہ بیچکر
درویشوں کو تقسیم کی اور مسافر ہوئے اور ایک مدت سمرقند اور بخارا میں قرآن مجید کے حفظ کرنے
اور علوم ظاہری کی تحصیل میں مشغول ہوئے اور وہاں سے فارغ التحصیل ہو کر عراق کی طرف متوجہ ہوئے
اور جب قصبۂ ہارون میں جو نیشاپور کے نواح میں واقع ہے وارد ہوئے شیخ عثمان ہارونی کہ مشائخ کبار
وقت سے تھے اُنکی خدمت میں جاکر مرید ہوئے اور اڑھائی برس اُنکی خدمت میں رہکر مجاہدہ اور
ریاضت میں اشتغال کیا اور شیخ عثمان ہارونی حاجی شریف زندنی کے مرید تھے اور وہ مرید خواجہ
مودود چشتی کے اور وہ مرید خواجہ ناصر الدین چشتی کے اور وہ مرید یوسف چشتی کے اور وہ مرید خواجہ ناصر الدین
ابو محمد چشتی کے اور وہ مرید خواجہ ناصر الدین احمد چشتی کے اور وہ مرید خواجہ اسحٰق شامی المعروف
بچشتی کے اور وہ مرید خواجہ ممشاد دینوری کے اور وہ مرید خواجہ ہبیرہ بصری کے اور وہ مرید خواجہ حذیفہ
مرعشی کے اور وہ مرید سلطان ابراہیم ادہم کے اور وہ مرید خواجہ فضیل عیاض کے اور وہ مرید خواجہ حبیب عجمی کے
اور وہ مرید خواجہ حسن بصری کے اور وہ مرید امیر المومنین و امام المتقین علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ و
السلام کے اور وہ مرید حضرت خواجۂ کائنات مفخر موجودات صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تھے اور چشت
ایک موضع ہے مواضع ہرات سے القصہ خواجہ معین الدین محمد شیخ عثمان ہارونی سے خرقہ خلافت کا
حاصل کرکے بغداد کی سمت روانہ ہوئے اور اثنائے راہ میں قصبۂ سنجار میں رونق افروز ہوئے
اُن دنوں میں شیخ نجم الدین کبرے قصبۂ جبل کی طرف تشریف لے گئے تھے اور جبل ایک مقام ہے
پر فیض اور ہوا اُس کی نہایت معتدل اور فرحت افزا ہے کوہ جودی کے تحت میں واقع ہوا اور حضرت
نوح علیہ السلام کی کشتی نے اُس مقام میں قرار پکڑا تھا اور وہاں سے بغداد سات منزل یعنی سات دن
کا راستہ ہے اور شیخ محی الدین عبد القادر قدس سرہ اُس مقام میں تھے اور خواجہ معین الدین آپکے
مشاہدہ جمال باکمال اور ملاقات قصبۂ سنجار سے بغداد کی طرف روانہ ہوئے اور شیخ اوحد الدین کرمانی
جو ابتدائے سلوک میں تھے انہیں دیکھکر معتقد ہوئے اور خرقہ خلافت کا آنحضرت سے پایا اور شیخ الشیوخ

جانا لبم از ذکر تو خاموش مباد	یاد تو ز خاطرم فراموش مباد
ہر جا ز شما بلب حدیثے گذرد	ذرات وجود من بجز گوش مباد

اور مراتب اولیاے دین کے چار ہین صغرے کبرے وسطے عظمے ہین اور ہر ایک کے واسطے ان مین سے ایک ابتدا اور ایک درمیان اور ایک انتہا ہے اور گروہ اولیا کے ان مرتبون مین مقام رکھتے ہین کسیوقت عالم مین تین سو چھپن تن سے کم نہین ہوتے اور ہمیشہ عاجزون کی کارسازی اور گنہگارون کی شفاعت مین مشغول ہین اور اہل تصوف کے بزرگ اس جماعت سے تین سو تن کو ابطال جانتے ہین اور چالیس نفر کو ابدال کہتے ہین اور سات نفر کو سیاح بولتے ہین اور پانچ نفر کو اوتاد سمجھتے ہین اور تین نفر کو قطب الاوتاد جانتے ہین اور ایک نفر کو قطب الاقطاب تصور کرتے ہین پس جسوقت کہ ایک ان مین سے فوت ہووے مرتبہ مادون اس کے سے ایک کو بجاے اُس کے لاتے ہین مثلاً اگر قطب الاقطاب مرجاوے ایک کو قطب ثلثہ یعنی تینون قطب سے بجاے اُس کے مقام کرین اور اوتاد سے ایک کو بجاے اقطاب ثلثہ اور ایک سیاح کو بجاے اوتاد علی ہذا القیاس مرتبہ عوام مومنان تک پہونچے اور تمام تین سو چھپن تن سے نو تن ارشاد کے لائق ہین اور ما بقی بھی اگرچہ کسی مرتبہ مین مراتب ولایت سے مقام رکھتے ہین لیکن ارشاد کے سزاوار نہین اور اُن نو تن مین پانچ تن اوتاد ہین اور تین اقطاب اور ایک قطب الاقطاب ہے

رباعی

این طائفہ اند اہل تحقیق	باقی ہمہ خویشتن پرستند
فانی ز خود و بدوست باقی	دین طرفہ کہ نیستند و ہستند

اور یہ مقالہ مشتمل ہے اوپر دو لمعہ کے

لمعہ پہلا شرح حالات و مقالات خاندان چشتیہ مین

ذکر حضرت سلطان المشائخ خواجہ معین الدین محمد حسن سنجری المعروف بہ چشتی قدس سرہٗ کا

ابیات

آن شہنشاہ جہان معرفت	ذات او بیرون ز ادراک وصفت	خسرو ملک فنا بے تخت و تاج
از خود و از غیر خود بے احتیاج	غرق بحر عشق از صدق و صفا	از خودی بیگانہ با حق آشنا
کردہ مرغ ہمتش ز اوج کمال	بیضۂ افلاک را در زیر بال	اختر برج سپہر لم یزل
گوہر درج کمال بے بدل	آن معین دین و ملت بے نظیر	فارغ از دنیا بہ ملک دین امیر

سلطان سریر سرمد خواجہ راستین معین الدین محمد مشائخ ہند کے پیشوا ہین مولد شریف بلدۂ سجستان ہے نشو و نما خراسان مین پائی آنحضرت کے والد ماجد خواجہ غیاث الدین حسن زیور فلاح سے آراستہ اور حلیۂ صلاح سے

بینک پیشدا احمد شاہ
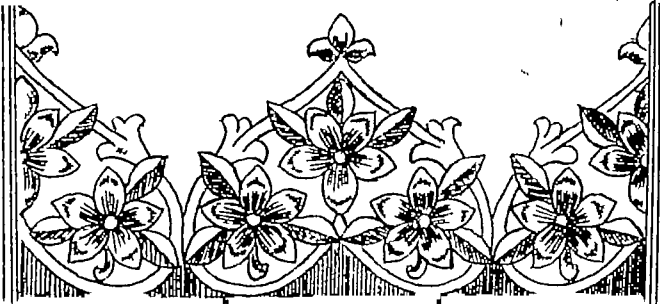
بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقالہ بارھوان مشائخ ہندوستان قدس اللہ اسرارہم کے حالات مین

ناظرین پر تمکین پر واضح ہو کہ مشائخ ہندوستان کے خانوادے بہت ہیں لیکن وہ خانوادے کہ نہایت مشہور اور شمار
مین بھی دوسرے مشائخ سے زیادہ تر دو طبقہ ہیں ایک خاندان چشتیہ اجمیر جو خواجہ چشت سے ملتا
ہے دوسرا خاندان سہروردیہ ملتان جو ساتھ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے پہونچتا ہے بندۂ آثم
محمد قاسم فرشتہ نے کلام کے طول ہونے سے اندیشہ کرکے ان دو خانوادون کے ذکر پر اکتفا کیا اور احوال
دوسرون کا شیخ عین الدین بیجاپوری جنیدی کی کتاب الانوار سے ملسکتا ہے اور ان دو فرقہ عظیم الشان سے
جو کچھ علم ناقص نے احاطہ کیا ہے اس مقالہ مین لکھتا ہے انشاء اللہ تعالے اگر حیات مستعار وفا کریگی
اور تذکرۃ الاولیاے ہندوستان ہو گا تو دوبارہ احوال اور اقوال ان بزرگون کا مفصل اس
مسودہ مین شامل کریگا الغرض مولانا عبد الرحمن جامی نے کتاب نفحات الانس مین فرمایا کہ حدیث شریف
مین وارد ہے کہ حق سبحانہ تعالے روز قیامت کو اپنے بندہ شرمندہ سے فرماوے گا کہ تو فلان عارف
اور فلان بزرگوار کو جو فلان محلہ مین رہتا تھا پہچانتا ہے وہ جواب دے گا ہان پہچانتا ہون اس وقت
فرمان الہی نافذ ہو گا کہ ہم نے تجھے اسکو بخش دیا بیت

شنیدم کہ در روز امید و بیم ۔ بدان را بہ نیکان ببخشد کریم

اور میر ہراتی نے فرمایا کہ کوشش کر تو اس کے دوستون سے ہو اور اگر یہ ہو سکے اسکے دوستون کا
ہو اور جو بات اس گروہ حق پژوہ سے اگرچہ تاثیر نہ کرے سرتاب ہو یعنی ہر حال ان کی محبت
مین شریک رہ اور ان کی جدائی اختیار نہ کر رباعی

اعلےٰ کا کھانا ادنےٰ نہین پکا سکتا ہی اگر اعلےٰ ادنےٰ کے ہاتھ سے کھاوے اپنے مرتبہ سے دست بردا
ہووے اور میر جمال الدین حسین انجو جو چاند بی بی سلطانہ فرمانروائے احمد نگر کو اپنے حبالۂ نکاح
مین لایا تھا اپنے فرہنگ مین لکھتا ہی کہ ملیبار بفتح اول وکسر ثانی و یائے مجہول نام ایک ولایت
کا ہی جو دریائے عمان کے ساحل پر واقع ہی قریب شہر بیجا نگر کے جو ایک عمدہ شہر ہائے دکن سے
ہی باوجود اس کے کہتے ہین کہ آدمی ملیبار کے دیوث طبیعت ہین جیسا کہ ایک عورت اُنکی دس
شوہر سے کم نہین کرتی بلکہ زیادہ تر جیسا کہ امیر خسرو دہلوی فرماتے ہین بیت

به بے نیازی او کعبه خسته و خوار ست
بیا و بین که خرابیش چون ملیبار ست

اختیار کی تھی اور اُن کے اعتقاد دیگر فرنگیوں کے خلاف ہیں کہتے ہیں کہ عیسیٰ بندہ اور رسول خدا
ہے اور حضرت جل شانہ ایک ہے اور اہل و عیال رکھنے سے مبرا اور منزہ ہے الغرض اہل انگلش
اپنا شاہ علیحدہ قرار دے کر بادشاہ پرتگال کی اطاعت نہیں کرتے تھے اور جبتک اس جماعت
سے قوت اور قدرت بہم نہیں پہونچائی تھی مسلمانوں کے ساتھ دوستی اور محبت ظاہر کرتے تھے
اور فرنگیان پرتگال کے ساتھ کمال عداوت اور دشمنی رکھتے تھے اور جس وقت کہ اسیر قابو پاتے
تھے فی الفور الحین ہلاک کرتے تھے مگر اس سبب حمایت نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ کے
کہ درمیان اُن کے قرب و جوار بہم پہونچا ہے خدا جانے فریقین کا انجام کار کیا ہوگا اور تحفۃ المجاہدین
میں مرقوم ہے کہ ملیبار کی رعایا اکثر کفار ہیں اور وہاں کے عشائر کو نیار کہتے ہیں اور وہاں کا عجیب
دستور ہے کہ ایک عورت بے عقد شوہر متعدد کر سکتی ہے اور ہر شب کو ایک کی باری آتی ہے تو بار
اور بڑھئی اور رنگریز براہمہ کے سوا اس امر قبیح فعل شنیع میں موافقت کرتے ہیں اور گروہ
کفار کنکر جو جاس کے نواح میں تھا حلقۂ اسلام میں آنے سے پیشتر وہ بھی یہی رسم رکھتے تھے
اور ہر ایک عورت اکثر عدد شوہر رکھتی تھی اور اُن شوہر متعدد میں سے جب ایک مکان میں آتا تھا
علامت اپنی دروازہ کی ڈیوڑھی پر چھوڑ جاتا تھا تو اور شوہر اُسے دیکھکر پلٹ جاویں اور جب
کہکروں کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی تھی اُسی وقت اُسے باہر لاکر بہ آواز بلند پکارتے تھے
کہ کوئی اُسے پرورش کریگا اگر کوئی شخص طلب کرتا اُسے دیتے تھے ورنہ اُسی وقت اُسے ہلاک
کرتے تھے اور قاعدہ ملیبار کے برہمنوں کا یہ ہے کہ جب اُن کے کئی بھائی ہوتے ہیں اُنکے بڑے
بھائی کے سوا کوئی شادی نہیں کرتا ہے تو ورثہ کی کثرت سے آپس میں نزاع اور فساد برپا ہووے
اور جب اوروں کو شہوت جماع غالب ہوتی ہے تیار وغیرہ کی عورتوں سے حاجت رفع کرتے ہیں لیکن
عقد کے مقید نہیں ہوتے والارث فی طوائف الملیبارۃ لاخواتہم من الام و اولاد اخواتہم
وخالاتہم واقربائہم من جانب الام لا للاولاد - اور جس وقت باپ اور ماں یا بزرگ اس ملک
کے قوم براہمہ کے مرتے ہیں ایک برس کامل ماتم رکھکر نوحہ و زاری کرتے ہیں اور جب ماں
اور ماموں اور بڑا بھائی گروہ نیار اور اُن کے متعلقان کا مرتا ہے ایک سال ماتم میں بیٹھکر
روتے ہیں اور عورتوں سے نزدیکی نہیں کرتے ہیں اور ملیباری تین طبقہ ہیں اعلےٰ اور ادنےٰ
اور اوسط جس وقت اعلےٰ ادنے اسے مباشرت یا ملامست یعنی مساس کرے جب تک غسل
نکرے کھانا نہ کھاوے اور اگر احیاناً غسل سے پیشتر کھانا کھالیوے حاکم اُسے گرفتار کرکے
ادنے کے ہاتھ بیچ ڈالے اور قید بندگی میں کرتا ہے اور جو کوئی یہ حرکت کرکے کسی موضع میں
بھاگ جاوے اور حاکم کو خبر نہودے وہ البتہ بند غلامی سے نجات پاتا ہے اور کسی طرح سے

بھیجا تو اول اُس کو کہ سر راہ ہی مفتوح اور مسخر کرے اُس کے بعد بنادر ہند کی طرف روانہ ہوئے سلیمان پاشا
نے سنہ مذکور مین بندر عدن کو شیخ غازی بن شیخ داؤد سے لیکر اُسے قتل کیا بعدہ بندر دیو کی طرف
روانہ ہوا اور وہان پہونچکر بنیاد جنگ قائم کی قریب تھا کہ اُسے بھی فتح کرے لیکن قلت اذوقہ اور خزانہ
کے صرف ہو جانے سے یہ امر تعویق مین پڑا اور ناچار ہو کر روم کی طرف مراجعت کی اور ۹۸۳ سنہ نوسو تراسی
ہجری مین نصاری بندر ہرموز اور مسکت اور سقوطرہ اور ملوہ اور میلا پور اور ناگ پٹن اور منگلور اور
سیلان اور بنگالہ سے حد چین تک مسلط ہوئے اور اُن مقامون مین قلعہ تیار کیے اُن قلعون مین سے
سلطان علی آچی نے قلعہ سقوطرہ کو فتح کیا اور حاکم سیلان نے اہل فرنگ کو مغلوب کر کے اپنی مملکت
سے ان کا صدمہ دور کیا اور سامری حاکم کالیکوٹ کو کہتے ہین کہ وہ اس شخص کی نسل سے ہے کہ جسکو
سامری کلان نے تلوار بخشی تھی اہل فرنگ کے تسلط سے بہ تنگ آنکر اُس نے ایلچی عادل شاہ اور
مرتضی نظام شاہ بحری کے پاس بھیجکر ان کو اہل فرنگ کی جنگ اور اپنے ممالک سے مدافعہ کی تحریص
اور ترغیب کی پھر سنہ ۹۷۹ نوسو اناسی ہجری مین سامری نے قلعہ عالیات کو محاصرہ کیا اور مرتضی نظام شاہ
بحری اور علی عادل شاہ قلعہ ریگدنڈہ اور بندر گووہ کی تسخیر مین مصروف ہوئے سامری نے بزور بازوے
شجاعت قلعہ عالیات کو فتح کیا لیکن مرتضی نظام شاہ اور علی عادل شاہ سے جیسا کہ اپنے مقام
مین مذکور ہوا ملازمین بدخواہ کی شامت سے کچھ نہ بن پڑا ناکام ہو کر مراجعت کی اور اہل فرنگ نے
مسلمانون کی ایذا رسانی پر کمر باندھی اور بعضے جہاز جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے جو اہل فرنگ کی
بلا اجازت مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے تھے مراجعت کے وقت بندر جدہ مین غارت کر کے مسلمانون
کی اہانت اور آبرو ریزی بہت کی اور بندر عالی آباد قراتین جو علی عادل شاہ سے تعلق رکھتا تھا آگ
لگا کر ویران کیا اور بندر دابل مین بطریق تجارت آن کر چاہتے تھے کہ مکر و غدر سے اُس پر بھی متصرف
ہو دین وہان کے حاکم خواجہ علی المخاطب بملک التجار شیرازی نے واقف ہو کر ڈیڑھ سو آدمی معتبر
اہل فرنگ کے قتل کیے اور اس فساد کی آگ کو بجھایا اور اُس تاریخ سے کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ
کے جہاز فرنگیون نے گرفتار کیے بنادر عرب اور عجم کے جہاز پر لوگون کا بھیجنا موقوف کیا کیونکہ شاہ دہلی
اہل فرنگ سے اجازت اور قول لینا عار جانتا تھا اور بلا اجازت روانہ کرنے مین جان و مال کی
ہلاکی اور بربادی متصور تھی لیکن اُس کے امرا مثل مرزا عبدالرحیم المخاطب بخانخانان وغیرہ اہل فرنگ
سے قول لیکر جہاز مع سواری بنادر کی طرف بھیجتے تھے اور سنہ ۹۱۹ نوسو انیس ہجری مین نورالدین محمد جہانگیر
بادشاہ بن اکبر شاہ نے اُن فرنگیون کو جو پرتگال کے فرنگیون سے دین کے اعتقاد مین مخالفت رکھتے تھے
اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے برخلاف فرنگیون پرتگال کے ولایت سورت مین کہ وہ بھی
ممالک گجرات سے ہے رہنے کو جگہ دی اور یہ مقام پہلا ہے کہ فرنگیان انگلش نے سواحل ہندوستان مین سکونت

فرنگ نے جمعیت بہم پہونچا کر اُسی سال جیسا کہ مذکور ہوا قلعہ بندر گووہ کو یوسف عادل شاہ کے متعلقون
کے تصرف سے برآوردہ کیا لیکن یوسف عادل شاہ نے اسی عرصہ میں پھر بندر گووہ بزور شمشیر فرنگیون
کے قبضۂ اقتدار سے نکالکر متصرف ہوا اور فرنگیون نے چند روز کے بعد وہاں کے حاکم کو زر خطیر دیکر فریفتہ
کیا اور پھر اُسپر متصرف ہوئے اور بہادر ہندوستان میں اپنا حاکم بٹھاکر قلعہ کی مرمت اور استحکام مین کوشش
کی اور وہ ایسا قلعہ ہے کہ جسکی تعریف میں کسی شاعر نے یہ شعر موزون کیا ہی شعر

سری از فتنہ ہمچو طبع عاقل | مصون از رخنہ چون گردون والا

القصہ ساموری باوجود کفر کے جوہر غیرت دار تھا اُس سانحہ کے مشاہدہ سے نہایت غمگین ہوا اور اسی صدمہ
میں بیمار ہو کر سنہ ۹۲۱ نو سو اکیس میں اس دار ناپائدار سے کوچ کر گیا اور اُس کا بھائی قائم مقام ہوا اُس نے
جنگ سے پہلو تہی کرکے فرنگیون سے صلح کی اور شہر کالیکوٹ کے قریب فرنگیوں کو اس شرط اور قول
قلعہ جدید بنانے کی اجازت دی کہ وہ ہر سال چار جہاز مرچ اور سونٹھ کے بنادر عرب مین بھیجتے رہیں فرنگیون
نے اول اپنے عہد و پیمان کو وفا کیا اور جب وہ قلعہ تیار ہوا مرچ اور سونٹھ کی تجارت سے مسلمانوں کو
مانع ہوئے اور اُس ملک کے اہل اسلام پر دست تعدی حد سے زیادہ دراز کیا اور یہود کا گروہ جو
کدنگلور میں تھا وہ بھی ساموری کا ضعف سلطنت مشاہدہ کرکے اہالی اسلام کا دشمن جان ہوا اور بہتون کو
شربت شہادت چکھایا آخر کو ساموری اپنے عمل سے نادم اور پشیمان ہوا پہلے یہود کے تدارک کو کدنگلور
کی طرف افواج لے کر گیا اور یہودیوں کے قتل و قمع میں ایسی کوشش کی کہ اُس جماعت سے اُس
ملک میں ایک نشان باقی نہ رکھا بعد اُسکے باتفاق جمیع عاریان ملیبار کالیکوٹ کی سمت متوجہ ہوا اور اہل فرنگ
کے قلعہ کو محاصرہ کیا اور مساعی جمیلہ اور ترددات شایستہ سے اہل فرنگ کو مغلوب کرکے قلعہ کو فتح
کیا اور یہ امر ملیباریوں کی قوت اور شوکت کا باعث ہوا اور جہازون کو بلا اجازت فرنگیوں کے سونٹھ
اور مرچ وغیرہ سے مملو کر کے بنادر عرب میں روانہ کیا اور اہل فرنگ نے سنہ ۹۳۸ نو سو اڑتیس ہجری میں
جالیات کے قرب میں جو کالیکوٹ سے پانچ کوس ہے قلعہ تیار کرکے ملیبار کے جہازوں کی روانگی مشکل
کی اور اسی طرح سے اہل فرنگ نے اُنھیں سنوات میں برہان نظام شاہ بحری کے عہد میں قلعہ ریکدنڈہ
بندر چیول کے قریب احداث کرکے اس مقام میں توطن کیا اور سنہ ۹۴۱ نو سو اکتالیس ہجری میں بندر سو
سے اور دیپ اور بندر دیو پر جو شاہان گجرات کے متعلق تھے اُس تفصیل سے کہ پیشتر اپنے مقام مین تحریر ہوا
بہادر شاہ گجراتی کے عہد میں قابض اور دخیل ہوئے اور سنہ ۹۴۳ نو سو تینتالیس ہجری میں کدنگلور میں بھی
شہر قلعہ احداث کرکے کمال استقلال اور غلبہ بہم پہونچایا اور اُس وقت میں سلطان سلیمان بن سلطان سلیم
رومی نے داعیہ کیا کہ اہل فرنگ کو بنادر ہند سے برآوردہ کرکے اُس مقام پر خود متصرف ہووے
چنانچہ سنہ ۹۴۴ نو سو چوالیس ہجری میں اپنے وزیر سلیمان پاشا کو مع سو غراب جنگی پہلے بندر عدن کی طرف

حد سے زیادہ دراز کیا ہے اگرچہ یہ امر ہمیں چندان دشوار اور شاق نہیں گذرتا لیکن جو کہ وہ لوگ اس ملک کے
مسلمانوں کو رنج اور الم پہونچاتے ہیں ہمیں بہت ناگوار خاطر ہے باوصف اس کے کہ میں دین ہنود میں ہوں
لیکن میں مسلمانوں کی حمایت اپنے ذمہ ہمت پر فرض جانکر خزینہ اور دفینہ اس کام میں صرف کرتا ہوں اور
اس بارہ میں کسی طرح کی تقصیر روا نہیں رکھتا ہوں لیکن چونکہ حاکم پرتگال کا خزانہ وافر اور فوج متکاثر رکھتا ہے
ہمیشہ جہاز جنگی مع افواج بیشمار اس طرف بھیجتا ہے اور آدمیوں کے مقتول ہونے سے اس کی قوت کم نہیں ہوتی
ہے اس سبب سے میں شاہان اسلام کی مدد کا محتاج ہوا ہوں اگر آنحضرت دین محمدی کے اعدا کی مقہوری پیش نہاد
ہمت والا نہمت کر کے اپنے ممالک محروسہ سے جہاز مع شجاعان جرار د تہمتنان کارگزار کفار فرنگ کی
جہاد کے واسطے اس طرف روانہ فرماویں تحقیق بروز قیامت حضرت سرور کائنات کے روبرو مجاہدوں اور
غازیوں کے سلک میں منتظم ہو کر سر بلند ہونگے سلطان مصر قانصور غوری نے یہ درخواست قبول
کی اور غزا اور جہاد کے واسطے امیر حسین نام ایک امیر کو مع تیرہ غراب کہ مراد جہاز جنگی سے ہے مملو از الات
جنگی اور سامان کارزار ساحل ہند کی طرف روانہ کیے اور شاہ محمود گجراتی اور شاہ محمود شاہ بہمنی نے بھی
بندر دیو اور سورت اور گوہ اور دابل اور چیول سے اہل فرنگ کی غزا کے واسطے جہاز نہایت مضبوط
تیار کروائے اور مصر کے جہاز پہلے بندر دیو میں آئے آخر کو باتفاق سواران گجرات بندر چیول کی سمت کہ
جہاں فرنگیوں نے لام باندھا تھا روانہ ہوئے اور چالیس جہاز ساہری کے اور چند غراب والی گوہ اور
دابل نے ساتھ اُن کے ہو ستہ ہو کر بنیاد جنگ ڈالی اور ایک غراب جو فرنگیوں سے بھرا ہوا تھا دستیاب
کر کے ساتھ اُن کے لوازم جہاد پیش بہونچایا (انہیں) اُنھیں علف تیغ خون آشام کر کے بندر دیو کی جانب معاودت
کی لیکن اہل فرنگ بھی مخالفوں کو غافل سمجھکر بجرأت تمام تر آن واحد میں تعاقب کنان اُس مقام میں
آپہونچے ملک ایاز حاکم بندر دیو اور امیر حسین نے ناچار اُن کی جنگ میں مبادرت کی لیکن اُن سے
کچھ کام نہ بن پڑا لڑائی بگڑ گئی مصر کے چند جہاز گرفتار ہوئے اہل فرنگ نے مسلمانوں کو شربت شہادت
چکھاکر فردوس کی طرف روانہ کیا اور اپنا انتقام لے کر مظفر اور منصور اپنے بندر کو آراستہ کیا اور اسی
سنوات میں جب سلیم سلطان خواند کار روم سلاطین غوریہ مصر پر غالب آیا سلطنت اُس گروہ کی بے سر
ہوئی ساہری کہ اس کام کا سرگروہ تھا بیدل ہوا فرنگیوں نے تسلط پایا اور ساہری کی غیبت میں کہ وہاں
موجود نہ تھا رمضان کے مہینے ۹۱۵ نوسو پندرہ ہجری میں کالیکوٹ میں آئے اور مسجد جامع جو خانہ خدا
تھی اُسے آگ دیکر خاک سیاہ کیا اور دست نہب و غارت دراز کر کے شہر کو بھی ویران کیا لیکن دوسرے
دن ملیباری ہجوم کر کے جماعت نصاریٰ کے سر پر تلواریں میان سے لیکر جا پڑے اور اہل فرنگ کے
پانسو آدمی معتبر اور نامی قتل کر کے بہتوں کو پانی میں غرق کیا اور بقیۃ السیف نے بھاگ کر بندر کولم میں پناہ
لی اور وہاں کے زمینداروں کو موافق کر کے شہر سے آدھ کوس پر ایک گڑھی تیار کی اور اہل

رفتہ رفتہ اُس ملک میں مسلمانوں کی آمد و شد سے مسلمانوں کی نہایت کثرت ہوئی اور بہت بادشاہ
ملیبار کے حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے راجہ سدرکودہ اور واہل اور حیول وغیرہ نے بطریق حکام
ملیبار اُن مسلمانوں کو جو عربستان سے آئے تھے سواحل دریا پر رہنے کو جگہ دی اور اُنھیں ساتھ
نوابت یعنی خداوند کے مخاطب کیا اس سبب سے یہود اور نصاری کے سینہ میں حسد کی آگ روشن
ہوئی مسلمانوں کی عداوت پر کمر باندھی لیکن جب ممالک دکن اور گجرات کو دہلی کے بادشاہوں نے
فتح کر کے زیرنگین کیا اسلام نے دکن کی طرف قوت پکڑی پھر مخالف سکوت اختیار کر کے
دشمنی اظہار نہ کر سکتے تھے یہانتک کہ جب سنہ ۹۰۰ نو سو ہجری ہوئی سلاطین دکن کی سلطنت میں ضعف اور
خلل ظاہر ہوا اُس وقت میں فرنگی شاہ پرتگال کی طرف سے بحر ہند کے سواحل پر قلعوں کی تیاری کے واسطے
مامور ہوئے اور سنہ ۹۰۴ نو سو چار ہجری میں چار جہاز نصاری کے پرتگال سے بندر قندریہ کی طرف روانہ ہوئے
اور کالیکوٹ میں آئے اور اُس ملک کی تمام حقیقت دریافت کر کے اپنے ملک کی سمت مراجعت کی اور
دوسرے سال پرتگال سے چھ جہاز کالیکوٹ میں آئے اور اس مرتبہ فرنگیوں نے ملیباریوں سے یہ بات کہی کہ
مسلمانوں کو عرب کے سفر سے روکو کہ ہماری ذات سے تمھیں نفع اُس سے زیادہ تر ہوگا اور باوجود اسکے سامری نے یہ امر
قبول نہ کیا نصاری مسلمانوں پر داد و ستد کے معاملات میں سختی کرتے تھے اور سامری یہ خبر سنکر طیش میں آیا اور نصاری
کے قتل کا حکم عام نافذ فرمایا اس صورت میں ملیباریوں نے مال و اسباب اُنکا خوب لوٹا اور ستر فرنگی نامی اور معتبر
قتل کیے اور بقیۃ السیف جو باقی رہا اور اُنکے ملازم تھے جہاز پر سوار ہو کر کوچی کی طرف راہی ہوئے وہاں کا حاکم جو
سامری سے عداوت اور منازعت رکھتا تھا اُنھیں اپنے شہر میں پناہ دیکر یہ اجازت دی کہ تم بلدۂ کوچی کے قریب
اپنے رہنے کے واسطے ایک قلعہ بناؤ فرنگی بہار خدا سے چاہتے تھے عرصۂ قلیل میں ایک قلعہ مختصر تیار کیا اور ایک
مسجد کہ دریا کے ساحل پر واقع تھی اُسے مسمار کر کے گرجا تیار کیا اور یہ وہ قلعہ ہے کہ فرنگیوں نے اول
دیار ہند میں بنایا ہے اور اُنھیں دنوں میں بندر کنور کے اہالی نے فرنگیوں سے روش موافقت کی اختیار کی اور
فرنگیوں نے اس مقام میں ایک قلعہ احداث کیا اور باطمینان تمام مرچ اور سونٹھ کی تجارت میں مشغول ہوئے
لیکن دوسروں کو اُس تجارت سے ممانعت کرتے تھے اور سامری کو یہ وضع اُنکی نہایت ناپسند آئی اور غضبناک ہو کر
فوج کشی کی اور کوچی کے تین بادشاہوں کو قتل کر کے اور ولایت کو تاراج کر کے سالماً غانماً پلٹ آیا اسکے
بعد شاہان مقتول کے وارثوں نے علم شاہی بلند کیا اور جمعیت بہم پہنچا کر ولایت کو بدستور سابق آباد کیا اور فرنگیوں
کی فہمایش سے جہاز روانہ کیے اور کنور کے حاکم نے بھی یہی روش اختیار کی یعنی جہازوں کو مستعد کیا سامری کا غصہ یہ
اخبار سنکر ایک حصہ سے ہزار حصہ ہوا اور تمام خزانہ سامان جنگ اور مصارف سپاہ میں صرف کر کے دو تین مرتبہ کوچی
کی سمت گیا اور چونکہ فرنگی ہر مرتبہ اُنکی کمک کرتے تھے کوچی پر متصرف نہ ہوا اور شکست کھا کر مراجعت کی اور ایلچی
سلاطین مصر اور جدہ اور دکن اور گجرات کی طرف بھیجکر پیغام دیا کہ فرنگیوں سے ہمارے ملک موروثی کو شکست تعدی

اور لوگ اُس کی زیارت کو جاتے اور جو پاے برکت ہوتے ہین بہر تقدیر ایک جماعت مسلمانون نے کہ اسکے ہمراہ تھی
جیسے شرف بن مالک اور اُس کا مادری بھائی اور مالک بن دینار اور اُسکا بھتیجا مالک بن حبیب بن دینار اُسکی
وصیت کے بموجب جیسا مذکور ہوا ملیبار کی طرف جا کر نوشتہ سامری کا حاکم کدنکلور کے پاس پہونچایا جب
اُس نے خط سامری کا پہچانا محظوظ ہوا اور پوچھا سامری کہان ہو اور کس واسطے تمہارے ہمراہ یہان سے
گیا وہ بولے کہ سامری نے ہمارے ساتھ سفر نہین کیا ہو اور ہم اس ماجرے سے واقف نہین جسوقت
کہ ہم دریاے شحر کے جہاز پر سوار ہو۔ تم تھے اُسے دیکھا تھا اور جب ہم نے اُس سے ترک وطن کا سبب
پوچھا اُس نے ہمین کچھ جواب نہ دیا اور جب اُس نے جانا کہ ہم سفر ملیبار کا ارادہ رکھتے ہین یہ چند کلمہ
ہمین لکھ دیے کہ تم حاکم کدنکلور کو پہونچانا ہم بلا توقف اس طرف روانہ ہوئے پھر ہمین خبر نہین کہ وہ کہان
گیا جو ملیباریون کا عقیدہ تھا کہ سامری زندہ ہو اور آسمان پر عروج کیا ہو سمجھے کہ وہ کسی مہم کے واسطے آسمان سے
بندر شحر مین نازل ہوا اور یہ نوشتہ اس جماعت کے ہاتھ ہمارے پاس بھیجکر پھر آسمان پر صعود کر گیا جب
یہ فرمان اُن کے ہاتھ آیا تو بلدہ کدنکلور اور تمام شہر ملیبار مین لوگون نے خوشی کی رسمین ظہور مین پہونچائین
اور حاکم کدنکلور نے مہمانون کو مکان عالی شان مین اُتارا اور اپنے ملک کے آئین کے موافق مراسم
ضیافت اور قواعد تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا ~~بیت~~ کرم ورزید مہمان را نکو داشت +
چنین دارند مہمان را گرامی داشت * اور بعد فراغ لوازم ضیافت اُس جماعت کے مقاصد اور مطالب
پوچھکر تمام ملیبار کے باشندون اور حکام کو نامے لکھے کہ مالک بن حبیب اور اُس کے رفقا کو اس
اس ملک کی فضا اور ہوا خوش آئی اس لیے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس سرزمین کو عطر بیز اور
عنبر آمیز کیا ہو جس شہر اور قصبہ اور موضع مین کہ نزول فرماوین اور رغبت توطن یعنی رہنے کی رکھتے ہون
مقام خوب اور مرغوب مساجد اور منازل اور باغات کے واسطے سامری کے فرمان کے موافق اُنکے
تفویض کرو اور اُن کی خدمات شائستہ سے اپنے تئین معاف نہ رکھکر سامری کے لطف عمیم کے منتظر اور
متوقع رہو خلاصہ یہ کہ مالک نے مع اپنے ہمراہیون کے پہلے شہر کدنکلور مین مسجد بناکر مکانون اور باغون
کی بنا ڈالکر بعضون کو وہان فرو کش کیا بعد اسکے مالک اپنے اہل وعیال کو لیکر ولایت ملیبار کی
سیر کو گیا اور کولم مین کہ نام ایک شہر یا موضع کا ہو جاکر مسجد اور باغ اور مکان تعمیر کرکے اپنے اہل وعیال کو
اس مقام مین نگاہ رکھا اس کے بعد ہیلے ماراوے کی سمت گیا وہان بھی مسجد تعمیر کرکے اور مواضع مثل
فرفتین اور ورقین اور کدریہ اور جالیات اور فاکنور اور منکلور اور کالنجر کوٹھا کی طرف روانہ ہوا اور ہر ایک
بلاد مین مسجدین تعمیر کرکے مسلمانون کو اُن مواضع مین آباد کیا اور نماز اور روزہ اور اذان نماز
کی وصیت کی اور چونکہ مسلمان ملیبار کے اکثر شافعی مذہب ہین قیاساً ایسا معلوم ہوتا ہو کہ سامری اور مالک
بن حبیب اور جو صاحب کہ اُن کے ہمراہ آئے تھے شافعی مذہب تھے واللہ اعلم بالصواب بعد اسکے

دانش سے آراستہ اور اخلاق ستودہ سے پیراستہ تھا اُن کی صحبت سے مشرف ہوا اور ادھر اُدھر کا تذکرہ
کرکے اُن کے مذہب اور ملت سے سوال کیا اُنھوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ اہل اسلام اور ہمارے
پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں سامری نے جواب دیا جن نے گروہ یہود اور نصاریٰ
اور ہنود سے جو تمھارے دین کے مخالف اور جہان کے سیاح ہیں اُن کی زبانی سنا ہے کہ یہ دین بلاد
عرب و عجم و ترک میں مروج ہے لیکن مجھے مسلمانوں کی صحبت میسر ہوئی اب امیدوار ہوں کہ آپ
سید الانبیا کے کچھ حالات صدق آیات اور معجزات باہرات بیان فرمائیں ایک اُن فقرا میں سے
جو علم و صلاح کی صفت سے موصوف تھا اُس نے آغاز کلام کرکے اس قدر حالات اور معجزات آنحضرت
کے بیان فرمائے کہ سامری کے دل میں حضرت رسالت پناہ کی محبت جوش زن ہوئی اور جب اُس نے
معجزہ شق القمر کا سنا بولا اے قوم یہ معجزہ بہت قوی ہے اگر حق اور صدق ہے اور سحر نہ تھا
تو جمیع بلاد قریب و بعید کے آدمیوں نے یہ معجزہ مشاہدہ کیا ہوگا اور ہمارے ملک کا یہ دستور ہے کہ
جس وقت کوئی قضیۂ بزرگ واقع ہوتا ہے ارباب قلم اُسے دفتروں میں قلم بند کرتے ہیں اور ہمارے
باپ اور دادا کا دفتر موجود ہے اُسے دیکھکر تمھارے زر صدق کو محک امتحان پر جانچتا ہوں پھر اہل دفتر
کو بلاکر فرمایا کہ تم اس زمانہ کا (یعنی یہ معجزہ جس زمانہ میں واقع ہوا تھا) کھولکر شق القمر کا حال
دیکھو جب وہ دیکھا گیا اُس مقام میں لکھا تھا کہ فلان تاریخ میں دیکھا گیا کہ چاند دو ٹکڑے ہوکر
پھر پیوستہ ہوا یہ سنتے ہی حقیقت دین محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سامری پر ظاہر ہوئی
اور نور ایمان اُس کے چہرہ پر چمکا اور صدق دل سے کلمۂ طیبہ شہادت لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم زبان پر جاری کیا اور باعتقاد تمام مسلمان ہوا چونکہ اپنے قوم کے رئیسوں سے ڈرتا تھا
اُس کو مخفی رکھا اور مسلمانوں کو بھی اُس کے اظہار سے ممانعت کی اور مسلمانوں سے بانعام و احسان فراوان
پیش آیا اور اُن سے التماس کی کہ آپ حضرت آدم ابوالبشر علیہ السلام کے قدمگاہ کی زیارت کرکے
پھر اس طرف رجوع اور اہو جیے گا فقرا باصفا رخصت ہوکر سراندیپ کی طرف روانہ ہوئے اور
عرصۂ قلیل میں اُس کی التماس کے موافق بلدۂ کدنگلور میں معاودت کی اور سامری اُن کی تشریف آوری
سے نہایت محظوظ اور مسرور ہوا اور لوازم تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور عازم سفر
مکہ و مدینہ ہوا لیکن جو علانیہ حج کا مرتکب نہو سکتا تھا لہذا اس مقدمہ میں یہ تدبیر اندیشہ کی یعنی
مسلمانوں کو زر و مال فراوان دے کر یہ حکم دیا کہ تم پہلے اپنے جہاز کے استحکام میں کوشش کرو
اور بعدہ آب و طعام اور مایحتاج ضروری کثرت سے اُس پر بار کرکے جمیع لوازم سفر دریا خوب ترین
وجہ سے اہتمام کرو جب یہ سامان درست ہوچکا اُس وقت ارکان دولت اور سرداران قبیلہ کو اپنے
پاس بلاکر یہ بات کہی کہ مجھے عبادت الٰہی کا شوق غالب ہوا ہے چاہتا ہوں کہ خلائق کی صحبت سے چند روز
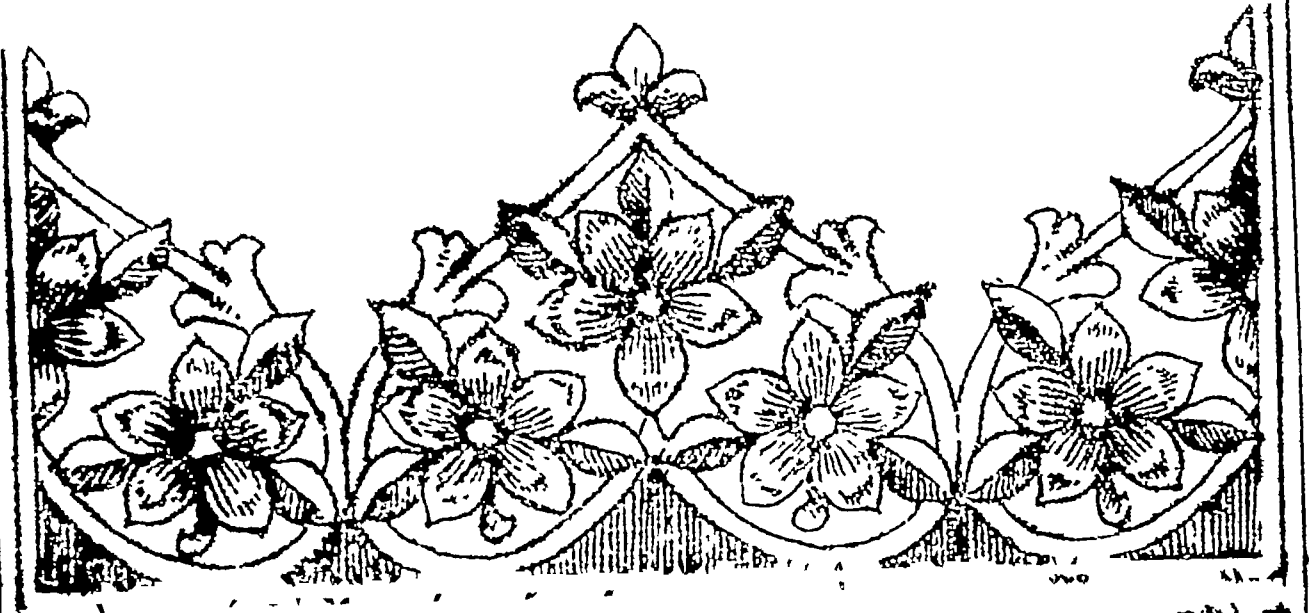
بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقالہ گیارھوان بیان احوال حکام ملیبار مین کہ بصفت اسلام متصف ہوئے اور اس ملک مین اسلام ظاہر ہونے کی عجیب کیفیت کا بیان

واقفان احوال پر واضح و لائح ہو کہ واقعات ملک ملیبار کسی تواریخ سے میری نظر مین نہین گذرے اسواسطے مؤلف کتاب محمد قاسم فرشتہ کوالف مندرجہ رسالہ تحفۃ المجاہدین پر اکتفا کرکے گذارش پرداز ہے کہ ملیبار ایک مملکت ممالک ہندوستان سے دکن کی طرف واقع ہے اور بسبب قرب جوار پیش از واقعہ قتل رام راج ہمیشہ ملیبار کے والی حکام بیجانگر اور کرناٹک کے مطیع اور فرمان بردار ہو کر تحف و نفائس بھیجکر اپنی مملکت کی محافظت کرتے تھے اور ظہور اسلام سے پیشتر اور بعد ظہور اسلام یہود اور نصارے کے گروہ برسم تجارت دریا کے راستہ سے اس ملک مین آمد و شد کرتے تھے اور آخر کو ملیباریون اور اُنکے درمیان مین منافع دنیوی کے سبب الفت بہم پہونچی اور بعضے سوداگران یہود و نصارے نے ولایت ملیبار کے شہرون مین سکونت اختیار کرکے کوٹھیان اور دوکانین تیار کین اور یہ آئین طلوع آفتاب جہانتاب ملت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے زمانہ تک مروج رہا جب تاریخ ہجری دوسو سال سے متجاوز ہوئی ایک جماعت اہل اسلام عرب و عجم کے لباس فقر و درویشی مین بنادر عرب سے کشتی پر سوار ہو کر حضرت بابا آدم کے قدمگاہ کی زیارت کی عزیمت سے سراندیپ کی طرف کہ جس کو لنکا کہتے ہین متوجہ ہوئی اور بحسب اتفاق وہ کشتی ہوا کے مخالفت سے ملیبار کی طرف جا پڑی اہل کشتی شہر گدنکلور مین وارد ہوئے اور وہان کا حاکم سمی ساموری تھا اور وہ زیور عقل

راجہ بھگوانداس کو کشمیر کی تسخیر پر مقرر فرمایا اور یوسف شاہ نے کشمیر سے برآمد ہو کر بارہ مولہ میں لشکرگاہ کیا اور جب سوچی کہ عساکر منصورہ پکھولباس سرحد کشمیر تک آگئے ہیں سد راہ ہو کر اُس کی آمد کا رستہ سد کیا اور اُس کے چند عرصہ کے بعد جب موسم برف ریزی اور سرما کا پہونچا راہ مسدود ہوئی پیغام صلح درمیان میں آیا یوسف شاہ نے اپنے فرزند کو بجائے اپنے نصب کر کے اور عہد و پیمان لیکر راجہ بھگوانداس سے ملاقات کی اور خراج سالانہ معین اور قبول کر کے صلح کی اور امرائے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اُسے ہمراہ لیکر بادشاہ کی خدمت میں لے گئے لیکن بادشاہ کو صلح پسند نہ آئی محمد قاسم میر بحر کو مع امرا سنہ ۹۹۵ ہجری میں برتیبہ جنگ رخصت فرمایا اور یعقوب شاہ کہ تخت کشمیر پر جلوہ گر تھا راستوں کو مسدود کر کے شاہ دہلی کی فوج کے مقابل فوج کش ہوا سردار کشمیر کے جو فساد پر آمادہ ہو کر شاہ کشمیر کی اطاعت سے منحرف تھے اُس وقت میں یعقوب شاہ سے رنجیدہ ہو کر محمد قاسم خان کے شریک ہوئے اور بعضوں نے شہر سری نگر میں نشان مخالفت کا بلند کیا یعقوب شاہ گھر کی آتش فساد کی تسکین واجب و لازم جانکر لشکرگاہ سے پلٹ آیا اور فوج اکبر شاہی میدان صاف دیکھکر کشمیر میں داخل ہوئی یعقوب شاہ پہاڑوں پر بھاگ گیا اور محمد قاسم خان میر بحر شہر سری نگر پر متصرف ہوا اور کشمیر کے پرگنوں پر عامل مقرر کیے اور یعقوب شاہ چند عرصہ کے بعد جمعیت بہم پہونچا کر محمد قاسم خان میر بحر سے ہم مصاف ہوا اور باوجود اسکے کہ بعض بہت مارے گئے اُس پر بھی یعقوب شاہ شکست پاکر منہزم ہوا اور پھر تھوڑے دنوں کے بعد جمعیت کر کے سری نگر کی طرف متوجہ ہوا اور محمد قاسم خان میر بحر اس مرتبہ طاقت مقابلہ کی نہ لاکر قلعہ ارک میں قلعہ بند ہوا اور عرضداشت لکھکر شاہ دہلی سے مدد طلب کی بادشاہ نے سید یوسف خان مشہدی کو حاکم کشمیر کر کے محمد قاسم خان میر بحر کو حضور میں طلب کیا اور سید یوسف خان مشہدی جب کشمیر میں پہونچا تو یعقوب شاہ محمد قاسم خان کے محاصرہ سے دستکش ہو کر پہاڑوں میں در آیا اور یوسف خان مشہدی نے دو برس اُس کا پیچھا کیا اور جس طور سے ممکن ہوا اُسے دلاسا کر کے بادشاہ کی ملازمت میں بھیجا الغرض یوسف شاہ اور یعقوب شاہ دونوں جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے سلک امرا میں منسلک ہوئے اور ولایت بہار جاگیر پائی اس تاریخ سے کشمیر کی بادشاہی شاہان دہلی کے قبضۂ اقتدار میں آئی اور قبل اس سے مدت ہزار سال تک خطۂ کشمیر کسی ہند کے بادشاہ نے مسخر و مفتوح نہ کیا تھا

مین جاکر ملحق ہوئے اور وہان سے تبت کے راجہ کے پاس کہ جس کا نام رو علی تھا جاکر اُس سے کمک لی اور یوسف شاہ کے مقابلہ کو حدود کشمیر مین پہونچے اور بسبب اختلاف کے کہ درمیان اُن کے واقع ہوا کچھ نہ بن پڑا ایک دوسرے سے جدا ہوا اور سپاہی یوسف شاہی یوسف ولد علی خان چک اور محمد خان کو پکڑ لائے اور اُن کے کان اور ناک کاٹے اور حبیب خان چک شہر مین پوشیدہ ہوا اور ۹۸۹ نوسو نواسی ہجری مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے کابل سے مراجعت فرما کر جلال آباد مین نزول اجلال اور حلول اقبال فرمایا اور میرزا طاہر خویش میرزا سید خان شہیدی اور محمد صالح عاقل کو برسم ایلچی گری کشمیر مین بھیجا اور جب یہ بارہ مولہ مین پہونچے یوسف شاہ استقبال کے واسطے روانہ ہوا اور فرمان کو بوسہ دے کر سر پر رکھکر تسلیمات بجا لایا اور ایلچیون کو اپنے ساتھ لیکر شہر مین داخل ہوا اور اپنے فرزند حیدر خان اور شیخ یعقوب کشمیری کو باتحف و ہدایائے بسیار محمد اکبر بادشاہ کی ملازمت مین روانہ کیا حیدر خان ایک سال بادشاہ کی خدمت مین حاضر رہا اس کے بعد باتفاق شیخ یعقوب کشمیری کے نقد رخصت کشمیر حاصل کی اور ۹۸۹ نوسو نواسی ہجری مین یوسف شاہ لار کی سیر کو راہی ہوا اور شمس چک مع زنجیر قید خانہ سے بھاگ کر کہتوار مین گیا اور وہان حیدر چک سے پیوستہ ہوا یوسف شاہ نے یہ خبر سنتے ہی اُن پر چڑھائی کی وہ متفرق ہو کر بھاگے اور یوسف شاہ نے مظفر اور منصور ہو کر سری نگر کی طرف معاودت کی اور ۹۹۰ نوسو نوے ہجری مین حیدر چک اور شمس چک کہتوار سے بقصد جنگ کشمیر کی طرف متوجہ ہوے یوسف شاہ اُن کے مقابلہ کے واسطے بر آمد ہوا اور اپنے بیٹے یعقوب کو ہراول کیا اور بعد جنگ فتحیاب ہو کر سری نگر مین مراجعت کی اور راے کہتوار کے وسیلہ سے شمس چک کی خطا معاف کر کے اُس کے واسطے جاگیر مقرر کی حیدر چک وہان سے بر آمد ہو کر راجہ مان سنگھ کے پاس گیا اور ۹۹۲ نوسو بانوے ہجری مین یعقوب ولد یوسف شاہ اظہار اطاعت اور اخلاص کے واسطے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی شرف آستان بوسی سے مشرف ہوا اور جب آن حضرت فتح پور سے لاہور مین پہونچے یعقوب نے اپنے باپ یوسف شاہ کو لکھا کہ بادشاہ کا قصد کشمیر مین آنے کا ہے یوسف شاہ نے استقبال کی تیاری کی لیکن اُنھین دنون مین یہ خبر پہونچی کہ حکیم علی گیلانی برسم رسالت بادشاہ سے رخصت لیکر ٹھٹہ مین پہونچا ہی یوسف شاہ ٹھٹہ کی طرف روانہ ہوا اور خلعت شاہی زیب بدن کر کے ارادہ مصمم کیا کہ درگاہ کی طرف متوجہ ہو کر بادشاہ کو دیکھون اس درمیان مین بابا خلیل اور بابا مہدی اور شمس دوبی نے متفق ہو کر یوسف شاہ سے یہ بات کہی کہ اگر اکبر بادشاہ کے پاس جاؤ گے ہم تجھے قتل کر کے تیرے فرزند یعقوب کو جو اسی عرصہ مین لاہور سے کشمیر مین آیا ہی سریر شاہی پر متمکن کرینگے اُس نے اس خوف سے اپنی عزیمت کو تعویق مین ڈالکر بادشاہ کے ایلچیون کو رخصت کیا لیکن جو محمد اکبر بادشاہ کشمیر کی تسخیر مین بجد تھا اس امر کا بہانہ کر کے شاہرخ میرزا اور شاہ قلی خان اور

سنہ ۹۹۰

ولد علی خان چک نے اپنے باپ سے یہ بات کہی کہ حیدر چک غدر کے درپے ہے علی خان نے اس کے کہنے
عمل نہ کیا حیدر چک کے پاس جا کر اس کے ہمراہ ہوا لوہر چک اور قتل اس کے سب ایک جا موجود
تھے جب علی خان چک کو دیکھا پکڑ کر قید کیا بعد اسکے سب نے یہ تجویز کی کہ لوہر چک کو شاہ بنا دیں
اس اثنا میں یوسف شاہ کالپور کی طرف پہونچا اور یہ خبر سنی کہ کشمیریوں نے لوہر چک کی شاہی قبول کی اور وہاں
سے موضع داہل میں آنکر اپنے تمام آدمیوں کو ہمراہ لیا اور جمہ کے راستہ سے سید یوسف خان مشہدی کے
پاس جو جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے امرائے کبار سے تھا استمداد کے واسطے لاہور میں آیا اور باتفاق اسکے اور
راجہ مان سنگھ کے فتح پور سیکری میں آکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا اور جلال الدین
محمد اکبر بادشاہ نے جو ہمیشہ سے تسخیر کشمیر کی فکر میں تھا فرصت پاکر یوسف شاہ کی امداد کے بہانہ راجہ مان سنگھ
اور سید یوسف خان مشہدی کو کشمیر کی طرف روانہ کیا اور وہ دونوں یوسف خاں کے باتفاق ۹۸۷ھ نو سو ستاسی
ہجری میں فتح پور سے کشمیر کی طرف روانہ ہوئے لیکن اس وقت میں لوہر چک کشمیر کی حکومت پر متمکن ہو گیا تھا
یوسف شاہ نے اپنے فرزند یعقوب کو پیشتر بہ تعجیل تمام کشمیر کی سمت روانہ کیا تو وہاں جاکر لوگوں کو موافق
کرکے لوہر چک کی شاہی میں خلل ڈالے اور جب یوسف شاہ اپنی ذات خاص سے سیالکوٹ میں پہونچا
سید یوسف خاں مشہدی اور راجہ مان سنگھ کی کمک کا مقید ہو کر راجوری کی طرف گیا اور اس مقام پر
متصرف ہو کر سرل کھٹر میں پہونچا اور لوہر چک نے اس وقت یوسف کشمیری کو یوسف شاہ کے
مقابلہ کو بھیجا یوسف کشمیری مع فوج بر آمد ہو کر یوسف شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا یوسف شاہ
قوی پشت ہو کر جھوپل کے راستہ سے کہ وہ نہایت دشوار گذار ہے بطریق تاخت قلعہ سول پور میں
آیا لوہر چک حیدر چک اور شمس چک اور ہستی چک کے باتفاق یوسف شاہ کے مقابل آن کر
آب بہٹ کے کنارہ وارد ہوا اور حیدر دریا کے لب جنگ شدید وقوع میں آئی اور یوسف شاہ
فتحیاب ہوا اور بعد فتح کے سری نگر کی طرف متوجہ ہو کر کشمیر میں داخل ہوا اور لوہر چک
نے قاضی موسیٰ اور محمد سعادت بہت کے ذریعہ سے آنکر یوسف شاہ سے ملاقات کی پہلی
ملاقات تو اچھی گذری آخر کو قید ہوا اور باغیوں سے بھی ایک جماعت کثیر مقید ہوئی جب یوسف شاہ
مہمات شاہی سے مطمئن ہوا ولایت کشمیر تقسیم کی یعنے شمس چک ولد دولت چک اور یعقوب اپنے
فرزند اور یوسف کشمیری کو جاگیریں خوب دیں اور باقی جاگیروں کے واسطے مقرر کیا اور بعضے امرا کے
کہنے سننے سے لوہر چک کی آنکھوں میں میل کھینچی اور ۹۸۸ھ نو سو اٹھاسی ہجری میں یوسف شاہ نے
شمس چک اور علی شیر چک اور محمد سعادت بہت کو ساتھ اس گمان کے کہ یہ لوگ باغی ہیں محبس میں
قید کیا اور حبیب خان چک خوف سے موضع کھتر کی طرف چلا گیا اور یوسف چک ولد علی خان چک جو یوسف شاہ
کی قید میں تھا مع چاروں بھائیوں کے زنداں سے بر آمد ہو کر حبیب خان چک کے پاس موضع مذکور

جنازہ پر حاضر نہ ہوا یوسف نے سید مبارک خان اور بابا خلیل کو ابدال خان چک کے پاس بھیجکر کہلا
دیا کہ آکر اپنے بھائی کو دفن کریں اور اگر مجھکو یہ شاہی منظور فرماویں فبہا والا تم حکومت کرو میں تمھاری
اطاعت اور فرمانبرداری میں حاضر رہونگا جب اُنھوں نے یہ پیغام یوسف کا ابدال چک کو پہونچایا
اُس نے جواب دیا کہ میں تمھارے کہنے سے اُس کی خدمت میں حاضر ہوکر ٹیکا خدمت کا کمر جان پر
باندھتا ہون اگر وہ مجھے کسی طور کی مضرت پہونچادے گا اُس کا وبال تمھاری گردن پر ہوگا سید مبارک خان
جو ابدال خان چک سے عداوت رکھتا تھا بولا کہ میں یوسف کے پاس جاکر اُس سے عہد و پیمان لیتا ہون
یہ کہکر اُس کی مجلس سے برخاست کرکے یوسف شاہ کے پاس گیا اور نفسانیت سے یہ بات کہی کہ وہ
میرے کہنے سے نہیں آتا تم پہلے اس کی تدبیر کرو بعد اس کے علی شاہ کو دفن کرنا یوسف شاہ خود سوار ہوکر
اُس کے سر پر گیا اور ابدال خان چک اُس سے مقابلہ کرکے مارا گیا اور سید مبارک خان کا فرزند جلال خان
بھی اس معرکہ میں قتل ہوا دوسرے دن علی شاہ شیعون کے طریق میں دفن ہوا اور یوسف شاہ نے بجاے
اُس کے سریر حکومت پر جلوس کیا اور بعد دو ماہ کے سید مبارک خان اور علی خان چک نے بقصد فتنہ و
فساد دریا سے عبور کیا اور یوسف شاہ باتفاق محمد ماکری روانہ ہوا اور محمد ماکری کہ ہراول اُس کا تھا
سبقت کرکے مع ساٹھ مرد اہل نبرد مخالفون کے مقابلہ میں گیا اور قتل ہوا اور یوسف شاہ امان خواہ
عطف عنان کرکے ہیرہ پور میں آیا اور سید مبارک خان یہ خبر سُنکر لشکر کو آراستہ کرکے بہ نیت جنگ
برآمد ہوا اور یوسف شاہ نے تاب مقاومت نہ لاکر موضع پرتھال کے جنگل میں پناہ لی اور سید مبارک خان
اُس کا پیچھا کرکے جنگ میں مصروف ہوا یوسف شاہ بھاگ کر پہاڑون پر جو اس اطراف میں واقع تھے در آیا
اور سید مبارک خان مظفر اور منصور ہوکر کشمیر میں داخل ہوا اور علی خان چک پسر نوروز چک کو کسی تقریب
سے بلاکر قید کیا اور گوہر چک اور حیدر چک اور ہستی چک اُس کے خوف سے ہراسان ہوکر پہلی مرتبہ
اُس کے پاس حاضر ہوئے اور آخر کو باباخلیل اور سید برخوردار اُن کے پاس جاکر عہد و پیمان کی شرط بجالائے
اور جملہ چک سید مبارک خان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بتقدر رخصت حاصل کرکے اپنے مکانون پر
گئے اور رستہ میں یہ تجویز کی کہ ہم یوسف شاہ کو طلب کرکے اپنا شاہ کریں چنانچہ ایک قاصد جلد
یوسف شاہ کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ ہم اپنے عمل سے پشیمان ہوئے اب ہم نے تیری شاہی قبول کی
سید مبارک خان یہ خبر سُنکر مضطرب ہوا اور اُس نے یہ تجویز کی کہ میں بھی اپنے بیٹون اور غلامون کو لیکر
یوسف شاہ کے پاس حاضر ہون یہ نیت کرکے علی خان چک ولد نوروز چک کو جو قید میں تھا ہمراہ لیکر
شہر سے برآمد ہوا اور دولت چک کہ اُس کے امرا سے تھا جب اُسکے پاس سے بھاگا اُس نے
مضطرب ہوکر علی خان چک کو قید سے رہا کیا اور خود جریدہ باباخلیل کی خانقاہ میں داخل ہوا حیدر چک
نے علی خان چک سے پیغام کیا کہ یہ تمام کوشش اور جستجو تمھاری رہائی کے واسطے اور یوسف چک

اپنے بھتیجے کی بیٹی شہزادہ کامگار سلطان سلیم کی خدمت کے واسطے ملا عشقی اور قاضی صدر الدین کی صحابت سے مع تحف اور ہدایا بطور پیشکش ارسال کی اور خطبہ اور سکہ ولایت کشمیر کا محمد اکبر بادشاہ کے نام جاری کیا اور اس عرصہ میں یوسف فرزند علی شاہ نے محمد بہت کے اغوا سے ابراہیم خان ولد غازی خان کو بے اجازت باپ کے مقتول کیا اور باپ کے خوف سے محمد بہت کے ہمراہ بھاگ کر بارہ مولہ میں گیا اور علی شاہ اس کی اس حرکت خلاف وضع سے نہایت آزردہ اور اسکے تدارک کی فکر میں ہوا لوگوں نے یوسف کی عفو تقصیر کی درخواست کر کے اُسے طلب کیا اور محمد بہت کو جو اس فساد کا باعث تھا قید کیا اور ۹۸۲ھ نو سو بیاسی ہجری میں علی شاہ ملک کشتوار کو جسے کشتوار بھی کہتے ہیں لیگیا اور اُس مقام کے حاکم کی لڑکی اپنے پوتے یعقوب کے لیے لیکر صلح کی اور واپس شہر آیا اور ۹۸۳ھ نو سو تراسی ہجری میں علی شاہ جمال نگری کی سیر کے واسطے مع اہل وعیال روانہ ہوا اور حیدر خان نام پسر محمد شاہ اولاد شاہ زین العابدین سے جو گجرات میں رہتا تھا جس وقت کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے گجرات کو لیا اُس کے ہمراہ رکاب ہندوستان کی طرف آیا اور وہاں سے نوشہرہ پہونچا اور اُس کا چچیرا بھائی سلیم خان جو وہاں رہتا تھا مع جماعت اپنی اس سے ملحق ہوا علی شاہ نے ایک جماعت کثیر اور لوہر چک کے ہمراہ بھیجی اور محمد خان چک نے جو راجوری میں رہتا تھا لوہر چک کی سرداری سے حسد کر کے اُسے قید کیا اور اُس کے لشکر کو لے کر حیدر خان کے پاس نوشہرہ میں آیا اور بات کہی کہ اسلام خان کو کہ مرد مردانہ ہے میرے ہمراہ بھیجو تو جا کر ولایت کشمیر کو تمہارے واسطے فتح کروں حیدر خان اس کی بات سے مغرور ہوا اسلام خان کو اُس کے ہمراہ بھیجا جب موضع حکیم میں وارد ہوا صبح کے وقت محمد خان چک اسلام خان کو بہ غدر قتل کر کے سیدھا علی شاہ کے پاس گیا اور مورد الطاف ہوا اور علی ماکری اور داؤد گنڈار وغیرہ جنھوں نے حیدر خان کی دولتخواہی کا ارادہ کیا تھا محبوس ہوئے اور ۹۸۴ھ نو سو چوراسی ہجری میں کشمیر میں قحط عظیم پڑا اکثر آدمی بھوک کی شدت سے ہلاک ہوئے اور ۹۸۵ھ نو سو پچاسی ہجری میں علی شاہ نے مسجد پر برآمد ہو کر علماء اور صلحاء سے صحبت کی اور کتاب مشکوٰۃ شریف اس مجلس میں لا کر اُس حدیث کے موافق جو فضائل توبہ میں وارد ہے توبہ کر کے غسل کیا اور نماز پنجگانہ اور تلاوت قرآن میں مشغول ہوا اور بعد فراغ چوگاں بازی کے واسطے سوار ہو کر بمیدان عیدگاہ چوگاں بازی میں مصروف ہوا ناگاہ حسندین کا اس زور سے اُسکے شکم پر لگا کہ اُسکے صدمہ سے جاں بحق ہوا

ذکر یوسف شاہ کی سلطنت کا

جب علی شاہ فوت ہوا اُس کا بھائی ابدال خان چک اپنے بھتیجے یوسف خان کے خوف سے اُسکے

و اسطے اپنی دختر اُس کے عقد ازدواج مین لایا اور اُسکو مہدی آخر الزمان سمجھکر معتقد ہوا اور علی چک
اور نوروز چک اور ابراہیم چک یعنی غازی شاہ کے فرزندون نے کہ تمام رافضی تھے اُس سے
اس قدر اعتقاد بہم پہونچایا کہ سجدہ کرتے تھے اور آخر کو اُسے ہر امور کے لائق جان کر قرار دیا
کہ اُسے سریر شاہی پر بٹھادین جب یہ خبر علی شاہ کے کان مین پہونچی اُس سے نہایت رنجیدہ
ہوکر ایذا رسانی کے درپے ہوا اور شاہ عارف کہ کیمیاگری اور تسخیر جن مین مشہور تھا اس مضمون کو دریافت
کرکے یہ مشہور کیا کہ مین یہان نہ ہون گا ایک دن مین بزور علم تسخیر لاہور کی طرف یا اور ولایت
کی سمت جاؤن گا اس کے بعد پوشیدہ ہوا تو لوگ اعتقاد کرین کہ غیبت کی ہے لیکن تین روز کے
بعد معلوم ہوا کہ دو اشرفی ملاحون کو دے کر کشتی مین سوار ہوکر بار مولہ مین پہونچکر پہاڑ پر برآمد ہوا
علی شاہ نے آدمی اُس کی گرفتاری کو بھیجے اور وہان سے طلب کرکے حوالات مین سپرد کیا اور
جب دوبارہ بھاگا لوگ کوہ مہتر سلیمان سے پھر گرفتار کر لائے اس مرتبہ علی شاہ نے ہزار اشرفی
اپنی دختر کے مہر کے عوض اُس سے لے کر طلاق لی اور اس کے خواجہ سرا کو بھی جدا کر لیا اور چند روز
قید کرکے تبت کی طرف رخصت کیا اور علی رائے والی تبت جو آل عبا کی محبت کا دم مارتا تھا عارف شاہ
درویش کے استقبال کو روانہ ہوا اور اُس کے قدوم میمنت لزوم کو موہبت عظمےٰ تصور کرکے اس کی تعظیم
و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور عارف شاہ کو اپنے ملک مین متوطن کرکے بارادت تمام
اپنی بیٹی کو جسے نہایت عزیز اور شریف جانتا تھا اُس کے عقد نکاح مین در لایا اور شاہ عارف چند روز
وہان رہنے بعد اس کے حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے حسب الطلب ارادہ سفر ہندوستان
کرکے دار الخلافت آگرہ مین پہونچتے ہی دار البقا کی طرف کوچ کیا اور ۹۷۹ھ نوسو اناسی ہجری مین علی چک
ولد نوروز چک علی شاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض پرداز ہوا کہ دو کہہ نے میری جاگیر مین آن کر
خلل ڈالا ہے اگر سرکار اسکا تدارک کرکے ممانعت نفرمادیگی مین اپنے گھوڑون کے شکم پھاڑ ڈالون گا
علی شاہ یہ معما سنکر سمجھا کہ مقصود اس کا میرے شکم پھاڑنے سے ہے اس سبب سے آتش غضب اُس کے
دماغ مین شعلہ زن ہوئی اُسے قید کرکے ولایت کمراج مین بھیجا اور وہ وہان سے بھاگ کر حسین قلی خان
حاکم پنجاب کے پاس گیا اور جب ملاقات کے وقت حسین قلی خان تواضع متعارفہ بجانہ لایا تو لاہور سے نکلکر
پھر ولایت کشمیر مین آیا اور علی شاہ نے اُسے پھر گرفتار کرکے مقید کیا اور بعد چند روز کے پھر قیدخانہ
سے بھاگا اور نوشہرہ مین داخل ہوا علی شاہ نے لشکر اُس کے سر پر بھیجکر پھر دستگیر کیا اور
۹۸۲ھ نوسو بیاسی ہجری مین علی شاہ نے کستوار پر جس کو کشتوار بھی کہتے ہین لشکر کشی کی اور وہان کے
حاکم سے اپنے پوتے یعقوب کے لیے دختر لے کر معاودت فرمائی اور ان دنون مین ملا عشقی اور
قاضی صدر الدین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے دربار سے برسم رسالت آئے علی شاہ نے

ذکر علی شاہ کی سلطنت کا

سنہ ۹۷۷ نوسو ستہتر ہجری میں خبر پہونچی کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے میرزا مقیم کو مفتیوں کے خونہاے ناحق کے عوض میں قتل کیا اور حسین چک کی بیٹی واپس بھیجی اور حسین چک کو یہ خبر سنتے ہی اسہال دموی عارض ہوا یعنی خون کے دست آنے لگے جب تین چار ماہ اسی حال میں گذر گئے اُس وقت میں حسین چک نے محمد خاں اور یوسف فرزند علی خاں چک سے یہ بات کہی کہ تو علی خان چک کے پاس جو سونپور میں جا کر مقیم ہے چنانچہ یوسف علی خان چک کے پاس گیا اور لوگ بھی باری باری بھاگ کر علی خاں چک کے پاس حاضر ہوئے اور حسین چک نے جب یہ خبر سنی آدمی بھیجکر علی خاں چک کو یہ پیغام دیا کہ ہم سے کیا گناہ واقع ہوا بلکہ تیرے فرزند کو ملا تو صرف تیرے پاس بھیجا علی خاں چک نے اس کے درجواب کہلا بھیجا کہ میری بھی کچھ تقصیر نہیں ہے آدمی خود بخود بھاگ کر میرے پاس چلے آتے ہیں ہر چند انھیں سمجھاتا ہوں فائدہ نہیں بخشتا آخر علی خاں چک سری نگر کی طرف متوجہ ہو کر سات کوس پر وارد ہوا ملک لوندی لوند بھاگ کر علی خان چک کی خدمت میں حاضر ہوا اور حسین چک نے شہر سے برآمد ہو کر حلہ جاجم میں جو شہر سے ایک کوس پر ہے لشکر نزول کیا اور احمد اور محمد ماکری کہ اُس کے امرا کے سلک میں منتظم تھے اُسی رات کو علی خاں چک کے پاس بھاگ آئے اور دولت چک کہ حسین چک کے مقربوں سے تھا اُس نے اُس سے یہ بات کہی کہ جو تمام آدمی ہمارے پاس سے بھاگے جاتے ہیں بہتر یہ ہے کہ اسباب شاہی جس کے واسطے یہ نزاع ہے علی خاں چک کے پاس کہ تمھارا بھائی ہے بھیجیے بہتر ہے حسین چک نے چتر اور قسطاس اور تمام جلوس شاہی یوسف کے ہاتھ علی خاں کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ گناہ میرا یہ ہے کہ بیمار ہوں نہیں تو میں خود اس اسباب کے ہمراہ آتا پھر علی خاں چک حسین چک کے مکان پر عیادت کو آیا پھر دونوں بھائی بغلگیر ہو کر گریہ وزاری کرنے لگے پھر حسین چک نے شہر علی خان چک کے سپرد کر کے زین پور میں جا کر اقامت کی اور علی خان چک علی شاہ ملقب ہوا اور امرائے شاہی ساتھ اس کے رجوع ہوئے اور دو کہ کہ وکیل حسین چک کا تھا معتمد علیہ و وکیل السلطنہ ہوا اور حسین چک کا پیمانۂ حیات آب بقا سے لبریز ہو کر دست قضا سے ٹوٹا اور علی شاہ نے اس کے جنازہ کے ہمراہ جا کر اسے حیران مزار کے قریب دفن کیا اور انھیں دنوں میں شاہ عارف درویش جو اپنے تئیں شاہ طہماسپ صفوی بادشاہ ایران کی اولاد سے شمار کرتا تھا اور شیعہ مذہب تھا بلباس فقرا اور سرار باب تصوف لاہور سے حسین قلی خاں ترکمان حاکم پنجاب کے پاس سے برآمد ہو کر کشمیر میں آیا والی کشمیر علی شاہ کہ شیعہ مذہب تھا اس بزرگوار کے آنے سے نہایت محظوظ ہوا اور شرائط تعظیم و تکریم کے بعد اعتقاد و ارادت کے اظہار کے

افراط سے دیکھکر اُس کا دل اور بھی مبارز خان سے منحرف ہوا اور اُسے محبوس کیا اور تمام مہمات ملکی یوندی
یوند کے متعلق ہوئین اور عرصہ قلیل مین وہ بھی بسبب اس جرم کے کہ اُس نے چالیس ہزار خروار دھان
سرکار سے خیانت کیے تھے قید ہوا اور علی کوکا بجاے اس کے منصوب ہوا اور ۹۸۶ نوسو چھیاسی ہجری مین قاضی حبیب
جو حنفی مذہب تھا روز جمعہ کو مسجد جامع سے برآمد ہوکر دامن کوہ ماران مین قبرون کی زیارت کے لیے
گیا تھا یوسف نامے کہ شیعہ مذہب تھا اُس نے تلوار غلاف سے کھینچکر قاضی کے سر پر رسید کی وہ
مجروح ہوا پھر دوسرا وار کیا قاضی نے سر دست اپنا ہاتھ سپر کیا انگلیان کٹ گیئن اور اختلاف
مذہب کے سوا کوئی امر اور تعصب کا درمیان مین نہ تھا مولانا کمال کہ قاضی کا داماد تھا اور سیالکوٹ
مین جاکر درس مین مشغول رہتا تھا قاضی کے ہمراہ تھا یوسف قاضی کو زخمی کرکے بھاگا اور حسین چک
نے باوصف اس کے کہ خود شیعہ مذہب تھا یہ خبر سنکر یوسف کی گرفتاری کو آدمی تعین کیے وہ
اُسے پکڑ لائے اور حسین چک نے فقہا یعنی دانشمندون کو مثل ملا یوسف اور ملا فیروز اور مانند
ان کے ایک جا کرکے فرمایا کہ جو کچھ اُس کے بارہ مین شرع کے موافق ہو فتوے جاری کرو عالمون
نے جواب دیا کہ ایسے شخص کا قتل کرنا از روئے سیاست جائز ہے قاضی جو زخمی ہوا تھا اُس نے جواب دیا
کہ مین زندہ ہون اس شخص کا قتل کرنا جائز نہین ہے آخر اُسے سنگسار کیا اتفاقاً اُن دنون مین ایک
جماعت کہ ساتھ اُس کے مذہب اور اعتقاد مین ایک تھی مثل میرزا مقیم اور میر یعقوب پسر بابا علی
رسم سفارت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی درگاہ سے آئے جب ہیرہ پور مین پہونچے حسین چک انکے
استقبال کو ایک خیمہ عالی استادہ کرکے مقیم ہوا جب سُنا کہ ایلچی قریب آئے حسین چک برآمد ہوا اور
ایلچیون کو لاکر خیمہ مین ایکجا بٹھایا اور بعد اس کے ایلچی حسین چک کے فرزند کے ہمراہ کشتی مین بیٹھکر شہر کی
طرف روانہ ہوئے اور حسین چک خشکی کے راستہ سے کشمیر مین گیا اور حسین ماکری کا مکان اُن کے نزول
کے واسطے مقرر کیا اور بعد چند روز کے میرزا مقیم کہ وہ بھی ساتھ یوسف کے ہم مذہب تھا اُس نے
حسین چک سے یہ بات کہی کہ جو تم نے یوسف کو مفتیون کے کہنے سے قتل کیا ان مفتیون کو میرے پاس
بھیجو حسین چک نے مفتیون کو اُن کے پاس بھیجا قاضی زین جو یوسف کا ہم مذہب تھا اُس نے مفتیون
سے یہ تقریر کی کہ تم نے فتوے مین غلطی کی ہے مفتیون نے جواب دیا ہم نے فتوی علی الاطلاق اُس کے
قتل کے واسطے نہین دیا تھا ہم نے یہ کہا تھا کہ ایسے شخص کا قتل کرنا سیاست کے واسطے روا ہے
میرزا مقیم نے مفتیون کو سر دربار بُرا بھلا کہکر فتح خان چک کے سپرد کیا اور اُنھین بہت ایذا دی اور
حسین چک کشتی مین بیٹھکر کمراج کی سمت گیا اور فتح خان چک نے مرزا مقیم کے کہنے سے مفتیون کو مقتول
کرکے اُنکے پانون مین رسی باندھی اور لاشین اُنکی کوچہ و بازار مین پھرائین اور حسین چک نے
اپنی دختر مع تحفہ و ہدایا ایلچیون کے ہمراہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر اطاعت ظاہر کی

منعقد ہوئی اور جب رات ہوئی حسین چک نے کہا کہ ہم آج شب کو تمبورہ نوازی کرینگے جو بھان
قاضی متشرع ہے تم سب کوٹھے پر چلکر محفل سرود میں شریک ہو میں بھی پیچھے سے آتا ہوں جب سب کوٹھے
پر گئے آدمیوں کو بھیجکر انھیں قید کیا اور بعد اس کے علی خان اور خان زمان کو کہ اصلی نام اُن کا فتح خان
تھا مع فوج کثیر سنکر چک کے مقابلہ کو جو راجوری کے قریب تھا بھیجا اور فتح خان عرف خان زمان نے
مع لشکر ظفر پیکر جاکر اُسے شکست دی اور فتحیاب ہو کر واپس آیا اور خان زمان نے اختیار تمام پیدا
کیا اور امرا کو یہ حکم ہوا کہ تم ہر روز اُس کے مکان پر جایا کرو اور ٩٧٣ھ نوسو تہتر ہجری میں امرا نے
شکایت خان زمان کی حسین چک سے کی تو اُس نے لوگوں کو اُس کے مکان پر جانے کی ممانعت کی
اور خان زمان کشمیر سے نکل جانے کی فکر میں تھا کہ حسین ماکری نے آن کر خان زمان سے یہ بات کہی
کہ تو کیوں شہر سے نکلتا ہے حسین چک شکار کو گیا ہے اور مکان اُس کا خالی ہے اُس کے مکان پر جاکر اُسکے
تمام اسباب اور خزانوں پر متصرف ہو پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا اُس نے یہ بات پسند کی اور باتفاق
فتح خان چک اور لوہر ماگری اور شل اُن کے حسین چک کے مکان پر جاکر دروازہ میں آگ لگائی
اور چاہا کہ احمد خان اور محمد خان ماکری اور نصرت خان کو زندان سے برآوردہ کریں مسعود مانک وانگری
جو فیلخانہ کا داروغہ تھا اُس نے پانی دیوان خانہ کے صحن میں اس قدر چھڑکایا کہ دلدل ہو گئی اور دولتخان
نام ایک شخص مردم چک سے ترکش باندھے کھڑا تھا بہادر خان ولد خان زمان نے اُس پر حملہ کر کے تلوار
کا وار کیا لیکن ترکش پر پڑا وہ محفوظ رہا پھر دولت خان نے ایک تیر لیا اُس کے گھوڑے کی آنکھ
میں مارا کہ گھوڑا چراغ پا ہوا اور بہادر خان اُس کی پشت سے زمین پر گرا مسعود مانک وانگری نے
جاتے ہی اُس کا سر جسم سے کاٹا اور خان زمان جو باہر کھڑا تھا بھاگا اور مسعود مانک نے اُسکا تعاقب
کر کے گرفتار کیا اور حسین چک کے روبرو لے گیا اور حسین چک کے حکم کے موافق اُسے رین گڈھ میں
لے جاکر ناک کان وست دیا کاٹ کر سولی پر چڑھایا اور حسین چک نے مسعود مانک وانگری کو فرزند
ارجمند کہکر ساتھ خطاب مبارز خانی کے سرفراز فرمایا اور پرگنہ بانکل کو اُس کی جاگیر مقرر کی اور ٩٧٤ھ
نوسو چوہتر ہجری میں حسین چک نے احمد خان پسر غازی شاہ اور نصرت خان چک اور محمد خان ماکری
کی آنکھوں میں میل پھیروائی غازی شاہ یہ خبر سنکر نہایت محزون اور ملول ہوا اور اُسی کوفت میں
بیمار ہو کر مر گیا اور حسین چک مدرسہ بنا کر وہاں کے علما اور صلحا کے ساتھ صحبت رکھتا تھا اور پرگنہ
زین پور اُن کی جاگیر مقرر کی اور ٩٧٥ھ نوسو پچھتر ہجری میں نوبت بنوبت یہ خبر حسین چک کے
سمع مبارک میں پہونچائی کہ مسعود مانک وانگری المخاطب بہادر خان کہتا ہے جو حسین چک نے
مجھے فرزند کہا ہے چاہیے کہ اپنے خزانہ سے مجھے بھی حصہ دیوے یہ سنتے ہی حسین چک نہایت آزردہ
ہوا ایک دن مسعود مانک وانگری المخاطب بہادر خان کے مکان پر گیا اور اصطبل میں گھوڑے

سے زر جرمانہ لیتا تھا اس سبب سے آدمی اس سے رنجیدہ ہوکر دو گروہ ہوئے ایک جماعت اُس کے
فرزند احمد خان کی شریک ہوئی اور ایک جماعت اُس کے بھائی حسین چک کی ممد و معاون ہوئی
غازی شاہ یہ خبر سُنکر مولد طوار سے مراجعت کرکے سری نگر میں آیا اور چو حسین چک پر اُس کی
مہر و شفقت زیادہ تھی اُسے اپنا جانشین کرکے سریر سلطنت پر بٹھایا اور غازی شاہ کے تمام
وکلا اور وزرا حسین چک کے مکان پر حاضر ہوئے اور شرائط خدمتگاری اور لوازم فرمان برداری
میں قیام کیا اور پندرہ روز کے بعد غازی شاہ نے تمام قماش اور اسباب اپنا دو حصہ کرکے ایک
حصہ اپنے بیٹوں کو دیا اور دوسرا حصہ مہاجنوں کے سپرد کیا کہ اُس کی قیمت پہونچاویں مہاجن
حسین چک کے پاس دادخواہ ہوئے حسین چک نے غازی شاہ کو منع کیا اور غازی شاہ نے
رنجیدہ ہوکر چاہا کہ اپنے فرزند کو جانشین کرے حسین چک یہ خبر سنتے ہی احمد خان پسر غازی شاہ
اور ابدال خان اور بھی اعیان دولت کو طلب کرکے اپنی اطاعت کے بارہ میں اُن سے عہد و پیمان
لیا غازی شاہ ترک سلطنت سے نہایت پشیمان ہوا اپنے خاص آدمیوں اور مغلوں کو طلب کرکے جمعیت
کی اور حسین چک بھی مقابلہ کو آمادہ ہوا اہل شہر اور قصبات نے درمیان میں آن کر آتش فساد
ساکن کی اور غازی شاہ نے شہر سے برآمد ہوکر رینا پور میں اقامت کی اور تین مہینے کے بعد پھر سری نگر
میں آیا اور حسین چک نے استقلال تمام بہم پہونچا کر ولایت کشمیر آدمیوں کے درمیان میں تقسیم کی اور
سنہ ۹۷۲ نو سو بہتر ہجری میں حسین چک نے اپنے بڑے بھائی سنکر چک کو راجوری اور نوشہرہ جاگیر دے
کر رخصت کیا اور اس کے بعد یہ خبر پہونچی کہ سنکر چک نے خروج کیا ہے اس واسطے اس کی جاگیر محمد خان
ماگری کے نام مقرر کی اور احمد خان اور فتح خان چک اور خواجہ مسعود اور مانک چک کو مع لشکر جرار
اُس کے تدارک کو تعینات فرمایا اُنھوں نے جاکر فتح کی اور حسین چک اُن کے استقبال کو گیا
اور باعزاز تمام انھیں سری نگر میں لایا اور چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ احمد خان اور محمد خان ماگری
اور نصرت خان چک اُس کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں چاہا انھیں کسی ڈھب سے گرفتار کرے انھوں نے
یہ خبر سنی تو بجمعیت تمام حسین چک کے پاس آیا کرتے تھے جب حسین چک نے دیکھا کہ یہ لوگ
حقیقت حال سے واقف ہوگئے ہیں تو ملک لونڈی لوند کو اُن کے پاس بھیجا کہ انھیں ایک جا
فراہم کرکے عہد و پیمان لیوے کہ کوئی شخص کسی سے عداوت نہ کرے ملک لونڈی لوند اُنکے پاس
گیا اور مقدمات صلح میں مشغول ہوا اور سب احمد خان کے مکان پر گئے اور یہ تجویز کی کہ احمد خان جو چند روز
سے حسین چک کے پاس نہیں گیا تھا اسے حسین چک کے مکان پر لے جاویں احمد خان نے بعد مبالغہ اور
اصرار کے قبول کیا اور نصرت خان چک اور ملک لونڈی لوند کے ہمراہ حسین چک کے مکان پر گیا
اور قاضی حبیب بجز اعیان شہر سے تھا مع محمد ماگری اُس مقام میں حاضر ہوا اور دیوان خانہ میں مجلس

لیکن مرض جذام کے سبب سے کہ اس سے بیشتر بہم پہنچا تھا اُن دنوں میں اُس کی شدت سے
اُس کی آواز متغیر ہوئی اور انگلیاں اُس کی گرنے پر تھیں اور ہاتھوں میں زخم ظاہر ہوئے اور
سنہ ۹۶۸ نو سو اڑسٹھ ہجری میں فتح خاں چک اور لوہر ماکری اور بھی کشمیری غازی شاہ سے متوہم
اور ہراساں ہو کر پہاڑوں میں داخل ہوئے اور غازی شاہ نے اپنے بھائی حسین چک کو مع دو ہزار
آدمی اُن کے تعاقب میں بھیجا جب موسم سرما اور برف باری کے ایام آئے مخالف ہلاک
ہوئے اور جو باقی رہے لکھنوار میں گئے اور وہاں سے مضطرب اور متردد ہو کر حسین خاں چک
کے پاس آن کر پناہ لی حسین خاں چک نے اُن کے عفو گناہ کے لیے غازی شاہ سے درخواست
کی اور شاہ نے اُن کی تقصیر معاف فرما کر جاگیر خوب عنایت فرمائیں اور سنہ ۹۷۰ نو سو ستر ہجری میں
غازی شاہ نے کشمیر سے برآمد ہو کر لار میں قیام کیا اور اپنے فرزند احمد خاں کو فتح خاں چک اور
ناصر کتانی اور بھی امرائے نامدار کے ہمراہ تبت کلاں کی تسخیر کو بھیجا اور جب یہ تبت سے پانچ
کوس کے فاصلہ پر پہنچے فتح خاں چک احمد خاں سے لے رخصت جا کر شہر تبت میں داخل ہوا
اہل تبت اُس کا ساز و سامان دیکھ کر جنگ پر راضی ہوئے اور پیشکش بہت قبول کی اور وہاں
سے جلد مراجعت کرایا اس کے بعد احمد خاں کے دل میں یہ ہوس ہوئی کہ فتح خاں چک تبت
میں جا کر فائز المرام ہو کر آیا اگر میں بھی ایسا کروں گا اہل کشمیر میری تعریف کریں گے یہ تجویز کر کے تنہا
چلنے کا ارادہ کیا فتح خاں چک نے عرض کی کہ آپ کا جریدہ جانا مناسب نہیں ہے اگر یہی ارادہ
ہے جمعیت لے کر جائیے احمد خاں نے اس کے کہنے پر التفات نہ کی پانسو آدمی لیکر روانہ ہوا
اور فتح خاں چک کو لشکرگاہ میں چھوڑا اہل تبت نے جب احمد خاں کو جریدہ دیکھا جمعیت کر کے اُس پر
تاخت لائے وہ تاب مقابلہ کی نہ لا کر بھاگا اور فتح خاں کے پاس آن کر یہ بات کہی کہ آج میں
تبتیوں سے مقابلہ اور مقاتلہ کو جاتا ہوں تم میری فوج کے آگے چلو وہ بلا توقف جریدہ آگے
روانہ ہوا اہل تبت اُسے تنہا دیکھ کر جنگ میں مشغول ہوئے فتح خاں کی رگ شجاعت اور غیرت
جنبش میں آئی تنہا جنگ کر کے مارا گیا غازی شاہ یہ خبر سنکر احمد خاں سے نہایت ناراض ہوا
اور شکست دشمنت کہا ایام دولت اُسکے چار برس کے بعد آخر ہو گئے

ذکر حسین شاہ کی سلطنت کا

یہ غازی شاہ کا بھائی تھا سنہ ۹۷۱ نو سو اکہتر ہجری میں غازی شاہ تبت کلاں کی تسخیر کے ارادہ سے
کشمیر سے برآمد ہوا اور مولد بکھار میں اقامت کی اور غلبہ مرض جذام کے سبب اُس کی آنکھیں
بیکار ہوئیں اور آخر عمر میں شعار بدی کر کے خلق پر دست تعدی دراز کرتا تھا اور بعید و قصور لوگوں

جانبری کے واسطے اپنے تئین فدا کیا جان عزیز کا کچھ پاس نہ کیا القصہ غازی خان یاد وکھی مین پلٹ آیا اور جس مغل کو اُس کے پاس لاتے تھے اُسکی گردن مارتا تھا لیکن حافظ میرزا حسینی کو جو جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے خوانندہ تھے بہ سبب خوش خوانی کے اُنھین قتل نہ کیا اور اس فتح کے بعد نصرت خان چک کو زندان سے نکال کر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی ملازمت کے واسطے بھیجا اور نصرت خان چک بیرم خان سے ملکر متوسل ہوا اور ۹۶۶ نوسو چھیاسٹھ ہجری مین غازی خان کے مزاج مین ایک تغیر واقع ہوا دست تعدی دراز کیا خلائق اُس سے نہایت متنفر ہوئی اور مخبرون نے اُنھین دنون مین اُسے یہ خبر پہونچائی کہ حیدر چک آپ کا فرزند بعضے لوگون کے اتفاق سے کشمیر لیا چاہتا ہے غازی خان نے محمد جنید شو جو اُس کا وکیل تھا اور بہا ور بہٹ کو طلب کر کے یہ بات کہی کہ لوگ اس طرح کہتے ہین تم جا کر اُسے نصیحت کرو تو وہ دوبارہ اس خیال کو اپنے دل مین راہ نہ دیوے پھر محمد جنید نے حیدر چک کو اپنے مکان پر بلا کر بہت سخت وسست کہا حیدر چک نے طیش کھا کر خنجر محمد جنید کی کمر سے بزور نکال کر اُس کے شکم پر مارا کہ وہ جانبر نہوا لوگون نے ہجوم کر کے حیدر چک کو گرفتار کیا اور غازی خان کے حکم کے بموجب اُسے قتل کر کے لاش اُس کی زینہ گڈھ کے دروازہ پر آویزان کی اور جو لوگ کہ اُس کے شریک اور موافق تھے سب کو تہ تیغ کیا اور ۹۶۷ نوسو سڑسٹھ ہجری مین میرزا قرا بہادر نے ہندوستان سے مع لشکر کثیر اور نوز نجیر فیل آن کر لالہ پور مین تین ماہ اقامت کی اور کشمیریون سے نصرت چک اور فتح چک وغیرہ اور کھکران سے بھی ایک جماعت کثیر ہمراہ رکھتا تھا اور امیدوار تھا کہ مردم کشمیر میرے شریک ہونگے اس عرصہ مین نصرت خان چک اور فتح چک اور لوہر وانکری اُس کے پاس سے بھاگ کر غازی خان کی خدمت مین حاضر ہوئے اس سبب سے میرزا قرا بہادر کے لشکر مین بہت فتور برپا ہوا اور غازی خان چک کشمیر سے بر آمد ہو کر نو روز کوٹ مین پہونچا اور پیادون کو میرزا قرا بہادر کے مقابلہ کو بھیجکر شکست دی اور میرزا بھاگ کر قلعہ دائرہ مین داخل ہوا دوسرے دن میرزا قرا بہادر پھر پیادون کی جنگ سے بھاگا اور اسکے ہاتھی پیادون کے ہاتھ آئے اور پانسو مغل مارے گئے اور جب پانچ سال حبیب شاہ کی شاہی سے منقضی ہوے غازی خان نے اُسے گوشہ مین بٹھا کر خود فرما نروائی کا نشان بلند کیا اور نام بادشاہی کا دوسرے پر روا نہ رکھا خطبہ اور سکہ پر اپنا نام جاری کر کے اپنے تئین غازی شاہ مشہور کیا ٭

تذکرہ غازی شاہ کا

غازی خان چک نے شاہان کشمیر کے آئین کے موافق جلوس کیا اور اپنے تئین غازی شاہ خطاب دیا

اور بھائیوں کو اُن کے تدارک کے واسطے روانہ کیا اور وہ تاب جنگ نہ لا کر پہاڑ کی سمت بھاگے غازی خاں چک
نے اُسی روز انھیں اُن کے تعاقب کو بھیجا وہ جاتے ہی اُس جماعت کو گرفتار کر لائے دوسرے دن
یہ خبر پہونچی کہ بہرام چک سکو نہ بہانے کسی طرف راہی ہوا اور سنکر چک اور فتح چک اُس سے
جدا ہوئے غازی خاں چک بسرعت تمام کہوسہ ہاموں میں گیا اور چھ روز تک بہرام چک کی بہت تلاش
کی لیکن ہاتھ نہ آیا اور جب احمد جوریں برادر حیدر چک ولد غازی خاں چک نے اُس کی گرفتاری
کا ذمہ کیا غازی خاں چک شہر میں پلٹ آیا احمد جوریں نے سرکوب میں کہ مسکن رشیان یعنی صوفیوں
کا تھا جا کر انھیں گرفتار کیا اور بہرام چک کی جستجو کی وہ بولے کہ ہم نے اُسے کشتی میں سوار کر کے
امیر زینا کے مکان میں جو موضع ما دیلی میں واقع ہے پہونچا یا ہے اور رشیان ایک فرقہ ہے کہ وہ ہمیشہ
زراعت کرتے اور باغ لگاتے ہیں اور پھل و غلہ خدا کی راہ میں خیرات کرتے ہیں اور خود مجرد رہتے ہیں
الغرض جب احمد جوریں امیر زینا کے پاس گیا اور بہرام چک کو تلاش تمام گرفتار کر کے سری نگر میں
لایا اور دار پر کھینچا احمد جوریں اس فتح اور نصرت کے سبب مخصوص ہوا اُن دنوں میں شاہ ابو المعالی
کو کہ لاہور سے بھاگ کر بعضے گکھڑ کے قید میں تھا باہر نکل یوسف کے شانہ پر سوار ہو کر برآمد ہوا اور
کمال خاں گکھڑ کے ساتھ موافق ہو کر میرزا حیدر ترک کے مانند کشمیر کی تسخیر کا ارادہ کیا جب راجوری میں
پہونچا مغلوں کی ایک جماعت بھی اس کے شریک ہوئی اور دولت چک اندھا اور فتح خاں چک
دو دوسرے چک اور لوہر ماگری بھی شاہ ابو المعالی کے پاس آگئے اور سنہ ۹۶۵ نو سو پینسٹھ ہجری میں
کشمیر کے سمت متوجہ ہوئے اور جب بارہ مولہ میں پہونچے حیدر چک اور فتح خاں چک جو راستہ کی
محافظت کرتے تھے بھاگ کر موضع یا دوکھی میں آئے اور شاہ ابو المعالی نے عدالت کو کام فرما کر
سپاہیوں کو رعایا کے جور و تعدی سے ممانعت کی اور موضع بارہ مولہ میں جو یا دوکھی کے قریب ہے
پہونچکر ایک بلندی پر وارد ہوا اور غازی خاں چک اپنے بھائی حسین خاں چک کو ہراول
کر کے موضع کھو دمیں مقیم ہوا اور کشمیریوں نے جو شاہ ابو المعالی کے ہمراہ تھے اُس کی بلا اجازت
حسین خاں چک کی فوج پر حملہ آور ہو کر پسپا کیا غازی خاں چک اس کی کمک کو پہونچا اور داد مردی
و مردانگی دے کر بہت کشمیریوں کو تہ تیغ کر کے لڑائی فتح کی شاہ ابو المعالی یہ حال دیکھ کر
بے ننگ بھاگا اور جب گھوڑا اُس کا راستہ میں تھک گیا ایک مغل جاں نثار شاہ کی خدمت میں
حاضر ہوا اور اپنا گھوڑا کہ تازہ زور تھا شاہ کو اُس پر سوار کیا اور اُس کا گھوڑا ماندہ لے کر اُسی مقام
میں ایستادہ ہوا کشمیری کہ شاہ کے تعاقب میں آتے تھے اُنھیں تیر باراں کر کے روکا جب ترکش
اُس کے خالی ہوئے کشمیریوں نے اُس بہادر کو نرغہ کر کے تیغ سیاست سے قتل کیا اور اس
فرصت میں شاہ ابو المعالی کوسوں نکل گیا سبحان اللہ بہادر اور خیر خواہ یہ لوگ تھے کہ اپنے آقا کی

بھی گرفتار کرکے مقید کرے وہ خبردار ہوکر بھاگا اور حبیب خان چک کے پاس جاکر پناہ لی

ذکر حبیب شاہ ابن اسمعیل کا

جب دو سال اسمعیل شاہ کی حکومت سے گذرے قضاے الٰہی سے فوت ہوا غازی چک نے اُسکے فرزند کو سریر حکومت پر متمکن کیا اور آخر سنہ ۹۶۴ نوسو چونسٹھ ہجری مین نصرت خان چک اور نازک چک اور سنکر چک برادر غازی خان چک اور یوسف چک اور ہستی خان چک سب نے ایک جگہ جاکر آپس مین عہد کرکے یہ تجویز کی کہ آج غازی خان چک نے دوا استعمال کی ہے اور اُس کا بھائی حسین خان چک قید ہے اُسے زندان سے برآوردہ کرکے غازی خان چک کو ہلاک کرین جب یہ خبر غازی خان چک کو پہونچی یوسف چک اور سنکر چک کو راضی کرکے اپنے پاس طلب کیا اور حبیب خان چک اور نصرت خان چک اور دردیش چک نہ گئے اور یہ بات کہی کہ ہم علما اور قاضیون کو درمیان مین لاکر عہد و قول اُس سے لے کر جاوینگے نہین راہ فرار اختیار کرینگے اور نصرت خان چک غازی خان چک کے پاس بے قول گیا زندان مصیبت مین گرفتار ہوا اور حبیب خان چک نے باتفاق نازک خان چک کے پلون کو توڑ کر خروج کیا اور ہستی خان چک بجمعیت تمام آن کر اُس سے ملحق ہوا غازی خان چک نے لشکر کثیر اُنکے مقابلہ کو بھیجا جنگ عظیم واقع ہوئی اور غازی خان چک کا لشکر شکست کھاکر متفرق ہوا بعضے گرفتار ہوے اور حبیب خان چک فتح کرکے کوہ بہامون کی طرف گیا اور غازی خان چک اس شکست کے بعد حبیب خان چک کے مدافعہ کے واسطے خود سوار ہوکر دومرہ کی طرف گیا اور تین چار کشتی بہم پہونچا کر مع تین فیل اور تین ہزار مرد جرار دریا سے عبور کیا اور جب خالد گڈھ کے میدان مین پہونچا حبیب خان چک بھی اُس کے مقابلہ کو آٹھ سو آدمی سے آن کر ہم مصاف ہوا اور بعد جنگ شدید تاب مقاومت نہ لاکر آب جہجہ کے پل مین در آیا اور گھوڑا اُس کا اُس پل سے عبور نہ کرسکا اس درمیان مین غازی خان چک کے ایک فیلبان نے اُسے گرفتار کیا غازی خان چک نے اُس کے سر جدا کرنے کا حکم دیا جب فیلبان ہاتھ اُس کے دہن کے قریب لے گیا حبیب خان نے اُس کی انگلیان دانتون سے پکڑ کر خوب کاٹین آخر فیلبان نے سر اُس کا جدا کر دیا اور کلہ نامت مین کہ جہان مکان اُس کا تھا لاکر آویزان کیا اور دردیش چک اور نازک چک کو بھی گرفتار کرکے دار پر کھینچا اور چند عرصہ کے بعد بہرام چک ہندوستان سے غازی خان کے پاس سری نگر مین آیا پرگنہ کھوبرہامون جاگیر پائی اور سری نگر سے رخصت ہوکر پرگنہ زین گڈھ کے قصبہ بدانچہ کی طرف کہ وطن اس کا تھا گیا پھر سنکر چک اور فتح چک وغیرہ بہرام چک کے پاس جاکر آپس مین متفق ہوکر پرگنہ سوپہ پور مین آئے اور بنیاد فساد کی قائم کی غازی خان چک نے اپنے بیٹون

سب کو دار پر کھینچا اور وہاں سے سوار ہو کر دوسرے قلعہ میں آیا اور اُس قلعہ کو بھی خراب اور ویران کیا اور تبت
کلاں کے رئیسوں نے تین سو گھوڑے اور پانسو پارچہ پٹو اور تیس راس گاؤ قسطاس جناب حبیب خان
چک کے واسطے بھیجے اور گھوڑے خوب کاشغری کہ اہل تبت کلاں کے ہاتھ آئے تھے وہ گھوڑے
بھی اُن سے لیے اور حیدر چک اور پسر غازی خان چک نے سے کہا نی اپنے بھائی حقیقی کو حبیب خان
چک کے پاس بھیجا کہ اہل تبت کلاں نے وہ گھوڑے غازی خان چک کے واسطے نگاہ رکھے تھے
مناسب ہے کہ اُن گھوڑوں کو بھیجے تو ہم غازی خان کی خدمت میں روانہ کریں حبیب خان چک ترکمانی
نے درجواب اُس کے قریب دو سو آدمی کے اس نیت سے روانہ کیے کہ منازعت درمیان میں
ڈالیں نیکی لوگوں نے درمیان میں آن کر صلح کروائی آتش فساد ساکن ہوئی بعد اس کے
سری نگر کی طرف آیا اور یہ تمام اشیاء وہاں کے آدمیوں کو تقسیم کیے اور سنہ ۹۶۲ نو سو باسٹھ ہجری
میں زلزلہ عظیم کشمیر میں واقع ہوا اکثر موضع اور شہر خراب اور منہدم ہوے اور موضع نیلو اور
آدم پور مع عمارت و اشجار آب بہٹ کے اس طرف سے منتقل ہو کر اس پار ظاہر ہوے اور موضع ماور
مین جو پہاڑ کے زیر دامن واقع ہے اُس کے گرنے سے وہاں کے تخمیناً چھ سو آدمی ہلاک ہوے

اللہم احفظنا من جمیع البلیات والآفات

ذکر اسمعیل شاہ برادر ابراہیم شاہ کا مملکت کشمیر مین

جب پانچ ماہ ابراہیم شاہ کی حکومت کے گزرے اگرچہ اس وقت میں دولت چک درحقیقت فرمانروا
تھا زمانہ غازی خان چک کے موافق ہوا دولت چک مغلوب اور منکوب ہوا غازی خان چک نے
دم استقلال سے مارا اور اسمعیل شاہ کو برائے نام شاہ سا کر سنہ ۹۶۳ نو سو ترسٹھ ہجری میں تخت پر بٹھایا
اور اُس سال حبیب خان چک نے چاہا کہ دولت چک سے یک دل ہو جاؤں یہ عزیمت کر کے
مرداوں کے سمت متوجہ ہوا غازی خان چک نے نصرت خان چک سے یہ بات کہی کہ تیرا بھائی حبیب خان
چک دولت چک سے ملنا چاہتا ہے مناسب یہ ہے کہ وہ نہ آنے پاوے اور ہم دولت چک کو گرفتار کریں کیونکہ
اُسکے آنے کے بعد کام مشکل ہوگا ناگاہ دولت چک کشتی میں سوار ہو کر حرفس ڈل کی طرف مرغابی کے
شکار کو گیا تھا اس درمیان میں غازی خان چک نے تاخت کر کے اُس کے گھوڑوں کو گرفتار کیا اور وہ
بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اُسے بھی گرفتار کر کے اُس کی آنکھوں میں سلائی پھیری کہ وہ کور ہوا بعد اس کے
حبیب خاں چک آیا غازی خان چک نے کہ اُس سے ناراض تھا تارک چک کو جو دولت چک کا
بھتیجا تھا طلب کر کے اُسے وکالت کی تکلیف دی اور چونکہ غازی خان چک نے اُسکے چچا کی آنکھوں
میں سلائی پھیری تھی اس تعصب سے منصب وکالت قبول نہ کیا غازی خان چک نے چاہا کہ تارک چک کو

ذکر ابراہیم شاہ کی تیسری مرتبہ حکومت کا

یہ نازک شاہ کا بیٹا ہی جب عیدی زینا مقتول ہوا دولت چک دارالملک مین جاکر مہمات شاہی انجام دینے لگا
اور جب دیکھا کہ تخت سلطنت خالی ہی برائے نام کسی کو بادشاہ بنایا چاہیے ابراہیم شاہ کو تخت پر بٹھایا
اور اس وقت خواجہ حاجی وکیل میرزا حیدر ترک جنگل سے برآمد ہوکر سلیم شاہ افغان سور کے پاس گیا اس وقت
عیدی زینا (معلوم ہوتا ہی امیر دوسرا تھا یا پیشتر کا تذکرہ ہی کہ وہ زندہ تھا الغرض اسے) اور شمس زینا اور
اور بہرام چک کو گرفتار کرکے قید خانہ مین مقید کیا اور جب عید الفطر کا روز ہوا دولت چک نے قابوق
کے نیچے آن کر تیر اندازی شروع کی اور یوسف چک نے قابوق مین گھوڑا سرپٹ دوڑایا اور سپاہی کے
تیر جمع کرنے گھوڑا آن مین الجھکر چراغ پا ہوا اور یوسف چک اسپر سے گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی اور
سنہ ۹۶۰ نوسو ساٹھ ہجری مین غازی خان چک اور دولت چک مین نزاع واقع ہوئی اور تمام کشمیر مین
اختلاف پیدا ہوا حسین ماکری اور شمس زینا کہ ہندوستان مین تھے سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھ ہجری مین غازی خان
کے شریک ہوے اور یوسف چک اور بہرام چک کے بیٹے دولت چک کے پاس آئے اور اس اختلاف
اور نزاع نے دو ماہ کا طول کھینچا آخر کو ایک کاشتکار نے دولت خان کے روبرو آنکر اسکے کان مین یہ
بات کہی کہ مجھے غازی خان نے تمھارے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا ہی کہ تو نے تمام ان آدمیون کو بے تقریب کس
واسطے اپنے پاس جمع کیا ہی کہ یہ سب تیرے دشمن ہین اور غازی خان چک سے یہ کہا کہ دولت چک صلح کے
درپے ہی تم اس سے کس واسطے لڑتے ہو بس اسطور سے کلام کرکے انکے درمیان صلح کروائی اور شمس زینا پھر ہند
کی طرف بھاگ گیا اور ان دنون مین تبت کلان کے باشندے پرگنہ کھادرا اور بارہ مین کہ حبیب خان چک
اور نصرت خان کے بھائی کی جاگیر تھی آن کر بکریان ہانک لے گئے اس سبب سے دولت چک اور لشکر چک
اور ابراہیم چک اور حمید چک اور پسران غازی خان اور بھی اعیان کو مع لشکر انبوہ لار کے راستہ سے تبت
کلان مین بھیجا اور حبیب خان چک کہ ہمراہ ان کے تھا بسبیل استعجال جس راستہ سے کہ بکریان لے گئے تھے
تبتیان کے تعاقب مین دوڑا اور بجلی کی طرح قلعہ تبت کلان مین پہونچکر جنگ کی اور انکے سردارون کو شمشیر سے
قتل کیا اور وہ سب بھاگے حبیب خان چک نے اس مقام مین نزول کرکے اپنے چھوٹے بھائی درویش چک
سے کہا تو مع لشکر سوار ہوکر تبت کلان مین داخل ہو درویش چک نے تغافل کرکے اسکے کہنے پر عمل نہ کیا
اور حبیب خان چک باوجود اس کے کہ اس کے زخمون سے خون جاری تھا سوار ہوکر تبت کلان کے قصر
عالی مین داخل ہوا اور اہل تبت کلان تاب مقاومت نہ لاکر بے جنگ بھاگے اور چالیس آدمی انمین
سے جو قصر کی چھت پر پوشیدہ اور پوشیدہ تھے دستگیر ہوے اور نہایت عجز اور خاکساری سے پیش
آئے اور کہا ہمین قتل نہ کرو اور پانسو گھوڑے اور ہزار پارچہ پٹو اور پچاس بیل قسطاس اور دو
بکریان اور دوسو تولہ سونا دینا قبول کیا لیکن حبیب خان چک نے ان کی باتون پر التفات نہ کرکے

خرچ عنایت فرمایا اور موضع چک لو میں مقیم ہوا اس درمیاں میں سید یعقوب اور سید ابراہیم بالاتفاق جارود کے
جو اننکا گھاں تھا بھاگ کر کراج میں گئے اور دولت چک کے شریک ہوے اور بہرام چک کاکی سکا در کہا
دن غازی خان چک مع تین سو سوار سری نگر میں آیا اور عیدی زینا نے مغلوں کو اس کے مقابلہ کو بھیجا
اور اُس نے تمام ملوں کو خراب کیا اور بنل معطل رہے اُس وقت دولت چک بھی سری نگر میں جا کر غازیخان
چک سے ملحق ہوا اور بالاتفاق عیدگاہ میں پڑاؤ کیا اور ہر دو فریقیں کے مابین جنگ ہوتی تھی یہانتک
کہ ماحلیل عیدی زینا کے پاس صلح کے واسطے آیا اور یہ بات کہی کہ آپ کو مغلوں کا اعتبار کرنا اور
کشمیریوں کو نظر سے گرانا مناسب نہ تھا اور اسی طرح کے اور بھی کلام کیے کہ عیدی
رینا اور کشمیریوں کے درمیان صلح واقع ہوئی اور مغلوں کو مع اہل و عیال رخصت دی اور بھائی لیسے
میرزا حیدر ترک کی بس نگلی کے راستہ سے کابل میں گئی اور کشمیریوں نے میرزا احمد علی ملکہ اور بھی مغلوں
کے اہل و عیال قتل کیے اور حاکم کاشغر میں پہونچی اور بعد اس واقعہ کے خبر آئی کہ ہیبت خاں اور
سعید خاں اور شہباز خاں افغان مع قوم نیازی سے تیس کشمیر کی تسخیر کے واسطے آتے ہیں اور پرگنہ بانہال
میں پہونچکر کوہ لوں میں داخل ہوے ہیں عیدی زینا اور حسین ماگری اور بہرام چک اور دولت چک اور
یوسف خاں متفق ہو کر نیازیوں کی جنگ کے واسطے برآمد ہوے اور طرفین مقابل ہو کر خوب لڑے
اور بی بی رابعہ زوجہ ہیبت خاں نیازی نے بھی جنگ مردانہ کرکے ملی چک پر تلوار کا وار کرا لاآخر کو
ہیبت خاں اور سید خاں اور شہید خاں نیازی اور بی بی رابعہ اُس لڑائی میں مارے گئے اور کشمیریوں
نے مظفر و منصور ہو کر سری نگر میں مراجعت کی اور مقتولوں کے سر یعقوب خاں کے ہاتھ سلیم شاہ
افغان مشہور کے پاس بھیجے اور اس کے بعد کشمیریوں کے درمیان میں عداوت باہم ہوئی عیدی رینا نے
باتفاق فتح چک اور لوہر ماگری اور یوسف چک اور بہرام چک اور ابراہیم چک خالد کرما میں انکراقامت
اختیار کی اور دولت چک اور غازی خاں چک اور حسین ماگری اور سید ابراہیم اور وہاں کے گروہ نے
ایک جا ہو کر عیدگاہ میں سر کی جب دو ماہ کا عرصہ گذرا یوسف چک اور فتح چک اور ابراہیم چک
عیدی رینا سے جدا ہو کر دولت چک کے پاس آئے اور جب دولت چک مع جمعیت تمام سوار ہو کر عیدی
رینا کے سر پر گیا وہ تاب مقاومت نہ لا کر بے جنگ بھاگ کر مرو میں گیا اور وہاں پہونچکر دوسرے گھوڑے
پر سوار ہونے لگا اُس نے قضا را ایسی لات اُس کے سینہ پر ماری کہ موضع سماک میں مخفی ہوا اور
اُسی مقام میں عالم باقی کی طرف سفری ہوا اور لاش اُس کی سری نگر میں لاکر موضع موسی رینا میں دفن
کی اور امرا نے خروج کرکے نازک شاہ کو جو نام کے سوا سلطنت سے علاقہ نہ رکھتا تھا شاہی
سے معزول کیا اور ارادہ خود سری کا کیا اور بعد میرزا حیدر ترک کے تیسرے مرتبہ
دس ماہ شغل فرمانروائی میں مشغول رہا

چک کو اور پرگنہ کمراج یوسف چک اور بہرام چک کو دیا اور ایک لاکھ خردار شالی خواجہ حاجی وکیل میرزا کے واسطے
معین ہوا عموماً تمام امراے کشمیر اور خصوصاً عبدی زینا نے تسلط تمام حاصل کیا اور نازک شاہ کو براے نام
بادشاہ بنایا اور حقیقت مین عبدی زینا بادشاہ تھا اور سنہ ۹۵۹ نوسو انسٹھ ہجری مین سنکر چک ولد کاجی چک
اس سبب سے کہ بے جاگیر تھا اور غازی خان نے کہ اپنے تئین کاجی چک کا فرزند قرار دیتا تھا اور جاگیر
بہت رکھتا تھا کشمیر سے برخاستہ خاطر ہو کر چاہا کہ یہان سے نکل جاؤن چنانچہ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ
سنکر چک بلاشبہہ کاجی چک کا بیٹا تھا اور غازی خان چک اگرچہ کاجی چک کا فرزند مشہور تھا لیکن حقیقۃً
مین اُس کا بیٹا صلبی نہ تھا کس واسطے کہ ملک کاجی چک اپنے بھائی حسن چک کے بعد وفات اُس کی
زوجہ کو جو غازی خان کو شکم مین رکھتی تھی اپنے عقد مین لایا تھا اور دو تین ماہ کے عرصہ مین غازی خان
چک متولد ہوا اس جہت سے سنکر چک نے چاہا کہ مین کشمیر سے برآمد ہو کر عبدی زینا کے پاس جاؤن اور جب
یہ خبر مشہور ہوئی دولت چک اور غازی خان چک نے اسمٰعیل ہانت اور ہاہر جو کو مع جمعیت سو آدمی کے
بھیجکر کہا کہ اگر وہ نہ آوے اُسے زبردستی لاؤ لیکن سنکر چک اُن کے بلانے سے نہ آیا عبدی زینا کے
پاس گیا آخر کو عبدی زینا نے اُن سے صلح کی اور پرگنہ کوٹھار اور کھاور اور دربار سنکر چک کی جاگیر قرار پائی
اور آتش فساد ساکن ہوئی اور اُن دنون مین چار گروہ کشمیر مین اعتبار رکھتے تھے اول عبدی زینا مع
اپنے گروہ کے دوسرے حسن ماکری ولد ملک ابدال ماکری مع اپنی جمعیت کے تیسرے کپور یان کہ بہرام چک
اور یوسف چک وغیرہم سے مراد ہے چوتھے کاسیان کاجی چک اور دولت چک اور غازی خان چک سے
عبارت ہے بحقیقت یحیی زینا اپنی دختر حسین خان ولد ملک کاجی چک کے عقد ازدواج مین لایا اور دولت چک
کی دختر محمد ماکری ولد ملک ابدال ماکری کے عقد نکاح مین منعقد ہوئی اور یوسف چک ولد زنگی چک
کو تواری کی بہن غازی خان چک کے نکاح مین داخل ہوئی اور یہ نسبتین چکان کی قوت اور غلبہ کے باعث
ہوئین اور با نفاق ایک دوسرے کے ہر اطراف مین متفرق ہوئے یعنی غازی خان چک ولایت کامراج
کی سمت اور دولت چک لسولور کی طرف اور تمام ماکری بانکل کی جانب روانہ ہوئے اس سبب سے
عبدی زینا سری نگر مین محزون ہو کر بیٹھا اور اُن لوگون کے دفع کی تدبیر مین رہتا تھا اور جب موسم بادنجان
کا آیا عبدی زینا نے فرمایا کہ مرغ کا گوشت اور بیگن لاؤ کہ ہم دونون کو ایک مین پکا دین اور یہ طعام [بیگن]
کشمیریون کی غذا ہے بہرام چک اور سید ابراہیم اور سید یعقوب اُس کی دعوت مین آئے اور یوسف چک
نہ آیا عبدی زینا نے تینون کو گرفتار کر کے مقید کیا اور یوسف چک یہ خبر سنکر مع تین سو سوار اور سات سو
پیادہ کامراج کے راستہ سے جاکر دولت چک سے ملحق ہوا عبدی زینا نے جب دیکھا کہ کشمیری چکان مین
آئے مغلون سے میرزا قرابہادر اور میرزا عبدالرحمن اور میرزا جان میرک اور میرزا ابکہ مغل اور میر شاہ
اور شاہزادہ بیگ میرزا اور محمد نظر اور جرعلی کو قید خانہ سے برآوردہ کر کے ہر ایک کو گھوڑا اور خلعت اور

موضع خانپور میں آکر استقامت فرمائی اور اس موضع میں ایک درخت بید کا ایسا چھتنار تھا کہ اُس کے سایہ میں دو سو سوار کھڑے ہو سکتے تھے اور سوائے اس کے یہ بھی تجربہ میں ہو چکا کہ جس وقت اُس کی ایک شاخ باریک کو حرکت پہونچے تمام درخت حرکت اور جنبش میں آتا تھا القصہ کشمیری خانپور سے کوچ کر کے موضع اودی پور میں آئے اور فاصلہ دو کوس سے زیادہ نہ رہا میرزا حیدر ترک نے اُن پر عزم شبخون کیا اور میرزا عبد الرحمن نے اپنے چھوٹے بھائی کے لیے کہ صلاح و تقوے میں آراستہ تھا ولیعہدی کی وصیت کر کے آدمیوں سے اُس کے نام بیعت لی اور اپنے اعیان و اُمرا کو ہمراہ لے کر بقصد شبخون سوار ہوا قضارا اُس شب کو ابر سیاہ آسمان پر ظاہر ہوا جب خواجہ حاجی کے خیمہ کے قریب جو بانی فساد اور میرزا کا وکیل تھا پہونچے تاریکی کے سبب کچھ نظر نہ آتا تھا اور شاہ نظر قورچی میرزا حیدر ترک کہتا ہے کہ اُس وقت جب میں تیر پھینکتا تھا میرزا حیدر ترک کی آواز میرے گوش زد ہوئی کہ بُرا کیا تو نے اس سے مجھے معلوم ہوا کہ اُس تاریکی میں تیر ناگہانی میرزا کے لگا اور یہ بھی منقول ہے کہ ایک قصاب نے از راہ قساوت میرزا حیدر کی ران پر تیر مارا اور دوسرے راوی کا یہ قول ہے کہ کمال کوکا نے اُسے زخم شمشیر سے ہلاک کیا لیکن اُس کے جسم پر تیر کے زخم کے سوا کچھ ظاہر نہ تھا خلاصہ یہ کہ جب صبح ہوئی کشمیریوں کے لشکر میں مشہور ہوا کہ ایک مغل مقتول پڑا ہے جب خواجہ حاجی اُسکے سر پر پہونچا دیکھا کہ میرزا حیدر ترک ہے اُس کا سر زمین سے اُٹھایا اُس وقت میرزا کا عالم نفس شماری تھا آنکھیں کھولیں اور جان جان آفرین کے سپرد کی مغلوں کو جب اپنے سردار کا قتل ہونا تحقیق ہوا اندر کوٹ کی طرف بھاگ گئے اور کشمیریوں نے میرزا کی لاش دفن کی اور مغلوں کے تعاقب میں روانہ ہوئے مغلوں نے اندر کوٹ میں پناہ لی اور تین روز تک لڑے چوتھے دن محمد رومی نے تانبے کے پیسوں کے گراب توپ میں دے کر فیر کرنی شروع کی اور وہ گراب جس شخص کے لگتے تھے جاں بر نہ ہوتا تھا آخر میرزا حیدر کی زوجہ نے جسکا نام مسماۃ خانجی تھا اور میرزا کی ہمشیرہ مسماۃ خانجی نے مغلوں سے یہ بات کہی کہ جو میرزا حیدر ترک مر گیا بہتر یہ ہے کہ کشمیریوں سے پیغام صلح کر کے اس فتنہ کو دفع کرو مغلوں نے یہ امر قبول کیا امیر خان معمار کو صلح کے واسطے کشمیریوں کے پاس بھیجا کشمیری صلح پر راضی ہوئے اور عہد نامہ اس مضمون کا لکھدیا کہ آیندہ ہم مغلوں کے درپے ایذا نہوںگے حکومت میرزا حیدر ترک کی دس سال تھی۔

تذکرہ نازک شاہ کی حکومت کا تیسرے بار مملکت کشمیر پر

جب دروازے قلعہ کے مفتوح ہوئے کشمیریوں نے میرزا حیدر کے توشکخانہ میں جا کر دست تصرف دراز کیا اور نفائس نفیسہ لوٹ لے گئے اور میرزا کے اہل و عیال کو سری نگر میں لا کر حسن منو کے مکان میں جگہ دی اور ولایت کشمیر آپس میں تقسیم کی پرگنہ دیوسر دولت چک کو اور پرگنہ دہی غازی خان

کو میرزا حیدر کے پاس بھیجا کہ وہ جاکر میرزا کو کشمیریون کے غدر سے آگاہ کرے اور میرزا کو اس پر آمادہ کرے
کہ وہ لشکر کو طلب کرے میرزا حیدر ترک نے یہ خبر سنکر جواب دیا کہ کشمیریون کی یہ بھی مجال ہے کہ تم کو ایسے
غدر کا اندیشہ ہووے اور لشکر کو واپس طلب کرو الغرض ماہ رمضان کی ستائیسوین تاریخ کو اندرکوٹ
مین آتش عظیم پیدا ہوئی کہ اکثر مقامات جلکر خاکستر ہوئے میرزا قرابہادر اور تمام آدمیون نے جنکے
مکانات جل گئے تھے پیغام کیا کہ اگر حکم ہووے ہم آن کر اپنے مکانات کو تعمیر کرین اور سال آیندہ
مین پھکپل کی طرف متوجہ ہووین میرزا حیدر ترک ہرگز اس امر پر راضی نہوا لیکن خواہ نخواہ وہ لشکر
پھکپل کی سمت متوجہ ہوا اور عبدی زینا اور تمام کشمیری اتفاق کر کے رات کو مغلون سے جدا ہو کر
پھکپل مین آئے اور حسین ماکری اور علی ماکری کو معتمدون سے جدا کر کے اپنے ہمراہ لیا تو مغلون
کے ساتھ وہ مارے نہ جاوین جب صبح ہوئی پھکپل کے آدمیون کے ساتھ جنگ ہوئی مغل پہاڑون مین
بند ہوئے اور سعید میرزا نے بھاگ کر پھکپل کے قلعہ مین پناہ لی اور اسی مغل نامی اس معرکہ مین
تخمیناً قتل ہوئے اور محمد نظر اور میرزا قرابہادر دستگیر ہوئے اور بقیۃ السیف بھج کے راستہ سے
ہیرام کلہ مین آئے میرزا حیدر ترک یہ خبر سنکر نہایت محزون اور مغموم ہوا اور فرمایا کہ چاندی کی دیگین
توڑ کر وہ روپیہ جو کشمیر مین رائج ہے مسکوک کرین اور جہانگیر ماکری کو معتبر سمجھکر حسین ماکری کی جاگیر عنایت
فرمائی اور اکثر اہل حرفہ کو گھوڑا اور خرچ دے کر سپاہی بنایا اور اس کے بعد یہ خبر پہونچی کہ ملا عبداللہ
کشمیریون کے خروج کی خبر سنکر ملازمت کے واسطے آتا تھا جب بارمولہ کے قریب پہونچا کشمیریون
نے ہجوم کر کے اسے قتل کیا اور خواجہ قاسم تبت خرد مین مقتول ہوا اور محمد نظر راجوری مین گرفتار ہوا
اور کشمیری ہیرام کلہ سے جمعیت کر کے ہیرہ پور مین آئے میرزا حیدر ناچار ہو کر کشمیریون کے مقابلہ کو اندرکوٹ
سے برآمد ہوا اور میرزا کی کل جمعیت ہزار آدمی مغل مثل عبدالرحمن اور شاہزادہ اور خان دمیرک میرزا
اور ملکہ مغل اور جبر علی باقی اور سات سو آدمی تھے میرزا حیدر ترک کے ہمراہ شہاب الدین لورین اقامت
کی اور دولت چک اور غازی خان چک اور دیگر سردار بھی امداد کے واسطے باتفاق عبدی زینا جمعیت کر کے
ہیرہ پور مین آئے اور وہان سے برآمد ہو کر موضع خانپور مین جمع ہوئے اور میرزا حیدر ترک خالد گڈہ کے
میدان مین جو سری نگر کے متصل ہے وارد ہوا اور فتح چک کہ باپ اس کا خواجہ بہرام مغلون کے ہاتھ
سے قتل ہوا تھا اپنے باپ کے خون کے انتقام کے واسطے مع تین ہزار مرد مبارز نا اندر کوٹ مین آیا اور
میرزا حیدر کی عمارات جو باغ صفا مین تھی آگ لگا کر خاک سیاہ کی جب یہ خبر میرزا حیدر ترک کو پہونچی فرمایا
مین یہ عمارات کا شوق سے نہ لایا تھا پھر عنایت الٰہی سے بچا دیگی اور جبر علی نے شاہ زین العابدین کی املاک
کہ سوپیر مین تھی میرزا حیدر کی عمارت کے عوض مین جلائی لیکن میرزا حیدر کو یہ امر پسند نہ آیا اور سپاہیون
نے عمارات عبدی زینا اور نوروز چک کی کہ سری نگر مین تھی آگ دے کر برباد کی اور میرزا حیدر ترک نے

بھی فتح کر کے ملا حسن نام کو اُس کی حکومت پر نصب فرمایا اور سنہ ۹۵۶ نو سو چھپن ہجری میں کہ میرزا حیدر
ترک قلعہ دبیل کی طرف متوجہ ہوا تھا آدم کھکر نے آ کر میرزا سے ملاقات کی اور غازی چک کے
بھتیجے دولت چک کی عفو تقصیرات کی درخواست کی میرزا نے قبول کی اور میرزا حیدر ترک اور آدم کھکر
خیمے میں داخل ہوئے اور دولت چک کو وہاں طلب کیا اور جس طرح اُس کی مرضی تھی اعزاز و اکرام بجا لائے
اس واسطے دولت چک ناراض ہو کر اُٹھ گیا اور ایک ہاتھی جو پیشکش کے واسطے لایا تھا اُسے ہمراہ لے کر
روانہ ہوا لوگوں نے اُسکے تعاقب کا ارادہ کیا میرزا حیدر ترک نے ممانعت کی اور بعد چند روز کے میرزا حیدر
ترک نے کشمیر کی طرف مراجعت کی اور دولت چک مع غازی خان اور حسین چک اور بہرام چک ہیبت خان
نیازی کے پاس گئے جو سلیم شاہ افغان سور کی لڑائی میں شکست کھا کر راجوری کی طرف آیا تھا گئے اور
سلیم شاہ بھی حسب نیازیوں کے تعاقب میں بہ موضع بدوار ولایت نوشہرہ تک پہونچا ہیبت خان
نیازی نے سید خان نیازی کو کہ اُس کے معتبروں سے تھا سلیم شاہ افغان سور کے پاس بھیجا
اور سید خان نیازی مقدمات صلح درمیان میں لا کر ہیبت خان نیازی کی ماں اور فرزند کو سلیم شاہ
افغان سور کے پاس لایا سلیم شاہ افغان سور موضع بن نواحی سیالکوٹ میں پلٹ آیا اور وہاں اقامت
کی اور کشمیری ہیبت خان نیازی کو بارہمولہ میں لا کر چاہتے تھے کہ اُسے کشمیر میں لے جا کر میرزا حیدر ترک
کو درمیان سے نکالیں لیکن ہیبت خان نیازی اُس کی ہیبت سے یہ امر اپنی نسبت قرار نہ دے سکا
اس واسطے ایک برہمن کو میرزا حیدر ترک کے پاس بھیج کر صلح کا پیغام دیا اور میرزا نے جب جواب
شافی اُس برہمن کی زبانی کہلا بھیجا ہیبت خان وہاں سے موضع ہیرپور جو ولایت جموں سے علاقہ
رکھتا ہے آیا اور تمام کشمیری اُس سے جدا ہو کر سلیم شاہ افغان سور کے پاس گئے اور غازی خان چک
میرزا حیدر ترک کے پاس روانہ ہوا اور سنہ ۹۵۷ نو سو ستاون ہجری میں میرزا حیدر ترک اطراف
کے مہمات سے فراغت پا کر مطمئن ہوا اور خواجہ شمس مغل کو مع زعفران و از سلیم شاہ افغان سور
کی خدمت میں بھیجا اور سنہ ۹۵۸ نو سو اٹھاون ہجری میں خواجہ شمس مغل نے سلیم شاہ افغان سور کے
پاس سے مع اسباب و قماش متکاثر اور پلیس نام افغان ایلچی کے کشمیر کی طرف مراجعت کی میرزا حیدر
ترک نے شال اور زعفران بہت سلیم شاہ افغان کے ایلچی کو دے کر رخصت کیا اور میرزا قرابہادر
کو کھبریل کی حکومت پر مامور فرمایا اور کشمیریوں سے عیدی رینا اور تارک شاہ اور حسین ماگری اور
خواجہ حاجی کو اسکے ہمراہ کیا اور میرزا قرابہادر اور کشمیریوں نے اندر کوٹ سے برآمد ہو کر بارہمولہ
میں اقامت کی اور فساد کے درپے ہوئے اس سبب سے کہ مغل انہیں بنظر حقارت دیکھتے تھے اور
مغلوں نے یہ خبر میرزا حیدر ترک کو پہونچائی میرزا موصوف نے اس امر کو یقین اور باور نہ کیا بلکہ جواب
دیا کہ مغل کی قوم بھی کشمیریوں سے کم مفسد اور فتنہ پرداز نہیں ہے حسین ماگری نے اپنے بھائی علی ماگری

ترک نے بندگان کوکہ اور خواجہ حاجی کشمیری کو اُسکے دفع کے لیے مقرر کیا اور بہرام چک تاب مقابلہ کی
نہ لاکر بھاگا اور جب میرزا کے لشکر نے پیچھا کیا ملک کاجی چک اور زنگی چک نے فرار کو غنیمت جان کر
بہرام کلہ مین دم لیا اور میرزا حیدر ترک بندگان کوکہ اور ایک جماعت کو سری نگر کی محافظت کے لیے چھوڑ کر
تبت کی تسخیر کو متوجہ ہوا اور قلاع بزرگ سے قلعہ نوسور کو مع چند حصار دیگر فتح کیا اور ۹۵۲ھ نوسو باون
ہجری مین کاجی چک اور بیٹا اُسکا محمد چک مرض تپ لرزہ مین مرگیا اور مرزا حیدر ترک نے یہ سال بفراغت
بسر کیا اور ۹۵۳ھ نوسو ترپن ہجری مین زنگی چک میرزا حیدر ترک کے آدمیون کے ساتھ جنگ کرکے مارا گیا
اور اُس کا سر اور اُس کے فرزند غازی خان کا سر کاٹکر میرزا حیدر ترک کے پاس لائے اور ۹۵۴ھ نوسو چون
ہجری مین ایلچی کاشغر کی طرف سے پہونچے میرزا حیدر ترک مع جماعت امران کے استقبال کے واسطے
...ار مین آیا اور خواجہ اوجہ بہرام نے جو بیٹا مسعود چک کا تھا اور سات برس تک ولایت کامراج مین خوب لڑا
تھا اور سب کو مغلوب کرکے غالب ہوا تھا جان میرک کے ساتھ باتین صلح آمیز درمیان مین لاکر
عہد و پیمان کیا اور میرزا میرک نے عہد و سوگند کے بعد اُسے اپنے پاس طلب کیا جب اوجہ بہرام اُسکی
مجلس مین آیا میرک میرزا نے خنجر موزہ سے کھینچکر اُس کے شکم پر مارا اور وہ زخم کھاکر بھاگا
اور جنگل مین داخل ہوا جان میرک میرزا نے اُس کا پیچھا کرکے اُسے گرفتار کیا اور اُسکا سر تن سے
جدا کرکے اس گمان پر میرزا حیدر کے پاس لارمین لایا کہ وہ محظوظ اور خوش ہوگا لیکن عبدی زینا اُسکا
سر پر خون دیکھکر طیش مین آیا اور دربار سے اُٹھا اور یہ بات کہی کہ عہد و پیمان کے بعد اس کا قتل کسی طرح
لائق نہ تھا میرزا حیدر ترک نے جواب دیا مین اس واقعہ سے آگاہی نہین رکھتا اُس کے بعد میرزا حیدر
ترک کستوار کی سمت متوجہ ہوا اور بندگان کوکا اور محمد ماکری اور میرزا احمد اور یحیی زینا کو ہراول
کرکے خود موضع جہاپور مین جو کستوار کے نزدیک ہے وارد ہوا اور جماعت ہراولون نے تین روز کا راستہ
ایک روز مین طے کیا اور موضع دہلوت مین جو دریاے مارما کے ساحل پر واقع ہے پہونچے اور جو لشکر
کستوار کا دریا کے اُس پار تھا لڑائی تیر و تفنگ کی طرفین سے شروع ہوئی کوئی شخص دریا سے عبور
نہ کرسکتا تھا دوسرے دن میرزا حیدر ترک کے سپاہی وغیرہ راہ راست سے انحراف کرکے چاہتے
تھے کہ کستوار مین داخل ہووین جب موضع دھار مین پہونچے آندھی تند اُٹھی اور گرد و غبار سے جہان
تاریک ہوا مردم دھار ہجوم کرکے اُنکے سر پر آئے بندگان کوکا کہ نام ایک سردار کا ہے اور وہ نہایت
لائق اور عمدہ تھا مع پانچ مرد اہل نبرد مقتول ہوا اور بقیۃ السیف ہزار محنت اور خرابی کے بعد میرزا حیدر
...کی خدمت مین حاضر ہوئے اور میرزا حیدر ترک وہان سے برآمد ہوکر ۹۵۵ھ نوسو پچپن ہجری مین
تبت کی طرف متوجہ ہوا اور راجوری کو کشمیریون کے قبضہ سے برآوردہ کرکے محمد نظر میر اور ناصر علی کو
...ست فرمایا اور پکھلی کہ نام محال کا ہے عبداللہ کو اور تبت خرد پر ملا قاسم کو مقرر کیا اور تبت کلان کو

ترک غلبہ پاکر متصرف ہوا اور میرزا حیدر کی حکومت کا خطبہ اور سکہ بنام نامی جنت آشیانی نصیرالدین محمد ہمایون بادشاہ کے تھا

ذکر میرزا حیدر ترک کے تسلط کا مملکت کشمیر پر

واضح ہو کہ ۹۴۸ھ نوسو اڑتالیس ہجری میں جب جنت آشیانی نصیرالدین محمد ہمایون بادشاہ شیر شاہ افغان سور سے شکست پاکر لاہور میں آیا تھا ملک ابدال ماکری اور زنگی چک اور بعضے اعیان مملکت کشمیر نے شاہ ممدوح کو عرضداشت کشمیر لینے کی ترغیب میں لکھکر میرزا حیدر ترک کے ذریعے سے بھیجی تھی آنحضرت نے میرزا حیدر ترک کو اس طرف رخصت کر کے فرمایا کہ تو پیشتر روانہ ہو میں بھی پیچھے سے آتا ہوں جب میرزا حیدر ملک بہیر میں کہ نام ایک مقام کا ہے پہونچا تو وہاں ملک ابدال ماکری ور زنگی چک آکر شامل ہوگئے اور میرزا حیدر کے ہمراہ تین چار ہزار سوار سے زیادہ نہ تھے لیکن جب راجوری میں پہونچا تو ملک کاجی چک جو کشمیر کا حاکم تھا مع تین چار ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادے نکل کر تنگ میں آیا اور محافظت اور دشمن کی سد راہ کے واسطے ناکوں پر جا بجا مورچے تیار کیے میرزا حیدر ترک وہ راستہ چھوڑ کر بہیم کی طرف سے روانہ ہوا اور ملک کاجی چک نے اور راستے اور اس راستہ کی محافظت کی میرزا حیدر ترک پہاڑ کو طے کر کے نعرے کشمیر میں داخل ہو کر یکایک شہر سری نگر پر قابض ہو گیا اور ملک ابدال ماکری اور زنگی چک استقلال پاکر مہمات کو انجام دیتے تھے اور حیدر پرگنے میرزا کی جاگیر کے واسطے مامور ہوئے اتفاقات سے انہیں دنوں میں ملک ابدال ماکری کا پیمانہ عمر آب لقا سے لبریز ہوا اسوقت زیست سے مایوس ہو کر اپنے بیٹوں کے واسطے میرزا حیدر ترک سے سفارش کر کے ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی جب میرزا حیدر ترک کشمیر میں داخل ہوا ملک کاجی چک شیر شاہ افغان سور کے پاس ہندوستان کی طرف گیا پانچ ہزار سوار جن کے حسین شروانی اور عادل خاں سردار تھے مع دو فیل کمک کے واسطے لایا اور میرزا حیدر ترک بھی باتفاق زنگی چک اسکے مدافعہ کے واسطے متوجہ ہوا اور فریقین نے موضع وہ دیار اور موضع کاوہ میں صف حرب آراستہ کیں اور تنور حرب گرم ہوا اور نسیم فتح میرزا حیدر ترک کے پرچم پر چلی شیر شاہ افغان کے امرا اور ملک کاجی چک نے ہزیمت پائی اور ملک کاجی چک نے بہرام کلہ میں استقامت کی اور ملا محمد یوسف خطیب مسجد جامع سری نگر نے اس لڑائی کا مادہ تاریخ فتح بگیرد کہا اور ۹۵۰ھ نوسو پچاس ہجری میں میرزا حیدر ترک نے قلعہ اندرکوٹ میں اقامت کی اور چونکہ وہ زنگی چک کی طرف سے بدگمان ہوا تھا زنگی چک بھاگ کر ملک کاجی چک کے پاس گیا پھر دونوں اتفاق کر کے ۹۵۱ھ نوسو اکاون ہجری میں میرزا حیدر ترک کے مدافعہ اور اخراج کے واسطے سری نگر کی طرف متوجہ ہوئے اور بہرام چک یعنی زنگی چک کا بیٹا سری نگر میں پہونچا اور میرزا حیدر

شاہزادہ سکندر خان کے عقد ازدواج مین لاوے اور کشمیر لون کو جو مغلون نے اسیر کیا ہی رہا کرین
اور کاشغری اس صلح سے راضی ہو کر کاشغر کی طرف متوجہ ہوے اور پریشانی جو کشمیر مین واقع ہوئی
تھی ساتھ امن اور آسودگی کے مبدل ہوئی اور اُس سال مین دو ستارے ذات الاذناب یعنے
دم دار طلوع ہوے اُنھین دنون مین قحط عظیم پیدا ہوا اکثر خلائق بھوک کی شدت سے ہلاک ہوئی
اور باقی جو زندہ رہے تھے اُنھون نے جلا وطنی اختیار کر کے دور دراز سفر کیا اور دیجو کا قصہ
جس نے قتل عام کیا تھا آدمیون کے دلون سے فراموش ہوا یعنے اس حادثہ کے مقابل آسان
دکھائی دیتا تھا خدا بھوک کی بلا سے جمیع خلائق کو محفوظ رکھے اور اس قحط نے دس ماہ کا طول کھینچا
جب فصل میوہ کی پہونچی خلق کو فی الجملہ آسودگی ہوئی اور اسی وقت مین ملک کاجی چک اور ملک
ابدال ماکری کے درمیان رنجش آئی ملک کاجی چک شہر سے برآمد ہو کر زین پور مین مقیم ہوا اور ملک
ابدال ماکری نے منصب وزارت پر قیام کیا اور حکام اور عمال رعایا پر جو چاہتے تھے کرتے تھے
کوئی شخص داد رسی نہ کرتا تھا بعد چند روز کے محمد شاہ تب محرق مین کہ مراد مرض الموت سے ہی
مبتلا ہوا اور جس قدر زر نقد رکھتا تھا محتاجون پر تقسیم کیا لیکن قضاے الٰہی سے جانبر نہوا
مدت اس کی شاہی کی پچاس سال تھی

ذکر سلطان شمس الدین بن محمد شاہ کی فرمانروائی کا

ظاہرا سلطان شمس الدین بعد وفات اپنے باپ کے تخت شاہی پر متمکن ہوا لیکن وزرا کی فہمائش سے
تمام ولایت امرا پر تقسیم کی اور اہل کشمیر اُس کے جلوس سے نہایت راضی اور خوش دل ہوئے اور تھوڑے
عرصہ مین ملک کاجی چک اور ابدال ماکری سے باہم نزاع ہوئی ملک کاجی چک شاہ کو ملک ابدال ماکری
کے مدافعہ کے واسطے کوسوار کی طرف لے گیا اور ملک ابدال بھی جمعیت تمام بہم پہونچا کر شاہ کے
مقابل آیا آخر کو صلح ہوئی ملک ابدال ماکری کمراج مین کہ اُس کی جاگیر تھی گیا اور سلطان شمس الدین
اور ملک کاجی چک نے سری نگر کی طرف معاودت کی اور پھر چند روز کے بعد ملک ابدال ماکری
سر بادشاہ کی اطاعت سے پھیر کر فساد پر آمادہ ہوا اور ولایت کمراج مین فتور اور خلل برپا کیا لیکن
اس مرتبہ بھی آتش فساد آسانی سے ساکن ہوئی الغرض اس بادشاہ کا احوال تاریخ کشمیر مین اس سے
زیادہ دریافت نہوا لہذا اسی پر اکتفا کی زمانہ شاہی اُسکا تشخیص نہ ہوا

مشرف ہونا نازک شاہ کا دوبارہ کشمیر کی شاہی پر

بعد باپ کے اس کا بیٹا نازک شاہ مسند شاہی پر جلوہ گر ہوا لیکن ابھی پانچ چھ ماہ کا عرصہ نہ گذرا تھا کہ میرزا حیدر

سے آئے تھے کشمیر کی تسخیر پر مامور کیا اور جب مغلوں کی فوج کشمیر کے قریب پہونچی تمام کشمیری اُن کے خوف سے مال و اسباب اپنا مکانوں میں چھوڑ کر کوہستان کے سمت بھاگ گئے اور مغل کی افواج نے کشمیر کو تاراج کیا اور آگ لگائی اور بعضے کشمیری جو پہاڑوں سے مغل کے مقابلہ کو آئے تھے مارے گئے اور ابدال ماکری کو اول یہ گمان تھا کہ ملک کاجی چک لشکر مغل کے ہمراہ ہے جب اُسے یقین ہوا کہ وہ مغلوں میں داخل نہیں ہے اتحاد اور یگانگی اظہار کر کے اُسے مع لڑکوں اور بھائیوں کے طلب کر کے عہد و پیمان درمیان میں لایا یہ امر کشمیریوں کی قوت کا سبب ہوا اور جنگ پر ہمہ تن آمادہ ہوے اور اتفاق کر کے مغلوں سے خوب لڑے اور مغل تاب مقاومت نہ لا کر اپنے ملک کی طرف راہی ہوے اور بعد چند عرصہ کے ملک کاجی چک ملک ابدال کا مکر اور غدر اور غرور مشاہدہ کر کے وہاں کے رہنے سے مایوس ہو کر پیر کی طرف گیا اور سال ۹۳۹ھ نو سو انتالیس ہجری میں شاہ سعید سلطان کاشغر نے اپنے فرزند شاہزادۂ سکندر خان کو میرزا حیدر کاشغری کے ہمراہ مع بارہ ہزار مردِ تمت اور لار کے راستہ سے کشمیر پر بھیجا اور کشمیری اُس کی بہادری اور شوکت کا آوازہ سنکر کشمیر خالی کر کے بے جنگ ہر ایک اطراف میں بھاگ گئے اور پہاڑوں میں پناہ لی کاشغریوں نے ولایت کشمیر میں داخل ہو کر عمارات عالیہ کو جو شاہان سالق سے یادگار تھیں مسمار کر کے خاک برابر کیں اور شہر میں آگ لگائی اور خزانہ اور دفینہ جو زمین میں تھے سب کو تلاش کر کے برآورد کیا اور تمام لشکر مال و اسباب سے معمول ہوا اور جس مقام میں کشمیریوں استقامت کی خبر پاتے تھے انھیں قتل اور اسیر کرتے تھے عرصہ تین مہینے تک یہ حال رہا اور ملک کاجی چک اور ملک ابدال ماکری اور سرداران نامی نے چکدرہ کی طرف جا کر پناہ لی اور جب وہاں صورت معذر دیکھی کھادر اور بارہ دار میں گئے اور وہاں سے مادہ کے راستہ سے پہاڑ سے اُتر کر مغلوں کے مقابلہ کو روانہ ہوے اور سکندر خان اور میرزا حیدر کاشغری بھی مع لشکر انبوہ اُن کے مقابل آئے اور جنگ عظیم واقع ہوئی کشمیر کے سرداروں میں سے ملک علی اور میر حسن اور شیخ میر علی اور میر کمال مارے گئے اور کاشغریوں سے بھی مردم خوب قتل ہوے اور کشمیری پسپا ہو کر معرکہ سے پھیرا چاہتے تھے کہ ملک کاجی چک اور ابدال ماکری نے پائے ثبات میدان کیں میں محکم کر کے اپنے کشمیریوں کو جنگ کی ترغیب اور تحریص کی اور دادِ مردی اور مردانگی دی طرفین سے آدھی بیشمار مقتول ہوئے اور چند قافلے سر اٹھا کر حرکت میں آئے وجہ اس کی سالق میں مذکور ہوئی غرضکہ صبح سے شام تک جنگ قائم رہی اور رشب کو طرفین اپنے غنیم کی سختی و شوکت خیال کرنے لگے آخر دونوں گروہ جنگ سے دستکش ہو کر صلح پر راضی ہوے پھر کاشغریوں نے صوف اور سر لاط اور اشیائے نفیسہ بطریق نسبت خویشی کی قرار دی اور محمد شاہ نے بھی ملک ابدال ماکری اور ملک کاجی چک کی معرفت صلح نامہ لکھکر مع نفائس کشمیر کاشغریوں کے پاس بھیجا اور یہ قرار پایا کہ محمد شاہ اپنی دختر

ابراہیم شاہ کے اور ملک تازی اور شیر ملک وغیرہ کہ ہر ایک رتبہ عظیم رکھتے تھے قتل ہوئے اور ملک کاجی چک مضطرب ہو کر شہر کی طرف بھاگ گیا اور جب وہان بھی سفر کی صورت نظر نہ آئی پہاڑون کے سمت راہی ہوا اور ابراہیم شاہ کا کچھ احوال دریافت نہ ہوا کہ وہ کیا ہوا اور کہان گیا مدت اس کی بادشاہی کی آٹھ مہینے اور پانچ روز تھی

ذکر نازک شاہ بن ابراہیم شاہ بن محمد شاہ کی سلطنت کا

اُس نے اپنے دادا اور باپ کے بعد شہر سری نگر مین جلوس کیا اور مردم کشمیر کو جو مغلون سے متوہم تھے انھین دلاسا دے کر مطمئن کیا اور کشمیری اُس کے جلوس سے خوش ہوئے اور شہر سے برآمد ہو کر نوشہر مین جو قدیم سے شاہان کشمیر کا پایہ تخت تھا استقامت کی ابدال ماکری کو منصب وزارت دے کر وکیل مطلق کیا اور ابدال ماکری ملک کاجی کا پیچھا چیل نگری تک کر کے پلٹ آیا اور جب معلوم ہوا کہ وہ دستیاب نہو گا ولایتون کی تقسیم شروع کی چنانچہ بعد تقرری خالصہ تمام ولایت کے چار حصہ قرار پائے ایک حصہ ابدال ماکری اور ایک حصہ شیخ میر علی کو دیا اور باقی دو حصہ سپاہ کو واگذاشت ہوئے اور بابر شاہ کے ملازمون کو تحنت و ہدایا بہت دے کر ہند کی طرف رخصت کیا اور پیغام عتاب آمیز ملک کاجی چک کو بھیجکر محمد شاہ کو اپنے پاس طلب کیا اور شیخ میر علی نے وہان جا کر محمد شاہ کو لوہر کوٹ کے قلعہ سے برآورد کیا اور دونون باتفاق کشمیر مین آئے اور ملک کاجی چک کے آنے کی ممانعت کی محمد شاہ چوتھی مرتبہ تخت پر متمکن ہوا

جلوہ گر ہونا محمد شاہ کا چوتھی مرتبہ مملکت کشمیر پر

محمد شاہ تخت پر بیٹھکر شکر خدا تعالیٰ بجا لایا پھر نازک شاہ کو کہ بیس سال اور بیس روز بادشاہی کی تھی اپنا ولیعہد کیا اور اس سال مین فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ نے عالم فانی سے انتقال کیا جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے سریر شاہی پر اجلاس فرمایا اور جب محمد شاہ کا زمانہ ایک سال باقی رہا ملک کاجی چک کہ ولایت کوہستان مین گیا تھا جمعیت انبوہ اُس ولایت سے بہم پہونچا کر کھرار کے اطراف مین آیا اور ملک ابدال ماکری نے سبقت کر کے جنگ کی ملک کاجی بھاگ کر بھیرین گیا اور جو کہ اُن دنون مین کامران میرزا ولایت پنجاب پر غلبہ تمام رکھتا تھا شیخ علی بیگ اور محمد خان مغل جنھون نے کہ بعد فتح کشمیر ابدال ماکری سے رخصت کرنے سے مراجعت کی تھی کامران میرزا کی خدمت مین آکر عرض پرداز ہوئے کہ جو ہم تمام ولایت کشمیر سے خبر دار ہین اگر آپ تھوڑی سی توجہ فرمائین وہ ولایت نہایت آسانی سے دستیاب ہو گی کامران میرزا نے محرم بیگ کوکہ کو سپہ سالار کر کے ہمراہ اُن امرا کے جو کشمیر

راضی ہوا اور پھر عہدۂ وزارت اُسکو تفویض فرمایا اور اسکندر خان کی آنکھوں مین سلائی پھیری اور خود چشم رحم زمانہ سے مطمئن ہوا ابراہیم خان بیٹا محمد شاہ کا جو اپنے باپ کے ہمراہ ابراہیم شاہ لودھی کے پاس دہلی گیا تھا شاہ ابراہیم لودھی نے اُسے اپنی خدمت مین نگاہ رکھا اور اُسکے باپ محمد شاہ کو مع لشکر بسیار رخصت کیا تھا اُس وقت مین بادشاہ ابراہیم لودھی کے حادثہ کے سبب کشمیر مین آیا اور ملک کاجی چک کہ بادشاہ سے اسکندر خان کی آنکھوں مین سلائی پھیرنے سے رنجیدہ تھا پہلے اُسکے متوسلون کو جس بہانہ سے کہ ممکن تھا قید کیا اُسکے بعد شاہ کو مقید کرکے ابراہیم خان کو تخت پر بٹھایا محمد شاہ کی مدت سلطنت اس مرتبہ گیارہ سال اور گیارہ ماہ اور گیارہ دن رہی

ذکر ابراہیم شاہ بن محمد شاہ کی شاہی کا

ابراہیم شاہ جب تخت پر بیٹھا ملک کاجی چک کو بدستور اول وزیر مستقل کیا اور ابدال ماکری بیٹے ابراہیم ماکری کا بیٹا کہ ملک کاجی چک کے دست ظلم سے ہند کی طرف گیا تھا اس وقت فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوکر عرض پرداز ہوا کہ بندہ دشمنون کے غلبہ سے اس درگاہ مین پناہ لایا ہی اگر حضرت میرے حال شکستہ بال پر نظر توجہ مبذول فرماکر ایک لشکر سے امداد فرماوین کشمیر کو سگان اعلیٰ کے واسطے سہل ترین وجہ سے تسخیر کردون آن حضرت نے اُسکی صورت اور سیرت مشاہدہ کرکے بزبان تلطف فرمایا کہ تعجب ہی جنگل مین بھی ایسے لایق آدمی بہم پہونچتے ہین یہ فرماکر پہلے اُسے خلعت اور اسپ سے سرفراز کیا پس بہت سپاہی اُسکی ہمراہی کے واسطے تعین کیے اور شیخ علی بیگ اور محمود خان کو سردار اس لشکر کا کیا جب ابدال ماکری نے دیکھا کہ کشمیری مغلوں سے تنفر کرتے ہین مصلحتاً نام شاہی کا نازک شاہ بن ابراہیم پر رکھکر کشمیر کی طرف متوجہ ہوا اور اس طرف سے ملک کاجی چک نے ابراہیم شاہ کو ہمراہ لیکر موضع سلاح پرگنہ بانکل مین لشکرگاہ کیا اور طرفین ایک دوسرے کے مقابل فروکش ہوے ابدال ماکری نے ملک کاجی چک کو یہ پیغام بھیجا کہ مین فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ کی خدمت مین جاکر مدد لایا ہون شوکت اور صلابت اُس بادشاہ کی اس درجہ ہی کہ بادشاہ ابراہیم لودھی کو جو پانچ لاکھ مرد اہل نبرد رکھتا تھا اُسے طرفۃ العین مین خاک برابر کیا خیریت اسی مین ہی کہ تو جلد اپنے تئین اُس بادشاہ فلک بارگاہ کے سلک دولتخواہون مین منتظم کر اور اگر یہ دولت تیرے نصیب نہین ہی اس لشکر ظفر پیکر سے مقابلہ کر کہ وقت مہلت اور غفلت کا نہین ہی ملک کاجی چک اُس وقت سید ابراہیم خان اور شیر ملک اور ملک تازی کو تین فوج کا سردار کرکے جنگ کے واسطے برآمد ہوا اور طرفین مین معرکہ شدید اور مقاتلۂ عظیم واقع ہوا آدمی بہت مارے گئے اور امراے نامدار

اُکی شوہر سے ۔ سر منکر ہوئی پھر تینون شخص ملک کاجی کے پاس داد خواہ ہوے اور چونکہ اُن مین سے کوئی شخص گواہ اپنے دعوے کے موافق نہ رکھتا تھا اس قضیہ کی تحقیقات اور تشخیص دشوار ہوئی آخر کو ملک کاجی نے اُس عورت سے یہ بات کہی کہ تو سچ کہتی ہے اور یہ محرر جھوٹا ہے تھوڑا پانی میری دوات مین ڈال دے تو مین تیرے واسطے ایسی دست آویز لکھدون کہ بعد اسکے اُس کو تجھ سے کچھ سروکار نرہے عورت اُٹھی اور جسقدر پانی کہ ضرور تھا دوات مین ڈالا ملک نے کہا اور ڈال اُس نے تھوڑا پانی کہ سیاہی کو ضائع نہ کرے ڈالا اور اس عمل مین کمال احتیاط بجالائی اُس وقت ملک کاجی نے حاضرین سے کہا کہ اس کی احتیاط اور ہوشیاری سے یقین ہوتا ہے کہ یہ عورت لکھنے والے کی ہے عورت نے بھی آخر کو اقرار کیا کہ یہ نولیسندہ میرا پہلا خاوند ہے قضیہ فیصل اور مناقشہ دور ہوا الغرض جب محمد شاہ نے استقلال تمام بہم پہونچایا فتح شاہ کے اکثر امرا کو مثل سیفی دانگری وغیرہ کو تیغ سیاست سے قتل کیا اور سنکر زینا قضائے الٰہی سے فوت ہوا اور فتح شاہ کی نعش اُس کے نوکر ہندوستان سے کشمیر مین لائے محمد شاہ اس کے استقبال کو گیا اور شاہ زین العابدین کے مقبرہ کے اطراف مین دفن فرمائی اور یہ واقعہ سنہ ۹۲۲ نوسو بائیس ہجری مین واقع ہوا جب ملک کاجی جگ نے ابراہیم ماکری کو قید کیا اس کا بیٹا ابدال ماکری بعضے مردم ہند کے اتفاق سے اسکندر خان بن فتح شاہ کو شاہ بناکر کشمیر مین لایا اور محمد شاہ اور ملک کاجی جگ نول پور پرگنہ ماہکل مین سنہ ۹۳۱ نوسو اکتیس ہجری مین مخالفون کی جنگ کے واسطے وارد ہوئے اسکندر تاب مقاومت نہ لایا قلعہ کام مین پناہ لی اور ملک کاجی نے اُسے محاصرہ کیا اور چندروز فریقین کے درمیان مین جنگ قائم رہی اس درمیان مین امراے سلطان بقصد بغاوت سلطان سے جدا ہوکر سکندر شاہ کے پاس حاضر ہوے ملک کاجی نے اپنے بیٹے مسعود نام کو اُن کے مقابلہ کو بھیجا وہ جنگ مردانہ کرکے مارا گیا لیکن فتح مسعود کے ہمراہیون کو ہوئی اور اسکندر خان ناکام قلعہ ناکام چھوڑ کر نکل گیا اور ملک کاجی جگ قلعہ مین داخل ہوا اور تمام ماکری ورق گنجیفہ کی طرح ابتر اور پریشان اسکندر خان کے پیچھے روانہ ہوے اور محمد شاہ نے منصور اور مسرور ہوکر اپنی دارالحکومت کی طرف مراجعت کی اور صاحب استقلال ہوا اور اس عرصہ مین شاہ کا مزاج دشمنون کی بدی اور بدگوئی کے سبب ملک کاجی سے منحرف ہوا اور ملک کاجی جگ متوہم اور ہراسان ہوکر راجوری کے سمت راہی ہوا اور اُس طرف کے راجاؤن کو اپنا مطیع اور فرمانبردار کیا اُس وقت مین اسکندر خان جو محمد شاہ سے شکست پاکر گیا تھا اب باتفاق ایک جماعت مغلان فردوس مکانی ظہیرالدین محمد بابر شاہ کے آکر لوہر کوٹ پر متصرف ہوا اور ملک باری بھائی ملک کاجی جگ کا اس امر سے خبردار ہوکر اس کے مقابلہ کو گیا اور بعد جنگ اُسے دستگیر کرکے محمد شاہ کے پاس بھیجا شاہ اس دولتخواہی کے سبب ملک کاجی جگ سے

اور فتح شاہ ہیرہ پور کے راستہ سے ہندوستان کی طرف گیا اور منقول ہو کہ فتح شاہ نے نو سال بادشاہی کی تھی کہ یہ واقعہ وقوع میں آیا +

ذکر محمد شاہ کی دوبارہ حکومت کا کشمیر پر اور بیان اُس وقت کے واقعات کا

محمد شاہ جب دوبارہ تخت شاہی کشمیر پر متمکن ہوا ابراہیم ماکری کو وزیر مطلق اور اسکندر خان کو جو شاہ شہاب الدین کی اولاد سے تھا ایا تو بعید کیا اور ابراہیم ماکری کے بیٹوں نے ملک اچھی کو کہ اُسکے پاس تھا قید خانہ میں جا کر قتل کیا اور فتح شاہ عرصہ قلیل میں جمعیت کثیر بہم پہونچا کر پھر کشمیر کی طرف متوجہ ہوا اور محمد شاہ تاب اُسکے مقابلہ کی نہ لاکر بے جنگ بھاگا مدت اسکی سلطنت کی اس مرتبہ نو ماہ اور نو روز تھی -

ذکر فتح شاہ کی دوبارہ شاہی پانے کا +

فتح شاہ دوبارہ کشمیر پر متصرف ہوا اور جہانگیر کو جو فرقہ مدرہ سے تھا وزیر مطلق اور سکر ریا کو دیوان کل کیا اور سپاہ اور رعیت کے رفاہ کے واسطے عدل و انصاف کو مروج کیا اور محمد شاہ ہزیمت کھا کر شاہ سکندر لودھی کے پاس دہلی میں گیا اور شاہ موصوف نے لشکر بسیار اُس کے امداد کے واسطے بھیجا اور جہانگیر مدرہ فتح شاہ سے رنجیدہ ہو کر محمد شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُسے راجوری کے راستہ سے کشمیر کی سمت لے گیا فتح شاہ نے جہانگیر ماکری کو اپنی فوج کا ہراول کر کے محمد شاہ کی جنگ کو بھیجا اور فتح شاہ کے لشکر نے شکست کھائی اور جہانگیر ماکری مع فرزند اس معرکہ میں مارا گیا اور فتح شاہ کے امراے معتبر سے ملی شاہ وغیرہ اُس کی رفاقت چھوڑ کر محمد شاہ کی ملازمت میں داخل ہوے فتح شاہ ناچار ہو کر ہندوستان کی طرف بھاگ گیا اور اسی سر زمین پر فوت ہوا اس مرتبہ مدت اُسکی شاہی کی ایکسال اور ایک ماہ تھی

تذکرہ سلطان محمد شاہ کی تیسری مرتبہ حکومت پر متمکن ہونے کا

نقل ہو کہ اس مرتبہ محمد شاہ نے سر پر جلاس کر کے نقارے شادیانہ کے بجائے اور سکر ریا کو جو فتح شاہ کے امراے معتبر سے تھا قید کیا اور ملک کاجی چک کو کہ فراست اور شجاعت میں موصوف اور معروف تھا منصب وزارت پر مخصوص فرمایا ملک کاجی مقدمات قضایا فیصل کرنے میں فراست عظیم رکھتا تھا از انجملہ ایک یہ ہو کہ ایک مجرد کی ایک زوجہ تھی اور وہ بحسب اتفاق اُس عورت سے جدا ہو کے دور رہا عورت نے اُس کی غیبت میں بے صبری کر کے دوسرا شوہر کیا بعد اُس کے جب وہ مجرد سفر سے آیا اُس سے اور دوسرے شوہر سے مناقشہ بہم پہونچا اور عورت نے شوہر اول کی تکذیب کی اور اُس

کے محمد شاہ کو زمینداروں نے گرفتار کرکے فتح خان کے سپرد کیا اور اُس وقت دس سال اور سات ماہ اُس کی شاہی سے منقضی ہوئے تھے اور فتح خان اُسے مع اپنے بھائیون کے دیوانخانہ مین نگاہ رکھتا تھا اور حکم دیا تھا کہ تمام سامان عیش و عشرت اور اکل و شرب اور جمیع ضروریات اُس کے واسطے مہیا رکھین اور سیفی و انکری اُس کی خدمت مین قیام کرکے کوئی دقیقہ تعظیم و تکریم کا فرو گذاشت نہ کرتے تھے ؛

ذکر فتح شاہ بن آدم خان کی حکومت مرتبہ اول کا

فتح خان بن آدم خان ۸۶۴ھ آٹھ سو چونسٹھ ہجری مین اپنا فتح شاہ خطاب رکھکر سریر شاہی پر متمکن ہوا اور سیفی و انکری کو اپنے مہمات کا مدار المہام کیا اس وقت مین میر شمس یعنی شاہ قاسم انوار بن سید محمد نوربخش کا مرید عراق سے کشمیر مین آیا اور خلائق کا محل اعتقاد ہوا اور اس کے مریدون کے مصارف کے واسطے مواضع وقف ہوئے اور خانقاہ اور املاک رہنے کو ملی اور صوفی معابد کفار کی خرابی اور ویرانی مین کوشش کرتے تھے اور کوئی انھین مانع نہو سکتا تھا غرضکہ بعرصہ قلیل مین مردم کشمیر خصوصاً ملا لشہ چک میر شمس کے مرید ہوئے اور لباس تصوف مین اس کا مذہب کہ مذہب شیعہ تھا اختیار کیا اور اکثر لوگ اُس نواح کے اُس مذہب مین داخل ہوئے اور بعضے کہ جاہل تھے اور میر شمس کے رمز اور باریکی نہ سمجھتے تھے اُسکے بعد وفات ملحد ہوئے اور ما درا اس کے امرا کے درمیان نزاع اور خصومت بہم پہونچی دیوانخانہ سلطانی مین آن کر بطور خانہ جنگی ایک نے دوسرے کو قتل کیا ملک اچھی اور زینا کہ فتح خان کے اعیان سے تھے محمد خان کو مجلس سے برآوردہ کرکے بارمولہ مین لائے جب اُس مین رشد کے آثار مشاہدہ ہوئے اس حرکت سے نادم ہو کر چاہا کہ پھر محمد شاہ کو گرفتار کرکے فتح خان کے سپرد کرین محمد شاہ یہ خبر سُنکر اپنے باپ کی جاگیر کی سمت راہی ہوا اور بعد اسکے فتح شاہ نے ولایت کشمیر کو درمیان اپنے اور ملک اچھی اور سنکر کے برابر تقسیم کی اور ملک اچھی کو وزیر مطلق اور سنکر کو دیوان کل کیا ملوک ملک اچھی قضایا کے فیصل کرنے مین فراست کی تیزی سے نہایت دستگاہ رکھتا تھا از انجملہ یہ ہے کہ دو شخص ایک پچک باریک ریشم کے واسطے آپس مین نزاع رکھتے تھے ہر ایک کہتا تھا کہ یہ پچک میری ہے جب یہ قضیہ ملک اچھی کی ساعت مین وارد ہوا تھا خصمین سے یہ سوال کیا کہ یہ پچک انگلی پر لپٹی ہے یا لتہ پر مدعا علیہ نے جواب دیا انگلی پر اور مدعی نے عرض کی کہ لتہ پر جب کھولی گئی معلوم ہوا کہ انگلی پر لپٹی تھی القصہ جب ایک مدت فتح خان کی شاہی سے منقضی ہوئی ابراہیم یعنی جہانگیر ماکری کا بیٹا جسے منصب باپ کا تفویض ہوا تھا محمد شاہ کی خدمت مین جاکر ہندوستان سے تحریف کرکے ولایت کشمیر پر چڑھا لایا اور تھوڑا سا لڑکے ۔۔۔ اتفاقاً ۔۔۔ اُس سے اور فتح شاہ سے جنگ شدید واقع ہوئی اور فتح شاہ کے لشکر نے شکست پائی

تھا کہ جہانگیر ماکری سب سے پیشتر آن کر مجھ سے ملاقات کرے اور جہانگیر ماکری اس خیال سے کہ مخالف اول
نے پیشتر جا کر فتح خان سے ملاقات کی ہو حاضر ہوا محمد شاہ کو کشمیر سے ہمراہ لے کر میدان کو سوار ہمراہ فوج کثیر
ہوا اور فتح خان نے بھی ہیرہ پور کے راستہ ادون کی نواحی میں پہونچکر دریا پر قبضہ کیا اور شاہ کے
مقابل آیا اور طرفین سے صفوف جنگ آراستہ ہوئیں اور تنور حرب گرم ہوا پہلے فتح خان نے غلبہ کیا قریب
تھا کہ لشکر سلطان کا متفرق اور پریشان ہووے آخر جہانگیر ماکری نے پائے ثبات زمین معرکہ میں
محکم کر کے پچاس مرد نامی اور جرار فتح خان کے لشکر کے قتل کیے اور فتح خان کا لشکر شکست کھا کر
متفرق ہوا اور قریب تھا کہ فتح خان جہانگیر ماکری کے تعاقب سے گرفتار ہووے کہ ایک منافق
نے اثنائے تعاقب میں یہ خبر دروغ مشہور کی کہ سلطان محمد شاہ کو مخالفوں نے گرفتار کر لیا جہانگیر
یہ خبر سن کر اس کے تعاقب سے باز رہا اور سلطان نے مظفر اور منصور ہو کر کشمیر کی طرف معاودت فرمائی
اور ملک ناری بھٹ کو اون زمینداروں کے مواضع کی تاراجی کے واسطے جنہوں نے فتح خان کو جلدی کمک
بھیجا اور فتح خان کہ غائب تھا پھر بہرام کلہ کے نواح میں کہ مواضعات کشمیر سے ہے ظاہر آیا اور
دوبارہ جمعیت بہم پہونچا کر کشمیر کی تسخیر کو آیا جہانگیر ماکری مع لشکر انبوہ اس کے مقابلہ کے
واسطے برآمد ہوا اور موضع کھوا کے میدان میں کہ پرگنہ ناکام سے ہے داخل ہوا اور پیر جو فتح خان
کا خدمتگار تھا اس وقت فرصت پا کر شہر کی طرف گیا اور سیفی اور ڈانگری کو جو مع جماعت کثیر
امرا قید تھے سب کو قیدخانہ سے رہا کر دیا جہانگیر ماکری ان کی رہائی سے غمگین ہوا اور فتح خان
سے صلح کا ارادہ کیا اور راجوری کے راجہ کو کہ فتح خان اس کی مدد کو آیا تھا پیغام کیا کہ فتح خان
کے لشکر میں تفرقہ ڈالے اور راجوری کے راجہ اور جہانگیر ماکری نے متفق ہو کر فتح خان
کو شکست دی اور ہیرہ پور تک اس کا پیچھا کیا اور فتح خان نے ملک جمو کو جا کر فتح کیا اور لشکر کثیر
اور جمعیت عظیم بہم پہونچا کر دوبارہ بہ نیت تسخیر کشمیر کے آیا اور جہانگیر ماکری نے سیدوں کو جو قبل اسکے
نکال دیا تھا تسلی اور دلاسا کر کے طلب کیا پھر سلطان اور فتح خان سے جنگ عظیم ہوئی اور سیفی ڈانگری
بھی فتح خان کی طرف سے جنگ مردانہ بلکہ رستمانہ کی اور سلطان کی سمت سے سیدوں نے خوب
دادمردی اور مردانگی دی اور ایک جماعت کثیر ان میں سے مدرجہ شہادت فائز ہوئی اور جو کہ انمیں
سے باقی رہی سلطان اور جہانگیر ماکری کی محل اعتماد ہوئی اور اس مرتبہ بھی فتح خان شکست پا کر
بھاگ گیا اور پھر ایک لشکر انبوہ فراہم کر کے کشمیر پر چڑھائی کی اور غالب ہوا۔ **بیت**

گل شادی اگر خواہی رخار غم مکش دامن | قدم گر طالب گنجی لگام اژدہا درنہ

اور یہ نوبت ہوئی کہ سلطان محمد شاہ کے پاس کوئی نہ رہا اور خزانے اس کے لٹ گئے اور جہانگیر
ماکری زخمی ہو کر کسی طرف بھاگ گیا اور میر سید بن سید حسن فتح خان کا شریک ہوا اور بعد چند روز

اس مین رہی یہان تک کہ ودلیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی القصہ سید علی خان مع سادات دیگر مخالفون کی جنگ مین مشغول ہوا اور جابجا سے تیر و خدنگ کی لڑائی ہونے لگی طرفین سے آدمی بہت قتل ہوتے اور چور اور ڈاکو شہر کو علانیہ تاراج کرنے لگے پھر سیدون نے ایک خندق شہر کے گرد کھودکر چورون کے شر سے نجات پائی اور مکان مخالفون کے شہر یا مواضع مین جہان تھے سب کو خاک برابر کیا اور نہایت عجب اور تکبر سے محافظت اور نگہبانی نہ کرتے تھے اُس درمیان مین جہانگیر ماکری کہ لوہر کوٹ مین رہتا تھا مخالفین کے حسب الطلب پہونچا ہر چند سید اُسے صلح کا پیغام بھیجتے تھے وہ قبول نہ کرتا تھا ایک روز داؤد خان ولد جہانگیر ماکری اور شمق ماکری پل سے عبور کرکے سیدون سے لڑے داؤد خان مع اکثر مخالفین مارا گیا اور سادات خوش حال ہوے اور نقارے شادیانہ کے بجائے اور سر مخالفون سے مینار بنائی دوسرے دن سیدون نے چاہا کہ دھاوا کرکے پل سے عبور کرین مخالف سد راہ ہوے اور پل کے درمیان مین جنگ عظیم واقع ہوئی اور پل ٹوٹ گیا خلائق طرفین سے بہت غرق ہوئی اس کے بعد سیدون نے تاتار خان لودھی حاکم پنجاب کو خط لکھکر کمک کی درخواست کی چنانچہ اُس نے فوج بیشمار اُن کی مدد کے واسطے بھیجی لیکن جب لشکر اس کا جنیر کی نواح مین پہونچا وھنس نام وہان کا راجہ اُس فوج سے لڑا اور اُس نے کئی آدمی بہادر اور نامی قتل کیے مخالف یہ خبر سُنکر خوشحال ہوے اور سادات اور کشمیریون کے درمیان دوماہ تک جنگ قائم رہی آخر کو کشمیریون نے اپنی فوج کے تین ہزار کرکے آب سے عبور کیا اور چارون طرف سے بہاڑ کو گھیر لیا اور سیدون نے اُن سے مقابلہ کرکے داد مردی اور مردانگی دی اور جو جمعیت مخالفون کی بہت زیادہ تھی اکثر سیدون کے سردار قتل ہوے اور باقی منہزم ہوکر شہر مین آئے اور کشمیریون نے تعاقب کرکے ہاتھ قتل و غارت مین دراز کیا اور شہر مین آگ لگائی وہ آگ حضرت امیر کبیر میر سید ہمدانی رضی اللہ عنہ کے خانقاہ معلے کے قریب پہونچکر بجھ گئی اور خانقاہ معلے کو کچھ آسیب نہ پہونچا اور اس روز عدد مقتولون کے دس ہزار شمار ہوے تھے اور یہ واقعہ ۸۹۲ھ آٹھسو بانوے ہجری مین واقع ہوا تھا اور سید محمد بن سید حسن نے مسمی کہرائی کے مکان مین جاکر پناہ لی اور مخالف تمام ایکجا ہوکر دیوانخانہ مین بادشاہ کے مجرے اور سلام کو گئے اور شاہ کو موافق کرکے سید علی خان کو مع دیگر سادات کشمیر سے نکال دیا اور پر سرانجام کو زرخطیر دے کر رخصت کیا اور چونکہ ہر ایک کشمیری دعوے سرداری کا رکھتا تھا تھوڑے عرصہ مین اُن کے درمیان مخالفت اور دشمنی ظاہر ہوئی اور سلطنت کے انتظام مین فتور واقع ہوا اور فتح خان ولد آدم خان بن شاہ زین العابدین جب بعد وفات تاتار خان لودھی کے جالندھر سے بقصد انتزاع مملکت موروثی راجوری مین آن کر مقیم ہوا اور مردم واقعہ طلب اور جنگ جو امرا اور وزرا سے فوج فوج اُس کے پاس پہونچے وہ اُن مین سے ہر ایک کو انعام دے کر امیدوار کرتا تھا اور وہ متوقع اس امر کا

ہو کر اسے اُس ولایت سے طلب کیا سید ناصر جب کوہ پیر پنجال کے درہ کے قریب پہونچا قضائے الٰہی
سے فوت ہوا پھر شاہ نے سید حسن ولد سید ناصر کو جو حیات خاتون کا والد تھا دہلی سے طلب کیا اور
زمام اختیار اُس کے کف اقتدار میں دی سید حسن نے مزاج شاہ امرائے کشمیر سے منحرف کیا اور ایک
جماعت کثیر اعیان ملک سے قتل کی اور ملک باری کو قید کیا اور بقیۃ السیف بھاگ کر اطراف و جوانب
میں چلے گئے اور جہانگیر ماکری کہ امرائے کبار سے تھا اس نے بھاگ کر لوہر کوٹ کے قلعہ میں پناہ لی
اور بعد اس کے سلطان حسن کو کثرت جماع سے مرض اسہال طاری ہوا اور ضعف اور ناتوانی نے
اس پر غلبہ کیا زندگی سے مایوس ہو کر ارکان سلطنت سے وصیت کی کہ میرے فرزند صغیر ہیں اسلیے
یوسف خان ولد بہرام خان کو جو قید ہے یا فتح خان ولد آدم خان کو جو ہندوستان میں ہے سریر سلطنت پر
بٹھاؤ اور محمد خان کو ولیعہد کرو سید حسن نے ظاہر میں قبول کیا اور سلطان اُس مرض سے جانبر ہوا مدت
اُسکی حکومت کی معلوم نہ تھی اس واسطے قلم انداز ہوئی

ذکر محمد شاہ ولد حسن خان کی سرداری کا مرتبہ اول

محمد خان سات برس کا تھا سید حسن کی سعی سے مسند حکومت پر قائم ہوا اور جب اُس روز اُس کے روبرو تمام
اسباب طلائی اور نقرئی اور ہتھیار اور لباس اور متاع نفیسہ لائے اُس نے کسی چیز کی طرف التفات نہ کی
کمان ہاتھ میں لی حاضرین نے یہ عمل مشاہدہ کر کے اُس کی بزرگی اور مردانگی پر دلیل کی اور آپس میں کہنے
لگے کہ یہ بادشاہ امور جہانبانی میں نہایت کوشش کریگا اور اُس وقت میں سیدوں کا اس قدر عروج
اور استقلال ہوا تھا کہ کسی امرا اور وزرائے اہل خطہ کو سلطان کی ملازمت میں جانے نہ دیتے تھے
کشمیریوں نے اس امر سے تنگ آ کر ایک رات کو باتفاق راجہ جو جو تاتار خان لودھی کے خوف سے کشمیر
میں پناہ لایا تھا سید حسن کو مع تیس نفر اعیان سادات سے جو نوشہرہ کے باغ میں تھے غدر سے قتل
کیا اور آب بہت سے عبور کر کے پل توڑ ڈالا اور اس طرف جمعیت کر کے بیٹھے اور سید محمد ولد سید حسن
جو سلطان کا خالو تھا جمعیت کر کے سلطان کی محافظت کے واسطے دیوانخانہ میں آیا اور ایسی شب میں کہ فتنہ
عظیم واقع ہوا تھا ہر شخص حیران تھا غدر یہ لوگ چاہا کہ یوسف خان بن بہرام خان کو جو قیدخانہ میں تھا نکال
لیجاویں سید علی نامے ایک امرائے سادات نے اس امر سے آگاہی پا کر یوسف خان کو قتل
کیا اور ناجی بٹ کو بھی جو یوسف خان کے قتل ہونے سے تاسف کرتا تھا قتل کیا اور یوسف خان
کی والدہ نے کہ وہ جس وقت سے بیوہ ہوئی تھی دنیا کا کارخانہ ہیچ سمجھ کر تمام دن روزہ رکھتی تھی اور افطار
کے وقت جو کی روٹی تین لقمہ سے زیادہ تناول نہ کرتی تھی اپنے فرزند کی نعش بادل پاش پاش
تین روز نگاہ رکھی اور اس کے بعد دفن کی اور ایک حجرہ اُس کے مقبرہ کے قریب بنا کر مدۃ العمر

پہاڑون کے راستہ سے ولایت کمراج مین پہونچا سلطان اس وقت بقصد سیر دنیا پور مین گیا تھا یہ خبر
سُنکر اپنے چچا سے لڑنے کو سوپور کی طرف روانہ ہوا اور بعضے آدمیون نے شاہ کو سمجھایا کہ آپ کو ہند کی طرف
جانا مناسب ہی لیکن ملک احمد اسود نے اُسے جنگ کی ترغیب دیکر ہند کی روانگی سے باز رکھا شاہ کو اُسکی
رائے پسند آئی ملک تاج خان کو مع لشکر گران بہرام خان کے مقابلہ کو بھیجا اور بہرام خان اس امر کا
مترصد تھا کہ لشکر سلطانی میرا شریک ہوگا لیکن اس کے خلاف عمل مین آیا اور موضع نوبہ پور مین جنگ
شدید واقع ہوئی اور اُس حرب وضرب مین ایک تیر بہرام خان کے دہن پر لگا کہ شکست کھاکر مرتبہ کے
سمت بھاگا اور افواج شاہی اُس کے تعاقب مین روانہ ہوئی چنانچہ اُسے اور اُس کے فرزند کو گرفتار
کرلائی اور اُس کا تمام ساز وسامان لوٹ لیا اور وہ بحال خراب شاہ کے پاس پہونچے شاہ نے دونون
کو قید کیا اور چند روز کے بعد بہرام خان کی آنکھون مین سلائی پھروائی تیسرے روز مرغ روح اُسکا
قفس تن سے پھڑک کر عالم باقی کی طرف پرواز کرگیا اور زین بدر جو شاہ زین العابدین کا وزیر تھا
اور ملک احمد اسود سے تنازع رکھتا تھا اور اُس نے بہرام خان کی آنکھون مین سلائی پھرنے کے لیے
بہت کوشش کی تھی شاہ حسن نے اُس کو گرفتار کرکے اُسی سلائی سے کہ جس سے بہرام خان کو اندھا کیا تھا
اُس کور نمک کو بھی کور کیا اور وہ بھی تین برس کے بعد قید خانہ مین مرگیا۔ مصرع کار بدکردہ را سزا اینست ؎
اور ملک احمد اسود کی وزارت زین بدر کے مرنے سے جسکی یعنی استقلال حاصل ہوا اور اُس نے ملک باری
بھٹ کو مع لشکر آراستہ دہلی کی طرف بجب دیو راجہ جمو کی حمایت کے واسطے راجوری کے راستہ سے
روانہ کیا اور راجہ مذکور نے ملک باری بھٹ سے ملاقات کی ملک باری بھٹ نے لشکر انبوہ اسکی مدد
کو دیا اور وہ جاکر تاتار خان سے جو از جانب بادشاہ دہلی ولایت پنجاب اور دامن کوہ کا حاکم تھا لڑا اور اسکی
ولایت تاراج کرکے شہر سیالکوٹ کو خراب اور ویران کیا القصہ سلطان حسن کی خاتون کے بطن سے جو سید حسن
بن سید ناصر کی دختر تھی دو فرزند توام یعنے جوڑوان پیدا ہوئے سلطان نے ایک کا نام محمد رکھا اور اُسے
ملک باری بھٹ کو پرورش کے واسطے سپرد کیا اور دوسرے کا اسم حسین رکھکر ملک فیروز ولد ملک احمد
اسود کو دیا اور اُس کی تربیت کی تاکید فرمائی اور اُن دنون مین ملک احمد اور ملک باری سے ایسی رنجش
ہوئی تھی کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکتا تھا اور امرا کے درمیان مین بھی دشمنی اور خصومت باہم
پہونچی تھی یہان تک کہ بڑے بڑے معرکے واقع ہوئے رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ ایک رات کو سب
جمعیت کرکے شاہ کے دیوانخانہ مین در آئے اور دست اندازی کرکے آگ لگائی اس سبب سے
سلطان نے ملک احمد اسود کو مع عزیز واقارب اور اعوان وانصار گرفتار کرکے قید کیا اور مال اُس کا
تاراج کیا اور وہ قید خانہ مین مرگیا شاہ حسن نے سید ناصر کو جو سلطان زین العابدین کا مقرب تھا بلکہ سلطان
مجلس مین اُسے اپنے اوپر تقدیم دیتا تھا اُسے کشمیر سے نکال دیا اور چند روز کے بعد پھر مقام عنایت مین

تھے اور شاہ نے پولے نام حجام کو اپنے قرب میں ایسی خصوصیت بخشی تھی کہ جو کچھ وہ کہتا تھا شاہ اسپر عمل کرکے سر مو تجاوز نہ کرتا تھا اور وہ حجام آدمیوں سے رشوت لیتا تھا اور جس شخص سے مدظن ہوتا تھا اُس سے سلطان کا مزاج منحرف کرتا تھا اور حسن خاں کچھی کہ جس نے زیادہ تر اس کی سعیت میں کوشش کی تھی لولے حجام کے اغوا سے مارا گیا اور اُس وقت میں آدم خاں لشکر کثیر فراہم لاکر بانتزاع ملک ولایت جموں ہو جیا تھا حت اُسنے حسن خاں کچھی کی مرتبل سی فتح ہزیمت کی اور ملک دیوراجہ جمو کی برفاقت اُن معلون کے جنگ کے واسطے کہ اس نواح میں آئے تھے روانہ ہوا قصارا اُس معرکہ میں ایک تیر آدم خان کے دہن میں ایسا لگا کہ اس زخم کے صدمہ سے جانبر ہوا شاہ حیدر اُس کی خبر وفات سنکر غمگین ہوا اور نعش اُس کی جنگ گاہ سے اٹھوا کر باپ کے مقبرہ کے نزدیک مدفون کی اور جو اُن دنوں مین شاہ بسبب شرب مدام امراض صعب میں مبتلا ہوگیا تھا امراے اسکی غیبت میں بہرام خان سے اتفاق کرکے چاہا کہ اُسے تخت پر بٹھادیں اور جب یہ خبر فتح خان وار آدم خاں کو حسن شاہ کے حسب الحکم ہند کی سرحد پر جاکر بہت قلعہ فتح کیے تھے پہونچی وہ مع لشکر جرار بطریق ایلغار کشمیر میں داخل ہوا اور غنائم بے شمار شاہ کی خدمت مین لایا لیکن جو شاہ کی مزاج حرارت آیا تھا اہل غرض نے باتیں موحش کہکر شاہ کا مزاج اُس سے متغیر اور منحرف کیا اور اُسکی جانفشانی اور کوئی خدمت شاہ کو مقبول اور مسطور نہوئی القصہ ایک دن بادشاہ قصر لچکیرہ کے کرہ پر برآمد ہو کر شراب میں مشغول تھا حالت مستی میں پاؤں نے اُسکے لغزش کی اس قصر رفیع سے زمین پر گرا اور مرگیا مدت اُسکی سلطنت کی ایکسال اور دو ماہ تھی

ذکر شاہ حسن ولد شاہ حیدر کی سلطنت کا

شاہ حسن اپنے باپ کے ایک ستارہ روز کے بعد احمد اسود کی سعی کے سبب تخت شاہی کشمیر پر متمکن ہوا اور دوسرے دن اُن لوگوں کو جن سے متوہم تھا قید کیا اور سکندر پور سے نئے شہر مین جاکر استقامت کی اور خزانہ باپ اور دادا اور چچا کا آدمیوں پر نثار کیا اور احمد اسود کو ملک احمد خطاب دیکر مہمات سلطنت اُس سے رجوع کیں اور اس کے بیٹے نور وزیر کو دروارہ کا حاجب کیا اور بہرام خان اپنے فرزند کو لیکر کشمیر سے برآمد ہو کر ہندوستان کی طرف عازم ہوا اس وجہ سے سپاہ اُس سے جدا ہوئی اُس کا احوال عنقریب مذکور ہوگا اور شاہ حسن نے شاہ زین العابدین کے قواعد اور ضوابط جو شاہ حیدر کے عہد میں یک قلم موقوف اور معدوم ہوگئے تھے از سر نو زندہ کیے اور امدار کا رانھین کی سمت چھوڑا اور اُس وقت مین بعضے مفسدوں اور فتنہ انگیزوں نے بہرام خاں کے پاس جاکر اُسے جنگ کی تحریص کی اور بعضے امراے بھی اُسے معروضہ بھیجکر طلب کیا بہرام خاں ولایت کرنار سے پلٹکر

اور سلطان کی بیماری اس خبر سے روز بروز افزون ہوتی تھی اور انھین دنون اُس کے ہوش وحواس
مین فرق آیا اور بیہوشی طاری ہوئی جب ایک شبانہ روز سلطان بیہوش رہا آدم خان ایک رات
کو تنہا قطب الدین پور سے سلطان کے دیکھنے کو آیا اور لشکر اطراف شہر مین محافظت کے واسطے چھوڑا
اور وہ رات سلطان کے دیوانخانہ مین بسر کی اور حسن خان بھی کہ ایک امرا سے نامدار سے تھا اُسنے
اُسی رات امرا اور وزرا سے حاجی خان کی بیعت کروائی اور دوسرے دن آدم خان کو کسی حیلہ سے کشمیر سے نکالدیا
اور حاجی خان کو بسرعت تمام طلب کیا حاجی خان دیوانخانہ مین آیا اور سلطان کے تمام اصطبل
خاص کے گھوڑون پر متصرف ہوا اور لشکر بیشمار فراہم کرکے قلعہ کے باہر قیام پکڑا اور سلطان کے
دیکھنے کی تمنا کی لیکن دشمنون کے غدر کے اندیشے سے محل مین نہ جاسکا اور آدم خان حاجی خان
کی خبر دیوان عام کے داخلہ اور اُس کے غالب ہونے کی سنکر کشمیر سے برآمد ہوا اور بارمولہ کے
راستے سے قصد ہندوستان کا کیا اس سبب سے اس کے نوکر مایوس اور بیدل ہوکر اس سے
جدا ہوے اور زین لارک کہ حاجی خان کے ایک امرا سے معتبر سے تھا اُس نے ایک جماعت
اپنے ہمراہ لے کر آدم خان کا پیچھا کیا اور آدم خان بھی اُس کا مقابلہ کرکے خوب لڑا اور زین لارک
کے بھائیون اور عزیزون کو قتل کرکے نکل گیا اور اس وقت حسن خان بیٹا حاجی خان کا جو پنجہ مین تھا
اپنے باپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور حاجی خان نے اُس کے آنے سے قوت تمام پائی کام اُس کا بالا
ہوا اور جمعیت اور استقلال نہایت درجہ حاصل ہوئی اور سلطان زین العابدین اُنہتر برس کی
عمر مین آخر ۸۷۷ھ آٹھ سو ستتر ہجری مین فوت ہوا مدت اُسکی سلطنت کی باون برس تھی۔

ذکر حاجی خان المخاطب شاہ حیدر کی شاہی کا

حاجی خان نے اپنے باپ کے انتقال کے تین روز بعد خطاب شاہ حیدر پایا سکندر پور مین جو نوسہ کہلاتا
ہے اپنے باپ دادا کے آئین کے موافق تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور اہل استحقاق کو زر خطیر نثار فرمایا اور
اُسکے بھائی بہرام خان اور اُسکے فرزند حسن خان نے اپنے ہاتھ سے تاج سلطنت اُس کے زیب سر کرکے
خدمت مین قیام کیا **بیت** چو مرگ افگند افسرے از سرے ؛ نہد آسمان بر سر دیگرے ؛ شاہ حیدر نے
ولایت کمراج حسن خان کو جاگیر دے کر امیر الامرا اور اپنا ولیعہد کیا اور ولایت ناکام بہرام خان کو جاگیر
دے کر اُسے خوشدل کیا اور اطراف کے راجاؤن کو جو تعزیت اور تہنیت کے واسطے حاضر ہوے تھے خلعت
اور گھوڑے دے کر رخصت کیا لیکن اکثر امرا اُس سے ناراض ہوکر جاگیرون پر گئے تھے اور جو
بادشاہ ملک کے احوال سے بیخبر اور غافل تھا وزیرون سے قسم قسم کے ظلم وتعدی رعایا پر ہوتے

ہوئے اور اس کے قرار کے تحت پل سوپور کا جو دریاے بہٹ پر واقع تھا ٹوٹ گیا اور تین سو مرد اہل
بردآدم خان کے غرق ہوئے اور سلطان اُس وقت تھہرے بے آمد ہو کر سوپور کی سمت روانہ ہوا
اور رعایا کو دلاسا کر کے آب بہٹ کے اِس طرف نزول اجلال فرمایا اور دریاے بہٹ کے
اُس پار آدم خان فروکش ہوا اور اُسی وقت حاجی خان سلطان کے حسب الحکم نچھ کے راستہ
سے کہ نام ایک موضع کا ہے ارسولہ کے قریب پہونچا اور سلطان نے اپنے چھوٹے بیٹے کو جسکا نام بہرام خان
تھا حاجی خان کے استقبال کو بھیجا اور اُن دونوں بھائیوں نے آپس میں خصوصیت اظہار کی اور
آدم خان حاجی خان کے آنے سے رنجیدہ ہوا اور خوف و ہراس نے اُس پر غلبہ کیا شاہراہ کے
راستہ سے بھاگا نیلاب میں جاکر پناہ لی اور سلطان نے حاجی خان کو ہمراہ لے کر شہر کی طرف
مراجعت فرمائی اور نظر الطاف اُس پر مبذول کر کے ولیعہد کیا اور وہ بھی شب و روز کمر خدمت پر
باندھکر اخلاص و ادب میں دقیقہ نامرعی نہ چھوڑتا تھا اور تقصیرات سابق کی تلافی بوجہ احسن کر کے
ایسی شاہ کے دل میں جگہ کی کہ سلطان نے اور فرزندوں سے زیادہ تر اُس پر رعایت فرمائی اور
ایک ٹیکا اور ایک شمشیر جو جواہر قیمتی سے مرصع اور مکلل تھے اُسے مرحمت کیے اور اُس کے آدمیوں
کے واسطے مناصب اور جاگیریں مقرر فرمائیں اور چند روز کے بعد سلطان حاجی خان سے بسبب
مزاولتی مدام اور قبول نہ کرنے نصیحت کے آزردہ ہوا جب سلطان کو اسہال دموی یعنی خون کے
دست شروع ہوئے اور مزاج اُس کا حاجی خان سے متغیر ہوا مہمات شاہی معطل اور ملتوی رہے
اور اعیان حضرت نے سلطان سے پوشیدہ آدم خان کو طلب کیا اور آدم خان نے آن کر شاہ کو دیکھا لیکن
آنا اور نہ آنا اُس کا مساوی ہوا سلطان ہرگز اُس پر التفات نہ کرتا تھا لیکن آدم خان بھائیون کے
ساتھ عہد و پیمان درمیان میں لایا اور امراے بھی صلح اور موافقت کی چنانچہ خیرخواہون نے سلطان سے
عرض کیا کہ ملک خراب ہوتا ہے اپنے شاہزادوں میں سے جس کو لائق جانیں اُسے سلطنت تفویض
فرمائیں سلطان نے قبول نہ کیا اور کام تقدیر الٰہی پر چھوڑا اتفاقاً بھائیون کے درمیان رنجش بہم پہونچی
بہرام خان نے گفتگو وحشت آمیز اپنے دونوں بھائیون میں ڈالی اور آنکھیں آپس میں دشمن کیا یہانتک
کہ انھوں نے اپنا عہد توڑ ڈالا اور آدم خان سلطان سے رخصت لے کر بھائیون سے جدا ہوا اور قطب الدین پور
میں گیا اور جو اُن دنوں میں سلطان ضعف پیری اور بیماری عالت ہوئی آب و طعام کی طرف ملتفت ہوتا
تھا اس واسطے امرا اور وزرا فساد کے خوف سے شاہزادوں کو سلطان کی عیادت کو نہ جانے
دیتے تھے اور کبھی کبھی خلائق کی تسلی کے واسطے شاہ کو ایک مقام بلند پر بہ ہزار تکلیف لاکر آدمیون کو
دکھلاتے تھے اور نقارہ شادیانے کا بجاتے تھے اور ملک کو اس طور سے نگاہ رکھتے تھے القصہ حاجی خان
اور بہرام خان مسلح ہو کر آدم خان کے مدافعہ پر آمادہ ہوئے اور ہر روز اس کے مقابلہ کو جاتے تھے

ہوکر چاہا کہ شاہ کی ملازمت مین حاضر ہون لیکن اس کے سپاہیون نے نہ مانا آخر وصف جنگ درست کرکے میدان مین آیا اور آتش جنگ مشتعل ہوئی اور سردار نامی طرفین کے کام آئے اور آدم خان نے اس معرکہ مین داد مردی اور مردانگی کی دی اپنی شجاعت سے اصلا نہ پھرا اور صبح سے شام تک تنور جنگ گرم رہا آخر کو حاجی خان تاب مقاومت نہ لایا اور افواج اسکی مغلوب ہوئی اور ہیرہ پور کی سمت بھاگی آدم خان نے پیچھا کرکے اکثر مفروردن کو علفسیا تیغ خون آشام کیا اور چاہا کہ جب تک حاجی خان گرفتار نہو کسی مقام مین قیام نہ کرون سلطان نے اُسے تعاقب سے باز رکھا حاجی خان لبقیۃ السیف کو ہمراہ لے کر ہیرہ پور سے بنیر مین گیا اور زخمیون کے معالجہ مین مشغول ہوا سلطان بعد فتح کشمیر مین آیا اور مخالفون کے سرون سے ایک مینار بلند بنایا اور حاجی خان کے لشکر کے اسیرون کے لیے حکم قتل نافذ فرمایا اور ولایت کامراج کی سپاہ آدم خان کے ہمراہ نامزد فرمائی اور آدم خان اس جماعت کی کہ حاجی خان کے باعث اغوا ہوئی تھی جستجو کرتا تھا اور ان کے اہل و عیال پر نہایت ایذا اور صعوبت پہونچا کر زر خطیر وصول کرتا تھا بسبب اس تقریب کے اکثر سپاہی حاجی خان سے جدا ہو کر آدم خان کے شریک ہوئے اور سلطان نے بعد اس واقعہ کے آدم خان کو ولیعہد کیا اور آدم خان نے چھ برس حکومت باستقلال تمام کی اور ملک آباد تھا اس کے بعد ولایت کشمیر مین ایسا قحط پڑا کہ آدمی بھوک کی شدت مین نان کے عوض مین جان دیتے تھے اور سونے اور چاندی کو چھوڑ کر غلہ اور ذوقہ کی چوری کو غنیمت جانتے تھے فقرا اور غربا میوہ خام کھانے سے ہر طرف مرتے تھے اور بعضے بھوسے بھوسی پر قناعت کرتے تھے وہ بھی میسر نہوتی تھی اس واقعہ سے سلطان ہمیشہ محزون اور غمگین رہتا تھا اور ذخیرہ کا غلہ رعایا پر تقسیم فرماتا تھا جب قحط کی بلا بالکل دفع ہوئی سلطان نے بعضے محال مین چوتھا حصہ اور بعضے مقامون مین ساتوان حصہ خراج کا لکھ دیا اور آدم خان نے ولایت کمراج پر جب قدرت پائی قسم قسم کے ظلم و جور اس حدود مین برپا کیے اور جس شخص کے پاس جو شے دیکھتا تھا چھین لیتا تھا اور بہت لوگ اُس کے ہاتھ سے عاجز ہو کر سلطان کے پاس دادخواہ ہوئے اور جو حکم کہ سلطان اُس پر نافذ فرماتا تھا وہ ہرگز قبول نہ کرتا تھا بلکہ قطب الدین پور مین اقامت کی بنیاد ڈال کر سلطان کے مقابلہ کے واسطے لشکر بیشمار فراہم کیا اور سلطان نے اُس سے متوہم ہو کر کسی حیلہ اور بہانہ سے تسلی دیکر پھر اُسکو کمراج کی طرف بھیجا اور شر کے دفع ہونے کے واسطے بحسب ضرورت حاجی خان کے نام باستمالت تمام فرمان بھیجکر بسرعت طلب کیا اتفاقاً اُنھین دنون مین آدم خان کامراج سے برآمد ہوا اور حاجی خان سے لڑ کر اُسے شکست دے کر سوپور کو غارت کرکے خاک سیاہ کیا اور سلطان نے یہ خبر سنکر افواج قاہرہ آدم خان کے سر پر بھیجی اور طرفین نے ایسی جنگ عظیم کی کہ مافوق اُس سے متصور نہین ہے اور بہادران آدم خان مقتول اور مغلوب

تاثیر سے وہ مرض بادہ نوشی جوان کے مطلوب اور محبوب کو عارض ہوتی ہے نقل کرتی ہے اور وہ مریض اس بلا سے نجات پاتا ہے جیسا کہ رشحات میں جو ملا علی بن ملا حسین کاشفی کی تالیف ہے اور اس میں مشائخ نقشبندیہ کے حالات تحریر ہیں لکھا ہے کہ ایک پیر بزرگوار خاندان حضرت خواجہ محمد حسن پارسا قدس اللہ سرہ العزیز سے بہ نیت سفر حجاز پر سوار ہو کر سبزوار میں پہونچے اور چند روز وہاں قیام کیا اور طالبان صادق اور مستعدان واثق اس بلدہ کے اُن حضرت کو غنیمت جان کر اُنکی صحبت میں حاضر ہوتے تھے از انجملہ ایک اُس شہر کے بزرگوں میں سے کہ سادات عظام سے تھے اُنھوں نے آنحضرت سے نہایت درجہ محبت اور اتحاد بہم پہونچایا اور جب وہ بزرگوار چند روز آن حضرت کی صحبت میں نہ پہونچے اُن کے ایک آشنا سے پوچھا کہ کیا سبب ہے چند روز سے وہ سید میرے پاس تشریف نہیں لاتے اس نے جواب دیا کہ دانتوں کے درد کی شدت سے اُن کا منھ ورم کر آیا ہے اور تپ محرق میں گرفتار اور درد کی شدت سے نالاں اور بیقرار ہیں شیخ نے فرمایا کہ وہ جوان قابل ہے میں اُس کی عیادت کو جاؤں گا جب ہمراہ جوان کے اس کے بالین پر تشریف لے گئے دیکھا کہ وہ سید درد دندان کے سبب تپ محرق میں بستر علالت پر پڑا ہوا تو شیخ بعد مزاج پرسی کے ایک لحظہ سکوت کر کے اُسکے مرض کی طرف متوجہ ہوئے اور ایک ساعت کے بعد سر اُٹھایا اُس عرصہ میں درد اس سید زادہ کے دانتوں کا بالکل دفع ہوا صحت پائی اور ورم اس کے منہ کا شیخ کے چہرۂ مبارک پر منتقل ہوا جب سید نے اُس سے نجات پائی شیخ منزل مقصود کی طرف راہی ہوئے اور وہ سید زادہ اپنے مکان کے دروازہ تک متابعت کر کے اپنی صحت سے خوش وقت ہوا اور شیخ پندرہ روز اس مرض میں مبتلا رہے آخر کو برطرف ہوا اور یہ سلب مرض کا عمل خانوادہ نقشبندیہ کا ہے رضوان اللہ علیہم اجمعین اور قیاساً معلوم ہوتا ہے کہ جوگی اور سلطان زین العابدین کا بھی معاملہ ایسا ہی ہوگا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور اُن دنوں میں شاہزادوں نے آپس میں نزاع کی اور آدم خاں یعنی سلطان کا بڑا بیٹا اپنے باپ کے حکم کے بموجب کشمیر سے برآمد ہوا اور جمعیت سوار اور پیادے اور گولہ انداز اور تیر اندازوں کی بہم پہونچا کر ولایت تبت کو بہتر وجہ سے فتح کیا اور غنیمت بہت سلطان کے پاس لایا سلطان محظوظ ہوا اور اُس پر بہت نوازش مبذول فرمائی اور حاجی خاں کو لوہرکوٹ کی طرف نامزد کیا اور آدم خاں کو حاجی خاں کی ناموافقت کے سبب اپنے پاس نگاہ رکھا اور بعضے مفسدان واقعہ طلب نے حاجی خاں کو اغوا کر کے لوہرکوٹ سے سلطان کے بدون حکم کشمیر کی سمت روانہ کیا سلطان نے پہلے پیغام بھیجکر اُسے نصیحت کی اور کشمیر کے آنے سے مانع ہوا جب اُس نے شاہ کا ارشاد گوش رضا سے نہ سنا اور اپنے ارادہ سے باز نہ آیا آخر کو سلطان خود مع لشکر عظیم کشمیر سے برآمد ہوا اور پہل کے میدان میں بعزم جنگ فروکش ہوا اس وقت حاجی خاں نے اپنے فعل زشت سے نادم

اپنے دو کوکہ کو کہ دونون برادر حقیقی اور سلطان کے کوکا تھے ان کا بہت اعتبار کرتا تھا اور انھون نے
آپس مین خصومت کی اور شیر دو نے اپنے بڑے بھائی مسعود کو ہلاک کیا اور شاہ نے اس کے قصاص مین
شیر دو کو بھی زندہ نہ چھوڑا اور سلطان کے تین فرزند تھے آدم خان کہ سب سے بڑا تھا لیکن بادشاہ
کی نظر مین ہمیشہ ذلیل اور خوار رہتا تھا اور حاجی خان منجھلے بیٹے کو نہایت دوست رکھتا تھا اور بہرام خان
چھوٹے فرزند کو جاگیر بہت دی تھی اور ایک شخص ملا دریا نام کو پانچی گری کے ساحل سے نکالکر دریا خان
خطاب دے کر سرفراز کیا اور جمیع کار و بار مملکت اس کے سپرد کرکے بخاطر جمع عیش مین مشغول ہوا اور جس
روز کہ شیر دو کوکا نے اس عالم سے کوچ کیا سلطان نے کرور کشمیری اشرفیان کہ چار سو شتر بار طلا ہوتا ہے
اُس کی روح کی ترویح کے واسطے اطفال کو خیرات کیا اور یہ بھی روایت ہے کہ اس عرصہ مین شاہ
زین العابدین کو ایسی بیماری سخت عارض ہوئی کہ زندگی سے مایوس تھا قضارا انھین دنون مین ایک
جوگی کشمیر مین وارد ہوا اور جب اُس نے سنا کہ سلطان مرض صعب مین مبتلا ہے امراے سلطان کے پاس
آنکر یہ تقریر کی کہ تم لوگ اس کی صحت سے مایوس ہوا اور مین ایک علم ایسا جانتا ہون کہ بادشاہ کی بیماری
اپنی طرف کھینچ لون اور سلطان شفاے کامل پاوے وہ یہ امر غنیمت بلکہ غریب جان کر اسے سلطان
کے پاس لے گئے جوگی نے دیکھکر یہ بات کہی کہ بادشاہ کا مرض نہایت سخت ہے مجھے مع ایک شاگرد
یہان چھوڑ کر تم چلے جاؤ تو مین علم کے زور سے بادشاہ کی بیماری اپنی طرف کھینچون اُنھون نے اُسے
مع شاگرد بادشاہ کے پاس چھوڑا اور جوگی ساتھ اس صنعت کے کہ رکھتا تھا اپنی روح سلطان کے
قالب مین در لایا اور سلطان کی روح اپنے بدن مین منتقل کی اور شاگرد سے یہ بات کہی کہ میرے قالب
کو اُسی پرتلے جوگنون کے مقام مین لیجا کر اس کی محافظت مین مصروف رہ کہ کتا یا بلی یا اور کوئی جانور
درندہ مجھے صدمہ نہ پہونچاوے تو مین روح سلطان کی صحیح اور تندرست کرکے اپنی حالت اصلی پر آؤن
غرضکہ شاگرد اُس جوگی کے بدن کو کہ ضعف اور ناتوانی کی شدت اور غلبہ سے بحس و حرکت تھا حجرے سے
نکال لایا اور وزرا سے کہا کہ میرے اُستاد نے سلطان کی بیماری اپنے اوپر لی اور مین اس کا بدن معالجہ
کے واسطے لیے جاتا ہون اور تم سب صاحب اپنے مالک کو دیکھو ارکان دولت جب حجرہ مین آئے
سلطان کو صحیح اور تندرست پایا سب حیران ہوے اور اسکے شکریہ مین چند روز جشن کیا اور صدقے
اور نذرین آدمیون کو دین اور بعد اس قضیہ کے سلطان تا مدت مدید زندہ رہا لیکن ارباب دانش نقل
روح کے قائل نہین اور کہتے ہین کہ نقل روح ایک بدن سے دوسرے بدن مین ہرگز نہین ہوسکتی
اور مؤلف اس کتاب یعنے محمد قاسم فرشتہ کا یہ قول ہے کہ جو جوگی ریاضت کش اور صاحب کشف و کرامات
اور مستجاب الدعوات ہوتے ہین جس شخص پر کہ نظر التفات مبذول رکھتے ہین اسکے مرض کو بطریق نقل
مرض اپنی طرف کھینچ لیتے ہین یعنی نقل مرض اپنے بدن پر کرتے ہین نہ نقل روح یا اُن کی دعا کی

میں ایسی ایجاد اور اختراعات کی تھی کہ لوگ حیران رہتے تھے اور کشمیر میں تفنگ اُس نے پیدا کی اور بادشاہ
کے سامنے دوائیں تیار کیں اور دیگر ہنر دکھلائے اور آدمیوں کو تعلیم دی اور وہ آتش‌بازی کے سوا
جمیع علوم میں فائق تھا اور سلطان کی مجلس اہل نغمہ اور ارباب طرب سے کہ حسن صورت اور قوالی اور خوش آوازی
میں یکتائے روزگار تھے اور حرکات و سکنات میں جہان میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے رشک بہشت تھی اور
باجے والے اور سط اُس کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور بعضے گویے اُن میں ایسی دستگاہ رکھتے تھے
کہ ایک نقش کو بارہ مقام یعنے بارہ پردہ میں ادا کرتے تھے اور سلطان نے اہل طرب کے اکثر
سازوں کو یعنے عود اور رباب اور طنبور وغیرہ کو طلائے خالص کے تختوں سے منڈھکر جواہر سے مرصع کیا
تھا اور بسوم نام ایک کشمیری جو زبان کشمیر میں شعر کہتا تھا اور علوم ہندی میں فرد تھا اُس نے زین حرب
نام کتاب حالات سلطان کے بیان میں مشروحاً تصنیف کی اور بسمی بودی بت جو شاہنامہ فردوسی طوسی کا
آغاز سے انجام تک یاد رکھتا تھا اُس نے زین نام ایک کتاب علم موسیقی میں شاہ کے نام سے تالیف کر کے
بادشاہ کے حضور پڑھی اور اُسکے صلہ میں نوازشہائے خسروانہ سے سرفراز ہوا اور شاہ جمیع لغات فارسی
اور ہندی اور تبتی وغیرہ میں نہایت درجہ مہارت رکھتا تھا اور ہر ایک بولی میں کلام کرتا تھا یہاں تک کہ
اکثر کتب عربی اور فارسی کو ہندی میں ترجمہ کیا تھا اور کتاب راج ترنگنی کہ مراد شاہان کشمیر کی تاریخ سے ہے
اُسکے عہد میں تصنیف ہوئی اور محمد اکبر بادشاہ کے زمانہ میں مہابھارت کا ترجمہ جو عبارت تھا دوبارہ عبارت
جمیع میں ہوا اور تاریخ کشمیر کو بھی فارسی میں ترجمہ کیا اور جو بادشاہ کہ شاہ زین العابدین کے ہمعصر تھے
اُسکی خوبیوں کا شہرہ سن کر اپنا اشتیاق ملاقات اظہار کرتے تھے خصوصاً خاقان سعید ابو سعید شاہ نے
خراسان سے گھوڑے تازی شائستہ اور بحری اونٹ اور اونٹ قوی ہیکل اُس کے واسطے ہدیہ بھیجے
بادشاہ اس امر سے نہایت محظوظ ہوا اور اُس کے مقابلہ میں گونیں زعفران کی اور کاغذ کشمیری عمدہ
اور مشک اور عطر اور گلاب اور سرکہ اور دوشالے خوب اور بلور کے ظروف اور کشمیر کے اور بھی
اشیاء نفیسہ اور نادر خاقان سعید کی خدمت میں ارسال فرمائے اور راجہ تبت نے سر در سے کہ ایک
حوض مشہور ہے اور اُس کا پانی کبھی تغیر اور تبدل نہیں قبول کرتا ہے وہاں کے دو جانور کہ جنکا نام راج ہنس
نام رکھتے تھے اور نہایت خوبصورت اور عمدہ تھے سلطان زین العابدین کے واسطے بھیجے سلطان اُنھیں
دیکھکر نہایت خوش ہوا اور خاصیت اُن جانوروں کی یہ تھی کہ دودھ کو پانی میں مخلوط کر کے جب اُن کے روبرو
رکھو وہ اپنی منقار سے جو جرح سے بھرے اجزا لبنی کے اجزائے آبی سے جدا کر کے نوش کرتے تھے آب خالص
باقی رہتا تھا شاہ نے یہ امر مشاہدہ کر کے یقین جانا کہ جو کچھ انکی خاصیت سنتے تھے سچ ہے اور شاہ نے
آثار شاہی سے جیسا کہ مذکور ہوا اپنے بھائی محمد خاں کو وکیل مطلق اور ولیعہد مستقل کیا تھا جب محمد خاں
نے وفات پائی اُسکے فرزند حیدر کو جانشیں پدر کیا اور مہمات ملکی کا اُسے اختیار دیا اور مسعود اور شیر دو

داد خواہ ہوئی سلطان نے اس مقدمہ کو منصفون کے سپرد کیا اور جب وہ اس معاملہ کی تشخیص سے عاجز ہوئے
سلطان نے اول اُس عورت کو جو متہم تھی خلوت مین طلب کر کے اُس سے پوچھا کہ اگر فی الواقع تو نے اس
لڑکے کو ہلاک کیا ہی مجھسے سچ کہہ تو مین تجھے معاف کرون اور جو دروغ کہیگی تیرے قتل کا حکم جاری کرونگا اُسنے
جواب دیا کہ آپ جو چاہین فرمائین خدا شاہد ہی مین اس لڑکے کے قتل ہونے سے ہرگز واقفیت نہین رکھتی
سلطان نے جواب دیا اگر یہ فعل تجھسے صادر نہین ہوا ہی ایک کام کر کہ تو اس دربار مین مادر زاد برہنہ ہو کر حضار
کے حضور اپنے مکان مین جا تو جانین کہ تو اس خون کی تہمت سے پاک ہی وہ سر اپنا گریبان فکر مین لے گئی اور بعد تامل
کے یہ جواب دیا کہ اگر مجھے ہلاک کیجیے ہزار مرتبہ بہتر اس زندگانی سے ہی کہ یہ امر کمال بے شرمی اور بیحیائی کا مجھ
سے مشاہدہ کیا جاوے مجھہ تہمت خون کی کیا کم ہی جو اس امر زشت پر قیام کرون یہ جواب سنکر سلطان نے مدعیہ
کو جس نے خون کی تہمت لگائی تھی اُسے تنہا طلب کر کے پوچھا کہ سچ کہہ اس لڑکے کو کس نے قتل کیا ہے
عورت نے کہا کہ اگر یہ میری سوت اس لڑکے کی قاتل نہو مجھے بجائے اُسکے مقتول کیجیے سلطان نے کہا اگر
تو اس دعوی مین سچی ہی اہل مجلس کے روبرو برہنہ ہو وہ بیحیا فوراً اس امر پر راضی ہوئی اور بیحیائی سے
ازار بند کھولکر برہنہ ہونے پر تھی کہ سلطان اس امر سے مانع ہوا اور فرمایا کہ یہ کام اسی بیحیا کا ہی اپنی سوت
کے نکالنے کے واسطے اسنے اپنے لخت دل کو قتل کیا اور تہمت اُسپر رکھی فرمایا کہ چند تازیانہ مارو
مار پڑنے لگی وہ اپنے فعل زشت کی مُقر ہوئی اور سلطان کو یقین ہوا کہ اس طفل بیچارہ کی یہی قاتل ہی حکم اُسکے
قتل کا صادر فرمایا اور سلطان کی جملہ عادات سے ایک عادت یہ تھی کہ چور کے قتل کا حکم نافذ نفرماتا تھا بلکہ
جس مقام پر چور گرفتار ہوتا تھا حکم تھا کہ زنجیر اُسکے پاؤن مین ڈالکر قید کرو اور اس سے ہر روز مشقت لو یعنے
عمارت کی تعمیر کے واسطے پتھر اور مٹی اُٹھواؤ اور مراحم قلبی سے آدمیون کو شکار کی ممانعت کی تھی کہ جانور مارے
نجاوین اور ماہ رمضان مین سلطان گوشت نہ کھاتا تھا غرضکہ جب آوازہ اس کے جود و احسان کا عالم مین
منتشر ہوا مغنی اور سازندہ کہ علم موسیقی مین اپنے وقت کے نایک تھے اطراف و جوانب سے اس قدر
کشمیر مین آئے کہ کشمیر انکی کثرت سے رشک فرنگ ہوا اور ملا عودی شاگرد عبد القادر کا جو صاحب تصانیف
مشہور ہی خراسان سے سلطان کے پاس آیا اور عود ایسا بجایا کہ سلطان کو پسند آیا اور محظوظ ہو کر اُسکے حال پر
نوازش فرمائی اور انعام سے مالا مال کیا اور ملا جمیل متخلص نام سازندہ بجافقلی جو شعر گوئی اور خوش خوانی مین اپنا ثانی نہ رکھتا
تھا مجلس سلطان مین حاضر ہو کر اس خوش الحانی سے غزلین اور معرفتین گاتا تھا کہ سلطان کو حالت وجد مین
کبھی رقت تمام حاصل ہوتی تھی اور گاہے نہایت خوش ہوتا تھا اس سبب سے ہر سال مُلا جمیل
کو اس قدر زر خطیر دیتا تھا کہ اُس کی شرح کا مقدور نہین ہی اور ملا جمیل کے نقش اور آثار سلطان
کے ذکر جمیل کے مانند اس زمانہ تک کشمیر مین مشہور ہین اور سلطان کے عہد مین حبیب نام ایک آتشباز پیدا
ہوا کہ چشم زمانہ نے عینک مہر و ماہ سے اس سے بیشتر مشاہدہ نہ کیا تھا اس نے فن آتشبازی

نکال دیتا تھا اور وہ یہ جانتا تھا کہ بادشاہ مجھ پر غضبناک ہے بلکہ راضی جاتا تھا اور اس ضمن مین کام ہو جاتا تھا اور لوگ اسکے عہد مین ساتھ جس ملت کے چاہتے تھے رہتے تھے اور کوئی از روے تعصب یعنے دین کی حمایت سے دوسرے کا متعرض نہوتا تھا اور برہمن اور ہندو جو سلطان سکندر کے عہد مین مسلمان ہوے تھے اسکے عہد مین مرتد ہو گئے تھے اور کوئی عالم اسلام اُن پر ارتداد کے سبب پکڑ دھکڑ کی قدرت نہ رکھتا تھا اور سلطان نے کہاران کے قریب ایک نہر لاکر بنایا شہر بنا کیا تھا کہ آبادی اُس کی بیچ کوس تھی اور علاوہ اسکے اور بھی شہر آباد کیے تھے اور کالپور دیہوں میں پانی دور سے لاکر نہریں تیار کی تھین اور پل باندھے تھے اور زراعت کی تکثیر کی تاکید فرماتا تھا اور اُن مواضع مین کہ اُس نے اپنی ذات خاص سے آبادی کی تھی علما اور فضلا اور غربا کو آباد کیا تھا تاکہ مسافرون کو طعام دیتے رہین اور جو کچھ محتاجوں کو نقد و جنس درکار ہو اُس موضع کی جنس سے صرف کرتے رہین اور مملکت کشمیر میں کوئی زمین بے آب و زراعت باقی نہ رہی مگر وہ مقام کہ جسکی طرف جاہ کو نہ پہونچی بے آب رہا اور سلطان نے ارادہ کیا کہ حوض ویرناگ میں جو تل دریا کے مشاہدہ ہوتا ہے اور حکام اس ناحیے انکا منعقد کیا ہے اسکے درمیان ایک عمارت عالی شان بنا کرے پھر اس زمانے کے داناؤں کو بلا کر مشورہ کیا چنانچہ بعد تامل اور تفکر کے سب کی راے نے اسپر اتفاق کیا کہ چند کو ٹھیان چوکور چوبی بنا کر انھین پتھر سے بھر کے پانی مین غرق کریں اور جب وہ پتھر پانی سے بلند ہووے اسپر عمارت بنا دین جب ایسا کیا وہ کوٹھیان سنگین پانی سے چند گز بلند ہوئین سلطان نے اس مقام میں عمارت عالی یعنی مساجد اور منازل اور باغ تعمیر فرمائے اور اُس کا نام زین لنکا رکھا اور فی الواقع وہ عمارت اس خوبی کے ساتھ تیار ہوئی کہ شاید تمام عالم مین کہین اس کا نظیر ہو اور شاہ نے چند موضع اُس مقام کے مصارف کے واسطے وقف کیے اور سلطان اس دنیاے فانی سے ایسا وارستہ اور آزاد تھا کہ باوجود اس حشمت و شوکت کے ہرگز اسباب سلطنت سے تعلق نہ رکھتا تھا اور خزانوں کی فراہمی کا اُسے مطلق خیال و شوق نہ تھا اور سلطان زین العابدین کے عہد میں ملا محمد نام ایک شاعر دانشمند پیدا ہوا کہ ایک لحظہ میں مجلس مین بیٹھکر جس بحر اور قافیہ مین کہ چاہتا تھا فی البدیہہ اشعار پر مضمون عمدہ کہتا تھا اور جس مسئلہ مشکل کو پوچھتے تھے اُسی وقت جواب دیتا تھا اور سلطان اُسکی تعظیم اور جمیع علما کی تعظیم میں تقصیر نہ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ بزرگوار ہمارے مرشد اور قبلہ ہین اور انھوں نے ہمین ضلالت سے نکال کر ساتھ ہدایت کے پہونچایا ہے اور اسی طرح سے جوگیون کا بھی احترام کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ مرتاض اور غریب ہیں اور کسی فرقے کے عیب کو مشاہدہ نکرتا تھا اسکے ہنر کا جویا تھا اور فراست اور عقل کا ایسا تیز تھا کہ ہر قسم کے قضیہ اور مشکل کو جو عاقلون سے حل ہوتی تھی سلطان اُس کا دم بھر میں فیصلہ واجبی کرتا تھا چنانچہ ایسے مقدموں سے ایک مقدمہ یہ ہے کہ اُسکے عہد مین ایک عورت اپنی سوت سے عداوت قلبی رکھتی تھی اور اُسے کسی حیلہ سے دفع نہ کر سکتی تھی ایک رات کو اُس بے وقوف نے اپنے چھوٹے بیٹے کو ہلاک کیا اور صبح کو اُسکے خون کی تہمت اُسپر کرکے بادشاہ کے پاس

کیا تھا کہ تمام ولایات مین جس شخص کا مال چوری جاوے زمیندار اس موضع کے تاوان دیوین چنانچہ اس تقریب
کے سبب اسکی تمام قلمرو مین چوری موقوف ہوئی اور وہ بدرسمین جو سیہ بت سے باقی رہی تھین مثل قلم وضع کرنی
اور نرخ نویسی جو اسکے زمانہ مین جاری ہوئی تھی سلاطین سابق کے عہد مین نہ تھی دور کیا اور دستور العمل تیجے قواعد اور
ضوابط مجریہ اپنے تختہاے مسی پر کندہ کرکے ہر ایک شہر اور موضع مین آویزان کیے تھے یہان تک کہ رسوم ظلم ولایت
کشمیر سے دفع کی اور منقول ہے کہ اس نے تانبے کے پترون پر لکھا تھا کہ جو شخص آوے اور ساتھ اس دستور
کے کام نہ کرے خدا کی لعنت مین گرفتار ہو اور سلطان نے طبابت کے واسطے سری بھٹ کو جو طبیب حاذق
تھا تربیت کی اور اسکے التماس کے موافق برہمنون کو کہ سلطان سکندر کے زمانہ مین سیہ بت کے خوف سے
نکل گئے تھے ولایات دور دست سے طلب کرکے جاگیر انکے واسطے مقرر کی اور ہنود کے معابد مقرر کیئے تھے
تعین کرکے جزیہ کا مانع ہوا اور گاؤکشی بھی موقوف کی اور برہمنون اور تمام ہندوؤن کو طلب کرکے انسے عہد لیا
کہ دروغ نہ کہین جو کچھ کتب ہندوی مین تحریر ہے اس سے خلاف نکرین اور ارباب کفر کی تمام عادتین اور رسمین جو
شاہ سکندر کے عہد مین برطرف اور معدوم ہوئی تھین مثل قشقہ کھینچنا اور جلانا عورت کا ہمراہ شوہر کے سلطان
زین العابدین نے سب کو از سر نو زندہ کیا نذر اور بھینٹ اور جرمانہ وغیرہ جو عامل اور تحصیلدار رعایا سے لیتے تھے
موقوف کی اور حکم عام کیا کہ سوداگر جو متاع کہ ولایتون سے لاتے ہین اپنے مکان مین پوشیدہ نہ کرین
ساتھ اس قیمت کے کہ خرید کی ہے نفع قلیل پر بیچتے رہین اور بیع اور شرا مین غبن فاحش روا نہ رکھین اور
سلطان نے تمام قیدیون کو کہ سلاطین سابق کے عہد مین مقید ہوے تھے سب کو یک قلم آزاد کیا
اور اسکے ضوابط سے ایک یہ ہے کہ جس ولایت کو فتح کرتا تھا خزانہ اسکا فوج پر تقسیم فرماتا تھا اور اپنے
پایۂ تخت کے دستور کے مطابق خراج اس ملک کی رعایا پر مقرر کرتا تھا اور سرکشون اور متکبرون کو گوشمالی
دیتا تھا اور مرتبۂ اعلی سے ادنی درجہ پر پہونچاتا تھا فقیرون اور ضعیفون کو نوازش کرکے درجۂ اوسط مین نگاہ
رکھتا تھا تاکہ نہ تو زیادہ تونگری سے بغاوت کرین اور نہ افلاس سے گداے مطلق ہون اور پارسائی اسکی
اس درجہ تھی کہ عورت بیگانہ کو اپنی مان اور بہن کی جگہ تصور کرتا تھا اور کسی صورت روا نہ رکھتا تھا کہ بری
نظر نامحرم کے منہ یا مال غیر پر بنظر خیانت و طمع پڑے اور اس مہربانی کے سبب کہ رعایا پر رکھتا تھا
گز اور جریب جو ہمیشہ سے تھی اسے زیادہ کیا اور شاہ کی وجہ خرچ خاصہ اس زر کے حاصل سے تھی جو
تانبے کی کان سے پیدا ہوتا تھا اور مزدور اس مین ہمیشہ کام کرتے تھے یعنے تانبا نکالتے تھے اور جو شاہ
سکندر کے عہد مین چاندی اور سونے وغیرہ کے بتون کو توڑ کر دار الضرب مین مسکوک کیا تھا وہ سونا کچھ
کھوٹا تھا سلطان نے حکم فرمایا کہ مس خالص کو جو اس کان سے حاصل ہوا ہے ٹکسال مین بھیجکر مسکوک
کرین اور رائج کرین اور سلطان جس شخص پر غضبناک ہوتا تھا لازم نہ تھا کہ اسے سزا پہونچاوے یعنے اسکے حق
مین جو کچھ بدی کہدیتا وہی واقع ہو جاتی اور وہ جس کسی سے ناخوش رہتا تھا اسے اپنی ولایت کے حدود سے

شاہی کو انجام دے کر اپنے بھائی کو آسودہ رکھتا تھا اور جب علی شاہ کو جہاں کی سیر کا شوق دامنگیر ہوا اور کشمیر سے سفر کرنے کا ارادہ کیا اُس وقت شاہی خان کو اپنا جانشیں کر کے اپنے بھائی محمد خان کو اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری کی نصیحت فرمائی اور رخصت کے واسطے راجہ جموں کے پاس جو علی شاہ کا خسر تھا گیا اور راجہ جموں اور راجہ راجوری نے اُسے شاہی خاں کے ولیعہد کرنے اور ترک شاہی کے سبب سرزنش کر کے لشتیاں کیا اور جو جانتے تھے کہ بمدد اور اعانت سلطنت مسترد ہوگی راجہ جموں اور راجہ جوری مع لشکر کثیر سلطان علی شاہ کے مدد اور معاون ہوکر کشمیر کی طرف روانہ ہوئے اور اُس خطہ کو شاہی خاں کے تصرف سے برآوردہ کر کے دوبارہ علی شاہ کے قبضہ میں لائے شاہی خان کشمیر سے برآمد ہو کر سیالکوٹ کی سمت گیا اور اُنھیں دنوں میں جسرت شیخا کھکر نے سمرقند میں صاحبقران کی قید سے بھاگ کر پنجاب میں تسلط تمام پیدا کیا تھا شاہی خاں اسکے پاس التجا اور پناہ لایا اور سلطان علی شاہ نے مع لشکر بیکراں کشمیر سے برآمد ہو کر جسرت اور شاہی خاں کا تعاقب کیا اور اُنھوں نے اس کی تاخت اور تفرقہ اور خستگی سے واقف ہو کر اسی دن پہاڑوں کے درمیان میں صفوف جنگ آراستہ کیں اور علی شاہ کو شکست دی اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ علی شاہ زندہ جسرت کے ہاتھ لگا اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ شکست کھا کر بھاگا اور شاہی خان نے اُسکا تعاقب کر کے ولایت سے باہر کیا اور خود تختگاہ سلطنت میں جا کر زمام سلطنت قبضہ میں لایا اور شہر کشمیر کی خلقت کہ مولیان اُسکی تھی محظوظ اور خوشحال ہوئی اور شادیانہ کے نقارے بجانے لگی علی شاہ کی مدت سلطنت چھ سال اور نو ماہ تھی اور یہ واقعہ سنہ ۸۲۶ آٹھ سو چھبیس ہجری میں واقع ہوا تھا

ذکر سلطان زین العابدین کی سلطنت کا

جب شاہی خان کشمیر میں بجائے برادر تخت نشیں ہوا اپنا خطاب سلطان زین العابدین رکھکر افواج کثیر جسرت کے ہمراہ کی تو اس کی مدد کے واسطے جا کر ولایت دہلی اور پنجاب کو تسخیر کرے اگرچہ جسرت شاہ دہلی سے برابری نہ کر سکتا تھا لیکن سلطان کے لشکر کی قوت اور اعانت سے تمام پنجاب وغیرہ پر متصرف ہوا اور سلطان نے قصد جہانگیری کا کر کے لشکر تبت پر بھیجا اور اُس ولایت کو بزور تسخیر لیا اور اکثر ولایت کو جو آب کشنہ کے کنارے تھی خراب اور ویران کر کے اُسکے باشندوں کو قتل کیا اور اپنے بھائی محمد خان کو صاحب مشورہ کر کے مہمات جزوی و کلی سب اُسکے رجوع کیں اور خود قضایا تشخیص اور تفصیل کرتا تھا اور جمیع فرق کے آدمیوں سے محبت رکھتا تھا اور چونکہ علوم دینیوں تحصیل کر چکا تھا ہمیشہ اُسکی مجلس کہ مراد دربار سے ہے داناؤں ہند و اور مسلمان سے معمور رہتی تھی اور علوم موسیقی میں بھی خوب طاق تھا اور اکثر اوقات اُس کی ہمت ولایات کی آبادی اور زراعت کی تکثیر اور نہروں کے اجرا میں مصروف رہتی تھی اور حکم عام نافذ

آتشین اس مقام سے پیدا ہوتے تھے سلطان اور ارکان دولت دیکھتے تھے اور کفار اُسے اپنے معبودان باطل کی کرامات پر گمان کرکے جو کچھ چاہتے تھے کہتے تھے لیکن جو سلطان بتون کے توڑنے مین بجد تھا اُن شعلون کو طلسم اور مثل اسکے جانتا تھا اُسکے توڑنے سے ہاتھ نہ کھینچا یہانتک کہ اُس سے ایک نشان باقی نہ رہا اور اسی طرح سے کشمیر مین راجہ للتادت نے ظہور اسلام سے پیشتر ایک دیوہرہ نہایت عظیم الشان اور مستحکم ترس پور مین تیار کیا تھا اور نجومیون سے پوچھا تھا کہ یہ دیوہرہ کبتک قائم رہیگا اور کس طور سے ویران ہوگا نجومیون نے اوضاع فلکی کو مشاہدہ کرکے جواب دیا کہ اس تاریخ سے جب ایک ہزار اور ایک سو سال گذر ینگے سکندر نام ایک بادشاہ اس بتخانہ کو خراب اور ویران کریگا اور یہ دورہ عطارد کا ہر دہ بادشاہ عطارد کی مورت کو اپنے ہاتھ سے فوراً توڑیگا للتادت نے فرمایا کہ یہ مضمون ایک تانبے کے پتر پر کندہ کرکے ایک صندوق مسی مین رکھکر اس عمارت کی بنیاد مین دفن کرو چنانچہ اس عمارت کے کھودنے مین وہ لوح برآمد ہوئی اور مضمون لکھا ہوا حرف بحرف معلوم ہوا سلطان نے فرمایا کاشکے وہ لوگ یہ نوشتہ اس عمارت کی دیوار پر نصب کرتے تو مین بعد اطلاع پانے اُن منجمان کافر کے حکم کے خلاف اُس عمارت کو مسمار نکرتا پھر سلطان سکندر اور بتخانون کو جنکی عمارت نہایت عمدہ اور رفیع تھی خراب کرکے بت شکن مشہور ہوا اور سلطان کے احکام حسنہ سے یہ دو حکم ہین کہ اُسکے قلمرو مین شراب نہ بکتی تھی اور اُسکی ولایت سے کسی شخص ہندو خواہ مسلمان سے تمغا نہ لیتے تھے اور آخر عمر مین سلطان تپ محرق مین مبتلا ہوا اور اپنے تینون فرزندون کو کہ جنکا نام میر خان اور شاہی خان اور محمد خان تھا اپنے پاس بلا کر اُنکے کان مصلحت کے گوہر روشن سے مزین کرکے اتحاد اور وفاق کے بارہ مین وصیت فرمائی اور اپنے بڑے بیٹے میر خان کو خطاب علی شاہ دیکر سلطنت اُسکے تفویض کی اور ۸۱۹ھ آٹھ سو انیس ہجری مین فوت ہوا مدت اُسکی سلطنت کی بائیس سال و نو ماہ تھی

ذکر سلطان علی شاہ بن سکندر شاہ بت شکن کی حکومت اور فرمانروائی کا

سلطان علی شاہ اپنے باپ کے انتقال کے بعد کشمیر کے سریر پر جلوہ گر ہوا اور ہر چند خرد سال تھا لیکن جو سلطان سکندر کی مہابت اور صلابت لوگونکے دل مین جاگزین تھی اُسکے حلقۂ اطاعت سے قدم باہر نرکھا اور اُس نے آغاز سلطنت مین جمیع مہمات ملکی سیہ بٹ سے جو وزیر سکندر شاہ تھا رجوع کیئے اور اُس نے چار برس کے عرصہ مین مسند وزارت پر بیٹھکر رعایا پر قسم قسم کے ظلم سکندر شاہ کے زمانہ کے موافق ہندوؤن اور اپنے ہمقوم پر کہ مراد برہمنون سے ہے جائز رکھے جو شخص مسلمان نہوا اُسے تیغ بیدریغ سے قتل کرکے زمین اُسکے خون سے رنگین کی چنانچہ عرصہ قلیل مین اُس گروہ سے کشمیر مین ایک نشان نرہا یا تو مسلمان ہوگئے یا ولایت سے نکل گئے ناگاہ سیہ بٹ تپ دق مین گرفتار ہوکر فوت ہوا سلطان علی شاہ نے اُسکے بعد اپنے بھائی شاہی خان کو جو صائب تدبیر اور شجاعت مین بے نظیر تھا امور مملکت کا مرجع کیا اور وہ جمیع مہمات

میں اس مضمون کی بھیجی کہ جو پیشکش بندگان حضرت کے لائق بہم نہیں پہونچی ہی کمترین نے اس سبب
سے چند روز توقف کیا تو پیشکش لائق بہم پہونچا کر بندگی کے واسطے متوجہ ہووے جب آن حضرت
عرضداشت کے مضمون سے مطلع ہوے سمجھے کہ میرے وزرا میں سے کسی نے اسقدر پیشکش
لانے کے واسطے کہا ہی انھین چشم نمائی کی اور شاہ سکندر کے ایلچیوں پر نہایت نوازش فرما کر ارشاد
کیا کہ یہ امر در راے نامعقول سے کہا ہی اس کا کچھ خیال نہ کرے اور بالفعل تمام ملازمت کے واسطے
متوجہ ہووے جب ایلچی شاہ سکندر کے کشمیر میں پہونچے امیر تیمور صاحبقران سے جو کچھ سنا تھا عرض کیا
سلطان سکندر یہ نوید سنکر نہایت محظوظ اور خوشحال ہوا اور جلد سامان سفر درست کر کے کشمیر سے برآمد ہوا
لیکن جس وقت کہ سکندر شاہ قصبہ بارمولہ میں پہونچا سنا کہ صاحبقران آب سندھ سے عبور کر کے بہ تعجیل تمام
متوجہ سمرقند ہوے اس واسطے فسخ عزیمت کر کے ایلچیوں کو مع پیشکش لیبار آنحضرت کی ملازمت میں
بھیجا اور خود کشمیر کی سمت مراجعت کی اور سلطان سکندر نہایت سخی اور جواد تھا چنانچہ اس کی سخاوت کا شہرہ سنکر
دانشمند عراق اور خراسان اور ماوراءالنہر کے اس کی ملازمت کے واسطے حاضر ہوے اور علم و فضل
اور اسلام نے مملکت کشمیر میں درجہ نہایت رواج پایا خطہ کشمیر خراسان و عراق کا نمونہ بلکہ اس سے بھی
دونا ہوا اور شاہ تمام جماعت علماء سے سید محمد عالم کو جو اپنے زمانہ کے فرد تھے تعظیم بہت کرتا تھا اور
آداب دین یعنی علم فقہ سیکھتا تھا اور شاہ نے ایک برہمن سیہ بٹ نام کو جو مسلمان ہوا تھا اسے وزیر اور رائے
کر کے امور دنیوی میں اپنا معتمد علیہ کیا وہ سیہ بٹ طالع ارجمند کی برکت کے سبب اس مرتبہ پر پہونچکر
ہنود کے آزار اور ایذا رسانی میں بہت کوشش کرتا تھا یہانتک کہ سلطان نے اس کے کہنے
سے حکم فرمایا کہ تمام برہمن اور ہنود کے تمام دانشمند مسلمان ہوجاویں اور جو شخص کہ مسلمان نہ ہووے
کشمیر سے نکل جاوے اور قشقہ یعنی ٹیکا پیشانی پر نہ کھینچے اور عورت ستی کو شوہر کے ہمراہ نہ جلاویں
اور سونے اور چاندی کے بتوں کو دارالضرب یعنی ٹکسال میں گلا کر زر مسکوک بنا دیں اس سبب سے
محنت اور مصیبت بہت اس ولایت کے ہندوؤں کو کہ اکثر برہمن تھے پہونچی اور بہت سے برہمنوں
نے جن پر مسلمانی اور جلاوطنی اس شہر سے شاق اور دشوار تھی اپنے تئین ہلاک کیا اور بعضے جلاوطن
ہو کر دوسری ولایت کی طرف گئے اور بعضے براہ سلطان اور اس کے وزیر کے خوف و ہراس
سے اظہار مسلمانی بطریق زمعہ تقیہ کر کے کشمیر میں رہے اور سلطان نے تمام بت خانوں اور بتخانوں
کے توڑنے اور مسمار کرنے پر معروف کی اور ان میں سے اکثر بتکدہ خراب اور ویران کیے از انجملہ
ایک بتکدہ بڑا کہ ملع بجرآرا میں تھا اور اسے ساتھ مہادیو کے منسوب کرتے تھے سلطان کے حکم سے
کھودنا شروع کیا اور ہرچند اس کی تہ کھودی اور پانی تک پہونچائی اسکی انتہا نہ پائی اور مقتدا ایسے
بتسواسب بتون کا کہ جگد یو تھا اسے بھی شکستہ کیا اور عمارت وست توڑنے کے وقت تعلہاے عظیم

رکھتا تھا اور سلطان سکندر کی ماں اوائل حکومت مین دخل مہمات ملکی مین کرکے اکثر امور کو بوجہ احسن انجام دیتی تھی اور جب مادر مشفقہ نے اپنے داماد شاہ محمد نام سے آثار مخالفت کے مشاہدہ کیے اُسے اور اُسکی زوجہ یعنے اپنی بیٹی کو ہلاک کر دیا اور راے مادری کہ امراے عظام کے سلک مین انتظام رکھتا تھا اور مہمات شاہی کا اُس پر مدار تھا ہیبت خان یعنے شاہ سکندر کے بھائی کو زہر دے کر ہلاک کیا شاہ سکندر اس جرم عظیم کے صدور کے سبب اس سے نہایت رنجیدہ اور دفع کے فکر مین ہوا لیکن جو وہ کمال استقلال رکھتا تھا یکایک اُس کی سیاست اور تنبیہ سے متعذر تھا اور راے مادری حقیقت حال سے واقف ہوا تو شاہ سے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو تبت کو جو کشمیر کے قریب ہی لیوے اور اس معروضہ سے غرض یہ تھی کہ آتش غضب سلطانی اُسسے دور رہے اور شاہ نے اس امید پر کہ شاید اُس طرف جا کر لڑائی مین مارا جاوے تو گوہر مقصود بے سعی ہاتھ آوے اُسے رخصت دی اور راے مادری تبت کو جاکر فوج لیگیا اور اُس ولایت کو بتدریج تمام مسخر کیا اور بعد چندے اپنے تصرف مین لایا پھر جمعیت تمام بہم پہونچا کر بغاوت پر کمر باندھی اُس وجہ سے خود بنفس نفیس سکندر شاہ لشکر جمع لاکر اس طرف متوجہ ہوا اور سرحد مین جنگ واقع ہوئی راے مادری بھاگا اور شاہ سکندر کے آدمیون کے ہاتھ مین گرفتار ہوا اور شاہ نے اُسے قید کیا اور بعد ایک مدت کے قید کی مصیبت سے وہ بتنگ آیا اور زہر کھاکر مسموم ہوا اور شاہ سکندر نے فوج کو آراستہ کرکے تبت اور اُس کے اطراف کو جیسا کہ چاہیے محافظت کی اور اُن دنون مین امیر تیمور صاحبقران نے وقت عزیمت تسخیر ہندوستان اپنے ایلچیون کو مع دو فیل شاہ سکندر کے پاس بھیجا تھا اس سبب سے افتخار اور مباہات بہت کرکے عرض داشت امیر تیمور صاحبقران کی خدمت مین باستدعاے ملازمت ارسال رکھی اور اخلاص اور بندگی ظاہر کرکے عرض کی کہ جس مقام مین حکم ہو ملاقات کو حاضر ہون اُسکے بعد ایلچیون کو زر خطیر دے کر باعزاز و احترام رخصت کیا اور وہ جب صاحبقران کی ملازمت مین مشرف ہوئے سلطان سے جو کچھ اخلاق اور رعاتین مشاہدہ کی تھین سمع مبارک مین پہونچائین آنحضرت مقام عنایت مین ہوئے اور اُس کے واسطے خلعت زر دوزی اور گھوڑا مع ساز و یراق مرصع بھیجا اور حکم فرمایا کہ جب رایات جلال آیات مابدولت و اقبال دہلی سے پنجاب کی طرف مراجعت فرماوین اُس مقام مین ملازمت سے مشرف ہووے جب یہ حکم سلطان سکندر کو پہونچا پیشکش بہت فراہم کرکے سامان ملازمت درست کیا جب سنا کہ صاحبقران سوالک کے راستہ سے پنجاب کی سمت عازم ہی پیشکش بہت ہمراہ لے کر صاحبقران کی ملازمت کے واسطے متوجہ ہوا اور اثناے راہ مین سنا کہ بعضے امرا اور وزراے صاحبقران نے کہا ہی کہ سلطان سکندر کو لائق ہی کہ تین ہزار گھوڑے اور ایک لاکھ اشرفی علائی پیشکش لاوے شاہ سکندر یہ خبر سنکر نہایت پریشان ہوا اور دریا کے راستہ سے معاودت کرکے عرض داشت صاحبقران کی ملازمت

حملہ جنگہائے عظیم اور معرکہ ہائے شدید فریقین کے مابین واقع ہوئی وہ سردار مارا گیا پھر سلطان
قطب الدین نے خطوط بھیجکر اپنے بھتیجے حسن خاں کو دہلی سے طلب کیا لیکن جب حسن خاں نے اطاعت
کرکے قدم ولایت کشمیر مین رکھا ایک جماعت اہل حسد نے سلطان کو اس ارادہ سے پشیمان کرکے اسکی
گرفتاری پر آمادہ کیا اور رائے دل جو امرائے شہاب الدین سے تھا اُسنے حسن خاں کو اس ارادہ سے
آگاہی دی حسن خاں بھاگ کر لوہر کوٹ کی طرف گیا اور بادشاہ کے مخالف جو کہ اس مقام مین تھے اسکے
آنے سے قوی پشت ہوئے سلطان قطب الدین نے رائے دل کو گرفتار کرکے قید کیا اور وہ قید خانہ سے
بھاگکر حسن خاں کی خدمت مین حاضر ہوا چونکہ داعیہ فساد کا رکھتا تھا زمینداروں نے حسن خاں اور رائے دل کو گرفتار
کرکے سلطان کی خدمت مین بھیجا سلطان نے رائے دل کو تیغ سیاست سے قتل کرکے حسن خاں کو مقید کیا
اور آخر عمر یعنے سری مین سلطان کو آفریدگار عالم نے دو فرزند کرامت فرمائے ایک کا آستکار اور
دوسرے کا ہیبت خاں نام رکھا اور جب پندرہ سال اور پانچ ماہ اُس کی حکومت سے گذرے آخر
سنہ سات سو چھیاسٹھ ہجری میں وفات پائی اور اُسکے فرزند بڑا بیٹا آستکار تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور
اپنا خطاب سلطان سکندر رکھا منقول ہے کہ شاہ قطب الدین کے عہد میں امیر کبیر میر سید علی ہمدانی قدس سرہ
العزیز کشمیر کے اطراف مین رونق افزا ہوئے اور سلطان کو مکتوب لکھا شاہ نے تعظیم تمام جواب اُس
خط کا لکھکر اپنے حضور طلب فرمایا جب حضرت میر نے اپنے شرف قدوم فیض لزوم سے کیری نگر کے
اطراف کو مشرف کیا شاہ استقبال کو آیا اور باعزاز و اکرام تمام حضرت کو شہر مین لایا اور کشمیر کے
جمیع صغیر و کبیر آنجناب عالی مقام سے بارادت صادق پیش آئے اور بروایت میرزا حیدر دوغلات
کے جو کتاب رشیدی مین درج ہے چالیس روز سے زیادہ اُس شہر میں اقامت نہ کرکے وطن مالوف
کی طرف مراجعت فرمائی اور قیاس یہ دریافت ہوتا ہے کہ خانقاہ معلے جو آنحضرت نے اُس شہر میں بنا
فرمائی تھی آنحضرت کے حضور اُس شہر کے آدمیوں نے بنیاد ڈالی ہوگی یا آنحضرت کی غیبت میں تیار
ہوئی ہوا اس سبب سے کہ اگر سلامت تیار ہوئی ہو تو ضرور جناب امیر کا مدت تک کشمیر مین رہنے کا
اتفاق ہوا ہوگا کس واسطے کہ چالیس روز مین تعمیر ہونا ایسی خانقاہ معلے اور عالی شان کا استبعاد
اور صعوبت سے خالی نہین واللہ اعلم بالصواب

بیان سلطان سکندر بت شکن کے حالات کا

ناظرین پر تمکین پر واضح ہو کہ نام اصلی اُس کا آستکار ہے اور یہ اپنے باپ کے بعد اپنی والدہ کی صلاح سے
کہ سورہ نام رکھتی تھی تخت سلطنت پر بیٹھا امرا اور ارکان دولت اُس کے مطیع اور فرمانبردار ہوئے
اور وہ تمام سلاطین کشمیر سے شوکت و عظمت اور کثرت اولاد میں ممتاز رہا اور دبدبہ اور رعب بہت

دامن عفت اور پرہیزگاری سے قدم باہر نہ رکھا مدت اسکی سلطنت کی بارہ برس اور آٹھ ماہ اور تیرہ روز تھے

ذکر شاہ شہاب الدین کی سلطنت کا

جب سلطان علاء الدین نے فرش زندگانی لپیٹا اسکا چھوٹا بھائی مسمے شیر اشامک سریر سلطنت پر متمکن ہوا اور خطاب اپنا سلطان شہاب الدین رکھا یہ شخص صاحب داعیہ اور نہایت شجاع تھا اور اخلاق پسندیدہ اور اوصاف ستودہ سے بھی [illegible] تھا اور جس روز فتح نامہ کسی مقام سے نہ آتا تھا اس دن کو ایام عمر میں محسوب نہ کرتا تھا اور کدورت کے آثار اسکے بشرہ سے ظاہر ہوتے تھے اور جدید مفتوحہ ولایت کو ساتھ ممالکان قدیم کے سپرد کرتا تھا الغرض اس نے لشکرکشی آب شیند کے کنارہ کی جام حاکم اس ملک کا اس کے مقابلہ کو آیا اور شکست پائی اور باشندے قندھار اور غزنین کے بھی اس سے ہمیشہ ڈرتے تھے پھر وہ باسپ نگر کے راستہ سے کہ جواب باش نغر مشہور ہے پشاور مین گیا اور مخالفون کی جماعت کثیر کو قتل کرکے ہندوکش مین داخل ہوا اور چونکہ صعوبت راہ اور محنت سفر بہت کھینچی تھی مراجعت کرکے آب شلج کے ساحل پر استراحت کے واسطے نزول فرمایا اور نگرکوٹ کا راجہ جو بعضے محال متعلقہ دہلی کو غارت کرکے پلٹا تھا اس نے شاہ سے ملاقات کی اور غنائم بہت جو ہمراہ لایا تھا شاہ کے حضور گذرانکر حلقہ اطاعت کا اپنے زیب گوش کیا اور حاکم تبت کوچک نے بھی آن کر درخواست کی کہ افواج شاہی مجھے اسبب نہ پہونچاوے الغرض اطراف ولایت کو فتح کرکے اپنے مقر دولت کی طرف سوار ہوا اور وہان نزول اجلال کرکے اپنے چھوٹے بھائی ہندال کو ولیعہد کیا اور حسن خان اور علی خان کو جو شاہ موصوف کے دونون فرزند حقیقی تھے دوسری زوجہ کے کہنے سے جو آن کی والدہ کے ساتھ نزاع اور دشمنی رکھتی تھی -

دہلی کی طرف نکال دیا اور تجھی نگر اور شہاب پور تعمیر کیا اور آخر سلطنت مین سلطان اپنے فرزند حسن خان کے اخراج سے پشیمان ہوا اور اسے دہلی سے طلب کیا چنانچہ حسن خان حسب الطلب جو تک پہونچا تھا کہ سلطان شہاب الدین نے مرض الموت مین مبتلا ہوکر قضا کی مدت اس کی سلطنت کی بیس سال تھی

بیان سلطان قطب الدین کی سلط[illegible]ت کا

جب سلطان شہاب الدین مراحل زندگانی طے کرکے شہر خموشان مین داخل ہوا اسکے بھائی ہندال نے تخت سلطنت پر تمکن کیا اور اپنا لقب سلطان قطب الدین رکھا یہ بھی زیور اخلاق پسندیدہ سے آراستہ تھا اور اپنے احکام کے نفاذ و تعمیل مین اہتمام نہایت رکھتا تھا اور آخر سلطنت مین ایک سردار کو قلعہ لوہر کوٹ کی تسخیر کے واسطے جو بعضے امرائے سلطان شہاب الدین کے تصرفات مین تھا بھیجا

کے اکثر دونوں فرقوں سے ہوویں اور بعد انجام مہمات جہات کے ضعف و پیری اس پر تاخت لایا اور
شہریاری اپنے بیٹوں جمشید اور علی شیر کے قبضۂ اختیار میں چھوڑا اور شاہ شمس الدین لذات
تمام اپنے معبود کی عبادت میں مشغول ہوا اور اسی عرصہ میں فوت ہوا مدت اسکی شاہی کی تین برس تھی -

ذکر شاہ جمشید بن شاہ شمس الدین کی سلطنت کا

واضح ہو کہ شاہ شمس الدین کے بعد انتقال اس کا بڑا بیٹا جمشید شاہ اعیان دولت کے اتفاق سے سریر
سلطنت پر بجائے پدر قائم ہوا اور اس کا بھائی علی شیر جو اپنے باپ کی قید حیات میں ساتھ اسکے شریک
مصلحت تھا اور رعایا و برایا اسکی سلطنت کی ہوا خواہ تھی اس وقت میں سب اس کے شریک ہوئی اور
عدنی پور میں کہ ایک شہر مشہور و معروف ہے لیجا کر اسے بادشاہ بنایا جمشید شاہ اس پر فوج کش ہوا
پہلے ساتھ نرمی اور مدارا کے پیش آکر طالب صلح ہوا علی شیر نے مصالحہ سے سر پھیرا اور باستعجال تمام
استقبال کرکے اس کے لشکر پر شبخون لایا اور شکست دی اور سلطان جمشید بعد ورود عدنی پور
کو خالی دیکھکر اس کی خرابی میں مشغول ہوا علی شیر کی سپاہ جو اس کی محافظت اور حراست
کے واسطے تعینات تھی جنگ پر آمادہ ہوئی اور ان میں کے اکثر کام آئے یہ خبر سنکر علی شیر بھی اودھر
کی سمت روانہ ہوا اور جب اس حدود میں پہنچا جمشید شاہ تاب مقاومت نہ لاکر ولایت کمراج کی طرف
بھاگ گیا اور سراج نام وزیر جمشید کا جو سری نگر کے تختگاہ کی محافظت کا ذمہ دار تھا اس نے علی شیر کو
طلب کرکے سری نگر اس کے سپرد کیا اور جمشید نے بعد اس واقعہ کے جنگ و خصومت پر کمر نہ باندھی
بادشاہی سے دست کش ہوا اسی عرصہ میں ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی مدت
اس کی حکومت کی ایک سال اور دو ماہ تھی

تذکرہ سلطان علاء الدین کی سلطنت کا

سلطان جمشید جب اس جہان فانی سے عالم باقی کی طرف سفری ہوا اور اس کا چھوٹا بھائی جس کا نام
علی شیر تھا اپنا خطاب سلطان علاء الدین رکھکر تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا تو اپنے چھوٹے بھائی شاہی
شیراشامک کو وکیل مطلق کیا اور اس کے ابتدائے عہد میں تمام چیز کی فراوانی ہوئی اور اواخر میں
قحط عظیم پڑا خلق بہت ہلاک ہوئی اور وہ وقت کہ مخالفت کرکے کشتوار کی سمت گیا تھا اسے کسی
حیلہ و بہانہ سے دستیاب کرکے کشمیر میں قید کیا اور بستان علیہ کا ملتزم کیا اور بخشی پور کے پاس
ایک شہر اپنے نام کا بنا کیا اور اس کے احکام موجدہ سے ایک حکم یہ ہے کہ بدکار عورت مال شوہر
سے ارث نہ پاتی تھی اور اس حکم کے سبب بہت عورتوں نے فعل شنیع سے اجتناب کرکے

فوت ہوا اُسکا بیٹا راجہ رنجن مسند حکومت پر بیٹھا اور شاہ میرزا کو خلعت وزارت دیکر مدار المہام کیا اور اتالیقی
اپنے فرزند کی جس کا نام چندر تھا سپرد کی اور راجہ رنجن کے بعد فوت راجہ اودن جو راجہ کا قرابتی تھا قندھار
سے آن کر تخت حکومت پر متمکن ہوا اُسنے بھی شاہ میرزا کو اپنا وکیل مطلق کیا اور شاہ میرزا
کے دو بیٹے تھے ایک کا نام جمشید اور دوسرے کا علی شیر تھا راجہ نے ان کو معتبر کر کے صاحب اختیار
کیا اور شاہ میرزا اُنکے سوا اور بھی دو فرزند رکھتا تھا ایک شیراشامک دوسرا ہندال اور یہ سب صاحب داعیہ
تھے اور جب غلبہ و استقلال ان کا حد سے گذرا راجہ اودن اُنسے متوہم ہوا اور اپنے مکان کے آنے سے منع کیا
اور شاہ میرزا اور اُسکے تمام فرزند کشمیر کے پرگنات پر متصرف ہوئے اور راجہ کے اکثر ملازمون کو موافق کر لیا
اور روز بروز وہ غالب اور راجہ مغلوب ہوتا جاتا تھا غرضکہ ۷۴۷ سات سو سنتالیس ہجری مین راجہ اودن
دیو بھی مر گیا اور اُسکی رانی کوتاہ دیوی اُسکے قائم مقام ہوئی اور اُسنے چاہا کہ مین استقلال سے حکومت
کرون اور شاہ میرزا کی دفع کی فکر مین ہوئی اور اُسے یہ پیغام بھیجا کہ تو چندر دیو فرزند راجہ رنجن دیو کا مدت تک
اتالیق رہا ہے اُسے تخت پر بٹھا کر مہمات شاہی کو انجام دے شاہ میرزا نے اصل مقصد اسکا سمجھکر اس امر کو قبول کیا
اور رانی بہت لشکر لیکر اُسکے مقابلہ کو گئی مصرع صید را چون اجل آید سوی صیاد رود مصرع اور بعد جنگ کے گرفتار ہوئی
اور بعد اس کے شاہ میرزا کو از روے ناچاری اپنی شوہری مین قبول کیا اور شرف اسلام سے بھی مشرف
ہوئی چنانچہ دونون ایک شبانہ روز باہم رہے دوسرے روز شاہ میرزا نے اُسے گرفتار کر کے قید کیا
اور رایت شاہی بلند کر کے اُس ملک کا سکہ اور خطبہ اپنے نام جاری کیا اور اپنا لقب شمس الدین
رکھکر مذہب حنفی کو بلاد کشمیر مین رواج دیا اور ظلم و بدعت کی رسمین جو حکام سابق سے باقی رہی تھین
کو برطرف کیا اور اعدا کے شر سے مطمئن ہو کر تمام ولایت کشمیر جو دیجو نامے کے قتل و غارت سے ویران
اور خراب ہوئی تھی عدل و احسان کی برکت سے آباد کی اور عاملون اور تحصیلدارون کے نام فرمان صادر
کیے کہ چھٹے حصہ سے زیادہ محصول رعایا سے نہ لیوین اور کہتے ہین کہ دیجو قندھار کا میر بخشی تھا جبکہ اُسنے
مع جمعیت تمام کشمیر پر فوج کشی کی اور تمام اُس ولایت کو تاخت و باخت پیش آکر زیر و زبر کیا اور راجہ
سیہ دیو نے اُس کے پنجۂ ظلم سے مفر اور نجات نہ دیکھی ناچار رعایا سے زر خطیر چندہ لیکر دیجو کے واسطے پیشکش
بھیجا جب اُس سے بھی فائدہ عاید نہوا سیہ دیو رعیت کو اُسکے پنجۂ عذاب اور چنگ عقوبت مین ڈالکر آپ
کسی طرف نکل گیا اور دیجو نے اُس ولایت مین کوئی دقیقہ ظلم اور تعدی کا فروگذاشت نہ کیا پھر آخر کو جب موسم
سرما آیا سردی کی کثرت سے اُس مقام مین مقیم نہوا قندھار کی طرف بازگشت کی القصہ جب شاہ شمس الدین
کی شجاعت اور نیکنامی کا آوازہ اطراف و اکناف مین مشہور ہوا اور از روے استقلال امور ملکی مین مشغول
ہوا ایک جماعت کو طائفون سے کہ مخالفت کی تھی کشتوار سے گرفتار کر کے قتل کیا اور مردم کشمیر سے
دو گروہ کو سرافراز کیا ایک طبقہ چک اور دوسرے ماگری کو اور یہ قرار پایا کہ امرا اور سپاہی اُس ملک

لوگوں کے کشمیر میں فرقہ کہارا آفتاب پرست کا تھا کہ انہیں شماسیں کہتے تھے اور مذہب اُنکا یہ تھا کہ آفتاب کا نورانی وجود
ہمارے صفائی عقیدہ کے واسطے ہے اور ہمارا وجود اُسکی نورانیت کے واسطے اگر ہم اپنی صفائی عقیدہ کو مکدر کریں
آفتاب کا وجود نہ رہے اور اگر آفتاب اپنا فیض ہم سے اُٹھالے ہمارا وجود بھی معدوم اور مفقود ہو جاوے ہم
ساتھ اسکے موجود ہیں یعنی بے ہمارے اُسکے تئین وجود نہیں ہے اور بے اُسکے ہمارے تئین وجود نہیں جو کہ احوال
ہمارا اُسپر ظاہر ہے پس ہمین لائق ہے کہ جبتک وہ رہے یعنے دن کو ہم صلاح وخوبی کے سوا دوسرا کام نہ کریں اور جب
شب ہووے اور وہ ہمین نہ دیکھے اور ہمارے حال پر واقف نہووے جو کریں ساتھ اسکے مواخذہ نہوگا اور
فرقہ شماسین نے بموجب الالقاب تنزل من السماء شماس الدین لقب رکھا ہے مردم کشمیر نے اس کو غلط کر کے تخفیف
دی ہے یعنے شمس الدین سے شماسی تخفیف کیا ہے ایسا کچھ میرزا حیدر نے تاریخ رشیدی میں لکھا ہے لیکن اسوقت
مولف محمد قاسم فرشتہ نے متردد ین یعنے اُس ملک کے آنے جانے والوں سے کہ علم وفضل میں آراستہ تھے
مذہب کشمیر کا احوال استفسار کیا وہ بولے کہ رعایا اس ملک کی تمام حنفی مذہب ہے اور سپاہ اُس ملک
کی اکثر شیعہ اور علما ء وہاں کے مذہب شیعہ بہت کم رکھتے ہین اور یہ بادشاہان تبت کو چک کے کہ کشمیر کا
ہمسایہ ہے گروہ سپاہیان کشمیر کی آمیزش اور صحبت کے سبب ایسا تشیع یعنے شیعہ گری میں غلو رکھتے
ہین کہ یہ حکم دیا کہ اگر بیگانہ اُس شہر میں وارد ہووے اور اصحاب کو بُرا بھلا نہ کہے تو اُسے شہر
مین اُترنے نہ دیتے تھے اور طائفہ چکان یہ تقریر اور دعوے کرتے ہین کہ میر شمس الدین عراقی
شیعہ مذہب رکھتا تھا ملاحدہ اور سلاطین اس زمانہ کے اُس کے معتقد ہوے اور سب نے خطبہ
اثنا عشر اُس کے حکم سے پڑھا اور کتاب احوطہ میر شمس الدین عراقی کی نہین ہے بلکہ ایک ملاحدہ گمراہ
کی تصانیف سے ہے واللہ اعلم بالصواب

ذکر سلطان شمس الدین کی سلطنت کا

چونکہ التزام تھا کہ اس کتاب مین وقائع حکام کفر دمشروحاً بیان ہوں کیونکہ وہ شمار سے باہر ہین
لہذا سلاطین اسلام کا تذکرہ کرتا ہوں جو کشمیر میں فرمانبردار ہے واضح ہو کہ اسلام اُس حدود میں
قریب العہد ہے اُس ملک کے حکام قدیم سب ہنود تھے اور اکثر دین براہمہ رکھتے تھے سنہ سات سو
پندرہ ہجری تک عملداری راجہ سیہ دیو کی تھی شاہ میرزا نامے ایک شخص بہ لباس قلندری کشمیر مین
آن کر راجہ کا نوکر ہوا وہ اپنا نسب یوں بیان کرتا تھا کہ شاہ میرزا بن طاہر بن آل بن گرشاسب
بن میکودر و بست میکودر کی ساتھ ارجن کے کہ ایک پانڈوں سے ہے پہونچتا تھا اور پانڈوں کا
احوال اکبر شاہ کے حکم سے مہابھارت کو ترجمہ کر کے ساتھ رزم نامہ کے موسوم کیا ہے اُسمین مذکور
ہے غرضکہ شاہ میرزا ایک مدت تک راجہ کی خدمت مین حاضر رہا اور اعتبار پیدا کیا جب راجہ سیہ دیو

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقصود یہ ہی کہ یہ برخلاف مذہب نوربخشیہ کشمیر کر اور بموافقت بعضے اہل سنت وجماعت
اور کتاب فقہ احوطہ کو کہ اس وقت مین شہر کشمیر مین مشہور تھی مین نے علماے ہندوستان کے پاس بھیجی اور
اُن بزرگوارون نے اُس کتاب کی پشت پر فتوی لکھا ہی دیہ ہے

فتوے علماے ہندوستان کا کتاب احوطہ نوربخشیہ پر

اللہم ارنا الحق حقا وارنا الباطل باطلا وارنا الاشیاء کما ہی بعد مطالعہ اس کتاب اور غور بہت کے اُسکے مسائل
سے معلوم ہوا کہ مصنف اس کتاب کا مذہب باطل رکھتا تھا اور سنت مشہورہ سے پرہیز کرکے اہل سنت وجماعت
کا مقید نہ تھا اور اسکا یہ دعوی کہ ان اللہ امرنی ان ارفع الاختلاف من بین ہذہ الامۃ او لاحی آلہ ودرج
سنن الشریعۃ المحمدیۃ کما کانت فی زمانہ من غیر زیادۃ ونقصان وثانیا فی الاصول من بین الامم وکافۃ اہل لعالم
بالیقین تو وہ اس دعوے مین کاذب تھا اور مذہب زندقہ اور سفسطہ کی طرف مائل ہوا اس قسم کی
کتاب کا محو کرنا اور مٹانا عالم سے اوپر اُن لوگون کے کہ قادر ہوین واجبات اور فرائض ات سے ہی اور دفعہ
کرنا اس مذہب کا ضروریات دین سے ہی اور زجر اور ممانعت اس دین کے عمل کرنے والون اور اس مذہب
اور اس کتاب کے معتقدون کا ان پر فرض ہی اور جو مقر ہوین اور اس مذہب باطل سے نہ پھرین دفع کرنا شر
اُن لوگون کا مسلمانون سے بسیاست اور قتل واجب ہی اور اگر تائب ہوین اور اس مذہب کو ترک کرین حکم
فرماوین کہ متابعت حضرت ابی حنیفہ رح کے مذہب کی کہ جنکی شان مین حضرت رسالت پناہی نے سراج امتی فرمایا ہی
قبول فرماوین جب یہ نوشتہ مجھے پہونچا بہت سے مردم کشمیر کو کہ ساتھ مذہب ارتداد کے نیس تمام رکھتے تھے یعنے انھین
طوعاً اور کرہاً مذہب حق مین داخل کیا اور بہتون کو تیغ سیاست سے قتل کیا اور ایک جماعت نے بھاگ کر تصوف
کے پردہ مین پناہ لی اور چمڑے کا تسمہ اور گاڑھے کا لنگوٹ باندھ کر عارف بنے اپنا نام صوفی رکھا لیکن صوفی صافی
نہین بلکہ چند زندیق مع چند ملحد کے ہین کہ گمراہ کرنے والے آدمیون کے ہین حلال اور حرام سے مطلقاً خبر نہین رکھتے ہین
اور تقوی اور طہارت شب بیداری اور کم خوری کو جانتے ہین اور طمع اور حرص کے لیسے پابند ہین کہ جو چیز پاوین
کھاوین اور بھوکے رہین اور مفت کی دولت اگر ہاتھ آوے اُسکے لینے مین مضائقہ نہ کرین اور درویش ہین اور ہمیشہ
اپنے خواب بیان کرکے بہکلتے اور اظہار کرامات کرتے اور کہتے ہین کہ اس سال یہ ہوگا اور اُس سال وہ ہوگا اور
خبرین غیب آیندہ اور گذشتہ کی ہردم سناتے ہین اور آپس مین ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہین اور باوصف اس
رسوائی کے حیلہ سمجھتے ہین اور اہل علوم کے علم کو نہایت مذموم اور مکروہ رکھتے ہین اور نے شریعت کے راستہ طریقت کا
چلتے ہین اور کہتے ہین اہل طریقت کو ساتھ شریعت کے کچھ کام نہین ہی غرض کہ ایسے ملاحدہ اور زندیق اور مقام مین
دیکھنے مین نہین آے عیاذاباللہ ومعاذاللہ حق سبحانہ تعالے جمیع اہل اسلام کو اس قسم کے آفات اور بلیات
سے اپنی پناہ عصمت مین محفوظ اور مصئون رکھے بہ طفیل محمد اور آل امجاد آنحضرت کے آمین ثم آمین اور قبل ان

اسکو موضع آب اندانہ اور آب جملہ کہتے ہین اور ملتان کے اوپر گذرتا ہے اور متصل ہوتا ہے ساتھ چناب کے
اور بعد اسکے نہر سیاہ مین پہونچتا ہے اور مجموع ہوکر اوچہ کے قریب ساتھ آب سند کے ملتا ہے پھر سبکو آب سند
کہتے ہین اور زمین تتھہ کے دامن مین جاکر دریاے عمان مین گرتا ہے اور دقائق حکمت سے معمار صنع واقتضا
تھا رواسی را بتھا تھا اس کل روح ہیچ نے ایک دیوار دیوار ہاے حال سے اس میدان شدید المحال کے
گرد ایسی کھینچی ہے کہ اہالی اُس سرزمین کے اسکے سبب دشمنوں کے تعرض سے محفوظ اور مصئون ہین اور بیک
اندیشہ اُن دیوار کے گذرنے سے قاصر ہے اور شارع عام اُس ولایت کی تین طرف ہے ایک خراسان
کی سمت کہ وہ راہ نہایت دشوار گذار ہے مسافر احمال واثقال پشت دواب پر لادکر اُس راستہ سے
نہین جاسکتا اور وہان کے آدمی جو اس کام کے ذمہ دار ہیں وہ اپنے دوش پر اُٹھاکر چند روز مین ایسے
مقام مین پہونچاتے ہیں کہ پھر چوپایہ پر لادسکین اور ایک راستہ ہندوستان کی سمت ہے وہ بھی اسی طور پر
ہے جیسا کہ بیان ہوا اور راستہ جو تبت کی طرف واقع ہوا اُن دو راہون سے بہت آسان ہے لیکن اس مین
یہ مصیبت کا سامنا ہے کہ چند منزل اُس چارہ کے سوا جو خاصیت زہر کی رکھتا ہے اور دواب لیسے چارپایہ اسکے
کھانے سے مر جاتے ہین اور پیدا نہین ہوتا ہے سواروں کو چارپایون کے خوف تلف سے اس راستہ سے
عبور دشوار ہے علاوہ اسکے میرزا حیدر نے کتاب رشیدی مین لکھا ہے کہ کشمیر کے آدمی تمام حنفی مذہب ہوتے
آئے ہین اور فتح شاہ کے زمانہ مین ایک مرد شمس الدین نام تھا اُس نے عراق سے آکر اپنے تئین ساتھ
میر محمد نوربخش کے منسوب کرکے مذہب غیر معروف جاری کیا اور نام اُس مذہب کا نوربخش رکھا اور قسم قسم کے
کفر اور زندقہ آشکارا کرکے فقہ کی ایک کتاب احوطہ نام اُن لوگون کو جو انسانیت سے خالی اور حمق سے بھرے
تھے مطالعہ کروائی کہ عقاید اُسکے ساتھ کسی مذہب اہل سنت جماعت یا شیعہ سے موافق نہیں ہیں اور جو لوگ
کہ یہ مذہب رکھتے ہین اصحاب ثلثہ رض اور عائشہ رض کی مذمت کو جو شعار رافضیوں کا ہے اپنے اوپر لازم کیا ہے اور
عقیدہ شیعہ کے خلاف اُن کا عمل یہ ہے محمد نوربخش کو صاحب الزمان اور مہدی موعود جانتے ہیں اور تمام اکابر
اور اولیا کے معتقد ہیں برخلاف شیعہ کے اور سب کو سنی مذہب جانتے ہیں اور جمیع عبادات اور معاملات مین
اس قبیل سے تصرفات کرکے تفرقہ عظیم ڈالا تھا اور اپنے مذہب کا نوربخشی نام رکھا اور مسود اس اوراق نے ایک
جماعت کو مشائخین نوربخشی سے بدخشان وغیرہ میں دیکھا ہے بلکہ درس علوم مین سب کے ساتھ شریک تھے
اور سب شریعت ظاہری میں آراستہ اور رشد معنوی مین پیراستہ ہیں والتمام ساتھ اہل سنت وجماعت کے
موافق اور متفق ہیں چنانچہ ایک فرزند امیر سید محمد نوربخش نے نوربخش کا ایک رسالہ مجھے دکھلایا اُس مین اچھی
باتین لکھی تھیں اور یہ مضمون مندرج تھا کہ سلاطین اور امرا اور جاہل گمان لیجاتے ہیں کہ سلطنت صوری
ساتھ طہارت اور تقوی کے جمع نہیں ہوتی ہے یہ غلط محض ہے کسواسطے کہ اعظم انبیا اور رسل سے باوجود نبوت
اس امر مین مساعی جمیلہ پیش پہونچائے جیسے یوسف اور سلیمان اور داؤد اور موسی اور حضرت رسالتپناہ

احداث کرکے اُس چبوترہ مربع پر عمارت لطیف اور پسندیدہ انجام کو پہونچائی ہی اور درخت نہایت عمدہ اور پاکیزہ لگاے ہین اور حق یہ ہی کہ اس لطافت اور نزاہت کے ساتھ کوئی اور مقام نہ ہوگا اور علاوہ اسکے شاہ موصوف نے ایک عمارت اور شہر سری مین تعمیر کی ہی کہ اسے کشمیری زبان مین راجدان کہتے ہین اُس مین بارہ قصر ہین اور بعضے آشیانے مین اُس کے پچاس حجرے اور ایوان اور منظر ہین اور وہ عمارت ساتھ اس رفعت اور بلندی کے تمام چوبی ہی اور دوسرے کوشکہاے عالی جو تمام عالم مین ہین نہ جیسے سلطان یعقوب کی ہشت بہشت تبریز مین اور کوشک باغ زاغان اور باغ سفید اور باغ سنہری ہرات مین اور کوشک راے لغزا اور باغ دلکشا اور باغ تولدی سمرقند مین اُن سب سے یہ عالی تر اور پر غرائب ہی لیکن انصاف یہ ہی کہ وہ قصر جیسے لطافت اور صفائی رکھتے ہین یہ نہین رکھتا اور مختصر جو کچھ ظفر نامہ مین لکھا ہی یہ ہی کہ کشمیر مشاہیر معمورہ عالم سے ہی اور موضع غریب مین واقع ہوا اور وہ ولایت اقلیم چہارم کے وسط مین ہی کس واسطے کہ چہارم کے اول مین وہ اقلیم ہی کہ عرض اُس کا تینتیس ۳۳ درجہ اور چون دقیقہ ہی اور عرض کشمیر کا خط استوا سے تینتیس ۳۵ درجہ ہی اور طول اُس کا جزائر سعد سے ایک سو پچاس درجہ ہوتا ہی اور میدان اس ولایت کا طولانی واقع ہوا ہی اُس کی زمین کوہ جنوبی دہلی کی سمت اور زمین کوہ شمالی بدخشان اور خراسان کی طرف اور اُسکے غرب کی جانب ایک موضع ہی کہ اُس مین افغان کی قوم سکونت پذیر ہی اور طرف شرقی اسکی منتہی ہوتی ہی ساتھ آراضی تبت کے اور طول اُس میدان کا کہ ہموار واقع ہوا حد شرقی سے حد غربی تک قریب چالیس فرسخ ہی اور عرض اُسکا جنوب کی طرف سے حد شمالی تک بیس فرسخ اور اُس کے درمیان مین دشت ہموار جو درمیان پہاڑون کے واقع ہوا اُس مین ہزار قریہ آباد ہین اور چشمہاے خوشگوار اور سبزہاے لطافت آثار سے مملو ہین اور اس ملک کی آب و ہوا کی جودت کشمیر کے معشوقون کی حسن صورت اور لطف شمائل کی گواہ ہی کہ شاعران فارس کی زبان پر مثل ہوئی جیسا کہ کہا ہے رباعی

شاہ ہمہ دلبران کشمیر توئی
خرم دل آن شاہ کہ کشمیر توئی
آن حور کہ روح راستر دلکش گویند
کاندر کف پاے نازکش میر توئی

اور اُس کے کوہ و دشت مین قسم قسم کے درخت میوہ دار ہین اور پھل اُنکے نہایت لذیذ اور خوشگوار ہین لیکن ہوا اُسکی ساتھ سردی کے میل رکھتی ہی اور برف عظیم برستی ہی اسلیے میوے گرم سیر مثل خرما اور نارنج اور لیمو اور مثل اُسکے اُس نواح اور قصبات مین اُس شہر کے حاصل نہین ہوتے ہین لیکن نزدیک کے مواضع گرم سے وہ میوے نقل کرتے ہین اور سری نگر نام ایک شہر ہی کہ اُس ملک کے حکام وہان سکونت رکھتے ہین اور بطریق بغداد ایک نہر عظیم الشان کہ اُسکو بہت کہتے ہین شہر کے درمیان جاری ہی پانی اُسکا دجلہ بغداد سے زیادہ ہی اور عجب یہ ہی کہ دریا آب تو ہی فقط ایک چشمہ سے نکلتا ہی اور چشمہ بھی اُسکا اسی ولایت مین ہی اور اُسکو چشمہ ویر کہتے ہین اور وہان کے اہالی نے اُسکے سرے پر ہزارون کشتیان زنجیر سے باندھی ہین اور وہ پانی بعد اسکے کہ حد کشمیر سے گذرتا ہی

ہو اگر اُس مین درز کاغذ کے برابر نہین ہر گویا اکڈال ہین طول ہر سنگ کا تین گز سے آٹھ گز تک ہی اور عرض
ایک گز سے پانچ گز تک غرضکہ عقل ابتداے نظر مین اُس پتھر کے لانے اور کارفرمائی مین انکار اور
امتناع کرتی ہی لیکن سراسری دیکھنے مین ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ دیوارین اکڈال ہین یہ کام انسان کا نہیں
دیوون نے بنایا ہی اور اکثر کام اُس کا ایک انداز پر ہی احاطہ ہر ضلع مربع کا تین سو گز ہی اور بعضے
مقامون کی دیوار کا ارتفاع تیس گز اور کسی جگہ کم ہی اور احاطہ کے اندر بھی عمارات سنگین تعمیر ہیں اور پتھر کے
ستونون پر قائم ہین اور عرض محرابون کا تین گز اور چار گز سے کم نہین اور بعضے مقامون مین صنعت اور گلکاری
اور تصویرین منقش ہین اور بعضی تصویر ہنستی ہی اور بعضی روتی ہی جو شخص اُنھین دیکھتا ہی حیران اور متعجب ہوتا ہی
اور درمیان مین اُس کے ایک کرسی بلند سنگ تراشیدہ سے ہی اور اُس پر ایک گنبد رفیع تعمیر ہی اور اُس عمارات کا
اسقدر شرح و بیان طول ہی کہ خامہ دو زبان اسکی تحریر سے عاجز ہی کہ ایسی عمارت تمام عالم مین نہ ہوگی اور علاوہ اسکے
کشمیر کی طرف بریک نام ایک ولایت ہی اور اُس مقام مین ایک پشتہ یعنی ٹیکرا ہی اور اُس پشتہ کے متصل
ایک نشیب مثل حوض یا تالاب کے ہی اور اُس مین ایک سوراخ ہی وہ تمام سال خشک رہتا ہی جب آفتاب
عالمتاب برج ثور مین داخل ہوتا ہی اُس سے پانی ایک دن مین دو تین مرتبہ جوش کر کے ابلتا ہی یہانتک
کہ وہ حوض پانی سے لبریز ہو کر دو تین مچھلیاں چلنے لگتی ہین اس کے بعد پھر وہ پانی ساکن ہوتا ہی یعنے سوا
اُس سوراخ کے اور مقام مین پانی نہین رہتا جب فصل ثور منقضی ہوتی ہی پھر وہ حوض اور سوراخ سال بھر
خشک رہتا ہی اور اگر اس سوراخ کو گچ یا چونہ سے محکم مسدود بھی کرین اُس فصل مین پانی زور کر کے اسے
نکال ڈالتا ہی اور ماورا اسکے ایک درخت سپند کا موضع ماکام مین ہی اور وہ موضع مواضع مشہور کشمیر سے ہی اور وہ درخت
اسقدر رفیع اور بلند ہی کہ اکثر تیرانداز تیر پھینکتے ہیں مگر اُس پر نہین پہونچتا ہی باوجود اسکے اگر کوئی شخص اُسکے
ایک شاخچہ باریک کو جنبش دیوے وہ درخت باوجود اس عظمت کے تمام ہلتا ہی دوسرے دیوسرہ کہ ایک ولایت
معمور کشمیر سے ہی اُس مقام مین ایک چشمہ ہی بمقدار حوض بیس گز سے بیس گز تک اور اطراف مین اسکے درخت
سایہ دار اور مطبوع اور سرد نہایت لطافت اور طراوت کے ساتھ ہی اور اُسکا خاصہ یہ ہی کہ اگر ایک کوزہ
مین برنج پکا کر اسکا منہ بند کرین اور نام اُس پکانیوالے کا لکھکر اُس چشمہ مین ڈالین وہ کوزہ ڈوب
جاتا ہی کبھی پانچ سال اور گاہنے پانچ ماہ اور گاہے پانچ روز غرقاب رہتا ہی اور کبھی ایک روز کے بعد
برآمد ہوتا ہی کچھ وقت اُس کا معین نہین جب برآمد ہووے اگر وہ برنج پختہ اسی حالت اصلی پر رہین تو وہان کے
باشندے فال نیک لیتے ہین اور جو متغیر ہو کر نکلین فال بد سمجھتے ہیں اور اُسکے سوا شہر کشمیر مین ایک تالاب
ہی کہ جس کا نام ول ہی اور دور اُس کا سات فرسخ ہی چنانچہ اس کے درمیان مین سلطان زین العابدین
نے جو سلاطین کشمیر سے تھا اُس نے ایک عمارت تعمیر کی اول اُس نے اُس مقام کو پتھرون سے پاٹکر
اسکے اوپر ایک چبوترہ مربع کہ دو سو گز سے دو سو گز تک ہی ارتفاع دس گز سنگ اور چونہ سے

چاہتا ہی باغ مین جاکر میوہ کھاتا ہی ممانعت کا اُس ملک مین دستور نہین ہی اور جب تک وہ مملکت دہلی اور لاہور کے بادشاہون کے تصرف مین نہ آئی تھی آمد و شد اُس حدود کی جیسا کہ چاہیئے عمل در آمد اور معمولی نہ تھی اور جب سنہ ۹۹۵ نوسو پچانوے ہجری مین کشمیر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے قبضہ مین آیا شاعران صاحب طبع نے اُس طرف جاکر اُس مملکت کی تعریف مین اشعار غرا موزون کیے ہین چنانچہ یہ اشعار فیضی سے ہین

ابیات

هزار قافلهٔ شوق مے کند شبگیر
ورق نگار خیال ست و نقش بند ضمیر
بعزم ہاے گزین کارخانهٔ ابداع
گیاہ او بتوان گفت روح را اکسیر
بہ پیش فیض نسیمش دم مسیح سموم
بہم یکے دے داروی بہشت و بہمن و تیر
بہر طرف روی از بحر فیض مالا ال
کہ سر زند ہمہ عناب از نہال زریر
شراب خوردہ حریفان بجاے آب رز
بعقل در تگ تار و بہ صبر در زد و گیر
کند مشاہد نصف النہار جرم سہا
کنند از لطف این بادہ برگ گل تقطیر

کہ بار عیش کشاید بہ عرصهٔ کشمیر
ہواے او متنوع چو فکرت نقاش
بہ نقشہاے عجب کارنامهٔ تقدیر
بتن موافقت آب او چو بادہ و گل
بہ نزد آب زلالش زلال خضر غدیر
درو بجاے علف زعفران ہمی روید
ہزار چشمهٔ جوشندہ چون دل تحریر
بحیرتم کہ چہ آثار قدرت ازلی ست
کہ تشنگان ہوس را ہمین بود تدبیر
بقیہ زر محلول آیدت بہ نظر
شعاع گوہر اگر فتد بہ چشم ضریر
شمیم سیب دہد مغز روح را ترتیب

تبارک اللہ ازان عرصہ کہ دیدن او
زمین او متلون چو صفحهٔ تصویر
غبار او نتوان خواند چشم را دارد
بجان مناسبت آب او چو شکر و شیر
فصول او متشابہ ز اعتدال ہوا
کہ آب و خاک درا این چنین بود تاثیر
ز اعتدال ہوالیش شگفت نیست شگفت
کہ ہر نظارہ نیارد نظر بصنع قدیر
خراب آن مے مغبش شوم کہ ہست چو عشق
اگر از دو فگنی قطرہ بہ چشمهٔ قیر
اگر دماغ لطافت شود گلاب طلب
نسیم بہ فگند مغز ذوق در تعطیر

بہ عجز معترفم در شمار میوہ و گل
کہ ہست بر قد معنی لباس عذر قصیر

اور مولانا عرفی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قصیدہ غرا کشمیر کی تعریف مین کہا ہی چنانچہ یہ دو بیت اُسی کے اشعار مین سے ہین

ابیات

ہر سوختہ جانے کہ بہ کشمیر درآید
اگر مرغ کباب ست کہ با بال و پر آید
جائیکہ خزف در رود آنجا گہر آید
بنگر کہ ز فیضش چہ بود گونہ رنگیتا

اور ایک شخص نے خطہ کشمیر کی تعریف مین ہجو ملیح کی ہی رباعی

کسانیکہ آفاق گردیدہ اند ۴
بہ تعریف کشمیر و کشمیریان
لبے سال و مہ در سفر بودہ اند
بہشتی پر از دوزخے دیدہ اند

کشمیر مین عجائبات بہت ہین از انجملہ اُس نواح مین تخانے تخمیناً ڈیڑھ سو بلکہ اس سے بھی زیادہ ہین اور سب سنگین ہین یعنے سنگ کو تراش کر بے گچ اور چونہ اس طور سے پتھر کی سلین ہموار رکھی ہین

گردون عمارت دارد و طلسم مشوش ست ٭ امرد در رود بادۂ دو خرگاہ آتش ست ٭ اور اسکی نسیم عنبر شمیم بہاری سے مضمون و
نفخت فیہ من روحی ظاہر اور اسکے سبزہ سے یخرج الحی من المیت کا مضمون باہر نہریں جاری اسکے باغہائے آباد
میں گویا جنات تجری من تحتہا الانہار اور مضمون آیۂ کریمہ لم یخلق مثلہا فی البلاد اور مصداق آیہ بلدۃ طیبۃ
ورب غفور دیتی ہیں اور گلہائے آتشیں اسکے آتش خلیل پر طعنہ مارتے ہیں اور پھول کوہی اور صحرائی اس
کے جو باران رحمت الٰہی سے سیراب ہیں گلہائے باغی اور بوستانی سے برابری کرکے خودروی کی
لغزش سے انکار اور پرہیز کرتے ہیں اور یہ جواب دیتے ہیں **بیت** درین چمن چہ زنی طعنہ ام
بخودروی ٭ چو بالکہ پرورش مے دہد مرا دیم ٭ اور پھول گلستانی اگرچہ ان خودرو جنگلیون کی
گفتگو سے پیچ و تاب میں نہیں لیکن کمال شگفتہ روئی سے اہل دل کو یہ مصرع سناتے ہیں **مصرع** خود رستہ گر
باشد و بر رستہ دگر ٭ اور چوٹیاں پہاڑ کشمیر کی سربسری سے سر ملک الافلاک پر کھینچے ہوئے ہیں اور
دامن پہاڑوں کے پانوں نزہت کا دامن لطافت میں ڈالے ہوئے ہیں اور نہروں اور چشموں کے
پانی کی پاکیزگی کیا بیان کروں اور کیا لکھوں جو کوہستان بلند اور سخت سے گرتا ہے غلغلہ انداز
عالم ہے اور موا بہار جاریہ میں روان ہے وہ یا دہان تیرہ پا اور بعض روان سے دیتا ہے **بیت** آتش
جو گلاب ہر طرف گشتہ روان ٭ خاکش زر میں جنت آوردہ نشان ٭ عمارات عالی شان اس ملک
کی چوب ساکھو اور توت سے ساختہ ہیں اکثر ان میں پنج محلی ہیں کہ ہر محل میں حلو خانے اور حجرے اور
منظر اور محاذجات مطبوع اور پسندیدہ سے آراستہ اور پیراستہ ہیں اور باہر سے ان کی صنعت اور بدایع
کی نمائش اس درجہ ہے کہ جو شخص اسے نظر غور سے دیکھے انگشت حیرت دندان تعجب میں پکڑے اور
محل کے مداحوں میں تعریف کے قائل ہیں ہر چند شہر اور بازارون اور کوچوں اور قصبات کا سنگ
تراشیدہ سے ہے لیکن بازار اس قطع سے واقع نہیں ہوئے سوائے بزاز صراف کے اور لوگ
دوکانوں میں نہیں بیٹھتے بلکہ بقال اور عطار اور نان بائی اور میوہ فروش جو باعث زیب و زینت
بازار ہیں اور اہل حرفہ اپنے مکانات کے گوشہ میں کام کرتے ہیں لیکن اس وقت میں کہ امرائے
چغتائی کا نشیمن ہوا سنا جاتا ہے کہ قسم قسم کے استاد اور کاریگر دوکانوں میں بیٹھتے ہیں اور موسم
سابق نے تغیر پایا اور کشمیر میں تفریح طلب کے پھلوں سے شہتوت اور آلو بالو اور کیلا اور انگور
اور عناب اور انار اور سیب اور بہی اور شفتالو اور بندق اور اخروٹ اور انجیر بلکہ ہر قسم کے
میوے عمدہ اور افراط سے ہوتے ہیں اور شہتوت کے علاوہ بہت سے توت عمدہ ہوتے ہیں لیکن
اس ملک میں ان کو کوئی نہیں کھاتا بلکہ توت کے درخت محض ریشم کے کیڑے کی پرورش
اور تحصیل ریشم کے واسطے نگاہ رکھتے ہیں اور میوہ جات کی کثرت اس قدر ہے کہ اپنے موسم میں
ان کی فروخت نہیں ہے بلکہ لوگ مفت لے جاتے ہیں اور باغات میں چار دیواری نہیں جس کا حق
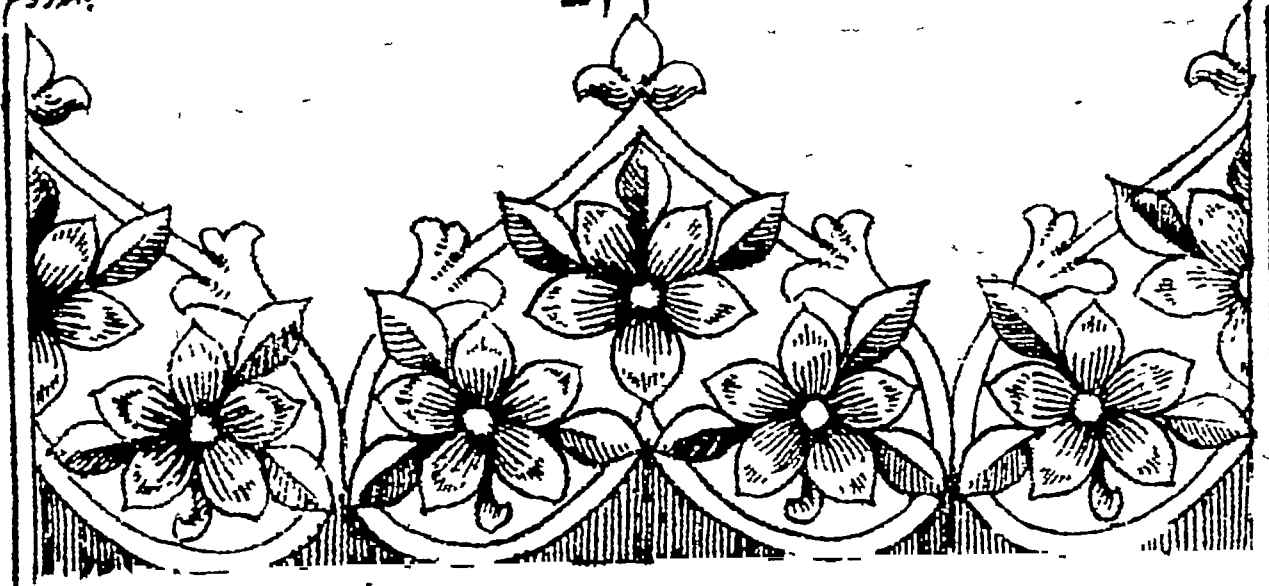
مقالہ دسوان بیان مین اُس جماعت کے جو کشمیر جنت نظیر مین فرمانروا ہوئی

کشمیر ممالک عالم سے ساتھ قسم قسم کے لطائف اور غرائب اوضاع کے مشہور و معروف ہی میرزا حیدر دوغلات کہ اُس کا احوال اس کے بعد لکھا جاوے گا اُس نے ایک کتاب تصنیف کی ہی جس مین جستہ جستہ کچھ اُس حدود کے نوادر درج کیے ہین مسودہ ان اوراق کا یعنے ملا محمد قاسم ہندو شاہ کو جو اعتماد اُس کے صحت اقوال پر ہی اس نسخہ شریف مین ثبت کرتا ہی اور کہتا ہی کہ خطہ کشمیر اُس ملک کی سمت کہ مراد جنوب اور مشرق کے مابین سے ہی دکن کی طرف واقع ہی دو طرفہ اُس کے پہاڑ ہین اور اُسکی زمین ہموار ہی اور سو کوس کا طول رکھتا ہی کہ قریب بتیس فرسخ ہوتا ہی اور عرض اُس کا بعضے مقامون مین بیس کوس اور کمتر مواضع کا دس کوس ہی الغرض تمام اراضی اُس کی ساتھ چار قسم کے منقسم ہوتی ہی اول زراعت آبی ہی اور اس زمین مین زعفران بھی خوب ہوتا ہی دوسرے للمی تیسرے باغی چوتھے بہت میدان ہموار جو ندیون کے کنارے واقع ہین اس مین بنفشہ اور نرگس اور سنبل اور سوسن اور نسرین اور نسترن اور زنبق اور دیگر قسم قسم کے پھول پیدا ہوتے ہین اور اُس زمین مین رطوبت کی کثرت سے زراعت خوب نہین ہوتی ہی اس واسطے وہ زمین ویران پڑی رہی ہی اور اُسے ارباب نظر اُس ملک کے بہترین لطائف سے جانتے ہین اور اُس سے محظوظ ہوتے ہین اور کشمیر بخلاف ہندوستان کے بطور ولایت ایران کے چار فصل رکھتا ہی اور اُس کی فصل گرما کی حرارت عین گرما گرمی جیسا کھ اور جیٹھ مین ایسا اعتدال رکھتی ہی کہ بادکش ہلانے کی حاجت نہین ہوتی اور ہوا وہان کے سرما کی باوجود کثرت برف ایسی معتدل ہی کہ حرارت غریزی کو صدمہ نہین پہونچا سکتی لیکن کبھی کبھی جب آفتاب عالمتاب ابر وغیرہ سے پوشیدہ ہوتا ہی بشر کی طبیعت کو آتش شراب کی ضرورت پڑتی ہی جیسا کہ کسی شاعر نے فرمایا ہی نظم

لنگر کے پھر ملتان کو آباد کیا اور لنگر خان نے باتفاق اُن لوگوں کے خواجہ شمس الدین کو خواجہ سرا کی طرح شہر سے نکال با
اور عہدہ داروں سے استقلال ملتان پر قابض اور متصرف ہوا اور جو فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ وفات
ہوئے اور ہمایوں بادشاہ سریر سلطنت پر بجائے اُنکے قائم ہوئے آں حضرت نے ولایت پنجاب
کامران مرزا کو جاگیر دی اور میرزا مذکور نے اپنے ایلچی بھیجکر لنگر خان کو طلب کیا چنانچہ لنگر خان لاہور میں آکر
میرزا کی ملازمت سے شرفیاب ہوا میرزا نے ملتان کے عوض ولایت پایل لنگر خان کو مرحمت فرمائی
اور لاہور کے باہر ایک مقام لنگر خان کی سکونت کے واسطے مقرر فرمایا چنانچہ ابتک وہ مقام دائرہ
لنگر خان مشہور ہے اور وہ ایک لاہور کے محال میں شمار ہوتا ہے اور اس دفعہ سے ملتان پھر
شاہان دہلی کے تصرف میں آیا اور میرزا کامران کے بھاگ جانے کے بعد حکومت اُس کی طرف شیر شاہ
افغان سور اور اس کے بعد سلیم شاہ سور اور پھر ساتھ عدلی کے اور پھر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ
اور اُسکے بعد نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی کے متعلق ہوئی جیسا کہ اپنے محل مناسب میں
ذکر ہر ایک کا مذکور ہوگا۔

اُس وقت میرا یہ حال تھا کہ مین اپنے باپ کو یاد کرکے زار زار روتا تھا اور وفور گریہ سے اشک
مسلسل میری آنکھون سے جاری تھے بعد ایک ساعت کے وزیر نے قلمدان طلب کیا اور
قلم درست کرکے کچھ تحریر کیا چاہتا تھا اُس وقت میرے دل مین یہ خیال گذرا کہ یہ وزیر اگر تجدید
وضو کرکے لکھے تو بہتر ہی خدا کی قدرت وہ اُٹھکر پائخانہ مین داخل ہوا اور کوئی شخص اُس وقت
وہان موجود نہ تھا مین تخت کے قریب پہونچا اور یہ بیت قصیدہ بردہ کی اُس پرچہ کاغذ پر جو وزیر
نے کتابت کے واسطے نکالا تھا تحریر کی ۔ **بیت** فما لعینیک ان قلت اکففا ہمتا ؎
وما لقلبک ان قلت استفق یہم ؎ اور مین پھر اپنے مقام پر آگیا اور اشک کے قطرات
روان تھے اور بعد ایک ساعت کے وزیر پھر اپنے مقام پر آن کر متمکن ہوا اور اس کاغذ پر
کچھ لکھنے کا ارادہ کیا جب دیکھا یہ بیت اُس پر تحریر ہے مکان کے چارون سمت دیکھنے لگا
جب میرے سوا کسی کو نہ دیکھا مجھسے متوجہ ہو کر پوچھا کہ یہ بیت تو نے لکھی ہی مین نے کہا ہان
اس وقت میرا حال پوچھا مین نے اپنی اور باپ کی سرگذشت بیان کی جو ہین اُس نے میرے
باپ کا نام سنا فوراً اُٹھا اور اپنے ہاتھ سے زنجیر میرے پانوٗن سے جدا کی اور اپنا پیراہن مجھے
پہنایا اور اُسی وقت سوار ہو کر مجھے اپنے ہمراہ میرزا شاہ حسین کے دیوانخانہ مین لیگیا اور مجھے
میرزا کے سامنے لے جاکر میرے باپ کا حال معروض کیا میرزا نے فوراً میرے باپ کو طلب
کیا جب میرے والد میرزا کے سامنے آئے اتفاقاً ... اُس وقت میرزا کی مجلس مین ہدایہ
فقہ کا مذکور ہوتا تھا میرزا کے حکم سے اُسی وقت ایک خلعت مجھے اور میرے والد کو مرحمت ہوا
اور میرے والد ماجد نے باوجود پریشانی اور تردد خاطر فقہ کا بیان اس مراتب سے تقریر کیا کہ حضار
مجلس شیفتہ ہوے اور چارون طرف سے مدح وثنا کا غلغلہ بلند ہوا میرزا نے پھر اُسی مجلس
مین خزینہ دار سے فرمایا کہ جو کچھ مولانا کا اثاث البیت غارت ہوا ہی اُسے جلد بہم پہونچا اور جس قدر
بہم نہ پہونچے اُسکی قیمت سرکار سے دلوادے یہ فرماکر میرے باپ کو اپنی مصاحبت اور ہمراہی
کی تکلیف دی اُنھون نے یہ جواب دیا کہ حیات مستعار کا زمانہ آخر ہوا اب وقت سفر آخرت ہی
نہ وقت ہمراہی آخر کو جو فرمایا تھا وہی ہوا یعنے دو مہینے کے بعد آن حضرت جوار رحمت حق مین واصل
ہوے القصہ قلعہ ملتان کا فتح ہوا اور میرزا شاہ حسین نے شاہ لنگاہ کو گرفتار کرکے حوالات مین بھیجا
اور شیخ شجاع الملک بخاری کو انواع اہانت پہونچائی ہر روز خیط اُس سے لیتے تھے یہانتک کہ اُس نے
اسی مقدمہ مین جان دی اور جو ملتان کی ویرانی اس حد کو پہونچی تھی کہ کسی کو گمان نہ تھا کہ یہ پھر آباد
ہوگا میرزا نے ملتان کی آبادی سہل جانکر خواجہ شمس الدین کو اُس کی حراست اور انتظام کو چھوڑا
اور لنگرخان کو پیش دست کرکے ٹھٹہ کی طرف مراجعت کی اور لنگرخان نے مردم پراگندہ کو دلاسا

اکثر بزرگوں نے جلا وطن ہو کر سور مین توطن اختیار کیا اور ایک جماعت کو بخواہش تمام بلایا تھا از انجملہ
مولانا عزیز اللہ کو جو شاگرد ملا فتح اللہ کے تھے سور مین طلب کیا جب مولانا عزیز اللہ سور کے قریب
پہونچے انکو باعزاز تمام شہر مین لایا اور بنہایت عزت اور تکلف سے انھیں اپنے حرم سرا مین لے گیا
اور اپنے خدمتگاروں کو یہ حکم دیا کہ مولانا کے دست حق پرست پر پانی ڈالو پھر فرمایا کہ یہ پانی
زیادتی برکت کے واسطے محل سرا کے چارون گوشوں میں چھڑکو اور شیخ جمال الدین قریشی وکیل حاکم مذکور
سے ایک حکایت عجیب منقول ہے اگرچہ کچھ مطلب میں دخل نہیں رکھتی لیکن معقول عزت اور جوائے عظمت
سے بیداری کے واسطے مرقوم قلم مشکین رقم ہوتی ہے منقول ہے کہ جب حضرت مولانا عزیز اللہ سور مین
تشریف لائے اور حاکم بایزید انھیں اس اعزاز و احترام سے اپنے محل سرا میں لے گیا کہ ابنائے زمانہ
کو اس سے زیادہ تر امید یہ تھی پھر مولانا کو حرم سرا مین لے جاکر خواصون کو حکم دیا کہ مولانا کی خدمت مین
حاضر ہوویں اس کے بعد شیخ جمال الدین قریشی نے ازروے تمسخر اور ظرافت کے ایک شخص کو مولانا کی
خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ حاکم بایزید بعد دعا و ثنا عرض کرتا ہے کہ میری غرض خواصوں کے احضار سے
یہ تھی کہ جو مولانا مجرد تشریف لائے ہیں جو خواص کہ منظور نظر اور مطبوع طبع ہو اعلام بخشیں تو اجازت
دی جاوے کہ شرف ہمبستری سے مشرف ہووے مولانا نے اپنے خادم سے فرمایا کہ تو حاکم بایزید کے پاس
جاکر میری طرف سے کہنا کہ معاذ اللہ جو شخص زیور آدمیت اور حلیہ انسانیت سے آراستہ ہے وہ اپنے مخدوم
کی خواصوں کو نظر بد سے نہ دیکھے گا اور علاوہ اس کے سن و سال فقیر کا اس امر پر تقاضا نہیں کرتا ہے مگر
جب خادم مولانا عزیز اللہ نے حاکم بایزید کے پاس آن کر یہ پیغام گذاری کی حاکم بایزید نے کہا کہ مجھے
حاشا اس امر سے آگاہی نہیں ہے پھر مولانا نے شرمندہ ہو کر یہ بد دعا کی خداوندا جس شخص سے یہ عمل
سرزد ہوا ہے اس کی گردن توڑ دے یہ فرما کر حالت غیظ میں حاکم بایزید کی بلا رخصت وطن کی طرف
تشریف لے گئے اور حاکم بایزید کو اس وقت خبر پہونچی کہ آنحضرت سرحد سے آگے بڑھ گئے تھے
آخر کو جو مولانا نے اپنی زبان سے ارشاد کیا تھا وہ ظہور میں آیا کہ جب شیخ جمال الدین سلطان سکندر
کی خدمت سے رخصت ہو کر سور میں آیا ایک رات کو اس کے قدم لب بام سے لغزش کی کہ وہ
سر کے بل زمین پر گرا اور گردن اس کی شکستہ ہوئی بزرگوں سے تمسخر اور بد دعا سے پرہیز اولیٰ القصہ
جب ظہیر الدین محمد بابر شاہ سنہ ۹۳۲ نوسو بتیس ہجری میں ولایت پنجاب پر متصرف ہو کر دہلی کی طرف عازم
ہوا میرزا حسین شاہ ارغون حاکم ٹھٹہ کو فرمان بھیجا کہ ملتان اور وہ حدود کہ جو اسے مرحمت ہوئے
تھے اس پر متصرف ہووے میرزا حسین شاہ ارغون نے حسب الامر مع افواج بیشمار قلعہ بھکر
کے اطراف میں دریا کے راستہ سے عبور کیا اور قہر الٰہی کی تند ہوا چلنے لگی اور سیلاب بے نیازی
جاری ہوا شاہ محمود شاہ لنگاہ یہ خبر حیرت اثر سنکر نہایت ہراساں اور مثل بید لرزاں ہوا اور سپاہ

تعین کیا جب افواج طرفین ایک دوسرے کے قریب پہونچی جام بایزید پلٹ کر ایستادہ ہوا اور جانبین
سے جوانان کارآمد جدا ہوکر حرب مین مشغول ہوے اور کوشش مردانہ کی عاقبت الامر جام بایزید نے
اُس جماعت کو متفرق و پریشان کر کے سور کا راستہ لیا اور سور مین پہونچتے ہی خطبہ بادشاہ سکندر
لودھی کے نام پڑھا بعدہ تمام ماجرا عرضداشت مین مندرج کر کے شاہ ممدوح کی خدمت مین ارسال
کیا شاہ سکندر نے اسے ملاحظہ کر کے فرمان استمالت وخلعت کا جام بایزید کو بھیجا اور دوسرا فرمان دولت خان
لودھی کے نام جو پنجاب کا حاکم تھا لکھا کہ جو جام بایزید ہمارے پاس التجا لایا ہی اور خطبہ شہر سور کا ہمارے
نام پڑھا ہی چاہیئے کہ اُسکے حال سے خبردار ہوکر اس کی امداد اور اعانت مین کسی طور اپنے تئین معاف نرکھے
اور جس وقت اُس کو کمک کی حاجت ہووے خود اس کی کمک کو جاوے فی الجملہ بعد چند روز کے شاہ محمود شاہ
لنگاہ اپنا لشکر فراہم کر کے سور کی طرف متوجہ ہوا اور جام بایزید مع عالم خان اور اپنی فوج کے سور سے
برآمد ہوکر کچھ دور اس کے مقابلہ کو گیا اور ایک خط دولت خان لودھی کو لکھکر اس حقیقت سے آگاہ کیا اور
شاہ محمود شاہ اور جام بایزید کے درمیان جنگ قائم تھی یعنے جنگ صف شروع ہوئی تھی کہ اتنے مین دولتخان
لودھی مع لشکر پنجاب جام بایزید کی کمک کو آپہونچا اور مردم معتبر شاہ محمود شاہ کی خدمت مین بھیجکر
بنیاد صلح کی ڈالی آخر کو امرا کی سعی سے مصالحہ نے اس امر پر قرار پایا کہ دریاے راوی ہمارے تمھارے
درمیان مین حد ہو اور کوئی شخص اپنی حد سے قدم آگے نہ بڑھاوے اور دولت خان لودھی نے شاہ محمود کو
ملتان بھیجا اور جام بایزید کو سور کی سمت پہونچا کر خود لاہور مین آیا لیکن باوجود اسکے کہ دولت خان سا
مرد دانا اور دوراندیش درمیان مین آیا اس پر بھی کار صلح نے چندان استقلال اور استقامت نہ پائی
اور انھین دنون میر عماد کردیزی اپنے دو فرزند میر شہید اور میر شہدا کو سولی کی طرف سے
لیکر ملتان مین آئے نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تواریخ مین لکھا ہی کہ اول جس نے ملتان مین مذہب
شیعہ کو رواج دیا میر شہدا تھا پس اسی قدر اکتفا کر کے شرح وبسط مین اُس کے کوشش
نہین کی اور یہ بھی تحریر نہین کیا کہ میر عماد کون شخص تھا اور حسب ونسب اُس کا کیا تھا اور اُس کے فرزند
میر شہدا نے ایسے زمانے مین مذہب شیعہ کے رواج دینے مین کیونکر قدرت پائی القصہ ملک چونکہ
سہراب دوائی سلاطین لنگاہ کے روبرو عزت تمام رکھتا تھا اس سبب سے میر عماد کردیزی اُس
مقام مین نہ رہ سکا جام بایزید سے التجا لایا جام بایزید اس سے باعزاز پیش آیا اور کچھ ولایت
جو اپنی وجہ خاص کے واسطے مقرر کی تھی میر عماد کردیزی اور اُس کے فرزندون کو دی اور جام بایزید
مرد محسن اور کریم الذات تھا اور علما اور صلحا کے احوال پر تفقد اور رعایت کی نظر مبذول
رکھتا تھا اور راویون کا یہ بھی قول ہی کہ ایام مخالفت مین علما اور صلحا کے وظیفہ اور یومیہ کشتی مین بار
کر کے سور سے ملتان کو بھیجتا تھا اور چونکہ حکام ملتان کی کیفیت احسان کا طریقہ جاری رکھتا تھا وہان کے

صحبت سے دور رکھتے تھے اور بعد اُس کے جب مردم اوباش نے اس کے مزاج میں تصرف پایا پھر اُس نے
اکثر چاہا کہ شاہ محمود شاہ کا مزاج جام بایزید سے منحرف کریں اور اپنے حصول مطلب کی تدبیریں کرنے لگے اور
جام بایزید یہ تدبیریں اُن کی معلوم کر کے شکرآباد ایسے مکان سے جو آب چناب کے کنارے اور ملتان سے
ایک فرسخ کے فاصلہ پر تعمیر کیا تھا وہاں استقامت کرکے شہر میں نہیں آتا تھا اور مہمات ملکی کو وہاں انجام
دے کر حیلہ حوالہ میں اوقات بسر کرتا تھا اور اسی عرصہ میں ایک روز جام بایزید نے بعضے قصبات کے
زمینداروں اور مقدموں کو تحصیل مال اور معاملہ کے واسطے طلب کیا تھا جب بعضوں نے تمرد کر کے عدول حکمی
کی جام بایزید نے اور مالگذاروں کی عبرت کے واسطے اُس جماعت کے سر کے بال ترشوائے اور گدھے پر سوار
کر کے تشہیر کیا بدگویوں نے جا کر سلطان محمود سے عرض کی کہ جام بایزید نے بعض خدمتگاران خاصہ کی نسبت
سیاست اور اہانت شروع کی ہے اس لیے دیوان عام میں حاضر نہیں ہوتا ہے بیٹے عالم خاں کو بھیجتا ہے
صلاح دولت یہ ہے کہ عالم خاں جب دربار میں آوے اُسے سر دربار ایسی ذلت اور اہانت پہونچایا چاہیے
کہ جام بایزید کی شان میں دھبا لگے اور جملہ خلائق کی نظر میں ذلیل اور خوار ہووے عالم خاں ایک جوان
قابل تھا اور حسن سیرت وصورت میں اپنے ہمچشموں اور عزیزوں میں ممتاز تھا اتفاقاً ایک دن سلطان محمود
کے سلام کو آیا ایک درباری نے اُس سے پوچھا کہ فلاں فلاں مقدم سے کیا تقصیر واقع ہوئی تھی کہ جام بایزید
نے اُنکے سر کے بال ترشوا کر اہانت پہونچائی انصاف یہ ہے کہ اُس کے عوض میں تیرے بال تراشے جاویں چونکہ
اُس قسم کے کلام عالم خاں نے کبھی نہ سنے تھے اُسکے سنتے ہی طیش میں آیا اور کہا ای مردک تجھے دربار شاہی میں
ایسی بیہودہ گوئی لائق نہ تھی ابھی یہ بات تمام ہوئی تھی کہ دس بارہ آدمی اطراف و جوانب سے آکر عالم خاں
کو لپٹ گئے اور عالم خاں کی دستار اچھال کر زدوکوب شروع کی اور عالم خاں نے ہزار وقت خنجر غلاف
سے برآورده کر کے ہاتھ بلند کیا اور اُس ہشت دست ہاتھا پائی میں نوک خنجر کی شاہ کی پیشانی میں لگی اور
شور کرتا ہوا زمین پر گرا اور خون بہت اُسکے زخم سے جاری ہوا اور اُس جماعت نے یہ حال دیکھکر عالم خاں
کو چھوڑ دیا شاہ کی طرف متوجہ ہوئے اور عالم خاں خوف سے سراسیمہ بھاگا اور جب دروازہ پر پہونچا
اُسے مقفل پایا جس طور سے ممکن ہوا تختہ دروازہ کا توڑ کر نکل گیا اور یکہ اپنے نوکروں سے لے کر سر برہنہ
پابرہنہ جام بایزید کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام سرگذشت تقریر کی اُس نے جواب دیا کہ ای فرزند
تجھسے ایسی حرکت واقع ہوئی ہے کہ جس سے تو دو جہان کی سرسبزی کا باعث ہوا اب اس کے سوا
کوئی تدبیر نہیں ہے کہ تو بقدم استعجال بلدۂ شور میں جا اور تمام فوج کو جلد بھیج کہ شاہ محمود شاہ لنگاہ
سپاہ فراہم کر کے نہ آوے اور میں تیرے پاس پہونچ سکوں عالم خاں اسی وقت شور کی طرف روانہ
ہوا اور جب اس کا نکلنا برق و باد کی طرح شور سے پہونچا جام بایزید اُس کے ہمراہ شور کی سمت
راہی ہوا اور مخبروں نے یہ خبر شاہ محمود کو پہونچائی اُس نے ایک جماعت امرا کو بطور تعاقب

اُس غلام نے کمین گاہ سے ایک تیر ایسا اُس کے سینہ پر مارا کہ مقابل سے نکل گیا اور بلال اُس کے صدمہ سے جانبر
نہوا عماد الملک نے عرصہ قلیل مین فیروز شاہ کو زہر دے کر اپنے فرزند دلبند کا انتقام بوجہ احسن لیا اور
جب کبر سنی مین یہ مصیبت شاہ حسین لنکاہ کو پہونچی عنان صبر دست استقلال سے نکل گئی گریہ وزاری
اور بیقراری کے سوا اور شغل نہ تھا غرضکہ بہر حفظ مملکت اور انتقام لینے کے واسطے خطبہ اپنے
نام پڑھا اور محمود خان بن سلطان فیروز شاہ کو اپنا ولیعہد کیا اور بدستور قدیم مہمات سلطنت
عماد الملک کے سپرد کر کے رنجش اور کدورت اصلا اس پر ظاہر نہ کی اور بعد چند روز کے جام بایزید
کو خلوت مین طلب کر کے یہ فرمایا کہ تو میری صورت حال اور درد دل سے خوب آگاہ ہے کس واسطے
مرہم تدبیر سے اس کو اندمال نہین کرتا یعنے اس نمک حرام عماد الملک سے میرا انتقام نہین لیتا جام
بایزید نے بخواہش تمام اس امر کو قبول کیا اور رخصت انصراف حاصل کی اور رات کو منادی کو
سے فرمایا کہ لشکر مین جا کر ندا کرے کہ سلطان نے سامان واجب طلب کیا ہے علے الصباح تمام فوج
ساز و یراق سے درست اور مسلح ہو کر دولت سرائے سلطانی پر حاضر ہووے جب صبح ہوئی جام
بایزید مع جمیع سپاہ مسلح ہو کر در دولت پر حاضر ہوا اور جب یہ خبر سلطان کو پہونچی عماد الملک سے فرمایا کہ
تو جا کر جام بایزید کی افواج کا سامان واجب دیکھ جو کہ رات کو مشورہ ہو چکا تھا اُس کے آتے ہی جام بایزید
نے عماد الملک کو گرفتار کر کے قید کیا اور شاہ حسین لنکاہ نے اُسی وقت شغل وزارت جام بایزید
کے تفویض کر کے اتالیقی محمود خان بن فیروز خان کی بھی منصب وزارت پر اضافہ فرمائی اور چند روز
کے بعد شاہ حسین لنکاہ ہفتہ کے دن صفر کی چھبیسوین تاریخ ۹۰۸ھ نوسو آٹھ اور بقولے ۹۰۴ھ نوسو چار
ہجری مین اس جہان فانی سے عالم باقی کی طرف خراماں ہوا مدت اُسکی سلطنت کی بقولے چونتیس سال
اور بقولے تیس سال تھی مؤلف طبقات بہادر شاہی کے قلم سے اس مقام مین دو تین سہو صادر ہوے
ہین اول یہ کہ محمود خان کو شاہ حسین شاہ لنکاہ کا فرزند لکھا دوسرے یہ کہ سلطان فیروز کے جلوس کو بعد
از محمود خان تحریر کیا تیسرے یہ کہ شاہ فیروز شاہ کو محمود خان کا بھائی قرار دیا اور صحیح یہ ہے کہ سلطان محمود
سلطان فیروز شاہ لنکاہ کا بیٹا تھا اُس نے بعد فیروز شاہ بن شاہ حسین لنکاہ کے سریر سلطنت پر اجلاس کیا تھا

ذکر شاہ محمود شاہ لنکاہ کی شاہی کا

جب شاہ حسین لنکاہ فوت ہوا اُسکے دوسرے دن دوشنبہ کے روز ستائیسوین تاریخ صفر کو جام بایزید نے
امرا اور ارکان دولت اور اشراف شہر کے باتفاق شاہ حسین لنکاہ کی وصیت کے موافق محمود شاہ کو سریر
جہانداری پر جلوہ گر کیا چونکہ یہ خورد سال تھا اوباش و اجلاف کو فراہم لا کر اراذل پرست مشہور ہوا اور
اکثر اوقات مسخرہ اور استہزا مین مصروف رہتا تھا اس سبب سے اشراف اور اکابر اپنے تئین اُس کی

آگے بڑھا کر دعا دی کہ حافظ حقیقی بادشاہ کو قیامت تک حوادث زمانہ سے نگاہ رکھے دشمنوں کے
حزن و ملال کا سبب معلوم نہیں ہوتا ارشاد کیا کہ سبب حزن کا یہ ہے کہ قضا و قدر نے لفظ شاہی محض
اطلاق کی ہے اور معنی شاہی سے محروم ہوں باوجود اس کے کہ میں قیامت کے دن ساتھ بادشاہوں
کے محشور ہونگا عماد الملک توتک نے یہ جواب دیا کہ ظل سبحانی اپنا دل صفا منزل اس سبب سے مکدر
اور ملول نہ رکھیں کس واسطے کہ حق سبحانہ تعالی نے ہر ایک مملکت کو ساتھ ایک فضیلت کے مخصوص کیا
ہے کہ وہ مملکت دوسرے ممالک میں عزیز اور محترم ہے اور مملکت گجرات اور دکن و مالوہ اور بنگالہ اگرچہ
زرخیز ہے اور سامان عیش و انبساط کا اُن ممالک میں بخوبی ترین وجہ میسر ہوتا ہے لیکن مملکت ملتان فرد چیز
ہے کس واسطے کہ ملتان کے بزرگ جس مملکت میں تشریف لے گئے معزز اور محترم ہوئے اور شکر
ہے کہ شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا قدس سرہ کے طبقہ علیہ کے چند بزرگوار ملتان میں موجود
ہیں کہ جمیع کمالات میں شیخ یوسف قریشی پر کہ سلطان بہلول نے اُن کے فرزند کو دختر دی تھی اور بہت
اُن کی عزت کرتے تھے ترجیح رکھتے ہیں اور اسی طرح سے طبقہ بخاریہ کے چند اشخاص نواح ملتان
میں موجود ہیں کہ کمالات ظاہری اور باطنی میں حاجی عبد الوہاب پر شرف رکھتے ہیں اور طبقہ علماء سے
مولانا فتح اللہ اور اُن کے شاگرد مولانا عزیز اللہ خاک پاک ملتان سے مخلوق ہوئے ہیں اکثر اہل ہندوستان
ان عزیزوں کے ہونے سے فخر کرتے ہیں اور یہ فخر کرنا بجا ہے جب اس قسم کی باتیں عماد الملک نے
سمع مبارک میں پہونچائیں رنگ ملال سلطان کے دل سے دفع ہوا اور فرحت حاصل ہوئی اور جب
سلطان حسین لنگاہ کثرت سن سے ناتوان ہوا اپنے بڑے بیٹے کو کہ فیروز خاں نام رکھتا تھا فیروز شاہ
خطاب دے کر خطبہ اُس کے نام پڑھا اور خود طاعت و عبادت میں مشغول ہوا اور عماد الملک
توتک کو بدستور قدیم منصب وزارت پر مقرر رکھا

تذکرہ فیروز شاہ بن حسین شاہ لنگاہ کی حکومت کا

چونکہ فیروز شاہ لنگاہ بے تجربہ کار تھا اور قوت غضبی اُس کی تمام قوتوں پر حاکم اور مسلط تھی اس سبب سے
اُس کا وجود زیور جود و سخاوت سے عاری تھا اور ہمیشہ بلال ولد عماد الملک پر جو فضیلت اور کمالات
سے بہرور رکھتا تھا اور دیگر کمالات سے آراستہ تھا حسد کرتا تھا ایک روز اس نے اپنے غلام سے یہ بات
کہی کہ بلال اموال بادشاہی پر تصرف کر کے فساد برپا کیا چاہتا ہے اور اُسکا قصد یہ ہے کہ لوگوں کو اپنا یار
اور مصاحب بنا کر شغل سلطنت کو انجام دوں اور لائق دولت یہ ہے کہ مفسدوں کا علاج فساد سے پیشتر
کرنا چاہیے اور وہ غلام ناعاقبت اندیش بلال کے قتل پر آمادہ ہوا اور وقت فرصت کا منتظر رہتا
تھا اتفاقاً ایک دن بلال سیر دریا کے واسطے کشتی میں سوار ہوا اور سیر کر کے شہر میں آیا چاہتا تھا کہ

گروہ بے اختیار اُس کی مجلس مین پہونچکر اس سے فائدہ مند ہوتا تھا اور یہ بھی کہتے ہین کہ جام بایزید اہل فضل کے ساتھ اس قدر محبت رکھتا تھا کہ شیخ جمال الدین قریشی جو شیخ عالم قریشی کے فرزند تھے اور اُنھون نے خراسان مین قسم قسم کے علوم تحصیل کیے تھے باوجود اس کے کہ حواس ظاہری اُن کے مختل ہوئے تھے بہ تکلیف تمام اُنھین شغل وزارت پر مامور کرکے جمیع مہمات ملکی اُن سے رجوع کیے اور خود اہل فضل کی صحبت مین بسر کرتا تھا اور احکام الٰہی کی اس طور سے تقلید کرتا تھا کہ یکبار اُس نے شہر سور مین ایک عمارت کی بنیاد ڈالی اتفاق حسنہ سے ایک خزانہ اُس مقام مین نکلا جام بایزید نے دست تصرف اس سے باز رکھا اور وہ تمام خزانہ سلطان حسین کی خدمت مین ارسال کیا سلطان کو اس امر سے اعتقاد عظیم بہم پہونچا جب سلطان بہلول ساتھ رحمت حق کے واصل ہوا اور سلطان سکندر نے بجائے اُس کے سریر فرمانروائی پر تمکن کیا سلطان حسین لنگاہ نے مکتوب تعزیت وتہنیت مع تحف وہدایا ایلچیون کی صحابت سے بھیجکر بنیاد صلح ڈالی پھر چونکہ بنسبت شریعت پرستی کی سلطان سکندر پر غالب آئی حکم صلح دے کر یون مصلحت دیکھی کہ طرفین سے طریقہ اتحاد اور اخلاص جاری رکھکر خیر خواہ ایک دوسرے کے رہین اور سپاہ کسی کی اپنی حد سے تجاوز نہ کرے اور طرفین سے جس شخص کو کمک اور اعانت کی ضرورت واقع ہووے دوسرا امداد سے اپنے تئین معاف نہ رکھے غرضکہ بعد اُس کے عہدنامہ تحریر ہو کر امرا اور اعیان مملکت کی گواہی سے مزین ہوا پھر سلطان سکندر نے ایلچیون کو خلعت دے کر رخصت کیا اور یہ بھی کہتے ہین کہ شاہ حسین سلطان مظفر شاہ گجراتی کے ساتھ طریقہ مراسلات کا جاری رکھتا تھا اور طرفین سے رسل ورسائل کے دروازہ مفتوح رہتے تھے ایکبار سلطان حسین نے قاضی محمد نام ایک شخص کو کہ زیور فضائل سے آراستہ تھا بطریقہ سفارت سلطان مظفر کی خدمت مین بھیجا اور قاضی سے یہ بات کہی کہ رخصت کے وقت سلطان مظفر سے درخواست کرنا کہ خدمتگارون کو تیرے ہمراہ کرکے منازل سلطانی کی سیر کروائین اور سلطان حسین کی غرض اس مقدمہ سے یہ تھی کہ مین بھی ایک قصر مثل سلاطین گجرات ملتان کے درمیان مین تعمیر کرون جب قاضی محمد احمد آباد مین پہونچا اور تحفہ وہدایا گذرانے اور رخصت کے وقت درخواست اس امر کی جسکے واسطے مامور ہوا تھا کی سلطان مظفر نے اپنے خدمتگارون کو قاضی محمد کے ہمراہ کرکے حکم دیا کہ تمام منازل شاہی کی بتفصیل اسے سیر کرائین جب قاضی گجرات سے ملتان مین آیا بعد اداے رسالت چاہا کہ شاہان گجرات کی عمارات کی کچھ صفت بیان کرون پھر عرض پیرا ہوا کہ احقر کی زبان آن منازل دلپذیر کی توصیف مین گنگ ہی لیکن گستاخانہ عرض کرتا ہون کہ اگر محصول یکسالہ تمام مملکت ملتان کا ان قصور مین سے ایک قصر کے تعمیر مین خرچ ہووے شاید انجام کو پہونچے سلطان حسین یہ بات سنکر نہایت غمگین اور ملول ہوا عماد الملک تولک کہ منصب وزارت اُسکے تفویض تھا اپنے قدم جرأت

نے سپاہ دہلی کو اپنی پیشرو کر کے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ سوار تمام پیادے ہو ویں اور اول وہ خود
پیادہ ہوا اس کے بعد یہ حکم نافذ کیا کہ تمام سپاہ باتفاق ایکبارگی تیر دشمن کی فوج پر ماریں جب
اول مرتبہ بارہ ہزار تیر المبارک خانہ کمان سے چھوٹے فوج دشمن میں اضطراب عظیم ظاہر ہوا اور دوسری
زد میں جمعیت اُن کی متفرق اور پریشان ہوئی اور تیسری مرتبہ اس طرح بدحواس ہو کر بھاگے
اور دشمن کا خوف اُن کے دل پر ایسا چھایا کہ بھاگ کر سور میں پہونچے اور وہاں کے قلعہ کی طرف
اصلا التفات نہ کی پھر وہاں سے بھاگ کر چنیوٹ میں دم لیا اور اس فتح سے لشکر ملتان کو جمعیت
تمام آسودگی بسیار پہونچی جب ماربک شاہ اور تاتار خان قلعہ چنیوٹ میں پہونچے سلطان حسین کے
تھانہ دار کو مع تین سو مرد کے بقول و عہد قلعہ سے برآوردہ کیا اس کے بعد نقض عہد کر کے ایک
کو زندہ نہ چھوڑا اور سلطان حسین اس فتح کو فوز عظیم جان کر قلعہ چنیوٹ کے استخلاص کا ارادہ
اپنے دل میں نہ لایا اور اسی عرصہ میں ملک سہراب دودائی جو اسمعیل خان اور فتح خان کا باپ تھا مع
قوم رہیلہ کچ اور مکران کے اطراف سے شاہ حسین کی فوج میں ملحق ہوا اور شاہ حسین لنگاہ نے ملک
سہراب بلوچ کا آنا اپنے اوپر مبارک سمجھا قلعہ کوٹ کرور سے قلعہ دہنکوٹ تک تمام ولایت اُسے
اور اس کی قوم کو جاگیر دی چنانچہ یہ خبر سنکر اور بلوچ بھی بلوچستان سے شاہ حسین لنگاہ کی خدمت
میں حاضر ہوئے اور روز بروز جمعیت اُس کی زیادہ ہو گئی اور شاہ حسین لنگاہ نے اُس ولایت
کالقیہ جو دریاے سندھ کے کنارے آباد ہے بلوچوں کی تنخواہ میں مقرر کیا اور رفتہ رفتہ سیت پور سے
دہنکوٹ تک تمام ولایت بلوچوں سے متعلق ہوئی اور انھیں دنوں میں جام بایزید اور جام ابراہیم
جو قبیلہ سمیہ کے سردار تھے جام سندا ولایت سندھ کے حاکم سے آزردہ ہو کر شاہ حسین کی خدمت
میں حاضر ہوئے چنانچہ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جو ولایت بھکر اور ٹھٹھہ کے مابین واقع ہے
اکثر وہ ولایت ساتھ قوم سمیہ کے جو اپنے تئیں اولاد جمشید سے جانتے تھے تعلق رکھتی تھی چونکہ قوم سمیہ
شجاعت اور شہامت میں تمام قبیلہ سمیہ سے ممتاز تھی اور جام سندا کہ قوم سمیہ سے تھا اور وہ بھی اپنے تئیں
اولاد جمشید سے جانتا تھا اُس قوم سے ہمیشہ ہراسان رہتا تھا اتفاقاً سرداران سمیہ کے درمیان میں عداوت
ظاہر ہوئی جام نظام الدین المشہور بجام سندا نے اس امر کو نعمت عظمیٰ تصور کر کے مخالفوں کی جانبداری
کی اور جام بایزید اور جام ابراہیم کہ دونوں برادر حقیقی تھے اُن کی کچھ رعایت نہ کی اس وجہ سے جام
بایزید اور جام ابراہیم جام سندا سے آزردہ ہو کر شاہ حسین لنگاہ کے شریک ہوئے اور اُس نے
ولایت سور پر جام بایزید کو اور ولایت اوچہ پر جام ابراہیم کو مقرر کر کے دونوں کو جاگیر پر رخصت کیا
جو جام بایزید فضائل علمی سے بہرہ یاب تھا اس واسطے اہل فضل سے محبت رکھتا تھا اور اس اطراف
میں فاضل کو جس مقام میں سنتا تھا کہ رہتا ہے اُس کے احوال پر اُس قدر تعقد اور مہربانی کرتا تھا

مردانگی دی جو فتح اور شکست باختیار خدا ہے پاے ثبات اُس کا میدان معرکہ سے ہل گیا اور بھاگ کر بلدہ سورنہ پہونچکر بھیرہ کی طرف متوجہ ہوا اور جو کہ اہل وعیال اُس کے قلعہ سور مین تھے اُنھون نے حصارداری کا اسباب درست کرکے قلعہ کو مضبوط کیا اور ہمیشہ کمک پہونچنے کے منتظر تھے کہ امراے غازی خان جن کے بھیرہ اور جنیوت اور خوشاب تصرف مین تھا کمک بھیجین گے اس امید پر چند روز کی محنت محاصرہ اُٹھائی جب کمک پہونچنے سے مایوس ہوئے جان کی امان چاہکر قلعہ شاہ حسین لنگاہ کے سپرد کیا اور بھیرہ کی سمت روانہ ہوے اور شاہ حسین لنگاہ نے مہمات ملکی کے سرانجام کے واسطے چند روز سورہ مین توقف کیا پھر قصبۂ جنیوت کی سمت عازم ہوا اور ملک باجھی کہکر وہان کا جو داروغہ تھا اُس نے چند روز اپنے ناموس کی حفاظت کے لیے محنت محاصرہ اپنے اوپر گوارا کی آخر کو وہ بھی امان طلب کرکے قلعہ سے دستبردار ہوا اور بھیرہ کا راستہ لیا اور شاہ حسین نے سرحد کا بندوبست کرکے ملتان کی طرف معاودت کی اور چند روز وہان استراحت کرکے کرنکری طرف سوار ہوا اور اس نواح کو قلعہ دھنکوت کی حدود تک اپنے تصرف مین لایا اور جو شیخ یوسف اکثر اوقات شاہ بہلول لودھی سے اعانت کے واسطے داد بیداد کرتا تھا جس وقت کہ شاہ حسین لنگاہ قلعۂ دھنکوت کی طرف گیا بہلول شاہ لودھی نے فرصت غنیمت جان کر اپنے فرزند باربک شاہ کو کہ احوال اُس کا وقائع سلاطین دہلی اور شاہان جونپور مین گذارش ہوا ہے ولایت ملتان کی تسخیر کے واسطے رخصت فرمایا اور تاتارخان لودھی کو مع لشکر پنجاب باربک شاہ کے ہمراہ نامزد کیا چنانچہ باربک شاہ اور تاتارخان لودھی بکوچ متواتر ملتان کی طرف روانہ ہوے اتفاقاً ان دنون مین سلطان حسین کا برادر حقیقی جو قلعہ کوٹ کرور کا حاکم تھا اُس نے اپنا لقب شاہ شہاب الدین لنگاہ رکھکر نشان بغاوت کا بلند کیا شاہ حسین لنگاہ نے آتش فساد قلعہ کرور کی تسکین مقدم جان کر بجناح استعجال وہان پہونچکر سلطان شہاب الدین کو زندہ گرفتار کیا اور اُس کے پانؤن مین بیڑیان ڈال کر ملتان کی طرف متوجہ ہوا اس درمیان مین مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ باربک شاہ اور تاتارخان سواد ملتان کے قریب مصلاے عیدین جو شہر کے پہلو مین ہے فروکش ہوکر قلعہ گیری کے سامان مین مشغول ہین شاہ حسین لنگاہ شبا شب دریاے سندھ سے عبور کرکے آخر شب ملتان مین داخل ہوا اس وقت تمام فوج کو جمع کرکے یہ فرمایا کہ تمام سپاہ سے امید شمشیر زنی کی نہین ہوتی ہے کسواسطے کہ اُس مین سے بعضون کو اپنے اہل وعیال کی محبت دامنگیر ہوتی ہے وہ جماعت اگرچہ شمشیر زنی کے کام نہین آتی لیکن وہ لوگ مصالح کے واسطے اور مثل قلعہ داری یا زیادتی سواد لشکر اور مثل اسکے دیگر امور مین کام آتے ہین غرضکہ اس مقدمہ کی تمہید کے بعد فرمایا کہ جو شخص بے تکلف جنگ صف کرے وہ صبح کو شہر سے باہر جاوے اور بقیہ لشکر قلعہ داری مین مشغول رہے چنانچہ بارہ ہزار سوار اور پیادہ جرار لڑنے پر آمادہ ہوے اور جب آفتاب جہانتاب اُفق مشرق سے اپنا نیزہ بلند کرکے طالع ہوا تمام فوج طبل جنگ بجا کر شہر سے روانہ ہوئی اور سلطان حسین

افغانستان کے آنے میں مضائقہ نہ کیا خلاصہ یہ کہ جب تمام لوگ اُس کے قلعہ میں داخل ہوئے یہ ارادہ انتزاع سلطنت سر گستہ یاری سے اُٹھا کر اپنے ملازمین معتمد کو قلعہ کے ہر دروازہ پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ ہر دا شیخ یوسف کے کسی نوکر کو جو قلعہ کی چھاؤنی سے باہر ہیں آنے نہ دیا پھر شیخ یوسف کی خلوت سرا میں داخل ہو کر اُنہیں دستگیر کیا

ذکر قطب الدین لنگاہ کی سلطنت کا

جب رائے سہرہ نے شیخ کو قید کر کے اپنا لقب سلطان قطب الدین لنگاہ رکھا خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا اور ملتان کی خلقت نے اس کی حکومت سے راضی ہو کر بیعت کی رائے سہرہ نے اُس وقت شیخ یوسف کو قلعہ کے دروازہ سے جو شمال کی طرف شیخ الاسلام شیخ بہاء الدین زکریا کے مزار مورد الانوار کے قریب واقع ہے بر آوردہ کر کے دہلی کی سمت رخصت کیا اور اس دروازہ کو خشت پختہ سے چھوا دیا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ دروازہ آج تک کہ سنہ ایک ہزار اٹھارہ ہجری میں بدستور سابق مسدود ہے پھر ملتان حکومت ملک کے امور سلطنت میں مشغول ہوا اور جب شیخ یوسف دہلی میں داخل ہوئے بادشاہ بہلول لودھی نہایت اعزاز و احترام سے پیش آیا اور اپنی بیٹی کا شیخ کے صاحبزادے سے جن کا نام شیخ عبداللہ تھا عقد کیا اور شیخ کو ہمیشہ وعدہ ہائے نیک سے قوی پشت اور مسرور خاطر رکھتا تھا اور شاہ قطب الدین لنگاہ بلاد ملتان میں نہایت نیکی سے حکومت کرتا رہا بعد ایک مدت کے یعنی سنہ ۸۷۴ نو سو چوہتر ہجری میں سلطان قطب الدین اجل طبعی سے فوت ہوا اور مدت اُس کی سلطنت کی سولہ برس تھی

ذکر شاہ حسین لنگاہ بن قطب الدین لنگاہ کی شاہی کا

جب قطب الدین لنگاہ نے ودیعت حیات مستعار مالک حقیقی کے سپرد کی اعیان دولت نے بعد ادائے لوازم تعزیت اُس کے بڑے بیٹے کو شاہ حسین لنگاہ خطاب دے کر سریر سلطنت پر بٹھایا اور ملتان اور اُس کے اطراف میں خطبہ اُس کے نام پڑھا اور وہ نہایت تامل اور استعداد اور الطاف خداوندی کے ورود اور بر دل کے شایاں تھا اُس کے ایام دولت میں علم و فضل کا مرتبہ بلند ہوا اور علما اور فضلا اُس کے خوان مائدۂ احسان سے پرورش پانے لگے اور آغاز دولت اور ایام شباب میں قلعہ سور کی تسخیر کو متوجہ ہوا اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں قلعہ سور غازی خاں کے تصرف میں تھا اور غازی نے جب یہ خبر سنی کہ شاہ لنگاہ بقصد تسخیر اس دیار کا ارادہ رکھتا ہے تو سامان جنگ درست کر کے قلعہ سے برآمد ہوا اور دس کوس آگے بڑھ کر شاہ حسین لنگاہ سے لڑا اور داد مردی اور

بہاء الدین ذکریاے ملتانی کی شرح و بیان سے رفیع تر ہی اس لیے اُس ملک کے اہالی اور شرفانے
شیخ یوسف قریشی کو کہ خانقاہ کی تولیت اور حضرت شیخ بہاء الدین زکریاے ملتانی کے
روضہ رضیہ کی مجاوری اور نگہبانی ساتھ اُس کے تعلق رکھتی تھی ۸۴۷ھ آٹھ سو سیتالیس ہجری
مین سریر سلطنت ملتان پر تمکن کیا اور منبرون پر خطبہ ملتان اور اوچہ اور اُسکے اطراف اور اکناف کا
شیخ یوسف کے نام پڑھا اور اُس نے بھی لوازم بزرگی مین مشغول ہو کر اس حدود کے تمام باشندون کی
تسلی اور دلجوئی کی اور لطف و احسان کے دانہ سے زمینداروں کے مرغ دل کو رام کیا اور راے سہرہ جو
جماعت افغان لنگاہ کا سردار تھا اور قصبہ سوہی مع مضافات ساتھ اُسکے تعلق رکھتا تھا اُسنے شیخ یوسف سے
باین عبارت پیغام کیا کہ جو ہمارا اعتقاد اور اخلاص باپ داداکے وقت سے آپ کے سلسلہ رضیہ کی نسبت
مستحکم ہی لہذا بنظر خیر خواہی عرض گذار ہون کہ جو مملکت دہلی مین فتنہ و فساد برپا ہی اور اس عرصہ مین
سلطان بہلول لودھی افغان نے خطبہ دہلی کا اپنے نام پڑھا ہی مناسب یہ ہی کہ قوم لنگاہ کا دل ہاتھ مین
لائیے اور ہمین اپنی فوج کا سردار بنائیے تو ہم بوقت ضرورت جان نثاری اور جان سپاری مین
دریغ جائز نہ رکھین اور بالفعل اپنے عقیدے اور ارادے کے استحکام کے واسطے اپنی دختر
آنحضرت کو دیتا ہون اور ساتھ دامادی کے قبول کرتا ہون شیخ اس امر سے نہایت محظوظ ہوے اور
راے سہرہ کی دختر کو برسم سلاطین اپنے عقد مین لائے اور راے سہرہ اپنی بیٹی کے دیکھنے کو قصبہ سوئی
سے ملتان مین کبھی کبھی آتا تھا اور تحف و ہدایاے لائق شیخ کی خدمت مین گذرانتا تھا لیکن شیخ احتیاطاً
اُسے قبول نفرماتے تھے کہ ایسا نہو راے سہرہ شہر ملتان مین بود و باش اختیار کرے اور وہ بھی دانائی سے
شہر کے باہر وارد ہو کر اپنی دختر کے دیکھنے کو تنہا جاتا تھا ایکبار تمام فوج اپنی فراہم کر کے ملتان کی سمت روانہ
ہوا اور چاہا کہ مکر و حیلہ سے شیخ کو دستگیر کر کے ملتان کا حاکم بنون جب ملتان کی نواح مین پہونچا شیخ یوسف
قریشی کو پیغام بھیجا کہ ابکی مرتبہ تمام فوج لنگاہ کو اپنے ہمراہ لایا ہون تو آپ میری جمعیت کو ملاحظہ کر کے ان سے
خدمات لائقہ لیوین شیخ نے حیلہ اور افسون دہر سے غافل ہو کر اُسکی التماس پذیرا فرمائی اور راے سہرہ
نماز واجب ادا کر کے مع ایک خدمتگار اپنی دختر کے دیکھنے کو آیا اور خدمتگار سے فرمایا کہ ایک گوشہ مین جا کر
ایک بکری کا بچہ ذبح کر کے اُسکا خون گرما گرم ایک پیالہ مین بھر کر میرے پاس لا اور جب خدمتگار نے امر مذکور مین
قیام کیا راے سہرہ نے اس خون کو نوش کیا اور بعد ایک لحظہ کے از روے مکر و فریب مرغ کاذب کی طرح
بیوقت فریاد کر کے بولا کہ میرے شکم مین درد ہوتا ہی اور لحظہ بلحظہ اُسکی گریہ و زاری زیادہ ہوتی جاتی تھی
اور آدھی رات کے وقت وکلاے شیخ یوسف کو بقصد وصیت طلب کر کے اُس جماعت کے روبرو
استفراغ دموی کیا اور اثناے وصیت مین رو رو کر اپنے عزیز و اقارب کو جو شہر کے باہر تھے وداع کے
واسطے بلایا جب شیخ یوس... کہ اعیان و ارکان نے راے سہرہ کی حالت ردی دیکھی اُسکے عزیز و
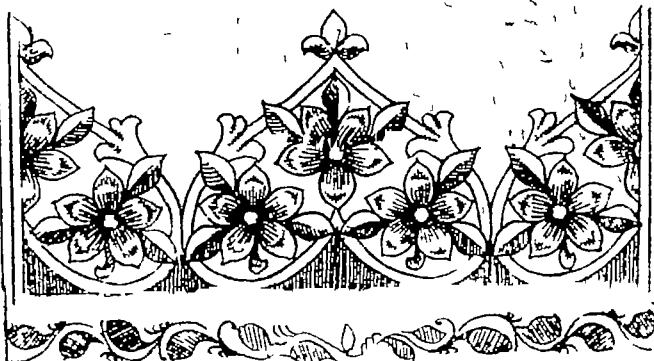
مقالہ نوان سلاطین ملتان کے بیان مین

ناظرین تمکین اور واقفان تواریخ کی خدمت میں عرض پرداز ہوتا ہون کہ آغاز ظہور اسلام بلدہ ملتان میں محمد قاسم کے زمانہ سے ہوا اور بعد اس کے سلطان محمود غزنوی کے عہد تک احوال ملتان کا کسی مورخ نے کتب تواریخ مین نہین لکھا بلکہ اب بھی اس زمانہ کی حکایتیں مشہور و معروف نہیں ہیں اس قدر ترجمہ تاریخ یمینی وغیرہ میں مرقوم ہے کہ سلطان محمود غزنوی نے ملتان کو ملحدوں کے تصرف سے مستخلص کیا اور مدت دراز تک وہ ملک اس خاندان عظیم الشان کے تصرف میں رہا جب دولت غزنویہ بسبب تنزل کے ضعیف ہوئی بلاد ملتان پھر قرامطہ کے تصرف میں آیا اور بعد اس کے سلطان معز الدین محمد سام کا اس پر قبضہ ہوا اور ۸۴۷ھ آٹھ سو سینتالیس ہجری تک سلاطین دہلی کے زیرنگین تھا جب اس سنوات مین اقلیم ہند میں بسبب آشوب کے طوائف الملوکی بہم پہونچی تو ملتان میں بھی حاکم علیحدہ ہوا یعنے اس دیار کی عنان حکومت شاہان دہلی کے ہاتھ سے نکل گئی پھر چند حکام نے یہیں حکومت کی۔

تذکرہ شیخ یوسف ملتانی کی حکومت کا

جب دار الملک دہلی کی سلطنت سلطان محمد بن محمد شاہ بن فرید شاہ بن مبارک شاہ بن خضر خان کو نوبت بہ نوبت پہونچی تو اس کے ارکان مین خلل واقع ہوا اور ولایت ملتان سپاہ مغل کی تاخت سے کہ سمرقند اور غزنین اور کابل سے متعلق رہتی تھی زیر و زبر ہوئی اور دار الحکومت حاکم کے وجود سے خالی ہوگیا ملتان کے رئیس متفق ہو کر حاکم مقرر کرنے کی فکر میں ہوئے اور خواجہ بزرگی طبقہ علیہ غوث الربانی

ایک ہزار ایک ہجری میں میرزا جانی کو ہمراہ لے کر محمد جلال الدین اکبر بادشاہ کی پا بوسی سے مشرف کیا اور میرزا جانی نے امرا کے سلک میں انتظام پایا اور میرزا عبدالرحیم مراتب علیہ پر فائز ہوا چنانچہ اُس تاریخ سے مملکت سند بادشاہ دہلی کے ممالک میں داخل ہوئی اور کسی زمیندار وغیرہ کو اُس ملک میں کچھ دخل نہ رہا

ذکر سلطان محمود بہکری کے انجام حال کا

یہ مرد سفاک اور دیوانہ تھا تھوڑی تقصیر پر آدمی کی خونریزی کرتا تھا محمد جلال الدین اکبر بادشاہ نے محب علی خان پسر میر خلیفہ کو زمین بہکر کی تسخیر کو تعین فرمایا اُس نے وہان جاکر قلعہ بہکر کے سوا نصف ملک پر اپنا قبضہ کیا سلطان محمود نے مضطرب ہوکر محمد اکبر بادشاہ کو عرض داشت کی کہ قلعہ بہکر کو محب علی خان کے سوا جس شخص کو حکم ہو تفویض کر دن جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے گیسو خان کو بھیجا لیکن قبل پہونچنے گیسو خان کے سلطان محمود باجل طبعی فوت ہوا اور گیسو خان نے سنہ ۹۸۲ نو سو بیاسی ہجری مین قلعہ بہکر پر قبضہ کیا مدت سلطنت سلطان محمود کی بیس برس تھی ؎ —

نواح میں پہونچا فریقین کے درمیان فاصلہ سات کوس کا باقی رہا میرزا جانی نے غرابوں کو کہ ایک سو سے
سے زیادہ تھیں مع دو سو کشتی جو تیر اندازوں اور گولہ اندازوں اور دیگر آلات حرب سے مملو کیا تھا
جنگ کے واسطے بھیجا اور میرزا عبد الرحیم نے باوصف اُس کے کہ زیادہ پچیس غراب سے نہ رکھتا تھا
اپنے آدمیوں کو اُن کے مقابلہ کے واسطے بھیجکر بنیاد جنگ قائم کی اور میرزا عبد الرحیم کہ دریا
کے کنارے ایستادہ ہوکر لڑائی کی سیر دیکھتا تھا ایک توپ بزرگ کا گولہ میرزا جانی کی ایک
کشتی عمدہ پر تاک کر ایسا مارا کہ وہ کشتی ٹوٹ گئی اور وہ جماعت کثیر جو اُس پر سوار تھی بحر فنا میں غرق
ہوئی اور اس اثنا میں اکبر بادشاہ کی توپیں فیر ہوئیں اور سات کشتیاں میرزا جانی کی گرفتار کیں اور
دو سو آدمی مارے گئے اور ایک شبانہ روز جنگ قایم رہی عاقبت الامر محرم کی چھبیسویں تاریخ
سنہ ایک ہزار ہجری میں سندیوں نے شکست کھائی میرزا جانی دریاے سند کے کنارے
اُس ریتی پر کہ اُس کے اطراف و جوانب میں پانی اور دلدل تھی وارد ہوا اور اپنی فوج کے گرد و
پیش ایک قلعہ تیار کیا اور خان خاناں اُس کے مقابل میں فروکش ہوا اور مورچے تقسیم کیے چنانچہ
دو ماہ کامل ہر روز ایک جماعت بہادروں کی طرفین سے آن کر جنگ میں مشغول ہوتی تھی اور کام
آتی تھی اور جب سندیوں نے ہر اطراف سے رسد غلہ اور مایحتاج لشکر بند کی میرزا عبد الرحیم خان خاناں
کی فوج میں ایسا قحط پڑا کہ ایک نان جان کے بدلے ارزاں اور عزیز تھی ابیات

گذشت از ان تنگی جہانے تنگدل	گرسنہ نالان و سیران سنگ دل
ہر کرا دیدار ناں بودے ہوس	قرص خورشید آسمان دیدی و بس

میرزا عبد الرحیم خان خاناں ناچار اور لاعلاج ہوکر اس مقام سے کوچ کر کے پرگنہ جون کی طرف جو
ٹھٹھہ کے قریب ہے گیا اور ایک جماعت کو سہوان کے محاصرہ کے واسطے بھیجا میرزا جانی انھیں کم ور
سمجھ کر اُن کے سر پر گیا خانخاناں نے جب یہ حال دیکھا اپنے سپہ سالار دولت خان لودھی کو مع فوج
اُس جماعت کی کمک کو بھیجا غرضکہ فریقین کے درمیان جنگ شدید واقع ہوئی میرزا جانی نے شکست
پائی اور دریا سے عبور کر کے موضع ارلول میں نزول کیا اور اپنے گرد قلعہ سا کر پناہ لی خانخاناں نے
چاروں طرف سے محاصرہ کیا اور ہر روز لڑائی ہوتی تھی لیکن اس مرتبہ لشکر سند غلہ کی نایابی سے نہایت
تنگ اور عاجز ہوا اونٹ اور گھوڑے ذبح کر کے کھانے لگے اور میرزا جانی نے یہ حال مشاہدہ کر کے
خانخاناں کو یہ پیغام دیا کہ میں ارادہ محمد جلال الدین اکبر بادشاہ کی ملازمت کا رکھتا ہوں مجھے تین مہینے
کی مہلت دیجیے کہ میں اپنا ساماں درست کر کے آن حضرت کی درگاہ میں روانہ ہوں میرزا
عبد الرحیم خان خاناں نے یہ التماس قبول کی اور میرزا جانی کی بیٹی اپنے بیٹے میرزا ایرج کے عقد
ازدواج میں لایا اور بعد انقضاے موسم برسات قلعہ سہوان اور ٹھٹھہ اور بلاد سند پر متصرف ہوا اور استقلال

بیان میرزا عیسی ترخان کی حکومت کا

شاہ حسین کے بعد انتقال سلطان محمود نے بھکر مین اور میرزا عیسے ترخان نے ٹھٹہ مین داعیہ سرداری کا کیا یعنے ہر ایک نے اپنے اپنے مقام مین خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا لیکن فریقین کے درمیان مین کبھی جنگ اور کبھی صلح ہوتی تھی اور میرزا عیسی ترخان نے تیرہ سال سلطنت کی اور ۹۷۵ھ نوسو پچھتر ہجری مین وفات پائی اور جو مولف کو کیفیت انتقال سلطنت خاندان ارغونیہ سے دودمان ترخانیہ کے سمت معلوم نہ تھی اس واسطے اُس کی شرح مین اقدام نہین کیا اس قدر ظاہر ظاہر ہوا کہ میرزا عیسی ترخان ترکمان قوم سے شاہ بیگ کا سپہ سالار تھا

ذکر میرزا باقی کی حکومت کا

جب میرزا عیسی ترخان نے ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی اُسکے بڑے بیٹے میرزا محمد باقی اور چھوٹے فرزند میرزا جان بابا کے مابین سلطنت کے بارہ مین خرخشہ اور نزاع واقع ہوئی اور میرزا محمد باقی بسبب استعداد قوی کے میرزا جانی پر غالب آیا اور امر خلافت کا منتظم ہوا اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ دہلی کے ساتھ طریق رفق و ملائمت جاری رکھکر ہمیشہ ہر سال تحف و ہدایا اخلاص اپنا ظاہر کرتا تھا اور سلطان محمود بھکری کے ساتھ اپنے باپ کے بدستور کبھی صلح اور کبھی جنگ رکھتا تھا اور اُس نے اٹھارہ برس کمال فراغت اور عشرت سے زمانہ شاہی کا بسر کیا اور سنہ ۹۹۳ھ نوسو ترانوے ہجری مین اجل طبیعی سے فوت ہوا

تذکرہ میرزا جانی کی سلطنت کا

میرزا محمد باقی کے بعد ارتحال میرزا جانی حکومت ٹھٹہ پر فائز ہوا اور جو محمد اکبر بادشاہ ایک مدت لاہور مین رونق افزا ہو کر مترصد اس امر کا تھا کہ میرزا جانی اظہار اخلاص کے واسطے ملاقات کو آوے لیکن خلاف اُسکے وقوع مین آیا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے جو ولایت اور قلعہ بھکر قبل اس سے مسخر کیا تھا اس بہانہ کو دست آویز کرکے ولایت ٹھٹہ اور بلاد سندھ کی تسخیر کا داعیہ کیا اور سنہ ۹۹۸ھ نوسو اٹھانوے ہجری مین میرزا عبدالرحیم المخاطب بخان خانان ولد بیرم خان کو جو آنحضرت کا سپہ سالار تھا ولایت بھکر اور ملتان جاگیر دے کر اُس طرف روانہ فرمایا میرزا عبدالرحیم خان خانان پہلے قلعہ سہوان کو محاصرہ کرکے اور قلعون اور شہرون کی تسخیر کیلئے عازم ہوا اور میرزا جانی نے لشکر خاصہ اور اُس طرف کے تمام زمینداروں کو فراہم لا کر مع توپخانہ اور کشتی اور غراب بسیار سہوان کی طرف عزیمت کی اور میرزا عبدالرحیم المعروف بخان خانان ترک محاصرہ کرکے اُس کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور جب نصیر پور کے

سے فوت ہوا اور اُس کا بیٹا سلطان حسین باپ کا نائب مناب ہوا اور ملتان میں نشان حکومت کا بلند کیا شاہ حسین اُسے فرصت نہ دے کر بہ کوچ متواتر ملتان میں آیا اور شہر کو محاصرہ کیا اور بعد ایک سال اور چند ماہ صبح کے وقت آخر سنہ ۹۳۲ھ نو سو بتیس ہجری میں مسخر اور مفتوح کیا اور کچھ سپاہی شہر مقتول اور اکثر اسیر اور دستگیر ہوئے اور شاہ حسین نے سلطان حسین کو مقید کر کے شجاع الملک کو کہ عمدہ ملتان تھا نہایت سیاست سے ہلاک کیا اور اُس شہر کو خواجہ شمس الدین کے سپرد کر کے ٹھٹھہ کی طرف مراجعت فرمائی لیکن سلطان کی غیبت میں ملتان کی خلقت لنگر خان سے موافق ہو کر خواجہ شمس الدین کو خواجہ سرا کے باہر نکال دیا اور شاہ حسین نے موقع وقت نہ دیکھ کر اُس کے استخلاص میں مستعدی نہ کی اور سنہ ۹۴۷ھ سینتالیس ہجری میں ہمایوں بادشاہ شیر شاہ افغان سور کے غلبہ کے سبب کہ ممالک ہند پر مسلط تھا لاہور سے بقصد استمداد تسخیر ہندوستان ولایت سندھ کی طرف متوجہ ہوا اور اطراف بکر میں پہونچکر اقامت کی اور مشورہ کے واسطے فرمان طلب شاہ حسین کے نام کہ ٹھٹھہ میں تھا ارسال کیا شاہ حسین نے چھ ماہ امروز فردا کر کے آخر کو جواب دور از صواب دیا چنانچہ تحریر قلم سابق سے واضح ہوا ہوگا آخر حضرت جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ نے شاہ حسین کی تنبیہ اور تادیب کی فکر میں ہو کر حدود بھکر ناصر میرزا کو کہ آنحضرت کا چچا ہوتا تھا سپرد فرما کے اور خود بدولت و اقبال ٹھٹھہ کی طرف متوجہ ہوئے اور شاہ حسین ارغون نے جو مرد حیلہ گر اور مدبر تھا میرزا ناصر کو بوعدہ دامادی اور نوید بادشاہی موافق کر کے فرمایا تو ٹھٹھہ اور بھکر کا خطبہ ناصر میرزا کے نام پڑھا گیا اور شاہ حسین دریا کے راستہ سے ہمایوں بادشاہ کے اطراف اردو میں پہونچا اور رسد غلہ اور تمام مایحتاج لشکر مسدود کیا ہمایون بادشاہ عاجز ہوا اور بیرم خاں کی ہدایت اور فہمائش سے مقام صلح میں آیا اور باوصف اس کے کہ دو سال اور چھ ماہ اس حدود میں بسر کیا تھا بعد صلح جس قدر اونٹ بارکش اور کشتیاں درکار تھیں شاہ حسین سے لیکر سنہ ۹۴۱ھ نو سو اکتالیس ہجری میں دریا سے عبور کر کے قندھار کی طرف روانہ ہوا اور جب شاہ حسین کا مقصود حاصل ہوا ناصر میرزا سے وعدہ خلافی کر کے اس قدر بدسلوکی اور بیمروتی کی کہ وہ ہمایوں بادشاہ کی مخالفت سے نہایت شرمندہ ہو کر کابل کی طرف راہی ہوا اور سنہ ۹۵۲ھ نو سو باون ہجری میں میرزا کامران ولد بابر شاہ ہمایون بادشاہ کے خوف سے بھاگ کر شاہ حسین ارغون کے پاس سندھ میں آیا اور شاہ حسین نے مہمانداری کے لوازم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور اپنی بیٹی کو شرع محمدی کے موافق کامران میرزا کے عقد میں دلایا اور امرائے ارغون کو اسکے ہمراہ کر کے نقود فراوان دے کر کابل کی طرف اس حدود کے استخلاص کے ارادہ سے روانہ کیا اور بعد اس کے شاہ حسین ارغون نے تیس سال اوقات عزیز امور شاہی میں صرف سنہ ۹۶۲ھ نو سو باسٹھ ہجری میں دل اس جہان فانی سے اٹھا کر خیمہ اقامت عالم بقا میں بلند کیا

مین استقامت کر کے چند سال زمانہ بسر کیا اور جب بدیع الزمان نے اپنے باپ سے مخالفت کی امیر ذوالنون بیگ ارغون کہ سلطان حسین میرزا کی دریاے غضب کی موج زنی سے ہراسان تھا اپنی بیٹی اُس کے ازدواج مین لاکر کشتی موافقت مین سوار ہو کر ساحل نجات سے ہمکنار ہوا اور جب امیر ذوالنون بیگ شیبک خان اوزبک کی جنگ مین کہ سلطان حسین میرزا کے بیٹون سے ہوئی تھی مارا گیا صوبہ قندھار کی حکومت بدیع الزمان کے حکم کے موافق شجاع بیگ ولد امیر ذوالنون بیگ کے متعلق ہوئی اور شجاع بیگ یعنے شاہ بیگ ارغون جیسا کہ مذکور ہوا جب بھکر اور بعض ولایات سند کو اپنے حوزۂ تسخیر مین لایا تھا اپنے باپ کے انتقال کے بعد ہمیشہ باقی بلاد سند کی بھی تسخیر کی فکر مین ہو کر وقت فرصت کا منتظر رہتا تھا ناگاہ فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ نے کابل سے بہ قصد تسخیر قندھار نہضت فرمائی اور اُس کے فتح کرنے مین مصروف ہوا شاہ بیگ ارغون جیسا کہ فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ کے واقعات مین مذکور ہوا ہی اس قدر سعی اور تدبیر جو ممکن تھی بجا لایا لیکن کچھ فائدہ نہ بخشا اور اس وقت جام فیروز اور جام صلاح الدین جو آپس مین بمقام نزاع تھے اس واسطے شاہ بیگ ارغون قلعہ قندھار کی محافظت سے دستکش ہو کر بھکر مین آیا اور وہان فوج کو آراستہ کر کے اُسی سال ٹھٹہ کی سمت روانہ ہوا اور اُس پر متصرف ہو کر اُس ملک کا خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا شاہ بیگ فضائل علمی سے بہرہ کامل رکھتا تھا اپنی جودت طبع سے شرح عقائد نسفی اور شرح کافیہ اور شرح مطالع منطق پر حواشی لکھے ہین اور شجاع اور بہادر بھی ایسا تھا کہ صف جنگ مین سب فوج کے آگے رہتا تھا ہر چند لوگ منع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ایسی بہادری سردارون کے لائق نہین ہی اُن کی فہمائش فائدہ نہ بخشتی تھی اور اُنھین یہ جواب دیتا تھا کہ مین کیا کرون لڑائی کے وقت مین بے اختیار اور مجبور ہو جاتا ہون اور میرے دل مین یہ آتا ہی کہ کوئی شخص مجھ سے سبقت کر کے آگے نہ کھڑا ہو اور سنہ ۹۳۰ نو سو تیس ہجری مین بمرض الموت مبتلا ہو کر عالم باقی کی طرف خرامان ہوا اور اُسکا بیٹا شاہ حسین ولیعہد ہو کر اس سلطنت کا متکفل ہوا

ذکر شاہ حسین بن شاہ بیگ ارغون کی حکومت کا

حسین شاہ بعد فوت پدر سریر حکومت پر جلوہ گر ہوا اور جس قدر ولایت سند کہ شاہ بیگ ارغون کے ہاتھ نہ آئی تھی اُس پر متصرف ہو کر سب ایک صوبہ کر لیا اور بھکر کے قلعہ کو از سر نو تعمیر کر کے نہایت محکم اور سنگین کیا اور سہوان کے حصار کو بھی تعمیر فرمایا جب فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر شاہ نے اُسے ملتان کے بھی قبضہ کا حکم دیا اور وہ حکم کے بموجب سنہ ۹۳۲ نو سو بتیس ہجری مین سامان جنگ اور اسباب سفر درست کر کے اُس طرف روانہ ہوا یہ خبر سلطان محمود حاکم ملتان کو پہونچی اُس نے ایلچی معتبر بھیجکر فسخ عزیمت کی التماس کی لیکن عرض اُس کی قبول نہوئی اور سلطان محمود اسی عرصہ مین مرگ مفاجات

صلاح الدین کے مقابل آیا اور طرفین صف آرائی کرکے آپس میں نہایت شدت سے لڑے جام
صلاح الدین اور بیٹا اسکا ہیبت خاں مارا گیا اور مملکت سندھ بدستور سابق جام فیروز کے قبضہ میں
آئی اور شاہ بیگ جو ہمیشہ سندھ کی تسخیر کا داعیہ رکھتا تھا اور فرصت وقت کا جویا تھا اُس وقت
قندھار سے آن کر سنہ ۹۲۷ نوسو ستائیس ہجری میں ٹھٹھ پر مع مضافات متصرف ہوا اور حوالی سند
فتح ٹھٹھ کی تاریخ ہے اور اُن دنوں میں دریا خان کہ جام فیروز کا پھر مدار المہام ہوا تھا شاہ بیگ
کی فوج کے ہاتھ سے مارا گیا جام فیروز نے دو تین برس اس ملک میں رہکر بہت کوشش کی جب
مقصود اُس کا حاصل ہوا گجرات کی طرف روانہ ہوا اور جو انھیں دنوں میں شاہ مظفر شاہ گجراتی
بقضائے الٰہی سے فوت ہوا تھا کمک سے مایوس ہو کر سندھ کی طرف مراجعت کی اور جب دیکھا
کہ ارغونیہ ملک سندھ کے لیے مستعد ہیں اور مجھے اُنکے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے ناچار ممالک سندھ سے
سرراستہ حاضر ہوا اور اپنے اہل وعیال کو لے کر گجرات کی طرف راہی ہوا اور امرائے سلطان بہادر
کے سلک میں منسلک ہوا دولت خاندان سمگان کو زوال آیا اور مملکت سند شاہ بیگ ارغوان کے
قبضہ اقتدار میں آئی اور چند روز لستان اُس کی شوکت کا اُس ملک میں بلند رہا منقول ہے کہ سنہ ۹۲۸ نوسو اٹھائیس
ہجری میں شاہزادہ بدیع الزماں میرزا ابن سلطان حسین بادشاہ ہرات کے دربدلے جب
شاہ اسمٰعیل صفوی کے پاس سے بازگشت کی اور استرآباد میں مقام میسر ہوا تو سندھ میں تشریف لایا
جام فیروز حاکم اوچہ اور ٹھٹھ استقبال کرکے مراسم تعظیم اور لوازم تکریم بجا لایا اور اپنی ہمت اور
سلطنت کے لائق پیشکش نفیسہ بھیجی اور میرزا بدیع الزماں نے ایک سال سے زیادہ سندھ میں استقامت
فرمائی پھر شاہ اسمٰعیل صفوی کی طرف عزیمت کی

بیان شاہ بیگ ارغون کی سلطنت کا

یہ امیر ذوالنون بیگ کا بیٹا ہے جو سلطان حسین میرزا بادشاہ ہرات کا امیر الامرا اور سپہ سالار اور
اُس کے فرزند بدیع الزماں میرزا کا اتالیق تھا اور اُس کے باپ دادا چنگیز خاں کے عہد سے اُس وقت
تک امرائے عظام کے سلک میں منسلک رہے اور سنہ ۸۸۴ نوسو چوراسی ہجری میں ولایت قندھار
اور زمین داور اور ساخر اور تولک اور قراہ امیر ذوالنون ارغون کی تفویض ہوئی لیکن چند سال بعضے
شاہزادوں کو باری باری باسم حکومت قندھار کی طرف بھیجتا تھا آخر کو امیر ذوالنون نے اس ولایت
کی سرداری میں استقلال پاکر نشان بغاوت اور عصیان کا بلند کیا اور ولایت قندھار اپنے فرزند
شجاع بیگ المشہور بشاہ بیگ کو تفویض فرمائی اور عبدالعلی ترخان کو ساخر اور تولک کی داروغگی
مرحمت کی اور غور کی امارت ساتھ امیر فخر الدین اور امیر دردیشہ کے رجوع کی اور خود زمین داور

سپرد کیا اور شاہ بیگ فاضل بیگ کو کلتاش کو بھکر کا حاکم کرکے خود قلعۂ سہوان کی طرف گیا اور
اُسے بھی فتح کرکے خواجہ بیگ کو سونپا اور اس سال مین اسی قدر پر کفایت کرکے قندھار کی
طرف مراجعت کی جام سندا نے پھر بہ صرف زر خطیر لشکر فراہم کرکے ہر چند سعی کی کہ قلعہ سولی کو فتح
کرکے پھر تصرف مین لاوے میسر نہ ہوا اس لیے کہ سپاہ سند نے ترکان خونخوار لشکر مرزا عیسیٰ خان
کو دیکھا تھا وہ ایسے ہراسان تھے کہ کسی طور ان کا مقابلہ اور مقاتلہ اختیار نہ کیا ایک دن
کا مذکور ہے کہ ایک ترکمان کے گھوڑے کا تنگ کھل کر گھوڑے کی پشت سے جدا ہوا اور ترکمان
گھوڑے سے اُتر کر اُسے کھینچنے لگا اس درمیان مین ایک فوج سپاہ سند سے وہان آپہونچی
اور اُسے اس حال مین دیکھکر چالیس سوارون نے اُس پر حملہ کیا ترکمان نے بہ نیت فرار
گھوڑے پر سوار ہوکر قدم اپنا رکاب مین جمایا اور وہ سب سوار سندی اُس کے خوف سے ایسا
بھاگے کہ پیچھے موڑ کر نہ دیکھا جام سندا کہ جس نے باسٹھ برس بادشاہی کی تھی اپنی فوج کی بزدلی مشاہدہ
کرکے شدت غضب سے ایسا بیمار ہوا کہ اسکے صدمہ سے جانبر نہ ہوا۔

جام فیروز بن جام نظام الدین المشہور بہ جام سندا

باپ کا جانشین ہوا رشید دریاخان کو کہ ایک اعیان ملک اور اُس سے قرابت بھی رکھتا تھا منصب
امیر جملگی پر منصوب کرکے ملک کا صاحب اختیار کیا اور جام صلاح الدین کہ وہ بھی جام فیروز کے اقربا
سے تھا اور آپ کو وارث ملک جانتا تھا جنگ وخصومت پر آمادہ ہوا اور جب بعد محاربات بسیار
اور کوشش فراوان مقصد اُس کا حاصل نہوا گجرات کی سمت بھاگ گیا اور جو بی بی سلطان زوجہ
بادشاہ گجرات کی جام صلاح الدین کی چچیری بہن ہوتی تھی سلطان مظفر نے لشکر بےشمار اُسکے ہمراہ کرکے
ٹھٹہ کی طرف رخصت فرمایا اور اس نے سند کی سرحد پر پہونچکر دریاخان کو جو صاحب داعیہ اور
ملک کا اختیار رکھتا تھا موافق کرکے وہ ملک بے جنگ وجدل اپنے تصرف مین لیا اور جام فیروز طلوع
کوکب سعادت اور نسیم دولت کے چلنے کا امیدوار رہتا تھا چونکہ جام فیروز کے عہد مین دریاخان
مملکت کا صاحب اختیار تھا آخرالامر جام فیروز کو طلب کرکے پھر منصب سرداری پر مقرر کیا اور جام
صلاح الدین اپنا سر لیکر دوبارہ گجرات کی طرف راہی ہوا سلطان مظفر نے ازسرنو سامان جنگ
درست کرکے سنہ ۹۲۶ نوسو چھبیس ہجری مین اُسے سند کی طرف رخصت کیا اور وہ جام فیروز کو سند سے
خارج کرکے خود امور سلطنت کا متکفل ہوا جام فیروز بالضرورت شاہ بیگ ارغون کے پاس التجا
لے گیا اُس نے اپنے غلام کو کہ سنبل خان نام رکھتا تھا مع لشکر مستعد جرار جام فیروز کی امداد کو
مقرر فرمایا جام فیروز لشکر ہمراہ لے کر سند کی طرف متوجہ ہوا اور ساہوان کے نواحی مین جام

ارت کے اس امر خطیر کا بھی استحقاق رکھتا تھا اُنکی سرداری کو قبول کیا اور اُس نے بھی ڈیڑھ برس مسند سلاطین سلف کو گرم رکھکر سر گریبان عدم میں کھینچا

جام سنجر

یہ شخص خاندان سلاطین سے تھا چند سال ملوک ماضیہ کے عہد میں اُس نے امور ملکی ومالی کو انجام دیکر مہمات دیوی مین خوب مہارت پیدا کی تھی جام اسکندر کے بعد انتقال امرا اور اعیان ملک نے اتفاق کرکے اسے بادشاہی میں قبول کیا اور فلک خوش رفتار حکمت شعار نے آٹھ سال اور چند ماہ ریاست دیار سندھ کے لیے اسے پسند کیا آخر اُسے درمیان سے اٹھاکر مسند حکومت پر بجاے اسکے دوسرکو بٹھایا

جام نظام الدین المشہور بہ جام نندا

جام سنجر کے بعد یہ بادشاہ امور سلطنت سندھ کا بلا فصل بہ ساعت نیک متکفل ہوا کہ مملکت میں اُسکے زمانہ میں رواق اور رونق ظہور میں آئے اور جام سنجر سلطان حسین لنگاہ والی ملتان کا معاصر تھا اور اسکے عہد میں ۹۰۰ نو سو ہجری میں شاہ بیگ ارغون قندھار سے آیا اور قلعہ سوی کو کہ ایک امرا نظام الدین کے تصرف میں تھا اور بہادر خان نام رکھتا تھا محاصرہ کرکے بحرو قہر فتح کیا اور اسے اپنے بھائی سلطان محمد کے سپرد کرکے قندھار کی طرف معاودت کی اور اُسکی غیبت مین جام نظام الدین نے اپنے ایک امیر مبارک خان کو جس کو خداے شجاعت اور مردانگی مین بھی اختصاص بخشا تھا قلعہ سوی کا سوار کے واسطے نامزد فرمایا چنانچہ فریقین میں چند مرتبہ جنگ واقع ہوئی عاقبت الامر سلطان محمد قتل ہوا اور قلعہ سوی پھر جام نظام الدین المشہور بہ جام ندا کے تصرف میں آیا شاہ بیگ نے یہ سانحہ سنکر میرزا عیسیٰ ترخان کو اپنے بھائی کے انتقام کے واسطے روانہ کیا اور جام نظام الدین بھی لشکر جرار فراہم لایا اور مبارک خان کو سپہ سالار کرکے اُسکے مقابلہ کو بھیجا اور سر حد پر دونوں کے درمیان جنگ شدید واقع ہوئی اور جام نظام الدین کے بہت امرائے قدیم کارگزار مقتول ہوئے اور مبارک خان زخمی اور بدحال ہوکر بھاگا اور قلعہ بہکر تک کسی مقام میں دم نہ لیا اور حسب عیسیٰ ترخان کی نوید فتح شاہ بیگ ارغون کو سوجھی طمع ملک سندھ کی کرکے قندھار سے مع لشکر جرار بھکر کی طرف متوجہ ہوا اور اس ملک کو محاصرہ کیا اور قاضی قادن جو نظام الدین المشہور بہ جام ندا کی طرف سے اس قلعہ کا حاکم تھا اس نے نشان مدافعہ کا بلند کرکے چند روز جنگ وجدل میں بسر کیے لیکن جب کام قبضہ سے نکل گیا اور لشکر سندھ سے کوئی اُس کی اعانت اور فریاد کو نہ پہنچا اور قلعہ بہکر کا اس وقت مین ساتھ اپنے استحکام کے نہ تھا لہذا قاضی مذکور آن کر امان خواہ ہوا اور قلعہ دشمن کے

اور سیاست کے رشد سے چور اور ڈکیتوں سے ولایت کی حراست فرماکر رعایا اور برایا کو مہد امن و امان مین استراحت بخشی لیکن عہد معدلت مہد اُس کا دور شباب کے مانند قلیل البقا تھا یعنے بعد چھ سال اور چند ماہ کے منقضی ہوا اور تمام طبقات خلق اُس کی وفات سے غمگین اور محزون ہوئے۔

جام کران بن جام تماجی

جب علی شیر چند روز عیش و کامرانی مین بسر کرکے اس کہنہ رباط سے عالم بقا کی طرف خرامان ہوا جام گران اس گمان سے کہ جس شخص کا باپ بادشاہ ہو وراثت مین دولت اُسکے ہاتھ کو پہونچتی ہی مساعی جمیلہ کرکے قلادہ حکومت کا مقلد ہوا اور بھروسا اپنے بزرگون کی ریاست کا کیا لیکن بدون عنایت ایزدی کسی امر کو دوام و بقا میسر نہین ہی بعد ایک روز اور دوپہر کے ساقی اجل نے شربت ناگوار موت اُسکے حلق حیات مین ڈالا غرضکہ اُسکے بعد فوت قوم ستمگان نے شورہ کی مجلس منعقد کرکے بادشاہ کے تعین ہونے کے واسطے مشورہ کیا اور بعد گفتگوے دراز فتح خان ابن اسکندر کو جو قوم ستمگان سے تھا اور اس منصب بزرگ کی لیاقت رکھتا تھا سریر حکومت پر بٹھایا اُس نے پندرہ سال کمال استقلال سے مہمات حکومت کو انجام دیا پھر قضائے الٰہی سے فوت ہوا۔

جام تغلق بن اسکندر

جام تغلق جو فتح خان کا چھوٹا بھائی تھا اُس کے بعد فوت ملک و سلطنت کے مہمات مین مشغول ہوا اور اس منصب بزرگ کو بخوبی انجام دیا جو اس وقت دہلی کی سلطنت مین رواج اور رونق پہلی نہ رہی تھی اس جاعت سے خاطر جمع کرکے سلاطین گجرات سے بنیاد مصادقت اور آشنائی کی جاری رکھتا تھا بلکہ بعد اُس کے جو شخص قوم ستمگان سے تخت پر بیٹھا اُس نے حکام گجرات کے ساتھ دوستی اور اتحاد کا طریق مروج رکھا یعنی پیوند و وصلت سے اپنی دولت کی حفاظت کی اور اٹھائیس برس اور چند روز کے بعد جب پیمانہ اُس کی زندگانی کا لبریز ہوا ملک دوسرے کے سپرد کرکے گوشہ لحد کا اختیار کیا

جام مبارک

یہ بادشاہ جام تغلق کا قرابتی اور سراپردہ دار تھا بعد فوت تغلق اُس نے اپنی ذات خاص مین لیاقت امر سلطنت کی دیکھکر مرتکب اُسکا ہوا لیکن فرصت کامرانی کی تین روز سے زیادہ نہ پائی ملک دوسرے کو دیا

جام اسکندر بن جام فتح خان بن سکندر

جب اشراف و اعیان سند نے جام مبارک کی بادشاہی سے نجات پائی جام اسکندر کو کہ باوجود نسبت

جلادیا سلطان فیروز شاہ نے علّفی سے عاجز ہو کر بہ مشقت فراوان گجرات کی سمت کوچ کر گیا اور موسم برسات بسر کرکے شروع جاڑے مین کہ حسب جارہ سبزا اور قابل جلانے کے تھا ولایت سند کی طرف مراجعت فرمائی اس مرتبہ جام نے گردش فلکی سے مضطر اور سراسیمہ ہو کر امان چاہی اور سلطان فیروز شاہ سے ملاقات کی اور مملکت سند اس شاہ عالی جاہ کے تصرف مین آئی پھر اس حدود کا انتظام کرکے دہلی کی طرف عازم ہوا اور جام بانی اور تمام مقدموں کو اپنے ہمراہ لیا بعد چند روز کے جب جام بانی سے خدمت شائستہ اور کارہا نمایان وقوع میں آئے سلطان فیروز شاہ بار یک نے مقام لطف و عنایت مین ہو کر ولایت سند کی سرداری جام بانی کی تفویض فرمائی اور چتر دے کر رخصت کیا پھر اس نے سند مین جا کر دوبارہ علم حکومت اور نشان دولت کا بخاطر جمع بلند کیا اور جب جام کا جام حیات بادہ لقا سے لبریز ہو کر دست قضا سے شکست ہوا تو انگاہ لحد میں استراحت کرکے دار الحکومت اور دل کے سپرد کی جام کی مدت حکومت پندرہ برس تھی

تذکرہ جام تماجی بن جام مانی کی حکومت کا

جام تماجی اپنے باپ کے انتقال کے بعد چار بالش حکومت پر جلوہ گر ہو کر جہانداری کے شغل مین مشغول ہوا اور سترہ برس اور چند ماہ ملازرائع بسر کرکے اس جہان فانی سے کوچ کیا اور تمام عوم عمات سندکورا اور خصوص تماجی سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ اصل میں زناردار تھے پھر مسلمان ہو گئے۔

جام صلاح الدین

بعد فوت جام تماجی کے جام صلاح الدین امور سلطنت کا متکفل ہوا اور گیارہ برس اوقات فراغت تمام بسر کرکے پیوند زمین ہوا

جام نظام الدین بن صلاح الدین

جام نظام الدین اپنے باپ کے انتقال کے بعد قائم مقام ہوا اور دو سال اور چند ماہ جام حکومت کا نوش کرکے شربت ممات کا چکھا

جام علی شیر بن نظام الدین

بعد وفات پدر اشراف و اعیان قوم کے حسن اتفاق سے اس ملک یعنے سند کی زمام ریاست اپنی کف اقتدار مین لایا اور اس کے عدل و داد کی نسیم سے خلائق کے غنچہ امید و آرزو شگفتہ ہوئے

سوار تھا گرداب بلا مین ڈالکر بحر فنا مین غرق کیا اور باقی کشتیان ساحل مراد سے ہمکنار ہوئین ابیات

جہانا نداری تو کاری دگر
کنی ہر زمانی شکاری دگر
یکی را کشی تشنہ اندر سراب
یکی را کنی غرق در جوی آب
گہ از ماتم این کنی سور او
گہ از ظلمت این دہی نور او
گہ از دست این رخت آنرا بری
گہ از تیغ آن فرق این را دری
کہ شد باد از نافہ مشک بیز
بیا ساقی این مے بساغر بریز

سلطان ناصر الدین قباچہ کی مدت سلطنت بلاد سند اور ملتان مین بائیس برس تھی

بیان احوال ستمگان کہ زمیندار ممالک سندھ تھے

واضح ہو کہ زمینداران سند دو قسم کے ہین ایک کو سومرگان کہتے ہین اور دوسرے کو ستمگان اور یہ لوگ اپنے سردار کو جام بولتے تھے الغرض شاہ محمد تغلق کے آخر عہد مین مسلمانون کی سعی و امداد سے دولت و حکومت خاندان طبقہ سومرگان سے خاندان ستمگان مین منتقل ہوئی اور اکثر حکام ان کے جو دولت اسلام سے مشرف تھے بسا اوقات شاہ دہلی کے مطیع اور مالگذار رہتے تھے اور کبھی علم مخالفت بلند کر کے سرکشی اور عصیان پر کمر باندھتے تھے اور گروہ ستمگان اپنے تئین جمشید سے منسوب کرتے ہین چنانچہ لفظ جام اپنے سردار اور مقدم کے نام پر مقدم لاناخبر اس معنے سے دیتا ہے اور اول وہ شخص جو اہل اسلام کے زمانہ مین اس گروہ سے حکومت سند پر فائز ہوا جام افراہ تھا اور عقل اور کیاست وافر رکھتا تھا تین سال و چھ ماہ حکومت کر کے اس جہان فانی سے کوچ کر گیا اس کے بعد فوت جام جونا نے اپنے بھائی کی وصیت کے موافق کلاہ ریاست زیب سر کر کے بلاد سند کی حکومت کی اور یہ والی عدالت شعار تھا اور [illegible] حلم اور دانائی سے [illegible] تھا مدت دولت اُس کی چودہ سال تھی

ذکر جام مانی بن جام جونا کی حکومت کا

جب جام جونا نے ساغر زمانے کے دور سے شربت تلخ اجل کا نوش کیا جام مانی وفور دانائی سے ملک پدر کا دعوے دار ہوا اور لوگون کو ساتھ اپنے متفق کر کے جانشین پدر ہوا جب دہلی کے ساتھ علم مخالفت بلند کیا وہ ولایت بکقلم اپنے تصرف مین لایا اور باج و خراج دینا بالکل موقوف کیا اسواسطے سلطان فیروز شاہ نے مع لشکر فراوان سنہ ۷۶۲ سات سو باسٹھ ہجری مین ولایت سند پر چڑھائی کی اور جام جاہاے دشوار گذار اور مقامات قلب مین پناہ گزین ہوا اور اس قدر چارہ کہ حیوانات لشکر سند کو کفایت کرے اپنے پاس ذخیرہ کیا اور باقی جو پہاڑ اور جنگل مین تھا اسے آگ دے کر

اہل و عیال اور عزیز و اقارب کشتی پر سوار ہوا اور کسی جزیرے میں قرار پکڑا اور سلطان نے بلدہ ٹھٹھہ میں
استقامت فرمائی اور بتخانہ دیول کا جو ٹھٹھہ کی سرحد میں ہے اسے خراب اور ویران کر کے مسجد جامع
بنائی اور اسکے بعد ولایت نہر والہ میں لشکر بھیجکر فتح کیا اور بعدہ جب سنا کہ بھائی اُس کا سلطان
غیاث الدین سریر عراق پر تمکن رکھتا ہے تسخیر سند اور گجرات کی عزیمت فسخ کر کے ۶۲۰ھ چھ سو بیس ہجری
میں کیچ اور مکران کے راستہ سے عراق کی طرف توجہ فرمائی چنانچہ تفصیل اُس کی کتب تواریخ
عجم سے مستفاد ہوتی ہے اور چغتائی خان جس نے مع لشکر مغل اُس کا تعاقب کیا تھا اطراف ملتان میں آکر
اس کو محاصرہ کیا شاہ ناصر الدین قباچہ نے آثار مردی اور مردانگی کے اس طور سے ظاہر کیے کہ بعد
چالیس روز کے مردم ملتان محاصرہ کی سختی اور صعوبت سے رہا ہوئے اور چغتائی خان نے کیچ اور مکران
میں جاکر اس حدود کو تاخت و تاراج کیا اور اُس سال کا سرما حدود کالنجر میں کہ ایک ولایت آب
سند کے کنارے ہے بسر کیا اور تیس یا چالیس ہزار ہندوستانی کو جو اسیر کیا تھا اس بہانہ سے کہ
موجب تعفن اردو کی قتل کیا اور نا خود اُس کے جب و با اردو میں ظاہر ہوئی اور سلطان جلال الدین کی
کچھ خبر نہ پہونچی کہ کہاں ہے اور کیا ہوا تب چغتائی خان توران کی طرف متوجہ ہوا اور جب سالار احمد حاکم
کا لیوے حرابی ولایت کی شکایت شاہ ناصر الدین قباچہ کو لکھی وہ نہایت دلگیر ہوا اور مملکت کی تعمیر
اور آبادی میں کوشش کی اور بعد اس کے ۶۲۲ھ چھ سو بائیس ہجری میں شمس الدین شاہ بغرض اخراج
شاہ ناصر الدین قباچہ کے سند کے سمت روانہ ہوا جب دار الملک اوچہ کے اطراف میں پہونچا سلطان
ناصر الدین اُسے مضبوط کر کے خود قلعہ بکر میں متحصن ہوا سلطان شمس الدین نے اوچہ کو محاصرہ
کر کے نظام الملک بن ابی سعید جنیدی کو کہ نسخہ جامع الحکایات اُس کے نام پر تصنیف ہوا ہے قلعہ بکر کی
تسخیر کے واسطے بھیجا اور شہر اوچہ کو دو ماہ اور بیس دن کے عرصہ میں مفتوح کیا اور سلطان ناصر الدین
نے یہ خبر سنکر اپنے بیٹے علاء الدین بہرام شاہ کو سلطان شمس الدین کے پاس بطلب صلح بھیجا ابھی
جواب نہ پہونچا تھا کہ کام قلعہ کے رہنے والوں پر دشوار ہوا سلطان ناصر الدین نے کشتی پر سوار ہو کر چاہا
کہ جزیرہ میں جو اس اطراف میں تھا چلا جاوے اور درمیان دریا کے وہ کشتی غرق ہوئی لیکن روایت
صحیح یہ ہے کہ جب سلطان ناصر الدین اوچہ سے بکر کی طرف گیا سلطان شمس الدین نے فتح اُس شہر کی
اپنے وزیر نظام الملک سے رجوع کر کے دار الملک دہلی کی طرف مراجعت فرمائی نظام الملک
وزیر نے دو ماہ کے عرصہ میں شہر اوچہ کو بحر و قہر مفتوح کیا اور نہایت شوکت اور صولت سے قلعہ
بکر کی سمت متوجہ ہوا شاہ ناصر الدین سمجھا کہ زمانہ ادبار کا آپہونچا اب کوشش اور ثبات قدمی فائدہ
نہیں بخشتی ہے بالاتفاق عزیز و اقارب مع چند صندوق جواہر و نقود و اجناس کشتی میں سوار ہو کر جزیرہ کی
طرف کہ اس نواح میں تھا روانہ ہوا ناگاہ چار موجہ طوفان نے اُس کشتی کو جس پر شاہ ناصر الدین

تاکہ اُس حدود کو غارت کر کے غنیمت بے نہایت لاوے اور جب دس ہزار سوار اُس کے نشان کے سایہ مین جمع ہوئے سلطان کامگار نے ایک قاصد شیرین بیان چرب زبان بھیجکر سردار کہکر انکی دختر مانگی جو سلطان شہاب الدین کے زمانہ مین مسلمان ہوا تھا سردار کہکران یعنے کوکار سنکار نے یہ امر قبول کیا اور اپنی دختر کو اپنے فرزند کے ہمراہ سلطان کی خدمت مین بھیجکر یہ التماس کی کہ شاہ ناصرالدین قباچہ کو جو ہمیشہ اس کمترین کی ولایت کو مزاحمت پہونچا تا ہے مانع آوین سلطان نے اُس کے فرزند کو خطاب خلیج خانی دے کر اپنے ایک امرا کے ہمراہ کہ وہ بنام اوزبک باشی مشہور تھا اور پہلوانی مین اپنا مثل نہ رکھتا تھا مع سات ہزار سوار سلطان ناصرالدین قباچہ حاکم اوچہ اور ملتان کے سر پر بھیجا سلطان ناصرالدین قباچہ مع بیس ہزار سوار آب سندھ کے کنارے جو قریب اوچہ کے ہے وارد ہوا اور اوزبک باشی اُسے غافل کر کے شبخون لے گیا اور اُس کی جمعیت ایسی متفرق کی کہ سلطان ناصرالدین بہزار شد ت کشتی مین بیٹھکر کسی طرف بھاگ گیا اور اوزبک باشی اُس کے لشکرگاہ مین وارد ہوا اور اُلچی سلطان کی خدمت مین بھیجا اور جو خبر لشکر دہلی کے آنے کی مشہور تھی صلاح توقف مین نہ دیکھی اُن پہاڑون سے اوچہ کے سمت آیا اور سلطان ناصرالدین کی بارگاہ مین فروکش ہوکر آدمی اُس کے پاس بھیجا کہ امیرخان کی دختر اور پسر کو جو آب بیلاب کے کنارے سے بھاگ کر اس حدود مین آئے ہین ہمارے پاس بھیجے سلطان ناصرالدین نے مقام اطاعت مین ہوکر امیرخان کے پسر و دختر کو مع مال کثیر سلطان کی خدمت مین بھیجا اور خود ملتان کے سمت راہی ہوا سلطان جلال الدین نے اُس کی ولایت مین کسی طور کا تعرض نہ پہونچایا جب ہوا گرم ہوئی اوچہ سے کوچ کر کے کوہ جود اور بلالہ اور بنگالہ کی طرف متوجہ ہوا اور رستہ مین ایک قلعہ کو محاصرہ کیا اور اثنائے کارزار مین ایک زخم تیر کا اُس کے ہاتھ مین لگا لیکن مساعی جمیلہ اور جانبدستی سے اُسے مفتوح کیا اور وہان کے کسی آدمی کو زندہ نہ چھوڑا اتنے مین یہ خبر پہونچی کہ شاہزادہ جغتائی خان چنگیزخان کے حکم کے موافق سلطان جلال الدین کی تلاش مین آتا ہے سلطان جلال الدین نے بخیال اُس کے کہ شاہ ناصرالدین قباچہ تہ دل سے ہم سے موافق ہوا ہے ملتان کی طرف جا کر نقل بہا چاہا شاہ ناصرالدین قباچہ نے جو خبر لشکر مغل کے روانگی کی سنی تھی اس امر سے انکار کر کے مقام انتقام مین قیام کیا سلطان جلال الدین نے لاچار ہو کر ملتان سے مراجعت کی اور جب اوچہ مین پہونچا وہان کے باشندون نے بھی اس کی اطاعت نہ کی آگ اُس شہر مین لگا کے غارت کیا اور دو روز کے بعد عنان عزیمت دیول کی طرف کہ اب اُسے ٹھٹہ کہتے ہین معطوف فرمائی اور اثنائے راہ مین جو شہر اور قصبہ کہ ناصرالدین قباچہ سے تعلق رکھتا تھا وہان پہونچکر اُسے قتل و غارت کر کے آگے بڑھتا تھا جب ٹھٹہ مین پہونچا وہان کے راجہ نے جس کا نام جلیشی تھا اور طبقہ سومرکان سے تھا اسباب اور مال اپنا کشتیون مین لاد کر کے خود بھی مع

سامان عیش وعشرت مہیا کر کے کمال غفلت میں جو امان ماہ سیمک کے ساتھ عیش وعشرت میں مشغول
ہیں سلطان جلال الدین نے اپنے یاروں سے کہ پچیس نفر تھے فرمایا کہ ہر ایک شخص ایک لاٹھی
جنگل سے کاٹ کر مہیا کرے جب یہ سامان درست ہوا از روے توکل اور ہمت شاہانہ اس جماعت
پر حملہ آور ہوا ان میں سے اکثر آدمیوں کو چوبدستی کی ضربت سے ہلاک کیا بقیۃ السیف کو جنگل کی طرف
مفرور کر کے ان کی شر سے نجات پائی سلطان نے چار پائے اور ہتھیار اُن کے اپنے آدمیوں پر کہ
بعض اُن میں پیادہ اور بعض دراز گوش لیے جو پر سوار تھے تقسیم کیے چنانچہ مجموع پانسو اور بیس نفر ہوئے
مقاری اس حال سے خبر ہوئی کہ اس حدود میں افواج ہندوستان سے تخمینا تین ہزار مردم حکام سندھ کی
طرف سے برسم قراولی مقیم رہتے ہیں سلطان جلال الدین فورا پانسو اور بیس سوار لے کر اس جماعت کے
سر پر گیا اکثر اُن میں سے بعض قتل کیے اور غنیمت بہت دستیاب کی پھر اس کے کام لے کچھ استقامت
پکڑی اور پیچھے سے اور آدمی اس کے شریک ہوئے یعنی پانسو سوار اور بہم پہونچے اُس وقت
اس کے دفع کے واسطے ایک لشکر عظیم اُس نواح سے متوجہ ہوا اور سلطان جلال الدین علو ہمت
سے آنکی جنگ لڑکوں کا کھیل سمجھا یعنی حملہ اول میں انھیں بنات النعش کی طرح متفرق اور پریشان
کیا اموال و اسباب ان کا فراہم لا کر چار ہزار سوار مکمل بہم پہونچائے چنگیز خاں نے یہ خبر سنکر چند
نفر امرائے کبار کو اسے رخصت حرب دی جب انھوں نے آب سند سے عبور کیا سلطان
جلال الدین دہلی کی طرف روانہ ہوا اور مغلوں نے اس حدود کو تاخت و تاراج کر کے معاودت کی
اور سلطان جلال الدین نے راہ بعید طے کی دہلی تین یا چار دن کی راہ پر باقی رہی ایک اپنے مقرب کو
جو نام عین الملک مشہور تھا بادشاہ شمس الدین کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ بسبب گردش روزگار
ناہنجار اور انقلاب لیل و نہار آپ کے جوار میں پہونچے ہیں اور چونکہ مہمان مثل ہمارے اتفاقات
سے آپ کی مہمان سرائے میں پہونچے وظیفہ مروت اور بزرگی مقتضی اس امر کا ہے کہ ایسا مقام اس کے
واسطے تعین کیا جاوے کہ چند روز اس مقام میں بآسائش تمام بسر کرے اور اگر ازروے یگانگی
اعانت فرمایئے اتفاق کی برکت سے دشمنوں کے ہاتھ سے نجات پا کر ملک موروثی کی طرف مراجعت
کرون سلطان شمس الدین نے جو سلطان کے احوال و تسلط و جلال سے خوب واقف تھا اسے
ملک میں اس کا قیام مناسب نہ جانا اور اس کے ایلچی کو پوشیدہ زہر دے کر مسموم کیا اور اپنے ایلچی
کو تحف و ہدایائے بسیار کے ساتھ سلطان کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اس بادشاہ عالی جاہ کے لائق
تو نفس ایسا مقام کہ آب و ہوا معتدل رکھتا ہو ممکن نہیں ہے سلطان جلال الدین شمس الدین شاہ
کا مقصود سمجھا اور عنان عزیمت لاہور کے راستہ سے کھکران کی مملکت کی طرف معطوف فرمائی اور
اس مملکت میں پہونچکر کوہ جلالہ اور سنگالہ پر وارد ہوا تاج الدین ملج کو پہاڑ جودی کے سمت روانہ فرمایا

علی قدر مراتب اُس کے انعام اور احسان سے سرفراز اور ممتاز ہوا اور اُس کی ملازمت اختیار کی لیکن انتہائے حال مین سلطان جلال الدین ولد سلطان محمد خوارزم شاہ سپاہ چنگیزی کے صدمہ سے ہندوستان مین آیا بحسب اتفاق ناصر الدین سے اُلجھا خرابی بہت اُسکی ولایت اور لشکر کو پہونچی اور دولت اُسکی انحطاط کی طرف مائل ہوئی تفصیل اس امر کی یہ ہی کہ جب سلطان جلال الدین زمانہ چنگیز خان مین غزنین کی طرف راہی ہوا اور اُس مقام سے بقصد عبور آب سند کے کنارے گیا چنگیز خان کو یہ خبر پہونچی اُس نے لشکر بے شمار اُس کے سر پر بھیجا اور آب نیلاب کے ساحل پر جواب ساتھ آب سند کے مشہور ہی پہونچکر اطراف وجوانب سے اُسے محاصرہ کیا سلطان جلال الدین نے آگے تیغ آتشبار اور پیچھے دریائے خونخوار دیکھکر جوانمردی کی گھوڑے کو میدان وغا مین جولان کر کے بہت کفار تاتار کو خاک ہلاکت پر ڈالا اور ایسا لڑا کہ اگر رستم دستان اور سام نریمان زندہ ہوتا اُس کی اطاعت کا زین پوش اپنے دوش پر اُٹھاتا اور باوصف اُس کے کہ میمنہ اور میسرہ اُسکے شکست کھاکر متفرق ہو گئے تھے اسپر بھی پائے ثبات زمین کین مین مستحکم کیا اور صبح سے دوپہر تک مع سات سو سوار قلب مین ایستادہ ہو کر داد مردی اور فرزانگی دی عاقبت الامر جب کام اُسپر تنگ ہوا اور افواج مغل کی کثرت زیادہ ہوتی جاتی تھی باگ معرکہ سے موڑ کر اپنے بیٹون کے پاس آیا اور اُنھین وداع کر کے دوسرے گھوڑے شہزور پر سوار ہوا اور پھر صف مغل پر حملہ کر کے کچھ لوگ اُن مین سے پسپا کئے اس کے بعد باگ موڑ کر پھر دریا کے کنارے آیا اور جوشن بدن سے اُتارے اور چتر کو سنبھال کر تازی نژاد کو تازیانہ سے ہشیار کیا اور اس مقام مین کہ پانی دس گز سے کم نہ تھا گھوڑے کو ڈالا اور شیر خشمناک کے مانند مع سات مرد پانی سے عبور کیا اور گھوڑے سے اُتر کر ساز و یراق اور ترکش اور قبا جو پانی سے تر بتر تھی دھوپ مین رکھی اور چتر زمین مین گاڑ کر اس کے سایہ مین تنہا بیٹھا اس درمیان مین چنگیز خان دریا کے کنارے پہونچا اور یہ حال مشاہدہ کر کے اُس نے اپنے بیٹون سے کہا کہ لائق ہی کہ ایسے باپ سے ایسا بیٹا وجود مین آئے

ابیات

بدو آفرین کرد گفت از پدر	بدنسیان نزاید بہ گیتی پسر
بہ صحرا چو شیر ست فیروز جنگ	بدریا دلیر ست ہمچون نہنگ
بہ گیتی کسے مرد زینسان رسید	نہ از نامداران پیشین شنید

چنگیز خان کے سپاہیون نے چاہا کہ دریائے نیلاب سے عبور کر کے سلطان جلال الدین کو دستیاب کرین چنگیز خان نے اُنھین منع کیا اور سلطان جلال الدین نے جب اُن دو مہلکہ یعنے ایک نائرہ جنگ سپاہ دوسرے نیلاب کے غرقاب سے نجات پائی اور پانچ چھ آدمی اُسکے ملازمین سے پیادہ اس کی ملازمت کے واسطے حاضر ہوئے سلطان بالضرورت دو روز ساحل نیلاب کے جنگل مین پوشیدہ رہا اس عرصہ مین اور پچاس نفر ساتھ اُسکے ملحق ہوئے اُس وقت یہ خبر پہونچی کہ فی الحال ایک جماعت سوار و پیادہ سے قریب دو سو نفر

لیکن مولف اس کتاب کا محمد قاسم فرشتہ اُس سے پرہیز کرکے بمقام مناسب شاہان سندھ کے سلک
میں بیان کرتا ہے کہ ناصر الدین قباچہ سلطان معز الدین محمد سام کے غلامان ترک سے تھا اور نہایت عقیل
اور فہیم اور شجاع باکیاست و حذاقت تھا اور ایک مدت اُس نے سلطان معز الدین محمد سام
کی خدمت میں بسر کرکے ملک داری اور ملک گیری کا سلیقہ جیسا کہ چاہیے حاصل کیا اور جب سلطان
معز الدین محمد سام کو لشکر خطا کے ساتھ اتفاق محاربہ کا پڑا اُس معرکہ میں اوچھ کا صوبہ دار ملک ناصر الدین
ہمراہ شہید ہوا تو سلطان نے مملکت اوچھ کو سلطان ناصر الدین کے سپرد کرکے اُس ملک کا بندوبست
ساتھ اُسکے رجوع فرمایا اور وہ سلطان قطب الدین ایبک کا داماد تھا اور سلطان اپنی دو دختر اُسکے
سلک ازدواج میں لایا تھا یعنے جب ایک بیٹی اُسکی فوت ہوئی دوسری اس کو دی اور سلطان ناصر الدین
قباچہ جو سلطان معز الدین محمد سام کے حکم کے موافق قطب الدین ایبک کا تابع تھا اُس لیے ساتھ
اُس کے سلوک پسندیدہ کرتا تھا اور کبھی کبھی اوچھ سے دہلی میں آکر شرف ملازمت سے مشرف ہوتا تھا
لیکن بعد وفات قطب الدین ایبک کے اکثر قلاع و بقاع سندھ کو تصرف میں لایا اور سومرگان کو کہ
بعضے اُن میں سے مسلمان تھے اور بعضے کافر اُن کو ایسا زبون اور ضعیف کیا کہ سوائے بلدہ ٹھٹھہ اور
جنگل اور تھور کے کچھ اُن کے تصرف میں نہ رہا اور آپ کو رعیت اور کاشتکار قرار دے کر گوشہ
اور کنارہ میں رہتے تھے لیکن بعد شاہ ناصر الدین قباچہ کے اُنھوں نے عرصہ قلیل میں پھر رشتہ سلطنت
کا کف اقتدار میں لاکر سندھ کو سلاطین دہلی کے تصرف سے مستخلص کیا اور سلطان ناصر الدین جب
خطبہ اور سکہ اپنے نام کرکے ملتان و بھکر و کہرام وغیرہ سرستی تک اپنے تحت حکومت میں لایا سلطان
تاج الدین یلدوز نے طمع اُسکی بعض ممالک پر کرکے چند مرتبہ غزنین سے فوج کشی کی اور ہر مرتبہ بے نیل
مقصود اور محروم پھرا اور لشکر سلطان ناصر الدین کا مظفر اور منصور ہوا اور سنہ ۶۱۱ چھ سو گیارہ ہجری
میں لشکر خوارزم اور خلج جو غزنین میں سلطان جلال الدین کی طرف سے تعینات تھا سیوستان کے حدود پر
غالب آیا اور شاہ ناصر الدین اُن سے لڑا اگرچہ سردار قوم خلج مقتول ہوا لیکن مؤید الملک سنجری وزیر
غزنین منہزم ہوا اور سنہ ۶۱۴ سات سو چودہ ہجری میں شاہ ناصر الدین لاہور کی تسخیر کو متوجہ ہو کر سرہند تک
اپنے قبضہ اقتدار میں لایا اور جب سنا کہ شمس الدین شاہ بہ نیت حرب دہلی سے روانہ ہوا وہ بھی سامان
جنگ اور لشکر کو درست کرکے بیاس کے کنارے فروکش ہوا شمس الدین شاہ نے ساحل دریا
مذکور پر پہنچ کر بے ملاحظہ گھوڑا پانی میں ڈالا امرا اور سپاہ نے اس کا ساتھ دیا کچھ آدمی ڈوب گئے
سلطان ناصر الدین کچھ دیر دست بہ شمشیر و سنان رہا پھر تاب مقاومت نہ لاکر ملتان کی طرف مفرور
ہوا اور طبل و علم اُس کا اثنائے تاخت میں سلطان شمس الدین کی فوج کے ہاتھ آیا اور چنگیز خان
کے حوادث میں خراسان اور غزنین اور غور کے اکابر اور اعاظم اُس سے رجوع ہوئے اور ہر ایک

مین بند کرکے جلد دارالخلافت مین پہونچاؤ جب یہ صندوق ولید کے پاس پہونچا راے داہر کی بیٹی کو بلاکر یہ فرمایا کہ ہم ناسزاؤن کو یون سزا دیتے ہین پھر اس نے زبان خلیفہ کی دعا مین کھولی اور وصیت کی کہ بادشاہون کو لازم ہی کہ دوست اور دشمن سے جو کچھ سنین جب تک وہ امر میزان عقل وراستی مین نہ تلے اس حکم کے اجرا کا فرمان نہ دیوین پس معلوم ہوتا ہی کہ بادشاہ عقل سے بہرہ نہین رکھتا محض طالع کی قوت سے سارا [illegible] کرتا ہی عماد الدین محمد قاسم ہمارا بھائی اور ہم اسکے بمنزلہ خواہر کے ہین اُس نے ہرگز دست تصرف ہم پر دراز نہین کیا لیکن جو اُس نے ہمارے باپ اور بھائیون اور عزیزون اور ہمقوم کو ہلاک کیا تھا اور ہمین اُسنے تخت شاہی سے حضیض بندگی مین پہونچایا لہذا ہم نے اپنے انتقام اور اُس کی ہلاکت کے لیے یہ تہمت لگائی تھی اور اپنا مقصود حاصل کیا ولید عماد الدین محمد قاسم کی فوت سے نہایت شرمندہ اور متاسف ہوا لیکن جو کام دست اختیار سے نکل گیا تھا اور علاج پذیر نہ تھا کچھ فائدہ نہ بخشا اور بعد فوت عماد الدین محمد قاسم کے احوال حکام سندھ کا کسی تواریخ مشہور اور متداول مین مرقوم ہوا لیکن تاریخ بہادر شاہی مین اسامی اُس مملکت کے حکام کے لکھے ہین ناظرین احوال ملوک سلف پر پوشیدہ نہ رہے کہ بعد عماد الدین محمد قاسم کے ایک جماعت جو اپنے تئین اولاد تمیم انصاری سے جانتی تھی اُنھون نے مملکت سندھ کی بادشاہی کی اُن کے بعد اس حدود کے زمیندار جنھین سومرکان کہتے تھے اور مزید قوت اور کثرت اموال و انصار مین ممتاز تھے مہمات سندھ کے متکفل ہوئے اور اُنکے خاندان مین سو برس سلطنت رہی لیکن اسامی اُنکے کسی کتب تواریخ مین محرر اوراق کی نظر سے نہین گذرے اور جب بادشاہی خانوادہ سومرکان کی گردش فلکی سے طبقہ ستمگان مین کہ وہ بھی زمینداران اس مملکت [illegible] سے تھے منتقل ہوئی وہ فرقہ بشاہان جام مشہور ہوا اور اُن دو طائفہ کے عہد مین کبھی کبھی بادشاہان اسلام غزنویہ اور غوریہ اور دہلویہ انھین مزاحمت پہونچاتے تھے اور اُن کے ممالک پر متصرف ہوتے تھے اور بعد فتح مسلط ہو کر اپنے کارندون کے سپرد کرکے اپنے مقر دولت کی طرف مراجعت کرتے تھے مگر سلطان ناصر الدین قباچہ نے خطبہ اور سکہ اس مملکت کا اپنے نام پڑھکر اپنا دار الملک کیا تھا اسواسطے راقم اوراق نے حالات غزنویہ اور غوریہ اور دہلویہ کے لیے داستانہاے سابقہ کی طرف پھیر اپھر تذکرہ ناصر الدین کا کہ بادشاہ علیحدہ سند کا تھا اس مقام مین جداگانہ تحریر کرتا ہی اور بعد اُسکے والیان ستمگان کے اسامی کہ علم ناقص نے ساتھ اُسکے احاطہ کیا ہی مرقوم خامہ تحقیق کرے گا۔

ذکر ناصر الدین قباچہ کی حکومت کا مملکت سندھ مین

تمام مورخین ہند نے بسبب ادنی [illegible] کے شاہ ناصر الدین قباچہ کا احوال بادشاہان دہلی کے ساتھ لکھا ہی

راجپوتون نے یہ حال مشاہدہ کرکے خاک مذلت سر پر ڈالی اور طمع آملاح مسلمانون سے آپ کو ساتھ نادری کے مطعون کرکے حصار ارنگ کی طرف بھاگے اور غنائم اور فتوحات جو گمان اور تخمینہ میں نہ سماوے نصیب لشکر اسلام ہوے اور غازیان عظام قلعہ آرور کی تسخیر کی فکر میں ہوئے اور جلیسہ فرزند داہر نے چاہا کہ قلعہ کو مردان جنگی سے مضبوط کرکے برآمد ہون اور سپاہ عرب سے جنگ صف کروں وزرا اور وکلاے داہر نے اسے اس ارادہ سے باز رکھا اور اسے اپنے ہمراہ برہمن آباد کے قلعہ مین لے گئے راے داہر کی رانی جو عورت مشہور اور مردانہ تھی وہ بیٹے کی ہمراہی سے سرتاب ہوکر مع پندرہ ہزار راجپوت قلعہ سے برآمد ہوکر لشکر اسلام کے مقابلہ کو آئی اور ارادہ جنگ کا کیا محمد قاسم عورت کی لڑائی کو عار سمجھکر اسکی طرف ملتفت ہوا اور لشکر اسلام نے محمد قاسم کے حکم کے موافق قلعہ آرور کو محاصرہ کیا داہر کی رانی مع راجپوت قلعہ مین در آئی اور لشان مدافعہ کا بلند کیا اور جب ایام محاصرہ نے طول کھینچا مردم درونی عاجز ہوکر درپے ہلاکت ہوئے اور ایک آتش عظیم روشن کی اور اپنی اکثر عورتون اور لڑکون کو آگ مین ڈالکر قصہ پاک کیا اور دروازے شہر آرور کے کھولکر داہر کی رانی کے ہمراہ قلعہ سے برآمد ہوئے اور ایسے لڑے کہ وہ سب مع رانی کے قتل ہوئے ایک بھی زندہ نہ بچا غازیان اسلام اور مبارزان شام بعد اس فتح عظیم کے تلوارین میان سے لیکر قلعہ مین داخل ہوئے چھ ہزار راجپوت اور قتل کرکے تیس ہزار آدمی اسیر اور دستگیر کیے اور راجہ داہر کی دو بیٹیاں کہ قید مین ہاتھ آئین تھیں بطور تحفہ حجاج کے پاس خلیفہ کے واسطے بھیجین اور تمام بلاد دیول کو امراے عرب پر تقسیم کیا بعد اس کے دریافت ہوا کہ ملتان بھی راے داہر کے تحت مین تھا لہذا اس طرف سبقت فرمائی اور اسکے فتح کرکے غنیمت بے اندازہ حاصل کی اور اسے دار الملک قرار دے کے بتخانون کی جگہ مسجدین بنا فرمائیں جب حجاج نے بادشاہ سند یعنے راے داہر کی بیٹیوں کو دار الخلافت مین بھیجا وہ ولید کی حرم سرا مین داخل ہوئیں پھر بعد ایک مدت کے یعنی سنہ ۹۶ چھیانوے ہجری مین ولید نے انھیں یاد کیا جب وہ حاضر ہوئیں ولید نے انکے نام پوچھے داہر کی بڑی بیٹی نے جواب دیا کہ میرا نام سرمادیوی ہے اور دوسری نے کہا مجھے پرمل دیوی کہتے ہین ولید راجہ داہر کی بڑی بیٹی پر شیفتہ ہوا اور چاہا کہ بحالت وصال ہو سرمادیوی زبان دعا اور ثنا مین کھول کر عرض پرداز ہوئی کہ مین خلیفہ وقت کے فرش مبارک کی سزاوار نہیں ہوں کس واسطے کہ عماد الدین محمد قاسم نے تین شب مجھے متصل تصرف اپنے مکان مین رکھا تھا شاید رسم اسلام یہی ہے کہ پہلے بطور دست خیانت دراز کرین اور بعد اسکے پس خوردہ اپنا خلیفہ کے واسطے بھیجین ولید یہ سنکر مغلوب قوت غضبی ہوا اور فوراً اپنے ہاتھ سے ایک فرمان اس مضمون کا لکھا کہ محمد قاسم جس مقام میں ہو اپنے تئین پوست گاؤ مین مڈھکر دار الخلافت کی طرف روانہ ہو تاکید مزید اور قدغن شدید جانکر حسب المسطور عمل مین لاوے جب یہ فرمان صادر ہوا محمد قاسم نے حسب الحکم عمل کیا یعنے پوست خام گاؤ میں اپنے تئین کھینچکر فرمایا کہ مجھے ایک صندق

کہ ہم نے اپنی تقویم میں دیکھا ہے کہ فلان تاریخ میں ایک شخص دیار عرب مین دعوے نبوت کا کرکے
اہل عالم کو اپنے دین کی دعوت کرے گا اور بعد اس کے ۸۶ھ چھیاسی قمری مین تھوڑی افواج عرب
اطراف دیول کے سمت کہ سندھ کی سرحد ہے پہونچیگی اور ۹۳ھ ترانوے ہجری مین قدم اس ممالک مین
رکھکر تمام بلاد پر مسلط ہوگی اور راے داہر نے نجومیون کو مکرر سہ کرر احکام سماوی مین آزمایا تھا اُسکے
کلام سے خوفناک ہوا لیکن جو کہ پیمانہ عمر اس کا آب بقا سے لبریز ہو گیا تھا روز پنجشنبہ تاریخ دسوین ماہ
رمضان المبارک ۹۳ھ ترانوے ہجری مین وہ خود اُس فوج سے عازم جنگ ہوا پچاس ہزار سوار
راجپوت اور سندی اور ملتانی فراہم لاکر باتفاق فرزندان اور عزیزان واقارب اور اعوان و انصار یکدل
اور یکجہت کے لوازم عہد و سوگند درمیان مین لایا اس کے بعد نہایت غلو اور شدت تمام سے محمد قاسم
کے مقابلہ اور مقاتلہ پر آمادہ ہوا اور اُس شیر بیشہ شجاعت و شہامت یعنی عماد الدین محمد قاسم نے چھ ہزار
سوار عرب سے اُس کا مقابلہ اختیار کیا اور ہندوستانیون کے معرکہ کو بازیچہ سمجھا داہر نے مسلمانون کے
دائرے کے قریب جاکر چند روز متواتر جنگ کی اور فرزندون اور اس کے افسرون نے
جانفشانی اور جانسپاری مین تقصیر نہ کی لیکن جو تیر کہ ترکش تدبیر سے لگاتے تھے نشانہ تقدیر پر نہ پہونچتا تھا
آخرش ایک دن داہر نے ہاتھی پر سوار ہو کر قلب مین قیام کیا اور میمنہ اور میسرہ اور مقدمہ کو آراستہ کرکے
مع انبوہ کثیر اور جم غفیر میدان جنگ مین آیا محمد قاسم نے اللہ المستعان وعلیہ التکلان و لاحول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم پڑھکر اور حضرت قادر علی الاطلاق پر بھروسا کرکے میدان کی طرف عزیمت کی پہلے
بہادران عرب اور دلاوران ہند فرداً فرداً جلوہ گری مین آئے اور ہنر سپاہ گری جو یاد تھے ظاہر کیے اور اکثر یکہ جوانان
عرب مین سے ایک ایک نے دس دس اور بیس بیس نفر ہندوستانی کو کہ باری باری اُن کے مقابل
آئے زخم نیزہ و شمشیر سے ہلاک کرکے دار البوار پہونچایا آخر کار جب جنگ مغلوبہ ہوئی تو راے داہر نے
بنفس خود تردد ات مردانہ کیے اور اُس کے سردارون اور فرزندون نے بھی حملہاے رستمانہ مین تقصیر
نہ کی اس درمیان مین ایک نفط انداز عرب نے شعلہ آتش راے داہر کے فیل سفید پر مارا اور
ہاتھی یہ سانحہ عجیب دیکھکر بھاگا فیلبان ہر چند کجک مارتا تھا فائدہ نہ بخشتا تھا اور ہاتھی باگ دست
فیلبان سے چھوڑا کر ایسا بدحواس ہو کر بھاگا کہ لب دریا پہونچکر پانی مین در آیا محمد قاسم کے لشکر نے
اُس کا تعاقب کیا اور دریا کے کنارہ دوبارہ بازار حرب گرم ہوا اور ہاتھی دریا سے نکلکر اپنے مقام پر آیا
اور راے داہر نے مسلمانون کی افواج پر حملہ کرکے نیزہ اور تیر سے بہت عربون کو مجروح اور بے روح
کیا اس وقت ایک تیر شست قضا سے نکلکر راے داہر کے ایسا لگا کہ اُسکے صدمہ سے پشت فیل
سے زمین پر آیا اور کمال تہور اور مردانگی اور جس حیلہ سے کہ ممکن تھا گھوڑے پر سوار ہو کر ایک بہادران
عرب کے سامنے گیا اُس نے ایک ضربت سے اسکا کام ناتمام انجام کو پہونچایا اور راجاؤن اور

عیال واطفال اور عورات جوان وخردسال کو اسیری اور غلامی مین لیا اور بالغ برہمنون کو سترہ برس سے
سو برس کے بوڑھے تک کو علف تیغ اسلام کیا اور انکی عورتون کو اختیار دیا کہ چاہین اطراف ملک مین
چلی جاوین اور چاہین اسلامی لشکر مین رہا کرین اکثر نے پسند کیا اور کچھ چلی گئیں اور عماد الدین محمد قاسم نے اس شہر کے
اموال غنائم کہ بے شمار تھے اُن مین سے حق شرعی یعنی خمس مع تحفہ کثیر کے حجاج کے پاس بھیجے اور باقی
لشکر اسلام پر تقسیم کرکے سب کو راضی اور خوش دل کیا اور جو ارادہ کشورکشائی کا رکھتا تھا بلدہ بہرون کی
تسخیر کا عازم ہوا اور سمی بوجی بن داہر جو وہان کا حاکم تھا یہ خبر سنکر شہر اور قلعہ کو ساتھ معتمدون کے
سپرد کرکے خود کچھ فوج سے قلعہ برہمن آباد قدیم کی طرف راہی ہوا عماد الدین محمد قاسم جب وہان پہونچا
باشندے شہر اور قلعہ کے قلعہ بند ہوئے اور بعد چند روز کے جان و مال کی امان طلب کرکے اُس کی
خدمت مین حاضر ہوئے عماد الدین محمد قاسم نے شہر بہرون کو امن و امان کے ساتھ ایک اہل اسلام
کے سپرد کیا پھر سامان حرب درست کرکے اور ایک جماعت کو معتمدان شہر سے ہمراہ لیکر بلدہ سیوستان
کی طرف جو اس زمانہ میں ساتھ سیوان کے شہرت رکھتا ہے متوجہ ہوا سیوستان کے باشندے تمام
برہمن تھے اپنے حاکم بچہرائے کی خدمت میں جو داہر کا چچیرا بھائی تھا جاکر عرض پیرا ہوئے کہ ہمارے
طریق میں قتل کرنا اور مقتول ہونا جائز نہین ہے صلاح یہ ہے کہ عماد الدین محمد قاسم سے امان
لے کر اطاعت کرین بچہرائے یہ کلام سنکر طیش مین آیا اور بحالت غضب میں انہیں سخت وسست
کہا اور آخر کو جب سپاہ اسلام محاصرہ میں مشغول ہوئی اُن کی صولت وشوکت دیکھکر ہراسان
ہوا اور بعد ایک ہفتہ کے ایک رات کو راجپوتون کی سپاہ ہمراہ لے کر بھاگ گیا اور حصار سلسم
کے راجہ کے پاس جاکر مدد چاہی اور اُس کے دوسرے دن برہمون اور سیوستان کے رئیسون
نے جان کی امان طلب کرکے شہر مسلمانون کے سپرد کیا اور عماد الدین محمد قاسم نے غنائم فتوحات
سیوستان کو بعد اخراج خمس غازیان اسلام کو تقسیم کی پھر حصار سلسم کی طرف متوجہ ہوا اور اُسے بھی
فتح کرکے مال غنیمت بدستور سابق مجاہدان عظام پر قسمت کیا اس عرصہ میں راے داہر کا بیٹا کہ جوان
شجاع اور دلاور تھا سامان جنگ درست کرکے اُس کے مقابل آیا عماد الدین محمد قاسم نے ایک
مقام قلب لشکر اسلام کے بردل کے واسطے اختیار کیا لیکن جب قحط ظاہر ہوا اور اکثر دواب بسقط
ہونے تو اضطراب عظیم اردوے اسلام میں واقع ہوا اور شکایت نامہ حجاج کو لکھا حجاج حقیقت حال سے
مطلع ہوا دو ہزار گھوڑے اپنے اصطبل خاص سے سپاہیان لشکر کو روانہ کیے پھر عماد الدین محمد قاسم
از سر نو قوی پشت ہوکر راجہ کے بیٹے کے محاصرہ کے واسطے متوجہ ہوا اور فریقین کے درمیان مین چند
مرتبہ جنگ شدید واقع ہوئی اور غلبہ کسی طرف سے ظاہر ہوتا تھا راے داہر نے اپنے ممالک محروسہ
کے نجومیون کو جمع کرکے احوال اور مآل کار لشکر عرب سے سوال کیا چنانچہ اختر شناسون نے عرض کی

مین لائے اور مال و متاع جو کچھ ان مین تھا بد طینتی سے اپنا تصور کر کے چند عورتین مسلمان جو سراندیب
سے حج کے واسطے روانہ ہوئی تھین اُنھین اسیر کیا اور وہ جماعت جو اُن کفار اشرار کے ظلم و تعدی
سے بھاگ گئی تھی حجاج کے پاس جاکر داد خواہ ہوئی حجاج نے ایک مکتوب محمد بن ہارون کے پاس
بھیجا کہ اسکو حاکم سندھ داہر بن صعصعہ کے پاس روانہ کرے اس نے معتمدون کے ہمراہ داہر کے پاس
بھیجا داہر نے بعد ورود نامہ مضمون پڑھکر اسکے درجواب لکھا کہ یہ فعل اُس قوم سے وقوع مین آیا ہی
جو کمال قوت اور شوکت رکھتی ہی اور میری کوشش سے اُس گروہ پر شکوہ کا دفع مقدور نہین ہی جب
خبر حجاج کو پہونچی ولید بن عبد الملک سے رخصت جہاد ہند حاصل کی اُس کے بعد ایک شخص کو جسکا نام
بدیل تھا مع تین ہزار سوار محمد ہارون کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ہزار مرد اہل بزد سے اس کے ہمراہ
کر کے قوم دیبل پر روانہ کرے تاکہ اس سے انتقام لے اور جہاد کرے خلاصہ یہ کہ بدیل جب دیبل مین
پہونچا کوشش مردانہ کر کے درجہ شہادت پر فائز ہوا اور حجاج یہ خبر حیرت اثر سنکر نہایت غمگین اور
محزون ہو کر تلافی کی فکر مین ہوا باوجود اُس کے کہ عامر بن عبد اللہ نے سپاہ سالاری کی درخواست کی
لیکن حجاج نے قبول نہ کی اور منجمان دوربین اور دقیقہ شناس کی صلاح سے عماد الدین محمد بن قاسم
ابن عقیل الثقفی کو کہ جو اسکا چچیرا قرابتی اور داماد تھا اور سترہ برس کی عمر رکھتا تھا مع چھ ہزار مرد جو رؤساے
لشام سے تھے مع آلات قلعہ کشائی و سامان ملک گیری سنہ ۹۳ ترانوے ہجری مین سندھ کی تسخیر کو شیراز
کے راستہ سے نامزد فرمایا غرضکہ وہ مکران طے کر کے دیوان اور ورسلہ مین جو دیبل کی سرحد مین واقع
ہی آیا اور چند روز کے بعد وہان سے کوچ کر کے بلدہ دیبل پر جو دریا سے عمان یعنے سمندر کے کنارے
آباد ہی اور آج کل بنام ٹھٹھہ شہرت رکھتا ہی وارد ہوا اور اس شہر کے محاصرہ کی فکر کرنے لگا کس واسطے
کہ دیبل مین ایک بتخانہ قلعہ کے مانند تھا اور گچ اور سنگ سے اسے نہایت سنگین اور وسیع تعمیر کیا تھا
اور چالیس گز بلندی رکھتا تھا جب محاصرہ نے طول کھینچا ایک برہمن امان طلب کر کے بتخانہ سے
برآمد ہوا عماد الدین محمد بن قاسم نے اُس سے بتخانہ اور اہل بتخانہ کا احوال پوچھا اُس نے
جواب دیا کہ اس مین چار ہزار راجپوت جنگی ہین اور ان کے سوا قریب دو تین ہزار برہمن اس کے خادم
ہین اور بسبب اُس طلسم کے جس کو علماء براہمہ نے بنایا ہی کسی کی کمند تسخیر اُس کے کنگرہ پر نہین پڑتی
ہی عماد الدین محمد قاسم نے کہا کہ وہ طلسم کہان ہی برہمن نے کہا کہ فلان نشان پر ہی محمد قاسم نے جعدیہ
نام ایک شامی کو جو منجنیق انداز تھا فرمایا تو سنگ منجنیق کی ضرب سے اس کو دفع اور مستاصل کرے
جعدیہ نے تین مرتبہ پتھر پھینک کر اُس نشان کے قاعدے کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس طلسم کو شکستہ کیا
اور عرصہ قلیل مین وہ بتکدہ فتح ہو گیا اور محمد قاسم نے اُسکے چار برج جو رفعت مین آسمان سے ہمسری
کرتے تھے مسمار کر کے زمین دوز کیا اُس کے بعد برہمنون کو اسلام کی تکلیف دی جب انکار کیا اُن کے
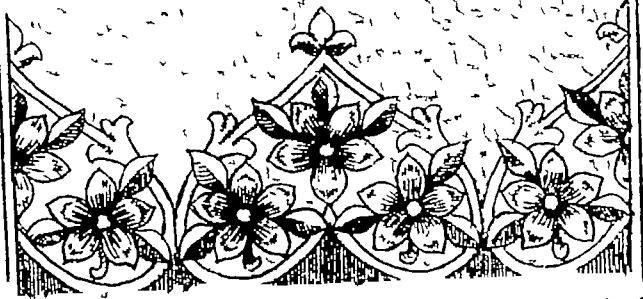
مقالہ آٹھواں حکام سندھ اور ٹھٹھ کے بیان میں اور شرح ظہور اسلام کی اس حدود میں

پوشیدہ نہ رہے کہ بعضے نسخوں میں مثل خلاصۃ الحکایات اور حجاج نامہ اور حاجی محمد قندھاری کی تاریخ میں آغاز طلوع آفتاب دین محمدی صلعم اس دیار میں جامہ تحقیق کے ساتھ اس طریق سے مرقوم کیا ہے کہ حجاج بن یوسف جو جانب ولید بن عبدالملک کے حاکم عراق میں بلکہ ایران و توران تھا درپے تسخیر ملک ہندوستان ہوا پہلے محمد ہارون کو ابتدائے سنہ چھیاسی ہجری میں مع سپاہ جرار ولایت مکران کے سمت بھیجا اور اس نے وہاں پہونچکر اس مملکت کو اپنے قبضہ تصرف میں لیا اور وہاں کے باشندے کہ اکثر انمیں گروہ بلوچوں کا تھا شرف اسلام سے مشرف ہوئے اور رعایا وہاں کی ادائے مال دیوانی میں مشغول ہوئی اس تاریخ سے اس نواح میں رواج اسلام کا ہم پہونچا مسجدیں تعمیر ہوئیں اور احکام شریعت محمدی جاری ہوئے اور عہد آدم سے اس وقت تک جزیرہ سراندیپ سے دریا کے راستہ کشتیاں مکہ و دیار عرب تک جاری تھیں اور براہمہ ہندوستان کے قبل ظہور اسلام خانہ کعبہ کی زیارت اور وہاں کے بتوں کی پرستش کے واسطے ہمیشہ آمد و شد کرتے تھے اور اس موضع کو سرین معابد سے جانتے تھے بعد ازاں حاکم سراندیپ کا اور راجاؤں سے پہلے حقیقت اسلام پر مطلع ہو کر صحابہ کرام کے عہد میں قلادہ شریعت مصطفوی کا مقلد ہوا تھا اور چونکہ سلاطین اسلام سے اعتقاد درست رکھتا تھا دریا سے کشتی تحف و ہدایا سے نفیس اور غلامان و کنیزان حبشیہ سے مملو کر کے ولید کے واسطے دارالخلافت میں روانہ کی اور جب ناس تھم کے اطراف میں پہونچے مردم بوکھ کہ جو حاکم دیبل کے حکم کے موافق رہتے دریا پر متردد تھے اس کشتی کے سد راہ ہوئے اور علاوہ اس کشتی کے سات کشتیاں اور بھی اپنے تصرف

غرور سے اُسے اس امر کا یقین نہوا یہان تک کہ فوج دہلی نے دریا سے عبور کرکے اُس کی اُردو کی تاراجی مین دست درازی کی اور امرا اور سپاہ بادشاہ کی بےشعوری سے کہ نہایت غافل تھے پریشان ہو کر خرد و کلان نے راہ فرار پائی آخر کو سلطان حسین نے بھی ناچار ہو کر اُن کا ساتھ دیا ملکہ جہان اور تمام حرم اُس کی گرفتار ہوئین سلطان دہلی نے حق نمک کا لحاظ کرکے اُنھین باعزاز و اکرام تمام سلطان حسین شاہ کے پاس بھیجا لیکن ملکہ جہان جب شاہ سے ملی اُس کے مغز و پوست مین دخیل ہو کر پھر اس قدر وسوسہ پیدا کیا کہ سلطان حسین شاہ شرقی استعداد کرکے دوسری مرتبہ پھر دہلی کی طرف متوجہ ہوا مسافت قلیل باقی رہی تھی سلطان بہلول لودھی نے پیغام بھیجا کہ اگر شاہ میرے قصور معاف فرماکر مجھے بحال اپنے چھوڑے ایک نہ ایک روز آپ کے کام آونگا جو تقدیر ایزدی سے دولت خاندان شرقیہ آخر ہونے کو تھی شاہ شرقی نے شاہ دہلی کے عجز پر مطلق خیال نہ کیا اور عجز کی نعمت کو چشم حقارت سے دیکھکر جواب ناصواب مین قیام کیا اور قدم آگے بڑھایا جب سلطان بہلول مقابلہ اور مقاتلہ کو آیا بعد حرب و ضرب کے لشکر جونپور نے شکست کھائی یہان تک کہ تین مرتبہ بے سامان تمام آن کر راہ ہزیمت پائی اور چوتھی مرتبہ کام اس نہایت کو پہونچا کہ سلطان حسین شاہ گھوڑے سے کود کر بھاگا اور جیسا کہ بادشاہان دہلی کے طبقہ مین تحریر ہوا جونپور سلطان بہلول کے تصرف مین آیا اور سلطان حسین شاہ نے بھاگ کر اپنے ممالک دور دراز مین پناہ لی اور ایک ولایت قلیل پر کہ محصول اُسکا پانچ کرور تھا قناعت کی اور سلطان بہلول نہایت مروت سے باوجود قدرت متعرض اُسکا نہوا اور حکومت جون پور کی اپنے فرزند باربک شاہ کو دیکر اس ممالک کو اپنے ضبط مین لایا اور بہادل شاہ لودھی کے بعد فوت پھر شاہ حسین شرقی نے سر اُٹھایا یعنے مقام فساد مین ہو کر باربک شاہ کو اس امر پر آمادہ کیا کہ دہلی پر چڑھائی کرکے وہ ملک سلطان سکندر شاہ لودھی کے قبضہ سے برآورد ہ کرے لیکن جب تنور حرب گرم ہوا یعنے جنگ واقع ہوئی باربک شاہ بھاگ کر جونپور گیا اور بادشاہ سکندر لودھی نے جون پور کو بھائی کے تصرف سے برآوردہ کیا اور سلطان حسین کو جو خمیر مایۂ فساد تھا تعاقب کرکے بعد جنگ اُسکو اُس گوشہ سے کہ جس مین گوشہ نشین ہوا تھا نکال دیا پھر حسین شاہ پریشان اور بدحال ہو کر شاہ علاء الدین کے پاس امان خواہ ہوا شاہ علاء الدین نے سامان اُسکے عیش و فراغت کا مہیا کیا اور اس کی دلجوئی مین تقصیر نہ کی اور شاہ حسین شرقی کو دوبارہ حوصلہ اپنی ملک گیری کا نہوا دولت اُس خاندان کی سنہ آٹھسو اکاسی ہجری مین یک قلم زائل ہوئی سلطان حسین کی مدت سلطنت اُٹھارہ برس تھی اور بعد شکست اور انقراض سلطنت اُسنے چند سال بنگالہ مین اوقات حیات بسر کی پھر موت کا شربت تلخ چکھکر اس دار ناپائدار سے دار خلود کی طرف انتقال کیا ؎ ــــ

ہوکر باگ ریاست اور سرداری کی اپنے کف اقتدار میں لایا اور بادشاہ بہلول لودھی کے ساتھ صلح کر کے
جب جون پور میں آیا اپنے بھائی کے معاملہ سے متنبہ ہوا اور تھوڑے عرصہ میں سرداران صاحب
داعیہ کو حکمت عملی سے قید کیا اور ہمت والا ہمت تسخیر بلاد میں مصروف فرمائی پہلے تین لاکھ سوار
اور ایک ہزار چار سو زنجیر فیل جمع کر کے ولایت اوڑیسہ کی سمت متوجہ ہوا اور اثنائے سیر میں
ملک ترہت کو ویران کر کے آبادی کا نشان چھوڑا اور جب ولایت اوڑیسہ میں پہونچا اور اس
اس کی اطراف و جوانب میں نامزد کر کے حکم قتل و تاراجی اور اسیری کا نافذ فرمایا اوڑیسہ
کا راجہ یہ خبر سنکر دریائے حیرت میں غوطہ زن ہوا جب سوائے عاجزی اور بیچارگی کے کوئی فریادرس
نہ پایا وکیل سلطان کی خدمت میں بھیجکر اطاعت اور باجگذاری قبول کی اور جب سلطان نے اس
مملکت کی تسخیر سے ہاتھ کھینچا اس نے اُس کے شکریہ میں تیس ہاتھی اور ایک سو گھوڑا
اور اشیائے نفیسہ اور نقد فراواں لائق شاہان پیشکش کیا سلطان نے سالماً و غانماً جون پور کی طرف معاودت
فرمائی اور سنہ ۸۷۱ آٹھ سو اکہتر ہجری میں سارن کے قلعہ کو جو چند روز سے خراب اور ویران ہوا تھا مرمت
کر کے تیار کیا اور سنہ مذکور میں بڑے بڑے سرداروں کو گوالیار کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا انہوں نے
وہاں جاتے ہی اسے گھیرا اور گوالیار کا راجہ طول محاصرہ سے عاجز ہوا اور اظہار اطاعت کر کے اپنے
تئیں شاہ حسین شاہ شرقی کے سلک توابعین میں منتظم کیا اور اسکے بعد حسین شاہ کی شوکت و استقلال
حد سے افزوں ہوا اور اپنی بی بی دختر سلطان علاء الدین بن محمد شاہ بن فرید شاہ بن مبارک شاہ کے
اغوا سے سنہ ۸۷۸ آٹھ سو اٹھتر ہجری میں تسخیر دہلی کی عزیمت کر کے مع ایک لاکھ چالیس ہزار سوار اور ایک ہزار
چار سو فیل کوہ تمثیل اس طرف متوجہ ہوا اور بادشاہ بہلول لودھی نے ایلچی سلطان محمود خلجی کے پاس بھیجکر پیام
دیا کہ اگر اسوقت آنحضرت بقصد امداد تشریف لاویں قلعہ بیانہ آپ کے تعلق رکھوں گا لیکن اتنک شادی آباد
مندو سے جواب نہ آیا تھا کہ شاہ حسین شاہ شرقی تمام اطراف دہلی پر متصرف ہوا اسوقت سلطان بہلول لودھی
نے نہایت عاجزی اور زاری سے یہ پیام بھیجا کہ بلدہ دہلی کا قبضہ آپ کو مبارک ہووے اگر آپ عنایت ذاتی
سے اصل دہلی اٹھارہ کوس تک میرے قبضہ میں چھوڑ دیں تو سلک بندگان میں منسلک ہو کر اس شہر کی نائبی
میں قیام کروں لیکن جب شاہ نے نہایت غرور اور تکبر سے شاہ بہلول کی ملتمس گوش ارادت سے نہ سنی
ناچار ہو کر کارساز حقیقی کے لطف پر اعتماد کیا اور اٹھارہ ہزار سوار اعیان لیکر دہلی سے برآمد ہوا اور دریا
کے کنارے سلطان حسین شاہ شرقی کے مقابل فروکش ہوا اور چونکہ آب دریا درمیان میں حائل تھا چند روز
جرسا میں مشغول ہوتے اس درمیان میں شاہ حسین شاہ شرقی کے سردار کمار ولایتوں کی تاخت کے واسطے
روانہ ہوئے شاہ دہلی نے فرصت غنیمت جانکر گرمی کی دن گرما گرمی میں اس مقام سے کہ دریا پایاب
تھا گھوڑے دریا میں ڈالے ہر چند خبرداروں نے یہ خبر شاہ حسین شاہ کو پہونچائی کمال نخوت اور

سلطان بہلول کی جو اُن کے مقابلہ مین تعین ہوئی تھی آن کر مقابل اُن کے ایستادہ ہوئی اور شہزادہ جلال خان بھی شاہزادہ حسین خان کے حسب الطلب محمد شاہ کے لشکر سے برآمد ہوکر جعفرنہ کی طرف روانہ ہوا اور فوج سلطان بہلول کو شاہزادہ حسین کا لشکر تصور کرکے جب نزدیک آیا سلطان بہلول کی فوج نے جلال خان کو گرفتار کرکے سلطان بہلول کے پاس حاضر کیا اور اُس نے قطب خان کے عوض اُسے قید فرمایا اور محمد شاہ تاب مقاومت نہ لایا قنوج کی طرف بھاگا اور سلطان بہلول نے آب گنگ تک پیچھا کیا اور کچھ مال و اسباب غنیمہ ... لے کر مراجعت کی جب حسین خان بی بی راجی کی خدمت مین حاضر ہوا اپنی والدہ اور اعیان دولت شرقیہ کی سعی سے تخت پر اجلاس کرکے بخطاب حسین شاہ مخاطب ہوا اور ملک مبارک گنگ اور ملک علی گجراتی اور تمام امرا کو محمد شاہ شرقی کے سر پر جو ساحل آب گنگ گھاٹ اجگر کے قریب ہر فرودکش ہوا تھا تعین فرمایا جب لشکر سلطان حسین کا قریب پہونچا بعضے امرا جو محمد شاہ شرقی کے ہمراہ تھے جدا ہوکر چلے آئے اور اُس نے مع چند سوار بھاگ کر ایک باغ مین کہ اُس نواح مین تھا پناہ لی آخر اُس مقام کو محاصرہ کیا اور محمد شاہ شرقی کہ تیرانداز قادر تھا مستعد بہ تیراندازی ہوا لیکن بی بی راجی نے پیشتر سے اس کے سلاحدار کو جو ترکش رکھتا تھا موافق کرکے تمام پیکان تیر اُس کے ترکش سے دور کرائے تھے محمد شاہ نے جو تیر ترکش سے نکالا وہ بے گانسی نکلا ناچار دست بہ شمشیر ہوکر چند آدمیون کو قتل کیا ناگاہ ایک تیر مبارک گنگ کے ہاتھ سے شاہ محمد شاہ کے ایسا کاری لگا کہ اُسکے صدمہ سے جانبر نہوا قطعہ

مادر گیتی نزادہ زادہ کور انتشار ...	دل منہ بر مہر این زال پسرکش زنہیار
چون اجل بر نی شاہ بیند نی گدا ارفد قضا	سلطنت نہ سرور سروری ناید بکار

اس کے بعد سلطان حسین نے سلطان بہلول سے صلح کرکے یہ عہد کیا کہ چار برس تک ہر شخص یعنے فریقین اپنی ولایت محروسہ اور قلمرو متصرفہ پر قانع ہوکر استقامت کرین اور رائے پرتاب کہ قبل اسکے محمد شاہ شرقی سے مل گیا تھا قطب خان افغان کی دلجوئی اور تسلی د... سے سلطان بہلول کے ساتھ موافق ہوا سلطان حسین قنوج سے کوچ کرکے اس تالاب کے کنارہ کہ جس کو ہر ہنہ کہتے ہین وارد ہوا اور قطب خان لودھی کو جون پور سے طلب کرکے خلعت اور سواری اسپ اور دیگر عنایات سے امتیاز بخش کر باعزاز و اکرام تمام بادشاہ بہلول لودھی کے پاس بھیجا بادشاہ بہلول لودھی نے بھی شہزادہ جلال خان کو تعظیم و تکریم اور انعامات سے خوش دل کرکے حسین شاہ شرقی کی خدمت مین رخصت کیا پھر ہر ایک شہریار اپنے مقر دولت مین جاکر مہمات شاہی مین مشغول ہوے محمد شاہ کی مدت حکومت پانچ ماہ تھی۔

ذکر سلطان حسین شاہ بن محمود شاہ شرقی ... کا

شاہ حسین شاہ شرقی جیسا کہ مذکور ہوا حکم خدا سے بعد اپنے بھائی کے بعد تخت سلطنت پر جلوہ گر

خطاب دے کر سریر مملکت پر بٹھایا اور بادشاہ بہلول لودھی سے صلح کر کے عہد کیا کہ ولایت شاہ
محمود شاہ شرقی کی محمد شاہ کے تصرف میں رہے اور جو بادشاہ بہلول کے قبضہ میں رہے وہ بدستور
اس پر قابض اور دخیل ہو رہے بعد اس فیصلہ کے محمد شاہ شرقی جون پور کی طرف متوجہ ہوا لیکن
امرا شاہ کی عدم قابلیت سے رنجیدہ اور دلگیر ہوئے اور ملکہ جہاں یعنی بی بی راجی بھی بیٹے کی حرکات
سے نہایت درجہ آزردہ ہوئی اس درمیان میں سلطان بہلول نے اطراف دہلی سے قطب خان کی رہائی
کا ارادہ کر کے معاودت کی اور سلطان محمد شاہ بھی یہ خبر سنکر جون پور سے سوار ہوا پرتاب نام زمیندار
اس طرف کا جو سابق میں سلطان بہلول سے اتفاق رکھتا تھا محمد شاہ کا غلبہ اور شوکت دیکھکر اس سے
جا ملا اور محمد شاہ سرستی میں آیا اور بہلول شاہ لودھی نے راپری میں جو سرستی کے قریب ہے نزول کر کے
چند روز وہاں استقامت کر کے طرح جنگ اختیار کیا اور شاہ محمد شاہ شرقی نے سرستی سے زبان جونپور
کے کوتوال کے نام لکھا کہ میرے بھائی حسن خان اور قطب خان پسر اسلام خان لودھی کو قتل
کرے کوتوال نے اس کے درجواب یہ عرض داشت کی کہ بی بی راجی دونوں کی ایسی محافظت
کرتی ہیں کہ میں ان کے قتل سے معذور ہوں جب یہ عریضہ محمد شاہ کو پہونچا اس نے اپنی والدہ کو جون پور
سے اس بہانہ سے طلب کیا کہ آپ یہاں آن کر میرے اور میرے بھائی حسن خان کے درمیان صلح کرا کے
کچھ ولایت لیجیے دلوائیں بی بی راجی فریب کھا کر جون پور سے روانہ ہوئی کوتوال نے فرصت پا کر
محمد شاہ شرقی کے دل کے موافق حسن خان کو قتل کیا اور بی بی راجی حسن خان کی تعزیت قنوج میں
بجا لائی اور اس مقام میں توقف کیا اور محمد شاہ شرقی کے پاس نہ گئی محمد شاہ نے پھر اپنی والدہ بی بی راجی
کو لکھا کہ دیگر شاہزادے بھی یہی حالت پیدا کریں گے یعنی میرے ہاتھ سے قتل ہونگے بہتر یہ ہے کہ جلد
والدہ صاحبہ سب کی تعزیت اور سوگواری بجا لائیں جو محمد شاہ بادشاہ نہایت ظالم اور صاحب قہر تھا اور
اس کی خونریزی سے امرا اور اعیان سلطنت کو وہم اور ہراس تھا ایک روز شاہزادہ جلال خان اور
حسین خان برادران محمد شاہ نے باتفاق سلطان شاہ اور جلال خان اجودھی محمد شاہ کی خدمت میں معروضہ
بھیجا کہ بادشاہ بہلول لودھی کا لشکر شبخون کا ارادہ رکھتا ہے لہذا حکم شاہی کے بعد شاہزادہ حسین اور
سلطان شاہ اجودھی تیس ہزار سوار اور ایک ہزار زنجیر فیل ہمراہ لے کر دشمن کے سر راہ روکنے کے
بہانہ محمد شاہ شرقی کے لشکر سے جدا ہوئے اور جمنہ کے کنارہ پر مقام کیا بادشاہ بہلول لودھی نے یہ
خبر سنکر ایک فوج ان کے مقابلہ کے واسطے تعینات کی شاہزادہ حسین خان نے چاہا کہ شاہزادہ
جلال خان کو جو اردو میں رہا تھا اسے بھی ہمراہ لیوے آدمی اس کی طلب کو بھیجا اس درمیان میں
سلطان شاہ نے شہزادہ حسین خان سے یہ بات کہی کہ اب توقف کرنا مصلحت نہیں ہے شاہزادہ
جلال خان پیچھے سے پہونچیگا یہ کہکر گھوڑے کی باگ موڑ کر قنوج کی طرف روانہ ہوئے اور فوج

سلطان شرقی کا عنایت بادشاہی سے مشمول ہو کر رخصت ہوا سلطان محمود خلجی شادی آباد مندو کی طرف
اور سلطان محمود شرقی جون پور کی طرف روانہ ہوئے پھر سلطان شرقی نے اپنے پدر بزرگوار کے بدستور
ہاتھ بذل واحسان کا جود وسخا کی آستین سے نکال کر علما اور فضلا اور صلحا بلکہ جمیع طبقات انام کو
ہر ایک کے مدارج اور مراتب کے موافق فیضیاب کر کے محظوظ کیا اور بعد چند عرصہ کے جب سپاہ
استراحت کر کے رنج سفر سے آسودہ ہوئی مملکت چنادن کی طرف متوجہ ہوا اور اُس ملک کو تاخت تاراج
کر کے اس نواح مفسدون اور سرکشون کو علف شمشیر خون آشام کیا اور بعضے قصبون اور پرگنون
مین تھانے بٹھا کے جون پور کی طرف مراجعت فرمائی اور بعد اسکے اوڈیسہ کی غزا مین مصروف
ہوا اور اس عدد کے بھی بتخانون کو خراب اور ویران کر کے مع غنائم موفور مظفر اور مسرور ہو کر معاودت
کی اور سنہ ۸۵۶ھ آٹھ سو چھپن ہجری مین عزیمت تسخیر دہلی کی اور چند روز اُسے محاصرہ کر کے بنیاد جنگ
قائم کی سلطان بہلول مع لشکر کثیر دیپال پور سے آیا اور سلطان محمود نے جب دیکھا کہ دریا خان افغان
جو بادشاہ دہلی سے روگردان ہو کر اس کا نوکر ہوا تھا عین لڑائی مین اُس نے پیٹھ دکھائی اس واسطے
صلاح توقف مین نہ دیکھی وہان سے کوچ کیا اور دہلویون نے سلطان کا پیچھا کر کے فتح خان ہروی کو جو اُس کے
امراے کبار سے تھا قتل کیا اور سات ہاتھی جنگی اُن کے ہاتھ آئے اور سنہ ۸۶۱ھ آٹھ سو اکسٹھ ہجری مین
بادشاہ بہلول لودھی اٹاوہ کے مقدمہ پر تاخت لایا اور محمود شاہ شرقی کے مقابلہ کو گیا چنانچہ کیفیت
اس کی مقام مناسب مین تحریر ہوئی ہی شمس آباد کے اطراف مین ایک دوسرے کا مقابلہ ہوا اور
ابھی چند روز مقابلہ اور مقاتلہ کی نوبت نہ آئی تھی افواج جانبین اپنے اپنے پڑاؤ پر پڑی تھین ایک شب
کو قطب خان لودھی سلطان بہلول لودھی کا چچیرا بھائی اس کے دائرہ پر شبخون لا کر گرفتار ہوا ابھی جنگ
سلطانی شروع نہ ہوئی تھی کہ یکایک سلطان محمود شاہ شرقی مرض الموت مین مبتلا ہوا اور سنہ ۸۶۲ھ آٹھ سو
باسٹھ ہجری مین اپنی بساط وجود سے قدم باہر رکھ کر دار البقا کی طرف سفری ہوا۔ نظم

درین شیشہ ہم زہر وہم شکرست	سگے جان گزا گاہ جان پرورست
یکے را بسر افسر زر نہد	یکے راز کین تیغ بر سر نہد
نہ قہرش بموقع نہ مہرش بجاست	درین ہمیدار و دران بیوفاست

مدت اس کی سلطنت کی بیس سال و چند ماہ تھی

ذکر سلطان محمد شاہ بن محمود شاہ شرقی کی بادشاہی کا

جب سلطان محمود شاہ شرقی کے وجود باجود سے تخت خالی ہوا اعیان وارکان جون پور نے
اُس کے بڑے بیٹے شاہزادہ بھیکن خان کو اُس کی والدہ بی بی راجی کی صلاح سے سلطان محمد شاہ

سنہ آٹھ سو اڑتالیس ہجری میں اجین سے چندیری اور کالپی کی طرف عازم ہوا اور نصیر خاں حسب
چندیری میں ملاقات کے واسطے آیا وہاں سے ایرچہ کی طرف متوجہ ہوا اور محمود شاہ شرقی یہ خبر سنتے ہی
بلا توقف اس کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور سلطان محمود خلجی نے ایک فوج کو لشکر جونپور کے محاربہ کو
نامزد فرمایا اور دوسری جماعت کو حکم دیا کہ تم ساقہ لشکر جونپور کو تاراج کرو اس جماعت نے حسب الحکم
اردو کے پس ماندگان کو تہ تیغ کر کے جو کچھ پایا اسے تاراج کیا اور وہ فوج کہ مقابلہ کے واسطے مامور ہوئی
تھی اس نے جاتے ہی تنور جنگ گرم کیا یعنے صبح سے شام تک حرب و ضرب میں مستعد رہی طرفین سے
آدمی کار آزمودہ کام آئے جب شام ہو گئی اپنے اپنے دائرہ کی طرف روانہ ہوئے اور دوسرے دن صبح کو
سلطان محمود خلجی نے عماد الملک کو بھیجکر غنیم کا رستہ بند کیا محمود شاہ شرقی اس امر سے واقف ہوا اور اس
مقام میں کہ جگہ مضبوط اور قلب تھی قیام کیا اور شاہ خلجی نے فوج اس نواح میں تاراجی کو بھیجی اور انہوں نے
ہاتھ قتل و غارت میں دراز کر کے غنائم کثیر لے کر معاودت کی اور جب موسم برسات کا سر پر آیا طرفین
صلح برائے نام کر کے وہاں سے اپنے اپنے دار الملک کی سمت روانہ ہوئے جب سلطان محمود خلجی چندیری
میں آیا محمود شاہ شرقی نے میدان صاف دیکھکر بلا دغدغہ ایک لشکر ولایت برار کی طرف کہ وہاں
کے باشندے سلطان محمود خلجی کی اطاعت کا دم بھرتے تھے نامزد فرمایا سلطان محمود خلجی نے یہ خبر سنکر
ایک جماعت وہاں کے مقدم کی کمک کو بھیجی اور چونکہ لشکر شرقی تاب مقابلہ کی نہ رکھتا تھا محمود شاہ شرقی
بہ تعجیل تمام اپنی فوج میں ملحق ہوا اور بعد چند روز کے ایک مکتوب شیخ الاسلام جائیلدہا کے نام
کہ بزرگان وقت سے تھا و سلطان محمود خلجی اس بزرگوار کی نسبت نہایت اعتقاد رکھتا تھا اور اب
وہ بزرگوار شادی آباد مندو کے گنبد میں مدفون ہیں لکھ بھیجا مضمون اس کا یہ تھا کہ اس لڑائی میں دونوں
طرف کی خلق قتل ہوتی ہے اگر آپ اس بارہ میں ساعی ہوں بہتر ہے ایلچی جب شیخ کی ملازمت میں حاضر
ہوا اور زبانی اس طرح تقریر کی کہ بالفعل قصبہ ایرچہ اور راٹھ جو سلطان شرقی کے تصرف میں آیا ہے
اس کو نصیر خاں کے قبضہ میں واگذار فرماویں گے جب سلطان شرقی کے ایلچی نے یہ مضمون شیخ کے
سمع مبارک میں پہونچایا شیخ نے سلطان محمود شاہ شرقی کے وکیل کو اپنے خادم کے ہمراہ مع مکتوب نصیحت آمیز
تحریر کر کے سلطان محمود خلجی کی خدمت میں بھیجا سلطان محمود خلجی نے فرمایا جب تک وہ کالپی سے دستکش
نہ ہوگا میں صلح نہ قبول کروں گا چونکہ نصیر خاں کا علاقہ بالکل نکل گیا تھا پرگنہ راٹھ کو غنیمت جان کر
حرص پیدا ہوا کہ جو سلطان محمود شرقی نے حضور اشرف کے روبرو شیخ جائیلدہا کی خدمت میں وعدہ
کیا ہے کہ میں اس کے بعد قادر شاہ کی اولاد سے خصوص نصیر خاں سے مزاحم اور معترض نہ ہوں گا امیدوار
ہوں کہ پھر اس کا لشکر قدم دوبارہ اس ملک میں نہ رکھے اور بعد چار مہینے کے کالپی اور ایرچہ اور
قصبات میرے سپرد کرے جب بنیاد صلح کی شیخ کی توجہ ظاہری اور باطنی سے مستحکم ہوئی اور ایلچی

خلجی کی خدمت مین بھیجکر پیغام دیا کہ نصیر خان ولد قادر خان ناظم کالپی نے شریعت محمد کی صراط مستقیم سے
قدم باہر رکھکر مرتدون کی روش اختیار کی ہی اور قصبہ شاہ پور کو جو کالپی سے آباد زیادہ تھا وہان کے
مسلمانون کو جلا وطن کرکے ویران کیا اور عورات مسلمہ کو کافرون کے حوالہ کرکے خدا و رسول سے نہین
ڈرتا ہی اور جو سلطان سعید ہوشنگ شاہ کے زمانہ سے اور آج تک سلسلہ محبت اور رابطہ مودت کا فریقین
مین مستحکم ہی اس واسطے بحکم قاضی عقل لازم جانکر اس معنی کو ضمیر حق پذیر پر روشن اور مبرہن کرتا ہون اگر
اجازت ہووے اُسے تنبیہ کرکے دین محمدی کا طریق اُس ملک مین رائج کرون سلطان محمود خلجی نے اس کے
درجواب فرمایا کہ اس سے پیشتر یہ خبر افواہاً سمع مبارک مین پہونچی تھی اب اُس پیشواے سلاطین نے اعلام کیا
یقین کامل ہوا بہرحال دفع کرنا اس فاجر کا تمام بادشاہون پر واجب ہی اگر افواج قاہرہ مفسدان میوات
کے تدارک کو متوجہ نہ ہوتین ہم خود بنفس نفیس اسکے دفع کے واسطے عازم ہوتے اب جو کہ اُس سلطنت پناہ
نے یہ ارادہ کیا مبارک اور مسعود ہووے ایلچی رخصت ہوا اور یہ نوید سلطان محمود کو سنائی سلطان شرقی
نے محظوظ ہوکر انتیس زنجیر فیل برسم تحفہ و سوغات سلطان محمود خلجی کے پاس بھیجی اور سامان جنگ درست
کرکے کالپی کی طرف متوجہ ہوا نصیر خان اس امر سے مطلع ہوا سلطان محمود خلجی کو عریضہ اس مضمون کا
بھیجا کہ یہ ملک جو سلطان سعید سلطان ہوشنگ نے کمترین کو مرحمت کیا تھا اب سلطان محمود شرقی
چاہتا ہی کہ بزور شمشیر چھینکر متصرف ہو اور فقیر کی حمایت سلطان کے ذمہ ہمت پر لازم ہی سلطان محمود خلجی
جب عریضہ کے مضمون سے واقف ہوا ایک مکتوب محبت اسلوب تحریر کرکے علی خان کی مصاحبت سے
کہ معتمدان درگاہ سے تھا مع تحف لائق سلطان محمود شرقی کے پاس ارسال کیا اور اس مین یہ عبارت
کہ جس کا ترجمہ اردو یہ ہی درج فرمائی کہ نصیر خان ضابطہ کالپی خداوند قہار کے غضب اور اُس شوکت
دستگاہ کے خوف سے تائب ہوکر اقرار کرتا ہی کہ اب ہرگز قدم جادۂ شریعت سے باہر نرکھونگا اور احکام سماوی
کی تعمیل اور نفاذ مین تامل اور تساہل نہ کرونگا اور جو کہ سلطان سعید سلطان ہوشنگ نے ملک عبدالقادر
الموسوم بہ قادر شاہ کو مرحمت فرمایا تھا اور یہ فرقہ ہماری سلک اطاعت اور فرمانبرداری مین منسلک ہی اس لیے
اس اخلاص پناہ اور سلطنت دستگاہ پر بھی واجب و لازم ہی کہ اس کے جرائم گذشتہ پر قلم عفو کھینچکر
اس کے ملک پر صدمہ نہ پہونچاوین ایلچی علی خان جواب مکتوب لے کر نہ پہونچا تھا کہ دوسری عرضی نصیر خان
کی اس مضمون کی نہایت الحاح سے پہونچی کہ فقیر سلطان سعید سلطان ہوشنگ کے عہد سے حلقہ اخلاص کا
در گوش اور زین پوش اطاعت کا بالاے دوش رکھتا ہی اور اب سلطان محمود شرقی کینہ دیرینہ اور عداوت
قدیم کے سبب ولایت کالپی پر آن کر اُس ولایت پر متصرف ہوا اور مسلمانون کی عورات کو اسیر اور جلا وطن
کرکے چندیری کی طرف گیا سلطان محمود خلجی نے باوجود اس کے کہ سلطان محمود شرقی کو نصیر خان کی گوشمالی
کے بارہ مین رخصت دی تھی فی الحال اس کے عجز و انکسار سے ناچار ہوکر شعبان کی دوسری تاریخ

چوالیس ہجری میں شاہ ابراہیم شرقی کا مزاج شریف اور عنصر لطیف زمانہ کی بد نظر سے طریق اعتدال سے منحرف ہوا اور روح پاک اس شاہ عالم پناہ کی بہشت بریں کی طرف خراماں ہوئی اور بعد اس واقعہ جانسوز کے جونپور کے باشندوں نے سوگوار ہو کر جامہ ماتم پہنا اور شہر کے مرد و زن نے اُس کے جنازہ کے ہمراہ جا کر نوحہ و زاری سے ہنگامہ حشر برپا کیا اور تمام خلقت کی زبان پر ابیات جاری تھے **ابیات**

دریغ آں شہنشاہ صاحبقراں | حم تاج بخش و ممالک ستاں | دریغ آں کہ دیگر نیارد زمیں | بصد قرن شاہی چناں داد و دیں

اسکی مدت سلطنت چالیس سال اور چند ماہ تھی اور بروایت حاجی محمد قندھاری ۸۴۰ھ آٹھ سو چالیس ہجری میں فوت ہوا تب ایام سلطنت اس کے اڑتیس سال اور چند ماہ ہوں گے اُس کے فضلاے عصر سے ایک قاضی شہاب الدین جون پوری تھا کہ اصل لیے مولد اس کا غزنی ہے اور دولت آباد دکن میں نشو و نما پائی سلطان ابراہیم شرقی اُس کی تعلیم و توقیر میں بہت کوشش کرتا تھا اور بروز ہاے متبرک وہ اُس کے دربار میں کرسی نقرہ پر بیٹھتا تھا منقول ہے ایک بار مولانا ایک مرض میں مبتلا ہوئے سلطان ابراہیم اس کی عیادت کے لیے گیا اور بعد احوال پرسی اور اظہار مہربانی کے ایک کٹورہ پانی لبریز کر کے مولانا کے سر سے اُتار کر خود نوش کر گیا اور یہ دعا کی خداوند اجس بلا اور آفت میں مولانا گرفتار ہو وہ مجھے نصیب کر اور اُسے صحت عاجل اور شفاے کامل بخش اس سے معلوم کر سکتے ہو کہ اُس صاحب تخت و تاج کو علماے شریعت محمدی کی نسبت کس درجہ عقیدت تھی اور تصانیف سعید مولانا کی شہرت تمام رکھتی ہیں مثل حاشیہ کافیہ کہ مشہور بحاشیہ ہندی ہے اور مصطلح متن ارشاد نحو کہ بہ سیم تصلیح المثال ہے اور بدیع البیان اور فتاوی ابراہیم شاہی اور تفسیر فارسی بحر المواج اور رسالہ مناقب سادات اور رسالہ عقیدہ شہابیہ بھی مولانا قاضی شہاب الدین کے مؤلفات سے ہے اور مولانا بھی ایسے سلطان عصر کی وفات سے ایسے مغموم ہوئے کہ اُسی سال یعنی ۸۴۰ھ آٹھ سو چالیس ہجری میں عالم قدس کی طرف تشریف لے گئے وَالبقاء للملک المعبود اور بعضے کہتے ہیں کہ سلطان ابراہیم کے بعد دو برس کے طائر روح ان کا ۸۴۲ھ آٹھ سو بیالیس ہجری میں روضہ رضوان کی طرف پرواز کر گیا +

بیان سلطان محمود بن سلطان ابراہیم شرقی کی سلطنت کا

ہر چند زمانہ بے رحم نے سلطان ابراہیم سے بادشاہ کو مہجور ومحزون کیا لیکن پھر مقام ترحم میں ہو کر اُسکے بڑے بیٹے کو مسند جہانداری پر بٹھایا اور وہ از روے عقل سرانجام امور ملکی اور مالی میں مشغول ہوا اور عدل و احسان کی آبیاری سے خلائق کے تمنا کے حدائق کو سر سبز اور شاداب کیا اور چونکہ رونق اور رواج مملکت کی عہد پدر میں مشاہدہ کی تھی سپاہ اور رعیت کو مسرور اور محظوظ کر کے راضی اور شاکر فرمایا اور ۸۴۳ھ آٹھ سو تینتالیس ہجری میں ایلچی بحضور سلطان شیریں زبان مع تحف و ہدایا سے وا دان سلطان محمود

لودھی شہر سنبھل کو چھوڑ کر بھاگا پھر شاہ ابراہیم شرقی شہر سنبھل تاتار خان کے سپرد کر کے آگے بڑھا جب
دریائے جمن کے کنارہ پہونچکر چاہا کہ عبور کرے ناگاہ مخبر خبر لائے کہ مظفر شاہ گجراتی نے سلطان ہوشنگ
کو جنگ مین اسیر کر کے مالوہ کو مسخر کیا اور اب محمود شاہ کی کمک کو آتا ہے اور ایک روایت مین یہ ہے کہ
مظفر شاہ جون پور لینے کا داعیہ رکھتا ہے سلطان ابراہیم شرقی یہ خبر سنتے ہی فسخ عزیمت کر کے جون پور
کی سمت روانہ ہوا اور محمود شاہ نے دہلی سے آن کر شہر سنبھل کو برآوردہ کیا اور تاتار خان بھاگ کر
ابراہیم شاہ شرقی کے پاس آیا اور شاہ شرقی خیل وحشم کی آراستگی اور فراہمی مین مصروف ہوا اور
۸۱۶ھ آٹھ سو سولہ ہجری مین دوبارہ بہ تسخیر دہلی اپنے دار الملک سے روانہ ہوا اور چند منزل جاکر راہ
سے پلٹ کر دار العلم جون پور کی طرف مراجعت فرمائی اور علما اور مشایخ کی صحبت اور تعمیر ولایت اور
تکثیر زراعت مین مشغول ہو کر برسون کسی طرف عزیمت نفرمائی اور آدمی اطراف واکناف ہندوستان
کے آشوب حوادث سے جون پور کی سمت متوجہ ہوئے اور ہر ایک علی قدر مراتب وفراخور حالت
سرفراز ہوئے اور مخادم اور مشایخ اور علما اور سادات اور نیز منشیون کا اس قدر اجماع ہوا کہ جونپور
کو خلقت دہلی ثانی کہتی تھی اور اُس ملک کے صغیر وکبیر شاہ شرقی کی ذات بابرکات کو جملہ مغتنمات سے
شمار کر کے حیات مستعار عیش وعشرت مین بسر کرتے تھے شاہ سے گدا تک تمام خوش وقت تھے
رنج وملال اُس ملک سے سفر کر گیا تھا اور ۸۳۱ھ آٹھ سو اکتیس ہجری مین محمد خان حاکم میوات
سلطان ابراہیم کی خدمت مین حاضر ہوا اور فتح بیانہ کی ترغیب وتحریص دے کر اپنے ہمراہ لے گیا من بعد
مبارک شاہ بادشاہ دہلی بعزم ممانعت روانہ ہوا اور بیانہ کے اطراف مین طرفین کی افواج آپہونچی اور
چار کوس پر خندق کھود کر محکم اور قوی ہوئے اور بائیس روز مردم طرفین بطور طلایہ برآمد ہو کر جنگ
کرتے تھے اور جنگ سلطانی کی کوئی جرأت نہ کرتا تھا آخر کو سلطان ابراہیم شرقی نے خندق سے برآمد
ہو کر صفوف جنگ آراستہ کی اور مبارک شاہ بھی ناچار ہو کر میدان وغا کی طرف روانہ ہوا اور
صبح سے تا شام جنگ کر کے برابری کے ساتھ جدا ہو کر اپنے دائرہ کی طرف متوجہ ہوئے دوسرے
دن گرگ آشتی یعنے صلح ظاہری کر کے اپنی اپنی دار السلطنت کی سمت مراجعت کی اور ۸۳۷ھ آٹھ سو
سینتیس ہجری مین سلطان ابراہیم شرقی نہایت شوکت اور صولت سے کالپی کی تسخیر کو سوار ہوا
اور اثنائے راہ مین خبر پہونچی کہ سلطان ہوشنگ غوری بھی کالپی کی عزیمت رکھتا ہے اور جب دونون فرمانروا
ایک دوسرے کے قریب پہونچے اور آج کل جنگ شروع ہونے والی تھی کہ مخبر خبر لائے کہ بادشاہ مبارک شاہ
بن خضر خان دہلی سے لشکر فراہم لاکر جون پور کی تسخیر پر عازم وجازم ہے سلطان ابراہیم شرقی عنان اختیار
ہاتھ سے دے کر جونپور کی سمت راہی ہوا اور سلطان ہوشنگ غوری نے بے نزاع کالپی کو کہ ابن
عبد القادر الموسوم بقادر شاہ ملازم مبارک شاہ کے تصرف مین تھی برآوردہ کی اور ۸۳۸ھ آٹھ سو

ہوئے اُن کے سبب سے اس کا دربار سلاطین ایران کی طرح رنگین ہوا بیت جہان آفرین
تا جہاں آفرید * چو اُو مرزبانے نیامد پدید * اور اُس کی ابتدائے سلطنت میں اقبال خاں سلطان محمود
دہلوی کو اٹھا کر بقصد تسخیر جون پور قنوج میں آیا اور سلطان ابراہیم شرقی مع لشکر مستعد رزم و پیکار
آب گنگ کے ساحل تک اُس کے مقابلہ اور محاربہ کو روانہ ہوا چند روز ایک دوسرے کے
مقابل فرودکش رہے ادھر اقبال خاں مہمات ملکی و مالی سلطان محمود کی مرضی کے موافق رجوع کرتا تھا
سلطان محمود شکار کے بہانہ اپنے اُردو سے برآمد ہو کر اس خیال سے کہ شاہ ابراہیم شرقی حق نمک
اور صاحبی کو مد نظر رکھکر اقبال خاں کو دفع کر کے مجھے تخت شاہی پر بٹھا دیگا یا کمک اور اعانت
میری کرے گا بے اظہار مدعا بادشاہ ابراہیم شرقی کے پاس گیا لیکن جو سلطان ابراہیم شرقی
نے لذت شاہی حاصل کی تھی اور بادشاہت نے اُس کی ابھی استحکام پیدا نہ کیا تھا سلطان محمود
کا دونوں سے کوئی مدعا حاصل ہوا بلکہ تعظیم و تکریم اور پرسش و دلجوئی میں اس نے اسقدر تساہل اور
تامل کیا کہ سلطان محمود آنے سے شرمندہ اور نادم ہو کر ایک قنوج کی طرف روانہ ہوا اور حاکم قنوج کو
جو ابراہیم شاہ شرقی کی طرف سے مامور تھا جس کو امیرزادہ ہروی کہتے تھے بجبر و قہر اُسے نکال کر اس بلدہ پر
متصرف ہوا سلطان ابراہیم شاہ شرقی اور اقبال خاں نے جب دیکھا کہ محمود شاہ نے اس مملکت پر
قناعت کی ہے اس لیے قنوج اُسے ارزانی رکھکر ہر ایک اپنی دارالحکومت کی سمت راہی ہوئے اور
بعض تواریخ میں یوں مسطور ہے کہ سلطان محمود جب مبارک شاہ شرقی کے پاس گیا اسی عرصہ میں
مبارک شاہ شرقی نے اس دار ناپائدار سے رحلت کی اور شاہ ابراہیم شرقی تخت پر متمکن ہوا واللہ اعلم
بالصواب اور سنہ آٹھ سو آٹھ ہجری میں جیسا کہ بادشاہان دہلی کے ضمن واقعات میں تحریر ہوا ہے اقبال خاں
مارا گیا اور سلطان محمود دہلی کی طرف گیا شاہ ابراہیم شاہ شرقی نے صلاح وقت دیکھکر سنہ ۸۰۹ آٹھ سو نو
ہجری میں قنوج کی تسخیر کی عزیمت کی اور سلطان محمود مع لشکر دہلی شاہ ابراہیم کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور
دونوں طرفین نے دستور سابق ساحل گنگ پر ایک دوسرے کے مقابل نزول کیا اور بعد چند روز کے
بے مجادلہ و محاربہ ایک نے جون پور کی طرف اور دوسرے نے دہلی کی سمت مراجعت کی اور جب
سلطان محمود شاہ دہلی میں پہونچا امرا کو رخصت جاگیری اور شاہ ابراہیم شرقی نے پھر آن کر قنوج کو گھیر لیا اور
بعد چار مہینے کے جب دہلی سے کمک نہ پہونچی ملک محمود ترمذی حاکم قنوج نے ناچار ہو کر امان لے کر قلعہ کو
شاہ ابراہیم شاہ کے سپرد کیا اور شاہ وہاں موسم برسات بسر کر کے ماہ جمادی الاول سنہ ۸۱۰ آٹھ سو
دس ہجری میں بہ تسخیر دہلی متوجہ ہوا اور اس سبب سے کہ شاہ عاقل اور عالی ہمت اور سخی تھا دہلی
کے بہت امرائے کبار مثل تاتار خان ولد سارنگ خان اور ملک مرحبا خاں غلام اقبال خاں وغیرہ اُسکے
لشکر میں شامل ہوئے اور سلطان ابراہیم شرقی قوی پشت ہو کر شہر سنبھل کی طرف روانہ ہوا اور اسد خان

اس کے اقبال نے عروج کیا فلک نے دشمنی اور خصومت پر کمر باندھی یعنی سنہ ۸۰۲ آٹھ سو دو ہجری مین اس کو تخت پر سے تختہ تابوت پر کھینچا مدت اُسکی سلطنت کی چھ سال اور چند ماہ تھی

بیان سلطان مبارک شاہ شرقی کی سلطنت کا

سلطان الشرق خواجہ جہان نے چند سال سلطنت کی اور اس کا ارادہ یہ تھا کہ خطبہ اور سکہ اپنے نام کرکے بطریق شاہان پوربی چتر سر بلند کرے لیکن اجل نے اُسے امان نہ دی یہ حسرت اپنے دل مین لے گیا اُس کا فرزند متبنی جس کا نام قرنفل تھا بجاے اس کے تخت نشین ہوا اور جون پور وغیرہ کو اپنے قبضۂ اقتدار مین لایا اور جب دہلی کی سلطنت مین اُسی زمانہ مین ایکبارگی نہایت خلل واقع ہوا تو اُسنے وضیع شریف کو موافق کرکے اپنا خطاب مبارک شاہ رکھکر تخت سلطنت پر جلوس کیا اور اقبال خان کہ وکیل مطلق السلطان سلطان محمود حاکم دہلی کا تھا مبارک شاہ کا غلبہ اور دعوے شاہی سنکر طیش مین آیا چنانچہ سنہ ۸۰۳ آٹھ سو تین ہجری مین اُس کے مدافعہ کے واسطے چڑھائی کی اور جب قنوج مین آیا شاہ مبارک شاہ بھی مع جمعیت عظیم افغان اور مغل اور تاجیک اور راجپوت اُس کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور آب گنگ کے دونون طرف فریقین کی افواج فرکش ہوئین اور خیمہ اور خرگاہ رنگ برنگ کے عکس سے آب دریا پر قوس قزح کا عالم نمایان ہوا اور جو کہ دریا درمیان مین حائل تھا دو مہینے کامل دونون لشکر برابر مقیم رہے کسی نے قدم جرأت کا آگے نہ بڑھایا آخر کو دونون غنیم بہ تنگ آئے اور ہر ایک بلا جنگ اپنی دار السلطنت کی طرف روانہ ہوگے اور جبکہ شاہ مبارک شاہ شرقی جون پور پہونچا مخبرون نے خبر پہونچائی کہ سلطان محمود مالوہ سے پلٹ کر دہلی مین آیا اور اقبال خان اُسے اُبھار کر پھر بہ قصد تسخیر جون پور کی طرف متوجہ ہوا ہے شاہ مبارک شاہ شرقی سامان جنگ مین مصروف تھا کہ یکایک [illegible] سے قوی دشمن اجل نے اُسپر چڑھائی کرکے سنہ آٹھ سو چار ہجری مین اُسکے ملک وجود کو برہم کیا مدت اُسکی سلطنت کی ایک سال اور چند ماہ تھی —

ذکر شاہ ابراہیم شرقی کی سلطنت کا

جب خالق انس وجان کے حکم سے شاہ مبارک شاہ عالم باقی کی طرف سفری ہوا اُس کا چھوٹا بھائی خطاب ابراہیم شاہ شرقی پاکر تخت فرمانروائی پر جلوہ گر ہوا یہ بادشاہ عقل و دانش وتدبیر سے متصف تھا اُس کے زمانہ مین ممالک ہندوستان کے فاضل اور ایران وتوران کے کامل جو زمانہ کے آشوب سے حیران وپریشان ہوکر جون پور مین آئے تھے اُس کے امن وامان کے مہد مین پانوُن پھیلا کر سوگئے اور اُسکے خوان احسان کے مائدہ سے سیر ہوکر کئی کتابین اور رسالے بنام نامی اُس کے جیساکہ تحریر ہوگا تصنیف کیے امرا اور وزرا ایسے صاحب عقل وکیاست اور شجاعت وشہامت اس کے دولت خانہ مین فراہم

ہوکر معرکہ میں قتل ہوا اور اس کا بیٹا حیدرخان زخمی ہوکر اگرچہ معرکہ سے نکل گیا لیکن اس کے صدمہ سے دو تین دن کے بعد مر گیا اور ممالک بنگالہ اور اوڈیسہ مع شہر کٹک وسارس تمام خان جہان کی کوشش سے دیوان اکبری میں داخل ہوا اور دولت شاہان پوربی کی ختم ہوئی اور امرائے افغان مثل حسین اور کالا پہاڑ وغیرہ کہ مقام دشوار گذار میں داخل ہوئے تھے کچھ عرصہ کے بعد لشکر مغل کے غلبہ سے مغلوب ہوکر بعض ممالک بنگالہ اور جنگلوں میں پوشیدہ ہوئے اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے بعد وفات عثمان نام افغان نے اس جماعت سے خروج کرکے قریب بیس ہزار افغان کے فراہم کیے اور خطبہ اس نواح کا اپنے نام پڑھ کر بعضے ولایت نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ سے مزاحمت ہوئی پھر اسلام خان ولد شیخ بدرالدین فتح پوری حاکم بنگالہ اس کی دفع کے واسطے مامور ہوا چنانچہ اس تاریخ تک کہ ۱۰۱۸ھ ایک ہزار اٹھارہ ہجری تھی اس سے معاملہ مفروغ نہیں ہوا ۔ ✝

ذکر بادشاہان شرقی کی حکومت کا

جیساکہ پیشتر مذکور ہوا کہ جن لوگوں نے جون پور اور ترہت میں حکومت کی ہر چند کہ مورخین دانش گریں بادشاہان شرقی کہتے ہیں ✝

بیان سلطان الشرق خواجہ جہان کی حکومت کا

تاریخ مبارک شاہی سے واضح اور مستفاد ہوتا ہے کہ فیروز شاہ کے چھوٹے شاہزادہ محمد شاہ نے ملک سرور خواجہ سرا کو منصب وزارت دے کر بخطاب خان جہان سرفراز فرمایا اور جب بادشاہ ناصر الدین محمود شاہ پسر فیروز شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا تو ملک سرور الملقب بخواجہ جہان کو ماہ جمادی الاول ۷۷۶ھ سات سو چھہتر ہجری میں ملک الشرق خطاب دے کر ولایت جون پور اور بہار اور ترہت اس کو تفویض فرمائی اور اس نے اس ممالک کا انتظام بخوبی تمام کرکے اس حدود کے راجاؤں اور زمینداروں کو مطیع کیا اور جو قلعجات کہ کفار نے مسلمانوں کے تصرف سے بر آور دہ کرکے خراب اور ویران کیے تھے ان پر قبضہ کرکے ازسرنو تعمیر کیے اور مردمان جرار اور آزمودہ کار کے سپرد کرکے ملک کو آباد کیا اور جب بادشاہ ناصر الدین محمود کی شوکت نہ رہی اپنا خطاب ملک الشرق رکھکر پرگنہ کول اور اٹاوہ اور بہرائچ اور کنبیلہ کے متمردوں کو گوشمال دے کر دہلی کی جانب پرگنہ کول اور ساری تک اور دوسری طرف بہار اور ترہت تک سرکشوں کا نشان باقی نہ رکھا اور اس طور سے بادشاہان پوربی جیسے حاکمان لکھنوتی اور بنگالہ سا تو بادشاہ ناصر الدین محمود کے طریق ابواخلاص جاری رکھکر ہاتھی اور تحفجات بھیجتے تھے اب اس کے پاس ارسال کرنے لگے اور جب

ممالکت کا اپنے نام پڑھا اور شراب کے نشہ مین اور مصاحبان اوباش کی صحبت مین ہر حد سلطنت اکبر شاہ
کے اطراف مین مزاحمت ہونچائی منعم خان المخاطب بہ خان خانان حاکم جون پور اکبر بادشاہ کے حکم کے
موافق داؤد خان پٹھان کی تنبیہ کو متوجہ ہوا اور اپنی روانگی سے پیشتر امراے مغل کو نامزد کیا داؤد خان
نے لودھی خان کو اُن سب کے مقابلہ کے واسطے رخصت فرمایا اور طرفین نے ایک دوسرے کے مقابل
آن کر ادھر دی اور حرد انگی دی آخر الامر دونون لشکر صلح کر کے اپنے مقام کی طرف روانہ ہوئے اور
پھر اکبر شاہ نے دوبارہ اس کی تسخیر کے بارہ مین فرمان خان خانان کے نام صادر فرمایا اس وقت مین جو
درمیان داؤد خان اور لودھی خان کے کہ پٹھانون کے امراے کبار سے تھا نزاع واقع ہوئی تھی اُس نے
خان خانان سے ابواب ملائمت مفتوح کر کے بادشاہ سے طریق اطاعت پیش نہاد کیا داؤد خان
یہ خبر سنکر مضطرب ہوا اور لودھی خان کو مکتوب عجز آمیز لکھے اور دوبارہ ساتھ اپنے متفق اور موافق
کر کے اپنے ہمراہ لے گیا اور برخلاف عہد و مروت کے لودھی خان کو کہ صفت شجاعت اور تدبیر مین
موصوف تھا قتل کیا اور آب سون مین اکبر بادشاہ کے لشکر کا راستہ روکا اور اُس مقام مین
کہ آب سون دریاے گنگ سے ملحق ہوا ہے جنگ واقع ہوئی پٹھان مفرور ہوئے چند کشتیان
اُن کی سپاہ مغل کے ہاتھ آئین اور منعم خان المخاطب بہ خان خانان دریا سے عبور کر کے تنبیہ کے
لیے متوجہ ہوا اور اس قلعہ کو جس مین داؤد خان قلعہ بند ہوا تھا محاصرہ کر کے تنور حرب گرم کیا اس
درمیان مین اکبر بادشاہ بھی اس مقام مین داخل ہوا داؤد خان افغان بنگالہ کی طرف بھاگا اور قلعہ
پٹنہ اور حاجی پور مفتوح ہوا اور چار سو ہاتھی داؤد خان کے بہادران مغل کے ہاتھ آئے منعم خان
بنگالہ کی سمت متوجہ ہوا اور جب گڑھی مین پہونچا داؤد خان بیتاب ہو کر اوڈیسہ کی طرف بھاگا اور
بعضے امراے اکبری نے جو اوڈیسہ کی طرف گئے تھے داؤد خان کے بیٹے جنید خان سے شکست پائی
منعم خان اس امر سے واقف ہو کر اوڈیسہ کی سمت گیا اور داؤد خان افغان مقابلہ کو آیا جب افواج
طرفین کا سامنا ہوا دونون لشکر صفوف حرب آراستہ کر کے جنگ مین مشغول ہوئے اور بعد جنگ عظیم
پٹھان شکست کھا کر بھاگے داؤد خان افغان نے اُس قلعہ مین کہ دریاے گنگ کے کنارہ تھا
پناہ لی لیکن جو چارہ نہ رکھتا تھا اہل و عیال کو قلعہ مین چھوڑ کر بقصد جنگ باہر آیا آخر اُس نے منعم خان
سے صلح کر کے ملاقات کی منعم خان ولایت اوڈیسہ اور کٹک اور بنارس اُس کے تفویض کر کے
باقی ممالک پر متصرف ہوا اور جب منعم خان سراے آخرت کی طرف خرامان ہوا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ
نے خان جہان ترکمان کو بنگالہ کی حکومت پر سرفراز کیا اور داؤد خان افغان منعم خان کے مرنے کے
بعد بلاد بنگالہ کو امراے اکبری کے ہاتھ سے برآوردہ کر چکا تھا سنہ ۹۸۳ نو سو تراسی ہجری مین مع لشکر عظیم
اُس مقام مین کہ مابین گڑھی اور ٹانڈہ کے ہے خان جہان ترکمان کے مقابل ہوا اور بعد جنگ عظیم دستگیر

تو سیمرچہ میمانی شاہ سمایہ تعالے نے دریا و جلال الدین سنی الزمن ۹۴۳ء نوسو تینتالیس ہجری میں اس کی عمر اختتام کو پہونچی لیکن معلوم ہوا کہ وہ اجل طبیعی سے مرا یا کسی نے اس پر صدمہ پہونچایا بیت از حرج نصیب این جہانیش نماند * سرمایۂ عمر زندگانیش نماند * بہر تقدیر بعیب شاہ کے بعد شاہ سلطان محمود بنگالی کہ اسکے امراسے تھا اس مملکت پر قابض ہوا اور شیر شاہ افغان سور نے کہ آخر میں دہلی کا بادشاہ ہوا تھا اسی عرصہ میں بنگالہ پر فوج کشی کرکے اُسے زخمی کرکے معرکہ سے بھگایا سلطان محمود بھاگ کر ہمایون بادشاہ کے پاس پناہ لے گیا اور ہمایون شاہ نے ۹۶۵ء نوسو پینسٹھ ہجری میں مملکت بنگالہ کو شیر شاہ کے تصرف سے برآوردہ کرکے بلدہ گور میں خطبہ اپنے نام پڑھا اور اس شہر کا جنت آباد نام رکھا لیکن کچھ دوام اور ثبات پیدا نہ ہوا وہ مملکت پھر شیر شاہ کے قبضہ میں آئی اور محمد خاں افغان کہ سلیم شاہ کے امراسے تھا اسکی طرف سے اس ملک کا حاکم ہوا اور جب محمد خان قضاے الٰہی سے مرگیا اُسکا فرزند لشکر مخالفت بلند کرکے اور اپنے تیئن خطاب سلطان بہادر دے کر صاحب سکہ ہوا

تذکرہ سلیم خان المخاطب بہ سلطان بہادر شاہ کی سلطنت کا

چند روز اس نے بھی شان حکومت بلند کیا لیکن وہ مملکت اس کے قسمہ میں بھی نرہی آخر کو سلیمان کرانی پٹھان کہ وہ بھی سلیم شاہ کے امراے کبار سے تھا بنگالہ کی حکومت پر مسلط ہوا +

ذکر سلیمان کرانی افغان کی حکومت کا

سلیم شاہ کے بعد از وفات یہ بنگالہ اور بہار کا حاکم مستقل ہوا ولایت اڈیسہ کو بھی اپنے تصرف میں لایا ہر چند خطبہ اپنے نام نہ پڑھتا تھا مگر آپ کو حضرت اعلے کہلاتا تھا اور بحسب ظاہر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ سے ملائمت کرکے کبھی کبھی تحف وہدایا بھیجتا تھا و ۹۸۰ء میں پچیس سال بنگالہ کی حکومت کرکے قضاے الٰہی سے فوت ہوا ہے

ذکر بایزید افغان بن سلیمان کرانی کی حکومت کا

بعد اپنے باپ کی وفات کے یہ مسند حکومت پر جلوہ گر ہوا اور ایک ماہ حکومت کرکے اپنے چچیرے بھائی کے ہاتھ سے جس کا نام ہانسو تھا دیوان خانہ میں قتل ہوا اور وہ بھی اسی مقام میں مارا گیا پھر بایزید کا چھوٹا بھائی داؤد خان قائم مقام ہوا

ذکر داؤد خان افغان بن سلیمان افغان کی حکومت کا

یہ بعد وفات بھائی کے ولایت بنگالہ اپنے تصرف میں لایا پھر امرا کا فساد دفع کرکے خطبہ اور سکہ اس

دیانت دار اور کارندے کارگذار جابجا مقرر فرمائے ملک کا انتظام بخوبی تمام ہوا اور تنزل وانقلاب کہ سلاطین ماضیہ کے عہد مین بہم پہونچا تھا برطرف ہوا مملکت کے باغی اور سرتابون نے اس کے خط فرمان پر سر رکھا اور اطراف کے راجہ مطیع ہوئے **بیت** چون نوبت دولتش در آمد * فریاد ز دشمنان برآمد * القصہ آبادی بنگالہ مین نہایت کوشش اور اہتمام مبذول رکھا اور چند مواضع قدوۃ المشائخ شیخ نور قطب عالم قدس سرہ کو خرچ لنگر کے واسطے واگذاشت اور معاف فرمائے اور سلطان علاء الدین ہر سال اپنے پایہ تخت اکدالہ سے ایک مرتبہ حضرت شیخ کے مزار فائض الانوار کی زیارت کو قصبہ بندہ مین آتا تھا اور اخلاق پسندیدہ اور وفور عقل وکاروانی کی برکت سے سالہاے دراز تک امر بادشاہی مین مشغول رہا آخر سنہ ۹۲۷ نوسو ستائیس ہجری مین قضاے الٰہی سے ملک بقا کی طرف کوچ کیا مدت اُسکی سلطنت کی ستائیس سال تھی البقاء للملک المعبود

ذکر نصیب شاہ بن سلطان علاء الدین کی شاہی کا

جب سلطان علاء الدین برحمت حق واصل ہوا اعیان مملکت نے اسکے اٹھارہ فرزند سے نصیب شاہ کو کہ اولاد اکبر تھا تخت پر بٹھایا اور اُس نے وہ کام کیے کہ جو خلائق کے پسند ہوئے بعد اپنے بھائیون کو قید وحابس سے محفوظ رکھا اور ہر ایک کو جو کچھ باپ نے عنایت فرمایا تھا اُس سے دونا اور مرحمت فرمایا اور جب فردوس مکانی ظہیر الدین محمد ہمایون بادشاہ ابراہیم شاہ لودھی بن سکندر شاہ لودھی کو قتل کر کے سواد ہندوستان پر مسلط ہوا اکثر امراے افغان بھاگ کر نصیب شاہ کے پاس التجا لائے اور آخر کو سلطان محمود بھائی بادشاہ ابراہیم شاہ لودھی کا بنگالہ مین داخل ہوا ہر ایک سے علیٰ قدر مراتب پرگنات لائق اور قصبات شائق پر منصوب ہوئے اور سلطان ابراہیم لودھی کی بیٹی کہ اُس ملک مین وارد ہوئی تھی نصیب شاہ کے عقد نکاح مین منعقد ہوئی اور سنہ ۹۳۵ نوسو پینتیس ہجری مین جب بابر شاہ نے جون پور کے اطراف مین آن کر اُس ملک کو سر کیا چاہا کہ بنگالہ کو بھی اپنے قبضہ مین لاوے نصیب شاہ نے متفکر ہوکر تحف وہدایا بہت ایلچیون کے ہاتھ بھیجکر غایت عجز وزاری کی بابر شاہ مصلحت وقت دیکھکر صلح کر کے اپنے دار الملک کی طرف پلٹ گیا اور جب بابر شاہ سے تخت دہلی خالی ہوا اور ہمایون بادشاہ قائم مقام ہوا یہ خبر مشہور ہوئی کہ شاہ دہلی درپے تسخیر بنگالہ ہے اس واسطے نصیب شاہ نے سنہ ۹۳۹ نوسو انتالیس ہجری مین اظہار اخلاص اور خصوصیت اور محبت کے واسطے تحفہاے نفیس ملک مرجان خواجہ سرا کے ہمراہ سلطان بہادر گجراتی کے پاس بھیجا اور ملک مرجان نے قلعہ منڈو مین سلطان بہادر کی ملازمت کی اور خلعت خاص سے سرفراز ہوا اور اُس عرصہ مین نصیب شاہ باوجود دعوے سیادت مرتکب فسق وظلم ہوا شرح اس کی موجب کدورت خواطر ناظرین وسامعین سمجھکر قلم انداز ہوئی **بیت** شیر را بچہ ہمی ماند باو *

موافق کرکے ایک شب مع تیرہ نفر پایک حرم سرا میں درآیا اور شاہ مظفر کو قتل کرکے صبح کو تخت پر بیٹھا اور
اپنا نام سلطان علاء الدین رکھکر امور ملکی اور مالی میں مشغول ہوا اور مظفر شاہ کی مدت سلطنت تین
برس اور پانچ مہینے تھی ۔

ذکر شریف مکی المشہور بسلطان علاء الدین کی سلطنت کا

سو سید شریف مکی مظفر شاہ کی عین حیات اور اپنے ایام وزارت میں چاہتا تھا کہ اپنی نیک لفظی و خوش
کرداری ظاہر کرے خلائق کو سناتا تھا کہ مظفر شاہ خسیس ہے اور بادشاہی کی لیاقت نہیں رکھتا ہر چند
میں نے سپاہ اور امرا کے بارہ میں نصیحت کی کچھ فائدہ نہ بخشا رجوع کرنے میں مشغول ہوا اس فریب سے
انھیں اپنا مہربان اور شفیق کیا الغرض جب مظفر شاہ قتل ہوا امرائے کبار سے شاہ کے بارہ میں
مشورہ کیا سب وضیع و شریف سید شریف کی سلطنت پر راغب ہوئے اور سب نے متفق ہو کر
اس سے یہ بات کہی کہ اگر ہم تجھے شاہ بنادیں تو ہم سے کیا سلوک کریگا کہا تمھارا مدعائے دلی فوراً
برلاؤنگا جو جو شہر کی رو سے رہیں رہو گی تمھارے واسطے معاف اور مرفوع القلم کرونگا اور
جو اشیا کہ زیر زمین ہیں میں اس پر متصرف ہونگا الغرض خاص وعام بہ طمع مال راضی ہوئے
اور گستخے سلطنت بٹھاکر شہر گور کو جو آبادی میں شہر مصر سے بہتر تھا اس کی تاراجی میں مصروف ہوئے
اور سید شریف مکی بہ آسانی تمام چتر اپنے سر پر بلند کرکے خطبہ اپنے نام پڑھکر شاہ مستقل ہوا ۔
بیت دولت آن ست کہ بیخون دل آید بکنار ۔ ورنہ باسعی و عمل باغ جنان اینہمہ نیست ۔ اور بعد
چند روز کے تاراجی کی ممانعت کی جب وہ ممنوع نہوئے بارہ ہزار لیٹروں کو قتل کیا آخر کو اس عمل
سے باز آئے پھر تجسس اور تلاش کرکے بہت مال اپنے تصرف میں لایا از انجملہ ایک ہزار اور تین سو
کشتی طلائی تھی کس واسطے کہ رسم بنگالہ اور لکھنوتی کی یہ تھی کہ جو شخص مال دنیوی سے متمول ہوتا تھا سونے
کی کشتی بناکر اس میں کھانا کھاتا تھا اور جشن اور شادی کے دن جو شخص سونے کی کشتی زیادہ تر دربار سلطانی
میں حاضر کرتا تھا وہی سرداروں میں شمار ہوتا تھا اور اب ملک بنگالہ کے زمینداروں میں یہ رسم مروج
ہے اور شاہ علاء الدین جو مرد عاقل اور دانا تھا امرائے اصل یعنے خاندانی امیروں پر رعایت کرکے مثل
اپنے بندگان خاص کے مراتب ارجمند اور مناصب بلند پر فائز کیا اور اپنی جان کی محافظت کے واسطے
چوکی خانہ کی سپاہ یکقلم برطرف کی تاکہ اسکو کوئی ضرر نہ پہنچے اور حبشیوں کو اپنے قلمرو سے نکال دیا
اور یہ لوگ چونکہ صاحب کشتی کی شرارت سے ہندوستان کے اطراف وجوانب میں مشہور ہوگئے تھے
جونپور وغیرہ کے رئیس ان کے رہنے کے روادار نہ ہوئے اس واسطے اکثر دکن اور گجرات کی طرف
متفرق اور پریشان ہوئے اور سلطان علاء الدین نے مغل اور پٹھانوں کی دستگیری کرکے عامل

کیا اور حبش خان نام غلام حبشی امور ملکی و مالی کا منتظم اور متکفل ہوا اور زمام اختیارات سلطنت اپنے
قبضۂ اقتدار مین لاکر محمود شاہ کو براے نام بادشاہ بنایا اور دوسرا حبشی کہ جس کا نام سیدی بدر دیوانہ
تھا اُس نے حبش خان کے اوضاع و اطوار ناپسندیدہ سے بہ تنگ آن کر اُسے تیغ سیاست سے
ہلاک کیا اور خود مہمات دولت کو انجام دینے لگا اور بعد چند روز کے چوکی خانہ کے سردار کو موافق کر کے
سلطان محمود شاہ کو بھی پردۂ شب مین شہید کیا اور صبح کو تخت پر متمکن ہوا اور اُن اُمرا کی تجویز سے
جو اُسکے شریک تھے اپنا نام مظفر شاہ رکھکر اُن ممالک کا حاکم ہوا سلطان محمود کی مدت سلطنت ایک
سال تھی اور حاجی محمود قندھاری نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ سلطان محمود شاہ فتح شاہ کا بیٹا تھا اور
حبش خان شاہ باربک کا غلام شاہ فیروز شاہ کے حکم کے موافق اُس کی پرورش کرتا تھا اور شاہ فیروز شاہ
کے بعد وفات سلطان محمود کو تخت پر بٹھایا جب چھ برس کا زمانہ گذرا حبش خان کو بادشاہی کی ہوس
ہوئی اور سیدی بدر دیوانہ حبش خان کو قتل کر کے بہ تفصیل مسبوق الذکر شاہ ہوا۔

ذکر سیدی بدر حبشی المخاطب بمظفر شاہ کی سلطنت کا

واضح ہو کہ مظفر شاہ حبشی بیباک اور سفاک تھا علما اور فضلا اور صلحا اور شرفاے ملک کو جو اُس کی شاہی
سے راضی نہ تھے اُنھین قتل کیا اور جن راجاؤن نے کہ شاہان بنگالہ کی خصومت پر کمر باندھی تھی اُنھین بھی
فوج کشی کر کے ہلاک کیا اور سید شریف مکی کو منصب وزارت پر سرفراز کر کے ملک و مال کا اختیار دیا
اور اُس کی ہدایت سے سوار اور پیادہ کی تنخواہ کم کر کے خزانہ کی زیادتی اور فراہمی مین مصروف ہوا اور
ایک عالم کو اپنی بے اعتدالی سے متنفر کیا آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ اکثر امراے کبار نے اُس سے انحراف
کر کے خروج کیا سلطان مظفر شاہ مع پانچ ہزار حبشی اور تین ہزار پٹھان اور بنگالی متحصن ہوا بقولے
چار ون بقولے چار ماہ افواج درونی اور بیرونی مین جنگ واقع رہی ہر روز ایک جماعت کثیر قتل
ہوتی تھی اور جس شخص کو گرفتار کر کے سلطان مظفر کے روبرو لاتے تھے کمال قہر و غضب سے شمشیر
کھینچکر اپنے ہاتھ سے ہلاک کرتا تھا چنانچہ عدد اُس کے مقتولون کے چار ہزار کو پہونچے آخر کو ایک روز شاہ
مظفر شاہ مع جمعیت شہر سے برآمد ہو کر شریف مکی سے ہم مصاف ہوا طرفین سے بیس ہزار آدمی مارے
گئے مظفر شاہ مع اکثر امرا اور مقربان وغیرہ سے تہ تیغ ہوا اور حاجی محمد قندھاری کی روایت سے واضح
ہوتا ہے کہ اُن دنون مین اول سے آخر تک یعنے تمام معرکون مین ایک لاکھ بیس ہزار مسلمان اور ہندو
سے عالم فانی کی طرف راہی ہوئے اور سید شریف مکی نے تخت شاہی پر قدم رکھکر نشان جہانبانی
کا بلند کیا لیکن نظام الدین کی تاریخ مین اس طرح مرقوم ہے کہ جب مظفر شاہ کی حرکات اور سکنات
سے لوگ متنفر اور ناراض ہوئے سید شریف مکی اس امر کو سمجھکر چوکی خانہ کے دو سردار کو اپنا یار

کو جمع کرکے اُن کو تعین کر کہ ملک اندیل حبشی کو قتل کرکے اُس کا سر لادیں اور سرداروں کو جو کی خاصے
پیادوں کے سپرد کر کہ مسلح ہوکر ہوشیار رہیں تواچی نے کہا میں سر آنکھوں سے ابھی اس کا علاج
یعنے تدارک کرتا ہوں یہ کہکر نکل آیا اور اس راز سے ملک اندیل حبشی کو آگاہ کیا وہ تواچی باشی کے
ہمراہ محل میں آیا اور خنجر سے اس کا کام تمام کیا اور آپ سے محرم میں چھوڑ کر مجلس کا دروازہ مقفل کیا ا
ہاتھا کر آدمی خان جہاں وزیر کے بلانے کو بھیجا اور اس کے آنے تک بعد شاہ کے تعین کرنے کے بارہ
میں مشورہ کیا اور جو فتح شاہ سے ایک طفل دو سالہ دو سال کے سوا دوسرا فرزند نہ تھا فکر میں ہوئے
کہ یہ شاہی کے لائق نہیں ہے کیونکر اسے تخت پر بٹھاویں پھر اتفاق کرکے صبح کو فتح شاہ کے مکان پر گئے
اور شاہ کی بی بی سے سانحہ شب یعنے قتل کرنا باربک خواجہ سرا کا عرض کیا اور یہ کہا کہ آپ کا صاحبزادہ
ابھی نہایت خرد سال ہے اور جب تک یہ سن تمیز کو پہونچے اور مہمات ملکی کو انجام دے کسی کو سلطنت پر
بٹھانا ضرور ہے شہزادہ کی والدہ جب ان کے ارادہ سے واقف ہوئی فرمایا کہ میں نے خدا سے یہ عہد
کیا ہے کہ جو شخص فتح شاہ کے قاتل کو مقتول کرے شاہی اسے عنایت کروں ملک اندیل حبشی نے
پہلے یہ امر قبول نہ کیا جب جمیع امرا اس مجلس میں حاضر ہوئے اور سبھوں نے باتفاق اُسے اس
امر کی تکلیف دی ملک اندیل حبشی تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور اپنا نام فیروز شاہ رکھا مدت
سلطان شاہ باربک کی بقولے آٹھ ماہ اور بروایت دیگر دو ماہ اور چند یوم تھی اور بعد واقعہ باربک شاہ
کے یہ رسم بنگالہ میں مروج ہوئی کہ جو کوئی اپنے حاکم کے قاتل کو ہلاک کرے اور اس قدر موقع اور
فرصت پاوے کہ بجائے اس کے تخت پر بیٹھے تمام امرا اور سپاہ اس کی جادۂ اطاعت
میں قدم رکھکر اس کے معارض نہ ہوویں

ذکر ملک اندیل حبشی المخاطب بفیروز شاہ کی حکومت کا

فیروز شاہ تخت بنگالہ پر متمکن ہوکر دار الملک گور کی طرف گیا اور اس مقام میں طریق عدالت اور جہاں
جاری کرکے خلایق کو مہد امن و اماں میں نگاہ رکھا اور اس کے عہد حکومت میں جو اکثر کار نمایاں وقوع
میں آئے تھے سپاہ و رعیت نے اس کی اطاعت کے سوا سرکشی اور بے اعتنائی نہ کی اور اس نے
تین برس نہایت استقلال اور عدالت سے سلطنت کی اور سنہ ۸۹۹ آٹھ سو ننانوے ہجری میں اسکا
چراغ ہستی صرصر فنا سے خاموش ہوا

ذکر محمود شاہ بن فیروز شاہ کی شاہی اور اسکے انجام حال کا

جب فیروز شاہ فوت ہوا امرا اور وزرا نے اس کے بڑے فرزند سلطان محمود شاہ کو سریر سلطانی پر جلوہ گر

گھوڑے اور ہاتھی اسے انعام فرمائے اور کلام اللہ درمیان مین لاکر اس سے کہا کہ توقسم کہا کہ مین تجھے
کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچاؤن گا ملک اندیل حبشی نے قسم کھائی کہ جب تک تو تخت پر رہے گا مضرت
نہ پہونچاؤن گا اور جو کہ تمام آدمی اُس خواجہ سرا سے آزردہ دل تھے اور ملک اندیل حبشی بھی اپنے
ولی نعمت کے انتقام مین بجد تھا دربانون کو متفق کرکے فرصت وقت ڈھونڈھتا تھا غرضکہ ایک
رات کو وہ محسن کش یعنے ملک باربک شراب پی کر تخت پر سو گیا ملک اندیل حبشی دربانون کی
ہدایت سے اُس کے قتل کی نیت سے حرم سرا مین گیا اور جب اُسے تخت پر افتادہ پایا قسم
یاد آئی فکر مین ہوا اس عرصہ مین وہ اجل رسیدہ کہ آفتاب عمر و اقبال اُس کا سرحد زوال مین پہونچا
تھا کروٹ لے کر تخت سے نیچے گرا ملک اندیل نے یہ امر اپنے طالع کی قوت سے سمجھ کر پھرتی اور
چابکدستی سے اُس پر تلوار کا وار کیا مگر کارگر نہ ہوا سلطان شہزادہ خواجہ سرا ہوشیار ہوا آپ کو
شمشیر برہنہ کے مقابل دیکھکر ملک اندیل حبشی سے لپٹ گیا جو کہ قوی اور عظیم الجثہ تھا
ملک اندیل حبشی کو کشتی مین زیر کرکے اس کے سینہ پر سوار ہوا ملک اندیل حبشی نے اُس کے سر
کے بال مضبوط پکڑ کے یغرشخان ترک کو جو اُس مکان کے دروازہ مین ایستادہ تھا باآواز بلند
بلایا وہ مع جماعت حبشیان فوراً آپہونچا اور ملک اندیل کو اُسکے نیچے دیکھا پر تیغ زنی سے متعذر
ہوا اس واسطے کہ ایک تو رات کا وقت تھا دوسرے اُن کی ہاتھا پائی مین شمع بھی پامال ہوکر بجھ
گئی تھی ظلمات کا عالم تھا ملک اندیل حبشی نے اُس سے یہ بات کہی کہ اُسکے موئے سر میرے
ہاتھ مین ہین اور یہ اس قدر عریض اور چوڑا ہے کہ میرا سپر ہو گیا ہے تلوار اس سے گذر کر مجھ پر نہ پہونچے گی
اور قضا سے چارہ نہین اگر اسی بہانہ لکھی ہے کیا مضائقہ اگر مثل میرے ہزار جان ولی نعمت کے
قصاص خون مین تلف ہو وین تو بھی تھوڑے ہین یغرشخان نے آہستہ آہستہ کئی زخم باربک کی پشت پر
مارے اور اُس نے عمداً آپ کو خواب مرگ مین ڈالا اور حس و حرکت سے ساکت ہوا اور ملک اندیل
اُٹھکر باتفاق یغرشخان اور حبشیون کے محلسرائے خاص سے برآمد ہوا اور مسمی نواچی پاشی حبشی جو
در دولت پر حاضر تھا اس نے پوچھا کہ تم نے کیا کیا بولے ہم نے نمک حرام کا کام تمام کیا نواچی حبشی یہ حال
سُنکر باربک شاہ کی خوابگاہ مین گیا اور چراغ روشن کرنے لگا ابھی چراغ روشن نہوا تھا کہ باربک شاہ خوف
ملک اندیل سے خزانہ کی طرف بھاگا نواچی پاشی حبشی جب اُس مخزن کی طرف متوجہ ہوا باربک شاہ نے
پھر آپ کو خواب مرگ مین ڈالا اور اُس نے فریاد بلند کی کہ غدارون نے ہمارے صاحب کو ہلاک کرکے
سلطنت کو برباد کیا باربک شاہ نے اُسے اپنا خیرخواہ تصور کرکے آہستہ کہا کہ اے شخص خاموش
ہو کہ مین زندہ ہون تب ملک اندیل حبشی کہان ہے جواب دیا کہ وہ اس گمان سے کہ آپ کے دشمنون کا کام
تمام کر چکا ہے اپنے مکان کی طرف راہی ہوا باربک شاہ نے اس سے یہ بات کہی کہ تو باہر جا کر فلان فلان امرا

حال ومرتبہ نوازش فرمائی اور خواجہ سرایان اور غلامان حبشی کو جو باربک شاہ اور یوسف شاہ کے عہد مین فراہم ہوکر نہایت معتبر ہوکر حد سے زیادہ بے اعتدالی کرتے تھے تازیانہ عدل سے سیدھا کرکے اصلاح پر لایا اور اُس وقت ملک بنگالہ مین یہ رسم تھی کہ ہر شب پانچ ہزار پایک چوکی خاصہ کا پہرہ دیتے تھے اور صبح کو بادشاہ جب تخت پر بیٹھتا تھا اُس جماعت کا سلام لے کر انھیں رخصت دیتا تھا اس وقت ایک جماعت دوسری اسی تعداد سے حاضر ہوتی تھی الغرض چند خواجہ سرا کہ مدت سے خود مختار تھے پریشان ہوکر ایک خواجہ سرا کے پاس کہ جس کا نام سلطان شہزادہ بنگالی تھا اور چوکی خاصہ کے تمام آدمی اُس کے ماتحت تھے اور محلات شاہی کی کنجیاں بھی اُس کے سپرد تھین اور ادا لعزمی کی علامت اس کے چہرہ حال سے ظاہر ہوتی تھی جاکر سلطنت کی تکلیف دی قضارا اس عرصہ میں جان جہان خواجہ سرا اور وزیر ملک اندیل حبشی امیرالامرامع خاصہ خیل وخلاصہ لشکر کے سرحد کے لڑائوں کے دفع کے واسطے مامور ہوئے اور یہ سلطان شہزادہ نے فرصت پاکر خواجہ سراؤن اور چوکی خاصہ کے سپاہیوں کی اعانت سے فتح شاہ کو ۸۹۶ھ آٹھ سو چھیانوے ہجری میں قتل کیا اور فجر کو تخت پر برآمد ہوکر چوکی خاصہ کے آدمیوں کا سلام لیا فتح شاہ کی مدت حکومت سات سال اور پانچ ماہ تھی

ذکر سلطان باربک کی حکومت کا

جب خواجہ سرا نے بد ذات نے اپنے ولی نعمت کو شہید کرکے نام شاہی کا اپنے اوپر اطلاق کیا تمام خواجہ سرا جابجا سے اس کے پاس فراہم ہوئے اور اس بدبخت نے ارذال اور پست ہمتوں کو مال سے ذلیل کرکے اپنے پاس جمع کیا یہان تک کہ شوکت اس کی روز بروز افزون ہوئی پھر امرائے صاحب جمعیت کے دفع کرنے پر آمادہ ہوا اور امرائے کبار کا سرگروہ ملک اندیل حبشی کہ سرحد میں تھا اس امر سے واقف ہوکر اس اندیشہ میں ہوا کہ کسی ڈھب سے پائے تخت پر پہنچ کر اُس کا کام تمام کرون اس عرصہ میں خواجہ سرا سے خون گرفتہ کے دل میں یہ آیا کہ کسی حیلہ سے اسے طلب کرکے مقید کرے پھر فرمان طلب تحریر فرمایا ملک اندیل حبشی اس امر کو فضل الٰہی سمجھکر مع جمعیت خوش حاضر ہوا اور دربار میں نہایت احتیاط سے آمد وشد کرتا تھا خواجہ سرا اس کے دفع میں عاجز ہوا ایک روز ایک مجلس زیب وزینت تمام آراستہ کی اور دس بارہ ہزار آدمی اُس کے دارالامارت کے اطراف وجوانب میں کہ نہایت وسیع تھا فراہم ہوئے اور مجلس کمال شوکت وشان سے ترتیب پائی تھی پہلے ملک اندیل کو اپنے روبرو بلاکر نہایت التفات فرمایا اور یہ بات کہی کہ مین سلطان کو مع جماعت دیگر قتل کرکے تخت پر متمکن ہوا ہون تو اس بارہ میں کیا کہتا ہے ملک اندیل نے یہ مصرع پڑھا مصرع ہر چہ آن خسرو کند شیرین بود ما سلطان شاہزادہ کو یہ جواب پسند آیا اور خلعت اور ٹیکا اور خنجر مرصع اور چند

ہجری مین خرابۂ دنیا سے معمورۂ عقبےٰ کی طرف خرامان ہوا

تذکرہ باربک شاہ بن ناصر شاہ کی سلطنت کا

جب ناصر شاہ نے عالم فنا مین قدم رکھا اس ملک کے امرا اور بزرگون نے باربک شاہ کو سریر ایالت پر اجلاس دیا اور اُس کے عہد معدلت مہد مین سپاہ اور رعایا شہر کی آسودہ حال تھی اور یہ اول بادشاہ ہند ہی کہ جس نے غلامان حبشی پر نظر الطاف مبذول کر کے معزز کیا اور قریب آٹھ ہزار حبشی بہم پہونچا کر مثل وکالت اور وزارت اور امارت وغیرہ کے خدمات جلیل اُن سے رجوع فرمائین اور سلاطین گجرات اور دکن نے بھی تقلید کر کے اُس گروہ یعنے حبشیون کی عزت و اعتبار مین کوشش فرمائی اور باربک شاہ نے سترہ برس عمر عزیز بدولت و اقبال بسر کی اور ۸۷۹ھ آٹھ سو اُناسی ہجری مین اُس کی شمع حیات گلگیر اجل سے منقطع ہوئی

ذکر یوسف شاہ ولد باربک شاہ کی حکومت کا

جب اُس کے باپ نے عالم گذران سے کوچ کیا یوسف شاہ تخت و تاج پر قابض ہوا اور شیوہ عدل و داد مروج رکھا اور یہ بادشاہ خلعت علم و فضل سے آراستہ تھا امر معروف اور نہی منکر مین مبالغہ فرماتا تھا اور اُس کے عہد مین کسی کو مجال نہ تھی کہ اُس کے حکم سے تجاوز کر کے علانیہ شراب پیتا صدور علما کو اکثر بار اپنے حضور طلب کر کے بتاکید تمام فہمایش کرتا تھا کہ تم مہمات شرعی مین کسی کی جانبداری نہ کرنا وگرنہ ہمارے تمھارے درمیان صفائی نہ رہے گی اور ایذا بہت پہونچاؤن گا اور چونکہ خود بھی علم سے بہرہ رکھتا تھا اکثر معاملات مین کہ قاضی عاجز ہو تے تھے انھین خود بنفس نفیس فیصل کرتا تھا الغرض ۸۸۷ھ آٹھ سو ستاسی ہجری مین طومار اُس کی زندگی کا پیچیدہ ہوا یعنے دار فنا سے دار البقا کی طرف خرامان ہوا مدت اُسکی سلطنت کی سات سال و چھ ماہ تھی

ذکر سکندر شاہ کے سرداری پانے اور بعد دو مہینے کے معزول ہونے کا

بعد وفات یوسف شاہ امرا اور وزرا نے بدون تحقیقات سکندر شاہ کو تخت سلطنت پر بٹھایا جب استحقاق اُسکا ثابت نہ ہوا اُسے معزول کر کے فتح شاہ کو سریر جہانبانی اور تخت کشورستانی پر متمکن کیا ـــ

تذکرہ فتح شاہ کی حکومت کا

منقول ہے فتح شاہ عالم اور دانا تھا سلاطین سلف کے رسوم پیش نہاد ہمت کر کے ہر ایک امرا کے فراخور

عدل و داد کو مروج کر کے اپنے عہد کا نوشیرواں ثانی ہوا اور سترہ برس چند مہینے نہایت استقلال اور مضبوطی
سے بنگالہ اور لکھنوتی میں بادشاہی کی سنہ ۸۱۲ آٹھ سو بارہ ہجری میں اجل طبیعی سے روضۂ رضواں کی
طرف خراماں ہوا اسکا بیٹا احمد سلطان بجائے اسکے تخت سلطنت پر قائم ہوا۔

ذکر سلطان احمد بن سلطان جلال الدین کی سلطنت کا

جب سلطان جلال الدین نے داعی اجل کو لبیک کہا یعنی مرگیا اعیان حضرت نے اس کے فرزند
کو شاہ احمد شاہ خطاب دے کر باپ کا جانشین کیا اُس نے بھی پیروی اپنے پدر بزرگوار کی کر کے
داد و دہش میں کوشش کی یعنی خلائق کثیر کو بحر انعام و احسان میں غریق کیا اور آخر سنہ ۸۳ آٹھ سو
تیس ہجری میں قضائے الٰہی سے فوت ہوا اور مدت شاہی اُس کی سولہ برس تھی۔ فقط

ذکر ناصر الدین غلام کے خروج کا وارث ملک پر

جب تخت سلطنت شاہ احمد شاہ بن جلال الدین شاہ سے خالی ہوا اس کے غلام ناصر الدین نام نے
از روئے جرأت تخت شاہی پر قدم رکھکر کفران نعمت پر کمر باندھی اور صاحبزادوں کے قتل میں جو وارث
ملک تھے کوتاہی نہ کی آخر کو نقصان دنیا اور آخرت کا اسے نصیب ہوا اور بعد سات روز اور بقولی
اسی دن امرائے سلاطین بنگرہ کے ہاتھ سے قتل ہوا اور ناصر شاہ کہ سلطان شمس الدین بھنگرہ
کی اولاد سے تھا اپنے باپ اور دادا کی مسند حکومت پر جلوہ گر ہو کر مہمات سلطنت میں مشغول ہوا۔

ذکر سلطان ناصر الدین شاہ بھنگرہ کی سلطنت اور جہانداری کا

زمانہ کی عجائب و غرائب سے یہ کہ بعد انقراض سلطنت سلاطین بنگرہ کہ سالہائے دراز گذرے تھے پھر اسکی
حکومت نے دوبارہ اُس کی اولاد پر خاندان قدیم میں بازگشت کی اور دور اقبال کا ادبار سے مبدل ہوا تھا
پھر ہما کے مانند سایہ گستر سعادت ہوا ناصر شاہ کہ اُس ولایت کی زمینداری میں سکونت اختیار کر کے کاشتکاری
میں مشغول تھا اور اُسے اصلا سلطنت کا گمان نہ تھا اخلاص کی برکت سے رتبۂ جہانبانی پر پہونچکر بادشاہ عالی مقام
ہوا اور چونکہ اخلاق حمیدہ اور صفات حسنہ میں موصوف تھا خلائق درگاہ بنگرہ کی جو راجہ کانس اور
جلال الدین اور احمد کے زمانہ میں اطراف و اکناف میں پراگندہ ہوئی تھی خبر اُس کے جلوس کی سنکر
دربار میں حاضر ہوئی عرصہ قلیل میں جمعیت کثیر بہم ہو گئی وضیع و شریف اُس کے سلوک پسندیدہ سے راضی
اور خوش دل ہوئے اور اس سبب سے کہ سلاطین شرقی درمیان سلاطین پوربی اور دہلی کے
حائل ہوئے تھے ستائیس برس بفراغت تمام بلا مزاحمت ایام سلطنت بسر کیے اور سنہ ۸۶۲ آٹھ سو باسٹھ ہجری

رہتے تھے اس نے کبھی بادشاہ دہلی سے مخالفت نہ کی اور اطراف کے راجاؤن نے اُس کے حلقۂ اطاعت سے سر باہر نہ کھینچا مطیع اور فرمان بردار ہوکر مال واجب کے ادا کرنے مین تامل اور توقف جائز نہین رکھتے تھے غرضکہ شاہ موصوف نے دس برس بلا دغدغہ حکومت کی اور ۸۵ھ سات سو پچاسی ہجری مین شربت اجل طبیعی چکھکر مسند زندگی سے برخاست ہوا اُس کی مدت شاہی دس سال اور چند ماہ تھی +

بیان شمس الدین شاہ ثانی بن سلطان السلاطین کی سلطنت کا

جب سلطان السلاطین دار ناپائدار دنیا سے دار البقا کی سمت متوجہ ہوا اعیان دولت نے اُس کے فرزند کو شاہ شمس الدین شاہ خطاب دے کر سریر شاہی پر اجلاس دیا لیکن یہ خرد سالی کے سبب سے خفیف العقل تھا کانس نام کافر کہ خاندان امرا سے تھا اُس نے اُس کے عہد مین نہایت شوکت اور استقلال بہم پہونچایا اور ملک ومال کا صاحب اختیار ہوا جب سلطان شمس الدین عالم باقی کی طرف ۷۸۷ھ سات سو ستاسی ہجری مین خرامان ہوا کانس نشان حکومت بلند کرکے مسند جہانبانی پر متصرف ہوا مدت سلطنت شاہ کی تین سال اور چند ماہ تھی

ذکر راجہ کانس غدار کی حکمرانی کا

راجہ کانس ہر چند مسلمان نہ تھا لیکن مسلمانون سے آمیزش اور محبت اس قدر رکھتا تھا کہ بعضے مسلمان اُسکے اسلام کی گواہی دے کر چاہتے تھے کہ بطریق اہل اسلام اُس کی لاش پیوند زمین کرین بہرکیف تاج خسروی سر پر رکھکر تخت پر بیٹھا اور سات برس حسب دلخواہ حکمرانی کی آخر کو عالم نیستی کا راستہ لیا پھر اُس کا بیٹا شرف اسلام سے مشرف ہوکر تخت فرماندہی پر متمکن ہوا

ذکر جتمل ولد کانس المخاطب بسلطان جلال الدین کی حکومت کا

جتمل نے بعد فوت پدر اعیان وارکان درگاہ کو بلا کر فرمایا کہ مجھپر حقیقت وسچائی دین محمدی ظاہر ہوئی مجھے اس دین حق قبول کرنے سے چارہ نہین ہی مین تو خواہ مخواہ مسلمان ہون اگر تمھین میری سلطنت سے انحراف نہو اور میری شاہی قبول کرو قدم اس تخت جلیل القدر پر رکھون اور جو نہین میرے چھوٹے بھائی کو تخت سلطنت پر بٹھاؤ مجھے معاف رکھو تمام امرا نے متفق ہوکر جواب دیا ہم بادشاہ کے مطیع اور فرمانبردار ہین اور امور دنیوی مین مذہب اور دین کا کچھ کام نہین ہی جتمل نے علما اور فضلا سے لکھنوتی کو طلب کرکے کلمۂ شہادت زبان پر جاری کیا اور اپنا لقب سلطان جلال الدین رکھکر تخت حکومت پر قدم رکھا

گھوڑے تاری اور ترکی مع تحف وہدایائے دیگر ملک سیف الدین شحنہ فیل کے ہاتھ شاہ شمس الدین کے واسطے بھیجا ابھی ملک سیف الدین شحنہ فیل اور ملک تاج الدین بہار سے آگے نہ بڑھے تھے کہ شاہ شمس الدین فوت ہوا اور ملک سیف الدین نے موافق حکم بادشاہی کے وہ گھوڑے امرائے بہار کو دیئے اور ملک تاج الدین دہلی کی طرف راہی ہوا شاہ شمس الدین کی مدت سلطنت سولہ برس اور چند ماہ تھی +

ذکر شاہ سکندر بن شاہ شمس الدین کی سلطنت کا

جب شاہ شمس الدین نے اس دار ناپائدار سے دار البقا کی طرف رحلت کی تیسرے دن اس کا بڑا بیٹا امرا اور افسرون کی بتجویز تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور اُس نے اپنا خطاب شاہ سکندر رکھکر عدل واحسان کی بشارت دی اور مہمات شاہی میں مشغول ہوا اور سلطان فیروز شاہ کی رضامندی اپنی اور انسب جان کر پچاس ہاتھی اور قسم قسم کا اقمشہ برسم پیشکش بھیجا اُس وقت کہ سنہ ۷۶۰ھ سات سو ساٹھ ہجری تھے بادشاہ فیروز شاہ بعزم تسخیر بنگالہ لکھنوتی کی طرف متوجہ ہوا سلطان سکندر بھی بقدر طاقت سامان جنگ مین مشغول ہوا اور قلعوں کو اور مکانوں کو مضبوط کیا اور سلطان فیروز شاہ ظفر آباد مین پہونچا سلطان سکندر نے بھی رسم پدر باتھ سے نہ دی قلعہ اکدالہ میں متحصن ہوا اور جو طاقت برابری کی نہ رکھتا تھا پیشکش ہر سالہ قبول کرکے بادشاہ کو عزم جنگ سے باز رکھا وہ اسے دار الملک کی طرف راہی ہوا بادشاہ ابھی بندوہ میں تھا کہ پیشکش ۳۰ زنجیر فیل اور سال وافر اور اقمشہ متکاثر خدمت میں بھیجکر معذرت چاہی اور آئین باپ کا اختیار کرکے تمام عمر عیش وعشرت مین بسر کی مدت اُس کی سلطنت کی نو برس اور چند ماہ تھی +

ذکر شاہ غیاث الدین بن سکندر شاہ کا

سکندر شاہ کے بعد اُسکا بیٹا سلطان غیاث الدین تخت پر بیٹھا اُس نے اپنے باپ اور دادا کا آئین اختیار کیا تمام عمر عیش وعشرت مین آخر کی اور سنہ ۷۶۹ھ سات سو انہتر ہجری میں تنگنائے جسمانی سے وسعت آباد روحانی کی طرف خراماں ہوا مدت اُس کی سلطنت کی سات سال اور چند ماہ تھی ۔

ذکر سلطان السلاطین شاہ بن غیاث الدین شاہ کا

جب شاہ غیاث الدین نے انتقال کیا امرا نے اس کے بیٹے کا سلطان السلاطین لقب رکھکر بجائے پدر تخت پر متمکن کیا یہ بادشاہ شجاع اور حلیم اور کریم تھا امرا اور وزرا اسکی کاروانی اور دانائی سے محتاط

ورست کر کے اپنا نام سلطان علاء الدین رکھا اور ۷۴۱ھ سات سو اکتالیس ہجری میں فخر الدین لکھنوتی کی طرف گیا اور علی مبارک سے جنگ کر کے مارا گیا مدت فخر الدین کی سلطنت کی دو سال اور چند ماہ تھی *

ذکر علی مبارک المخاطب بسلطان علاء الدین کی حکمرانی کا

جب سلطان علاء الدین نے فخر الدین کو قتل کیا باستقلال تمام لکھنوتی مین تھانہ بٹھا کر بنگالہ کی طرف متوجہ ہوا اور بعد چند روز کے ملک حاجی الیاس کہ حاجی پور اس کا آباد کیا ہوا ہے سلطان علاء الدین کے لشکر کو ساتھ اپنے متفق کر کے لکھنوتی اور بنگالہ کو اپنے قبض و تصرف مین لایا علاء الدین شاہ کو مار کر اپنا نام شاہ شمس الدین رکھا سلطان علاء الدین کی مدت سلطنت ایکسال اور پانچ ماہ تھی

تذکرہ حاجی الیاس المشہور بہ سلطان شمس الدین بھنگرہ کی سلطنت کا

جب شاہ علاء الدین مارا گیا تمام ملک لکھنوتی اور بنگالہ کا حاجی الیاس کے تصرف مین آیا باتفاق امرا اپنا سلطان شمس الدین شاہ بھنگرہ خطاب دے کر خطبہ اپنے نام پڑھا اور اُس کا لقب بھنگرہ ہے لیکن وجہ تسمیہ اسکی مولف کو معلوم نہوئی الغرض بعد چند روز کے امرا اور سپاہ کی دلجوئی کر کے ولایت جاجنگر کی طرف کہ بعد محمد بختیار کے مسلمانون کے تصرف سے برآوردہ ہوئی تھی کوچ فرمایا اور اُس نواح مین جا کر ہاتھی نامی بہم پہونچا کر اپنے دار الملک کی طرف مراجعت کی چنانچہ تیرہ برس اور کئی مہینے تک کوئی بادشاہان دہلی سے اُس کا متعرض نہوا اور وہ باستقلال تمام امر بادشاہی مین مشغول رہا من بعد شوال کی دسوین تاریخ ۷۵۴ھ سات سو چون ہجری مین سلطان فیروز شاہ مع لشکر گران دہلی سے لکھنوتی کی طرف متوجہ ہوا اور شاہ شمس الدین قلعہ اکدالہ مین قلعہ بند ہوا تمام ولایت بنگالہ خالی چھوڑی سلطان فیروز شاہ اکدالہ کی سمت متوجہ ہوا اور جب اس کے اطراف مین پہونچا شاہ شمس الدین نے قلعہ سے برآمد ہو کر جنگ صف کی بہت آدمی طرفین سے مارے گئے پھر شاہ شمس الدین نے بھاگ کر قلعہ اکدالہ مین پناہ لی اور ہاتھی نامی اور کلان جو جاجنگر سے لایا تھا سلطان فیروز شاہ کے ہاتھ آئے جب موسم برسات آیا اور بارش بکثرت شروع ہوئی سلطان فیروز شاہ دہلی کی طرف گیا اور ۷۵۵ھ سات سو پچپن ہجری مین شاہ شمس الدین نے پیشکش بہت جو لائق مجلس شاہون کے ہو بصحابت ایلچیان سخندان بھیجے اور بادشاہ فیروز شاہ نے طریق التفات ایلچیون پر جاری رکھکر اُنھین رخصت کیا شاہ شمس الدین نے اواخر ۷۵۶ھ سات سو چھپن ہجری مین پھر ملک تاج الدین کو مع پیشکش وافر دہلی کی طرف روانہ کیا بادشاہ فیروز شاہ نے زیادہ تر تفقد ایلچیون کے احوال پر مبذول فرمائی اور چند روز کے بعد

ہوا تو ۷۴۷ھ سات سو سنتالیس ہجری میں اس کے اثاثہ پر متصرف ہوکر ایسا فخر الدین خطاب کیا اور اس ولایت کا خطبہ اپنے نام پڑھکر افواج کے فراہم کرنے میں کوشش کی اور سلطان محمد تغلق نے اس امر سے آگاہی پاکر قدر خان حاکم لکھنوتی کو مع ایک جماعت امرا مثل عزیز الدین یحیٰی اور فیروز امیر کوہ کو اسکے سر پر نامزد کیا جب مقابل ہوئے فخر الدین شکست پاکر جنگل دور دست کی طرف بھاگا اور گھوڑے ہاتھی اس کے مردم قدر خان کے ہاتھ آئے اور قدر خان نے رہین استقامت کی باقی امرا اپنی جاگیرون پر روانہ ہوئے جب موسم برسات آیا اور قدر خان زر جمع کرنے میں مصروف ہوا سپاہ کی فراہمی سے غافل رہا اور ارادہ اس کا یہ تھا کہ بعد برسات سلطان کی خدمت میں حاضر ہوکر پیش تخت زر سرخ و سفید کا انبار کروں بعد ازان فخر الدین یہ خبر سنکر پوشیدہ آدمی اپنے لشکریوں کے پاس بھیجکر ان سکو موافق کیا اور وعدہ کیا کہ جس وقت قدر خان پر فتح پاؤنگا خزائن تم پر تقسیم کرونگا اور جب فخر الدین مع لشکر جنگل سے برآمد ہوکر سنارگانوں کی طرف متوجہ ہوا سپاہیان عاصی اور امیران باغی نے اتفاق کرکے قدر خان کو قتل کیا اور خزانہ اٹھاکر فخر الدین کے شریک ہوئے اور فخر الدین نے وعدہ پورا کیا اور وہ تمام زر انھیں ارزانی رکھا اور سنارگانوں کو تختگاہ کرکے اس ملک کی حکومت میں مشغول ہوا اور اپنے غلام مخلص نام کو مع لشکر کثیر لکھنوتی کے ضبط و انتظام کے واسطے مقرر کیا اور علی مبارک جو قدر خان کے لشکر کا بخشی تھا اس نے ہمت اور مردانگی کرکے اور روے اخلاص اور دولتخواہی ایک جماعت کو ساتھ اپنے موافق کیا اور مخلص سے لڑا اور اسے شکست دے کر قتل کیا اور عریضہ سلطان محمد تغلق کے پاس بھیجا کہ اگر حکم ہووے لکھنوتی کے انتظام میں مشغول ہوں لیکن سلطان نے اسکو جواب نہیں دیا اور یوسف نام دہلی کے کوتوال کو لکھنوتی کا ناظم کرکے روانہ کیا اور وہ لکھنوتی مین نہ پہونچا تھا نے اجل سے مرگیا اور مملکت لکھنوتی علی مبارک شاہ کے قبضہ مین رہی جو سامان شاہی مہیا تھا آپ کو سلطان علاء الدین مشہور کیا تھوڑی عرصہ میں ملک الیاس نام کہ اس نواح میں رہتا تھا اس نے لشکر جرار لے کر لکھنوتی پر حملہ لاکر بہ دغا سلطان علاء الدین کو قتل کرکے اپنے تئیں سلطان شمس الدین مخاطب کیا اور ۷۴۱ھ سات سو اکتالیس مین سنارگانون پر چڑھائی کی اور ملک فخر الدین کو زندہ گرفتار کرکے لکھنوتی میں لایا اور اسکی گردن مین پھانسی ڈال کر لٹکایا اور خطبہ و سکہ اپنے نام جاری کیا لیکن نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تالیف مین تحریر کیا ہے کہ ملک فخر الدین قدر خان کا سلاحدار تھا اور اسے لکھنوتی میں اپنے ولی نعمت کو غدر سے قتل کرکے نام شاہی اپنے اوپر اطلاق کیا تھا اور اپنے مخلص نام غلام کو مع لشکر آراستہ بنگالہ کی سمت بھیجا ملک علی مبارک بخشی لشکر قدر خان کا مخلص سے لڑا اور اسے شکست دے کر اس کے اثاثہ حشمت اور سار و یراق پر جو اس کے ہمراہ تھا متصرف ہوا سلطان فخر الدین جو تو دولت تھا اور اپنے آدمیوں سے اطمینان خاطر رکھتا تھا ملاحظہ کرکے علی مبارک کے سر پر نہ گیا یہاں تک کہ علی مبارک نے لینا سامان

اور جنگ سے خستہ تھے اس قدر لشکر کثیر کے مقابلہ کی طاقت اپنے مین مفقود دیکھکر ہنگام شب کو کوچ
کرکے عازم مراجعت ہوئے جو حکام تبت نے مواضع عبور مین علف وغیرہ کو آگ دے کر جلا دیا تھا اس وجہ
سے اذوقہ بہت کم پہونچتا تھا بہ محنت و مشقت فراوان ولایت راے کامرود مین پہونچا اتفاقاً وہ دو امیر
کہ پل کی محافظت کے واسطے مقرر تھے آپس مین مناقشہ کرکے پیشتر راہی ہوگئے اور کفار کامرود کو کہ ان
دو امیرون کے سبب بہت ایذا پہونچی تھی سبھون نے اتفاق کرکے اس پل کے دو در مسمار کرکے راہ
عبور بند کی تھی محمد بختیار کی آنکھ زمانہ کی بازی سے خیرہ ہوئی اُس نواح کے ایک بتخانہ مین جو نہایت
سنگین اور بلند تھا مع فوج در آیا راے کامرود کو خبر ہوئی کہ محمد بختیار پریشان ہوکر اس بتخانہ مین
داخل ہوا ہے اس واسطے فرصت پاکر اس حدود کی تمام سپاہ اور رعایا کو حکم دیا کہ جو جنگ صف لشکر
اسلام سے دشوار ہے لازم کہ بطور تاخت جاکر بتخانہ کے دروازے مسدود کرکے مسلمانون کو باہر آنے
سے مانع ہووین کہ تشنگی اور گرسنگی سے عاجز ہوکر ہلاک ہووین محمد بختیار خلجی اُن کے ارادہ سے واقف
ہوکر بتخانہ سے نکل آیا اور اس دریا کے ساحل پر نزول کرکے عبور کی تدبیر کرنے لگا ناگاہ ایک سوار نے گھوڑا
دریا مین ڈال کر عبور کیا لوگ سمجھے کہ پایاب ہے تعاقب کفار کے خوف سے سب ایکبارگی پانی مین
داخل ہوئے جو ہر جگہ پایاب نہ تھا محمد بختیار مع ایک سو سوار ساحل سلامت پر پہونچا باقی تمام افواج
اس دریاے خون آشام مین ڈوب گئی رحمت اللہ کی اُن سب پر ہو جیو محمد بختیار اپنی ولایت کی سمت راہی ہوا
جب دیوکوٹ مین پہونچا وفور غم و اندوہ سے کہ اُس کے دل مین راہ پایا تھا بیمار ہوا اور کہتا تھا کہ شاید سلطان
معز الدین محمد سام کو کوئی حادثہ پیش آیا جس کی وجہ سے زمانہ ہم سے پھر گیا اور بخت یار نے یاوری سے
کنارہ کیا اور حالانکہ انھین دنون مین سلطان معز الدین شہید ہوا تھا اور جب یہ خبر محمد بختیار کے ممالک مین
مشہور ہوئی خلجیون کی عورتین اور لڑکے جو تلف ہوگئے تھے اپنے شوہرون کی تحقیق کے واسطے دیوکوٹ
مین آئین اور راستون اور کوچون مین ایستادہ ہوکر محمد بختیار کو بد دعا اور گالیان دیتی تھین اور محمد بختیار
اس حال کے مشاہدہ سے زیادہ تر غمگین ہوا اور سنہ ۶۰۲ھ چھ سو دو ہجری مین اس دار ناپائدار سے
دار البقا کی طرف سفری ہوا اور طبقات ناصری مین مسطور ہے کہ علی مردان خلج جب اس حادثہ سے
واقف ہوا اپنی جاگیر سے دیوکوٹ مین آیا اور محمد بختیار کے مکان مین کہ کسی نے اُسے تین دن سے
نہ دیکھا تھا داخل ہوا اور چادر اُس کے منہ سے ہٹا کر ایک خنجر جگر شگاف سے اُس کا کام تمام کیا بہر تقدیر
جنازہ اُس کا پہاڑ مین لے جاکر مدفون کیا اُس کے بعد امراے پادشاہان دہلی نے اُس ولایت کی
حکومت کی چنانچہ احوال انکا بادشاہان دہلی کے ضمن مین مذکور ہوا ہے

سرفراز ہونا سلطان فخر الدین کا دیار شرقی کی سلطنت پر

ملک فخر الدین حاکم بنگالہ قدر خان کا سلاحدار تھا اُس کی شمشیر لیے رہتا تھا جب وہ ستارگانوں مین فوت

اس کی مدد کو چھوڑا اور علی مردان خلج کو کہ وہ بھی عمدہ سرداروں سے تھا اسکو دیوکوٹ اور بارسول کے
کے انتظام کے واسطے مقرر کیا اور خاطر تخت گاہ اور ولایت سے جمع کر کے مع بارہ ہزار سوار انتہائی پہاڑوں
کی طرف کہ لکھنوتی اور تبت کے درمیان ہیں متوجہ ہوا اور خلقت ان پہاڑوں کی تین قسم کی ہے ایک
کنچ دوسری کوچ تیسرے تھار اور وہ تمام ترک چہرہ ہیں اور ان کی زبان ترکی اور ہندی آمیز ہے
ایک زمیندار میچ سے کہ وہ ہندوستان کی سرحد میں رہتا تھا محمد بختیار کے ہاتھ گرفتار ہوا اور اسکے
ہاتھ سے مشرف اسلام ہو کر علی میچ مشہور ہوا چنانچہ وہی راہ نما ان کوہستان حالستان کا ہوا اور اس نے
اسے اس اطراف واکناف کے ایسے ایک شہر میں پہونچایا کہ امردہن نام رکھتا تھا اور اس شہر کے آگے
ایک نہر روان تھی کہ عرض وعمق اس کا دریاے گنگ سے چوگنا تھا اور اسے نیکری کہتے تھے حسن اتفاق
کہ گرشاسپ بلاد ترکستان سے ہندوستان کی طرف آیا شہر امردہن کو احداث فرمایا اور دریا کے بالاے
آب دس روز کے راستہ پر جا کر وہ مقام کہ لائق پل باندھنے کے تھا ایک پل بیج اور پتھر تراشیدہ سے تیار
کر کے کامرود میں آیا محمد بختیار علی میچ کی رہبری اور ہدایت سے بالاے آب کا راستہ لے کر کھیڑا اور پہاڑوں
میں روانہ ہوا یہاں تک کہ اس پل پر پہونچا اور دو امرا ایک ترک اور دوسرے خلج کو محافظت کے لیے
پل پر مقرر کیا اور خود عبور کر کے نواح تبت میں آیا راے کامرود کہ جرأت اور بہادری محمد بختیار کی غائبانہ
سنکر اسکے ساتھ طریق نرمی اور ملائمت جاری رکھتا تھا اس جانب کے عبور سے آگاہی پاکر اپنے معتمدوں
کو اسکے پاس بھیجکر دشواری راہ تبت اور سنگینی قلعجات سرحدی سے اطلاع دیکر التماس کی کہ امسال
سال ولایت تبت کی تسخیر موقوف رکھیے دوسرے سال ہمراہ لشکر اسلام کے میں بھی چلونگا لیکن
محمد بختیار نے کہ اس کا بخت برگشتہ تھا یہ امر قبول نہ کیا بلکہ اور لوگوں کی بھی نصیحت گوش ارادت سے
نہ سنی جلد تبت کی طرف روانہ ہوا پندرہ دن درمیان پہاڑوں سخت کے قطع مسافت کی سولھوین دن
پہاڑوں کو طے کر کے ایک صحراے مسطح میں پہونچا ایک مملکت نہایت معمور اور آباد نظر آئی الغرض لشکر
اسلام قلعہ اور شہر کو جو مقابل ایک دوسرے کا تھا محاصرہ کر کے نہب وغارت میں مشغول ہوا اور وہاں
کے حاکم نے بہیئت مجموعی جنگ پر آمادہ ہو کر مسلمانوں کو قلعہ اور شہر سے نکال دیا اور صبح سے تا شام
معروف وغا ہو کر بہت مسلمانوں کو مجروح اور خستہ کیا اور وہ جماعت زرہ اور جوشن اور سپر اور خود باندھے
تھی اور وہ خلقت تمام تیر انداز اور لمبے آدمی نیزہ وار رکھتے محمد بختیار اس شب قلعہ کے گرد فرو کش
ہوا صبح جواب غفلت اور بے فکری سے بیدار ہوا اور اس ولایت کے خصوصیات دریافت کیے معلوم
ہوا کہ اس مقام سے پندرہ کوس پر ایک شہر ہے اسے کرم سین کہتے ہین پچاس ہزار ترک خونخوار نیزہ دار
وہاں رہتے ہیں اور ہر روز ایک ہزار اور پانسو گھوڑے اس بازار میں فروخت ہوتے ہیں اور تمام
گھوڑے اس مقام کے شہر لکھنوتی میں پہونچتے ہیں جو مردم لشکر اسلام اس روز راستہ کے تھکے ہوئے

نجومیون اور برہمنون کی کہ حکماے عصر تھے اُنھون نے راجہ سے عرض کی کہ کتب متقدمین مین مرقوم ہی
کہ فلان تاریخ یہ مملکت ترکون یعنے مسلمانون کے ہاتھ آویگی جب وہ وقت قریب آوے بہتر یہ ہی
کہ راجہ ایسا انتظام کرے کہ تمام آدمی اس مملکت سے نکل جاوین کہ ہم ترکون کے فساد سے امین
رہین راجہ نے پوچھا وہ مرد کہ لشکر اسلام کا سپہ سالار ہوگا کچھ علامت رکھتا ہی تاکہ اُس کے ذریعہ سے
حقیقت حال معلوم کرین بولے ہان کتب معتبرہ مین اُس کے آثار اور علامات اس طرح مسطور ہین کہ
جب وہ ایستادہ ہوکر اپنے ہاتھ لٹکا دے انگلیان اس کی کف دست کی ساق تک پہونچین پھر لکھمنیے نے
اپنے معتمدون کو اطراف و جوانب مین بھیجکر ایسے شخص کی تلاش کرائی اُنھون نے بعد جستجوے کمال
محمد بختیار کو ساتھ اُس صفت کے موصوف پایا راجہ کو خبر دے کر ہوشیار کیا اور اس امر سے
برہمنان اور حکماء اُس دیار کے درمیان مین اضطراب عظیم پڑا اور وہ لوگ اپنے مضمون کتب
کے بموجب بر سبیل استعجال بعضے جگن ناتھ کی طرف اور بعضے کامرو کو اور بعضے انتہاے بنگ یعنی بنگالہ
کی سمت روانہ ہوئے اور نقل مکان مین حتی الامکان کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا لیکن لکھمنیہ ترک مملکت
موروثی اور وطن اصلی سے نقل مکان پر راضی نہوکر براہمہ کا ساتھ نہ دیا محمد بختیار اُسی عرصہ مین بقصد
تسخیر ولایت راے عدالت شعار نواح بہار سے سوار ہوکر ایسا یکبست برق آسا کو جولان کیا کہ قبل
اُس سے باد سریع السیر دارالملک شہر نودیا مین خبر نہ پہونچا سکے اور ایسے وقت مین کہ راے عدالت
شعار کے روبرو دسترخوان مائدہ نعمت کا بچھایا جاتا تھا ناگاہ قصر کے دروازہ پر پہونچا راجہ برہنہ اور
سراسیمہ اُس محل کے دوسرے دروازہ سے نکل گیا اور تنہا کشتی مین سوار ہوکر جگن ناتھ اور کامرو
مین دم لیا اور اُسی عرصہ مین با دل پرحسرت زیر خاک منزل گزین ہوا اور محمد بختیار نے شہر نودیا کہ جو ما بین
لکھنوتی اور بنگالہ تھا خراب کرکے آبادی کا نام و نشان باقی نہ رکھا اور ولایت لکھنوتی پر مع بسیاری
پرگنات بنگالہ متصرف ہوکر خطبہ اور سکہ اس ممالک اور جاجنگر اور بہار اور دیوکوٹ اور مارسوی کا اپنے
نام کیا اور بنگالہ کی سرحد مین شہر نودیا کے عوض ایک شہر موسوم برنگ پور بسا کر اپنا دارالملک بنایا
اور مسجدین اور عبادت خانے اور مدرسے اس شہر اور ولایت مین بجاے معابد کفار برسم و طریق
اسلام بر رونق و رواج تمام مزین اور محلے کئے اور غنائم نفیس کہ ان سنوات مین اُس کے
ہاتھ آئے تھے سلطان قطب الدین کے واسطے بھیجکر حسن اعتقاد اور نیک ذاتی اپنی عالم پر ظاہر کی
اور بعد چند سال کے اُس مملکت کو بخوبی تمام زیر نگین کرکے زمینداران اور راجگان اطراف بنگالہ کو مطیع
اور منقاد کیا اور اُسکے آفتاب اقبال نے روز بروز عروج اور ترقی کی یہان تک کہ ولایت تبت اور
ترکستان کی تسخیر کا سودا اس کے دماغ مین جاگزین ہوا محمد شیر خان خلجی کو کہ سپہ سالار تھا ولایت جاجنگر
اور لکھنوتی اور دوسری ولایت اور ممالک کا نائب کیا اور اُس کے بھائی کو کہ وہ بھی امراے کبار سے تھا

پھر سبھوں نے یہ عرض کی کہ محمد بختیار کے جوڑ کا ہاتھی تمام ہندوستان میں دستیاب نہیں ہوتا یہ سنکر سلطان قطب الدین نے محمد بختیار سے فرمایا کہ یہ گیند اور یہ میدان ہے اگر ارادہ جنگ اور حوصلہ آویزش ہو بسم اللہ محمد بختیار نے جب یہ کلام سنا جرأت اور غیرت سے نہ کہہ سکا کہ یہ میں نے ارادہ نہیں کیا القصہ جنگ پر مستعد ہوا اور وہ گرز کہ ہاتھ میں رکھتا تھا لے کر اُس فیل کوہ تمثیل کے مقابل ہوا اور اُس کی صولت کو شوکت فیل شطرنج کی طرح تصور کر کے قدم میدان بہادری میں جمایا اور نہایت قوت اور پھرتی سے ایسا گرز اُس کے دانتوں کے مابین اور خرطوم پر مارا کہ اُس کے صدمہ سے دانت اُس کے ہل گئے دوسرا وار اس پر کیا چاہتا تھا کہ ہاتھی چنگھاڑ مار کر شکست فیل افگن کے سامنے سے بھاگا اور حاضرین اور حاسدین نے انگشت حیرت دنداں تفکر سے داب کر صدائے تحسین و آفرین بلند کی اور قطب الدین ایبک نے ہمت اسکی پرورش پر مصروف کر کے اُسے دربار میں اس قدر نقد و جنس سے سرفراز فرمایا کہ قلم دو زباں اُس کی شرح سے عاجز ہے اور محمد بختیار نے علو ہمتی اور بلند حوصلگی سے جو کچھ پایا تھا مردم درگاہ پر نثار کیا اور مع خلعت خداوند دوست نواز اور دشمن گداز اپنے مکان پر آیا دوسرے دن فرمان شاہی حکومت بہار اور لکھنوتی مع سراپردہ سرخ اور نوبت و نشان سے اختصاص پایا بعضے کہتے ہیں لکھنوتی عبارت ہے گور اور بنگالہ سے کہ دریائے بزرگ یعنے سمندر کے کنارے تک ہے اور بعضے کہتے ہیں گور سے سرحد بہار تک لکھنوتی ہے اور گور کے اُس طرف سے سارس اور ساحل سمندر تک بنگالہ ہے اور اُسے حقیقت میں بنگ کہتے ہیں الغرض جب محمد بختیار اس حدود میں پہونچا لکھنوتی اور بنگالہ کی تسخیر میں کوشش کی اور وہ ملک لکھمنیہ ولد رائے لکھمن کے تصرف میں تھا مورخان ثقات نے نقل معتبر یوں مرقوم کیا ہے کہ رائے لکھمن کا باپ تحت شہر نودیا ممالک لکھنوتی میں تھا اور اسکی رانی نہایت عاقلہ تھی جب وہ اُس فرمانروا سے حاملہ ہوئی اور وضع حمل کا وقت پہونچا منجمان برہمہ صاحب وقوف اور طالع شناس کو طلب کر کے وقت تولد کی سعادت و نحوست کی تفتیش فرمائی سبھوں نے متفق اللفظ والمعنی یہ جواب دیا کہ اگر یہ لڑکا اس ساعت میں پیدا ہوگا ظاہراً شقاوت اور بدبختی میں زمانہ بسر کریگا اور جو دو ساعت یعنے دو گھڑی کے بعد پیدا ہوگا مسند شاہی پر متمکن ہوگا اس عاقلہ نے یہ سنکر فرمایا کہ اس کے دونوں پاؤں باندھ کر حلول وقت سعید تک سرنگون لٹکا دیں پرستاروں نے اُس کے حکم کے موافق عمل کیا من بعد وہ لڑکا پیدا ہوا لیکن وہ ضعیفہ اس صدمہ سے جانبر نہ ہوئی لکھمن اور ارکان دولت نے اس مولود کا نام لکھمنیہ رکھکر دایہ کے سپرد کیا جب سن رشد اور تمیز کو پہونچا لکھمن فوت ہوا اور وہ بجائے پدر تخت پر بیٹھا اور تاج سرداری زیب سر کر کے اسی برس اس مملکت میں کہ نہایت وسیع اور کشادہ تھی برسر حکومت رہا اور کمال عدل سے کسی پر ظلم و تعدی جائز نہ رکھتا تھا اور ایسا سخی تھا کہ اپنی ناموری کے واسطے کسی کو لاکھ روپیے سے انعام کم نہ دیتا تھا قاضی منہاج السراج جرجانی کہتا ہے کہ جماعت

دیا محمد بختیار خلجی ہی مخفی نہ رہے کہ محمد بختیار بلاد غور اور گرمسیر کے اکابر سے ہے اور سلطان غیاث الدین محمد سام
کے عہد مین غزنین مین آیا اور اُس کے بعد ہندوستان مین آن کر ملک معظم حسام الدین تعلبک کہ امراے کبار
سلطان شہاب الدین سے تھا اُس کی ملازمت مین حاضر ہوا اور ملک مذکور کے مساعی جمیلہ سے بعضے
پرگنے درمیان دوآب کے اور اُس پار گنگا کے جاگیر پائے اور جبکہ آثار شجاعت اور بہادری کے
اُس کے چہرے سے ظاہر ہوے پرگنہ کنبلہ اور بتیالی بھی اُسکے تفویض ہوا اور وہ نہایت سخی اور
شجاع اور عاقل تھا اور ہیئت اُسکی نادرات اور عجائبات سے خالی نہ تھی ازانجملہ ایک یہ امر تحقیق تھا کہ
جب وہ سر قد ہو کر ہاتھ زانو پر چھوڑتا تھا اُس کی اُنگلیاں اُس کے زانون کے نیچے گذرتی تھین اور
جوکہ ہمیشہ ولایت بہار اور منیر پر تاخت لا کر قسم قسم کے غنائم دستیاب کرتا تھا اور اس طرف کے سرکشون کو
زیر کرکے عاجز رکھتا تھا کوئی اُس سے آنکھ نہین ملا سکتا تھا تھوڑے عرصہ مین اسباب شوکت اور سامان
تجمل اُس کا اندازہ سے زیادہ ہوا اور ایک جماعت کہ غور اور غزنین اور خراسان سے ہندوستان مین
آن کر پراگندہ تھی اسکی سخاوت کا آوازہ سُنکر اُسکے پاس فراہم ہوئی اور جب شمہ اس امر سے
قطب الدین ایبک پر ظاہر ہوا اُس کی پرورش مین کوشش کر کے خلعت شادیانی اور سرفرازی
کا اُس کے واسطے بھیجا محمد بختیار خلج اس التفات سے نہایت قوی پشت ہوا اور جیسے صرصر خزان سے
باغ و بستان برباد ہوتا ہے اُس نے لشکریون کے نہب و غارت سے مملکت بہار کو بے برگ و بار کیا
اور قلعہ بہار کو فتح کر کے وہان کے باشندون کو کہ برہمن پیر اور مر تامن تھے اور داڑھی مونچھ مونڈواتے
تھے تہ تیغ کیا اور جو کتب ان کی دستیاب ہوئی تحقیق اُس جماعت سے کوئی ایسا شخص پیدا نہ ہوا کہ
اُسے پڑھے یا سمجھے لیکن وہان کے آدمیون سے ایسا معلوم ہوا کہ باشندے اس ملک کے کفار تھے
اور اس قلعہ کے رہنے والے تمام مدرس بھی کفار تھے اور لغت ہندی مین بہار مدرسہ کو کہتے ہین اسوجہ
سے اس شہر نے کہ معدن علم تھا ساتھ اس اسم کے شہرت پائی اور بعد اس کے محمد بختیار خلج مع اموال
و غنائم بیشمار قطب الدین ایبک کی ملازمت کے واسطے دار الخلافت دہلی مین پہونچا اور شرف ملازمت
مین فائز ہو کر عنایت ملوکانہ سے سرفراز ہوا اور مرتبہ اس کا اس نہایت کو پہونچا کہ اپنے ہمچشمون مین محسود ہوا
اس صورت مین حاسد قطب الدین ایبک کی مجلس مین وہ باتین کہ جس سے اُس کی کسر شان اور حقارت
و اہانت ہو مذکور کرتے تھے آخر ش ایک دن یہ معروض کیا کہ محمد بختیار فیل مست سے لڑنے کا داعیہ
رکھتا ہے اور روضۃ الصفا کی روایت سے واضح ہوا کہ اس عرصہ مین وہ فیل سفید سے کہ مست ہوا تھا
خود لڑا الغرض سلطان قطب الدین ایبک نے پہلے محمد بختیار کی ہلاکت سے اندیشہ کر کے انکار کیا
اور آخر کو مقربون کے مبالغہ سے اس مین شریک ہوا چنانچہ ایک دن اس نے قصر دہلی کو آراستہ کر کے
اجلاس کیا اور صلاے عام دے کر خلقت کو بلایا اس کے بعد فیلبان فیل سفید کو میدان مین لائے
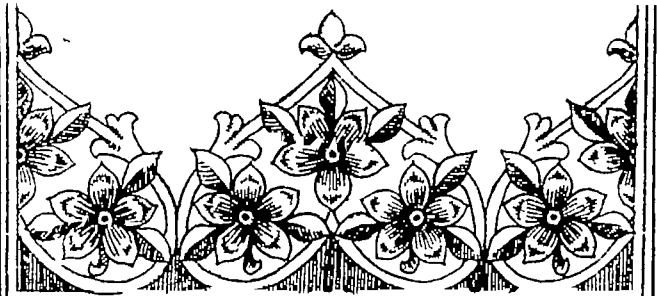
مقالہ ساتوان حکام شرقی اور پوربی کے بیانمین

ارباب اولو الابصار پر پوشیدہ نہ رہے کہ مشرق اور پوربیہ دو لفظ مترادف ہیں ایک عربی اور دوسری ہندی اہالیان ہندوستان نے جو مملکت شرقی دہلی کو وسیع دیکھا اعتبار اور تفرقہ کے واسطے حکام جانپور اور ترہت اور اس نواح کو جو صاحب سکہ اور خطبہ ہوئے سلاطین شرقی کہتے ہین اور والیان بنگالہ اور ستارگانون اور لکھنوتی اور بہار اور جاجنگر اور اس حدود کو سلاطین پوربیہ کہتے ہین

ذکر سلاطین پوربی کہ انکو بنگالی بھی کہتے ہین

بر ضمائر و اقفان احوال ملوک عظام اور عارفان اخبار شہور اور عوام کے خاطر پر مخفی نہ رہے کہ اکثر نسخ کتب تواریخ متداولہ قصایاے سلاطین پوربی اور شرقی کی شرح سے خالی ہین اس واسطے مدار نقل کتاب الفیہ کہ مولفہ اُستادی مولانا احمد تتوی ہے رکھکر دوسری روایتوں مین نہیں مشغول ہوا اگر اس مقالہ مین ناظرین نکتہ سنج کی نظر کیمیا اثر مین کوئی اختلاف گذرے یا غلطی رہگئی ہو تو اُسے بشریت پر محمول کرنا چاہیے کہ مین نے بقدر طاقت بشری بکمال تحقیق و تدقیق ایک ایک حرف اس کا صحیح کیا ہے اور جو کچھ علم ناقص اُس کا محیط تھا درج کیا امید دار عفو ہے والعفو عند کرام الناس مقبول وما ابرئ نفسی ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحم ربی و ما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی محمد و آلہ الطاہرین واصحابہ الراشدین

ذکر محمد بختیار کے غلبہ کا ولایت بہار اور لکھنوتی پر

اول جو شخص کہ بادشاہان اسلام سے اس نواح کی طرف گیا اور اُس حدود میں طریق اسلام کو رواج

پانی تالاب مین جمع رہے اور اُس زمین ہموار پر ایک قلعہ نہایت سنگین اور رفیع احداث ہی نصف عمارت اُس قلعہ کی آسا اہیر نے تعمیر کی تھی اور ما بقی سلاطین فاروقیہ کی ساختہ اور پرداختہ ہی اور راس مین راہ ایسی دشوار گذار ہی کہ پیادہ ہزار خرابی سے اس مین جاتا ہی اور مرکب بغیر راکب بمشقت تمام اُس پر چڑھتا ہی اور فیلہاے کوچک کو بھی رسی مین باندھ کر اوپر لیجا سکتے ہین اور اس قلعہ کے اندر عمارات رفیع اور خوش قطع اور باغ بالکاعف اور حوض پسندیدہ بکثرت ہین اور اُس پر اس طرح کی مسجد جامع تعمیر ہی کہ مثل اس کے شہرہاے معظم مین بہت کم مشاہدہ ہوئی منقول ہی کہ جس وقت اکبر شاہ نے اُس قلعہ کو باامان فتح کیا آگرہ کی طرف مراجعت فرمائی چونکہ نہایت اعتقاد اطوار کفرہ پر رکھتا تھا ایک فرمان لکھا کہ اُس مسجد کو مسمار کر کے بجاے اُس کے ایک بتخانہ تیار کرین لیکن شاہزادہ دانیال اس وقت برہان پور مین تھا اُس نے فرمان کے مضمون پر عمل نہ کیا پھر مین نے آصف خان، خواجہ ابو الحسن تربتی سے کہ اُس نے قلعہ ہاے معظم ہندوستان کو دیکھا تھا پوچھا کہ آپ نے کوئی قلعہ اُس سے مستحکم اور سنگین دیکھا ہی بولا ہان قلعہ رہتاس کا جو ہندوستان کے پورب سمت واقع ہی اس قلعہ سے بہت مضبوط ہی اور دور اس حصار وسیع کا پانچ چھ کوس مین ہی دس بارہ ہزار مرد جنگی اُس کی محافظت اور حراست کر سکتے ہین اور قلعہ آسیر کو ایک ہزار مرد کار آزما نگاہ رکھ سکتے ہین اور سلاطین فاروقیہ نے ایک قلعہ اور پہاڑ کی چوٹی پر دروازہ کی طرف احداث کیا ہی اس کا نام مالیگر رکھا ہی جس وقت کہ اہل قلعہ بہادر خان کے اوضاع ناپسندیدہ سے رنجیدہ ہوئے اور جنگ سے ہاتھ کھینچا مردم اکبر شاہ اس پر متصرف ہوے پس اگر مالیگر مین بھی چند برج تیار کر کے توپ اور ضربزان وغیرہ اُس پر نصب کیے جاوین اور دو سو آدمی جنگی اُس کی محافظت کے واسطے مقرر ہووین اُس قلعہ کا بھی سر کرنا بہت دشوار ہووے الغرض ایسا قلعہ بآسانی تمام اکبر شاہ کے تصرف مین آیا اور سنہ ۱۰۰۸ ایک ہزار آٹھ ہجری مین سلاطین فاروقیہ کی حکومت آخر ہوئی اور اکبر بادشاہ بہادر خان کو دار السلطنت لاہور کی طرف لے گیا اور اُس نے پھر دوبارہ عروس سلطنت کا منہ نہ دیکھا اور اُسکے لڑکون کا سرکار بادشاہی سے وظیفہ اور علوفہ مقرر ہوا اور بہادر خان حضرت نور الدین جہانگیر بادشاہ ولد اکبر بادشاہ کے عہد فرخندہ مہد مین کہ سنہ ۱۰۳۳ ایک ہزار تینتیس ہجری تھی آگرہ کی دار الخلافت مین قضاے الٰہی سے فوت ہوا مدت اس کی سلطنت کی مع محاصرہ تین سال اور کچھ زیادہ تھی واللہ اعلم بالصواب

لیکن اہل قلعہ کو خبر ہوئی کہ اکبر بادشاہ نے ایک جماعت کو جو طلسمات اور جادو سے خوب واقف ہیں یہ حکم دیا ہے کہ وہ علم غیب کی تاثیر سے قلعہ سر ہو جلد ہیں پہنچا دیں اور خود بھی بیت فتح قلعہ تسبیح پڑھتا ہے اور اسامی سیر اعظم اور سیفی جو کہ اعدا کی نگونساری اور موجب فتوحات قلعہ ہے اور مکرر سہ کرر تجربہ بھی کر چکا ہے استعمال کرتا ہے یہ وما اسی کے اثر سے ہے الغرض بہادر خان فاروقی اور تمام اعیان اور ارکان اس کے یہ خبر سنکر سیدست و پا ہوئے اور سر رشتۂ عقل صواب اندیش کا ہاتھ سے دے کر مردم زیادہ کے نکالنے) ور حیوانات کے اخراج اور ازالۂ اسباب عفونت میں کوشش نہ کی ہر چند کہ محافظان قلعہ نے افلاس اور کمی غلہ اور آذوقہ کے بارے میں شکایت اور الحاح کی لیکن بہادر خان فاروقی نے اُن کے احوال پر نظر توجہ نہ کی مردم کارگذار اور جنگی کو پریشان رکھتا اور لیت و لعل میں ایام گذاری کرتا رہا یہاں تک کہ وہ جماعت نہ تنگ آ گئی اور حفاظت قلعہ میں سستی کرنے لگی امرائے اکبری نے محاصرہ کے سبب سے انھیں تنگ اور عاجز کیا اور قلعہ مالیگڑھ کہ قلعہ آسیر کے متصل تھا متصرف ہوئے اور بہادر خان فاروقی باوصف اس کے کہ ذخیرہ میں دس برس کے مصارف کا غلہ قلعہ میں رکھتا تھا اور نقود اور اجناس سے اس قدر مملو تھا کہ محاسب تقدیر کے سوا شمار اور حساب اس کا کوئی نہ کرسکتا تھا لیکن آدمیوں کو کچھ نہ دیتا تھا اس وجہ سے اہل قلعہ نے اتفاق کرکے یہ تجویز کی کہ نشان دشمنی کا بلند کریں اور بہادر خان کو مع مقربیں گرفتار کرکے بادشاہ کے سپرد کریں بہادر خان فاروقی اس امر سے واقف ہوا اور باپ ارکان دولت آصف خان اور میر ساحر اور کبیر خان وغیرہ کو ایک جا کر کے مشورہ کیا سبھوں نے جواب دیا کہ روز بروز بیماری اور موت کی شدت سے جانیں تلف اور ضائع ہوتی ہیں اب ساہ کو غلہ اور ذخیرہ اور مدد خرچ دینے سے بھی دبا اور بیماری دفع نہوگی اور علاوہ اسکے ان مقدمات کے سبب ایسے بادشاہ عظیم الشان کے ہاتھ سے نجات نہوگی بہتر یہ ہے کہ آپ بجہاب جان و مال سے امان خواہ ہو کر حاضری خدمت بادشاہ جم جاہ قلعہ اس کے تفویض کریں بہادرخاں فاروقی نے یہ بات پسند کی اور خان اعظم میرزا عزیز کوکا کے ذریعہ سے طلبگار اماں ہوا بادشاہ جہاں کی امان دست کر بال سے ساکت ہوا بہادرخاں فاروقی اسے بھی غنیمت جان کر بوسیلہ خان اعظم کے قلعہ سے برآمد ہو کر بادشاہ کی ملازمت میں فائز ہوا اور قلعہ آسیر کو مع ذخیرہ دہ سالہ اور آذوقہ کہ حسر دفعہ سے یکایک اس کی تسخیر ممکن نہ تھی مع خزانہ وغیرہ اہالیان اکبری کے سپرد کیا اب مؤلف اس کتاب کا فرماتا ہے کہ میں نے ۱۰۲۳ ایک ہزار تیئس ہجری میں خواجہ حسن تربتی کے ہمراہ ہو شاہزادہ دانیال کا دیوان تھا قلعہ پر جا کر سیر کی دیکھا کہ ایک پہاڑ رفیع کہ سر آسمان پر کھینچے ہے اسکے اوپر آدھ کوس بلکہ زیادہ ایک زمین مسطح اور ہموار ہے اور کئی چشمہ پانی کے اُس مقام پر جاری ہوتے ہیں اگر اُن کا پانی کبھی کم ہو جاتا ہے اسواسطے چند حوض تیار کیے ہیں کہ اگر خشک سالی میں پانی چشموں کا کمی کر

اکیس سال اور کچھ زیادہ تھی

تذکرہ بہادر خان فاروقی بن راجہ علیخان کی حکومت اور بیان اسکی زوال سلطنت کا

جب سنہ ایک ہزار پانچ ہجری مین راجہ علی خان فاروقی نے شربت ممات چکھا اسکا بیٹا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے حکم اور خانخانان کی تجویز سے جانشین ہوا اور خاندیس کی حکمرانی کرنے لگا جو کہ خفیف العقل اور کم تجربہ تھا بنگ اور بوزہ اور شراب اور افیون کا مقید اور راگ و رنگ اور نغمہ سرود و جلترنگ اور مغنیہ ارباب نشاط وغیرہ کی صحبت کا راغب ہوا اور آپ پتی کے کنارے اور برہان پور کے مقابل ایک شہر باسم بہادر پور احداث کر کے اُس کی تعمیر مین کوشش کی اور با وجود سپاہ مغل کی ہمسایگی کے تدبیر ملک اور دولت سے غافل ہوا اکثر اوقات عورتون کی صحبت اور گائینون کے جلسہ مین مشغول ہو کر ہر روز کو نوروز سمجھکر عیش و عشرت کو غنیمت جانتا تھا الغرض شاہزادہ کامگار بختیار نصرت خصال سلطان مراد شہر شاہ پور مین کہ اسی کا احداث کیا ہوا تھا اجل طبیعی کے سبب سے مر گیا اکبر بادشاہ نے صوبہ دکن شاہزادہ دانیال کو عطا کیا اور شاہزادہ اس ملک مین تشریف لایا بہادر خان اپنے باپ کی روش کے خلاف عمل کر کے کوتہ اندیشی سے اُس کی ملاقات کو نہ آیا اسی عرصہ مین جلال الدین محمد اکبر بادشاہ خود بہ نفس نفیس تسخیر دکن کے لیے متوجہ ہوا اور شادی آباد منڈو مین نزول اجلال اور حلول اقبال فرمایا بہادر شاہ نے اس کا بھی استقبال نہ کیا اور قلعہ آسیر مین قلعہ بند ہوا اور قلعہ داری کے سامان اور بروج و بارہ کی تیاری مین مستعد ہو کر کمال نادانی اور بے تمیزی کے ساتھ حزم و ہوشیاری کی یعنی سپاہی اور شاگرد پیشہ اور مردم ضروری جو کہ اُس کی خدمت اور قلعہ کی محافظت مین کام آوین اٹھارہ ہزار آدمی اہل حرفہ اور بقال وغیرہ سے قلعہ مین در لایا اور گھوڑے اور ہاتھی اور گائے بھینس اور بھیڑ اور بکریان اور مرغ و کبوتر بھی اسی مین لے گیا الغرض مصنف نے آصف خان اور میرزا جعفر اور محمد شریف کی زبانی سنا کہ جب بعد فتح قلعہ آدمیون کا شمار کیا گیا تو اسی ہزار آدمی مرد و زن قلعہ سے برآمد ہوے اور چالیس ہزار آدمی عفونت اور وبا سے ایام قلعہ بندی مین فوت ہوے تھے غرضکہ اسی طریق سے ہر جنس کے حیوانات کو شمار کرنا چاہیے پھر جب لشکر بادشاہی برہان پور کی طرف پہونچا اور بہادر خان کا احوال پر اختلال دریافت کیا تو احمد نگر کی روانگی موقوف رکھکر فتح اُس کی شاہزادہ دانیال اور خان خانان سے رجوع فرمائی اور خود اس شہر مین اقامت پذیر ہوا اور امراے درگاہ کو قلعہ آسیر کے محاصرہ کا حکم دیا اور جب ایام محاصرہ نے طول کھینچی یعنے ایک مہینے کا عرصہ گذرا قلعہ کی ہوا آدمی اور حیوان کی کثرت سے متعفن ہوئی اور وبا پیدا ہوئی حیوانات صامت اور ناطق مرنے لگے ہول قیامت نے ظہور کیا تمام اہل قلعہ مضطرب ہوے اس درمیان

ہجری کہ دکن میں تھا احمد نگر کا بادشاہ ہوا اور برہان نظام شاہ ثانی نے جیسا کہ اپنے مقام میں تحریر ہو چکا
ہے بطمع ملک موروثی محمد اکبر شاہ کی تجویز سے ہندیہ کی طرف کہ اس کی جاگیر تھی آن کر راجہ علی خاں سے
استمداد چاہی اور راجہ علی خاں فاروقی ابراہیم عادل شاہ کے مشورہ کہ اس عرصہ میں دکن کی مہمات
اُس سے رجوع تھی اس امر کو قبول کر کے معاونت پر آمادہ ہوا اور جمال خاں مہدوی کہ ملک احمد نگر کا
صاحب اختیار تھا اسمٰعیل نظام شاہ کو اُبھار کر بکوچ متواتر برہان پور کی طرف روانہ ہوا اور راجہ علی خاں
فاروقی شجاعت و مردانگی سے لشکر آرائی کر کے برہان نظام شاہ ثانی کو ہمراہ لے کر برار کی سرحد میں
گیا اور جمال خاں مہدوی ابھی نہ پہونچا تھا کہ امرائے برار کو بوعدہ و وعید برہان نظام شاہ ثانی کی طرف
سے علیحدہ کر کے اُس کے پاس لایا اور اُس کے بعد جمال خاں مہدوی نے روہنکیری گھاٹ سے عبور
کر کے مسافت طے کی اور افواج طرفین نے مقابل ہو کر صفوف حرب آراستہ کر کے ایسی جنگ کی کہ زمین
و آسمان کو دیکھ کر حیرت ہوئی فی الجملہ طرفین نے پائے ثبات رزمگاہ میں قائم کر کے داد جوانمردی
اور شجاعت کی دی یہاں تک کہ ایک گولی بندوق کی کمال خاں کے لگی کہ اُس کے صدمہ سے جاں بحق ہوا
اور برہان نظام شاہ ثانی اور راجہ علی خاں مظفر و منصور ہو کر چند روز لوازم جشن اور شادی میں مشغول
ہوئے پھر ایک نے دوسرے کو رخصت کیا برہان نظام شاہ ثانی احمد نگر کی طرف اور راجہ علی خاں برہانپور
کی سمت روانہ ہوئے اور جب برہان نظام شاہ ثانی سنہ ایک ہزار چار ہجری میں فوت ہوا اور شاہزادہ
سلطان مراد ولد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اور میرزا عبدالرحیم المخاطب بخان خاناں ولد بیرم خاں
ترکمان ولایت نظام شاہیہ کے بقصد تسخیر روانہ ہوئے راجہ علی خاں فاروقی نے جلال الدین محمد اکبر
بادشاہ کے حکم کے موافق مع لشکر جرار ہمراہی کی اور اس کے بعد شہزادہ اور میرزا عبدالرحیم خانخاناں
احمد نگر میں پہونچے اور اُسے محاصرہ کیا اور موسم برسات کے پہونچنے سے وہ شہر فتح ہوا طرفین نے اس
طریق پر صلح کی کہ ولایت برار شاہزادہ سلطان مراد کے متعلق رہے اور احمد نگر پر نظام الملک قابض اور
دخیل ہووے اور بعد عہد و پیمان کے شاہزادہ اور خانخاناں برار میں آن کر اس ولایت پر متصرف ہوئے
اور راجہ علی خاں کو بسیار در برہان پور کی طرف رخصت کیا اور عرصۂ قلیل کے بعد دکنیوں نے اتفاق کر کے
چاہا کہ مملکت برار کو لشکر مغل کے تصرف سے بر آورده کریں پھر ہجوم کر کے سہیل خاں خواجہ سرا
کو سردار کر کے دریائے گنگ کے کنارے قصبۂ سونپت کے قریب جمع ہوئے اور خانخاناں
شاہزادہ کے ہمراہ باتفاق راجہ علی خاں اور تمام امرائے مغل سہیل خاں کے مقابلہ کو روانہ ہوا
اور بعد جنگ باوصف اس کے کہ میرزا عبدالرحیم المخاطب بخان خاناں فتحیاب ہوا لیکن راجہ
علی خاں فاروقی کہ دکنیوں کے توپ خانہ کے سامنے پڑ گیا تھا مع اکثر امرائے خاندیس
جلکر ہلاک ہوا اور اُس کا تابوت برہان پور میں لا کر دفن کیا مدت اس کی دولت اور حکومت کی

ہوا اور خاندیسیون نے ہاتھ اُن کے پھیرلانے سے کوتاہ کیا اور اُس جماعت کی تاراج مین مشغول ہوئے چنانچہ ایک سو ہاتھی تخمیناً اُن کے ہاتھ آئے اور سید مرتضےٰ سبزواری اور خداوندخان حبشی نے مظفر اور منصور ہوکر آب نربدہ سے عبور کیا جب جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی خدمت مین مشرف ہوئے صلابت خان وکیل سلطنت خاندیس کی شکایت کے ضمن مین راجہ علی خان والی خاندیس کے بھی دادخواہ ہوئے اور اکبر بادشاہ ہمیشہ تسخیر دکن کی فکر مین رہکر فرصت وقت کا انتظار کھینچتا تھا سید مرتضےٰ اور خداوندخان اور جمیع امراے دکن کو جاگیرین لائق اور مناصب شائق عطا کرکے امیدوار مراہم خسروانہ فرمایا اور راجہ علی خان یہ خبر سنکر اکبرشاہ سے نہایت ہراسان ہوا اور وہ ہاتھی کہ سید مرتضی اور امراے دکنی سے لیے تھے بلاطلب بارگاہ اکبری مین ارسال کرکے اظہار اطاعت کی اور اُس عمل سے معذرت خواہ ہوا اور جو قبل اس سے چند مرتبہ برہان نظام شاہ برادر حقیقی مرتضی نظام شاہ نے بھی احمدنگر سے اکبر بادشاہ کی خدمت مین جاکر کمک طلب کی تھی ہاتھیون کے بھیجنے سے کچھ فائدہ ہوا اور سنہ ۱۰۰۳ ایک ہزار تین ہجری مین اکبرشاہ نے برہان نظام شاہ ثانی اور سید مرتضےٰ اور خداوندخان حبشی اور تمام امراے دکن کو خان اعظم میرزا عزیز کوکا کے پاس جو حاکم مالوہ تھا بھیجا اور یہ حکم دیا کہ باتفاق جماعت مذکورہ دکن کو فتح کرے اور خان اعظم میرزا عزیز کوکا شادی آباد مندو سے برآمد ہوکر مع لشکر مالوہ اور امراے دکن برار کی طرف متوجہ ہوا اور میرزا محمد تقی نظیری کہ سادات عظیم الشان سے تھا مرتضےٰ نظام شاہ کی طرف سے سرلشکر ہوا اور راجہ علی خان کے مدافعہ کے واسطے خاندیس کی سرحد مین آیا اور خان اعظم میرزا عزیز کوکا نے عضد الدولہ شاہ فتح اللہ شیرازی کو راجہ علی خان کے پاس بھیجکر اکبر بادشاہ کی موافقت کی دلالت کی اور اتفاقات سے اُسی حال مین میرزا محمد تقی نے بھی آسیر مین آنکر راجہ علی خان کو نظام شاہ کی طرف بلایا راجہ علی خان متحیر ہوا آخرش چندروز کے بعد شاہ فتح اللہ سے عذرخواہ ہوکر لشکر نظام شاہ سے جاملا اور بعد ایک ماہ کے میرزا محمد تقی اور راجہ علی خان مع تیس ہزار سوار اور توپخانہ بسیار ہندیہ کی طرف کہ مغل کا لشکرگاہ تھا روانہ ہوئے اور اُن کے مقابل ایک کوس پر پڑاؤ کیا اور دوسرے دن مصاف کا وعدہ ہوا قضارا خان اعظم نے صلاح اُن کی محاربہ مین نہ دیکھی رات کے وقت مشعلین اور خیمے جابجا چھوڑکر دوسرے رستہ سے ولایت برار کی طرف متوجہ ہوا اور سپاہ مغل بالاپور اور ایلچپور کو غارت کرکے اُس مقام مین مقیم ہوئی اس درمیان مین میرزا محمد تقی اور راجہ علی خان تعاقب کرکے اس نواح مین پہونچے خان اعظم میرزا عزیز کوکا نے پھر مقابلہ اور مقاتلہ مین صلاح نہ دیکھی ندربار کے راستہ سے اپنے اُردو مین داخل ہوا اور راجہ علی خان فاروقی نے سپاہ مغل کی طرف سے مطمئن ہوکر میرزا محمد تقی نظیری کو برہانپور کی سمت رخصت کیا اور شکرانہ مین اس کے زرخطیر فقرا اور مستحقین کو پہونچایا اور برہان نظام شاہ ثانی نے جب دیکھا کہ کچھ کام انجام نہوا اکبرشاہ کے دربار مین جاکر زمانہ بفراغت بسر کرنے لگا جبکہ سنہ ۹۹۷ نوسو سات ہجری مین اُسکا بیٹا اسمٰعیل نظام شاہ

ہیں مرتضیٰ نظام شاہ اور اس کے وکیل سلطنت چنگیز خاں اصفہانی کو دے کر سپاہیوں کو اپنے سے
راضی کیا پھر انھوں نے ترک محاصرہ کرکے احمد نگر کی طرف مراجعت کی اور ۹۸۴ھ نوسو چوراسی
ہجری میں میران محمد شاہ فاروقی مرض الموت میں مبتلا ہوکر فوت ہوا اس کا بیٹا حسن خاں فاروقی
جو طفل نابالغ تھا حکمران ہوا اور جب اس کا چچا راجہ علی خاں فاروقی بن میران مبارک خاں کہ
جلال الدین اکبر بادشاہ کی ملازمت میں رہتا تھا اپنے بھائی کی خبر سنکر آگرہ سے خاندیس کی
طرف روانہ ہوا تو اعیان دولت نے اسے تخت حکومت پر بٹھا کر حسن خاں کو معزول کیا —

ذکر میران راجہ علی خان بن مبارک خان بن اعظم ہمایون عادل خان بن حسن خان بن نصیر خان بن ملک راجہ بن خانجہان فاروقی کی حکومت کا

جن دنوں میں راجہ علی خاں فاروقی نے تخت حکومت خاندیس پر جلوس کیا اس ملک کو اپنے وجود شریف
سے مشرف کیا سواد اعظم ہندوستان بنگالہ اور سندہ اور مالوہ اور گجرات جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے
تصرف میں آیا تھا اس سبب سے راجہ علی خاں فاروقی نے شاہ دہلی کے ملاحظہ سے لفظ شاہی اپنے اوپر
اطلاق نہ کی اور اپنے تئیں اس کے ایک باجگزاروں سے تصور کرکے ہر سال تحفے و ہدایا بھیجا اخلاص
ظاہر کرتا تھا اور بادشاہان دکن سے بھی رابطہ آشنائی اور خصوصیت نگاہ رکھکر ان کی طلب رضا میں بھی
کوشش کرتا تھا اور وہ ایک حاکم عادل اور عاقل اور عالم اور شجاع تھا اور جمیع مناہی سے پرہیز کرکے
اکثر اوقات علما اور فضلاے مذہب سے صحبت رکھتا تھا اور آبادی اور آسودگی ملک میں کوشش کرکے
زراعت تمام امور جہانبانی میں اشتغال فرماتا تھا الغرض ۹۹۲ھ نوسو بانوے ہجری میں جب مرتضیٰ نظام شاہ
پردہ نشین ہوا راجہ علی خاں کے وکیل سلطنت مسمی صلابت خاں اور سید مرتضیٰ سپہ سالار برار سے نزاع
واقع ہوئی احمد نگر کے چھ کوس ادھر ہتھیار کی نوبت آئی صلابت خاں فتحیاب ہوا اور سید مرتضیٰ اور
خداوند خاں نے مع بارہ نفر امرا بھاگ کر برار میں دم لیا اور صلابت خاں کے تعاقب کے سبب وہاں
بھی انھیں جاے قیام میسر ہوئی برہان پور کی طرف روانہ ہوکے راجہ علی خاں سمجھا کہ یہ اکبر شاہ
کے پاس جاکر اور حوالہ جون کے اور بہ قصد انتقام لشکر مغل کو لادینگے ان کی مزاحمت یعنی پھیر لانے کی
فکر میں ہوا اور سید مرتضیٰ نے اس امر کو دریافت کرکے برہان پور سے کوچ کرکے مع مال و اسباب
آگرہ کا راستہ لیا راجہ علی خاں نے لشکر اس کے تعاقب کے لیے نامزد کیا کہ بخوشی یا بناخوشی انھیں اس
طرف کی روانگی سے باز رکھیں چنانچہ خاندیسیوں نے حکم کے موافق سید مرتضیٰ اور اس کی ہمراہیوں سے
التماس مراجعت کی کسی نے ان کے کہنے پر عمل نہ کیا اور صف وغا آراستہ کرکے جنگ میں مشغول
ہوئے اور خداوند خاں نے بزور شمشیر خاندیسیوں کو شکست فاحش دے کر منزل مقصود کی طرف روانہ

بقدر امکان میران محمد خان فاروقی کے ممالک مین مزاحمت پہونچائی اور میران محمد خان فاروقی نے تفال خان
حاکم برار کو مدد کے واسطے بلایا اُس کے باتفاق چنگیز خان کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور تھالیز کے اطراف
مین چنگیز خان کے قریب جاکر چاہا کہ کارزار مین مشغول ہووے چنگیز خان باوجود بہادری اور شجاعت
کے اُس دنون نہایت خوف اور رعب کے غالب ہونے سے برخاست کر کے جاے قالب مین فروکش ہوا
اور ارابے توپ و بندوق اپنے دائرہ کے گرد کھینچکر شام تک وہان سے حرکت نہ کی اور جب شب
ہوئی خیمہ اور ڈیرہ اور اشیاے ثقیل چھوڑ کر بہروچ کی طرف بھاگا خاندیسیون اور دکنیون نے واقف ہوکر
چنگیز خان کا مال و اسباب تاراج کر کے اُس کے تعاقب مین کوشش کی اور توپ اور ارابے اور
ہاتھی نامی تصرف مین لاکر پلٹ آئے اور چند روز ولایت گجرات مین پورا خلل رہا خلائق گجرات کو
عموماً معلوم ہوا کہ شاہ مظفر گجراتی سلاطین گجرات کے خاندان سے نہین ہے اس واسطے میران محمد شاہ
فاروقی نے ولایت گجرات واسطے اپنے مناسب جانکر زر خطیر صرف کر کے جم غفیر جمع کیا اور ایک
جماعت سرداران گجرات کی اُسکے شریک ہوئی چنانچہ تیس ہزار سوار ہمراہ رکاب نگے کرکے احمد آباد کی
طرف روانہ ہوا اور چنگیز خان کہ ان دنون احمد آباد پر مسلط ہوا تھا میرزایان مذکور اس سے ملحق ہوئے
اور چنگیز خان آٹھ سات ہزار سوار لیکر احمد آباد سے برآمد ہوکر سرگرم وغا ہوا اور میران محمد شاہ میرزایان
کی اعانت اور امداد کے سبب تاب مقاومت نہ لایا شکست کھاکر آسیر کی طرف بھاگا اور چنگیز خان
مال اور اسباب اور اثاثہ شوکت اُسکا اپنے قبض و تصرف مین لایا اور چند روز کے بعد میرزایان مذکور
چنگیز خان سے متوہم ہوکر گجرات سے بھاگے اور بہ تعہد دست برد ولایت خاندیس مین تاخت
لاکر خرابی اور تاراجی مین کوتاہی نہ کی اور جب تک میران محمد شاہ فاروقی لشکر فراہم لاکر اُن کے
تدارک کو متوجہ ہووے وہ اپنا کام کر کے اُس مملکت سے برآمد ہوئے اور ۹۸۲ھ نوسو بیاسی ہجری
مین جب مرتضی نظام شاہ بحری والی احمد نگر ولایت برار کو مسخر کر کے اور تفال خان کو دستگیر کر کے عازم
مراجعت ہوا اور اپنی مملکت کے ایک آدمی کو خانوادہ عماد شاہیہ سے منسوب کر کے میران محمد شاہ فاروقی
کے پاس بھیجا اور ان سے طلب اعانت کی میران محمد شاہ اُس کے فریب مین آکر اور پانچ چھ ہزار
آدمی اُس کے ہمراہ کر کے ولایت برار مین بھیجا غرضکہ ایک خلل عظیم اُس صوبہ مین بہم پہونچا آخرش
مرتضے نظام شاہ بحری خواجہ میرک دبیر اصفہانی المخاطب بہ چنگیز خان کی صلاح سے پلٹ کر میران
محمد خان فاروقی کے لشکر کو بنات النعش کی طرح متفرق کر کے برہان پور مین آیا اور میران محمد شاہ تاب
مقابلہ نہ لاکر قلعہ آسیر کی طرف بھاگا اور مرتضی نظام شاہ بحری نے اُس قلعہ کو بقصد تسخیر گھیرا لیکن جب اُسکے
ہمراہی ولایت خاندیس کی تاخت و تاراج مین مشغول ہوئے میران محمد شاہ فاروقی نے مضطرب
ہوکر ہاتھ دامن صلح پر مارا اور چھ لاکھ مظفری کہ قریب تین لاکھ تنکہ نقرئی یعنے دکھنی روپیہ کے ہوتے

ہین

علیہ کے سبب عروس مملکت کی ہم آغوشی سے محروم ہوکر میراں مبارک شاہ کے پاس پناہ لایا اور
پیر محمد خاں حاکم مالوہ اُس کے اخراج پر عازم ہوکر ولایت خاندیس میں آیا اور برہان پور تک تاخت کرکے
قلعہ اسیری میں تعمیر کی اور خاندیس کے وضیع وشریف اوران کے اہل وعیال مغل کے دست جور
میں گرفتار ہوئے اور جو فساد کہ خیال میں بھی نہ تھا وہ واقع کیا میراں مبارک شاہ قلعہ آسیر میں در آیا اور
تفال خان حاکم برار کو کمک کے واسطے طلب کیا جب وہ نہایت ساماں اور شوکت سے جلد خاندیس
میں پہونچا میراں مبارک شاہ اور باز بہادر دونوں متفق ہوکر بغرض دفع پیر محمد خان متوجہ ہوئے امرا اور
سپاہ مغل کہ مال اور اسباب فراواں اُن کے ہاتھ آیا تھا خاندیس کے محبوبوں سے عیش وعشرت میں
مشغول ہوئے اور محاربہ اور مقاتلہ کی رغبت نکر کے معاودت پر مائل ہوئے اور پیر محمد خاں نے
امرا اور امیران سپاہ کی موافقت کے سوا چارہ نہ دیکھا مالوہ کی طرف عازم ہوا اور سلاطین ثلثہ نے
باتفاق اُس کا تعاقب کیا جو تمام سپاہ مغل غنائم کے لے جانے میں مشغول تھی پیر محمد خاں کا ساتھ نہ دیا
اور شب وروز قطع مسافت کرکے اپنے سپہ سالار سے پیشتر آب نربدہ سے عبور کیا تفال خان اس امر سے
واقف ہوا نربدہ کے اطراف میں تاخت کرکے اُردوے مغل پر جا پڑا اور پیر محمد خان استرآبادی نے طاقت
مقاومت اپنے میں نہ دیکھی بے اختیار خیمہ وخرگاہ اور ساز وسامان سے قطع نظر کرکے بھاگا اور
تفال خان طلوریز تعاقب میں تھا اور باز بہادر کے آدمیوں نے مارا بیڑا اس پار سے ہٹا دیا تھا
پیر محمد خاں نے ساحل نربدہ پر پہونچکر گھوڑا دریا میں ڈالا اس طور سے کہ ذکر اس کا سابق میں مرقوم
ہوا غرضکہ پیر محمد خاں ورطۂ ہلاکت میں غرق ہوا اور باقی ہمراہی اُس کے سلامت نکل گئے اور مال
واسباب نقد وجنس مغلوں کا لٹ گیا میراں مبارک شاہ اور تفال خاں باز بہادر کی امداد کے لیے مالوہ
میں آئے اور امراے مغل کو اس ناحیہ سے نکال دیا اور باز بہادر کو شادی آباد مندو کے تخت پر تمکن
کرکے مراجعت کی اور میراں مبارک شاہ ماہ جمادی الآخر کی چھٹی تاریخ مدہ کی رات کو ۹۷۴ھ نو سو
چوہتر ہجری میں قضاے الٰہی سے فوت ہوا اُس کا بیٹا میراں محمد خان قائم مقام ہوکر متصدی
امور ریاست اور حکومت ہوا مبارک خاں کی ایام حکومت بتیس سال ہے

ذکر میران محمد شاہ فاروقی بن مبارک شاہ فاروقی کی حکومت کا

مبارک شاہ نے جب اس سراے فانی سے کوچ کیا اس کا بیٹا محمد شاہ نائب مناب ہوکر مہمات سلطنت
کے انتظام میں مصروف ہوا اور اسی سال جلوس میں چنگیز خان گجراتی اعتماد خان وکیل سلطنت کی
تحریک کے سبب سلطان مظفر گجراتی کو گجرات سے آبھار کر ندربار میں آیا اور میراں محمد شاہ کا تھانہ اُٹھا دیا
جب کوئی اُسکے احوال سے متعرض ہوا قدم آگے بڑھایا اور قلعہ تھالیر کے اطراف تک متصرف ہوکر

برہان پور مین پہونچا کر عادل خان فاروقی کے حظیرہ مین دفن کیا اور جو اسکا کوئی فرزند بادشاہی کے لائق نہ تھا اس واسطے اسکے منجھلے بھائی میران مبارک شاہ فاروقی کو خاندیس کا فرمانروا کیا

ذکر حکومت میران مبارک شاہ بن عادل خان فاروقی

میران مبارک شاہ فاروقی نے اپنے بھائی کی خبر فوت جب برہان پور مین سنی چندروز سوگوار ہوکر ماتم داری مین مشغول ہوا جو میران محمد شاہ فاروقی کا کوئی لڑکا حکومت کے لائق نہ تھا امرا اور اعیان مملکت نے اتفاق کرکے اُسے تخت پر بٹھایا اور میران مبارک خان فاروقی نے حکومت پر اشتغال کرکے سلوک خوب اختیار کئے اور امراے گجرات نے احمد آباد کی شاہی کو محمود شاہ گجراتی بن شاہزادہ لطیف خان کے لیے مناسب جان کر اختیار خان کو بطلب اسکے خاندیس مین بھیجا کس واسطے کہ شاہ بہادر گجراتی نے اپنے بھتیجے سلطان محمود شاہ کو میران محمد شاہ فاروقی کے سپرد کیا تھا اور جس کو اسنے اپنے ایک قلعہ مین قید کر رکھا تھا اور اُس کے احوال سے باخبر اور ہوشیار رہتا تھا جب اختیار خان برہان پور مین پہونچا اور محمود شاہ گجراتی کو طلب کیا میران مبارک خان فاروقی نے اس امید پر کہ امراے گجرات مضطر اور ناچار ہوکر مجھے وہان کی بادشاہی پر منصوب کرین گے سلطان محمود شاہ گجراتی کے بھیجنے مین تامل کیا اور اعیان گجرات یہ امر سمجھکر بجمعیت تمام جنگ پر آمادہ ہوکر ولایت خاندیس کی طرف متوجہ ہوئے میران مبارک خان فاروقی نے حسب فہمایش خیراندیشان سلطان محمود کو قلعہ سے برآوردہ کرکے اختیار خان گجراتی کے ہمراہ جو اس کی طلب مین احمد آباد سے آیا تھا روانہ کیا اور اسی عرصہ مین عماد الملک جو سلاطین گجرات کے غلامون سے تھا بھاگ کر برہان پور مین آیا میران مبارک شاہ سلطنت گجرات کی امید پر مقام معاونت مین ہوا اور عماد الملک سے دس ہزار سوار گجراتی فراہم کیئے اور دریا خان سلطان محمود کو ابھار کر بقصد اخراج میران مبارک شاہ اور عماد الملک روانہ ہوا اور گجرات اور خاندیس کی سرحد مین دونون مین جنگ عظیم ہوئی میران مبارک شاہ شکست کھا کر قلعہ آسیر مین در آیا اور عماد الملک مندو کی طرف بھاگ کر قادر شاہ کے پاس پناہ لے گیا سلطان محمود جب خاندیس کی تاراج وغارت مین مشغول ہوا میران مبارک شاہ نے بمجبوری پیشکش بہت دے کر صلح کی اور سلطان محمود پلٹ کر اپنی ولایت مین گیا اور بعد ایک مدت کے صاحب اقتدار ہوا قصبہ ندربار اور سلطان پور میران مبارک شاہ کو دیا اور اُس کے دینے کی یہ وجہ تھی کہ جس عرصہ مین سلطان محمود اور میران مبارک شاہ قلعہ آسیر مین قید تھے سلطان محمود نے اس سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر توفیق سبحانی اور تائید یزدانی سے مین گجرات کا بادشاہ ہونگا تجھے قصبہ ندربار ارزانی رکھون گا اس واسطے عہدوقول پر وفا کرکے ایام سلطنت مین ندربار کو اُس کے تصرف مین چھوڑا اور سنہ ۹۶۹ نوسو اُنہتر ہجری مین باز بہادر والی مالوہ لشکر مغل کے

اور لائح ہوگا اور جو اس دولت خواہ اور عالی جناب مشار الیہ کے درمیان رابطۂ الفت قدیمی تھا اس سبب سے ہاتھ عجز اور محتاجی کا موقف معلے مین اُٹھا کر زبان عجز بیان سعادت کے واسطے کھول کر التماس کرتاہو کہ جس طور سے تمام سلاطین سالقہ اور خواقین صادقہ جو درپے جہانگیری اور کشورکشائی ہوے ہیں خصوصاً آنحضرت کے اجداد مکرمت شعار معدلت آثار کتابہ کاخ سلطنت کا رقوم مناقب اور مآثر سے اُن کے آراستہ ہی اور عصابہ تاج خلافت کا اُن کے رسوم مجاہدہ سے پیراستہ ہی حضور بھی آیہ کریمہ فاعفوا واصفحوا حتے یاتی اللہ بامرہ کو رائے جہان آرائے کے پیش نظر فرماکر اس دولتخواہ و اُس کے ساتھیون کی تقصیرات اضطراری اور لغزشہاے بے اختیاری کو مراحم ذاتی اور مراسم مکارم جبلی سے معاف فرماوین اور عنایات بے پایاں سے نواب کامیاب کو اشارہ فرماوین کہ دست تصرف اُس کی ولایت محقر سے باز رکھکر درِ از دیاد عنایت اور مزید رعایت ہوں تو اس طریقہ ستودہ مین اپنے اجداد اور اسلاف کی اقتدا فرماکر حکام اطراف کے دل مسرور کرتے رہیں امید کہ یہ معنی کمال خلوص اور دولت خواہی پر محمول ہو کر صورت اس التماس کی ساتھ حسن قبول کے قرین ہووے اور کوئی دوسرا امر خاطر اشرف واعلے مین مرکوز ہووے سواے اطاعت اور فرمانبرداری کے دوسرا امر طور میں نہ آویگا اور ہر حال میں حکم اعلی بسر وچشم ہی اس کے بعد برہان نظام شاہ بحری اور ابراہیم عادل شاہ اور سلطان قطب شاہ اور علاءالدین عماد شاہ حسب بقصد امداد میران محمد شاہ فاروقی مقام سرکشی میں ہوئے جنت آشیانی نصیرالدین محمد ہمایوں بادشاہ نے میر راؤں کی بے اتفاقی سے اور شیر شاہ افغان کی بغاوت سے صلاح وقت نہ دیکھا خاندیس کو تاخت وتاراج کرکے شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا اور جب سلطان بہادر مندو ہی سے گجرات کی طرف متوجہ ہوا جنت آشیانی بنقضے امور کے سب شادی آباد مندو سے آگرہ کی سمت روانہ ہوا شاہ بہادر شاہ گجراتی نے میران محمد شاہ فاروقی کو واسطے نکالنے امرائے مغل کے ولایت مالوہ سے تعین کیا میران محمد شاہ فاروقی برہانپور سے مالوہ کی طرف متوجہ ہوا اور باتفاق ملو خاں شادی آباد مندو کو امرائے چغتائی یعنی مغل سے آزردہ کرکے ابھی ولایت مالوہ میں تھا کہ سلطان بہادر گجراتی اہل فرنگ کے ہاتھ سے شہد شہادت چکھکر روضہ رضوان کی طرف خرامان ہوا اور چونکہ وہ لاولد تھا سلطان بہادر کی والدہ نے جمیع امرائے گجرات کو جمع کرکے میران محمد شاہ فاروقی کو شاہ بناکر غائبانہ سکہ اور خطبہ گجرات کا اس کے نام کرکے لفظ شاہ کا اُسکے نام مین داخل کیا اور یہ وہ شخص ہی کہ اول جس نے اُس سلسلہ میں خطاب شاہی پایا اور جب امرائے گجرات نے چتر اور تاج مرصع بہادر شاہ گجراتی کا اُس کے واسطے مالوہ میں بھیجا اور التماس قدوم کی میران محمد شاہ فاروقی نے تاج شاہی زیب سر کرکے گجرات کی روانگی کی تیاری کی قضارا بیمار ہوکر ذیقعدہ کی تیرھویں تاریخ ۹۴۳ نوسو تینتالیس ہجری میں دارالقرار کی سمت روانہ ہوا اور ارکان دولت نے اسکا تابوت

یہ ارشاد کیا کہ مین نے دشمن کو سلطنت سے اُٹھایا اور دوست کو شاہ بنایا اس کے بعد برہان نظام شاہ کو خوش دل اور کامیاب احمدنگر کی طرف روانہ کیا اور خود پھر ولایت مالوہ مین گیا میران محمد شاہ نے پھر اُس کی ہمراہی کرکے خدمات شائستہ مین تقصیر نہ کی اور نقد رخصت حاصل کرکے برہانپور مین آیا جس وقت سلطان بہادر قلعہ چتیور پر گیا میران محمد شاہ سامان سفر درست کرکے اُس کے پاس پہونچا اور جس دم کہ سلطان بہادر ہمایون بادشاہ کے مقابلہ سے مندو کی طرف بھاگا وہ ہمراہ تھا اور جبکہ مندو سے چینانیر کی سمت جاتا تھا میران محمد شاہ کو آسیر کی طرف رخصت فرمایا اور جب جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون شاہ نے گجرات کو مسخر کیا ایک معتمدان درگاہ سے آصف خان نام کو احمدنگر مین برہان نظام شاہ بحری کی استمالت کرکے بھیجکر پیشکش کا طالب ہوا اُس کے بعد ولایت خاندیس کی تسخیر کے ارادہ سے برہان پور گیا میران محمد شاہ فاروقی یہ خبر سنکر مضطرب ہوا مکتوب متواتر برہان نظام شاہ بحری کے پاس بھیجکر اُس امر کی تدبیر اور اپنی رہائی کے بارہ مین مشورہ کیا برہان نظام شاہ بحری نے حقوق سابق کی رعایت کرکے ایک عریضہ شاہ طاہر جنیدی سے لکھوا کر جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے پاس کہ برہان پور کے اطراف مین پہونچا تھا ارسال کیا اُس کا ترجمہ حرف بحرف یہ ہی بندہ دولتخواہ لاکلام برہان نظام بعد اداے لوازم اطاعت اور شرائط انقیاد کے کہ بندگان صمیمی پر واجب و لازم ہی آئینہ راے گیتی نماے پر ظاہر اور باہر کرتا ہی کہ جب تک معمار خانۂ قضا بنیاد قصر عالم کو ساتھ ارکان ان اللہ یامر بالعدل والاحسان کے آمیزش قصور سے نگاہ رکھے اور جب تک چارہ ساز حقیقی سلاطین بنی آدم کی طبیعتون کو ساتھ نفاذ فرمان یا ایہا الذین آمنوا کونوا قوامین بالقسط کے ارتکاب ظلم وجور سے محفوظ رکھے ہمیشہ حضرت عالی کا بناے قصر سلطنت اور میدان سراے خلافت سلاطین نامدار کا جاے قرار اور حکام صاحب اقتدار کا ملجا اور ماوا ہو جو مقصد یہ ہی کہ اس اوقات مبارک آیات مین فرمان ہمایون فال سراپا سعادت و اقبال طغراے امانی و امال سے مزین ہوکر دیوان قضا جریان سے مصحوب جناب آصف خان کہ بمزید رتبہ ہمچشمون مین ممتاز ہین اس کمترین درگاہ اور صادق الاعتقاد بے اشتباہ کے نام صادر ہوا تھا مراسم مباہات اور لوازم افتخار کے ساتھ اس کو سرچشم پر رکھا اور قسم قسم کے استمالت شاہانہ اور اصناف عنایات خسروانہ کہ اس سے مستفاد تھے مطمئن اور مستمال ہوکر مستعد بحصول مقصود اور متوجہ فرمانبرداری کا تھا کہ عالی جناب محمد خان فاروقی المخاطب بہ میران محمد شاہ سے کہ آبا و اجداد سے منتظم سرداری ولایت برہان پور اور آسیر کا ہی مکاتیب صادر ہوئے سب مکاتیب کے مضمون سے اس کا حسن عقیدہ و کمال ارادت نواب کامیاب کی ساتھ تھا اور حضور کی نواب خدام کی طرف سے انواع الطاف کا شکریہ تھا دلپذیر خاکسار ہوئے عالم پناہا شمۂ از احوال عریضۂ خان مشارالیہ سے مقربان مجلس اعلے پر واضح

کرنے کی بردی تقریب شام حملہ آور ہوا تائید ایزدی سے دونوں کو معرکہ سے ہزیمت دی اور دونوں کے
اثاثہ سلطنت پر کہ فیل د توپخانہ وغیرہ سے مراد ہی متصرف ہوا اور چار کوس تعاقب کر کے بہتا سے
پس اندوں کو ترتیغ کیا اور عماد الملک بحال عجیب اس محصہ سے کاویل کی طرف اور میران شاہ فاروقی
آسیر کی سمت مفرور ہوئے اور مکتوب سلطان بہادر گجراتی کو لکھے اور چونکہ دونوں نے امداد کے
بارہ میں نہایت الحاح اور حد سے مبالغہ کیا تھا سلطان بہادر گجراتی مع سپاہ ر محواہ برہان پور کی
سمت آیا اور بالاتفاق میران محمد شاہ فاروقی ولایت برار میں داخل ہوکر جب جالنہ پور میں پہونچا
اس ملک کی طمع دامنگیر ہوئی اور چاہا کہ کسی ڈھب سے مملکت برار کو عماد الملک کے تصرف سے
برآوردہ کر کے اپنے متعلقوں کے سپرد کرے اور خود دارالملک احمد نگر کی سمت عازم ہوکہ اس ولایت
کو بھی برہان نظام شاہ بحری سے چھینکر اس کا خطبہ اپنے نام پڑھے عماد الملک سلطان بہادر کے
ملانے سے نہایت پشیمان ہوا میران محمد شاہ سے سلطان بہادر کی شکایت کی اور میران محمد شاہ نے
یہ جواب دیا کہ خود کردہ را علاجے نیست ایسا کام نہ کرنا چاہیے تھا جس کا یہ انجام واقع ہوا اور اب
صبر و تحمل کے سوا کوئی تدبیر نہیں ہی اتفاقاً انھیں دنوں میں کوئی ایسی تقریب ہوئی میران محمد شاہ نے
سر وص رکھا کہ مملکت برار سلطان سے علاقہ رکھتی ہی اس مملکت میں استقامت سے کچھ فائدہ نہیں
صلاح دولت یہ ہی کہ خطبہ اس مملکت کا اپنے نام پڑھ کر عماد الملک کو نوکروں کے سلک میں
منتظم کر کے احمد نگر کی طرف تشریف لے جاویں اور اُسے بھی فتح کریں سلطان کو یہ رائے پسند
آئی پھر برار میں خطبہ اپنے نام کا پڑھا اور عماد الملک کو ملازم کر کے احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اُس مقام
سے ساتھ اس تقریب کے کہ مشروحاً اپنے مقام مین لکھا گیا ہی دولت آباد کی سمت گیا اور میران محمد شاہ
کی حسن تدبیر سے بہادر شاہ نے تسخیر مملکت نظام شاہ اور عماد الملک سے دست کش ہوکر معاودت
کی اور ۹۳۲ھ نو سو بتیس ہجری میں سلطان بہادر نے مالوہ کی تسخیر کی عزیمت کی میران محمد شاہ طلب
کے موجب اس کے پاس گیا اور ملک مندو کے لینے میں بہت کوشش کی اور اُسے فتح کر کے رخصت
ہوا اور اسی سال برہان پور کی سمت معاودت کی اور برہان نظام شاہ ممالک مالوہ کی تسخیر کی خبر سکر
نہایت مضطرب ہوا اور شاہ طاہر کو برسم رسالت برہان پور بھیجا تو طریق مصادقت جاری کر کے
دروازہ خصوصیت کے مفتوح کرے بہادر شاہ گجراتی دوسرے برس یعنے ۹۳۸ھ نو سو اڑتیس ہجری
مین برہان پور میں تشریف لایا جیسا کہ وقائع دکن و گجرات مین بیان ہوا اور میران محمد شاہ کی مساعی
جمیلہ سے برہان نظام شاہ اور سلطان بہادر کے درمیان لوازم صداقت غائبانہ قرار پائے اور
برہان نظام شاہ میران محمد شاہ کے کہنے سے سلطان بہادر کی ملاقات کے واسطے برہان پور گیا سلطان
اس کے آنے سے نہایت محظوظ ہوا چتر اور سراپردہ سرخ اور خطاب نظام شاہی اُسے عنایت فرما کر

فاروقی المخاطب باعظم ہمایون نے بعد پہونچنے لشکر گجرات کے راجہ کالنی کے اوپر کہ مطیع احمد نظام شاہ بحری تھا جاکر بعضے دیہات اور قریون کو تاخت و تاراج سے خراب کیا اور کالنہ کے راجہ نے پیشکش دی اس وقت عادل خان نے لشکر گجرات کو رخصت کر کے آسیر کی طرف مراجعت کی اور سنہ ۹۲۲ نوسو تیئس ہجری مین ہمراہ اپنے ماموں شاہ مظفر گجراتی کے شادی آباد مندو مین جاکر خدمات شائستہ بیش بہونچائین اور جو یہ کیفیت وقائع گجرات مین بہ تفصیل تحریر ہوچکی ہر لہذا مصنف اس کی تکرار مین نہین مشغول ہوا اور سنہ ۹۲۶ نوسو چھبیس ہجری مین بمرض الموت مبتلا ہو کر ماہ رمضان کی دسوین تاریخ روز جمعہ کو اس سرائے دو در سے انتقال کیا اور ایام اس کی حکومت کے انیس ۱۹ برس تھے من بعد بیٹا اس کا میران محمد شاہ فاروقی کہ بھانجا بہادر شاہ گجراتی کا تھا اپنے باپ کا جانشین ہوا

ذکر میران محمد شاہ فاروقی بن عادل خان فاروقی کی حکومت کا

یہ بادشاہ اپنے والد کی فوت کے بعد تخت برہان پور پر جلوہ گر ہوا اور آخر کو جیسا کہ مذکور ہوتا ہے سلطنت گجرات پر بھی فائز ہوا لفظ بادشاہ اس پر اطلاق ہوا اور یہ شخص اول اس خاندان سے ہے کہ جس نے خطاب شاہی پایا اور اس عرصہ مین جو نظام شاہ اور عماد الملک کے درمیان قلعہ ماہور اور بعضے پرگنات کی بابت نزاع واقع ہوئی تھی عماد الملک بوسیلہ میران محمد شاہ کے سلطان بہادر شاہ سے ملتجی ہو کر طالب صلح ہوا بہادر شاہ گجراتی نے عین الملک حاکم پٹن کو دکن کی سرحد پر بھیجا تو بخوبی حال دریافت کر کے نظام شاہ اور عماد الملک کے درمیان صلح کرائے برہان نظام شاہ بحری نے شاہ بہادر شاہ کی خاطر سے اس سال عماد الملک کے ساتھ صلح کی اور عین الملک جب اپنے مقام پر پلٹ گیا برہان نظام شاہ بحری دوبارہ ملک گیری کی فکر مین ہوا اور قلعہ ماہور کو مع بعضے پرگنے اور قصبات برار اپنے تصرف مین لایا اور عماد الملک عاجز اور نہایت مغلوب اور زبون ہوا میران محمد شاہ فاروقی کو مدد کے واسطے طلب کیا اور میران محمد شاہ فاروقی سنہ ۹۳۴ نوسو چونتیس ہجری مین سامان حرب درست کر کے مع فوج علاء الدین عماد شاہ کی مدد کے واسطے دکن مین آیا اور بہ اتفاق عماد الملک دریاے گنگ کے کنارہ برہان نظام شاہ بحری کے مقابل آن کر صف آرا ہوا اور برہان نظام شاہ بحری کو شکست دے کر اس کے لشکر کو پراگندہ کیا اور باتفاق عماد الملک قرار فتح اپنی نسبت دے کر از روے بے پروائی معرکہ مین ایستادہ ہوا جو کہ ان کی فوج کسی قدر تعاقب مین اور ایک جماعت تاراج کے واسطے روانہ ہوئی تھی اور برہان نظام شاہ بحری شکست کے بعد ایک دیہہ کی پناہ مین ایستادہ تھا مع تین ہزار سوار پلٹ کر میدان کی طرف روانہ ہوا اور غنیم کو مہلت خیل و حشم فراہم

میں لے جاؤنگا پھر رخصت کے وقت دریاختہ گجراتی جو ہمارا سپاہی ہے فرساکاری ملک حسام الدین
کے سر پر رسید کرے اور اس کے قتل ہونے کے بعد آدمی اس کے جابجا متفرق اور پریشان ہو جاوینگے
یہ صلاح کرکے آدمی اس کے بلانے کو بھیجا ملک حسام الدین کہ اپنی جمعیت پر نہایت مغرور تھا
باجمعیت تمام آیا تھا اور بعد ملاقات کے بطریق مشورہ ملک حسام الدین کا ہاتھ پکڑکے اپنے
خلوت خانہ میں لے گیا اور پھر کچھ ادھر اُدھر کا تذکرہ کرکے پان دے کر رخصت فرمایا ابھی
وہ سلام کرکے سیدھا ہوا تھا کہ دریاختہ نے ایسی تلوار اس کے سر پر ماری کہ وہ خیار کی طرح
دو پارہ ہوا جب ملک برہان عطاء اللہ گجراتی کہ اعظم ہمایوں کا وزیر اعظم تھا اس امر پر واقف ہوا
مع ایک جماعت گجراتیان کے کہ اس کے ہمراہ تھی آن کر فرمایا کہ حرامخوار دکنیوں کو مار دو یہ سنتے ہی گجراتیوں
نے تلواریں میان سے کھینچی ملک ناکھا المخاطب بغازی خان اور علاوہ اس کے اور بھی سردار جو ملک
حسام الدین شہریار کے ہمراہ تھے بھاگے اور چار سو غلام حبشی اور گجراتی جو دربار میں حاضر تھے
انہوں نے ان کا پیچھا کیا غازی خان اور بہت سے امرا اور سپاہی مارے گئے اور نصف ولایت
جو تصرف میں رکھتے تھے بر آوردہ ہوئی ابھی لشکر گجرات نہ آیا تھا کہ مملکت خاندیس دشمنی کے خس و
خاشاک سے پاک اور صاف ہوئی اور عادل خان فاروقی المخاطب بہ اعظم ہمایوں بعد اس واقعہ کے
ایک روز قلعہ آسیر میں گیا اور ایک ساعت کے بعد بر آمد ہوا اور دوسرے دن سلطان محمود گجراتی کو
لکھا کہ ایکبار میں قلعہ کی سیر کو گیا تھا شیر خان اور سیف خان جن کے تصرف میں وہ قلعہ ہے میں نے
انہیں نفاق اور شیطنت سے خالی نہ پایا اور باوجود اس کے کہ ملک حسام الدین قتل ہوا دونوں سردار
آپس میں متفق ہوکر درپے نفاق ہیں اور ایک مکتوب احمد نظام شاہ بحری کو لکھکر شاہزادہ عالم خان کو
طلب کیا ہے اور بالفعل احمد نظام شاہ مع شاہزادہ عالم خان اور اپنی افواج فوج راجہ کالنہ کے سرحد
پر آن کر مقیم ہوا ہے بندہ نے عماد جہان اور مجاہد الملک اور امرائے بالاتفاق جاکر قلعہ آسیر کو محاصرہ کیا
اگر نظام شاہ اس مخلص کی ولایت میں قدم رکھے گا مہمات قلعہ کو موقوف رکھکر اس کی جنگ میں مشغول ہونگا
شاہ محمود نے مضمون مکتوب سے اطلاع پاکر دوسرے بارہ لاکھ روپیہ نقد اس کے واسطے ارسال فرمائے اور
دلاور خان اور صفدر خان اور دیگر امرا کو سامان جنگ درست کرکے روانہ کیا اور اس کے جواب
لکھا کہ آن فرزند ارجمند خاطر جمع رکھے ہنگام ضرورت میں خود بہ نفس نفیس متوجہ ہونگا احمد نظام شاہ
بحری کہ ایک غلام شاہان دکن سے ہے اسے اسقدر قوت کہاں سے بہم ہوجائیگی کہ اس فرزند کی
ولایت میں قدم بڑھاکر درپے مضرت رسانی ہو اور نظام شاہ کے ایلچی کو بھی کہ گجرات گیا تھا خوب
دھمکایا آخرش نظام شاہ بحری یہ حال دیکھکر اپنی ولایت کی طرف راہی ہوا اور شیر خان اور ملک یوسف
المخاطب بہ سیف خان عہد امان لے کر قلعہ سے بر آمد ہوا اور ولایت کاویل میں جاکر دم لیا اور عادل خان

تو قف مین نہ کی ہر ایک نے چار ہزار سوار عالم خان اور ملک حسام الدین کے پاس چھوڑ کر کاویل کی راہ لی اور سلطان محمود بیکرا نے آصف خان اور عزیز الملک کو مع لشکر آراستہ ملک حسام الدین اور عالم خان کی تنبیہ کو جو نصف ولایت خاندیس پر متصرف تھے بھیجا افواج دکن جب اُن کی توجہ سے واقف ہوئی ملک حسام الدین کے بے رخصت کوچ کر کے اپنے سردارون کے پیچھے روانہ ہوئی اور ملک لادن کہ وہ نصف مملکت خاندیس تصرف مین رکھتا تھا سب سے پیشتر آصف خان کے استقبال کو گیا اور ملاقات کی اور آصف خان ملاقات کر کے اسے اپنے ہمراہ سلطان کی خدمت مین لیگیا اور ملک حسام الدین یہ خبر سُنکر عالم خان کو دکن کی طرف بھیجکر خود بھی تھالیز مین سلطان کی قدمبوسی کو گیا سلطان نے دونون پر عنایت شاہانہ مبذول فرمائی اور بعد عید اضحے ساعت سعد اور طالع مسعود مین عادل خان فاروقی کو خطاب اعظم ہمایون دے کر مظفر شاہ گجراتی کی بیٹی کو کہ وہ اور سلطان مظفر دونون ایک مان سے تھے اس کے عقد مین منعقد کر کے حکومت برہان پور یہ اجلاس بخشا اور ملک لادن کو خان جہان خطاب دے کر موضع بناس کہ ملک لادن کا جاے پیدایش تھا انعام دیا اور ملک ماکھا ولد عماد الملک آسیری کو غازی خان اور ملک عالم شہ تھانہ دار تھالیز کو قطب خان اور ملک حافظ کو محافظ خان اور اس کے بھائی ملک یوسف کو سیف خان خطاب دیکر اعظم ہمایون کے ہمراہ کیا اور چالیس ہاتھی اور تیس لاکھ تنگہ نقد کہ مراد روپیہ سے ہے اُسے مدد خرچ کے واسطے مرحمت کیے اور ملک نصرۃ الملک اور مجاہد الملک گجراتی کو اُس کی خدمت مین چھوڑ کر تھالیز سے سلطان پور اور ندربار کی طرف متوجہ ہوا اور منزل اول مین ملک حسام الدین مغل کو شہریار خطاب دے کر رخصت انصراف فرمائی

ذکر عادل خان فاروقی بن نصیر خان المخاطب بہ اعظم ہمایون کی حکومت کا

جب عادل خان سلطان محمود اپنے جد مادری کی امداد سے سلطنت خاندیس پر متصرف اور متمکن ہوا ابتدا توقف تھالیز سے برہان پور مین آن کر امور جہانداری مین مصروف ہوا اور ملک حسام الدین شہریار مغل اور عادل خان بسبب اس نزاع کے کہ ملک لادن خان جہان سے رکھتے تھے برہان پور سے تھالیز مین جا کر مقیم ہوئے اور بعد چند روز کے خبر پہونچی کہ ملک حسام الدین نظام شاہ سے متفق ہو کر چاہتا ہے کہ عالم خان کو برہان پور کا والی کرے اور عادل خان جب اس ماجرے سے مطلع ہوا حسام الدین شہریار کو آدمی بھیجکر طلب کیا اور وہ اصل مطلب سے واقف ہوا مع چار ہزار سوار برہان پور کی طرف متوجہ ہوا اور جب اس شہر کی نواح مین پہونچا عادل خان تین سو سوار گجراتی سے استقبال کر کے اسے اپنے مکان پر لے گیا اور خلعت دے کر لشکر گاہ کی طرف رخصت کیا دوسرے دن اپنے محرمون سے یہ مشورہ کیا کہ ملک حسام الدین جب دیوانخانہ مین آوے گا اُس کا ہاتھ پکڑ کے خلوت خانہ

اور ہمسائگی منظور رکھکر اقبال خاں کو کہ امرائے کبار سے تھا مع فوج بزرگ اُس کی کمک کو بھیجا اور
وہ جب آسیر کے اطراف میں پہونچا نظام شاہ افواج ہندو کی تاب مقاومت نہ لایا احمد نگر کی طرف
روانہ ہوا اقبال خاں نے چند روز برہان پور میں قیام کیا اور داؤد خاں کو خطبہ سلطان ناصر الدین
کی تکلیف دی اور وہ جو چارہ نہیں رکھتا تھا سلطان ناصر الدین کا خطبہ پڑھا کر اقبال خاں کو
رضامند کیا اور اُسے پیشکشہائے لائق مع دو ہاتھی کے دے کر شادی آباد مندو کی طرف رخصت
کردیا داؤد خاں اس کے بعد آٹھ سال اور ایک ماہ اور دس روز زمانہ عمر بسر کر کے غرہ جمادی الاول
روز سہ شنبہ سنہ ۹۱۴ نوسو چودہ ہجری میں قضائے الٰہی سے فوت ہوا ملک حسام الدین اور ارکان
دولت نے متفق ہو کر اُس کے فرزند غزنین خاں کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور بعد دس روز کے
ملک حسام الدین نے نہ معلوم کس وجہ سے کہ خدائے پاک کو علم ہے اُسے زہر دے کر درمیاں سے
اٹھایا اور داؤد خاں فاروقی کے دوسرا فرزند نہ تھا اس واسطے احمد نگر میں نظام شاہ بحری کے
پاس ایلچی بھیجکر شاہزادہ عالم خاں کو کہ سلاطین فاروقیہ کے احفاد سے تھا اور وہاں رہتا تھا طلب کیا
اور نظام شاہ بحری اور فتح اللہ عماد شاہ کے مشورہ تخت برہان پور پر متمکن کیا اکثر امرا اور سرداروں نے
پٹکا خدمت کا کمر جاں پر باندھا لیکن ملک لادن کہ اُس دولت خانہ کے اعیان سے تھا عالم خاں
کی بادشاہی پر راضی نہ ہو کر قلعہ آسیر اپنے تصرف میں لایا اور ملک حسام الدین سے اس امر میں
مخالفت کر کے قلعہ مذکور میں قلعہ بند ہوا اور جس وقت میں کہ غزنین خاں دس روز کے حکومت
کے گناہ کے سبب زندان لحد میں گرفتار ہوا تھا عادل خاں فاروقی بن نصیر خاں فاروقی نے کہ محمود شاہ
بیگرا کا نواسا تھا اور تھالیر کی سرحد میں اقامت رکھتا تھا اپنی والدہ کے باتفاق شاہ محمود بیگرا کو اس مضمون
کا عریضہ گجرات میں بھیجا کہ داؤد خاں فاروقی فوت ہوا مہمات حکمرانی میں نہایت فتور بہم پہونچا ہے اگر
اس صورت میں باپ کی جگہ اس فقیر کو مرحمت ہووے نہایت ذرہ پروری ہوگی الغرض شاہ محمود بیگرا
نے درخواست اس کی قبول کی خوب جانتا تھا کہ یہ معاملہ بدوں اپنی توجہ کے ظہور نہ پکڑے گا
ناچار بعزم خاندیس کی طرف متوجہ ہوا اور ملک حسام الدین نے مضطرب ہو کر بتعجیل آدمی احمد نگر نظام شاہ
بحری اور فتح اللہ عماد شاہ کے پاس بھیجکر اس قدر تضرع کی کہ وہ مع جمعیت اپنی بقصد اعانت برہانپور
میں آئے لیکن جو محمود شاہ بیگرا نے اثنائے راہ میں خبر جلوس شاہزادہ عالم خاں اور مخالفت ملک لادن
کی اس کی نسبت سنی آب نربدہ کے کنارہ پر نزول کر کے ماہ رمضان وہاں بسر کیا اور ماہ شوال میں
آگے روانہ ہوا جب تھالیر میں پہونچا عالم شاہ اُس قلعہ کے تھانہ دار نے عزیز الملک تھانہ دار سلطانپور
کے وسیلے سے سلطان کی ملازمت کی اور قلعہ خالی کر کے ملازمان درگاہ کے سپرد کیا نظام شاہ اور
عماد الملک نے جب لشکر خاندیس کی بے رنگی اور سپاہ گجرات کی شوکت دریافت کی صلاح

آسیر پر بنا گیا تھا اُس کے باہر دروازہ کی طرف ایک اور قلعہ احداث کرکے دوسرا دروازہ نو
کیا اب وہ قلعہ ایسا سنگین ہی کہ عقل اُسکے تسخیر سے انکار کرتی ہی اور پیک خیال کی مجال نہین کہ
اُس کے اطراف مین قدم رکھے اور شہر برہان پور کے اطراف اور دریائے تپتی کے ساحل پر بھی ایک
قلعہ احداث کرکے اُسمین عمارات عالیہ تیار کروائے اکثر اوقات وہان تشریف لیجاتا تھا اور اپنا
لقب سلطان جھارکھنڈی رکھا یعنے شاہ کوہستان جھارکھنڈ کہ زبان ہندی مین جنگل نہایت سخت
کو کہ گذر انسان کا بدشواری ہوئے کہتے ہین اور [illegible] کوہستان جھارکھنڈی اپنے مقام مین بیان
ہوچکی ہی اور جب اثاثہ شاہی اُس کا باپ واداسے زیادہ ہوا مغرور ہوکر اُن کے خلاف عمل کیا اور پیشکش
اور ایلچی سلطان گجرات کی درگاہ مین بھیجنا یک قلم موقوف کرکے نشان غرور کا بلند کیا جب سلطان محمود
بیکرا کو یہ خبر پہونچی سنہ ۸۹۴ آٹھسو چورانوے ہجری مین لشکر کثیر خاندیس کی طرف بھیجا امرائے خاندیس
نے پہلے مقابلہ اور مقاتلہ کے لیے پیش قدمی کی آخر کو تاب مقابلہ اپنے مین نہ دیکھی بلا جنگ اُنکے
مقابلہ سے روگردان ہوکر قلعہ تھالیز اور آسیر کے قریب آن کر دم لیا اور سپاہ گجرات نے ولایت
خاندیس مین جاکر اُس کی خرابی اور ویرانی مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور میران عینا فاروقی
کہ قلعہ آسیر مین تھا اپنی سرکشی اور ستیزہ روئی سے نادم اور پشیمان ہوا ایک جماعت اعیان
مملکت کو سلطان محمود بیکرا کے پاس بھیجکر باظہار اطاعت اور فرمانبرداری پیشکش کئی برس کی ارسال
کی پھر حکام گجرات اسکی ولایت سے دست کش ہوکر گجرات کی سمت روانہ ہوے اس کے بعد
چھیالیس سال اور آٹھ مہینے اور بارہ دن سلطنت بفراغت تمام کرکے روز جمعہ ربیع الاول کی چودھوین
تاریخ سنہ ۸۹۷ آٹھسو ستانوے ہجری مین بجوار رحمت ذوالجلال واصل ہوا اور حسب وصیت برہانپور
مین دولتمندون کے محل مین مدفون ہوا چونکہ اُس کے بعد فوستا کوئی فرزند اُس کا نہ رہا تھا
اُس کے بھائی میران داؤد خان بن مبارک خان فاروقی نے حکومت برہانپور پر اختصاص پایا۔

ذکر داؤد خان فاروقی بن مبارک خان کی حکومت کا

داؤد خان نے بعد فوت برادر اسکے تخت پر جلوس کیا اور حسام علی اور یار علی کہ دو بھائی تھے اُنھین استقلال
تمام حاصل ہوا حسام علی ملک حسام الدین خطاب پاکر مہمات مالی وملکی مین مشغول ہوکر معتمد علیہ ہوا اور
سنہ ۸۹۹ آٹھسو ننانوے ہجری مین میران داؤد خان نے چاہا کہ بعضے پرگنات سرحد احمد نظام شاہ بحری پر
متصرف ہووے جب یہ خبر اُسے پہونچی خود مع جمعیت کثیر کوچ بر کوچ احمد نگر سے خاندیس کی طرف متوجہ
ہوا اور داؤد خان نے قلعہ آسیر مین پناہ لی اور احمد نظام شاہ نے خاندیس کی تاراجی اور خرابی مین کوشش
کی داؤد خان نے مضطرب اور عاجز ہوکر سلطان ناصر الدین خلجی سے اعانت طلب کی اُس نے حق جوار

یاکہیں ہاتھی مامی اور پیرانہ سالی حکومت چھوڑ کر بہ مشقت کمال قلعہ تلنگ میں پہونچا اور دو روز بعد ازشدت غصہ سے بیمار ہوا اور چند روز کے عرصہ میں یعنے تاریخ تیسری ربیع الاول سنہ مذکور مرغ روح اسکا ملاء بہشت کی طرف پرواز کر گیا اور اُسکے بڑے بیٹے میران عادل خان نے تابوت پدر تھالیر میں بھیجکر اُس کے باپ کے پہلو میں مدفون کیا مدت اسکی سلطنت کی چالیس سال اور چھ ماہ اور چھبیس روز تھی۔

ذکر میران عادل خان فاروقی کی سلطنت کا

میران عادل خان فاروقی سلطان ہوشنگ کا بھائی تھا اور بعد فوت پدر حکومت خاندیس پر متمکن ہو اسے بھی ہمت ملک التجار کے دفع پر معروف کی اور ایلچی بھیجکر امراے گجرات کو بہ تعجیل تمام طلب کیا ملک التجار قلعہ تلنگ کے محاصرہ میں مشغول تھا کہ ناگاہ لشکر سلطان پور کی خبر قرب وصول سنکر دکن کی طرف گیا اور میران عادل خان امور سلطنت میں مصروف ہوا اُسکے نو تیس سال اور آٹھ ماہ اور تیئیس روز مہمات خلائق کے انجام دے کر جمعہ کے دن ماہ ذیحجہ کی آٹھویں تاریخ ۸۴۴ھ آٹھ سو چوالیس ہجری میں ملدہ برہان پور میں شہید ہوا اور ملک اپنے بڑے بیٹے مبارک خان کو سپرد کیا کیفیت اسکی شہادت کی حوال حکایات کے جامع پر ظاہر نہ تھی اس واسطے اس کی شرح سے معذور ہوا پھر اُس کا جنازہ تھالیر میں لے جا کر اس کے باپ اور دادا کی قبر کے متصل پیوند زمین کیا۔ مصرع

عاقبت جہاں بخورد کز واستخواں نماند

تذکرہ مبارک خان فاروقی بن عادل خان فاروقی کی حکومت کا

اسنے بعد فوت پدر سترہ برس اور چھ مہینے اور نو دن بلا مزاحمت احدی ولایت خاندیس کی ریاست پر اقدام کیا اور بعد حکمرانی ریاست خاندیس جمعہ کے روز بارھویں تاریخ ۸۶۱ھ آٹھ سو اکسٹھ ہجری میں اس جہان بے بقا سے کوچ کیا اور اُس کا بیٹا میران عینا المخاطب بعادل خان فاروقی جانشین ہوا اُس کا جنازہ قصبہ تھالیر میں روانہ کرکے حیلو فاروقیاں میں دفن کیا۔

ذکر میران عینا المخاطب بہ عادل خان فاروقی بن مبارک خان فاروقی کی حکومت کا

اس کے استقلال کے موافق کسی حکام ماسبق خاندیس نے فرمانروائی نہیں کی کس واسطے کہ اُس نے اطراف کے راجاؤں سے بحکومت باج لیا اور مقدم کو نڈوارہ اور گڈھہ نے اُس کی جادہ اطاعت میں قدم رکھا اور گروہ کولی اور بھیل چوری اور رہزنی سے باز آئے اور جو قلعہ کہ آسا اہیر نے کوہ

مین اُسے مکتوب بھیجون گا کا تھا بحسب ظاہر نصیر خان سے رنجیدہ ہوکر برہان پور سے روانہ ہوا اور سلطان احمد شاہ بہمنی کے پاس جاکر دادخواہی کی سلطان احمد شاہ نے نصیر خان کے پاس دلحاظ سے بعضے امرا اپنے کاتھا کے ہمراہ کرکے جانوارہ کی طرف روانہ فرمائے اور وہ جب باتفاق کاتھا بذر بار کے اطراف مین پہونچے فتنہ و فساد مین کسی طرح کی تقصیر نہ کی پھر بعد اس کے افواج گجرات پہونچی فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی لشکر بہمنیہ منہزم ہوا اور احمد شاہ بہمنی درپے تدارک ہوا اور شہزادہ علاء الدین کو مع فوج ززخواہ روانہ کیا اور وہ جب دولت آباد مین پہونچا نصیر خان فاروقی اور راجہ کاتھا اس کی ملاقات کو گئے جیسا کہ سابق مین مرقوم خامہ فصاحت قرین ہوا ہو غرضکہ لشکر بہمنیہ اس مرتبہ بھی مغلوب ہوا اور نصیر خان اور کاتھا کوہستان کاندہ مین کہ ولایت خاندیس مین واقع ہو مفرور ہوئے اور جب لشکر گجرات نے خاندیس کو تاخت وتاراج کرکے مراجعت کی نصیر خان برہان پور مین آن کر ولایت کے انتظام مین مشغول ہوا اور سنہ ۸۴۰ آٹھ سو چالیس ہجری مین دختر نصیر خان نے اپنے شوہر علاء الدین کی بدسلوکی سے ناراض ہوکر نصیر خان سے شکایت کی اور اس معاملہ سے اُن کے درمیان مین نزاع بہم پہونچی اور سلطان احمد شاہ گجراتی کی صلاح سے نصیر خان سنہ ۸۴۱ آٹھ سو اکتالیس ہجری مین ولایت برار کی تسخیر کا عازم ہوا اور امرائے برار نے کہ اپنے صاحب سے نفاق رکھتے تھے یہ خبر سنکر نصیر خان کو بلاکر یہ بات کہی کہ تم اولاد حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ہو ہمارے زہے نصیب کہ آپ کی خدمت مین شہادت پاوین خان جہان سپہ سالار دکن دبرار کا کہ رکن اعظم بہمنیہ تھا ان کے نفاق سے واقف ہوا اور قلعہ پرنالہ مین قلعہ بند ہوکر سلطان علاء الدین کے ملاحظہ مین ایک عرض داشت مشتمل بحقیقت حال بھیجی امرائے مخالف برار خطبہ نصیر خان کے نام پڑھکر محاصرہ مین مشغول ہوئے سلطان علاء الدین نے بعد قیل وقال بسیار ملک التجار عرب حاکم دولت آباد کو سپہ سالار کرکے مع امرائے مغل نصیر خان کے مقابلہ کو بھیجا اور نصیر خان تاب مقاومت ملک التجار اپنے سے مفقود دیکھکر ولایت برار سے مع امرائے مخالف نکل گیا اور ملک التجار عرب اُس کا پیچھا کرکے برہان پور کی طرف متوجہ ہوا اور نصیر خان فاروقی جو طالب کمک سلطان گجرات سے ہوا تھا قلعہ ملنگ کی طرف راہی ہوا اور ملک التجار عرب برہان پور مین آیا تو عمارات عالیہ کے کھودنے اور آگ لگانے مین مصروف ہوا اور جب سنا کہ لشکر سلطان پورہ اور ندربار کا مع سپاہ مالوہ اس طرف آیا چاہتا ہے تو بطور تاخت تالنگ کی طرف روانہ ہوا تاکہ کمکیون کے پہونچنے سے پیشتر آتش کارزار مشتعل کرے اور جس روز کہ لڑائی ہونے والی تھی ملک التجار عرب بطی مسافت وراز مع تین ہزار مغل تیرانداز خستہ اور ماندہ ہوکر تالنگ کے اطراف مین پہونچا اور نصیر خان فاروقی نے موقع وقت دیکھکر انتظار کمک نہ کی بہ تعجیل تمام مع افواج آراستہ کہ بارہ ہزار سوار تھے میدان کی طرف روانہ ہوا اور شکست فاحش

اپنا مافی الضمیر ظاہر کیا اور اس کی تجویز سے اس کام کو اس طرح شروع کیا یعنے سنہ ۸۲۰ آٹھ سو بیس ہجری
میں قلعہ تھالیر کا محاصرہ کیا ملک افتخار سلطان احمد شاہ گجراتی سے ملتجی ہو کر طالب اعانت ہوا اور احمد
شاہ سامان سفر درست کر کے روانہ ہونے کی فکر مین تھا کہ غزنین خان ولد سلطان ہوشنگ
نے پندرہ ہزار سوار لے کر نصیر خان کی کمک کو آن کر جنگ مین جلدی کی اور ابھی سلطان احمد شاہ
گجراتی نہ آیا تھا کہ دونون نے اپنے حسن اتفاق سے قلعہ تھالیر کو سنہ ۸۲۰ آٹھ سومیں ہجری مین
مفتوح کیا اور ملک افتخار کو قید کر کے قلعہ آسیر مین بھیجا اور نہایت تمکنت اور غرور سے یہ عزیمت
کی کہ سلطان پور اور ندربار کو بھی اہالیان سلطان گجرات کے تصرف سے برآوردہ کر کے مالوہ
مین شامل کرین گو یا چڑیا کو شہباز کے شکار کا حوصلہ ہوا الغرض جب اس نیت سے وہ سلطان پور
پہونچے اُس قصبہ کے جاگیر دار ملک احمد حبیب نے قلعہ بند ہو کر عرض داشت مشعر کیفیت حال
احمد شاہ گجراتی کے پاس بھیجی اور سلطان یہ خبر سنکر آتش غضب مشتعل کر کے مع سپاہ دریا جوش کوچ
بر کوچ روانہ ہوا اور ملک محمود ترک مع لشکر کثیر پیشتر بھیجا ملک محمود ترک کے قرب پہونچنے کی خبر
ان دونوں حریفون کو پہونچی غزنین خان اسی شب کو کوچ کر کے مندو کی طرف راہی ہوا اور نصیر خان
بھاگ کر قلعہ تھالیر مین در آیا اور ملک محمود نے قلعہ تھالیر تک باگ نہ موڑی اور اُسے محاصرہ کیا
اور سلطان احمد شاہ نے سلطان پور میں آن کر نزول اجلال فرمایا نصیر خان مخمصہ مین پڑا اور اپنے تئین
مثل ایک چڑیا کے شہباز کے چنگل مین گرفتار دیکھا اور احمد شاہ گجراتی کے مقربون سے ملتجی ہو کر
بصرف زر خطیر ان کو راضی کیا تو انھون نے بوقت فرصت اور ساعت سعید سلطان سے عرض معروض
کر کے ایسا کیا کہ اس نے قلم عفو نصیر خان کے جرائم پر کھینچا اور اس وقت تک اسے ملک نصیر کہتے
تھے خطاب نصیر خان دے کر عطائے چتر و سراپردہ سرخ سرفراز کیا اور نصیر خان نے پانچ ہاتھی
مست اور چالیس گھوڑے تازی اور عراقی اور دیگر تحف و ہدایائے فراوان پیشکش کر کے اسے
گجرات کی طرف روانہ کیا اور بعد چند سال کے احمد شاہ بہمنی نے ایک جماعت مردم معتبر سے برہانپور
بھیج کر نصیر خان کی بیٹی اپنے بڑے بیٹے شہزادہ علاء الدین کے واسطے خواستگاری کی نصیر خان
نے اس امر کو موجب تقویت جان کر قبول کیا اور بعد جشن و شادی اپنی بیٹی مسماۃ زینب کو پالکی مین
سوار کر کے محمد آباد بیدر کی طرف روانہ کیا اور سنہ ۸۳۳ آٹھ سو تینتیس ہجری میں رائے کانھا والیت
جلواڑہ کا راجہ لشکر گجرات کے صدمہ سے بھاگ کر آسیر مین آیا اور چند فیل پیشکش کر کے اعانت
طلب کی چنانچہ نصیر خان فاروقی نے اُس سے خلوت مین یہ بات کہی کہ مجھے لشکر گجرات سے
خصومت کی طاقت نہیں ہے تم سلطان احمد شاہ بہمنی کے پاس جاؤ کہ وہ شاہ عظیم الشان ہے یقین ہے کہ
تمھاری مدد کر کے مملکت موروثی گجراتیون کے تصرف سے برآوردہ کرے اور میں بھی اس بارہ

کی تیاری مین مشغول ہوا اور اُس کی سنگ ... ادر یخت کو درست کیا اور اس واقعہ سے ایک سو
تیس برس کے بعد شیر شاہ افغان سور بادشاہ دہلی نے قلعہ رہتاس کو اُسی طریق سے مسخر کیا تھا اور
مشہور ہو کہ حکام فاروقیہ آسیر مین سے کسی نے آسا اہیر کے مال مین کچھ تصرف نہ کیا امانت نگاہ رکھا
تھا یہان تک کہ اکبر بادشاہ اُس حصار آسمان اطوار کی فتح کے بعد امانت مذکورہ پر مع خزائن فاروقیہ
متصرف ہوا اور سونا اور چاندی مسکوک اور غیر مسکوک کو دار الضرب یعنے ٹکسال مین بھیجکر گلوایا اور سکّہ
اپنے نام جاری کیا الغرض جب نصیر خان کو یہ فتح بزرگ نام دار ... ہوئی مخدوم شیخ زین الدین
دولت آباد سے نصیر خان کی مبارکباد کو خاندیش مین تشریف لائے نصیر خان قلعہ سے باتفاق فرزندان
وخیل وحشم استقبال کے لیے روانہ ہوا اور تپتی کے کنارہ اس مقام پر کہ اب زین آباد واقع ہو
ملاقات کی جب التماس قلعہ آسیر مین آنے کی کی شیخ نے فرمایا ہمین آپ تپتی سے عبور کرنے کا حکم نہین
ہو نصیر خان اجازت لے کر پلٹ آیا اور دوسرے کنارہ پر کہ شہر برہان پور واقع ہو خیمہ اور خرگاہ
بلند کر کے فروکش ہوا اور ہر روز پانچ مرتبہ شیخ کی ملازمت مین مشرف ہو کر اُن کی فیض صحبت سے فیضیاب
ہوتا تھا اور جب دو ہفتہ اس طرح پر گذر سے شیخ موصوف دولت آباد کی مراجعت پر عازم ہوئے نصیر خان
تواضعات عادی اور رسمی بجالایا اور یہ عرض کی کہ اس مملکت کی ... کے واسطے اگر آپ فلان قصبہ
اور پرگنہ کو پسند فرمائین نہایت سرفرازی ہوگی شیخ نے یہ امر قبول نہ کیا فرمایا درویشون کو قصبہ اور پرگنہ
اور وظیفہ سے نسبت نہین ہو جب مکرر عرض کی فرمایا اس ملک سے ہم فقط نام سے خوش ہین چنانچہ
دریا کے اُس پار کہ سلاطین اور غازیان اسلام کے نزول کا مقام ہو ایک شہر بنام شیخ برہان الدین
مع مساجد اور منابر بنا کر کے اپنا دار الملک بناؤ اور اس پار کہ فقیر مع درویشان وارد ہوا ہی قصبہ
اور ایک مسجد تعمیر کر کے زین آباد نام رکھو تو اس تقریب ... کہ بسبب اسلام ان دونون قطعات مین
رواج پاوے اور دونون درویش کا نام بھی مذکور ہو دے نصیر خان فاروقی خوش حال ہوا فوراً حکم
فرمایا امرا اور اعیان شہر برہان پور وقصبہ زین آباد کی تعمیر مین مشغول ہوئے اور شیخ نے فاتحہ مبارکباد کی
پڑھکر دوسرے دن دولت آباد کی طرف توجہ فرمائی اور عرصہ قلیل مین شہر اور قصبے نہایت
معموری اور آبادی کے ساتھ اختتام کو پہونچے برہان پور جیسا کہ شیخ کی زبان مبارک پر جاری ہوا تھا
سلاطین فاروقیہ کا دار الملک ہوا اور اُس کے بعد نصیر خان حکومت کے شغل مین مستقل ہوا اور
جیسا کہ شیخ سعدی نے فرمایا ہو کہ دس فقیر ایک کمل مین سو وین اور دو بادشاہ ایک ولایت مین
نہ سما دین نصیر خان نے ارادہ کیا کہ قلعہ تھالیز کو بھی اپنے چھوٹے بھائی ملک افتخار الملک کے تصرف
سے برآوردہ کر کے اُس ملک مین دعوے انا ولاغیری کا کرے اور یہ امر چونکہ بے مشورہ اور
صوابدید سلطان مالوہ کے صورت پذیر ہوتا تھا سلطان ہوشنگ کو کہ اس کا سالا تھا اُس سے

خاندیس میں لنگر جالے ہوائے اور قلعہ سابق کی چار دیواری قدیم مسمار کر کے ایک قلعہ گچ اور پتھر سے
تعمیر کیا وہ مشہور بقلعہ آسا اہیر ہوا رفتہ رفتہ کثرت استعمال سے مخفف ہو کر اس کا نام آسیر ہوا جب
یہ خبر سلطان فیروز شاہ بار بک کو پہونچی اس توہم سے کہ مبادا آسا اہیر اس قلعہ کی سنگینی سے مغرور
ہو کر لشکر سلطانی کی مخالفت کا ملتزم کرے حاکم خاندیس کو فرمان لکھکر سرزنش کی کہ تو نے آسا اہیر کو کیوں استعداد
مہلت دی کہ اس نے ایسا قلعہ بے نظیر پہاڑ پر بنا لیا بعد اس کے اُسے معزول کر کے ملک راجہ فاروقی کو
اس ملک کی حکومت پر منصوب کیا آسا اہیر ملک راجہ فاروقی کا مطیع اور فرمانبردار رہا اور مریدانہ سلوک کرنے لگا
اور ملک راجہ بھی اگرچہ اس قلعہ کی تسخیر کی فکر میں تھا لیکن چونکہ آسا اہیر کا ممنون احسان تھا اور علاوہ اس کے
اس قلعہ کی تسخیر حسب ظاہر مشکل معلوم ہوتی تھی اس لیے اپنا ارادہ ظاہر نکرتا تھا
ملک نصیر خان نے اس کے مرنے کے بعد تمام ہمت اس قلعہ کی فتح پر مصروف رکھی اور ابتدائے
حکومت میں ایک تدبیر اندیشہ کر کے آسا اہیر کو پیغام بھیجا کہ راجہ گلانہ اور اکثر زمیندار جمعیت بہت
سے ہم پہونچائی ہے اور عدا و عداوت مرحوم ملک راجہ فاروقی کے زمانہ کے مطابق سلوک نہیں کرتے ہیں
اور راجہ کہیرلہ کی تحریک اور اعانت کے سبب سرکشی حد سے گذر کے اس ولایت پر تاخت لانے کے
درپے ہوئے ہیں اور قلعہ تھالیز جو ملک افتخار خان حسب وصیت پدر متصرف ہے اور قلعہ تلنگ
کو دشمنوں سے نزدیک ہے اس پر اعتماد نہیں رکھتا ہوں اسواسطے چاہتا ہوں کہ میرے
عیال و اطفال کو اپنے قلعہ میں جگہ دے تو باطمینان تمام دشمن کے مدافعہ میں مشغول ہوں اور تیرا
بھی ممنون احسان رہوں آسا نے اپنی خوشی سے یہ امر قبول کیا اور قلعہ آسیر میں ایک مکان وسیع
اُن کے رہنے کے واسطے مقرر کیا نصیر خان نے پہلے دن چند سواریاں عورتوں کی بھیجیں اور
ان عورتوں سے یہ فہمایش کی کہ اگر عورتیں آسا کی تمہاری ملاقات کو آویں اُن کی تعظیم و
تکریم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا دوسرے دن دوسو ڈولیاں بہم پہونچا کر دوسو مرد شجاع
کار آزما مسلح مکمل کر کے ان میں بٹھا کر پردہ اُن پر ڈال کر یہ مشہور کیا کہ والدہ نصیر خان اور حرمیں اس کے قلعہ میں
روانہ ہوتے ہیں اور آسا اہیر نے یہ خبر سنی جب ڈولیاں قلعہ کے متصل ہو چکیں حکم کیا کہ دروازہ کھول دو
دربان ہٹ جاویں جب ڈولیاں احاطہ مقرری میں بے حرف و حکایت داخل ہوئیں بہادران جو مختار
یکبارگی ڈولیوں سے برآمد ہوئے اور تلواریں میان سے لے کر آسا اہیر کے مکان کے سمت روانہ ہوئے
قضارا آسا اہیر اس کے بیٹے و بیٹیاں نہایت غفلت میں مبارکباد کو آتے تھے قریب ہی اس احاطہ میں ان سے
دوچار ہوئے انہوں نے سب کو تہ تیغ کیا اہل قلعہ نے جب آسا اہیر اور اس کے بیٹوں کو مقتول دیکھا
بعجز و انکسار پیش آئے اور امان کے طلبگار ہوئے اور اپنے اہل و عیال کا ہاتھ پکڑ کے قلعہ سے
نکل گئے نصیر خان فاروقی یہ خبر قلعہ تلنگ میں سنکر بطور تاخت قلعہ آسیر میں آ پہونچا اور اس قلعہ

جمع ہوئے اور ہر ایک کو اس نے علی قدر مراتب وظیفہ اور جاگیر دی اور اُن کے طفیل سے اُس خاندان
مین بزرگی ظاہر آئی جیساکہ آئندہ مذکور ہوگا اثاثہ سلطنت اور خطاب نصیر خان سلطان احمد شاہ
گجراتی سے پاکر خطبہ خاندیس کا اپنے نام پڑھایا اور وہ آرزو کہ باپ اُس کا قبر مین لے گیا اُس کے
بیٹے کو حاصل ہوئی یعنے کامروا ہوا اور سراپردہ سُرخ کرکے چتر سر پر لگایا اور قلعہ اسیر آسا اہیر کے تصرف
سے برآوردہ کرکے شہر برہان پور احداث فرمایا اور قلعہ اسیر کا حال یہ ہی کہ ایک کوہ آسمان شکوہ
پر مسمی آسا اہیر جو خاندیس کے زمینداران معتبر سے تھا سکونت پذیر تھا اور اس کے باپ دادا
سات سو برس سے گائے اور بھینسون اور مال کی حفاظت کے واسطے اس پہاڑ پر ایک
قلعہ پتھر ومٹی سے بناکر زمانہ بسر کرتے تھے جب آسا اہیر کی نوبت آئی سامان اور دستگاہ اس کا حد
سے افزون ہوا خلاصہ یہ کہ پانچ ہزار بھینس اور پانچ ہزار گائے اور بیس ہزار بکریان
اور ایک ہزار گھوڑنے اس کی سرکار مین بہم پہونچے اور عدد نوکرون کے جو خدمت اور نگہبانی
مواشی کی کرتے تھے دو ہزار سے زیادہ تھے اور آدمی گونڈوارہ اور رعیت خاندیس کے
ہنگام ضرورت غلہ اور نقد جو کچھ انھین درکار ہوتا تھا اس سے قرض لیتے تھے اور اسی طریق
سے اس حدود کے لعرا کو جب احتیاج قرض یا گھوڑون کی ہوتی تھی اس کے پاس جاکر مقصد حاصل
کرتے تھے اس تقریب سے آسا اہیر کہ ایک چرواہا تھا شاہیر وقت سے ہوا اور کام اُس کا اس انتہا
کو پہونچا کہ جس وقت دو آدمی مین یا دو گروہ ہندو یا مسلمان مین کسی طرح کی نزاع ہوتی تھی یا کوئی
مشکل پیش آتی ساتھ اُس کے رجوع کرتے تھے تو وہ اپنی عقل اور کیاست سے تصفیہ کرتا تھا
اور اس دیار مین قبل پہونچنے ملک راجہ فاروقی کے تھوڑے عرصہ کے بعد مملکت خاندیس اور مالوہ
اور برار اور سلطان پور اور ندربار مین ایک قحط عظیم پڑا خلائق بیشمار قوت لایموت کے نہ ملنے
سے ہلاک ہوئی جیسے کہ گونڈوارہ وغیرہ مین کوبی اور بھیل سے زیادہ دو تین ہزار آدمی سے زندہ نرہے
اور خاندیس کی بھی بہت رعایا ہلاک ہوئی جو لوگ کہ زندہ رہے آسا اہیر کے پاس پناہ لے گئے اور آسا
اہیر گونڈوارہ مین دو ہزار انبار غلہ کے رکھتا تھا اُس کے کارندون اور وکیلون نے غلہ فروخت کرنا
شروع کیا اور قیمت اس کی آسا اہیر کے پاس بھیجتے تھے اور آسا اہیر کی عورت مخیرہ تھی اُس نے
اپنے خاوند سے یہ بات کہی کہ حق سبحانہ تعالے نے ہمین مال دنیوی سے مالا مال اور مستغنی کیا ہی اور
ہمین احتیاج قیمت غلہ کی نہین ہی ایسا کام کر کہ جس سے دنیا اور آخرت کی بنا مضبوط ہووے
آسا اہیر نے کہا وہ کیا ہی عورت نے کہا کہ دنیا کی مضبوطی منحصر اس پر ہی کہ اس پہاڑ پر ایک قلعہ گچ اور
پتھر سے تیار کر اور آخرت کا استحکام اس مین ہی کہ جس قدر غلہ تیرے قبضہ مین ہی لنگر کرکے ہر روز
کھانا پکاکر فقیرون اور محتاجون کو تقسیم کر آسا نے دونون امر قبول کیے ممالک اور اطراف

کو متوسط کر کے شاہ مظفر گجراتی سے صلح کا طلبگار ہوا اور شاہ مظفر گجراتی کہ صاحب داعیہ اور اولوالعزم تھا
اور حاکم خاندیس اور مالوہ کے ساتھ بمدارا پیش آنے والا تھا اس واسطے اُس نے صلح کی اور اتحاد
و عہد اتفاق کے بارہ میں عہد اور پیمان درمیان میں لا کر گجرات کی طرف معاودت فرمائی ملک راجہ
فاروقی اور اس کے تعمیر ملک اور تکثیر زراعت میں مشغول ہو کر آخر عمر تک کسی طرف سوار ہوا جب مرض
موت میں مبتلا ہوا اپنے بڑے بیٹے ملک نصیر کو ولیعہد کر کے خرقہ ارادت اور اجازت کا کہ اپنے
پیر شیخ زین الدین سے حاصل کیا تھا اسے دیا اور قلعہ تھالنیر کو مع مضافات اپنے چھوٹے بیٹے ملک افتخار
کے سپرد فرمایا اور جمعہ کے دن شعبان کی بائیسوین تاریخ سنہ ۸۰۱ آٹھ سو ایک ہجری میں جوار رحمت ایزدی
واصل ہو کر شہر تھالنیر میں مدفون ہوا اور محرر اس کتاب کا محمد قاسم فرشتہ کہ سنہ ۱۰۱۳ ایک ہزار تیرہ ہجری
میں بیگم سلطان ابراہیم عادل شاہ کی صاحبزادی کی سواری کے ہمراہ بیجاپور سے برہان پور میں آیا تھا
خواجہ میرزا علی اسفراینی سے جو بعد فتح قلعہ آسیر جائزہ کتب خانہ سلاطین فاروقیہ لیتا تھا اس سے
ایسی کتاب کا کہ مشتمل اُن کے وقائع پر ہو طالب ہوا جواب دیا کہ اس کتب خانہ میں ایسی کتاب
نظر نہیں آئی لیکن چند اوراق کہ مشعر اُن کی اصل و نسب کے تھے تاریخ جلوس اور فوت اُن کی اس کتابخانہ
کی کتابوں میں دیکھ کر اُس کی نقل کی اور مخلص نے اُن اوراق کا مطالعہ کر کے دریافت کیا کہ ملک راجہ
اپنے تئیں خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نسل سے جانتا ہے اور اس نہج سے اپنے تئیں
ساتھ اُن کے پہونچاتا ہے ملک راجہ ابن خان جہان بن عثمان خان بن شمعون شاہ بن اشعث شاہ بن سکندر شاہ
بن طلحہ شاہ بن دانیال شاہ بن اشعث شاہ بن ارمیا شاہ بن سلطان التارکین و برہان العارفین
ابراہیم شاہ بلخی بن ادہم شاہ بن محمود شاہ بن احمد شاہ بن محمد شاہ بن اعظم شاہ بن اصغر بن محمد بن احمد بن محمد بن
عبد اللہ بن فاروق عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ القصہ ملک راجہ مرید شیخ الاسلام والدین شیخ
زین الدین دولت آبادی کا ہے اور اُس سے خرقہ ارادت پایا اور اس سے اُس کے بڑے بیٹے
نصیر خان فاروقی کو جو اس کا ولیعہد تھا پہونچا اور اسی طرح سے مدت دو سو سال اور کچھ زیادہ حکومت
خاندیس کی اس خاندان میں رہی خرقہ ارادت بطنا بعد بطن جو شخص ولیعہد ہوتا تھا اسے پہونچتا تھا
یہاں تک کہ بہادر خان فاروقی بن راجہ علی خان نے کہ ختم الملوک ہے وہ خرقہ پایا اور حکومت ملک راجہ
کی اُنتیس برس تھی۔

ذکر نصیر خان فاروقی بن ملک راجہ کی سلطنت کا

اس بادشاہ کے عہد میں اُس خاندان میں رونق اور رواج زیادہ ظاہر ہوا اور اس فکر میں ہوا کہ د
ستور جیسی کہ روش سلاطین کبار ہے رسم ہو جاوے اس واسطے ارباب فضل و کمال خاندیس میں

اور حضرت کے خاصہ خیل کے درمیان خدمت کرتا ہون بادشاہ جو خان جہان فاروقی کو بخوبی تمام جانتا
تھا اور آج اُس کی حسن خدمت بھی پسند پڑی اپنے ایک مقرب سے فرمایا کہ جب مین بارعام کرون
اسے میرے حضور حاضر کرنا الغرض چند روز کے بعد جب سلطان کی شرف ملازمت مین فائز ہوا
سلطان فیروز شاہ نے ارکان دولت سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ شخص دو حق ہم پر رکھتا ہی ایک حق
آشنائی سابق اور دوسرا حق خدمت لاحق کہ شکار مین بجا لایا ہی یہ کہکر اسے دربار مین بمنصب دو
ہزاری مقرر فرما کر جاگیر تھالیز اور کرونذ کہ جو جملہ ممالک خاندیس سے دکن کی سرحد مین واقع ہی خصوصیت
بخشی اور ملک راجہ ۷۸۶ سات سو چھیاسی ہجری مین اُس سرحد کو روانہ ہوا اور اس حدود کے بندوبست
اور انتظام مین کوشش فرمائی اور راجہ بہارجی جس نے اُس وقت تک سلطان کا حلقۂ اطاعت
اپنے زیب گوش نکیا تھا اسے بزور شمشیر آبدار باجگزار کر کے پانچ ہاتھی کلان اور دس فیل خرد
مع امتعہ نفیسہ اور نقود وافر اُس سے پیشکش لے کر فیلوں کو بروش دکن زنجیر طلائی اور نقرئی سے
مزین کر کے جھولین رنگ برنگ مخمل اور زربفت سے سراپا آراستہ کیا اور نقود و خزانہ اور امتعہ کو
اونٹون پر بار کر کے اور اُنھین بھی پوششہای مخمل اور زربفت سے سج کر بارگاہ سلطانی مین
روانہ کیا اور جب اس آراستگی اور زیبائی اور رنگینی کے ساتھ بہارجی کی پیشکش ملاحظہ مین گذری نہایت
محظوظ ہوا اور فرمایا جو خدمت کہ حکام دکن کے متعلق تھی ملک راجہ نے پوری کی پھر فرمان منصب
سہ ہزاری اور لقب سپہ سالاری خاندیس اس کے نام تحریر فرمایا اور اُس کے طالع کے ستارہ
نے عروج کر کے بھوڑے عرصہ مین بارہ ہزار سوار کارگزار انتخابی بہم پہونچائے جو محصول ولایت
خاندیس اُنھین کفایت نکرتا تھا گوندوارہ اور دیگر راجاؤن کی ولایات پر تاخت لا کر اُن سے
پیشکش لیتا تھا آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ راے جاج نگر نے باوجود مسافت بعیدہ اُس سے طریق محبت
اور اخلاص جاری کیا اور حسن تدبیر اور قوت بازو کے سبب دستگاہ سلطنت بہم پہونچا کر غالب ہوا اور
سلطان کے بعد وفات دلاور خان غوری نے حکومت مالوہ پر اختصاص پایا اور اُن دونون کے درمیان مین
نہایت دوستی اور تپاک کا مرتبہ بہم پہونچا تھا آپس مین یارانہ اور سلوک برادرانہ کرتے تھے پیوند وصلت
درمیان مین لائے ملک راجہ کی دختر ہوشنگ کے سلک ازدواج مین منسلک ہوئی اور دلاور خان کی
بیٹی نصیر ولد ملک راجہ کے عقد نکاح مین آئی اور اس کے بعد سلطان مظفر گجرات کی حکومت پر فائز
ہوا اور جب اسکی مملکت مین یک گونہ خلل ظاہر ہوا ملک راجہ فرصت اور موقع دیکھکر دلاور خان کی
حمایت سے قوی پشت ہوا اور سلطان پور اور ندربار کو مزاحمت پہونچا کر مظفر شاہ گجراتی کا تھانہ اُٹھا
دیا سلطان مظفر کہ جنگ کفار مین مشغول تھا اُسے معطل رکھکر بسرعت تمام تر سلطان پور کے اطراف مین
پہونچا ملک راجہ جو طاقت مقابلہ کی نرکھتا تھا قلعہ تھالیز مین قلعہ بند ہوا اور ایک جماعت علما اور صلحا کو
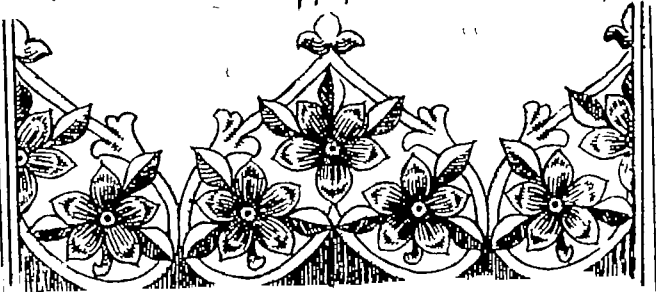
مقالہ چھٹا سلاطین فاروقیہ برہانپوریہ کے بیان میں

پہلا وہ شخص کہ اس خاندان سے ولایت خاندیس کی حکومت پر فائز ہوا ملک راجہ فاروقی تھا اُس
کا باپ خان جہان فاروقی نام کئی پشت سے بادشاہ علاء الدین خلجی اور سلطان محمد تغلق کے امرائے
صاحب اعتبار سے تھا جب وہ مر گیا اسکا بیٹا ملک راجہ زمانہ کی گردش اور لیل و نہار کے تصرف و
انقلاب سے درجۂ امارت پر نہ پہونچا نہایت پریشانی اور افلاس میں عمر عزیز بسر کرتا تھا آخر بہزار
حیلہ اس نے اپنے تئیں سلطان فیروز شاہ باربک کے خاصۂ خیل کے درمیان میں پہونچایا ایک گھوڑے
کی سواری سے خدمت کرتا تھا اور قلت تنخواہ سے اوقات بعسرت تمام بسر کرتا تھا لیکن باوجود
اس کے جو طبیعت اس کی شکار کی طرف نہایت مائل تھی ہر گز کے شکار میں رہتا تھا اور وقت
بے وقت اس کی اوقات اسی میں صرف ہوتی تھی اس زمانہ میں کہ سلطان فیروز شاہ ٹھٹھہ سے
گذر کر کے گجرات میں آیا ایک روز شکار گاہ میں ایک جماعت مخصوصان سے ایک صید کے تعاقب
میں چودہ پندرہ کوس گیا اور بھوک کی شدت سے منتشر ہوا جو آیا وہی دور تھی اور
اس کے ہمراہ کسی قسم کا کھانا نہ تھا بیتاب ہو کر ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گیا اور دور سے ایک
سوار کو دیکھا کہ چند کتے تازی اور کئی جانور شکاری ہمراہ رکھتا ہے اور صحرا میں شکار کے تعاقب میں
پھرتا ہے سلطان جو کہ بھوک سے بے طاقت تھا اُس سے پوچھا کہ کچھ کھانے کی قسم سے تیرے
پاس موجود ہے اس نے جواب دیا ہاں یہ کہکر جو کچھ رکھتا تھا دو روٹیاں اس کے روبرو لایا اور ادب
سے ایستادہ ہوا بادشاہ نے اُس میں سے کچھ تناول فرمایا اور اُس کے حسن گفتار اور آداب
خدمت سلطان کو پسند خاطر آئے پوچھا تو کون ہے اور کہاں رہتا ہے اُس نے زمین خدمت کو لب ادب
سے بوسہ دے کر عرض کیا کہ خان جہان فاروقی کا بیٹا ہوں اور اس کمترین کا نام ملک راجہ فاروقی ہے

کرکے بہت روئی اور قدرے کافور اور تلی کا تیل پی کر بیٹھی جب اُس کا حال متغیر ہوا اُٹھکر پلنگ پر لیٹ
رہی ادہم خان نے اس کے حسن عہد اور وفا پر آفرین خوان ہو کر اس کے دفن کفن کا حکم دیا اور اسی
عرصہ مین ادہم خان معزول ہوا اور پیر محمد خان شروانی مالوہ کی حکومت پر سرفراز ہوا اور سنہ ۹۶۹ نوسو
اُنہتر ہجری مین سلطان بازبہادر کی بیخ کنی کے لیے فوجین لے کر سرحد مالوہ پر گیا سلطان بازبہادر
نے تفال خان حاکم برار اور میران مبارک شاہ فاروقی والی برہان پور سے ملتجی ہو کر کمک طلب کی
اور وہ قبول کر کے سامان جنگ اور فراہمی لشکر مین مشغول ہوئے پیر محمد خان اس امر کو سمجھکر ولایت
کی تاخت و تاراج مین مصروف ہوا اور برہان پور مین پہونچکر فتنہ و فساد مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہ کیا اور اس درمیان مین حکام ثلاثہ مع افواج آراستہ پیر محمد خان شروانی کے مدافعہ کو متوجہ ہوئے
اور وہ بسبیل استعجال عازم معاودت ہوا اور اُنھون نے پیچھا کر کے پس ماندگان کے قتل و غارت مین
تقصیر نہ کی پیر محمد خان اس طرح کہ داستان سلاطین دہلی مین تحریر ہوا ہی ہنگام گریز آب نربدہ مین
ڈوب گیا اور سپاہ دکن اور مالوہ کے تعاقب سے امراے اکبری کو توقف مالوہ مین دشوار
ہوا آخر کو نکل گئے اور بازبہادر دوبارہ تخت مالوہ پر متمکن ہو کر خیل و حشم کے جمع لانے مین مشغول
ہوا لیکن ابھی دم نہ لیا تھا کہ عبد اللہ خان ازبک جو امراے اکبری سے تھا سنہ ۹۷۰ نوسو ستر ہجری
مین مع سپاہ کینہ خواہ اُس حدود کی طرف روانہ ہوا اور بازبہادر کہ عیش و عشرت کا عادی تھا
متاقدت جنگ اپنے اوپر نہ گوارہ کر کے بلاجنگ اس مملکت سے نکل گیا اور کام اپنے اوپر آسان
کر کے مدت مدید مالوہ اور خاندیس اور دکن کے جنگلون اور پہاڑون کے درمیان سرگردان رہا اور لشکر
مغل کے ساتھ حرب و ضرب کرتا رہا آخر کو جب اُسکی ترکش تدبیر مین کوئی تیر نہ رہا سپر مقاومت اور
تردد پھینک کر استمالت نامہ دربار اکبر شاہی سے حاصل کر کے ملازمت مین فائز ہوا اور امراے
دوہزاری کے سلک مین منتظم ہو کر زمانہ بآسودگی تمام بسر کیا یہان تک کہ اسی آستان پر عمر گرامی اختتام
کو پہونچائی اور اسی طرح سے میان مصطفٰی یعنی بازبہادر کا چھوٹا بھائی بھی اکبر شاہ کے پاس جاکر امارت
کو پہونچا جس وقت کہ حکیم ابوالفتح افغانان یوسف زئی کے سر پر گیا وہان اس معرکہ مین مارا گیا بازبہادر
کی مدت سلطنت مع تنزل و انقلاب و سرگردانی صحرا و جبال کے سترہ برس سے کچھ زیادہ تھی سنہ ۹۰۸
نوسو اٹھ ہجری سے اب تک کہ سنہ ۱۰۱۸ ایک ہزار اٹھارہ ہجری مین مملکت مالوہ بادشاہ دہلی کے
قبضہ مین شمار ہوتی ہے ۔

فقط

اور اندمال زخموں کے تجھے بعزت و توقیر تمام باز بہادر کے پاس بھیجوں گا روپ متی کا گلزار جان اس
نسیم بشارت سے شاداب اور تازہ ہوا قوت بے اندازہ حاصل ہوئی اس وقت بزبان حال عقیق
لب نگار ادہم خاں کی دعا و ثنا میں گہر ریز کرکے اس بیت کے مضمون کے موافق مترنم ہوئی بیت
برین مژدہ گر جان فشانم رواست ‖ کہ این مژدہ آسایش جان ماست ‖ اس کے بعد زخم اس کے
اس نوید کے مرہم سے اچھے ہوئے اور غسل صحت کرکے ادہم خاں کو یہ پیام بھیجا کہ اس ضعیفہ کو
مرہم لطف خداوندی سے صحت کامل ہوئی اور قوت رفتار بہم پہونچی ہے امیدوار ہوں کہ بمقتضائے
الکریم اذا وعد وفا اگر مجھے باز بہادر کے پاس بھیجئے اور اپنے قول کو پورا کیجیے گویا مردۂ صد سالہ
کو زندہ کرکے اعجاز عیسوی ظہور میں پہونچائیے ادہم خاں کی قوت طامعہ حرکت میں آئی جو مغلوب
نفس امارہ ہو کر یہ جواب دیا کہ اگر باز بہادر اکبر بادشاہ کا غاشیۂ اطاعت دوش پہ لے کر اس کی
درگاہ کی طرف متوجہ ہوتا تو قطع تیرا سوال میں قبول کرتا اب کہ وہ باغی اور شاہ سے روگرداں ہے اگر
تجھے بادشاہ کے بے حکم اس کے پاس بھیجوں اور یہ خبر سلطان کو پہونچے مزاج اقدس کے خلاف ہوگا
اور وہی مہمل بعد اس معذرت کے آدھی رات کو آدمی اس کے مکان پر بھیج کر طالب وصال ہوا اور
روپ متی حیلہ ادہم خاں کا سمجھ گئی جو کہ باز بہادر کے تیر شہار عشق میں گرفتار اور عاشق زار تھی
اور اس سے یہ عہد کیا تھا کہ عمر بھر تیرے سوا دوسرے سے الفت اور موافقت نہ کرونگی ورطۂ
حیرت میں ہوئی اور ادہم خاں کے ایلچیوں کے طرز کلام سے سمجھی کہ اگر تو اس امر کو قبول نہ کرے گی
تو جبراً اور قہراً تجھے لے جاویں گے لہذا بحسب انکسار پیش آئی اور اظہار بشاشت کرکے کہا مجھے
نواب صاحب کے پاس آنے میں کچھ عذر نہیں اگر آپ سحاب آفتاب مثال ذرہ پروری فرماکر اس ضعیفہ
کے مکان پر تشریف لاویں اور مثل سلیمان مور بیچارہ کے مہمان ہوں بعید از الطاف خداوندی ہوگا
ایلچیوں نے ادہم خاں کے پاس جاکر یہ پیام بعید آب و تاب عرض کیا ادہم خاں کہ جوان عیاش اور
شاہباز تھا یہ مژدۂ روح افزا سنکر پھول کی طرح شگفتہ ہوا اور سامان وصال کا مہیا کیا اور بادشاہ
کے خوف سے کہ ایسا ہو یہ خبر اسے پہونچے لباس بدل کر دو تین آدمی معتبر اپنے ہمراہ لے کر
رات کو منزل مطلوبہ کی طرف متوجہ ہوا اور جب روپ متی کے مکان میں آیا اور جہ سے بنایا اسکی
لونڈیوں اور پرستاروں سے پوچھا کہ وہ کہاں ہے سب یک زبان ہو کر بولیں کہ پلنگ پر استراحت
کرتی ہے ادہم خاں نہایت شوق سے اس کے پلنگ کے قریب گیا اور چادر اس کے منہ سے
کھینچ کر دیکھا کہ خوشبو بہت مگر پھولوں کے ہار گلے میں ڈال کر خواب مرگ میں سوتی ہے ادہم خاں
متحیر ہوا اور حقیقت حال اس کے مقربوں سے پوچھی سبھوں نے یہ جواب دیا کہ جس دم آپ کے آدمی
اسے بلانے آئے تھے اور جواب سنکر پلٹ گئے تھے روپ متی اپنے بادشاہ باز بہادر کو یاد کرکے

پہونچایا اور شکست کی اصلاح مین کچھ کوشش نہ کی بلکہ رفع کلفت کے واسطے عیش وعشرت مین مشغول ہوا اور جوفن موسیقی ہندوستانی مین کمال مہارت رکھتا تھا گانون کی صحبت اختیار کرکے تدبیر مملکت سے دست کش ہوا اور ایک عورت مغنیہ سے کہ روپ متی اُس کا نام تھا اور علم موسیقی مین بھی خوب ماہر تھی نہایت تعلق اور تعشق بہم پہونچایا اور شہرہ اُن کی عاشقی معشوقی کا تمام ہندوستان مین منتشر ہوا اور لحظہ بھر ایک کو بغیر دوسرے کے چین نہ پڑتی تھی الغرض جب خبر غفلت اس کی اکبر شاہ کے سمع مبارک مین پہونچی اور لشکر مالوہ کی پریشانی اور بے سامانی اس پر واضح ہوئی اُس ملک کی طمع کرکے ایک جماعت اُمرائے درگاہ کو بسرداری ادہم خان ۹۶۸ھ نوسو اڑسٹھ ہجری کے آخر مین مالوہ کی تسخیر کے واسطے نامزد فرمایا اور باز بہادر خواب غفلت اور بے شعوری سے اس وقت بیدار ہوا جب لشکر چغتائی ولایت مالوہ مین درآیا بعد خرابی بصرہ حرکت مذبوحی کا خیال آیا امرا اور لشکر کو اطراف سے فراہم کرنے لگا اتنے مین لشکر مغل سارنگ پور سے کوس بھر کے فاصلہ پر پہونچا سلطان باز بہادر نے خواب غفلت سے آنکھ کھولکر عورتون کی صحبت برخاست کرکے معرکہ رزم کو مجلس بزم تصور کیا اور نہایت بے سامانی سے میدان قتال کی طرف روانہ ہوا اور آتش حرب کو مشتعل کرکے اول ہی حملہ بہادرون کی تاب نہ لایا اپنے ممالک کی سرحد کی طرف بھاگا کہتے ہین کہ باز بہادر کی قسمت مین تمام عمر کا اندوختہ یہی روپ متی وغیرہ پاتریان تھین لہذا عزیمت جنگ کے وقت ایک جماعت کو شہر سارنگ پور مین مقرر کرکے یہ حکم دیا کہ اگر شکست واقع ہووے اُن پاتریون کے قتل مین اقدام کرین خلاصہ یہ کہ جب باز بہادر نے شکست پائی تو اُس جماعت نے حکم کے موافق تلوارین میان سے کرکے بعضے اور ارباب نشاط خاصہ کو حالت اضطرار اور بدحواسی مین زخم لگائے اور اپنی دانست مین اُنھین مردہ اور کشتہ کرکے دوسرے اہل حرم کے قتل کو متوجہ ہوئے اور وہ عورتین روپ متی اور دیگر مغنیہ کا سانحہ سن چکی تھین ہر ایک جان شیرین کے خوف سے بیشتر جدھر سینگ سمائے بھاگ گئین اور اس جماعت کو فرصت ان کی جستجو اور تلاش کی نہ ہی باز بہادر کے پیچھے بھاگے اور جو ادہم خان شہر مین داخل ہوا اور ایک جماعت زنان گریختہ کو دستیاب کرکے اُن سے احوال روپ متی کا کہ شہرہ آفاق تھی پوچھا اُنھون نے جواب دیا کہ وہ پریزاد حور لقا فلان محل مین مع اکثر ارباب نشاط شمشیر ظلم سے قتل ہو گئی ادہم خان نے اُس کی تحقیق کلام کے واسطے آدمی بھیجکر اُس کا حال دریافت کیا آخر کو یہ خبر پائی کہ روپ متی اور دو تین عورتین اور بھی زخمی ہوئین لیکن اُن کی حیات کا رشتہ تیغ جفا سے منقطع نہین ہوا ہے ادہم خان یہ مژدہ سنکر محظوظ اور مسرور ہوا اور ازراہ فریب اُسسے یہ پیغام حسرت انجام بھیجا کہ تو اپنی دوا دارو مین کوتاہی نہ کر بعد حصول شفا

بیان باز بہادر کے تخت مالوہ پر بیٹھنے اور تذکرہ اُس کی گرفتاری کا امرائے اکبری کے ہاتھ مین

شجاع خان کے بعد وفات اُس کا بڑا بیٹا ملک بایزید ہندویہ سے سارنگ پور میں پہونچا اور باثاثہ حشمت اور سلطنت پدر پر متصرف ہوا دولت خان اس کے ساتھ بمقام مکابرہ پیش آیا جو کہ وہ سلیم شاہ کے نزدیک معزز اور محترم تھا تمام لشکر مالوہ اُس کے ہوا خواہ ہوئے میاں بایزید نے اپنی والدہ کو مع ایک جماعت مردم عزیز کے دولت خان کے پاس بھیجا تو آپس میں مصالحہ کر کے صفائی بہم پہونچا دین بعد گفت وشنود بسیار یہ مقرر ہوا کہ سرکار اُجین اور مندو اور کچھ اور محال پر دولت خان متصرف ہووے اور سارنگ پور اور سیواس اور سرونجی اور ہرا ہمہ اور پھلوارہ اور محال خالصہ شجاع خان میاں بایزید کے متعلق ہوں اور سرکار رایسین اور بھیلسہ اور محال جو اس نواح میں واقع ہین اسپر ملک مصطفےٰ قابض ہووے پھر بعد تقریر صلح میاں بایزید بقصد عزا اُجین کی طرف متوجہ ہوا اور آدمیوں کے درمیان میں کہتا تھا کہ میں ماتم پرسی کے واسطے میاں دولت خان کے پاس جاتا ہون اور دولت خان جون گرفتہ اُس کے غدر سے غافل تھا آخر اس کے ہاتھ سے مارا گیا اور سر اُس کا سارنگ پور مین بھیجکر دروازہ پر آویزان کیا اس وقت اکثر بلاد مالوہ پر متصرف ہوا اور شہور سنہ ۹۶۳ نوسو ترسٹھ ہجری مین چتر اپنے سر پر بلند کر کے خطبہ اپنے نام پڑھایا اور اپنا نام باز بہادر شاہ رکھا پھر اس صوبہ کا انتظام کر کے رایسین کے سمت متوجہ ہوا ملک مصطفےٰ خان کہ شجاعت میں خصوصیت رکھتا تھا مقابل آیا اور محاربات متعددہ کے بعد منہزم ہوا اور رایسین اور بھیلسا بھی باز بہادر کے تصرف میں آیا اس کے بعد گدوالہ کی جانب متوجہ ہوا اور جو اس کے بعضے سردار سلوک ناہموار کرتے تھے اس وقت اُنھیں گرفتار کر کے کنوئیں میں ڈالکر ہلاک کیا اور خود گدوالہ والوں کی طرف متوجہ ہوا اور بعد تردد وکوشش بسیار اُسے بھی فتح کیا لیکن جن دنون محاصرہ اور محاربہ میں مشغول تھا ایک گولی فتح خان کے جو باز بہادر کا ماموں تھا لگی اس کے صدمہ سے جانبر ہوا باز بہادر نے اُسکی جگہ اسکے بیٹے کو مقرر کر کے عزیمت سارنگپور کی کی اور چند روز کے بعد بقصد راجہ کبھکہ مع لشکر آراستہ متوجہ ہوا جب اُس کی فوج گنتی کی جو رانی درگاوتی کو جو راجہ کبھکہ کی زوجہ تھی اور وہ اپنے خاوند کے بعد وفات حکومت کرتی تھی پہونچی کو ندوالون کو جمع کر کے پہاڑ کی گھاٹی پر پڑاؤ ڈال کر جنگ کی بنیاد ڈالی اور جو رانی کے پیادے زیادہ مور وملخ سے تھے اطراف وجوانب سے تاخت لا کر باز بہادر کے اردو کو گھیر لیا باز بہادر حیران ہو کر پسپا ہوا اور تمام ساز وسلب اور مردم نامی اور کارآزمودہ اسکے رانی کے ہاتھ اسیر آ گئے اور اکثر مارے گئے اور باز بہادر نے بہزار محنت ومشقت آپ کو سارنگ پور

دن سلیم شاہ کے سلام کو گیا چنانچہ سلیم شاہ نے سو گھوڑے اور سو بقچہ قماش نفیس بنگالہ کے اُسے انعام
دیے اور نہایت الطاف ظہور مین پہونچایا اور شجاع خان اس تملقات یعنے ظاہرداری کو نفاق سمجھ کر
اس مجلس کو جس طور سے ممکن ہوا بسر لے گیا اور اپنی منزل مین جاکر نوکرون سے یہ بات کہی کہ یہان سے
اسباب اپنا لاد کر کوچ کی طیاری کرو کہ ہم دوسرے مقام مین فروکش ہونگے یہان غلاظت اور عفونت
بہت ہو گئی ہی بعدہ جب تمام ہمراہی اسباب لاد کر مسلح ہوئے کوچ کا نقارہ بجاکر سوار ہوا گوالیار سے
سارنگپور کی طرف متوجہ ہوا اور سلیم شاہ افغان سور یہ حال مشاہدہ کرکے غضب مین آیا اور کچھ سپاہ
اس کے تعاقب مین تعین فرمائی اور سامان لشکر درست کرکے خود بھی اس کے پیچھے روانہ ہوا اور
شجاع خان سارنگپور مین پہونچکر فوج کی فراہمی مین مصروف ہوا جب سُنا کہ سلیم شاہ آتا ہی تغیر مکان کے
اندیشہ مین ہوا لیکن بعضے آدمیون نے جنگ کی رغبت کی اُسنے جواب دیا کہ سلیم شاہ میرا ولی نعمت زادہ ہی
مین اس سے ہرگز مقابلہ نکرونگا اور کوئی شخص میرے رفقا سے اس امر کا ارادہ نہ کرے جب سلیم شاہ
بہت قریب آیا شہر سے برآمد ہوا اور اپنے اعیال و اطفال لے کر بانسوالہ کی طرف گیا سلیم شاہ مالوہ کو
اپنے تصرف مین لایا اور عیسی خان سور کو مع بیس زنجیر فیل اور دو ہزار سوار کے بلدۂ اجین مین چھوڑکر
خود گوالیار کی سمت مراجعت فرمائی اور شجاع خان نے باوجود قدرت اور استعداد کسی طرح کی مضرت
ولایت مالوہ مین نہ پہونچائی اور سلیم شاہ افغان نیازی کے فساد کے سبب سے لاہور کی روانگی کا ارادہ
رکھتا تھا دولت خان جو سلیم شاہ کا معشوق تھا اُس نے شجاع خان کے عفو گناہ کی استدعا کرکے
شجاع خان کو دربار مین بلاکر ملازمت سے سرفراز کرایا سلیم شاہ نے قلم عفو اس کے جرائم پر کھینچا اور
ایک سو ایک گھوڑا اور خلعت اور ایک دست طشت اور آفتابہ طلائی مرحمت کیا اور ولایت
رائسین اور سارنگپور اور بعضے محال اور بھی اسے جاگیر دے کر سپہ سالار کرکے اُسے رخصت کیا
اُسکے بعد سلیم شاہ قضائے الٰہی سے مرگیا اور مبارز خان عدلی اس کا قائم مقام ہوا اس نے بھی بدستور سابق
ولایت مالوہ شجاع خان کے قبضۂ اقتدار مین سونپی شجاع خان نے وہ مملکت اپنے فرزندون اور
اعوانون پر تقسیم کی اُجین اور نولاہی دولت خان کو اور اُجالا اور رائسین اور بھیلسہ ملک مصطفےٰ اپنے
چھوٹے بیٹے کو ارزانی رکھا اور خود سارنگپور مین دیوار امن پر پشت دے کر بیٹھا اور جب ایک مدت
منقضی ہوئی سلطنت دہلی نے خلل قبول کیا اور ہر شخص نے گوشہ مین پناہ لی تو شجاع خان نے طرز
شاہانہ اختیار کرکے چاہا کہ خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کرون لیکن فلک نے فرصت نہ دی اس کے
چند روز کے بعد یعنی آخر سنہ ۹۶۲ نو سو باسٹھ ہجری مین اس جہان فانی سے رحلت کی اور اسکا بڑا بیٹا
بایزید جس کا خطاب بازبہادر تھا قائم مقام ہوا شجاع خان کی مدت حکومت اول سے آخر تک بارہ برس تھی
اور قصبہ شجاول پور کہ اُجین کے قریب ہی اسی کا آباد کیا ہوا ہی اور بھی آثار اور یادگار اُسکے مالوہ مین بہت ہین

اپنے تیئں پارچہ کہنہ میں لپیٹے ہوئے ایک دوکان میں بیٹھا ہے شجاع خان نے چاہا کہ اُس کا احوال
پوچھے اور دلاسا دیوے کہ ناگاہ عثمان خان نے دوکان سے کود کر بہ نہایت چالاکی ایک ضرب
شمشیر شجاع خان کے بدن پر رسید کی شجاع خان کے سپاہیوں نے جو سنگاس کے ہمراہ اردلی میں
جاتے تھے فی الفور اُسے گرفتار کر کے قتل کیا پھر دیکھا کہ اُس نے ایک ہاتھ لوہے کا بنا کر
بجائے دست مقطوع نصب کر کے اُسی دست جعلی سے ایک ضرب ماری تھی شجاع خان
پلٹ کر اپنے مکان پر گیا اور اس کے بیٹوں اور عزیزوں نے اس کی قبا پرآوردہ کر کے دیکھا اسکے
بائیں پہلو پر زخم ضعیف ہو چکا ہے اور سبب اس کا یہ تھا کہ عثمان خان کا ہاتھ قوت نہ رکھتا تھا زخم اوچھا پڑا
تھا لوگوں نے دیکھ کر شور و غوغا بلند کیا اور سلیم شاہ کو کنایۃً برا بھلا کہنے لگے سلیم شاہ اس ماجرے
سے آگاہ ہوا اور اعیان دولت کو اول مزاج پرسی کے واسطے بھیجا اور خود بھی ارادہ کیا کہ عیادت کو جاوے
شجاع خان کو جس سے آنے سے مانع ہوا اس واسطے کہ وہ جانتا تھا کہ میرے عزیز و اقارب اور
مصاحب عثمان خان کی جرأت کو جو ظہور میں آئی ہے سلیم شاہ سور کی تحریک اور اغوا پر گمان کرتے
ہیں ان کی بیباکی اور بے اعتدالی سے اندیشہ کرتا تھا کہ مبادا فساد برپا کریں اور رقعہ طول لکھ کے
سلیم شاہ سور کو یہ پیغام بھیجا کہ بندہ غلام اور خانہ زاد قدیم ہے اور سب پر یہ امر ظاہر ہے کہ کمترین نے
اپنی جان کا لحاظ و پاس نہ کیا متعلق چھتیس آدمیوں کے اتفاق سے آپ کا علم دولت بلند کیا اور اب
بھی اگر بندہ بچا ایک نہ ایک روز آپ کے کام آؤنگا میری غرض یہ ہے کہ آپ قدم سے تکلیف نہ فرمائیں
انشاء اللہ تعالیٰ بعد صحت بندہ خود ملازمت میں حاضر ہوگا اور جو شجاع خان سلیم شاہ کا رکن اعظم تھا اور
حقوق خدمت بہت رکھتا تھا سلیم شاہ اگرچہ بیان شجاع خان اور اس کے امرا کے طرز کلام سے سمجھ گیا
تھا کہ وہ کیا کہتا ہے اُس روز تحمل کیا اور دوسرے دن اُسکی پرسش کو خود گیا اور فتح خان شجاع خان
کا سالا اور اسکے لڑکوں کا ماموں جو نہایت قوی اور شجاع تھا اور کوئی شخص قوت جسمانی سے اس کا
پنجہ نہ پھیر سکتا تھا اس نے جب دیکھا کہ سلیم شاہ سراپردہ کے قریب تنہا آیا ہے مار دم بریدہ کی طرح
اُس نے پیچ و تاب کر کے ارادہ غدر کا کیا اور شجاع خان کے بڑے بیٹے سے کہ جس کا نام میاں بایزید
اور مشہور باز بہادر تھا بہ ایما و اشارہ اس مقدمہ میں مشورہ کیا چاہیے وہ بھی اس امر میں شریک ہوا
اور شجاع خان نے اس حال سے اطلاع پائی تو فتح خان کو اس بہانہ سے کہ گھوڑے پیشکش
کے واسطے تیار کرے باہر بھیجا اور بعد ایک لحظہ کے سلیم شاہ سے التماس معاودت کی کہ جلد آپ
یہاں سے تشریف لے جائے اور یہ بھی کہا کہ پھر تصدیع نہ کھینچیے گا بندہ ملاحظہ کرتا ہے کہ مبادا حقوق
خدمت سالہا سال کے ضائع ہوں اور علم دولت کا کہ اس محنت سے برپا ہوا ہے سرنگوں ہو
الغرض شجاع خان نے چند روز کے بعد غسل کیا اور صدقے اور ندریں بہت مستحقوں کو دے کر دوسرے

پہونچکر اسے رہا کیا لیکن اس کوشش اور کشش مین ایک پانون اس کا ساق سے جدا ہوا اور جب ضعف اس پر غالب ہوا گھوڑے سے گر نصیر خان کے آدمیون نے ہجوم لاکر اس کا سر تن سے جدا کیا چاہتے تھے کہ راجہ رام گوالیار کا راجہ باتفاق راجپوتان تاخت کر کے اس پر جا پڑا نصیر خان جو کچھ حق مردی و مردانگی تھا بجا لایا جو کہ فتح و نصرت کوشش سے میسر نہین ہوتی ہزیمت پائی اور ولایت کونڈوارہ مین پناہ لی اور شجاع خان کو کہ پانچ چھ زخم منھ اور بازو اور گردن پر رکھتا تھا چادر مین ڈال کر دائرہ مین لے گئے ابھی اس کی زخم دوزی اور مرہم پٹی نہوئی تھی کہ حاجی خان جاگیردار دھار کا خط اس مضمون کا آیا کہ قادر شاہ مع جمعیت وافر بانس والہ سے میرے مقابلہ کو آیا ہے اور آج کل مین آتش حرب شعلہ زن ہوا چاہتی ہے شجاع خان یہ سنتے ہی اسی وضع سے پالکی مین بیٹھکر بطور تاخت دھار کی طرف متوجہ ہوا اور آخر رات کو اپنے تئین مع ڈیڑھ سو سوار حاجی خان کے اردو مین پہونچایا اور حاجی خان کو کہ سوتا تھا بیدار کر کے اسی وقت بے توقف بنیاد جنگ قائم کی اور قادر شاہ کو شکست دے کر اس طرح گجرات کی طرف بھگایا کہ دوبارہ اسے جنگ کا حوصلہ باقی نہ رہا اور شجاع خان کی روز بروز قوت اور شوکت بڑھنے لگی اور تمام سرزمین مالوہ بلا جنگ اس کے تصرف مین آئی اور جب حریص شیر شاہ افغان سور نے قلعہ کالنجر مین سرمایۂ حیات کو آتش فنا سے جلایا سلیم شاہ افغان سور اسکا قائم مقام ہوا اور وہ ہر چند کہ شجاع خان سے ناراض اور مکدر تھا اس کی طرف سے دل صاف نرکھتا تھا لیکن چونکہ دولت خان منھ بولا فرزند شجاع خان کا مقرب درگاہ اور نہایت قرب اور منزلت رکھتا تھا اس کی دلجوئی کے واسطے التفات ظاہری سے دریغ نکرتا تھا اور اپنے باپ کے عہد کے موافق اس ملک کی زمام مہام اس کے سپرد کر کے اس کے اعزاز و احترام مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نکرتا تھا یہان تک کہ عثمان خان نام ایک شخص ایک روز شراب پی کر دیوان خانہ مین آیا اور بحالت نشہ مین متواتر آب دہن فرش پر گرایا فراش مانع ہوا عثمان نے ایک طمانچہ اس کے منھ پر مارا اس سبب سے شور و غوغا بلند ہوا اور جب یہ ماجرا شجاع خان کے گوش زد ہوا فرمایا کہ اس سے چند گناہ سرزد ہوئے ہین اول یہ کہ اس نے شراب پی دوسرے اس حالت مین دیوان خانہ مین آیا تیسرے فراش کو مارا یہ کہکر اس کے دونون ہاتھ قطع کر کے چھوڑ دیا عثمان خان زندہ رہا اور گوالیار مین کہ سلیم شاہ افغان سور کا دار الحکومت تھا جا کر یہ ماجرا عرض کیا سلیم شاہ نے کچھ جواب نہ دیا اور بعد ایک مدت کے جب شجاع خان گوالیار مین گیا عثمان خان دوبارہ دادخواہ ہوا سلیم شاہ سور نے اس سے یہ بات کہی کہ تو خود جا کر اپنا انتقام لے منقول ہے کہ جب یہ خبر شجاع خان کو پہونچی نہایت آزردہ ہوا اور کلمات بیجا اور حرف نا ملائم شیر خان کی نسبت زبان پر لایا اور اس بات پر اکتفا نہ کر کے ایک دن پالکی پر سوار ہو کر قلعہ گوالیار مین سلام کے واسطے جاتا تھا جب ہتیا پول کے دروازہ پر پہونچا دیکھا کہ عثمان خان

کر کے اس باغ میں جو اردو اور قصبہ کے درمیان تھا فروکش ہوا اور اسی جیدرور میں معین خان سکندر خان
سواتی کے منہ بولے فرزند نے بھی آن کر شیر شاہ کی ملازمت کی اور سکندر خان خطاب پاکر جاگیر لائق
سے سرفراز ہوا ایک روز قادر شاہ اپنے مکان سے شیر شاہ کے دربار مین جاتا تھا اثنائے راہ
میں چند مغلوں کو جنھیں پٹھانوں نے اسیر کیا تھا دیکھا کہ بیلداری اور گلکاری میں استعمال کر کے
ہمیشہ اس کی اردو کے گرد خندق بناتے ہیں اور جب سلطان قادر شاہ اُن کے قریب سے گذرا
ان میں سے ایک شخص نے یہ مصرع پڑھا مصرع مرا بے میں بدیں احوال و مکر خویشتن بیکس ۶
قادر شاہ متنبہ ہوا اور اپنے دل میں یہ اندیشہ کیا کہ اگر تو بھی شیر شاہ کی ہمراہی اور رفاقت میں رہے گا یقین
ہے کہ تجھے بھی بیلداری اور گلکاری کا حکم فرماویگا بہتر یہ ہے کہ اس کی رفاقت ترک کیجئے اور جان لو چھکر
یلسہ اپنے پاؤں پر نہ مارئیے اس کے بعد بھاگنے کی فکر میں ہوا شیر شاہ نے فوراً یہ امر دانائی سے دریافت
کیا اور شجاعت خان سے فرمایا کہ قادر شاہ کے حرکات اور سکنات سے میں نہایت آزردہ ہوں
اور میں خوب جانتا ہوں کہ وہ مجھ سے وفا نکرے گا لیکن چونکہ وہ بے طلب میری ملازمت مین حاضر ہوا ہے
اس واسطے مین اُسے گوشمالی نہیں دے سکتا اب اس سے کچھ نہ کہو خواہ رہے خواہ بھاگ جاوے
بعدہ اُسے گرفتار کر کے اُس کے گناہ پر مواخذہ کریں قضارا قادر شاہ فرصت پاکر بھاگا شیر شاہ نے ایک جماعت
اس کے تعاقب مین نامزد فرمائی اور بیہودہ اُن کے ہاتھ نہ آیا آخر پلٹ آئی شیر شاہ نے بدیہہ یہ مصرع
پڑھا مصرع با ما چہ کرد دیدی ملو غلام کیدی + اور شیخ عبد الحی میاں شیخ جمالی شاعر کا کہ شیر شاہ کے
مصاحبین میں منتظم تھا اُس نے دوسرا مصرع کہا مصرع قولیست مصطفیٰ را لا خیر فی العبیدی + شیر شاہ
افغان نے قادر شاہ کے بھاگنے کے بعد چند روز اجین میں مقام کر کے ولایت مالوہ کو امرا پر قسمت کیا اور
قصبہ اجین اور سارنگپور اور دیگر پرگنے شجاعت خان کو جاگیر دے کر اُس مملکت کا سپہ سالار
کیا اور خود کوچ کر کے قلعہ رنتھنبور کی طرف روانہ ہوا اور دہلی سے لاہور تک دو دو کوس
کے فاصلہ پر سرائیں اور مسافر خانہ تیار کر کے حکم کیا کہ مسافروں کو کھانا دیتے رہیں اور جو شیر شاہ
نے قادر شاہ کے مفرور ہونے کے بعد اس خیال سے کہ ایسا نہو سکندر خان بھی بھاگ جاوے
اُسے قید کیا تھا اُس وقت نصیر خان اس کا بیٹا سیوا س سے لشکر جمع کر کے شجاع خان کی طرف
متوجہ ہوا اور اپنے اعوان اور انصار سے یہ بات کہی کہ تم شجاع خان کو کسی ڈھب سے زندہ گرفتار
کرو تو ہم اُسے سکندر خان کے عوض قید رکھیں اور اس تقریب سے اُسے زندان ستم سے رہا کرائیں
ہنگام اشتعال نائرہ قتال نصیر خان اور اُس کے نوکرون اور مصاحبون نے اپنے تئیں شجاع خان
کے پاس پہونچایا اور اس کا گریبان اور دامان پکڑ کر کشاں کشاں اپنی فوج میں راہی ہوئے اس درمیان
مین مبارک خان شروانی نے اس حال سے آگاہ ہو کر بشجاعت اور تہور مردانہ شجاع خان کے پاس

طریقہ اخلاص مقتضی ہر کہ آن عزیز آگرہ کی طرف متوجہ ہووین یا فوج بھیجکر آگرہ کے اطراف مین خلل انداز ہون تو مغل سراسیمہ اور بد حواس اس ملک سے دست کش ہووین اور ہمین ملک کشائی کی فرصت ہووے قادر شاہ شیر شاہ سور کے فرمان لکھنے سے آشفتہ ہوا اور اپنے منشی سے یہ فرمایا کہ تو بھی اس کے درجواب فرمان لکھکر اس پہ ہماری مہر ثبت کرکے روانہ کر منشی نے اس حکم کے موافق عمل کیا یعنی فرمان لکھکر مہر پیشانی پہ کرکے روانہ کیا اس صورت مین سیف خان دہلوی کہ اُس کا ندیم تھا اور ہمیشہ از روے گستاخی باتین راست بے تکلف عرض کرتا تھا وہ عرض پیرا ہوا کہ شیر خان بالفعل بادشاہ جون پور ہر اور اس قدر سپاہ اور شوکت رکھتا ہے کہ شاہ دہلی کے مقابلہ کو آیا ہر اگر وہ آپ کو فرمان لکھکر مہر اُس پر ثبت کرے بجا ہر قادر شاہ نے جواب دیا کہ اگر وہ بادشاہ بنگالہ اور جون پور کا ہر مین بھی افضال ربانی اور توفیق سبحانی سے مملکت مالوہ کا بادشاہ ہون جبکہ وہ ہم سے طریق ادب جاری نہین رکھتا ہمین کیا ضرور ہر کہ اس سے بفروتنی پیش آوین اور اُس کی حرمت کی رعایت رکھین بعد اس کے کہ فرمان قادر شاہ کا شیر شاہ کے ملاحظہ مین گذرا وہ نہایت طیش کھا کر آزردہ ہوا اور مہر کاغذ سے اکھاڑ کر یادگاری کے واسطہ غلاف خنجر مین نگاہ رکھی اور یہ کہا کہ انشاءاللہ تعالیٰ ملاقات اور حضوری کے وقت سبب اس گستاخی کا استفسار کیا جاوے گا اور بعد اس کے جبکہ شیر شاہ بادشاہ دہلی ہو گیا اور سواد اعظم ہندوستان اپنے تصرف مین لایا تو ۹۴۹ھ نو سو انچاس ہجری مین بقصد تسخیر مملکت مالوہ نہضت فرمائی جب وہ سارنگ پور کے اطراف مین پہونچا قادر شاہ اُس بے ادبی سے زیادہ تر ہراسان ہوکر انجام کی فکر مین ہوا سیف خان دہلوی کہ مصاحب اُس کا تھا اُس نے یہ فہمائش کی کہ جو آپ اس کے مقابلہ کی طاقت نہین رکھتے مناسب یہ ہر کہ آپ بجناح استعجال یکایک جاکر اُس سے ملاقات کرین قادر شاہ کو یہ راے پسند آئی اُجین سے بطور یلغار سارنگ پور کی طرف روانہ ہوا اور شیر شاہ سور کے دربار مین پہونچا دربانون نے حقیقت ... حال عرض کی شیر شاہ افغان نے اُسے اپنے روبرو طلب کرکے خلعت خاص سے سرفراز کرکے نظر التفات اس پر حد سے زیادہ مبذول فرمائی اور پوچھا کہ کہان فروکش ہوا ہر کہا فلان مقام مین پھر شیر شاہ نے اپنا پلنگ خاص مع جامہ خواب اور اسباب توشک خانہ عنایت فرمایا اور پھر دوسرے دن کوچ کرکے اُجین کی طرف متوجہ ہوا اور شجاعت خان کہ اُس کے مقربون سے تھا اُسے حکم دیا کہ مہمان عزیز کی میزبانی سے خبردار رہنا اور اُسے جس شی کی ضرورت ہو سرکار سے دینا اور جب وہ خطہ اُجین مین پہونچا شیر شاہ افغان نے سلطان قادر کے بخلاف توقع طمع اس ملک کی کی اور اُسی وقت سرکار لکھنوتی اُسے دے کر حکم کیا کہ اپنے عیال اور متعلقون کو وہان بھیجکر خود ہماری خدمت مین رہے قادر شاہ صحبت نئی اور رنگ تازہ دیکھکر ناچار اپنے عیال و اطفال کو اُجین سے برآوردہ

لے بیچ دریا ہی کہ دنیا مکارہ ہی سیاہ چشم اور بدکارہ ہی سفید چشم گندم نما ہی جو فروش اور عجوزہ ہے پریشان پوش طالب اُس کا ابتدا مین خودرفتہ اور بیہوش رہتا ہی اور آخر کو غم داند و ومین مبتلا ہو کر شور و خروش کرتا ہے ابیات

مشعبد نمائیست فرتوت سر	کند کار دیگر نماید دگر تو	نخواہد بہم در راندہ کین
ہمہ کار او جادوان این چنین	ندانی چو خواہدت کی خواندت	ندانی چو خواہدت کی راندت
نہ اول بکام تو بود آمدن	نہ آخر بکام تو باید شدن	نہ برکام دل زیستن چون توان
	میان دو ناکامی اندر جہان	

تذکرہ زوال دولت خلجیہ مالوہ اور بیان اس ملک پر سلطان بہادر شاہ گجراتی وغیرہ کے تسلط اور غلبہ کا

اس طرح مرقوم خامۂ تحقیق ہوا کہ بعد سلطان محمود خلجی کے سلطان بہادر شاہ گجراتی نے مملکت خلجیہ پر غلبہ پایا اور امرائے مالوہ کو جو مقام اطاعت اور دائرۂ فرماں برداری میں تھے انھیں الطاف خسروانہ سے سرفراز اور ممتاز فرمایا اور سلہدی پوربیہ نے اس لیے کہ وہ سب سرداروں سے بیشتر اُس کی ملازمت میں حاضر ہوا تھا امین اور سارنگ پور اور رائسین جاگیر پائی اور آخر کو جیسا کہ طبقۂ گجراتون مین بیان ہوا بہادر شاہ کے جنگ عصب مین گرفتار ہوا اس نے قلعہ رائسین مین اپنے تئین ہلاک کیا اور اُس کا بیٹا بھوپت حضور سے بھاگا سلطان بہادر شاہ امین ریاحان لودھی کو اور رائسین عالم خان حاکم کالپی اور شادی آباد اختیار خاں کو تفویض کرکے محمد آباد چنپانیر کی طرف عازم ہوا بعد اس کے جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے جس وقت کہ گجرات کو فتح کرکے زیر نگین کیا بہادر شاہ گجراتی بندر دیپ کی سمت بھاگا آن حضرت نے شادی آباد مندو مین آن کر خطبہ اپنے نام پڑھایا اور اپنے متعلقوں کے سپرد کیا چنانچہ مذکور ہوا جب آگرہ میں تشریف لے گیا ملوخاں بن ملوخاں کہ غلامان خلجیہ اور امرائے کبار سے تھا فرار لایا اور بعد ایک سال کے لشکر چغتائی کے قبضہ سے برآورده کرکے اپنا نام قادر سلطان رکھا اور قصبہ بھیلسہ سے آب نربدہ تک متصرف ہوا اور خطبہ اپنے نام پڑھا اور بھوپت اور پورمل جو سلہدی پوربیہ کے بیٹے تھے قلعہ جھنبور سے برآمد ہو کر قلعہ رائسین اور اُس نواح کو اپنے قبضہ مین لائے اور اطاعت سلطان قادر عمل کی کرکے پیشکش بھیجی اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ شیرخاں افغان سور نے ایسے وقت میں کہ جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ اُس کے دفع کرنے میں مشغول تھا بنگالہ سے ایک فرمان بیتابی برمون مہر و طغرا کر کے بھیجا مضمون اُس کا یہ تھا کہ جب سپاہ مغل بنگالہ میں آگئی ہے تو

بسر کرون پھر شعبان کی نوین تاریخ ۹۳۷ نو سو سنتیس ہجری مین صبح صادق کے وقت نشان دولت
بہادر شاہی افق قلعہ سے طالع ہوا اسی وقت چاند خان جو مایۂ فساد و نزاع تھا قلعہ سے نکلکر دکن کی
سمت بھاگا اور سلطان محمود خلجی مسلح ہو کر مع ایک جماعت قلیل بہادر شاہ کے مقابل آیا اور طاقت
مقابلہ کی اپنے مین نہ دیکھکر پلٹ گیا اور جو آفتاب دولت خلجیہ نے اوج بلندی سے پستی کی طرف میل
کیا تھا باوجود فرصت اور قدرت قلعہ سے ولایت کو در میان نہ گیا اور ہزار سوار لے کر اپنے حرم کے
قتل پر آمادہ ہوا **بیت** چو بخت کسے رو نہد در زوال بہ تجربے گراید کہ گردد و بال لیکن جس وقت محلون
مین پہونچا ایک جماعت مانع ہوئی اور یہ فہمایش کی کہ بہادر شاہ گجراتی تمھاری حفظ ناموس مین جیسا کہ چاہیے
کوشش کوے گا بہتر یہ ہی کہ قلعہ سے باہر نکل جاوین اور لشکر جمع کر کے دشمن کے دفع مین مشغول ہووین
یہ ذکر ہوتا ہی تھا کہ بہادر شاہ گجراتی محلات کے گرد آپہونچا اور لعل محل کے کوٹھے پر برآمد ہو کر آدمی سلطان محمود
کی طلب مین بھیجا سلطان اپنے سرداروں کو چھوڑ کر مع سات سوار بہادر شاہ کے پاس آیا سلطان
بہادر شاہ نے اُس کی تعظیم کے واسطے قیام کر کے معانقہ کیا اور سلطان محمود بہادر شاہ کے بیٹھنے کے بعد
کچھ درشتی کر کے خاموش ہوا لیکن علامت تغیر بہادر شاہ کے بشرہ پر ظاہر ہوئی اور وہ حرف کہ
اُس کی زبان پر آیا یہ تھا کہ امرا کو ہم نے امان دی وہ سب اپنے مکان پر جاوین اور بعضے نسخون مین
نظر سے گذرا کہ سلطان بہادر شاہ گجراتی مقام عفو مین تھا جب سلطان محمود نے درشتی کی تب حکم
حبس فرمایا اور جمعہ کے روز منبر ون پر شادی آباد منڈو کے خطبہ پڑھا اور سنیچر کی رات کو سلطان محمود
کے پانون مین زنجیر ڈالکر مع سات بیٹون کے آصف خان کے حوالہ کیا کہ قلعہ چنپانیر مین لے جا کر محبوس
کرے وہ لے کر روانہ ہوا اور اثنائے راہ مین ماہ شعبان کی چودھوین شب کو دو ہزار بھیل اور کولی
منزل دہود مین آصف خان کے اُردو پر شبخون لے گئے اور اُسی لحظہ سلطان محمود نے نماز سے فارغ ہو کر
سر بالین پر رکھا تھا کہ شور اور غوغا بلند ہوا جب بیدار ہوا بالقصد گریز اپنے پانون کی زنجیر توڑی اس
درمیان مین نگہبان واقف ہوئے اور اس خوف سے کہ مبادا اس کے ہوا دار شبخون لائے ہون
اور یہ ان سے ملحق ہو کر مملکت مین فساد برپا کرے اُسی ساعت شہد بلا اس کے حلق زندگی مین ڈال کر
شہید کیا آصف خان نے علی الصباح اُسے غسل و کفن دے کر اسی مکان مین حوض دھود کے کنارہ مدفون
کیا اور اُس کے بیٹون کو محمد آباد چنپانیر مین قید کیا اور عرصہ قلیل مین محمد شاہ بن ناصر الدین کے سوا جو
بابر شاہ کی ملازمت مین رہتا تھا اس خاندان سے کوئی وارث نرہا سلطنت خلجیہ مالوہ آخر ہوئی اور دولت
اُن کے سلسلہ کی حکام مملکت گجرات مین منتقل ہوئی یہان تک کہ سنہ ۹۴۱ نو سو اکتالیس ہجری تک حکومت
اُس دیار کی اس جماعت کے قبضۂ اقتدار مین رہی بعد اُس کے جیسا کہ مذکور ہو گا تھوڑے دن
دست بدست ہو کر سنہ ۹۶۸ نو سو اڑسٹھ ہجری مین اکبر شاہ کے قبضۂ قدرت مین ٹھہری اور بزرگون

اور بھی جو کم توجہی اور رنجش سلطان بہادر کی سلطان محمود خلجی کی نسبت سمجھ چکا تھا لشکر فراہم لاکر مالوہ کی طرف متوجہ ہوا جب یہ خبر سلطان محمود کو پہونچی اس کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور اجین سے گذر کرکے سارنگ پور گیا جو سکندر خان فوت ہوا تھا اُس کے ہم بولے فرزند معین خان کو کہ در اصل وہ بیٹا روغن فروش کا تھا سواس سے مدد کے واسطے طلب کرکے مسند عالی خطاب دیا اور سراپردہ سرخ جو بادشاہوں کے لیے مخصوص تھا اسکو عطا کیا اور سلہدی پوربیہ کو بھی رائسین سے ملایا اور چند پرگنے اُس کی جاگیر قدیم پر اضافہ فرمائے اور سلہدی پوربیہ سلطان محمود خلجی سے متوہم ہوکر باتفاق معین خان کے رتنسی راناکے پاس گیا اور وہاں سے معین خان اور بھوپت ولد سلہدی پوربیہ دونوں نے ہمراہ ہوکر سسلہ کے حوالی میں شاہ بہادر گجراتی کے دربار میں جاکر اپنے ولی نعمت کی شکایت کی مجلس کی سلطان محمود مضطرب ہوا اور دریا خان لودھی کو سلطان بہادر گجراتی کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ حقوق اس سلسلہ کے مجھپر بہت ہیں اور مسافت تھوڑی باقی رہی چاہتا ہوں حضور میں پہونچکر مبارک باد سلطنت کہوں سلطان بہادر نے جیسا کہ اُس کے وقائع مین مذکور ہوا جواب آمیانہ دیا اور بکوچ متواتر آب کرجی کے کنارہ پہونچکر نزول کیا اور اس منزل میں رتنسی اور سلہدی پوربیہ سلطان بہادر شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلطان محمود کی شکایت کی اور رتنسی اسی منزل سے رخصت ہوکر اپنے مقام میں گیا اور سلہدی سلطان بہادر کے اردو میں کہ امیدوار سلطان محمود کے آنے کا تھا متوقف ہوا اور سلطان محمود تقصیر ناکامی اپنے پائے دولت میں مار کر ملاقات کے ارادہ سے پشیمان ہوا اور سکندر خان کے نوکروں کے دفع کرنے کے بہانہ سے سواس کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ میں ایک دن شکار میں مشغول ہوکر گھوڑے سے گرا کہ اُس کا داہنا ہاتھ ٹوٹ گیا اُسے فال بد سمجھکر فسخ عزیمت کی اور شادی آباد مندو میں جاکر قلعہ داری کے سامان مین مصروف ہوا بیت جو تیرہ شود مرد را روزگار * ہمہ آن کند کش نیاید بکار * سلطان بہادر گجراتی سلطان محمود کی ملاقات سے مایوس ہوکر شادی آباد مندو کی سمت راہی ہوا اور ہر منزل میں سلطان محمود خلجی کے ملازم فوج فوج آن کر اُس کے شریک ہوتے تھے اور شرزہ خان حاکم دہار بھی اُس سے موافق اور ملحق ہوا اور رحمت طفرآبادی تعلیم میں پہونچا قلعہ کو محاصرہ کرکے مورچے تقسیم کیے اور سلطان محمود خلجی تین ہزار آدمی سے قلعہ میں متحصن ہوا ہر شب ایک بار جمیع مورچوں پر پہونچتا تھا اور سلطان غیاث الدین کے مدرسہ میں استراحت فرماتا تھا جب اسے اہل قلعہ کا نفاق معلوم ہوا مدرسہ سے اپنے محلوں مین جاکر عیش و طرب میں مشغول ہوا اور بعضے نیک اندیشہ اس بارہ میں جو اسے سمجھاتے تھے کہ یہ عیش کا کیا محل اور موقع ہے انھیں یہ جواب دیتا تھا کہ انفاس واپسین کا سامان چاہتا ہوں انھیں عیش و عشرت مین

مالوہ سے امرا اور باغیون کے تصرف مین تھی اور رعایا حق اطاعت جیسا کہ چاہیے بجا نہ لائی تھی خلل عظیم
اس کی بادشاہی مین ظاہر ہوا اور سکندر خان سوائی بہت سے پرگنون پر متصرف ہو کر دم
استقلال کا مارتا تھا اور میدنی راے چندیری اور کاکرون اور دوسری جاگیرین بجنگ تغلب
لے کر اطاعت نہین کرتا تھا اور اسی طرح سے اور حکام بھی اطراف اور سرحدون مین قدم اندازہ
سے باہر رکھکر ضعف سلطنت کے باعث ہوتے تھے اور سلطان محمود خلجی بخلاف سلطان محمود
ماضی انار اللہ برہانہ کے مدار کار سلطنت کو شمشیر پر رکھکر تدبیر اور عقل کو درمیان مین راہ نہ دیتا
تھا سنہ ۹۲۶ نوسو چھبیس ہجری مین سلہدی پوربیہ کے دفع کے واسطے روانہ ہوا اور اُس نے
راجپوت بہت جمع کر کے میدنی را سے کمک طلب کی اور سارنگ پور کے نواح مین صفوف
جنگ آراستہ کر کے سلطان سے بمقابلہ پیش آیا پہلے لشکر اسلام کو متفرق اور پریشان کر کے طرف آیا
ہوا اور فوج اس کی تاراج مین مشغول ہوئی سلطان محمود خلجی کہ قطب کے مانند فوج قلیل سے پاے
ثبات زمین کین مین قائم رکھتا تھا فرصت پا کر سلہدی پوربیہ پر حملہ آور ہوا اور بدترین وجہ سے
اُسے شکست دی اور ہنگام تعاقب چھبیس زنجیر فیل لے کر سارنگ پور کو اُس کے تصرف سے برآوردہ
کیا اور سلہدی راجپوت جاگیر قدیم پر قانع ہو کر اظہار اطاعت پر سرگرم ہوا سلطان محمود خلجی نے
اُسے غنیمت جان کر دار السلطنت شادی آباد مین مراجعت فرمائی اور سنہ ۹۳۳ نوسو تینتیس ہجری مین جب امر
سلطنت گجرات نے سلطان بہادر شاہ گجراتی سے تعلق پکڑا شاہزادہ چاند خان بن مظفر شاہ گجراتی
بھاگ کر شادی آباد مین آیا سلطان محمود خلجی نے جو شاہ مظفر کا رہین احسان تھا اس کے اعزاز
و تکریم مین کوئی دقیقہ از دقائق مروت فروگذاشت نہ کیا اور رضی الملک جو گجرات کے امراے
معتبر سے تھا بہادر شاہ کے دبدبہ اور صولت سے بھاگ کر فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ
سے ملتجی ہوا اور ہمت اس پر مصروف کی کہ بہادر شاہ کو معزول کر کے چاند خان کو قائم مقام
اُس کا کرے اور اسی نیت سے آگرہ سے شادی آباد مندو مین آیا اور چاند خان سے مشورہ
کر کے پھر آگرہ مین گیا جب یہ خبر سلطان بہادر گجراتی کو پہونچی ایک خط سلطان محمود خلجی کو لکھا کہ
محبت اور اخلاص سے بہت تعجب ہوا کہ حرام خوار کو آپ نے چھوڑ دیا ہے کہ چاند خان کے پاس
آن کر فتنہ انگیزی کر کے پھر آگرہ مین جاوے اتفاقاً رضی الملک ارکان دولت فردوس مکانی سے
کچھ کلام کر کے دوبارہ شادی آباد مندو مین آیا اور پھر پلٹ کر آگرہ مین گیا لیکن اس مرتبہ شاہ بہادر
کچھ زبان پر نہ لایا بلکہ سلطان محمود خلجی کی فکر مین ہوا جو زوال دولت خلجیہ آپہونچا تھا سلطان محمود
خلجی اُس کے تدارک کی فکر مین ہوا اور جس وقت رانا سنگا کی خبر فوت پہونچی اور اُس کا بیٹا
رتنسی قائم مقام ہوا سلطان محمود نے شرزہ خان کو بھیجکر بعضے قصبات چیتور کو تاخت و تاراج فرمایا

ت مسافت طے کرکے رانا سے سات کوس پر آدھر ورکش ہوا اور جب یہ خبر رانا سنکا کو پہونچی اُسنے امرا کو طلب کرکے
ات کی بہتر یہ ہے کہ اسی وقت غنیم کے سر پر کہ ماندگی کے سبب قوت تردد کی نہیں رکھتا ہے تاخت لاویں اور
کام کریں یہ کہکر سلاح جنگ لگاکر جنگ پر آمادہ ہوکر بتعجیل تمام روانہ ہوا جب مسلمانون کے لشکر
کے قریب پہونچا اور اُس کی افواج آراستہ نمود ہوئی سلطان محمود خلجی جو بیخبر تھا سوار ہوکر اردو سے
آمد ہوا اور امرا اور سپاہ اس حال سے واقف ہوکر اس کی ملازمت میں حاضر ہوئے ہر چند آصف خان
گجراتی اور بھی امرانے عرض کی کہ آج موقع جنگ کا نہیں ہے سلطان محمود خلجی نے کہ عقل سے بے بہرہ تھا کسی کے
کہنے پر التفات نہ کی اور بے ترتیب صفوف جنگ مصاف میں مشغول ہوا حسا کہ طرفة العین مین تیس سردار
می مع لشکر کثیر شہید ہوئے اور آصف خان گجراتی کہ شاہ مظفر نے اُس کی کمک کے واسطے نامزد کیا تھا
بھی مع پانسو سوار گجراتی سعد سعادت چکھکر روضہ رضوان کی طرف راہی ہوا اور لشکر مالوہ سے سوائے
سلطان محمود خلجی اور دس سوار کے کوئی معرکہ مین نرہا سلطان لو ور شجاعت اس تصور سے کہ دس سوار
سے کام نکل سکتا ہے اور چار سو رانا سے بہادر ہوتا ہے سیاندہ لشکر کفار پر کہ قریب پچاس ہزار سوار کے تھے تاخت
لایا اور ظاہر مین اسکا قصد درجہ شہادت کے حصول سے تھا غرض وہ دسوں سوار بھی حملہ اول میں قتل ہوگئے
اور سلطان محمود خلجی جنگ بادپا کو جولان کرکے دریائے حرب میں غوطہ زن ہوا اور اس قدر راجپوتون کو
جہنم داخل کرکے کارزار کی کہ راجپوتون نے انگشت حیرت دندان تفکر میں دبائی اور سور رم اُس کے
جوش پر پہونچے جو کہ مدہوش اُس کے ریب تن تھے پچاس زخم اُن دونوں سے گذر کر اسکے تن پر پہونچے تھے
اور اس حال کے غنیم سے منہ نہ موڑا اور جب تک ایک رمق اس مین قوت باقی رہی معرکہ سے قدم پیچھے نہ ہٹایا
یہان تک کہ راجپوتوں نے ہجوم کیا اور سلطان خانہ زین سے جدا ہوکر زمین پر آیا راجپوتوں نے اُسے
پہچانا اور زندہ رانا سنکا کے پاس لے گئے اور راجپوتون کے سرداروں نے زبان اُس کی مدح و ثنا میں
کھولی اور پروانہ وار اُس کے گرد پھرتے تھے اور اس کی بہادری اور شجاعت کی تعریف کرتے تھے اور
رانا سنکا بھی اسے مقام مناسب میں بٹھاکر دست بستہ اس کے روبرو ایستادہ ہوا اور شرائط
تعظیم اور لوازم تکریم اور خدمتگاری میں تقصیر نہ کی اور سلطان کے زخمون کے معالجہ میں مشغول ہوا
اور جو اس روز جنگ میں تمام اثاثہ سلطنت سلطان کا رانا اور راجپوتون کے ہاتھ آیا تھا تاج مرصع
سلطان ہوشنگ جو کہ زیب سر محمود شاہ تھا اُس درمیان میں دیکھا زبان اُس کے طلب میں کھولی
سلطان محمود خلجی نے اُسے بھی رانا کے سپرد کیا جب سلطان کے زخموں نے اندمال کیا اور صورت
مراد آئینہ تمنا میں مشاہدہ ہوئی رانا سنکا نے لوازم جوانمردی کو کام فرمایا ہزار راجپوت سلطان محمود خلجی
کے ہمراہ کرکے بعزت و حرمت تمام شادی آباد مندو میں بھیجا کہ تخت پر بٹھاکر مراجعت کریں سلطان محمود
دوسری مرتبہ تخت شادی آباد پر اجلاس کرکے اسی شکست در کلفت مین مشغول ہوا لیکن جو ہیبت ریاست مالک

گجرات کے مقابلہ اور مقاتلہ کی طاقت اپنے مین نہ دیکھی پانچ چھ ہزار سوار اور پیادہ توپچی اور کماندار قلعہ دھار
مین چھوڑے اور قریب دس ہزار سوار کے منھو رائے کی مدد کے واسطے بھیجا پھر خود واسطے طلب امداد
چیتور کی طرف رانا سنگا کے پاس گیا اور سلطان مظفر قلعہ دھار پر آیا اور عرصہ قلیل مین اُسے مفتوح کیا اور
لشکر مالوہ قریب دس ہزار سوار اور پیادہ جو میدنی رائے کی وجہ سے پراگندہ اور متفرق ہوئے تھے
سلطان محمود کے پاس جمع ہوئے اور دھار کے فتح ہونے کے بعد سلطان مظفر نے بہ شوکت و عظمت تمام
جاکر قلعہ مندو کو محاصرہ کیا اور عادل خان فاروقی حاکم آسیر کو مع امراے کثیر رانا سنگا اور میدنی رائے
کے سر پر رخصت کیا چنانچہ مفصل حال گجراتیون کے احوال مین تحریر ہوا ہی اور ابتداے
سنہ ۹۲۴ نوسو چوبیس ہجری مین قلعہ مفتوح ہوا علاوہ اُن راجپوتون کے جنہون نے اپنے تئین خود جلا یا
اور قتل ہوئے اس روز انیس ۱۹ ہزار راجپوت مارے گئے اور سلطان محمود خلجی نے کہ پیچھے رہا تھا آن کر
مبارکباد دی اور از روے اضطراب پوچھا کہ ہمارے واسطے خداوند جہان کیا فرماتے ہین سلطان مظفر
نے از روے جوانمردی کے فرمایا کہ سلطنت مالوہ کی تمھین مبارک ہو اور یہ فرما کر فوراً قلعہ اسکے
سپرد کر کے اپنے اردو کی طرف گیا دوسرے دن سلطان محمود کو کہلا بھیجا کہ آپ اور چند روز بعضے
امور کی درستی اور سامان کے واسطے شہر مین رہین اور خود کوچ کر کے رانا سنگا اور میدنی رائے
کی تنبیہ و گوشمال کے لیے اُجین کی طرف متوجہ ہوا جب قلعہ دھار مین آیا مخبرون نے خبر پہونچائی
کہ عادل خان اور امراے گجرات دیپال پور سے نہ گئے تھے کہ دشمن خبر فتح سُنکر چندیری کی سمت
بھاگ گئے اور سلطان محمود اپنا سامان درست کر کے سلطان مظفر کے پاس دھار مین آیا اور یہ التماس
کی کہ آپ ایک روز قدم رنجہ فرما کر مندو کی طرف تشریف ارزانی فرماوین نہایت سرفرازی اور بندہ نوازی
ہوگی بیت از ان طرف نہ پذیرد کمال تو نقصان + وزین طرف شرف روزگار من باشد سلطان مظفر
اُردو کو دھار مین چھوڑ کر قلعہ شادی آباد مندو مین آیا سلطان محمود نے ٹیکا خدمت کا کمر اطاعت پر باندھکر
سر مجلس ایستادہ ہو کر لوازم ضیافت مین قیام کیا پھر جشن اور شادی سے مفروغ ہو کر سلطان مظفر کو
باغات اور مواضع مرغوبہ مندو کی سیر و گشت کرائی اور رخصت کے دن پیشکش لائق گذرانی اور جو کچھ
حق تواضع اور مہمانداری کا تھا بجا لایا اور چند منزل بطور مشایعت گجرات کی طرف گیا اور جو آصف خان
گجراتی مع چند ہزار سوار سلطان محمود کی مدد کے واسطے مقرر ہوا تھا اسے مراجعت مندو کی رخصت فرمائی
اور سلطان محمود مندو مین رونق افزا ہو کر امور جہانبانی مین مشغول ہوا اور ممالکت کے بند و بست مین حتی الوسع کوشش
کی اور جو چندیری اور کاکرون متصرفہ میدنی رائے اور قلعہ رائسین اور بھیلسا اور سارنگپور سلہدی راجپوت
کے قبضہ مین تھا سلطان محمود خلجی ان کے دفع کی فکر مین ہوا اور اول قلعہ کاکرون پر چڑھائی کی اور میدنی رائے نے اس
مرتبہ بھی رانا سنگا سے ملتجی ہو کر اُسے مع لشکر فراوان کمک کو لایا اور اس دن کہ جنگ واقع ہوگی سلطان محمود

کیا کچھ تصور نہیں رکھتا اس واسطے کہ وہ میرا صاحب اور ولی نعمت ہے تم میری حمایت سے دست بردار
ہو کر اپنے مکان پر جاؤ کس واسطے کہ وہ خوب جانتا تھا کہ اگر سلطان محمود شہید ہوگا سلاطین اطراف
خصوص گجرات اور خاندیس اور بہار اس کے انتقام پر قیام کرینگے الغرض اس نے راجپوتوں کی
تسلی کی اور سلطان محمود خلجی کو یہ پیغام کیا کہ جو اس مدت میں جیر سنگال نے نمک حلال کھایا تھا اس وجہ
سے ان زخموں سے بچ گیا اگر فی الواقع اس نمک خوار کے قتل ہونے سے امور سلطنت انتظام
پاویں مضائقہ نہیں ہے مصرع سر ایک جدا کن بہ تیغ از تنم ٭ سلطان محمود خلجی نے جب جانا کہ یہ ان زخموں
سے نہ مریگا مقام صلح اور ملائمت میں ہو کر فرمایا کہ اب مجھے دریافت ہوا کہ میدنی راے میرا خیر خواہ
ہے اور کمال خیر خواہی سے راجپوتان ناہموار کو فتنہ و فساد سے باز رکھا سالہا ہے کہ بانی فساد اور مادہ وحشت
تھا الحمد للہ کہ اسکا شر دفع ہوا انشاء اللہ تعالیٰ بعد اس کے بخوبی امور سلطنت میں مشغول ہوگا اور
بعد اس کے کوئی امر وقوع میں نہ آوے گا اور میدنی راے نے بھی بحسب ظاہر جادۂ اطاعت
اور فرمانبرداری میں قدم رکھا اور امور گذشتہ سے کچھ زبان پر نہ لایا لیکن اپنی حفاظت میں ہر وقت
ہوشیار اور واقف کار ہو کر جب دربار میں آتا تھا پانسو آدمی ہتھیار بند اس کے ہمراہ رہتے
تھے لیکن اس وجہ سے سلطان محمود خلجی بہ تنگ آیا ایک روز اس نے شکار کے بہانہ راجپوتوں کو
ہوا دوش سے نہایت خستہ اور ماندہ کر کے رات کو اپنی محبوبہ کو جس کا نام رانی کیا تھا سوار کر کے
مع چند پیادہ قلعہ سے برآمد ہوا اور گجرات کی سرحد تک گھوڑے کی باگ نہ موڑی اور حکام سرحد گجرات
کے اس کے ساتھ بسلوک نیک پیش آئے اور سراپردہ اور جمیع مایحتاج حاضر کی اور عرض داشت
سلطان مظفر کو لکھ کر قدوم سلطان محمود خلجی سے خبر دی سلطان مظفر نے قیصر خان اور تلج خان اور
قوام الملک اور امراے کبار کو اس کے استقبال کو بھیجکر گھوڑے عربی اور چند زنجیر فیل اور اسباب
توشک خانہ اور فراش خانہ اور سراپردہ سرخ اور چتر اور دیگر کارخانجات کہ سلاطین کو درکار ہیں ارسال
کیے اور خود بھی چند منزل استقبال کیا بعد اس کے بیچ دربار میں ایک تخت پر قران سعدین
اور اجتماع نیرین واقع ہوا سلطان مظفر نے پرسش بزرگانہ فرما کر تحف و ہدایاے شاہانہ گذرانے
اور آئین مروت اور جوانمردی کے ساتھ تمام وجوہ سے رعایت کر کے مرہم لطف و تفقد اس کے
زخمہاے مطالب پر رکھا اور ہمت والا نہمت راجپوتان کی دفع کرنے اور سلطان محمود کو تخت مندو پر
بٹھانے میں مصروف کی اور سامان اور سرانجام لشکر مہیا فرما کر سنہ ۹۲۳ نوسو تیئیس ہجری میں باتفاق سلطان
محمود خلجی مالوہ کی سمت متوجہ ہوا میدنی راے نے خبر عزیمت سلطان محمود سنکر قلعہ شادی آباد اپنے
فرزند بھوراے کے سپرد کر کے بارہ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار اس کے پاس چھوڑے اور خود قلعہ دھار
میں جا کر اس کے استحکام میں کوشش کی اور اس کے بعد جب کہ سلطان مظفر قریب پہونچا کر

تقصیر ہم سے سرزد ہوئی جو ستوجب اس خطاب کے ہوئی اور اس جواب کے بعد راجپوت چاہتے تھے
کہ سلطان محمود کو درمیان سے اُٹھادین میدنی رائے نے اُنھیں یہ جواب دیا کہ بالفعل فی الحقیقت
سلطنت مالوہ ہمارے قبضۂ قدرت مین ہے اگر سلطان درمیان مین نہو گا سلطان مظفر گجراتی جلو ریز
آن کر اس ولایت پر متصرف ہوگا بہر کیف جس طور سے ممکن ہو اپنے ولی نعمت کی رضاجوئی مین کوشش کرنی چاہیے
غرضکہ پھر سلطان کی خدمت مین آن کر عذر معذرت کی سلطان نے جوکہ لاعلاج تھا ان شرائط پر قبول کیا
کہ جمیع کارخانہ بدستور قدیم مسلمانون کے حوالہ کرو اور اصلاح مہمات ملکی ومالی مین دخل نہ دو اور عورات مسلمہ کو
اپنے مکانون سے نکال دو اور ظلم و تعدی سے دست کش ہو میدنی رائے نے یہ سب امر قبول کر کے
اور سلطان کی نہایت دلجوئی مین مستعد اور سرگرم ہوا لیکن سالباہن پوربیہ کہ امرائے راجپوت
سے تھا سر حلقۂ اطاعت سے برآوردہ کر کے اعمال ناشائستہ اور افعال نابائستہ سے باز نہ آتا تھا
سلطان محمود نے وفور شجاعت سے باوجود اس جماعت قلیل کے کہ دو سو مسلمان سے زیادہ نہ تھے بعضون
مخصوصون سے یہ مشورہ کیا کہ جب مین شکار سے مراجعت کرون اور میدنی رائے اور سالباہن اپنے
مکان کی سمت رخصت ہو دین اثنائے مراجعت مین دونون کو ضرب تہبائے شمشیر سے قتل کر کے
بند بند سے جدا کرنا غرضکہ دوسرے دن جماعت موعود کو جابجا چھوڑ کر شکار کے واسطے گیا اور معاودت
کر کے خلوت خانہ مین داخل ہوا اور میدنی رائے اور سالباہن رخصت ہوئے اس وقت دس
سوار کمین گاہ سے برآمد ہوئے اور دونون کو ضرب تہبائے شمشیر سے وار کیے سالباہن مارا گیا
اور میدنی رائے کو جو زخم کاری نہ پہونچا تھا اس کے لوگ ہجوم کر کے مکان پر اٹھا لے گئے راجپوت
یہ سانحہ سُنکر میدنی رائے کے مکان مین جمع ہوئے اور اس کی بلا اجازت جنگ پر آمادہ ہو کر دربار
کی طرف متوجہ ہوئے سلطان محمود خلجی اگرچہ عقل سے اُسکا ہاتھ خالی تھا لیکن شجاعت اور مردانگی
مین اپنا نظیر نہ رکھتا تھا مع سولہ سوار اور چند پیادہ مسلمانون کے بہ نیت حصول نقد شہادت دولتخانہ سے
برآمد ہوا اور کئی ہزار کافر جابر کے مقابل ہو کر جنگ مین مشغول ہوا ایک راجپوت پوربیہ کہ مردانگی مین
اشتہار رکھتا تھا اُس نے پہلے قدم میدان تہور مین رکھکر ایک وار سلطان پر ڈالا سلطان نے اس
کی ضرب کو رد کر کے ایسی تلوار اُس کے ماری کہ مثل خیار دو ٹکڑے ہو کر جہنم واصل ہوا پھر دوسرا
راجپوت میدان جانستان مین خرامان ہو کر سلطان کے مقابل ہوا اور برچھے کا وار اُس پر ڈالا سلطان
نے اُس وار کو بھی خالی دے کر اُسکے بھی گلوے خشک کو شمشیر آبدار سے سیراب کیا راجپوت
یہ حال مشاہدہ کر کے بغیر اس کے کہ جنگ مغلوبہ ہووے بھاگ کر میدنی رائے کے مکان مین کہ
احاطہ نہایت وسیع تھا در آئے اور وہان دوبارہ جمعیت بہم پہونچا کر میدنی رائے سے
رخصت جنگ طلب کی میدنی رائے نے یہ جواب دیا کہ سلطان محمود نے اگر ارادہ میرے قتل کا

ہاتی صاحب خان کے سپرد کرکے دس لاکھ تنگہ سیاہ خرچ کے واسطے اور بارہ زنجیر فیل انعام دیے اور فرمان استمالت
بہجت خاں اور دوسروں کے واسطے بھیجے اور بہجت خاں نے دو لاکھ تنگہ سیاہ اور بارہ ہاتھی نگاہ رکھے اور
باقی صاحب خاں کو دیے مفسدوں نے صاحب خاں کو یہ خبر پہونچائی کہ بہجت خاں تجھے قید کیا چاہتا ہے صاحب خاں
ہراساں ہوکر سکندر لودھی کے پاس کہ سرحد میں تھا پہونچا اور بہجت خاں اور باقی امرا استمالت نامہ طلب
کرکے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خلعتہائے خاص سے مخصوص ہوکر جاگیر ہائے قدیم کی طرف
روانہ ہوئے سلطان محمود خلجی نے مظفر اور منصور اپنے دار الملک کی طرف مراجعت کی اور میدنی رائے
کی رائے باصواب سے مع میدنی امرا اور افسران سپاہ کے گلے پر رکھی اور ہر روز ایک کو ناحق اور مفسد اور
تصور متہم اور مطعون کرکے بسیاست تمام قتل کرتا تھا اور رفتہ رفتہ اُس کی یہ نوبت پہونچی کہ مزاج سلطان
محمود خلجی کا تمام امرا مملکہ جمیع مسلمانوں سے پھر گیا اور عمال اور حکام قدیم کہ مدت ہائے دراز سے سرکار
عیاشی اور امور شاہی میں متشغل مہمات دیوانی تھے اُس گروہ وداد اور کے ناصیہ احوال پر رقم عزل کھینچ کر
ایک ایک کو موقوف اور برطرف کیا اور اُن کی جگہ پر میدنی رائے کے انصار اور اعوان کو مقرر
اور بحال فرمایا اور یہ فعل اکثر امرا اور سرداروں اور ملازموں کو نہایت ناگوار ہوا اور شکستہ دلی سے اپنے
اہل و عیال کو لے کر جلاء وطنی اختیار کی اور قلعہ شادی آباد مندو کہ اس قلمرو میں دار العلم اور جائے
درود فضلا اور مشائخ تھا کافروں کا مسکن ہوا پھر تو یہ نوبت پہونچی کہ ورمانی و ملاہی بھی راجپوتوں کے
حوالہ کی اور راجپوت رماں دوشیزہ مسلمہ پر متصرف ہوئے اور علی خاں نام امرائے قدیم سے جو حاکم شہر تھا
کھار راجپوت کے تسلط سے دلگیر ہوا اور مخالفت پر کمر باندھی اور سلطان محمود حسن دکون میں مع کفار
شکار کے واسطے گیا تھا قلعہ مندو پر متصرف ہوا اور مندو کی بھی کفار کے ظلم سے آزردہ خاطر تھے علی خاں
کے شریک اور موافق ہوئے سلطان محمود نے یہ خبر سنکر بسبیل استعجال معاودت کی اور قلعہ کو محاصرہ کرکے کام
محصورین پر تنگ کیا علی خاں مع اپنے اعوان قلعہ سے بھاگ گیا اور سلطان محمود قلعہ میں داخل ہوا اور
ایک جماعت راجپوتوں کی علی خاں کے تعاقب میں نامزد کی جنھوں نے اُسے دستیاب کرکے قتل کیا اور بعد
اس واقعہ کے ایکبارگی میدنی رائے مطلق العنان ہوا تمام امرا اور منصب داران مالوہ کو اپنی طرف
مخاطب اور رجوع کیا اور سلطان کے خاصہ خیل قدیم میں دو سو سے زیادہ مسلمان سوار نہ رہے سلطان محمود
راجپوتوں کے غلبہ اور تسلط سے متفکر ہوا چونکہ اہل ہند میں رسم ہے کہ جس وقت اپنے نوکر کو رخصت
یا مہمان کو وداع کرتے ہیں اُسے بیڑا رخصت کا دیتے ہیں سلطان نے ایک طرف بیڑا اور بہان سے
پر کرکے آرائش خاں کے ہاتھ میں دے کر میدنی رائے کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ میں تمھیں رخصت دیتا ہوں
ہماری ولایت سے نکل جاؤ راجپوتوں نے جواب دیا کہ ہم چالیس ہزار سوار نے آج تک ہوا خواہی
اور جانسپاری میں تقصیر نہیں کی اور خدمات پسندیدہ ہم سے وقوع میں آئیں ہم نہیں جانتے کون سی

مصروف کی سلطان محمود خلجی کو قلعہ سے برآوردہ کرکے ایک فوج راجپوتوں سے لشکر گجرات کے مقابلہ کو بھیجی اور
حاکم کہندوی اور ملک لودہ کو سکندر خان پر نامزد فرمایا قضارا ایک فوج لشکر گجرات سے جو دار الملک کے
نواح مین آئی تھی اُس نے شکست پائی اور سلطان مظفر نے اُسے شگون بد جانکر اور راجپوتون پر احسان رکھکر
اپنے ملک کے سمت مراجعت کی اور ملک لودہ نے بھی سکندر خان کے مقابل آن کر اُسے شکست دی لیکن
غارت کے وقت ایک سپاہیان سکندر خان سے کہ اُس کے عیال اسیر ہوئے تھے اُس نے پابوسی کے بہانہ
ملک لودہ تک اپنے تئین پہونچایا اور خنجر آبدار سے اسکا پہلو شگافتہ کرکے زندگی اُس کی برباد کی اور سکندر خان
یہ واقعہ سنکر پلٹا اور لشکر سلطانی کو متفرق اور پراگندہ کیا اور چھ ہاتھی نامی لے کر سواس کی طرف گیا
سلطان محمود خلجی نے میدنی راے کی صلاح سے اُس مہم کا فیصلہ اور وقت پر منحصر رکھا اور بہجت خان
کے دفع کے واسطے چندیری کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین اُسے یہ خبر پہونچی کہ صاحب خان قریب
پہونچا اور منصور خان نے استقبال کرکے چتر اُس کے فرق پر لگایا اور لشکر دہلی بھی مع عماد الملک لودھی
اور سعید خان ہمراہی محافظ خان خواجہ سرا صاحب خان کی کمک کو آیا ہے سلطان یہ خبر سنکر پریشان خاطر
ہوا کہ یکبارگی صدر خان اور مخصوص خان اُسکے لشکر سے جدا ہو کر صاحب خان کی خدمت مین حاضر ہوئے
اور صاحب خان نے محمود نام ایک شخص کو سپہ سالار کرکے سارنگپور کی طرف بھیجا اور وہ افواج سلطانی
سے مغلوب ہو کر بحال پریشان بھاگا اور اُس وقت عماد الملک لودھی اور سعید خان نے محافظ خان خواجہ سرا
کی حسن تدبیر سے بہجت خان کو پیغام دیا کہ تم خطبہ اور سکہ سلطان سکندر کے نام پڑھ کر گذ اور سکہ پر اُس کا نام
جاری کرو بہجت خان نے جواب حسب مدعا نہ دیا اُنھون نے بہ بہانہ کوچ چودہ کوس پیچھے ہٹ کر مقام کیا اور
سلطان سکندر کا فرمان پہونچتے ہی دہلی کی طرف راہی ہوئے اور ایک روایت مین یہی ہے کہ چندیری
مین سلطان سکندر کے نام خطبہ پڑھا لیکن حبیب چالیس ہزار راجپوت وغیرہ سلطان محمود کے لشکر مین فراہم
ہوئے اور سلطان سکندر نے یہ خبر سنی تو فرمان طلب اپنے امرا کے نام جاری کیا اور سلطان محمود لطف الٰہی
سے مسرور ہو کر شکر سپاس بجالایا پھر چند روز شکار مین مشغول ہوا اس درمیان مین خبر پہونچی کہ محافظ خان
خواجہ سرا صاحب خان کے اور بہجت خان کے حکم سے مع افواج کثیر شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا ہے
سلطان نے حبیب خان اور فخر الملک کو مع امراے راجپوتان اُنکے دفع کے لیے رخصت کیا اور ظفر آباد
کے حوالی مین فریقین کے درمیان جنگ عظیم ہوئی لشکر سلطان غالب ہوا اور محافظ خان خواجہ سرا
کفران نعمت کی شامت سے مارا گیا اور بہجت خان اور مخصوص خان لشکر دہلی کے پلٹ جانے اور
محافظ خان کے قتل ہونے سے اپنے فعل سے پشیمان ہوئے اور صاحب خان سے اجازت چاہی کہ صلح کی
درخواست کرین صاحب خان نے قبول کیا اور شیخ اولیا نام ایک فاضل وقت کے وسیلہ سے سلطان کی عرض مین
پہونچایا سلطان نے یہ امر لطائف غیبی اور عنایات لاریبی سے تصور کرکے قلعہ رائسین اور قصبہ بھیلسا اور

تھانہ آباد تک تصرف میں رکھتا تھا مامور کیا اور اس سبب سے کہ گونڈوانہ کا راجہ اور لشکر اطراف منصور خاں
کے مقابلہ پر جمع آیا تھا نامبردہ نے تاب مقابلہ اپنے میں نہ دیکھی حقیقت حال سلطان کی خدمت میں
معروض کی اور میدنی رائے کہ ملازمان قدیم کی خرابی اور بربادی کے درپے تھا اُس نے درخواست کی
کہ اقبال بادشاہ کا اُس کے دفع کے واسطے کافی ہے قدم بڑھانا چاہیئے منصور خاں اسی کام میں حیران
ہوا ناچار باتفاق جمار خاں کہ امرائے کلاں سے تھا بہجت خاں کے پاس گیا سلطان یہ خبر سنکر دھار
کی طرف روانہ ہوا اور میدنی رائے کو مع لشکر سو اور پچاس زنجیر فیل سکندر خاں کے دفع کے واسطے
نامزد فرمایا **مصرع** ہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام ست * میدنی رائے کہ دس ہزار راجپوت ہمراہ
رکھتا تھا اس نے سکندر خاں کی عیش صافی کو مکدر کیا سکندر خاں نے دب کر صلح کر کے استمالت نامہ
حاصل کیا اور میدنی رائے کے پاس آیا اور جاگیر قدیم پر سرفراز ہوا اور میدنی رائے کا استقلال
حد سے گذرا اور اس وقت کہ سلطان سفر میں تھا شادی آباد مندو کے اوباشوں نے ایک مجہول النسب
کو بادشاہی پر آمادہ کر کے چتر سلطان غیاث الدین کا جو اُسکی قبر پر تھا اُٹھا کر اُسکے سر پر بلند کیا
اور داروغہ نے مردانگی کر کے اُن کا شر دفع کیا بہجت خاں میدنی رائے کے عروج اور سلطان کی عاجزی
سے زیادہ تر ہراسان ہوا ایک جماعت کا دیل کی سمت بھیجکر صاحب خاں کو طلب کیا اور عریضہ بنام سلطان
سکندر خاں لودھی لکھکر دہلی میں بھیجی کہ کفار راجپوت نے نہایت غلبہ مسلمانوں پر برپا کیا ہے اور میدنی رائے
کہ سردار اس فرقہ کا ہے مال و ملک کا صاحب اختیار رہا ہے اور بہت ملازمان قدیم کو جو اس دولت خانہ کے
خیر خواہ تھے بعضے کو بصورت تیغ کیا ہے اور کچھ بھاگ کر اطراف و جوانب میں پراگندہ ہوئے اور سلطان محمود
کہ بادشاہ ہے اپنے کوتہ دستی اور راجپوتوں اور میدنی رائے کے عروج دینے سے پشیمان ہے اور اوہام
میں مبتلا ہو کر ہمارے اوپر اعتماد نہیں کرتا ہے اور ہماری طرف نہیں مخاطب ہوتا ہے بلکہ میدنی رائے کی
تحریص سے ہم بقیۃ السیف کے خون کا پیاسا ہے اور حکم شریعت مصطفوی کا رواج اس مملکت سے
یک قلم موقوف ہوا اور مسجدوں اور مدرسوں میں بیدیوں نے تمکن کیا ہے یقین ہے کہ چند روز میں رائے رایان
ولد میدنی رائے سلطان کو درمیان سے اُٹھا کر اس مملکت کی فرمانروائی کرے اگر افواج منصورہ اور
عساکر قاہرہ بھیجکر صاحب خاں کو تخت پر بٹھائیے خطبہ آنحضرت کا چندیری وغیرہ میں پڑھا جاویگا الغرض
محافظ خاں خواجہ سرا کہ بوقت توجہ صاحب خاں از گجرات بجانب دکن اُس سے جدا ہو کر دہلی گیا تھا
بارہ ہزار سوار بسرداری عماد الملک لودھی اور سعید خاں کے صاحب خاں کی مدد کے واسطے مقرر
ہوئے اور خلعت خاصہ اور خطاب سلطان محمد بھی اسے عنایت ہوا اس وقت میں شاہ مظفر گجراتی
بھی مع لشکر بیشمار و فیل بسیار دھار کی طرف آیا اور سکندر خاں نے بھی پھر علم بغاوت بلند کر کے
خلل مملکت میں ڈالا اور عجیب صحبت ظہور میں آئی میدنی رائے نے ہمت سب کی دفع کے واسطے

سلطان محمود کو پیغام کیا کہ ہم آپ کو فلان مقام سے قلعہ مین لاوین گے مطمئن رہیے محافظ خان یہ خبر سُنکر
مضطرب اور حیران ہوا جواہر قیمتی اور نقود وافر لے کر صاحب خان کی ملازمت سے ۹۱۷ھ نو سو سترہ
ہجری مین گجرات کی طرف گیا اور اس مقام مین ایلچی شاہ اسمٰعیل بادشاہ ایران سے نزاع واقع ہونے
سے منفعل ہوا اور رہنا اس کا اس طرف دشوار ہوا پھر سلطان مظفر کی بلا اجازت آسیر کی طرف گیا اور وہان
سے بھی مع تین سو سوار کاویل مین عماد الملک کے پاس جاکر کمک طلب کی اور چونکہ عماد الملک اور سلطان محمود
کے درمیان مین نہایت دوستی اور محبت تھی کئی قریہ اس کی مدد خرچ کے واسطے مقرر کرکے امداد سے
متامل اور متغافل ہوا منقول ہے کہ جب صاحب خان شادی آباد مندو سے مفرور ہوا سلطان محمود
خلجی قلعہ شادی آباد مین داخل ہوکر امور سلطنت مین مشغول ہوا اور اقبال خان اور مخصوص خان
جو پہلے کسی تقریب سے آسیر کی طرف بھاگ گئے تھے صاحب خان کی یہ خبر سنکر چتر سلطان شہاب الدین کے
سر پر بلند کیے گرمی کی عین گرما گرمی مین کہ مچھلی قعر دریا مین جلتی تھی اور سمندر اپنے آتش طبع
کے عرق مین غرق ہوتا تھا برہان پور سے شادی آباد مندو کی طرف روانہ ہوئے اور شبانہ روز مین
تیس کوس مسافت طے کی چونکہ انکو صاحب خان اور محافظ خان کے بھاگنے کی خبر نہ تھی کسی مقام مین
قیام نہ کیا اور عین مراد اُن کی یہ تھی کہ دار الملک شادی آباد مندو کے زمانہ اختلال مین وہان پہونچکر
اپنا کام کرین اور جب تک تنور گرم ہے کوئی روٹی پکا لیوین قضارا حرارت ہوا اور مشقت راہ سے سلطان
شہاب الدین کا مزاج ایسا منحرف ہوا کہ پھر اعتدال پر نہ آیا آخر کو فوت ہوا اور اقبال خان اور مخصوص خان
پسر سلطان شہاب الدین کو سلطان ہوشنگ خطاب دے کر چتر اُس کے سر پر بلند کرکے ولایت مالوہ
مین داخل ہوئے اور سلطان محمود خلجی سے شکست کھاکر پہاڑون مین بھاگ گئے اور بعد چند روز
کے اقبال خان اور مخصوص خان سلطان محمود خلجی کی خدمت مین آن کر خلعتہاے نفیس اور جاگیرات
قدیم سے بہرہ یاب ہوئے اور میدنی راے جو علم استقلال بلند کیا چاہتا تھا اس نے عرض مین
پہونچایا کہ افضل خان اور اقبال خان شاہزادہ صاحب خان کے پاس رسل و رسائل دکن مین بھیجکر
حرف و حکایات کے ابواب مفتوح رکھتے ہین اور چاہتے ہین کہ فتنہ خوابیدہ کو بیدار کرین سلطان محمود
نے ان کلمات غرض آمیز کو بغیر فحص تصور کرکے فرمایا کہ کل جس وقت دونون سلام کے واسطے دربار مین
آوین قتل کیے جاوین دوسرے دن جب وہ سلام کو آئے دونون گرفتار کرکے بند بند جدا کیے سلطان محمود
خلجی نے میدنی راے کی تحریک سے بہجت خان حاکم چندیری اور امرا کو بھی طلب کیا بہجت خان نے
باوجود خانہ زادی میدنی راے کے استقلال سے ہراسان ہوکر برسات کے پہونچنے کا عذر
پیش کیا سلطان چشم پوشی کرکے خاموش ہوا منصور خان حاکم مقطع بھیلسا کو سکندر خان کے
دفع کے واسطے کہ وہ بھی دار الملک سے بھاگ کر ولایت مین بغاوت کرتا تھا اور کندوعہ سے قصبہ

جو اُس کے ہاتھ میں تھی مع علاقہ و دستی اُس کے سر پر ماری کہ سر اُس کا شکستہ اور زخمی ہوا اور
خون دل کی طرح اُس کے صفحہ رخسار پر جاری ہوئی وہ اُسی حال سے دربار سے باہر گیا اور اپنے
توابعین اور ملازمان خاص کو فراہم کرکے اُسی روز بقصد خون سلطان دربار میں آیا اور خواہان
کنار خواہاں اس امر کے تھے طرح دے کر اپنے مکان سے نہ آئے سلطان محمود مع مقربین اور
سپاہیان خاصہ خیل سے کہ اُن میں اکثر عراقی اور خراسانی اور حبشی تھے جنگ پر آمادہ ہوا
اور وہ مردود دولت خانہ سے بھاگ گیا اور بیرونی دربند پر قبضہ کرکے علم طغیان اور بغاوت
کا بلند کیا سلطان محمود نے وہ دن بمشقت و محنت تمام بسر کیا اور شب نے پردہ ظلماتی جہان پر ڈالا
جمعیت اُس حرام خور کی لحظہ بہ لحظہ ساعت بہ ساعت افزوں ہوئی اور سلطان کی کمک کو
کوئی نہ آیا سلطان نے صلاح توقف میں نہ دیکھی اُسی رات کو مع ایک جماعت قلعہ سے نکل گیا اور محافظ خان
خواجہ سرا نے اُسکے بھائی صاحب خان کو قید سے برآوردہ کرکے تخت پر بٹھایا سلطان محمود خلجی مملکت
کے درمیان مقام کرکے لشکر کی فراہمی میں مشغول ہوا اور سب سے پہلے امرا رین سے میدنی رائے
مع عزیز و اقارب اور قوم اُس کی پابوسی کو حاضر ہوا اور اُس کے بعد شرزہ خاں پسر بہجت خان حاکم
چندیری ملازمت میں سرفراز ہوا پھر فوج فوج لشکر اطراف و جوانب سے متوجہ ہو کر اُس کے ظل
رایت میں مجتمع ہوا سلطان محمود خلجی فوج کے آنے سے قوی پشت ہو کر اکثر امرائے بھتگاہ کو بھی لوعدہ
خسروانہ صاحب خان کی رفاقت سے برگشتہ کرکے اپنے پاس لایا اور صاحب خان اور محافظ خان
خواجہ سرا نے دست تصرف و اتلاف خزانہ میں دراز کرکے لشکر کثیر اور جم غفیر جمع کیا اُس کے
بعد سلطان محمود خلجی بشوکت و سامان تمام دارالملک شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا اور
طرفین سے صفوف جنگ آراستہ ہوئیں صاحب خان نے جرأت کرکے افواج سلطان پر بہت حملے
کئے اور اس درمیان میں ایک ہاتھی سلطان محمود کی طرف متوجہ ہوا اور اُس نے فیلبان کے سینہ پر
الیسا تیر مارا کہ سینہ سے پار نکل گیا اس وقت میدنی رائے نے مع جمعیت راجپوتان قدم جرأت
آگے بڑھا کر سر برچھا اور ضرب سے صاحب خان کی فوج کو درہم برہم کرکے اکثر سپاہ
کو ہلاک کیا اور صاحب خان نے اس سے زیادہ اپنے میں تاب مقاومت نہ دیکھی بھاگ کر قلعہ مندو
میں پناہ لی یعنی قلعہ کا دروازہ بند کرکے قلعہ بند ہوا سلطان محمود حوض حسین تک پیچھا کرکے فروکش
ہوا اور اپنے بھائی صاحب خان کو یہ پیغام کیا کہ بطور صلہ رحم درمیان میں آ ہر قلعہ داری کے خیال محال
سے درگذر اور تجھے جس قدر مال اور جس صوبہ کی تمنا ہو میں تجھے ارزانی کروں صاحب خان نے قلعہ کے
استحکام اور سنگینی پر مغرور ہو کر قبول نہ کیا سلطان محمود محاصرہ میں مشغول ہوا اور اہل قلعہ کی
تنگی میں کوشش کی بعضے امرا جو قلعہ میں تھے اُنھوں نے محافظ خان سے دشمنی شروع کی اور

حضور تیسرے فرزند سلطان محمود کو موضع بہشت پور میں ولیعہد کرکے لوازم وصیت بجالایا اور جمیع مناہی سے توبہ کرکے ایک ساعت کے بعد داعی حق کو لبیک اجابت کی مدت اس کی سلطنت کی گیارہ سال اور چار ماہ اور تین دن تھی

ذکر سلطان محمود بن سلطان ناصر الدین خلجی کی سلطنت کا

جب سلطان ناصر الدین خلجی کی خبر فوت منتشر ہوئی سلطان شہاب الدین عزیمت دہلی فسخ کرکے راستہ سے پھرا اور دوسرے راستہ سے قلعہ شادی آباد مندو کی طرف تاخت لاکر قبل پہنچنے سلطان محمود خلجی کے نصرت آباد نعلچہ میں پہونچا اور محافظ خان خواجہ سرا اور خواص خان نے دروازہ قلعہ کا بند کرکے راہ نہ دی اور جب سلطان محمود نزدیک پہونچا وہ بلاد آسیر کی طرف بھاگا اور سلطان محمود دشمن کی بلا مزاحمت کسی مخالف کے قلعہ میں در آیا اور تخت زرین پر جو کہ جواہر اور یاقوت رمانی سے مکلل تھا اور صفہ عرض ممالک میں رکھا تھا جلوس فرمایا اور سات سو زنجیر فیل جو قلعہ میں تھے مخمل اور زر لفبت کی جھولون سے آراستہ کرکے دربار میں لائے اور اکابر اور اعیان تمام حاضر ہوئے قسم مروارید اور زر سرخ و سفید اس قدر چتر پر نثار کیا کہ اس بلدہ کے تمام فقرا اور مستحقین بہرہ یاب ہوئے اور امرا اور افسرون نے اتفاق کرکے بسنت رائے کو جو لڑکپن سے سلطان کی خدمت مین تھا اس سبب سے کہ مبادا تقرب اور تسلط بہم پہونچاوے قتل کرکے معروض کیا کہ رائے مذکور امرا اور سپاہ کو بھڑکا کر چاہتا تھا کہ دولت خانہ کی رونق اور انتظام کو زائل کرے ہم نے عین دولت خواہی جان کر اُسے قتل کیا اور جہان پناہ کو چاہیے کہ نقد الملک کو بھی کہ اُسی کے قدم بقدم رکھتا ہے اور بہت محیل اور مفتری ہے اس کے بھی وجود ناپاک سے سلطنت کے میدان کو پاک کرین سلطان محمود نے ناچار ہوکر نقد الملک کو اُن کے پاس بھیجکر فرمایا کہ اُسے شہر بدر کرکے مضرت جانی نہ پہونچاوین امرا نے اس قدر سلطان کے فرمانے پر عمل کیا یعنے اُس کے خون سے درگذرے شہر سے نکال دیا سلطان محمود اس حرکت سے رنجیدہ ہوا اور محافظ خان خواجہ سرا کہ حاکم شہر تھا اور اُس کی بھی طبیعت آب نفاق سے سرشتہ تھی مہمات سلطنت کو ... دیکھکر اُسے بھی داعیہ استقلال کا ہوا اور ایک روز اُس نے بھی نادانی سے سلطان محمود خلجی سے کہا کہ تیرے دو بھائی قلعہ میں قید ہین اور وقت فرصت کا انتظار کرکے تجھے تخت سے اُٹھایا چاہتے ہین اگر تجھے سلطنت عزیز ہو انھین ہلاک کرنہین تو اپنی سزا پاویگا سلطان محمود خلجی کو اس کا طرز کلام مزاج کے موافق نہ آیا فرمایا کہ تم لوگون کو بھی یہ قدرت اور مجال ہوئی کہ سلاطین کے خون کے بارے مین سعی کرو اور دربار شاہی مین کلام گستاخانہ اور بےادبانہ زبان پر لاؤ محافظ خان خواجہ سرا کہ نہایت مغرور تھا اس نے پھر حرف بیجا اور ناراست زبان پر جاری کیے سلطان محمود طیش مین آیا اور شمشیر آبدار

زمینداروں نے پیشکش بھیجی اور چوبداس نے جو راناے نزاست قریبہ رکھتا تھا اپنی بیٹی سلطان کے نذر
کی اور سلطان نے اُس کا نام رانی چیتوڑی رکھا اور عازم مراجعت ہوا اور اثناے راہ میں سُنا
کہ احمد نظام شاہ بحری بعضے مقدمات کے سبب درپے خصومت و خشونت ہو کر ولایت برہانپور
کو تاخت و تاراج کرتا ہے اور داؤد خان فاروقی قلعہ آسیر میں پوشیدہ ہو کر تاب اس کے مقابلہ کی
اپنے حوصلہ میں نہیں دیکھتا ہے اور جو حاکم آسیر ہمیشہ سلطان ناصر الدین خلجی سے ملتجی رہتا تھا
سلطان نے اس واسطے اس کی حمایت بمذہب مروت اور فتوت میں فرض شمار کر کے اقبال خان اور
خواجہ جہان کو مع لشکر گران اُس طرف رخصت فرمایا اور جب احمد نظام شاہ بحری نے لشکر مالوہ کے پہنچنے
سے خبر پا کر دار الملک احمد نگر کی طرف مراجعت کی اقبال خان خطبہ ناصر شاہی برہانپور میں پڑھ کر پلٹ آیا
اور چونکہ سلطان ناصر الدین خلجی نے اپنے باپ سے سختی بہت کی تھی وہ بھی اپنے بیٹے سلطان شہاب الدین سے
ڈرتا تھا سلطان شہاب الدین اس بات کو سمجھا اور جو اپنے باپ کی بیباکی اور ظلم طبیعی سے خوب واقف تھا
بہت ہوشیاری سے اُسکے پاس آمد و شد کرتا تھا اور سلطان ناصر الدین کے مقربین اگرچہ جانتے تھے
کہ خلائق اُسکے ظلم سے تنگ ہو کر اُس کی ہلاکی چاہتے ہیں لیکن کسی کو یہ جرأت نہ تھی کہ شہزادہ
شہاب الدین سے معروض کرے یہاں تک کہ ۹۱۶ھ نوسو سولہ ہجری میں مالوہ کے بعضے امرا اس کے
شریک اور ہواخواہ ہوئے اور سلطان شہاب الدین کو مخالفت پدر کی تحریص و ترغیب کی اور سلطان
شہاب الدین ایک رات کو مع اعوان و انصار قلعہ شادی آباد مندو سے بھاگا اور ولایت کے درمیان
داخل ہوا اور ایک خلق بیشمار کہ اُس کے باپ کے ظلم و جور سے بہ تنگ آئی تھی اُس کے پاس فراہم
ہوئی اور سلطان ناصر الدین خلجی مع اُس لشکر کے جو ہمراہ رکھتا تھا بیٹے سے جنگ کے واسطے برآمد
ہوا اور بعد جنگ صعب باوجود اس کے جمعیت قلیل رکھتا تھا فیروزمند و ظفریاب ہوا اور سلطان
شہاب الدین معرکہ سے بھاگ کر دہلی کی طرف گیا اگرچہ سلطان ناصر الدین خلجی ہزیمت کے وقت اُس کو
مستاصل کرنے کی قدرت رکھتا تھا لیکن شفقت پدری مانع آئی ایک جماعت کو اُس کے پاس بھیجا
کہ وہ نصیحت کر کے پھیر لاوے سلطان شہاب الدین نے اعتماد باپ کے قول پر نہ کر کے قبول نہ کیا اور
بسرعت تمامتر دہلی کی سمت روانہ ہوا اور یہ خبر جبکہ سلطان کو پہونچی یہ مصرع پڑھا مصرع کہ میکرد ہوائے
تو گشتیم خاک خوردہ + اور جب دار الملک شادی آباد مندو کی طرف روانہ ہوا شراب کی افراط یا عفونت
اخلاط اور ہوا کے تصرف سے اُسے تپ محرق عارض ہوئی اور باوجود موسم سردی پانی سرد میں آن کر
ایک ساعت توقف کیا اور اُس کے مرض نے شدت پیدا کی اور علت ہاے متضادہ پیدا ہو گئیں اور حکما
اور اطبا کے معالجہ نے فائدہ نہ بخشا بقول مولانا روم رحمہ اللہ بیت از قضا سرکنگبین صفرا فزود
روغن بادام خشکی مے نمود + جب سلطان نے اپنا حال دگرگون دیکھا امرا اور اعیان مملکت کے

گرفتار کر سکتے ہین سلطان ناصر الدین خلجی نے شیخ زادون کے مشورہ سے اطلاع پائی اور اقبال خان اور ملوخان کو مع لشکر جنگ جو اور فیلان بست شیر خان کے دفع کو بھیجا وہ چندیری سے دو کوس جاکر شیر خان سے جنگ مین مشغول ہوئے اور اثناے حرب وضرب مین شیر خان زخمی ہوا اور سکندر خان کہ عمدہ اُس قوم کا تھا مارا گیا اس واسطے مہابت خان نے شیر خان مجروح کو ہاتھی کے حوضہ مین ڈالکر راہ فرار نابی اور جب وہ راستہ مین مرگیا اس کی لاش پیوند زمین کرکے بہت دور سرحد کی طرف بھاگا اور سلطان ناصر الدین خلجی نے جنگ گاہ مین جاکر شیر خان کی لاش قبر سے برآورد وہ کرکے چندیری مین بھیجکر دار پر چڑھائی اور اُس ملک کی حکومت بہجت خان سے رجوع کرکے بکوچ متواتر سعدل پور کی سمت گیا اُس مقام مین شیخ حبیب اللہ المخاطب بعالم خان جو ارادہ غدر کا رکھتا تھا اُسے مقید کرکے اپنے سے پیشتر شادی آباد مندو مین بھیجا اور خود بھی پیچھے سے وہان پہونچا اور اپنے بھائی کے قدیم نوکرون سے بہ توہم نفاق رنجیدہ ہوکر اپنے آدمیون کی پرورش کی اور اپنی والدہ رانی خورشید کا پاس عزت نہ کرکے خزانہ باپ کا جو اُس کے پاس تھا بجبر و تعدی لیا اور اُسکے بعد اُس کی عمر عیش اور خونریزی مین گذرتی تھی اور ہر ایک نفر ان قدیم اپنے کو خصوصاً حالت نشہ مین بہانہ سے قتل کروا تا تھا اور نہایت سخت دل وظالم ہوگیا کہ بے وجہ لوگون کے گھر لوٹ لیتا اور ایسا روز کوئی نہ تھا کہ ظلم وجور ناحق کسی مظلوم پر سرزد ہوتا تھا ایک روز کا مذکور ہو کہ سلطان حرم سرا مین حوض کالبادہ کے کنارے نشہ شراب مین بدمست ہوکر سوگیا اور کروٹ بدلتے ہی حوض مین گر پڑا چار خواصین کہ حاضر تھین اتفاق کرکے بعض نے بال اُسکے سر کے پکڑ کر بمشقت تمام باہر کھینچا اور وہ کپڑے اُس کے بدن سے برآوردہ کرکے دوسری پوشاک زیب بدن کی جب ہوشیار ہوا اور دوسری شکایت کی خواصون نے آداب اور دعا بجالاکر صورت حال ظاہر کی وہ قضیہ منعکس سمجھ کہ غضب اور طیش مین آیا اور بے تامل اور تفکر تلوار آبدار غلاف سے کھینچکر چارون خواص نامراد اور عاجز و دلسوز مہربان کو ظلم جور سے قتل کیا اور زبان حال اُن بے چارون کی ساتھ ان ابیات کے مترنم ہوئی ابیات

عرایہ ظلم بکشتی طریق داد این بود	زبادشاہی حسن تو ام مراد این بود
بروز حشر زنم دست و دامنت گیرم	کہ آنکہ دا دعبث خاک من بباد این بود
شنیدہ سخن غیر را تو در حق ما	مرا کجا بتو ای دوست اعتقاد این بود

سلطان ناصر الدین ۹۰۸ نوسو آٹھ ہجری مین ولایت کچھواڑہ کی تاخت کے ارادہ سے نعلچہ مین فروکش ہوا اور بکوچ متواتر جب قصبہ اگرہ مین پہونچا اور وہان کی ہوا طبع اقدس کے پسند پڑی ایک قصر رفیع اور ایک عمارت عالی کی بنیاد ڈالی جو غرائب روزگار سے ہو اور ولایت کچھواڑہ کو تاراج اور برباد کرکے نشان مراجعت بلند کیا اور ۹۰۹ نوسو نو ہجری مین چیتور کی طرف حرکت کی اور رانا مل اور بھی تمام

اور سو راس گھوڑے اور گیارہ چتر اور دو پالکی اور نقارہ اور سراپردہ سرخ اور بیس لاکھ تنکہ نقد خرچ کے واسطے عنایت فرمائے اور جو اس عرصہ میں مقبل خاں حاکم مندسور نے جادہ اطاعت سے قدم باہر رکھکر سرکشی اختیار کی تھی سلطان نے مہابت خاں کو اُس کے حاضر لانے کے واسطے بھیجا اور مہابت خاں کی کوشش نے کچھ فائدہ نہ بخشا اور وہ ناصر شاہ کے غضب سے ہراسان ہو کر شیر خاں حاکم چندیری کے پاس گیا اور علی خاں اور بعضے بدبخت کہ اپنی بد اعمالی سابق سے متوہم تھے وہ بھی شیر خاں سے پیوستہ ہوئے اور اُس نے جب دیکھا کہ سلطان ناصر الدین نشۂ شراب میں اپنے باپ کے امرا اور سرداروں کو قتل کرتا ہے اور ہر روز اُس سے ایک ظلم جدید سرزد ہوتا ہے اس لیے ہراسان ہو کر اُس نے علم مخالفت بلند کر کے چندیری کی طرف توجہ کی اور جادہ عناد میں قدم رکھا سلطان ناصر الدین نے مبارک خاں اور عالم خاں کو اُس کی تسلی کے واسطے بھیجا لیکن شیر خاں راضی اور مطمئن نہوا بلکہ اُن کی گرفتاری کی فکر میں ہوا عالم خاں گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگا اور مبارک خاں گرفتار ہوا اور اُس کے دو آدمی قتل ہوئے اور شیخ حبیب اللہ المخاطب بہ عالم خاں نے سلطان ناصر الدین کی خدمت میں جا کر حالات بیان کیے اور وہ غصہ ہوا اور ماہ شعبان سنہ مذکور قصر جہاں نما میں نزول کیا اور شیر خاں جب اُجین میں پہنچا مہابت خاں کے اغوائے تفہیم سے پھر بہ قصد جنگ پلٹ کر دیپال پور میں آیا اور قصبہ ہدیہ کو تاراج کیا سلطان ناصر الدین یہ خبر سنکر فوراً کوچ کر کے کوشک دہار میں مقیم ہوا اس درمیان میں مخبروں نے خبر پہنچائی کہ سلطان غیاث الدین خزانہ دنیا سے معمور آباد عقبیٰ کی طرف خراماں ہوا اور چونکہ امرائے کبار مخالفت کر کے سلطان غیاث الدین خلجی کی سلطنت کے خواہاں تھے اور ان دنوں میں خبر اُس کے موت کی مشہور ہوئی تو سب آدمیوں نے یقین کیا کہ سلطان ناصر الدین خلجی نے اُسے زہر دے کر ہلاک کیا ہے مؤلف کہتا ہے کہ اس امر کا تجربہ بخوبی ہو چکا ہے کہ باپ کا قتل کرنے والا ہرگز بہ سال تمام کر کے کامیاب نہیں ہوتا اور سلطان ناصر الدین نے مدت مدید تک فرمانروائی اور جہانداری کی شاید باپ کو زہر دینے کا قصہ اُس کی نسبت تہمت ہو واللہ اعلم الغرض سلطان ناصر الدین اپنے باپ کے مرنے سے بہت رویا اور تین روز سوگوار رہا چوتھے روز شیر خاں کے دفع کے لیے چندیری کی طرف کوچ کیا اور عین الملک وغیرہ بعضے سرداروں نے ترک رفاقت کر کے سلطان ناصر الدین سے شرکت کی اور سلطان نے شیر خاں کا تعاقب کیا وہ سارنگپور سے پلٹ کر سلطان سے لڑا اور شکست پا کر ولایت ایرچہ میں پناہ لی اور سلطان ناصر الدین نے چندیری میں جا کر چند روز مقام کیا وہاں کے شیخ زادوں نے شیر خاں کو ایک خط لکھا کہ اکثر سپاہ اور امرا اپنی جاگیروں کی سمت روانہ ہوئے اور موسم برسات کے سبب افواج جلد فراہم نہو سکے گی اگر آپ اُس طرف سے چندیری کی طرف متوجہ ہو دیں تو ہم شہر کے اتفاق سے سلطان کو

ہوئے چنانچہ پہلی ملاقات مین اس کے بڑے بیٹے کو جس کا شیر خان نام تھا مظفر خان اور دوسرے
بیٹے کو سعید خان خطاب دیا اور مردم اُردو کو شہر چندیری کے پہونچنے سے یک گونہ قوت اور شوکت
حاصل ہوئی اور بعضے مردم قلعہ جو سلطان ناصر الدین سے استمالت نامہ نہ لے کر ساتھ اس کے ملتجی
نہوئے تھے اس وقت ناصر شاہ کی نصرت اور دولت خواہی مین بجد ہوئے از انجملہ محافظان دروازہ
بالاپور نے کہ منجملہ انکے تھے پیغام دے کر طلب کیا ناصر شاہ نے ربیع الثانی کی چھبیسوین تاریخ کو شیخ حبیب اللہ
اور خواجہ سہیل اور موافق خان کو بالاپور کے دروازہ پر بھیجا جس وقت آدمی محافظ خان کے دروازہ
پر پہونچے زبردست خان بن ہزبر خان دروازہ کھولکر امراے ناصر شاہی کو قلعہ مین در لایا شجاعت خان
یہ خبر سنتے ہی بجناح استعجال اس طرف تاخت لایا اور ان لوگون سے کچھ دیر لڑ کر آخر کو مغرور ہوا
اور سلطان غیاث الدین کے دولتخانہ مین پناہ لی شیخ حبیب اللہ نے انگشتری بھیجکر سلطان ناصر شاہ
کو طلب کیا وہ طرفۃ العین مین ان کے پاس پہونچا امراے درونی مبارکباد کے واسطے حاضر ہوئے اور
ہجوم عام کر کے شہر کی تاراجی اور غارت مین مشغول ہوئے چنانچہ بعضے مکانات اور عمارات شاہی
مین آگ لگائی اور سلطان ناصر شاہ کے حکم کے موافق رانی خورشید اور شجاعت خان کو گرفتار کر کے
بحال پریشان قصر شاہی سے نکال لائے اور سلطان ناصر شاہ بخشی ممالک کے محل سے سوار ہو کر محل سرای
مین کہ سلطان غیاث الدین نے عیش وطرب کے واسطے تیار کیا تھا داخل ہوا اور ربیع الثانی کی ستائیسوین
تاریخ روز جمعہ کو ناصر الدین نے سریر سلطنت پر اجلاس کیا خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کر کے
جو جواہر اور مروارید اور نقد کہ چتر پر نثار ہوا تھا فقرا اور مستحقون کو تقسیم کیا اور بکھن خان لقبال
اور محافظ خان اور مفرح حبشی اور دیگر مردم جو اس سے بمخالفت پیش آئے تھے ایک کو زندہ
نچھوڑا اور اسی چند روز مین شجاعت خان المشہور بعلاء الدین کو قتل کر کے رانی خورشید کو موکلون
کے سپرد کیا اور اس کی طرف سے خاطر جمع کی اور اپنے منجھلے بیٹے کو کہ منجھلے میان مشہور تھا ولیعہد کر کے
سلطان شہاب الدین خطاب مرحمت فرمایا اور شیخ حبیب اللہ کو خطاب عالم خان دے کر امراے کبار
سے کیا اور خواجہ سہیل خواجہ سرا کو سپہ سالاری پر منصوب فرمایا اور دیگر موافقون کو جاگیرہاے قدیم
ارزانی فرما کر ان کی عزت وتوقیر افزون کی اور جمادی الثانی کی تیرھوین تاریخ کو اپنے والد ماجد کی ملازمت
مین مشرف ہوا سلطان غیاث الدین اُسے آغوش مین لے کر بہت رویا اور سر اور منہ پر اُس کے
بوسہ دے کر سید محمد نوربخش کی قباے موئینہ کہ بروز بار عام بارہاے متبرک پہنتا تھا اُسے مرحمت کی
اور تاج سلطنت سر پر رکھکر کنجیان خزانون کی اس کے سپرد کر کے سلطنت کی تہنیت اور مبارکباد
دے کر اپنے محل خاص مین رہنے کی اجازت دی اور سلطان ناصر الدین نے سولھوین رجب سنہ
مذکور کو وہ قباے موئینہ اور کلاہ دولت سلطان شہاب الدین کو دے کر بیس تر نجیر فیل

غیاث الدین نے بعض نعیمیں اپنے فرزند کی تسلی کے واسطے قصد آنے کا رکھتا ہو ناصر شاہ مسرور و محظوظ ہوکر اپنے باپ
کے قدوم مسرت لزوم کا منتظر ہوا شجاعت خان مشہور بہ علاء الدین اور رانی خورشید معہ سلطان کا ہمراہ لیکر ظفر آباد
ایلچپور کی طرف متوجہ ہوئے کہ سلطان ناصر الدین کو قلعہ میں لاکر اُسکا کام تمام کریں لیکن جب سلطان دلی دروازہ پر پہونچا اُسکے
پیری اور کبرسنی نے سلطان کو مغلوب کیا تھا اپنے مقربوں سے پوچھا کہ مجھے کہاں لیے جاتے ہو بعضوں نے حقیقت
حال راست راست عرض کی سلطان نے فرمایا آج میری سواری پھیر دیں کل جاؤنگا کہار و خدمتگار مجبور ہوکر
پلٹے رانی خورشید نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ امر سلطان ناصر الدین کے خیر خواہوں کی وجہ سے ظاہر ہوا
پھر اس جماعت کو طلب کرکے باتیں سخت و سست کہیں اور مراجعت کا سبب پوچھا سب بالاتفاق بولے کہ سلطان
اپنی خوشی اور اختیار سے پلٹ آیا کسیکو اس امر میں کچھ مداخلت نہیں ہے اور شجاعت خان مشہور بہ علاء الدین نے
رانی خورشید کے ایما سے قلعہ کی شکست و ریخت درست کرکے مورچے تقسیم کیے اور سلطان ناصر الدین خلجی نے
بھی مع فوج آکر قلعہ کو گھیرا اور بازار حرب نے رونق اور رواج پیدا کیا ہر روز طرفین سے ایک جماعت قتل
ہوتی تھی سلطان نے مصالحہ کی تمہید کے واسطے اقضی القضات صدر الملک کو بھیجا اسنے جب اتفاق معاملہ نہ پایا تو وہیں
رہا اور جب محاصرہ سخت ہوا اور غلہ اور مایحتاج نہ پہونچنے سے اہل قلعہ مضطر ہوئے بعضے امرا مثل موافق خان
اور ملک افضل الدین شکار نے فرصت پاکر اپنے تئیں سلطان ناصر الدین کی خدمت میں پہونچایا اور رانی خورشید نے
اس امر سے واقف ہوکر ملکخان کو قلعہ کی حکومت سے معزول کیا اور ملک سارہ کو خطاب علی خانی دے کر قلعہ
اور شہر کی محافظت اُسکے سپرد کی اور محافظ خان اور سورج مل کو کہ سلطان ناصر الدین خلجی کے موافقوں سے
تھا اسنے قتل کروایا امرا اور سکنائے شہر یہ سیاست مشاہدہ کرکے شکستہ خاطر ہوئے اور سلطان ناصر الدین
خلجی کو عرضیاں لکھیں اور پروانہ استمالت حاصل کرکے اُسکے پاس حاضر ہوئے اور شہر میں رواج اور
رونق نہ رہی اور صفر کی سترھویں تاریخ سنہ ۹۰۶ نوسو چھ ہجری میں ناصر شاہ قلعہ کی تسخیر کے ارادہ سے سوار
ہوا آدمی مورچے کے حاضر ہوئے اس قدر تیر باراں کرکے بندوقیں سرکیں کہ مردم کار طلب بہت زخمی ہوئے
سلطان ناصر الدین خلجی باوجود اس حال کے سات سو سیڑھیاں مورچوں کی طرف لگاکر قلعہ میں داخل
ہوا اس درمیان میں شجاعت خان واقف ہوا اور مع مردم معتبر برج قلعہ پر چڑھکر جنگ میں
مشغول ہوا سلطان ناصر الدین خلجی نے بھی پائے ثبات زمین کین میں استوار کرکے بنفس خویش
تیراندازی میں مستعدی تمام کی اور اکثر مردم معتبر اُسکے تیر سے ہدف تیر قضا ہوئے اور جو لحظہ بلحظہ
علاء الدین کو کمک پہونچتی تھی سلطان ناصر الدین خلجی اُس وقت صلاح مراجعت دیکھکر قلعہ سے
برآمد ہوا اور اپنے لشکرگاہ میں پہونچا اور جن لوگوں نے اس حرب میں تردد مردانہ اور جانبازی
کی تھی ہر ایک کو لطف و عنایت تازہ سے تسلی اور پرسش فرمائی اور بعد چندروز کے شیر خان بن
مظفر خان حاکم چندیری مع اولاد و ہزار سوار اور گیارہ زنجیر فیل ناصر شاہ کی ملازمت میں حاضر

واسطے تعین کرے اور تاتارخان جو چارہ نرکھتا تھا قلعہ سے برآمد ہو کر کمپاپور مین پہونچا اور اپنے کام مین متفکر ہوا کس واسطے کہ اپنے دل مین اندیشہ کیا کہ اگر مین شہزادہ ناصر الدین سے لڑتا ہون اور اگر بالاتفاق ... ہا سلطان ناصر الدین خلجی کو ملے تو ایام سلطنت مین وہ میرا کیا حال کرے گا اور اگر بلا جنگ پھرتا ہون رانی خورشید کو کیا جواب دونگا ابھی وہ گرفتار بادیہ تردد تھا کہ ملک مہتہ اور ملک ہیبت کہ سلطان غیاث الدین کے امرائے کبار سے تھے سلطان ناصر الدین کے شریک ہوئے اور اُس کی قوت و شوکت زیادہ تر ہوئی اور جب وہ کوچ کرکے قصبہ حادیہ مین پہونچا مولانا عماد الدین افضل خان اور بعضے زمیندار اس سے موافق اور ایک دل ہوئے اور عید الفطر نہایت دھوم دھام سے ادا ہوئی اور اسی مقام مین امرا کے مشورہ سے چتر سر بلند کرکے سرداروں کو خلعتہاے فاخرہ سے خوش دل کیا اس درمیان مین خبر پہونچی کہ شجاعت خان کی فوج باہنگ جنگ کنکانو سے بڑھ کر قصبہ کندہ مین آئی ہی ناصر شاہ نے ملک محمود نام ایک شخص کو مع فوج بہادران دشمن کے مقابلہ کو روانہ کیا جو ستارہ اُس کے اقبال کا اوج تھا بعد جنگ وجدل نسیم فتح پرچم دولت ناصر شاہی پر چلی اور ملک محمود نے مع غنایم بسیار قصبہ جادیہ مین ناصر شاہ کی ملازمت کے لیئے معاودت کی اور شوال کی سولھوین تاریخ سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ ہجری مین اس منزل سے کوچ کرکے جب اُجین کی طرف متوجہ ہوا منزل بمنزل امرا اور حکام ممالک تیغ خیل و حشم ساتھ اُس کے ملحق ہوتے گئے یہان تک کہ اجین مین جمعیت تمام پہونچا اور شجاعت خان مشہور بہ علاء الدین اور رانی خورشید نے ... حال سلطان غیاث الدین خلجی سے عرض کی اور یہ بھی کہا کہ ناصر شاہ عنقریب مندو مین آن کر محاصرہ کرے گا سلطان غیاث الدین نے شیخ الاولیا شیخ برہان کو کہ فرم عزیز سے تھے برسم رسالت ناصر شاہ کے پاس بھیجا یہ پیغام کیا کہ عرصہ سے ہمنے عنان امور سلطنت اس فرزند کے دست اقتدار مین رکھی ہی اگر از روے اخلاص و یگانگی مردم اوباش اور غدار کو جو اُسکے پاس فراہم ہوئے ہین رخصت دے کر حضور مین آوے پھر امور سلطنت کا اختیار اُس فرزند کے سپرد کیا جاوے ناصر الدین ملتفت اور مقید جواب نہوا اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور مین اُجین سے قصبہ دہار مین نزول کرکے چندروز مقام فرمایا اور اُس مقام مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ لکھن خان جو بانی اس نزاع اور فساد کا تھا سپہ سالار ہو کر مع تین ہزار سوار جنگ کے واسطے آتا ہی ناصر شاہ نے ملک عطا کو مع پانسو سوار نامی اُس کے مقابلہ کو بھیجا اور موضع بانسیور مین آتش حرب شعلہ زن ہوئی اور ایک سو سپاہی لکھن خان کے مارے گئے ملک عطا ظفر یاب ہوا اور لکھن خان بھاگ کر مندو گیا اور پھر رانی خورشید کی تحریص سے ایک جماعت کو ہمراہ لے کر باہنگ جنگ قلعہ سے برآمد ہوا اور پھر دوبارہ بھی فوج ناصر شاہی سے بھاگ کر مندو مین آیا اور ناصر شاہ ذیحجہ کی بائیسوین تاریخ سنہ مذکور مین کوشک جہان نما نصرت آباد مین فروکش ہوا اور اُس مقام مین مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ سلطان

غیاث الدین لعین لعین اپنے فرزند کی تسلی کے واسطے قصد آنے کا رکھتا ہے ناصر شاہ مسرور و محظوظ ہو کر اپنے باپ
کے قدوم مسرت لزوم کا منتظر ہوا شجاعت خان مشہور بہ علاء الدین اور رانی خورشید مع سلطان کا ہمراہ لیکر ظفرآباد
نعلچہ کی طرف متوجہ ہوئے کہ سلطان ناصر الدین کو قلعہ میں لاکر اسکا کام تمام کریں لیکن جب سلطان دہلی دروازہ پر پہونچا اسکے
پیری اور کبیری نے سلطان کو مغلوب کیا تھا اپنے مقربوں سے پوچھا کہ مجھے کہاں لیے جاتے ہو بعضوں نے حقیقت
حال راست راست عرض کی سلطان نے فرمایا آج میری سواری پھیر دیں کل جاؤں گا کہار و خدمتگار مجبور ہو کر
پلٹے رانی خورشید نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ امر سلطان ناصر الدین کے خیرخواہوں کی وجہ سے پیدا ہوا
پھر اس جماعت کو طلب کر کے باتیں سخت و سست کہیں اور مراجعت کا سبب پوچھا سب باتفاق بولے کہ سلطان
اپنی خوشی اور اختیار سے پلٹ آیا کسیکو اس امر میں کچھ مداخلت نہیں ہے اور شجاعت خان مشہور بہ علاء الدین نے
رانی خورشید کے ایما سے قلعہ کی شکست و ریخت درست کر کے مورچے تقسیم کیے اور سلطان ناصر الدین خلجی نے
بھی مع فوج آکر قلعہ کو گھیرا اور بازار حرب نے رونق اور رواج پیدا کیا ہر روز طرفین سے ایک جماعت قتل
ہوتی تھی سلطان نے مصالحہ کی تمہید کے واسطے افضل القضات مشیر الملک کو بھیجا اسے جب جواب لائق مغائرہ پایا تو وہیں
رہا اور جب محاصرہ سخت ہوا اور غلہ اور رسد کا رواج نہ ہونے سے اہل قلعہ مضطر ہونے لگے بعضے امرا مثل موافق خان
اور ملک افضل الدین دستکار نے فرصت پا کر اپنے تئیں سلطان ناصر الدین کی خدمت میں پہونچایا اور رانی خورشید نے
اس امر سے واقف ہو کر ملک خان کو قلعہ کی حکومت سے معزول کیا اور ملک سیارہ کو خطاب عالی خانی دے کر قلعہ
اور شہر کی محافظت اسکے سپرد کی اور محافظ خان اور سورج مل کو کہ سلطان ناصر الدین خلجی کے موافقوں سے
جانتی تھی قتل کروایا امرا اور سکنائے شہر یہ سیاست مشاہدہ کر کے شکستہ خاطر ہوئے اور سلطان ناصر الدین
خلجی کو غیاث لعین اور پیدا یہ استمالت حاصل کر کے اسکے پاس حاضر ہوئے اور شہر میں رواج اور
رونق نہ رہی اور صفر کی سترھویں تاریخ سنہ ۹۰۶ نو سو چھ ہجری میں ناصر شاہ قلعہ کی تسخیر کے ارادہ سے سوار
ہوا آدمی مورچے کے حاضر ہوئے اس قدر تیر باران کر کے خندقیں سنگیں کہ مردم کارطلب بہت زخمی ہوئے
سلطان ناصر الدین خلجی باوجود اس حال کے سات سو سیڑھیاں مورچوں کی طرف لگا کر قلعہ میں داخل
ہوا اس درمیان میں شجاعت خان واقف ہوا اور مع مردم معتبر برج قلعہ پر چڑھ کر جنگ میں
مشغول ہوا سلطان ناصر الدین خلجی نے بھی پائے ثبات زمین کیں میں استوار کر کے بہ نفس خویش
تیراندازی میں مستعدی تمام کی اور اکثر مردم معتبر اسکے تیر سے ہدف تیر قضا ہوئے اور جو لحظہ بہ لحظہ
علاء الدین کو کمک پہونچتی تھی سلطان ناصر الدین خلجی اس وقت صلاح مراجعت دیکھ کر قلعہ سے
برآمد ہوا اور اپنے لشکرگاہ میں پہونچا اور جن لوگوں نے اس حرب میں تردد مردانہ اور جانسپاری
کی تھی ہر ایک کو لطف و عنایت تازہ سے تسلی اور پرسش فرمائی اور بعد چند روز کے شیر خان بن
مظفر خان حاکم چندیری مع اولاد اور ہزار سوار اور [illegible]

واسطے تعین کرے اور تاتارخان جو چارہ نرکھنا تھا قلعہ سے برآمد ہو کر کمپاپور مین پہونچا اور اپنے کام مین متفکر
ہوا کس واسطے کہ اپنے دل مین اندیشہ کیا کہ اگر مین شہزادہ ناصرالدین سے لڑتا ہون اور اگر بالاتفاق
[illegible] سلطان ناصرالدین خلجی کو ملے تو ایام سلطنت مین وہ میرا کیا حال کرے گا اور اگر بلا جنگ پھرتا ہون
رانی خورشید کو کیا جواب دونگا ابھی وہ گرفتار بادیہ تردد تھا کہ ملک حمتہ اور ملک ہیبت کہ سلطان غیاث الدین کے
امرائے کبار سے تھے سلطان ناصرالدین کے شریک ہوئے اور اُس کی قوت و شوکت زیادہ تر ہوئی اور
جب وہ کوچ کر کے قصبہ جادیہ مین پہونچا مولانا عماد الدین افضل خان اور بعضے زمیندار اس سے موافق
اور ایک دل ہوئے اور عید الفطر نہایت دھوم دھام سے ادا ہوئی اور اسی مقام مین امرا کے مشورہ
سے چترسر بلند کر کے سردارون کو خلعتہائے فاخرہ سے خوش دل کیا اس درمیان مین خبر پہونچی کہ
شجاعت خان کی فوج باہنگ جنگ کنکانو سے بڑھ کر قصبہ کندہ مین آئی ہے ناصر شاہ نے ملک محمود
نام ایک شخص کو مع فوج بہادران دشمن کے مقابلہ کو روانہ کیا جو ستارہ اُس کے اقبال کا اوج پر
تھا بعد جنگ وجدل نسیم فتح پرچم دولت ناصر شاہی پر چلی اور ملک محمود نے مع غنایم بسیار قصبہ جادیہ
مین ناصر شاہ کی ملازمت کے لئے معاودت کی اور شوال کی سولھوین تاریخ سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ ہجری مین
اس منزل سے کوچ کر کے جب اُجین کی طرف متوجہ ہوا منزل بمنزل امرا اور حکام ممالک مع خیل و حشم
ساتھ اُس کے ملحق ہوتے گئے یہان تک کہ اجین مین بجمعیت تمام پہونچا اور شجاعت خان مشہور بہ
علاء الدین اور رانی خورشید نے حقیقت حال سلطان غیاث الدین خلجی سے عرض کی اور یہ بھی کہا کہ
ناصر شاہ عنقریب مندو مین آن کر محاصرہ کرے گا سلطان غیاث الدین نے شیخ الاولیا شیخ برہان کو کہ محرم
عزیز سے تھے برسم رسالت ناصر شاہ کے پاس بھیجا یہ پیغام کیا کہ عرصہ سے ہمنے عنان امور سلطنت اس
فرزند کے دست اقتدار مین رکھی ہے اگر از روے اخلاص و یگانگی مردم اوباش اور غدار کو جو اسکے پاس
فراہم ہوئے ہین رخصت دے کر حضور مین آوے پھر امور سلطنت کا اختیار اُس فرزند کے سپرد
کیا جاوے ناصرالدین ملتفت اور مقید جواب نہوا اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور مین اُجین سے قصبہ دہار
مین نزول کر کے چند روز مقام فرمایا اور اُس مقام مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ لکھن خان جو بانی اس
نزاع اور فساد کا تھا سپہ سالار ہو کر مع تین ہزار سوار جنگ کے واسطے آتا ہے ناصر شاہ نے ملک عطا
کو مع پانسو سوار نامی اُس کے مقابلہ کو بھیجا اور موضع ہانسیور مین آتش حرب شعلہ زن ہوئی اور
ایک سو سپاہی لکھن خان کے مارے گئے ملک عطا ظفریاب ہوا اور لکھن خان بھاگ کر مندو گیا
اور پھر رانی خورشید کی تحریص سے ایک جماعت کو ہمراہ لے کر باہنگ جنگ قلعہ سے برآمد ہوا اور
پھر دوبارہ بھی فوج ناصر شاہی سے بھاگ کر مندو مین آیا اور ناصر شاہ ذیحجہ کی بائیسوین تاریخ
سنہ مذکور مین کوشک جہان نما نصرت آباد مین فرو کش ہوا اور اُس مقام مین مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ سلطان

اکثر ممالک میں ظہور پایا خصوصاً ممالک خلجیہ میں خلل عظیم ظاہر آیا اور آنا سلطان بہلول کا اور ویرانی پائی لوپ
کی اس کے اثر سے تھی اور گیارہویں جمادی الآخر سنہ ۹۰۲ نو سو دو ہجری میں شیخ المحدثین والمفسرین
قدوۃ المحققین شیخ سعد اللہ لاری المشہور بہ مندوی کا طومار حیات پیچیدہ ہوا یعنی قضائے الٰہی سے فوت
ہوئے اور سلطان محمود خلجی کے گنبد میں دفن ہوئے اور شہر کی خلائق کیا ہندو کیا مسلمان غمگین اور محزون
ہوئی بعدہ سنہ ۹۰۳ نو سو تین ہجری میں جو سلطان غیاث الدین نہایت ضعیف اور پیر ہوا تھا اس کے بیٹے
ناصر الدین اور شجاعت خان المشہور بہ علاء الدین کہ برادر حقیقی تھے دونوں میں نزاع واقع ہوئی اور اُن کی
والدہ رانی خورشید راجہ بگلانہ کی بیٹی تھی اُسے چھوٹے بیٹے کی جانب داری کر کے امرا کو ساتھ اسکے موافق
اور متفق کیا اور ناصر الدین کو باپ کی نظر سے گرایا بلکہ ایک روز ایک جماعت اُسکی گرفتاری کے واسطے مامور
کی ناصر الدین فرار ہو کر سنہ ۹۰۵ نو سو پانچ ہجری میں مندو سے بھاگا اور اسباب اُس کا علاء الدین کے
تصرف میں آیا اور پھر ناصر الدین کی ہلاکت پر آمادہ ہوا اور وہ اس امر سے واقف ہو کر ولایت کے
درمیان مقیم ہوا اور اطراف و جوانب سے امرا اور سپاہ اسکے پاس فراہم ہوئی اور اُس نے قوت پکڑی
اور کام اُس کا اس انتہا کو پہونچا کہ چتر سر پر بلند کر کے قلعہ شادی آباد کے قریب آیا اور اُسے محاصرہ
کیا اور جو وہ سالہائے دراز تک منصب وزارت پر منصوب رہا تھا اس وجہ سے اکثر آدمی شہر کے اُس سے
راضی اور شاکر اور اُس کی آرزو کرتے تھے اُس وقت میں سب اُس کے شریک اور یکزبان ہوئے
اور یکایک شہر کا دروازہ کھول دیا اور بحالت بے خبری اُسے شہر میں لائے اور شجاعت خان مشہور
بعلاء الدین نے کہ قلعہ کی محافظت میں قیام کرتا تھا بھاگ کر باپ کے مکان میں پناہ لی اور ناصر الدین
نے نشان جسارت اور بے ادبی بلند کر کے ایک جماعت کو مامور کیا جنھوں نے علاء الدین اور
رانی خورشید زحل طبیعت کو باپ کے مکان سے جبر و تعدی باہر نکالا اور قساوت پر کمر
باندھ کر علاء الدین اور اُس کے فرزندوں کو گوسفند کی طرح ذبح کیا اُس وقت ناصر الدین نے
مہمات سلطنت ساتھ اپنے رجوع کر کے تاج شاہی سر پر رکھا اور سلطان غیاث الدین کہ محلسرا میں
نظر بند تھا چند روز میں فوت ہوا اور سلطان ناصر الدین باپ کے زہر دینے کے اتہام سے تمام عالم میں
بدنام ہوا سلطان غیاث الدین کی مدت سلطنت تینتیس سال (سی و سہ سال) اور چھ ماہ تھی ✦

ذکر سلطان ناصر الدین بن سلطان غیاث الدین خلجی کی سلطنت اور جہانداری کا

سلطان ناصر الدین خلجی سلطان محمود خلجی کی حیات میں پیدا ہوا تھا اور سلطان سعید نے نہایت سرور و
نشاط سے ایکسال کامل بساط عیش مبسوط رکھکر پوتے کے دیکھنے کے شکرانہ میں کہ موہبت عظمیٰ ہے
عامہ برایا کو عموماً اور اہل فضل کو خصوصاً

حکم کیا کہ اُس کی قیمت بھی پچاس ہزار تنگہ سیاہ دو ایک ندیم گستاخ نے عرض کی شاید خر عسلہ کے پانچ پالون تھے کہ حضرت نے اُس کی قیمت بھی اُسی تعداد پر دلوائی سلطان نے ارشاد کیا شاید یہ امر جو تو کہتا ہی راست ہو یا ایک شخص ان مین سے غلط لایا ہو اور آنجناب کو شکار کی بہت رغبت تھی آہو اسطے آہو خانہ کثرت سے بنا کر قسم قسم کے جانور اقسام طیور اُس مین جمع کیے تھے اور مع عورات بسیار سوار ہوکر آہو خانون مین شکار کرتا تھا اور اُس سبب سے کہ زنان صاحب جمال اور نغمہ ساز کی صحبت کا بہت مائل اور راغب تھا اکثر اوقات ایک مرتبہ برآمد ہوکر ایک لحظہ تخت پر اجلاس کرکے سلام مجرائیون کا لیتا تھا اور سلطنت کے امور معظم اور عمدہ کو دریافت کرکے باقی مہمات دکلا اور وزرا سے رجوع کرتا تھا اور کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا تھا کہ ایک ہفتہ اور دو ہفتہ تک برآمد نہوتا تھا لیکن ارکان دولت اور اعیان حضرت کو حکم کیا تھا کہ امور عمدہ جو کچھ مملکت مین شائع ہون یا عریضہ سرحد سے پہونچے حرم سرا مین فلان عورت کے پاس بھیجتے رہین تو اس سے دریافت کرکے اُس کا جواب لکھتا رہون تاکہ عشرت امور جہانداری کے مانع نہ ہو اور اُس کے عہد مین کسی طور کا خلل مملکت مین واقع نہوا لیکن ۸۹۹ھ آٹھ سو ننانوے ہجری مین کہ سلطان بہلول لودھی بادشاہ دہلی نے پالنپور مین کہ مضافات شہور یعنی نئے شہر سے ہے خرابیان بہت واقع کین جب یہ خبر مندو مین پہونچی کوئی شخص قدم جرأت کا آگے رکھکر یہ مضمون معروض نکر سکا لیکن وزرا کی مصلحت اور صوابدید کی وجہ سے حسن خان نے ایک روز موقع فرصت دیکھکر عرض کیا کہ بادشاہ دہلی سلطان بہلول سلطان سعید محمود شاہ خلجی کو زر خطیر برسم پیشکش بھیجتا تھا اور ان دنون مین سنا جاتا ہی کہ اُسے دلیری پیدا ہوگئی ہے اور اُس کی فوج نے قصبہ پالن پور مین دست درازی کی ہی یہ خبر سنکر فوراً شیر خان بن منظفر خان حاکم چندیری کو لکھ بھیجا کہ لشکر بھیلسہ اور سارنگ پور کو ہمراہ لے کر سلطان بہلول کی گوشمالی کر لئے متوجہ ہو بمجرد صدور فرمان شیر خان سامان جنگ درست کرکے بیانہ کی طرف روانہ ہوا اور جو سلطان بہلول نے طاقت مقاومت اپنے مین مفقود دیکھی بیانہ کو چھوڑ کر دہلی کی طرف راہی ہوا شیر خان پیچھا کرکے دہلی کی طرف متوجہ ہوا سلطان بہلول نے شیر خان کو بہ مصالحہ اور ہدیہ تعاقب سے باز رکھا اور اُس نے قصبہ پالنپور مین جاکر از سر نو اُسے تعمیر کیا اور چندیری کی سمت گیا اور اُسی سال سلطان غیاث الدین راجہ چنپانیر کی التماس کے بموجب سراپردہ سرخ نعلچہ کی طرف بھیجکر خود بھی سوار ہوا اور قصر جہان نما مین مقیم ہوکر علما کو طلب کرکے راجہ کی کمک کے بارہ مین استفسار کیا سب علما نے متفق اللفظ والمعنی ہوکر جواب دیا کہ کفار کی حمایت جائز نہین ہی سلطان پشیمان ہوکر لوٹ آیا نظام الدین احمد بخشی نے اپنی تاریخ مین رقم کیا ہی کہ ۸۰۶ھ ہجری مین قران غاو مین واقع ہوا یعنی زحل اور مشتری برج عقرب مین بدرجہ و دقیقہ متحد اور مقارن ہوئے اور کواکب خمسہ نے بھی برج واحد مین اجتماع قبول کیا اور امر نحوست نے

اُن میں سے عرض کی کہ شاید وہ لوگ جو اس خدمت پر مامور ہیں صورت خوب اور پیکر مرغوب کی تمیز کا مل
نہیں رکھتے اگر بندہ اس خدمت پر مامور ہووے یقین ہے کہ وہ صورت جو طبع سلیم کے موافق ہووے
بہم پہنچائے سلطان نے فرمایا تجھے صورت خوب کی کیا دانست ہے اس کی صفت بیان کر اُس نے جواب
دیا کہ خداوند نعمت صاحب جمال کی یہ صفت ہے کہ وہ ایسا متناسب الاعضا ہووے کہ جو عضو اُس کی
نظر آوے دیدہ کو دوسرے اعضا کے دیکھنے سے مستغنی کرے مثلاً اگر اُس کا قد موزوں دیکھے
اُس پر ایسا شیدا اور مفتون ہووے کہ اُس کے چہرہ کے دیکھنے کی پروا نہ کرے سلطان نے اس کا
حسن تمیز پسند کیا اور اُسے اس خدمت پر مامور کیا اور وہ بقدر رخصت حاصل کر کے بلاد محروسہ دہلی میں
پر آمد ہوا ہر چند وہ شہر بشہر پھرا لیکن وہ صورت آئینہ نظر میں عکس پذیر ہوئی اتفاقاً جب پلٹ کر سلطان
کی ولایت میں آیا ایک موضع میں ایک لڑکی زہرہ جبین غیرت ماہ دیکھی وہ خراماں خراماں جاتی تھی کیفیت
رفتار اور حسن قامت نے اُسے مفتون کیا پھر جب اُس آفت روزگار کا مواجہہ ہوا نظر اُس کے
جمال باکمال پر پڑی جو کچھ چاہتا تھا اُس سے بھی زیادہ تر پایا آخر جس طرح بن پڑا اس موضع میں بسر
لے گیا جس حیلہ اور تدبیر سے بن پڑا اُس لڑکی کو وہاں سے اپنے ہمراہ نکال لایا اور سلطان کی ملازمت
میں پہونچا کر نہایت محظوظ کیا اور کہا کہ میں نے اسے کئی ہزار روپیہ کو خرید کیا ہے جب اُس کے عزیز اقارب
کہ اُس کی جستجو میں تھے ناگاہ اُنہیں یہ خبر ہوئی کہ ایک شخص نے چند روز اس موضع میں قیام کیا
تھا وہ لڑکی کو نکال لے گیا ہے اُس کی ماں اور باپ دہلی میں آ کر سر راہ عین سواری میں سلطان سے
فریادی ہوئے سلطان نے اپنے دل میں کہا کہ یہ ماجرا کیا ہے اس صورت میں وہاں سے آگے قدم
نہ اٹھایا اور علما کو طلب کر کے فرمایا تم حکم شرع مجھ پر جاری کرو داد خواہوں نے حقیقت حال پر مطلع
ہو کر عرض کی کہ ہماری داد خواہی اس واسطے تھی کہ شاید وہ شخص لڑکی کو اور کہیں لے گیا ہو اب ہمیں
دریافت ہوا کہ وہ سلطان کے حرم میں ہے یہ ہمارے تئیں عین شرف و سعادت ہے اب ہمیں اُس شخص
سے کچھ دعوی نہیں ہے سلطان نے علما سے کہا اب وہ عورت مجھ پر مباح ہوئی لیکن ایام گذشتہ کے
بدلہ میں جو کچھ حکم شرع ہو میری نسبت بجا لاؤ اگرچہ اُسمیں قتل عام ہو علما نے فرمایا کہ جو حرکت نادانستگی اور
ادراک علمی سے سرزد ہو وہ شریعت میں معاف ہے اور اسکی تلافی کفارہ ہے سلطان نے باوجود اس حال کے
اس امر سے پشیماں ہو کر فرمایا کہ میں بعد آدمی عورتوں کی تلاش سے باز آئیں اور سلطان غیاث الدین
کی نیکو خوئی یا در حسن اعتقاد اور سادہ لوحی کی نقل کرتے ہیں کہ ایک روز ایک شخص ایک سم گدھے کا لاکر عرض ...
ہوا کہ سم خر عیسی علی نبینا و علیہ السلام ہے سلطان نے اسے پچاس ہزار تنکہ سیاہ دلوا کے اور وہ سم خرید
کیا القصہ اُس کے بعد تیس آدمی اور بھی خر عیسی کا ایک ایک سم لائے اور اُسی قیمت پر بیچا اتفاقات حسنہ
سے ایک شخص ماچوں نے بھی ایک سم خر لاکر دعوے کیا کہ یہ سم خر عیسی ہے سلطان نے اُسے بھی ...

کے وقت وہ چیز کہ جس کا نام کفن ہے اُسے دکھلاتے تھے تو وہ متنبہ ہوکر عبرت حاصل کرتا تھا مجلس برخاست
کرتا تھا اور تجدید وضو کرکے توبہ اور استغفار مین مشغول ہوتا تھا اور اس کی مجلس مین کلام نامشروع اور وہ
سخن کہ موجب ملالت طبع ہو نہین کہتے تھے اور مسکرات کی طرف ہرگز رغبت نہ کرتا تھا اور شکر کی چیزون
سے ایسا پرہیز کرتا تھا کہ ایک دن حکما نے لاکھ روپیہ خرچ کرکے سلطان کے واسطے معجون تیار
کی اور اُس کے پاس لائے فرمایا کہ اس مین کیا اجزا شریک ہین میرے سامنے بیان کرو خلاصہ یہ کہ
تین سو اور چند ادویہ مین فقط ایک درم جوز بوا داخل تھا فرمایا کہ یہ معجون میرے کام کی نہین
اسے آگ مین جلا دو ایک ندیم گستاخ نے عرض کی کہ یہ معجون اور لوگون کو عطا ہو وے فرمایا
حاشا جو شے کہ مین اپنے اوپر روا نہین رکھتا وہ دوسر دن کے واسطے بھی تجویز نہین کرتا اور مروت
اور جوانمردی سلطان مین اس درجہ تھی کہ ایک مرتبہ سلطان کے عرض بیگی شیخ محمود لقمان کا ہمسایہ تھا
دہلی سے اس کے پاس آیا اور اس نے شیخ سے یہ بات کہی کہ مین سلطان کے عطایاے عام کا
شہرہ سنکر آیا ہون تا کہ آپ کے ذریعہ سے اپنی دختر کے کار خیر سے نجات پاؤن شیخ نے جواب
دیا کہ یہ کام تیرا مین انجام کر سکتا ہون اس نے کہا مین تجھسے نہین لونگا چاہتا ہون کہ عطیہ سلطان سے
میری آبرو بڑھے شیخ نے ہرچند تکرار کی وہ راضی نہوا پھر شیخ نے جواب دیا کہ مین اور سائلون کو جو
میرے پاس آتے ہین سلطان کی ملازمت مین لے جا کر اُن کے باپ دادا کی بزرگی یا اُن کے فضائل
بیان کرتا ہون اور تو ان دونون امرون سے عاری ہے بتلا مین تیری کیا صفت کرون اُس نے کہا اب میرے
بخت رسا کی رسائی سے آپ کا دامن دولت ہاتھ آیا ہے آپ اپنی عقل و دانش کو کام فرمائین الغرض
شیخ اس مرد کو سلطان کے دربار مین لے گیا اور وہ گیہون جو فقرا اور مساکین کے واسطے وزن کرتے تھے
اس سے فرمایا کہ تو اس مین سے کسی قدر اُٹھا کر اپنے پاس رکھ چھوڑ اس نے حسب ایما عمل کیا
اور شیخ سلطان کے روبرو حاضر ہوا اور سائل بھی سایہ کی طرح اُس کے پیچھے کھڑا ہوا سلطان نے
پوچھا کہ یہ کون ہے شیخ نے کہا اہل استحقاق سے ہے اور دہلی سے آیا ہے اور ہدیہ اس کا گندم ہے سلطان نے
کہا اسے کس واسطے یہان لایا ہمین اس کے پاس جانا سزاوار اور لائق تھا شیخ نے کہا اسے
ایسی لیاقت اور قابلیت نہین کہ سلطان اسکی ملاقات کو تشریف لیجاتے سلطان نے جواب دیا اگر یہ
لائق نہ تھا اس کا ہدیہ تو عزیز تھا آخر سلطان نے مبالغہ کرکے یہ حکم دیا یہ شخص بعد فراغ نماز جمعہ مسجد مین اپنا
ہدیہ گذرانے خلاصہ یہ کہ اُس شخص نے سلطان کے حکم کے موافق بعد نماز جمعہ منبر پر چڑھ کر گیہون سلطان
کے دامن مین ڈالے سلطان نے توجہ اور التفات کرکے اُسے قسم قسم کے عطایا سے سرفراز فرمایا
منقول ہے کہ ایک دن سلطان نے اپنے مقربون سے یہ فرمایا کہ مین نے کئی ہزار حرم صاحب جمال
بہم پہونچائے لیکن وہ صورت جو میرا دل چاہتا ہے آئینہ شہود مین جلوہ گر نہوئی ایک شخص نے

مخمل بافی شال بافی تیرگری کمانگری کوزہ گری جامہ بافی خیاطی ترکش دوزی کفش دوزی خیاطی ہو بکاری
کشتی گیری شعبدہ بازی اور قسم قسم کے ہنر کہ جن کا بیان موجب تطویل کتاب اور درازی سخن ہے سکھلا کے اور
ان کے فرقے اور طبقے علیحدہ علیحدہ کر کے ہر ایک کو ایک کے سپرد کیا اور پانچ سو کنیز ترک کو لباس مردانہ
پہنا کر تیر اندازی اور برچھی بازی اور پکیتی تعلیم کی اور انھیں سپاہ ترک موسوم کر کے اپنی میمنہ میں
جگہ دی تو بیرے ہاتھ میں دے کر اور ترکش کمر پر باندھ کر ایستادہ رہیں اور پانسو کنیز حبشی کو عورتوں کے
لباس سے بر آوردہ کر کے برق اندازی اور شمشیر بازی تعلیم کر کے میسرہ ان کے حوالہ کی اور اپنے
حرم سرا میں ایک چوپڑ کی بازار تعمیر فرما کر اسے آباد کیا جو شے شہر کے بازار میں بکتی تھی وہاں بھی
فروخت ہوتی تھی اور کوئی عورت بوڑھی اور مدقاہ پرستاروں اور خواصوں میں نہ تھی اور اگر
کوئی بدصورت کسی وجہ سے حرم میں رہتی بھی تو وہ مجلس سلطان میں حاضر ہوتی تھی اور یہ امر بھی عجائبات سے
ہے کہ وظیفہ تمام عورتوں اور کنیزوں کا جو سرداروں اور منصبداروں کے سوا تھیں یکساں اور برابر
مقرر کیا تھا دو تنگہ نقد اور دو من غلہ بوزن شرع ہر ایک کو دیتا تھا اور ہر ایک جاندار کو کہ اسکی
محلسرا میں تھے فی اسم دو تنگہ اور دو من غلہ مقرر تھا چنانچہ طوطی اور مینا اور کبوتر کا بھی دو من
غلہ اور دو تنگہ مقرر کیے تھے ایک دن اس کے مکان میں ایک چوہا نظر پڑا دو من غلہ اور دو تنگہ
اس کے واسطے بھی مقرر کر کے موش کو ایک کے حوالہ کیا کہ ہر روز غلہ سوراخ موش کے قریب
رکھتی رہیں اور دو لونڈیاں اور عورتیں جن کی طرف اس کی طبیعت زیادہ تر مانوس اور مالوف تھی
انھیں زیور طلائی اور مرصع مرحمت فرمایا تھا لیکن مشاہرہ میں سب کے برابر تھیں اور یہ امر مقرر کیا تھا
کہ ہر شب میرے سرہانے سو اشرفی طلائی رکھ کر صبح کو اہل استحقاق کو تقسیم کرتی رہیں
اور یہ بھی مقرر کیا کہ جب اس کی نظر عیال اور اطفال اور اسباب اور ادوات سلطنت پر پڑے
شکر کیجے بلکہ جس وقت لفظ شکر اس کی زبان پر جاری ہووے پچاس تنگہ مستحقوں کو پہونچا دے
اور سب سے یہ آئین خوبتر مقرر کیا تھا کہ دربار یا سواری کے درمیان میں سلطان جس شخص سے ہمکلام
ہو وہ خواہ بزرگ ہو خواہ خورد اسے ہزار تنگہ عطا کریں اور ہزار کنیز حافظ قرآن مجید حرم میں رکھتا
تھا انھیں یہ حکم دیا کہ جس وقت میں لباس تبدیل کروں سب باتفاق قرآن مجید ختم کر کے دم کرتی
رہیں اور جب ایک پہر رات سے باقی رہتی تھی ادائے لوازم عبادت میں مشغول ہوتا تھا اور جبیں انکسار
زمین نیاز پر رکھ کر اپنے مطالب اور مآرب درگاہ الٰہی سے درخواست کرتا تھا اور اہل حرم کو تاکید تھی
کہ نماز تہجد کے واسطے مجھے بیدار کرتی رہیں اور اگر میں نیند کے غلبہ سے بیدار نہ ہوں پانی منہ پر
چھڑک کر جگا دیں اگر اس تدبیر سے بھی نہ جاگوں مجھے زور سے ہلا دیں اور اگر یہ بھی مفید نہ ہو ہاتھ
پکڑ کے اٹھا دیں اور اپنے مقربوں کو یہ بھی حکم دیا تھا کہ ہنگام عشرت اور کلام دنیا میں مشغول ہووے

کہ بمجرد صدور حکمنامہ تمام حکام اپنے اپنے علاقہ کے حیوان شکاری اور درندہ کو ہلاک کرین اور من بعد جس کے علاقہ مین شیر یا چیتیا وغیرہ نظر آوے وہان کے حاکم کو عوض مین اُس کے قتل کرین اس سبب سے اُس کے عہد معدلت مہد مین اور اس کے بعد بھی برسون ولایت مالوہ مین شیر و گرگ وغیرہ کی صورت دکھائی ندیتی تھی اور ایک شاعر نے اُس کی تاریخ وفات یہ کہی تھی یادگار کے واسطے درج کتاب ہوئی
قطعہ تاریخ شاہ خلجی شہزادہ سلطان محمود + از دار فنا چو راہ عقبے پیمود ؎ تاریخ وفات حضرت سلطان شد + از بام بہشت عدن بابی مقصود

ذکر سلطان غیاث الدین بن سلطان محمود خلجی کی جہانداری کا

جب سلطان محمود خلجی نے اس دار ناپائدار سے رحلت کی اُس کا بڑا بیٹا باپ کی وصیت کے بموجب مسند حکومت پر جلوہ گر ہوا اور عامہ گروہ خلق کو اپنی ذات خاص سے راضی اور شاکر کیا اور وہ زر کہ بیوم جلوس اُس کے چتر پر نثار کیا تھا مبلغ خطیر ہوتا تھا اہل استحقاق پر تقسیم کیا اور فدوی خان اپنے بھائی کو سونے شہر کے ولایت اور چند پرگنہ دیگر کی حکومت پر جو کہ سلطان محمود خلجی کے عہد مین اسنے تصرف مین رکھتا تھا مامور کر کے مسرور کیا اور اپنے بڑے بیٹے عبد القادر کو ناصر الدین خطاب دے کر ولیعہدی پر منسوب فرمایا اور اُسی وقت شغل وزارت اُسے ارزانی کر کے چتر اور پالکی اور جاگیر بارہ ہزار سوار کی اُسے عنایت فرمائی اور بعد انفراغ جشن سلطنت جمیع مناصب کو مردم امین کاردان سے رجوع کر کے اُنسے یہ فرمایا کہ مین نے سلطان مرحوم کے عہد مین چونتیس برس لشکرکشی کی تھی اب وقت آسایش و آرام ہے پس مملکت باپ کی جو مجھکو ملی ہے اُسکی محافظت مین کوشش کر کے پاؤن دامن قناعت مین کھینچکر ابواب عشرت اپنے منھ پر کھولتا ہون در مقصود کو مفتوح کر کے حکم فرمایا کہ ہمارے قلمرو مین جس قدر اسباب عیش اور سامان طرب سے بہم پہونچے حاضر کرین اور جو کچھ ممالک غیر مین یعنے ایران اور توران اور روم سے ممکن ہو ایلچی بھیجکر جس طور سے ہوسکے بہم پہونچا دین چنانچہ گائنین اور خواصین صاحب جمال کی اسکے حرم سرا مین کثرت ہوئی اور جو کہ سلطان غیاث الدین عورتون کے فراہم کرنے مین درپے تھا عورات آزاد اور بندہ اور راجاؤن وغیرہ کی بیٹیان دس ہزار تخمیناً اُس کے شبستان مین جمع ہوئین اور راجاؤن اور رئیسون کی بیٹیون کے مناصب جو کہ سلاطین کے دولت خانون مین ہوتے ہین مرحمت کیے رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ جس قدر عہدہ دار اور مناصب اور عملہ باہر تھا اُسی قدر محلسرا مین بھی بہم پہونچا بعضے وکیل اور وزیر بخشی اور خزانچی اور داروغہ توشک خانہ اور امیر الامرا اور منشی اور مخبر اور مشرف اور محرر اور منجم ہوئین اور بعضے صدر اور مدرس اور حکیم اور ندیم اور محتسب اور مفتی اور موذن اور حافظ اور معرف ہوئین اور اسی طرح لونڈیون اور خواصون کو صنائع اور وہ ہنر کہ جہان مین شائع اور مشہور ہین سکھائے چنانچہ بعضون کو ناچنا اور گانا مزامیر کا بجانا تعلیم فرمایا اور بعضون کو زرگری آہنگری نجاری سادہ کاری

تخمین مراحمت کے وقت قلعہ سیاہ کو مع توابع پیشکش کرونگا اور سلطان کی سواری کے واسطے چھ ہزار گھوڑے مع ساز و سامان خدمت میں بھیجوں گا سلطان محمود نے فرمایا جس وقت سلطان حسین دہلی کی طرف متوجہ ہووے میں بسرعت تمام کمک اور امداد کو پہونچونگا اس قرارداد کے بعد ایلچیوں کے حال پر تصدق کر کے دار الملک شادی آباد کی طرف متوجہ ہوا اور چونکہ ان دنوں ہوا نہایت گرم تھی راستہ میں حرارت کی شدت کے سبب مزاج اعتدال سے منحرف ہوا اور روز بروز مرض کو ترقی اور قوت کو تنزل حاصل ہوتا رہا یہاں تک کہ ذیقعدہ کی انیسویں تاریخ ۸۷۳ھ آٹھ سو تہتر ہجری میں بولایت کھجوارہ جرانہ دنیا سے دار الملک عقبےٰ کی سمت خراماں ہوا اس کی مدت سلطنت چونتیس سال تھی بیت بجاد ارچہ سر آسمان تخت برد ✦ بجاد لحد عاقبت رخت سرد ✦ سلطان محمود کی عمر جس قدر تخت نشینی کے وقت تھی اسی قدر مدت سلطنت کرنا ندرت اور غرابت سے خالی نہیں ہے امیر تیمور صاحبقران گورگاں نے بھی چھتیس سال کے سن میں تخت سلطنت پر جلوس فرمایا تھا اور مدت اس کی سلطنت کی بھی چھتیس سال تھی ناظرین احوال سلاطین مالوہ پر مخفی نہ رہے کہ سلطان محمود خلجی کو اور بھی فتوحات کثیرہ حاصل ہوئیں لیکن اس کتاب کے مولف ملا محمد قاسم ہندوشاہ فرشتہ نے تطویل سے اندیشہ کر کے وہ فتوحات اس مقدمہ میں درج نہیں کیں جاننا چاہئیے کہ سلطان محمود بادشاہ عادل اور شجاع اور نیک اخلاق اور صاحب دشت تھا اور اس زمانہ میں کہ تمام سلطنت مالوہ اس کے قبضہ اختیار میں تھی چاروں طرف سے کیا ہندو کیا مسلمان اس کی طرف مائل ہوتے جاتے تھے اور آغاز سلطنت سے خاتمہ تک کوئی سال ایسا نہیں ہوا کہ بے نہضت گذرا ہو بلکہ وہ سلطان اپنی آسایش اور فراغت کو لشکرکشی اور جنگ وجدل میں جانتا تھا اور ہمیشہ مورخان کہن سال اور سیاحان جہاں سے احوال بادشاہوں اور سرگروہوں کا عوت دریافت کیا کرتا تھا اور قواعد جہانداری کے تحصیل میں بھی غافل نہ رہتا تھا اور بادشاہان سلف اور خلف کے اخلاق پسندیدہ اور روش ستودہ کو اپنے دل میں نگاہ رکھتا تھا اور اپنے درباریوں اور مجرائیوں کے روبرو نقل فرماتا تھا اور اس چیز سے جو انکے باعث زوال دولت اور موجب خرابی خاندان ہوئے اس سے پرہیز کرتا تھا اور اس کی سلطنت میں چور اور ٹھگ کا نام کوئی نہ سنتا تھا اور اگر احیاناً کسی تاجر یا فقیر کا مال چوری جاتا تھا بعد ثبوت دروغ وہ فوراً اپنے خزانہ سے اسے پہونچاتا تھا اور بعد اس کے وہ مال مسروقہ اس موضع کے چوکیداروں اور ہمسایوں سے برآمد کروا لیتا تھا اس سبب سے جو امیر یا فقیر اس کی مملکت میں آتے تھے صحرا میں ذوکش ہو کر اپنی جان و مال کی نگہبانی اور محافظت نکرتے تھے ایک روز شیر یا بھیڑیے دریا کے کنارے سے ایک سوداگر پر حملہ کیا اور اس کے ماں دفرزندوں نے درگاہ سلطان میں آن کر درندہائے دشتی کی شکایت کی سلطان محمود خلجی نے حکم مجاستاد ہے تمام ممالک محروسہ میں اس مضمون کے جاری کیے

بعید ہو اس مقام مین گھوڑے کی باگ روکی اور ایک شخص کو اس کے پاس بھیجکر خبردار کیا راے زادہ نے ہاتھ کھانے سے کھینچا اور اپنے آدمیون کو مسلح کر کے جنگ پر آمادہ ہوا اور طرفین سے ایسی کوشش ظہور مین آئی کہ اُس پر اور زیادتی متصور نہین ہی قضارا ایک جماعت کثیر اُس کے ہمراہیون سے علف شمشیر ہوئی اور وہ خود سر و پا برہنہ بھاگا اور گوندان سے بلتجی ہوا اور ہاتھی مقبول خان کے مع دیگر غنایم اور قصبہ محمود آباد دستیاب ہوا اور جب عریضہ تاج خان کا سلطان محمود کو پہونچا نہایت مسرور ہوا اور ملک الامرا ملک دادر کو اُس گروہ کی تنبیہ اور تدارک کے لیے کہ راے زادہ کو پناہ دی تھی مقرر کیا اور جب یہ خبر اس گروہ کو پہونچی راے زادہ کو مقید کر کے تاج خان کے پاس بھیجا اور سلطان محمود نے بعد از فتح فسخ عزیمت محمود آباد کر کے رجب کی چھٹی تاریخ کو قصبۂ سارنگ پور مین آن کر نزول کیا اور اس مقام مین بعد چند روز کے خواجہ جمال الدین استرآبادی از جانب مرزا سلطان سعید برسم ایلچی گری مع تحفہ اور سوغات آیا سلطان خواجہ کے آنے سے بہت خوش وقت ہوا اور اُسے بھی نوازش خسروانہ سے خوشدل کر کے رخصت کیا اور اقسام سوغات ہندوستان سے پارچہ اور قماش اور چند کنیز ناچنے گانے والی اور چند فیل محمولہ زر اور گھوڑے عربی اور قصیدۂ غرا کہ سلطان ایران کی مدح مین کہا تھا اور ظاہر زبان ہندی مین تھا مصحوب شیخ علاء الدین ہمراہ خواجہ جمال الدین کے بھیجا اور خود دار الملک شادی آباد مین قرار پکڑا اور شہنشاہ ایران اس قصیدے سے جو شاہ مالوہ کا طبعزاد تھا اس قدر محظوظ ہوا کہ اور ہدایا سے اس قدر خوش حال نہ ہوا اسی سال گوالیار کے راجہ نے سنا کہ میرزا سلطان ابو سعید کو علم موسیقی اور سنگیت کی طرف میل تمام ہے اس فن کے دو تین نسخے معتبر مردم عالم اور کتاب خوان کے ہمراہ ارسال کیے بعد اُس کے اُس کا بیٹا راجہ کوپ بھی اخلاص موروثی کا لحاظ کر کے ہمیشہ تحف و ہدایا بھیجا تھا اور ۸۷۳ھ آٹھ سو تہتر ہجری مین غازی خان کی عرض داشت اس مضمون سے پہونچی کہ کچھوارہ کے زمینداروں نے شاہراہ اطاعت سے قدم باہر رکھا ہی سلطان بمجرد پہونچنے اس عریضہ کے اس جماعت کی تادیب کے واسطے عازم ہوا اور لشکر عظیم اس ملک مین روانہ کیا اور خود اُس ولایت کے مداخل اور مخارج کی صعوبت کو ملاحظہ کر کے مابین ولایت استقامت فرمائی اور قلعہ کی بنیاد ڈالکر چھ روز کے عرصہ مین اس عمارت کو شرف اتمام بخشا اور اُس کا نام جلال پور رکھکر میرزا خان کے سپرد فرمایا اور اسکی محافظت کی تاکید کی اور شعبان کی ساتوین تاریخ سنہ مذکور مین شیخ خرملی اور کنور چند پسر راجہ گوالیار برسم سفارت سلطان بہلول لودھی بادشاہ دہلی فتح آباد کی نواحی مین خدمت مین سلطان کی حاضر ہو کر جو تحفہ کہ لاتے تھے گذرانا اور اُسکے بعد زبانی یہ معروض کیا کہ سلطان محمود شرقی ہم سے دست کش نہین ہوتا اگر آنحضرت جاری امداد و اعانت کے واسطے اطراف دہلی مین تشریف ارزانی فرمائین اور اُسکے فتنہ و فساد سے ہمین نجات

اُس جماعت نے ایلچپور کے اطراف کو مع شہر غارت کیا اور پھر بات گئے وہان کا حاکم اپنے ہمسایگان مثل
قاضی خان اور بیر خان کو جمع کر کے مع ایک ہزار پانسو سوار و لے شمار پیادہ سے بقصد جنگ آیا یہ خبر
مقبول خان کو پہونچی غنائم اور اسباب و سامان اپنا مع ایک فوج روانہ کیا اور مردم خوب اور کارآمدی کو
انتخاب کر کے اپنے ہمراہ نگاہ رکھا اور ایک جماعت کو حرب کے واسطے تعین کیا اور خود کچھ لوگ لے کر کمین گاہ
میں بیٹھا جب فوج طرفین جنگ میں مشغول ہوئی مقبول خان کمین گاہ سے برآمد ہوا اور قاضی خان کا پائے ثبات
زمین کین سے ہلگیا ایلچپور میں بھاگ کر دم لیا اور مقبول خان نے ایلچپور کے دروازہ تک پیچھا کر کے
بیس نفر سردار معتبر قتل کیے اور تیس نفر زندہ اسیر ہوئے اُس وقت مقبول خان نے وہان سے
مراجعت کی اور مظفر و منصور محمود آباد میں پہونچا اور جمادی الاول سنہ ۸۷۱ھ آٹھ سو اکہتر ہجری میں والی دکن
اور مالوہ نے ایلچی مصالحہ کے واسطے بھیجے بعد رد و بدل بسیار یہ قرار پایا کہ والی دکن ایلچپور اور ولایت
کونڈوارہ اور نقولے قلعہ کھیرلہ تک سلطان محمود کے قبضہ میں واگذار کریں اور سلطان محمود
بعد دیار دکن میں مضرت نہ پہونچائے سلطان محمود نے فرمایا کہ مدار محاسبات دفتر کا تاریخ قمری پر
رکھیں تاریخ شمسی کو یک قلم برطرف کریں اور ماہ ربیع الاول سنہ مذکور مین شیخ علاء الدین کہ علمائے وقت
سے تھا شادی آباد کے اطراف میں پہونچا سلطان محمود خلجی نے حوض رانی تک استقبال کیا اور
گھوڑے پر سوار ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے اور سلطان نے اُس کی تعظیم و احترام میں
کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا اور ماہ ذیحجہ سنہ مذکور میں مولانا عماد الدین ایلچی سید محمد نوربخش کا سلطان محمود
کی خدمت میں پہونچا اور خرقہ شیخ کا برسبیل تبرک لایا سلطان ورود خرقہ کو نعمت کبرٰی تصور کر کے
مولانا عماد الدین کے آنے سے نہایت خوش ہوا اور حالت سرور اور خوش حالی مین خرقہ پہنکر دست بذل
اور احسان کا کھولا اور اس ملک کے جمیع علما اور مشائخ کو کہ مجلس مین حاضر تھے محظوظ اور بہرہ مند کیا
اور محرم سنہ ۸۷۲ھ آٹھ سو بہتر ہجری مین ہیکوں سے یہ خبر پہونچائی کہ مقبول خان برگشتہ روزگار نے محمود آباد
کو جو بالفعل ساتھ کھیرلہ کے مشہور ہے تاراج کر کے والی دکن سے ملتجی ہوا ہے اور چند نفر قیل کہ مصالحہ ملکی
کے واسطے اُن کے ہمراہ رہتے تھے کھیرلہ کے رائے زادہ کے حوالہ کیے اور رائے زادہ قصبہ محمود آباد پر
متصرف ہوا اور سو مسلمان کہ قلعہ میں مقیم تھے سب کو شہید کیا اور طائفہ گونڈان کو ساتھ اپنے موافق کر کے
راستہ مسدود کیا سلطان محمود نے یہ خبر پہونچتے ہی تاج خان اور احمد خان کو اس فساد کے دفع کے
واسطے رخصت فرمایا اور خود بھی تاریخ آٹھویں ربیع الاول سنہ مذکور میں ظفر آباد نعلچہ میں نزول کیا
اور چند روز کے بعد محمود آباد کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ میں خبر پہونچی کہ تاج خان روز دسہرہ
کو کہ برہمنہ کا روز ہائے بزرگ سے ہے ستر کوس تاخت کر کے اس مقام میں پہونچا اور جب
کہ رائے زادہ کھانا کھانے میں مشغول ہے تاج خان نے کہا کہ دشمن غافل کے سر پر جانا مردانگی سے

گجراتی کو بھیجکر کمک طلب کی اور سلطان محمود خلجی نے تعاقب کرکے بیدر کا محاصرہ کیا اور لشکر مفرور نظام شاہ
کے پاس فیروز آباد مین جمع ہوا اور خبر پہونچی کہ ملک التجار سپہ سالار مع لشکر عظیم نظام شاہ کی مدد کے
واسطے بسبیل تعجیل پہونچے گا سلطان محمود خلجی نے اپنے اعیان دولت سے مشورہ کیا آخر کو یہ قرار پایا کہ ہوا
گرم ہوئی اور ماہ رمضان قریب آیا اولی اور انسب یہ ہی کہ تسخیر اس بلاد کی دوسرے سال پر موقوف
کرکے مراجعت کی جاوے چنانچہ دوسرے دن اس بہانہ سے کوچ کرکے اپنی ولایت کی سمت راہی ہوا
اور راہ مین جو کچھ دیکھنا تھا دیکھا اور ۸۶۰ھ آٹھ سو سٹھ ہجری مین جو خیال تسخیر ولایت دکن سر مین رکھتا تھا
اور ملک التجار نے اُس کے ساتھ شرارت و مخالفت کی تھی چاہتا تھا کہ اس کا عوض لون پھر لشکر کو آراستہ
کرکے ظفر آباد و نعلچہ مین فروکش ہوا اور ابھی ظفر آباد و نعلچہ مین تھا کہ عریضہ سراج الملک تھانہ دار کھیرلہ کا اس
مضمون سے پہونچا کہ نظام شاہ بہمنی نے نظام الملک کو مع لشکر کثیر تھانہ دار کھیرلہ کے سر پر نامزد فرمایا ہی
چند روز مین پہونچے گا یہ خبر سنکر بجناح استعجال عازم حمایت تھانہ دار کھیرلہ ہوا اثنائے راہ مین یہ خبر
سنی کہ نظام الملک ترک نے آن کر قلعہ کھیرلہ کو گھیرا ہی اُس وقت سراج الملک تھانہ دار وہان مے نوشی
مین مشغول تھا اور نشہ کی شدت سے اپنے تن بدن کا ہوش نہ رکھتا تھا اسکا پسر قلعہ سے برآمد ہو کر لڑا کر
اور شکست کھا کر بھاگا اور نظام الملک مفروروں کا پیچھا کرتا ہوا قلعہ مین درآیا لیکن اُسی دن بعد تصرف
قلعہ پیادگان راجپوت کے ہاتھ سے مارا گیا سلطان محمود خلجی نے یہ خبر سنکر مقبول خان کو مع چار ہزار سوار
قلعہ کھیرلہ کی طرف بھیجا اور خود انتقام کے واسطے دولت آباد کی سمت عازم ہوا اور اثنائے راہ
مین رائے سرگچھ کے ایلچی اور رائے جاجنگر کے وکیل کہ پانسو اور تیس زنجیر فیل برسم پیشکش لائے
تھے سلطان کے ملاحظہ مین گذرانے سلطان نے وکلا کو خلعت و انعام دے کر رخصت کیا اور موضع خلیفہ آباد
مین نزول فرمایا اس درمیان مین فرمان سلطنت اور خلعت ایالت کا ایک خدام امیر المومنین یوسف بن
محمد عباسی مصر سے اُس کے واسطے لایا سلطان نہایت سرور اور خوش حالی سے رسم استقبال بجالایا
اور خادمان خلیفہ سے باعزاز و اکرام پیش آن کر ضیافت اور مہمان داری مین مصروف ہوا اور گھوڑے
مع ساز و یراق مرصع اور خلعتہائے زر دوزی انعام دیے جب دولت آباد کی سرحد پر پہونچا یہ خبر
آئی کہ سلطان محمود گجراتی شاہ دکن کی مدد کے واسطے اپنے دار الملک سے برآمد ہو کر اس حدود کی
طرف متوجہ ہوا ہی سلطان محمود بالکنڈہ کی جانب عازم ہوا اور کچھ مواضع اور قریات کو تاخت کرکے
لونڈواڑہ کے راستہ سے اپنے دار الملک کی طرف معاودت کی اور روایت صحیح یہ ہی کہ سلطان محمود شاہ
بہمنی نے نظام الملک ترک کو ۸۷۰ھ آٹھ سو ستر ہجری مین بھیجکر قلعہ کو لیا ناظرین تفصیل اس اجمال
شاہان بہمنیہ کی داستان سے دریافت فرماوین اور سلطان محمود خلجی نے چند روز اپنے دار الملک
مین قرار کیا اور ۸۷۱ھ آٹھ سو اکھتر ہجری مین مقبول خان کو مع فوج ایلچپور کی تاخت کے لیئے بھیجا اور جو

اور اُس کا بیٹا غازی خاں ملقب بہ عادل خاں اُس کی جگہ پر جانشین ہوا اور آغاز دولت میں دست تعدی
آستین جور سے برآوردہ کرکے سید کمال الدین اور سید سلطان کو بے جرم و قصور شہید کرکے گھر
مظلوموں کا غارت کیا اور بعد چند روز کے اُن سادات مظلوم کا بھائی سید جلال نام فریادی
آیا سلطان محمود نے از روئے حمیت چاہا کہ عادل خاں کو گوشمال دیوے چنانچہ خاص اُسی نیت
سے آسیر کی طرف راہی ہوا اور عادل خاں نے از روئے عجز و بیچارگی ایک فرزندان قطب
عالم فرید الحق والدین مسعود شکر گنج کو اُس کی خدمت میں بھیجکر پیشکش مرسول رکھا اور راہ تقصیر آ
سے استغفار کی سلطان محمود چونکہ جانتا تھا کہ تیر تدبیر کسی قلعہ کشا کا بروج سخت و دشوار گذار
آسیر برار تک نہیں پہونچا اور علاوہ اس کے تال اس سفر کا تسخیر دکن ہی قلم عفو اس کے
جرائم پر کھینچا اور در نصیحت سے اُس کے کان گراں مایہ کے ولایت برار اور ایلچپور کی طرف متوجہ
ہوا اور جب قصبہ بالاپور میں پہونچا جاسوس اور مخبر یہ خبر لائے کہ وزرائے نظام شاہ نے سرحدون
سے لشکر طلب کیا ہی اور فوج کی فراہمی میں مصروف ہیں اور دو کرور تنگہ خزانہ سے برآوردہ
کرکے امرا اور سپاہیوں کو بطور مدد خرچ دیا ہی اور ڈیڑھ سو فیل کوہ تمثیل لیکر شہر سے برآمد ہوئے
ہیں اور تقدیر الٰہی کے منتظر ہیں سلطان محمود خلجی یہ خبر سنتے ہی افواج آراستہ کرکے بکوچ متواتر
نظام شاہ بہمنی کے تیس فرسخ اُدھر ہو پہنچا اور وزرائے دکن نے نظام شاہ کو کہ آٹھ برس کا
تھا سوار کیا اور اس کے سر پہ چتر بلند کرکے باگ اُس کے گھوڑے کی خواجہ جہاں ملک شاہ ترک کے
ہاتھ میں دی اور سر انجام میسرہ کا ملک نظام الملک ترک اور میمنہ کا خواجہ محمود گیلانی کے کہ ملک التجار
خطاب رکھتا تھا حوالہ کیا اور جب دونوں بادشاہ ایک دوسرے کے مقابل پہونچے ملک التجار سبقت
اور پیش دستی کرکے فوج میمنہ محمودی پر تاخت لایا اور مہابت خاں حاکم چندیری اور ظہیر الملک وزیر کہ
سرداران میسرہ کے تھے مقتول ہوئے اور میمنہ کی جمعیت کو اُنھوں نے متفرق اور پریشان کیا شکست
عظیم لشکر مندو پر پڑی فوج نظام شاہی نے دس کوس تعاقب کرکے سلطان محمود خلجی کے اردو کو تاخت تاراج
کیا اس درمیان میں سلطان محمود آپ کو گوشہ میں کھینچکر فرصت وقت کا جویا تھا جب کہ اکثر سپاہ نظام شاہی
تاراج میں مشغول تھی اور نظام شاہ کچھ لوگوں سے ایستادہ تھا دو ہزار سوار لے کر فوج نظام شاہ
کے پیچھے سے ظاہر ہوا اور بروایت مشہور خواجہ جہان ترک کہ عمدہ سردار قلب سے تھا قلب کو مضطرب کرکے
عنان شہریار نظام شاہ بہمنی اپنے ہاتھ میں تھام کرکے احمد آباد بیدر کی طرف بھاگا اور لڑائی کا رنگ
بدل گیا یعنے وہ لوگ جو تاراج کے واسطے گئے تھے اُنھوں نے متاع نفیس بدگمانی ضائع اور
برباد کی اور والدۂ نظام شاہ نے امرا کے غدر اور مکر سے اندیشہ کرکے شہر بیدر کی طرف محافظت کے
واسطے ملو خاں کو چھوڑا اور خود نظام شاہ کو لے کر فیروز آباد میں گئی اور وہاں سے ایک محبت نامہ سلطان محمود

مین تھا لشکر محمودی کے قبضہ مین آیا آخر کو بے آبی نے عُجب کے نشہ کو زائل کیا اور شدت تشنگی سے بیتاب ہوکر نعرہ العطش اور صدائے الامان بلند کی اور دس لاکھ تنگہ قبول کرکے قلعہ سپرد کیا القصہ یہ فتح عظیم ذی الحجہ کی چھبیسوین ۸۶۲ھ آٹھ سو باسٹھ ہجری مین کرسی ظہور پر جلوہ گر ہوئی سلطان محمود خلجی مراسم حمد و شکر الٰہی بخضوع و خشوع تمام مودی کرکے دوسرے دن قلعہ مین داخل ہوا اور بتخانے ویران اور خراب کرکے اُس کا مصالحہ مسجد کی عمارت مین صرف کیا اور قاضی اور محتسب اور خطیب اور مؤذن مقرر کئے اور محرم کی پندرہوین تاریخ ۸۶۳ھ آٹھ سو ترسٹھ ہجری مین جیتور کی سمت عازم ہوا اور اس ناحیہ مین پہونچکر سلطان غیاث الدین کو ولایت بھیلوارہ کی تاخت و تاراج کے واسطے بھیجا شہزادہ نے اس ولایت کو خراب اور ویران کرکے اور بہت بندی دستیاب کرکے مراجعت کی اور چند روز کے بعد سلطان نے شہزادہ فدائی خان اور تاج کو قلعہ کوندی کی تسخیر کے واسطے نامزد کیا جب شاہزادہ قلعہ کوندی کے اطراف مین پہونچا راجپوتون نے قلعہ سے برآمد ہوکر داد مردی اور مردانگی دی آخر کو ہزیمت پاکر اکثر علف تیغ بیدریغ ہوے اور جنھون نے عمداً اپنے تئین خندق مین ڈالا گرفتار ہوے اور شہزادون نے پہلے روز قلعہ کوندی کو بزور بازوے شجاعت مفتوح کیا اور شکر اس عطیۂ عظمیٰ اور موہبت کبریٰ کا بجا لانے بعد ایک سردار معتبر وہان چھوڑا اور مظفر و منصور ہوکر اپنے ولی نعمت کے ہمراہ رکاب شادی آباد مندو کی طرف معاودت کی اور سلطان محمود ۸۶۶ھ آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری مین پھر راجپوتون کی گوشمال کے واسطے سوار ہوا اور موضع اہار مین جاکر نزول اجلال فرمایا اور شہزادہ غیاث الدین اور تاج خان کو ولایت کی تاخت و تاراج کے لیے نامزد کیا اور وہ اُس ولایت کو خاک برابر کرکے کوتبلمیر کی طرف روانہ ہوئے اور جب اپنے والد ماجد کی ملازمت مین فائز ہوئے قلعہ کوتبلمیر کی بہت تعریف کی سلطان محمود دوسرے دن قلعہ کوتبلمیر کی جانب عازم ہوا اور راستہ مین بتخانون کو ویران اور خراب کرکے قطع منازل اور مراحل کرتا تھا جب قلعہ کے حوالی مین نزول کیا دوسرے دن سوار ہوا اور اُس ٹیلے پر جو قلعہ کے پورب طرف ہی برآمد ہوکر شہر کو ملاحظہ کیا اور فرمایا کہ یہ قلعہ بے محاصرہ چند سال کے فتح نہوگا پھر دوسرے دن کوچ کرکے دونگرپور کی طرف متوجہ ہوا راے سیام داس راجہ دونگرپور کا بھاگ کر کوہ بیانہ مین پناہ لے گیا اور وہان سے بعجز و انکسار تمام دو لاکھ تنگہ اور بیس راس گھوڑے پیشکش بھیجے سلطان محمود نے وہ قبول فرماکر اپنے دارالملک کی طرف مراجعت فرمائی اور ماہ محرم ۸۶۶ھ آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری مین جوکہ طفل صغیرالسن نظام شاہ نام نے تخت دکن پر جلوس کیا تھا اور امراے درگاہ جیسا کہ چاہیے اُس کی اطاعت نہ کرتے تھے سلطان محمود خلجی نظام الملک غوری کے اغوا و تفہیم سے بکوچ متواتر عازم تسخیر بلاد دکن ہوا اور جب آب نربدہ سے عبور کیا مخبر خبر لائے کہ مبارک خان حاکم آسیر قضاے الٰہی سے فوت ہوا

آفتاب اسلام ممالک ہندوستان میں افق اجمیر سے طالع ہوا اور حضرت مرشد الطوائف شیخ معین الدین
سجزی قدس سرہ اس بقعہ شریف میں آسودہ ہیں اب یہ خطہ پاک جب سے کفار کے تصرف میں آیا ہے آثار
اسلام اور مسلمانی کا باقی نہ رہا جب مضمون عرضی کا مسامع فیض مجامع میں پہونچا اسی دن اجمیر کی طرف متوجہ
ہوا اور بکوچ متواتر مزار فائض الانوار کے قریب نزول فرمایا اور حضرت خواجہ قدس سرہ کی روح
فتوح سے مدد طلب کر کے لشکر کو حکم کیا کہ باتفاق امرا قلعہ کو محاصرہ کر کے مورچہ تقسیم کریں اس درمیان
میں گجادھر نامے کہ اہل قلعہ کا سردار تھا مع فوج راجپوتان نامی جنگ کے واسطے برآمد ہوا اور افواج محمودی
کے صدمہ شمشیر کی تاب سے بیتاب ہو کر قلعہ میں درآیا اور چار دن تک شور رزم اور معرکہ قتال گرم رہا پانچویں
دن گجادھر فیل مست کی طرح برآمد ہوا اور جنگ مغلوبہ میں مارا گیا اور ایک جماعت سپاہیان محمودی کے
منفروروں میں مخلوط ہو کر قلعہ کے دروازے میں درآئی اور قلعہ فتح ہوا اور ہر کوچہ میں راجپوتوں کے
کشتوں کے پشتے موجود ہوئے حتی کہ ہر سمت سیل خون کی طغیانی تھی سلطان محمود خلجی مراسم شکر الہی بجا لا کر
اس بزرگوار کے مزار کی شرف طواف سے مشرف ہوا اور ایک مسجد عالی تعمیر کر کے خواجہ نعمت اللہ کو سیف خان
خطاب دے کر وہاں کی حکومت تفویض فرمائی اور اس بقعہ شریفہ کے مجاوروں کو انعام اور وظیفہ سے
خوشدل کر کے قلعہ مندل کی طرف مراجعت کی اور بکوچ متواتر آب بناس کے کنارہ نزول فرمایا اور امرا کو
اطراف قلعہ میں تعین کیا اور رانا کونتھا نے بھی اپنی فوج کو مسلح اور مکمل کر کے باہر بھیجا اور جنگ عظیم
واقع ہوئی اور ایک جماعت کثیر لشکر محمود شاہی سے مقتول ہوئی اور راجپوت بھی بیشمار علف تیغ اسلام
اور طعمہ زاغ و زغن ہوئے جب آفتاب جہان تاب فلک چہارم سے اپنے خلوت سرا کی طرف متوجہ ہوا
طرفین نے اپنے دائرہ میں قرار پکڑا اور صبح کو اس دولت خانہ کے تمام امرا اور وزرا فراہم ہو کر
عرض پیرا ہوئے کہ امسال جو مکرر لشکر کشی واقع ہوئی اور موسم برسات کا بھی قریب ہو پہنچا اگر حضرت
چند روز دار الملک شادی آباد میں سپاہ کی درستی شکست و ریخت کے واسطے قرار اور آرام فرمائیں اور
بعد از برسات بسامان و شوکت ملوکانہ اس قلعہ کی تسخیر کے لیے عنان اسپ عزیمت معطوف کریں لائق اور
سزاوار ہو سلطان محمود خلجی نے مراجعت کر کے چند روز استقامت کی اور محرم کی چھبیسویں تاریخ سنہ ۸۶۱ آٹھ سو اکسٹھ
ہجری میں مندل گڑھ کے محاصرہ کے واسطے روانہ ہوا اثنائے راہ میں جس جگہ بتخانہ نظر پڑا اسے مسمار کر کے
نشان مٹا ڈالا اور منزل مقصود میں پہونچ کر درختوں اور عمارتوں کو قلع قمع کیا اور آبادی کا نشان باقی نہ رکھا اور
قلعہ کو محاصرہ کر کے مورچے خندق سے بڑھا کر دیوار قلعہ سے ملحق اور متصل کیے اور تھوڑے عرصہ میں تائید یزدانی
اور توفیق سبحانی سے فتح کیا اور خلقت کثیر اور جم غفیر کو اسیر اور دستگیر کر کے تیغ آبدار سے قتل فرمایا اور بقیۃ السیف
دوسرے قلعہ میں جو پہاڑ کی چوٹی پر تھا پناہ لے جا کر اس کے استحکام اور سنگینی پر مغرور اور نازاں ہوئے
اور ضربہائے توپ کلاں کے صدمہ سے پانی جو قلعہ کے حوضوں میں لبریز تھا خشک ہوا اور وہ پانی جو قلعہ اول

مین طاقت مقاومت نہ دیکھی ملک عالی شان کو مع تاج خان اور سکندر خان بخاری مقرر کرکے خود بازگشت فرمائی اور قلم مشکین رقم نے یہ داستان طبقہ بہمنیہ مین مشرحاً اور مفصلاً تحریر کی ہے اور اثنائے مراجعت یسن یہ خبر سمع مبارک مین پہونچی کہ مبارک خان حاکم آسیر ولایت بگلانہ پر جو دکن اور گجرات کے مابین واقع ہے تاخت لایا ہے جو کہ وہان کا حاکم محمود شاہ کا مطیع و منقاد تھا سلطان نے اُس کی حمایت اور رعایت اپنے ذمہ ہمت پر واجب و لازم جان کر عنان عزیمت اُس طرف منعطف فرمائی اور اپنی روانگی سے پیشتر اقبال خان اور یوسف خان کو بھیجا میران مبارک شاہ فاروقی مع لشکر گران مقابلہ کو آیا اور بعد مقابلہ ایسا بدحواس ہوکر بھاگا کہ آسیر تک باگ نہ موڑی اور سلطان محمود خلجی نے بعضے مواضع اور قریہ بلاد آسیر کو تاخت کرکے شادی آباد مندو مین معاودت کی اور پھر اُسی سال سلطان محمود خلجی کو مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ پسر رائے بابو راجہ ولایت بگلانہ مین آنے کا ارادہ رکھتا ہے اور میران مبارک خان فاروقی حاکم آسیر اُس کی ولایت مین داخل ہوکر خرابی کر رہا ہے اور اُس کے آنے کا بھی مانع ہے سلطان محمود خلجی نے شاہزادہ غیاث الدین کو بجناح استعجال اُس کے مدافعہ کو نامزد فرمایا اور جب یہ خبر مبارک خان کو پہونچی اپنے ملک کی سمت معاودت کر گیا اور پسر رائے بابو پیشکش بہت سلطان کی خدمت مین لاکر سرفراز ہوا اور باعزاز و اکرام تمام نقد رخصت حاصل کرکے اپنی ولایت مین گیا اور شہزادہ غیاث الدین رتنبھور کی طرف متوجہ ہوا اور ان دنون مین سلطان محمود خلجی نے بھی ولایت جیتور کی طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی رانا کونبھا نے طریق مدارا اختیار کرکے کچھ اشرفی اور روپیہ مسکوک پیشکش بھیجا جو وہ سکہ رانا کونبھا نے اپنے نام پر جاری کیا تھا باعث ازدیاد غضب محمودی ہوا اور وہ پیشکش واپس کرکے اپنے لشکر کو حکم نہب و غارت دے کر اکثر آبادی اور معموری کا نہ چھوڑا اور منصور الملک کو ولایت مندسور کی تاراج کے واسطے نامزد کیا اور جب ارادہ کیا کہ تھانہ دارون کو اس ولایت مین مقرر کرے تو چاہا کہ اس ولایت کے مابین خلجی پور نام ایک قصبہ آباد کرے رائے کونبھا یہ خبر سُنکر بعجز و انکسار پیش آیا اور سلطان محمود خلجی کی خدمت مین یہ پیغام دیا کہ جس قدر پیشکش کا حکم ہو قبول کرون اور اُس کے بعد جادۂ اخلاص اور دولت خواہی سے قدم آگے نہ رکھون گا لیکن شرط یہ ہے کہ سلطان قصبہ خلجی پور کی تیاری و تعمیر ترک فرماوے اور جو کہ موسم برسات قریب تھا اس واسطے سلطان نے پیشکش دلخواہ لے کر شادی آباد کی طرف معاودت کی اور ایک مدت تک اس شہر مین قیام کیا اور سنہ ۸۵۹ آٹھ سو اُنسٹھ ہجری مین بعزم ولایت مندسور کی تسخیر کے واسطے عازم و جازم ہوا اور وہان پہونچکر افواج اس ناحیہ کے اطراف و اکناف مین بھیجی اور خود وسط ولایت مین قرار پکڑا اور ہر روز خبر فتح تازہ اُسے پہونچتی تھی اور وہ مراسم شکر الٰہی بجا لاتا تھا اتفاقاً ایک روز عریضہ ایک فوج کا کہ ہاردتی کی طرف تعینات ہوئی تھی باین مضمون پہونچا کہ ابتدائے

سورت کے تاخت کرکے مراجعت کی اور بحسب اتفاق مخبروں نے سلطان محمود خلجی کو مشیر الملک المخاطب
بہ نظام الملک وزیر اور اس کے بیٹوں کی حرمکرا اور غدر ونفاق کی بو پہنچائی اور سلطان محمود کے حکم کے
موافق سیاست اور سزا کو پہنچے اور ۸۵۷ھ آٹھ سو ستاون ہجری میں سلطان محمود خلجی نے ولایت
مارواڑ کی عزیمت کی اور جو سلطان قطب الدین گجراتی کی جانب سے دلجمعی رکھتا تھا یہ صلاح دیکھی
کہ پہلے سلطان قطب الدین گجراتی سے صلح کر دن اس کے بعد رانے کونبھا کی ولایت کی تسخیر میں مشغول
ہوں اور اس عقید کو اپنے دل میں پوشیدہ کرکے لشکر کی فراہمی اور آراستگی کا حکم دیا اور شادی آباد
مندو سے قصبہ دہار کی طرف گیا اور وہاں سے تاج خان کو مع لشکر آراستہ سرحد گجرات پر بھیجا تا مقدمہ
صلح کی تمہید کرے اور تاج خان نے وہاں جاتے ہی سلطان قطب الدین کے وزیروں کو مکتوب
تحریر کرکے ایلچیان چرب زبان کے ہاتھ بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ طرفین کی نزاع اور عداوت باعث
پریشانی خلائق ہے اور صلح اور اتحاد اہلیت اور رفاہیت کا موجب ہے بعد قیل وقال اور گفتگو کے
وزرائے سلطان قطب الدین گجراتی نے صلح کی رضا دی اور طرفین سے اکابر اور معارف درمیان میں
آئے اور بنیاد مصالحہ کو عہد وقسم سے استحکام بخشا اور یہ قرار پایا کہ ولایت رانا کونبھا سے جو کچھ گجرات
کے متصل ہے لشکر قطبی اسے تاخت وتاراج کرے اور بلاد میوات اور اجمیر اور اس نواح پر
سلطان محمود شاہ متصرف رہے اور عند الاحتیاج ایک شاہ دوسرے شاہ کی امداد واعانت
میں دریغ نہ فرماوے سلطان محمود ۸۵۸ھ آٹھ سو اٹھاون ہجری میں ان راجپوتان متمرد کی تادیب
کو کہ نواح ہاروتی میں نشان تمرد بلند کیا تھا متوجہ ہوا اور قصبہ مہوتی میں جا کر اکثر راجپوتوں کو علف
تیغ اسلام کیا اور اس جماعت کے اطفال وعیال کو اسیر کرکے مندو کی طرف بھیجا اور وہاں سے
گوالیار کو طے کرکے عازم بیانہ ہوا اور جب اسکے قریب پہونچا داؤد خان حاکم بیانہ نے پیشکش بہت
بھیجکر جادۂ اخلاص میں قدم رکھا اور وہ حدود اس پر مسلم ہوئے اور جو نزاع کہ یوسف خان ہندوانی
حاکم بیانہ کے درمیان تھی اپنی مساعی جمیلہ سے اسے بھی بہ محبت ومودت مبدل کیا اور مراجعت کے
وقت سلطان محمود خلجی نے سہر اور ہاروتی اور اجمیر کی حکومت فدائی خان کے سپرد فرمائی بعدہ
اپنے دار الملک کی طرف نزول اجلال فرماکر سایہ امن وامان کا وہاں کے باشندوں پر مبسوط فرمایا اور
اسی سال سکندر خان اور جلال خان بخاری نے کہ امرائے کبار سلطان علاء الدین بہمنی سے تھے
عرائض سلطان محمود کی خدمت میں بھیجکر قلعہ ماہور کی تسخیر پر کہ قلاع اعظم برار سے ہے تحریص کی اور
سلطان محمود مع لشکر آراستہ ہوشنگ آباد کے راستہ سے ماہور کی طرف متوجہ ہوا اور محمود آباد کے
نواح میں سکندر خان بخاری نے آن کر ملازمت کی جب قصبہ ماہور کو محاصرہ کیا سلطان علاء الدین شاہ
بہمنی مع لشکر آراستہ کہ مور وملخ سے زیادہ تھا اہل قلعہ کی کمک کو آیا سلطان محمود خلجی نے جب اپنے

تیس کوس پر ہی نزول کیا اور جو چند روز دونون بادشاہ ایک دوسرے کے مقابل مقیم رہے اور ماہ صفر کی
چاندرات کو سنہ مذکور مین سلطان محمود بقصد شبخون سوار ہو کر اپنی اُردو سے برآمد ہوا تھا کہ راہبر راستہ
بھول گیا اور سلطان مع فوج تمام رات ایک صحرائے وسیع مین ایستادہ رہا فجر کو میمنہ لشکر سارنگ پور
سے آراستہ کر کے سرداری اس فوج کی اپنے بڑے بیٹے سلطان غیاث الدین کو تفویض فرمائی
اور امرائے چندیری کو فوج میسرہ مین نامزد کر کے اپنے چھوٹے بیٹے فدائی خان کو سردار کیا اور خود قلب
لشکر مین قرار پکڑ کر متوجہ کارزار ہوا اور سلطان قطب الدین بھی مع لشکر گجرات صف آرا ہو کر میدان
کی طرف روانہ ہوا اور ہراول فوج سلطان گجرات ہراول فوج مالوہ کے مقابلہ سے بھاگ کر سلطان
قطب الدین گجراتی سے جاملا اور ملک شرف مظفر ابراہیم کہ چندیری کے امرائے کبار سے تھا سلطان شادی آباد
منڈو کی فوج میسرہ سے جدا ہو کر شاہ گجرات کی میمنہ پر تاخت لایا اور وہ فوج تاب اُس کے مقابلہ اور
صدمہ کی نہ لائی پسپا ہو کر بھاگ گئی اور ملک شرف مظفر ابراہیم نے سلطان قطب الدین کی اُردو تک
پیچھا کیا اور ہاتھ غارت و تاراج مین دراز کر کے سلطان قطب الدین کے خزانہ مین در آیا اور ایکبار
زر نقد ہاتھیون پر لاد کر اپنے لشکرگاہ مین بھیجا اور جب وہ ہاتھی زر محمولہ پہونچا کر اس نیت سے پھر گئے
کہ دوبارہ اُن پر خزانہ بار کر کے بھیجے اس درمیان مین یہ خبر سنی کہ کچھ فوج لشکر سلطان قطب الدین
کی فوج شاہزادۂ فدائی خان کو تنگ و زبون دیکھکر اُس پر حملہ آور ہوئی اور وہ تاب جنگ نہ لاکر
فرار ہوا ہی اور بمشکل جان سلامت لے گیا ملک شرف مظفر ابراہیم ہاتھ تاراج سے کوتاہ کر کے اپنے تئین
ایک گوشہ مین کھینچکر پوشیدہ ہوا اور سلطان محمود خلجی تفرقۂ لشکر اور شکست فوج سے متحیر ہو کر مع دو سو
سوار میدان جلادت مین ایستادہ رہا اور جب تک تیر ترکش مین رہے کمانداری کر کے داد مردی اور
مردانگی دی اُس وقت شاہ قطب الدین گجراتی مع فوج آراستہ اُس گوشہ سے کہ مخفی تھا برآمد ہو کر
سلطان کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان محمود خلجی حق شجاعت و تہور بجا لا کر مع تیرہ آدمی میدان سے نکل گیا
اور اظہار شجاعت کے واسطے بہ نفس نفیس مع تیرہ مرد شاہ قطب الدین گجراتی کے سراپردہ خاص پر جو
جنگ گاہ کے عقب تھا پہونچا اور تاج اور ٹیکا مرصع شاہ گجرات کا جو کرسی پر رکھا تھا اُٹھا یا اور گھوڑے
کو بجلی کی طرح چمکا کر اپنے اُردو مین داخل ہوا اور جب پانچ چھ ہزار سوار جمع ہوئے مشہور کیا کہ آج شب
کو گجراتیون پر شبخون لے جاؤنگا جب اور تھوڑی رات گئی شبخون کے بہانہ شادی آباد مندو
کی سمت متوجہ ہوا اور قطع مسافت مین کوئی اور بھیل نے اُس کے لشکر کو مضرت تمام پہونچائی اور
سلطان محمود خلجی نے ابتدائے طلوع آفتاب دولت سے انقراض سلطنت تک اس شکست کے
سوا کوئی شکست نہین پائی ع عیبے نبود شکست مردان ہراست ٭ جب شادی آباد مین پہونچا سپاہ کی
شکستگی و ریخت کی درستی مین مصروف ہوا اور شہزادۂ غیاث الدین نے بھی کچھ موا ضع سبندر

حمیت سے آپ سے التجا رکھتا ہے لہذا اب بھی امیدوار امداد و دستگیری ہے اس سبب سے سلطان محمود خلجی
راجہ گنگ داس کی امداد کے لیے متوجہ ہوا لیکن راستہ میں یہ خبر پہونچی کہ سلطان محمد شاہ گجراتی پیشکش
لینے کو ایدر کی طرف آتا ہے سلطان محمود خلجی اُسکو ضعیف اور عاجز تصور کر کے مارا سپور کی سمت
روانہ ہوا اور سلطان محمد شاہ چارپایہ ہائے بارکش کے سقط ہونے سے خیمہ اور خرگاہ میں آگ دے کر
احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان محمود خلجی اس واقعہ سے آگاہ ہو کر راستہ سے پھرا اور آب
مہندری کے ساحل پر فروکش ہوا اور گنگ داس تیرہ لاکھ تنگہ نقد اور چند راس اسپ پیشکش لا کر
حضرت کی شرف ملازمت سے مشرف ہوا سلطان محمود خلجی نے قبائے زر دوزی دے کر رخصت کیا
اور خود دارالملک شادی آباد کی جانب متوجہ ہوا اور اثنائے راہ میں رائے سیمر ایدر کے راجہ کو پانچ
مست ہاتھی اور اکیس گھوڑے اور تیس لاکھ تنگہ نقد انعام دے کر رخصت کیا اور ایک مدت شادی آباد
میں استقامت کر کے ولایت اور سپاہ کے سرانجام میں مشغول ہوا اور ۸۵۵ھ آٹھ سو پچپن ہجری میں
ایک لاکھ لشکر سے بھی زیادہ ہمراہ رکاب لے کر مملکت گجرات کی تسخیر کے واسطے عازم ہوا اور کاتی نوابی
سے عبور کر کے قصبہ سلطان پور کو محاصرہ کیا اور ملک علاء الدین سہراب نے کہ محمد شاہ کا گماشتہ
تھا چند روز متواتر قلعہ سے برآمد ہو کر بازار جنگ کو گرم رکھا اور جب کمک پہونچنے سے مایوس ہوا
امان طلب کر کے سلطان محمود خلجی کا مطیع اور فرمان بردار ہوا اور سلطان محمود نے اُس کے عیال اور
اطفال کو قلعہ شادی آباد مندو میں بھیجکر اسے قسم دی کہ کبھی اپنے صاحب سے رو گرداں ہو
اُسکے بعد خطاب مبارز خانی اُسے عنایت فرما کر اپنے لشکر کا مقدمہ یعنی ہراول اور پیشرو کیا
اور بہ کوچ متواتر احمد آباد کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ میں خبر آئی کہ سلطان محمد شاہ گجراتی قضائے
الٰہی سے فوت ہوا اور اس کا فرزند قطب الدین قائم مقام اور جانشین ہوا سلطان محمود خلجی باوجود
اس کے کہ سلطان محمد گجراتی کی سلطنت لینے کا ارادہ مصمم رکھتا تھا لیکن کمال مروت سے
ماتم پرسی کی اور ایک مکتوب سلطان قطب الدین گجراتی کو لکھکر اُس کے باپ کی ماتم پرسی کی
اور اجلاس تخت کی مبارکباد دی اور اس حال میں قصبہ بڑودہ کو ویران کر کے کوئی دقیقہ اسیری اور غارت
میں باقی نہ چھوڑا اور کئی ہزار مومن اور کافر کو گرفتار کر کے چند روز قصبہ مذکور میں توقف کیا بعد ازاں
احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور بہ سبیل استعجال جاتا تھا اس وقت ملک علاء الدین سہراب کہ وقت فرصت
کا منتظر تھا سلطان قطب الدین کے پاس بھاگ گیا اور ظاہر اُس نے یہ قسم کھائی تھی کہ میں اپنے صاحب
سے نمک حرامی نہ کروں گا اور قطب الدین شاہ کا خیال اپنے دل میں ہمیشہ رکھتا تھا اور کمال حلال نمکی
سے اپنے دل پر جبر کر کے اہل و عیال کو چھوڑ گیا سلطان محمود خلجی بکوچ متواتر جا کر سرکیج پر جو احمد آباد سے
پانچ کوس ہے نازل ہوا اور شاہ قطب الدین گجراتی نے موضع خان پور میں جو قصبہ مذکور سے

کہ ملک کالو کو سلطان محمود شرقی نے اس کے مقابلہ کو بھیجا مظفر ابراہیم اُس کے مقابلہ کو گیا اور قصبہ راٹھ مین فریقین کا سامنا ہوا ملک کالو کچھ جنگ کرکے بھاگا اور ملک مظفر ابراہیم ولایت کی محافظت ایرچہ کی تسخیر پر مقدم رکھکر اس حدود کی طرف عازم ہوا اور فوج سلطان شرقی یہ خبر سنکر راٹھ مین پلٹ گئی اور جب اُن دونون سپاہ کے محاربہ نے طول کھینچا طرفین سے مسلمان قتل ہوتے تھے اور شیخ جاپلدہ کہ اکابر وقت سے تھا اور کشف و کرامات مین بھی شہرت رکھتا تھا سلطان شرقی کے کہنے پر اُس نے صلح کا خط سلطان محمود خلجی کو لکھ بھیجا اور شیخ کی سعی کے سبب اس طریق پر صلح واقع ہوئی کہ بالفعل سلطان شرقی قصبۂ راٹھ اور مہوبہ نصیر خان کے سپرد کرے اور سلطان محمود خلجی کے بعد مراجعت جب چار ماہ کا عرصہ منقضی ہو خطہ کالپی بھی واگذار فرماوے اور چار مہینے کی میعاد کی یہ وجہ تھی کہ اس مدت مین نصیر خان کی حقیقت دین و دیانت ظاہر ہووے اس قرار داد پر سلطان محمود خلجی نے دار الملک شادی آباد کی طرف رجعت کی اور ۸۵۰ھ آٹھ سو پچاس ہجری مین دار الشفا کی بنیاد ڈالی اور چند موضع خرچ ادویہ و محتاج کے واسطے وقف کیے اور مولانا فضل اللہ حکیم کو جو بہ خطاب حکیم الحکما مخاطب تھا بیمارون اور مجنونون کی مراعات احوال کے واسطے مقرر فرمایا اور رجب کی بیسوین تاریخ ۸۵۰ھ آٹھ سو پچاس ہجری مین مع لشکر گران قلعہ مندل گڑھ کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا اور بکوچ متواتر جاکر آب بیاس کے کنارہ فروکش ہوا اور رانا کو بھا جو طاقت برابری اور مقابلہ کی نرکھتا تھا قلعہ مندل گڑھ مین قلعہ بند ہوا اور دوسرے یا تیسرے دن راجپوتون نے قلعہ سے برآمد ہوکر مردمی اور مردانگی کا حق ادا کیا لیکن آخر کو بعجز و انکسار پیش آئے اور پیشکش دینی قبول کی سلطان نے بھی صلاح وقت دیکھکر صلح کی رضا دی اور بشوکت و تجمل تمام اپنے دار السلطنت کی طرف مراجعت کی اور تھوڑے عرصہ مین سامان جنگ درست کرکے قلعہ بیانہ کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا اور جب دو فرسخ بیانہ کے قریب پہونچا محمد خان وہان کے حاکم نے اپنے فرزند واحد خان کو مع سَو گھوڑے اور لاکھ تنکہ نقد برسم پیشکش روانہ کیا سلطان محمود خلجی نے اسے خلعت خاص مرحمت فرمایا اور رخصت انصراف ارزانی فرمائی اور محمد خان کے واسطے قبائے زر دوزی اور تاج مرصع بجواہر اور ٹیکا طلائی اور گھوڑے تازی نژاد مع ساز و یراق زرین بھیجا محمد خان نے خلعت پہنکر سلطان محمود خلجی کی صفت و ثنا مین زبان کھولی اور خطبہ اور سکہ جو بادشاہ دہلی کے نام پڑھتا تھا بنام سلطان شادی آباد مندو سُرت کر مطیع اور فرمان بردار ہوا سلطان نے یہ خبر سنکر عطف عنان کی اور اثنائے راہ مین قصبہ بنور کو کہ رنتھنبور کے قریب ہے فتح کرکے تاج خان سپہ سالار کو مع آٹھ ہزار سوار اور پچیس زنجیر فیل قلعہ جیتور کی تسخیر کو بھیجا اور خود قلعہ کوٹھ کے راجہ سے ایک لاکھ پچیس ہزار تنکہ نقد پیشکش لے کر شادی آباد کی طرف عازم ہوا اور ۸۵۴ھ آٹھ سو چون ہجری مین گنگ داس قلعہ جنپانیر کے راجہ نے بھی پیشکش بھیجکر عرض داشت کی کہ سلطان محمد شاہ بن احمد شاہ نے قلعہ جنپانیر کو محاصرہ کیا ہے اور جو یہ بندہ قدیم

امرا اور لشکریوں کو مرحمت فرمائیں اور جب ایلچی سلطان شرقی جونپور میں پہونچا اور جواب معروض کیا
سلطان شرقی سماعت سے مسرور اور خوش حال ہوا انیس زنجیر فیل اور اور تحفے اجناس بعینہ دوسری مرتبہ برسم
تحفہ سلطان محمود کے پاس بھیجیں اور مع لشکر آراستہ کالپی کی طرف متوجہ ہوا اور نصیر عبد القادر کو
مگس شیر کی طرح اُس ملک سے نکال دیا نصیر عبد القادر نے محمود شاہ کو عرضی بھیجی جس کا مضمون تھا
کہ جد و آبا سلطان ہوشنگ کے عہد سے آج تک مطیع و فرماں بردار رہا اب سلطان محمود شرقی ارادے
تسلط و غلبہ اس بلاد پر متصرف ہوا ہے چونکہ میں ہمیشہ حضرت سے ملتجی رہا اور اب بھی درگاہ معلّٰی کو قبلہ آمال
و آماں جانکر حدود چندیری کی طرف مرسل بھیجا ہوا ہوں سلطان محمود خلجی نے علی خاں کو مع تحف و ہدایا
محمود شاہ شرقی کے پاس بھیجکر یہ پیام دیا کہ جو نصیر خاں بن عبد القادر نے آپ کی مرضی کے موافق افعال
ناپسندیدہ اور اعمال ذمیمہ سے تائب ہوکر طریق شریعت غرا سلوک رکھا ہے اور سلطان ہوشنگ شاہ
کے زمانہ سے مالوہ کی طرف ملتجی اور مستدعی رہا ہے توقع یہ ہے کہ مضمون التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ
کو منظور و ملحوظ رکھکر قلم عفو اس کے جرائم پر کھینچیں اور اس کی ولایت اُسے واگذار فرمائیں الغرض بعد وصول
علی خاں کے محمود شاہ شرقی نے کچھ جواب شافی نہ دیا اور لیت و لعل میں ایام گذاری کی محمود شاہ خلجی
نے از روے غیرت اور مردانگی نصیر عبد القادر کی حمایت اپنے ذمہ ہمت پر لازم رکھکر دوسری شوال
۸۴۸ آٹھ سو اڑتالیس ہجری میں چندیری کی طرف توجہ کی اور اُس حدود میں نصیر شاہ نے آن کے
ملازمت کی اور سلطان بلا توقف ایرچ اور بھاندیر کی طرف متوجہ ہوا جب یہ خبر سلطان محمود شرقی کو
پہونچی اسکے شہر سے برآمد ہوکر ایرچہ میں نزول کیا اور مبارک خاں ولد جنید خاں کو کہ باپ دادا کے زمانہ
سے [illegible] وہاں کا حاکم تھا مقید کرکے ہمراہ لے گیا اور وہاں سے برخاست کرکے دریاے جون کی طرف میں کہ
راہ تنگ اور دشوار گذار تھی اور وہاں غنیم کو جانے کی قدرت نہ تھی فرود کش ہوا اور اپنے لشکر کے گرد
خوب مضبوطی کی محمود شاہ خلجی اس کی عزیمت فسخ کرکے کالپی کی طرف عازم ہوا جب سلطان شرقی بھی خاص
اچھے مردمی سے کر کالپی کی طرف روانہ ہوا اس درمیان میں بہادران فوج خلجی نے شاہ شرقی کی سپاہ پر تاخت
کرکے غنیم اور اسباب بہت دستیاب کی پھر وہ بھی اپنے آدمیوں کی حمایت پر پلٹ کر جنگ میں مصروف ہوا اور شام
قتال و جدال مرغی کا معرکہ گرم رہا اور غروب آفتاب کے بعد دونوں سپاہ نے اپنے اپنے دائرہ اور مقام میں قیام
کیا اور لڑائی کو دو تین روز کے جو موسم برسات قریب ہوگیا تھا سلطان محمود خلجی نے دوبارہ جنگ میں
صرفہ ملحوظ تھا بعضے مواضع کالپی کو غارت اور تاراج کرکے فتح آباد کی طرف معاودت کی اور [illegible]
والی بنایا اسی درمیان میں رعایا اور باشندے قصبہ ایرچ کے مبارک خاں کے ظلم و تعدی سے
کہ پھر حاکم [illegible] اس قصبہ کا ہوا تھا دادخواہ اور فریادی ہوئے سلطان خلجی نے ملک الشرق مظفر ابراہیم
حاکم چندیری کو مع لشکر کثیر ایرچ کے سر پر نامزد فرمایا اور وہ جب ایرچ کے نواح میں پہونچا خبر آئی

ایک فوج سے جنگ شدید واقع ہوئی اور رانا مذکور شکست کھاکر قلعہ چیتور مین آیا سلطان محمود نے اُس
قلعہ کے محاصرہ کے واسطے ایک فوج نامزد فرمائی اور خود ولایت کی سرحد پر مقیم ہوا اور ہر روز بلاناغہ
ولایت کی تاخت و تاراج کے واسطے افواج بھیجتا تھا اور اعظم ہمایون کو بلاکر یہ حکم دیا کہ تم ولایت
چیتور مین کہ مندسور کے اطراف مین واقع ہے جاکر متصرف ہو جب خان جہان اعظم ہمایون مندسور مین
پہونچا مرض الموت مین مبتلا ہوکر مرگیا اور سلطان محمود خلجی یہ سانحہ سُنکر نہایت محزون اور پر ملال ہوکر بہت
رویا اور بحالت اضطراب و اضطرار مین اپنا چہرہ مجروح کیا اور مندسور مین پہونچکر نعش اپنے باپ کی خلجی اور
تاج خان کو کہ خویش اور بخشی لشکر تھا اُس لشکر پر جو اعظم ہمایون کے ہمراہ تھا سردار کرکے اعظم ہمایون خطاب دیا
پھر اپنے اُردو کی طرف مراجعت فرمائی جب موسم برسات پہونچا سلطان نے ارادہ کیا کہ کوئی اونچا ٹیکرا مین کا ہو
اُس مقام مین اقامت کرکے بعد موسم برسات چیتور کے محاصرہ مین مشغول ہووے اور رائے کونبھا
شب جمعہ ماہ ذی الحجہ ۸۴۶ھ آٹھ سو چھیالیس ہجری مین دس ہزار سوار اور چھ ہزار پیادہ لےکر شبخون
لایا سلطان نے اس طور ہوشیاری اور احتیاط سے اپنے لشکر کی محافظت کی کہ رائے کونبھا سے کچھ
نبن پڑا اور راجپوت بہت مارے گئے دوسری شب کو سلطان محمود نے مع لشکر آراستہ کونبھا کے دائرہ
لشکر پر شبخون مارا کونبھا زخم کھاکر چیتور کی سمت بھاگا اور راجپوت بہت مقتول ہوے اور غنیمت
وافر محمودیون کے ہاتھ آئی اور سلطان محمود نے مراسم شکر الٰہی بپیش پہونچا کر فتح چیتور کی دوسرے
سال پر حوالہ کی اور سالمًا و غانمًا شادی آباد مندو کی طرف معاودت فرمائی آخر ذی الحجہ سال مذکور مین مدرسہ
اور منارہ ہفت منظری کی مسجد جامع ہوشنگ شاہی کے قریب بنیاد ڈالی اور ۸۴۷ھ آٹھ سو سینتالیس ہجری
مین ایلچی سلطان محمود بن سلطان ابراہیم شرقی والی جونپور مع تحف و ہدایا حاضر آیا اور سوغات
پیش کرکے یہ پیام زبانی عرض کیا کہ نصیر الموسوم بہ نصیر شاہ بن عبد القادر نے صراط مستقیم شریعت سے منحرف ہوکر
مذہب الحاد اور زندقہ اختیار کرکے روزہ و نماز ترک کیا اور عورات مسلمہ کو ہندو ربابیون کے سپرد
کیا ہے تاکہ گانا اور ناچ تعلیم کرین اور جو سلطان ہوشنگ کے عہد سے حکام کالپی ولایت مالوہ سے نسبت
رکھتے تھے لہذا سلطان شرقی نے اپنے ذمہ ہمت پر واجب و لازم جانا کہ پہلے اس کا احوال آپ کے
ضمیر حق پذیر پر ظاہر اور مبرہن کرے اگر بالفعل آپ کو اس کی گوشمالی کی فرصت نہو تو این جانب کو
اشارہ ہو تجیے کہ اُسے اُس طور سے گوشمال دیجاوے کہ اورون کو عبرت ہووے سلطان محمود خلجی نے
جواب دیا کہ لشکر ہمارا پیشتر مندسور کے مفسدون کی تادیب کے واسطے روانہ ہوچکا ہے چونکہ اُنھون
نے ہمت نصرت دین پیش نہاد کی ہے مبارک ہو اور ایلچی کو سر دربار خلعت و زر سے کہ یہ رسم اس زمانہ
مین مروج تھی عطا کرکے رخصت کیا اور اُسی چند روز کے عرصہ مین سلطان محمود خلجی نے اپنے بیٹون کی شادی
کے واسطے جشن عظیم ترتیب دیے کہ بارہ ہزار قبا کہ اکثر ان مین زر دوزی تھین اُس جشن مین

طریق زندقہ اور ملاحدہ کا مراحل نمایاں ہوا ہی اور ہم لوگ اُس کے دست تعدی سے عاجز ہوکر فریادی ہیں چنانچہ
سلطان محمود یہ خبر سنکر نصیر شاہ کی گوشمالی اپنے ذمہ ہمت پر واجب جانکر کالپی کی طرف عازم ہوا اور
نصیر شاہ نے بھی سلطان کی عزیمت سے خبردار ہوکر اپنے معلم کو مع تحف و ہدایا اور اقسام پیشکش
سلطان کی خدمت مین عرض داشت کی کہ لوگوں نے میرے حق میں جو عرض کیا ہی وہ سراسر زیور
صدق سے عاری اور باطل اور اس خیر سگال کی نسبت کذب اور افترا بپا کیا ہی حضرت کو مناسب
ہی کہ اس امر کی تصدیق اور تنقیح کو آدمی صادق القول بھیجکر دریافت کریں اگر شمہ بھی سچ ہووے
بندہ کو جس جزا اور سزا کے لائق جانیں ماخوذ فرمائیں لیکن چند روز سلطان محمود نے اُس
ایلچی معلم کو اپنے دربار میں نہ بلایا کوچ بر کوچ جب سارنگپور کے نواح میں پہونچا اعظم ہمایوں
اور اعیان دولت کی سفارش سے قلم عفو اُس کے جرائد جرائم پر کھینچا اور ایلچی کو اپنے دربار میں طلب
کرکے اُس کی پیشکش قبول کی اور فرمان مشتمل نصائح اور مواعظ بھیجکر سارنگپور کے اطراف
سے ولایت چیتور کے طرف متوجہ ہوا اور جب آب نعیم سے عبور کیا ہر روز نواح ولایت چیتور کے
اطراف میں بھیجکر تاراج اور ویران کرتا تھا اور جو کوئی دستیاب ہوتا تھا اُسے محبوس فرماتا تھا اور بتخانوں
کو مسمار کرکے بجائے مساجد ڈالتا تھا اور ہر منزل میں تین چار دن توقف کرتا تھا اور جب کوسلمیر کے
حوالی مین کہ اُس دیار کے قلعوں سے نامی اور بہت سنگین اور وسیع ہی نزول کیا اس قلعہ مین دیپا
نام وکیل رانا کو بھا کا قلعہ بند ہوکر حرب پر آمادہ ہوا اور اُس قلعہ کے محاذی میں ایک بتخانہ تھا کہ
کے اُس قلعہ کے گرداگرد حصار کھینچکر ذخیرہ آلات حرب سے پُر کیا تھا سلطان نے ہمت اُس بتخانہ کی تسخیر پر
مصروف کرکے ایک ہفتہ میں اُسے فتح کیا اور بہت راجپوتوں کو تیغ اسلام سے قتل اور دستگیر کرکے بتخانہ
کو غارت کیا اور اس کے بعد اُس مین لکڑیوں کا انبار کرکے آگ دی جب آگ دیوار اور چونہ اور
کاس میں افروختہ ہوئی اُس پر پانی سرد چھڑکا چنانچہ وہ عمارت عظیم کہ سالہائے دراز میں تیار
ہوئی تھی طرفۃ العین مین پاش پاش ہوکر گر پڑی اور بتوں کو قصابوں کے حوالہ کیا تو ترازو سے گوشت
فروشی کے بانٹ بناوین اور بڑے بڑے بت جو سنگتراشوں نے سنگ مرمر سے بصورت گوسفند
تراشے تھے اُن کا چونہ بناکر راجپوتوں کو دیا تو اپنے معبودوں کو کھاتے رہیں اور اس عمل کے بعد جو
جو سلاطین گجرات کو باوجود طول مدت محاصرہ میسر نہوا تھا شکر الٰہی بجا لایا پھر چیتور کی طرف توجہ
فرمائی اور اس ناحیہ میں پہنچکر وہ قلعہ جو کوہ چیتور کے دامن میں واقع ہی اُسے بجنگ لیکر بہت راجپوت
قتل کیے اور چیتور کے محاصرہ کی فکر مین تھا اس عرصہ میں یہ خبر پہونچی کہ رانا کو بھا قلعہ مین نہین
ہی آج قلعہ سے برآمد ہوکر کوہ مایہ کی طرف کہ اُس نواح میں ہی جاکر مقیم ہوا ہی سلطان نے اُس کا
پیچھا کیا اور فوج کے چند زمرہ جدا جدا کرکے ہر ایک طرف رانا کو بھا کے تعاقب مین بھیجے بسبب اتفاق

محمد شاہ نے اگرچہ مقابلہ کے واسطے استقبال کیا تھا لیکن جب دونون لشکر قریب پہونچے باوجود کثرت
سپاہ سلطان محمود خلجی کی جنگ سے ایسا ہراسان ہوا کہ قریب تھا دہلی کو چھوڑ کر پنجاب مین
جا کر دم لیوے پھر امرا کی شرم اور کچھ اپنی ہمت کی غیرت سے یہ بات کہی کہ میرے سوار ہونے
کی کچھ ضرورت نہین ہی تم افواج آراستہ کر کے شہزادہ کے ہمراہ جا کر سرگرم دغا ہو امرا حکم کے
موافق جنگ کے واسطے برآمد ہوئے اور ملک بہلول لودھی اس وقت مین سلطان محمد شاہ
کے ملازمین مین منتظم اور تیر اندازون کی جمعیت اپنے پاس خوب رکھتا تھا پیشتر روانہ ہوا سلطان محمود
خلجی نے جب سنا کہ بادشاہ دہلی خود نہین آیا اس واسطے اس نے بھی چند ہزار سوار جرار اور چیدہ اپنے
پاس میار رکھکر تمام لشکر اپنے بیٹون سلطان غیاث الدین اور قدیخان کے ہمراہ بھیجا چنانچہ مبارزان
نبرد آزمائے جانبین نے برآمد ہو کر ظہر سے غروب آفتاب تک داد جوانمردی اور مردانگی دی
اور آخر کو طرفین سے نقارہ بازگشت کا بجا پھر سپاہ نے اپنے دائرہ اور لشکرگاہ مین قرار
پکڑا اتفاقاً اسی شب کو سلطان محمود نے خواب مین دیکھا کہ چندیری کے اوباش اور بیباکون نے
قلعہ شادی آباد مندو پر خروج کر کے چتر شاہ ہوشنگ کی سر قبر سے اٹھا کر ایک مجہول النسب
کے فرق پر بلند کیا ہی اور جب صبح ہوئی اثر تردد اور بے مزگی کا اس کی طبیعت پر ظاہر ہوا اور
اس اندیشہ مین ہوا کہ کیا تدبیر اور تقریب کرون جو یہان سے معاودت کر کے مالوہ مین سلامت پہونچون ناگاہ
محمد شاہ نے کہ قلت عقل اور عدم شجاعت مین موصوف تھا بیتاب اور مضطرب ہو کر ایک جماعت صلحا
اور علما کو صلح کے واسطے بھیجا سلطان محمود خلجی فوراً بحسب ظاہر ان پر بار احسان رکھکر مالوہ کی سمت
متوجہ ہوا اور اثنائے راہ مین یہ خبر پہونچی کہ بحسب اتفاق اسی شب کو ایک جماعت اوباش نے شادی آباد
مندو مین غبار فتنہ و فساد برپا کیا تھا لیکن اعظم ہمایون کی حسن سعی سے ساکن ہوا اور بعضے تواریخ
مین مؤلف کی نظر سے گذرا کہ سلطان محمود خلجی کو مخبرون نے خبر پہونچائی کہ سلطان احمد شاہ گجراتی
عزیمت تسخیر مالوہ رکھتا ہی اس سبب سے سلطان نے مراجعت کی اور یہ روایت صحت کے قریب معلوم
ہوتی ہی القصہ سلطان محمود ابتدائے ۸۴۵ھ آٹھ سو پنتالیس ہجری مین شادی آباد مندو مین پہونچا
اور مستحقین کو اپنے انعام و اکرام سے بہرہ مند کیا اور اسی سال سلطان نے ظفر آباد نعلچہ کے اطراف
مین ایک باغ کی بنیاد ڈال کر اس مین گنبد عالی و چند مقام مین قصر رفیع تعمیر فرمائے اور عرصہ قلیل
مین اپنے لشکر کا بھی ساز و سامان درست کر کے ۸۴۶ھ آٹھ سو چھیالیس ہجری مین راجپوتون کی
گوشمالی کے واسطے کوچ کر کے چیتور کی طرف متوجہ ہوا اس وقت مین خبر پہونچی کہ نصیر ولد عبدالقادر
حاکم کالپی جس نے نہایت بے اعتدالی سے اپنا نصیر شاہ نام رکھا ہی باغی زندیق ہوا ہی اور اکابر
و اہالی ولایت نے بھی اس مضمون کے مکتوب بھیجے کہ نصیر شاہ راہ راست شریعت سے قدم باہر رکھکر

سلطان محمود خلجی قلعہ شادی آباد مندو کی طرف گیا اور تھوڑے دنوں میں سامان لشکر درست کرکے مادۂ فساد چندیری
کے پاک کرنے کو روانہ ہوا اور ملک سلیمان الملقب بہ سلطان شہاب الدین باتفاق امرا قلعہ سے برآمد
ہو کر خوب لڑا جو طاقت برابری کی نہ رکھتا تھا بھاگ کر قلعہ میں دم لیا اور اُسی دو تین دن کے عرصہ میں مرگ
مفاجات سے مر گیا امرائے چندیری دوسرے شخص کا نام سلطان شہاب الدین رکھکر دوبارہ سامان جنگ
درست کرکے اور قلعہ سے برآمد ہو کر لڑے اور بعد جنگ بھاگ کر پھر قلعہ میں پناہ لی اور جب مدت محاصرہ
نے آٹھ مہینے کا طول کھینچا سلطان محمود خلجی ایک رات کو فرصت پاکر خود دیوار قلعہ پر چڑھ گیا اور اُس کے
بعد اور بھی دلاوران جان نثار قلعہ میں در آئے اور قلعہ فتح ہوا اور جماعت کثیر علف تیغ خون آشام
ہوئی اور ایک گروہ بھاگ کر اُس قلعہ میں جو پہاڑ پر واقع ہے قلعہ بند ہوا اور چند روز کے بعد امان چاہی سلطان
محمود خلجی نے اس شرط پر امان دی کہ سب مع زن و فرزند و مال و اسباب ہمارے اُردو کے درمیان سے
چلے جاؤ تو عالم پر ہماری راستی سخن اور درستی عہد ظاہر ہووے اُنھوں نے اُس کے فرمانے پر عمل کرکے
سلامت باہر چلے گئے اور سلطان محمود خلجی نے اُس حدود کا سرانجام اور انتظام بوجہ احسن کرکے مراجعت
فرمائی پھر جاسوس یہ خبر لائے کہ ڈونگر سین نے مع راے قلعہ گوالیار آن کر نئے شہر کو محاصرہ کیا ہے
سلطان محمود باوجود اس کے کہ چندیری کی تردد جنگ اور طول محاصرہ کے سبب سے پریشان ہوا تھا
لیکن بکوچ متواتر گوالیار کی سمت عازم ہوا اور وہاں پہونچتے ہی ہاتھ بہ قتل و تاراج میں دراز کیا اور
راجپوتوں کی ایک جماعت قلعہ سے برآمد ہو کر جنگ میں مشغول ہوئی جو افواج محمود شاہی کے صدمہ
اُٹھانے کی طاقت نہ رکھتی تھی بھاگ کر سوراخہائے قلعہ میں در آئی اور ڈونگر سین بھی یہ خبر سُنکر شہر سے
برخاستہ ہو کر گوالیار کی جانب بھاگ گیا اور چونکہ سلطان محمود کی غرض شہر کے استخلاص سے تھی گوالیار
کی تسخیر میں نہ مشغول ہوا شادی آباد مندو کی طرف توجہ فرمائی اور سنہ ۸۴۳ آٹھ سو تینتالیس ہجری میں
روضہ سلطان ہوشنگ اور مسجد جامع جو دروازہ رامپور کے قریب واقع ہے اور دو سو اٹھائیس اسطوانہ
رکھتی ہے کمال اہتمام سے تھوڑے عرصہ میں پوری کی اور سنہ ۸۴۴ آٹھ سو چوالیس ہجری میں امرائے
میوات اور اکابر و مشاہیر دہلی کی عرضیاں متواتر پہونچیں کہ سلطان محمد مبارک شاہ امور خطیر سلطنت کا
انتظام جیسا کہ چاہیئے نہیں کر سکتا ہے اور ظالموں اور جاہلوں نے ہاتھ آستین جور و ستم سے دراز
کیے ہیں اور امن و امان باقی نہیں رہا اور جو خیاط قضا و قدر نے خلعت سلطنت کا اُس سلطنت پناہ
کے قامت بازیب کے واسطے سیا ہے اس لیے اس ملک کے تمام باشندے چاہتے ہیں کہ آپ کا
حلقہ بیعت برضا و رغبت اپنی گردن اطاعت اور فرمان برداری میں ڈالیں لہذا سلطان محمود خلجی
آخر سنہ مذکور میں مع لشکر آراستہ تسخیر دہلی کے واسطے متوجہ ہوا اور قصبہ ہندون کے نواحی
میں یوسف ہندونی خدمت میں پہونچا جب سلطان اُس موضع سے کوچ کرکے آگے بڑھا سلطان

مقرری اس کا اضافہ کیا اور گروہ سرداران سکنہ شہر کو چند راس اسپ اور پچاس ہزار تنگہ انعام دیے تو اپس
مین تقسیم کرین اور جب سارنگ پور مین نزول اجلال کیا مخبر خبر لائے کہ شاہزادہ عمرخان قصبہ بھیلسہ
مین آگ لگا کر سارنگ پور کی سرحد پر پہونچا اور سلطان احمد شاہ گجراتی مع تیس ہزار سوار اور تین سو
زنجیر فیل اُجین سے برآمد ہو کر سارنگ پور کی طرف متوجہ ہوا ہے سلطان محمود نے عمرخان کا دفع مقدم
جان کر آخر شب کو عازم ہوا اور جب درمیان دونون لشکر کے چھ کوس کا فاصلہ رہا ایک جماعت
کو بطور قراولی بھیجا تو عمرخان کی سپاہ کا اندازہ اور اُس کا عندیہ دریافت کرے اور نظام الملک
اور ملک احمد سلاحدار اور ایک جماعت کو بھیجا تو مقام جنگ کو ملاحظہ کرین اور علی الصباح فوج کے
کے چار بزن آراستہ کر کے شہزادہ عمرخان کے تدارک کے واسطے روانہ ہوا وہ بھی سلطان محمود خلجی کی
نہضت سے خبردار ہو کر مقابلہ کے واسطے چلا اور افواج آراستہ کر کے مقابل ہوا اور خود مع ایک جماعت
پہاڑ کی پشت کو کمین گاہ قرار دیکر منتظر بیٹھا اتفاقاً ایک شخص نے سلطان محمود خلجی کو خبر پہونچائی کہ
شہزادہ عمرخان مع فوج پس کوہ کمین گاہ مین پوشیدہ ہوا ہے سلطان محمود خلجی مع فوج آراستہ شہزادہ
عمرخان کی سمت روانہ ہوا اس وقت شہزادہ نے اپنے ہمراہیون سے یہ بات کہی کہ نوکر سے بھاگنے مین کسرشان
اور ناموس ہے بلکہ مفرور ہونے سے قتل ہونا بہتر ہے اور ساتھ اس جماعت کے کہ جنھون نے اُسکی رائے
سے اتفاق کیا تھا سلطان محمود خلجی کی فوج پر تاخت لا کر دستگیر ہوا اور سلطان کے حکم کے بموجب مارا گیا
اور سر اُسکا تاج سنان کر کے لشکر چندیری مین پھرایا اور سرداران چندیری کے یہ سانحہ مشاہدہ کر کے
متحیر اور ہراسان ہوئے اور سب نے یہ پیغام بھیجا کہ آج کے دن معاف فرمایئے علی الصباح ہم خدمت
مین حاضر ہو کر تجدید بیعت مین مشغول ہونگے سلطان نے ان کا عذر پذیرا کیا اور اس قرار داد پر دونون
لشکر فروکش ہوئے اور جب رات نے پردۂ ظلماتی سے جہان تیرہ و تاریک کیا اور لشکر چندیری اپنی ولایت کی
طرف متوجہ ہوا اور ملک سلیمان بن ملک مشیر الملک غوری کو جو شہزادہ عمرخان کا نائب اور اقربا سے تھا
سلطان شہاب الدین خطاب دیکر تخت سلطنت پر بٹھایا سلطان محمود خلجی نے فوج اس کے دفع کے
واسطے مقرر فرمائی اور خود احمد شاہ گجراتی کی جنگ کے واسطے عازم ہوا اور ابھی طرفین کا سامنا ہوا تھا کہ شاہ
احمد شاہ گجراتی کے بعضے صلحاء لشکر نے حضرت خاتم الانبیا صلوات اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ
فرماتے ہین بلاے آسمانی نازل ہوئی سلطان احمد سے کہو کہ اس ،، سے سلامت نکل جاوے جب یہ
خطاب شاہ احمد شاہ گجراتی کو پہونچا اُس نے چندان التفات نہ کیا اور آسی دو تین روز کے عرصہ مین احمد شاہ
گجراتی کے لشکر مین اس شدت سے وبا ظاہر ہوئی کہ اہل لشکر کو قبر کھودنے اور مردون کے دفن و کفن
سے فرصت نہوتی تھی شاہ احمد شاہ ناچار ہو کر آشتہ کے راستہ سے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور
شاہزادہ مسعود خان سے وعدہ کیا کہ سال آئندہ مین یہ ملک لیکر تیرے تفویض کیا جاوے گا الغرض

داعیہ اور ارادہ پر واقف ہوا اور سلطان احمد کو خبر کی اس واسطے جب افواج سلطان محمود خلجی قلعہ سے
اُتریں تو اُردو کے آدمیوں کو حاضر پایا اور راستے سد دیکھے باوجود اس کے بر در باز و مقابل آ کر
جنگ میں مشغول ہوا صبح صادق تک طرفین سے بازار لڑائی کا گرم رہا اور خلقت کثیر مقتول اور
مجروح ہوئی صبح کے وقت محمود شاہ خلجی قلعہ میں داخل ہوا اور بعد چند روز کے یہ خبر لائے کہ شہزادہ
عمر خاں جو مندو سے گجرات گیا تھا وہاں سے ولایت راما میں جا کر انتظار وقت فرصت کھینچتا تھا اور
اس وقت خلل مالوہ کا سنکر چندیری میں آیا ہے اور چندیری کے باشندگان اور اس حدود
کی سپاہ نے ملک الامرا حاجی کالو سے بے وفائی کر کے عمر خاں کو وہاں کا حاکم بنایا ہے اس سبب سے
شاہزادہ محمد خاں ولد احمد خاں گجراتی مع پانچ ہزار سوار اور تیس زنجیر فیل سارنگ پور کی طرف متوجہ
ہوا اور وہاں کا حاکم اس سے موافق ہے سلطان محمود خلجی نے یہ خبر سنکر مشورہ کیا یہ قرار پایا کہ ملک
مغیث المخاطب باعظم ہمایوں کہ دُرّۂ برج سلطنت و دولت ہے قلعہ شادی آباد مندو کے ضبط و ربط
میں مشغول ہووے اور سلطان محمود خلجی قلعہ سے برآمد ہو کر اپنی ولایت میں استقامت کر کے ملک کی
محافظت کرے پھر وہ اس رائے کے موافق سارنگ پور کی طرف روانہ ہوا اور تاج خاں اور منصور خاں
کو قبل اپنے راہی کیا اور چونکہ سلطان احمد شاہ گجراتی نے ملک حاجی علی کو محافظت راہ کے واسطے
گھاٹیوں پر چھوڑا تھا تاج خاں اور منصور خاں سلطان محمود خلجی سے پیشتر وہاں پہونچکر جنگ میں مصروف
ہوئے اور ملک حاجی بھاگ کر شاہ احمد کے پاس پناہ لے گیا اور سلطان احمد کو خبر کی کہ سلطان محمود
خلجی قلعہ سے برآمد ہو کر سارنگ پور کی طرف متوجہ ہے پھر سلطان احمد شاہ گجراتی نے قاصد سارنگ
پور کی طرف بھیجا تاکہ شاہزادہ محمد خاں سلطان محمود خلجی کے پہونچنے سے پیشتر اپنے تئیں راہ اُجین سے
پہونچا دے شاہزادہ محمد خاں نے بعد پہونچنے قاصد کے نہایت ہوشیاری سے سارنگ پور
سے کوچ کیا جو شاہ احمد گجراتی اُجین میں آیا تھا اُس مقام میں اُس کی خدمت میں پہونچا اور ملک اسحاق
بن قطب الملک جاگیردار سارنگ پور نے عرضی سلطان محمود خلجی کے حضور بھیجکر اپنے جرم سے
طلب استغفار کی اور یہ تحریر کیا کہ محمد خاں حضرت کی خبر قدوم سنکر سارنگ پور کو چھوڑ کر اُجین کی
طرف متوجہ ہوا ولیکن شاہزادہ عمر خاں نے بقصد تسخیر سارنگ پور ایک فوج اپنی روانگی سے پیشتر
بھیجی اور خود بھی پیچھے سے پہونچنے والا ہے سلطان محمود مضمون عریضہ سے اطلاع پا کر مسرور اور
محظوظ ہوا اور ملک اسحاق کے صحیفہ تقصیرات پر قلم عفو کھینچا اور تاج خاں کو اپنے سے پیشتر اس کی
استمالت کے واسطے سارنگ پور بھیجا اور ملک اسحاق نے مردم معتبر اپنے ہمراہ لے کر سلطان محمود
خلجی کا استقبال کیا اور سلطان محمود خلجی نے بعد دریافت حسن خدمت ملک اسحاق کو دولت خان
خطاب دے کر علم اور قرطاس اور قبا میں زر دوزی اور دس ہزار تنکہ نقد مرحمت فرمائے اور مشاہرہ

واسطے چندیری کی طرف عازم ہوا اور جب چندیری کی دو منزل اُدھر پہونچا نصرت خان آپ کو عاجز سمجھکر استقبال کو آیا اور از راہ خوشامد اور چاپلوسی چاہا کہ اپنے اعمال ناپسندیدہ کو خس پوش کرے اعظم ہمایون نے سادات اور اکابر اور شرفاے شہر کو طلب کر کے محضر کیا اور ہر شخص سے احوال نصرت خان کا استفسار فرمایا ہر ایک نے یہ گواہی دی کہ نصرت خان کے دماغ مین نزاع عجب وغرور نے بیضہ رکھا تھا اس سبب سے آثار مخالفت اور طغیان اس سے ظاہر ہوئے پھر اعظم ہمایون نے حکومت چندیری کی نصرت خان سے لے کر ملک الامرا حاجی کالو کے حوالہ کی اور خود بھیلسہ کی طرف روانہ ہوا اور چند مردم معتبر قوام خان کے پاس بھیجکر اسے راہ راست کی ہدایت اور دلالت کی لیکن فائدہ نہ بخشا اور آخر کو جب کام اُس پر تنگ ہوا بھیلسہ سے نکلکر بھاگا اور اعظم ہمایون نے وہان چند روز استقامت کی اور اس طرف کے مہمات سے مطمئن ہو کر دار الملک شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا اس درمیان مین مخبر یہ خبر لائے کہ سلطان احمد شاہ گجراتی مالوہ کی طرف تسخیر کے واسطے آتا ہے اور شاہزادہ مسعود خان کو کہ سلطان محمود سے امان پاکر گجرات کی طرف گیا تھا مع فوج دریا موج اور بیس زنجیر فیل کوہ تمثیل تعین کیا یہ سنتے ہی اعظم ہمایون بسرعت تمام روانہ ہوا اچھو کوس لشکر سلطان احمد شاہ سے گذر کر اپنے تئین تاراپور کے دروازہ سے قلعہ مندو مین پہونچایا اور سلطان گجرات نے آتے ہی قلعہ مندو کا محاصرہ کیا محمود شاہ اپنے باپ کی تشریف آوری سے نہایت محظوظ اور شاد ہوا اور لوازم شکر بجا لایا اور ہر روز ایک جماعت قلعہ مندو سے برآمد کر کے تنور جنگ کو گرم رکھتا تھا اور کمال تہور اور مردانگی سے چاہتا تھا کہ قلعہ سے نکلکر جنگ صف کرے لیکن امراے ہوشنگ شاہی کا خار نفاق اُس کا دامن گیر ہوتا تھا اور اسی طرح اور خطرون نے اُس کے دل مین قرار پکڑا یہان تک کہ اپنے عزیزون اور رفیقون کو اپنا دشمن جانتا تھا لیکن ہاتھ بذل اور عطا ء آستین جود وسخا سے برآوردہ کر کے تمام آدمیون کو جو کہ تنگ محاصرہ مین مبتلا تھے آسودہ رکھتا تھا اور انبار خانہ سلطانی سے فقرا اور مساکین کو غلہ دیتا تھا اور لنگر خانہ غریب وفقیر کے واسطے آراستہ کر کے کھانا پختہ اور خام پہونچاتا تھا اس وجہ سے تمام آدمی اُس کے دوست ہوئے اور قلعہ مین اُس کی سخاوت کی برکت سے غلہ وغیرہ اردوے سلطان احمد شاہ گجراتی کے بہ نسبت بہت کثرت سے تھا اور بعضے امرا مثل سید احمد اور صوفی خان ولد عماد الملک اور ملک شرف الملک محمود بن احمد سلاحدار اور ملک قاسم اور ملک قیام الملک کو جو بسبب بدبختی سلطان احمد کے نسبت طریقہ نفاق کا جاری رکھتے تھے اُنھین عطاے زر خطیر اور جاگیرون کا وعدہ کر کے اپنی خدمت مین طلب کیا اس سبب سے فی الجملہ کچھ شکستگی نے سلطان گجرات کے امور مین راہ پائی اور اُس جماعت کی صلاح سے جو اردوے سلطان گجرات سے آئے تھے شبخون کا ارادہ کیا اتفاقاً نصیر خان جو سلطان ہوشنگ کے دواب کا داروغہ تھا اس

دیا اور ملک یوسف قوام الملک کو قوام خانی خطاب دے کر بھیلسہ جاگیر دی اور ملک جھاؤ کو ہوشنگ آباد
کی جاگیر اور ملک نصیر الدین کو خطاب نصرت خانی اور جاگیر چندیری عنایت کی اوران کے لیے جاگیر کی
رخصت ملی شاہزادہ احمد خان جب اسلام آباد میں پہونچا غبار فتنہ و فساد برپا کیا اور روز بروز جمعیت
اور قوت اس کی زیادہ ہوئی اور دائرہ فساد نے عروج پکڑا اعظم ہمایوں نے سلطان محمود کے ارشاد
کے موافق پہلے اس کے کان کو ہر چند دو عظ سے گرانبار کئے جب کچھ نصیحت اس کو کارگر ہوئی اس وقت
تاج خان کو اسکے دفع کے لیے مامور کیا اور وہ ایک مدت تک قلعہ اسلام آباد کے نیچے مقیم رہا
جب وہ قلعہ سر نہوا تاج خان نے سلطان محمود سے بذریعہ عرضی التماس کمک کی مقاربن اس حال کے
مخبرون نے یہ خبر پہونچائی کہ ملک جھاؤ نے ہوشنگ آباد میں اور نصرت خان نے چندیری میں نشان مخالفت
اور علم بغاوت بلند کیا ہی پھر ملک معین المخاطب بہ اعظم ہمایوں نے خان جہان کو اس گروہ باغی اور
مہام ملکی کے انتظام کے واسطے رخصت فرمایا وہ جب دو کوس پر اسلام آباد کے قریب فروکش ہوا
تاج خان اور دوسرے سرداروں نے اس سے ملاقات کی اور بعد ملاقات کے حقیقت حال مشروحاً عرض
کی پھر دوسرے روز کوچ کر کے قلعہ اسلام آباد کی اطراف کو محاصرہ کیا اور مورچے تقسیم کیے اور اس کے
دوسرے دن ایک جماعت مصلحا اور مشائخ کو احمد خان کے پاس بھیجا کہ از سرنو کان اس کے دُرر نصائح اور
جواہر مواعظ سے مملو کر کے نقض عہد اور پیمان کو تجدید کریں علما اور مشائخ نے ہر چند آیات ترغیب ترہیب
پڑھیں لیکن دل اسکا کہ مثل پتھر کے سخت تھا نرم ہوا اور نصائح کے جواب میں کلام ناقص کہکر اصحاب
مشفق کو رخصت کیا اور خود قلعہ سے برآمد ہوا اور قوام خان مذکور نے بھی کہ امرائے نامی سے تھا مخالفت
کر کے کچھ اسباب اور آلات حرب اپنے مورچہ سے شہزادۂ احمد خان کے واسطے بھیجکر میثاق اخلاص کو عہد و
پیمان سے مضبوط کیا اور محاصرہ نے طول پکڑا یہان تک کہ ایک دن ایک گوئیے نے اعظم ہمایوں کی سازش
پا اور مقدمہ کے سبب احمد خان کو زہر شراب میں دے کر ہلاک کیا اور خود قلعہ سے بھاگ کر اعظم ہمایون
کی اردو میں پہونچا اور اسی دن قلعہ فتح ہوا پھر اعظم ہمایوں نے اس مقام سے ہوشنگ آباد کی طرف کوچ
کیا اور راستہ میں قوام خان اپنے گناہ کا خیال کر کے اعظم ہمایوں کی اردو سے مفرور ہو کر بھیلسہ کی سمت
گیا اور اعظم ہمایوں ملک جھاؤ کی مدافعت مقدم جانکر ہوشنگ آباد کی طرف متوجہ ہوا اور ملک جھاؤ طاقت
مقابلہ کی نہ لایا اور تمام اسباب اور اشیا اپنے چھوڑ کر کوہ پایہ گنڈواڑہ کی جانب راہی ہوا اور گنڈواڑ نے
جب جانا کہ وہ اپنے دلی ہمت سے روگرداں اور منحرف ہو کر آیا ہی ہجوم عام کیا اور سد راہ ہو کر اسکا
مال و اسباب لوٹ لیا اور اس پر بھی اسے زندہ نہ چھوڑا شمشیر خون آشام سے اس کا کام تمام کیا
اعظم ہمایون چونکہ حقیقت اثر سے نہایت محظوظ اور مسرور ہوا اور قلعہ ہوشنگ آباد میں در آیا اور
بندوبست اس ناحیہ کا کما حقہ تمام کیا اور اپنا ایک معتمد وہاں چھوڑ کر نصرت خان کی گوشمالی کے

اتنوی سے یہ واقع ہوا کہ جب اولاد غوریہ مستاصل ہوئی ماہ شوال کی انتیسوین تاریخ روز دوشنبہ ۸۳۹ھ آٹھسو انتالیس ہجری مین سلطان محمود خلجی نے تخت سلطنت اور سریر خلافت مالوہ پر جلوس فرمایا اور تاج مرصع سلطان ہوشنگ کا زیب فرق کرکے سر ہمت کا آستان سلطنت پر جھکا کر بار مقصود کو دوش سعادت پر رکھا اور سن اُسکا اس وقت مین چونتیس سال کا تھا کہ کل بلاد مالوہ مین خطبہ اور سکہ اُس کے نام ہوا اور جمیع امرا کو باقسام عنایت و انواع نوازش سرفراز کرکے ہر ایک کا مشاہرہ اور وظیفہ اور مرتبہ افزون کیا اور ان مین سے ایک جماعت کو انتخاب کرکے خطاب دیے ازانجملہ مشیر الملک کو نظام الملک خطاب دیکر منصب وزارت اُس کے دست اقتدار مین سپرد کیا اور ملک برخوردار کو تاج خان لقب دیکر عہدہ بخشی گری ممالک اُس کے تفویض فرمایا اور خانجہان کو امیر الامرا کرکے خلاصہ مالوہ اُس کے سپرد کرکے خطاب اعظم ہمایون ارزانی رکھا اور چتر اور ترکش سفید کہ شان سلاطین تھی عطا فرماے اور حکم دیا کہ نقیب اور چوبدار اعظم ہمایون کے عصا طلائی اور نقرئی ہاتھ مین لیوین جس وقت سوار ہوئے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ اس زمانہ مین قاعدہ خاصہ سلاطین تھا زبان پر جاری کرین جب سلطنت نے اُس پر قرار پایا ہمت عالمون اور فاضلون کی پرورش اور پرداخت پر مصروف فرمائی جس مقام مین کسی اہل کمال کو سنتا تھا روپیہ بھیجکر اُسے طلب کرتا تھا اور اپنی ولایت مین مدرسہ جاری کرکے مقرری وظائف علما اور فضلا اور طلبا کو فائدہ رسانی عوام مین مشغول کرتا تھا خلاصہ یہ کہ بلاد مالوہ من جمیع الوجوہ اسکے ایام دولت مین محسود شیراز اور سمرقند ہوا الغرض جب امور سلطنت نے انتظام اور مہمات مملکت نے التیام قبول کیا ملک قطب الدین سمنانی اور ملک نصیر الدین دبیر جرجانی اور ایک جماعت اور امراے ہوشنگ شاہی نے از روے حسد باتفاق ملک یوسف قوام الملک کے ارادہ غدر کا کیا اور اس نیت سے ایک شب کو سیڑھیان بام مسجد پر کہ متصل دولت خانہ محمود شاہ تھی لگا کر چڑھے اور وہان سے صحن قصر مین اُتر کر اس فکر مین تھے کہ اب کیا کرین اس عرصہ مین محمود شاہ بنفس نفیس بملاحظہ اس کیفیت کے بہ کمال شجاعت ترکش کمر پر باندھکر دولتخانہ سے برآمد ہوا اور تیر خانہ کمان مین جوڑ کر کتنون کو ہدف تیر کرکے مجروح کیا اس درمیان مین مشیر الملک الملقب بہ نظام الملک اور ملک محمد خضر اس حال سے واقف ہوے اور سپاہیان چوکی خانہ کو مسلح کرکے آپہونچے وہ جماعت غدار جس راہ سے کہ آئی تھی مفرور ہوئی لیکن ان مین سے ایک شخص کہ زخم تیر سے مجروح تھا وہ بھاگ نہ سکا اُسے گرفتار کیا اُس نے ہنگام استفسار نام اُن لوگون کے جو اس غدر مین شریک اور داخل تھے فرداً فرداً لکھوا دیے اور سلطان نے سبھون کو علی الصباح سزایاب کیا اور سلطان زادہ احمد خان بن سلطان ہوشنگ اور ملک یوسف قوام الملک اور ملک نصیر الدین دبیر اگرچہ اس غدر مین دخل تمام رکھتے تھے لیکن اعظم ہمایون نے اُنکی تقصیرات کی معافی چاہی اور شہزادہ کو کہ اسی عرصہ مین برہان پور سے آیا تھا قلعہ اسلام آباد

اور آپس میں مشورہ کریں جو کچھ قرار پاوے جاکر معروض رکھیں ملک بایزید شجاع نے آن کر امرا کو یہ خبر دی کہ محمود خان ابھی سلطان محمد کی موت سے آگاہ نہیں ہے تم باتفاق اُس کے مکان پر چلو وہ تمہارے ہمراہ دولتخانہ میں آوے گا اُس وقت تمہیں جو امر منظور ہے اُس کے انجام میں کارسد ہوگا امرا بایزید شجاع کے کہنے کے سبب محمود خان کے پاس گئے اور اُسنے آدمی اپنے گوشوں میں پوشیدہ کر رکھے تھے جب امرا نے اُسے پوچھا کہ سلطان ہوشیار ہوا یا سست پڑا ہے اسی وقت لوگ حجرے سے برآمد ہو کر امرا پر تاخت لائے اور سب کو مقید کرکے موکلوں کے سپرد کیا جو یہ خبر حیرت اثر باقی امرا نے سنی رگ حمیت اور غیرت جنبش میں آئی سپاہ ہمراہی اپنے جمع کیے اور حشم سلطانی کو مستعد کرکے چتر مہ شکستہ شاہ کی تہ سے اُٹھا کر مسعود خان کے فرق پر بلند کیا محمود خان یہ خبر سنکر گھوڑے پر سوار ہو کر مع فوج دولتخانہ کی طرف متوجہ ہوا تا شاہزادہ مسعود کو دستیاب کرکے اپنے دل کی تمنا پوری کرے جب دولتخانہ کے قریب پہنچا طرفین دست بشمشیر و نیزہ و تیر ہو کر جنگ میں مشغول ہوئے اور غروب آفتاب تک معرکہ جدال و قتال گرم رہا جب خسرو فلک اپنا یعنی شعاع لیکر پس پردہ پوشیدہ ہوا شاہزادہ عمر خان نے قلعہ کے دروازہ سے نکل کر راہ فرار پائی اور مسعود خان نے شیخ جاجلدہ کے پاس جو بزرگان وقت سے تھا پناہ لی اور باقی امرا نے بھاگ کر گوشۂ عافیت میں دم لیا اور محمود خان صبح تک مستعد اور مسلح ایستادہ رہا جب سپیدہ صبح کا تاریکی شب سے ظاہر ہوا محمود خان کو مخبروں نے یہ خبر پہنچائی کہ دولتخانہ خالی ہے اور تمام مخالف بجائے محفوظ میں پوشیدہ ہوئے محمود خان دولتخانہ میں آیا اور ایک مکتوب بیک تیز رفتار کے ہاتھ اپنے باپ کی خدمت میں روانہ کیا مضمون اس کا یہ تھا کہ سلطنت آپ کا حق ہے جلد تشریف لاکر تخت سلطانی پر جلوس فرمائیے اور یہ بھی پیغام دیا کہ جو جہان کو بغیر جہانبان کے چارہ نہیں ہے اگر تخت سلطنت وجود بادشاہ سے خالی رہے جہان میں حاملہ زمانہ سے قسم قسم کے فساد متولد ہو دیں کہ تدارک اُسکا اشکال ہووے اور مملکت مالوہ نے ایک وسعت قبول کی ہے اور مفسدوں اور متمردوں نے ابھی خواب غفلت سے سر نہیں اُٹھایا ہے ورنہ ہر طرف سے فساد برپا ہوتا خان جہان نے جواب بھیجا کہ جب تک کوئی شخص عالی نسب اور کمال سخاوت اور شجاعت اور زیادتی عقل سے موصوف ہو مہمات سلطنت اُسکے رواج اور رونق سے انجام نہیں پاتے الحمد للہ علی احسانہ کہ جمیع صفات کہ جو سلاطین میں چاہیئے ہیں اس فرزند ارجمند میں موجود ہیں لازم ہے کہ ساعت سعید میں بساط سلطنت پر قدم رکھکر سریر فرمانروائی پر جلوس فرماوے جب ایلچی یہ جواب لایا تمام امرا اور بزرگان ممالک اور اکابر شہر نے اُس کا ہاتھ چوم کر مبارکباد سلطنت دی سچ ہے بیت یکے گر رود دیگر آید بجاے ✶ جہان را نمانند بے کتخداے ✶ سلطان محمد شاہ غوری کی مدت حکومت ایک سال اور چند ماہ تھی —

ذکر سلطان محمود خلجی کی سلطنت کا

مخفی نہ رہے کہ کتب تواریخ ہند خصوصاً تاریخ الفی سے جو مرقوم قلم زرین رقم میرے اُستاد ملا احمد

اور کسی کو اندیشہ اُس جماعت کے مقابلہ کا دل مین نہ رہا ایک جماعت مردم قدیم دولتخواہ نے انتقال
سلطنت اور زوال دولت غوریہ سے متوہم ہوکر ایک حرم کے ذریعہ سے یہ پیغام بھیجا کہ محمود خان
کے دل باغ مین زاغ حرص نے بیضہ عجب ونخوت کا رکھا ہو اس فکر مین ہو کہ سلطان کو درمیان سے
اُٹھاکر سریر سلطنت پر بیٹھے اور سلطان محمد نے ساتھ اُن آدمیون کے اتفاق کر کے فرمایا کہ بیشتر اس سے
کہ یہ خیال فاسد اسکا وقوع مین آوے اُسے درمیان سے اُٹھایا چاہیے اور جب یہ خبر محمود خان کو پہونچی کہا الحمد للہ
علی کل حال کہ نقض عہد میری طرف سے نہوا یہ کہکر اپنے کام کی فکر مین ہوا یعنی ہر وقت سامان کی فکر مین رہتا
تھا اور از روے احتیاط اور ہوشیاری سلطان محمد کے پاس آمد و شد کرتا تھا اور جو سلطان محمد طریقہ ہوشیاری
کا محمود خان سے مشاہدہ کرتا تھا باعث زیادتی خوف و ہراس ہوتا تھا یہان تک کہ ایک روز محمود خان کا
ہاتھ پکڑکر حرم سرا مین لیگیا اور اپنی بی بی کو جو محمود خان کی ہمشیر ہوتی تھی بلاکر یہ بات کہی کہ محمود خان سے مین
کہتا ہون کہ میرا گناہ بخش اور امید یہ ہو کہ مجھے مضرت جانی نہ پہونچاوے اور یہ سلطنت تجھے بے نزاع اور
مخالفت مبارک ہو محمود نے یہ سنکر جواب دیا کہ سلطان کی خاطر عاطر سے شاید عہد و پیمان فراموش ہوا کہ ایسے
کلام زبان پر لاتے ہین اگر کسی منافق نے اپنی غرض فاسدہ کے لیے عرض اقدس مین پہونچایا ہو آخر کو وہ
نادم اور پشیمان ہوگا اگر میری جانب سے سلطان کے دل مین کسی طور کا دغدغہ ہو مین اس وقت تنہا ہون اور
میرے پاس کوئی ممانعت اور مزاحمت پہونچانے والا نہین ہو **بیت** گر سر مہر داری اینک دل
ور سر قہر داری اینک جان + سلطان محمد نے عذر کیا اور طرفین سے کلام ملایمت اور چاپلوسی درمیان مین
آئے لیکن سلطان حقیقت احتمل کے دل پر جو واہمہ غالب ہوا تھا ہر لحظہ وہ امر کہ مشعر نا اعتمادی ہووے اس
سے سرزد ہوتا تھا اس واسطے محمود خان حصول مطلب مین جد و جہد بہت کرنے لگا اور سلطان محمد کے ساقی کو
زر کثیر دیکر موافق کیا اور اُس نے شراب زہر آلودہ کرکے اُسے پلائی وہ اسکے سبب سے ایسا مست اور
مدہوش معلوم ہوتا تھا کہ صور اسرافیل سے بھی خواب عدم مین نہ چونکیگا اور عالم سکرات مین سلطان محمد مظلوم مسموم
کی زبان حال ساتھ اس مقال کے مترنم تھی **قطعہ** دمے چند گفتم بر آرم بکام + دریغا کہ بگرفت راہ نفس +
دریغا کہ بر خوان الوان عمر + دمے چند خوردیم وگفتند بس + جب امرا اس سے واقف ہوئے خواجہ نصر اللہ
وزیر اور مشیر الملک اور لطیف زکریا اور بعضے سرداروں نے اتفاق کرکے خبر فوت اسکی پوشیدہ رکھی اور شہزادہ
مسعود خان بن محمد شاہ کو جو تیرہ برس کا تھا حرم سے باہر لائے اور تخت سلطنت پر بٹھایا اور سب نے یہ تجویز کی
کہ جس حیلہ اور تدبیر سے ممکن ہو محمود خان کو درمیان سے دفع کرین پھر بایزید شیخا کو مالک محمود المخاطب
بہ محمود خان کے پاس بھیجکر یہ پیام دیا کہ سلطان محمد تمھین بسرعت طلب کرکے چاہتا ہو کہ رسالت کے واسطے
گجرات کی طرف بھیجے محمود خان سلطان محمد کے فوت سے آگاہ تھا جواب دیا کہ مین شغل دنیوی سے دستکش
ہوکر چاہتا ہون کہ باقی عمر سلطان ہوشنگ کے مزار کا مجاور رہون لائق ہو کہ امرا میرے مکان پر آوین

مسجد میں حظیرہ شاہ ہوشنگ کا گچ اور پتھر سے تعمیر ہوا ہمیشہ اندر کی طرف سے پانی ٹپکتا ہے اور مؤلف
نے بھی اس کو مشاہدہ کیا تھا ظاہراً اُس ہوا سے جو پتھر کے سوراخوں میں سے آمد و رفت کرتی ہے وہ صلاحیت
استحالہ سم پہونچا کر منقلب آب ہوتی ہے اور ترشح ہوتا ہے لیکن اہل ہند اسے سلطان ہوشنگ کی
کرامات سے جانتے ہیں

ذکر سلطنت سلطان غزنین المخاطب بہ محمد شاہ بن سلطان ہوشنگ غوری کا

جب سلطان ہوشنگ بحکم خالق ارض و سما تخت جہانی سے برخاست کرکے سر گریبان عدم میں لے گیا
اس کا فرزند غزنین خان ذی الحجہ کی گیارھویں تاریخ ۸۳۸ھ آٹھ سو اڑتیس ہجری میں ملک مغیث کی کوشش
سے اور الملک محمود خان کی سعی کے سبب تاج شاہی زیب سر کرکے تخت سلطنت پر متمکن ہوا اور اپنا
سلطان محمد شاہ نام رکھا اور امرا جو مختار سلطان ہوشنگ تھے انھوں نے خوشی اور ناخوشی سے بیعت
کی اور ہر شخص اپنی جاگیر قدیمی اور وظیفہ دائمی پر بحال رہا اور ملک مغیث المخاطب بملک شرف اور
محمود خان کی حسن تدبیر اور کاردانی کے باعث رواج اور رونق تازہ ظاہر ہوئی تمام خلائق اس کے
استقلال سلطنت کی خواہان ہوئی اور اسکی محبت دلپذیر عامہ ہوئی پھر ملک مغیث المخاطب بہ ملک شرف
کو سند عالی خطاب دیکر منصب وزارت پر منصوب کیا اور زمام وزارت بدستور سابق اسکی ید اقتدار میں
سپرد ہوئی اور اسکے بیٹے ملک محمود المخاطب محمود خان کو امیر الامرا کیا لیکن جب بعد چند روز کے بھائیوں
کو تیغ ظلم سے قتل کیا اور نظام خان اپنے بھتیجے اور داماد کی آنکھوں میں مع اسکے تین بیٹوں کے سلائی
پھیری اس واسطے تمام مملکت کے آدمی اس سے آزردہ اور متنفر ہوتے اور سب کے دلوں میں اسکی
محبت کے عداوت پیدا ہوئی اور جب سرداران مظلوم کی ناحق خونریزی مبارک اور راست نہ آئی تھوڑے
عرصہ میں اسکی مملکت میں آشوب اور فساد برپا ہوا اور ارباب فساد نے لشکر بغاوت اور طغیان کے
بلند کرکے غبار فساد کا اٹھایا بیت چو بد کردی مشو ایمن ز آفات + کہ واجب شد طبیعت را مکافات
از انجملہ ولایت نادوتی کے راجپوتوں نے قدم دائرۂ اطاعت سے باہر رکھا اور کچھ ولایت کو تاخت اور
تاراج کیا جب یہ خبر سلطان محمد شاہ کو پہونچی خان جہان کو ربیع الاول کی پندرھویں تاریخ ۸۳۹ھ
آٹھ سو انتالیس ہجری میں دس زنجیر فیل اور خلعت خاص دیکر اُس جماعت کی تادیب کے واسطے
تعین فرمایا اور سرانجام مہام سپاہ اور ولایت کو طاق نسیان پر رکھکر مے نوشی کا عادی ہوا ہمیشہ صبوح
کو ساتھ غبوق کے اور غبوق کو ساتھ صبوح کے پیوستہ رکھتا تھا جب خان جہان محمود خان کے عرض پرداخت
سے جاگیریں خوب پائیں اور اُن کی حشمت و شوکت درجۂ اعلیٰ کو پہونچی تمام گروہ لشکر اور مردم شہر اور اعیان
و ارکان کہ عمدہ اس دولتخانہ کے تھے اور محمود خان ان سے و علاقہ رکھتا تھا خان جہان کے ہمراہ ہو گئے

وقت تنگ ہوا اور آفتاب غروب ہونے پر ہے اور ایک خط عمدۃ الملک کے روبرو تحریر کرکے ملک مغیث کو بھیجا
مضمون اسکا یہ تھا کہ حضرت سلطان نے غزنین خان کو ولیعہد اور اپنا قائم مقام فرمایا ہے اور بیماری نے حضرت
کو ایسا نحیف اور ناتوان کیا ہے کہ مقربون نے امید حیات قطع کی ہے چاہیے کہ تم شہزادہ عثمان کی محافظت مین نہایت
کوشش اور اہتمام کرو جب عمدۃ الملک نے غزنین خان کی خدمت مین یہ پیغام پہونچایا اور خط کا بھی مضمون نقل کیا
غزنین خان مسرور ہوکر اُردو مین آیا خانجہان بخشی الممالک اور خواجہ سرا جو عثمان خان کے ترقی خواہ تھے اُنھون نے
جب دیکھا کہ سلطان کی شمع حیات گلگیر قضا سے قطع ہونے پر ہے آپس مین یہ مشورہ کیا کہ علے الصباح بغیر اُس کے
کہ امرا محمود خان کو اطلاع دیوین ہم سلطان کو پالکی مین ڈالکر بسرعت تمام مندو کی طرف روانہ ہون اور شہزادہ
عثمان خان کو محبس سے برآوردہ کرکے تخت سلطنت پر بٹھاوین سب نے یہ راے پسند کی چنانچہ دوسرے
روز فجر کو سلطان کو پالکی مین ڈالکر بہ تعجیل تمام روانہ ہوے اور جب تھوڑی راہ طے کی سلطان قضاے الٰہی
سے دارالبقا کی طرف عازم ہوا اور محمود خان نے یہ سانحہ سنکر آدمی بھیجکر خواجہ سراؤن اور مقربون کو ملامت کی اور
پالکی سلطان کی روکی جب محمود خان اور غزنین خان شاہزادہ نے وہان پہونچکر نزول کیا اور خواجہ سراؤن کی
تعجیل کے بارہ مین چشم نمائی کی اُنھون نے جواب دیا کہ سلطان حین حیات مین تعجیل کرتا تھا کہ تم مجھے جلد شہر
کے اندر لے چلو ہم اُس کے حکم کے موافق روانہ ہوئے شہزادہ اور محمود خان نے یہ بات سُنکر کچھ جواب
نہ دیا پھر محمود خان بارگاہ سلطانی نصب کرکے تجہیز و تکفین مین مشغول ہوا اور ہر ایک امرا ایک گوشہ کی طرف روانہ
ہوے اور محمود خان بعد تجہیز و تکفین کے برآمد ہوا اور بہ آواز بلند کہا کہ سلطان ہوشنگ نے امر حق کے
سبب وفات پائی اور غزنین خان کو جو خلف الصدق اس کا ہے اپنا ولی عہد اور قائم مقام کیا جو شخص
کہ اسکی سلطنت پر راضی اور موافق ہووے بیعت کرے اور جو مخالف ہووے وہ لشکر سے جدا ہوکر
اپنی فکر مین رہے یہ کہکر غزنین خان کے ہاتھ کو بوسہ دیکر بیعت کی اور سلطان کو یاد کرکے بہت رویا پھر ہر
ایک امرا غزنین خان کا قدم چومنے لگے اور ہاے ہاے کرنے لگے اور جو ساتھ سلطنت غزنین خان کے
امرا اور بزرگان وقت نے بیعت کی اس سبب سے سلطنت نے استحکام قبول کیا پھر سلطان ہوشنگ کا جنازہ
اُٹھاکر شادی آباد مندو کے مدرسہ کی طرف متوجہ ہوے اور ذیحجہ کی نوین تاریخ روز عرفہ کو اُس
شاہ جم جاہ کو پیوند زمین کیا **نظم**

کجایند شاہان جم اقتدار	ز ہوشنگ و جم تا باسفندیار	فریدون و کیخسرو و جام کو
کجا رفت شاپور و بہرام کو	ہمہ خاک دارند بالین و خشت	خنک آنکہ جز نام نیکی نہ کشت

اُس کے بعد سلطان ہوشنگ کے قصر مین مجلس عالی آراستہ ہوئی ملک مغیث المخاطب بہ ملک شرف اور
خان جہان اور تمام امرا بیعت کرکے لوازم نثار اور ایثار بجا لائے اور سلطان ہوشنگ کی مدت
سلطنت تیس برس تھی تاریخ وفات اُس کی لفظ آہ شاہ ہوشنگ نماند سے مفہوم اور مستفاد ہوتی ہے اور شہر

عثمان کے شامل حال کرکے ہاتھ مرحمت کا اُسکے سر پر سے نہ اُٹھادیں ملک محمود المخاطب بہ محمود خان جو چاہتا تھا کہ
عثمان خان کی فی الواقع رشید اور شایستہ سلطنت ہے درمیان میں سے رہے یعنی قتل ہوجاوے اسواسطے جواب دیا کہ بندہ
کو بندگی سے کام ہے خداوندی اور صاحبی سلطان جانتے ہیں ایک عمر بھر ان فضول کے گرد نہ پھرا ہوں نہ پھرونگا الغرض
ملک مبارک غازی جب رخصت ہوا محمود خان المخاطب بعمدۃ الملک کو باہر طلب کرکے یہ بات کہی جا تو نے جو
کچھ سنا ہے شاہزادۂ عزیز کے گوش زد کر چنانچہ عمدۃ الملک عزیز خان کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام ماجرا
اُس سے تقریر کیا عزیز خان ملک محمود المخاطب بہ محمود خان کی طرف سے مطمئن اور خوشحال ہوا اور بعد اُسکے
ہمراہ سلطان ہوشنگ کی زیست سے مایوس ہوے ظفر خان کہ وکیل ملک عثمان جلالی کا تھا اس فکر میں ہوا کہ
شہزادہ عثمان کے نگہبانوں اور محافظوں کو ساتھ اپنے متفق کرکے عثمان خان کو مفرور کرے اس نیت
سے سلطان کے اُردو سے بھاگا اور جب یہ خبر ملک محمود کو ہوئی فوراً شاہزادہ عزیز خان کو واقف کیا اور
وہ اس کے تدارک میں مشغول ہوا اور ملک حسن اور ملک سرور دار کو حکم فرمایا کہ پچاس گھوڑے اصطبل سے
حاضر کرے داروغۂ اصطبل جو عثمان خان کا ہوا خواہ تھا اس نے یہ جواب دیا کہ ابھی سلطان زندہ ہیں
بغیر حکم اُسکے ایک گھوڑا نہ دونگا اور اُسے فی الفور جاکر ایک خواجہ سرا سے کہ وہ بھی شہزادۂ عثمان خان کا خیرخواہ تھا
یہ بات تقریر کی خواجہ سرا نے اس امر کو غضب سلطانی کا باعث تصور کرکے داروغۂ اصطبل کو تعلیم فرمایا کہ تو بادشاہ
کی خوابگاہ کے قریب جاکر یہ بات بآواز بلند کہہ تاکہ سلطان سنے اور اس کے دل میں یہ خطور پیدا کرے
کہ میں ابھی زندہ ہوں اور عزیز خان میری عین حیات میرے مال میں دست دراز کرتا ہے اصطبل
کے داروغہ نے یہ بات اس آب و تاب سے کہی کہ سلطان نے بیہوشی کے عالم سے کچھ ہوش میں آکر
وہ تقریر سماعت کی اور یہ فرمایا کہ میری ترکش کہاں ہے اور امرا کو طلب کیا لیکن امرا اس لحاظ سے کہ شاید
سلطان نے رحلت کی ہو اور عزیز خان بر راہ تزویر چاہتا ہو کہ ہمیں دستیاب کرکے ضائع کرے سلطان کی
خدمت میں حاضر ہوئے لیکن جب یہ خبر عثمان خان کو ہوئی ایک رعب اور ہراس نے اُسکے دل پر غلبہ کیا
اور چونکہ ضعیف العقل تھا اس مقدمہ کو بغیر دریافت کیے کاکرون کی سمت کہ لشکر سے تین منزل کا فاصلہ تھا
بھاگ گیا اور عمدۃ الملک کو محمود خان کی خدمت میں بھیجکر یہ پیغام دیا کہ تمام امرائے عثمان کی تخت نشینی پر اتفاق کیا ہے
اور میں تمہارے سوا کسی کو اپنا خیرخواہ نہیں رکھتا اور اسوجہ سے کہ سلطان نے ترکش طلب کیے تھے میں ڈرا کہ ایسا
ہو مجھے قید کراکے بھائیوں کے ہمراہ کسی قلعہ میں بھیجدے اُردو سے مفرور ہوکر یہاں آیا ہوں محمود خان نے اُسکے درجواب لکھ بھیجا
کہ تمسے کوئی امر سلطان کے خلاف مرضی سرزد نہیں ہوا ہے اور فقط طلب کرنے پچاس گھوڑے کا میں کسی تقریب اور
محل میں عرض کردونگا پھر عزیز خان نے عمدۃ الملک کو بھیجکر یہ تقریر کی کہ اگرچہ آن وزارت پناہ نے میرا ہاتھ پکڑا ہے
لیکن میں جانتا ہوں کہ خواجہ سراؤں نے میری طرف سے حرف ملائم معروض کیے ہیں اس خیال سے مجھپر خوف مستولی
ہوا محمود خان نے جواب دیا کہ یہاں کسی طرح کا تفرقہ اور بحث نہیں ہے آپ شوق سے اُردو میں تشریف لادیں کہ

کہ میدان مملکت کو غبار نفاق اور دشمنی سے مکدر نکریں اور جو فراست اور دوراندیشی سے دریافت کیا تھا کہ
محمود خان داعیہ رکھتا ہی کہ امر سلطنت ساتھ اُسکے منتقل ہووے لہذا اُس دن اُسکے کان حسب الامکان
دُر نصایح اور مواعظ سے گرانبار کیے اور حقوق پرورش اُسے یاد دلاکر کہا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی باشوکت اور
صاحب شمشیر ہی اور ہر وقت ارادہ تسخیر مالوہ کا دل مین رکھکر فرصت وقت کا منتظر ہی اگر انجام مہام مملکت اور سرانجام
احوال سپاہ اور رعیت مین تساہل واقع ہوگا اور شاہزادہ کی جانب داری پوری نہو گی تو البتہ عزم تسخیر اس
ولایت کا مصمم کرکے آپ کی جمعیت کو تفرقہ سے مبدل کرے گا اور دوسری منزل مین غزنین خان نے محمود خان
نامے کو جو عمدۃ الملک خطاب رکھتا تھا محمود خان وزیر کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اگر حضرت وزارت پناہی
عقد بیعت کو ساتھ سوگند کے موکد کرے باعث اطمینان خاطر ہووے محمود خان نے شہزادے کی ملتمس
قبول کرکے عہد و پیمان کو ساتھ ایمان کے مضبوط کیا اور بعضے امرا جو عثمان خان کے خواہان تھے وہ
خواجہ نصر اللہ کے وسیلہ سے عرض گذار ہوے کہ شاہزادہ عثمان خان بھی جوان شایستہ اور فرزند خلف ہی
اگر قید سے رہا فرماکر بلاد مالوہ سے ایک حصہ اُس کی جاگیر کے واسطے مقرر کیا جاوے انسب و لائق معلوم
ہوتا ہی سلطان ہوشنگ نے کہا اس امر نے میرے بھی دل مین خطور کیا تھا لیکن اگر مین عثمان خان کو قید سے
رہا کرونگا امر سلطنت خلل پذیر ہوکر فساد عظیم مملکت مین پیدا ہوگا اور جب غزنین خان نے سنا کہ بعضے امرا نے
عثمان خان کی رہائی مین سعی کی ہی پھر محمود خان المخاطب بعمدۃ الملک کو ملک محمود المخاطب بہ محمود خان کے پاس
بھیجکر پیغام کیا کہ اگر آپ حضور مین فقیر کے اس مضبوط عہد کو ساتھ قسم کے استحکام دیوین تو بھی اطمینان حاصل ہووے
پھر ملک محمود المخاطب بہ محمود خان وزیر نے راستہ مین شہزادہ کی سواری مین جاکر قسم کھائی کہ جب تک ایک
رمق حیات سے باقی رہی رکاب حضور کو ہاتھ سے نہ چھوڑونگا امرا جب اس امر پر واقف ہوے ملک
عثمان خان جلال کو جو امراے کبار اور سردار معتبر سے تھا ملک مبارک غازی کے ہمراہ کرکے محمود خان کی
خدمت مین بھیجا اتفاقاً محمود خان المخاطب بعمدۃ الملک ملک محمود المخاطب بہ محمود خان کی ملازمت مین حاضر
تھا وہ دونون امیر محمود خان کے پاس آئے محمود خان وزیر نے محمود خان المخاطب بعمدۃ الملک کو خرگاہ مین
چھوڑ کر خود نکلکر خرگاہ کے باہر نشست کی تاکہ جو کچھ مذکور ہووے عمدۃ الملک بھی سُنے پھر ملک مبارک غازی نے
دعا شہزادہ عثمان اور امرا کی طرف سے پہونچا کر معروض کیا کہ جب سے آپ امر سلطنت اور وزارت پر نیکنام ہوئے
مثل آپ کے اور کوئی وزیر مسند وزارت پر متمکن نہوا لیکن تعجب کا مقام ہی کہ باوجود اسکے کہ عثمان خان ساتھ زیور
سخاوت اور شجاعت اور انصاف اور رعیت پروری کے آراستہ ہی آپ نے ولی عہدی شاہزادہ غزنین خان کی تجویز
فرمائی اور علاوہ اسکے شہزادہ عثمان خان دامادی کی نسبت بھی ملک مغیث المخاطب بملک شرف کے ساتھ
رکھتا ہی اور فرزند اس کے آپ کے فرزند ہوتے ہین اور اگر ضعف سلطان پر غالب نہوتا اور اُس کے حواس
مین فتور راہ نپاتا تو بھی اس امر پر پیشقدمی نکرتا اب جمیع خوانین اور امرا استدعا کرتے ہین کہ توجہ اپنی شاہزادہ

غصناک ہوا اور ملک مغیث کے ساتھ مشورہ کر کے انجام کار کی تدبیر کا جویا ہوا اس نے یہ التماس کی کہ جو شاہزاد
سے اس قسم کی حرکتیں اور برائیاں مکرر سہ کرر ظہور میں آئیں اور آپ نے انھیں معاف فرمائیں اس مرتبہ بھی
چشم پوشی فرماویں تو شاہزادہ ملازمت میں حاضر ہووے سلطان ہوشنگ نے یہاں تک تامل فرمایا کہ
عثمان خان تمہید مقدمات کر کے اردو میں آیا اور جب سلطان ہوشنگ نے بلدہ اجین میں پہونچ کر ایک د
مجلس دربار کو آراستہ کر کے بارعام دیا چنانچہ اس مجلس میں عثمان خان اور فتح خان اور ہیبت خان کو عتاب و
خطاب سے ایذا دیکر موکلوں کے سپرد کیا اور بعد چند روز تینوں شاہزادوں کو پابزنجیر کر کے ملک
مغیث کے سپرد کر کے قلعہ شادی آباد مندو کی طرف بھیجا اور خود بدولت و اقبال کوہ جابیہ کے بدمعاشوں اور
سرکشوں کی گوشمال میں متوجہ ہوا اور بہ کوچ متواتر جا کر جوش کھیم کا سد توڑا اور وہاں سے بسبیل استعجال طے
مسافت کر کے اس حدود کے متمردوں کو تیغ بیدریغ سے ہلاک کر کے خاک مذلت پر ڈالا اور کوہ جابیہ کا راج
پیادہ پا جنگل کی طرف بھاگ گیا اہل و عیال اور مال و منال اسکا لشکر اسلام کے ہاتھ آیا قصبہ اور شہر
غارت ہوا اور لڑکے اور لڑکیاں بہت دستگیر ہوئے اس وقت سلطان ہوشنگ نے مظفر اور مسعود ہو کر
اپنے دارالملک کی طرف مراجعت کی اور قلعہ ہوشنگ آباد میں موسم برسات بسر کیا اس عرصہ میں ایک دن
بقصد شکار سوار ہوا اثنائے سیر میں لعل بدخشانی تاج سلطانی سے جدا ہو کر گر پڑا اور تیسرے دن ایک پیادہ نے
لا کر حضور میں گذرانا پانسو تنکہ انعام فرمائے اور سلطان ہوشنگ نے ساتھ اس تقریب کے ایک حکایت
نقل کی کہ ایک دن ایک لعل سلطان فیروز شاہ کے تاج سے جدا ہو کر گر پڑا اور اسے بھی ایک پیادہ نے
لا کر گذرانا فیروز شاہ نے اسے پانسو تنکہ مرحمت فرمائے اور یہ ارشاد کیا کہ یہ علامت اور تشبیہ فناے عمر کے
عرصہ ہونے کی ہے اور بعد چند روز کے اس دار فانی سے رحلت کی اور میں بھی جانتا ہوں کہ زوال میری عمر کا
نزدیک ہوا اب چند نفس سے زیادہ تر باقی نہیں رہے حضار مجلس بعد دعا و ثنا کے عرض پیرا ہوئے کہ سلطان فیروز شاہ
نے یہ بات اس روز کہی تھی کہ عمر اسکی نوے سال کو پہونچ چکی تھی اور حضرت سلطان ابھی آغاز جوانی اور کامرانی میں
ہیں سلطان ہوشنگ نے کہا اے خاص عمر زیادہ اور کم نہیں ہو سکتے جوان اور بوڑھے کو اس امر ناگزیر سے چارہ نہیں
اس بارہ میں حق سبحانہ تعالی فرماتا ہے۔ اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون۔ آخرش جو سلطان
نے فرمایا تھا وہی ہوا یعنی چند روز کے بعد سلطان مرض سلس البول میں مبتلا ہوا اور جب ضعف طبیعت پر
غالب ہوا اور آثار انتقال اور علامات ارتحال اپنی ذات پر مشاہدہ فرمائے ہوشنگ آباد سے شادی آباد مندو میں
تشریف لایا اور ایک دن دربار عام کر کے امرا اور وزرا اور افسران سپاہ کے سامنے انگوٹھی سلطنت کی اپنے
خلف الصدق غزنین خان کو عنایت فرمائی اور اسے ولی عہد کر کے ہاتھ اسکا ملک محمود خلجی المخاطب بہ محمود خان کے
سپرد فرمایا اور محمود خان نے لوازم آداب بجا لا کر عرض کی کہ جب تک بندہ کی ایک رمق زندگانی سے باقی رہیگا بندہ
اپنے تئیں خدمتگاری اور جان نثاری سے معاف نہ رکھیگا پھر سلطان نے امرا اور وزرا سے عموماً وصیت فرمائی

سلطان ہوشنگ کے پاس بھیجا اور ۸۳۰ھ آٹھ سو تیس ہجری مین ہوشنگ شاہ بقصد تسخیر کالپی کہ جو عبد القادر نام نوکر سلطان مبارک شاہ بادشاہ دہلی کے تصرف مین تھا مندو سے متوجہ ہوا جب اُس نواح مین پہونچا سُنا کہ سلطان ابراہیم شرقی بھی مع لشکر بسیار اپنے دار الملک جونپور سے کالپی کی تسخیر کے واسطے بکوچ متواتر آتا ہی ہوشنگ اُسکا دفع تسخیر کالپی پر مقدم رکھکر اُسکی جنگ مین متوجہ ہوا جس وقت دونون لشکر قریب پہونچے اور تنور جنگ آج کل مین گرم ہونے پر تھا شاہ ابراہیم شرقی کو خبر پہونچی کہ سلطان مبارک شاہ فرمانروا ے دہلی انتظار وقت کر کے جونپور کی طرف عازم ہوا ہی سلطان ابراہیم یہ خبر سنتے ہی عنان اختیار ہاتھ سے دیکر جونپور کی طرف راہی ہوا اور سلطان ہوشنگ بلا جنگ کالپی پر متصرف ہوا اور خطبہ اپنے نام پڑھا اور چند روز وہان رہکر وہان کی حکومت عبد القادر کو جو سابق مین وہان کا حاکم تھا عطا فرما کر مالوہ کی طرف مراجعت کی اثناے راہ مین تھانہ دارون کی عرضیان پہونچین کہ کوہ جاجہ کی طرف بدمعاشون نے ولایت مین آنکر بعضے مواضع اور قریات کو تاخت کر کے حوض بھیم کو ملجا و ماوا اپنا کیا ہی اور حوض بھیم کی کیفیت اس طور پر ہی کہ راے بھیم نے اپنے عہد دولت مین ایک مسافت کو کہ درمیان کوہ ہاے اُسکی ولایت کے واقع ہی سنگ کو تراش کر بند باندھا تھا اور عرض و طول اُسکا اس قدر ہی کہ دوسری طرف سے دکھائی نہین دیتا اور عمق اُسکا پیدا نہین الغرض بر وقت پہونچنے عرائض تھانہ داران سلطان ہوشنگ کی اولاد مین ایک نزاع واقع ہوئی شرح اس واقعہ کی یہ ہی کہ سلطان ہوشنگ کے سات فرزند اور تین دختر تھین اور تین بیٹے عالم خان حاکم آسیر کی بیٹی سے متولد ہوے تھے عثمان خان اور فتح خان اور ہیبت خان یہ آپس مین متفق تھے اور تین بیٹے دوسرے احمد خان اور عمر خان اور ابو اسحاق اُسکے بڑے بیٹے غزنین خان سے اتحاد رکھتے تھے اور ہمیشہ سے عثمان خان اور غزنین خان کے درمیان نزاع تھی ایک جماعت امرا و سپاہ سے اُسکی طرف اور کچھ اُسکی جانب تھے اور سلطان ہوشنگ اس مخالفت سے کلفت رکھتا تھا اور ملک مغیث اور بیٹا اُسکا محمود خان کہ نہایت عاقل اور کاردان تھے سلطان کی طلب رضا مین کوشش کرتے تھے اور غبار آزار بطرز دلپذیر اُسکی لوح خاطر سے دور کرتے تھے چنانچہ مکرر سلطان کی زبان پر گذرا کہ محمود خان میری ولیعہدی کی لیاقت رکھتا ہی ملک مغیث نے نہایت عجز و انکسار سے عرض کیا کہ شاہزادون کی عمر دراز ہو ہم دو بندہ ہین کہ ہمین خدمتگاری اور جانسپاری کے سوا کوئی اور امر مرکوز خاطر نہین ہی اور کالپی کے راستہ مین ایک روز عثمان خان نے اپنے بڑے بھائی غزنین خان کی نسبت بہت بے ادبی کی یہانتک کہ ایک اپنے نوکر کو سلطان زادہ غزنین خان کی حرم سرا مین بھیجا اور اُسنے جا کر غزنین خان کو برا بھلا کہا ہر چند پردہ دارون اور خواجہ سراؤن نے منع کیا ممنوع نہوا آخر کو اُن دونون کے درمیان مار پیٹ کی نوبت پہونچی ایک نے دوسرے کو لات اور گھونسا مارا اور شہزادہ عثمان خان اپنی قباحت پر خیال کر کے باپ کے غضب سے ڈرا اور اُردو سے نکل گیا پھر اس مقام مین اور کسی امر کا مرتکب نہوا اور امرا نے عاقبت اندیش کو بوعدہاے دلفریب فریفتہ کر کے غدر پر آمادہ ہوا اور سلطان ہوشنگ اُن برائیون سے واقف ہو کر زیادہ تر

کر کے خود بنفس نفیس میدان کارزار میں اس قدر کوشش کی کہ نسیم فتح اُسکے نشانوں پر چلنے لگی اور سلطان ہوشنگ
بازوے شجاعت سست کر کے پھر قلعہ سارنگ پور میں پناہ لے گیا اور اس دن چار ہزار اور دو سو آدمی
مالوہی معرکہ در حالت مغروری میں تیغ بیدریغ سے ہلاک ہوے اور اُنکا تمام ساز و اسباب اور اثاثہ تجمل
گجراتیوں کو نصیب ہوا اور جب سلطان احمد شاہ گجراتی اپنی سرحد پر پہونچا سلطان ہوشنگ شادی آباد مندو میں در آیا
اور شکست و ریخت اپنی درست کی اور سلطان ہوشنگ کی جاجنگر جانے اور واپس آنے کی یہی قوی روایت
ہے جو بیان مذکور ہے اور دوسری روایت جو کہ ضعف سے خالی نہیں وہ وقائع گجرات میں تحریر ہوئی ہے اسی پر
اکتفا کی دوبارہ اُس کی تکرار اس مقام میں مناسب نہ جانکر قلم انداز کی اور سلطان ہوشنگ اسی سال
میں قلعۂ کاکرون کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا اور عرصۂ قلیل میں اپنے تصرف میں لایا اور پھر اُسی سال قلعہ
گوالیار کی عزیمت تسخیر میں بکوچ متواتر منزل مقصود میں پہونچکر قلعہ کو گھیرا اور بعد ایک مہینے اور چند روز
کے سلطان مبارک شاہ بن خضر خان بیانہ کے راستہ سے راے گوالیار کی کمک کے واسطے فوج کش ہوا اور
جب یہ خبر مشہور ہوئی پاے قلعہ سے برخاست کر کے دہل پور کے تالاب پر گیا اور چند روز کے بعد حرف صلح
درمیان میں آیا ایکنے دوسرے کو تحفہ دیکر راضی کیا اور پھر اپنے اپنے دار الملک کی طرف معاودت کی
اور سنہ ۸۳۰ آٹھ سو تیس ہجری میں سلطان احمد شاہ بہمنی والی دکن نے بقصد تسخیر قلعہ کھیرلہ عزیمت فرمائی بعد
وصول منزل احاطہ کر کے اس کی تسخیر میں ساعی ہوا اور ضابطہ حصار یعنی نرسنگھ راے مقتول
کے فرزند نے جو سلطان ہوشنگ کی طرف سے وہاں کا حاکم تھا سلطان ہوشنگ کے پاس ایلچی بھیجکر امداد
طلب کی چنانچہ سلطان ہوشنگ اس طرف روانہ ہوا جب قلعہ کھیرلہ کے قریب پہونچا دکنی کوچ کر کے اپنی ولایت
کی طرف متوجہ ہوئے اور ہوشنگ شاہ نے یہ امر دکنیوں کے عجز اور کم ہمتی پر گمان کیا اور سمجھا کہ انھوں نے
ہم سے ڈر کر ترک محاصرہ کیا پھر راے کھیرلہ کے بہکانے سے تعاقب کیا اور سلطان احمد شاہ بہمنی مع
چند امراے خاصہ خیل کمین میں ایستادہ ہوا اور باقی لشکر کو مقابلہ اور مقاتلہ کے واسطے مامور کیا اور سلطان
ہوشنگ کہ بطور تاخت تعاقب کر کے مسافت طے کرتا تھا اثناے راہ میں فوج دکنیوں کو آمادۂ قتال و مستعد جدال
دیکھکر ایستادہ ہوا ہر چند لشکر اپنا قلیل دیکھا لیکن مردم عقب کے آنے کا انتظار نہ کھینچکر محاربہ میں مشغول ہوا
شاہ احمد بہمنی بہ تدبیر موافق تقدیر کے جا ملکر کمین گاہ سے باہر آیا اور سلطان ہوشنگ کی پشت کی طرف سے
آنکر حملہ آور ہوا اور سلطان ہوشنگ جو ان لوگوں سے بے خبر تھا مضطرب ہوا اور بعادت قدیم دکنیوں
سے شکست فاحش پاکر اموال و اثقال چھوڑکر بھاگا اور اُسکی عورتیں اور بیٹیاں تمام مردم فوج کے ہاتھ اسیر
ہوئیں اور سلطان احمد شاہ اس جماعت کی گرفتاری سے آگاہ ہو کر طریق مروت مسلوک رکھکر اپنے چند امیران
معتمد کو معین کر کے اُنکی حفاظت میں نہایت درجہ کوشش کی اور لوازم ضیافت اور مہمانداری بجا لا کر ہر ایک
کو مائدہ زریں اور جواہرہ سے اختصاص بخشا اور مردم امین اور دیانت دار کے ہمراہ کر کے مع پانسو سوار

اُسکا انیس کوس بلکہ زیادہ ہوگا اور بجاے خندق اُسکے گرداگرد ایک غار نہایت عمیق ایسا واقع تھا کہ جنگ کرنا اُس قلعہ پر ممکن نہین اور قلعہ کے اندر آب و علف بہت تھا اور اس قدر زمین کہ گنجائش زراعت فراوان ہوے اس مین موجود تھی اور ایک لشکر چاہیے کہ اُسکو محاصرہ کرے بسبب بعد مسافت کے ممکن نہین کس واسطے کہ اُس قلعہ کا تمام محاصرہ کرنا امکان کے باہر تھا اور اکثر مقام اُس قلعہ کے اطراف کے سپاہ کے فروکش ہونے کے لائق نہ تھے اور راستہ اُس دروازہ کا جو دکن کی طرف ساتھ تاراپور کے مشہور ہے نہایت سخت تھا چنانچہ سوار بہ مشکل تمام برآمد ہو سکے اور تم جس طرف سے قلعہ مین آنا چاہو تو پہلے تم کو نہایت دشوار گذار ٹیلہ طے کرنا ہوگا اور وہ آدمی کہ راستون کی محافظت کے واسطے قیام کرتے تھے راستون کی دوری اور پہاڑون کے حائل ہونے کے سبب ایک دوسرے کے حال سے خبردار نہین ہوتے تھے اور راستہ اُس دروازہ کا جو دہلی کی جانب ہے دوسری راہون سے بہت آسان تھا القصہ سلطان احمد شاہ گجراتی نے محاصرہ مین صرفہ نہ دیکھکر ترک محاصرہ کیا اور ولایت کے تاخت و تاراج مین مشغول ہوا اور اُمین سے گذر کر سارنگپور کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان ہوشنگ نے اِس امر پر مطلع ہوکر دوسرے راستہ سے برابر تاخت اپنے حصار سارنگپور مین پہونچایا اور از راہ فریب سلطان احمد شاہ کو یہ پیغام بھیجا کہ حق اسلام درمیان مین ہے تاراجی انکی ولایت کی اور خونریزی اُن کی بہت وبال رکھتی ہے اور کیونکر صف جنگ آراستہ ہووے کہ مسلمان جماعت جماعت اور فوج فوج کشتہ ہونگے لائق و انسب یہ ہے کہ زیادہ تر اس سے خرابی نہ پسند کرین اور عنان عزیمت اپنے دارالملک کی طرف منعطف کرین کہ پیچھے سے ایلچی مع پیشکش پہونچیگا سلطان احمد شاہ گجراتی نے اعتماد اُس کی باتون پر کرکے اس رات کو لشکر کی محافظت اور حزم و احتیاط مین تامل اور تساہل کیا اور سلطان ہوشنگ انتظار وقت فرصت کرکے ماہ محرم کی بارھوین تاریخ ۸۲۶ھ آٹھسو چھبیس ہجری مین شبخون لایا جو گجراتی غافل تھے انکی طرف کے بہت آدمی قتل ہوے ازانجملہ سلطان احمد شاہ کی بارگاہ کے قریب راے ساست ولایت وندہ مع پانسو راجپوتان کے قتل ہوا اس وقت سلطان احمد شاہ گجراتی اپنے سرا پردہ سے برآمد ہوا جب احوال فوج کا دگرگون دیکھا مع ایک شخص اُردو سے برآمد ہوکر صحرا مین ایستادہ ہوا اور صبح کے قریب تمام فوج اُسکے پاس جمع ہوئی اور وہ صبح صادق کے ہوتے سلطان ہوشنگ کی فوج پر تاخت لایا اور معرکہ جدال و قتال کا ایسا گرم ہوا کہ دونون بادشاہ جنگ مین مستعد ہوکر زخمی ہوے آخرالامر سلطان ہوشنگ نے بھاگ کر سارنگپور کے قلعہ مین دم لیا اور سات ہاتھی جنگی مع غنائم دیگر گجراتیون کے ہاتھ آئے اور ربیع الثانی کی چوتھی کو سلطان احمد شاہ کوچ کرکے بفتح و فیروزی گجرات کی طرف عازم ہوا جب سلطان ہوشنگ نے اس امر سے اطلاع پائی نہایت دلیری و غرور سے قلعہ سارنگپور سے برآمد ہوکر گجراتیون کا تعاقب کیا اور بہت سے عقب ماندگان کو ہلاک کیا اور سلطان احمد شاہ نے ناچار ہوکر پھر بازگشت کی اور دونون لشکر کے درمیان آتش قتال افروختہ ہوئی اور اول حملہ مین سلطان ہوشنگ نے فوج غنیم کو درہم و برہم کیا اور سلطان احمد شاہ نے یہ حالت مشاہدہ

معاوضہ میں لیویں ستر اور جو ہیں زر نقد میں دوں گا جب ایلچی پلٹ آیا سلطان ہوشنگ نے اپنے آدمیوں
سے عہد لیا کہ جو کچھ میں فرماؤں اُس کے خلاف عمل میں نہ لانا پھر ورود موجود کا انتظار کرنے لگا جب وہ دن آیا
راجہ جاج نگر نے چالیس زنجیر فیل اُن کے قافلہ کی طرف بھیجے تو سوداگر دیکھکر پسند کریں پھر اپنے آنے سے
اعلام کر کے پیغام دیا کہ اسباب کو کھولکر گھوڑوں کو ساز و سامان سے درست رکھیں جو موسم برسات تھا
سلطان ہوشنگ نے پہلے عذر کر کے یہ بات کہی کہ ابر و ہوا موجود ہے ایسا نہو کہ مینھ برسے اور ہمارا اسباب
ضائع اور برباد ہو وے لیکن راجہ کے آدمیوں نے بتاکید تمام اسباب کھلوایا اِس درمیان میں راجہ بھی
پانسو آدمی ہمراہ لے کر آ پہونچا اور اشیا کے دیکھنے میں مشغول ہوا ناگاہ ابر شدید آ نکر برسنے لگا اور گرج کی آواز
اور بجلی کی چمک کی ہیبت سے ہاتھی بھاگے اور جو متاع کہ زمین پر گستردہ تھے ہاتھیوں کی پامالی سے خراب
ہو گئے اور وہ سپاہ جو سلطان ہوشنگ کے ہمراہ سوداگروں کے لباس میں آئی تھی وہ دریا دیوں کی
طرح جوش و خروش میں آئی اور سلطان ہوشنگ نے برسم سوداگراں کچھ بال اپنی ریش کے اُکھاڑ کر
یہ بات کہی کہ جب ہماری متاع خراب و ضائع ہوئی پھر ہمیں زندگانی بکار نہیں ہے یہ کہکر بالفعل اُس جماعت
کے جو اپنے ہمراہ لایا تھا گھوڑوں کی پشت پر سوار ہو کر راجہ کی طرف متوجہ ہوا اور راجہ مضطرب ہو کر بضرورت
جنگ میں مشغول ہوا اور سوداگروں کے اول حملہ میں منہزم ہوا اور کچھ لوگ اُس کے مارے گئے اور
کچھ شہر کی سمت بھاگ گئے اور راجہ زندہ گرفتار ہوا سلطان ہوشنگ نے اُس وقت راجہ سے یہ کلام کیا
کہ میں مالوہ کا سلطان ہوں اور ہاتھیوں کے خریدنے کو آیا ہوں جب اسباب ضائع ہوا لاچار میں نے
تجھے گرفتار کیا راجہ نے سلطان ہوشنگ کی کمال جرأت سے متعجب ہو کر اپنے امرا کو پیغام کیا کہ
تمام فیل خوب اور نامی بھیجو انھوں نے پچھتر ہاتھی سلطان ہوشنگ کی خدمت میں بھیجکر معذرت کی
سلطان ہوشنگ راجہ کو ہمراہ لیکر عازم مراجعت ہوا اور جب اُسکی سرحد سے برآمد ہوا راجہ کو رخصت کیا وہ اپنے
شہر میں داخل ہوا چونکہ راجہ کو سلطان ہوشنگ کی شجاعت پسند آئی تھی چند فیل نامی اور اُسکے واسطے بھیجکر عذر خواہ ہوا اور
سلطان ہوشنگ نے راستہ میں سُنا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی مملکت کو خالی دیکھکر مالوہ میں در آیا اور بالفعل
شادی آباد مندو کو محاصرہ رکھتا ہے اس واسطے جب ولایت کھیرلہ میں پہونچا از روے احتیاط اور ہوشیاری کے
عازم تسخیر اُس حدود کا ہوا اور وہاں کا راجہ کہ مطیع تھا اُسے گرفتار کر کے قید کیا اور قلعہ کھیرلہ پر متصرف ہو کر اپنے
معتمد کے سپرد کیا اور ہمراہ اُس لشکر کے کہ مالوہ سے اُسکی خدمت میں پہونچا تھا شادی آباد مندو کی سمت
روانہ ہوا اور جب قریب پہونچا سلطان احمد شاہ گجراتی امرا اور سپاہ کو مورچوں سے طلب کر کے جنگ پر مستعد
ہوا سلطان ہوشنگ جنگ سے پہلو تہی کر کے دروازہ تارا پور کی طرف سے جا کر قلعہ میں داخل ہوا
چونکہ شادی آباد مندو کا قلعہ نہایت سنگین اور دنیا کے قلعجات میں سے ایک ہی تھا مناسب محل کچھ احوال
محل وہاں کا کہ کاتب حروف یعنی ملا محمد قاسم فرشتہ کی نظر سے گذرا تھا لکھا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ پہاڑ نہایت رفیع اور دور

گجرات کی طرف معاودت فرماکر اُن مفسدون کو کہ باعث فتنہ وفساد ہوئے ہین گوشمالی بواجبی دیوین اور سال آیندہ
مین بخاطر جمع مالوہ کی تسخیر مین مشغول ہووین القصہ احمد شاہ گجراتی اس قرارداد پر دھار سے مراجعت کر کے
گجرات مین داخل ہوا اور اُس سال مالوہ مین جب کچھ آثار نجابت اور کاردانی ملک محمود فرزند ملک مغیث
کے جبین مبین پر واضح اور لائح ہوے سلطان ہوشنگ نے اُسے محمود خان خطاب دیکر مہمات ملکی مین
جو اُس کے باپ سے رجوع تھے شریک کیا اور جب کہین جاتا تھا ملک مغیث کو مہمات ملکی کے انتظام
کو قلعہ مین چھوڑتا تھا اور محمود خان کو اپنے ہمراہ رکاب لیجاتا تھا اور آخر سال مذکور مین سلطان احمد شاہ کو یہ تمنا
ہوئی کہ ولایت مالوہ مین جاؤن اور جو کچھ میرے ہاتھ سے بن آوے اس مین تقصیر نکرون سلطان ہوشنگ
نے اُسکے ارادہ پر آگاہ ہو کر ایلچیان زبان آور کو مع تحف وہدایا بھیجکر صلح چاہی سلطان احمد شاہ نے
پیشکش لیکر اس وقت احمد آباد کی طرف مراجعت کی اور سنہ ۸۲۸ھ آٹھ سو اٹھائیس ہجری مین سلطان ہوشنگ قلعہ کھیرلہ پر
جو برار کی سرحد مین ہے لشکر لیگیا اور حاکم کھیرلہ یعنی نرسنگھ راے مع پچاس ہزار سوار اور پیادہ مقابلہ کو آیا
اور بعد جنگ شدید سلطان ہوشنگ ظفریاب ہوا اور نرسنگھ راے مارا گیا پھر سلطان نے قلعہ سارنگ گڑھ
کو جو نرسنگھ راے کے متعلق تھا محاصرہ کرکے مفتوح کیا اور خزانہ اور چوراسی ہاتھی نامی دستیاب کیے اور نرسنگھ راے
کے بیٹے کو کہ قلعہ کھیرلہ مین تھا اپنا فرمان بردار اور باج گذار کرکے سالماً وغانماً شادی آباد مندو کی طرف
رونق افزا ہوا اور سنہ ۸۲۵ھ آٹھ سو پچیس ہجری مین سلطان ہوشنگ ایک ہزار سوار اپنے لشکر سے انتخاب
کرکے سوداگرون کے لباس مین ولایت جاجنگر کی طرف کہ مہینے بھر کا راستہ ہے متوجہ ہوا اور گھوڑے برنگ
نقرہ کہ وہان کا راجہ بہت دوست رکھتا تھا اور کچھ مال اور متاع جو اُس مملکت کے آدمی برغبت تمام لیتے تھے
اپنے ہمراہ لے گیا اور سلطان کی غرض اس سفر سے یہ تھی کہ گھوڑون اور متاع کے عوض مین ہاتھی انتخاب ہمراہ
لادے اور فیلون کی قوت سے سلطان احمد شاہ گجراتی سے انتقام لیوے لیکن جب جاج نگر کے اطراف مین
پہونچا ایک شخص کو جاج نگر کے راجہ کے پاس بھیجکر اعلام کیا کہ ایک سوداگر ہاتھی خریدنے کو آیا ہے
اور گھوڑے برنگ نقرہ اور سبزہ اور سرنگ اور کبود اور قماش ومال بھی بکثرت تمام ہمراہ لایا ہے
راے جاج نگر نے کہا کس واسطے شہر سے دور فروکش ہوا ہے ایلچی نے جواب دیا کہ سوداگر بہت
سے اُسکے ہمراہ آئے ہین وہ آب وصحرا دیکھکر مقیم ہوا ہے غرضکہ رسم اس ولایت کی یہ تھی کہ اگر کوئی سوداگر
معتبر آتا اور گھوڑے اور اسباب تجارت اپنے ہمراہ لاتا راجہ پیشتر آدمی بھیجتا کہ سوداگر گھوڑون کو زین
کرکے اسباب کو روے زمین پر قرینہ سے چنتا اور راجہ سوار ہو کر وہان پہونچکر اُس اسباب اور گھوڑون کو
ملاحظہ کرتا جو چیز پسند فرماتا اُسے ہاتھیون کے ساتھ معاوضہ کرتا یا قیمت نقد دیتا اس دستور اور قاعدہ
کے سبب راے جاج نگر نے کہا کہ مین فلان روز قافلہ کی طرف آؤن گا مناسب ہے کہ اس روز سب سوداگر
اپنے گھوڑے تیار رکھین اور اسباب نفیس اور اشیاے لطیف کو زمین پر چنین تو ملاحظہ کرکے اگر وہ ہاتھی

اس فکر کے اسکے دفع کا عازم جازم ہوا اور جب طرفین کا سامنا ہوا اور راجہ جالوارہ سے مدد نہ پہونچی سلطان ہوشنگ
نے مجبور ہو کر اپنی ولایت کی سمت مراجعت کی اور اس عرصہ میں نصیر خان فاروقی اس امر کا قاصد ہوا
کہ قلعہ تھالیر کو جو اسکے باپ نے اپنے چھوٹے بیٹے ملک افتخار کو دیا تھا اسکے ہاتھ سے چھین کر اپنے تصرف
میں لاوے اور جب نصیر خان فاروقی سلطان ہوشنگ سے طالب کمک ہوا اسنے اپنے بیٹے غزنین خان کو
مع پندرہ ہزار سوار اس کی مدد کے واسطے بھیجا نصیر خان فاروقی اس کی اعانت کے سبب قلعہ تھالیر
کو لیکر سلطان پور کے اطراف میں گیا سلطان احمد شاہ گجراتی اُن کی تادیب اور تنبیہ کے واسطے روانہ ہوا
اور زمینداران گجرات یعنی راجہ جالوارہ اور راجہ محمد آباد چپانیر اور راجہ نادوت اور ایدر نے درخواست پا کر عریضیاں
متواتر سلطان ہوشنگ کی خدمت میں روانہ کیں کہ اول مرتبہ اگرچہ خدمت گزاری میں تساہل اور تجاہل
واقع ہوا لیکن اس مرتبہ جانسپاری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت ہوگا اگر آں حضرت گجرات کی طرف متوجہ
ہوویں ہم کچھ راہبر آپ کی خدمت میں بھیجیں کہ وہ لشکر کو ایسے راستہ سے لیجاویں کہ ملک گجرات کے
پہونچنے تک سلطان احمد واقف نہووے جو یہ مخالفت عداوت سابق کے سوا ہوئی تھی سلطان ہوشنگ نے
اس ارادہ سے سامان جنگ درست کیا اور سنہ ۸۲۱ آٹھ سو اکیس ہجری میں مع شوکت تمام مہراسہ کے
راستہ سے گجرات کی عزیمت کی اتفاقاً اُن دنوں میں سلطان احمد سلطان پور اور ندربار کے اطراف میں
پہونچا غزنین خاں مالوہ کی سمت بھاگا اور نصیر خان فاروقی آسیر کی طرف گیا اور جب احمد شاہ گجراتی کو خبر
پہونچی کہ سلطان ہوشنگ مہراسہ کی طرف گیا ہے اُس کی آتش فتنہ کی تسکین تمام امور پر مقدم سمجھ کر استعجال
تمام مہراسہ کی سمت متوجہ ہوا اور باوجود کثرت بارندگی تھوڑے عرصہ میں بطور تاخت آپ کو وہاں پہونچایا
اور جاسوسوں نے ہوشنگ شاہ کو جب سلطان احمد کی آمد کی اطلاع دی بیقرار ہو کر زمینداروں کو کہ
جنھوں نے عریضیاں بھیجکر غبار فتنہ و فساد برپا کیا تھا اپنے حضور طلب کیا جب اُن سے پورے خیر نہ سوجھی
زبان ملامت کھولکر حروف ناسزا زبان زد کیے اور جس راستے سے کہ آیا تھا سر کھی کر پلٹ گیا احمد شاہ گجراتی
نے چند روز قصبہ مہراسہ میں توقف فرمایا تاکہ سپاہ ساتھ اُس کے ملحق ہووے اور بعد اجتماع لشکر ماہ صفر
سنہ ۸۲۲ آٹھ سو بائیس ہجری میں ولایت مالوہ کی طرف متوجہ ہوا اور بکوچ متواتر کالیاوہ کے نواح میں
مقام کیا اور سلطان ہوشنگ چند مرتبہ لڑ بھڑ کر جنگ میں مشغول ہوا اور بعد اس کے تاب مقاومت نہ لا کر
قلعہ شادی آباد مندو کی طرف گیا اور سپاہ سلطان احمد شاہ گجراتی نے شادی آباد مندو کے دروازہ تک
تعاقب کیا اور بہت غنائم دستیاب کیے اور خود بھی پیچھے سے ظفر آباد نعلچہ تک گیا اور چند روز وہاں مقام
کر کے افواج ولایت کے اطراف میں بھیجیں اور جو قلعہ شادی آباد مندو نہایت سنگین اور مستحکم تھا
ناچار عنان عزیمت دھار کی سمت معطوف کی اور وہاں سے چاہا کہ اوجین میں جاوے جو موسم برسات
پہونچا تھا امرا اور وزرا عرض پیرا ہوئے کہ صلاح دولت اس میں ہے کہ اس سال آنحضرت دار الملک

عیال واطفال اپنے ہمراہ قلعۂ شادی آباد مندو مین لے گئے تھے اس سبب سے اُس کی خدمت مین حاضر نہ ہوسکتے
تھے لہذا سلطان ہوشنگ کچھ لوگ اپنے ہمراہ لیکہ قصبۂ دھار سے قصبۂ مہر کی طرف گیا اور آتش جنگ
شعلہ زن کی اور ہر روز ایک جماعت اُس کے ہمراہیون سے زخمی ہوتی تھی اور کوئی تدبیر پیش نجاتی تھی سواسطے
سلطان ہوشنگ نے صلاح اِس مین دیکھی کہ وہان سے کوچ کرکے ولایت کے بیچ مین قیام پکڑے اور
آدمیون کو بھیجکر قصبون اور پرگنون پر متصرف ہووے اس درمیان مین ملک مغیث نے جو سلطان ہوشنگ کا
پھوپھی زاد بھائی تھا ملک خضر عرف میان آغا سے طریق مشورہ درمیان مین رکھا کہ اگرچہ موسیٰ خان جوان شائستہ ہے اور
ہمارا چچیرا بھائی ہوتا ہے لیکن سلطان ہوشنگ مردانگی اور دانشوری مین اپنا نظیر نہین رکھتا اور یہ سلطنت ارثاً اور کسباً
اُسے پہونچتی ہے اور مادر اس کے اُس نے ایام طفلی مین میری والدہ کے آغوش شفقت مین پرورش پائی صلاح
اس مین ہے کہ عنان مملکت اور فرمانروائی اس کے دست اقتدار مین سونپی جاوے ملک خضر المشہور میان آغا
نے رائے ملک مغیث کی پسند کی اور باتفاق شب کو قلعہ شادی آباد مندو سے برآمد ہوکر سلطان ہوشنگ
کے پاس حاضر ہوے اور سلطان ہوشنگ نے ملک مغیث کو وعدہ نیابت کا دے کر مسرور اور محظوظ کیا
اور موسیٰ خان نے جب یہ خبر سُنی رشتہ استقلال سلطنت کو مقراض مایوسی سے قطع کرکے اپنے انجام کار
مین متفکر ہوا اور آخر کو قلعہ خالی کرکے نکل گیا اور سلطان ہوشنگ نے قلعہ شادی آباد مندو مین جاکر
دارالامارہ مین قرار پکڑا اور ملک مغیث کو ملک اشرف خطاب دیکر منصب وزارت پر سرفراز کیا اور اُس کو
اپنے جمیع امور مین نائب اور قائم مقام کیا اور ۸۱۰ھ آٹھ سو دس ہجری مین جب شاہ مظفر نے حیات مستعار
قابض ارواح کے سپرد کی اور احمد شاہ بن محمد شاہ بن سلطان مظفر تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا فیروز خان
اور ہیبت خان فرزندان شاہ مظفر نے نشان عداوت خطۂ بھروج مین بلند کرکے سلطان ہوشنگ
سے اعانت طلب کی اُس نے حقوق پرورش مظفر شاہی اور اعانت احمد شاہ کو طاق نسیان پر رکھا اور کینہ
دیرینہ نے اُسے اس پر آمادہ کیا کہ ملک گجرات مین جاکر اس سلطنت کے قواعد کو مختل کرے لیکن
سلطان احمد شاہ یہ خبر سُنکر مع لشکر فراوان بھروج کی طرف گیا اور اُسے محاصرہ کیا اور فیروز خان اور
ہیبت خان سپاہ احمد شاہی کے خوف و ہراس سے امان طلب کرکے اُس سے جا ملے سلطان
ہوشنگ راہ سے مراجعت کرکے دھار مین آیا اور ابھی عرق ندامت اور خجالت کا اس کی پیشانی سے
خشک نہوا تھا کہ پھر مرتکب ایک حرکت شنیعہ کا ہوا وہ یہ ہے کہ ۸۲۶ھ آٹھ سو چھبیس ہجری مین سلطان ہوشنگ
کو خبر پہونچی کہ احمد شاہ گجراتی جالوارہ کے راجہ کے سر پر بنفس نفیس فوج کش ہوا ہے اور اُنھین دنون مین راجہ
جالوارہ کا عریضہ سلطان ہوشنگ کے پاس باستدعاے کمک پہونچا اور حامل عریضہ نے کمک کے بارہ مین
مبالغہ حد سے زیادہ تر کیا ہوشنگ شاہ معاہدات سابق کو بالکل فراموش کرکے مع لشکر کثیر دھار سے گجرات
کی طرف متوجہ ہوا اور اُس ممالک مین بہت خرابی پہونچائی اور سلطان احمد شاہ گجراتی بمجرد پہونچنے

کہ سلطان مظفر گجراتی کو یہ خبر پہونچی کہ الپ خان غوری نے اپنے باپ دلاور خان کو طمع دنیا کے سبب
زہر دے کر ہلاک کیا اور اپنا ہوشنگ شاہ نام رکھا ہے چونکہ دلاور خاں غوری اور شاہ مظفر
گجراتی کے درمیان عقد اخوت یعنی بھائی چارہ تھا وہ سامان جنگ درست کر کے اس طرف متوجہ ہوا
سلطان ہوشنگ بھی بقصد جنگ قلعہ دھار سے برآمد ہوا اور سنہ ۸۱۰ آٹھ سو دس ہجری میں طرفین صف آرا
ہو کر نہایت مردی اور مردانگی سے جنگ میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ سلطان مظفر اس معرکہ میں زخمی ہوا
اور سلطان ہوشنگ گھوڑے سے گرا باوصف اس حال پر احتلال کے دونوں نے پاے شجاعت کو
متزلزل نہ کیا حرب و ضرب سے دست برد بیت مار رکھے چونکہ فتح اور شکست کوشش سے بیشتر ہوتی
عالم غیب سے نسیم فتح سلطان مظفر گجراتی کے پرچم مراد پر چلی اور ہوشنگ بھاگ کر قلعہ میں پناہ لے گیا
اور جب طاقت مقابلہ اپنے میں نہ پائی ناچار امان طلب کر کے شاہ مظفر گجراتی کے پاس حاضر ہوا اور اسوقت
سلطان نے اسے مع امرا مقید کر کے حوالاتیوں میں سپرد کیا اور اپنے بھائی خان اعظم نصرت خاں کو قلعہ
دھار میں مع جمعیت کثیر چھوڑا اور مالوہ کی سپاہ کو اپنا مطیع کر کے سالماً غانماً گجرات کی سمت متوجہ ہوا اور
نصرت خان ناکردہ کار نے حوارل سال رعایا کے مقدور سے محصول زیادہ طلب کیا اور بدسلوکی اختیار
کی اور سلطان مظفر گجرات میں پہونچ چکا تھا لشکر مالوہ نے فرصت پاکر نصرت خاں کو قلعہ دھار سے نکال دیا اور
چونکہ نصرت خان اس نواح میں توقف کر کے ولایت مالوہ سے جاتا تھا اس سبب سے یکجا کر کے بعضے
پس ماندوں کو ایذا پہنچائی مگر نصرت خاں شاہ مظفر کے خوف سے دھار کو چھوڑ کر قلعہ شادی آباد مندو
میں کہ ترویج سنگیں اسکے متعلقہ الروح کے ساتھ لاف برابری کا مارتے تھے متحصن ہوا اور سپاہ نے
موسیٰ خان کو جو سلطان ہوشنگ کا چچیرا بھائی ہوتا تھا اپنا سردار بنایا اور جب یہ خبر گجرات میں سلطان
ہوشنگ کو پہونچی اس نے عریضہ اپنے ہاتھ سے لکھکر سلطان مظفر کی خدمت میں بھیجا اس کا مضمون یہ
تھا کہ آں خداوند جہان وجہانیاں فقیر کے بجائے باپ اور چچا کے ہوتے ہیں اور جو بات کہ بعضے اہل غرض
نے معروض کی ہے حضور جانتا ہے کہ خلاف واقعہ ہے اور ان دنوں میں سننا جاتا ہے کہ امراے مالوہ
نے خان اعظم کی نسبت بے اعتدالی کی اور موسیٰ خان کو سردار بنایا اور وہ مالوہ پر متصرف ہو کر دم استقلال
کا مارتا ہے اگر فقیر کو قید سے رہا کر کے ممنون احسان فرماویں یقین ہے کہ بلاد ہاتھ آویں سلطان نے ایک
سال کے بعد اسے قید سے رہا کر کے عہدنامہ لیا اور سرانجام جنگ درست کر کے سنہ ۸۲۱ آٹھ سو اکیس
ہجری میں احمد شاہ کو سلطان ہوشنگ کی کمک کے واسطے رخصت کیا اور اسے دھار اور اسکے اطراف کو
اعدا کے تصرف سے برآوردہ کر کے اسے سپرد کیا اور خود مراجعت کی اور سلطان ہوشنگ نے چند روز دھار میں
استقامت کی تھی ایک جماعت جامعہ خیل سے اسکے پاس جمع ہوئی ایک شخص کو قلعہ شادی آباد مندو کی طرف لشکر
کی استمالت کو بھیجکر اپنے پاس طلب کیا یہ خبر سنکر سب سردار اور خوشحال ہو کر اس کے حوالی الملازمت ہوئے لیکن جو

ولایت مالوہ کو ضبط مین لایا اور دست تصرف مغلیہ کو اُس مملکت کے اطراف و اکناف سے کوتاہ کیا چونکہ ہمیشہ
اُس کے دل مین یہ خیال گذرتا تھا کہ شادی آباد مندو کو اپنا دارالملک بناؤن بلکہ کبھی کبھی جاکر اُس کی تعمیر مین
کوشش کرتا تھا اور پھر دھار کی طرف مراجعت کرتا تھا اور سنہ ۸۰۱ آٹھ سو ایک ہجری مین سلطان محمود بادشاہ دہلی
بوجہ صولت صاحبقران امیر تیمور کے گجرات کی طرف مفرور ہوا اور جب شاہ مظفر نے سلوک اسکی مرضی کے
موافق نہ کیا اُس سے رنجیدہ ہو کر دھار کی سمت متوجہ ہوا جس وقت مالوہ کی سرحد پر پہونچا دلاور خان نے
اپنے عزیز و اقارب اور امرا کو استقبال کے واسطے بھیجکر یہ حکم کیا کہ منزل بمنزل جشن اور ضیافت کرتے ہوئے
لاوین اور لوازم خدمت بہترین وجہ سے بجا لاوین اور جب دھار سے آٹھ کوس ادھر پہونچا دلاور خان خود بھی استقبال
کے تہیہ مین ہوا اور ہوشنگ کہ اپنے باپ دلاور خان سے اس امر مین راضی نہ تھا مع اکثر لشکر یا لوہ شادی آباد
مندو کی طرف گیا اور دلاور خان سلطان ناصر الدین محمود شاہ کی پیشوائی کو روانہ ہوا اور اُن حضرت کو باعزاز و
احترام تمام شہر دھار مین لایا اور تمام نقود اور جواہر اپنا سلطان کے ملاحظہ مین گذرانکر کہا کہ تمام نقد و جنس حضرت
کا ہے اور بندہ غلام اور جمیع اہل حرم پرستار ہین ناصر الدین محمود شاہ نہایت مسرور ہوا اور اُسے دعاے خیر دیکر
اُسمین سے جسقدر کہ حاجت تھی لیا باقی کو واپس دیا اور سنہ ۸۰۴ آٹھ سو چار ہجری مین محمود شاہ امراے دہلی کی
التماس کے موافق دلاور خان کو وداع کرکے اس طرف متوجہ ہوا اور ہوشنگ یہ خبر سنکر باپ کی ملازمت کا عازم
ہوا اس تین سال کی مدت مین کہ ہوشنگ مندو مین تھا ایک قلعہ سدا سکندر سے سنگین تر پتھر اور کانپ سے
بنانے لگا اور اُسے اپنے عہد سلطنت مین تیاری کو پہونچایا جیسا کہ اُسکی تعریف عنقریب آتی ہے اور جب
ناصر الدین محمود شاہ مرگیا اور دہلی کی سلطنت نے خلل تمام قبول کیا دعوی استقلال کا کرکے بطور سلاطین
خطبہ مالوہ کا اپنے نام پڑھا اور چتر اور سراپردہ اپنا سُرخ کیا منقول ہے کہ اسکا دادا جو غور کا باشندہ تھا بادشاہان
دہلی کی درگاہ مین صاحب جاہ ہوا اور اُسکا بیٹا درجہ امارت کو پہونچا اور اُسکا پوتا کہ دلاور خان غوری سے
مراد ہے وہ فیروز شاہ کے عہد مین امراے کبار سے ہوا اور سلطان محمود شاہ کے عہد مین جب مالوہ جاگیر مین
پایا آداب ملک داری مین سلاطین کی روش اختیار کی اور مدت دراز حسب خواہش دل بسر کی اور سنہ ۸۰۸
آٹھ سو آٹھ ہجری مین اس جہان فانی سے کوچ کیا اور بعضے کتب مین نظر سے گذرا کہ وہ ہوشنگ کی کوشش
سے مسموم ہوا مدت حکومت اُس کی بیس سال تھی ان مین سے کچھ اوپر چار برس [illegible] کی

ذکر ہوشنگ بن دلاور خان غوری کی سلطنت کا

الپ خان اپنے باپ کے بعد مالوہ کی حکومت پر متمکن ہوا اور طغراے حکومت اپنے نام لکھکر اپنے تئین
سلطان ہوشنگ ملقب کیا اور اُس نواح کے امیرون اور بزرگون نے اُس سے بیعت کی اور حلقہ
اُسکی اطاعت کا زیب گوش کیا لیکن ابھی مہمات سلطنت اور بنیاد دولت نے استحکام نہ پایا تھا کہ مخبر خبر لائے
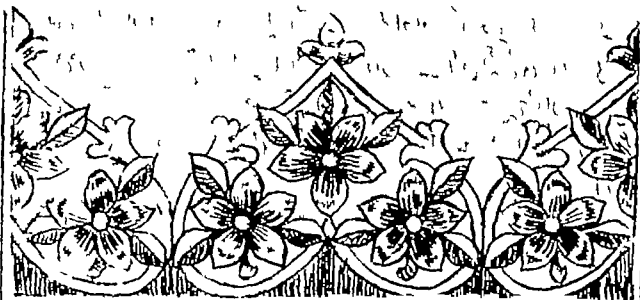
بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقالہ پانچواں حکام مملکت مالوہ اور مندو کے بیان میں

ناظرین پر تمکین پر پوشیدہ نرہے کہ بلاد مالوہ ایک مملکت وسیع ہے اور ہمیشہ حکام ہندوستان اس ملک میں رہتے تھے اور راجہائے کبار اور رایان نامدار مثل راجہ بکرماجیت کے کہ مدار تاریخ ہنود اسکی ابتدائے سلطنت سے ہے اور راجہ بھوج وغیرہ اور علاوہ اس کے اور راجہائے ہندوستان سے بھی مالوہ کی حکومت پر اختیار رکھتے تھے اور بعد سلطان محمود غزنوی کے جس کی وجہ سے اسلام ہندوستان میں شائع ہوا سلاطین دہلی میں سے سلطان غیاث الدین نے اس مملکت پر غلبہ پایا بعد اس کے سلطان محمد بن فیروز شاہ تک یہ مملکت بادشاہان دہلی کے تصرف میں رہی اور دلاور خان غوری نے کہ نام اصلی اسکا حسین اور سلطان شہاب الدین سام غوری کی اولاد میں سے تھا بعد قتل سلطان محمد بن فیروز شاہ کے اس مملکت کی حکومت قائم ہوکر باستقلال سلطنت کی اور اس وقت سے حاکم مالوہ بادشاہان دہلی کی اطاعت سے منحرف ہوا اور گیارہ نفر نے جداگانہ سنہ ۹۸۰ نو سو اسی ہجری تک ایک نے بعد دوسرے کے حکومت کی اور اس عرصہ میں ہرا جنے سلطان بہادر اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ مالوہ کی حکومت پر قائم ہوئے منقول ہے کہ محمد شاہ بن فیروز شاہ نے ایک جماعت کو کہ جنہے ایام فرار ہونے میں اسکی ہمراہی اور رفاقت کرکے وفاداری کی تھی جب وہ سلطنت پر قائم ہوا اعلیٰ قدر مراتب طریقہ رعایت وسلوک مسلوک رکھکر سرفراز کیا چنانچہ خواجہ سرور کو خطاب خواجہ جہاں دیکر وزیر کل کیا اور ظفر خان بن وجیہ الملک کو حاکم گجرات اور خضر خان کو حاکم ملتان اور دلاور خان غوری کو حاکم مالوہ کیا اور عاقبت الامر چاروں شخص صاحب سلطنت ہوکر شاہ ہوئے الغرض دلاور خان دھار میں مقیم ہوا اور بازوے شجاعت اور رائے صائب کی قوت سے

فولادی سے جدا ہوکر آنحضرت کی ملازمت مین حاضر ہوکر اختصاص پایا اور گجراتیون کی سلطنت اور دولت نے رجب کی چودھوین تاریخ سنہ ۹۸۰ نوسو اسی ہجری مین زوال قبول کیا مملکت گجرات جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے ممالک محروسہ مین داخل ہوئی اور اسی یورش مین قلعہ بندر سورت محمد حسین میرزا کے تصرف سے برآوردہ ہوا اور سلطان فلک آشیان مراجعت کے وقت جب نواح بھروج مین پہونچا والدہ چنگیز خان سلطان سے فریادی کہ میرے فرزند کو جہاز خان نے ناحق قتل کیا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے جہاز خان حبشی کو کہ ملازم رکاب تھا قصاص فرمایا اور شاہ مظفر کو اپنے ہمراہ آگرہ کی طرف لے گیا اور جس وقت کہ منعم خان خانخانان بنگالہ کی طرف جاتا تھا اُس کے سپرد کیا اور وہ اپنی بیٹی شہزادی خانم کو اُس کے عقد مین در لایا اور بعد چند عرصہ کے اُس سے بدگمان ہوکر اُسے قید کیا اور وہ فرصت کے وقت قید خانہ سے بھاگ کر سنہ ۹۸۹ نوسو نواسی ہجری مین ولایت گجرات مین گیا اور لشکر بہت بہم پہونچا کر قطب الدین خان حاکم گجرات سے لڑا اور اُسے قتل کیا اور نو برس کے بعد پھر احمد آباد گجرات پر متصرف ہوا اور خطبہ اپنے نام پڑھا اور چندے بادشاہی کی اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے سنہ ۹۹۱ نوسو اکانوے ہجری مین میرزا عبد الرحیم ولد بیرم خان ترکمان کو جس کا خطاب خانخانان تھا اُس کے دفع کے واسطے تعین کیا وہ تھوڑی جماعت سے احمد آباد کی طرف گیا اور شاہ مظفر کو جونا گڈھ کی طرف بھگایا اور پھر از سر نو گجرات اکبر بادشاہ کے تصرف مین آیا اور اب تک وہ مملکت بہشت آئین اُس خاندان عالی شان کے قبضہ مین ہے مظفر شاہ کی مدت سلطنت ہنگام تنزل تک تیرہ سال اور چند ماہ تھی فقط

اس سبب سے حبشیوں کی شوکت میں فتور عظیم نے راہ پائی الغ خان حبشی اور سادات خان بخاری شیر خان
فولادی سے جا ملے اور حسب گونہ استقلال شیر خاں فولادی کو حاصل ہوا سلطان مظفر فرصت پاکر ایک
روز قبل از غروب آفتاب کھڑکی سے برآمد ہوا اور بسبیل استعجال غیاث پور کی منازل میں کہ قریب
قصبہ سرکیج ہے الغ خاں کے دائرۂ لشکر میں پہونچا اور الغ خاں اسے دیکھتے ہی شیر خاں کی خدمت
میں گیا اور یہ بات کہی کہ شاہ مظفر بدون اس کے کہ مجھے پہلے اطلاع بخشے میرے لشکرگاہ میں آیا ہے لیکن
ابھی تک میں نے اس سے ملاقات نہیں کی ہے شیر خان فولادی نے کہا کہ مہمان عزیز ہوتا ہے تم جاکر حقوق
مہمانداری بجا لاؤ اور علی الصبح خط اعتماد خان کا شیر خاں فولادی کو پہونچا کہ مظفر شاہ فرزند محمود شاہ
ثالث کا صحیح النسب نہ تھا اس واسطے میں نے اس کو تخت شاہی سے اٹھا کر نکال دیا تاکہ میرزاؤں
کو بلاکر تخت سلطنت پر متمکن کرکے ملک گجرات ان کے سپرد کروں یہ خط پڑھکر شیر خاں فولادی نے
سید حامد کے لشکرگاہ میں جاکر استفسار کیا کہ مظفر شاہ کے جلوس کے وقت اعتماد خان نے کیا کہا تھا سید حامد
اور دیگر سادات نے جواب دیا کہ اعتماد خاں نے قرآن مجید اٹھا کر قسم کھائی تھی کہ یہ فرزند سلطان محمود ثالث
ہے اب اس نے یہ بات عداوت سے لکھی ہے شیر خاں فولادی سید حامد سے رخصت ہوا اور الغ خان حبشی کی
فرودگاہ میں آیا اور کمان ہاتھ میں لیکر جس طور سے کہ نوکر اپنے آقا کی ملازمت کرتا ہے سلطان مظفر کی شرف
ملازمت سے مشرف ہوا اور الغ خاں حبشی کے مکان سے سلطان کو سوار کرکے اپنے مکان پر لایا اور اس کی
خدمتگذاری میں قیام کیا اور اعتماد خان نے میرزاؤں کو بھروچ کی حدود سے طلب کیا جب یہ پانچ
چھ ہزار سوار لیکر احمد آباد میں پہونچے ہر روز ایک جماعت میرزاؤں کو مع مردم اختیار الملک کے
حبشیوں کی جنگ کے واسطے بھیجتا تھا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ مخالفت اور منازعت نے طول کھینچا اور اعتماد خان
نے جب دیکھا کہ کوئی تدبیر پیش نہیں جاتی ہے اس واسطے عرض داشت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے ملاحظہ
میں بھیجکر گجرات کی تسخیر کی ترغیب کی اور اتفاق حسنہ سے اس وقت کہ سنہ ۹۸۰ نو سو اسی ہجری تھی جلال الدین
محمد اکبر بادشاہ ناگور کی طرف تشریف لایا اور میر محمد خاں کو جو خان کلاں مشہور تھا مع جماعت کثیر امرائے نامدار گجرات
کی تسخیر کے واسطے بھیجا تھا اور جب میر محمد خان راجہ سروہی کی سرحد سے رخصت ہوا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ
بسعادت و اقبال میر محمد خان کے لشکرگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور اس وقت میں عرضیاں جانب گجرات کی پہونچیں
پھر وہاں سے بلا توقف گجرات کی عزیمت کی چنانچہ اس تفصیل سے جو اپنے مقام میں مذکور ہے رایات نصرت
آیات اکبری پٹن گجرات کی حدود میں پہونچی شیر خاں فولادی کہ اس وقت احمد آباد کو محاصرہ میں رکھتا تھا جو اس
ہو کر کسی طرف مفرور ہوا اور ابراہیم حسین مرزا اور بھائی اس کے بڑودہ اور بھروچ کی سمت راہی ہوئے
اور اعتماد خاں اور میرزا ابو تراب شیرازی اور الغ خان حبشی اور جھجار خان اور اختیار الملک سلطان اکبر
فلک آشیان کا احرام آستان ماند کعبہ دولت خواہوں کے سلک میں منتظم ہوئے اور شاہ مظفر نے شیر خاں

رعایت کے سبب کہ اعتماد خان نے اُس پر مبذول رکھا تھا اُس کے کہنے پر عمل کرکے فوراً قلعہ
خالی کیا اور مظفر شاہ نے اپنے مکان مین جاکر استقامت فرمائی درمیان اس حال کے مخبرون نے
خبر پہونچائی کہ میرزایان ولایت مالوہ سے بھاگ آئے اور راستہ مین جب خبر چنگیز خان کے
قتل کی سُنی خوش دل اور مسرور ہوکر ولایت بھروج اور سورت کی طرف اس نیت سے متوجہ ہوئے
کہ اس صوبہ پر متصرف ہووین اور اختیار الملک اور الغ خان نے اعتماد خان کے مکان پر جاکر یہ بات
کہی کہ ولایت بھروج حاکم سے خالی ہے اور یہ بھی کہتے ہین کہ میرزایان مذکور اُس طرف متوجہ ہین
بہتر یہ ہے کہ تمام امرا جمعیت کرکے بھروج کی طرف روانہ ہووین اور اُس مقام کو اپنے قبضہ تصرف مین
لاوین اور اس کام مین تامل اور تساہل کو اپنی طبیعت مین ہرگز راہ نہ دیوین کس واسطے
کہ بھروج اگر میرزایان کے تصرف مین درآوے گا پھر نہایت دشواری سے اس جماعت کے تصرف
سے برآوردہ ہوگا اعتماد خان نے اپنا آدمی شیر خان فولادی کے پاس بھیجکر صلاح پوچھی شیر خان نے
اسی راے سے اتفاق کیا اور یہ قرار پایا کہ تمام افواج کے تین برن ہووین اول الغ خان مع جبشیان
ایک منزل آگے جاوے جب وہ اس منزل سے کوچ کرے اعتماد خان اور اختیار الملک اور امراے
دیگر کہ برن دوسرا ہے اُس منزل مین فروکش ہووے اور جب برن دوسرا اس منزل سے آگے بڑھے
تیسرا برن کہ شیر خان فولادی و دیگر امرا سے مراد ہے اس منزل مین قیام کرے اور سادات خان بخاری
اپنی جگہ اور مقام مین رہے جب اس راے سے قرار پکڑا الغ خان اور جہاز خان اور سیف الملک مع
جبشیان تمام محمود آباد مین پہونچے اعتماد خان متوہم ہوا اور شہر سے باہر جاکر یہ عزیمت فسخ کی الغ خان
اور اُس کے یاران ہمدم یہ حرکت اُس کی ظرافت پر گمان کرکے آپس مین کہنے لگے کہ ہم نے اس کے
دشمن چنگیز خان کو جو اپنا مثل نرکھتا تھا ہلاک کیا اور یہ ہم سے نفاق کرتا ہے صلاح یہ ہے کہ اس کی ولایت آپس
مین تقسیم کرکے متصرف ہووین چنانچہ قرارداد پر عزم مصمم کرکے پرگنہ کنبایت اور پرگنہ جلاد اور بعضے اور
پرگنات پر متصرف ہوئے اس صورت مین میرزاؤن کو فرصت ہوئی کہ قلعہ جنبانیر اور قلعہ بندر سورت
اور دیگر مواضع پر قابض ہووے اور رستم خان جو قلعہ بھروج مین قلعہ بند ہوا تھا میرزاؤن سے لڑا
آخر کو امان چاہی اور قلعہ اُن کے سپرد کرکے برآمد ہوا اور جب مردم بے جاگیر گجرات کے شہر سے برآمد
ہوکر الغ خان کے شریک ہوئے الغ خان نے جہاز خان سے کہا کہ جو سپاہی شہر سے برآمد ہوکر
ہمارے پاس آئے ہین مناسب ہے کہ اعتماد خان کے پرگنات مین سے اس جماعت کے ماوجب کے لیے
جاگیر مقرر کرین جہاز خان نے کہا کہ جو کچھ اس جماعت کو دیتے ہو وہ مجھے دو اور جو اس گروہ سے
امید کی ہے وہ مجھسے وقوع مین آوے گی الغرض ان باتون کے سبب الغ خان اور جہاز خان کے درمیان
تنازع واقع ہوا پھر اعتماد خان فرصت پاکر جہاز خان کو مکر و فریب ... سے فریفتہ کرکے اپنے پاس لے گیا

پیش دستی کر کے چنگیز خاں کو قتل کیا جاہیے غرضکہ دوسرے دن الغ خان اور جہار خان حبشی اپنے
یاروں کو لیکر سوار ہوئے اور چنگیز خاں کے دربار میں گئے اور جو اُنکے لشکری اور ہوا دار اُس کے
حاضر ہوئے تھے آدمی بھیجکر انھیں دعا ہونچائی اور پیغام دیا کہ اشارہ کے موافق حاضر ہیں اور جلدی
چوگان بازی کے واسطے چلیں اور چنگیز خان شراب صبح کہ جس کو صبوحی کہتے ہیں پی کر مدہوش اور
سرخوش تھا ایک گھوڑا کہ بڑا اگرمی کا بہنکر تنہا مکان سے برآمد ہوا اور باتفاق حریفان دغا پیشہ میدان
بہدر کی طرف توجہ فرمائی جب تھوڑی راہ قطع کی الغ خان حبشی جو چنگیز خاں کے داہنی طرف اور جہار خان
بائیں سمت جاتے تھے اشارہ کیا کہ فرصت غنیمت ہے یہ سنتے ہی جہار خان حبشی نے فوراً ایک
ضرب شمشیر خونریز ایسی چنگیز خاں کے رسید کی کہ ایک ہی وار میں سر اُس کا تن مبارک سے جدا
ہوا اور لاش اس کی خون کی ندی میں غرق ہوئی اور وہاں سے جلو ریز اپنے مکانوں میں جاکر جنگ کے
مستعد ہوئے اختیار الملک بھی ان کی موافقت پر آمادہ ہوا اور رستم خاں بھانجا چنگیز خان
کا کہ پیچھے سے مع فوج آتا تھا لاش ماموں کی ہاتھی پر ڈال کر بدون اُس کے کہ مکان پر لیجائے
بھروچ کی طرف روانہ ہوا اور اوباش شہر نے دست تاراج مردم چنگیز خان پر دراز کیا اور جب
یہ تحقیق ہوا کہ رستم خاں بھروچ کی طرف گیا الغ خان حبشی اور اختیار الملک اور جہار خان
اور بھی امرا قلعہ ارک میں کہ ساتھ بہدر کے شہرت رکھتا ہے داخل ہوئے اور ایک خط اعتماد خان
کو سامنے لکھکر حقیقت حال سے اطلاع بخشی اور اُسے احمد آباد کی طرف طلب کیا اور اسی دن
بدر خان اور محمد خان پسران شیر خان فولادی تہنیت اور مبارکباد کے واسطے شہر میں آئے اور ہر ایک
امرائے لشکر کے واسطے ایک گھوڑا پیشکش لائے اور الغ خان اور جہار خان حبشی نے امرائے
مذکور کے ساتھ جاگیر از سر نو مقرر کی اور وہ اپنے مکانوں کی طرف پلٹ گئے دوسرے دن شیر خان
فولادی نے جاسوس بھیجکر خبر لی کہ مردم امرا سے کوئی شخص محافظت کے واسطے بہدر میں نہیں
رہتا ہے اس واسطے چنگیز خاں کے قتل کی تیسری رات کو سادات خاں کو کہ ایک امرائے شیر خاں سے
تھا مع تین سو آدمی بھیجا اور اُس نے آتے ہی دیوار قلعہ کی خانپور کی طرف سے مسمار کر کے بہدر پر
متصرف کی اور بعد چند روز کے اعتماد خان سلطان مظفر کو اپنے ہمراہ لے کر احمد آباد میں آیا اور جو قلعہ
بہدر سادات خاں کے تصرف میں تھا مظفر شاہ اپنے مکان میں مقیم ہوا اور قلعہ بہدر کی رہائی
کے بارہ میں ایک خط شیر خان کو تحریر کیا مضمون اُس کا یہ تھا کہ قلعہ بہدر سلاطین کا مکان
ہے جب بادشاہ ہو وے ملازمین اور ہوا خواہوں کو لازم ہے کہ اپنے صاحب کے مکان کی محافظت
کریں نہ یہ کہ خود اس میں سکونت کر کے متصرف ہو ویں اب کہ سلطان بنفس نفیس شہر میں
داخل ہوا سادات خاں کو فہمائش کرو کہ قلعہ بہدر کو خالی کرے شیر خان نے اُس حقوق کی

کانتہ کی طرف کہ عبارت کھار اور بہڑآب مہندری سے ہی ہوپہنچے بہت دن انتظار کھینچتے رہے کہ شاید اعتماد خان خود آوے یا اپنے بیٹے شیر خان کو بھیجکر مظفر شاہ کو لے جاوے جب اس سے صد اظاہر ہنوئی سلطان مظفر کو ہمراہ اپنے دونگر پور کی طرف لے جاکر اعتماد خان کے سپرد کیا اور بعد چند روز کے اعتماد خان سے اپنے سپاہیون کے واسطے خرچ طلب کیا اعتماد خان نے جواب دیا کہ میری جاگیر کا حاصل سب پر ظاہر ہی کہ جس قدر ہی اور ہر سال کیا صرف ہوتا ہی اور پھر شہر نہین ہی کہ کسی شخص سے قرض لیکر دیا جاوے اس سبب سے الغ خان حبشی اور امرا اعتماد خان سے آزردہ ہوئے چنگیز خان نے اس امر پر اطلاع پائی خطوط استمالت ہر ایک کو بھیجکر اپنے حضور طلب کیا الغ خان اور جہانخان اور سیف الملک اور بھی حبشی اعتماد خان کی بلا اجازت معمور آباد کی طرف متوجہ ہوئے اور وہان سے اختیار الملک گجراتی سے ملاقات کرکے باتفاق یک دیگر احمد آباد کی سمت عازم ہوئے جب حوض کاکریہ پر جو شہر کے قریب ہی پہونچے اور لباس تبدیل کرنے کے واسطے سلطان محمود کے باغ مین فروکش ہوئے اس درمیان مین چنگیز خان اُن کے استقبال کو روانہ ہوا اختیار الملک اور الغ خان اور حبشیان کو باغ مین دیکھا ان کی تسلی اور دلجوئی کی الغ خان اور جہاز خان بولے کہ تمام عالم اور عالمیان پر روشن اور ہویدا ہی کہ ہم سب سلطان محمود کے غلام اور خانہ زاد ہین اگرچہ دولت نے ہم مین سے ایک کی طرف انتقال پایا ہو لیکن نسبت مین ہرگز فرق نہین ہی اور ملاقات مین رعایت اس نسبت کی چاہیئے کہ منظور رہے مناسب یہ کہ بندہاے سلطان سے چند نفر جنھون نے مزید خدمت کے باعث امتیاز پایا ہی اور اب وہ سب اس مجلس مین حاضر ہین من بعد جس وقت ملاقات اور سلام کو آوین امیدوار ہین کہ دربان کسی کو مانع نہووین چنگیز خان نے بانکسار تمام یہ امر قبول کیا اور امرا کو اپنے ہمراہ لیکر شہر مین آیا اور مکان خالی کرکے اُن کے سپرد کیے اور بعد چندے ایک مخبر نے آنکر الغ خان کو خبر کی کہ چنگیز خان تجھے اور جہاز خان کو تیغ قہر سے ہلاک کیا چاہتا ہی اور قرار دیا ہے کہ فجر کو تمہین میدان چوگان مین بلاکر ہنگام غفلت جو رنگ کرے اگر کل وہ تالاب کاکریہ کی طرف چوگان بازی کو گیا کچھ خوف نہین ہی کس واسطے کہ وہان صحرا وسیع ہی ہر طرف بھاگ سکوگے اور جو میدان بہدرین جو ارک کے مابین ہی گیا یقین جانو کہ کام مشکل ہی وہ وہان اپنا ارادہ ظہور مین لاوے گا اور ابھی جاسوس یعنی مخبر اس کلام سے فارغ نہوا تھا کہ چنگیز خان کا فرستادہ آیا اور بعد دعا کے یہ پیام دیا کہ کل چنگیز خان میدان بہدرین چوگان بازی کو جاوے گا تم بھی صبح کے وقت حاضر ہو الغ خان یہ خبر سنکر متردد اور مضطرب ہوا اور سوار ہوکر سیف الملک حبشی کے مکان پر گیا اور وہان جاکر جہاز خان اور رشیدی بدر شاہی اور محلدار خان اور خورشید خان کو بلاکر یہ راز ظاہر کیا اور بعد رد و بدل اور گفتگوے دراز سبھون نے یہ تجویز کی کہ پہلے سبقت او

محمود آباد کی سمت روانہ ہوئے اور مظفر شاہ کے برآمد ہونے کے وقت چنگیز خان احمد آباد میں درآیا اور اعتماد خان کے مکان میں قیام کیا اور شیر خان فولادی نے جب قصبۂ کری کے اطراف میں یہ خبر سنی چنگیز خان کو یہ پیغام بھیجا کہ یہ تمام ولایت اعتماد خاں کو سلطان کے مصارف ضروری کے واسطے چھوڑی گئی تھی اب جو تم تنہا اُس پر متصرف ہوئے ہو آئین مروت اور رسم فتوت سے بعید ہے اسکے بعد خود بھی مع جمعیت بسیار کوچ کرکے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا چنگیز خان نے دیکھا کہ اس وقت میں لڑنا لائق نہیں ہے اقرار کیا کہ جو ریاست دریائے سابرمتی کی اس طرف ہے تمہارے تعلق رہے اس سبب سے بعضے پورہ ہی احمد آباد کے مثل عثمان پور اور خان پور کے بھی شیر خان کے متعلق ہوئے اور چنگیز خان میرزایان موصوف سے نیک خدمتی اور حسن سلوک کے سبب باعزاز و تکریم پیش آیا اور میران محمد شاہ ولد میران مبارک شاہ جو فتح اول میں دلیر ہوا تھا مملکت گجرات شاہ سے خالی پاکر امرا کی منازعت اور مخالفت کو نعمت عظمیٰ تصور کرکے اُس مملکت کی تسخیر کے واسطے مع لشکر روانہ ہوا اور احمد آباد تک بانگ اشہب عزیمت کی نہ روکی اور چنگیز خان میرزایان کے باتفاق عازم جنگ ہوکر شہر سے برآمد ہوا اور بعد جنگ میران محمد شاہ نے شکست پائی پریشان اور بے سامان ہوکر آسیر کی طرف گیا اور جو فتح میرزایان کے حسن تردد سے واقع ہوئی تھی چنگیز خان نے اُن کی دلجوئی کرکے چند پرگنہ معمور اور آباد سرکار بھروچ سے اُن کی جاگیر مقرر کی اور انھیں واسطے اس کے کہ سامان اور استعداد بہم پہونچاویں جاگیر کی طرف رخصت دی اور میرزایان موصوف جب اپنی جاگیر میں گئے مردم اوباش اور واقعہ طلب اُن کے پاس فراہم ہوئے اور شرف الدین حسین میرزا کہ خواجہ عبید اللہ احرار کی اولاد سے تھا اور داماد جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کا ہوتا تھا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ سے روگرداں ہوکر میرزایان سے جاملا اس واسطے جاگیر نے ان کے خرچ پروداری کے بعضے محالوں پر چنگیز خان کی بلا اجازت متصرف ہوئے اور جب یہ خبر چنگیز خان کو پہونچی تین ہزار حبشی اور پانچ ہزار گجراتی اُن کے سر پر تعینات فرمائے اور میرزایان نے چنگیز خان کی فوج کو شکست دے کر کچھ آدمیوں کو تہ تیغ کرکے تعاقب کیا اور ایک جماعت حبشی اور گجراتی کو جو دستیاب ہوئی تھی انمیں جو خردسال اور بے ریش تھے خدمت حضور کے واسطے نگاہ رکھے اور جو کہ جوان ریش دار تھے تیر اُن کی ناک میں کھینچکے اور مشکیں باندھکر ایک حلقہ لکڑی کا ان کے گردن میں ڈالکر نہایت اہانت سے چھوڑ دیا اور جب ایسا کیا سمجھے کہ چنگیز خاں خود ہمارے مقابلہ کو آویگا علاج واقعہ پیش از وقوع عمل میں لائے یعنے چنگیز خان ابھی اپنے مقام سے نہ ہلا تھا کہ یہ ولایت برہان پور کی طرف متوجہ ہوئے اور وہاں بھی دست اندار ہوکر ولایت مالوہ کی طرف گئے اور باقی احوال اُن کا محمد اکبر بادشاہ کے ضمن میں مذکور ہے القصہ جب الغ خان اور جھار خان باتفاق شاہ مظفر ولایت

اور ناہمواری بہت رکھتا تھا اُتارا اور جس طرف کہ زمین ہموار تھی اُس طرف آرا بون مین زنجیر کھینچی اور محمد شاہ اور تفال خان اُس کے مقابل صف آرا ہو کر غروب آفتاب تک ایستادہ رہے چنگیز خان اپنے دائرہ سے باہر نہ آیا اور اس غرور اور رعونت کی شامت سے جو سر مین رکھتا تھا اس طرح کا خوف دہراس اُس پر غالب ہوا کہ رات کو مع تمامی لشکر بھاگ کر بہروج کی طرف گیا اور محمد شاہ فاروقی نے غنیمت بہت دستیاب کر کے ندربار تک پیچھا کیا اور پرگنہ پر متصرف ہوا اور اس عرصہ مین سلطان محمد میرزا کے بیٹے کہ چہ نفر تھے اور اسامی اُن کے یہ ہین محمد حسین میرزا مسعود الغ میرزا حسین مرزا مسعود حسین میرزا شاہ میرزا اسبب سبب جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے خوف سے سنبل سے بھاگ کر مالوہ کی طرف گئے اور جب لشکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا ۹۷۵ نوسو پچھتر ہجری مین مالوہ کی طرف متوجہ ہوا یہ ناچار اور لاعلاج ہو کر چنگیز خان سے ملحق ہوئے چنگیز خان نے اپنی تقویت کے واسطے انھین غائبانہ امرائے سلطان مظفر کی سلک مین منتظم کیا اور چند پرگنے اپنی ولایت سے انھین دیے اور اُسی سال باتفاق میرزایان مذکور اعتماد خان کے سر پر لشکر کھینچی پہلے بلا جنگ قصبۂ بروده پر متصرف ہوا جب محمود آباد مین پہونچا اعتماد خان کو پیغام بھیجا کہ عالم اور عالمیان پر ظاہر اور باہر ہوا ہے کہ باعث اصلی اور سبب حقیقی شکست تھا نیسر کا تیرے نفاق سے ہے کس واسطے کہ اگر ہماری کمک کے واسطے تو خود آتا یا ایک جماعت کو بھیجتا اصلاً غبار فرار دامن عالیہ پر نہ بیٹھتا اور اب فقیر تہنیت اور مبارکباد شاہی کہنے کو احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا ہے اور یقین ہے کہ اگر تم شہر مین رہوگے ایک مخالفت اور نزاع ظاہر آوے گی بہتر یہ ہے کہ مثل اور امرا اپنی جاگیر پر جا کر سکونت اختیار کرو اور دست تصرف سلطان کو قوت دو تو مملکت موروثی مین جس طور سے چاہے دست تصرف دراز کرے اعتماد خان نے پیغام پہونچنے سے بیشتر سامان فراہمی لشکر کیا تھا جب یہ پیغام پہونچا شاہ مظفر کے سر پر چتر بلند کر کے باتفاق سادات خان بخاری اور اختیار الملک اور ملک اشرف اور الغ خان اور جہاز خان حبشی اور سیف الملک شہر سے برآمد ہوا اور موضع کادری مین جو محمود آباد سے چھ کوس ہے طرفین کا سامنا ہوا اور صفوف جنگ آراستہ ہوئین جب نظر اعتماد خان کی فوج چنگیز خان پر پڑی اور سابق مین بھی میرزاؤن کی شجاعت اور مردانگی سنی تھی اس واسطے ہر ایک دلیر معرکۂ نبرد کو قابض ارواح تصور کر کے بلا جنگ دونگرپور کی طرف منفرور ہوا اور امرائے دیگر اعتماد خان پر آفرین کر کے ہر ایک نے ہر ایک طرف راہ فرار پائی سادات خان بخاری دولقہ کی سمت اور اختیار الملک معمور آباد کی طرف گئے الغ خان اور جہاز خان مع سپاہ سلطان مظفر کو ہمراہ لے کر احمد آباد کی طرف راہی ہوئے اور چنگیز خان نے فتح غیبی کے مشاہدہ سے نہایت مسرور اور محظوظ ہو کر میوہ مین نزول کیا اور دوسرے دن فجر کو الغ خان اور جہاز خان اور حبشیان شاہ مظفر کو لیکر کالپور کے دروازے سے برآمد ہو کر بیر لوپرا اور

بزرگوں کے سامنے قسم کھائی ہو کہ یہ بیٹا محمود شاہ کا ہو اور بزرگوں نے میرے قول کا اعتماد کر کے تاج شاہی
اُس کے سر پر رکھکر بیعت کی ہو اور یہ جو تو کہتا ہو کہ اُس کی مجلس میں تو کیوں بیٹھتا ہو تو جیسا تم کہتے ہو
ایسا ہی ہو سبب اُس کا یہ ہو کہ میری قدر و منزلت سلطان جنت آشیاں کے نزدیک سب سے
زیادہ تر تھی اور تو اُس زمانہ میں طفل صغیر تھا تیرا باپ عماد الملک شاہی اگر زندہ ہوتا تو اس بات کی تصدیق
کرتا اور یہ جوان کہ جسے تخت سلطنت پر جلوس کر کے زیب و زینت بخشی ہو میرا اور تیرا ولی نعمت
ہوتا ہو تیری خیریت اسی میں ہو کہ سر اُس کی خدمت گذاری سے نہ پھیرے اور جس طور کہ تیرا
باپ خدمت اُس کے والد ماجد کی کرتا تھا تو بھی اُس کی خدمت اپنے ذمہ ہمت پر واجب و لازم
جانکر ہمہ تن مصروف رہے تو پھل مراد کا درخت امید سے حاصل کرے الغرض شیر خاں فولادی
نے اس سوال و جواب سے اطلاع پائی اور چنگیز خاں کو ایک خط لکھا خلاصہ مضمون اُس کا یہ تھا کہ
تم چند روز پاؤں دامن صبر میں کھینچکر وزیر کے ساتھ طریق مدارا ہاتھ سے نہ دو اور نئے تقریب مسند عالی
کے ساتھ اظہار مخالفت نہ کرو لیکن چونکہ چنگیز خاں طمع کا دانت قصبۂ بروده پر لگائے ہوئے تھا
اس نے یہ امر قبول نہ کیا اور اعتماد خاں کو یہ پیام بھیجا کہ آدمی بہت میرے پاس فراہم ہوئے ہیں
اور یہ ولایت مختصر جو میرے تصرف میں ہو ساتھ اس جماعت کے کفایت نہیں کرتی ہو چونکہ حل و عقد
مہام مملکت اُس مسند عالی کی رائے خیر آثار کے مفوض ہو لہذا اس بارہ میں فکر فرمادیں
اعتماد خاں نے چاہا کہ ہم اس کو حکام برہان پور کے ساتھ منازعت میں ڈالیں تاکہ برہانپوریوں
کے خوف سے اس طرف کا ارادہ نہ کرے اس واسطے اس نوشتہ کے در جواب لکھ بھیجا کہ قصبہ
ندربار ہمیشہ امراے گجرات کے تصرف میں رہا اور جن دنوں میں کہ سلطان محمود قلعہ آسیر میں باتفاق
میران مبارک شاہ رہتا تھا میران مبارک شاہ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر حق سبحانہ تعالے ملک فرماندہی
ممالک گجرات کی میرے دست اقتدار میں سپرد فرماوے گا تو قصبۂ ندربار تجھے انعام فرماؤں گا
غرضکہ اس کے بعد جب سلطان شہید نے تخت جہانبانی پر جلوس فرمایا ایفاے وعدہ کے واسطے
کہ بزرگوں پر فرض میں ہو قصبۂ ندربار میران مبارک شاہ کو دیا اب سلطان کہ درجہ شہادت
میں پہونچا اور میران مبارک شاہ نے بھی رحلت کی صلاح یہ ہے کہ تم مع اپنی جمعیت کے جا کر قصبہ
ندربار پر جلد تر متصرف ہو کر زائد وظیفہ سمجھو اور آیندہ تمہارے بارہ میں فکر معقول کی جاویگی
چنگیز خاں فریب کھا کر فوج کی فراہمی میں مشغول ہوا اور ۹۷۴ نوسو چوہتر ہجری میں بکوچ متواتر
اُس طرف روانہ ہوا اور قصبہ ندربار پر متصرف ہو کر قدم حرص کا آگے بڑھایا یہاں تک کہ تھالنیر
کے حدود میں گیا اتفاقات سے اُن دنوں یہ خبر ہو چکی کہ میران محمد شاہ فاروقی ولد میران مبارک شاہ
مع تفال خان حاکم برار کی جنگ کو آتا ہو اور چنگیز خاں نے اپنا لشکر اُس مقام میں کہ لشنبہ مرار

لدین خان غوری اپنے قبضہ مین لایا اتفاق امراے گجرات سے کنارہ کش ہوا اعتماد خان سلطان مظفر
کو اپنا قیدی جانتا تھا اسے دربار کے روز خلق کے دکھانے کو تخت پر بٹھا کر خود اُس کے پیچھے
بیٹھتا تھا اور امرا اسلام اور مجرے کو حاضر ہوتے تھے اور جب چند روز اس وتیرہ پر گذرے
چنگیز خان اور شیر خان فولادی سلطنت کی تہنیت اور مبارکباد کے واسطے احمد آباد مین آئے اور
بعد ایک سال کے فتح خان سے بسبب قرب وجوار جاگیر کے فولادیون سے عداوت اور مخالفت
بہم پہونچی جنگ اُن کے درمیان واقع ہوئی اور فتح خان شکست پا کر اعتماد خان کے پاس
گیا اور اعتماد خان اس حرکت سے طیش مین آیا اور لشکر فراہم کر کے بشوکت تمام تر فولادیون کی سر پر گیا
اور فولادی قلعہ پٹن مین قلعہ بند ہوئے اور اپنی حرکت سے نادم اور پشیمان ہو کر بعجز پیش آئے
اعتماد خان نے عذر اُن کا قبول نہ کیا اور محاصرہ مین کوشش کی جب کام افغانان فولادی پر تنگ ہوا
جوانان خردسال اس جماعت کے جمع ہو کر موسےٰ خان اور شیر خان سے کہنے لگے کہ جس وقت یہ ہمارا
عجز و انکسار قبول نہین کرتے تو سواے لڑ مرنے کے اور چارہ نہین ہے پھر قریب پانسو آدمی ایکبارگی قلعہ
سے برآمد ہوئے اور موسےٰ خان اور شیر خان فولادی بھی اپنے ہمراہیون کو لیکر کہ وہ تین ہزار تھے
ناچار باہر آئے اور اعتماد خان مع لشکر گجرات کہ تیس ہزار سے زیادہ تھا میدان مین آ کر صف آرا
ہوا فولادیون نے اعتماد خان کی فوج خاص پر تاخت کر کے منہزم کیا حاجی خان یعنی سلیم شاہ بن شیر شاہ
کا غلام کہ عمدہ فوج اعتماد خان سے تھا بھاگ کر فولادیون کے پاس گیا فولادیون نے اعتماد خان
کو پیغام کیا کہ حاجی خان ہمارے پاس آیا اُس کی جاگیر اس کو واگذاشت کر اعتماد خان نے اُن کی التماس
پذیرانہ کی اور یہ جواب دیا کہ ہمارا نوکر تھا جب بھاگ گیا اُس کی جاگیر کیون دینی چاہیے موسیٰ خان
اور شیر خان جمعیت کر کے حاجی خان کی جاگیر پر جا کر قصبہ چوتھانہ مین مقیم ہوئے اعتماد خان افواج لیکر فراہم
کر کے اُن کے مقابلہ کو گیا اور چار ماہ مقابلہ مین پڑے رہے آخر جنگ کی نوبت آئی اعتماد خان اس
مرتبہ بھی شکست کھا کر بہروچ مین چنگیز خان کے پاس گیا اور اُسے مدد اور کمک کے واسطے لایا لیکن
صلاح جنگ مین نہ دیکھی صلح کی اور حاجی خان کی جاگیر واگذاشت کر کے احمد آباد گیا اور چنگیز خان نے
بھی دم استقلال سے مار کر اعتماد خان کو پیغام دیا کہ ہم اس درگاہ کے خانہ زاد ہین اور تمام امور
حرم پر اطلاع رکھتے ہین شاہ محمود شاہ ثالث فرزند نہین رکھتا تھا اب جو اس لڑکے کو شاہ محمود کا بیٹا
مشہور کیا ہے یہ کیا بات ہے اور تو اُس کے دربار مین بیٹھتا ہے اور تیرے ہی لوگ اُس کی نگہبانی کرتے
ہین اور جب تو دربار مین نہین آتا کوئی شخص اُس کے سلام کو نہین جاتا ہے اور اگر فی الواقع وہ
فرزند سلطان محمود شاہ ہے پس تو بھی مثل تمام امرا اور خاصہ خیل کے اُس کی خدمت مین حاضر رہ
اور جس وقت اور امرا دربار مین بیٹھین تو بھی بیٹھ اعتماد خان نے جواب دیا کہ مین نے بروز جلوس

اس کے پاس جمع ہوئے اور اعتماد خاں باتفاق عماد الملک پدر چنگیز خاں اور الغ خاں اور جھار خاں حبشی اور اختیار الملک اور امراے گجرات کے مع توپخانہ سید مبارک خاں کے سر پر گیا اور وہ اگرچہ اعتماد خاں کی نسبت جمعیت کم رکھتا تھا لیکن معرکہ قتال کو آراستہ کیا اور اس درمیان میں ایک گولہ توپ کا سید مبارک کے لگا کہ اُس کے صدمہ سے ہلاک ہوا اور سلطان احمد شکست کھا کر کھا گا چند روز صحرا اور جنگل میں سرگرداں رہا آخر اعتماد خاں سے ملاوہ سلوک قدیمی سے پیش آیا اور کسی کو اسکا سامنا نہیں کرایا اس صورت میں عماد الملک اور تاتار خاں غوری اعتماد خاں کے مکان پر آئے اور توپیں لگا کر قریب تھا کہ اعتماد خاں تاب مقاومت نہ لا کر پال کی طرف جو محمد آباد چھنیانیر کے لواح میں ہے گیا اور جمعیت کر کے قریب تھا کہ پھر آتش جنگ شعلہ زن ہو لوگوں نے درمیان میں آ کر صلح کروائی اور امر وکالت بدستور سابق اعتماد خاں کے سپرد کیا اور ولایت بھروچ اور محمد آباد چھنیانیر اور بادوت اور بھی پرگنات جو آب مہندری اور نربدہ کے درمیان تھے عماد الملک کی جاگیر قرار دی اور مواری ایک ہزار اور پانسو سوار کی جاگیر خاص سلطان احمد کے واسطے مقرر کی سلطان احمد کبھی کبھی بے عقلی اور نادانی سے اپنے سیدموں سے اعتماد خاں کے قتل کے بارہ میں مشورہ کرتا تھا اور بمقتضائے خردسالی تلوار سے درخت کیلہ کو دو ٹکڑے کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں اعتماد خاں کو بھی اسی طریق سے دو پرکالہ کروں گا جب اعتماد خاں اس حقیقت حال سے آگاہ ہوا پیش دستی کر کے ایک رات کو اُسے قتل کیا اور لاش اُس کی دیوار قلعہ سے محاذی مکان وجیہ الملک دریا میں پھکوا کر مشہور کیا کہ سلطان احمد نے دزدی کے واسطے وجیہ الملک کے مکان میں ورآیا تھا نادانستہ مارا گیا مدت اسکی حکومت کی آٹھ برس تھی ۔

ذکر سلطان مظفر بن محمود شاہ گجراتی کی شاہی کا

آخر سنہ ۹۶۹ نوسو انہتر ہجری میں اعتماد خاں نے ایک لڑکا امراے گجرات کی مجلس میں لا کر قسم کھائی کہ یہ بیٹا سلطان محمود شاہ کا ہے ماں اس کی جس وقت حاملہ ہوئی شاہ نے اسقاط حمل کو میرے سپرد کیا جو حمل سے پانچ مہینے گذر رہے تھے میں نے اس امر پر قیام نہ کیا پس امرائے جو اور چارہ نہ جانتے تھے تمام مملکت اپنے درمیان قسمت کر کے کمال مستولی ہم ہو گئے اور ولایت پٹن پرگنہ گدی تک موسیٰ خان اور شیر خان فولادی کے قبض و تصرف میں آئی اور رادھن پور اور تروارہ اور مور جو ساد دیگر پرگنات پر فتح خاں بلوچ متصرف ہوا اور جو پرگنے کہ آب صابرمتی اور مہندری کے درمیان واقع تھے اعتماد خان اُن پر متصرف ہوا اور بندر سورت اور بادوت اور محمد آباد چھنیانیر چنگیز خاں بن عماد الملک غلام ترک کے پاس رہا اور رستم خاں کے بھانجے چنگیز خاں کا تھا بھروچ پر متصرف ہوا اور دولقہ اور دندوقہ سید میراں ولد سید مبارک بخاری کی جاگیر میں مقرر ہوا اور قلعہ چانپانیر اور سورت کو

| ز تاریخ وفات این شہ خسرو | چو سے پرسی زوال خسروان بود |

سلطان محمود شاہ نیک نہاد اور پسندیدہ اطوار تھا اور اکثر اوقات علما اور فضلا کی صحبت مین بسر کرتا تھا اور روز ہاے بزرگ یعنی روز مولود اور وفات حضرت سید کائنات مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اور روز وفات اپنے جد و آبا اور دیگر روز ہاے متبرک مین فقرا و مساکین اور مستحقین کو کھانا کھلاتا تھا اور خود اپنے دست حق پرست مین آفتابہ لے کر آدمیون کے ہاتھ دھولاتا تھا اور پارچہ ہاے میر نصاف وغیرہ کہ اُس کی پوشاک کے واسطے مقرر تھے اُس مین سے اول دستار اور جامہ تقیون کا تیار ہوتا تھا اُس کے بعد اُس کی پوشاک تیار کرتے تھے اور آب کہار ندی کے کنارہ ایک آہو خانہ تیار کیا کہ سات کوس کے رقبہ مین دیوار سراسر کھینچی ہوئی ہے اور اُس آہو خانہ مین چند عمارات دلکشا اور باغچہ ہاے روح افزا تیار کر کے باغبانی اُس کی عورتون صاحب جمال کی طرف رجوع فرمائی اور قسم قسم کے جانور اُس مین چھوڑے اور اُنھون نے توالد و تناسل سے کثرت تمام پیدا کی اور جو شاہ عورتون کی صحبت کا حریص تھا ہر وقت اپنی حرمون کو لے کر اُس مین شکار اور چوگان بازی کرتا تھا اور جو اشجار کہ اُس چار دیواری مین تھے اُن پر مخمل سبز و سُرخ لپیٹا تھا منقول ہے کہ اس سے کوئی فرزند نرہا اور اُسکی حرمون مین جب کوئی حاملہ ہوتی تھی فوراً اُسکی اسقاط کا حکم فرماتا تھا اور اعتماد خان کہ غلامان ہندی سے تھا سلطان اُس پر اعتماد کلی رکھکر اپنی حرم مین محرم کر کے عورتون کا سنگار اُس سے رجوع فرماتا تھا اور اُس نے بوجہ احتیاط اور بملاحظہ کے کافور رکھا کر رجولیت یعنی مردی کو اپنے سے ساقط کیا اور جو گجرات مین عورتین مزارون اور آدمیون کے مکانون پر ہر بہانہ سے جاتی تھین اور فسق و فجور کی رسم و رواج اس قدر مروج ہوئی تھی کہ وہ بری نہ معلوم ہوتی تھی سلطان محمود اول منع کر کے پھر امتحان کے واسطے ایک جماعت مردم مجہول کو اُن کی طلب کو بھیجتا تھا جب وہ آتی تھین انھین بسیاست و عقوبت تمام ہلاک کرتا تھا اس سبب سے بخوبی سد باب ہوا۔

ذکر سلطان احمد شاہ گجراتی کی سلطنت کا

جب سلطان محمود شہید ہوا اور لاولد تھا اعتماد خان نے آتش فتنہ و فساد کی تسکین کے واسطے رضی الملک نام ایک خرد سال کو جو سلطان احمد شاہ ثانی کی اولاد سے تھا باتفاق میران سید مبارک بخاری اور دوسرے امرا کے تخت شاہی پر متمکن کر کے سلطان احمد شاہ خطاب دیا اور اعتماد خان نے مہمات مملکت ساتھ اپنے رجوع کر کے اسم شاہی کے سوا کوئی شے اُس کے اختیار مین نہ چھوڑی اور جب پانچ برس اسی طور پر گذرے شاہ احمد شاہ بیتاب ہو کر احمد آباد سے سید مبارک بخاری کے پاس جو امراے کبار سے تھا گیا بدین تقریب موسیٰ خان فولادی اور ساداتخان اور عالم خان لودھی اور اعظم خان مالوی اور بھی آدمی

کہ دولت تو سید دولتی کر چکا اگر تدبیر سے امرا کو بھی قتل کر دوں تو میں ہی بادشاہ ہو جاؤں گا چنانچہ باہر نکل کر
یہ حکم زبان بادشاہ سے سنایا کہ مطرب و گانے والے بلند آواز سے گاتے رہیں دوسرا حکم پہونچایا کہ
دس شیر کش خدمت کے لیے اندر حاضر ہوں اور بے جا کر ان کو ہتھیاروں سے مسلح کر کے جا بجا قایم
کیا۔ پھر امرا کو دربار طلب کیے۔ آدھی رات گزر چکی تھی کہ غضنفر بیگ یعنی خداوند خان بانی
قلعہ سورت اور آصف خان وزیر حاضر ہوئے اُن کو اندر لے جا کر قتل کیا ایسے ہی دوسرے
دو آدمی امرائے کبار سے بلا کر مارے۔ جب اعتماد خان کو بلایا تو اس بوڑھے تجربہ کار نے کہا کہ
ایسے وقت کبھی ہم لوگوں کو بادشاہ نے نہیں بلایا آج کیا بھید ہے۔ اتنے میں دوسرا آدمی بلانے
آیا اعتماد خان زیادہ متوہم ہوا اور بیٹھ گیا۔ برہان مردود نے عبد الصمد شیرازی مخاطب با فضل خان کو بلا کر
کہا کہ یہ خلعت وزارت بادشاہ نے تمہارے لیے بھیجا ہے تم بوڑھے آدمی تجربہ کار ہو بادشاہ
خداوند خان و آصف خان سے رنجیدہ ہوا تم کو ان کا قائم مقام کرتا ہے۔ افضل خان نے کہا کہ جب تک
بادشاہ کی حضوری میسر نہو میں ایسے بھاری کام کی خلعت نہیں پہن سکتا ہوں برہان نے سخت مبالغہ کیا کہ
مبادا بادشاہ ناخوش ہو جاوے۔ افضل خان نے ایک ہاتھ آستین میں ڈالا اور کہا کہ قسم ہے کہ دوسرا ہاتھ
بغیر حضوری بادشاہ کے آستین میں نہ ڈالوں گا۔ برہان وہاں سے افضل خان کو ساتھ لایا اور بادشاہ
کی لاش پر کھڑا کر کے کہا کہ میں نے بادشاہ و اکابر کا کام تمام کر دیا اور تجھے وزیر کرتا ہوں کہ پورا اختیار
تجھے حاصل ہے افضل خان نے دردناک ہو کر بلند آواز سے برہان کو گالی دی اس پلید نے اس بوڑھے
کو کہ ستر سالہ تھا شہید کر دیا اور اسوقت جو اوباش و لواحق تھے سب کو خطابات امارت دے کر تخت پر بیٹھا اور
صبح تک زر بخشی میں مصروف رہا ع سلطنت گر ہمہ یک لحظہ بود مغتنم است + اور شاہی ہاتھی و گھوڑے
اوباش کو دے کر صبح کو تزک و احتشام سے تیار ہوا اور سلطان کے شہید ہونے کی خبر منتشر ہو گئی
چنگیز خان کا باپ عماد الملک اور الغ خان حبشی و دیگر امرا نے جمعیت بہم کر کے اُس بدبخت کے
سر پر گئے اور وہ کافر نعمت اپنے سر پر چتر پھراتا ہوا اوباش کو ساتھ لیے ہوئے مقابل ہوا اور
دلیران جنگجو نے حملہ اول میں اس کو خاک خواری پر گرایا اور شیروان خان نے اس بیدولت کو قیمہ
کر ڈالا پھر اُس کی ٹانگ میں رسی باندھ کر ہر گلی کوچہ میں گھسیٹتے پھرے۔ سلطان محمود کی مدت سلطنت
اٹھارہ سال سے کچھ اوپر تھی اتفاق سے سلیم شاہ بن شیر شاہ بادشاہ دہلی اور نظام الملک بحری
حاکم احمد نگر بھی اسی سنہ نو سو انسٹھ ہجری میں منتقل بآخرت ہوئے چنانچہ میرے والد مولانا غلام علی
ہندو شاہ نے اُن کی وفات کی تاریخ میں چند اشعار کہے ہیں ؎

سہ خسرو ز دار زوال آمد یکبار	کہ ہر سہ عادل شان بالامان بود
یکی محمود شہ سلطان گجرات	کہ ہمچون دولت خود نوجوان بود
دگر اسلام خان سلطان دہلی	کہ اندر عہد خود صاحبقران بود
سوم آمد نظام الملک بحری	کہ در ملک دکن جم گلستان بود

یہ ہی کہ ہر دو پتھرون مین قلابے آہنی اس طرح پیوست ہین اور درمیان مین درز ہین سنگ تراشون نے ایسی طرح
انداز کی ہین کہ تیز نگاہ اُسکے دیکھنے سے متحیر ہوتی ہی آخر لاچار ہوکر نرمی و مدارات کرکے غضنفر خان کو بہت مال
دنیا قبول کیا کہ قلعہ یہ بناوے خداوند نے کہا کہ سلطان کی بدولت مجھے مال کی کچھ پروا نہین ہی آخر فرنگیون نے
کہا کہ اگر یہ قبول نہین کرتے تو یہی نذرانہ لو اور قلعہ کو پرتگالی شکل پر نہ بناؤ یعنے چوکنڈی پرتگالی شکل پر نہو خداوند خان
نے کہا کہ تمھارے برعکس مین نواب جمیل کی امید پر اسی شکل سے بناؤنگا اور جو ناگڈھ سے بہت سی بڑی
چھوٹی توپین جس کو سلیمانی کہتے تھے منگوا کر جا بجا موقع سے اسپر قائم کین اور ملا محمد استر آبادی متخلص بہ فنائی
نے تعریف سلطان محمود و صفت خان اعظم غضنفر بیگ ترک کے ساتھ قطعہ تاریخ کہا جسکا تاریخی شعر یہ
یہ ہی ؎ این ندا آمد بگوش از بہر تاریخش زغیب • سد بود بر سینہ وجان فرنگی این بناے • مترجم کہتا ہی
کہ انقلاب زمانہ سے وہ قلعہ خود اہل فرنگ کے قبضہ مین آگیا اور ان کے لیے سامان فرحت بن گیا والملک للہ
الواحد القہار۔ سلطان محمود سنہ ۹۹۱ نوسو اکیانوے تک باستقلال بے مخاصم و منازع بادشاہ رہا غایت
یہ کہ آثار انقلاب مین سے کثرت شہوات و فسادنیات کا ظہور عوام الناس مین بڑھ گیا تھا چنانچہ
آخر ایک خادم نے جو ظاہر مین اکثر اوقات طاعات و عبادات مین مصروف رہتا تھا ہوس دنیا مین
پڑکر بادشاہ کا قاتل بن گیا اس کی توضیح یہ ہی کہ برہان نام خادم سلطان چونکہ اظہار پرہیزگاری کرتا تھا
سلطان اکثر شکارون مین اس کو نماز کا امام بناتا تھا البتہ کسی زمانہ مین اس سے قصور خدمت ایسا سرزد
ہوا تھا کہ بادشاہ نے غصہ ہوکر اس کو دیوار کے درمیان چن دیا مگر مُنھ باہر رہا دوسرے یا تیسرے
روز سلطان اُدھر سے گزرا اور اس نے ترحم کے واسطے آنکھ و ابرو کے اشارہ سے سلام کیا بادشاہ
نے رحم کھاکر اس کو معاف کیا اور نکلوا کر اس کے معالجہ مین اہتمام فرمایا لیکن اس سے غافل کہ روے
پرخم خوردہ قابل اعتماد نہین ہوتا سلطان نے اس کو مقرب کرلیا۔ مگر اُسنے کینہ ولی نعمت کا سینہ مین
نگاہ رکھا اتفاقاً شکارگاہ مین دوبارہ اس سے حرکت ایسی سرزد ہوئی کہ قابل سزا ہوا اور مثل مشہور ہی کہ بادشاہونکا
تقرب اگرچہ شیرین شہد ہی بے نیش زنبور نہین ہی بادشاہ وہان سے قریب شام کے واپس آیا اور غسل کرکے عادت سے
زیادہ نشہ استعمال کرکے پلنگ پر سو رہا۔ بادشاہ دو سو بہادر جو شیر پر غالب آتے تھے اور شیرکش نامزد
تھے حوالہ برہان کیا تھا کہ شکارگاہ مین نازک مقامون پر ہمراہ رہین اس نے ان بہادرون کو امیر بنانے کے وعدے
دے کر اپنے ساتھ متفق کرلیا اور موقع اپنے کینہ دیرینہ کا دیکھتا تھا اس رات کو دیکھا کہ بادشاہ بہت بے ہوش
ہی اپنے بہن کے لڑکے دولت نام سے سلطان کو قتل کرنے کا مشورہ مستحکم کرلیا اُسنے قبول کیا اور لوگون سے
ظاہر کیا کہ بادشاہ کے سر کے بال جو بہت دراز تھے خشک کرنے جاتا ہون اور ہاتھ سے پکڑکے کھینچے اور
جب بہت بے خبر پایا تو پایہ سے مضبوط باندھے اور سلطانی تلوار غلاف سے نکالکر اُسکی حلق پر رکھی اور
سلطان نے بیدار ہوکر ہاتھ حائل کردیے لیکن ہاتھ مع حلق کے کٹ گئے اور برہان بدبخت نے سوچا

پریشان وحیران ہوا آخر اس کے خیال میں یہ تدبیر آئی کہ حملہ اول میں دریاخاں کی ہراول فوج شکست کھا کر صرف احمد آباد میں پہونچی اور شکست کی خبر سنائی ہوگی مجھے بھی بطور احمد آباد پہونچ جانا چاہیے تقدیر موافق تدبیر پڑی اور شخص پانچ سوار اپنے ساتھ نہایت تیزی کے ساتھ احمد آباد میں داخل ہوا اور فتح کا نقارہ بجاتا ہوا شاہی دولتخانہ میں داخل ہو گیا شہر والوں کو شکست ہراول سے یقین کلی ہوا کہ دریاخاں برباد ہوا ہے لہٰذا فوج فوج خدمت میں آنے لگے اور عالم خاں نے حکم دیا کہ دریاخان کا گھر لوٹ لو اور شہر کے دروازے محکم بند کرو اور دریاخاں کا گھر لوٹنے کے بعد لوگوں نے خواہ مخواہ اس سے اتفاق کیا اور عالم خاں نے شیرخان کو بادشاہ محمود کو لانے کے واسطے روانہ کیا۔ دریاخاں غوری نے اپنے فتح کے خیال میں اسی میدان میں مقام کیا تھا کہ ناگاہ احمد آباد سے قاصدوں نے پہونچکر اس حال سے اسکو مطلع کیا وہ مضطرب ہوکر فوراً احمد آباد کی طرف دوڑا چونکہ امرا کے اہل وعیال سب شہر میں تھے ناچار اکثر امرا نے اس کی رفاقت ترک کی اور عالم خاں لودی کے پاس چلے آئے اور اسی موقع پر سلطان محمود بھی شہر میں داخل ہوا۔ دریاخان غوری یہ حال اسکو واقعات دیکھکر برہانپور کی طرف بھاگا اور وہاں بھی نہ ٹھہر سکا بھاگ کر شیر شاہ سور کے پاس گیا اور وہاں بہت مراعات پائی دریاخاں کے دفع ہونے کے بعد عالم خان لودی نے وزارت ہاتھ میں لی اور آخر اسکو بھی غرور نے گھیرا اور دریاخاں کے قدم بقدم چلنے کا ارادہ کیا سلطان محمود نے ہوشیار ہوکر امرا کو اپنے ساتھ متفق کیا اور چاہا کہ عالم خاں کو گرفتار کرے وہ بھی آگاہ ہوکر نکل گیا اور شیر شاہ کی خدمت میں پہونچکر بہت نوازش پائی سلطان محمود کو جب امرائے باغی سے نجات حاصل ہوئی تو مملکت کے نظم ونسق پر اور رعایا کی بہبودی وکثرت زراعت وآبادی پر توجہ مبذول فرماکر چند ہی روز میں گجرات کو سرسبز وشاداب کردیا اور ارکان دولت وعمائد کے ساتھ نیک روش اختیار کرکے استقلال پیدا کیا اور احمد آباد سے بارہ کوس پر ایک شہر محمود آباد بنایا لیکن ہنوز پورا ہوا نہ تھا کہ دار ناپائدار سے کوچ فرمایا اور عمارت ناساختہ دوسرے کی جگہ میں چھوڑی **اشعار** ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت + رفت ومنزل بدیگرے پرداخت + واں دگر پخت ہمچناں ہوسے + ویں عمارت بسر نبرد کسے + قطعہ حضرت سعدی خوب یاد آیا اسی بادشاہ کے عہد میں ۹۴۷ نوسو سینتالیس ہجری میں قلعہ سورت دریائے عماں کے کنارے نہایت مستحکم عجیب وغریب تعمیر ہوا جس کو ترکی غلام آقائے جسکا لقب خداوند خاں تھا اپنی لیاقت سے پورا کیا اور اسکی تعمیر سے پہلے فرنگی لوگ سورت کے مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیف پہونچاتے تھے سلطان محمود نے خداوند خاں کو اس مقام کا حاکم کرکے فرمان دیا کہ ایک قلعہ وہاں تعمیر کرے جب صفر آقا نے اسکی تعمیر شروع کی تو چند مرتبہ کشتیوں پر سوار ہوکر فرنگیوں نے مزاحمت کے لیے سخت جنگ کی لیکن ہر دفعہ شکست کھائی اور وہ قلعہ بہت مستحکم ہے دو طرف اسکے خشکی ہے اور گرد اسکے خندق ہے کہ آب ہر جگہ عرض میں گز پہر اور دیوار خندق سنگین آہنی ہے ہر دعرض چالیس گز ہے اور بلندی اسکی بیس گز ہے [illegible]

آراستہ کر کے برہان پور کے جانے پر آمادہ ہوئے اور اُس نے یہ خبر دریافت کر کے محمود خان کو تخت گجرات کی طرف
بھیجا چنانچہ ارکان دولت نے ذیحجہ کی دسوین تاریخ ۹۴۴ھ نوسو چوالیس ہجری مین محمود خان کو تخت گجرات پر
بٹھایا اور خطاب سلطان محمود شاہ رکھا اور اختیار خان صاحب اختیار ہوا اور مہام مملکت گجرات کی
اُسکے دست اقتدار مین آئی اور بعد چند ماہ ۹۴۵ھ نوسو پینتالیس ہجری مین امرا کے درمیان نزاع اور خصومت واقع
ہوئی چنانچہ دریا خان اور عماد الملک نے اتفاق کر کے اختیار خان کو قتل کیا بعد اس کے عماد الملک امیر الامرا
اور دریا خان غوری وزیر کل ہوا اور آخر سال مین ان کے درمیان بھی مخالفت ظاہر ہوئی دریا خان غوری سلطان محمود
کو شکار کے بہانہ شہر سے باہر لیجا کر محمد آباد چنپانیر کی طرف گیا اور عماد الملک لشکر کثیر فراہم کر کے محمد آباد کی
طرف متوجہ ہوا اور بعد دو تین کوچ کے اکثر سپاہ گجرات جنھون نے اس سے زر کثیر حاصل کیا تھا
جدا ہو کر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئی اور عماد الملک بدحواسی اور عالم اضطرار مین صلح پر راضی ہوا اور
یہ قرار پایا کہ عماد الملک اپنی جاگیر سرم گاؤن اور سورت کی طرف جاوے اور سلطان محمود احمد آباد کی طرف مراجعت
کرے اور ۹۴۶ھ نوسو چھیالیس ہجری مین دریا خان غوری عماد الملک کے اخراج کے واسطے شاہ محمود کو ابھار کر
مع لشکر آراستہ ولایت سورت کی سمت متوجہ ہوا اور عماد الملک بعد محاربہ بھاگ کر میران مبارک شاہ حاکم اسیر اور
برہان پور کے پاس پناہ لے گیا اور میران مبارک شاہ از روے حمیت اور غیرت اُس کی مدد کے واسطے آمادہ
ہوا اور لشکر گجرات سے لڑ کر شکست پائی اور آسیر کی طرف بھاگا اور عماد الملک ملوخان المخاطب بقادر شاہ
حاکم مالوہ کے پاس گیا سلطان محمود شاہ خاندیس مین استقامت کر کے تاخت و تاراج مین مشغول ہوا
میران مبارک شاہ نے اکابر وقت کو درمیان ڈال کر براہ صلح سلطان محمود کی ملازمت کی عماد الملک کے
بھاگ جانے سے دریا خان غوری کو پوری قوت حاصل ہو گئی اُس نے تمام معاملات مالی و ملکی
مین پورا استقلال پیدا کر لیا کہ خود ہی سرانجام دیتا اور کسی کو دخل نہ تھا اور رفتہ رفتہ یہ نوبت
پہونچی کہ بادشاہ محمود اُس کے ہاتھ مین کھلونا رہ گئے وہی درحقیقت بادشاہی کرنے لگا آخر
ایک رات سلطان محمود اپنے کبوتر باز جرجیو کی سازش سے ارک احمد آباد سے نکلکر عالم خان لودی
کے پاس چلے گئے جس کی جاگیر دولقہ و دندوقہ تھی عالم خان نے بادشاہ کا پورا اعزاز و اکرام کیا اور اپنا
لشکر چار ہزار جمع کیا اور دریا خان غوری نے محافظ خان وغیرہ رشتہ دارون کے اغوا سے ایک
طفل مجہول النسب کا نام مظفر شاہ رکھکر تخت پر بٹھایا اور تمام امرا کو زیادتی جاگیر و خطاب دیکر اپنے
ساتھ متفق کر لیا اور لشکر لیکر دولقہ کی طرف متوجہ ہوا عالم خان لودی نے سلطان محمود کو بڑے لشکر
کے ساتھ اپنے مقام پر چھوڑا اور خود اپنی فوج لے کر غوری کے مقابل ہوا اور حملہ اول مین دریا خان
غوری کی فوج کو شکست دے کر اُس کی خاص فوج پر ٹوٹ پڑا اور اچھی مردانگی و شجاعت سے کارزار
کیا لیکن جس وقت معرکہ سے نکلا تو فقط پانچ سوار اُس کے ساتھ تھے۔ اس حالت کو دیکھکر

پندرہ سال اور تین دن تھی اور تاریخ بہادر شاہی اسکے نام نامی پر تحریر کی گئی لیکن جو توفیق اصلاح بنائی غلطی بہت اُس نسخہ میں نظر آتی ہے اعتماد اُسپر کرنا چاہیئے۔

ذکر سرفراز ہونا محمد شاہ فاروقی کا سلطنت گجرات پر

جب سلطان بہادر مجموعہ میں غرق ہوا محمدومۂ جہاں والدہ اس کی مع امرا کہ ملازم رکاب تھے مندر دیپ سے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوئی اس درمیان میں خبر پہونچی کہ محمد زماں میرزا جسے سلطان بہادر نے بایام متورد ہلی اور لاہور کی طرف بھیجا تھا کہ ہندوستان میں باعث خلل ہو کر مغلوں کو پریشان اور شکستہ خاطر کرے حدود لاہور سے پلٹ کر احمد آباد میں پہونچا اور اُسی وقت خبر واقعہ سلطان بہادر سنکر گریہ و زاری میں مشغول ہوا اور بہت تاسف کیکے لباس تغیر کیا اور تعزیت کے واسطے چلا بعد چند روز کے محمد زمان میرزا حب اُردو میں پہونچا محمد ومۂ جہاں نے اُس کے فی قدر مراتب اسباب مہمانی کا بھیجا اور لباس بھی اس کا تبدیل کرایا لیکن میر رائے سعادت مندے مومن والدہ شاہ کے التفات کا کہ اُس کے حال پر مبذول فرمایا تھا یہ کیا کہ کوچ کے وقت مع اپنی ایک جماعت کے خزانہ گجرات پر تاخت لایا اور نقدیسے سات سو صندوق طلا اس میں سے نکال لیگیا اور اپنے تئیں گوشۂ محفوظ میں پہونچا کر بارہ ہزار مغل اور ہندوستانی جمع کیے امرائے گجرات یہ فساد جدید مشاہدہ کرکے بیقرار اور سراسیمہ ہوئے اور شاہ مقرر کرنے کے واسطے آپس میں مشورہ کیا جو کہ سلطان بہادر شاہ نے بار ہا اپنے بھانجے محمد شاہ فاروقی کو ولی عہدی کا اشارہ کیا تھا سب تجویز محمدومۂ جہاں اُس کی بادشاہی پر راضی ہوئے اور غائبانہ خطبہ اور سکہ اُس کا عمل میں لائے اور ایلچی اُس کے بلانے کو بھیجا اور عماد الملک کو مع لشکر کثیر گوشمالی محمد زماں میرزا کے واسطے تعین کیا اور محمد زماں میرزا کہ بدمعاش اور فراغت طلب تھا کچھ جنگ نہ کرکے وار دگیر سے بھاگ کر ولایت سندھ میں آیا اور پھر اُس کی حسبِ صورت نہ معلوم ہوئی اور میراں محمد شاہ فاروقی کہ سلطان بہادر شاہ نے اُسے لشکر جغتائی یعنی مغل کے تعاقب میں مالوہ تک بھیجا تھا محمد ڈیڑھ مہینے خطبہ پڑھنے کے اُس اُس حدود میں قضائے الٰہی سے فوت ہوا۔

ذکر سلطان محمود بن لطیف خان بن شاہ مظفر کی سلطنت کا

جب میراں محمد شاہ فاروقی خزانہ دیبال سے متوراً باد مقتضی کی طرف خرامان ہوا اور کوئی وارث سلطنت کا سوائے محمود خان بن شاہزادہ لطیف خان بن سلطان مظفر کے نرہا اور وہ برہان پور میں سلطان بہادر شاہ کے حکم کے موافق کہ داعیۂ سلطنت گجرات رکھتا تھا میراں محمد شاہ کے قید میں تھا اعتیار خان کو اُس کے بلانے کو بھیجا میراں مبارک شاہ برادر میراں محمد شاہ نے اُسکے بھیجنے میں تامل اور مضایقہ کیا تب امرائے گجرات لشکر

اپنے محل پر مندو کو رہوا جب تمام امرا تردی بیگ کے سوا احمد آباد مین جمع ہوئے اور سلطان بہادر گجرات کی طرف
عازم ہوا عسکری میرزا نے تمام امرا سے مشورہ کر کے یہ مناسب دیکھا کہ سلطان بہادر سے مقابلہ نہایت
دشوار اور اشکال ہی اور جنت آشیانی شادی آباد مندو مین توقف رکھتا ہی اور شیر خان پٹھان نے بھی آگ
فساد کی بنگالہ مین روشن کی ہی صلاح یہ ہی کہ خزانہ محمد آباد چنپانیر کو دستیاب کر کے آگرہ کی طرف متوجہ ہووین
اور اس حدود کو بھی اپنے تصرف مین لاکر خطبہ عسکری میرزا کے نام پڑھاوین اور منصب وزارت ہندو بیگ
کے متعلق رہے اور میرزایان دیگر جس مقام کو چاہین اسپر متصرف ہووین اس اقرار اور امید پر صوبہ گجرات
جو کیسی محنت و مشقت ... لیا تھا مفت ہاتھ سے کھویا اور محمد آباد چنپانیر کی طرف روانہ ہوئے اور جب
تردی بیگ خان نے میرزایان اور امرا کے ارادہ فاسد پر اطلاع پائی قلعہ کی استواری مین کوشش کی پھر
ناچار ہوکر میرزاؤن نے آگرہ کی طرف کوچ کیا اور جنگل بے ناموسی کی پیمایش شروع کی سلطان بہادر نے جب
گجرات کو خالی دیکھا تردی بیگ خان کے دفع کے واسطے محمد آباد چنپانیر کی طرف عازم ہوا اور تردی بیگ خان جس قدر
خزانہ کہ اُٹھا سکا اونٹون پر لاد کر آگرہ کی طرف راہی ہوا سلطان بہادر چند روز محمد آباد مین توقف کر کے
مہمات کے بند و بست مین مشغول ہوا اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے غلبہ ایام مین از روے
عجز و ناچاری بندر کودہ اور بندر جیول اور ریگ دیدہ کے فرنگیون سے مدد چاہی تھی اور یقین جانتا تھا کہ وہ جماعت
آنکر گجرات پر کہ خالی ہی متصرف ہوگی اس واسطے بہ تعجیل تمام محمد آباد چنپانیر سے ولایت سورت اور جوناگڑھ
کی طرف متوجہ ہوا تاکہ جس طریق سے ممکن ہو اُس گروہ کو اس طرف آنے سے باز رکھے اور چند روز اس حدود
مین سیر و شکار مشغول رہا اس درمیان مین پانچ چھ ہزار فرنگی غرابون مین بیٹھکر بندر دیپ کی طرف آپہونچے سلطان بہادر
بسبیل استعجال بندر مندو کو مین آیا اور فرنگی سلطان بہادر کے استقلال اور غلبہ اور جنت آشیانی کی مراجعت کی
خبر سنکر اپنے آنے سے نادم اور پشیمان ہوئے اور آپس مین قرار دیا کہ جس حیلہ سے بن پڑے بندر دیپ پر
متصرف ہووین پھر اُنکے سردار نے مصلحتہً تمارض کر کے جرانی بیماری کی مشہور کی اور سلطان بہادر نے مکرر آدمی
اُسکی طلب مین بھیجا لیکن جواب سُنا کہ بیمار رہون اور چلنے پھرنے کی قوت نہین رکھتا پھر سلطان بہادر اس خیال سے
کہ فرنگی میر الحاظ اور ملاحظہ رکھتے ہین خود مع جماعت قلیل اُن کی تسلی کے واسطے غراب پر سوار ہوا اور اس مقام مین
کہ کشتیون کو لنگر کیا تھا گیا اُسے دیکھکر فرنگی ایک بڑی ناؤ پر سوار ہوکر آئے سلطان نے آثار غدر فراست
سے دریافت کر کے چاہا کہ پلٹ جاوے جبکہ وہ فرنگیون کی کشتی سے اپنی کشتی مین سوار ہونے لگا فرنگیون نے
چالاکی اور پھرتی سے اپنی کشتی ہٹائی اور وہ اپنی کشتی پر نہ پہونچا دریا مین گرا اور ایک غوطہ کھا کر سر ابھارا اُسوقت
ایک فرنگی نے جہاز پر سے ایک نیزہ اُس کے سر پر مار کر مجروح کیا اس وقت سلطان بحر عدم مین ایسا غوطہ زن ہوا
کہ دوبارہ سر نہ نکالا اور لشکر گجرات یہ حال مشاہدہ کر کے بلا توقف احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور ماہ رمضان المبارک
سنہ ۹۴۳ نوسو تینتالیس ہجری مین بندر دیپ فرنگیون کے تصرف مین آیا اور سلطان بہادر شاہ کی مدت سلطنت

۹۴۳

اور خود کنبایت کی طرف راہی ہوا اور حضرت آشیانی شادی آباد مندو کو مردم امین کے سپرد کرکے قلعہ محمد آباد
چانپانیر کے سمت روانہ ہوا اور بلدہ محمد آباد کی تاراجی سے غنیمت بیحد و حساب سپاہ مغل کے ہاتھ آئی
اور آنحضرت بھی وہاں سے بطریق استعجال کنبایت کے سمت عازم ہوئے اور سلطان بہادر کنبایت
سے گھوڑے بارہ زور لے کر بندر دیپ گیا اور آنحضرت جب کنبایت میں پہونچے اور سلطان بہادر
کو نہ دیکھا معاودت فرما کر محمد آباد چانپانیر کو محاصرہ کیا اور ساتھ اس تدبیر کے کہ آنحضرت کے وقائع
میں تحریر ہے قلعہ اول پر متصرف ہوا اور اختیار خان گجراتی حاکم محمد آباد چانپانیر بھاگ کر قلعہ ارک کی طرف
کہ جس کو مولیا کہتے ہیں پناہ لے گیا اور آخر کو امان چاہی اور شرف خدمت حاصل کی چونکہ وہ فضائل
و کمالات میں تمام امرائے گجرات سے امتیاز رکھتا تھا مدتلک مجلس خاص میں اختصاص پایا اور خزائن سلاطین
گجرات کہ عرصے دراز میں فراہم ہوئے تھے بادشاہی تصرف میں آئے اور زر لشکر پر تقسیم ہوا اور ابتدائے
سنہ ۹۴۲ نو سو بیالیس ہجری میں باوجود اس کے کہ حضرت آشیانی محمد آباد چانپانیر میں توقف رکھتا تھا عرائض
رعایائے گجرات کی متواتر سلطان بہادر کے پاس اس مضمون کی پہونچیں کہ اگر آنجناب ایک اپنے ملازم کو
تحصیل مال کے واسطے مقرر فرما دیں مال واجبی خزانہ میں پہونچایا جاوے سلطان بہادر نے اپنے غلام عماد الملک
کو جس تدبیر اور مزید شجاعت میں اتصاف رکھتا تھا مع لشکر گراں تحصیل مال ولایت کے واسطے بھیجا اور عماد الملک
سپاہ جمع لانے میں مصروف ہوا القصہ مع پچاس ہزار آدمی احمد آباد کے باہر وارد ہوا اور وہاں سے عاملوں کو
اطراف میں بھیجکر تحصیل شروع کی اور جب یہ خبر حضرت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ کو پہونچی تردی بیگ خان
کو کہ ایک امرائے کبار اور معتمد علیہ سے تھا خزانوں کی محافظت کے واسطے مقرر کرکے محمد آباد چانپانیر سے
متوجہ احمد آباد ہوا اور عسکری مرزا کو مع یادگار ناصر میرزا اور میرزا ہندو بیگ کے اپنے سے ایک منزل پیشتر روانہ کیا اور
محمود آباد کی نواح میں کہ احمد آباد سے بارہ کوس ہے عسکری میرزا اور عماد الملک سے جنگ سخت واقع ہوئی اور
عماد الملک نے شکست پائی اور گجراتی بہت قتل ہوئے اسکے بعد حضرت آشیانی نے ظاہر احمد آباد میں نزول فرمایا اور
حکومت وہاں کی عسکری میرزا کو اور پٹن گجرات یادگار ناصر میرزا کو اور بھروچ قاسم حسین میرزا کو اور بڑودہ ہندو بیگ
کو توصل اور محمد آباد چانپانیر تردی بیگ خان کو سپرد کیا اور خود بدولت و اقبال نے عنان عزیمت برہان پور کی
طرف منعطف فرمائی اور وہاں باقتضائے وقت توقف کرکے شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا اس درمیان
میں خان جہان شیرازی کہ ایک امرائے سلطان بہادر شاہ سے تھا جمعیت بہم پہونچا کر قصبہ نوساری پر متصرف
ہوا اور رومی خان بندر سورت سے خان جہان سے جاملا دونوں باتفاق بھروچ کی طرف متوجہ ہوئے اور
قاسم حسین میرزا کہ طاقت مقاومت کی نہ رکھتا تھا محمد آباد چانپانیر میں تردی بیگ خان کے پاس گیا اور
ملک گجرات میں خلل اور فتور واقع ہوا اور تھانے مغلوں کے برخاست ہوئے اسی وقت میں غضنفر بیگ کہ
ہمراہ عسکری میرزا کے تھا بھاگ کر سلطان بہادر کے پاس گیا اور شاہ کو احمد آباد آنے کی ترغیب کی عساکر

کہ سید علیخان خراسانی جو سلطان بہادر کا ہراول تھا لشکر گجرات سے بھاگ کر جنت آشیانی کے لشکر نصرت اثر مین ملحق
ہوا اور گجراتی یہ حال مشاہدہ کر کے شکستہ دل ہوئے پھر سلطان بہادر نے امرا اور افسرون کو اکیجا کر کے جنگ کے
بارہ مین مشورہ کیا حیدر خان نے جواب دیا کہ کل جنگ کرنی چاہیے کسواسطے کہ ابھی ہمارے سپاہیون نے چیتور کے
فتح کرنے سے قوت اور استظہار پائی ہے اور ابھی انکی آنکھ سپاہ مغل کی شوکت و صولت سے نہین جھپکی ہے اور رومی خان کہ
توپخانہ کا داروغہ اور صاحب اختیار تھا اس نے یہ التماس کی کہ توپ اور بندوق سرکار مین اس قدر افراط سے موجود
ہین کہ قیصر روم کے سوا دوسرے کو اس قدر آلات حرب میسر نہوں گے صلاح دولت یہ ہے کہ لشکر کے گرداگرد خندق
کھود کر آلات حرب چارون طرف ترتیب سے لگائے جاوین اور ہر روز بلا ناغہ آتش حرب مشتعل ہووے تاکہ
جوانان شوخ لشکر مغل بمقابل آنکر توپ کی ضرب سے ہلاک ہووین شاہ بہادر نے یہ رائے پسند کی اور لشکر
کے گرداگرد خندق تیار کی اُن دنون مین سلطان عالم کالپی کہ شاہ بہادر نے رائسین اور چندیری اور وہ صوبہ
اُس کی جاگیر مقرر کی تھی مع جمعیت تمام آنکر ملحق ہوا اور دو مہینے کامل دونون لشکر ایک دوسرے کے
مقابل مقیم رہے اور اکثر اوقات جوانان عاشق جنگ اور طالبان نام و ننگ برآمد ہو کر جنگ مردانہ اور حرب
رستمانہ کرتے تھے اور سپاہ مغل اپنے فرمانرو کے فرمان کے بموجب توپ و تفنگ کے مقابل اور زد پر نہ جاتے
تھے تین چار ہزار سوار تیر انداز سلطان بہادر کے اردو کے اطراف مین تاخت لیجاتے تھے اور حسن تدبیر سے راہ
آمد و شد غلہ اور روغن کی مسدود کی جب چند روز اُس دتیرہ سے منقضی ہوے لشکر گجرات مین قحط عظیم
واقع ہوا اور چارہ بھی باقی نہ رہا جس سے جانورون کی زندگی ہوا اور فوج مغل کے تیراندازون کے غلبہ سے
کسی گجراتی کو یہ مجال نہ تھی کہ لشکر سے باہر جا کر غلہ اور چارہ لاتا اور سلطان بہادر نے جب دیکھا کہ ایہان
توقف کرنا موجب گرفتاری ہے ایک رات کو مع پانچ امرائے معتبر کہ ان مین ایک والی برہان پور اور دوسرا
ملوخان حاکم مالوہ تھا سراپردہ کے پیچھے سے برآمد ہو کر شادی آباد مندو کی طرف بھاگا اور جنت آشیانی
نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے پائے قلعہ شادی آباد مندو تک تعاقب کر کے راہ مین بہت آدمی مفرور قتل
کیے اور حیدر خان کہ مع لشکر بسیار سب کے پیچھے جاتا تھا بعد جنگ شدید زخمی ہو کر بھاگا اور سلطان بہادر شادی آباد
مندو مین قلعہ بند ہوا اور بعد ایک مدت کے ہندو بیگ اور دیگر امرائے مغل مع سات سو نفر قلعہ مین در گئے
اور سلطان بہادر شاہ کہ بستر خواب پر استراحت فرماتا تھا بدحواس ہو کر اُٹھا جب گجراتیون کو مضطرب اور مفرور
دیکھا خود بھی راہ فرار نا پائی پانچ چھ سوار سے محمد آباد چنپانیر کی طرف گیا اور حیدر خان اور سلطان عالم حاکم
رائسین نے قلعہ سون گڈھ مین جا کر پناہ لی اور بعد دو دن کے امان خواہ ہو کر جنت آشیانی کی ملازمت
سے شرفیاب ہوئے حیدر خان کہ زخمی تھا وہ سلک ملازمون مین منتظم ہوا اور سلطان عالم حاکم رائسین سے
جو حرکات نا ملائم وقوع مین آئین تھین جنت آشیانی کے حکم سے اُسے پے کیا سلطان بہادر نے شاہ یہ اخبار
سُنکر خزانہ اور جواہر جو قلعہ محمد آباد چنپانیر مین تھا آدمیون کے ہاتھ بندر دیپ کی طرف بھیجا

بادشاہ بہلول لودھی کا اُسکی خدمت میں باعث غرور اور موجب اس امر کا ہوا کہ حضرت جنت آشیانی
نصیر الدین محمد ہمایوں شاہ کے ساتھ سلسلہ جنگ کو تحریک دیوے اور بادشاہی دہلی کی مہار اپنے تصرف
میں لاوے پھر ایک اولاد شاہ بہلول لودھی کو کہ سلطان علاء الدین نام رکھتا تھا اعزاز و اکرام کیا اور اسکے
بیٹے تاتار خاں کو اغوا سے گرداں کر مملکت دہلی تعبیر لیے ہوئے مردم درگاہ پر قسمت کی اور اس ارادہ کے پورے ہونے
کے واسطے تاتار خاں کو جو شجاعت اور شہامت میں اپنے ہمچشموں سے ممتاز تھا تربیت کرکے تیس کروڑ مہر مظفری
برہان الملک حاکم قلعہ آسیر کے سپرد کیں تو باتفاق اور صوابدید تاتار خاں کے لشکر کی فراہمی میں صرف کرے چنانچہ
تھوڑے عرصہ میں چالیس ہزار سوار تاتار خاں کے پاس جمع ہوئے اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایوں
بادشاہ کے اطراف مملکت میں مزاحمت شروع کی اور قلعہ بیانہ پر کہ آگرہ کے اطراف میں ہے سنہ ۹۴۱ نو سو
اکتالیس ہجری میں متصرف ہوا اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ نے اپنے بھائی ہندال مرزا
کو اس کے دفع کے واسطے بھیجا اور وہ جب قریب حدود بیانہ پہونچا افغان جو نہایت لاف و گزاف سے
تاتار خاں کے پاس فراہم آئے تھے متفرق ہوئے دو ہزار سوار سے زیادہ اُس کے پاس باقی رہے
تاتار خاں نے نہایت جہالت اور شرمندگی سے کہ زر خطیر بیہودہ افغانان میں صرف کیا تھا سلطان
بہادر کی خدمت میں حاضر نہوا اور مدد بھی طلب نہ کی ناچار ہوکر جنگ پر آمادہ ہوا اور جب طرفین مقابل ہوئے
ہندال میرزا کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا اور مردی اور مردانگی کو کام فرما کر مع تین سو افغان نامی قتل ہوئے اور
قلعہ بیانہ ہندال میرزا کے تصرف میں آیا جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ نے اس امر کو شگون نیک
جانکر سلطان بہادر شاہ کے دفع کو مع لشکر فراواں توجہ فرمائی اور شاہ بہادر شاہ کہ پھر رانا پر لشکرکشی کرکے قلعہ
کو گھیرا تھا تاتار خاں کے مارے جانے اور جنت آشیانی کی چڑھائی سے مضطرب اور سراسیمہ ہوا اور قرعہ مشورہ
کا درمیان میں ڈالا چنانچہ رائے اکثر امرا کی اسپر قرار پائی کہ ترک محاصرہ کرکے شاہ کے مقابلہ کو جانا مناسب
ہے اور صدر خان جو امرائے کبار سے تھا اُس نے یہ عرض کی کہ ہمنے کفار کو محاصرہ کیا ہے اگر اس وقت بادشاہ
مسلمان حمایت کفار کرکے ہم سے لڑیگا قیامت تک درمیان اہل اسلام کے مطعون اور بدنام ہوگا لائق
دولت یہ ہے کہ محاصرہ کو ہاتھ سے نہ دیویں اور یہ بھی ظن غالب ہے کہ آنحضرت یعنی ہمایوں شاہ ہمارے
اوپر جراحت نہ لاوینگے منقول ہے کہ جب ہمایوں بادشاہ نے سارنگ پور میں نزول فرمایا اور خبر اس مشورہ
کی آنحضرت کے گوش زد ہوئی آنحضرت نے از راہ مروت سلطان بہادر کی رعایت کو تعرض نہ پہونچایا اسقدر
وہاں توقف کیا کہ شاہ بہادر نے ساباط وغیرہ سے سدکوریں قلعہ چتور کو جبراً قہراً فتح کیا اور راجپوت بہت
تیغ آبدار سے قتل کیے اور اس طرف کی مہم سے مطمئن ہوکر ایکبارگی جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ
جنگ کے واسطے متوجہ ہوا اور زر خطیر لشکر پر قسمت کرکے آگے بڑھا جنت آشیانی اس حرکت سے مکدر ہوکر
ناچار اسکے استیصال پر عازم دھازم ہوا اور قلعہ مندسور کے اطراف میں فریقین کا سامنا ہوا لیکن ابھی خیمہ برپا نہ کیا تھا

کیا اور سلطان بہادر کے لشکر سے چند پیادہ مسلمان نے سعادت شہادت حاصل کی اور بھی اُنھین دنون مین سلطان عالم
حاکم کالپی صدمہ افواج جنت آشیانی محمد ہمایون شاہ سے سلطان بہادر کے پاس پناہ لایا تھا قلعہ رائسین
اور چندیری مع ولایت جاگیر پائی سلطان بہادر شاہ نے میران محمد شاہ فاروقی کو قلعہ کاکرون کی تسخیر کے واسطے
جو سلطان محمود خلجی کے زمانہ مین رانا کے تصرف مین آیا تھا نامزد کیا اور خود ہاتھی کے شکار مین مشغول ہوا
اور کوہ کاکورا کے متمردون کو گوشمال اور سزا دیکر الغ خان کے حوالہ کیا اور اسلام آباد اور ہوشنگ آباد
اور تمام بلاد مالوہ کو کہ زمینداروں کے تصرف مین آگئے تھے اپنے تصرف مین لاکر امرائے گجرات اور اپنے معتمدون
کی جاگیر کی اور جو میران محمد شاہ فاروقی کاکرون کی طرف متوجہ ہوا تھا سلطان بہادر شاہ بھی بسرعت تمام کاکرون
مین جا پہونچا اور رام جی نامے کہ رانا کی طرف سے حاکم کاکرون تھا قلعہ خالی کرکے بھاگا اور شاہ بہادر چار دن
اُس قلعہ مین جشن اور صحبت مین مشغول رہا اور ہر ایک مقرب کو انعام و اکرام سے ممتاز فرمایا اور رفیع الملک المخاطب
بہ عماد الملک اور اختیار خان کو کہ اُسکے امرائے کبار سے تھے قلعہ رسور کی تسخیر کو بھیجا اور خود شادی آباد منڈو کی
طرف متوجہ ہوا اور حاکم رسور کہ وہ بھی گماشتہ رانا کا تھا قلعہ چھوڑ کر مفرور ہوا اور ایک مہینے کے عرصہ مین قلعہ
کاکرون اور قلعہ رسور سلطان بہادر کے تصرف مین آئے اور سلطان بہادر شادی آباد منڈو سے فرنگیون
کے مدافعہ مین متوجہ ہوا اور جب بندر دیپ کے قریب پہونچا سب فرنگی بھاگ گئے اور توپین کلان اُن کی
کہ ویسی توپ دیار ہندوستان مین نہ تھی دستیاب ہوئین اور شاہ بہادر ان توپون کو بجر ثقیل محمد آباد چنپانیر مین
بھیجکر عازم تسخیر چیتور ہوا اور بندر دیپ سے کنبایت کی طرف آیا اور وہان سے احمد آباد مین آنکر مشائخ کرام اور
آبائے عظام کی زیارت کی اور لشکر جمع کرکے مع توپخانہ بندر دیپ گجرات سے چیتور کی طرف متوجہ ہوا اور اُسی وقت
یعنی سنہ ۹۴۰ نو سو چالیس ہجری مین محمد زمان میرزا جو قلعہ بیانہ مین قید تھا جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ
سے بھاگ کر سلطان بہادر کے پاس التجا لایا اور جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے ایلچی بہادر
شاہ کے پاس بھیجکر محمد زمان میرزا کو طلب کیا سلطان بہادر نے نہایت تکبر سے جواب تک نہ دیا ہمایون بادشاہ
نے پھر اُسے مکتوب لکھا کہ اگر محمد زمان میرزا کو حضور مین نہین بھیجتے تو اُسے اپنی ولایت سے نکال دوین
سلطان بہادر شاہ کہ اقبال اُس کا معکوس ہو کر لا بقا ہوا تھا پھر کتابت کے جواب مین مستعد نہ ہوا
اور وہ باتین کہ اندازہ سے زیادہ بلکہ باہر تھین زبان پر لایا اور یہی حرکت سبب اُس کے خرابی کی ہوئی یعنے
جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون شاہ کے برخلاف محمد زمان میرزا کی نہایت تعظیم و تکریم کی اور جب چتور مین
پہونچا رانا قلعہ بند ہوا اور ایام محاصرہ نے تین ماہ کا طول کھینچا اور اکثر اوقات طرفین سے مردان مرد جنگ
و نبرد مین مستعد ہو کر حق شجاعت ادا کرتے تھے اور ظفر اور فیروزی گجراتیون کی شامل حال ہوتی تھی آخرالامر رانا
نے عاجز اور تنگ آنکر پیشکش قبول کی اور تاج و کمر مرصع کہ سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ سے لیا تھا مع چند راس
اسپ و فیل اور تحف و نفائس شاہ گجرات کو دیکر والیس کیا اور یہ فسخ ارادہ رانا محمد زمان میرزا اور فراہم ہونا اولاد

منزل کرتے ہوئے بھاگے اس درمیان میں خبر پہونچی کہ الغ خاں مع تیس ہزار سوار اور فیلخانہ اور توپ خانہ گجرات
کے بہت قریب پہونچا سلطان نے نہایت شجاعت سے ہرگز الغ خاں کے پہونچنے تک توقف جائز نہ رکھکر
مع لشکر موجودہ کے ستر کوس تک تعاقب کیا اور راناے چیتور کی طرف آیا شاہ نے اُسکی گوشمالی دوسرے سال پر
حوالہ کرکے خود قلعہ رائسین کی طرف گیا اور اُسے محاصرہ کیا اور آخر ماہ رمضان سنہ مذکور میں لکھمن گنگ سے
مایوس ہوا صورت ہلاکت اپنی معائنہ کرکے از راہ عجز و انکسار عرض داشت کی کہ اگر اصحاب سلہدی کو حضور میں
طلب کرکے قلم عفو اُسکے صفحۂ جرائم پر کھینچیں تو قلعہ رائسین کو خالی کرکے ملازموں کے سپرد کر دوں شاہ نے بعد تأمل
اور غور بسیار اپنے دل میں کہا کہ غرض اس یورش سے یہ ہے کہ عورات مسلمہ کفر کی ذلت سے رہا ہوویں اگر
التماس اُسکی قبول نہیں کرتا ہوں جان اُن ضعیفوں کی مفت جاویگی اسواسطے ملتمس لکھمن کی پذیرائی کی اور سلہدی پوربیہ
کو شادی آباد مندو سے حضور میں طلب کیا چنانچہ برہان الملک سلہدی پوربیہ کو ہمراہ لیکر خدمت میں لایا اور دربان
امان حاصل کرکے قلعہ میں گیا اور لکھمن تمام راجپوتوں کو مع اہل و عیال قلعہ سے پہاڑی پر لایا اور پلٹ کر شاہ کے
عرض میں پہونچایا کہ قریب چار سو عورت متعلق سلہدی پوربیہ کے ہے اور رانی درگاوتی ماں لکھمن کی یہ التماس رکھتی
ہے کہ سلہدی پوربیہ اہل خدمات خاص میں ہوا اگر قلعہ میں آ کر اپنے عیال سے خود قلعہ کو خالی کرے تو غیروں کے
طعنہ سے محفوظ ہوگا شاہ نے ملک علی شیر کو سلہدی پوربیہ کے ہمراہ کرکے قلعہ میں بھیجا جب سلہدی پوربیہ وہاں گیا لکھمن
اور تاج خان نے سلہدی سے پوچھا کہ غرض سلطان کی قلعہ رائسین کے لینے سے کیا تھی سلہدی نے کہا فی الحقیقت ہر دو
مع مضافات ہمارے واسطے مقرر ہوا عنقریب ہے کہ سلطان علو ہمتی سے ہمیں ادھی علاقہ سے سرفراز کریگا رانی درگاوتی
اور لکھمن اور تاج خان نے کہا کہ اگرچہ سلطان ہمارے احوال پر نظر الطاف مبذول فرماویگا لیکن ہمنے ایک مدت دراز سے
اس زمین میں شاہی کی اور داد کامرانی کی دی فی الحال ملک شعار نے یاری کی ہے ہمیں بہتر اُسکا کیا ہے طریق مردانگی یہ ہے
کہ اپنے عیال و اطفال کو جوہر کرکے آگ میں جلا دو اور خود بھی تلوار کے منہ پر چڑھکر مارے جاؤ تو کوئی آرزو دل میں نہ
رہے غرضکہ سلہدی پوربیہ رانی درگاوتی کے سحر تقریر سے اپنے حال پر نہ رہا اور قدم جادۂ تمرد و عصیان میں رکھا جب
ملک علی شیر نے نصائح مشفقانہ کرکے سمجھایا مفید نہوا اور ملک علی شیر کے جواب میں یہ کہا کہ ہر روز ایک کرور پان
اور کئی سیر کافور میری حرم سرا میں صرف ہوتا ہے اور تین سو عورت ہر روز پوشاک نئی پہنتی ہیں آیندہ دیکھیے کیا میسر
ہو یا نہو اس سے بہتر یہ ہے کہ ہم مع اپنے فرزندوں اور عورتوں کے قتل ہو جائیں تاکہ ہمارے ناموس میں بدنامی کا
دھبا نہ لگے ساتھ عزت اور ناموس کے مریں واہ ری عزت و شرافت سلہدی پوربیہ نے طرح جوہر کی ڈالی رانی
درگاوتی کہ بیٹی رانا سانگا کی تھی دو بچے خورد سال ہمراہ لے کر جوہر میں آئی اور مع سات سو عورت پری پیکر جل گئی
اور سلہدی پوربیہ اور تاج خان اور لکھمن مع خویشان و برادران کہ مجموع سو نفر ہوتے تھے ہتھیار لیکر برآمد
ہوئے اور مسلمانوں کی جمعیت قلیل سے کہ قلعہ پر گئے تھے جنگ میں مقتول ہوئے اور جب یہ خبر اردو
میں پہونچی سپاہ گجرات بسبیل استعجال قلعہ میں در آئی اور اس گروہ حق ناشناس اور ناعاقبت اندیش کو واصل جہنم

ان برجون کو جو توپیا کی ضرب سے مسمار ہوگئے ہین بند کرو لکھمن نے جواب نہ دیا لیکن سمجھا اور سلہدی بحسب ظاہر
پلٹ گیا لکھمن نے قلعہ کے استحکام مین کوشش کی اور رات کو دو ہزار پوربیہ سلہدی کے چھوٹے بیٹے کے ہمراہ کرکے
بھوپت کی طلب کے واسطے روانہ کیے اور پسر سلہدی نکلکر روانہ ہوا چونکہ اسکی موت آگئی تھی ناگاہ کچھ فوج بادشاہی
نمودار ہوئی اور وہ جاہل اپنی کثرت پر مغرور ہوکر جنگ مین مشغول ہوا سپاہ گجرات نے طاقت بشری سے
زیادہ تر کوشش کرکے بہت راجپوت تہ تیغ کیے اور سلہدی کے بیٹے کا بھی سر تن سے جدا کرکے مع سر
دیگر راجپوتان کے شاہ کی خدمت مین بھیجا سلہدی نے جب خبر فوت پسر سنی الفت پدری سے حواس
اُس کے بجا نرہے اور سلطان بہادر اصل راز سے خبردار ہوا یعنی سلہدی کی سازش ثابت ہوئی فوراً
اس نے برہان الملک کے سپرد کیا کہ قلعہ شادی آباد مندو مین قید کرے اس درمیان مین خبر پہونچی کہ بھوپت
چونکہ جانتا ہی کہ سلطان جریدہ ہی اس واسطے رانا کو ہمراہ لیکر از روے جرأت بکوچ متواتر آتا ہی یہ خبر سنکر شاہ
کی قوت غضبی نے طغیان کیا اور یہ فرمایا کہ مین اگرچہ جریدہ ہون لیکن بمقتضاے نصوص ایک مسلمان دس کافر کو
کافی ہی یہ کہکر فوراً میران محمد شاہ فاروقی فرمانرواے برہان پور اور رفیع الملک المخاطب بعماد الملک کو اُنکے
گوشمال کے واسطے رخصت کیا میران محمد شاہ اور رفیع الملک افواج کو آراستہ کرکے جنگ کے واسطے
متوجہ ہوئے اور جب کہیرلہ کے قریب پہونچے پورنمل کہ وہ بھی بیٹا سلہدی پوربیہ کا تھا مع دو ہزار راجپوت پوربیہ
اُس مقام مین حاضر ہوا اس واسطے میران محمد شاہ فاروقی اور عماد الملک نے عرض داشت کی کہ پورنمل بیٹا
سلہدی پوربیہ کا رانا سے مل گیا اور رانا بھی قریب پہونچا ہی اگرچہ جمعیت اُسکی اندازہ سے باہر ہی لیکن اعتماد
تائید الٰہی اور اقبال عدو مال شاہی پر رکھکر ہمہ تن اُسکے مدافعہ مین مشغول ہونگا اور تردد مین کسی طور اپنے
تئین معاف نرکھونگا شاہ نے بعد وصول عرض داشت اختیار خان اور دیگر امرا کو محاصرہ کے واسطے چھوڑکر
خود بھی بطور تاخت ایک رات دن مین ستر کوس مالوہ کے طے کرکے بجلی کی طرح کہیرلہ کے نواح مین پہونچا اور
میران محمد شاہ فاروقی والی برہان پور استقبال کے واسطے آیا اور سلطان بہادر شاہ کو اپنے مقام و منزل پر
لیگیا اور اس عرصہ مین مخبرون نے رانا اور بھوپت کو خبر پہونچائی کہ شب کو سلطان بہادر لشکر مین ملحق ہوا
اور پیچھے سے افواج بیشمار مور و ملخ کی طرح متواتر چلی آتی ہی رانا یہ خبر سنکر ایک منزل پیچھے ہٹ گیا اور پھر کو
سلطان بہادر کہیرلہ سے کوچ کرکے ایک منزل آگے بڑھا اس منزل مین دو نفر راجپوت بطور ایلچی کے تحقیق
اخبار کے واسطے لشکر سلطان مین آئے اور رانا کی طرف سے یہ پیغام گذارش کیا کہ رانا ایک ملازمان درگاہ
سے ہی اور اس حدود مین اُسکے آنے سے یہ غرض تھی کہ قدم سفارش آگے رکھکر طلب عفو سلہدی پوربیہ کے
تقصیرات کا کرے سلطان نے ارشاد کیا اس نظر سے کہ بالفعل جمعیت اور شوکت اُسکی ہمسے زیادہ ہی اگر
پہلے جنگ کا ارادہ نکرکے عرض داشت کرتا البتہ الحاح تمھاری قبول ہوتی جب یہ جواب ان دونون راجپوت
نے جاکر کہا کہ ہمنے شاہ کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہی رانا اور بھوپت باوجود اس شوکت و جمعیت کی تین چار منزل کو اپنے

اُس کی سمع مبارک میں پہونچا کہ نوبت پسر سلہدی اپنے باپ کی خبر گرفتاری اور متعین ہونا رفیع الملک
لشکر کمک طلب کرنے کے واسطے چیتور کی طرف گیا اور لکھمن بھائی سلہدی پوربیہ کا رائسین کے قلعہ کو استوار
کرکے معرکہ آرائی میں سعی کرتا ہے اور انتظار کمک چیتور کی کھینچتا ہے سلطان بہادر دوتین دن مسجدوں کو آباد
کرنے اور مقامات شرک درست کرنے کے لیے اس قصبہ میں مقیم ہوا اور جمادی الاول کی ساتوین تاریخ
سنہ [illegible] کو رمین طبل فیروزی بجا کر رائسین میں بارگاہ بلند کی اور اعلی لشکر یہ آیا تھا کہ راجپوت پوربیہ
دو برج ہو کر قلعہ سے اترے اور سلطان بہادر شاہ نے بہادری کو کام فرمایا کچھ لوگ ہمراہ رکاب
لیکر شیر گرسنہ کی طرح اُن پر تاخت لایا اور دوتین پوربیہ ضرب شمشیر جوہر سے دو ٹکڑے کیے اس
عرصہ میں سپاہ گجرات پیچھے سے دوڑ کر آپہونچی اور کفاروں کو قتل کیا پوربیہ سلطان بہادر شاہ کی شجاعت
اور مردانگی دیکھکر بھاگے اور قلعہ میں جاکر دم لیا اور سلطان بہادر نے اُس دن لشکر کو جنگ سے منع کرکے
کل کا وعدہ کیا دوسرے دن اُس سرزمین سے کوچ کرکے قلعہ کو مرکز کے مانند گھیر کر مورچے خود تقسیم کیے اور
بنیاد ساباط کی ڈالی تھوڑے عرصہ میں ساباط اہل قلعہ کے قریب پہونچے پھر سلطان نے رومی خاں کو
مع توپخانہ وہاں چھوڑ کر اپنے مقام پر معاودت فرمائی اور رومی خاں نے توپ کی ضرب وارد سے دو برج
قلعہ کے گرا دیے اور دوسری طرف سے سرنگیں آگ دی یہاں تک کہ چند گز دیوار اس طرف سے گر پڑی
اور سلہدی نے احوال قلعہ اور زبونی پوربیہ اور قوت دشمن کا مشاہدہ کرکے پیغام دیا کہ یہ بندہ چاہتا ہے کہ پہلے
شرف اسلام سے مشرف ہووے اُسکے بعد اگر حکم ہو اوپر جاکر قلعہ کو خالی کرکے اولیاے دولت بہادر شاہی
کے سپرد کرے سلطان اس خبر سے مسرور ہوا اور سلہدی کو اپنے روبرو بلاکر کلمۂ توحید اُسے پڑھایا پھر اُسے
خلعت خاص دیکر باورچیخانہ سے قسم قسم کا لذیذ کھانا اُسے کھلایا اور ہمراہ اپنے قلعہ کے نیچے لیگیا سلہدی نے
اپنے بھائی لکھمن کو طلب کرکے کہا جو میں زمرۂ اسلام میں داخل ہوا ہوں سلطان بہادر شاہ ملتفت ہو کے مجھے
مراتب عالی کو پہونچاویگا مناسب یہ ہے کہ قلعہ کو ملازموں کے سپرد کرکے ہم تم سب خدمت شاہ میں حاضر ہوں
لکھمن نے پوشیدہ اُس سے یہ بات کہی کہ اب خونریزی تیری مسلمانوں کے مذہب میں جائز نہیں ہے بھوپت مع
چالیس ہزار آدمی کمک کے واسطے آتا ہے ایسا کام کرنا چاہیے کہ چند روز اور قلعہ کے لینے میں توقف ہووے سلہدی
نے یہ رائے پسند کی اور سلطان سے کہا کہ آج کے روز مہلت ہو کل بعد دوپہر کے قلعہ کو خالی کرکے ملازموں کے
سپرد کرونگا سلطان بہادر شاہ وہاں سے مراجعت کرکے اپنے مکان پر آیا اور دوپہر تک دوسرے روز منتظر
تھا جب میعاد سے ایک ساعت گذری سلہدی عرض پیرا ہوا کہ اگر حکم ہو بندہ قریب قلعہ جاکر صورت حال دریافت
کرکے عرض میں پہونچاوے عنایت سلطان سے دور نہیں ہے سلطان بہادر نے سلہدی کو معتمدوں کے سپرد کرکے
نزدیک قلعہ کے بھیجا اور سلہدی نزدیک برج افتادہ اور شکستہ کے گیا اور اپنی قوم کو نصیحت آغاز کی کہ اے راجپوتان
غافل او جاہل مسلمانوں سے غدر کرو ورنہ سلطان بہادر اسی مورچہ سے آکر تمہیں قتل کریگا اور غرض اسکی یہ تھی کہ کچھ فتور

سے ملحق ہوا اور شاہ نے گجرات کی روانگی کا آوازہ مشہور کیا اور فوراً شادی آباد مندو کی طرف گیا اور اختیار خان کو وہان کی حکومت پر چھوڑکر جمادی الاولے کی چھبیسوین تاریخ کو نعلچہ مین نزول کیا اِسی درمیان مین بھوپت ولد سلہدی پوربیہ نے کہ ہمراہ تھا عرض مین پہونچایا کہ جو رایات عالی دارالملک گجرات کی طرف متوجہ ہین اگر بندہ رخصت اجین کی پاوے سلہدی کو ملازمت مین حاضر کرے سلطان بہادر نے کمال دوراندیشی سے رخصت دی اور خود بھی بکوچ متواتر اجین کی طرف متوجہ ہوا اور پندرھوین تاریخ شہر کور کو قصبہ دھار مین پہونچکر لشکر کو وہان چھوڑا اور خود برسم شکار دیبال پور اور سعدل پور کی طرف گیا سلہدی پوربیہ یہ خبر سنکر اپنے فرزند بھوپت کو اجین مین چھوڑکر خود ملازمت مین حاضر ہوا اور امیر نصیر کہ سلہدی پوربیہ کی طلب مین گیا تھا اُس نے خلوت مین عرض کی کہ سلہدی پوربیہ خیال اطاعت اور فرمان برداری کا نہین رکھتا لیکن فقیر بوعدہ وینے کنپایت اور ایک کرور تنگہ نقد کے اس کو فریب دے کر لایا ہے وگرنہ چاہتا تھا کہ قلعہ چھوڑکر ولایت میوات کی طرف جاوے اور اب اگر رخصت پاوے گا اس کا دوبارہ دیکھنا محال ہے شاہ سعدل پور سے دھار کی طرف روانہ ہوا اور امرا اور مقربون سے سلہدی پوربیہ کی گفتگو درمیان مین لایا اور جب اردو کے قریب پہونچا لشکر کو باہر چھوڑکر قلعہ دھار مین وارد ہوا لیکن سلہدی پوربیہ کو بھی ہمراہ لیگیا جبکہ شاہ اندرون محل داخل ہوا موکلون نے آنکر اُسے مع دو نفر پوربیہ گرفتار کیا اُس وقت ایک خواص سلہدی پوربیہ فریاد کرکے دست بخنجر ہوا سلہدی پوربیہ نے کہا تو چاہتا ہے کہ مین مارا جاؤن اُس نے جواب دیا کہ مین نے یہ خنجر تمھارے بچانے کو نکالا تھا اگر اس سے تم کو صدمہ پہونچتا ہے تو یہ خنجر مین اپنے ہی مارے لیتا ہون تا کہ تم کو صدمہ نہ پہونچے اور اپنے پیٹ پر مارکر جہنم واصل ہوا اور جب سلہدی پوربیہ کی خبر گرفتاری منتشر ہوئی باشندگان شہر نے مال و متاع سلہدی کا تاراج کرکے ایک جماعت کثیر کو قتل کیا اور بقیۃ السیف نے بھاگ کر سلہدی کے بیٹے کے پاس جس کا نام بھوپت تھا پناہ لی اور اسباب اور ہاتھی گھوڑے سلہدی کے سرکار شاہی مین ضبط ہوئے اور آخر روز کو سلطان بہادر نے رفیع الملک المخاطب بعماد الملک کو بھوپت کی گوشمال کو روانہ کیا اور خداوند خان کو اُردو کے ہمراہ چھوڑکر دوسرے دن کی صبح کو خود بھی اجین کی طرف عازم ہوا اور دریا خان مالوہی کو حکومت اجین عنایت کرکے سارنگپور کی سمت متوجہ ہوا اور سارنگپور کو ملو خان بن ملو خان کے سپرد کیا جو سلطان مظفر کے ایام سلطنت مین مندو سے جاکر ملازم ہوا تھا اور شیر شاہ سور کے عہد شاہی مین اپنا خطاب قادر شاہ کرکے اُس ملک کا خطبہ اور سکہ اپنے نام کیا تھا غرضکہ کچھ احوال اُس کا عنقریب مرقوم قلم صدق رقم ہوگا اور حبیب خان والی آشتہ کو آشتہ کی طرف رخصت دے کر خود بھیلسہ اور رائسین کی طرف عازم ہوا حبیب خان نے جاتے ہی ایک جماعت کثیر پوربیہ کو قتل کیا اور آشتہ پر متصرف ہوا اور جب شاہ بھیلسہ مین پہونچا معلوم ہوا کہ اٹھارہ برس کا عرصہ گذرا ہے کہ یہان سے آثار اسلام منقطع ہوئے اور علامات کفر شائع ہے اس منزل مین مجرون نے

الف خان اور آصف خان کے ہمراہ محمد آباد چنپانیر میں بھیجا اور خود مندو میں قیام کیا اور امراے مالوہ کو گجرات میں جاگیریں دیں اور گجرات کے امرا کو مالوہ میں جاگیریں عنایت فرمائیں اور میران محمد شاہ فاروقی کو معزز اور مکرم کرکے برہان پور میں روانہ کیا اور بعد برسات ۹۳۸ نوسو اڑتیس ہجری میں برہانپور اور آسیر کی سیر کے واسطے روانہ ہوا چونکہ برہان نظام شاہ بحری نے اسمٰعیل عادل شاہ کے برخلاف لفظ شاہی اپنے حق میں اختیار کیا تھا میران محمد شاہ فاروقی کی ہدایت اور دلالت سے برہان پور میں آیا اور شاہ طاہر جنیدی کی سعی سے سلطان بہادر شاہ نے چتر سفید اور آفتاب گیر لیے سرخ کمی اور سراپردہ سرخ سلطان محمود خلجی کا برہان نظام شاہ بحری کو دیکر فرمایا کہ ہم نے تمہیں نظام شاہ بحری خطاب دیا یعنی دشمنوں کو بادشاہی سے معزول اور دوستوں کو سلطنت پر منصوب کیا اور سلطان بہادر کی غرض نظام شاہ بحری کی تربیت سے یہ تھی کہ والی احمد نگر اور برہان پور دونوں بادشاہ دہلی کے جنگ میں کہ پیش نہاد ہمت اپنے کی تھی موافقت کریں گے حالانکہ برخلاف اُس کے وقوع میں آیا کس واسطے کہ برہان نظام شاہ بحری نے نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ کی جنگ میں ساتھ اُس کے ہمراہی نہ کی بلکہ چند سال پیشتر ایلچی اپنا اُسکی درگاہ میں بھیجکر ولایت گجرات کے تسخیر کی ترغیب دی تھی کہتے ہیں کہ سلطان بہادر شاہ نے شاہ طاہر جنیدی سے کہا کہ علماے گجرات اور برہان پور اور مندو اور دہلی آپ کی اُستادی اور ارشادی قبول رکھتے تھے عزت بہت کی یہانتک کہ اُسکے حضور تخت پر نہیں بیٹھتا تھا اور جو بیٹھتا تھا اُسے بھی کرسی مرصع پر بٹھاتا تھا اور جس وقت کہ شاہ برہان پور میں تھا سعی بہت کی کہ اُسے برہان نظام شاہ سے لے کر اپنا وکیل سلطنت کرے شاہ طاہر نے اس بہانے سے کہ میں ارادہ مکہ کی روانگی کا رکھتا ہوں یہ بات قبول نہ کی حالانکہ احمد نگر میں جاکر چند عرصہ کے بعد برہان نظام شاہ کو شیعہ مذہب بنایا اور چتر سراپردہ سرخ کو رنگ سبز کہ نشان اثنا عشر امام ہے تبدیل کیا القصہ یہ داستان کلی وجزوی احوال نظام شاہیہ میں تحریر ہوئی حاجت تقریر نہیں ہے بیان معلوم فرمادیں اور سلطان بہادر بعد ملاقات برہان نظام شاہ بحری خوش دل اور کامیاب ہوکر شادی آباد مندو دیار کی طرف گیا اس درمیان میں معلوم ہوا کہ سلہدی پوربیہ بسبب اسکے کہ عہد سلطان محمود خلجی میں عورات مسلمہ بلکہ بعضے حرمہاے سلطان ناصر الدین کو اپنے مکان میں نگاہ رکھا تھا اور اب بھی اپنے مکان میں رکھتا ہے اس سبب سے حضور میں آنے کی خواہش اور پروا نہیں رکھتا سلطان بہادر نے فرمایا کہ خواہ وہ آوے یا نہ آوے ہمارے ذمہ فرض عین ہوا کہ عورات مسلمہ کو ذلت کفر اور خواری بندگی سے نجات بخش کر اُس کو سزاے طبع اور تنبیہ ایسی کریں کہ باعث عبرت ناظرین ہو مقبل خان کو محمد آباد چنپانیر کی طرف رخصت کرکے حکم دیا کہ وہاں جاکر قلعہ کی نگہبانی کرے اور اختیار خان کو مع لشکر و توپخانہ ہمرکاب خدمت میں بھیجے اور مقبل خان نے سلطان کے حکم کے موافق اختیار خان کو روانہ کیا اور اختیار خان مع لشکر گران اور توپ خانہ اور خزانہ اکیسویں ربیع الآخر سال مذکور کو قصبہ دھار میں آیا اور سلطان بہادر

نہایت مشکل اور نگاہ رکھنا بھی نہایت متعذر ہوا اور فی الحقیقت آنے کا مانع یہی امر ہے شاہ بہادر نے فرمایا
مین شاہزادہ چاند خان کو نہ طلب کرونگا سلطان محمود خلجی سے کہو کہ وہ جلد میری ملاقات کو آوے جب ایلچی
سلطان محمود کا رخصت ہوا سلطان بہادر شاہ پیا پی طی منازل اور قطع مراحل کرتا تھا اور سلطان محمود کے
آنے کا راستہ دیکھتا تھا جس وقت دیپالپور مین پہونچا معلوم ہوا کہ سلطان محمود کا یہ ارادہ ہے کہ اپنے
بڑے بیٹے کو سلطان غیاث الدین خطاب دیکر قلعہ مندو مین نگاہ رکھے اور خود قلعہ سے جدا ہوکر گوشہ مین
بیٹھے اور شاہ سے ملاقات نکرے اس درمیان مین بعضے امرائے سلطان محمود خلجی کہ بوجہ سلوک ناموافق
اُس سے آزردہ تھے خدمت سلطان بہادر مین حاضر ہوکر عرض پیرا ہوئے کہ سلطان محمود خلجی حیلہ حوالہ
مین ایام گذاری کرتا ہے وہ ہرگز اپنے اختیار سے نہ آویگا سلطان بہادر بکوچ متواترہ شادی آباد مندو کی
طرف روانہ ہوا اور جب نعلچہ مین پہونچا لشکر شادی آباد مندو کے محاصرہ کو مقرر ہوا اور محمد خان آسیری
بجانب غزنی ساتھ مورچال شاہ پول کے نامزد ہوا اور لقمان کو ہل پور کی طرف بھیجا اور جماعت پوربیہ
کو سہلوانہ کی طرف نامزد فرمایا اور خود موضع محمود پول مین محلون مین قرار پکڑا اور شعبان کی اُنتیسوین شب
۹۳۷ھ نو سو سینتیس ہجری مین سلطان بہادر مع جمعیت بہادران کے دو نفر اہل مندو کی ہدایت سے
قلعہ مین داخل ہوا اور فصیل پر اس قدر توقف کیا کہ بہت آدمی اُس کے قلعہ مین درآئے پھر صبح کی نماز
کے وقت سلطان محمود خلجی کے مکان کی طرف متوجہ ہوا اور جو مردم مالوہ اس طرف سے کہ نہایت بلند ہے خاطر
جمع رکھتے تھے ان کو جب معلوم ہوا کہ قلعہ فوج بیگانہ سے بھر گیا ناچار اہل قلعہ ہر طرف بھاگے اور اُسی وقت
چاند خان بن سلطان مظفر شاہ مرحوم قلعہ سے اُترا اور راہ فرار لی اور سلطان محمود خلجی مع جماعت
قلیل مسلح ہوکر مقابلہ کو آیا اور جب اپنے مین قوت برابری کی ندیکھی شہر سے نکل گیا اور پھر ایک مقرب
کی ہدایت سے احوال عیال و اطفال کی رعایت کے واسطے پھر کر اپنے محل کی طرف چلا اور افواج ظفر
امواج سلطان بہادر نے یکایک اطراف محل کو گھیر لیا اور سلطان بہادر نے مردمان لشکری کو حکم دیا کہ محل اور
حرم بادشاہون اور امیرون کا امان مین ہے خبردار کوئی اُن کے مال اور ناموس کا متعرض نہو اس واسطے بعضے
ہواخواہان اور رفقا نے سلطان محمود خلجی سے عرض کی کہ شاہ گجرات ہرچند بیمروتی کرے مگر اُسکی بیمروتی اوروں کی
مروت سے بہتر ہوگی ضرور ناموس سلطان کی حفظ مین کوشش کریگا اور ظن غالب یہ ہے کہ رسم بدرا ختیار
کرکے ولایت مالوہ سلطان کے قبضہ مین چھوڑے گا اس درمیان مین سلطان بہادر لعل محل کے کوٹھے پر برآمد
ہوا اور ایک شخص کو سلطان محمود خلجی کے پاس بھیجکر طلب کیا اور سلطان محمود مع سات نفر امرا کے آیا سلطان
بہادر اپنے دل مین خواہش عفو رکھتا تھا اُس سے ہمکلام ہوکر سبب نہ آنے کا پوچھا لیکن چونکہ سلطان محمود
خلجی کا بخت برگشتہ اور زمانہ ناموافق تھا اُس نے جواب سخت دیا سلطان بہادر اس سبب سے آزردہ
ہوا پھر باقی مجلس خاموشی مین گذری آخر کو غضب مین آنکر سلطان محمود خلجی کو مع فرزندان مقید کرکے

رتنسی بن رانا سانکا نے از راہ ملائمت وعجز ایلچی بھیجکر جگا کے عفو گناہ کی درخواست کی سلطان بہادر نے عرض قبول کر کے
جگا کو طلب کیا اور گھاٹ کرجی کے مقام میں مسجد عالی بنا کی اور وہ قصبہ برتھی راج کو دیا اور باقی ولایت باگر
درمیان برتھی راج اور جگا کے علی السویہ یعنی برابر تقسیم کی اور چند روز شکار کے واسطے اس مقام میں قیام کیا کہ
مخبروں نے خبر پہونچائی کہ سلطان محمود خلجی جو کہ ممنون احسان اور مرہون امتنان سلطان مظفر شاہ ہے
شیر خان حاکم مندو کو بھیجا کہ بعضے قصبے ولایت چیتور کو تاراج کرتا ہوا اجین میں سلطان محمود خلجی سے ملحق ہو اسی
درمیان میں ایلچی رتنسی پسر رانا نے آنکر درخواست کی کہ سلطان بہادر سلطان محمود خلجی کو مانع ہو دیں
کہ متوجہ زنجیر قدآوت کو حرکت نہ دیویں پھر اس وقت خبر پہونچی کہ سلطان محمود اجین سے سارنگ پور
کی طرف جاکر سلہدی پوربیہ کو قتل کرنے کے ارادہ سے ہمراہ لایا تھا سلہدی اس کی مافی الضمیر
واقف ہوا باتفاق فرزند سکندر خان میواتی کے بھاگ کر ولایت چیتور میں رتنسی ولد رانا سنکا کے
پاس آیا ہے اور چند روز سے زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ سکندر خان اور بھوپت پسر سلہدی اردو کی طرف
متوجہ ہوکر دونوں نے سلطان بہادر کی ملازمت حاصل کی اور سلطان نے سات سو خلعت زربفت
اور ستر راس گھوڑے انعام فرمائے اور تسلی کی اس درمیان میں سلطان محمود خلجی کا نوشتہ
پہونچا کہ میں بھی ارادہ شرف حضوری کا رکھتا تھا لیکن موانع کے سبب سے تعویق میں پڑا اب
انشاء اللہ تعالیٰ ملاقات گرامی سے مسرور ہوں گا سلطان بہادر نے دریا خان سے یہ فرمایا کہ چند
مرتبہ نوید ملاقات سلطان محمود خلجی گوش حق نیوش میں پہونچی ہے اگر وہ آنکر ملاقات کرے ہم اسکے مفتوحات
کو اپنے ممالک میں شامل نہ کریں گے پھر ایلچی کو مشمول الطاف کرکے رخصت کیا اور خود بانسوالہ کی عزیمت
کی اور جب آب کرجی کے کنارے پہونچا رتنسی بن رانا اور سلہدی بھی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلطان
بہادر نے پہلے دن تیس زنجیر فیل اور گھوڑے بہت اور ایک ہزار پانسو خلعت زربفت انہیں بخشے اور چند روز
کے بعد رتنسی رانا کو چیتور کی طرف رخصت کیا اور سلہدی پوربیہ ملازمت اختیار کرکے اردو میں رہا سلطان بہادر
سلطان محمود خلجی کے وعدہ ملاقات کے بنیاد پر سنبلہ کی طرف متوجہ ہوا اور یہ فرمایا کہ اگر سلطان محمود
خلجی آوے گا ہم لوازم ضیافت اور مہمانداری بجا لاویں گے اور دیولہ گھاٹ تک جاکر اسے
رخصت کرکے دار الملک کی سمت مراجعت کریں گے اور اس سفر میں محمد خان آسیری آیا تھا اور جب
موضع سنبلہ میں پہونچا دس روز تک سلطان خلجی کا انتظار کھینچا پھر دریا خان سلطان محمود خلجی کی طرف
سے بطور رسالت آیا اور عرض کی کہ سلطان محمود شکار میں گھوڑے سے گر پڑا ہے اس کا داہنا ہاتھ
ٹوٹ گیا اب اس وضع سے آنا لائق نہیں ہے شاہ بہادر نے فرمایا جو سلطان نے چند بار خلاف وعدہ
کیا نہ آیا اگرچہ ابکی ہووے ہم آویں پھر دریا خان نے کہا شاہزادہ چاند خان بن سلطان مظفر شاہ مرحوم
سلطان محمود کے پاس ہے اگر شاہ آوے اور چاند خان کو سلطان محمود خلجی سے طلب کرے دیا اس کا

روقی کو متوسط کرکے ایسا کیا کہ سلطان وہان سے کوچ کرکے آگے بڑھ گیا اور جیسا کہ وقائع نظام شاہیہ مین
سریع ہوا ہے احمد نگر مین پہونچا اور بسبب دیکھنے خواب مہیب کے دولت آباد کی طرف روانہ ہوا اور بالاگھاٹ مین
حوض قتلو کے کنارے فرودکش ہوا اور عماد الملک کو مع امراے کثیر گجرات اُس قلعہ کے محاصرہ کے واسطے تعین کیا
لیکن بعد چند روز کے علاءالدین عماد شاہ نے دکھنیون کو موافق کیا اور سلطان بہادر کے طلب کرنے سے نادم
ن ہوا اور رات کے وقت خیمہ اور خرگاہ سے قطع نظر کرکے راہ فرار پائی اور جب دکنی گجرات کا راستہ
کر رسد غلہ پہونچنے کے مانع ہوئے برہان نظام شاہ بھی مقابل آنکر تھوڑے فاصلہ پر وارد ہوا فی الجملہ
آمت قحط غلہ اُردو مین ظاہر آئی اُس وقت برہان نظام شاہ نے سلطان بہادر کو بنوید واپس دینے فیلان
اِن محمد شاہ فاروقی کے اپنی طرف سے راضی کیا اور احمد نگر کا خطبہ اُسکے نام پڑھا سلطان بہادر
۹ نوسو چھتیس ہجری مین گجرات گیا اور برسات کا موسم محمد آباد مین بسر کرکے سنہ ۹۳۷ نوسو سینتیس ہجری مین
ر کی طرف متوجہ ہوا اور موضع جانپور سے خداوند خان اور رفیع الملک المخاطب بہ عماد الملک کو
لشکر آراستہ اور فیل بسیار باگر کے سمت بھیجا اور خود بندر کنبایت کی طرف متوجہ ہوا اور ایک وقت وہان
کرکے دوسرے دن جہاز پر سوار ہوا اور بندر دیپ کی عزیمت کی اور جو کئی جہاز اطراف بنادر سے
تحفہ جنس قماش وغیرہ جو کچھ ان جہازون مین تھی خرید کرکے کارخانون مین داخل کی اور ازانجملہ
ار چھ سو من بستہ اور منقے تھے اور جماعت رومیون کی جو باتفاق مصطفی خان رومی برسم
رت آئی تھی اُن کے حال پر نظر التفات مبذول کرکے اُس قوم کے واسطے منزل مناسب تعین فرمایا
ور ملک ایاز سے سفارش غربا کی کرکے ولایت بانسوالہ اور ڈونگر پور کی سمت گیا اور آتش نہب اس
ل مین لگا کر وہان کے راجاؤن سے پیشکش لی پھر بخیر و سعادت محمد آباد جنپانیر کی طرف معاودت کی اور
نان اور قطب خان و دیگر امراے سلطان ابراہیم لودھی کہ فردوس مکانی ظہیرالدین محمد
بر بادشاہ کے خوف سے گجرات کی طرف آپڑے تھے خدمت بابرکت مین حاضر ہوئے سلطان بہادر
نے پہلے دن تین سو قباے زربفت اور پچاس گھوڑے اور کئی لاکھ تنگہ نقد انعام دیے اور جب
ان کی دلجوئی سے فارغ ہوا مہراسہ کی طرف کوچ کیا اور جب مہراسہ مین وارد ہوا خداوند خان اور
امرا ملازمت کے واسطے حاضر ہوئے پھر کوچ متواتر سے باگر مین پہونچکر اُس ولایت کا انتظام
جیسا کہ چاہیے فرمایا اور ہر ایک مقام مین تھانہ وار مقرر کیے اور پرسرام راجہ باگر کا لاعلاج ہوکر ملازمت مین
ضر ہوا اور سلطان بہادر کے حضور اسکا بیٹا شرف اسلام دریافت کرکے مسلمان ہوگیا اور جملہ مقربان
رگاہ سے ہوا اور سمی جیکا جو پرسرام کا بھائی تھا مع جماعت ہمراہی پہاڑ اور جنگل مین پھرتا تھا اس وقت
ن کے خوف سے بتضرع پسر رانا سنگا کے پاس ملتجی ہوا کہ میرا وسیلہ ہوکر مجھے سلطان کی خدمت مین
پہنچادے اور معافی دلوادے اتفاق سے سلطان بہادر شکار کے واسطے جب بانسوالہ مین آیا

برہان نظام شاہ بحری اور قاسم برید ترک حیدری نے از روے تعدی کے ملک برار پر دخل کیا ہے
فقیر اس کی کمک کو گیا اور جنگ شدید کا اتفاق پڑا فقیر نے ایک جماعت کو پسپا کیا اُس حال میں
برہان نظام شاہ بحری جو کمین گاہ میں بیٹھا تھا علاء الدین عماد شاہ پر تاخت لایا اور اسے متفرق اور
پریشان کیا اس درمیان میں فقیر کی بھی چند زنجیر فیل لوٹ لے گیا اور قلعہ ماہور پرگنہ عظیم تر قلاع اس
بلاد سے ہے تعدی متصرف ہوا اس بارہ میں جیسا کہ امر جلیل القدر بادشاہ ہو دے عمل میں لاوے اور جواب
اس کے یہ فرمان تحریر فرمایا کہ سال گذشتہ میں عرضی علاء الدین عماد شاہ کی آئی تھی اور ملک عین الملک
حاکم نہروالہ نے حسب الحکم جا کر فریقین کے درمیان صلح کروائی اور اب جو پیدستی کی ابتدا برہان نظام شاہ
سے ہوئی اعانت مظلوماں کی ذمہ ہمت کریماں فرض اور واجب ہے پھر محرم سنہ ۳۵ نو سو پینتیس ہجری میں بارادہ
تسخیر ولایت نظام شاہ مع لشکر بیشمار متوجہ ہوا اور قصبہ بڑودہ میں نزول کر کے ایک مدت سپاہ
کے ساماں میں مصروف رہا اور سنہ مذکورہ کے اوسط سال میں جام فیروز حاکم ٹھٹھہ مغلوں کے
ظلم سے جلا وطن ہو کر بحالت تباہ سلطان بہادر کے ظل عاطفت میں پناہ لایا اور سلطان نے تعہد
اس کے حال پر اصلاً پر مبذول فرما کر بارہ لاکھ تنکہ خرچ عطا کر کے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تعالی
ملک موروثی مغلوں کے قبضہ سے برآمد کر کے تیرے سپرد کر دوں گا جب آوازہ شوکت بہادر
شاہی اور اس کے جلال کا ربع مسکوں میں منتشر ہوا تو اس سفر میں قریب و بعید کے راجہ اس کی
درگاہ کی طرف متوجہ ہوئے اور گوالیار کے راجہ کا بھتیجا مع جماعت پورے حاضر ہو کر سلک ملازماں
خاص میں منسلک ہوا اور بعیروں سے پرتھی راج بھتیجا راجہ سنگا کا بھی مع چند راجپوت معتبراں کے
ملازموں میں داخل ہوا اور بعضے سرداراں دکن نے بھی بقصد سعادت حضور حاصل کی اور حسب علی قدر مراتب
انعامات شاہانہ سے بہرہ یاب ہوئے اور جو سلطان کو عرصہ دراز تک محمد آباد چانپانیر میں توقف واقع ہوا علاء الدین
عماد شاہ نے بیتاب ہو کر شیر خاں اپنے فرزند کو ملازمت کے واسطے بھیج کر معروض کیا کہ برہان نظام شاہ
بحری نہایت مادہ غرور کی بیہودگی سے صلح کا خیال نہیں رکھتا ہے اگر آنحضرت ایک مرتبہ دکن کی طرف معاودت فرماویں
بندہ کا مقصود دلی حاصل ہووے چنانچہ سلطان بہادر التماس اس کی قبول کر کے دکن کی طرف روانہ ہوا
اور جب آب نربدا کے کنارے پہونچا میراں محمد شاہ فاروقی استقبال کے واسطے حاضر ہوا اور
سلطان کو ضیافت کے واسطے برہان پور لے گیا اور لوازم ضیافت بجا لایا اس کے بعد عماد الملک
بھی جریدہ کاویل سے اس کی خدمت میں حاضر ہوا اور چند راس گھوڑے اور تحف و ہدایا
گذرانے اور سلطان بہادر برہان نظام شاہ بحری کی تادیب کے واسطے کہ بیر ماہور کے اطراف
میں تھا برار کے راستہ سے روانہ ہوا اور جب جالنہ پور میں پہونچا چند روز مقام کر کے دنداں طمع
ملک پر تیز کیے اور عماد الملک نے مضطر ہو کر خطبہ برار کا سلطان بہادر کے نام پڑھایا اور میراں محمد شاہ

بہادر نے اُن کے مزار پر ایک جماعت کو وظیفہ دے کر طعام پختہ اور خام تقسیم کے واسطے مقرر فرمایا اور اُسی سال خبر پہونچی کہ رائے سنگھ راجہ پال نے جب قیصر خان کے قتل سے واقفیت پائی قصبہ دھور کو غارت کیا اور مال بہت ضیاء الملک پسر قیصر خان کا دستیاب کر کے اس ملک کی خرابی مین کوشش کرتا ہے سلطان بہادر یہ خبر سُنکر مضطرب ہوا اور خود اس طرف عزیمت کیا چاہتا تھا تاج خان نے معروض کیا کہ ابتدائے سلطنت مین ایسے امور بہت حادث ہوتے ہین اس سبب سے غبار کلفت اور ملال کو آئینہ دل صفا میں راہ نہ دیوین اگر یہ بندہ اس خدمت پر مامور ہووے افضال الٰہی اور اقبال عدو مال بادشاہی کی برکت سے دشمنون اور مفسدون کو گوشمال اور سزا دیوے سلطان نے فوراً اُسے خلعت سپہ سالاری دے کر ایک لاکھ سوار رائے سنگھ کی تنبیہ کے واسطے ہمراہ کر کے رخصت کیا تاج خان ولایت پال مین داخل ہوا اور اس کی خرابی اور تاراجی مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا رائے سنگھ نے از راہ عجز و انکسار ایک نوشتہ شرف الملک کے پاس کہ امرائے مظفری سے تھا بھیجکر اپنے عفو جرائم کی درخواست کی اور جب قلم عفو اُس کے جرائد اعمال پر نہ کھنچا پھر تاج خان نے زیادہ تر اُسکی ممالک مین خرابی اور بربادی کی اور راجہ رائے سنگھ ناچار ہو کر جائے قلب اختیار کر کے تاج خان کے مقابل ہوا اور ایک جماعت کثیر رائے سنگھ کی مقتول ہوئی اور مسلمان ایک نفر سے زیادہ قتل نہوا تاج خان نے چند روز ولایت پال مین اقامت کی آخر کو حکم کے موافق سلطان کی خدمت مین روانہ ہوا اور ماہ ربیع الاول سنہ مذکور مین شکار کے واسطے برآمد ہوا اس وقت مین ایک جماعت رعایائے بندر کنبایت سے وہان کے عامل کے دست جور سے فریادی ہوئی سلطان نے تاج خان کو اس کے سرانجام کے واسطے منصوب کر کے عامل کنبایت کی معزولی کا حکم صادر فرمایا اور جب محمد آباد جبنانیر کے اطراف مین پہونچا پسر رانا سنکا ملازمت مین حاضر ہوا بعد چند روز کے اسے خوشدل اور خوشحال کر کے رخصت انصراف دی اور ۹۳۴ھ سنہ نوسو چونتیس ہجری مین ولایت ایدر کی تسخیر پر عازم ہوا اور تھوڑے قلیل مین اسے مفتوح کر کے جبنانیر کی طرف معاودت کی اور اُس کے چند روز کے بعد قلعہ بھروچ کی عزیمت کر کے وہان بھی رایات نصرت آیات بلند کیے اور کنبایت کی طرف گیا اتفاقاً ایک روز دریا کے کنارے برسم تفرج آیا تھا ناگاہ ایک جہاز بندر دیپ سے پہونچا اور اہل جہاز نے خبر پہونچائی کہ ایک جہاز فرنگیون کا باد مخالف سے بندر دیپ کی طرف پھینکا اور قوام الملک نے اس جہاز کو گرفتار کر کے فرنگیون کو سلک عبودیت یعنی غلامی مین منسلک کیا شاہ یہ خبر سُنکر محظوظ اور مسرور خشکی کے راستے سے بندر دیپ کی سمت عازم ہوا اور قوام الملک استقبال کر کے فرنگیون کو ملاحظہ مین در لایا اور سلطان نے ان مین سے ایک جماعت کثیر کو شرف اسلام سے مشرف فرمایا پھر نشان مراجعت بلند کیا اور اس سال میران محمد شاہ حاکم آسیر جو بھانجا سلطان بہادر کا تھا اسکا نوشتہ اس مضمون سے پہونچا کہ جو علاء الدین عماد شاہ از رو ے عجز و تقصیر ملتجی ہوا تھا کہ

رتن سی بن رانا سانکا نے از راہ ملائمت وعجز ایلچی بھیجکر جگا کے عفو گناہ کی درخواست کی سلطان بہادر نے عرض قبول فرماکر
جگا کو طلب کیا اور گھاٹ کرجی کے مقام میں مسجد عالی بنائی اور دو قصبہ پرتھی راج کو دیا اور باقی ولایت باکر
درمیان پرتھی راج اور جگا کے علی السویہ یعنی برابر تقسیم کی اور چند روز شکار کے واسطے اس مقام میں قیام کیا کہ
مخبروں نے خبر پہونچائی کہ سلطان محمود خلجی نے جو کہ ممنون احسان اور مرہون امتنان سلطان مظفر شاہ سے ہے
شرزہ خان حاکم مندو کو لکھا کہ بعضے قصبے ولایت چیتور کو تاراج کرتا ہوا اجین میں سلطان محمود خلجی سے ملحق ہو اسی
درمیان میں ایلچی رتن سی پسر رانا نے آنکر درخواست کی کہ سلطان بہادر سلطان محمود خلجی کو مانع ہو دیں
کہ بموجب زنجیر عداوت کو حرکت نہ دیویں پھر اس وقت خبر ہوئی کہ سلطان محمود اجین سے سارنگ پور
کی طرف جاکر سلہدی پوربیہ کو قتل کرنے کے ارادہ سے ہمراہ لایا تھا سلہدی اُس کی مافی الضمیر پر
واقف ہوا اتفاق فرزند سکندر خان میواتی کے بھاگ کر ولایت چیتور میں رتن سی ولد رانا سانکا کے
پاس آیا ہے اور چند روز سے زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ سکندر خان اور بھوپت پسر سلہدی اُردو کی طرف
متوجہ ہوکر دونوں نے سلطان بہادر کی ملازمت حاصل کی اور سلطان نے سات سو خلعت زرلفت
اور ستر راس گھوڑے اُنہیں انعام فرمائے اور تسلی کی اس درمیان میں سلطان محمود خلجی کا نوشتہ
پہونچا کہ میں بھی ارادہ شرف حضوری کا رکھتا تھا لیکن موانع کے سبب سے تعویق میں پڑا اب
انشاء اللہ تعالیٰ ملاقات گرامی سے مسرور ہوں گا سلطان بہادر نے دریا خان سے یہ فرمایا کہ چند
مرتبہ نوید ملاقات سلطان محمود خلجی گوش حق نیوش میں پہونچی ہے اگر وہ آنکر ملاقات کرے ہم اُسکے معاندین
کو اپنے ممالک میں پناہ نہ دیں گے پھر ایلچی کو مشمول الطاف کرکے رخصت کیا اور خود بانسوالہ کی عزیمت
کی اور جب آب کرجی کے کنارے پہونچا رتن سی بن رانا اور سلہدی بھی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلطان
بہادر نے پہلے دن تیس زنجیر فیل اور گھوڑے بہت اور ایک ہزار پانسو خلعت زرلفت اُنہیں بخشے اور چند روز
کے بعد رتن سی رانا کو چیتور کی طرف رخصت کیا اور سلہدی پوربیہ ملازمت اختیار کرکے اُردو میں رہا سلطان بہادر
سلطان محمود خلجی کے وعدہ ملاقات کے میعاد پر سسلہ کی طرف متوجہ ہوا اور یہ فرمایا کہ اگر سلطان محمود
خلجی آوے گا ہم لوازم ضیافت اور مہمانداری بجا لاویں گے اور دیولہ گھاٹ تک جاکر اُسے
رخصت کرکے دارالملک کی سمت مراجعت کریں گے اور اس منزل میں محمد خان آسیری آیا تھا اور جب
موضع سسلہ میں پہونچا دس روز تک سلطان خلجی کا انتظار کھینچا پھر دریا خان سلطان محمود خلجی کی طرف
سے بطور رسالت آیا اور عرض کی کہ سلطان محمود شکار میں گھوڑے سے گر پڑا ہے اُس کا دہنا ہاتھ
ٹوٹ گیا اب اس وضع سے آنا لائق نہیں ہے شاہ بہادر نے فرمایا جو سلطان نے چند بار خلاف وعدہ
کیا نہ آیا اگر مرضی اسکی ہووے ہم آویں پھر دریا خان نے کہا شاہزادہ چاند خان بن سلطان مظفر شاہ مرحوم
سلطان محمود کے پاس ہے اگر شاہ آوے اور چاند خان کو سلطان محمود خلجی سے طلب کرے دیا اُس کا

فاروقی کو متوسط کر کے ایسا کیا کہ سلطان وہان سے کوچ کر کے آگے بڑھ گیا اور جیسا کہ وقائع نظام شاہیہ مین
تحریر ہوا ہی احمد نگر مین پہونچا اور بسبب دیکھنے خواب مہیب کے دولت آباد کی طرف روانہ ہوا اور باگلواڑے مین
حوض قتلو کے کنارے فرودکش ہوا اور عماد الملک کو مع امراے کثیر گجرات اُس قلعہ کے محاصرہ کے واسطے تعین کیا
لیکن بعد چند روز کے علاء الدین عماد شاہ نے قلعیون کو موافق کیا اور سلطان بہادر کے طلب کرنے سے نادم اور
پشیمان ہوا اور رات کے وقت خیمہ اور خرگاہ سے قطع نظر کر کے راہ فرار ناپی اور جب دکنی گجرات کا راستہ
گھیر کر رسد غلہ پہونچنے کے مانع ہوئے برہان نظام شاہ بھی مقابل آنکر تھوڑے فاصلہ پر وارد ہوا فی الجملہ
علامت قحط غلہ اُردو مین ظاہر آئی اُس وقت برہان نظام شاہ نے سلطان بہادر کو نوید واپس دینے فیلان
میران محمد شاہ فاروقی کے اپنی طرف سے راضی کیا اور احمد نگر کا خطبہ اسکے نام پڑھا سلطان بہادر
۹۳۶ھ نوسو چھتیس ہجری مین گجرات گیا اور برسات کا موسم محمد آباد مین بسر کر کے ۹۳۷ھ نوسو سینتیس ہجری مین
ایدر کی طرف متوجہ ہوا اور موضع جانپور سے خداوند خان اور رفیع الملک المخاطب بہ عماد الملک کو
مع لشکر آراستہ اور فیل بسیار باگر کے سمت بھیجا اور خود بندر کنبایت کی طرف متوجہ ہوا اور ایک روز وہان
بسر کر کے دوسرے دن جہاز پر سوار ہوا اور بندر دیپ کی عزیمت کی اور جو کئی جہاز اطراف بنادر سے
پہونچے تھے جنس قماش وغیرہ جو کچھ ان جہازون مین تھی خرید کر کے کارخانون مین داخل کی اور ازانجملہ
ایک ہزار چھ سو من بستہ اور منقے تھے اور جماعت رومیون کی جو باتفاق مصطفےٰ خان رومی برسم
تجارت آئی تھی اُن کے حال پر نظر التفات مبذول کر کے اُس قوم کے واسطے منزل مناسب تعین فرمایا
اور ملک ایاز سے سفارش غربا کی کر کے ولایت بانسوالہ اور ڈونگرپور کی سمت گیا اور آتش نہب اس
ملک مین لگا کر وہان کے راجاؤن سے پیشکش لی پھر بخیر و سعادت محمد آباد چنپانیر کی طرف معاودت کی اور
عمر خان اور قطب خان و دیگر امراے سلطان ابراہیم لودھی کہ فردوس مکانی ظہیر الدین محمد
بابر بادشاہ کے خوف سے گجرات کی طرف آپڑے تھے خدمت بابرکت مین حاضر ہوئے سلطان بہادر
نے پہلے دن تین سو قباے زربفت اور پچاس گھوڑے اور کئی لاکھ تنگہ نقد انعام دیے اور جب
اُن کی دلجوئی سے فارغ ہوا مہراسہ کی طرف کوچ کیا اور جب مہراسہ مین وارد ہوا خداوند خان اور
بھی امرا ملازمت کے واسطے حاضر ہوئے پھر کوچ متواترہ سے باگر مین پہونچکر اُس ولایت کا انتظام
جیسا کہ چاہیئے فرمایا اور ہر ایک مقام مین تھانہ دار مقرر کیے اور پرسرام راجہ باگر کا لاعلاج ہوکر ملازمت مین
حاضر ہوا اور سلطان بہادر کے حضور اُسکا بیٹا شرف اسلام دریافت کر کے مسلمان ہوگیا اور جملہ مقربان
درگاہ سے ہوا اور مسمی جیکا جو پرسرام کا بھائی تھا مع جماعت ہمراہی پہاڑ اور جنگل مین پھرتا تھا اس وقت
جان کے خوف سے برتسی بسر رانا سنکا کے پاس ملتجی ہوا کہ میرا وسیلہ ہوکر مجھے سلطان کی خدمت مین
پہونچا دے اور معافی دلوا دے اتفاق سے سلطان بہادر شکار کے واسطے جب بانسوالہ مین آیا

برہان نظام شاہ بحری اور قاسم برید ترک حیدری نے از روے تعدی کے ملک برار پر دخل کیا ہے
فقیر اس کی کمک کو گیا اور جنگ شدید کا اتفاق پڑا فقیر نے ایک جماعت کو پسپا کیا اُس حال میں
برہان نظام شاہ بحری جو کمین گاہ میں بیٹھا تھا علاء الدین عماد شاہ پر تاخت لایا اور اسے متفرق اور
پریشان کیا اس درمیان میں فقیر کی بھی چند زنجیر فیل لوٹ لے گیا اور قلعہ ماہور پرگنہ عظیم تر قلاع اس
بلاد سے ہے تعدی متصرف ہوا اس بارہ میں جیسا کہ امر جلیل القدر صادر ہووے عمل مین لاوے درجواب
اُس کے یہ فرمان تحریر فرمایا کہ سال گذشتہ میں عرضی علاء الدین عماد شاہ کی آئی تھی اور ملک عین الملک
حاکم نہروالہ نے حسب الحکم جاکر فریقین کے درمیان صلح کرادی اور اب جو پیشدستی کی ابتدا برہان نظام شاہ
سے ہوئی اعانت مظلومان بر ذمہ ہمت کریمان فرض اور واجب ہے پھر محرم ۹۳۵ھ نو سو پینتیس ہجری میں
بقصد تسخیر ولایت نظام شاہ مع لشکر بسیار متوجہ ہوا اور قصبۂ نردوہ میں نزول کرکے ایک مدت سپاہ
کے سامان مین مصروف رہا اور سنہ مذکورہ کے اوسط سال میں جام فیروز حاکم ٹھٹھہ مغلوں کے
غلبہ سے جلا وطن ہوکر بحالت تباہ سلطان بہادر کے ظل عاطفت میں پناہ لایا اور سلطان نے تفقد
اُس کے حال پر اختلال پر مبذول فرما کر بارہ لاکھ تنکہ خرچ عطا کرکے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ
تیرا ملک موروثی مغلوں کے قبضہ سے برآوردہ کرکے تیرے سپرد کرونگا جب آوازہ شوکت بہادر
شاہی اور اس کے جلال کا ربع مسکون مین منتشر ہوا تو اس سفر میں قریب ولید کے راجہ اس کی
درگاہ کی طرف متوجہ ہوئے اور گوالیار کے راجہ کا بھتیجا مع جماعت پوربیہ حاضر ہوکر سلک ملازمان
خاص مین منسلک ہوا اور بعضوں میں سے بھی رانا کا بھتیجا راجہ سنگا کا بھی مع چند راجپوت معتبران کر
ملازمون مین داخل ہوا اور بعضے سرداران دکن نے بھی نقد سعادت حضور حاصل کی اور حسب علی قدر مراتب
انعامات شاہانہ سے بہرہ یاب ہوئے اور جو سلطان کو عرصہ دراز تک محمد آباد چانپانیر میں توقف واقع ہوا علاء الدین
عماد شاہ نے بیتاب ہوکر عصر خاں اپنے فرزند کو ملازمت کے واسطے بھیجکر معروض کیا کہ برہان نظام شاہ
بحری بہدایت بادۂ غرور کی بیہودگی سے صلح کا خیال مین رکھتا ہے اگر آنحضرت ایک مرتبہ دکن کی طرف نہضت فرماوین
بندہ کا مقصود دلی حاصل ہووے چنانچہ سلطان بہادر التماس اس کی قبول کرکے دکن کی طرف روانہ ہوا
اور جب آب نربدہ کے کنارے پہونچا میران محمد شاہ فاروقی استقبال کے واسطے حاضر ہوا اور
سلطان کو ضیافت کے واسطے برہانپور لے گیا اور لوازم ضیافت بجا لایا اس کے بعد عماد الملک
بھی جریدہ کاویل سے اس کی ملازمت میں حاضر ہوا اور چند راس گھوڑے اور تحف و ہدایا
گذرانے اور سلطان بہادر برہان نظام شاہ بحری کی تادیب کے واسطے کہ بیر و ماہور کے اطراف
مین تھا برار کے راستہ سے روانہ ہوا اور جب جالنہ پور میں پہونچا چند روز مقام کرکے دندان طمع اس
ملک پر تیز کیے اور عماد الملک نے مضطر ہوکر خطبہ برار کا سلطان بہادر کے نام پڑھایا اور میران محمد شاہ

بہادر نے اُن کے مزار پر ایک جماعت کو وظیفہ دے کر طعام پختہ اور خام تقسیم کے واسطے مقرر فرمایا اور اُسی سال خبر پہونچی کہ راے سنگھ راجہ بال نے جب قیصر خان کے قتل سے واقفیت پائی قصبۂ دھور کو غارت کیا اور مال بہت ضیاء الملک پسر قیصر خان کا دستیاب کر کے اس ملک کی خرابی مین کوشش کرتا ہے سلطان بہادر یہ خبر سُنکر مضطرب ہوا اور خود اس طرف عزیمت کیا چاہتا تھا تاج خان نے معروض کیا کہ ابتداے سلطنت مین ایسے امور بہت حادث ہوتے ہین اس سبب سے غبار کلفت اور ملال کو آئینہ دل صفا میں راہ نہ دیوین اگر یہ بندہ اس خدمت پر مامور ہووے افضال الٰہی اور اقبال عدو مال بادشاہی کی برکت سے دشمنون اور مفسدون کو گوشمال اور سزا دیوے سلطان نے فوراً اُسے خلعت سپہ سالاری دے کر ایک لاکھ سوار راے سنگھ کی تنبیہ کے واسطے ہمراہ کر کے رخصت کیا تاج خان ولایت بال مین داخل ہوا اور اس کی خرابی اور تاراجی مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا راے سنگھ نے از راہ عجز و انکسار ایک نوشتہ شرف الملک کے پاس کہ امراے مظفری سے تھا بھیجکر اپنے عفو جرائم کی درخواست کی اور جب قلم عفو اُس کے جرائد اعمال پر نہ کھنچا پھر تاج خان نے زیادہ تر اسکی عملداری مین خرابی اور بربادی کی اور راجہ راے سنگھ ناچار ہو کر جاے قلب اختیار کر کے تاج خان کے مقابل ہوا اور ایک جماعت کثیر راے سنگھ کی مقتول ہوئی اور مسلمان ایک نفر سے زیادہ قتل نہوا تاج خان نے چند روز ولایت بال مین اقامت کی آخر کو حکم کے موافق سلطان کی خدمت مین روانہ ہوا اور سلطان ربیع الاول سنہ مذکور مین شکار کے واسطے برآمد ہوا اس وقت مین ایک جماعت رعایاے بندر کنبایت سے وہان کے عامل کے دست جور سے فریادی ہوئی سلطان نے تاج خان کو اس کے سرانجام کے واسطے منصوب کر کے عامل کنبایت کی معزولی کا حکم صادر فرمایا اور جب محمد آباد جنپانیر کے اطراف مین پہونچا پسر رانا سنگا ملازمت مین حاضر ہوا بعد چند روز کے اسے خوشدل اور خوشحال کر کے رخصت انصراف دی اور سنہ ۹۳۳ نوسو چونتیس ہجری مین ولایت ایدر کی تسخیر پر عازم ہوا اور عرصۂ قلیل مین اسے مفتوح کر کے جنپانیر کی طرف معاودت کی اور اُس کے چند روز کے بعد قلعۂ بھروج کی عزیمت کر کے وہان بھی رایات نصرت آیات بلند کیے اور کنبایت کی طرف گیا اتفاقاً ایک روز دریا کے کنارے برسم تفرج آیا تھا ناگاہ ایک جہاز بندر دیپ سے پہونچا اور اہل جہاز نے خبر پہونچائی کہ ایک جہاز فرنگیون کا باد مخالف سے بندر دیپ کی طرف بھیکا اور قوام الملک نے اس جہاز کو گرفتار کر کے فرنگیون کو سلک عبودیت یعنی غلامی مین منسلک کیا شاہ یہ خبر سُنکر محظوظ اور مسرور خشکی کے راستہ سے بندر دیپ کی سمت عازم ہوا اور قوام الملک استقبال کر کے فرنگیون کو ملاحظہ مین در لایا اور سلطان نے ان مین سے ایک جماعت کثیر کو شرف اسلام سے مشرف فرمایا پھر نشان مراجعت بلند کیا اور اس سال میران محمد شاہ حاکم آسیر جو بھانجا سلطان بہادر کا تھا اسکا نوشتہ اس مضمون سے پہونچا کہ جو علاء الدین عماد شاہ از روے عجز و تقصیر ملتجی ہوا تھا کہ

بلا توقف دیا پس ان دنوں میں ہر روز دو مرتبہ چوگان بازی کے واسطے سوار ہوتا تھا اور اسیطور سے
ہر ایک شہر میں متعدد لنگر جلتے فقرا اور مساکین کے واسطے مقرر فرما کر احوال رعایا کی رفاہ اور آسودگی میں
کوشش کرتا تھا یہاں تک کہ بلاد گجرات میں افضال الٰہی سے رونق اور رواج تازہ ظاہر ہوئی اور ابھی کچھ عرصہ
نہ گذرا تھا کہ ارباب فتنہ حرکت میں آئے شجاع الملک بھاگ کر لطیف خاں سے جا ملا اور امرائے
دولتخواہ نے اس حال پر آگاہی پاکر سلطان کی عرض میں پہونچایا سلطان نے تاج خاں کو دولتخواہ سمجھکر
مع لشکر کثیر لطیف خاں کے سر پر تعین فرمایا ابھی وہ روانہ ہوا تھا کہ بعضے دولتخواہوں نے عرض کی
کہ قیصر خاں اور رائع خاں سلطان سکندر کے قتل میں عماد الملک کے ساتھ متفق تھے اور ابھی پوشیدہ
لطیف خاں کے شریک ہیں اور قسم قسم کی اعانت کرتے ہیں سلطان اس فکر میں تھا کہ تاج خاں نے سمع سلطان
میں پہونچایا کہ قیصر خاں اور رائع خاں نے لطیف خاں کو غیر مشہور راستہ سے مادوت کی طرف طلب
کیا ہے اور کلام اللہ کی قسم کھائی کہ اس بات میں ہرگز خلاف نہیں ہے دوسرے دن جب امرا دربار
میں مجرے کو حاضر ہوئے سلطان نے قیصر خاں اور رائع خاں کو قید کیا اور اس کے چند روز کے بعد
داور الملک جو کسی بہانے سے شہر سے نکل گیا تھا گرفتار ہوا اور ضیاء الملک اور خواجہ بانو کو کہ اس
جماعت کی مصاحبت میں متہم تھے انہیں پا برہنہ اور ہاتھ باندھ کر بازار عام میں حاضر لائے اور اہل شہر
نے بلوا کر کے ان کے مکانوں کو تاراج کیا ضیاء الملک نے رسی گلے میں ڈالکر عجز و زاری کی اور بانو
نے پچاس لاکھ تنکہ خون بہا دے کر عفو جرائم کی درخواست کی سلطان بہادر نے ان کا خون معاف کرکے
رہائی کا حکم نافذ فرمایا اور مملکت فتنہ و فساد کی آلایش سے پاک ہوئی کسی طرف سے دغدغہ نہ رہا اور سنہ ۹۳۳
نوسوتینتیس ہجری میں ایک جماعت سلاحداران خاصہ نے کہ عدد ان کا دس ہزار سے کم نہ تھا مسجد جامع
میں دادخواہ ہوئی کہ تنخواہ ہماری سرکار سے وصول نہیں ہوئی اور خطیب کو خطبہ پڑھنے سے مانع ہوئی
سلطان بہادر باوجودیکہ جانتا تھا کہ یہ شاہزادہ لطیف خاں کے پاس جانے کا ارادہ رکھتے ہیں حکم انکی
تقسیم تنخواہ کا دیا انہیں دنوں میں عرض داشت ساری خاں کی پہونچی کہ لطیف خاں نے مع جمعیت تمام
سلطانپور میں آکر نشان مخالفت کا بلند کیا اور ہم نے اسکے مقابلہ میں قیام کیا بعد لڑائی کے عضد الملک
اور محافظ خاں بھاگ گئے اور رائے نعیم مع بھائیوں کے اس جنگ میں مارا گیا اور شاہزادہ لطیف خاں
زخمی گرفتار ہوا سلطان بہادر نے بسور استماع اس خبر کے محب الملک اور ایک جماعت امرا کو بھیجا
کہ لطیف خاں کے حال پر کمال تعہد کر کے اسکے زخموں کی مرہم پٹی میں مصروف ہوں اور اس
عزت تمام حضور میں لاویں لیکن لطیف خاں جو زخمہائے کاری رکھتا تھا راہ میں فوت ہوا اور موضع ہالول
توابع چنپانیر میں اس کا تابوت لے جا کر سلطان سکندر کے پہلو میں دفن کیا اور اسی سال دوسرا بھائی
نصیر خاں جس کا نام سلطان محمود ہوا تھا اس جہان فانی سے عالم باقی کی طرف راہی ہوا اور سلطان

کرلایا جوکہ اس نے بھی سلطان سکندر پر تلوار کا وار کیا تھا اور وہ زخم جو سید علم الدین کے ہاتھ سے اُسے پہونچا تھا اب تک تازہ تھا شاہ نے حکم دیا کہ اس کی کھال کھینچکر سولی پر چڑہاؤ اور تین نفر اور جو سلطان سکندر کے قاتلون سے تھے دکن کی سمت مفرور ہوکر جاتے تھے راہ مین گرفتار ہوئے اور سلطان بہادر کے حکم کے موافق انھین توپ کے منھ مین رکھکر اُڑادیا خلاصہ یہ کہ سلطان بہادر نے عدالت کو کام فرماکر عرصہ قلیل مین سلطان سکندر کے قاتلون کو بسیاست تمام قتل کیا منقول ہی جس روز کہ سلطان بہادر محمد آباد چنپانیر مین داخل ہوا اُسی دن شاہزادہ لطیف خان پسر شاہ مظفر جو عماد الملک و امرا کے بلانے سے اُس نواح مین آیا تھا شہر مین پہونچکر چند روز پوشیدہ رہا قیصر خان اور الغ خان اور بعضے امرا نے لطیف خان سے یہ پیغام کیا کہ اس سے زیادہ شہر مین توقف لائق نہین ہی آپ کو ایک گوشہ محفوظ چاہیے پھر شہزادہ لطیف خان مایوس ہوکر ولایت پالن پور کی طرف گیا اور عضد الملک اور محافظ خان بھی ولایت مونگاپور کی طرف گئے اور سلطان بہادر باطمینان تمام رعیت پروری اور لشکر کی فراہمی مین مشغول ہوا عامۂ خلائق اور جمیع گردہون کو انعام سے سرفراز کیا اور تنخواہ سپاہ کی علی العموم دس کے بیس اور دس کے تیس اور دس کے چالیس اضافہ فرمائے اور ایک برس کا مواجب خزانہ سے دیکر سب کو راضی اور شاکر کیا اور فقراے مزار سرکھچ اور بٹوہ اور رسول آباد کا وظیفہ بھی ایزاد کرکے خوش دل کیا اور جو اُس وقت مین دار الملک گجرات قلعہ محمد آباد چنپانیر تھا بادشاہ اُس ممالک کے وہان تخت پر بٹھلائے جاتے تھے ذیقعدہ کی گیارھوین تاریخ نجومیون سے ساعت نیک پوچھکر دوبارہ دریاے شرقی کے قریب تخت مرصع جواہر نگار بچھاکر سلاطین سلف کے آئین کے بموجب آراستہ کیا اور تاریخ مذکور ۹۳۲ھ نو سو بتیس ہجری مین سلطان نے تاج شاہی زیب سر فرماکر اپنے باپ دادا کی رسم و آئین کے موافق جلوس فرمایا اور اکابر اور مشائخ اور خوانین نے مبارکبادی اور لوازم نثار اور راتیار پیش پہونچائے اور اُس دن ایک ہزار آدمی نے خلعت سلطانی سے امتیاز پایا اور جمیع امرا خطابون اور نوازشون سے سربلند ہوئے اور غازی خان کا مواجب کہ جلوس احمد آباد کے دن دس کے بیس اضافہ کیے تھے اس روز بیس اور اضافہ فرمائے اور ندربار اور سلطان پور کی حکومت پر تعین فرمایا اور ان دنون مین خبر پہونچی کہ شاہزادہ لطیف خان عضد الملک اور محافظ خان کے بہکانے سے ندربار اور سلطان پور کے اطراف مین کوہ اور دامن مین جاکر ارادہ فساد کا رکھتا ہی باستماع اس کے سلطان بہادر نے ایک فوج تعین کی کہ باتفاق غازی خان اس کی دفع و رفع مین قیام کرین چونکہ اس جلوس کے چند روز بعد ہی روز عید الضحی پہونچا اُس دن بھی جشن عالی ترتیب دیکر اکثر امرا کو خلعت اور کمربند و خنجر اور شمشیر مرصع عطا فرماکر اپنے سے راضی کیا اتفاقاً انہی دنون مین قحط رفع ہوا اور ہشیار الملک کو جو وقت سواری کا خزینہ دار تھا فرمایا کہ سواری کے وقت جو شخص سوال کرے ایک مظفری یعنی اشرفی منسوب بسلطان مظفر اُسے

مملکت کی سعی سے بلدۂ احمد آباد میں اپنے باپ دادا کے تخت پر متمکن ہو کر رسوم تصدق اور خیرات جاری کیے اور
امرا اور افسران سپاہ کو افزونی تنخواہ اور زیادتی انعام اور جاگیر اور گھوڑا دے کر خوش دل اور
مسرور کیا اور ابتدائے شوال میں احمد آباد سے کوچ کر کے محمد آباد چنپانیر کی طرف چلا پہلی منزل میں
مظفر خان ایک جماعت سرداران معتبر سے لے کر خدمت میں حاضر ہو کر مشمول عنایت اور الطاف ہوا
اور جب اس منزل سے کوچ کیا یہ خبر پہونچی کہ آب پاترک اس قدر طغیانی پر ہے کہ لشکر کا عبور دشوار اور
متعذر ہے سلطان بہادر نے قصبۂ سونج میں مقام کر کے ملک خان کو دریائے پاترک کے کنارہ بھیجا تو لشکر کو باستثنی
تمام بذریعہ کشتی اوتارے دوسرے دن تمام امرائے محمد آباد جنھوں نے خزانہ سے اموال انعام لیے تھے
خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ مال انھیں معاف ہوا اور جب سلطان بہادر آب پاترک سے عبور کر کے
آب مہندری کے کنارے اور چاندپور کے گھاٹ پر پہونچا فوج نے اترنا شروع کیا عماد الملک نے مفسدان ملک
کی ایک جماعت کو بڑودہ اور دوسرے اطراف میں اس لیے مہیا و مستعد کیا تھا تاکہ غبار فساد برپا کر کے شاہ
کو اپنی طرف مشغول کریں شاہ نے اس جماعت کی طرف توجہ نہ فرمائی اور بسہل استعجال پانی سے عبور کر کے
محمد آباد چنپانیر کی طرف روانہ ہوا جب شہر کے قریب پہونچا ضیاء الملک بیٹا نصیر خان کا آیا
سلطان بہادر نے اس سے فرمایا کہ پیشتر جا کر اپنے باپ کو حکم پہونچا کہ عماد الملک کا مکان گھیر کر اسے
گرفتار کرے اور بعد اس کے تاج خان کو مع چند خواص عماد الملک کے تدارک اور گرفتاری کے واسطے
تعین کیا اور خود بھی پیچھے سے سوار ہوا تاج خان نے بسرعت تمام جا کر عماد الملک کے مکان کو محاصرہ
کیا اور عماد الملک دیوار مکان سے کود کر شاہ جیو صدیقی کے مکان میں پناہ لے گیا اور شاہ جیو کا مکان تمام لٹ
گیا اور اس کے فرزند قید ہوئے سلطان بہادر اتفاقاً خداوند خان کے مکان کے سامنے سے نکلا تو
خداوند خان کہ اس عرصہ میں گوشہ نشین تھا مکان سے برآمد ہو کر شرف ملازمت سے مشرف ہوا اور ایک
لحظہ کے بعد عماد الملک کو خداوند خان کے غلام شاہ جیو صدیقی کے مکان سے گرفتار کر لائے شاہ نے
فرمایا کہ عماد الملک شاہی اور سیف الدین اور دیگر قاتلان سلطان سکندر کو دار پر کھینچیں اور رفیع الملک توکل
کے بیٹے کو جو غلام سلطان مظفر تھا خطاب عماد الملک دیگر بخشی الممالک کیا اور عضد الملک یہ اخبار سن کر
بڑودہ سے کسی طرف بھاگا جاتا تھا کولیان نے راستہ میں تمام ساز سامان اور مال اس کا تاراج کیا اور
سلطان بہادر نے شمشیر الملک کو عضد الملک کی گرفتاری کے واسطے مقرر کیا اور بعد اس کے نظام الملک
کو محافظ خان کے سر پر بھیجا اور وہ بھاگ کر راے سنگھ کے پاس ملتجی ہوا اور لشکر بہادر شاہی نے مال و
اسباب اس کا لوٹ کر مراجعت کی اور اسی دو تین روز کے عرصہ میں پسر عضد الملک اور شاہ جیو صدیقی اور
ایک جماعت جو سلطان سکندر کے قاتلوں سے تھی قدر خان کے مکان میں ماری گئی اور بہاء الملک باوجود
سلطان بہادر کی چشم پوشی کے متوہم ہو کر محمد آباد چنپانیر سے مفرور ہوا شحنہ وہی اس کو راستہ سے گرفتار

اودے سنگھ راجۂ پال پور اور بعضے متعلق سلطان سکندر مثل ملک مسرور اور ملک یوسف لطیف اور دیگر اشخاص سلطان کی خدمت مین پہونچے اور سلطان نے بہار الملک اور تاج الدین کو مع فرمان استمالت تاج خان اور امراے دیگر کے پاس بھیجکر اپنی آمد سے اطلاع بخشی اور تاج خان جو عماد الملک سے خائف ہوکر اپنی قوم و قبیلہ کی جماعت سے فوجین آراستہ کیے ہوئے دندوقہ مین سلطان بہادر کے سر راہ بیٹھا تھا فی الفور کوچ کرکے شاہزادہ بہادر خان کی خدمت کے لیے روانہ ہوا اور شاہزادہ لطیف خان بن سلطان مظفر کہ اس کے ہمراہ رہتا تھا اُسے مدد خرچ دے کر اپنے پاس سے رخصت کیا کہ اب وارث مظفری اور محمودی آپہونچا تمھارا یہان رہنا مناسب نہین لطیف خان با دل بریان و دیدۂ گریان شاہزادہ فتح خان کے پاس کہ شاہزادہ بہادر کا چچیرا بھائی ہوتا تھا جاکر ملتجی ہوا جب شاہزادہ بہادر ڈونگر پور مین پہونچا خرم خان اور بھی خوانین اُس کے استقبال کے واسطے دوڑے اور امرا اور سردار ہر طرف سے اُس کے پاس حاضر ہونے لگے عماد الملک کے دل پر نہایت ہراس طاری ہوا اور لشکر کے فراہم کرنے مین خزانے خالی کرنے لگا اور ایک جماعت کثیر کو مع لشکر مستعد اور پچاس ہاتھی عقد الملک کے ہمراہ کرکے قصبۂ مہراسہ کی طرف بھیجا تو جاکر خلائق کی آمد و شد کا راستہ بند کرے اور کسیکو شہزادہ بہادر کے پاس جانے نہ دیوے شاہزادہ بہادر خان جب قصبۂ محمود نگر مین پہونچا بعضے امراے سکندری کہ جان کے خوف سے بھاگے تھے شہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوئے عقد الملک احوال اس طرح کا دیکھکر محمد آباد کی سمت عماد الملک کے پاس گیا جب شاہزادہ قصبۂ مہراسہ مین پہونچا تاج خان مع چتر اور جلوس شاہی ملازمت مین حاضر ہوا اور شہزادہ بہادر خان نے بہ شوکت تمام رمضان المبارک کی چھبیسوین تاریخ سنہ ۹۳۲ نوسو بتیس ہجری مین بشہر پٹن نزول کیا اور وہان سے نشان بادشاہی بلند کرکے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور رمضان کی اٹھائیسوین تاریخ کو قصبۂ سرکیج مین جاکر مشائخ عظام اور آباے کرام کی زیارت کرکے احمد آباد مین داخل ہوا عماد الملک نے حالت پریشانی اور بدحواسی مین سپاہیون کو ایک سال تنخواہ پیشگی دے کر ایک شخص کو شہزادہ لطیف خان کی طلب کو بھیجا کہ شاید اُسکی مدد سے شاہزادہ بہادر سے لڑے اور جبتک وہ پہونچے شہزادہ بہادر خان کوچ بر کوچ محمد آباد کی سمت متوجہ ہوا اور جو امرا کہ عماد الملک کی طرف سے دیگر اُس سے لڑنے کو جاتے تھے راہ مین اُس سے ملحق ہوتے تھے اور بہار الملک اور نرا اور الملک جو سلطان سکندر کے قاتل تھے یہ بھی عماد الملک سے کنارہ کرکے شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور شہزادہ بہادر خان موقع وقت دیکھکر اُنکی دلجوئی اور تالیف قلوب مین کوشش کرتا تھا تا کہ عماد الملک پر غالب ہوکر محمود شاہ کے فرش حکومت کو اُٹھادے نصیر خان المخاطب بمحمود شاہ کی مدت دولت چار ماہ تھی۔

ذکر سلطان بہادر بن سلطان مظفر شاہ گجراتی کی سلطنت کا

بروز عید الفطر سنہ ۹۳۲ نوسو بتیس ہجری مین کہ نجومیون نے ساعت جلوس اختیار کی تھی بہادر شاہ نے امرا اور اعیان

تخت سلطنت پر جلوہ گر کیا اور شاہ محمود خطاب دیا سلطان سکندر کے امرا خوف وہراس سے اطراف میں پراگندہ
ہوئے اور اُنکے مکان لٹ گئے اور سلطان سکندر کی لاش موضع ہالول کی طرف کہ چانپانیر کے متعلق
ہے بھیجکر پیوند زمین کی اور امرا اور اعیان گجرات بالضرورت آنکر تہنیت خواں ہوئے عماد الملک بطریق
عمل درآمد امرا اور اعیان کو خلعت دے کر تسلی کرتا تھا اور خطاب دیتا تھا ایک سو اکاسی امرا کو خطاب دیا لیکن
اُن کا مواجب یعنی تنخواہ کچھ اضافہ نہ کی اس واسطے اکثر لوگ انتظار شہزادہ بہادر کے آنیکا کھینچتے تھے اور
اُس کے طلب میں رسل و رسائل بھیجتے تھے خصوصاً خداوند خان اور تاج خان اس بارہ میں دوسروں
سے زیادہ سبقت کرتے تھے اور جس وقت شہزادہ بہادر نے جانپور میں خبر فوت سلطان مظفر کی سنی
بہ تعجیل گجرات کی طرف روانہ ہوا عماد الملک نے سراسیمہ اور مضطرب ہو کر برہان نظام شاہ بحری کو
بذریعہ عرضی زر خطیر بھیجکر سلطان پور اور نذربار کی سرحد پر طلب کیا اور مالپور کے راجہ کو بھی کتابت
لکھ کے محمد آباد چانپانیر کی سرحد پر بلایا اور نہایت ہوشیاری اور دور اندیشی سے حضرت فردوس مکانی
ظہیر الدین بابر بادشاہ کو عرض داشت لکھی کہ اگر کچھ فوج افواج قاہرہ سے بندر دیو کی سمت روانہ فرمائی جاوے
تو ایک کرور تنگہ نقد بعد ممدگاروں کی مدد خرچ کے واسطے پیشکش کرونگا برہان نظام شاہ بحری نے
تحف وہدایا اور اشیاے نفیسہ لیکر تغافل میں ڈال دیا اور راجہ مالپور قرب وجوار کے لحاظ سے سامان
جنگ درست کر کے چانپانیر کے اطراف میں آیا اور تھانہ دار ڈونگر پور نے عماد الملک کے عریضہ پر
کہ بادشاہ کو لکھا تھا اطلاع پا کر تاج خان اور خداوند خان کو لکھ بھیجا کہ عماد الملک نے بادشاہ کو عرضداشت
لکھکر اُن حضرت کو طلب کیا ہے امرائے گجرات نے ایلچی کاروان شاہزادہ بہادر کی خدمت میں روانہ کر کے
جلد طلب کیا ایلچی نواح دہلی میں شاہزادہ کی حضوری سے شرف یاب ہوا اور عرائض امرا کے گذرانے
تعلق سے اس وقت بایزید خان یعنی افغانان جونپور کی طرف سے بہادر شاہ کی طلب میں آیا تھا کہ اُسے
لے جا کر جونپور کے تخت پر بٹھا دیں شہزادہ بہادر کا میلان گجرات کی طرف زیادہ تر تھا لہذا بایزید خان
کو رخصت دے کر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا منقول ہے کہ جس وقت گجرات اور جونپور سے لوگ شہزادہ
بہادر کی طلب کو آئے ہر ایک اس کے لے جانے میں کوشش کرتے تھے اور شہزادہ بہادر نے انہیں
یہ جواب دیا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر صحرا کی طرف جاتا ہوں اور باگ گھوڑے کی ہاتھ سے چھوڑ کر مطلق العنان
کرتا ہوں جس طرف چاہے لے جاوے پھر گھوڑا گجرات کی سمت رواں ہوا اور وہ جب اُس طرف متوجہ
ہو کر جے پور کی نواح میں پہونچا تو گجرات سے سپاہی متواتر ہوئے اور شاہ سکندر کے واقعہ ہائلہ
یعنی قتل ہونے کی خبر دی اور شاہزادہ چاند خان اور شاہزادہ ابراہیم فرزند شاہ مظفر جو رانا چتور
کے پاس تھے آنکر شاہزادہ بہادر کی ملاقات سے مسرور اور محظوظ ہوئے اور شاہزادہ چاند خان رخصت
ہو کر اُس مقام میں رہا اور شاہزادہ ابراہیم ہمراہ ہوا اور تھوڑے عرصہ میں میدپور سے عبور کیا اور

دفع کرکے شاہ مظفر کے فرزندان سے ایک کو تخت سلطنت پر قائم کرون اور مین خود مہمات مالی اور ملکی مین مشغول ہون چنانچہ
ایک روز شاہ سکندر سیر کے واسطے سوار ہوا عماد الملک اپنی سپاہ مکمل کرکے اُس کے قتل کے واسطے
پیچھے سے روانہ ہوا لیکن فرصت نپائی اثنائے راہ مین ایک شخص نے صورت حال سلطان سکندر سے
ظاہر کی شاہ سکندر سادہ لوح نے جواب دیا کہ خلائق چاہتی ہی کہ امرا اور غلامان مظفر شاہی کو آزار پہونچاوین
عماد الملک شاہی ہمارے بندہ ہائے موروثی سے ہی کیونکر اس امر قبیح کا مرتکب ہوگا لیکن یہ خبر سنکر متاثر اور
متالم ہوا اور ایک خاصان اور محرمان سے فرمایا کہ کبھی کبھی جو درمیان عوام کے مذکور ہوتا ہی کہ شاہزادہ بہادر خان
تسخیر گجرات کے واسطے دہلی سے آتا ہے اس سبب سے ہمارا دل پریشان ہی اتفاقاً اُسی شب ... کو
قدوۃ السالکین سید جلال بخاری اور شاہ عالم اور شیخ چنو اور ایک جماعت مشائخ کو خواب مین دیکھا
اور سلطان مظفر بھی اُن کی خدمت مین حاضر تھا اُس نے یہ کہا کہ اے فرزند سکندر تم تخت ... سے اُٹھو اور
شیخ چنو نے بھی فرمایا کہ اُٹھ کہ یہ جگہ تیری نہین ہی تخت مظفر شاہی کا وارث شہزادہ بہادر خان ہی جب صبح کے
وقت خواب سے بیدار ہوا اُسی وقت ایک شخص کو طلب کرکے اپنا خواب اُس سے بیان کیا اور اس
خواب سے پریشان ہوکر تفریح دل کے واسطے چوگان بازی کے لیے سوار ہوا اور خواب ... سب بعضے شخصون
نے اطلاع پائی سلطان سکندر بعد ایک پہر کے اپنے دولت خانہ مین تشریف لایا اور رخاصہ نوش کرکے
استراحت فرمائی جب امرا اور مخصوص اپنے مکانون پر گئے شعبان کی انیسوین تاریخ سنہ ۹۳۲ نو سو بتیس ہجری
مین عماد الملک باتفاق امرا اور اعیان مملکت مثل بہاء الملک اور داور الملک اور سیف خان اور
دو نفر غلام ترک مظفر شاہی اور ایک نفر حبشی سلطان سکندر کے دولتخانہ مین در آیا اور اُس جماعت سے
جو اُس کے ہمراہ تھی یہ بات کہی کہ اس محل کی عمارت عجائب روزگار سے ہی تماشا کرو جب یہ حوض کے قریب
پہونچے نصرت الملک اور ابراہیم بن جوہر وہان موجود تھے اُس جماعت نے اُنھین دیکھکر تلوار میان سے
لی اور اُن پر حملہ کیا اور وہ دونون بھی تلوار کھینچکر جنگ مین مشغول ہوئے لیکن اُن کی تلوار نے کام نہ کیا
آخر وہ ناکام مارے گئے پھر وہ جماعت سلطان سکندر کے خوابگاہ کی طرف متوجہ ہوئی سید علم الدین
جو سلطان کے پلنگ کا پہرہ دیتا تھا اس حال کو مشاہدہ کرکے دست بشمشیر ہوا اور دو آدمی کو زخمی کرکے
خود بھی شہید ہوا اور اُنھون نے شاہ کے پلنگ کے قریب جاکر دو تین وار تلوار کے لگائے اور شاہ مظلوم
ہراسان ہوکر پلنگ سے کود کر زمین پر آیا اُن مین سے ایک سنگدل نے ایسی ضرب تلوار کی ماری کہ سلطان
سکندر شہد شہادت نوش کرکے جنت کی طرف خرامان ہوا مدت اُسکی حکومت کی تین مہینے سترہ دن تھی ۔

تذکرہ سلطان محمود بن سلطان مظفر شاہ گجراتی کی شاہی کا

جب سکندر شاہ شہید ہوا عماد الملک نے باتفاق بہاء الملک فوراً نصیر خان کو حرم سرا سے برآوردہ کرکے

کہ سلطان مظفر نے اُسے ولی کیا تھا اکثر امرائے کبار مثل عماد الملک اور خداوند خان اور فتح خان شاہزادہ
سکندر خان کے طرفدار ہوئے شاہزادہ لطیف خان ناچار ہو کر اپنی جاگیر ندربار اور سلطانپور میں
گیا اور جب شاہ مظفر اجل طبعی سے فوت ہوا شاہزادہ سکندر سریر شاہی پر متمکن ہوا اور باپ کی میت
سرکھیج کی طرف بھیجکر لوازم تعزیت میں مشغول ہوا اور تیسرے دن یعنی بعد سوم تعزیت برخاست کر کے
محمد آباد چنپانیر کی طرف نہضت فرمائی اور جب قصبۂ اتوہ مین پہونچا وہان کے بزرگوں کی زیارت کی اور
یہ بات سمع مبارک میں پہونچی کہ شیخ جیو کہ فرزندان قطب عالم سید برہان الدین سے ہین اُنھوں نے فرمایا ہے
کہ یہ سلطنت شاہزادہ بہادر خان کی طرف منتقل ہوگی شاہ سکندر یہ خبر حیرت اثر سنکر محزون ہوا اور جو جفا سے
نالائق شیخ جیو کی نسبت زبان پر جاری کر کے انکی مذمت کی اور جب چنپانیر مین پہونچا اپنے خدمتگاروں کو جو
ایام شاہزادگی کے ملازم تھے اُنکے حال پر نوازش کر کے ولایتیں دیں اور اپنے باپ دادا کے امرا پر لطف
اور تفقد روا نرکھا اس وجہ سے تمام امرا دلگیر اور آزردہ ہو کر امیدوار تقدیر خداوندی ہوئے خصوصاً عماد الملک
حبشی جو از بندہ ہائے مظفر شاہی اور سلطان سکندر کی والدہ کا غلام تھا نہایت رنجیدہ ہوا اور بعضے
تربیت یافتہ ہائے سلطان سکندر سے حرکات ناشائستہ صادر ہوئین اور ایکبارگی تمام سپاہ اور
رعیت کا دل اس سے بیزار ہوا اُس کا زوال خدا سے چاہتے تھے سلطان نے ایک دن مجلس آراستہ
کر کے امرا اور اعیان مملکت کو خلعت فاخرہ عنایت کر کے ایک ہزار سات سو گھوڑے انعام فرمائے
چونکہ اکثر انعام بیجا اور بے موقع تھے خلائق کو اور بھی زیادہ رنج پہونچا اور ہمت تخت نشینی شاہزادہ بہادر پر
مصروف کی سلطان سکندر اپنے کردار اور افعال سے پشیمان ہو کر اپنے مآل کار میں متفکر اور ہراسان ہوا
اس درمیان میں معلوم ہوا کہ شاہزادہ لطیف خان ندربار اور سلطانپور میں خیال شاہی کا رکھتا ہے اور
منتظر وقت ہے اس واسطے سلطان سکندر نے ملک لطیف کو خطاب شرزہ خانی ارزانی کر کے شاہزادہ
لطیف خان کے دفع کے واسطے بھیجا اور ملک لطیف نے ندربار کی سرحد پر جا کر دریافت کیا کہ شاہزادہ
لطیف خان کوہستان مونگا ہم اور جیو پور کے جنگل میں رہتا ہے تا آل جنگل جیو پور میں گیا راجہ جیو پور اعتماد
جنگل اور قلعی مکان پر کر کے جنگ پر آمادہ ہو کر اس کے مقابل آیا اور ملک لطیف کو مع جماعت سرداران
نامی شہید کیا اور چونکہ راستہ لار کا مسدود کر چکا تھا راجپوتوں نے پیچھے سے آ کر ایک ہزار اور سات سو
آدمی قتل کیے اور اہل گجرات اس شکست کو فال زوال سلطان سکندر تصور کر کے منتظر نتیجہ کے رہے
اور سلطان سکندر نے قیصر خان کو مع لشکر گران اُس گروہ بے شکوہ کی گوشمال کے واسطے تعین کیا
اسی عرصہ میں امرائے مظفری نے جو شرارت مین موصوف تھے عماد الملک شاہی سے کہا کہ شاہ سکندر
تیرے قتل کی تدبیر میں ہے ہم نے از راہ دولتخواہی اور اخلاص آگاہ کیا عماد الملک اُس گروہ
بے شکوہ کے کہنے سے منحرف ہوا اور اس تدبیر میں پڑا کہ جس طور سے ممکن ہو شاہ سکندر کو جس طرح ہو سکے

اس فتنہ کا راستہ بند کرنے کی غرض سے جمعہ کے روز بتاریخ دوم جمادی الاولے ۹۳۲ھ نوسو بتیس ہجری کو اپنے بڑے بیٹے شاہزادہ سکندر خان کو روبرو طلب فرمایا اور اپنی حالت سے اطلاع دے کر اس کو بعض ضروری نصائح سنائے اور سب سے زیادہ ضروری وصیت یہ کی کہ بھائیون کے حق مین واجبی شفقت کا برتاؤ رکھے اور ہمیشہ ان کا لحاظ رہے اور بعد اس وصیت و نصیحت کے اس کو رخصت کیا اور مجلس سے اُٹھکر حرم سرا مین تشریف لے گیا اور تھوڑی دیر کے بعد پھر باہر تشریف لاکر مسند پر بیٹھ گیا۔ اس کے تھوڑی ہی دیر کے بعد اذان جمعہ کی آواز گوش مبارک مین پہونچی اور نماز کے واسطے مضطرب ہوا لیکن اپنے مزاج مین اتنی قوت نہ دیکھی کہ مسجد مین جاکر شریک نماز ہو سکے اور فرمایا کہ مین اپنے بدن مین اتنی طاقت نہین پاتا ہون کہ مسجد مین جاکر نماز ادا کر سکون پھر لوگون کو رخصت کیا کہ جاکر مسجد مین نماز پڑھین اور خود نماز ظہر ادا کرکے فارغ ہوا اور بعد اداے نماز کے ایک ساعت ہی بیٹھا تھا کہ اداے کلمۂ شہادت کے ساتھ جوار رحمت حق مین انتقال فرمایا۔ اس کی بادشاہی کی تمام مدت چودہ برس نو مہینے تھی اور اس کی عمر شریف انتقال کے وقت فقط بیالیس برس کی تھی۔ سلطان مظفر ایسا بادشاہ تھا کہ شرع شریف کی پیروی مین فرق نہ کرتا ہر حال مین متشرع رہتا اور باوجود ظاہری تشرع کے اچھا پرہیزگار خداترس تھا اور حضرت سید کائنات سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث شریف کی پیروی وتلاش بہت کرتا تھا اور خوشخط تھا خط نسخ وثلث ورقاع بہت خوب لکھتا تھا اور ہمیشہ قرآن مجید لکھا کرتا تھا جب وہ تمام ہوجاتا تو عزت وحرمت کے ساتھ مع تحفت ہدایا کے حرمین شریفین یعنی مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ مین بھیجتا تھا اور اس کی آوازۂ سخاوت اور فضل و دانش کو سنکر عربستان وروم وایران وتوران کے اکابر واشراف بہت کثرت سے خشکی وتری کی راہون سے گجرات مین آتے اور سب ہی اپنی اپنی لیاقت کے موافق اس کے فیض انعام واحسان سے مالامال ہوکر مسرور و خوشدل اپنے اپنے وطن کو واپس جاتے اور جن کی خواہش یہان قیام کی ہوتی تھی وہ مسند عزت پر متمکن ہوکر گجرات مین قیام کرتے تھے اور اسی بادشاہ دادگستر ہنر پرور کے عہد دولت مین شیراز کے مشہور معروف خوشنویس نے جن کا نام نامی ملا محمود سیاوش تھا شیراز سے گجرات کا عزم کیا اور یہان پہونچکر کمال عزت وحرمت سے سرفراز ہوکر مقیم ہوا

ذکر شاہ سکندر بن سلطان مظفر شاہ گجراتی کی جہانبانی کا

جس وقت کہ سلطان مظفر کی بیماری نے طول کھینچا اسکے فرزندان شاہزادہ سکندر خان اور شاہزادہ لطیف خان کے درمیان مخالفت ظاہر ہوئی بعضے اس کی طرف اور کچھ لوگ اسکی طرف شریک ہوسکے لیکن اس واسطے

کہ سلطان مظفر نے اُسے وصی کیا تھا اکثر امرائے کبار مثل عماد الملک اور خداوند خاں اور فتح خاں شاہزادہ
سکندر خاں کے طرفدار ہوئے شاہزادہ لطیف خاں ناچار ہو کر اپنی جاگیر ندربار اور سلطان پور میں
گیا اور جب شاہ مظفر اجل طبعی سے فوت ہوا شاہزادہ سکندر سریر شاہی پر متمکن ہوا اور باپ کی میت
سرکیج کی طرف بھیجکر لوازم تعزیت میں مشغول ہوا اور تیسرے دن یعنے بعد سوم تعزیت برخاست کر کے
محمد آباد چنپانیر کی طرف نہضت فرمائی اور جب قصبۂ اتوہ میں پہونچا وہاں کے بزرگوں کی زیارت کی اور
یہ بات سمع مبارک میں پہونچی کہ شیخ جیو کہ فرزندان قطب عالم سید برہان الدین سے ہیں اُنھوں نے فرمایا ہے
کہ یہ سلطنت شاہزادہ بہادر خاں کی طرف منتقل ہوگی شاہ سکندر یہ خبر حیرت اثر سنکر محزون ہوا اور حرفہائے
نالائق شیخ جیو کی نسبت زبان پر جاری کر کے انکی مذمت کی اور جب چنپانیر میں پہونچا اپنے خدمتگاروں کو جو
ایام شاہزادگی کے ملازم تھے اُنکے حال پر نوازش کر کے ولایتیں دیں اور اپنے باپ دادا کے امرا پر لطف
اور تفقد نہ کیا اس وجہ سے تمام امرا دلگیر اور آزردہ ہو کر امیدوار تقدیر خداوندی ہوئے خصوصاً عماد الملک
حبشی جو از بندہ ہائے مظفر شاہی اور سلطان سکندر کی والدہ کا غلام تھا نہایت رنجیدہ ہوا اور بعضے
تربیت یافتہ ہائے سلطان سکندر سے حرکات ناشائستہ صادر ہوئیں اور ایکبارگی تمام سپاہ اور
رعیت کا دل اس سے بیزار ہوا اُس کا زوال خدا سے چاہتے تھے سلطان نے ایک دن مجلس آراستہ
کر کے امرا اور اعیان مملکت کو خلعت فاخرہ عنایت کر کے ایک ہزار سات سو گھوڑے انعام فرمائے
چونکہ اکثر انعام بیجا اور بے موقع تھے خلائق کو اور بھی زیادہ رنج ہوا اور ہمت تخت نشینی شاہزادہ بہادر پر
مصروف کی سلطان سکندر اپنے کردار اور افعال سے پشیمان ہو کر اپنے مآل کار میں متفکر اور ہراساں ہوا
اس درمیان میں معلوم ہوا کہ شاہزادہ لطیف خاں ندربار اور سلطان پور میں خیال شاہی کا رکھتا ہے اور
منتظر وقت ہے اس واسطے سلطان سکندر نے ملک لطیف کو خطاب شرزہ خانی ارزانی کر کے شاہزادہ
لطیف خاں کے دفع کے واسطے بھیجا اور ملک لطیف نے ندربار کی سرحد پر جا کر دریافت کیا کہ شاہزادہ
لطیف خاں کوہستان مولکاہیر اور جیوپور کے جنگل میں رہتا ہے ناچار جنگل جیور میں گیا راجہ جیوپور اعتماد
جنگل اور قلعی مکان پر کر کے جنگ پر آمادہ ہو کر اُس کے مقابل آیا اور ملک لطیف کو مع جماعت سرداران
نامی شہید کیا اور چونکہ شکست فرار کا سد و کر چکا تھا راجپوتوں نے پیچھے سے آ کر ایک ہزار اور سات سو
آدمی قتل کیے اور اہل گجرات اس شکست کو فال زوال سلطان سکندر تصور کر کے منتظر نتیجہ کے رہے
اور سلطان سکندر نے قیصر خاں کو مع لشکر گراں اُس گروہ بے شکوہ کی گوشمال کے واسطے تعین کیا
اسی عرصہ میں امرائے مظفری نے جو شرارت میں موصوف تھے عماد الملک شاہی سے کہا کہ شاہ سکندر
تیرے قتل کی تدبیر میں ہے ہم نے از راہ دولتخواہی اور اخلاص آگاہ کیا عماد الملک اُس گروہ
بے شکوہ کے کہنے سے منحرف ہوا اور اس تدبیر میں پڑا کہ جس طور سے ممکن ہو شاہ سکندر کو جس طرح ہو سکے

اس فتنہ کا راستہ بند کرنے کی غرض سے جمعہ کے روز بتاریخ دوم جمادی الاولے ۹۳۲ھ نوسو بتیس ہجری کو اپنے بڑے بیٹے شاہزادہ سکندر خان کو روبرو طلب فرمایا اور اپنی حالت سے اطلاع دے کر اس کو بعض ضروری نصائح سنائے اور سب سے زیادہ ضروری وصیت یہ کی کہ بھائیون کے حق مین واجبی شفقت کا برتاؤ رکھے اور ہمیشہ ان کا لحاظ رہے اور بعد اس وصیت و نصیحت کے اس کو رخصت کیا اور مجلس سے اُٹھکر حرم سرا مین تشریف لے گیا اور تھوڑی دیر کے بعد پھر باہر تشریف لاکر مسند پر بیٹھ گیا۔ اس کے تھوڑی ہی دیر کے بعد اذان جمعہ کی آواز گوش مبارک مین پہونچی اور نماز کے واسطے مضطرب ہوا لیکن اپنے مزاج مین اتنی قوت نہ دیکھی کہ مسجد مین جاکر شریک نماز ہو سکے اور فرمایا کہ مین اپنے بدن مین اتنی طاقت نہین پاتا ہون کہ مسجد مین جاکر نماز اداکر سکون پھر لوگون کو رخصت کیا کہ جاکر مسجد مین نماز پڑھین اور خود نماز ظہر اداکر کے فارغ ہوا اور بعد اداے نماز کے ایک ساعت ہی بیٹھا تھا کہ اداے کلمۂ شہادت کے ساتھ جوار رحمت حق مین انتقال فرمایا۔ اس کی بادشاہی کی تمام مدت چودہ برس نو مہینے تھی اور اس کی عمر شریف انتقال کے وقت فقط بیالیس برس کی تھی۔ سلطان مظفر ایسا بادشاہ تھا کہ شرع شریف کی پیروی مین فرق نہ کرتا ہر حال مین متشرع رہتا اور باوجود ظاہری تشرع کے اچھا پرہیز گار خداترس تھا اور حضرت سید کائنات سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث شریف کی پیروی وتلاش بہت کرتا تھا اور خوشخط تھا خط نسخ وثلث ورقاع بہت خوب لکھتا تھا اور ہمیشہ قرآن مجید لکھا کرتا تھا جب وہ تمام ہوجاتا تو عزت وحرمت کے ساتھ مع تحفت ہدایا کے حرمین شریفین یعنی مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ مین بھیجتا تھا اور اس کی آوازۂ سخاوت اور فضل و دانش کو سنکر عربستان وروم وایران وتوران کے اکابر واشراف بہت کثرت سے خشکی وتری کی راہون سے گجرات مین آتے اور سب ہی اپنی اپنی لیاقت کے موافق اس کے فیض انعام واحسان سے مالامال ہوکر مسرور وخوشدل اپنے اپنے وطن کو واپس جاتے اور جن کی خواہش یہان قیام کی ہوتی تھی وہ مسند عزت پر متمکن ہوکر گجرات مین قیام کرتے تھے اور اسی بادشاہ دادگستر ہنر پرور کے عہد دولت مین شیراز کے مشہور معروف خوشنویس نے جن کا نام نامی ملا محمود سیاوش تھا شیراز سے گجرات کا عزم کیا اور یہان پہونچکر کمال عزت وحرمت سے سرفراز ہوکر مقیم ہوا

ذکر شاہ سکندر بن سلطان مظفر شاہ گجراتی کی جہانبانی کا

جس وقت کہ سلطان مظفر کی بیماری نے طول کھینچا اسکے فرزندان شاہزادہ سکندر خان اور شاہزادہ لطیف خان کے درمیان مخالفت ظاہر ہوئی بعضے اس کی طرف اور کچھ لوگ اسکی طرف شریک ہوے لیکن اس واسطے

راجہ مال کی ولایت میں گیا۔ راجہ مال نے قدوم شاہزادہ بہادر کو نعمت غیر مترقبہ خیال کرکے ہر طرح خدمتگزاری کی اور
شاہزادہ وہاں سے ولایت چیتور میں آیا تو رانا سانگا نے بھی استقبال کرکے بہت پیشکش نذر
کی اور عرض پرداز ہوا کہ یہ ولایت حضور شاہزادہ کے متعلق ہے جس کو منظور ہو عنایت فرماویں شاہزادہ
نے رانا کی عالی ہمتی کی تعریف کرکے اس کو قبول نہ کیا اور فرمایا کہ بدستور آپ کو یہاں کی حکومت
نصیب رہے اور بہت دوستی کے ساتھ وہاں سے حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس سرہ
کے مزار فائض الانوار کی زیارت کا عزم کیا اور وہاں سے ولایت میوات میں آیا اور حسن خاں
میواتی نے چند منزل بڑھ کر استقبال کیا اور لوازم ضیافت بجا لایا۔ شہزادہ نے وہاں سے
دہلی کا قصد کیا۔ اتفاقاً ان دنوں فردوس مکانی بابر بادشاہ نے ملک ہند مسخر کرنے کے قصد
سے نواح دہلی میں نزول فرمایا تھا۔ بادشاہ ابراہیم نے بوجہ قدوم شاہزادہ کے مستظہر و قوی دل ہو کر
کمال اعزاز و احترام کیا۔ ایک روز شاہزادہ بہادر خاں نے جوانان گجرات کو ساتھ لے کر میدان کا
رخ کیا اور امرائے مغل سے خوب لڑا۔ امرائے افغان جو بادشاہ ابراہیم سے متنفر تھے اس امر پر متفق
ہوگئے کہ بادشاہ ابراہیم کو دفع کرکے شاہزادہ بہادر خاں کو تخت دہلی پر بٹھادیں۔ بادشاہ ابراہیم
اس بات کو سمجھ گیا اور چاہا کہ کسی فریب سے بہادر خاں کو آزار پہنچاوے۔ شاہزادہ بہادر خاں نے
جانب جونپور قصد کیا۔ جب یہ خبر بادشاہ مظفر کو پہونچی کہ شاہزادہ بہادر خاں دہلی پہونچا اور بادشاہ
بلند اقبال ظہیر الدین بابر شاہ افواج مغل کے ساتھ نواح دہلی میں موجود ہے تو فرزند رشید کی مفارقت
سے بہت ملول و محزون ہوا اور خداوند خاں کو حکم دیا کہ خطوط و عرائض لکھکر شاہزادہ کو بلاؤ اور اسی
درمیان میں دیار گجرات میں قحط عظیم ظاہر ہوا کہ خلق خدا مضطر ہوئی بادشاہ مظفر نے شفقت عام
سے ختم کلام ربانی شروع کیا اور حق تعالے نے اس کی نیک نیتی سے رحم فرماکر خلق سے یہ بلا
دور کردی اور سلطان انہیں دنوں ایسا بیمار ہوا کہ روز بروز مرض بڑھتا جاتا تھا اور علاج مفید
ہوتا تھا۔ ایک روز اسی عالم یاس میں سلطان مظفر شاہ نے اپنے فرزند رشید شاہزادہ بہادر خان
کو یاد فرماکر فرط محبت سے آنسو بہائے۔ ایک شخص نے موقع دیکھکر عرض کیا کہ لشکر والے دو فرقہ ہوگئے
ہیں ایک فرقہ کی یہ خواہش ہے کہ شاہزادہ سکندر خاں ولیعہد ہو اور دوسرے فرقہ کی خواہش
یہ ہے کہ شاہزادہ لطیف خان ولیعہد ہو۔ سلطان مظفر نے اس کا کچھ جواب نہ دیا بلکہ یوں فرمایا
کہ بھلا شاہزادہ بہادر خان کے حال سے بھی کچھ خبر پہونچی ہے یا نہیں۔ اس وقت مجلس میں جو
عقلا و تجربہ کار دوراندیش موجود تھے انہوں نے فحوائے کلام سے یہ بات نکالی کہ بادشاہ کی دلی رغبت یہ ہے
کہ شاہزادہ بہادر خاں میرا قائم مقام ہو لیکن حالت موجودہ کے لحاظ سے اس کو زبان سے کہنا خلاف مصلحت
دیکھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس سے ایک قوی فتنہ پیدا ہوجانے کا احتمال ہے بلکہ سلطان مظفر نے

واجب ہی لہذا جس قدر جلد ممکن ہوا نیے بیٹے کو بھیجکر سلطان کو رضامند کرو تاکہ اس حدود کے یارون کو زحمت نہ پہونچے اور سلطان مظفر ماہ محرم ۹۲۸ نوسوا ٹھائیس ہجری کو احمد آباد آیا کہ وہان سے لشکر کا پورا انتظام فرماکر چیتور کا عازم ہوا اور چند روز مین سامان کرکے کانگرہ مین اترا اور تین روز آمد لشکر مین توقف ہوا اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ رانا سنکا کا بیٹا بہت پیشکش لیے ہوئے حضوری مین آتا ہی اور قصبہ مہراسہ تک پہونچا ہی چنانچہ چند روز بعد جب وہ حاضر ہوا اور مال عظیم پیشکش کیا اور باپ کی خطا معاف کرنے کی درخواست کی بادشاہ نے اُس کے باپ کی خطا معاف کرکے اُس کو شاہانہ خلعت دیا اور لشکرکشی سے باز رہا اور نواح جالوارہ مین چند روز سیر و شکار کے بعد احمد آباد مین آکر رانا کے بیٹے کو دوبارہ خلعت دے کر رخصت کیا اور خود قصبہ سرکہج کی طرف گئے۔ اور اسی سال ایاز خاص سلطانی نے انتقال کیا اور بادشاہ نے غمگین ہوکر جاگیر اس کے بیٹے کو عنایت کی اور ۹۳۰ نوسوتیس ہجری مین مفسدون و متمردون کی گوشمالی کا قصد فرماکر چنپانیر سے سوار ہوا اور مہراسہ و ہرسول کے درمیان مین چند روز توقف کرکے حصار مہراسہ کو از سر نو تعمیر فرماکر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اثنائے راہ مین حرم سلطانی جو سب سے زیادہ محبوب تھی بیمار ہوکر مرگئی بادشاہ اور شہزادہ غم و الم مین گرفتار ہوکر چند مرتبہ اس کی تربت پر جاکر فاتحہ خوانی کے بعد بادل مغموم عازم احمد آباد ہوئے لیکن بادشاہ اکثر اوقات غمگین رہتا تھا۔ ایک روز خداوندخان نے جو وزرا مین سے فضیلت مین ممتاز تھا عمدہ تقریب سے صبر و سکون کے فضائل بیان کرکے بادشاہ کو خوش کیا اور موسم برسات مین بادشاہ کو محمد آباد چنپانیر کی سیر پر راغب کیا۔
بادشاہ بہ خوشی متوجہ محمد آباد چنپانیر ہوا وہان ایک روز سکندرخان لودھی بادشاہ دہلی کے بیٹے عالم خان نے عرض کیا کہ بادشاہ ابراہیم بن سکندر شاہ نے بوجہ سادہ لوحی و نا تجربہ کاری کے تیغ ظلم سے بہت سے امرائے بزرگ کو قتل کرڈالا ہی اور کچھ لوگ جو باقی بچے ہین مکرر ان کی عرضیان بندہ کے پاس طلبی کی پہونچین چونکہ بندہ نے مدت سے اس امید پر خدمتگزاری کی کہ اس خاندان عالی شان کی توجہ سے ایک روز دولت ملے گی اب وہ وقت ہی کہ اگر حضور اس فقیر کے حال پر خاص توجہ مبذول فرماوین کہ نشان دولت و اقبال سر فقیر پر سایہ افگن ہو تو امید ہی کہ بخت پژمردہ کا گلبن پھلے پھولے اور مملکت موروثی ہاتھ آوے۔ سلطان مظفر نے ایک جماعت اُس کے ہمراہ کرکے زر نقد خزانہ سے عطا کرکے جانب دہلی روانہ کیا جسکا بقیہ حال بادشاہان لودھی کے ذیل مین پہلے گزر چکا ہی اور ۹۳۱ نوسو اکتیس ہجری مین سلطان مظفر چنپانیر سے ایدر کی طرف متوجہ ہوا اثنائے راہ مین شاہزادہ بہادرخان نے کمی آمدنی و کثرت خرچ کی شکایت پیش کرکے چاہا کہ اُس کا وظیفہ بھی مثل بڑے بھائی شاہزادہ سکندرخان کے مقرر فرمایا جاوے بادشاہ نے بعض موانع پر نظر کرکے بالفعل اس درخواست کے پورا کرنے مین وعدہ وعید پر ٹالا اور شاہزادہ بہادرخان مکدر و ملول ہوکر بلے اجازت جانب احمد آباد راہی ہوا اور وہان سے

چنانچہ اسی لشکر کی تقویت میں صلح کی بہت کوشش کی لیکن مفید نہ ہوئی مگر رعونت و حسد کی بداخلاقی نے الٹا
اپنا کام کر لیا۔ اس کا بیان یہ ہے کہ قوام الملک نے زبردست ہمت سے انتقام کے لیے اپنا مورچل آگے
بڑھا کر چاہا کہ آج ہی قلعہ میں داخل ہو ملک ایاز نے حسد کر کے دیکھا کہ اگر ایسا ہوا تو اسی کے نام فتح ہوگی
لہذا حاکمانہ اس کو اس روز جنگ سے روک دیا قوام الملک دل شکستہ ہوا اور امرائے گجرات بھی ناراض
ہو گئے۔ دوسرے روز مبارز الملک و چند سردار بدون اجازت ایاز خاص کے رانا سے لڑنے کو بڑھے
اور ملک تغلق نے فولادی جا کر راستہ سے ان کو پھیر لایا اور ملک ایاز کی غرض یہ تھی کہ اس کے مورچہ کی نقب
تمام ہو تو آگ دے کر اپنے نام فتح کا نقارہ بجاؤں اس وجہ سے اس کے اور امرا کے درمیان نفاق پیدا ہو گیا
امرا خوب سیاست سلطانی وہم سے ہار سکتے تھے آخر ملک ایاز نے باوجود بے اتفاقی امرا اپنے لشکر کو مستعد کر کے
نقب میں آگ لگائی جب برج گرا تو معلوم ہوا کہ راجپوتوں نے صورت معاملہ سے آگاہ ہو کر برج کے محاذی
دوسری دیوار محکم بنائی ہے۔ دوسرے روز رانا سانگا کے ایلچیوں نے آکر کہا کہ رانا سانگا کہتا ہے کہ میں نے عزم
کیا ہے کہ آیندہ سے سلطان کے دولتخواہوں میں داخل رہوں اور جو ہاتھی جنگ احمد نگر میں ہاتھ آئے ہیں انکو
اپنے بیٹے کے ساتھ حضرت سلطان کی خدمت میں روانہ کروں یہ سب بے نفعی و سخت گیری کیوں فرمائی جاتی ہے۔
ملک ایاز نے قوام الملک و امرا کی مخالفت سے یہی مناسب دیکھا اور صلح جائز رکھی۔ اور تمہید صلح میں کوشش
کی دوسرے امرا ایسی صلح سے ناراض ہو کر سلطان محمود خلجی کے پاس گئے اور ان کو جنگ پر آمادہ کیا کہ چہارشنبہ
کو جنگ کریں۔ اس مجلس کے ایک آدمی نے آکر ملک ایاز خاص کو اس حال سے مطلع کیا۔ ایاز خاص نے اسی
وقت ایک ایلچی خدمت سلطان محمود خلجی میں بھیجکر عرض کیا کہ حضرت بادشاہ نے اس لشکر کا اختیار اس
بندہ کے ہاتھ میں عطا فرمایا ہے تاکہ جس امر میں بادشاہ کی خیر خواہی متصور ہو عمل میں لاؤں اور چونکہ بہ
تحریک امرائے گجرات رانا سے جنگ کرنا چاہتے ہیں بندہ اس امر پر راضی نہیں ہے اور شاید نفاق
کی وجہ سے مقصود حاصل ہو اور چہارشنبہ کی صبح کو ملک ایاز وہاں سے کوچ کر کے موضع خلجی پور میں
اترا اور رانا سانگا کے ایلچیوں کو خلعت دے کر رخصت کیا۔ سلطان محمود خلجی بھی اس وضع سے ناخوش
ہو کر مندو روانہ ہوا۔ اور شومی حسد و نفاق سے یہ تمام کوشش بے کار ہو گئی۔ جب ایاز خاص
چانپانیر میں سلطان کی خدمت میں مشرف ہوا تو بادشاہ نے اس کو عتاب و خطاب سے مکلف کیا کہ
سورٹھ میں جا کر اپنے آدمیوں کا سامان کر کے برسات بعد پھر خدمت میں حاضر ہو اور یہ قرار دیا
کہ بعد برسات کے سلطان بذات خود رانا سانگا کی گوشمالی کے واسطے متوجہ ہوگا۔ ایاز خاص نے اپنا
ایک معتمد آدمی رانا سانگا کے پاس بھیج کر پیغام دیا کہ چونکہ امرا اس حدود سے بے حصول
مقصود واپس آ گئے ہیں سو یہ بات سلطان کی خاطر گراں ہے بعد برسات کے خود اس طرف بغرض گوشمالی
لشکر کشاں آنے والے ہیں اس میں بہت خرابی اس حدود کی متصور ہے اور مجھ پر بوجہ محبت لازم ہے آپ کی خیر خواہی

کے واسطے ہم ایسے خدمتگار کافی ہین اور ہم لوگ اسی دن کے واسطے پرورش کیے جاتے ہین۔ سلطان نے
جواب نہ دیا اور محرم ۹۲۷ھ نوسو ستائیس ہجری مین احمد نگر آیا اور جب لشکر جمع ہوا تو پھر ملک ایاز خاص
نے درخواست کی کہ رانا سنگا کی گوشمالی پر مقرر کیا جاوے۔ سلطان نے ایک لاکھ سوار اور سو ہاتھی
ہمراہ کرکے رانا سنگا کے تادیب کے لیے روانہ کیا۔ جب ملک ایاز و قوام الملک مقام مہراسہ پر آئے
تو سلطان نے دور اندیشی و احتیاط سے تاج خان نظام الملک شاہی کو بیس ہزار سوار سے اسی خدمت پر
مامور فرمایا۔ ملک ایاز نے عرضی لکھی کہ رانا سنگا کی گوشمالی کے لیے اس قدر امراے معتبر بھیجنے مین اسکی
ناموری و اعتبار بڑھتا ہے اور یہ بندہ اس خدمت کو بخوبی انجام دے سکتا ہے بلکہ بہت سے ہاتھی بھی اپس
کردیے اور صفدر خان کو لکھا کرت کے راجپوتون کی گوشمالی کے لیے روانہ کیا صفدر خان نے باوجودیکہ ایسا
مقام دشوار گذار جگہ کے تاخت کرکے بکثرت راجپوت مار ڈالے اور باقیون کو گرفتار کرکے ملک ایاز
کے پاس لایا اور ملک ایاز نے وہان سے کوچ کیا اور ڈونگرپور و بانسوالہ کو جلا کر خاک کردیا اور چتوڑ
کی طرف متوجہ ہوا۔ اتفاق سے وہان ایک شخص نے حاضر ہوکر اشجع الملک و صفدر خان سے کہا کہ اوب سنگھ
راجہ بال مع ایک جماعت رانا سنگا کے اور اگرسین پوربیہ سب پہاڑ کے نیچے اس غرض سے چھپے ہین
کہ رات کو شبخون مارین اشجع الملک و صفدر خان نے کسی کو خبر نہ دی بلکہ دوسو سوار ہمراہ لے کر
گھوڑے ڈال دیے اور پہونچکر سخت جنگ واقع ہوئی اگرسین مجروح ہوا اور اسی راجپوت میدان مین
گرے باقی بھاگ نکلے اور ہنوز فتح کی خبر نہ پہونچی تھی کہ ملک ایاز سلطانی مع لشکر آراستہ کے کمک کو
پہونچا اور جنگ گاہ مین جاکر یہ حال دیکھکر اشجع الملک و صفدر خان کی تعریف کی اور انکی شجاعت سے
متحیر ہوا اور اُنکے زخمون پر مرہم التفات رکھا دوسرے روز قوام الملک سلطانی اس گروہ فراری کی تلاش
مین کوہ بانوالہ مین داخل ہوا اور وہان آبادی کا نشان نچھوڑا اور اگرسین زخمی بھاگ کر رانا کے پاس پہونچا
اور سب حال بیان کیا۔ جب ایاز خاص سلطانی مندسور پہونچا تو محاصرہ کرلیا اور رانا سنگا اپنے تھانہ دار
کی کمک کے واسطے آیا اور بارہ کوس پر ٹھہر کر ملک ایاز کو پیغام دیا کہ مین اپنے ایلچی سلطان کی خدمت مین روانہ کرکے
دولتخواہون مین داخل ہوتا ہون آپ محاصرہ اُٹھا لیجیے ملک ایاز نے اسکے ایلچیون سے ایسی چند باتین کہین جو ممکن
نہ تھین اور خود قلعہ مندسور فتح کرنے کا قصد کیا اور نقب اتنی دور پہونچ چکی تھی کہ صرف ایک دو روز کا کام رہ گیا
تھا اس عرصہ مین شرزہ خان شروانی از جانب سلطان محمود خلجی پہونچا اور ملک ایاز کو پیام دیا کہ اگر کمک کی
احتیاج ہو تو اینجانب بھی وہان آوین ملک ایاز خاص نے متردد ہوکر تشریف لانے کا شکریہ ادا کیا
سلطان محمود خلجی فی الفور سلہدی پوربیہ کو ہمراہ لے کر مندسور پہونچا رانا سنگا سلطان خلجی کے آنے سے
بہت بدحواس ہوا اور میدنی راے کو سلہدی کے پاس بھیجا کہ باوجود ہمقوم کے مدتون ساتھ رہنے کا اتفاق
ہوا ہے آپ کے اخلاق سے ہر طرح نیکخواہی کی امید ہے بالفعل آپ سے امید ہے کہ صلح مین سعی کرین

اور مبارز الملک کا تعاقب کیا۔ زمینداران گجرات جو قوام الملک کے پاس سے بھاگ کر راناسنگا سے مل گئے
تھے کہنے لگے کہ مبارز الملک بھاگنے والا نہیں ہے لیکن امرا اس کو زبردستی قلعہ احمدنگر میں لے گئے
ہیں۔ راناسنگا جو ایدر سے احمدنگر روانہ ہوا اور وہی ہندی کبت جس نے مبارز الملک سے رانا
کی تعریف کی تھی پھر آیا اور مبارز الملک سے کہا کہ راناسنگا بڑی فوج لیے ہوئے آیا ہے اور آپ
بہادروں کا مفت مارا جانا قابل افسوس ہے آپ قلعہ میں متحصن ہو جاویں کہ رانا قلعہ کے نیچے اپنے
گھوڑے کو پانی پلا کر واپس چلا جائیگا۔ مبارز الملک نے کہا کہ یہ غیر ممکن ہے کہ بغیر جنگ اس کو اس
ندی سے پانی پلانے دوں اور اسی وقت اپنی قلیل فوج جو رانا کے مقابلہ میں سواں حصہ بھی نہ تھے
ساتھ لیکر ندی سے پار ہو کر مقابلہ کیا اور نہایت سخت معرکہ پیش آیا اور اسد خاں مع چند سردارون
کے شہید ہوئے اور مبارز الملک و صفدر خاں نے چند مرتبہ رانا کے لشکر پر سخت حملہ کیا آخر زخمی ہوئے
اور جب اکثر گجراتی مارے گئے تو دونوں باگ پھیر کر احمدآباد کی طرف راہی ہوئے اور رانا نے احمدنگر
کو غارت کیا اور دوسرے روز وہاں سے ڈونگر پور روانہ ہوا ڈونگر پور کے لوگوں نے نکلکر رانا
سے کہا کہ ہم بھی تمہاری طرح زمیندار ہیں اور تمہارے باپ دادے ہمیشہ ہمارے باپ دادوں کا
اعزاز و اکرام کرتے رہے رانا نے ڈونگر پور کو نہیں لوٹا اور بیل نگر کی طرف روانہ ہوا اور وہاں کا تھانہ دار
ملک حاتم بامید شہادت مقابل ہو کر اپنے مقصود کو پہنچا اور رانا نے بیل نگر کو لوٹ لیا اور وہاں سے
اپنے ملک کو چلا گیا اور ملک قوام الملک نے کچھ فوج مبارز الملک و صفدر خاں کے ہمراہ کر دی وہ وہاں
سے احمدنگر میں آیا اور شہیدوں کا کفن دفن کیا اسی حالت میں ایدر کے کولی و گراسیہ سمجھکر کہ مبارز الملک
کے پاس بہت کم فوج احمدنگر میں ہے ہجوم لائے اور مبارز الملک نے قلعہ احمدنگر سے نکلکر لڑائی میں اکثر
گراس قتل کر کے مظفر و منصور ہو کر معاودت کی۔ چونکہ احمدنگر ویران ہو چکا تھا غلہ و ضروریات حاصل نہ ہوتے
لہذا وہاں سے قصبہ وہج میں آ گئے۔ جب یہ خبریں سلطان مظفر کو پہنچیں تو عماد الملک اور قیصر خاں
کو سو ہاتھی اور فوج کافی کے ساتھ رانا کے مقابلہ کو روانہ کیا۔ دونوں احمدآباد پہنچے اور قوام الملک
کو ساتھ لے کر قصبہ سہج گئے اور وہاں سے بادشاہ کو عرضی لکھی کہ راناسنگا لوٹ مار کر کے لوٹ گیا
ہے اگر اجازت ہو تو جے پور پر تاخت کریں۔ بادشاہ نے لکھا کہ بعد برسات کے جے پور پر لشکر کشی
کی جاوے لہذا امرا نے احمدآباد میں قیام کیا اور سلطان مظفر نے لشکر کو ایک سال کا علوفہ خزانہ
سے نقد دے کر احمدآباد کی طرف کوچ کیا اور راناسنگا کی گوشمالی کے واسطے جے پور کا عزم کیا اس
عرصہ میں سلطان محمود انار اللہ برہانہ کا غلام خاص جس کو ایاز خاص کہتے تھے اور بندر سورت
و کنارہ سمندر کے علاوہ اس کی جاگیر تھی بیس ہزار سوار و پیادہ و بہت سے توپ خانہ کے ساتھ
حضور میں آیا و عرض کیا کہ حضرت سلطان کو اس تکلیف کی ضرورت نہیں ہے رانا سنگا کی گوشمالی

کی سیر کرکے دھار کی طرف متوجہ ہوئے اور وہان سے سلطان خلجی کو رخصت دے کر دو ہزار سواران سلطان خلجی کی کمک کے لیے آصف خان کے ہمراہ چھوڑے اور خود گجرات کو روانہ ہوئے سلطان محمود باوجودیکہ رخصت پاچکا تھا کمال محبت سے بطور مشایعت کے موضع دیولہ تک آیا اور وہان از سر نو اجازت حاصل کرکے مندو کو روانہ ہوا سلطان مظفر چند روز محمد آباد چنپانیر مین رہا اور اکابر و اشراف دور دور سے مبارکباد کو حاضر ہوئے اور انعام شاہی سے کامیاب ہوکر خوش و خرم واپس ہوئے۔ اس عرصہ مین ایک ندیم نے عرض کیا کہ جس زمانہ مین سلطان نے تسخیر مالوہ کا قصد فرمایا تھا ایدر کے راجہ رائے مل نے بیجانگر سے نکل کر پٹن کے ایک حصہ و نواح کچھ قصبات کو تاراج کیا اور جب نصرۃ الملک نے اسکی طرف توجہ کی تو جاکر بیجانگر کے پہاڑی غارون و جنگلون مین گھس رہا سلطان نے فرمایا کہ انشاءاللہ تعالیٰ بعد برسات کے اسکی معقول فکر کی جاویگی چنانچہ ۹۲۵ نوسو پچیس ہجری مین اس قصد سے ایدر کی طرف گیا اور راجہ مل جہان رائے مل کا ٹھکانا تھا پہلے اسکی ولایت کو خاک سیاہ کرڈالا اور چند روز بعد نصرۃ الملک کو ایدر مین چھوڑ کر خود محمد آباد مین آیا اور چند روز بعد چند سردار اور اُسکی مدد کو بھیجے اور اُسکے نام ایک خط محبت لکھکر خوش کیا اور اسکے چند ہی روز بعد خود بھی بطریق شکار کے ایدر مین گیا اور وہان عمارات کی نیو رکھی اور نصرۃ الملک کو اپنے ہمراہ احمد آباد مین لایا اور ایدر کی حکومت مبارز الملک کو عطا فرمائی اور قوام الملک کو احمد آباد مین چھوڑ کر خود محمد آباد مین آیا اس عرصہ مین یہ واقعہ ہوا کہ مبارز الملک کی خدمت مین کسی شاعر نے رانا سنگا کی بہادری و مردانگی کا ذکر کیا اور مبارز الملک نے کمال نخوت و غرور سے رانا کے حق مین بدکلام کہے اور ایک کتے کا رانا سنگا نام رکھکر ایدر کے دروازہ پر باندھا اور وہی شاعر ہندی یہان سے رانا سنگا کے پاس گیا اور یہ سب حال نقل کیا وہ حمیت و غیرت مین آگیا اور جہان تک ہوسکا فوجین لیکر ایدر کی طرف متوجہ ہوا اور مبارز الملک کے جاگیر کے حدود تاخت و تاراج کرکے ولایت باکرہ مین پہونچا اور باکرہ کا راجہ اگرچہ سلطان مظفر کا مطیع تھا لیکن مضطر ہوکر اس سے مل گیا اور رانا وہان سے ڈونگرپور مین آیا مبارز الملک نے حقیقت حال سے بادشاہ کو اطلاع دی چونکہ بادشاہ کے وزراء کا دل مبارز الملک سے صاف نہ تھا بادشاہ سے غرض کی کہ مبارز الملک کی یہ حرکت بہ کچھ لائق نہ تھی کہ ایک کتے کا نام رانا سنگا رکھکر اس کو غیرت مین لاوے اب ڈر کر کمک مانگتا ہے سلطان نے مدد بھیجنے مین تامل کیا اس پر طرہ یہ ہوا کہ ایدر کی مدد کرکے سلطان نے جو لشکر مقرر فرمایا تھا ان مین سے اکثر سپاہی برسات کی وجہ سے احمد آباد مین آئے تھے مبارز الملک کے پاس تھوڑے لوگ تھے مبارز الملک پریشان ہوا اور رانا سنگا نے حالات معلوم کرکے ایدر کی طرف توجہ کی اور مبارز الملک چند سردارون کے ساتھ باوجود قلت فوج کے ایدر سے نکلا لیکن بدون مقابلہ کے ایدر مین واپس آیا سرداروں نے کہا کہ فوج کی قلت سب پر ظاہر ہوچکی ہے مدد پہونچنے تک قلعہ احمد نگر مین محصور ہوجایئے اور خواہ مخواہ مبارز الملک کو لیکر احمد نگر چلے گئے۔ دوسرے روز صبح کو رانا سنگا ایدر مین پہونچا

کیا اور رائے سدی نے بہت سے ہاتھی و جواہر راناسنکا کو دے کر اس کو لواحق اوجین میں کمک کے لئے بلایا
ہے تو سلطان مظفر نے غیرت کھا کر عادل خان فاروقی کو جو ابھی آسیر و برہانپور سے لشکر قوی لے کر شامل
ہوا تھا ہمراہ قوام الملک کے راناسنکا سے لڑنے کو بھیجا اور خود جا بجا امرا کو معین کر کے قلعہ پر لڑائی ڈالی
اور چار روز تک متواتر شب و روز جنگ قائم رکھی کہ اندر والے خواب و آسایش سے محروم رہتے پانچویں روز
شروع رات سے لڑائی موقوف کر دی اور راجپوتوں نے نہایت خستگی میں تکیہ پر سر رکھا اور خواب عدم
میں غافل ہوئے ادھر سلطان بیدار بخت نے آدھی رات کو کچھ فوج دلیر روانہ کی یہ قلعہ کے نیچے پہونچے
اور غافل پاکر نردبان لگا کر قلعہ پر پہونچے اور محافظان دروازہ کو قتل کر کے پھاٹک کھول دیا کہ فوج فوج
لشکری قلعہ میں داخل ہو گئے اور امرائے راجپوت اس وقت ہوشیار ہوئے کہ موت اُن کے سر پر
تھی ناچار سب نے حسب دستور اہل و عیال قتل کرنے میں اور جلانے میں جلدی کی پس سلطان مظفر
نے صبح ہوتے ہی چودھویں صفر سنہ ۹۲۴ نو سو چوبیس ہجری کو قتل عام راجپوتوں کا حکم دیا چنانچہ
انیس ہزار راجپوت اس روز مارے گئے اور ان کے اہل و عیال سب گرفتار ہوئے جب
سلطان ان کے قتل سے فارغ ہوا تو سلطان محمود خلجی نے حاضر ہو کر تہنیت و مبارکباد ادا کی اور پوچھا
کہ اس غلام کے حق میں کیا حکم ہے سلطان مظفر نے کمال مروت سے جو کم کسی بادشاہ سے ظاہر ہوئی ہوگی یوں
فرمایا کہ میری غرض اس مشقت اٹھانے سے یہ تھی کہ تجھکو مندو میں مالوہ کا بادشاہ بناؤں اب یہ قلعہ و مملکت
تجھے مبارک ہو اور وہاں سے سوار ہو کر اپنے لشکر میں تشریف لائے اور دوسرے روز راناسنکا سے
لڑنے کو کوچ فرمایا اس عرصہ میں ایک نامی راجپوت جو قلعہ مندو سے بچ کر نکل بھاگا تھا رانا کے لشکر میں پہونچا
اور اس نے سلطان مظفر کے قتل عام و شدت انتقام کو خوفناک صورت سے بیان کیا اور ہائے کر کے گرا
پڑا۔ رانا اور اس کے ساتھیوں کے پتے پھٹ گئے اور چہرے زرد پڑ گئے اور بادشاہ کے کوچ کی خبر
سنی تو بےاختیار بدحواس بھاگا اور چتور میں جا کر دم لیا اور عادل خان فاروقی نے تعاقب کر کے اس کے پچھلے
لشکروں کو نیست و نابود کر ڈالا اور سلطان مظفر نے عادل خان کو طلب فرمایا اسی روز سلطان محمود خلجی مندو
سے دھار میں آیا اور ادب سے استادہ ہو کر عرض کی کہ حضرت بادشاہ بجائے میرے باپ و چچا کے ہیں امیدوار
ہوں کہ اس فقیر کے مکان پر قدم رنجہ فرما کر میرے کلبۂ تاریک کو اپنے قدوم سے منور فرماویں
سلطان نے منظور فرما کر شاہزادہ بہادر خان و لطیف خان کو اور عادل خان حاکم آسیر و برہانپور کو
ساتھ لے کر رات کو قصبہ نعلچہ میں قیام کیا صبح کو ہاتھی پر سوار ہو کر قلعہ مندو میں داخل ہو کر سلطان محمود
کے مکان میں قیام کیا اور سلطان محمود نے مہمانداری میں کوشش کی اور خود کھڑے ہو کر خدمت کی
اور طعام سے فراغت کے بعد ہر قسم کے نفائس سے بادشاہ کے لائق نذرانہ عرض کیا اور ہر ایک
شاہزادہ کے آگے بھی رکھا اور بہت عذر خواہی کی سلطان وہاں کے سلاطین قدیم کے عملات

حاکم احمد نگر بیمار ہوا تو وہاں اطباے نامی بھیجے اور ۹۲۳ نوسو تئیس ہجری کے اوائل مین محمد آباد عرف چانپانیر گیا اور وہان
سے نصرۃ الملک کو ایدر بھیجکر نظام الملک کو جو صحت پا گیا تھا اپنے حضور مین طلب کیا اور نظام الملک یہ خبر سنکر
نصرۃ الملک کے پہونچنے سے پہلے ظہیر الملک کو سو سوار سے ایدر مین چھوڑکر خود جلدی کر کے محمد آباد روانہ
ہوا ہنوز نصرۃ الملک نواحی احمد نگر مین تھا کہ راے مل نے موقع پاکر ایدر پر تاخت کی اور ظہیر الملک
نے باوجود کثرت دشمن کے مقابلہ کر کے ستائیس آدمیون سے شہادت پائی سلطان مظفر نے نصرۃ الملک
کو فرمان لکھا کہ بیجا نگر پر تاخت کرے جہان متمرد و رہزن پناہ لیتے ہین۔ اس عرصہ مین شیخ حامد جو اپنے زمانہ
کے پیشوا تھے اور حبیب خان مقطع بوجہ تسلط پوربیہ کے مندو سے بھاگ کر خدمت مین حاضر ہوئے اور پوربیہ
راجپوتون کے مظالم کی شکایت کی اور چند روز بعد داروغہ و حضور پہونچا کہ راجپوتان پوربیہ کے غلبہ سے سلطان محمود
خلجی بھی بقصد التجا مندو سے بھاگے اور سرحد گجرات پر آگئے ہین جب موضع بھلور مین پہونچے تو بندہ نے سلطان
کی خدمت مین پہونچکر حق الوسع خدمت کی سلطان مظفر یہ سنکر بہت خوش ہوا اور قیصر خان کو مع سراپردہ و بارگاہ
سرخ وغیرہ جمیع کارخانجات بادشاہی مع تحف و ہدایاے نفیسہ سلطان خلجی کی خدمت مین روانہ کیا اور پیچھے سے
خود بعزم استقبال سوار ہوا اور نواح دیولہ مین دونون بادشاہون مین ملاقات ہوئی اور سلطان مظفر نے
بہت دلجوئی فرمائی اور کہا کہ عیال و اولاد کی مفارقت سے خاطر مکدر نفرمایئے کہ انشاءاللہ تعالی عنقریب جماعت
پوربیہ کا استیصال کر کے مملکت مالوہ بالکل مصفا خدمت مین نذر ہوگی اور وہین سے اجتماع عساکر کا حکم نافذ
فرمایا اور تھوڑے ہی دنون بعد لشکر بے شمار لیکر مالوہ کی طرف متوجہ ہوا جب مندلی راے پوربیہ نے سنا تو
نتھو راے کو مع جماعت راجپوتون کے قلعہ مندو مین چھوڑا اور خود دس ہزار سوار و فیلان محمودی سے لے کر
دھار کو آیا اور وہان سے رانا سانگا کے پاس کمک لینے گیا اور سلطان مظفر نے فوج مندو کی طرف
روانہ کی اور جب افواج مظفری مندو پہونچین راجپوت بھی قلعہ مندو سے نکلکر خوب لڑے آخر قلعہ مین بھاگ
گئے دوسرے روز پھر نکلکر سخت لڑائی کی اور قوام الملک نے متواتر سپاہیون کو نمایان کر کے باکثرت راجپوت
مار ڈالے اور سلطان مظفر نے اطراف قلعہ کو امرا پر تقسیم کر کے محاصرہ تنگ کیا اس عرصہ مین مندلی راے نے راے نتھو
کو لکھا کہ مین رانا سنکا پاس پہونچا اور بہت جلد تمام مارواڑ کے راجپوتون کو مع نواح کے کمک پر لاتا ہون تجھے
لازم ہے کہ ایک مہینہ تک سلطان مظفر کو لیت و لعل مین معطل رکھ۔ نتھو راے نے مکر و فریب سے ایلچی
بھیجے کہ سلطان عالی شان کو معلوم ہے کہ ایک مدت سے قلعہ مندو پر راجپوتون کا قبضہ ہے اور ان کے عیال و اطفال
اس مین موجود ہین اگر سلطان کرم فرماکر محاصرہ کشادہ فرماوین تاکہ یہ جماعت یہان سے نکل جاوے تو مین بھی حضور مین
حاضر ہوکر خدمتگزاری مین مصروف ہون سلطان نے سمجھ تو لیا کہ غالبا وہ کمک کا منتظر ہے لیکن چونکہ سلطان محمود
خلجی کے اہل و عیال بھی قلعہ مین تھے ناچار منظور کیا اور دو تین کوس پیچھے ہٹ گئے کہ شاید نتھو نکل جاوے
اور بلا جنگ کام بن جاوے اور جب بیس روز تک کچھ آثار ظاہر نہوئے اور یقین ہوا کہ اس نے فریب

کو حکم دیا کہ موضع دیولہ کو سلطان محمود خلجی کے نوکروں سے چھین لے اور خود بادشاہ موضع دھار کی طرف
متوجہ ہوا۔ جب دھار کے عمائد استقبال کو نکلے اور امان مانگی تو سلطان نے امان دے کر قوام الملک اور
اختیار الملک بن عماد الملک کو رعایائے دھار کی حراست کے واسطے پہلے روانہ کیا اس عرصہ میں خبر
پہونچی کہ سلطان محمود خلجی پوربیہ راجپوتوں کو ساتھ لے کر امرائے چندیری پر گیا ہے جنھوں نے بغاوت
کی تھی۔ سلطان مظفر نے سب امرا کو دھار سے واپس بلا لیا اور فرمایا کہ اس سفر سے اصلی غرض یہ تھی کہ
کفار پوربیہ کو دور کرکے رعیت کو سلطان محمود اور صاحب خان ولد سلطان ناصر الدین کے درمیان
تقسیم کروں اب معلوم ہوا کہ سلطان محمود العین پوربیہ راجپوتوں کو ساتھ لے گیا ہے ایسی حالت میں اسکے
ملک میں داخل ہونا جوانمردی و مروت سے بعید جانتا ہوں۔ لیکن جب قوام الملک نے آکر دھار
کے آہوخانہ کی تعریف بیان کی تو سلطان کو سیر و شکار کی رغبت نے لیا اور قوام الملک کو لشکر کی حفاظت
کے لیے چھوڑ کر دو ہزار سوار و ڈیڑھ سو ہاتھی ساتھ لے کر دھار کا قصد کیا اور وہاں پہونچکر اسی دن
عصر کے وقت مزار شیخ عبد اللہ چنگال اور شیخ کمال الدین مالوی کی زیارت کو گیا۔ نقل ہے کہ راجہ بھوج کے
زمانہ میں راجہ کا وزیر سورج مل تھا جو خاص طریقہ سے داخل اسلام ہو کر بنام شیخ عبد اللہ موسوم ہوا اور مجاہدات
و ریاضات سے کمالات نفسانی کو پہونچا اور اب ان کا مزار مبارک مرجع خاص و عام ہے۔ القصہ جب موضع
ولادرہ میں شکار ہو رہا تو نظام الملک آگے بڑھ کر موضع نعلچہ میں آیا اور مراجعت کے وقت کچھ پوربیہ راجپوتوں
نے پہونچکر اس کے باقی آدمیوں کو مزاحمت پہونچائی۔ سلطان مظفر نے اس پر واقف ہو کر نظام الملک
کو عتاب و خطاب کیا اور وہاں سے محمد آباد چانپانیر میں آیا۔ ان دنوں راجہ ایدر مر گیا تھا اور اس کا بیٹا
راجہ بہارمل قائم مقام ہوا لیکن رانا سانگا نے قلعہ و ولایت ایدر بہ حمایت اپنے داماد رائےمل کے
اس سے چھین کر لیے داماد رائےمل بن سورج مل کو دی اور بہارمل بھاگ کر سلطان مظفر سے ملتجی ہوا
سلطان نے غرہ شوال ۹۲۱ نو سو اکیس ہجری کو فرمان بنام نظام الملک صادر فرمایا کہ ولایت ایدر و
قلعہ رائےمل سے لے کر بہارمل کے سپرد کر دیوے اور اس عرصہ میں سلطان مظفر احمد نگر گیا اور راہ میں
خداوند خان کو لشکر کی حراست پر چھوڑ کر خود بیٹ سیر کرنے گیا اور وہاں کے ساکنین کو عموماً اور علما و فضلا
کو مخصوصاً نوازشات و انعامات سے سرفراز فرما کر لشکر میں واپس آیا۔ ادھر نظام الملک نے ایدر کو لے کر
سپرد بہارمل کیا اور رائےمل کو مستاصل کرنے کے لیے کوہ بیجانگر پر چڑھائی کی جہاں رائےمل مخفی ہوا تھا اور
طرفین سے بہت لوگ مارے گئے۔ سلطان مظفر نے یہ خبر سنکر نظام الملک کو لکھا کہ جب ایدر قبضہ میں آگیا تو
مفت سپاہیوں کو ضائع کرنے کے لیے بیجانگر پر چڑھائی بیکار ہے نظام الملک یہاں سے احمد نگر میں حاضر خدمت
ہوا سلطان اسکو احمدنگر میں چھوڑ کر احمد آباد میں آیا اور جشن عظیم کرکے شاہزادہ سکندر خان کا بیاہ کیا اور امرا و
معارف شہر کو اسپ و خلعت سے سرفراز کیا اور برسات کے بعد بطور سیر و شکار کے ایدر گیا اور جب نظام الملک

صاحب خان کا قرب وجوار قزلباشون سے پیدا ہوا جن کو گجراتی لوگ سرخ ٹوپی والے کہا کرتے تھے ایک روز
اتفاق سے صاحب خان و یادگار بیگ کے نوکرون مین کسی بات پر باہم تکرار ہوئی اور جنگ کی نوبت
آگئی اور یادگار بیگ کا گھر لٹ گیا آخر قزلباشون نے تیرون سے کچھ لوگ مجروح کیے اور لشکر گجرات مین
یہ افواہ پھیل گئی کہ قزلباشون نے صاحب خان کو گرفتار کرلیا اس کنایہ آمیز طعن سے شہزادہ صاحب خان
خشمناک ہوا اور بغیر اجازت سلطان کے آسیر چلا گیا اور وہان سے بطاب کمک کا دکن جانا شاید عماد الملک
دکنی اور حاکم برہان پور کی تحریک سے ہوا اور مفصل حال طبقۂ حکام مالوہ کے ذیل مین آوے گا صاحب خان
کے جانے کے بعد سلطان مظفر کو یہ خبرین پہونچین کہ سلطان محمود خلجی مغلوب ہوتے جاتے ہین اور
پوربیہ راجپوت غالب ہوتے جاتے ہین سلطان مظفر نے غیرت کھاکر عزم کیا کہ سلطان خلجی کو مدد دے کر
پوربیون کو مغلوب کرے اس ارادہ کے اہتمام مین اول احمد آباد آیا کہ وہان کے بزرگ زندہ ومردہ
سے استمداد ہمت کرے اور سرحدون کو مضبوط کرے پھر مالوہ جاوے۔ احمد آباد مین آکر ایک ہفتہ
توقف کیا وہان سے گودہرہ گیا اور لشکرون کے جمع ہونے تک چندے وہان توقف کیا اسی عرصہ مین
سُنا کہ ملک عین الملک حاکم پٹن اپنی فوج لیے ہوئے بقصد ملازمت آتا تھا راہ مین اس کو معلوم
ہوا کہ ایدر کا راجہ راے بھیم فرصت پاکر دریاے سابرمتی تک تاخت لایا۔ ملک عین الملک نے ازراہ
دولتخواہی قصد کیا کہ پہلے راے بھیم کو مقہور کرلے تب خدمت مین جاوے۔ راجہ بھیم نے دوسر دن
سے مدد لے کر بڑی جمعیت بہم پہونچائی تھی اور عین الملک کے مقابلہ مین بڑی فوج لایا اور لڑائی بہت
سخت واقع ہوئی اور امیر عبد الملک مع دو سو آدمیون کے شہید ہوا ہاتھی جو ہمراہ رکھتا تھا ٹکڑے ٹکڑے
ہوگیا اور عین الملک نے جنگ سے منھ پھیرا سلطان مظفر یہ سُنکر ادھر متوجہ ہوا جب قصبہ مہرسہ مین پہونچا تو
جماعتون کو تاخت وتاراج کر۔ لہ روانہ کیا اور راے ایدر قلعہ ایدر خالی کرکے کوہ بیجا نگر مین مخفی ہوا اور
سلطان مظفر جب ایدر پہونچا تو وہان کوئی نہ تھا سواے دو راجپوت کے جو عہد مرنے کے لیے وہان رہ سر تھا اور
بذلت وخواری قتل ہوئے اور وہان کی عمارات وبت خانہ وباغ ودرخت وغیرہ سے کچھ نشان باقی نہ رہا راجہ
ایدر نے عاجز ہوکر گوپال نام ہندو کو سلطان کے حضور مین بھیجکر معذرت چاہی اور عرض کی کہ عین الملک کو
اس خادم سے سخت عداوت ہے اسنے اس ولایت کو تاخت وتاراج کرنے کا قصد کیا تھا اسوجہ سے فدوی سے
یہ گستاخی سرزد ہوئی اور اگر ابتدا سے کوئی تقصیر میری جانب سے ہوتی تو البتہ سلطانی سزا وغضب کا مستحق
تھا اب مبلغ بیس لاکھ تنگہ اور سو گھوڑے بطریق پیشکش کے حضور کے وکلاء کے ہاتھ نذر کرتا ہون تاکہ معافی
بخشی جاوے۔ چونکہ سلطان مظفر کو مالوہ مسخر کرنے کی فکر پڑی تھی اس کا عذر قبول کرکے گودھرہ گئے اور
اور وہ بیس لاکھ تنگہ وسو اسپ ملک عین الملک کو عطا کیے کہ سامان کرے اور موضع گودھرہ
سے شاہزادہ سکندر خان کو محمد آباد کی حکومت پر رخصت کیا جب قصبہ دھورہ مین پہونچے تو قیصر خان

ذکر سلطان مظفر شاہ بن سلطان محمود گجراتی کا

جب سلطان محمود نے اس جسم کے تنگ کوچہ سے وسعت آباد دوجہانی میں مقام فرمایا تو دو گھڑی رات
گزرے جس کی صبح کو تیسری رمضان روز سہ شنبہ تھا شاہزادہ مظفر نے بڑودہ سے محمد آباد میں پہونچکر
تخت آبائی پر جلوس کیا۔ امرا و معارف نے ندر و نثار کے بعد حسب الحکم نعش بادشاہ مغفور جانب سرکھیج
روانہ کی تاکہ مزار فائز الانوار قدوة المشائخ السالکین شیخ کھٹو کے احاطہ میں دفن کریں اور عزیز الملک کو دو لاکھ
تنگہ نقرہ و طلا حوالہ کیے کہ اس قصبہ کے مستحقین پر تقسیم کرے اور تمام ارکان مملکت کو خلعتیں دیں اور بعضوں کو
مناسب خطابات عطا کیے اور اسی روز منابر اسلام پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ بادشاہ بروز پنجشنبہ
بستم شوال ۸۷۵ نو سو پچھتر ہجری میں پیدا ہوا تھا تاریخ ولادت کا مصرع تاریخ یہ ہے۔ **قطعہ**

حسن خلق عادل مظفر شاہ بن محمود شاہ ✱ آنکہ دار ملک و دین از داد و عدلش زیب و فر ✱ بیستم نو دو از مہ شوال
کامد در وجود ✱ از پئے احیائے علم و شرع و دیں آں دادگر ✱ سال میلادش کہ بادا تا ابد ملک حق
ہشصد و ہفتاد و پنج از ہجرت خیر البشر ✱ سلطان مظفر نے ابتدائے شاہی میں اپنے خاصہ خیل میں سے ملک خوش قدم
کو عماد الملک اور ملک رشید الملک کو خداوند خان خطاب دے کر وزارت پر مقرر فرمایا اور جب شوال سال
مذکور میں یادگار بیگ قزلباش ایلچی شاہ اسمٰعیل صفوی نواح محمد آباد میں پہونچا تو سلطان مظفر نے
تمام امرا کو اسکے استقبال کے لیے روانہ کیا اور ایلچی وہاں سے اسکا خیر مقدم کیا۔ یادگار بیگ نے
وہ تمام تحائف جو سلطان محمود انار اللہ برہانہ کے حضور ہی کے لیے لایا تھا مظفر شاہ کے حضور میں پیش
کیے اور بادشاہ نے اسکو مع ساتھیوں کے خلعت و انعام سے سرفراز کیا اور سارے خاص ان کے
رہنے کو عنایت فرمائی اور ہر طرح ان کی تکریم کی گئی۔ چند روز بعد بڑودہ میں جا کر دولت آباد اسکا نام رکھا
اور اسی روز شادی آباد منڈو (دار الحکومہ مالوہ) کے بادشاہ کا بیٹا صاحب خان اپنے بھائی کے خوف
سے بھاگ کر نواحی بڑودہ میں پہونچا سلطان مظفر نے امرا کو استقبال کے لیے بھیجا تاکہ پوری عزت
سے شہر میں لائے اور ملاقات کے بعد چند روز لوازم ضیافت میں گزرے پھر بادشاہ وہاں سے
محمد آباد میں آیا اور قیصر خان کو قصبہ دعور بھیجا تاکہ سلطان محمود خلجی وا حوال مملکت مالوہ و اوضاع
امرا خود سے مشاہدہ کرکے تحقیقی خبریں پہونچا دے چونکہ اس عرصہ میں موسم برسات آگیا اور لوگ
جہاں جس نے پناہ پائی مقیم ہوا تاکہ یہ موسم گزر سے تو کاموں کی طرف توجہ ہو صاحب خان نے گھبرا کر
پیغام بھیجا کہ اس فقیر کو حاضر ہوئے مدت گزر گئی اور ہنوز اس کام کا کچھ انجام نظر نہیں آتا ہے۔ بادشاہ نے
فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ بعد برسات کے نصف ولایت مالوہ جس طرح ہو بادشاہ محمود خلجی کے قبضہ سے
نکالکر تمکو سپرد کردوں گا چونکہ صاحب خان کا ستارہ گردش میں تھا اس کا انجام اس وجہ سے نہ ہوا کہ

سال کے ماہ ذی الحجہ مین سلطان نے پرگنہ نہروالہ کی جانب سواری فرمائی اور وہان کے علماء و صلحاء و فقرا
کو انعامات و التفات خاص سے خوش دل کیا اور فرمایا کہ یہان آنے سے غرض یہ تھی کہ حضرات مخدومین کی
زیارت سے مشرف ہو کر وداع کرون شاید دوبارہ دیدار کی اجل فرصت نہ دے۔ علماء و اکابرین سے
ہر ایک نے بطرز خاص دعا دی اور سلطان اسی مجلس سے سوار ہو کر مشائخ پٹن رحمہم اللہ تعالیٰ کی زیارت
کو گیا اور بعد فراغت احمد آباد مین جا کر شیخ کھتو رحمۃ اللہ تعالیٰ کی زیارت سے فارغ ہو کر محمد آباد چنپانیر مین
واپس آیا اور جب بدن شریف مین ضعف و بیماری مشاہدہ کی تو شاہزادہ مظفر کو بڑودہ سے طلب کر کے
نصائح دلپذیر فرمائے اور چند روز بعد جب صحت کے آثار دیکھے تو شاہزادہ کو بڑودہ کی طرف رخصت دی
لیکن چند روز بعد بیماری نے عود کیا کہ نہایت ضعیف و نزار ہو گئے اور فوراً شاہزادہ مظفر کو پھر طلب فرمایا
اسی عرصہ مین فرحۃ الملک نے عرض کیا کہ شاہ اسمعیل صفوی بادشاہ ایران نے یادگار بیگ قزلباش کو ایک
جماعت قزلباش سے تحفہ ہائے نفیس کے ساتھ بطور ایلچی گری بھیجا ہے سلطان محمود نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ
مجھے قزلباشون کی صورت نہ دکھاوے کہ ظلم و بدعت ایجاد کر کے اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم کو برا کہتے
ہین سلطان عاقبت محمود کی دعا قبول بارگاہ احدیت ہوئی کہ ہنوز یادگار بیگ قزلباش وہان نہ پہونچا
تھا کہ سلطان نے عصر کے وقت بروز دوشنبہ دوم رمضان ۹۱۷ھ نو سو سترہ ہجری کو اس دار ناپائدار
سے دار القرار کا سفر اختیار فرمایا ایک مہینہ کم اکسٹھ برس کی عمر شریف تھی از انجملہ پچپن سال و ایک مہینہ
دو روز بادشاہت کی۔ مناشیر مین اس کا لقب خدایگان حلیم لکھتے تھے اور محمود بیکرہ بھی کہتے ہین بیکرہ
ایسے بیل کا نام ہے جس کے سینگ اوپر جا کر حلقہ کیے ہون چونکہ بادشاہ کی مونچھین اسی شکل پر تھین بیکرہ
کہنے لگے مگر شاہ جمال الدین حسین انجو سے یون سننے مین آیا کہ جب سلطان نے دو مشہور قلعہ کرنال و چنپانیر
فتح کیے تب سے بیکرہ یعنی دو قلعہ والا۔ لقب ہوا اور یہی قول ٹھیک معلوم ہوتا ہے سلطان محمود انار اللہ
برہانہ مین صفات کریمہ بہت خوب جمع تھین شجاعت مین کامل سخاوت مین نامی۔ بہت مہربان و بردبار حلیم
اور بہت حیا و ادب و عقل و فراست اور راست گوئی ایسی کہ کبھی اپنے قول سے خلاف نہ کیا۔ باوجود
ان تمام اوصاف کے بہت متشرع و خدا ترس تھا۔ تیر خوب لگاتا تھا۔ شکار کا بہت شوق تھا اور
حیا اس درجہ تھی کہ تنہائی مین بھی نامحرمون سے پاؤن پوشیدہ رکھتا اس کی زبان پر گالی کبھی نہ آتی
طبقات محمود شاہی والا لکھتا ہے کہ سلطان باوجودیکہ نازک بدن تھا بچپن سے وفات تک ایام سفر
مین اور جنگ کے روز زرہ و جوشن ایسا پہنتا تھا کہ پہلوان اس کو اٹھانے مین گھبراتے تھے اور کمر پر
تین سو ساٹھ تیرون کا ترکش باندھتا اور شمشیر و نیزہ اس کے علاوہ تھا۔ مترجم کہتا ہے کہ اکثر
صلحاء سے اس کا مرتبہ اس وجہ سے بھی زیادہ نظر آتا ہے کہ اس نے حضرت سرور عالم محمد مصطفےٰ صلی
اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا اور صدق اعتقاد اسکے آثار و اطوار سے ظاہر ہے رحمۃ اللہ تعالیٰ برحمۃ الواسعۃ

ان سب کو اعظم ہمایوں کے ہمراہ کیا اور اپنی عمائدین میں سے نصرۃ الملک اور مجاہد الملک گجراتی کو بھی اعظم ہمایوں کی فرمانبرداری کا حکم دیا اور خود ستر ہ ذی الحجہ کو بقصد واپسی کوچ فرمایا اور سرحد اول میں ملک حسام الدین کو شہریار خطاب دیکر سلطانپور کا موضع مع دھنورہ مع دو ہاتھی کے انعام دیکر رخصت دی اور خود تیزی کے ساتھ کوچ کیا اور اثنائے راہ میں برخلاف عادت شہزادہ مظفر خان کے بیٹے شہزادہ بہادر خان کو جو اس سفر میں ہمراہ تھا عمدہ عمدہ گھوڑے عربی و عراقی و نامی ہاتھیوں اور دیگر تحف و نفائس کے عطیہ سے خلاف عادت سرفراز کیا اور جب محمد آباد کے قریب پہونچے تو اپنے پوتے شہزادہ بہادر خان کو اپنے پاس رکھ لیا اور سلطان مظفر کو اسکی جاگیر بڑودہ کو رخصت کیا۔ سلطان کی غیبت میں اعظم ہمایوں نے حسام الدین شہریار کو قتل کر کے اسکے ساتھیوں کو عمومًا قتل کر دیا جب ربیع الاول ۹۱۴ھ نو سو چودہ میں یہ مفصل حال سلطان محمود کو پہونچا تو فرمایا کہ جو شخص ایک حبہ کہ حق نمک کی پاسداری نہیں کرتا آخر برباد ہوتا ہے اسی عرصہ میں اعظم ہمایوں نے برہانپور سے عرضی بھیجی کہ خیر خان و سیف خان جن کے قبضہ میں قلعہ آسیر ہے دونوں نے اتفاق کر کے نظام الملک بحری کو خط لکھا ہے اور وہ عالم خان کو اپنے ہمراہ لیکر راجہ کالنہ کو موافق کر کے اپنی عزیمت آیا ہے اگر آگے بڑھے گا تو ضرور اس سے لڑوں گا۔ سلطان محمود نے پانچ لاکھ تنگہ نقرہ اعظم ہمایوں کو بھیجے اور دلاور خان و قدر خان و صفدر خان و دیگر امرا کو حکم دیا کہ اعظم ہمایوں کی کمک کریں اور جواب میں لکھا کہ وہ فرزند خاطر جمع رکھے کہ ضرورت ہو تو میں خود اس طرف آؤں گا اور نظام الملک جو ایک بادشاہ دکن کا غلام ہے اسکو یہ جرأت کہاں کہ اس فرزند کی ولایت میں قدم رکھے ہنوز امرائے مذکور روانہ نہوئے تھے کہ بڑودہ سے شہزادہ مظفر کہ عنقریب جسکا احوال رقمزد ہوگا اپنے والد کی قدمبوسی سے مشرف ہوا اور اپنے بھانجے اعظم ہمایوں کے لیے سات لاکھ تنگہ لیکر بذریعہ امرا روانہ کیے اور چند روز کے بعد نظام الملک بحری کا صاحب محمد آباد میں آیا اور نظام الملک کا ایک خط بادشاہ کے نام لایا جس کا مضمون یہ تھا کہ شاہزادہ عالم خان اس جانب سے ملتجی ہوا ہے توقع یہ ہے کہ ولایت آسیر و برہانپور کا ایک ٹکڑا اس کو عنایت فرماویں۔ سلطان اس خط سے خشمناک ہوا اور فرمایا کہ نظام الملک سلاطین بہمنیہ کا غلام تھا اس کو یہ مرتبہ نہیں کہ عرض داشت چھوڑ کر بادشاہوں کو خط لکھے اگر آئندہ ایسی حرکت کریگا تو پوری گوشمالی پاوے گا۔ نظام الملک بحری یہ خبر سنکر فی الفور احمد نگر کی طرف کوچ کر گیا اور امرائے مذکور جب قصبہ ندربار پہونچے تو شیر خان و سیف خان مالکی اور وہاں سے دکن چلے گئے۔ اور اعظم ہمایوں کو لشکر گجرات سے قوت حاصل ہوئی تو اس نے راجہ کالنہ کی ولایت پر حملہ کیا اور ابھی چند پرگنہ تاراج کیے تھے کہ وہاں کے راجہ نے پیشکش بھیجکر اپنی تقصیرات سے معافی مانگی اور عادل خان نے آسیر میں آکر دلاور خان کو تعظیم و تکریم کے ساتھ گجرات رخصت کیا ۹۱۶ھ نو سو سولہ ہجری میں سلطان سکندر خان لودھی نے از رہے اخلاص و محبت کے کچھ سوغات و تحفے سلطان محمود کے واسطے بھیجے اور اس سے پہلے کبھی کسی بادشاہ دہلی نے بادشاہ گجرات کو تحفہ نہیں بھیجا تھا اور اسی

اُن کے بجاے دوسرے با وضع قائم کیے تاکہ آیندہ اس کی اولاد کے ساتھ سرکشی و مخالفت نہ کر سکین ؎ رخنہ گر ملک سر افگندہ بہ + لشکر بد عہد پراگندہ بہ + سر نہ کشد شاخ نو از سر و بن + تا نزنی گردن شاخ کہن چنانچہ ۹۱۳ نو سو تیرہ ہجری مین سلطان کو محمد آباد دیکھنے کا اشتیاق غالب ہوا اور وہان تشریف لائے دو تین ماہ سے زائد نہوا تھا کہ یہ خبر پہونچی کہ امسال کفار فرنگ نے ساحل پر ہجوم کر کے چاہا کہ قلعجات بنادین اور آباد ہون اور سلطان روم نے اپنے دشمنون کی یہ خبر پاکر چند جہازات رومی بقصد جہاد ان کو روکنے کے لیے روانہ کیے ہین چنانچہ چند جہازات رومی گجراتی بندرون مین بھی آئے ہین سلطان محمود نے بھی چند جہاز مجاہدین کے بندر دلسی اور دمن و بندر رہائم مین روانہ کیے اور جب خطہ دمن مین پہونچے تو اپنے غلام خاص ایاز کو جو امیر الامرا و سپہ سالار تھا بندر دیپ سے چند کشتیان فوج و سامان جنگ سے آراستہ دیکر کفار پر جہاد کے لیے روانہ کیا اور رومی بڑا جہاز جو اسی غرض سے آیا تھا سپہ سالار ایاز کے ساتھ ہوا اور بندر چیول پر جاکر فرنگیون سے مقابل ہوا اور عین جنگ مین مسلمانون کے توپ گولہ سے فرنگیون کا بڑا جہاز جس پر ان کا امیر البحر اور ایک کرور کا مال تھا ٹوٹ کر غرق ہوگیا اور ایاز نے فتح پاکر بکثرت فرنگی قتل کیے اور واپس آیا اور ان لڑائیون مین رومی اگرچہ چار سو نفر شہید ہوئے انھون نے تین ہزار کفار جہنم واصل کیے سلطان محمود بنادر گجرات کا پورا بند و بست کر کے محمد آباد مین آیا۔ چونکہ آسیر مین محمد داؤد شاہ فاروقی کے مرجانے سے فتنہ و فساد پھیلا تھا اور سلطان کے نواسہ عادل خان ولد حسن خان نے عرضی بھیجکر تاسے مدد مانگی تھی لہذا سلطان محمود نے تھوڑی سی فوج کے ساتھ شعبان ۹۱۳ نو سو تیرہ مین اس طرف کوچ کیا اور رمضان نربدا کے کنارے موضع سیلی مین پورا کر کے شوال مین ندربار کی طرف کوچ کیا وہان جاکر معلوم ہوا کہ ملک حسام الدین مغل زادہ نے احمد نظام الملک بحری اور عماد الملک کاویلی کے اتفاق سے عالم خان کو تخت آسیر و برہان پور پر متمکن کیا اور نظام الملک بالفعل برہان پور مین ہے سلطان محمود یہ خبر سنکر تھانیسر کی طرف متوجہ ہوا چونکہ بادشاہ کو کچھ ضعف طاری ہوا تھا خود چند روز توقف کیا اور آصف خان وعزیز الملک کو لشکر دیکر نظام الملک و حسام الدین و عالم خان کی تادیب کے لیے روانہ کیا۔ نظام الملک بحری نے تھوڑا لشکر عالم خان کی مدد کے لیے چھوڑا اور دونون کاویل چلے گئے اور ملک لادن استقبال کے واسطے آیا۔ آصف خان اس کو ساتھ لے کر سلطان کی خدمت مین آیا اور چند روز بعد ملک حسام الدین حسام الملک بھی اپنی حرکت سے پشیمان ہو کر سلطان کے حضور معافی مانگنے حاضر ہوا سلطان نے دونون کو معافی دے کر اعزاز کیا اور عید اضحیٰ کے بعد اپنے نواسہ عادل خان کو اعظم ہمایون خطاب دیکر چار ہاتھی اور تین لاکھ تنکہ مدد خرچ دے کر آسیر برہانپور کی حکومت عطا کی اور ملک لادن کو خان جہان خطاب دے کر موضع بناس جہان وہ پیدا ہوا تھا معافی دیدیا اور عماد الملک کے بیٹے ملک تاتہا کو غازی خان خطاب دیا اور عالم شاہ تھانہ دار تھانیسر کو قطب خان اور ملک حافظ کو محافظ خان اور اس کے بھائی ملک یوسف کو سیف خان خطاب دیا اور

نظر آتی تھی ساہرین بادشاہ گجرات نے تغافل و تساہل کیا۔ اور سنہ ۹۰۰ نوسو ایک ہجری میں رائے ایدر کے علاقہ
راکری پر چڑھائی کی جب بادشاہ اس سرحد میں پہونچا تو رائے ایدر نے گفتگو خود بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوا
اور چار سو گھوڑے اور چاندی کے سکہ طلا و بکثرت ہتھیار دلعالیں شاہانہ پیش کر کے جزیہ قبول کیا اور بہت تملق
چاپلوسی کر کے اپنی ولایت کو بچا لیا سلطان محمود نے محمود آباد مراجعت فرمائی سنہ ۹۰۳ نوسو تین ہجری میں سلطان محمود
نے اپنی مملکت کا دورہ اس غرض سے کیا کہ حالات سپاہی رعیت اور عمال کی تعریف و شکایت معلوم کرے اور
اس معاملہ میں انصاف کا علم بوشیرواں سے بھی اونچا قائم کیا اور مرکز دولت میں واپس گیا اور سنہ ۹۰۴
نوسو چار ہجری میں الف خاں بن الف خاں نے جو اس خاندان کا غلام زادہ تھا بغاوت کی اور امیر قاضی جو
جو سلاطین بہمنیہ کے امرا میں سے گجرات چلا آیا اور یہاں بھی امیری پر سرفراز تھا۔ اس غلام زادہ کے دفعیہ
کو مقرر ہوا اور اس کو جنگلوں و پہاڑوں میں بھگاتا پھرا آخر وہ سلطان پور کے راستہ سے مالوہ میں بھاگ
گیا اور وہاں سے تو لسامہ حاصل کر کے گجرات واپس آیا لیکن چند ہی روز بعد خواہ موت سے یا زہر سے
مر گیا سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ ہجری میں قاضی بیربیع بعضے امرا کے عادل خاں بن مبارک خاں فاروقی کے سرپر
(جس نے مدت سے تاج و خراج دیا تھا) مقرر ہوا اور خاندیس میں داخل ہو کر تاراج کرنے لگا عادل خاں
لاچار ہو کر عماد الملک حاکم برار سے مدد مانگی اور رہائی توبہ تھا کہ گذشتہ کا مال مع نعالیں لیکر چپانیر میں
سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہوا اور چند روز میں معزز و مکرم واپسی کی اجازت پائی اور بعضے کہتے ہیں
کہ اس مہم میں خود سلطان محمود دریائے تپتی تک پہونچے تھے کہ عادل خاں نے پیشکش بھیجکر عذر خواہی
کی اور سلطان محمود نے رشتہ داری کا خیال کر کے عفو کیا اسی وقت میں دولت آباد کے قلعہ دار ملک اشرف
اور ملک وجیہ نے عرضی بھیجکر اظہار کیا کہ سلطان بہمنی تو امیر برید ترک کے قبضہ میں مسخر ہو گیا اور یہ قلعہ ہم دونوں
کے قبضہ میں آیا ہے اور احمد نظام الملک اس کی طمع میں ہر سال اس پر لشکر کشی کرتا ہے اور بالفعل بھی
محاصرہ کیے ہے اگر سلطان اس قلعہ کو اپنی مملکت میں تصور فرما کر معاونت فرمادیں تو ملازمت میں حاضر
ہو کر اپنے دسترس کے لائق ندرانہ پیش کریں۔ سلطان نے دکن کی طرف رخ کر کے دو تین منزل پر
مقام کیا۔ نظام الملک بحری نے مقابلہ کی طاقت نہ پا کر جنیر کی طرف کوچ کیا اور دولت آباد والے
شاہی مدد لیکر حاضر ہوئے اور سلطان دونوں کام کر کے محمد آباد میں آگئے۔ چند روز بعد رفیع الدین
محمد بن مرشد الدین صفوی کہ رہبر ظلم سے مرصوف تھے اپنے اللہ کے طریقہ پر گجرات میں آئے اور محمد آباد میں مجلس
سلطانی کو اپنے نور حضور سے منور فرما کر مسند عزت پر قائم ہوئے سلطان محمود نے ان دنوں دیدۂ بصیرت سے
خاندان سلاطین بہمنیہ پر توجہ کی کہ کس طرح امرائے نے دفاتر تسلط کر کے سلطنت کو مٹایا اور جا بجا طوائف الملوکی
قائم کر لی اس سے سلطان کو بیتیں ہی کری پڑی چنانچہ سنہ ۹۰۶ نوسو چھ ہجری میں احمد آباد میں آئے اور تدبیر حکمت
عملی سے ساتھ سے امرائے صاحب اقتدار کو جن کی ذات سے شرارت و دعوے سلطنت کی بو آتی معزول یا معتدل کر کے

اس طرف روانہ ہوا اور دوسری منزل پر مقام کرکے راجہ آبو کے نام فرمان لکھا کہ مین نے سن لیا کہ تمنے بیچارے سوداگرون کے گھوڑے واسباب جو سرکار خاصہ کے واسطے لائے تھے بظلم سب لوٹ لیا ہی لہذا فرمان ہوپختے ہی جو کچھ تمنے لیا ہی بجنسہ واپس کرو اور سوداگرون کو راضی کرو اور اگر اسکے خلاف ہوا تو قہر بادشاہی کے منتظر رہو جو قہر آلہی جل جلالہ کا کمتر نمونہ ہی یہ فرمان انھین سوداگرون مین سے ایک جماعت کے ہاتھ روانہ فرمایا راجہ اس فرمان سے آگاہ ہوتے ہی ڈر گیا اور سوداگرونکا استقبال کرکے بہت تکریم وتعظیم کی اور تین سو ستر گھوڑے مع دیگر اسباب کے جو بجنسہ موجود تھے سوداگرون کے سپرد کیے اور باقی گھوڑے واسباب جو تلف ہوا تھا اسکی اعلےٰ قیمت دیکر انکو راضی کیا اور اپنا ایلچی مع پیشکش کے سوداگرون کے ہمراہ بادشاہ کے حضور مین روانہ کیا اور اس مضمون کی عرضی بھیجی کہ عفو خطا کے بعد امیدوار ہون کہ حضرت بادشاہی کے ملازمون مین قبول فرمایا جاؤن۔ بادشاہ نے عرضی منظور فرمائی اور وہان سے محمد آباد تشریف لائے اور اس کے گرد برج دوبارہ بہت مستحکم تیار فرمائے سنہ ۹۰۰ نوسو ہجری مین بہادر گیلانی نے جو بعض امراے سلطان محمود بہمنی کا نوکر تھا بغاوت کرکے نلدرگ وہ اور دابل وغیرہ ولایت دکن پر قبضہ کرکے اکثر ولایت دکن پر غالب ہوا دس بارہ ہزار سوار سرحد گجرات پر گشتی سے بھیجے اور لوٹ مار سے بہت خرابی کی یہان تک کہ چند جہاز خاصہ سلطانی پر قبضہ کرکے بندر مہایم جلاکر غارت کیا اور چاہا کہ اس کو مسخر کرے سلطان محمود گجراتی نے صفدر الملک کو اس کے لشکر کے ساتھ دریا کی راہ سے مقرر کیا اور قوام الملک سردار خاصہ خیل کو مع ایک جماعت خاصہ خیل کے خشکی کی راہ سے مہایم روانہ کیا اور صفدر الملک کے جو جہاز وہان تھے وہ پیش قدمی کرکے حوالی مہایم مین پہونچے لیکن اتفاق سے طوفانی ہوا اس شدت سے چلنے لگی کہ سمندر کی موجون مین انکا ٹھہرنا دشوار ہوا اور بیڑہ ٹوٹ کر متفرق ہوگیا اور موجون کی شدت سے جو جہاز ساحل کے قریب تھے انھون نے بہادر گیلانی کے آدمیون سے جو ساحل مہایم پر مقیم تھے امان چاہی اُنھون نے منظور کی لیکن جب یہ لوگ ساحل کے قریب ہوئے تو ان کو معلوم ہوا کہ بہادر گیلانی والے غدر کا ارادہ رکھتے ہین لہذا مستعد قتال ہوئے اور اہل غدر سے ایسا سخت مقابلہ کیا کہ سمندر دریاے خون بن گیا لیکن اضطراب امواج سے بالآخر مغلوب ہوئے اور صفدر الملک مع بعض معتبرین کے گرفتار ہوگئے اور سب کشتیان دشمنون کے تصرف مین آگیئن اور قوام الملک جب تک مہایم پہونچین دشمن اپنا کام کرکے بہادر کے پاس چلتے ہوئے۔ قوام الملک نے وہان توقف کرکے سلطان محمود کو عرضی بھیجی کہ یہ بندہ دولتخواہ چاہتا ہی کہ بہادر سے انتقام لے لیکن راستہ بادشاہ دکن کے ملک سے ہی بدون اسکے بہادر تک رسائی ممکن نہین لہذا جیسا حکم ہو بجالاؤن سلطان نے ایلچی مع خط کے سلطان محمود بہمنی کے پاس دکن روانہ کیا اور بادشاہ بہمنی نے حق جوار کی رعایت کرکے باوجود تسلط امرا کے وباوجود تنزل سلطنت کے بذات خود لشکر بہادر گیلانی پر لیجاکر اس کو مار کر صفدر الملک کو مع جہازات وتحفہ وہدایاے نفیسہ کے اس امید پر بادشاہ گجرات کے پاس مع خط خاص روانہ کیا کہ بادشاہ گجرات مدد کرکے اس کو اس کے امراء کے تسلط سے نجات دے۔ چونکہ اس کے معاملہ کی اصلاح غیر ممکن

مجتمع ہوئے اور اس مین سہاکر مرنے پر آمادہ ہوئے کیونکہ بے گناہ مال بچوں کو ہلاک کرنے کے بعد سلطان کی عفو سے ناامید تھے اور فوج اسلام میں سے ایک جماعت نے شوق شہادت میں اُن کا مقابلہ کیا اور بہت لوگ شہید ہوئے اور سب راجپوت بھی مارے گئے سوائے رائے بہاہی اور ڈونگرسی اور سورگہ وزیر کے کہ یہ لوگ زخمی گرفتار ہوئے اور سلطان نے اُن کو معالجہ کے واسطے سپرد کیا اور شکر حق عز و جل ادا کر کے قلعہ کے نیچے ایک شہر آباد کرنے کا حکم دیا اور اس کو بنام سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم محمد آباد موسوم کیا اور رائے بہاہی سے پوچھا کہ تم نے لڑائی کی نوبت یہان تک کیون پہونچائی اس نے عرض کیا کہ اے شہریار یہ راج مجھے میراث ملا تھا اور مین بھی یہیں پیدا ہوا تھا لاچار تمام لوگوں نے نطفہ تیغ سے نجات کے لیے میں نے ایسا مرنا گوارا کیا کہ یہ کہا جاوے کہ باپ دادون کی جگہ کھوئی۔ اور گروہ نامردوں میں شامل ہوا۔ بادشاہ نے یہ سُنکر اُس کی بہت تعریف کی اور اُس کی عزت و تکریم کے لائق سب سامان مہیا کر دیا۔ جب وہ زخموں سے اچھا ہو گیا تو رسول آباد کے بہت لوگوں نے جو اس کے تیغ ظلم سے ناحق قتل ہوئے تھے دادخواہ ہوئے۔ سلطان نے علماء سے پوچھا کہ اس کے بچنے کی کوئی صورت ہے انھوں نے فرمایا کہ اگر یہ مسلمان ہو جاوے تو ممکن ہے بادشاہ نے اس کو سمجھایا اور وعدہ دیا کہ اگر دین حق منظور کرے تو میں اس کو امارت و راج عطا کرون۔ اس نے محض انکار کیا اور بادشاہ نے باوجود اسکے پانچ مہینہ تک اس کو قید رکھا اور ہر طرح سے سمجھایا مگر اس نے کہا کہ میری حمیت مقتضی نہیں ہے کہ میں اس کو قبول کرون ناچار سلطان نے اس کو مع وزیر کے قصاص میں قتل کر دیا پھر سلطان نے مصطفےٰ آباد اپنے چھوٹے شہزادہ خلیل خان کے سپرد کیا اور خود شہر محمد آباد کی تعمیر مین اہتمام فرمایا اور فتح حصار سے پہلے جس مسجد جامع کی بنیاد ڈالی تھی اور اس کے نے شمار ستون تھے پورے اہتمام سے تمام کی اور مدت کے بعد ۹۱۴ نو سو چودہ ہجری میں اس کے محراب کے سامنے نہایت خوبصورت منبر بنایا۔ ایک عزیز نے اسکی تاریخ یون لکھی ہے ؎

حضرت شاہ عاقبت محمود
مسجدے ساخت خوب و خوش منظر

آں سلاطین پناہ دین پرور
سال تاریخ مسجد و محراب

پیش محراب مسجد از تعظیم
قبلئی ست خطبہ و منبر

جس سال چنپانیر فتح فرمایا اسی سال ایک معتمد کو احمد آباد روانہ کر کے حکم دیا کہ اس شہر کے گرد شہر پناہ و برج و قلعہ تیار کریں۔ چنانچہ اس کی تاریخ بھی ایک فاضل نے اس آیت میں پائی مَن دَخلہ کان امنا۔ حضرت سلطان محمود انار اللہ برہانہ کے اعمال خیر و آثار پسندیدہ اکثر جلوس کے موسم ہیں جو بادشاہوں کو کمتر نصیب ہوئے ہیں از انجملہ ۹۰۲ھ آٹھ سو بانوے ہجری میں سوداگرون کی ایک جماعت محمد آباد میں پہونچی اور انھون نے فریاد کی کہ ہم لوگ چار سو گھوڑے و اسباب تجارت لاتے تھے آبو کے راجہ نے قلعہ سے اُتر کر ہم پر تاخت کی اور گھوڑے مع اسباب لوٹ لے گیا اور ہمکو ٹکڑون کا محتاج کر دیا۔ سلطان اُنکی آہ و زاری سے دردمند ہوا اور حکم دیا کہ سوداگرون کو گھوڑے و اسباب کی قیمت خزانہ سے دے دیجاوے اور خود سامان سفر کر کے

کر دیا اور حکم دیا کہ ساباط قلعہ تک پہونچاؤ۔ راے پتاہی نے بالکل عاجز ہوکر اپنے وزیر جنگ سورگہ کو سلطان غیاث الدین خلجی کے پاس مالوہ بھیجا اور نہایت منت والحاح سے مدد مانگی اور ہر کوچ کے عوض ایک ایک لاکھ تنکہ نقرہ قبول کیے۔ سلطان غیاث الدین اپنا لشکر آراستہ کرکے روانہ ہوا اور موضع نعلچہ مین اترا سلطان محمود یہ خبر سنکر افروختہ ہوا اور امراء کو جابجا محاصرہ کے واسطے تاکید فرماکر خود صاحب مالوہ کے مقابلہ کے واسطے بڑھا اور جب قصبہ دھوت تک پہونچا تو وہان خبر پہونچی کہ سلطان غیاث الدین نے علماء سے پوچھا کہ جب بادشاہ اسلام کسی قلعہ کفار کا محاصرہ کرے تو کیا شرع مین روا ہے کہ ہم کفار کی مدد کرین علماء نے کہا کہ ہرگز روا نہین ہے لہذا اسی وقت سے واپس ہوکر مندو چلا گیا ہے سلطان محمود نے خوش ہوکر کچھ تعرض نکیا اور جنپانیر جو اب تک محصور تھا واپس آکر قصبہ مین جامع مسجد بنانے کا حکم دیا اور بنیاد ڈالدی اس وجہ سے ہر کس وناکس کو یقین ہو گیا کہ سلطان بغیر قلعہ فتح کیے نہ جاوینگے بالضرور سب نے محاصرہ وفتح کے واسطے اہتمام کیا اور سب سے پہلے وہ ساباط تیار ہوگئی جو سلطان نے اپنے اہتمام مین لی تھی اور اسکے ساتھ ہی سلطان کے غلام خاص ایاز نام کی ساباط پوری ہوئی ایک روز خاصہ خیل کے سپاہیون نے ساباط سے دیکھا کہ صبح کے وقت اکثر راجپوت بیجانہ بھرنے و منھہ دھونے چلے جاتے ہین اور مورچہ مین چند آدمی رہجاتے ہین سلطان نے فرمایا کہ ساباط خاص سے کچھ خاصہ خیل والے قلعہ مین گھس پڑین شاید قلعہ فتح ہو لہذا قوام الملک سرجاندار ولشکریون نے قلعہ مین داخل ہوکر جماعت کثیر مار ڈالی اور جب راجپوتون نے واقف ہوکر ہجوم کیا تو ان کو بھی بقدرت حق عزوجل مغلوب کرکے حصار دوم کے دروازہ تک بھگا دیا۔ اتفاق سے چند روز پہلے مغربی جانب بڑی توپ کے گولہ سے بڑے قلعہ کی دیوار مین رخنہ پڑ گیا تھا اس جنگ کے وقت سلطان کے خاص غلام ایاز نے موقع پاکر کچھ سپاہیون کو ساتھ لیا اور رخنہ مذکور پہ پہونچ گیا اور اس راہ سے گھس کر کوٹھون کے راستہ سے اُس چھت پر آیا جس کے نیچے قلعہ کا بڑا دروازہ تھا۔ اس وقت سلطان محمود نے ساباط پر اہل اسلام کا خیال کرکے حضور کبریا عزوجل کی جناب مین سجدہ کرکے فتح ونصرت کی دعا مانگی اور فوج فوج کمک کے لیے مقرر فرمائین۔ راجپوتون نے متحیر ہوکر حقہ بارود اُن سپاہیون پر مارا جو دروازہ قلعہ پر جنگ مین مصروف تھے اگر وہ پڑتا تو ضرور خاصہ خیل والے ہلاک ہوجاتے مگر نصرت ولطف آلہی شامل حال تھا کہ وہ حقہ بارود ہوا کے جھونکے سے الٹ کر راے پتاہی کے صحن مین گرا اور آگ لگ گئی۔ راجپوتون نے یہ حال دیکھکر اپنی بربادی پر یقین کیا اور زبردستی اپنی عورتین و بچے پکڑ کر اسی آگ مین جھونک دیے اور ہتھیارون سے مسلح ہوکر موت کی لڑائی لڑنے لگے اور صبح کو تاریخ دوم ذی القعدہ ۸۸۹ھ آٹھ سو نواسی ہجری مین مغلوب ومقہور ہوگئے اور سپاہ اسلام نے غلبہ کرکے قلعہ کا بڑا دروازہ توڑ ڈالا اور قلعہ مین گھُسکر ہر مقاتل کو تہ تیغ کیا اور سلطان کا علم اس دروازہ پر بلند ہوا اور سب راجپوت حصار کے بڑے صحن پر

نے بہت سی کشتیاں بناکر سمندر میں رہزنی اختیار کی ہے سلطان نے قصد چانپانیر چھوڑ کر چند جہازات پر مردان جنگی
و آلات توپ و تفنگ و تیر مہیا کرکے اپنے ساتھ لے کر ملیباریوں پر چڑھائی کی وہ لوگ مقابلہ سے بھاگے لو
گجراتیوں نے تعاقب کرکے ان کی چند کشتیاں گرفتار کیں اور کھنبایت میں واپس آگئے اور سلطان بھی پلٹ کر
احمدآباد میں آگئے۔ اس سال گجرات میں بارش نہ ہونے سے سخت قحط پڑا اور بکثرت آدمی بے قوتی سے ہلاک
ہوگئے اور رعایا کی حالت بہت خراب ہوگئی سلطان نے اسی سال تاسی کے غرہ ذی الحجہ میں چانپانیر فتح کرنے
کے لیے چڑھائی کی یہ حصار بہت بلند پہاڑ پر آسمان سے باتیں کرتا ہوا اور اسی سطح کوہ پر دوسرا پہاڑ اس
بھی بہت بلند ہے اس پر گچ و پتھر سے دیوار مستحکم بناکر مضبوط برج بنائے گئے تھے اس کا حاکم رائے پناہی راجپوت
تھا اور ہزاروں برس سے جس کی ابتدا لوگوں کو یاد نہیں ہے اس کے باپ دادے حکومت کرتے چلے آتے تھے
چونکہ ساٹھ ہزار سوار و پیادے اُن کے ملازم تھے تکبر کے ساتھ کسی کی فرمانبرداری نہیں کرتے تھے جب
رائے پناہی کو وہاں کی حکومت حاصل ہوئی تو اس نے کمال غرور سے گجرات کے علاقہ رسول آباد پر کئی بار تاخت
کی اور وہاں کے لوگوں کو مسلمان ہونے کی وجہ سے بہت ایذا پہونچائی اور بکثرت مسلمان قتل کیے۔
آخر سلطان محمود انار اللہ برہانہ نے چڑھائی کی اور جب قصبہ بڑودہ میں ہو پہنچے تو رائے پناہی مضطرب
ہوا اور متعصب برہمنوں کو بہت ملامت کی اور ایلچیوں کو بھیجکر بہ التجا تمام معافی مانگی اور اقرار پیشکش پیش کیا
وہ قبول نہ ہوئی اور عضد الملک و تاج خان و بہرام خان آگے بڑھے اور ساتویں صفر سنہ آٹھ سو اٹھاسی
ہجری میں مورچہ بناکر پہاڑ کے نیچے اترے اور راجپوت بھی نکلکر زور لڑتے اور قلعہ میں چلے جاتے تھے
سلطان نے ہوشیاری سے خیال کیا کہ شاید بادشاہ غیاث الدین صاحب مالوہ اس کی مدد پر آمادہ ہو
لہذا بڑودہ سے کوچ بہ کوچ روانہ ہوکر چانپانیر کے موضع کرنای میں جو مالوہ کی راہ پر ہے مقام
فرمایا رائے پناہی نے نہایت اضطراب سے دوبارہ اپنے حاجب اور سونے کے دو ہاتھی اور دیگر
تحف و نفائس بھیجکر بہت تضرع و زاری کی کہ میرا گناہ معاف ہو سلطان نے وہ بھی منظور نہ کیا
تب رائے پناہی نے اطراف کے راجاؤں سے مدد مانگی اور فوج کثیر جمع کرکے قلعہ سے اترا اور
مورچوں پر دھاوا کرکے ان کو درہم برہم کردیا اور بڑھ کر سلطان کے مقابل صف آرا ہوا سلطان
نے جناب باری تعالے میں التجا کرکے فوج آراستہ کی اور کفار سے سخت مقابلہ ہوا راجپوت بھی
جان توڑ کر لڑے آخر بہت مارے گئے اور رائے مذکور شکست فاحش اٹھاکر بھاگا اور دس بارہ ہزار
راجپوتوں سے قلعہ میں داخل ہوا اور سلطان محمود نے قلعہ کے نزدیک ہوکر چاروں طرف سے ملاحظہ
فرمایا اور ہر ایک موقع پر امرا کو مورچل پر مقرر فرماکر محاصرہ کی تاکید فرمائی اور خود موضع کرناری میں لوٹ
گیا اور سید بدہ کو راہ کی حفاظت و رسد لانے کے لیے مقرر فرمایا۔ اتفاقاً ایک روز رسد پر راجپوت
ٹوٹ پڑے اور مسلمانوں کو قتل کرکے رسد لے گئے۔ سلطان نے غضبناک ہوکر محاصرہ کا دائرہ تنگ

اشیاے ضروری خریدنے کے لیے دیے اور خود مصطفٰے آباد سے ٹھولہ گیا اور کشتی مین سوار ہو کر بندر کھمبایت مین اترا اور جب یہ خبر احمد آباد مین پہونچی تو تمام امرا مع شہزادہ کے خدمت مین حاضر ہوئے سلطان محمود نے جس روز اکثر امرا حاضر تھے فرمایا کہ اب چونکہ شہزادہ بڑا ہو گیا ہی اور امرا بھی اُس کے حسب دلخواہ تربیت یافتہ ہین میرے دل مین آتا ہی کہ مہمات سلطنت اِن کے سپرد کر کے خود سعادت حج حاصل کرون عماد الملک نے کہا کہ ایک بار سلطان دار الشان احمد آباد کو تشریف لے چلین پھر جو کچھ راے عالی ہو مناسب ہی سلطان کچھ سمجھ کے احمد آباد مین آیا اور ایک روز فرمایا کہ جب تک حج کی اجازت نہ دو گے کھانا نہ کھاؤن گا۔ اُمرا نے جانا کہ یہ امتحان ہی سب چپ ہو رہے۔ عماد الملک نے عرض کی کہ بندہ زادہ بھی بڑا ہو گیا ہی امیدوار ہون کہ میری جگہ اس کو دے کر مجھے خدمت سے جدا نہ فرمایا جاوے سلطان نے فرمایا کہ خوب ہی اگر میسر ہو لیکن مہمات سلطنت بغیر تمھارے چل نہین سکتے اور جب آفتاب سر پر آ گیا یعنی دوپہر ہو گئی اور سلطان بھوکے ہوئے تو عماد الملک کے کہنے سے نظام الملک نے جن کی داڑھی سفید تھی بادشاہ سے عرض کی کہ پہلے سلطان دار الشان قلعہ چنپانیر کو حفاظت اہل حرم و خزانہ کے لیے فتح فرماوین پھر بخیر و خوبی سعادت حج حاصل کرنے جاوین سلطان نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالے ایسا ہوگا اور طعام طلب فرما کر نوش کیا اور چند روز عماد الملک سے بات نہ کی عماد الملک نے خلوت مین عرض کیا کہ اس بندہ بے قصور کو بے عنایتی کا سبب ظاہر نہین ہوتا۔ سلطان نے فرمایا کہ جب تک حقیقت حال نہ کہے گا تجھ سے بات نہ کرونگا۔ عماد الملک نے کہا کہ مین نے مصحف مجید کی قسم کھائی تھی لیکن لاعلاج ہو کر عرض کرتا ہون کہ حقیقت حال یون ہی سلطان نے تحمل کیا اور خداوند خان کو کچھ آزار نہ پہونچایا سواے اس کے کہ اپنے ایک کبوتر کا نام خداوند خان رکھا۔ اور مدت کے بعد پٹن گیا اور وہان سنے عماد الملک اور قیصر خان کو جانور و ساجور مسخر کرنے کے لیے روانہ کیا جب یہ دونون روانہ ہو کر درگاہ حاجی رجب کے پاس اُترے تھے تو خداوند خان کی بدبختی نے اپنا کام شروع کیا یعنے اس کے بیٹے مجاہد خان نے اپنے خالہ زاد بھائی صاحب خان کو ساتھ لیا اور رات کو قیصر خان کے ڈیرے مین گھس کر اس کو قتل کیا اس علت مین کہ اس نے چغلی کھائی تھی سلطان کو گمان ہوا کہ یہ کام از درخان نے کیا ہی جس کو قیصر خان سے عداوت تھی لہذا اس کو گرفتار کر کے مقید کیا۔ اتفاق سے مجاہد خان و صاحب خان خود بخود متوہم ہو کر بھاگ گئے اور بادشاہ کو حال کھل گیا تو از درخان کو رہا کیا اور خداوند خان کو مقید کر کے سپرد موکل کیا اور احمد آباد واپس آئے۔ اس عرصہ مین عماد الملک نے بیمار ہو کر قضا کی اور اس کے بیٹے اعتبار الملک نے باپ کی جگہ پائی اور مقرب ہو کر باشتغال وزارت سرفراز ہوا اور اس کی وزارت ایسی چلی کہ خاص و عام اس کے یہان حاضر ہوتے تھے سلطان محمود اس کے بعد مصطفٰے آباد مین آ کر مدت تک رہے اور ماہ رجب ۸۸۷ھ آٹھ سو ستاسی ہجری مین قصد کیا کہ کچھ لوگ وہان چھوڑ کر چنپانیر فتح کرنے جاوین۔ اتنے مین خبر ملی کہ لٹیرے ...

بھیم کسی ترکیب سے کشتی پر بیٹھکر بھاگا اور سلطان محمود نے بھی اس کے تعاقب میں فوج روانہ کی اور خود شہر بیت
میں داخل ہوئے اور جماعت مسلمانوں کو قید کفار سے نجات دی اور وہاں سے بکثرت غنیمت ہاتھ آئی اور
بہت رہزن و ڈاکو قید ہوئے اور فرحتہ الملک امیر کبیر کو وہاں کا حاکم کیا اس عرصہ میں تعاقب کرنے والے
راجہ بھیم کو گرفتار کر لائے اور بارگاہ کے سامنے کھڑا کیا۔ سلطان نے مراسم شکر ذوالجلال ادا کر کے
مصطفے آباد کی طرف معاودت کی اور حکم دیا کہ فرمان لکھکر ملا محمد کو احمد آباد سے بلاؤ۔ فوراً فرمان لکھا گیا
کہ ملا محمد خود آگئے اور سلطان نے بہت خوش ہو کر ان کی بی بی ان کو سپرد کی اور راجہ بھیم کو بھی اسی
طرح زنجیر میں مقید اُن کے حوالہ کیا کہ جو چاہو کرو چونکہ مولانا کو اس کی طرف سے سخت اذیت پہونچی تھی
عرض کی کہ حضور اسکو محافظ خان کے پاس روانہ فرما دیں تاکہ احمد آباد میں مشتہر ہو کر عبرت کے واسطے
قتل کیا جاوے۔ چونکہ سلطان بھی اس ظالم رہزن کو اسی قابل سمجھتے تھے لہذا درخواست منظور فرما کر اسکو
احمد آباد بھیجا کہ وہاں بموجب التماس مولانا اپنی سزا کو پہونچا کہتے ہیں کہ جن دنوں سلطان محمود شہر مصطفے آباد
کی تعمیر میں سرگرم تھا گجرات کے لوگ ہر سالہ لشکر کشی سے تنگ آئے علی الخصوص اس وجہ سے کہ احمد آباد
چھوڑ کر کوہستان مصطفے آباد میں جائے سکونت تلاش کرنی چاہیے اور صغیر و کبیر اس سے نالاں ہوئے
سلطان محمود نے اس بات کو سمجھ کر مصطفے آباد سے کوچ کیا اور احمد آباد میں آ کر ممالک کا ضبط کرنا امرا
کے سپرد کیا اور خود ولایت کرنال کی مضبوطی اختیار کی چنانچہ بہار الدین عماد الملک کو سوبکھر کا حاکم کیا اور
فرحتہ الملک کو حاکم حکمت دست کیا اور نظام الملک کو حاکم بائیر کیا اور خداوند خان وزیر الممالک کو شاہزادہ
مظفر کا اتالیق قرار دے کر احمد آباد میں چھوڑا اور خود مع ایک جماعت امرا کے مصطفے آباد میں جا کر باغات
و بساتین و عمارات بنانے میں مشغول ہوا اور چند روز کے بعد خداوند خان و رائے رایاں و دیگر امرا نے
اتفاق کیا کہ شہزادہ مظفر کو تخت احمد آباد پر بٹھا کر سلطان محمود کو معزول کریں پس عید رمضان کے بہانہ سے
عماد الملک و دیگر امرا کو احمد آباد میں بلا کر خلوت میں عماد الملک سے قرآن ہاتھ پر رکھکر راز فاش نہ
کرنے کی قسم لیکر اس بھید سے مطلع کیا چونکہ اس وقت عماد الملک کا لشکر تھانہ میں تھا اسے بظاہر قبول
کیا اور روز عید تک کی مہلت چاہی اور فی الفور معتمد آدمی بھیجکر لشکر طلب کر لیا جو عید سے پہلے ہی احمد آباد
میں آگئے۔ عید کے روز عماد الملک نے فوجیں آراستہ کیں اور شاہزادہ کے دربار میں جا کر حسب معمول
اس کو نماز کے لیے باہر لایا اور بعد نماز کے بحفاظت تمام شہر میں پہونچایا اور خداوند خان وغیرہ جو
اس روز اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنے پر آمادہ تھے عماد الملک کے برتاؤ سے کچھ سمجھ کر خاموش رہے گویا
کچھ بات ہی نہ تھی اور قیصر خان نے جو سلطان کے مقربین سے تھا یہ ماجرا دیکھا اور انہیں سنکر خلوت میں
سلطان سے یہ حال عرض کیا سلطان نے دوست و دشمن کے امتحان کے لیے مجمع میں کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ
حج کو جاؤں غرض یہ تھی کہ جو موافقت کرے کہ خوب ہے وہ دشمن ہے پھر جہازات تیار کیے اور کئی لاکھ تنکہ عالی

بڑی مشقت سے یہان پہونچکر اس ولایت کو صاف کیا ہی مناسب یہ کہ یہان اپنا داروغہ وحاکم مقرر فرمایئے
سلطان نے فرمایا کہ ملکہ سلطانہ بیگم مخدومہ جہان اسی ملک کی شاہزادی ہی لہذا صلہ رحم کی رعایت سے
مین اس ملک پر قبضہ نہین کرتا پھر وہان سے مصطفےٰ آباد واپس آیا۔ چونکہ مدت سے سلطان سنتا تھا
کہ بندر جگت مین بت پرستی کا زور بہت ہی اور وہان کے برہمن مسلمانون سے سخت تعصب و
وعداوت رکھتے ہین سلطان کا قصد تھا کہ اس طرف جاوے لیکن عزم نہ فرماتا تھا اتفاق سے
مولانا محمد سمرقندی جو علماے عصر سے تھا اور سلاطین بہمنیہ کی خدمت مین عمر بسر کرکے ایام پیری مین
رخصت لیکر مع اہل وعیال وتمام عمر کا اندوختہ مال لیے ہوئے بندر ہرموز کی راہ سے وطن جاتا تھا
لیکن راہ مین جب کشتی بندر جگت کے سامنے پہونچی تو وہان کے راجہ بھیم نے اپنے مذہب کے
برہمن پنڈتون کے فتوے کے موافق مسلمان مسافرون کا قتل وغارت کرنا ثواب سمجھکر
مع فوج وعوام کے حملہ آور ہوا اور غالب ہوکر ثواب کے واسطے بہت سے مسلمانون کو قتل کیا اور
عورتون کے حق مین بحالت اسیری بے ناموسی کی اور بکثرت عورتین قید کرلین از انجملہ ملاے موصوف
کی زوجہ تھی اور ملا محمد مع اپنے دو چھوٹے بیٹون کے بشکل تمام سروپا برہنہ مصطفےٰ آباد مین پہونچا
اور بادشاہ سے یہ دردناک سانحہ مفصل عرض کرکے کہا کہ آپ ایسے بادشاہ کے جوار مین کافرون کا ایسا
ظلم وستم کب جائز ہوسکتا ہی سلطان نے مولانا کو احمد آباد بھیجکر وظیفہ مقرر کردیا اور فرمایا کہ خاطر جمع رکھیے
کہ انشاءاللہ تعالےٰ تمھاری سب لوٹ تم کو مل جائیگی اور اپنے امرا وارکان دولت کو جمع کرکے کہا کہ اگر
قیامت کے روز مجھ سے سوال ہو کہ تیرے جوار مین کفار اس قدر جور وستم مسلمانون پہ کرتے تھے اور تم نے باوجود
قدرت کچھ نہ کیا تو تم کیا جواب دے سکتے ہو۔ امرا اگرچہ ہر سالہ کوچ وسفر کی تکالیف سے متنفر تھے پھر
بھی ناچار بولے کہ ہم فرمانبردار ہین اور ایسے ظالم بیرحم کافرون کو دفع کرنا واجب ہی لہذا سلطان نے سامان
سفر کرکے جگت کی طرف کوچ کیا اور منزلین دشوار گزار طے کرکے قلعہ جگت پر پہونچا جہان ایسے برہمن شقاوت نشان
جمع تھے اور جب تکبیر کی آواز پہونچی تو وہ ظالم بیدین متحیر ومبہوت ہوئے اور جس طرح بن پڑا جزیرہ بیت مین
بھاگ گئے اور سلطان نے قلعہ جگت مین داخل ہوکر چار ماہ اقامت کی چونکہ اس نواح مین سانپ
وبچھو وشیر وبھیڑیے نہایت کثرت سے تھے جو عوام الناس کو سخت نقصان پہونچاتے تھے غازیون نے
کفار بدکار کے ہمجنس بہت سے سانپ وغیرہ مارے چنانچہ جہان سراپردہ شاہی تھا خاص وہان ایک
پہر کے عرصہ مین سات سو سانپ مارڈالے تو باقیون کو اسی پر قیاس کرو۔ سلطان نے جگت کا بتخانہ توڑ کر
مسجد بنائی اور اس مدت مین جب بکثرت کشتیان تیار ہوگئین تو آلات جنگ ومردان جنگی سے آراستہ کرکے
جزیرہ بیت پر چڑھائی کی اور کافرون نے بیس مرتبہ دریا مین لڑائی ڈالی آخر غازیون نے حملہ کرکے کافرون کو
ہٹایا اور جزیرہ مین اترکر حصار بیت فتح کیا اور بکثرت راجپوت مارے گئے اور ان ظالمون کا سرغنہ راجہ

متواتر کوچ کیا اور جب مقام شور میں پہونچا تو چھ سو آدمیوں کو انتخاب کر کے تاخت کی اور ایک رات دن میں
ساٹھ کوس طے کر کے اچانک ان کے قریب پہونچ گیا۔ وہ لوگ جو بیس ہزار کماندار تھے یہ خبر سنکر
مقابلہ پر آئے اور سلطان نے جب دور سے ان کی سپاہ دیکھی تو اتر کر ہتھیار بندی کی اور ترتیب سے
صف بستہ ہو کر ان کی طرف چلا حضرت قادر ذوالجلال والاکرام کی قدرت دیکھئے کہ باوجود اس قدر
قلت کے دشمنوں پر ایسا رعب غالب ہوا کہ اپنی کثرت وقوت جسمانی و تیراندازی سب بھول گئے اور
ایسے ہراساں ہوئے کہ ان کے سردار تیغ و کفن کے ساتھ حاضر ہو کر فریادی ہوئے کہ بادشاہ ہم پر
رحم فرماوے آیندہ ہم کبھی رہزنی نہ کریں گے بادشاہ نے پوچھا کہ تمہارا دین و مذہب کیا ہے انھوں
نے کہا کہ ہم جنگلی لوگ ہیں سوائے کھانے و سونے کے کچھ نہیں جانتے ہاں جب بادشاہ عالم کی توجہ
ہمارے حال پر مبذول ہے تو امید ہے کہ سرچشمہ اسلام سے سیراب ہو کر ترقی کریں بادشاہ نے عذر قبول
فرما کر ان کے سابقہ جرم معاف کیے (شاید ان لوگوں نے مملکت گجرات کے قافلہ پر ڈاکہ ڈالا ہو اور
جب بادشاہ دہلی سے کچھ تدارک نہ ہوا تو سلطان محمود نے خود ان کا قصد فرمایا واللہ اعلم) اور ان کے
بعضے سرگروہ اپنے ساتھ احمدآباد لایا اور مسلمانوں کو سپرد کر کے حکم فرمایا کہ ان کو دین توحید تعلیم
کریں اور عملدرآمد موافق اجتہاد امام ابوحنیفہ رح کے سکھلاویں۔ اور جب وہاں کے لوگوں کی آمد و رفت
قطع آباد میں بکثرت جاری ہو گئی تو ان کے بیان سے معلوم ہوا کہ ولایت شور کے اس پار ایک ولایت
سندھ ہے جو بادشاہ سندھ کے تابع ہے اور بلوچ کے چار ہزار جوان وہاں رہتے ہیں اور چار ہزار
ایسے تیرانداز وہاں [illegible] مل سکتے ہیں کہ بال کا نشانہ اڑا دیں اور سب رافضی مذہب ہیں اور
انھوں نے بھی اسپین کا [illegible] سیکھ لیا ہے اور اس بیاباں میں ان بدمعاشوں کی معاش فقط رہزنی
یا شکار سے حاصل ہوتی ہے اور کبھی کبھی سرحد گجرات پر بھی چھاپہ مارتے ہیں سلطان سنہ ۸۸۸ھ
اسی ہجری میں ان کے دفعیہ کے لیے روانہ ہوا اور جب ولایت شور میں پہونچا تو حکم دیا کہ ایک ہزار
سوار دلیر جالاک دو دو گھوڑے اپنے ہمراہ لیکر ایک ہفتہ کا آب و دانہ ساتھ لیں اور دن رات میں ساٹھ کوس
طے کریں جب سلطان اس طرح سے سندھ میں داخل ہوا تو رات کے وقت ایک صحرا میں آدمیوں و گھوڑوں
کی استراحت کے لیے اترا تاکہ دوسرے روز اس قوم پر تاخت کرے اتفاق سے اس روز کچھ بلوچ اس
صحرا میں موجود تھے جو اونٹ چرانے لائے تھے انھوں نے واقف ہو کر فوراً سانڈنی سوار اپنی قوم
کے پاس دوڑایا اور اس قوم نے سلطان محمود کے نام سے واقف ہوتے ہی غاروں و کھڈوں میں پناہ لی
چنانچہ دوسرے روز جب سلطان وہاں پہونچا تو ان کا نشان نہ پایا اتفاق تلاش سے اس قوم کے کچھ بیمار
لوگ ہاتھ آئے جنھوں نے پتہ بتا دیا اور سلطان نے ان رہزنوں کو غاروں سے نکال کر ہلاک کیا اور ان کے
اموال و اثاثہ پر قبضہ کر لیا جب سلطان نے واپسی کا قصد کیا تو ارکان دولت نے عرض کی کہ ہم لوگوں نے

اس کے ختنہ کے لیے بڑا جلسہ کیا اور اسکو توحید کی تلقین فرمائی اور چند روز کے بعد اس کو خان جہان خطاب دے کر امیر کبیر بنایا اور بہت عمدہ جاگیر عطا فرمائی اس وقت سے خان جہان اور اسکی اولاد کو اس خاندان شاہی مین کمال عزت وعروج رہا شیخ سکندر مصنف تاریخ گجرات نے رائے مندلک کے اسلام لانے کا واقعہ دوسری طرح بیان کیا ہی کہ جب رائے مندلک ہمراہ سلطان کے احمد آباد مین آیا تو ایک روز اس کا گزر رسول آباد کی طرف ہوا جہان حضرت شاہ عالم قدس سرہ آفتاب ولایت مقیم تھے وہین ان کا مزار مقدس بھی ہی اور خانقاہ کے دروازے پر بہت سے ہاتھی گھوڑے اور آدمیون کا ہجوم دیکھکر پوچھا کہ یہ کس رئیس ونواب کی ڈیوڑھی ہی لوگون نے کہا کہ نواب کی کیا حقیقت یہ تو حضرت شاہ عالم کا در دولت ہی۔ رائے نے پوچھا کہ آخر کس سے موالات رکھتے ہین اور جاگیر کہان ہی۔ لوگون نے کہا کہ یہ سوائے خدا کے کسی سے موالات نہین رکھتے اور نہ جاگیر قبول کرتے ہین بلکہ حضرت باری تعالےٰ ہی ان کی کارسازی فرماتا ہی وہی روزی دیتا ہی یہ کسی کی ملازمت نہین کرتے۔ رائے نے کہا کہ اچھا مین بھی ان کی زیارت کرون یہ کہکر سواری سے اتر کر خانقاہ مین داخل ہوا جیسے ہی رائے کی نظر اس نور مقدس پر پڑی بیساختہ جوش محبت مین پا ادب بیٹھا اور عرض کی کہ مجھے دین حق تعلیم فرمایئے حضرت نے اسلام سے سرفراز کیا اور وہ آپکے حلقہ ارادت مین داخل ہوکر نعمت عالیہ سے سربلند ہوا سلطان محمود کو منظور یہ تھا کہ اس نواح مین شعار اسلام جاری فرما دے بنا برین شہر مصطفےٰ آباد کی بنیاد کی اینٹ اپنے مبارک ہاتھ سے رکھی اور مساجد ومعابد وعمارات عالیہ وباغات وبازار وغیرہ تیار کیے اور جمیع امرا نے بھی مکانات بنوائے اور چند مدت مین وہ شہر نفیس بن گیا لیکن ملک کے چورون اور رہزنون نے جو مدتون کے مشتاق تھے ایسا سر اٹھایا کہ احمد آباد کا راستہ ان کے خوف سے مسدود ہوگیا سلطان نے شیخ ملک کے بیٹے ملک جمال الدین کو کہ کوتوالی لشکر وخدمت اسلحہ خانہ کی اسکے سپرد تھی محافظ خان خطاب دے کر علم ونقارہ دے کر احمد آباد کا کوتوال کیا محافظ خان نے شہر وراہون کو ایسا مضبوط ومحفوظ کیا کہ چند ہی روز مین پانچ سو رہزن جو سرگروہ تھے گرفتار کرکے سولی پر لٹکا دیے اور اس سیاست سے رہزنی وچوری تمام ملک سے یک قلم معدوم ہوگئی یہ خدمت پسند درگاہ سلطان ہوئی دیگر خدمات مثل استیفاے ممالک وغیرہ کے اضافہ سے سرفراز فرمایا اور رفتہ رفتہ وہ ایسے بڑے امرا مین ہوگیا جسکے اصطبل مین ایک ہزار سات سو گھوڑے بندھے رہتے اور عمدہ عمدہ سپاہی اس کے نوکر ہوگئے اور آخر مین اسکی قوت وشوکت یہان تک پہونچی کہ اس کے بیٹے ملک خضر نے راجہ پاکر وا ید رو سرو ہی سے پیشکش لیا سلطان محمود نے مصطفےٰ آباد مین سنا کہ ایک گروہ متمرد ان نے کچھ مین جو سندھ کی سرحد ہی اپنا مسکن بناکر رہزنی پیشہ اختیار کیا اور شریعت نبوی کا التزام نہین کرتے اور بہت دوری کی وجہ سے بادشاہ دہلی کے تابع نہین ہوتے ہین سلطان عاقبت محمود نے ۸۷۹ھ آٹھ سو اناسی ہجری مین فوج لیکر

وسات سو ٹیکہ کمر مرصع اور سترہ سو خنجر مرصع انعام دیئے اور منزل بمنزل رواں ہوکر حد ولایت سورت
میں پہونچے جو ولایت کرنال سے متصل ہے تو راجہ مندلک نے عرض کی کہ میں ایک مدت سے حضرت کی
فرمانبرداری میں بسر کرتا ہوں اور اپنے خیال میں مجھ سے کوئی امر خلاف بھی صادر نہیں ہوا ہے اب بھی جس قدر
پیشکش کے واسطے حکم ہو مجھے عذر نہیں ہے سلطان نے فرمایا کہ اصل مقصود میرا یہ ہے کہ ان ممالک کو دارالاسلام
بناؤں۔ راے مندلک نے مضمون کلام سے معلوم کیا کہ اس لشکر کی صورت مثل سابق کے نہیں
ہے لہذا فرصت پاکر رات کو بھاگ کر تین منزل پر قلعہ جوناگڈھ میں متحصن ہوا سلطان نے وہاں سے
کوچ کرکے قلعہ جوناگڈھ کے قریب نزول فرمایا دوسرے روز کچھ لوگ لشکر سے جدا ہوکر قلعہ کے
قریب گئے اور راجپوتوں کا لشکر بھی قلعہ سے نکلکر مقابل ہوا لیکن شکست کھاکر قلعہ میں بھاگ گیا
دوسرے روز بھی سپاہ اسلام غالب رہی تیسرے روز خود سلطان نے صبح سے شام تک جنگ کی چوتھے
روز بارگاہ سلطانی دروازہ کے قریب لائے اور محاصرہ سخت کیا اور ہر طرف سے ساباط بنانے لگے اور راجپوت
بھی اکثر اوقات قلعہ سے نکلکر اچانک ٹوٹ پڑتے اور لوگوں کو مار جاتے تھے چنانچہ ایک روز عالم خان
فاروقی کے مورچہ پر ٹوٹ پڑے اور اس کو شہید کیا سلطان محمود نے محاصرہ کو زیادہ تنگ کردیا کہ محصوروں
کو نکلنے کی گنجایش نہ رہی اور نہایت بزدلی سے بعض اوقات گھین کے تیھم سلطان محمود کے تخت کے آگے
گرتے تھے اور جب سال مذکور کے آخر تک محاصرہ نے طول کھینچا تو راے مندلک نے مضطر ہوکر بار بار آدمی
بھیجکر تضرع و زاری سے صلح کی درخواست کی لیکن قبول نہوئی اور شروع ۸۷۵ھ آٹھسو پچھتر ہجری میں
راے مندلک وغیرہ سب راجپوتوں نے عاجز و زبوں ہوکر اماں مانگی اور قلعہ سپرد کرکے خود قلعہ کرنال میں چلے گئے۔
اور چوری و ڈاکہ زنی پیشہ کرلیا سلطان نے غصہ ہوکر زبردست فوج جوناگڈھ میں چھوڑی اور خود جاکر قلعہ کرنال
کو محاصرہ کیا اور قلعہ پر سامنے جنگ ڈالی اور راے مندلک کو عاجز کرکے وہ قلعہ بھی اس سے چھین لیا جو ایک
ہزار نو سو برس سے اس کے باپ دادوں کے قبضہ میں رہا تھا سلطان محمود بیگرہ نے بھی بطور سلطان محمود غزنوی
کے تمام بت خانے بت اپنے ہاتھ سے توڑے اور بت پرستوں کو قتل کرکے غازی و مجاہد ہوا اور
راے مندلک وہاں کی حکومت و سرداری سے دل برداشتہ ہوکر راضی بہ تقدیر ہوا اور اپنے اپنے آدمیوں
کے واسطے اماں چاہی سلطان کے پاس آمد و رفت شروع کی تاکہ ملازمت حاصل کرے لیکن سلطان
کے اخلاق حمیدہ اور اطوار پسندیدہ دیکھکر اسلام کا شیفتہ ہوا اور ایک روز عرض کی کہ بندہ کو حضرت
شاہ شمس الدین کی صحبت سے جو بنگالہ میں رہتے ہیں اسلام کی محبت بیشک حاصل ہوئی تھی اور
اب جو میں نے حضرت سلطان کی ملازمت پائی اور سر حقیقت دین سے آگاہ ہوا تو مجھے یقین ہوگیا
کہ دین حق یہی دین اسلام ہے اب صدق و اخلاص سے بدون کسی دنیاوی طمع کے دین اسلام میں
داخل ہونا چاہتا ہوں سلطان محمود نے نہایت خوش و بشاش ہوکر راے مندلک کو مسلمان کرکے گلے لگایا اور

تھوڑے مین تو دلیرانہ حملہ کیا۔ اسی اثنا مین سلطان مع افواج پہونچا اور پے در پے فوجین اُنکی مدد کے لیے روانہ فرمانے لگا
راجپوت بکثرت مارے گئے اور جو کچھ بچے شکستہ و بدحال راے مندلک کے ساتھ بھاگ کر قلعہ کرنال مین محصور
ہوئے اور افواج اسلام نے عورتین و لڑکے درہ مہابلہ واسطے اسیر کر کے حوالی کرنال کے بتخانون پر تاخت کی اور
وہان کے برہمن و براون لڑ کر مارے گئے چنانچہ اس روز سلطان نے اپنے ہاتھ سے بمقابلہ دو تین کافر
مارے اور بکثرت مال غنیمت مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ اب سلطان کا قصد ہوا کہ لشکر تاخت و تاراج کے لیے
اطراف مین روانہ کرے۔ راے مندلک نے مضطرب ہو کر بہت سے مقربین کو حضور مین ارسال کر کے
معافی کا خواستگار ہوا بادشاہ نے دیکھا کہ غازیون کے ہاتھ جواہر و نقود اور لونڈی غلام وغیرہ سے بھرے
ہوئے ہین اور ہوا بھی ایسی گرم ہو گئی ہے کہ سیر یہان ٹھہرنا دشوار ہے اس نظر سے حفظ درہ اور پیشکش پر اکتفا
کر کے احمد آباد کی طرف مراجعت کی اور سنہ ۸۷۲ آٹھ سو بہتر ہجری مین سلطان محمود غازی نے کہ بیانہ طلب تھا
سنا کہ راے مندلک حاکم کرنال بادشاہون کی طرح چھتر اور دورباش وغیرہ و تمامی لوازم شاہی کے ساتھ
سوار ہوتا ہے اور دربار مین بھی قیمتی جواہر پہنکر تخت پر بیٹھتا یہ امر سلطان کو نہایت ناگوار ہوا اور چالیس ہزار فوج
اسپر مقرر کی کہ اگر تمام لوازمہ بادشاہی چھتر و تاج و تخت و جواہر وغیرہ تمھارے سپرد کرے تو اس کی ولایت
سے متعرض نہونا ورنہ اسکی تسخیر مین کوشش کرنا چونکہ راے مندلک کو اس لشکر سے مقابلہ کی طاقت
نہین تھی جو کچھ انھون نے طلب کیا اُس نے سپرد کر دیا اور ولایت کو محفوظ رکھا۔ نظام الدین احمد نے تاریخ مین
لکھا ہے کہ جو کچھ اثاثہ دولت راے مندلک سے لیا تھا سلطان نے ایک مجلس مین قوالون وغیرہ کو بخش دیا واللہ اعلم
بالصواب سنہ ۸۷۳ آٹھ سو تہتر ہجری مین سلطان نے برسم شکار سواری فرمائی اور اپنے اکثر ممالک پر نظر کیمیا اثر
ڈالی اور جنگلون کو کٹوا کر ویرانون کو آباد کرنے مین پوری سعی فرمائی اور کہین ویرانہ نچھوڑا اور سنہ ۸۷۴ آٹھ سو چوہتر
ہجری کے واقعات عظیمہ سے یہ ہے کہ ایک روز سلطان ایک مست ہاتھی پر سوار ہو کر باغ ارم کی طرف روانہ ہوا۔
اثناے راہ مین ایک مست ہاتھی زنجیر توڑا کر متوجہ فوج ہوا اور فوج کے ہاتھی اس کی صورت دیکھتے ہی بھاگے
اس نے سلطان کے ہاتھی کی طرف رخ کیا اور دو تین ٹکرون کے بعد اسکو بھگا دیا اور اسکا پیچھا کیا اور پہونچکر اس کے
مثانہ پر ایسا دانت مارا کہ گوشت پھاڑ کر دانت سلطان کے پانون پر لگا اور خون جاری ہو گیا سلطان نے
جوش شجاعت مین اسکی پیشانی پر ایسا نیزہ مارا کہ خون جاری ہوا اس عفریت مست نے غصہ مین دوسری ٹکر ماری
اور فوراً دوسرا نیزہ اس زور سے کھایا کہ فوارہ کی طرح خون اُسکی پیشانی سے اُبلنے لگا اس بدمست نے تیسری ٹکر
ماری اور تیسرا نیزہ ایسا کھایا کہ بیتاب ہو کر بھاگا سلطان خیریت کے ساتھ دولتخانہ پر پہونچ گئے اور کثرت خیرات
و صدقات سے تمام مستحقین کو بہرہ مند فرمایا چند روز کے بعد امراے سرحد کو مع افواج طلب فرما کر جوناگڈھ اور
کرنال کو فتح کرنے کا قصد کیا اور ایک رات دن مین پانچ کرور روپیہ سپاہ پر تقسیم کیا اور دو ہزار پانچ سو ترکی
و عربی گھوڑے جن مین سے بعضون کی قیمت دس ہزار روپیہ تھی بہادرون مین تقسیم کیے اور پانچ ہزار تلوارین

بہار الملک کی گرفتاری اور تعاقب کے واسطے نامزد فرمایا اُنھوں نے تھوڑی دور جاکر بہار الملک کی جاسوسی
کی اور یہ تزویر اپنے دل میں سوچی یعنی دو آدمی جو کہ بہار الملک کے ملازم تھے اُنھیں کچھ مالی پر فریفتہ
اور راضی کر کے یہ فہمائش کی کہ روبکاری کے وقت تم اظہار کرنا کہ ہم قاتل ہیں بادشاہ رحیم ہے
تمہارا جرم معاف کریگا اور قطع نظر اس کے سلطان بے مشورہ ہمارے تمہارے قتل کا حکم جاری نہ فرمائیگا
اور جو کہ پیمانہ عمر اُن کا اس لقا سے لبریز ہو چکا تھا انہیں صاحب قدیم کی خیر خواہی میں جیسا کہ سکھلایا تھا بادشاہ
کے حضور میں اقرار کیا اور سلطان نے بفتوائے علما اُن نامحرموں کو حکم قتل دیا پھر اس سفر سے واپس آنے
کے بعد بادشاہ کو حال کھلا کہ عماد الملک و عضد الملک نے اپنی کارستانی سے بے گناہوں کو قتل کرایا ہے
اور سلطان محمود ایسا برافروختہ ہوا کہ دونوں کو تیغ قہر سے معدوم کیا باوجودیکہ ان دونوں سے بڑھکر
اس کے دولتخانہ میں کوئی مقرب نہ تھا مگر عدالت کی رعایت سے ان پر سیاست کی بلکہ لوگوں کی عبرت
کے لیے اُن کے پوست گھاس سے بھر کر چار طرف لٹکائے طبقات محمود شاہی میں مذکور ہے سنہ آٹھ سو
بہتر ہجری میں سلطان محمود نے جمال جہاں آرائے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا
کہ آپ نے بنظر شفقت دو طبق عنایت فرمائے۔ اس کی تعبیر یہ ظاہر ہوئی کہ چند ہی روز میں بادشاہ کو بہت
بڑی دو نعمتیں نصیب ہوئیں (اول) فتح ولایت دولت بار داور (دوم) فتح گرنال جو ایک بلند پہاڑ پر واقع
ہے اور قدیم زمانہ سے زبردست بادشاہان دہلی کو اس کے تسخیر کی آرزو رہ گئی بلکہ ہندوستان
کے راجہ بھی مدتوں اس کی تسخیر کے واسطے کوشش کرتے کرتے مر گئے۔ آخر میں یہ دولت سلطان محمود
بیکرہ کے حصہ میں آئی۔ اس پہاڑی قلعہ کی صورت یہ ہے کہ اول تو وہ بہت بلند پہاڑ پر ہے پھر اسکے گرد
بہت سے پہاڑ بطور دائرہ کے محیط ہیں جن میں بے شمار کھڈ و درے ہیں اور ہر درہ کا ایک نام ہے
از انجملہ ایک درہ سوداری ہے جس سے کے گئے نہایت مضبوط قلعہ ہے جس کو آج کل جوناگڈھ کہتے ہیں
اور دوسرا درہ بنام مہایلہ مشہور ہے گرنال پہاڑی مقام گرم ہے اور رائے منڈلک کے باپ دادا ایک ہزار
نو سو برس سے اس پر قابض تھے اب رائے منڈلک وارث ہوا اور کسی بادشاہ کا قدم اس ولایت
میں نہیں پہونچا سوائے سلطان محمد تغلق اور سلطان احمد شاہ گجراتی کے۔ الغرض سلطان محمود بیکرہ نے
اللہ تعالے کے بھروسے پر اس خواب کی تعبیر سے قوی دل ہو کر گرنال پر فوج کشی کی اور جب گرنال چالیس
کوس رہا تو اپنے ماموں تغلق خان کی رائے سے ایک ہزار سات سو جوانان بہادر لشکر سے انتخاب
کر کے ان پر اسی قدر عمدہ گھوڑے و طلائی خنجر و ہتھیار تقسیم کیا اور حکم دیا کہ دھاوا کر کے درہ میں داخل ہو
اور خود بھی پیچھے سے روانہ ہوا۔ جوانوں نے یلغار کیا اور اچانک درہ میں گھس پڑے اور محافظ جسکو مرادان
کہتے تھے غفلت میں مارے گئے اور بہادران محمودی تکبیر کہتے ہوئے درہ مہایلہ میں داخل ہوئے رائے منڈلک
یہ خبر سنکر شکار کے بہانہ قلعہ گرنال سے اترا اور افواج کثیر سے درہ مہایلہ تک پہونچا جہاں سے دیکھا کہ لڑائی بہت

چاہا کہ عین دولت آباد کے راستہ سے اپنے ملک کی طرف راہی ہووے جب وہ راستہ لشکر گجرات سے مسدود دیکھا ہر آئینہ عنان اشہب عزیمت ولایت برار کی طرف معطوف رکھکر ایلچپور کے راستہ سے گونڈوارہ مین آیا اور مغولیہ اور جنگل سے عبور کرکے مالوہ مین پہونچا اور بعد اسکے ایلچی نظام شاہ کا گجراتیون کے اردو مین آیا اور اس کی طرف سے شکریہ ادا کیا کہ آپ نے قدم رنجہ فرمانے مین تکلیف گوارا فرمائی اور سلطان نے مقتضی المرام اور دوستکام گجرات کی طرف حافظ حقیقی کی ضمان حمایت مین معاودت فرمائی اور ۸۶۷ھ آٹھ سو سرسٹھ ہجری مین سلطان محمود خلجی نے دوبارہ دکن کی طرف لشکر کھینچا اور سلطان محمود گجراتی سلطان بہمنی کے حسب التماس پھر دکن کی طرف بقصد اعانت روانہ ہوا اور سلطان محمود نے یہ خبر سنکر دولت آباد تک تاخت کرکے غنیمت بہت دستیاب کی اور اپنی ولایت کی طرف بخیر وسعادت مراجعت فرمائی بادشاہ گجرات بھی بعد اس کے کہ معذرت نامہ نظام شاہ کا اور ایلچی مع تحف وہدایا پہونچے بدولت وسعادت مقر حکومت کی طرف توجہ فرماکر فراغت اور استراحت مین مشغول ہوا اور سلطان محمود خلجی کو لکھا کہ بے وجہ مسلمانون کی ولایت پر جانا آئین اسلام اور مروت سے بعید معلوم ہوتا ہے اور بر تقدیر وقوع بلاجنگ پھرنا قبیح ہے اگر من بعد سلطان دکن کو کچھ آزار پہونچے گا یقین جانیے ہم بھی مالوہ کی تخریب پر متوجہ ہون گے سلطان خلجی نے شرادنے جواب بھیجا کہ جو ہمت عالی اہالی دکن کی امداد پر مصروف ہے ہرگز اس دیار کے باشندون کو مضرت نہ پہونچے گی اور ۸۶۹ھ آٹھ سو انہتر ہجری مین سلطان محمود مع فوج بیشمار قلعہ باور اور بندرون کی طرف جو مابین گجرات اور کوکن کے واقع ہے روانہ ہوا اور اس ولایت کے حاکم نے چندمرتبہ جنگ کرکے شکست کھائی اور ناچار ہوکر امان چاہی اور ملازمت مین حاضر ہوا اور قلعہ اور ولایت سپاہ اسلام کے سپرد کی اور قلعۂ باور قلاع نادر سے ہے اور سر بفلاک کشیدہ اور محکمی اور سنگینی مین سد سکندری سے برابری کرتا ہے اس وقت تک ایسا قلعہ مسلمانون کے دست تصرف مین نہ آیا تھا اور راے ولایت وون نے کہ ایک ہزار موضع اس کے تحت مین تھے اور اس قلعہ کے استظہار کے ... باد غرور اپنے کاخ دماغ مین بھرکر لشکر اور ذخیرہ بہت اپنے پاس فراہم کیا تھا اور ایک جماعت دیو سیرت غول طبیعت کو راستون کے سرون پر تعین کرکے مسافرون اور رہ نوردون کی راہزنی کے واسطے مشغول رکھتا تھا

بیت بہ عیاری چنان رہ می سپردی ✦ کہ بینی از میان چشم بردی ✦ سلطان خزائن اور دفائن پر متصرف ہوا اور اسی عرصہ مین راے کو خلعت اور کمربند اور شمشیر طلا سے سرفراز کیا اور وہ قلعہ اور ولایت اسے بخشا اور غنائم بے قیاس لے کر احمد آباد کی طرف معاودت کی اور شہرون کی آبادی اور رعایا برایا کی تفتیش حال مین مشغول ہوا اور ۸۷۰ھ آٹھ سو ستر ہجری مین شکار کے واسطے احمد نگر کی طرف سوار ہوا اور اثناے راہ مین ایک دن بے سبب ظاہری بہاء الملک بن الف خان نے ایک سپاہی کو قتل کیا اور خوف قصاص سے ایدر کی طرف بھاگا اور سلطان نے یہ خبر سنکر ملک حاجی اور عضد الملک کو کہ معتمد مہمات بادشاہی تھے

چونکہ حیدران گیا اُس کی لست عاید نہ تھا قتل سے نجات پاکر قلعہ دیپ میں محبوس ہوا

مثنوی

اگر در بحث آں سگ رائے ‖ کافروں رگیم چو ہد پائے ‖ ہر جیکہ نہ اوج حریش دارد
ہنگام ہلاک پیش دارد ‖ رو بہ کہ زند طپانچہ بر شیر ‖ بیداست بدست کیست شمشیر
بیکو مثلی رود آن سپہدار ‖ بر دائرہ کار چو نگہدار ‖ انجیر فروش راچہ بہتر
زانجیر فرو شتے اسے برادر ‖ بر پایہ قدر خویش برپائے ‖ تا از سر آسمان نہی پائے

اور بعد اس فتح و نصرت کے عماد الملک نے قرار امور ملک و سلطنت کو بسبب بد عہدی روزگار کے ناپائدار سمجھکر باختیار خود ترک وزارت کی اور گوشۂ عافیت میں معتکف ہو کر معبود حقیقی کی طاعت و عبادت میں مشغول ہوا اور گوشۂ عافیت میں بیٹھا اور سلطان محمود نے بھی حقوق خدمات شایستہ اسکے منظور نظر کمیا اور رکھکر اسے معذور رکھا اور اُس کے بڑے بیٹے شہاب الدین احمد کو خطاب ملک الشرف عطا کر کے امرائے کبار سے کیا اور بادشاہی میں مستقل ہو کر عدل و داد میں مصروف ہوا اور سنہ ۸۶۶ آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری میں نظام شاہ بہمنی والی محمد آباد بیدر نے ایک مکتوب متضمن ظلم سلطان محمود خلجی اور آنا اُس کا ولایت دکن میں سلطان محمود گجراتی کے پاس بھیجکر اعانت اور کمک چاہی اور سلطان محمود گجراتی نے بمجرد اطلاع اس حال کے سراپردہ سُرخ بور بارگاہ روانہ کر کے امداد دکنیوں کی اپنے ذمہ ہمت پر فرض شمار کی اور ارکان دولت اور اعیان حضرت یوں عرض گذار ہوے کہ والی دھاں ایک ہفتہ تک متکفل امر سلطنت ہو کر کبھی فرصت میں امرا اور اطراف ولایت اور اقطار مملکت بھیا کہ چاہیے اب تک ضبط میں نہیں آ سکے ایسے وقت میں اپنے پایۂ تخت کو خالی چھوڑنا اور دوسروں کی اصلاح امور کے واسطے سوار ہونا چاہیے تامل اور تفکر ہی سلطان محمود نے باوجود اس کے کہ آغاز شباب تھا **بیت** بصورت گر وگل ناز سستہ شمشاد ✽ رسومی سر و او چوں سوسن آزاد ✽ بزبان فیض ترجمان سے یہ ارشاد کیا کہ اگر افلاک اور عناصر ساتھ اس ہیئت اور روش کے آپس میں موافقت اور آمیزش نکریں نظام عالم کون و فساد میں سراسر فتور و خلل واقع ہووے اور اگر آدم ابو البشر کی اولاد سلسلۂ محبت اور مشارکت کو توڑیں بنیاد قانون طبیعی انہدام قبول کرے میں قربۃً الی اللہ مسلمانان دکن کی امداد کرتا ہوں یقین کہ بحکم باری تعالیٰ مجھے اس یورش میں کسی طرح کا ضرر نہ پہونچے گا ارکان دولت نے عرض کی کہ اگر سلطان نظام شاہ کی معاونت میں یکدل ہیں تو مناسب یہی ہے کہ مالوہ کی طرف لشکر عظیم روانہ فرماویں کہ اُس ولایت میں جاکر انواع خرابی اور مزاحمت پہونچاوے تو سلطان محمود یہ خبر سُنکر بدحواس ہو کر دکن سے بھاگے یا التماس بھی معرض قبول میں نہ پہونچی بلا تامل رایات نصرت آیات مع سپاہ بیحد اور پانسو فیل کوہ پیکر بلند کیے اور دو منزل کو ایک کر کے جب ندر بار میں پہونچا اور خواجہ جہاں گاوان کہ عمدہ اہل دکن تھا جریدہ اسکے ملازمت میں حاضر ہوا اور اُس سے کمک لیکر سلطان محمود کی جدال و قتال کے واسطے روانہ ہوا سلطان محمود خلجی نے متوہم ہو کر ظاہر قلعہ محمد آباد بیدر سے کوچ کر کے

کو دوڑپڑے اور بعضوں نے فریاد الامان کی بلند کی اور سلطان محمود نے صبح صادق کے وقت دربار کے
غرفہ مین برآمد ہو کر مجرائیون کا سلام لیا اور دست پاک عماد الملک کے ہاتھ مین دے کر اپنے پہلو مین
ایستادہ کر کے مگس رانی پر مقرر کیا اور یہ خبر امراے اربعہ کو پہونچی بروایت حاجی محمد قندھاری دہ مع
تیس ہزار سوار اور پیادہ مستعد کارزار ہو کر دار الامارہ کی طرف متوجہ ہوئے اور طبل جنگی و کرنائے و دمامہ کی صدا
سے گنبد اخضر کو پر صدا کیا اور اس وقت تین سو نفر بندہ اور آزاد سے زیادہ سلطان کی خدمت مین حاضر نہ تھے
سب زندگی سے ہاتھ دھو کر مضطرب ہوئے اور ایک جماعت عرض پرداز ہوئی کہ ہم فلان قصر مین جا کر دروازہ
بند کرین اور دشمنون سے لڑین اور بعضے بولے کہ جواہر اور نقد بقدر مقدور اٹھا کر کسی طرف نکل جاوین
سلطان محمود عاقبت محمود نے ایک بھی ان دونون راے سے نہ پسند کی اور سلاح جنگ زیب تن کر کے
ترکش کمر پر باندھے اور مع تین سو سوار اور فیلان سحاب کردار کہ عدد اُن کے دوسو سے زیادہ نہ تھے
بقصد قتل اعدا محل سے برآمد ہوا اور اس خوف سے کہ مبادا دشمن سب طرف سے زور لاوین اکثر کوچہ ہا
ہاتھیون سے بند کر کے نہایت آہستگی سے روانہ ہوا چونکہ نقاش نگار خانۂ ایجاد و تکوین نے ایوان سلطنت کا
سائبان سمتشر تائیدات سے آراستہ کیا ہے اور فرمان خلافت کو منشی تخت گاہ قضا و قدر نے ساتھ طغراے انا جعلنا
خلیفۃ فی الارض کے محلی فرمایا ہے وہ دشمنون اور مخالفون کے ہجوم اور انبوہ سے خوف نہین رکھتا چنانچہ بمجرد
پہونچنے خبر سواری بادشاہ اور عماد الملک کے ہمراہ ہونے کے سنکر تمام سرداران و رافسرون اور خاصہ خیل نے
امراے اربعہ کی ترک رفاقت کر کے بعضے سلطان کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اکثر گوشہ اور کنارے مین
چھپے منقول ہے کہ اس دن مضمون یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ متحقق ہوا اور اکثر محلے احمد آباد
کے بے تحریک سیف و سنان غارت ہوئے اور محض تقدیر یزدان اور دبدبہ سلطان سے کوچہ و بازار
مین اس قدر جوشن اور چار آئینہ اور خود و خود سرون کے اور اسباب اور اونٹ اور بیل ایک پر دوسرے
پڑے ہوئے تھے کہ راستہ آمد و شد کا مسدود ہو گیا تھا اور امراے اربعہ سنگ تفرقہ اپنے شیشۂ جمعیت مین
دیکھکر اور گرد بدبختی کی اپنے چہرۂ حال پر مشاہدہ کر کے شہر سے نکل گئے برہان الملک کا جو جسیم تھا
دم چڑھنے سے بھاگ نہ سکا قریب قصبۂ سرکچ نہر جارتی کے بہڑ اور جھاڑ مین پوشیدہ ہوا ایک نے خواجہ سرایان
سلطانی سے جو احمد کبھو کی زیارت کے واسطے جاتا تھا اسکو دیکھکر پہچانا اور اُسے گرفتار کر کے سلطان
کی خدمت مین لایا سلطان نے اُسے فوراً فیل مست کے پانؤن کے نیچے ڈال کر پامال کر کے خاک
کے برابر کیا اور عضد الملک نے مع ایک نفر کے اپنے تئین کراسیان مین پہونچایا جو ایام دولت مین اس نے
ایک جماعت اُن مین سے مقتول کی تھی اس وقت اُن کے وارثون نے پہچانکر تہ تیغ کیا اور اُس کا سر کاٹکر
اظہار خدمت کے واسطے احمد آباد کی طرف بھیجا اور حسام الملک اپنے بھائی رکن الدین کو توال کے پاس
پٹن مین گیا اور وہان سے دونون بھائی مالوہ کی طرف بھاگے اور صفی الملک بھی دستیاب ہوا

اُسکو مقید کروں گا خاص و عام کے نزدیک نا شکری اور حق ناشناسی میں بدنام نہوں گا اب وہ امر کہ جس میں صلاح ملک
اور فلاح دولت ہو عمل میں لاؤ پس عماد الملک کو زنجیر میں مسلسل کر کے پانسو نفر معتمد کے سپرد کر کے قلعہ احمد آباد
کے دروازہ کے بام پر قید کیا اور سلطان محمود نے اُسدن اس سپر تدبیر سے اپنے تئیں شمشیر مکر اعدا سے محفوظ
رکھا اور عماد الملک کی رہائی کی فکر اور امراے اربعہ کے دفع کی تدبیر میں ہوا اور چونکہ جانتا تھا کہ تمام سردم
اور جامہ دار خیل اُن کے تابع ہیں کسی شخص سے اس امر کا اظہار نکیا بلکہ مدار اپنی تدبیر پر رکھا اور حیلہ و ملا کی باتیں زبان
جاری کرتا تھا کہ عماد الملک میرا دشمن جانی ہے ایسے شخص کو زندہ چھوڑنا حزم و ہوشیاری سے بعید دیکھتا ہوں
چاہتا ہوں کہ اُسے اپنے ہاتھ سے قتل کر کے اپنے دلکا بخار نکالوں اور اگر امراے کبار اُسکی سفارش کرینگے
اُن سے بھی جان سے رنجیدہ ہونگا یہ خبر امراے اربعہ کو پہونچی دل میں نہایت شاد ہوئے اور آپس میں کہنے لگے
کہ اگر سلطان عماد الملک کے قتل پر آمادہ ہو ہم لوگوں کو اُس کی ہرگز شفاعت نکرنی چاہیے سلطان محمود نے
ایک شب اسی فکر و اندیشہ میں استراحت نفرمائی صبح کے وقت جب نوبت سلطانی بجنے لگی اور چاندنی بہتاب
کی خوش معلوم ہوئی کلفت اور دلگیری کے دفع کے واسطے قصر پر برآمد ہوا اور دریچہ میں بیٹھکر ہر طرف نگاہ
کرنے لگا ناگاہ فیلخانہ کے گماشتہ ملک عبد اللہ کو دیکھا کہ زیر قصر ایستادہ ہے اور کچھ عرض کرنے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن
جرأت نہیں کرتا سلطان نے فرمایا جو کچھ تیرا مدعا ہو عرض کر عبد اللہ نے غیر کو وہاں نہ دیکھکر عرض کی کہ سلطان کا
عماد الملک کے قتل کوئی دولتخواہ نہیں اور امراے اربعہ نے جو کچھ اُس کی نسبت معروض کیا ہے سب بہتان
اور خلاف ہے اور امرا خود عازم و جازم ہیں کہ فرصت پاکر حسن خان کو بادشاہ کریں سلطان نے اس کی تعریف
کر کے فرمایا کہ تو نے خوب کیا کہ یہ بات عرض کی در بہ میں چاہتا تھا کہ عماد الملک کو علی الصباح قتل کروں
لازم ہے کہ دوسرے سے یہ راز بیان نکرنا اور صبح صادق کے وقت تمام فیلان کو مستعد اور مکمل کر کے
دربار میں حاضر کرنا الغرض جب نیر اعظم کے اثر طلوع سے زمانہ روشن ہوا ملک شرف اور ملک حاجی اور ملک
بہاء الدین اور ملک کانوا اور ملک عین الدین کہ معتمدان سلطان سے تھے ملازمت میں حاضر ہوئے اور
سلطان نے ملک شرف سے کہا کہ آج شب کو میں دور غضب سے کہ عماد الملک کی نسبت جوش زن تھا نہ
سویا اُسے جلد میرے پاس حاضر کرو کہ شمشیر تیز جوہر سے اس کی گردن مار کر آتش غضب کو ساکن کروں ملک
شرف جب عماد الملک کے احضار کے واسطے گیا نگاہبانوں نے عرض کی کہ ہم عماد الملک کی بلا اجازت اسے
سپرد نہیں کر سکتے اُس نے آنکر یہ عذر گذارش کیا پھر سلطان خود بام سرح پر برآمد ہوا اور بہ آواز بلند کہا
عماد الملک کو جلد حاضر کرو تو ہاتھی کے پیر کے نیچے ڈالکر اُسے پامال کروں موکلوں نے جب آواز بادشاہ
کی سنی حجاب مانع ہوا اُسے بادشاہ کے پاس بھیجا جونہیں نگاہ سلطان کی اُس پر پڑی فرمایا کہ میرے روبرو
اُسے لاؤ کہ مجھے اس سے کچھ استفسار کرنا ہے جب بادشاہ کے پاس آئے حکم دیا کہ زنجیر پاؤں سے قطع کرو امراے
حاسد کے لواحقین جو حراست میں مشغول تھے یہ حال مشاہدہ کر کے ایسے ہراساں ہوئے کہ لعضے کوٹھے پر سے

نواش کو جو اُس کا ہمسایہ تھا خطاب عماد الملک دیگر امراے کبار سے کیا اور اسی طریق سے اور بھی کام جو
ملک داری اور جہانبانی کے شایان اور موافق نہ تھے اختیار کیے طبیعت اسکی سواے کینہ پروری اور
انحطاط اسکے میل نفرمانی تھی اس واسطے اہل حل وعقد نے ساتھ عماد الملک وزیر کے سر گریبان اتحاد سے آوردہ
کرکے داؤد خان کو کہ سات روز سلطنت کی تھی معزول کیا اور عماد الملک کے صوابدید سے سلطان قطب الدین
کے چھوٹے بھائی کو کہ محمود خان نام رکھتا تھا چودہ سال کی عمر مین تخت سلطنت پر متمکن کیا اور خلائق اعلی قدر
مراتب اُسکے بحر انعام سے بہرہ مند ہوئی اور اسپان تازی اور عراقی اور ترکی اور خلعت ہاے قیمتی و کمربند و شمشیر
مرصع اور خنجر ہاے زرافشان کے سواے ایک کروڑ تنگہ نقد سادات اور علما و صلحا کو تقسیم کیا

ذکر سلطان محمود شاہ گجراتی المشہور بسلطان محمود بیگڑہ کی سلطنت کا

واقفان اسرار ملوک پیشین نے یون مرقوم خامہ عنبرین شمامہ کیا ہی کہ بعد جلوس سلطان محمود شاہ تمام امور سلطنت
کہ حل وعقد اور قبض وبسط اور داد وستد سے مراد ہی عماد الملک وزیر باتوقیر کے مفوض ہوئے بازار سارط [illegible] اور
مہمات مملکت نے خوب رواج اور رونق پیدا کی اور جمیع خلائق وضیع وشریف اُس کی سلطنت سے راضی
اور شاکر ہوئی کسی طرح کا خلل وفساد درمیان مین نہ تھا لیکن بعضے کوتہ اندیشان مانند عضد الملک اور صفی الملک
اور حسام الملک کے جو گجراتی اور صاحب اقتدار تھے اور خلاصہ ممالک گجرات اُنکی جاگیر یا اُنکے لواحقین کی جاگیر
ہونے سے نہایت فراغت رکھتے تھے دیگ حسد اور رشک کو جوش مین لائے اور بعد چند ماہ کے کہ جلوس سے
گذرے تھے اتفاق کرکے بولے کہ ہم عماد الملک کے غلبہ اور سخت گیریون سے بہ تنگ آئے ہین اگر سلطان اسکو
معزول کرے فہو المراد ورنہ ہم سلطان کو بادشاہی سے معزول کرکے اُسکے بھائی حسن خان کو تخت بادشاہی پر
اٹھادینگے **بیت** بسا شمعی کہ نورش خانہ افروخت * چو غافل گشتی آخر خانہ را سوخت + اور بروایت شیخ نظام الدین حسین
کے ان حاسدون نے یہ معروض کیا کہ عماد الملک چاہتا ہی کہ اپنے فرزند شہاب الدین احمد کو تخت سلطنت پر بٹھاوے
اور بطور ملک مغیث خلجی کے شاہی اپنے خاندان کی طرف منتقل کرے اب سزاوار دولت یہ ہی کہ قبل اس سے
کہ آتش مکر وغدر اس کی شعلہ زن ہو چاہیے کہ زنجیر تدبیر اُسکے پانؤن مین ڈالکر دست فکر اسکا دامن مقصود سے
کوتاہ کرین بر تقدیر سلطان محمود نے باوجود صغر سن فراست سے دریافت کیا کہ یہ تمام بہتان اور افترا ہی لیکن
اگر اس مجلس مین حسب مدعا اُنکے حکم عماد الملک کے حبس وقید کا نافذ نکرونگا یہ لوگ مجھے سلطنت حیات سے معزول
کرینگے لہذا مصلحت وقت سمجھکر اُن سے بکشادہ پیشانی پیش آیا اور کہا مین بھی اندنون عماد الملک کے چہرۂ حال سے
صورت مکر وفریب مشاہدہ کرتا ہون اور اُسکے حرکات اور سکنات سے شمیم فتنہ انگیزی میرے دماغ مین پہونچی لیکن اس
خیال سے کہ مبادا ہم جنس لوگ میری بیمروتی اور بیوفائی خیال مین لا دین مین اسکے علاج مین کوشش نہین
کرتا ہون الحمد للہ علی احسانہ کہ حقیقت حال تم ایسے دولتخواہان اور خیر اندیشان پر منکشف ہوئی اب اگر

شہر سے برآمد ہوا اور دوسرے دن ایک منزل جاکر ایک مہینے تک اجتماع فوج کے واسطے متوقف ہوا محرروں نے
جب حرم سلطان کی معیت کا راناکو سوء بچائی متنبہ ہوکر ناگور سے اپنی ولایت کی طرف روانہ ہوا اور یہ حرم سلطان
قطب الدین سکر شہر میں آنکر عیش و عشرت میں مصروف اور مشغول ہوا اور پھر اسی سال سلطان قطب الدین سروہی
کی طرف فوج کش ہوا اور وہاں کا راجہ جو قرابت قریب راناسے رکھتا تھا بھاگ کر کوہستان کیبل میں در آیا اور لشکر
احمد آباد کا تاخت و غارت میں مصروف ہوا اور جو ان دنوں میں سلطان محمود کی افواج بھی قلعہ چیتور پر تاخت لائی
تھی سلطان قطب الدین تعاقب کرکے راناکو کہیں ٹھہرنے نہ دیتا تھا یہانتک کہ وہ قلعہ کیبل میں در آیا اور بادشاہ
اسلام نے چند روز محاصرہ کیا اور جب سمجھا کہ محاصرہ سے کچھ فائدہ ہوگا وہاں سے مراجعت کی اور ولایت چیتور اور
دوسری ولایت کو بھی خراب اور ویران کرکے مع غنیمت بیقیاس دارالسلطنت کی سمت معاودت فرمائی اور
بعد چند روز کے سید قطب عالم کی قدم بوسی کو قصبہ بتوہ میں گیا اور دل میں یہ بات کہی کہ کیا خوب ہووے جو آفریدگار
عالم اس بزرگوار کی برکت سے مجھے فرزند شایستہ سلطنت کرامت فرماوے سید قدس سرہ نے باطن
کی صفائی سے دریافت کرکے سلطان سے فرمایا تمھارا چھوٹا بھائی حکم فرزندی رکھتا ہے اور خاندان مظفرشاہی
کو وہ زندہ اور روشن کریگا پھر سلطان نے مایوس ہوکر مجلس مراجعت کی اور اسی عرصہ میں مرض الموت
میں مبتلا ہوا اور ماہ رجب کی تئیسویں تاریخ ۸۶۳ آٹھ سو تریسٹھ ہجری میں اُس کی عنقاے روح نے
قاف عزلت جسم سے سراپردۂ بقا کی طرف پرواز کی اور سلطان محمد شاہ کی حظیرہ میں مدفون ہوا اور مآثیر
اور فرامین میں اس کو سلطان غازی لکھتے تھے اور شمس خان بن فیروز خان جس نے لڑکی اپنی دیکر قرابت بہم
پہنچائی تھی سلطان کو زہر دینے میں متہم ہوا اس واسطے مردان دولتخانہ نے ہجوم کرکے اُسے قتل کیا اور سلطان
قطب الدین کی والدہ نے حرم سرا میں شمس خان کی بیٹی کو اسی علت اور تہمت میں ماخوذ کرکے بہت سیاست
کی آخر اُن لونڈیوں کو جو اُس کی دشمن جان تھیں سپرد کیا اور اُنھوں نے اُسے تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے
کرکے ہلاک کیا منقول ہے کہ سلطان قطب الدین ایک ایسا بادشاہ تھا کہ خود اس کا زہر قہر اور غصہ سے بھرا تھا
خصوصاً شراب کے نشہ کے وقت محروموں کو سواے شمشیر آبدار کے نہ پوچھتا تھا اور گنہگاروں کو خنجر جان گداز کے
سوا نہ نوازتا تھا اور مرغ عفو اور رحم پوشی اسکے گرد ست کم پرواز کرتا تھا اور عروس شجاعت اس کے عہد میں
کبھی کبھی جلوہ گر ہوتی تھی اور مدت اُسکی سلطنت اور فرمانروائی کی سات برس اور سات مہینے تھی تمام عمر مستی
اور مدہوشی میں گذری اور ساغر شراب اُسکے لبسے دور نہوا

ذکر سلطان داؤد شاہ بن احمد شاہ گجراتی کی حکومت کا

بعد وفات سلطان قطب الدین کے اُسکا چچا داؤد خان بحسن اتفاق عماد الملک وزیر اور تمام امرا اور ارکان دولت
کے سریر اقبال پر قدم رکھکر گجرات کا بادشاہ ہوا لیکن پیشہ بدمعاشی اور سفلہ پروری کا اختیار کرکے ایک

عظیم ہوئی اور آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ بادشاہ نے غالب اور دلیر ہو کر مخالفون کو متفرق اور پریشان کر کے دشت و بار کی طرف آوارہ کیا اور وہان سے بہ سبیل استعجال کوہستان کو بلمیر ولایت رانا کو مغیا مین در آیا اور اکثر ولایت کو ویران و بہت سی عورات اور اطفال ہنود اسیر کر کے قلعہ کو بلمیر کا آنکر محاصرہ کیا اور لشکر رانا کو چند مرتبہ شکست دی اور ایک جماعت کو علفِ تیغ اسلام کیا آخر کو رانا نکلکر خود جنگ مین مشغول ہوا اور شکست کھا کر قلعہ کی طرف بھاگا اور طالب صلح ہوا سلطان قطب الدین نے بلحاظ محکمی قلعہ یہ امر قبول کر کے پیشکش وافر لے کر گجرات کی طرف معاودت کی اور تاج خان کہ سلطان محمود خلجی کا وزیر کل تھا اس وقت برسم رسالت گجرات مین آیا اور سلطان محمود کی طرف سے یہ پیغام دیا کہ گذشتہ کو لا یذکر سمجھکر فی الحال صلح اور عہد تازہ کر کے باتفاق رانا کو حرف غلط سمجھکر درمیان سے دفع کرین اس طریقہ سے کہ جس قدر ولایت رانا گجرات کے متصل ہو عساکر قطبی نہب و تاراج کرین اور بلاد اور قرایاے میوات اور اہیر کو لشکر مندو تاخت کر کے اُس کی خرابی مین تقصیر نہ کرے اور عند الحاجت ایکدوسرے کی امداد اور اعانت مین سرگرم رہین جب علما اور فضلا جانبین سے چنپانیر مین آنکر جس طریق سے کہ مذکور ہوا عہد و پیمان بجا لائے اور سا تھ ایمان کے موکد کر کے عہدنامے علماے عصر کی مہر و گواہی سے درست ہو کر تقسیم ہوئے سنہ ۸۶۱ھ آٹھ سو اکسٹھ ہجری مین سلطان قطب الدین مع لشکر بسیار رانا کی ولایت کی طرف متوجہ ہوا اور اثناے راہ مین قلعہ دیور کو لیکر اپنے ایک امرا کے سپرد کر کے آگے بڑھا اور اُنھین تاریخون مین سلطان محمود خلجی بھی دوسری طرف سے اس ولایت مین آیا رانا اُس کی حرب مین متوجہ ہوا چاہتا تھا لیکن سلطان قطب الدین سروہی سے بتعجیل تمام ولایت کینانیر مین پہونچا اس ضرور ... سے جنگ مالویون کی توقف مین ڈالکر گجراتیون کی حرب مین قیام کیا اور شکست فاحش کھا کر ایک مقام قلب مین کہ چیتور کی سرراہ تھا توقف کیا اور سلطان قطب الدین نے وہان جاکر نائرۂ قتال کو دوبارہ مشتعل کیا اور جب رات ہوئی طرفین نے اپنے اپنے لشکرگاہ مین مقام اور آرام کیا دوسرے دن علی الصباح پھر معرکہ جنگ طرفین نے آراستہ کیا اور سلطان قطب الدین بذات خود رستم اور افراسیاب کے مانند حرب مین ترددات مردانہ کر کے غالب آیا رانا پہاڑ مین مختفی ہوا اور اپنا آدمی جہت شفاعت بھیجی اور چودہ من سونا اور دو ہاتھی نامی اور بھی نفائس سلطان قطب الدین کو دے کر عہد کیا کہ دوبارہ ولایت ناگور پر مضرت نہ پہونچاؤنگا اور اس سبب سے کہ سلطان محمود پیشتر مع لشکر گجرات رانا کی ولایت مین در آیا تھا سلطان قطب الدین نے اظہار رنجش کر کے احمد آباد کی طرف معاودت کی اور غیبت مین بادشاہ گجرات کی جو کچھ سلطان محمود سے وقوع مین آیا تھا انشاء اللہ تعالیٰ اُس کے اسم کے ذیل مین تحریر ہوگا اور سنہ ۸۷۳ھ آٹھ سو بہتر ہجری مین رانا نے نقض عہد کر کے پچاس ہزار سوار سے قلعہ ناگور کی طرف توجہ کی اور وہان کے حاکم نے مشتمل کیفیت حال ایک عرضی ارسال کی قاصد عرضی اس رات کو کہ سلطان صحبت شراب مین مشغول تھا عماد الملک وزیر کے پاس لایا اور وہ اُسی شب کو سلطان کی ملازمت مین حاضر ہوا الخ جب اُسے شراب کے نشہ مین مست اور بیہوش پایا انتظار ہوشیار ہونے کا نہ کھینچی اور اُسے محفہ مین سوار کر کے

کیا اُسکے بعد دولتخواہوں کی حسن تدبیر سے ان دونوں بادشاہ کے مابین اس شرط پر صلح واقع ہوئی کہ دونوں جانب
سے جسقدر بلاد کفار سے مفتوح ہو اسکا فتح کرنے والا مالک اور مختار ہووے اور اُن دونوں بادشاہ میں سے
کوئی رایان اطراف و جوانب کی حمایت اور اعانت میں لشکر نہ کھینچے اور راجہ رانا کہ نہایت سرکش اور مثل
فرعون صاحب استعداد و شوکت ہے اُسکا دفع کرنا اوپر فرض شمار کریں اور سنہ ۸۶۰ آٹھ سو ساٹھ ہجری میں یہ خبر
پہونچی کہ فیروزخان دندانی حاکم ناگور فوت ہوا اور فیروزخان کا بھائی مجاہد خان بجبر و مردانگی تمام اُس ولایت پر
متصرف ہوا اور فیروزخان کے بیٹے شمس خان نے اپنے چچا کے خوف سے بھاگ کر رانا کو بھیا مقدم چیتور کی
پناہ لی اور جو قدیم الایام سے رانا اور زمینداران ناگور کے درمیان دشمنی تھی رانا نے فرصت پاکر اسکی امداد
قبول کی اور یہ شرط کی کہ بعد حصول حکومت یعنی فتح ناگور تین کنگرہ اُس قلعہ کے ویران کرے کس واسطے کہ اُسکے
باپ دادا کو یہ امر میسر نہ تھا اور مدت دراز سے اُس ہنود کے دل میں ہوس ناگور کی تسخیر اور ناگوریوں پر تسلط
کی تھی اور رانا کا باپ کہ موکل نام رکھتا تھا فیروزخان دندانی سے جنگ کرکے منہزم ہوا تھا اور تین ہزار آدمی
معتبر اُس کے معرکہ گریز میں قتل ہوئے تھے القصہ شمس خان نے یہ شرط قبول کی اور باتفاق رانا ناگور کی طرف
متوجہ ہوا اور مجاہد خان تاب مقاومت نہ لاکر گجرات کی سمت بھاگا اور شمس خان نے قلعہ میں داخل ہوکر چاہا کہ
شرط کو وفا کرے اُن میں سے ایک مرد بولا کہ کاش ایسے فرزند کے عوض آفریدگار عالم فیروزخان کو بیٹی عطا
فرماتا کہ حفظ ناموس کرکے دشمنوں کو اس قلعہ کی ویرانی کا حکم نہ دیتی اس بات نے شمس خان کے دل میں تاثیر کی
اسی وقت قلعہ کی تعمیر اور ترمیم میں مصروف ہوا اور رانا کے پاس ایلچی بھیجکر یہ پیغام کیا کہ جو کچھ لازمہ امداد کا تھا تم نے
بجالایا لیکن قلعہ کی ویرانی کسی وجہ سے ممکن نہیں ہے کس واسطے کہ اگر میں تجھے قلعہ کی ویرانی کا حکم دیتا ہوں تو متعلقان
اس ولایت کی مجھے زندہ نہ چھوڑینگے بہتر یہ ہے کہ تم اپنی ولایت کی طرف مراجعت کرو والا جنگ اور خونریزی کے
سوا کوئی امر متصور نہیں ہے رانا متاسف ہوکر پلٹ گیا اور لشکر کثیر اور جم غفیر فراہم کرکے پھر ناگور کی طرف آیا اور
شمس خان قلعہ کی شکست و ریخت درست کرکے تمام لشکر کے مردان معتبر کو اس قلعہ میں تعینات کرکے
بخیال استعجال استمداد کے واسطے احمدآباد کی طرف روانہ ہوا اور سلطان قطب الدین اُسے مشمول عواطف خسروانہ
کرکے اسکی بیٹی اپنے حبالۂ نکاح میں لایا اور بعد اتمام شادی عروسی شمس خان کو حضور میں نگاہ رکھا اور رائے رامچند
اور ملک گدا اور بعضے امرائے دیگر کو ناگور کی کمک کو بھیجا اور اُنھوں نے رانا سے جنگ کی نوبت پہونچائی اکثر تیغ
خونریز سے مقتول ہوکر جنت کی طرف راہی ہوئے بقیۃ السیف نے راہ فرار پائی قطب الدین یہ خبر سنکر
طیش میں آیا اور خود مع افواج بحر امواج ولایت ناگور کی طرف متوجہ ہوا اور جب قلعہ آبو کے اطراف میں پہونچا
کچھ فوج بسپہ سالاری عماد الملک اُس ولایت کی تسخیر کے واسطے مامور کی اُنھوں نے قلعہ پر جنگ صعب کرکے کادی
سستی قبول کیے اور کچھ کام نہ کیا اور ہزیمت کھاکر مراجعت کی لہذا سلطان خود رانا کے دفع کے واسطے متوجہ ہوا
اور اُس قلعہ کی طرف التفات نہ فرماکر سروہی کی سمت آیا اور وہاں راجپوتوں اور رانا کے عزیز و اقارب کے ساتھ جنگ

اور اُسے سرزنش اور ملامت کرکے اُس کی رگ غیرت کو جنبش مین لائے اور مقاتلہ اور مقابلہ کے بارہ مین اصرار کیا اور ایک لشکر آراستہ سلطان محمود کے مقابلہ کو روانہ کیا ملک علائی سہراب فرصت پاکر مع اپنے لشکر کے مالویون کے دائرہ سے بھاگا اور اپنے بادشاہ کی پابوسی سے مشرف ہوا اور ایک مجلس مین سات مرتبہ خلعت پاکر بخطاب علاءالملک بلند مرتبہ ہوا صغیر وکبیر گجرات اُس کے آنے سے محظوظ ہوئے اور جشن برپا کیے اور نقارہ شادیانہ کا بجایا اور جب بین الفریقین تین کوس کی مسافت رہی سلطان محمود نے یہ بیت ترقیم کرکے سلطان قطب الدین کے پاس بھیجی **فرد** شنیدم گوے مے بازی درون خانہ بے چوگان اگر داری سر وعوے بیار این گوے ور میدان + سلطان قطب الدین نے صدر جہان سے اُسکے جواب کی فرمائش کی اُس نے یہ لکھا **فرد** اگر چوگان بدست آرم سرت چون گوے بردارم + ولے ننگست ازین کارم اسیر خود بر نجانم + اور اس بیت مین یہ اشارہ ہے کہ سلطان ہوشنگ کو سلطان محمود کبیر نے اسیر کیا تھا اور پھر اسپر نظر الطاف مبذول فرما کر ولایت مالوہ عطا کی تھی الغرض صفر کی سلخ کو سلطان محمود خلجی بقصد شبخون سوار ہوا اور راستہ بھول کر اُس صحرا مین کہ اس کے دور مین زقوم کے درخت بکثرت تھے جا پڑا اور صبح تک منزل مقصود کو نہ پہونچا گھوڑا ایستادہ رکھا اور سلطان قطب الدین صورت حال دریافت کرکے اُس کے فجر کو صفوف لشکر آراستہ کرکے جنگ مین مشغول ہوا اور گجراتیون کے میسرہ نے شکست پائی بدحواس ہوکر احمد آباد کی طرف بھاگے اور میمنہ اُن کے مالویون پر غالب اور فائق ہوئے منہزمون نے مالوہ کا راستہ لیا اور دونون طرف سے دونون بادشاہ نے پاے ثبات زمین کین مین محکم کیے مالویون کے میمنہ نے بگمان فتح مطمئن ہوکر گجراتیون کی اُردو کے تاخت اور تاراجی پر کمر باندھی اور سلطان قطب الدین کے مردم قول جو قطب کے مانند پاے ثبات قلبگاہ مین گاڑے ہوے تھے فرصت پاکر سلطان محمود کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوئے اور اُس جماعت کو بنات النعش کی طرح متفرق اور پریشان کیا اور سلطان محمود کہ نہایت شجاع اور بہادر تھا اس قدر لڑا کہ کوئی اسکے پاس نیزہ اور ترکش تیر سے خالی ہوگیا آخر لاچار ہوکر معرکہ سے سترہ مرد اہل تیر ہمراہ لیکر سلطان قطب الدین کے اُردو کی طرف گیا اور سراپردہ خاص پر پروانہ کی طرح گرا اور تاج اور پٹکہ مرصع اور بہت جواہر بیش قیمت دستیاب کرکے اپنے اُردو کی طرف کہ اُسکے عقب مین تھا پہونچا اور جب فوج مفرور اُسکے پاس جمع ہوئی اس مقام مین فروکش ہوا اور مشہور کیا کہ آج شب کو لشکر گجرات پر شبخون لیجاؤنگا اور گجراتی یہ خبر سنکر ہوشیار رہے اور لشکر کی محافظت کے واسطے گھوڑون کی پشت پر قیام کیا اور سلطان محمود نے پہر رات گئے بخاطر جمع سوار ہوکر مالوہ کی طرف معاودت کی اور صبح تک مسافت بعید قطع کرکے گجراتیون کے تعاقب سے محفوظ اور ایمن ہوگیا سلطان قطب الدین یہ فتح عطایاے جزیل الٰہی سے تصور کرکے مع اکاسی فیل اور غنائم نفیسہ اپنے باپ دادا کے عیش آباد کی طرف متوجہ ہوا اور بزم عشرت آراستہ کرکے لشکر بیشمار سلطانپور کی طرف بھیجا اور قلعہ مندویون کی دست تصرف سے برآوردہ

کچھ گجراتیوں نے مالوہ میں کیا تھا التماس اسکی قبول کی آخر سال مذکور مین اُس طرف متوجہ ہوا سلطان محمد شاہ اس سبب سے کہ اکثر چارپائے بارکش اُسکی اُردو کے محنت سفر میں تلف ہوئے تھے اور بخیلی بھی اسکے علاوہ دامنگیر ہمت تھی سلطان محمود کے قرب وصول سے حیران ہو کر خیمہ و اسباب زیادتی کو آگ دے کر جنگ سے دست بردار ہوا اعیان حضرت ہر چند اُسے جنگ خصم کی تحریص اور ترغیب کرتے تھے اصلا قبول نہ کیا اور بسبیل استعجال احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور جب دوبارہ سلطان مالوہ نے مع ایک لاکھ سوار ملکی زیادہ مندو سے بقصد تسخیر ممالکت گجرات نہضت فرمائی امرا گجرات نے آپس مین اتفاق کر کے اُس سے یہ التماس کی کہ سلطان محمود شاہ روز بروز ساحت مملکت مین زیادہ مزاحمت پہونچاتا ہے مناسب ہے کہ سپاہ اور سامان جنگ درست کر کے اُس سے مقابلہ کرین اور اُسکے شر کو دفع کرین سلطان محمد شاہ نے کسی وجہ سے یہ امر قبول نہ کیا اور دیپ کی طرف مفرور ہونے پر تھا امرا و وزرا متفق ہو کر سلطان محمد شاہ کی زوجہ کے در دولت پر کہ اس عصر میں ذی اقتدار اور صاحب اختیار تھی حاضر ہوئے اور یہ عرض کی کہ آپ اپنے شوہر کو چاہتی ہیں یا چاہتی ہیں کہ بادشاہی اس خاندان میں نہ رہے اُس مخدومہ نے فرمایا کہ اس بات سے تمھارا مدعا کیا ہے سب نے یک زبان ہو کر التماس کی کہ آپ کا شوہر سلطان محمود خلجی کی جنگ قبول نہیں کرتا ہے اور ولایت گجرات مفت ہاتھ سے جاتی ہے آپ کو مناسب بلکہ لازم ہے کہ اسکے عزل اور مفارقت پر راضی ہوں تو ہم جس طور سے کہ ممکن ہو اُسے تخت سلطنت سے اُٹھا دیں اور آپ کے بڑے بیٹے قطب خان کو کہ جوان بیس برس کا ہے تخت شاہی پر جلوہ گر کریں ضعیفہ نے ضرورتاً یہ امر قبول کیا اور اُس جماعت نے زہر اُسکے کھانے میں ڈال کر سات تاریخ محرم ۸۵۵ ہجری میں رقم ہستی اُسکا ورق زمانہ سے مٹایا اور مورخین مدت ایام فرمانروائی اُس کے آٹھ برس اور نو مہینے چودہ روز نشان دیتے ہیں اور احمد شاہ نے بعد وفات خدایگان کریم لقب پایا۔

تذکرہ سلطان قطب الدین بن محمد شاہ گجراتی کی فرمان دہی کا

شب دو شنبہ ماہ جمادی الآخر ۸۳۸ آٹھ سو اڑتیس ہجری میں اُسکی ولادت شہر نہروالہ میں واقع ہوئی اور بعد اپنے باپ کے بمواصلہ تخت احمد آباد جلوس کیا اور سلطان محمود خلجی نے اُس عرصہ میں قلعہ سلطان پور کو بہ امان ملک علائی سہراب ترک سے لیکر اسے اپنے لشکر کا مقدمہ کیا تھا اور کوچ بر کوچ کر کے دار الملک احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا تھا سلطان قطب الدین بھی بادشاہ مالوہ کی شوکت و حشمت سے متوہم ہوا اور ایک بقال سے جو اسکی خدمت مین نہایت بیباک اور تقرب رکھتا تھا مشورہ کیا اُس نے کہا صلاح یہ ہے کہ سلطان بالفعل مصلحۃً ولایت سورت کی طرف روانہ ہووین اور جب سلطان محمود تھانہ اور لشکر بلاد گجرات میں چھوڑ کر مندو کی طرف بازگشت کرے سلطان بطور تاخت مع افواج بحر امواج جا کر بآسانی تمام انہیں اپنی مملکت سے دفع کریں سلطان اُسکے کلام کی تصدیق کر کے اُسکے کہنے کے موافق عمل کیا چاہتا تھا کہ اُمرا اور وزرا اس سے واقف ہوئے

کر کے جمعیت عظیم بہم پہونچائی اور باوجود اس حال کے سلطان محمود دفورتہور اور کاردانی سے مضطرب ہو کر
اس طور سے قلعہ کی محافظت کرتا تھا کہ کوئی شخص مصارف لابدی اور اسباب معیشت کی ذکلیا
نہ کھینچتا تھا اور لشکر گجرات مین ایک قحط ظاہر آیا حیوان ناطق اور صامت تکلیف اور ایذا مین مبتلا
ہوئے اور جب اُس نے دیکھا کہ قلعہ بند ہونے مین مطلب نہین نکلتا ہے اپنے باپ خانجہان کو قلعہ مین چھوڑا
اور خود تارا پور کے دروازہ سے برآمد ہو کر سارنگ پور کی طرف متوجہ ہوا اور ملک حاجی علی گجراتی کہ
محافظت کتبل کے راستہ کی کرتا تھا اس وقت سلطان محمود کے آدمیون سے لڑا اور ہزیمت پا کر
سلطان احمد کی خدمت مین حاضر ہوا اور خبر دی کہ سلطان محمود فلان راستہ سے برآمد ہو کر سارنگ پور
جاتا ہے سلطان احمد شاہ نے اپنے فرزند ارجمند کو سارنگ پور سے طلب کیا جب وہ باپ کی ملازمت مین
شرف اندوز ہوا سانحہ اس تفصیل سے کہ داستان خلجیون مین ذکر اُس کا آوے گا سلطان محمود کو ی
ہوا اور عمرخان کو تہ تیغ کیا اور دبا کہ ہندوستان مین بہت کم ہوتی ہے گجراتیون کی اُردو مین اس
شدت کے ساتھ پہونچی کہ آدمیون کو تجہیز و تکفین کی فرصت نہ ہوتی تھی سلطان احمد شاہ
اس سانحہ ہائلہ کا حدوث سلطان محمود کی قوت اقبال سے سمجھا اور بیماری کی حالت مین احمد آباد کی طرف عنان
عزیمت منعطف فرمائی اور ماہ ربیع الاول کی چوتھی تاریخ سنہ ۸۴۶ھ آٹھ سو چھیالیس ہجری مین پیمانہ حیات اُسکا
آب بقا سے بسر یز ہو کر دست قضا سے ٹوٹا اور بعد وفات خدائگان مغفور لقب پایا اور تینتیس سال اور چھ مہینے
اور بیس روز عمر مستعار سلطنت اور جہانگیری مین بسر کی اور یہ بادشاہ اقسام مکارم اخلاق سے متحلی تھا
اور کمند فتوت اسکے حلق فشار جان دشمنان اور دست ہمت اُس کا چارہ ساز دل مظلومان تھا عدل و ہمت
وافر اور فتوت کامل رکھتا تھا اور باخلاق تمام زندگانی بسر کی

ذکر سلطنت محمد شاہ بن سلطان احمد شاہ گجراتی کا

بعد ارتحال احمد شاہ اُسکا بڑا بیٹا محمد شاہ حاکم گجرات ہوا آدمیون کو انعام و احسان فراوان سے اپنا مطیع کیا اور
سال جلوس مین ایدر کی طرف فوج کش ہوا اور راجہ الملک نے مقام اطاعت مین ہو کر اپنی بیٹی اُسکے سپرد
کی محمد شاہ نے اُس دختر کی التماس کے موافق وہ مملکت تمام و کمال اُسکے باپ کو مسلم سپرد کی اور وہان سے
ڈونگر پور کی طرف گیا وہان کے مقدمون نے اطاعت اور پیشکش کے ذریعہ سے اپنے مراتب کی محافظت کی
بعد اُسکے محمد شاہ نے احمد آباد کی حکومت کی طرف معاودت کی اور سنہ ۸۵۳ھ آٹھ سو ترپن ہجری تک کسی طرف سوار
نہوا اور سنہ ۸۵۴ھ آٹھ سو چون ہجری مین قلعہ چنپانیر کی سمت عنان عزیمت معطوف فرمائی اُس قلعہ کا راجہ مسمی
کنکداس بعد جنگ اور ہزیمت قلعہ بند ہوا اور جب مدت ایام محاصرہ نے طول کھینچا ایلچی سلطان محمود خلجی کے پاس
بھیجکر ہر منزل پر ایک لاکھ تنگہ نقرہ کے حساب سے قبول کر کے کمک طلب کی اور اُس نے بطمع مال و انتقام کہ جو

ہوا اُس وقت دونوں لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی داد مردی دی جب دن آخر ہوا اور نقارۂ بازگشت بجوایری
ہر ایک اپنے لشکرگاہ کی طرف متوجہ ہوئے اور جو سپاہ دکن سے بہت آدمی تلف ہوکر کام آئے تھے سلطان احمد
بہمنی بدحواس اور سراسیمہ ہوکر اپنے دار الملک کی طرف راہی ہوا اور سلطان نے قلعہ میول میں جاکر ایک
سعادت کو سرفراز فرمایا اور ایک گروہ کو وہاں چھوڑ کر جنپانیر کی طرف راہی ہوا اور قلعہ تعمیر کرکے نادوت کو تاخت
وتاراج کیا اور عین الملک کو اُس طرف مقرر کیا اور خود سلطان پور اور ندربار کے راستہ سے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا
اور بعد چند روز کے راے مہایم کی دختر کو شہزادہ فتح خاں کی سلک ازدواج میں کھینچا اور مطرح التواریخ
دکن میں قصہ محاصرہ کا اور طرح سے بیان کیا ہے اور تذکرۂ طبقۂ دکن میں مرقوم قلم معجز رقم نہیں ہوا اور مؤلف
کے خیال میں یہ حکایت مستتر تھی مورخ دکن نے یہ قصہ واشگاف لکھا باقی قلم انداز کر گیا اور جو کچھ مورخین
گجرات نے لکھا ہی ساتھ صحت کے قریب تر ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الاحوال اور سلطان احمد شاہ ۸۳۶ھ آٹھ سو
چھتیس ہجری میں ناگور اور میوات کی طرف گیا اور پہلے جب ڈونگرپور میں پہونچا وہاں کے زمینداروں سے
پیشکش بہت لی اور ولایت کیلواڑہ اور دیلواڑہ جو رانا موکل کے متعلق تھے اور راجہ مذکور قلعہ چتور میں
رہتا تھا حتے المقدور اُسے خراب اور ویراں کیا اور جب ولایت میوات اور تصرف میں آیا پھر ایلا داود
دلانمی کی طرف گیا اور اُس طرف کے راجاؤں سے باج اور خراج لیا اور فیروز خاں بن شمس خاں وندانی
کہ سلطان مظفر کا بھتیجا اور ناگور کا حاکم تھا ملازمت میں آنکر کئی لاکھ روپیہ پیشکش لایا اور سلطان نے اُسے
معاف کرکے انوار شاہانہ مسرورانہ اُس کے حال پر مبذول فرمائیں اور گجرات کی طرف مراجعت کی اور
فقرا اور مساکین کو زر خطیر عطا فرمایا اور ۸۳۹ھ آٹھ سو انتالیس ہجری میں سلطان محمود خلجی جو ملازمان ہوشنگ شاہ
سے تھا ولایت مالوہ پر غالب ہوا اور مسعود خاں بیٹا محمود شاہ کا بھاگ کر گجرات میں آیا اور ۸۴۲ھ آٹھ سو بیالیس
ہجری میں سلطان احمد شاہ نے اسکی تقویت اور اعانت کرکے بقصد اجلاس اُسکے تخت مندو پر مالوہ کی
طرف روانہ ہوا اور جو ملک پور تک پہونچا تھا وہاں سے ایک فوج مردم معتمد کار دیدہ سے عمر خاں
کی طرف کہ چندیری سے شادی آباد مندو کی طرف متوجہ ہوا تھا تعینات کی اور عمر خاں آگاہ ہوکر بطور جنت
اپنے فرزند سلطان محمود کے پاس پہونچا اور سلطان احمد شاہ نے محاصرہ میں قیام کیا اور ہر روز ایک جماعت
دروازہ باہر آکر بازار جنگ کو رونق دیتی تھی اور پھر قلعہ میں جاکر پناہ لیتی تھی سلطان محمود نے بعد ایک مدت
عزیمت شبخون کی اور مردم قلعہ نے سلطان احمد شاہ کو خبر کی اور سلطان محمود کو اس کی خبر مطلق نہ تھی
شب تاریک میں قلعہ سے برآمد ہوا اور گجراتی جو جنگ پر مستعد اور آمادہ تھے فریقین کے درمیان
جنگ عظیم واقع ہوئی آدمی بہت مارے گئے اور سلطان محمود نے صبح کے وقت قلعہ میں مراجعت کی
اور سلطان احمد شاہ نے شہزادہ محمد خان کو مع پانچ ہزار سوار سارنگ پور کی طرف بھیجا وہ اُس
ولایت پر متصرف ہوا اس درمیان میں عمر خاں ولد سلطان ہوشنگ نے بھی چندیری میں خروج

سلطان احمد شاہ کے ملاحظہ مین آیا چنپانیر کا محاصرہ اور وقت پر محول کرکے نادوت کی سمت متوجہ ہوا اور اس ملک کو بھی نہب و تاراج کرکے بکوچ متواتر قصبہ نذربار مین نزول کیا اور شاہزادہ محمد خان اور امراے سرحد شرف خدمت سے مشرف ہوکر محظوظ اور مسرور ہوئے اور اس مقام مین مخبر خبر لائے کہ سلطان احمد شاہ بھمنی جو قلعہ بیول کے قریب مقیم تھا سلطان کی آمد کی خبر سنکر ایک جماعت کو اپنی سرحد مین چھوڑ کر دار الملک کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان گجرات نے کہ دکنیون کا نہایت ملاحظہ رکھتا تھا مسرور اور مبتہج ہوکر احمد آباد کی طرف معاودت کی اور جب بکوچ متواتر دریاے تپتی سے عبور کیا پھر خبر پہونچی کہ سلطان احمد شاہ بھمنی نے پلٹ کر قلعہ بیول کو محاصرہ کیا اور ملک سعادت سلطانی حاکم قلعہ جانسپاری اور جانفشانی مین دریغ نہین کرتا ہی سلطان نے ایک ایلچی مشہور اسمٰعیل ایلچی کو سلطان دکن کے پاس برسالت بھیجکر پیغام دیا کہ آپ اگر اس قلعہ سے دست بردار ہوکر وہان کے باشندون سے متعرض اور مزاحم نہوون بناے دوستی اور قواعد محبت مین خلل اور زلل راہ نہ پاویگا اور اساس مودت استحکام قبول کریگی سلطان احمد شاہ دکنی نے اس بارہ مین اپنے وزرا اور امرا سے مشورہ کیا وہ اس وجہ سے کہ سرکشی مردم دکن کا آئین ہے سب یکدل اور یکزبان ہوکر بولے کہ آب و غلہ قلعہ مین کم ہی اور اقبال عدو مال کی برکت سے کمک کے پہونچنے تک قلعہ مسخر اور مفتوح ہوجاویگا ایلچی نے مشورہ اور عندیہ دکنیون کا دریافت کرکے اپنے صاحب کو بذریعہ عرضی اطلاع بخشی اور وہ یہ خبر سنتے ہی آب تپتی سے عبور کرکے بہ تعجیل تمام روانہ ہوا اور سلطان دکن اس کیفیت سے واقف ہوا اور پیکون اور پیادون کو خلعت و انعام وافر سے سرگرم کرکے فرمایا کہ کمک عنقریب پہونچتی ہی تم اگر آج کی رات ایسی تدبیر کرو کہ قلعہ کا دروازہ کھل جاوے تو تمھین اس قدر انعام دونگا کہ تم مال دنیوی سے مالامال اور بے پروا ہوگے جب قدرے رات گذری پیکون نے اپنے تئین دامن قلعہ مین پہونچایا اور آہستہ آہستہ پتھرون کے سہارے قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر قلعہ مین در آئے اور چاہتے تھے کہ دروازہ کھولکر مردم دکنی کو قلعہ مین داخل کرین کہ ملک سعادت سلطانی نے آتے ہی اکثر اس جماعت کو قتل کیا اور بقیۃ السیف قلعہ کی دیوار سے کود کر ہلاک ہوئے اور اسپر بھی اکتفا نہ کرکے دروازہ کھولکر اس مورچے پر جو دروازہ کے محاذی تھا شبخون لایا اور جو اکثر ان مین کے خواب غفلت مین سوتے تھے اُن کو مجروح اور پریشان کیا اور جس وقت کہ سلطان گجرات بہت نزدیک پہونچا سلطان دکن نے پاے قلعہ سے برخاست کی اور باستقلال تمام اپنے امرا اور افسران لشکر کو طلب کرکے یہ فرمایا کہ چند مرتبہ لشکر گجرات لشکر دکن پر غالب ہوکر جہاں متصرف ہوا ہی اگر اس مرتبہ ہم سستی اور تاخیر کرینگے ملک دکن ہاتھ سے جاویگا یہ کہکر صفوف جنگ آراستہ کرکے معرکہ قتال کو درست کیا اور سلطان گجرات بھی افواج آراستہ کرکے مقابل آیا جنگ عظیم و حرب شدید واقع ہوئی اژدر خان نے کہ امراے معتبر دکن سے تھا باطمینان تمام گھوڑا میدان مین جولان کرکے آواز ہل من مبارز بلند کی عضد الملک اُس کے مقابلہ کو گیا غرضکہ دونون سردار حرب و ضرب مین مشغول ہوئے اژدر خان مغلوب ہوکر گرفتار

مردی اور مردانگی دی جب کوئی اُسکی کمک کو نہ پہونچا ناچار ہوا اور سپر پھینک کر راہ فرار پائی اور شہزادہ اور اُسکی
صوابدید سے ایک فوج تھانہ میں چھوڑ کر مہایم کی طرف عازم ہوا ملک افتخار نے بڑے درخت جھنجھار کا تکیہ مہایم
کے ساحل کو خارلست کیا اور جب افواج گجرات پہونچی خاربندی سے برآمد ہو کر صفوف جنگ آراستکی اور
آتش قتال کرۂ ناری تک مشتعل ہوئی اور ابتدائے طلوع طلیعہ صبح سے ہنگام غروب آفتاب جہانتاب
تک طرفین کے دلاوروں نے حرب وضرب میں سعی کی اور طرفین سے بہادران نامدار اور پہلوانان نامی مقتول
ہوئے اور ایک دوسرے کے خون سے بساط رنگیں روے زمیں پر کھینچا اس درمیان میں ہمائے ظفر نے
ظفر خان کے چتر پر مسکن کیا ملک التجار شکست کھا کر ایک جزیرہ میں اسی خطہ کے در آیا اور استحکام میں کوشش کی
اور جب جہاز دریا کے راستہ سے پہونچے سپاہ گجرات نے بحر و بر کو گھیرا ملک التجار نے ایک عریضہ سلطان احمد شاہ
بہمنی کو بھیجکر کمک طلب کی سلطان احمد شاہ بہمنی نے دس ہزار سوار اور ساٹھ زنجیر فیل اپنے چھوٹے بیٹے محمد خان کے
ہمراہ کرکے خواجہ جہاں وزیر کو صاحب اختیار اُس لشکر کا کرکے روانہ کیا اور جب لشکر دکن مہایم کے قریب پہونچا
ملک التجار محاصرہ کی صعوبت اور تنگی سے نجات پا کر شاہزادہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بعد گفتگوے دربار اور
بردو ملک لسیلہ یہ قرار پایا کہ پہلے کوشش خطۂ تھانہ کے استخلاص میں کرنا چاہیے چنانچہ اس قرار کے موافق تھانہ
کی طرف متوجہ ہوئے اور شاہزادہ ظفر خان بھی مستعد جنگ ہو کر وہاں کے مردم شعبہ کی کمک کے لیے روانہ ہوا
اور تھانہ میں فریقین کا سامنا ہوا پہلے دن غروب آفتاب تک دونوں لشکر جنگ میں مصروف رہے آخر کو لشکر دکن نے
شکست کھائی ملک التجار قصبۂ جاکنہ کی سمت اور شہزادہ مع فوج ہمراہی دولت آباد کی طرف راہی ہوئے بعد
ظفر خان فتحیاب ہو کر جزیرہ مہایم میں داخل ہوا بعضے عمال ملک التجار کہ دریا کے راستہ سے بھاگے تھے جہاز
دوڑا کر انھیں گرفتار کیا اور قسم قسم کا الماس اور زر سرخ و سفید اور بھی عجائب چند کشتی پر بار کرکے اپنے باپ
کی خدمت میں ارسال کیے اور تمام ولایت مہایم اور تھانہ کو تصرف میں لا کر امرا اور امیران سپاہ پر قسمت
کیا پھر اس سال خبر پہونچی کہ فتح خان بن مظفر شاہ گجراتی جو سلطان مبارک شاہ دہلوی کا ملازم تھا امیر شیخ علی والی
کابل کی جنگ میں مقتول ہوا چنانچہ سلطان گجرات نے لوازم ماتم پرسی اور زیارت کے پوشیدہ پیش ہو کر
اسکی روح پر فتوح کی ترویح کے واسطے زر سرخ و سفید فقرا اور مساکین پر تقسیم کیا اور سلطان نے
۸۳۵ھ آٹھ سو پینتیس ہجری میں شہزادہ محمد خان کو جو گجرات کی سرحد میں مقیم تھا اُسے گجرات کی محافظت کے واسطے
مقرر فرمایا اور بدولت و شوکت و عظمت تمام چانپانیر کی طرف سوار ہوا اور سلطان احمد شاہ دکنی کینہ جوئی سے سامان
جنگ درست کرکے بگلانہ کی سمت کہ سورت کے قریب ہے آیا اور وہاں کا راجہ جو شاہ گجرات کا باجگذار تھا متحصن
ہوا اور ولایت تمام تاراج ہوئی شہزادہ محمد خان نے اپنے والد کو عرضی لکھی کہ بندہ ملازمت سے محروم ہے اور
بطول ایام سفر کے سب ملازمین اور رفقا اپنے مکانوں میں گئے اس زیادہ جمعیت اس حدود میں نہیں ہے اور
سنا جاتا ہے کہ سلطان احمد بہمنی ولایت بگلانہ میں آیا ہے اور اس طرف کا بھی ارادہ رکھتا ہے جب یہ عریضہ

نصیرخان کی صلاح سے سفارش نامہ اپنا سلطان احمد شاہ بہمنی کے پاس بھیجکر التماس اعانت کی وہان سے کچھ لشکر
اُسکی مدد کے واسطے تعین ہوا تو کچھ مواضع ندربار اور سلطان پور کے تاخت اور تاراج کیے سلطان احمد شاہ نے
اپنے بڑے بیٹے محمد خان کو اُس مہم کے تدارک کے واسطے مع مقرب الملک سپہ سالار اور افسران کلان مثل سید
ابوالخیر اور سید ابوالقاسم اور سید عالم اور افتخار الملک کو ندربار مین بھیجا اور جنگ کرکے لشکر دکن پر ظفر پائی چنانچہ ایک
جماعت کثیر دکنیون سے مقتول اور اسیر ہوئی اور بقیۃ السیف دولت آباد کی طرف بھاگے اور جب یہ خبر سلطان احمد شاہ
بہمنی کو پہونچی اپنے فرزند بزرگ شہزادہ علاء الدین اور منجھلے بیٹے مشہور بخانخانان کو شہزادہ کی جنگ کے
واسطے بھیجا اور قدر خان دکنی کو جو امراے معتبر دکن سے تھا سپہ سالار کرکے مہام سپاہ کا سر انجام اُسکے سپرد
کیا اور شہزادہ علاء الدین نے قدر خان کے صوابدید کے سبب بکوچ متواتر قلعہ دولت آباد کے باہر نزول فرمایا
اور اس منزل مین شہزادہ کا خسر نصیرخان باتفاق راجہ کا تھا اور راجہ جالوارہ اُردوے دکنیون مین ملحق ہوتے
اور انھین قوت تمام حاصل ہوئی پھر انھون نے چند منزل سبقت کرکے پیش قدمی کی اور نایک نبچ کی گھاٹی پر
محمد خان شہزادہ ان کے مقابل ہوا اور آتش قتال شعلہ زن ہوئی اثناے کارزار مین ملک مقرب اور
قدر خان دونون سپہ سالار حسب اتفاق آپس مین سرگرم وغا ہوئے اور قدر خان پشت مرکب سے خاک مذلت
پر گرا اس درمیان مین ملک افتخار الملک نے حملہ کرکے شہزادہ کی فوج خاصہ کو درہم وبرہم کرکے متفرق کیا اور
فیلان کوہ پیکر کو غنیمت مین لیا اور شہزادہ دکن کا پاے ثبات اس سے زیادہ ترمین کین مین نہ جم سکا دولت آباد
کی طرف بھاگا اور نصیرخان اور کا تھا کالندمین جو کہ ولایت خاندیس مین واقع ہی پناہ لے گئے اور محمد خان نے
شکر قادر ذوالجلال ادا کرکے اپنی ولایت کی طرف مراجعت کی اور اُسی سال قطب نام ایک شخص کہ گجراتیون کی طرف
سے جزیرہ مہایم کا حاکم تھا فوت ہوا اور احمد شاہ دکنی کہ ہمیشہ شکست سابق کی تلافی کی فکر مین رہتا تھا فرصت
فرصت پاکر حسن عزت کو جسکا خطاب ملک التجار تھا بھیجا اور اُسکی حسن تدبیر اور کوشش سے وہ ولایت دکنیون
کے قبضہ مین آئی اور سلطان احمد شاہ گجراتی اُسکے استخلاص اور انتزاع کی فکر مین ہوا اور اپنے چھوٹے بیٹے
ظفر خان کو بسرداری افتخار الملک اُس خدمت پر مامور کیا اور مخلص الملک کو توال بندر دیو کو لکھا کہ بنادر کے
جہازون کو مہیا کرکے ظفر خان کی ملازمت مین حاضر ہون اور مخلص الملک نے حسب الحکم بتعجیل تمام سترہ جہاز
خرد وکلان بندر دیپ اور بندر گھوکہ اور خطہ کینبایت سے بہم پہونچا کر ولایت مہایم کے قریب ظفر خان کی
خدمت مین مشرف ہوا ظفر خان نے باتفاق یہ صلاح دیکھی کہ جہاز دریا کے راستہ سے روانہ کرکے خود خشکی
سے متوجہ ہووے اور جب اس طریق سے خطہ تھانہ مین کہ وہان بھی دکنیون کا تھانہ تھا پہونچے شہزادہ
نے افتخار الملک سپہ سالار کو ملک سہراب سلطانی کے ہمراہ اپنے سے پیشتر روانہ کیا اور کوتوال اُس بلدہ مین
قلعہ بند ہوا امراے مذکور نے محاصرہ کیا محاذی اس کے جہاز بھی دریا سے آ پہونچے راستہ مسدود کیا اور دو
تین دن جنگ قائم رہی اُسکے بعد شاہزادہ ظفر خان بھی تشریف لایا حاکم تھانہ نے قلعہ سے بر آمد ہو کر داد

مدلوجی کرتا تھا یہان تک کہ جمادی الاول کی پانچوین تاریخ سنہ ۸۳۱ آٹھ سو اکتیس ہجری مین ایک جماعت
لشکریان سلطان سے بجایت ایک جماعت لشکر کے علف لانے کے واسطے دامن کوہ ایدر مین روانہ ہوئی پونجا راے
نے فرصت پا کر اُن پر حملہ کیا اور بعد جنگ شکست کھا کر مراجعت کی لیکن ایک ہاتھی نامی فیلان سرگ گجراتیون سے
دستیاب کرکے ہمراہ لیے جاتا تھا گجراتیون نے فیل کے لیجانے کی خبر پا کر اُسکا تعاقب کیا اور پہاڑ کے درے مین
کہ راستہ تنگ تھا یکایک اُسکے سر پر جا پہونچے چونکہ راستہ ایک تھا پونجا راے نے جنگ پر آمادہ ہو کر گجراتیون
کو حربہ سے مار رکھا لیکن فیلبان نے کہ نہایت مردانہ تھا جب دیکھا کہ پیچھے کمک پہونچی اور فرصت ہے حق نمک کا پاس
کرکے حلال نمکی پر کمر باندھی اور ہاتھی پونجا راے کی طرف ہول کر دوڑایا اور گھوڑا اُسکا رم کرکے پہاڑ سے گرا اور راکب و
مرکوب دونون ہلاک اور قصہ پاک ہوا فیلبان بغیر اسکے کہ کوئی اس امر سے واقف ہووے ہاتھی کو لشکر گجرات مین لایا
اور مردم ایدر شکست کھا کر اپنے مالک کی لاش خاک و خون مین آغشتہ چھوڑ کر اپنے مقام پر گئے کسی نے اس کی
خبر نلی دوسرے دن اتفاقات سے ایک شخص سلطانی پونجا راے کی لاش پر گذرا اور اُسنے پہچانا اور سر اسکا تن
سے جدا کرکے سلطان احمد شاہ کے روبرو لایا سلطان اس حال کی تحقیق کے واسطے کہ یہ سر کس کا ہے آدمی کے
شناخت کو طلب کیے کسی نے اُسے نہ پہچانا آخر الامر ایک شخص کہ چند روز پونجا راے کا نوکر رہا تھا اس بعد
مدت سے گجراتیون کی اردو میں نوکری کرتا تھا حاضر آیا جب نظر اسکی پونجا راے کے سر پر پڑی پہچانا اور اس
سبب سے کہ اُسکا نمک کھایا تھا پہلے اس سر کا سجدہ کیا اسکے بعد احمد شاہ سے عرض پیرا ہوا کہ یہ سر پونجا راے
کا ہے سلطان کو اُسکی وفاداری پسند آئی اسپر نظر التفات مبذول فرما کر سرفراز کیا بیت مباش غافل از اخلاص مرد
کارسازی لو + کہ ہوشمند کند عاقبت ترا اخلاص + پھر سلطان دوسرے دن ایدر کی طرف متوجہ ہوا اور
افواج کو حکم کہ اس ولایت ایدر اور بیجانگر کے مواضع کی خرابی کا حکم صادر فرمایا اور ہیرا فرزند پونجا راے
جو نائب مناب پدر ہو کر اپنے قبیلہ کا حاکم ہوا تھا ذمہ دار باج و خراج ہو کر یہ اقرار کیا کہ میں ہر سال تین لاکھ
تنکہ نقرہ بلاعذر حیلہ خزانہ عامرہ میں داخل کرونگا اور احمد شاہ نے صفدر الملک کو احمد نگر مین چھوڑ کر ولایت کواڑہ
کو پامال اور تاراج کرکے احمد نگر کی طرف مراجعت کی اور سنہ ۸۳۲ آٹھ سو بتیس ہجری میں سلطان احمد شاہ نے
پھر ایدر پر چڑھائی کی اور صفر کی چھٹی تاریخ سنہ مذکور مین ایک قلعہ سنگین ایدر کا فتح کیا اور قلعہ مین داخل ہو کر
شکر الٰہی بجالایا پھر اسمین مسجد جامع بنا کر احمد نگر تشریف لیگیا اور سنہ ۸۳۳ آٹھ سو تینتیس ہجری میں راجہ کانہا
اور جہالواڑہ کے راجہ کو یقین ہوا کہ سلطان ایدر کی مہم سے فارغ ہوا اب دوسرے زمیندارون پر چڑھائی کرکے
ہاتھ صاف کریگا صلاح حال اپنی اسی میں دیکھی اور اسباب و اموال لیکر راہ فرار پائی اور یہ خبر احمد آباد میں پہونچی ایک
فوج اُن کے تعاقب میں روانہ ہوئی راجہ کانہا نے اُفتان و خیزان اپنے تئیں ولایت آسیر اور برہانپور مین پہونچایا
اور وسیلہ رکاب ملک نصیر خان کے پیشکش بھیجے اور اُس نے بسبب حمایت قرابت بادشاہان دکن سلطان
گجرات کے حقوق تربیت کو عقوق سے مبدل کرکے اُسکو اپنی ولایت میں جگہ دی اور بعد چندروز کے کانہا نے

سلطان مسلح نہ تھا ملک مقرب نے اپنے ہتھیار سلطان کے زیب تن کیے اور جنگ کی رخصت طلب کی سلطان نے
فرمایا ایک ساعت تامل اور تحمل کرو کہ سپیدۂ صبح ظاہر ہووے اور ملک جونا کو پھر اردو کی طرف بھیجا تو تحقیق احوال
کرے کہ سلطان ہوشنگ کہان ایستادہ ہے اور کس کام مین مشغول ہے وہ خبر لایا کہ فوج غنیم غارت مین مصروف ہے اور
سلطان ہوشنگ مع اسپان و فیلان خاصہ و سپاہ قلیل سے فلان مقام مین اردو کے کنارہ ایستادہ ہو کر تاراجی کی
سیر کرتا ہے سلطان احمد شاہ طلوع صبح کے وقت کہ فی الحقیقت صبح اقبال تھی مع ایک ہزار سوار سلطان ہوشنگ کے
دفع کے واسطے متوجہ ہوا اور جب قریب پہونچا سلطان قرینہ اور لباس سے اسے پہچان کر آگے بڑھا اور دونون بادشاہون
مین جنگ عظیم ہوئی اس قدر دونون نے جانبازی مین بہ نفس نفیس کوشش فرمائی کہ دونون زخمی ہوے اس عرصہ
مین فیلبانان گجراتی ان ہاتھیون کو جن پر سوار گرفتار ہوئے تھے اپنے صاحب کو پہچان کر باتفاق یک دیگر
ہاتھیون کو ہوشنگ شاہ کی سپاہ پر ریلا کر حملہ آور ہوئے سلطان ہوشنگ تاب مقاومت نہ لا کر بدحواس ہو کر
قلعۂ سارنگ پور کی طرف بھاگا اور جو کچھ گجراتیون کے اردو لوٹ سے لیگئے تھے پھر انکے ہاتھ آیا اور علاوہ اسکے
سات ہاتھی نامی جا جنگر واے شوکت احمد شاہ مین اضافہ ہوے اور جب وہ سارنگ پور کے محاصرہ سے تنگ آیا
بقصد معاودت وہان سے برخاست کی اور سلطان ہوشنگ فرصت پا کر سارنگ پور کے قلعہ سے برآمد ہوا اور
سلطان احمد شاہ کا پیچھا کر کے قتل و غارت مین تقصیر نہ کی اور سلطان احمد شاہ اس مرتبہ بھی مظفر اور منصور ہوا
جنگ نہایت سخت کی اور چار ہزار اور نو سو نفر مالوی مارے گئے سلطان ہوشنگ دوبارہ قلعہ سارنگ پور مین
در آیا اور پھر کئی ہاتھی فیلان جا جنگ سے کہ سلطان ہوشنگ اُنسے نہایت تعلق خاطر رکھتا تھا فیلان گجراتی مین شامل
ہوئے اور اسکے بعد سلطان احمد سالماً غانماً احمد آباد کی طرف خرامان ہوا اور شیخ احمد کھٹو کا کہ اُسنے فتوحات کی
بشارت دی تھی اعزاز و احترام بہت فرمایا گجراتیون کا اُس جناب کے دل مین اعتقاد اور اخلاص اندازہ سے
زیادہ بہم پہونچا اور اس وجہ سے کہ اہل لشکر نے اس سفر مین نہایت محنت اور مشقت کھینچی تھی چند سال استراحت
مین مشغول ہوئے اور سنہ ۸۲۹ آٹھ سو انتیس ہجری مین اپنے شہنشاہ صاحب اقبال کے ہمراہ رکاب ایدر کی طرف
متوجہ ہوئے اور سلطان احمد شاہ نے نہر صابرمتی کے کنارہ ایک شہر جدید احداث کر کے اسکا نام احمد نگر رکھا
اور ایک قلعہ بھی اسکے پہلو مین بنا فرمایا اور افواج اس ولایت کے حدود مین بھیجکر آتش غضب تر و خشک مین
لگائی اور جو شخص ہاتھ آیا اُسے زندہ نچھوڑا اور آخر کو سلطان احمد شاہ احمد نگر سے کوچ کر کے مع خیل و حشم ولایت
ایدر مین آیا اور سواے اُس قلعہ کے کہ سلطان مظفر شاہ نے لیا تھا ایک روز مین تین قلعہ اس مملکت کے مفتوح
فرمائے اور پونجا راے وہان سے بھاگ کر بیجانگر کے پہاڑ پر پناہ لایا اور سلطان نے احمد نگر کی طرف معاودت کی اور
دوسرے سال کہ سنہ ۸۳۰ آٹھ سو تیس ہجری تھی قلعہ اور شہر مذکور اتمام کو پہونچا پھر عنان عزیمت ولایت ایدر کی تسخیر کے واسطے
منعطف کی اور پونجا راے نے اپنے باپ دادا کا اندوختہ صرف کر کے سوار اور پیادہ بہت بہم پہونچائے اور بقدر
امکان دست و پا مارے آخر کو ناچار ہو کر اپنی مملکت موروثی سے نکل گیا اور پرکار کے مانند اپنی ولایت کے گرد پھر کر حرکت

واقف نہ تھا سب نشان کنگرہ پر بلند کرے اور نقارے شادی کے بجانے کا استفسار فرمایا حد متگاروں سے حقیقت حال جو کہ دریافت کی تھی معروض کی سلطان احمد شاہ نے اس امر سے متعجب ہوکر فرمایا کہ ایسے قلعہ سنگین کی کیا تدبیر کروں کہ باوجود ایسی سپاہ کے کہ قلعہ کو ہر اطراف سے محاصرہ کرکے مقیم ہر دروازہ سے برآمد ہوکر مملکت بیگانہ دور دست میں جاکر چھ مہینے کے بعد واپس آیا اور ہمیں اطلاع ہوئی پھر اس قلعہ کی تسخیر سے قطع نظر کرکے ولایت مالوہ میں آیا اور اس ناحیہ میں خرابی بہت ہو گئی اور اس سے اور سلطان ہوشنگ سے چند مرتبہ جنگ واقع ہوئی اور تائید آسمانی سے ہر دفعہ غالب آکر گجرات کی طرف معاودت فرمائی اور میرے استاد ملا احمد نے تاریخ الفی میں یہ حکایت اسطور سے مرقوم خامہ صحت فرمائی ہے کہ سنہ ۸۲۵ آٹھ سو پچیس ہجری میں سلطان ہوشنگ سوداگروں کا لباس پہنکر جاج نگر کی طرف گیا اور سلطان احمد شاہ کو خبر ہو چکی کہ عرصہ سے سلطان ہوشنگ ولایت مالوہ سے کسی طرف جاکر پوشیدہ ہوا ہے اور امرا اور افسران سپاہ اسکی ولایت کو تقسیم کرکے متصرف ہوئے ہیں دین سبب ولایت گجرات سے بکوچ ہائے متواتر مالوہ کے سمت متوجہ ہوا اور قلعہ مہیر کو کہ ممالک مالوہ سے ہے بصلح لیکر قلعہ مندو کے قریب آیا اور جب امرا اقدام ممانعت بعمل آئے محاصرہ میں مشغول ہوا اور لشکر تاخت کے واسطے اطراف مالوہ میں بھیجا اور آبادی سے نشان باقی نہ رکھا جب موسم برسات آیا اور سمجھا کہ یہ قلعہ آسانی سے ملکہ مطلقاً فتح ہوگا کوچ کرکے اجین کی طرف روانہ ہوا اور مملکت سپاہیوں کو تقسیم کرکے اسکے محصول پر متصرف ہوا اور اسباب قلعہ کشائی کا مثل منجنیق اور ارابہ وغیرہ گجرات سے طلب کیا اور جب ملک مقرب کوتوال جو کچھ طلب کیا تھا وہ احمد آباد سے لایا تو سلطان احمد شاہ پھر دوبارہ قلعہ مندو کی طرف گیا اور ملک مقرب کوتوال اور کی راہ کے انتظام کے واسطے مقرر کیا اور خود لوازم محاصرہ میں مشغول ہوا اس وقت خبر سلطان ہوشنگ کے معاودت کی شائع ہوئی سلطان احمد شاہ نے اپنے امرا کو جو پرگنات کے لینے میں مصروف تھے سب کو اکٹھا فراہم کرکے ارشاد کیا کہ بدستور سابق ولایت کے درمیان مقام کرکے جات ارلعہ پر متصرف ہو یہ کہکر مندو سے سارنگ پور کی جانب روانہ ہوا جب سلطان ہوشنگ نے اسکے ارادہ سے اطلاع پائی خود دوسرے راستہ سے سارنگ پور پہنچ گیا اور از راہ مکر و دغا ایلچی سلطان گجرات کے پاس بھیجکر اس قدر تملق اور خوشامد کی کہ سلطان احمد شاہ نے سارنگ پور کے قریب ہو کر خندق کھودی اور حار بندی اور شب بیداری میں سستی کی اور اسی شب کو کہ شب دوازدہم محرم سنہ ۸۲۶ آٹھ سو چھبیس ہجری تھی سلطان ہوشنگ نے یکبارگی اسکے لشکر پر شبخون لیجا کر بہت گجراتیوں کو کہ غافل تھے قتل کیا اور بقیۃ السیف متفرق اور پریشان ہوئے سلطان احمد شاہ جب بیدار ہوا تو دولتخانہ کے دروازہ پر ملک جونا کا مادر کے سوا کسی شخص کو وہاں نہ پایا اور گھوڑے جو کہ جو حاضر تھے ایک گھوڑے پر خود سوار ہوا اور دوسرے پر ملک جونا کو سوار کرکے صحرا کی طرف متوجہ ہوا اور وہاں پہونچکر ایک گوشہ محفوظ میں ایستادہ ہوکر بعد ایک ساعت کے ملک جونا کو اردو کی طرف مخبری کو بھیجا ملک جونا جب اردو میں آیا دیکھا کہ ملک مقرب اور ملک فرید مع لپنے مردان ہمراہی کے دشمنانہ کی روانگی کا ارادہ رکھتے ہیں سب نے اسے دیکھکر سلطان احمد شاہ کی خبر پوچھی ملک جونا حقیقت حال بیان کرکے دونوں کو ہمراہ لیکر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا جو

متوجہ ہوا ہر چند کوشش کی ضیق راہ اور خار بندی کے سبب راہ نہ پائی عاقبت الامر ایک شخص نے کہا کہ مین ایک راہ جانتا ہون اور ممکن ہے کہ مین تمام لشکر کو عقب غنیم فراہم لاؤن ملک فرید خوشحال ہوا بلا توقف قدم راہ مین رکھا اور جسوقت دونون مل گئے تھے اور غالب اور مغلوب کی تمیز نہوئی تھی ناگاہ ملک فرید سلطان ہوشنگ کے پیچھے سے ظاہر ہو کر شیر گرسنہ کی طرح اسپر حملہ آور ہوا سلطان ہوشنگ نے اس وقت بھی حرب سخت کی جب نصیب یاری نہ کی اور کام ہاتھ سے گیا باگ معرکہ سے پھیر کر مندو کی طرف راہی ہوا سلطان احمد شاہ مظفر اور منصور ہو کر تھوڑا تعاقب کر کے فروکش ہوا اور گجرات کے سپاہیون نے ایک کوس مندو تک پیچھا کیا چونکہ سلطان ہوشنگ بدحواس ہو کر بھاگا تھا غنیمت بہت فوج کے ہاتھ آئی صغیر و کبیر متمول اور مالا مال ہوئے اور درخت مثمر اور غیر مثمر جس قدر کہ مندو کے اطراف مین تھے قطع کر کے خرابی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور جو موسم برسات ہو پہنچا تھا احمد شاہ عازم مراجعت ہوا اور ولایت چنپانیر اور نادوت کو کہ سر راہ تھی دونون کو پامال اور تاراج کیا اور احمد آباد مین نزول اجلال کر کے جشن متواتر اور پیہم کرکے مستحقین اور علما اور سادات کو مبلغہاے خطیر سے سرفراز کیا اور جس شخص سے اس معرکہ مین تھوڑا تردد بھی واقع ہوا تھا سے الطاف خسروی سے امتیاز بخش کر خطاب ارزانی فرمایے اور اواخر سنہ مذکور مین سلطان احمد شاہ نے قلعہ سونگرہ کی مرمت کر کے ایک مسجد تیار کی اور پھر اندراون کی سمت روانہ ہوا اور مالوہ کی تاخت و تاراجی کا حکم فرمایا چونکہ ایلچی سلطان ہوشنگ کے حاضر ہو کر طالب صلح ہوئے سلطان احمد شاہ نے قبول کیا اور مراجعت کے وقت ولایت چنپانیر کو بھی غارت کیا اور ۸۲۳ھ آٹھ سو تیئیس ہجری مین باے عزیمت رکاب سعادت مین لاکر بقصد تسخیر چنپانیر سوار ہوا اور منزل مقصود پر پہنچکر محاصرہ مین مشغول ہوا اور جب وہان کا راجہ بعجز و انکسار پیش آیا سلطان احمد شاہ نے پیشکش لیکر زر سالانہ اسپر مقرر کیا اور اپنے دار الملک کی طرف معاودت کی اور چونکہ سلطان ہوشنگ نے پھر سخنان موحش سے نزہت سراے خاطر کو غبار ملال سے مکدر کیا تھا سلطان احمد شاہ نے ۸۲۵ھ آٹھ سو پچیس ہجری مین مع سپاہ نصرت ہمراہ رکاب ظفر انتساب لے کر ولایت مالوہ پر چڑھائی کی اور قلعہ مندو پر پہونچکر سارنگ پور کے دروازہ کی طرف نزول اجلال فرمایا اور حتی الامکان محاصرہ مین کوشش کر کے امرا پر مورچل قسمت کیے اور جو سلطان ہوشنگ اس قلعہ کے استحکام کے سبب سے مطمئن اور نازان تھا اور چاہتا تھا کہ ایسا کام کرون کہ صفحہ دہر پر وہ حکایت ثبت ہو کر اس سے ایک یادگار روست روزگار مین رہے پھر تختگاہ کو اپنے ایک ارکان دولت کے جو نور عقل اور زیادتی تہور اور شجاعت سے موصوف تھا سپرد کر کے خود مع چھ ہزار سوار چیدہ دروازہ ناگور سے بر آمد ہو کر جاج نگر کی طرف متوجہ ہوا کہ ہاتھی مست اور خوب دستیاب کر کے مراجعت کرے اور جب اپنی قوت مردی سے جاجنگر کی طرف گیا اور ساتھ اس تفصیل کے کہ اپنے مقام مین ذکر اسکا ثبت ہوا ہر فیلان قوی ہیکل لیکر بعد چھ ماہ کے پلٹ آیا اور دار الملک مین داخل ہوا تو لوگون نے نشان کنگرہ پر بلند کر کے نقارے شادی کے بجائے سلطان احمد شاہ نے کہ سلطان ہوشنگ کے سفر سے

راجہ سورت نے یہ خبر سنکر سر حلقۂ اطاعت سے نکالا اور اداے مال مقرری اور خراج معمولی سے انکار کر کے قدم
اپنے ادارہ سے باہر رکھا اور ملک نصیر نے بھی فرصت پاکر استخلاص قلعۂ تھالیر کے بارہ میں کہ جو اُس کے
بھائی ملک افتخار کے تصرف میں تھا کوشش کی اور سلطان ہوشنگ نے لیے غزنی خان کو مع ایک
جماعت امرا اُس کی کمک کو بھیجکر سلطانپور کی طرف مزاحمت بہت پہونچائی اور ملک احمد صاحب صوبہ
سلطانپور میں قلعہ بند ہوکر عرضیاں شکایت آمیز درگاہ میں ارسال کین اور سلطان احمد شاہ نے نہرواسہ سے
ملک محمود ترک کو مع لشکر سرزک راے سورت کے دفع تمرد کے واسطے نامزد فرمایا یہانتک کہ اس نے
وہاں جاکر بعد قتل و غارت مال مقرری وصول کیا اور اسی طور سے محمد ترک اور مخلص الملک کو جو سرداران
کلان سے تھے ملک نصیر اور غزنی خان کی گوشمالی کے واسطے ارسال کیا انھوں نے بھی اثناے راہ میں
تاخت و تاراج کر کے وہاں کے راجہ سے بزور شمشیر پیشکش لی اور جب سلطانپور کے اطراف میں پہونچے
ملک نصیر تھالیر کی طرف بھاگ گیا اور غزنی خان کو محیط اپنا دیکھکر بذریعۂ محمد ترک ایک جماعت سلطان کی
ملازمت میں بھیجی اور بعد آمد و شد بسیار سلطان نے رقم عفو اُس کے جریدۂ جرائم پر کھینچی اور خلعت فاخرہ سے مخلع کر کے
خطاب نصیر خانی دے کر امتیاز بخشا اور احمد آباد کی طرف سوار ہوا اور دوسرے سال کے سفر میں یعنے سنہ ۸۲۲ آٹھ سو
بائیس ہجری میں گجرات نظام الملک کے سپرد کیا اور راجہ مندل سے انتقام لیا اسکے حوالہ کیا اور خود بدولت
نہرواسہ سے سلطان ہوشنگ کی تنبیہ اور تادیب کے لیے مالوہ کی طرف مع لشکر آراستہ باوجود حرارت
ہوا اور تنگی راہ کوچ بکوچ روانہ ہوا اور سلطان ہوشنگ نے بھی مقابلہ کے واسطے تاخت کی اور کالیادہ میں
پشت بر دیوار کر کے زمین قائم میں جو کشن (?) ہوا اور اپنے سامنے کے بڑے درخت قطع کر کے خار بندی
کی اور سلطان احمد شاہ نے صحراے کشادہ میں ایستادہ ہوکر یہ تجویز کی کہ سردار میمنہ کا احمد ترک اور میسرہ
کا ملک فرید اور عماد الملک سمرقندی اور مقدمۂ لشکر کا عضد الدولہ ہوا اتفاقاً اس ہنگام میں کہ متوجہ جنگ گاہ
ہوا عبور اُس کا ملک فرید کے دائرہ پر پڑا اور اس جگہ ایک خدمتگار کو اُسکی طلب کے واسطے بھیجا اور اُسے
خطاب اُسکے باپ کا عماد الملک ارزانی فرما کر چاہا کہ اپنے ہمراہ لیوے ایلچی نے پلٹ کر عرض کی کہ ملک
فرید تیل جمل (?) پر ملکر بعد ایک ساعت کے آوے گا سلطان نے کہا آج روز جنگ ہے اور فرید اس تاخیر میں ہے آخر
افسوس اور ندامت کھینچیگا اسی عرصہ میں ملک فرید بلا توقف جنگ گاہ کی طرف متوجہ ہوا جب دونوں بادشاہ
ایک دوسرے کے مقابل ایستادہ ہوئے اور لشکر در لشکر (?) جوش و خروش میں آئے ایک ہاتھی فوج سلطان احمد شاہ
سے سلطان ہوشنگ کے لشکر کی طرف متوجہ ہوا ہوشنگ شاہ نے سواروں کو ہر طرف دوڑایا غزنین خان
بن ہوشنگ شاہ نے تیر حلقۂ کمان میں جوڑ کر ہاتھی کے مارا وہ زخم کھا کر پلٹ آیا پھر ہر طرف سے بہادران
جنگجو سامنے ہوکر گجراتیوں کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور اضطراب تمام مردم گجرات کے دل میں پیدا ہوا
اور جو کہ ہوشنگ شاہ دیر در جنگ رہا تھا صورت فتح اُسے جلد دکھائی دیتی تھی اس عرصہ میں ملک فرید بھی میدان کی طرف

عنان مراجعت احمدآباد کی طرف معطوف فرمائی اور اثنائے راہ مین سید پور کے بتخانہ کو جو ساتھ اقسام زیور اور نقوش کے آراستہ تھا بیخ وبن سے منہدم کرکے خاک برابر کیا اور اموال بتقیاس پر متصرف ہو کر بہت مستحقین گجرات کو غنائم سے بہرہ مند کیا اور اُسی سال فرخندہ مآل مین ملک تحفہ کو جو جاگیرات بہنکر سے سرفراز تھا خطاب تاج الملکی دے کر مع سپاہ خیر خواہ بقصد غزائے کفار جو گجرات کے اطراف واکناف مین سرکش تھے مقرر کیا اور اُسنے بیدینون پر جہاد کرنے مین اور متمردون کے قتل اور باغیون کی گوشمالی مین جہد موفورہ پیش پہونچائی اور بار جزیہ اور خراج اُنکی گردن پر رکھا اور بہت مشرکون کو حلقۂ اسلام مین لایا اور ممالک گجرات کو ایسا مضبوط کیا کہ کوئی شخص نام کراس اور مواس کا نہ سنتا اور سنہ ۸۱۹ھ آٹھ سو انیس ہجری مین سلطان احمد شاہ بہ قصد غزا اور جہاد طرف ناگور کے سوار ہوا اور اثنائے راہ مین تجسس احوال معابد کفرہ اور مطلاشی اخبار مساکن اصنام فجرہ رہتا جس جگہ سُراغ بتخانہ کا پاتا تھا بعد بت شکنی کے اُسے بیخ وبن سے اُکھاڑتا تھا اور غنائم وافر لیتا تھا اور جب ناگور مین پہونچا اُسکی تسخیر اور محاصرہ کی کوشش کی اور جب خضر خان والی دہلی اُس طرف عازم ہوا اور موضع تنگ مین پہونچا احمد شاہ نے وہان سے برخاست کرکے مالوہ کے اطراف سے گذر کر احمد آباد کی طرف معاودت فرمائی چونکہ کبھی کبھی والی آسیر ملک نصیر اور سلطان ہوشنگ حاکم مالوہ دشمنی کے قدم سے خطۂ سلطان پور اور ندربار کو برہم اور پامال کرتے تھے اور قسم قسم کی مزاحمت پہونچاتے تھے سلطان احمد نے سنہ ۸۲۱ھ آٹھ سو اکیس ہجری مین اسطرف کوچ کیا اور ابھی منزل مقصود کو نہ پہونچا تھا کہ ایک فوج عظیم اور جم غفیر قلعۂ تنبول کی سرحد پر جو گجرات و دکن اور خاندیس کی سرحد مین واقع ہے نامزد کی اور اس کے بعد خود بدولت واقبال ندربار کے حوالی مین پہونچا ملک نصیر نے بھاگ کر آسیر مین دم لیا اور وہ جماعت جو قلعۂ تنبول کی طرف روانہ ہوئی تھی وہان کے راجہ کو دلاسا اور تشفی کرکے مع تحف وہدایا سلطان کی پابوس کے واسطے لائے اور موسم برسات بھی آپہونچا تھا سلطان احمد شاہ احمد آباد کی سمت عنان عزیمت معطوف کرنے پر تھا کہ مخبران سریع السیر نے یہ خبر سمع مبارک مین پہونچائی کہ راجہ ایدر اور چنپانیر ومندل اور نادوت نے عرائض بھیجکر سلطان ہوشنگ کو گجرات کی سمت طلب کیا ہے اور اُسی وقت ایک شتر سوار تیز رفتار خطۂ ناگور سے نو روز کے عرصہ مین ندربار مین پہونچا اور عریضہ فیروز خان بن شمس خان حاکم ناگور کا لایا مضمون اُسکا یہ تھا کہ سلطان ہوشنگ نے آپکو دور دیکھکر تسخیر گجرات کا ارادہ کیا ہے اور اس گمان سے کہ بندہ کو آنحضرت کے ساتھ صفائی عقیدت نہین ہے فقیر کو لکھا ہے کہ زمینداران گجرات نے عرائض اخلاص در بھیجکر مجھے طلب کیا ہے لہذا مین عازم گجرات ہون آپ بھی جلد مستعد ہو کر تشریف لائین کہ بعد از فتح گجرات ولایت نہروالہ آپکے پیشکش کرونگا جو حضرت میرے قبلہ وکعبہ مین لہذا واجب ولازم جانکر اطلاع کی سلطان احمد شاہ نے باوصف موسم بارش بکوچ متواترہ آب نربدہ سے عبور کرکے مہندری مین نزول کیا اور کچھ لشکر انتخابی ہمراہ لے کر بطور یلغار ایک ہفتہ کے عرصہ مین مہراسہ کے اطراف مین پہونچا اور سلطان ہوشنگ نے اُس کی توجہ سے بدحواس اور سراسیمہ ہو کر اپنا سر کھینچا یا اور بحبناح استعجال اپنے دار الملک کی طرف مراجعت کی سلطان احمد شاہ نے اجتماع سپاہ کے واسطے چند روز مہراسہ مین مقام کیا اور

اودمل نے فیروز خاں سے مخالفت کر کے تمام ہاتھی اور گھوڑے اور سامان شوکت اسکا چھین لیا اور حد تحفہ بنا ظاہر کر کے
احمد شاہ کے پاس بھیجا اور فیروز خاں ناچار ہو کر ناگور کی طرف جا کر وہاں کے حاکم کے ہاتھ سے مقتول ہوا
سنہ ۸۱۶ آٹھ سو سولہ ہجری میں سلطان احمد شاہ نے راجہ جھلواڑہ پر لشکر کشی کی اور راجہ نے سلطان ہوشنگ سے
مدد کی درخواست کی اور احمد سرکھیجی اور شیخ ملک بیٹا شیخ ملک آدم کھنگر نے کہ امرائے عظام مظفر شاہی سے تھے بر شک و
حسد ایک جماعت سے کہ احمد شاہ کی درگاہ میں مقرب ہو کر مہمات جمیع خلائق سب انکے رجوع کیے گئے تھے چونکہ اس
عرصہ میں سلطان احمد جھلواڑہ میں تھا میدان خالی پا کر علم طغیان اور عصیان بلند کیا اور مردم واقعہ طلب و فتنہ جو اطراف
و اکناف سے انکے پاس فراہم کر کے بہت ولایت گجرات کو تاراج کیا اور ہوشنگ شاہ حسب راجہ جھلواڑ کی تحریر کے موافق
پہونچا اور اتفاق باہمی انکے ساتھ کر کے حقوق سابق احمد شاہ کو بالکل خاطر سے فراموش اور محو کر کے کثرت جمعیت حالی
اور نہایت سامان سے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور اسکی تاراجی اور خرابی میں تقصیر نہ کی سلطان احمد شاہ نے بعد فتح
جھلواڑ کو اور وقت پر محول کر کے باشوکت و دولت تمام مہیسانہ کے اطراف میں آ کر بدول اجلال فرمایا اور ملک عماد الملک
سمرقندی کو مع لشکر جنگجو ہوشنگ شاہ کے مقابلہ اور مقاتلہ کو روانہ کیا اور اپنے چھوٹے بھائی لطیف خاں کو جو
بڑا لیاقت دار تھا اتابکی نظام الملک شیخ ملک اور احمد سرکھیجی اور امرائے دیگر کے مراجعہ کے واسطے تعین
فرمایا اور ہوشنگ شاہ جو لشکر گجرات کی جنگ سے مظفر شاہ کے عہد میں خوف زدہ تھا اسپ ہزیمت کی باگ گجرات
کی طرف سے ایسی موڑی کہ دھار تک کسی مقام میں دم نہ لیا اور شیخ ملک اور احمد سرکھیجی وغیرہ جو وساوس نفسانی
اور خطرات شیطانی سے باغی ہوئے تھے وہ بھی بدحواس اور سراسیمہ ہو کر منتشر ہوئے اور شہزادہ
لطیف خان اور نظام الملک ان کا پیچھا کر کے پہلی منزل میں ان کے سار و سامان اور احمال و اثقال پر متصرف
ہوئے اور آخر شیخ ملک اور احمد سرکھیجی ناچار ہو کر پلٹ پڑے اور جنگ کر کے شکست پائی اور دوسری روایت
سے یوں واضح ہوتا ہے کہ شیخ ملک نے انکے تعاقب سے تنگ آ کر بہتوں کو مارا اور اپنے مقصود کو نہ پہونچا بلکہ
ایک جماعت کو ضائع اور برباد کر کے راجہ کرنال کے پاس بھاگا اور احمد شاہ نے بعد فتوح ارجمند اور دبدبہ مستقر
اجلال اور مقر اقبال کی طرف معاودت فرمائی اور جو تعریف کوہ کرنال اور اسکے استحکام کی اسے بہت سی تھی
اور اس طرف کے راجہ نے اس زمانہ تک کسی حکام اہل اسلام کی اطاعت نہ کی تھی سنہ ۸۱۷ آٹھ سو سترہ ہجری میں
راجہ کرنال کی گوشمال کے واسطے سیر کے بہانہ اس طرف نہضت فرمائی اور بعد اسکے وہاں کے پہاڑوں پر آیا
راجہ کرنال مع اقبال و لشکر بیشمار چند مقام میں اسکا سد راہ ہوا اور ہر مرتبہ افواج شاہی کی صولات تند کے مقابل نہ سے
توقف میسر ہوا پسپا ہو کر قلعہ اول میں جو اس وقت ساتھ جونہ گڈھ کے اشتہار رکھتا ہے قلعہ بند ہوا اور سپاہ اسلام نے چاروں
طرف سے یورش کر کے اسے گھیرا اور کام مردم درونی پر تنگ کر کے عاجز کیا راجہ بعجز تمام پیش آیا اور ارسال تحفہ
ہدایا اور قبول صلح اور خراج ہر سالہ اپنے ذمہ ہمت کر کے بادشاہ کو راضی کیا اور بادشاہ نے سید ابوالخیر اور
سید ابوالقاسم دونوں بھائیوں کو جو امرائے کبار سے تھے مال مقرری کی تحصیل کے واسطے اس سرحد پر مقرر فرمایا اور

کی فکر مین ہوئے اور اسپ مخالفت پر زین کس کے پانون رکاب بغاوت مین رکھا نظام اے ایدر کہ پانچ چھ ہزار سوار اور پیادہ رکھتا تھا بوعدہ عطاے قلعہ ایدر ساتھ اپنے متفق کیا اور سید ابراہیم المخاطب برکن الدین خان جاگیردار مہراسہ بھی ساتھ اُن کے شریک ہوا اور جمعیت خوب فیروز خان کو بہم پہونچی اور سلطان احمد شاہ لشکر جمع کر کے مع شان و شوکت بادشاہی مہراسہ کی طرف متوجہ ہوا اور اثناے راہ مین فتح خان رکن الدین خان کے کہنے سے احمد شاہ سے منحرف ہوکر فیروز خان کا شریک ہوا اور فیروز خان نے ملک بدر اور رکن خان کو قلعہ مہراسہ مین نگاہ رکھکر خود باتفاق راے نمل موضع انکھور مین جو مہراسہ سے پانچ کوس ہر مقام کیا اور سلطان احمد شاہ نے اپنے شیوہ قدیم پر عمل کیا یعنی جب باغیون کے حدود مین پہونچا اول ایک جماعت علما کو ملک بدر اور رکن الدین خان کے پاس بھیجا کہ پردہ غفلت کا اُنکی نظر سے اُٹھا کر راہ راست کی طرف ہدایت اور دلالت کرین لیکن اُنھون نے جب جواب حسب مدعا نہ سُنا رنجیدہ اور دلگیر ہو کر ملپٹ آئے سلطان احمد شاہ صفوف حرب آراستہ کر کے قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور فیروز خان نے خلاصہ لشکر اپنا ملک بدر کے واسطے بھیجکر اُسے جنگ کی ترغیب کی اس واسطے ملک بدر و رکن الدین خان اور انکس خان اور دوسرے سردار از ظاہر حصار مین افواج کو مستعد بجنگ کر کے سلطان کے مقابل آئے لیکن ابھی نوبت استعمال سیف و سنان نہ پہونچی تھی کہ صولت بادشاہی نے اُن کے دل مین اثر کیا سراسیمہ و بدحواس ہوکر قلعہ کی طرف بھاگے اور بہ تعجیل تمام قلعہ مین داخل ہوکر متحصن ہوئے احمد شاہ محاصرہ مین مشغول ہوا اور کئی مرتبہ ایلچی بھیجکر اُنھین صلح کے بارہ مین ترغیب کی ملک بدر اور نکس خان نے از راہ مکر و غدر کے جواب دیا کہ اگر فلان فلان امرا قلعہ کے پاس آنکر عہد و پیمان کرین تو ہماری خاطر جمع ہو اور ہم قلعہ سے برآمد ہوکر ملازمت مین حاضر ہودین سلطان احمد شاہ نے انکے حیلہ اور مکر سے غافل ہوکر خان اعظم آذر خان اور ملک الشرف عزیز الملک قوربیگ میمنہ کو اور نظام الملک اور سعد الملک قوربیگ میسرہ کو جو عمدہ درگاہ اسکے تھے اُنکے حسب التماس دروازہ قلعہ کے قریب بھیجا اور سمجھا دیا کہ مکر اور غدر ملک بدر سے پرحذر رہنا اور قلعہ کے اندر نہ جانا ملک بدر اور انکس خان نے بوکالت فیروز خان دیوار قلعہ پر سے باتین ملائم کہین اور جب معلوم کیا کہ یہ جماعت یون گرفتار نہوگی کھڑکی قلعہ کی کھولکر القاع صلح کے بہانہ باہر آئے اور امراے مذکور اُن سے قریب تر ہوئے اور گھوڑے پر سوار ہوکر اُنکی باتون مین مشغول ہوئے ناگاہ ایک جماعت کہ خندق مین بطور کمین کے تھی اُنکی طرف متوجہ ہوئی آذر خان اور عزیز الملک مہمیز کر کے گھوڑے کو سرپٹ پھیک کر احمد شاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور نظام الملک اور سعد الملک گرفتار ہوئے جس وقت کہ اُنھین قلعہ کی طرف لیچلے اُنھون نے بہ آواز بلند کہا کہ ہم تو گرفتار ہوئے سلطان ملاحظہ ہمارے حال کا نہ کرے قلعہ پر تاخت لاوے کہ یہ قلعہ ایک حملہ مین ہاتھ آئیگا سلطان احمد شاہ نے جنگ سلطانی کا حکم دیا اور بقولے اُسی دن اور بقولے بعد تین روز کے مفتوح کیا اور ملک بدر اور انکس خان تیغ قہر و غضب سے مارے گئے اور نظام الملک اور سعد الملک دونون سلامت احمد شاہ کی ملازمت مین مشرف ہوئے فیروز خان اور نمل راے ایدر پہاڑ اور جنگل مین در آئے اور بعضے کتب تواریخ مین یہ حکایات بنوع دیگر مسطور ہین اختصار کے واسطے اُسکے ذکر مین نہین مشغول ہوا

برادران قلعۂ بروج میں متحصن ہوا اور سلطان احمد شاہ نے پھر ایلچی فیروز خاں کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ میرے جد امجد سلطان مظفر شاہ نے بحکم قادر بیچون دے نیز اس ملک کے حل وعقد کی مہار اس ہمیقدار کے قبضۂ اقتدار مین سپرد کی شکر خدا کہ بنیاد قصر رفیع و استوار سلطنت اراے سپہر احتشام کی حسن اطاعت اور امام کی موافقت سے جیسا کہ چاہیئے استحکام رکھتی ہی مناسب ہی کہ آپ عمرو زید کے جمع ہوجانے سے مغرور اور فریفتہ ہو دیں اور افعال و اعمال قبیحہ سے نادم ہو کر دست تمسک دامن معذرت میں مضبوط کرین کہ بدی کا انجام بد ہی اور رہ جاگیر کہ جد امجد نے تعیین عنایت فرمائی ہی اُسپر قانع ہو کر اسمدد اور دیگر الطاف سے بھی بہرہ ور ہو بھائیون نے بعد پہنچنے ایلچی اور سننے پیغام کے بُرا انجام کے سبب سے اندیشہ کیا اور ہیبت خان کو جو عم حقیقی سلطان احمد شاہ کا تھا بادشاہ کے پاس بھیجکر اظہار ندامت کیا سلطان نے اُس کو باقسام عواطف نوازش فرمائی اور رقم عفو اُن کے جرائم پر کھینچی اور ہیبت خاں مشمول عنایت سلطانی ہوکر قلعہ بروج کی طرف گیا اور بااتفاق فیروز خاں اور سعادت خاں اور شیر خاں سلطان کی ملازمت میں روانہ ہوئے اور اُس نے ہر ایک کو اُن میں سے بعنایت تازہ سرفراز فرماکر جاگیرون کی طرف رخصت کیا اور پٹن کی طرف سوار ہونے کی عزیمت کی کہ اس درمیان میں یہ خبر پہونچی کہ سلطان ہوشنگ جسکو فیروز خاں نے کمک کے واسطے طلب کیا تھا دارالملک سے گجرات کی طرف آتا ہی سلطان احمد شاہ نے عماد الملک کو مع لشکر کثیر مستعد کارزار اسکے مقابلہ کے واسطے روانہ کیا اور خود بھی پیچھے سے مع جماعت ظاہری اور باطنی روانہ ہوا اور عماد الملک جو بسرعت تمام طی مراحل کرکے سلطان ہوشنگ کے قریب گیا وہ نہایت شرمندہ و خائف ہوکر کوچ بر کوچ بے توقف و درنگ اپنے ملک کی طرف راہی ہوا اور عماد الملک نے چند منزل پیچھا کیا اور اُن زمینداروں کو جو ہوشنگ شاہ کے شریک ہوئے تھے گرفتار کرکے مطیع اور فرمان بردار کیا سلطان احمد شاہ نے عماد الملک کے آجانے کے بعد اساول کی طرف کوچ کیا اور وہاں کی آب وہوا پسند کرکے آخر سال یعنی ۸۱۳ آٹھ سو تیرہ ہجری بعد از استخارہ و استشارہ حقائق پناہ شیخ احمد کھٹو قدس سرہ کے دریاے سابرمتی کے کنارے ایک شہر جدید بنا کرکے موسوم بہ احمد آباد کیا اور تھوڑے عرصہ مین انجام کو پہونچکر دارالملک سلاطین گجرات ہوا اور قصبۂ اساول کو ایک محلات اُس شہر سے قرار دیا اور عمارات بادشاہوں اور سرداروں کی پختہ ہی اور اکثر مکان سہ عالیشان ہین اور اس شہر کے سرے پر دربار بادشاہی کے متصل تین محراب خشت پختہ سے تیار کی ہیں اور گچ اور ساروج سے اُسپر استرکاری کی ہی اُسکو ترپولیہ کہتے ہیں اور ایک بازار نہایت وسیع اور کشادہ ہی جیسا کہ دس اونٹ ایک دوسرے کے پہلو میں برابر جا سکتے ہیں اور دوکانیں خشت پختہ لاکھوری سے تیار کرکے اُسپر گچ سے استرکاری کی ہی اور قاعدہ اور مسجد جامع بنیاد کرکے شہر کے باہر تین سو ساٹھ پورہ آباد کرکے ہر ایک پورہ میں بازار اور مسجد اور چہار دیواری گرداگرد تیار کی ہی اور اگر احمد آباد کی آبادی اور خصوصیات کی نسبت یہ کہا جاوے کہ تمام ہندوستان بلکہ کل جہان میں ساتھ اس عظمت اور آراستگی اور نفاست کے دوسرا شہر موجود نہیں تو مبالغہ نہوئے اور ابھی اُس سنہ مذکورہ سے کچھ باقی تھا کہ چاروں بھائی ملک علائی بد کا عوام کہ سرداران کلان سے تھا اور قرابت قریبہ بھی سلطان مظفر شاہ سے رکھتا تھا جادۂ اعتدال سے منحرف ہوکر اپنے کام

مین بیمار ہوا جب معلوم ہوا کہ مرض الموت ہی مراسم وصیت بجالایا اور اس وجہ سے کہ احمد شاہ کی قابلیت اور لیاقت اپنے بیٹون سے زیادہ تر دیکھی اُسے ولیعہد کرکے اپنی اولاد کو اُسکی اطاعت کے بارہ مین وصیت فرمائی اور ربیع الثانی کی آٹھوین تاریخ سنہ مذکور مین کہ عمر اُسکی اکھتر برس اور چند ماہ تھی ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کرکے سفر آخرت اختیار فرمایا اور مدت اُسکی حکومت کی بعد از وفات خدایگان کبیر بیس برس اور قدرے زیادہ تھی

بیان سلطان احمد شاہ گجراتی انار اللہ برہانہ کی فرمان روائی کا

سلطان احمد شاہ جم جاہ اپنے جد کی وصیت کے موافق متکفل حکومت خطۂ گجرات ہوکر رایات عدل و داد بلند کرکے رعیت پروری اور مظلوم نوازی مین ہمہ تن مشغول اور مصروف ہوا اور ولادت اُسکی ۷۹۳ سنہ سات سو ترانوے ہجری مین ہوئی نجومیون نے اُسکے طالع کے زائچہ سے دریافت کرکے حکم صادر کیا تھا کہ اس سے ایک ایسا امر ظہور مین آویگا کہ جسکے سبب اُسکا نام نیک جہان فانی مین باقی رہیگا ظاہرا وہ امر بنائے شہر احمد آباد گجرات ہی اور ۸۱۵ سنہ آٹھ سو پندرہ ہجری مین فیروز خان نے کہ بیٹا سلطان مظفر شاہ کا تھا خبر جلوس اُسکی سنکر نشان بغاوت اور عداوت کا بلند کیا اور حسام الملک اور ملک الشیر اور ملک کریم خسرو اور جیوند اور بیا گداس کھتری کہ مشاہیر امرائے مظفری تھے اور شرارت ذاتی اور فتنہ انگیزی مین موصوف اور معروف تھے ساتھ اُسکے ملحق ہوئے اور فوج کے فراہم لانے مین مشغول ہوئے اور امیر محمود ترک حاکم کنبایت کو ساتھ اپنے متفق کرکے فیروز خان کو کنبایت کی طرف لے گئے اور ہیبت خان بن سلطان مظفر مع لشکر سورت کے حدود مین اُسکے پاس آیا اور سعادت خان اور شیر خان بن سلطان مظفر نے اپنی جاگیرون مین خبر ہیبت خان کے ملحق ہونے کی سنی تو وہ بھی کنبایت کی طرف گئے اور دریائے نربدہ کے کنارے لشکرگاہ کیا اور آپس مین مشورہ کرکے مع سات آٹھ ہزار سوار نہایت تجمل و حشمت سے بروج کی طرف گئے اور فیروز خان نے چتر سرخ سر پر مرتفع فرمایا اور سراپردہ اور بارگاہ بھی سرخ بہم پہونچا کر نشان کردفر کا بلند کیا اور ایک خط استعانت اور استمداد کے بارہ مین سلطان ہوشنگ کو ترقیم فرمایا اور سلطان ہوشنگ نے اس شرط پر قبول کیا کہ بعد از حصول مقصد ہر ایک منزل کا مصارف کرور تنگہ دیوے اور بیا گداس اور جیوند کی ہدایت سے زمیندارون کو اپنی اطاعت کے واسطے گھوڑا اور خلعت اور فرمان بھیجا اور سلطان احمد شاہ نے باوجود نوجوانی کے جلدبازی نہ کی بلکہ ایک خط نصیحت آمیز لکھکر ایک جماعت کے ہاتھ فیروز خان کے پاس روانہ کیا اور جب جیوند پر کے فساد و شرارت کی وجہ سے پند و نصیحت سے کچھ فائدہ نہوا تو آدم بھنکر کو تھوڑی فوج کے ساتھ اُسکے دفعیہ کے لیے مامور کیا مگر یہ لوگ بعد جنگ شدید شکست کھا کر میدان نبرد سے مفرور ہوئے اور یہ فتح بیا گداس کے نام ہوئی اور اس سے نخوت اور غرور نے اُسکے دماغ مین راہ پائی خود رفتہ ہوکر بہکنے لگا امرا تاب اُسکے تسلط کی نہ لائے [illegible] متفق ہوکر اُسکے قتل مین مبادرت کی اور اکثر لوگ فیروز خان کی ملازمت سے جدا ہوکر سلطان احمد شاہ کے دربار مین روانہ ہوئے بادشاہ بکوچ متواترہ بروج کی طرف متوجہ ہوا جب فریقین قریب ہوئے تو فیروز خان مع

اصرار کیا شمس خان نے جواب دیا کہ محمد شاہ آپ کا فرزند رشید اور قابل ہے اور آپ کی طرف تعلق خاطر بہت رکھتا ہے اب جو میں اُسکی ہلاکت میں قیام کروں اُسکے بعد یقین ہے کہ میں آپ کی پشیمانی کے وقت ہدف تیر ملامت ہونگا مناسب یہ ہے کہ اس بارہ میں نہایت فکر اور اندیشہ کرکے جواب دیجیے سلطان مظفر شاہ نے پھر یہ پیغام بھیجا کہ اُن سرداروں بیگانوں برابر میری طرف سے کسی طرح کی مکافات کا اندیشہ نہ کرکے اس امر کا لحاظ کرے کہ جس وقت ایسا فرزند اپنے باپ کی نسبت بایں حرکت پیش آوے عاق ہے اور قطع رابطۂ علوقیت اور مہربانی ہو کر نسبت پدری اور فرزندی مسلوب اور زائل ہو گئی پس لازم ہے کہ وہ بھائی میری ضعیفی اور پیری پر رحم کرکے اس عاق کو سزائے اعمال قبیحہ پہونچاوے کہ میرا کام ہر وقت کے رنج و تعب اُٹھانے سے اس نہایت کو پہونچا ہے کہ اگر کل زندہ بچا تو پرسوں نہیں آفتاب عمر میرا غروب فنا کے قریب پہونچا **ابیات** کس راچہ خبر آہ جانسوز دلم در واقعہ قیامت افتد در دلم + امروز چنانم کہ بفردا نرسم + فردائے قیامت ست امروز دلم شمس خان نے ناچار ہو کر اپنے بھائی کی ضعیفی اور سختی پر رحم فرمایا اور قصبہ سوڑ میں جو دہلی کے سر راہ ہے محمد شاہ کو زہر دیکر ہلاک کیا اور بھائی کو قید خانہ سے برآوردہ کرکے مسند حکومت پر متمکن کیا اہل حشم جو پروردہ اسکی نعمت کے تھے اور محمد شاہ کی دست تعدی سے ایذا اُٹھائی تھی سب اُسکے شریک ہوئے کہ از سر حیات دوبارہ پائی اور محمد شاہ کے ملازمان قدیم جنہوں نے اس کام کی اُسے ترغیب دی تھی ہراساں اور متوہم ہو کر متفرق ہوئے پھر بھی سلطان مظفر شاہ نے بمقتضائے اخلاق اور مراحم قلبی سے اُنکی خطا معاف کی اور سب کو سلک ملازمان احمد شاہ میں جو محمد شاہ مسموم کا بیٹا تھا منسلک کیا اور جو دلاور خاں والی مالوہ فوت ہوا تھا ہوشنگ شاہ اُسکا قائم مقام ہوا اور ان دنوں میں یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ ہوشنگ شاہ نے ملک کی طمع کے سبب اپنے باپ کو زہر دیکر ہلاک کیا اس وجہ سے مظفر شاہ سنہ آٹھ سو ہجری میں مع سرداران حسن آباد اور دھار کی طرف متوجہ ہوا اور ہوشنگ شاہ جو جوان اور شوخ طبع اور صاحب ارادہ تھا بلا عاقبت اندیشی کہ لشکر گجرات کیں اُسکی فوج سے زیادہ ملکہ مضاعف تھا مقابلہ اختیار کیا بعد ایسی جنگ کے کہ بہادران جہان نے زبان اُس کی مدح و تحسین میں کھولی سپاہ مالوہ منہزم اور منکسر ہوئی اور ہوشنگ شاہ کو مظفر شاہ نے گرفتار کرکے خطبہ اور سکہ اُس ولایت کا اپنے نام جاری کیا اور صوبہ مالوہ اپنے بھائی کو تفویض فرما کر اساول کی طرف مراجعت کی اور ہوشنگ شاہ کو اپنے پوتے احمد شاہ کے سپرد کرکے حکم فرمایا کہ اسے ایک قلعہ میں محبوس کر احمد شاہ نے حکم کے موافق عمل کیا اور بعد چند ماہ کے عرایضہ ہوشنگ شاہ کا اپنے ہاتھ سے مشتمل بر عجز و زاری اپنے جد کے ملاحظہ میں گذرا ملتمس التماس رہائی کی اور جو مالوہ میں بلوہ ہو گیا اور لوگوں نے نصرت خاں کو دھار سے نکال دیا التماس سلطان احمد شاہ کی معرض قبول میں آئی پہلے ہوشنگ شاہ کو قید سے رہا کیا اور بعد چند روز کے چتر سفید اور سراپردہ سرخ اور تمام لوازم شاہی عنایت کرکے تمام ولایت مالوہ اور مسند اُسے دے کر احمد شاہ کے ہمراہ اُس طرف بھیجا تاکہ اُسے اس ولایت کی مسند حکومت پر جلوہ گر کرے احمد شاہ نے حسب الحکم ہوشنگ شاہ کو تخت مالوہ پر متمکن کرکے مسرور اور محظوظ ہو کر گجرات کی طرف معاودت فرمائی اور سلطان مظفر شاہ اواخر ماہ صفر سنہ آٹھ سو چودہ ہجری

حق مین حسب لیاقت شفقت اور عنایت مبذول فرمائی اور انھین دنون مین سلطان محمود شاہ بن سلطان محمد بن فیروز شاہ بھی جبفران
سے بھاگ کر ولایت گجرات مین آیا چونکہ مظفر شاہ نے صلاح دولت سلاطین کے آنے مین نہ دیکھی اسقدر بدسلوکیان اور معاش
نالائق اسکے ساتھ عمل مین لایا کہ یہ تنگ اور دلگیر ہوکر مالوہ کی طرف گیا اور سنہ ۸۰۳ آٹھ سو تین ہجری مین مظفر شاہ دوبارہ
قلعہ ایدر کی طرف متوجہ اور احاطہ کرکے اسکی تسخیر مین ساعی ہوا اور راجہ نرل رائے ایدر نے اس وقت سوا فرار
کے چارہ نہ دیکھا شبا شب قلعہ کو خالی کرکے بیجانگر کی طرف بھاگا اور صبح کے وقت مظفر شاہ تکبیر کہتا ہوا قلعہ مین
داخل ہوا اور دو رکعت نماز شکرانہ ادا کرکے اور ایک سردار صاحب شوکت اس قلعہ مین مقرر کرکے خود پٹن کی طرف معاودت
فرمائی اور سنہ ۸۰۴ آٹھ سو چار ہجری مین مخبرون نے یہ خبر مظفر شاہ کے سمع مبارک مین پہونچائی کہ کفار سومنات نے ہجوم
کرکے تھانہ اسلام کو اٹھا دیا ہی اور بدستور سابق پھر مراسم کفر کے زندہ کرنے مین کوشش کرتے ہین مظفر شاہ
ایک فوج عظیم اس طرف روانہ کرکے خود بھی پیچھے سے روانہ ہوا اور جس روز کہ رائے سومنات اور کفار اس حدود کے دریا
کے راستہ سے لشکر اسلام پر بکثرت ہجوم کرکے حملہ آور ہوے تھے اسی وقت معرکہ مین سلطان مظفر پہونچ گیا اور
دلیرانہ سخت حملہ کرکے کفار کے جسمون سے جداول خون جاری کین چنانچہ انمین طاقت اور قوت نہ رہی زخمی اور
دل شکستہ ہوکر بالاتفاق رائے قلعہ دیپ مین پناہ لی **بیت** خداداد ہمت شہنشاہ را + ہزیمت درافتاد بدخواہ را +
مظفر شاہ نے جاکر اس قلعہ کو محاصرہ کیا اور تکبیر وصلوٰۃ کی آواز اور شور دمامہ رعد آواز اور کرنامے فتنہ پرداز کے غلغلہ
سے انکے ارکان دولت مین زلزلہ اور فتور ڈالکر ایک روز مین بزور شمشیر وہ قلعہ فتح کیا اور جمیع مردان بالغ کو اس نے علف
تیغ بیدریغ اور طعمۂ زاغ و زغن کرکے راجہ اور تمام روسیاے اس جماعت کو فیل کوہ پیکر کے ہاتھ پاؤن کے نیچے پامال
کیا اور اہل و عیال اور زن و فرزندون کو اسکے مسلمان لیگئے اور انکے احمال اور اثقال اور ساز و سلب پر متصرف
ہوئے اور سلطان مظفر شاہ بزم جشن ترتیب دیکر شکر عنایت الٰہی بجالایا اور ایک بڑا بتخانہ مسمار کرکے بجاے اسکے مسجد عالی بنا
کی پھر ضبط اس نواح کا ایک امراے کبار سے رجوع کیا اور مع غنائم موفورہ پٹن کی طرف مراجعت فرمائی الغرض اس
فتح و فتح ایدر کی وجہ سے اسکی استقلال اور عظمت ایک سے ہزار درجہ ہوئی پھر اس فکر مین ہوا کہ دہلی کی طرف لشکر کشی
کرکے اسے بھی مفتوح کرے اور اپنے فرزند تاتار خان کو بہ خطاب و القاب غیاث الدولہ والدین سلطان محمد شاہ مخصوص
فرمایا اور اساول سے کوچ کرکے جب قصبہ سنور مین پہونچا مزاج اسکے بیٹے محمد شاہ کا طریق اعتدال سے منحرف ہوا
اس سبب سے کہ آفتاب عمر اسکا افق غروب مین پہونچا تھا اطباے حاذق کا معالجہ اور دوا دوش کارگر ہوئی ملک باقی کی طرف
سفری ہوا اور مظفر شاہ بھی فسخ عزیمت کرکے اساول کی طرف گیا اور روایت صحیح یہ ہی کہ تاتار خان نے سنہ مذکور
مین اساول مین جاکر اپنے باپ پر خروج کیا اور چونکہ وہ ضعیفی کے سبب نہایت ناتوان اور کمزور ہو گیا تھا اسے گرفتار
کرکے ایک قلعہ مین قید کیا اور اپنے چچا شمس خان کو وکیل السلطنت کرکے بہ لقب ناصر الدین محمد شاہ صاحب سکہ
و خطبہ گجرات ہوا اور بہ ارادہ تسخیر دہلی سامان سفر اور لشکر کی فراہمی مین کوشش کرکے کوچ کیا اور سلطان
مظفر شاہ نے اپنا ایک معتمد شمس خان کے پاس بھیجکر بمبالغہ تمام اپنی رہائی و بیٹے کو ہلاک کرنے کے بارہ مین

جماعت راجپوتان کو سنگسار کرتے تھے چونکہ قلعہ نہایت سنگین تھا منجنیق کارگر نہوتی تھی حکم کیا کہ چاروں طرف
دمدمے تیار کریں جب وہ تیار ہوئے اور اُن سے بھی کچھ فائدہ نہوا ظفر خان طول محاصرہ سے محزون اور غمگین تھا
ناگاہ لطائف غیبی سے انہیں دنوں میں قلعہ کے اندر وبا اور طاعون پیدا ہوا اور اہل قلعہ مرگ مفاجات میں مبتلا ہوکر
بکثرت تمام مرنے لگے رائے بیدر نے محصوروں کا حال تنگ دیکھکر ایک جماعت اپنے اعیان کو تیغ و کفن گردن میں
ڈالکر ظفر خان کی ملازمت میں بھیجی اور عورتوں اور بچوں نے سر برہنہ کرکے قلعہ پر چڑھکر گریہ وزاری سے امان چاہی
ظفر خان نے یہ امر تائید آسمانی سے سمجھکر اُنکی درخواست پذیرائی اور پیشکش لیکر روضہ خلاصۃ العارفین انیس الواصلین خواجہ
معین الدین سجزی قدس اللہ اسرارہ کی زیارت کے واسطے عنان عزیمت اجمیر کی طرف معطوف کی اور جب اُس مقام کثیر الاحترام میں
پہونچا لوازم زیارت اور مراسم نذر و نیاز بجا لاکر اُنکی روح پرفتوح سے استمداد فتح و ظفر چاہی کہ کفار اشرار اور اعدا سے
تا کار بر مظفر و مسعود رہے چونکہ تمام ہمت اُسکی غزا اور جہاد میں مصروف تھی جلد وہاں سے جلوارہ اور دلوارہ کی
سمت کہ بت پرستی اس حدود میں رواج و رونق تمام رکھتی تھی لوائے غزا بلند کرکے اس مرز و بوم کے باشندوں کو
طعمۂ شمشیر بیدریغ کیا اور معابد اور کنائس کو منہدم اور مسمار کرکے نشان باقی نہ رکھا اور کئی قلعہ اور ولایت کے مفتوح
کرکے اپنے معتمدوں کے تفویض فرمائے اور بعد تین سال سالماً اور غانماً پٹن کی طرف مراجعت کی اور اُسکی عبارت سے
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سفر سے مراجعت کے بعد ظفر خان نے خطبہ اپنے نام کرکے اپنے تئیں مظفر شاہ مشہور کیا اور سنہ سات سو
ننانوے ہجری میں ساتھ اس تفصیل کے کہ سلاطین دہلی کے وقائع میں مرقوم ہوا تاتار خان ولد مظفر خان جو وزیر سلطان
محمد شاہ تھا سلطان ناصر الدین محمود شاہ کے عہد میں سارنگ خان سے لڑا اور اُسے ملتان کی طرف دور کیا اور اُسکے
اوضاع اور اطوار سے داعیہ سلطنت دہلی معلوم ہوتا تھا تو ملو اقبال خان کہ محمود شاہ کا وکیل مطلق العنان تھا اُسکے دفع
کے واسطے پانی پت کی طرف متوجہ ہوا تاتار خان نے صلاح اُسکے مقابلہ میں نہ دیکھی دوسرے راستہ سے آکر دہلی میں
پہونچا اور چاہا کہ اُسے محاصرہ کرکے تصرف میں لاوے اقبال خان پانی پت کو سر کرکے بشوکت و صولت تمام جوش و خروشان
دہلی کی طرف روانہ ہوا تاتار خان نے اسوقت بھی اُسکا مقابلہ نکیا اور سنہ آٹھسو ہجری میں گجرات کی طرف بھاگا اور اپنے باپ
مظفر شاہ کی ملازمت میں پہونچا اور اُسے دہلی کی بادشاہی کی ترغیب و تحریص کی مظفر شاہ نے یہ امر قبول کرکے لشکر کی فراہمی اور
سامان جنگ میں مصروف ہوا لیکن جب یہ خبر پہونچی کہ امیرزادہ پیر محمد نبیرۂ صاحبقران امیر تیمور گورگان نے ممالک
ہندوستان میں قدم رکھا اور ملتان کو سر کیا تو مظفر شاہ نے فراست سے دریافت کیا کہ امیرزادہ پیر محمد ہراول صاحبقران
کا ہے اسواسطے دہلی کا خیال ترک کرکے دوسرے شہروں کی طرف متوجہ ہوا اور باتفاق اپنے بیٹے تاتار خان کے بقصد
تسخیر قلعہ ایدر سبقت فرمائی اور بہت غارت میں مصروف ہوکر قلعہ مذکور کو محاصرہ کیا اور تحصان کی تنگی میں کوشش کی
رانوکل رائے ایدر نام نے نہایت عجز و انکسار سے ایلچی بھیجکر پیشکش دینا قبول کیا اور جو ممالک دہلی پر فتنہ اور آشوب عظیم تھا
نے پیشکش پر اکتفا کرکے شہر رمضان سنہ مذکور میں مراجعت کی اور اس عرصہ میں ایک خلقت کثیر دہلی کی طرف سے بوجہ
حادثہ صاحبقران بھاگ کر پٹن میں آئی اور مظفر شاہ نے بعد اُس جماعت کے احوال پر صاحب دلا رحم جانکر ہر ایک کے

سرافشانی کرین اور اگر جانستانی ملحوظ ہو بمقتضاے والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین قلم
عفو ان کی جرائد تقصیرات پر کھینچیے آیندہ کسی مقدمہ مین ہم مصدر تقصیر نہون گے ظفرخان نے صلاح وقت
صلح اور عفو مین دیکھی پیشکش فراوان اور نقود وجواہر لے کر ہاتھ محاصرہ سے کوتاہ کیا اور چاہا کہ بقصد غزا
سومنات کی طرف کہ قریب بندر دمن واقع ہی روانہ ہووے اس درمیان یہ خبر پہونچی کہ ملک راجہ
المخاطب بعادل خان جو سلطان فاروقیہ برہان پور کا جد ہی وہ نشان استقلال کا بلند کرکے اپنی جاگیر کے سوا
تھالینر نام قلعہ کو لیکر تمام ولایت خاندیس کو اپنے قبض وتصرف مین لایا ہی اور آسیر بھی اکتفا نہ کرکے بعضے
پرگنات گجرات سے مثل سلطان پور اور نندربار کو مزاحمت پہونچاتا ہی ظفرخان علاج اس علت کا واجب جانکر
اس طرف متوجہ ہوا ملک راجہ کہ مرد عاقل اور دانا تھا اپنے تئین مرد میدان اسکا نہ جانکر قلعہ مین متحصن ہوا اور صلاح اتحاد
اور موافقت مین دیکھی اور ایک جماعت علما اور فضلا اسکے پاس بھیجی تو سخنان مخالصت آمیز اور کلمات صداقت انگیز سے
رخنہ نزاع مسدود کرکے ابواب دوستی اور یکجہتی کو مفتوح کرین ظفرخان کہ اہل علم وفضل سے رغبت کمال تمام رکھتا تھا
اور سلطنت گجرات کی آرزو اسکے دل مین پوشیدہ تھی علما کو گرامی رکھکر وہ عہد وپیمان جو اس زمانہ مین مروج اور متعارف
تھے درمیان مین در لایا اور اسکے بعد تحف ونفائس طرفین سے پیش ہوئے پھر ظفرخان نے اساول کی طرف مراجعت
کی اور ان دو فرقہ کے درمیان طریقۂ محبت اور یاری جاری ہوا اور اس وجہ سے کہ ملک راجا دعوی کرتا تھا
کہ مین اولاد خلیفۂ دوم حضرت فاروق سے ہون ظفرخان کتابت ومراسلات مین مریدانہ پیش آکر اسکے القاب
کے اعزاز مین کوشش کرتا تھا اور ۷۹۷ھ سات سو ستانوے ہجری مین حدود جہرند کی طرف کہ غربی پٹن مین واقع ہی
فوج کش ہوکر ایک مدت تک اس حدود کے کفار کے قتل وغارت مین کہ نہایت متمرد اور سرکش تھے مشغول رہا
اور محبوبان خورشید جمال اور مہین پیکران پری تمثال مسلمانون کی بندی مین آئے اور کشتیان انکی اموال
غارت سے مالامال ہوئین بعد اسکے راے جہرند نے عاجز ہوکر اظہار یکجہتی اور فرمانبرداری کیا اور تحف اور
ہدایا بہت گذرانا پھر وہان سے کوچ کرکے سومنات کی طرف گیا اور بتون اور بت پرستون کے اعلام کی نگونساری
مین کوشش کرکے وہان مسجد جامع احداث فرمائی اور ارباب مناصب شرعیہ کہ مراد موذن اور پیش امام
اور خدام خانۂ خدا سے ہی تعین کیے اور تھانہ بٹھاکر پٹن کی سمت متوجہ ہوا اور ۷۹۸ھ سات سو اٹھانوے
ہجری مین مخبرون اور اخبار نویسون نے یہ خبر پہونچائی کہ مندل کرده کے راجپوتون نے ایسا تسلط برپا کیا ہی کہ اس
نواح کے مسلمانون نے انکے دست تعدی سے مفارقت اوطان اختیار کی ہی اور راجپوت سر گریبان عجب ونخوت
سے برآورده کرکے جادۂ اطاعت اور مالگذاری سے انحراف رکھتے ہین ظفرخان اسپ تیز رفتار پر سوار ہوکر کوچ بکوچ
اس طرف روانہ ہوا **ابیات** نوالش گر نصرت سرفراز ست + بنام ایزد دری از فتح باز ست + گذشتہ منجنیق از
تارک ماه + طراز رایتش نصر من اللہ + اور جب اس حصار کے نواح مین اہل اسلام کے خیمے ایستاده ہوئے راے
اس ولایت کا موسوم بہ پدر متحصن ہوا اور اہالی اسلام اسکے محاصره مین مشغول ہوے اور منجنیقین نصب کرکے ہر روز ایک

پہلے اتمام حجت کے واسطے ایک ایلچی اُسکے پاس نہروالہ کی طرف کہ ساتھ پٹن کے شہرت رکھتا ہے روانہ کیا اور لطائف
نصیحت اور ملائمت پیغام دیا کہ بد انجام سے اندیشہ کرکے اپنے ولی نعمت سے جدا ہو اور بدکاروں اور گمراہوں کے
بھروسے اور حمایت پر کہ تاب جنگ بہادران اور تہمتنان کی ہمت نہیں رکھتے فریب کھا کر اپنے تئیں دہلی میں کہ کالب ہمایون
سلطان محمد شاہ میں پہونچایا میرے پاس آ مگر مسند امارت پر متمکن ہو اور اسکے سوا کسی طرح اندیشہ کو اپنے دل میں راہ
نہ دے ورنہ موجب حیرانی اور باعث بربادی ہوگا بیت شاید بہادن دل باد فریب + کہ بہت از لیسم سرفرازی
نشیب + چونکہ نظام مفرح کی مدت اقبال آخر ہونے پر تھی اور داعیہ سلطنت اپنے دل میں رکھتا تھا ایلچی پر
سختی کرکے جواب سخت اور نالائق دیا ظفر خاں نے ناچار ہو کر اپنی سپاہ فراہم کی اور سنہ ۷۹۴ سات سو چورانوے
ہجری میں چار ہزار سوار تیغ زن [illegible] کہ ہمراہ لیکر مانند رعد اور برق جوشاں و خروشاں نہروالہ کی طرف روانہ ہوا اور نظام مفرح
نے بھی بہ غرور لشکر دس بارہ ہزار آدمیوں کو مواجب یعنی تنخواہ دیکر نہروالہ سے خروج کیا اور موضع کانتھو میں جو بارہ کوس شہر
سے ہے پہونچکر ظفر خاں سے مقابل ہوا اور صفوف حرب آراستہ کرکے تنور جنگ گرم کیا اور بعد استعمال آلات حرب و ضرب آفتاب نصرت
[illegible] ظفر خاں سے طلوع ہوا نظام مفرح بقصد تحصن نہروالہ کی طرف بھاگا اور ظفر خاں مع ساہبیان مظفر و
منصور ہو کر بشوکت تمام نہروالہ کی طرف گیا اور عدل و داد کی برکت سے اس شہر کو مثل فردوس برین سرسبز و شاداب کیا اور سنہ ۷۹۵ سات سو
پچانوے ہجری میں کھنبایت کی طرف کہ جائے نزول سوداگران اور تاجران ہے جا کر رعایا کی پرداخت میں مشغول ہوا اور حکام اور
کارندے مقرر کرکے عنان معاودت اساول کی طرف معطوف فرمائی اور سنہ ۷۹۶ سات سو چھیانوے ہجری میں مخبر دلیر نے
یہ خبر پہونچائی کہ راے مدکیش بد بدرگ جو ہمیشہ زرہ پوش اطاعت حکام گجرات کا دوش انقیاد پر رکھکر مقام
فرمانبرداری میں تھا ان دنوں میں منحرف ہو کر گردن سر فرمانبرداری کا سر سے کھینچا اور باوجود شرک و بت پرستی
رہزنی ستون سے بر بر دستی پیش آتا ہے ظفر خاں اُس مردود کے قلع اور قمع کے واسطے لشکر بیحساب ہمراہ رکاب
لیکر اُس طرف متوجہ ہوا اور منزل مقصود پر پہونچکر قلعہ ادر کو محاصرہ کیا طرفین سے چند مرتبہ جنگ صعب وقوع میں آئی اور
ہر مرتبہ مردم سرکوبی نے قرین ظفر ہو کر قلعہ بندوں کی سخت گیری میں کوشش کی اور اطراف ولایت ادر کو سر کرکے ہاتھ
نہب و غارت بردراز کیا اور جو بتخانہ بتوں سے آباد دیکھا اُسے منہدم اور ویران کیا اور اعیان ولایت کے اطفال کو
قیدی اور غلامی کے واسطے لے گئے اور مدت قلیل میں اہل قلعہ پر رسد غلہ کی عدم رسی سے ایسا قحط پڑا کہ شدت گرسنگی
میں حرام و حلال کا تمیز مطلق نہ رہا کتا بلی سے مل سکتے سے بچتے اور آدمی سے دونوں نہ بچتے تھے اس سبب سے
راے مدد اپنی سرکشی سے نادم و پشیمان ہوا اور اطاعت اور ملائمت کے سوا چارہ نہ دیکھا اپنے بڑے
بیٹے کو چند مقربون کے ہمراہ مع پیشکش ہائے وافر اور تحائف متکاثر بھیجا تاکہ وہ دربار میں حاضر ہو کر زمین درگاہ کو
لب ادب سے بوسہ دے کر عرض پیرا ہوئے کہ اگرچہ چند روز خلاف رضا ایک امر ظہور میں آیا اور کلید حصار کے بھیجنے میں
اس وجہ سے توقف ہوا کہ حفظ ناموس و دولت کرکے ہمچشموں میں معذور ہوں اب خدمت فیض موہبت میں حاضر ہوا ہوں
اگر جریمہ سابق کی پرسش اور مکافات مد نظر ہو فی الحال یہ جماعت حاضر ہے حکم ہو کہ تیغ یمانی سے

بطریق مشایعت ظفر خان کے دیکھنے کے واسطے گیا اور اُس کے کان حتے الامکان دُر نصائح اور آویزۂ مواعظہ سے گرانبار کیے اور پھر خلعت خاص مرحمت فرماکر رخصت گجرات دی

تذکرہ سلطان مظفر گجراتی کی سلطنت اور بیان ظفر خان المخاطب بہ مظفر شاہ کی ولادت کا

شہر دہلی مین اتوار کے دن محرم کی پچیسوین تاریخ ۷۴۳ھ سات سو تینتالیس ہجری کو اُسکے باپ نے رتبہ شرابداری فیروز شاہ سے درجۂ امارت پر ترقی کی اولاد سلطان غزنور کی درگاہ مین صاحب اعتبار رہوا اور ظفر خان سلطان محمد شاہ کے عہد مین بسبب حسن سلوک اور پرہیز گاری اور شرع محمدی کی پابندی اور امانت اور دیانت کے نہایت مشہور اور معروف ہوا اور اسواسطے کہ جسوقت عرضداشت علماء گجرات دہلی مین پہونچی سلطان نے اُسکا ہاتھ پکڑ کر جیساکہ مذکور ہوا گجرات کا صاحب صوبہ کیا منقول ہے کہ وزیرون نے فرمان لکھا اور سلطان کے حکم کے موافق القاب کی جگہ خالی چھوڑی سلطان نے اپنے دست حق پرست سے القاب یون ترقیم فرمایا کہ برادرم مجلس عالی خان معظم عادل باذل مجاہد سعد الملۃ والدین ظہیر الاسلام والمسلمین عضد السلطنۃ عین المملکت قاطع الکفرۃ والمشرکین قاطع الفجرۃ والمتمردین قطب سماء المعالی نجم فلک الاعالی صفدر روز وغا تہمتن قلعہ کشا کشور گیر آصف تدبیر ضابطہ امور ناظم مصالح جمہور ذی المیامن والسعادات صاحب الرأے والکفایات ناشر العدل والاحسان و ستوره صاحب قران ربع قتلق اعظم ہمایون ظفر خان اور جب بلوچ متواتر دہلی سے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور راستہ مین یہ بشارت فیض بشارت پہونچی کہ تاتارخان بن ظفر خان جو وزیر سلطان ہوا تھا اُسکے گھر بیٹا مسمے احمد خان پیدا ہوا ظفر خان نے اُسکو شگون خوب اور فال نیک سمجھکر جشن عالی ترتیب دیا اور اکثر امراے لشکر کو خلعت دیے جب ناگور مین پہونچا کنبایت کے باشندے نظام مفرح سے ناراض ہوکر مستغاثی ہوئے ظفر خان نے اُس جماعت کو دلاسا دیکر ایک خط ملک نظام مفرح کو لکھا کہ سلطان محمد شاہ کی ملازمت مین یون مذکور ہوا کہ تونے مال واجب سلطانی کئی برس کا اپنے خوارج مین صرف کرکے ایک دینار خزانہ عامرہ مین داخل نہین کیا اور علاوہ اُسکے دست تظلم و جور دراز کرکے اس محال کے تمام باشندگان کو رنجیدہ کیا ہی اکثر لوگ متواتر دہلی مین فریادی آئے اور جو زمام حل وعقد مہام اُس نواح کی میرے سپرد کی ہی بہتر یہ ہے کہ زر محصول خالصہ جسقدر موجود ہو بتعجیل تعجیل اپنے پاس سے دہلی مین ارسال کرکے اور مظلومون کی تسلی کرکے خود بھی دارالملک کی طرف متوجہ ہو چنانچہ نظام مفرح نے درجواب لکھا کہ جو آپ مسافت بعید اور دراز طے کرکے آئے ہین اُسی مقام مین تھیرے اور زیادہ تکلیف نہ کھینچیے مین خود وہان آنکر حساب و اصلات گذرانون گا بشرطیکہ اُسکے کہ مجھے موکلون کے سپرد نکرین اس جواب سننے بغاوت اُسکی ظفر خان پر ثابت اور یقین ہوئی اُسا ول کی طرف کہ بالفعل احمد آباد کہتے ہیں اُسکے واقع ہوا ہی گیا اور جو نظام مفرح نے گجراتیون اور کافرون سے رشتہ داری کرلی تھی اور اُن کو موافق کرکے دس بارہ ہزار سوار اور پیادہ جرار بہم پہونچا کر ارادہ جنگ کا رکھتا تھا ظفر خان نے
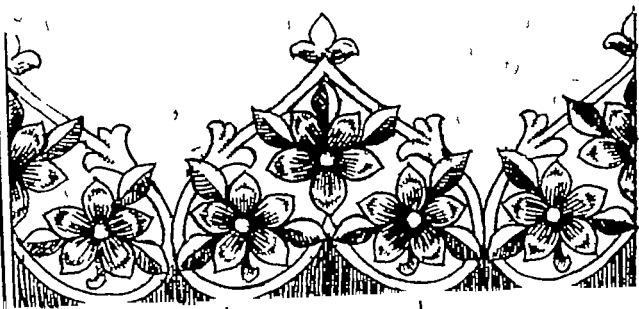
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقالہ چوتھا سلاطین گجرات انار اللہ برہانہم و نور مرقدہم کے بیان میں

تاریخ مبارک شاہی وغیرہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ سلطان فیروز شاہ بادشاہ دہلی نے فرحت الملک کو کہ اسے نظام شاہ مفرح بھی کہتے تھے سپہ سالار گجرات کر کے اس مملکت کا صاحب اختیار کیا اور بعد وفات سلطان فیروز شاہ اسکے بیٹے سلطان محمد شاہ نے بھی تخت گجرات کی حکومت ساتھ اسکے بدستور مقرر رکھی لیکن فرحت الملک جو داعیہ مخالفت کا رکھتا تھا اور اس حدود کے زمینداروں اور ہندؤں کی نسبت طریق اخلاص جاری کیا تھا اور انکی خوشامد اور رضامندی کے واسطے شعار کفر اور رسوم بت پرستی کو رواج دیا تھا اس سبب سے گجرات کے علما اور فضلا نے سنہ ۷۹۳ھ سات سو ترانوے ہجری میں عریضہ پایہ سریر آسمان نظیر سلطان محمد شاہ میں ارسال کیا مضمون اسکا یہ کہ فرحت الملک نے اغوائے شیطانی اور سواد ہوس جسمانی سے مرتکب اعمال ناشائستہ ہو کر اسقدر رواج اصنام اور رونق ادیان باطلہ میں کوشش کی کہ بلدہ سومنات قبلہ اہل ضلال ہوا اور شعار اور رسوم مسلمانی روز بروز منقص ہوتا ہے منبر کو عزت و حرمت سے کچھ حصہ اور مسجد کو صوم و صلوٰۃ سے کچھ نصیبہ باقی نہیں ہے اگر اسوقت میں لیا تدارک کہ موجب تقویت دین و رواج اسلام ہووے ظہور میں پہونچے فہو المراد ورنہ یہ کام ہاتھ سے گیا سلطان دین پناہ یہ مضمون سنکر متحزن اور غمگین ہوا اور بعد تامل فراواں اور غور بے پایاں واسطے انتظام شرع خواجہ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ کے اور حکومت گجرات کے اعظم ہمایوں ظفر خاں بن وجیہ الملک کو کہ امرائے کبار سے تھا مقرر کیا اور ربیع الثانی کی تیسری تاریخ سنہ مذکور میں خلعت خاص عنایت فرمایا اور اسکی توقیر و حشمت کے لیے چتر سفید و بارگاہ سرخ کہ مخصوص بادشاہوں کے واسطے تھی اسے عطا کی اور وہ اسی دن نقد رخصت حاصل کر کے شہر سے برآمد ہوا اور حوض خاص پر ڈیرہ کش ہو کر اپنے سامان میں مشغول ہوا اور سلطان محمد شاہ دوسرے دن کہ چوتھی تاریخ ماہ مذکور کو بسم صدر تھی

لشکر تلنگ محاصرہ کے واسطے چھوڑا اور خود احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور بیدر کا محاصرہ ترک فرمایا علی برید نے محاصرہ کی محنت و تعب سے رہائی پائی اور اُس نے ۹۸۸ نوسو اٹھاسی ہجری مین وہ وعدہ وفا کیا یعنی ان دونون خواجہ سراؤن کو اُسکے پاس بھیجا اور خواجہ سرا باوجود اُسکے کہ نس کٹے تھے لیکن رگ حمیت اُنکی جنبش مین آئی اپنی آبروریزی کی شرم سے عادل شاہ کو بضرب خنجر شربت شہادت چکھایا غرض کہ اُسکا ذکر سابق مین وقائع عادل شاہیہ مین مفصلاً اور بتشریح مرقوم ہوا ہے اور علی برید بھی انھین سنوات مین ہنتالیس سال سلطنت کرکے تختہ تابوت کو تخت شاہی پر اختیار کرکے اس سرائے عاریت سے عالم باقی کی طرف خرامان ہوا اور بڑا بیٹا اُسکا ابراہیم برید شاہ نائب مناب ہوا سات برس سلطنت کرکے اجل طبیعی سے مرگیا بعدہ قاسم برید شاہ تین برس محمد آباد کی حکومت مین سرگرم رہا آخر کو اس نے بھی شربت ناگوار ممات نوش کیا اور اُسکا چھوٹا بیٹا مسمے علی برید جو چار برس کا تھا برائے نام شغل حکومت مین مشغول ہوا اور ایک شخص کہ جس کا نام میرزا علی اور اُس خاندان کی اولاد سے تھا ۱۰۰۰ایک ہزار دس ہجری مین خروج کرکے اُس کو بھاگ نگر کی طرف کہ تختگاہ محمد قلی قطب شاہ ہے ہزیمت دے کر خود بادشاہ ہوا اور اب تک کہ تاریخ ہجری ۱۰۱۸ ایک ہزار اٹھارہ ہے اس بلدہ مین حکمرانی کرکے چراغ بریدشاہیہ کو روشن رکھتا ہے اور ناظرین جنکو احوال ملوک ماضیہ انار اللہ مرقدہم سے آگاہ ہونے کا شوق ہے ان کی طبائع آفتاب شعاع پر مخفی و محتجب نہ رہے کہ حکایات عماد شاہیہ اور بریدشاہیہ کسی کتاب متداولہ مین مسطور نہین جو کچھ محمد قاسم فرشتہ نے اس کتاب مین لکھا ہے مردم کہن سال سے کہ معاصران بادشاہون کے ہوئے ہین یا اُن دونون سلسلہ کے قریب العہد ہوئے ہین اُنکی زبان صدق ترجمان سے سُنکر ان اوراق مین ثبت کیا ہے ناظرین والا تمکین سے عرض گذار ہے کہ سال جلوس اور وفات انکا اگر معلوم ہوجاوے یا وقائع مذکورہ مین سے کوئی واقعہ بہ نہج دیگر محقق ہووے عبارات قضایاے ان دو خاندان کو بقلم اصلاح مشرف فرمادین اور حیات اور ممات مین اس مؤلف کو مرہون احسان کرین کہ ارباب کرم کا یہی داب اور قاعدہ ہے فقط

کہ جو آخیر بادشاہان بہمنیہ سے تھا احمد نگر کی طرف بھاگا اور اُس کے عہد میں شہر بیدر اسمعیل عادل شاہ کے تصرف میں آیا اور پھر ساتھ اُسکے رجوع ہوا اور اُس عرصہ میں سلطان بہادر عماد الملک اور محمد شاہ والی برہان پور کے حسب التماس مملکت دکن میں آیا اور امیر برید اسمعیل عادل شاہ کے حکم کے موافق اپنی جمعیت کو ہمراہ لیکر بیجاپور کی طرف گیا اور عادل شاہ نے چار ہزار سوار عریب تاج پوش اسکے ہمراہ کر کے اُسے سپہ سالار بنایا اور نظام شاہ کی مدد کے واسطے بھیجا جیسا کہ اپنے مقام میں خامۂ تیز زبان نے اُس کی شرح و بسط میں کوشش کی ہے اور اُس نے مقابلہ لشکر گجرات ہنگامے رستمانہ کے بعد اسکے چند سال تک کامرانی پر متمکن رہا اور اواخر عمر میں برہان نظام شاہ کی کمک کے واسطے اول گیا اور دولت آباد کے اطراف میں قضائے الٰہی سے فوت ہوا اور اُس کے بھائی خان جہان نے جنازہ اُسکا احمد آباد بیدر میں لے جا کر قائم کے مقبرہ میں مدفون کیا اور مدت اُس کی سلطنت کی چالیس سال تھی اور دکن میں یہ لطیفہ اُس سے شہرت تمام رکھتا ہے کہ علی برید ایک شب جاڑے کے موسم میں باغ کمٹانہ کی عمارت میں بیٹھکر شراب پیتا تھا کہ گیدڑوں نے خلاف عادت مرغزار میں آن کر شور و غوغا بلند کیا امیر برید نے پوچھا کہ کس واسطے شور کرتے ہیں ایک ہمنشین گستاخ نے عرض کیا کہ سردی کی شدت سے حیران ہو کر سلطان سے فریاد کرتے ہیں علی الصباح حکم دیا کہ تین چار ہزار لحاف تیار کر کے باغ و صحرا میں ڈالیں تو شغال شب کو لحافوں میں رہیں اور سرما کی شر اور سختی سے محفوظ ہو ویں +

ذکر علی برید شاہ کی حکومت کا

اول وہ شخص اس خاندان سے ہے جس نے برہان نظام شاہ کی حمایت سے لفظ شاہ جزو اسم لیا اور جب شاہ طاہر اُسکی مبارکباد جلوس کے واسطے احمد آباد گیا نہایت آزردگی میں معاودت کی تب برہان شاہ نے اُس سے رنجیدہ ہو کر چڑھائی کی اور برید شاہ نہایت عاجزی سے مضطرب اور بدحواس ہوا اور قلعہ کلیان ابراہیم عادل شاہ کے پیشکش کر کے التماس قدوم کی لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا اور نظام شاہ نے اُس یورش میں قلعہ اوسہ اور اودگیر اور قندھار اُس سے چھین لیا اور اس قدر ولایت کہ جسکا حاصل چار لاکھ ہون طلا تھا اُسکے قبضہ میں رہے اور مرتضےٰ نظام شاہ اپنے عہد میں صاحب خان کے حسب التماس ۹۸۰ھ نوسو اسی ہجری میں وہاں پہونچا اور بلدۂ احمد آباد کو محاصرہ کیا تحصان کی سخت گیری میں کوشش کی برید شاہ نے ایلچی عادل شاہ کی خدمت میں روانہ کر کے طلب اعانت کی علی عادل شاہ نے یہ جواب دیا کہ تو دو لونڈی خواجہ سرا جو فلان فلان کو جو تیری سرکار میں ہیں اگر مجھے دے تو میں تیری مدد کروں برید شاہ نے جو اطاعت کے سوا چارہ نہ رکھتا تھا اس معنی کو قبول اور علی عادل شاہ نے ہزار سوار اُسکی کمک کے واسطے مقرر کیے مرتضےٰ نظام شاہ اس خبر سے اور برہان شاہ کے رہا ہو کر فتنہ برپا کرنے کی خبر سے حوالی احمد نگر میں مضطرب ہوا اور میرزا یادگار کو مع

آدمی صغیر و کبیر مرد و زن کہ قریب چالیس کس تھے ایکبارگی دم گھوٹ کر مر گئے اور پاسبانون نے جب صبح کو دروازہ کھولا سب کو مردہ پایا الغرض سال مذکور مین سلطنت عماد شاہیہ اور تفال خانیہ نے انقراض قبول کیا کوئی شخص اُن دونون سلسلہ سے قید حیات مین نہ رہا

روضہ ششم مین ذکر حکومت بریدیہ ہی جو شہر بیدر مین تھی

اِس زمانہ تک کہ قلم معجز بیان بیاض دہر مین بہ مشک افشانی ہی سات شخص نے اس خاندان سے بعد ضعف دولت سلاطین بہمنیہ کے احمد آباد بیدر مین خطبہ اُس نواح کا اپنے نام پڑھا اول اُن مین جو کہ مدعی بلدۂ بیدر ہوا قاسم برید تھا

ذکر قاسم برید کی حکومت کا

قاسم برید سلک غلامان ترک کرجی مین انتظام رکھتا تھا اور خواجہ شہاب الدین یزدی اُسے دکن مین لایا اور سلطان محمد شاہ فاروقی کے ہاتھ فروخت کیا چونکہ قاسم برید مرد شجاع اور بہادر تھا اور راگ کے خوشنویس اور سازون کو بھی خوب بجاتا تھا اس بادشاہ کے عہد مین منصب امارت پر فائز ہوا اور کفار مرہٹہ باغی جو ماہین ولایت پائین اور جالنہ تھے اُن کے دفع کے واسطے نامزد ہوا اور اُس حدود مین فتح بزرگ کہ موجب افتخار و بلند نامی ہی وقوع مین آئی اور صاحب دستگاہ ہوا اور سایاجی مرہٹہ کو جو عمدہ سرداران کفرہ اُس اطراف سے تھا قتل کیا اور اُس کی بیٹی اپنے بیٹے امیر برید کے حبالۂ نکاح مین لایا اور جب قاسم برید نے بادشاہ کی طرف سے سایاجی کی مملکت جاگیر پائی عزیز و اقارب اس لڑکی کے کہ قریب چارسو نفر اور سب مردانہ اور شجاع تھے اُس کے نوکر ہوئے اور اُن مین سے اکثر رفتہ رفتہ بشرف اسلام مشرف ہوئے اور اُس جماعت کی اعانت اور حمایت کے سبب کہ تمام مخلص اور جان نثار تھے سلطان محمود کے عہد سلطنت مین تسلط اور استقلال تمام پیدا کیا اور دوسرون کی طرح بادشاہی کے اندیشہ مین پڑا عادل شاہ اور نظام شاہ اور عماد شاہ کی تجویز قلعہ اوسہ اور قندھار اور دیگر مین خطبہ اپنے نام پڑھا اصل دار السلطنت احمد آباد بیدر سلطان محمود کو ارزانی رکھی اور بارہ برس بادشاہی کی اور ابھی سلطان محمود بقید حیات اور زندہ تھا کہ نامہ عمر اسکا لپیٹ دیا گیا اور سنہ ۹۱۰ نوسو دس ہجری مین جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال کیا اور بڑا بیٹا اس کا قائم مقام ہوا

تذکرہ امیر علی برید کی حکمرانی کا

امیر برید دلیعہد اور قائم مقام پدر ہوا اور اُس کے عہد مین سلطان محمود نے وفات پائی اور سلطان کلیم اللہ

تسخیر حصار کی فکر میں پڑا اور برہان عماد الملک کی رہائی کے بہانہ اس طرف متوجہ ہوا تفال خان نے مضطر
ہو کر ابراہیم قطب شاہ سے مدد طلب کی اور لشکر تلنگ کی اعانت سے چنگیز خاں پیشوا سے نظام شاہ
سے جنگ کر کے مغلوب اور مقہور ہوا اور مدت دراز تک سپاہ نظام شاہ کے خوف سے جابجا جنگل جنگل
بھاگتا پھرا آخر کو خود قلعہ پرنالہ میں اور اس کا بیٹا شمشیر الملک قلعہ کاویل میں دونوں متحصن ہوگئے اور
نظام شاہ نے حصار پرنالہ کو کہ پہاڑ پر واقع تھا اور تسخیر اسکی توپ اور منجنیق اور جاکر وغیرہ سے دشوار
تھی محاصرہ کیا جب کہ مدت محاصرہ نے طول کھینچا چاہا کہ کوچ کر کے احمد نگر کی طرف تشریف لیجاوے میر جملہ
اسکا چنگیز خان جمعی اس ارادہ سے مانع ہوا اور حسن تدبیر سے مراہٹہ دیار دورم اکثر مردم دروں کو کہ
قلعہ کی محافظت میں قیام کرتے تھے دیگر راضی کیا اور وہ بھی محاصرہ کی تنگی سے تنگ آگئے تھے راتوں کو
برج دیوار سے کمند پیچ ڈالکر اترے اور چنگیز خان کے شریک ہوئے اور انعام و اعزاز و مناصب اعلے
و جاگیر خوب پاکر سرفراز ہوئے اور آدمی درونی بھی یہ خبر سنکر بذوق تمام اور شوق کمال جس طور سے کہ ممکن ہوا
قلعہ سے برآمد ہو کر بوسیلہ چنگیز خاں نظام شاہ کی سرکار سے مطالب و مقاصد علیا کو پہونچے لہذا قلعہ میں
گولہ اندازوں اور آتشباروں کی قسم سے زیادہ پانچ سو سے کوئی نہ رہا مردم نظام شاہی نے قابو پاکر مورچے آگے
بڑھائے اور توپہائے کلاں کی ضرب سے دیوار قلعہ میں رخنے ظاہر کیے اور چونکہ مردان جنگی سے قلعہ میں
کوئی نہ رہا تھا لشکریان خاصہ سے چنگیز خان اٹھائیس آدمی اور ایک نفرچی لیکر قلعہ کے قریب گیا اور
زینہ لگاکر قلعہ پر چڑھا اور قرنا جو کہ خاصہ چنگیز خاں سے تھی پھونکی تفال خان آواز اسکی سنکر سمجھا کہ چنگیز خان
خود قلعہ میں آیا ہے سراسیمہ اور بدحواس ہوا اور مع جماعت مخصوصاں سوار ہوا اور دروازہ عقب قلعہ کھولکر
شہور سنہ ۹۸۲ نوسو بیاسی ہجری میں پہاڑ اور جنگل کی طرف بھاگا اور مرتضے نظام شاہ نے قلعہ میں داخل ہو کر
زر نقد اور مال و اسباب نفیسہ اٹھا کر حکم دیا کہ باقی کو سوار اور پیادہ تاراج کریں اور سید حسن استرآبادی
جس نے تفال خان کے تعاقب میں تاخت کی تھی اس کو دستگیر کر کے تیسرے دن فتح پور میں
نظام شاہ کے پاس لایا اور بعد اس کے اسی عرصہ میں قلعہ کاویل بھی بہ امان مفتوح گیا اور اس کا بیٹا
شمشیر الملک گرفتار ہوا نظام شاہ نے تفال خان اور شمشیر الملک اور برہان الملک کو مع اولاد کہ اس
قلعہ میں قید تھے اپنی مملکت کے ایک قلعہ میں بھیجا اور انہوں نے ایک مدت کو جان شیرین قابض ارواح
کے سپرد کر کے زمانہ کی کشمکش سے نجات پائی بعضے کہتے ہیں کہ اس قلعہ کے محافظوں نے نظام شاہ کے
حکم کے موافق انہیں قلعہ میں دفعتہً واحدۃً گلا گھونٹ کر ہلاک کیا اور بعضوں کا یہ قول ہے کہ پاسبانوں نے
انہیں بایں نیت حجرۂ تنگ و تاریک میں بند کر کے بعد اس کے سد کیے تھے کہ وہ بہ تنگ آن کر
ہمیں رشوت دیکر راضی کریں اور چونکہ یہ قوت یومیہ کے محتاج تھے اس جماعت کے حسب مدعا سلوک
نہ کر سکے شدت اور محنت گرسنگی ان پر زیادہ تر کی چونکہ ہوا بکمال تیزی اور حرارت میں تھی ایک مدت کو وہ تمام

نظام شاہ مین متوجہ ہوا اور بعد جنگ شدید پھر نظام شاہ غالب آیا اور اُن کے فیل اور توپخانہ پر متصرف ہوا اور دونون بادشاہ بھاگے جو عادل شاہ کفار بیجانگر کے خرخشہ مین مقید تھا سلطان بہادر گجراتی سے ملتجی ہوا اور سلطان بہادر جو ہمیشہ دکن کی تسخیر کی خواہش مین رہتا تھا فرصت پاکر مع لشکر عظیم برہان پور کے راستہ سے مملکت برار مین آیا اور عماد شاہ نے جو سلطان بہادر کو قاصد تسخیر دکن دیکھا اُسکے بلانے سے پشیمان ہوا لیکن بسبب مجبور تھا اس واسطے فرمانبرداری کرکے خطبہ برار کا اُس کے نام پڑھا اور والی برہان پور کی اعانت کی سبب ایسا کیا کہ جیسا اپنے مقام مین مذکور ہو الغرض عماد شاہ دولت آباد سے برار کی طرف گیا اور سلطان بہادر نے اپنی دارالحکومت کی سمت معاودت کی جب علاء الدین نے بطریق پدر راہ ناگزیر ممات طی کی اُس کا بڑا بیٹا دریا عماد الملک مسند بادشاہی پر جلوہ گر ہوا -

ذکر علاء الدین دریا عماد شاہ کی سرداری کا

اُس کے بعد جب کہ علاء الدین دریا عماد شاہ نے تاراج سرداری زیب فرق کیا اپنی دختر مسماۃ دولت شاہ کو حسین نظام شاہ کی سلک ازدواج مین کھینچا اور حکام دکن کے ساتھ طریقہ یاری اور مروت کا جاری رکھکر ایام سلطنت بلا کلفت خشونت بسر کیے اُس کے بعد اُس کا بیٹا عماد شاہ صغر سن مین صاحب چتر و افسر ہوا اور نام سلطنت کا اُسپر جاری ہوا

تذکرہ برہان عماد شاہ ولد دریا عماد شاہ کی حکومت کا

تفال خان دکنی جس اُس دولتخانہ کے غلامون سے تھا اُس پر مسلط ہوا اور ابراہیم قطب شاہ اور رفار رقیہ کے حسن اتفاق کے باعث نشان شوکت بلند کیا اور آخر کو برہان عماد شاہ کے پانون مین بیڑی ڈال کر قلعۂ پرنالہ مین قید کیا اور خطبہ برار کا اپنے نام جاری کرکے چتر شاہی سر پر لگایا اور وہ حاکم شجاع اور جواد تھا

بیان تفالخان کے غلبہ کا عماد الملک پر اور ذکر انتقال اس دولت کا نظام شاہیہ کیطرف

بعد ازانکہ برہان عماد الملک کو درمیان سے اُٹھا کر استقلال تمام بہم پہونچایا اور آخر کو یہ خاش اس نہایت کو پہونچائی کہ مرتضے نظام شاہ اُسکے استیصال کے واسطے مملکت برار کی طرف آیا اور جب تفال خان اُسکی سخت گیری سے بہ تنگ ہوا علی عادل شاہ سے ملتجی اور مستدعی ہوا اور بو ہدایائے تحف و ہدایائے لطیفہ اور عطایائے نقود وافر آنحضرت کو بسر التفات لایا اور نظام شاہ اس معنی کو سمجھکر اپنی والدہ ماجدہ خونزہ ہمایون کی فہمائش کے سبب باتفاق عماد شاہ برار سے پلٹ گیا لیکن آخر ۹۸۰ھ نو سو اسی ہجری مین نظام شاہ پھر

روضہ پانچواں عماد الملک کی سلطنت کے بیان مین کہ برار مین حکومت کی تھی

سلاطین دکن کے تتبع احوال سے ایسا واضح ہوا کہ فتح اللہ عماد الملک کفار بیجانگر کی اولاد سے تھا اور لڑکپن میں مسلمانون نے اُسے اسیر کیا اور خانجہاں موسپہ سالار ولایت برار تھا اُس کے غلاموں میں انتظام رکھتا تھا اور عہد شباب مین آثار رشد اور قابلیت کے اُس سے ظاہر ہوئے جس سے وہ مقرب ومعتمد درگاہ ہوا اور اسکی وفات کے بعد اس عقلمند نے اپنے آپ کو غلامان سلاطین بہمنیہ کے سلک میں منسلک کیا اور سلطان محمد شاہ بہمنی کے دور میں خواجہ جہان گاوان کی توجہ سے خطاب عماد الملک پایا اور سپہ سالار ولایت برار ہوا اور ۸۸۰ھ آٹھ سو اسی ہجری میں قلادہ سلطنت گردن میں ڈال کر سکہ اور خطبہ برار میں اپنے نام جاری کیا اور جب اس جہان گذران سے انتقال کیا اُس کا بڑا بیٹا علاء الدین عماد الملک قائم مقام اس کا ہوا اور اس ملک کی حکومت کا نشان بلند کیا۔

ذکر علاء الدین عماد الملک کی سرداری کا

اول شخص اس سلسلہ کا وہ تھا جس نے اسمٰعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ کے مانند لفظ شاہ اپنے اوپر اطلاق کرکے قلعہ کاویل کو دار الحکومت کیا اور سلطان محمود بہمنی امیر برید کے موکل سے بھاگ کر اُسکے پاس پناہ لایا اور وہ مع لشکر برار سلطان محمود کے ہمراہ محمد آباد بیدر کی طرف گیا کہ امیر برید کو مستاصل کرکے وارث ملک کو صاحب مسند شہر بیدر کرے نظام شاہ نے صلاح دولت اپنی اس میں نہ دیکھی اور امیر برید کی کمک کی جیسا کہ مذکور ہوا سلطان محمود اثناے جنگ میں امیر برید کے ساتھ موافق ہوا عماد الملک ناکام ہو کر کاویل کی طرف پلٹ گیا اور ۹۲۳ھ نو سو تئیس ہجری میں امیر برید نے قلعہ ماہور پر چڑھائی کی اور خداوندخان حبشی کو قتل کرکے اس قلعہ پر متصرف ہوا عماد الملک نے خداوندخاں کے بیٹوں کی حمایت پر کمر باندھی اور فوج جمع کرنے لگا اور امیر برید نے باقتضاے وقت دونوں قلعہ خداوندخاں مقتول کے فرزندوں کو دے کر انہیں عماد الملک کا تابع کیا اور عماد الملک نے آہستہ آہستہ دونوں قلعہ اولاد خداوندخاں کے تصرف سے برآوردہ کرکے اپنے آدمیوں کے سپرد کیے اور وہ برہان شاہ کے پاس جاکر نالشی ہوئے اور اس تقریب کے سبب درمیان اُس کے اور برہان نظام شاہ کے دوستی ساتھ دشمنی کے مبدل ہوئی اور محاربات واقع ہوئے اور عماد الملک ہر مرتبہ شکست کھاکر کاویل کی طرف بھاگا اور اسی عرصہ مین اسمٰعیل عادل شاہ کی بہن کی خواستگاری کرکے اپنے عقد نکاح مین لایا اور جو کہ عادل شاہ کو گرفتار رائے بیجانگر دیکھا حصار ماہور اور رامگیر پر قبضہ کیا اور ۹۳۰ھ نو سو تیس ہجری میں باتفاق میران محمد شاہ حاکم برہان پور بقصد تدارک جنگ

ولہ

بحدی دارد دلم برشکوه لاف صبر و طاقت را | نیارم با کمال عجز این اظهار قدرت را
زبیم آنکه هر سو سر کشد صد شعله از شکوه | بصد خون جگر پنهان کند دل آه حسرت را
زخونین داغهای من فلک را ذوقها باد آ | که خوش آبی و رنگی داد گلزار محبت را
نسیم لطف جانان کم شد ای باد سحرگاہے | مدد کن تا بجوش آریم دریاهای رحمت را
کرم کن ای مروت راه اگر یابی به بزم او | نیاز نامرادے عرضه کن آن بیمروت را
چه عهدے بود عهد وصل جانان بهر جانبازی | دریغا ماند استیلای دل قدر فرصت را
فدای رسم عادت سوز خود کردم که در عهدش | عجب ویرانه دیدم سرای رسم و عادت را
مکن نسبت بغیرم در وفا آزار دیگر کن | سراپا غیر تم مپسند بر من این مذلت را
بشرمت گر ز من بیتابی سرزد از و بگذر | پریشان داشت طرح وضع صحبت مغز طاقت را
اگر انسیت مومن صحبت هجران که من دیدم | به بزمش خون خورد بیرون بیا مگذار جرأت را

ولہ

خوشم که بر دل من عشق مدعا نگذاشت | مرا به بوالهوسیهای خویش وانگذاشت

اور سب سے بہتر اور خوشتر یہ کہ محمد قلی قطب شاہ جیسا کہ واجب تھا اُس سید بزرگوار کی قدر و منزلت پہچانکر اُس سے سلوک کرتا ہی اور لوازم تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین فرماتا اور اس قدر اعتقاد اُس ہوشمند روشنضمیر کی اصابت رائے مین رکھتا ہے کہ جمیع مہمات سلطنت خصوصاً کارہاے بزرگ ساتھ اُس کے رجوع کر کے خود مع ندیمان و برادران لہو و لعب اور عیش و عشرت مین مشغول رہتا ہی اور ہمیشہ بزم خرمی اور بیغمی آراستہ کر کے زمانۂ ناپایدار سے داد کامرانی کی لیتا ہی اور زبان حال اس ترانہ سے مترنم کرتا ہی **فرد** ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار ؛ کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست دوسرے جملہ توفیقات آسمانی اور افضال یزدانی سے کہ اُس شہریار محب اہلبیت اطہار کے شامل روزگار ہوئی وہ یہ ہی کہ جس وقت سے آفتاب رایت اسلام افق ہندوستان سے طالع ہوا کسی سلاطین سابق اور حال اس دیار کو شاہان عظیم الشان ایران کے ساتھ نسبت وصلت اور پیوندگی نہوئی اس عہد مبارک مین شہنشاہ قباد بخت جمشید تخت عباس بادشاہ والی ایران نے اپنے ایک معتمدان درگاہ عرش اشتباہ کو دکن کی طرف بھیجکر دختر بلند اختر حاکم تلنگ کو اپنے ایک فرزند ارجمند کے واسطے خواستگاری فرمائی اور آن حضرت نے شرف دنیا و آخرت اسکے قبول مین جانکر تہیہ سامان شادی کیا ہے کہ اُس کریمۂ سعادتمند کو بروش سلاطین کامگار ایران کی طرف روانہ کرے

اور ہجوم عام ہوا اور مال و اسباب اُن کا معرض تاراج مین آیا قطب شاہ نے اس معاملہ سے مطلع ہو کر کوتوال کو حکم دے کر آپ اور مخصوصان کو بہ تعجیل تمام بھیجا کہ اہل دکن پر سیاست کر کے اس فساد کو ساکن کریں چنانچہ بعض ساعت مین ستو غریب مارے گئے اور مکان اُن کے تاراج ہوئے اور عجیب شور و غوغا بلدۂ بھاگ نگر مین ظاہر آیا اور کسی کو خبر یہ تھی کہ بادشاہ کا سبب قہر اور موجب غریب کشی کیا ہے اور اس قطب فلک اقبال کو کئی چیزیں نصیب ہو لیکن کہ وہ اور بادشاہوں کو بہت کم میسر ہوئی ہیں اول یہ کہ بھائیوں کو مسند عزت پر متمکن کر کے اپنا انیس و جلیس کیا اور اُن کے ساتھ بے دغدغہ خاطر سلوک مصاحبانہ کرتا تھا اور بھائی اُسے امر عظیم جانکر بہ نہایت اخلاص اور یکجہتی سے پیش آتے تھے اور کبھی تیس برس کے عرصہ مین اُنکی طرف سے کسی طرح کے غبار نے اس بادشاہ کے آئینۂ خاطر اشرف مین راہ نہ پائی اور یہ ایک ایسا عطیۂ ایزدی ہے کہ ہر شخص اُسکے ساتھ سرفراز نہیں ہوتا ہے اور دوسری یہ کہ میر محمد مومن استرآبادی کہ اُسکے باپ دادا سلاطین ایران کے نزدیک معزز اور مکرم تھے اور وہ خود بھی شاہ طہماسپ حسینی معروف بشاہزادہ حیدر میرزا کے عہد مین پچیس برس آنحضرت کا وکیل السلطنت تھا اور سید معزی الیہ جمیع علوم متداولہ مین معقول و منقول سے تبحر اور اعلم علمائے عصر ہے اور تقوے اور زہد اور نیک نفسی اور تواضع مین اپنا عدیل و نظیر نہیں رکھتا اور شعر خوب کہتا ہے اور کمال اہلیت مع مراتب دنیوی جمیع رکھتا ہے اور یہ اشعار اُسکے نتائج افکار سے ہین

غزل

شادمانی ست ہمدۂ غم ما
اے خوشا روزگار درہم ما
شاہ اقلیم درد و غم مائیم
سور شد داغ دار ماتم ما
بد معمائے وصل کو کہ فراق
رود وصل از زبان ابکم ما

عالم دیگر است عالم ما
شکر درد تو چون کنیم کہ ہست
ملک ہجران سواد اعظم ما
نمک آن درد دیدہ ہوش کیست
گشتہ نعمان ہم نشین دم ما
غمگساری مخوار و مومن

حد العشق در تحیر ما
داغ بالائے داغ مرہم ما
سایۂ عشق کم مباد کہ کرد
کم ز کوثر نکیر زمزم ما
حرف اے ہمنشین مگو با ما
غم ما ار کجا و مرہم ما

وله

مدارا وار ہاں ار ستور بختی دلفگارے را
ولا پیوستہ با ما سازگاران را سازگارے کن
بکاری بر جارم می دہد گردون رنگ مستی
مرا بس اینکہ دارم حکم بر اقلیم ناکامے
رشتہ ما گوار چرخ کام عاقبت سود د
بتلخی جان بدہ کم حدیث کام کو مومن

کہ من برہا دشوقت دادہ ام جوش در کارے
کجا باشد سازگار خود کسی ناسازگارے را
چہ خوش بودی کہ دادی مستی ہم ہر خارے را
مسلم باد ملک کامگاری بختیارے را
بحمد اللہ نصیبم کرد دہر خوشگوارے را
چہ غم ار تلخی ناکامے ناکامگارے را

بنا کر کے اپنا دار الملک بنایا اور اسی کنچنی کی رعایت سے نام اسکا بھاگ نگر رکھا پھر اسکے بعد پشیمان و نادم ہو کر موسوم
بہ حیدر آباد کیا لیکن وہ خلائق مین بھاگ نگر مشہور ہی حیدر آباد کوئی نہین کہتا اور دور اُس کا قریب پانچ کوس کے
ہی اور ہر ایک بازار اُس کی بخلاف سائر بلاد ہندوستان بطرز خوب واقع ہین اور وہ شہر باوصف وسعت
اور صفائی کے آب وہوا لطیف اور معتدل رکھتا ہی اور مسافر کے ساتھ موافقت اور سازگاری کا دم مارتا ہے
اور اُسکی اکثر بازارون مین دو طرفہ جداول نہر آب روان ہی اور جداول کے کنارہ درخت سایہ دار موزون
بٹھائے ہین اور دُکانین نہایت دل پسند گچ اور پتھر سے تیار کی ہین اور منازل شاہی کہ اُمین کسی طرح کا قصور
واقع نہین اس طرز سے ساختہ اور پرداختہ ہوئی ہین کہ مسافران ہفت اقلیم اُسکی صناعی دیکھکر وجد
مین آتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم نے مثل اُسکا کسی ملک مین نہ دیکھا اور واقفان عالم پر مخفی نہوگا کہ کتب
اہل ہند مین مسطور ہی کہ تین مملکت ایک دوسرے کی محاذی واقع ہوئی ہین اور ہوا بھی ان ولایتون کی تاثیر
و خواص مین ایک دوسرے کے قریب ہی وہ یہ ہین تلنگ[۱] دونگ[۲] و بنگ[۳] ولایت تلنگ ہندوستان کے جنوب
مین واقع ہی اور سلاطین قطب شاہیہ کے تصرف مین ہی اور بنگ ولایت بنگالہ ہی اور مملکت ڈنگ ان دو
ولایت کے مابین واقع ہی اور کسی بادشاہان اسلام کو تسخیر اُس کی میسر نہوئی اب یہ بادشاہ اُس کی فتح کے
درپے ہوا اور بہت مملکت ڈنگ کو اپنے قبض و تصرف مین لایا اور حاکم وہان کا موسوم بہ بابلندر اپنی ولایت کے
آخر مین بھاگ کر نہایت عاجز اور خستہ و خوار ہوا اور شہور سنہ ۱۰۱۷ ایکہزار سترہ ہجری مین واقعہ غریب کہ کبھی
اس خاندان مین مثل اسکے واقع نہین ہوا اتفاقاً ظہور مین آیا یعنی شہر کے باہر پہاڑی پر کہ جس کو نبات گھاٹ
کہتے ہین ایک عمارت بادشاہی احداث ہی اور محمد قلی قطب شاہ کبھی کبھی وہان تشریف لیجاتا تھا تب دروازہ اُسکا
کھولتے تھے اور نہین تو مسدود اور مقفل رہتا تھا اتفاقاً ایک جماعت سوداگران غریب سے ایک شب کو
شبہائے مہتاب مین شراب کے سرور مین سرور اور مبہوت ہو کر مع ارباب نشاط زنانہ و مردانہ کہ ان مین خوانندہ
اور سازندہ بھی تھے عمارت کے دروازہ پر وارد ہوئی اور قفل کو توڑا اور دروازہ کھولکر عمارت مین داخل ہوئی اور
بزم شراب آراستہ کر کے عیش و عشرت مین مشغول ہوئی مردم بادشاہی جو اُس کی حفاظت کے واسطے مقرر تھے
اس حال سے واقف ہوئے پہلے وہ اس جماعت سے بملائمت پیش آئے اور سمجھایا کہ یہ عمارت بادشاہی ہی
اس مین ہر ایک کے جانے کی قدغن ممانعت ہی مناسب یہ ہی کہ تم اس مین سے نکل آؤ اور دروازہ بند
کرو کسی نے اُنکا کہنا نہ مانا آخر کو درشتی کی نوبت آئی اور محافظ اس کے فجر کو شہر کی طرف روانہ ہوئے اور
اس طرح سے اُن لوگون کی شکایت کی کہ بادشاہ یہ خبر سنکر طیش مین آیا اور آتش قہر و غضب کو مشتعل کر کے
فرمایا اُن غریبون کو کہ خلاف ورزی کر کے فرمان شاہی سے سرتاب ہوئے ہین تیغ سیاست سے قتل
کرو دکنی موافق اس مصرع کے **مصرع** عشاق ترا بہانہ بس باشد ✦ حکم قتل عام غریبان دے کر تلوارین
غلاف سے برآوردہ کر کے جوش و خروش مین آئے اور غریبون کے قتل مین عموماً اور خصوصاً مشغول ہوئے

ہووے اور اسے کمک کی احتیاج ہوا ور دوسرے بادشاہ کو مدد کے واسطے بلا وے طریق مروت میں اس پر
واجب ہے کہ خود سوار ہو کر اسکے پاس جاوے چنانچہ یہ دستور ہمیشہ درمیان نظام شاہیہ اور عادل شاہیہ
اور قطب شاہیہ کے مرعی اور مروج رہا ہے اس صورت میں ہر گاہ مناسب دولت یہ تھا کہ حضرت
شاہ میرزا کے کہنے سے بنفس نفیس برائے نظام شاہی کی مدد کے واسطے تشریف لائے اس بات سے
نہایت تاثیر کی قطب شاہ بہ معاودت گلکنڈہ عازم و جازم ہوا سید مرتضےٰ یہ امر سمجھکر قبل اس کے کہ بادشاہ
اظہار کرے پیش دستی کر کے عرض پیرا ہوا اصلاح وقت یہ ہے کہ ہم اپنی ولایت کی طرف جاکر بہت پرگنے
عادل شاہ کی سرحد سے نظام شاہ کے قبضہ میں لاویں اور حضرت اپنی مملکت کی طرف جاکر حسن آباد گلبرگہ کو
مسخر کریں قطب شاہ نے اس کلام کو عین مدعا دیکھکر قبول کیا اور بالاتفاق قلعہ بیجاپور سے کوچ کر کے
ہر ایک اپنے ملک کی طرف روانہ ہوئے لیکن قطب شاہ جب حسن آباد کے اطراف میں پہونچا امیر شمل استرآبادی
المخاطب بہ مصطفےٰ خان کو سپہ سالار کر کے مع سات ہزار سوار اور فیلان بسیار اس مملکت کی تسخیر کے لیے
اس مقام میں چھوڑا اور خود اپنے مقربان اور مخصوصان کو ہمراہ رکاب لیکر بہ تاج استعجال گلکنڈہ کی طرف
تشریف لے گیا اور شاہ میرزا کو مقید کیا اور بعد چند عرصہ کے اس کا گناہ معاف کر کے حکم دیا کہ اُسے
کشتی میں سوار کر کے مع مال و اسباب ضروری اصفہان کی طرف کہ وطن مالوف اُس کا ہے روانہ کریں چنانچہ
شاہ میرزا کشتی میں بیمار ہو کر قبل اسکے کہ منزل مقصود کو پہونچے فوت ہوا اور مصطفےٰ خان نے حسن آباد
کے نواح میں قیام کیا اور اکثر مضافات پر اس کے متصرف ہوا اور جب یہ خبر بیجاپور میں پہونچی دلاور خان
حبشی سپہ سالار ہو کر مع سپاہ عظیم اُس کے مقابلہ اور مقاتلہ کے واسطے تاخت لایا اور دونوں کے درمیان
جنگ شدید واقع ہوئی مصطفےٰ خان شکست کھا کر منہزم ہوا اور اپنے تئیں بمشقت کمال تلنگ کی سرحد پر
پہونچایا اور قریب ایک سو بیس فیل نامی قطب شاہ کے اور کئی اشیائے نفیسہ کہ مالیت کثیر رکھتے تھے عادل شاہ
کے تصرف میں آئے اور اس تاریخ سے اسوقت تک کہ عرصہ اٹھائیس سال کا گذرتا ہے عادل شاہ اور قطب شاہ
کے درمیان دروازے کلفت کے مسدود ہوے راہ مصادقت اور موافقت کی جاری ہے اور آخر سنہ ۹۵
نوسو پچاس ہجری میں خواجہ علی شیرازی المخاطب بہ ملک التجار مع ایک جماعت مردم اعیان بیجاپور سے گلکنڈہ کی
طرف آیا اور محمد قلی قطب شاہ کی بہن کو سلطان عصر ابو المظفر ابراہیم عادل شاہ کے واسطے خواستگاری
کی اور لوازم جشن شادی بجالا کر پالکی اس بلقیس زمان کی ساعت مسعود میں بیجاپور کی طرف لے گیا اور
اس قطب سپہر اجلال نے ابتدائی بادشاہی میں ایک فاحشہ بھاگ متی پر عاشق ہو کر ہزار سوار اس کے ملازم
کیے تھے تا بطریق امرائے کبار دربار میں آمد و شد کرتی رہے اور ان دنوں میں جو آب و ہوا کی زبونی اور فساد
سے خلائق وہاں کی رہنے سے متنفر اور تنگ تھی اس واسطے قطب شاہ نے گلکنڈہ سے چار کوس پر
ایک شہر کہ ہندوستان میں شہرہ اور جنوباً اور شمالاً ساتھ اس لطافت و صفائی کے مشاہدہ میں نہیں آتا

کہ نظام شاہ تسخیر برار مین تھا لشکر تفال خان کی کمک کو بھیجا اور اس کے بعد وہ مملکت نظام شاہ نے مفتوح کی پھر شہر بیدر کے لینے کے درپے ہوا اور قطب شاہ نے اپنی زوال مملکت سے اندیشہ کر کے شاہ میرزا اصفہانی کو کہ میر جملہ اُس کا تھا نظام شاہ کے پاس بطور رسالت بھیجکر نہایت کوشش کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ چنگیز خان وکیل السلطنت نظام شاہ کہ باعث لشکر کشی تھا تلف ہوا اور ۹۸۸ نوسو اٹھاسی ہجری مین علی عادل شاہ بھی بدرجہ شہادت فائز ہوا اور بعضے نظام شاہ نے قصد تسخیر بعضے بلاد اُس کی سرحد کا کیا جب قطب شاہ سے مدد چاہی اُس نے ناچار کچھ امرا امراے نظام شاہی کی معاونت کے واسطے رخصت کیے ابھی اس معاملہ سے نجات حاصل نہوئی تھی کہ ۹۸۹ نوسو نواسی ہجری مین ابراہیم قطب شاہ نے بھی قضاے الٰہی وفات پائی مدت اُس کی بادشاہت کی ستیس برس اور چند ماہ تھی۔

بیان سلطنت حلیم الرؤف محمد قلی قطب شاہ کی سلطنت کا

ابراہیم قطب شاہ کے بعد از وفات تین بیٹے اُسکے زندہ تھے محمد قلی قطب شاہ اور خدا بندہ اور سبحان قلی ازانجملہ محمد قلی قطب شاہ کہ بڑا بیٹا اُسکا تھا ساعت نیک اور طالع سعد مین اپنے باپ کا جانشین ہوا اور بارہ برس کی عمر سے مسند فرماندہی تلنگ کو اپنے وجود باجود سے آراستہ کیا اور شاہ میرزا اصفہانی کی بیٹی کہ سادات صحیح النسب طباطبائی سے تھا اور مدت دراز سے میر جملگی ابراہیم قطب شاہ کی ساتھ اُسکے تعلق رکھتی تھی عقد نکاح مین لایا اور اُسی کے کہنے سننے و رغبت دلانے سے خاندان نظام شاہیہ کے ساتھ خالص دوستی ظاہر کرنے کے لیے بذات خود سید مرتضے سبزواری میر لشکر احمد نگر کی مدد کے واسطے عادل شاہ کی ولایت کی سمت روانہ ہوا اور چاہا کہ پہلے قلعہ شاہ درگ کو فتح کر کے نظام شاہ کے متعلقون کے سپرد کرے اور اُس کے بعد لشکر نظام شاہ کی اعانت اور کمک سے قلعہ گلبرگہ اور اتبکر کو مفتوح کر کے خود متصرف ہووے جب قطع مسافت کر کے سید مرتضے کے پاس پہونچا اور تختگاہ بیجاپور مین کہ امرا کی بے اتفاقی کی شامت سے خلل تھا باطمینان تمام باتفاق امراے نظام شاہی قلعہ شاہ درگ کو گھیرا اور جب وہان کے تھانہ دار محمد آقا ترکمان نے نشان مدافعہ اور علم دو لتخواہی کا بلند کیا اور رایات شجاعت کو مرتفع کر کے داد مردی اور مردانگی اور محافظت کی دی اور جماعت کثیر نظام شاہ اور قطب شاہ کی توپ اور بندوق سے ضائع ہوئی اور سب اس سفر سے ملول اور محزون ہوئے مجلس مصلحت آراستہ کر کے یہ تجویز کی کہ اسقدر مشقت جو تسخیر قلعہ شاہ درگ مین کھینچتے مین عبث ہے مناسب یہ ہے کہ بیجاپور کی طرف کہ دارالملک ہے جا کر اُسکے لینے مین کوشش کرین یہ کہکر اُس طرف روانہ ہوے جب مدت مدید اُس کے محاصرہ مین گذری اور متحمل مشقت ہوئے اور کچھ فائدہ نہوا قطب شاہ ایام سفر کی درازی سے رنجیدہ ہوا اور ارکین سلطنت نے فرصت پاکر معروض کیا کہ سلاطین دکن کا یہ قاعدہ اور دستور ہے کہ جس وقت ایک اُن مین سے بنفس خود کسی طرف سوار

کی اردو کے پہلو میں آدھ کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوا اور علی عادل شاہ مسمی ابوالحسن ولد شاہ طاہر کو نظام شاہ
کے پاس بھیجکر قطب شاہ کا نامہ جو کہ اتحاد اور یکجہتی کے بارہ میں عادل شاہ کو لکھا تھا باتفاق خانخانان
ملا حسین کے نظام شاہ کے ملاحظہ میں درلایا اور نظام شاہ خانخانان کے اغوا کے باعث قطب شاہ سے
رنجیدہ ہوا اور اپنے امرا کو اس کے اردو کی تاراجی کا حکم دیا قطب شاہ اس امر سے واقف ہوا اور گلکنڈہ
کی طرف بہ سبیل استعجال جریدہ روانہ ہوا اور نظام شاہ کی فوج نے قطب شاہ کی اردو کو تاراج کرکے سرحد تلنگ
تک تعاقب کیا قریب ایکسو اور پچاس فیل کوہ تمثیل کو گرفتار کرکے قطب شاہ کے بہت آدمی مقتول کیے اور
افواج نظام شاہیہ سرحد تلنگ میں پہونچکر تعاقب سے باز آئی ابراہیم قطب شاہ کا بڑا بیٹا موسوم بہ عبدالقادر
کہ زیور شجاعت اور علم اور حسن خط سے آراستہ تھا اس نے باپ کی خدمت میں عرض کی کہ فوج نظام شاہیہ بستان
جرأت بلند کرکے ہمیں اور ہمارے آدمیوں کو بہت مزاحمت اور خرابی پہونچاتی ہے اگر حکم ہو یہ کمینہ فرزند کچھ فوج
کمینگاہ میں جاکر اُنکے عقب سے آنکر انہیں شمشیر قہر سے معدوم کرکے ایسا کرے کہ سبب عبرت و سبیہ دوسروں کا
ہووے عین سرداری اس فرزند کی ہوگی قطب شاہ اپنے فرزند کو صاحب داعیہ سمجھا اور یہ ارادہ امرائے
کبار کی تحریک سے جانکر متوہم ہوا اور اثنائے راہ میں کچھ جواب نہ دیا جب گلکنڈہ میں پہونچا اپنے لخت جگر کو
بےقصور ایک قلعہ میں قید کیا لیکن اسپر بھی اکتفا نہ کی اُسے زہر دے کر ہلاک کیا اور اس سبب سے کہ
یہ حادثہ ملا حسین خانخاناں کی جانب سے جانتا تھا اور اس سے نہایت آزردہ تھا حکم کیا کہ اُس کے قلمرو میں
جو شخص نوشتہ رکھتا ہو اُسکی پشت پر یہ فقرے لکھیں اُستاد نوری طرح دوران کہ شہر تبریز کے محلہ مکالہ میں
رہتا ہے اور لوگوں کے دروازوں پر چکر لگاتا ہے اور رات جس شخص کے جیب کرتے ہیں اُسے اُکھاڑتا ہے اور
روپیہ لیتا ہے اور زبان بیہودی کے موے پشت مونڈتا ہے اب فرزند اُسکا کہ حسین طرح ہے اس کی تعریف
میں ہمارے بھائی حضرت مرتضےٰ نظام شاہ اسکندر زمانے ارسطو تدبیر وکیل السلطنت لکھتے ہیں حالانکہ اسکے
بچپن کے زمانہ میں اس کے ساتھ محمد خربزہ فروش نے اور حلوائی قلندر نے اور ملا رومی نے اغلام و بدفعلی
کی تھی القصہ اس زمانہ میں جنگیز خان اصفہانی کہ مرد مدبر اور دانا تھا نظام شاہ کا پیشوا ہوا اُسنے تسخیر برار کا
ارادہ کیا قطب شاہ نے چاہا کہ عادل شاہ کے ساتھ ملاقات کرکے باتفاق اسکے تفال خان کی حمایت کرے
چنگیز خان اُنکے ارادہ سے آگاہ ہوا اور اس وقت کہ دونوں بادشاہ بہ قصد ملاقات اپنے مواضع سے سفر میں
تھے نظام شاہ کو اُبھار کر ولایت عادل شاہ کے درمیان میں لایا اور پیغام دیا کہ قطب شاہ اور تفال خان کو نظام شاہ
کی دوستی پر اختیار کرنا ترجیح بلا مرجح ہے علی عادل شاہ نے متنبہ ہو کر شاہ ابوالحسن کے مشورہ سے قطب شاہ کی منع
ملاقات کرکے نظام شاہ کے ساتھ ملاقات کی اور اس مجلس میں ایسا مقرر ہوا کہ نظام شاہ ولایت برار اور
احمدآباد بیدر کو مسخر کرے اور عادل شاہ اس قدر ولایت کرناٹک پر جسکا محصول برار اور بیدر کے محصول کے
برابر ہو متصرف ہووے اور قطب شاہ کچھ طرفین سے واسطہ اور سروکار نہ رکھے لیکن قطب شاہ نے اسوقت

آدھی رات کو کوچ کر کے گلکنڈہ کی طرف آیا اور حسین نظام شاہ جو تنہا مہمات ملک گیری کو انجام نہ دے سکتا تھا وہ بھی ترک محاصرہ کر کے احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور بعد چند عرصہ کے جب عادل شاہ اور رام راج اور امیر برید نے نظام شاہ کی گوشمال کے واسطے اتفاق کیا اور قطب شاہ کو بھی اپنی اعانت کے واسطے طلب کیا وہ ناچار ہوا اور بجانب قوی کو ہاتھ سے نہ دیکر ہمراہ اُن کے احمد نگر کی طرف گیا اور مثل اوروں کے وہ بھی قلعہ کے محاصرہ مین مشغول ہوا اور جب وہ بھی مشرف بالفتح ہوا اپنی سنت سینہ یعنی پہلی چال پر عمل کر کے خیمہ و خرگاہ چھوڑا اور آدھی رات کو پاے قلعہ سے برخاست کر کے بسرعت برق و باد گلکنڈہ کی طرف روانہ ہوا اور عادل شاہ اور رام راج کے منصوبے مین خلل ڈالا جیسا کہ پیشتر مذکور ہو چکا جب رام راج اور عادل شاہ نے احمد نگر سے بازگشت کی قطب شاہ دوسری مرتبہ پھر حسین نظام شاہ کی نسبت دروازے خصوصیت کے مفتوح کر کے اُس کی دختر مسماۃ بی بی جمال کا خواستگار ہوا حسین نظام شاہ نے اس شرط پر قبول کیا کہ میرے ہمراہ جا کر قلعہ کلیان کو عادل شاہ کے تصرف سے برآوردہ کرے قطب شاہ نے منظور کیا اور سنہ ۹۷۱ نوسو اکھتر ہجری مین حسین نظام شاہ احمد نگر سے اور قطب شاہ گلکنڈہ سے روانہ ہوئے اور اطراف قلعہ کلیان مین پہونچکر ایک نے دوسرے کی ملاقات کی اور پہلے سامان جشن شادی بجالا کر مہمات عروسی سے فارغ ہوئے اُسکے بعد دونون بادشاہ محاصرہ مین مشغول ہوے اور جو رام راج اور عادل شاہ اور تفال خان اور امیر برید باتفاق مزاحمت دفع کرنے مین متوجہ ہوئے جیسا کہ نظام شاہ کی ضمن حکایت مین ثبت ہوا قطب شاہ گلکنڈہ کی طرف اور نظام شاہ احمد نگر روانہ ہوئے اور رام راج اور عادل شاہ نے احمد نگر تک اُسکا پیچھا کیا اور نظام شاہ کی ولایت دوبارہ تاخت و تاراج کر کے ملٹ آئے اور چھ مہینے قطب شاہ کی سرحد پر قصبہ اوکی مین استقامت کی اور ممالکت تلنگ مین بھی سخت خرابی کی آخرش قطب شاہ کی حسن تدبیر سے ہر ایک صلح کر کے اپنے مقر کی طرف راہی ہوا اور سنہ ۹۷۲ نوسو بہتر ہجری مین عادل شاہ اور نظام شاہ موافقت کر کے رام راج سے جنگ کر کے مظفر اور منصور ہو کر اپنے مقر دولت کی طرف مراجعت کی اور معاودت کے وقت رایچور کے اطراف مین مصطفےٰ خان اردستانی کہ ہمیشہ قطب شاہ کی آتش غضب سے ڈرتا تھا طواف خانہ خدا اور مدینہ رسول اللہ صلعم کی زیارت کے بہانہ اُس سے جدا ہو کر علی عادل شاہ کا نوکر ہوا اور مرتضےٰ نظام شاہ کے عہد مین جو اُس کی والدہ خونزہ ہمایون کی حکومت کے سبب مملکت احمد نگر مین ہرج مرج ظاہر آیا تھا کشور خان لاری یعنی سپہ سالار عادل شاہ نظام شاہ کی سرحد مین قلعہ مسمے بیدار در مین پہونچکر بہت پرگنات پر اُسکے متصرف ہوا لہذا مرتضےٰ نظام شاہ نے اپنی والدہ کو ایک قلعہ مین قید کیا اور ملا حسن تبریزی کو خطاب خانخانان دے کر پیشوا کیا اور قلعہ دار در کی طرف نہضت فرمائی اور قطب شاہ کے پاس ایلچی اور کتابت بھیجکر کمک طلب کی قطب شاہ مع لشکر تلنگ کے بہ تعجیل تمام روانہ ہوا لیکن قبل اسکے پہونچنے کے مرتضےٰ نظام شاہ قلعہ کو مفتوح اور کشور خان کو مقتول کر کے عادل شاہ کی ولایت مین آیا تھا اس واسطے قطب شاہ نے بھی عادل شاہ کی ولایت مین قدم رکھا اور نظام شاہ

گوش ارادت سے نہ سنی اور باتیں رکیک اور بیہودہ بکنے لگا قطب شاہ کو تاب نہ آئی گھوڑے سے اترکر جمدھر
سے کہ دکن میں شائع ہے اسے جواب سخت دے کر ایک ضرب شمشیر عنبر کے شکم پر ماری کہ مقابل سے نکل گئی اور
طائر روح اسکا پرواز کر گیا عنبر خاں کے بھائی نے چاہا کہ اپنے بھائی کے خون کا انتقام لوں اور پھر قطب شاہ
سے یکیلی کروں لیکن ایک کردی پردیسی نے کہ ملازم قدیم قطب شاہ کا تھا اور علم شمشیر بازی میں قوت تمام
رکھتا تھا اسکا مقابلہ اختیار کیا وہ بھی اس حبشی پر غالب آیا اور اسے قتل کیا اور قطب شاہ عنبر خاں کی سرقیہ
کہ اصطلاح دکن میں سیرتی نشان کو کہتے ہیں متصرف ہوکر اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا اور اس دیار میں اپنے
بھائی کی قید حیات تک بود و باش اختیار کی جب وہ قضائے الٰہی سے مرگیا مصطفےٰ خاں اردستانی اور صلابت خاں
غلام ترک اور بعض ارکان دولت سے اتفاق کرکے پسر جمشید قطب شاہ کو کہ طفل دو سالہ تھا تخت سلطنت پر
بٹھایا اور دکنیوں نے ہجوم کرکے دولتخواہ کے رواج اور رونق مثانی مصطفےٰ خاں اور صلابت خاں نے متفق ہوکر یہ تجویز کی
کہ ابراہیم قطب شاہ کو بیجانگر سے طلب کرکے بادشاہ بناویں اور دکنیوں نے واقف ہوکر اپنے استحکام اور ہوشیاری میں کوشش کی
مصطفےٰ خان اور صلابت خان نے کہ اپنے ارادہ پر راسخ اور مضبوط تھے رام راج کو عریضہ لکھکر استدعا کی کہ ابراہیم قطب شاہ
گلکنڈہ کی طرف روانہ کریں رام راج نے انکی درخواست قبول کرکے ابراہیم قطب شاہ کو رخصت کیا اور جب وہ سرحد
تلنگ پر پہونچا مصطفےٰ خان سب آدمیوں سے پیشتر اسکی ملازمت میں حاضر ہوکر خلعت میر جملگی سے سرفراز ہوا
اور مہد و مہاجنوں سے دو لاکھ ہون قرض لیکر امور سلطنت کے سامان میں مشغول ہوا اور جب خبر مصطفےٰ خاں کی میر جملگی
کی گلکنڈہ میں پہونچی تمام آدمی خوشحال ہوکر بادشاہی ابراہیم قطب شاہ پر راغب ہوئے اور صلابت خان مع
دو تین ہزار سوار کہ ان میں اکثر غریب تھے اسی دن بزور ضرب شمشیر گلکنڈہ سے برآمد ہوکر سرحد کی طرف متوجہ ہوا
اور اس کے بعد اور لوگ بھی جمشید قطب شاہ کے بیٹے کی ترک رفاقت کرکے اسکی خدمت میں حاضر ہونے لگے
یہاں تک کہ سات ہزار سوار ابراہیم قطب شاہ کے پاس جمع ہوئے انھیں ہمراہ رکاب لیکر گلکنڈہ کی طرف روانہ ہوا
جب دار الملک کے حوالی میں پہونچا باقی آدمی بھی جان و مال کی امان چاہکر اسکے شریک ہوئے اور ابراہیم
قطب شاہ بساعت سعد شہر میں داخل ہوا اور اپنے باپ کی مسند حکومت پر قدم رکھا اور کل دولتخواہ لوازم
نثار بجا لائے اور قطب شاہ نے بھی بارہ ہزار ہون طلائی فقیروں اور مستحقوں کو تقسیم کرکے مسرور الملک اور خوشحال
کیا اور نشان کبود عنبر خان کو نشانی فتح اور مبارک فالی جانکر خاصہ بادشاہی کیا اور اپنی ہمشیر مصطفےٰ خان کے
حبالۂ نکاح میں لاکر اسے سلطنت کا صاحب اختیار کیا اور حسین نظام شاہ سے یکدل اور یکجہت ہوکر مقرر کیا
کہ ہم اور آپ با تعلق قلعہ گلبرگہ اور لشکر کو لیکر گلبرگہ پر آپ اور لشکر پر ہم متصرف ہوویں اس واسطے
دونوں بادشاہوں نے ۹۶۵ھ نوسو پینسٹھ ہجری میں علی عادل شاہ کی سرحد میں داخل ہوکر گلبرگہ کو محاصرہ کیا اور
صورت فتح ہونے کے قریب ہوا قطب شاہ حسین نظام شاہ کے کبر و نخوت سے ہراسان ہوا اس وجہ سے کہ اسے
معلوم ہوا کہ قوت اور شوکت اس کی زیادہ ہووے لہذا خیمہ و خرگاہ اور اسباب سنگین اپنے مقام میں چھوڑکر

الغت بھی صفحۂ چہرہ سے حک کر کے اپنے قلمرو سے نکال دیا پس ازاں جب اُس کے کہنے کے موافق بعینہ وہ صورت
قلمرو میں آئی سلطان نہایت غمناک اور اپنی حرکت سے نادم اور پشیمان ہوا اور اپنا ایک معتمد بلدہ جنیر میں
اُس کے پاس بھیجکر گلکنڈہ میں بلا بھیجا مولوی نے جواب دیا کہ دولتخواہ نے حتے الامکان جستجو کی لیکن اب تک دوسری
تاک بہم نہیں پہونچی انشاء اللہ تعالے جس وقت بہم پہونچیگی سر کو قدم کر کے ملازمت اقدس میں مشرف
ہونگا اور بھی آپ کے افسر مبارک پر تصدق کرونگا القصہ کوتاہ قطب شاہ نے بعد ان واقعات
عادل شاہ سے صلح کی اور بہت ولایت کچھیتی کو مفتوح کیا بعد اس کے بیمار ہو کر قریب دو سال روز بروز شدت
مرض سے ضعیف و نحیف ہوا اور نہایت کج خلقی اور بدمزاجی سے آدمیوں کو تھوڑے قصور پر قتل کرتا تھا اور
قیدخانہ بھیجتا تھا اس سبب سے ایک جماعت اُس سے متنفر ہو کر اُسکے بھائیوں سے متفق ہوئی اور چاہا کہ
حیدر خان کو والی کریں لیکن جمشید قطب شاہ قبل اس ارادہ کے کہ ظہور میں آوے واقف ہوا دونوں بھائی
بزور بازوے مردانگی اسپان تیز رفتار پر سوار ہو کر گلکنڈہ سے بھاگے اور شہر بیدر میں جا کر پناہ لی حیدر خان
اسی عرصہ میں فوت ہوا ابراہیم بیجانگر کی طرف گیا اور قطب شاہ رنج والم کے وفور سے تپ دق میں مبتلا ہوا اور
شہور ۹۵۷ھ نوسو ستاون ہجری میں جان جان آفرین کے سپرد کی مدت اسکی سلطنت کی سات سال سے کچھ زیادہ تھی

ذکر سلطان ابراہیم قطب شاہ کی حکمرانی کا

یہ بادشاہ شیعہ مذہب دانا ضابطہ مدبر ہوشیار جواد تھا لیکن قہر و غضب اُسکے مزاج پر غالب تھا تھوڑے جرم پر
بندگان خدا کو عجیب طرح کے عذاب کرتا چنانچہ فرماتا تھا کہ مظلوموں کے پاؤں کے ناخن بضرب تازیانہ سر انگشت سے
جدا کر کے ایک ظرف میں رکھکر میرے روبرو لاویں تو مجھے تسلی ہووے اور اُسکے باورچیخانہ میں کھانا نہایت تکلف کا
پکتا تھا اور اکثر ملازم خاص خاصہ اُسکے حکم کے بموجب خوان مائدہ فیض میں تناول کرتے تھے اور علم تاریخ
اور نقل حکایات بادشاہان پیشین میں رغبت زیادہ رکھتا اور ولایت تلنگ کو کہ اُس زمانہ میں مثل ایک جنگل کے
چوروں اور رہزنوں سے پُر تھی اس طور سے حراست اور نگہبانی کرتا تھا کہ سوداگر اور مالدار وغیرہ بیقافلہ اور رفیق
رات دن آمد و شد کر کے رہزنوں کے دغدغہ سے امین تھے اور اُس کے عہد میں بہت سے نوکر درجۂ اعلے کے بہم
پہونچے جن سے یہ خاندان سب بلند نام ہوا اور جب یہ اپنے بھائی کے خوف سیاست سے بیجانگر بھاگا رام راج
نے اسکی تعظیم میں کوشش کی اور جاگیر ایک امراے حبشی کی کہ عنبر خان نام رکھتا تھا چھینکر اُسکے حوالہ کی اور رسم
دکن ہی کہ ایسے مقدمات میں بالضرور نزاع واقع ہوتی ہی اس سبب سے عنبر جنگ پر مستعد ہوا ایک روز ابراہیم
قطب شاہ رام راج کے دیوانخانہ میں جاتا تھا حبشی نے سدراہ ہو کر کہا کہ ہم تم لڑیں جو غالب آوے جاگیر وہ لیوے
ابراہیم قطب شاہ نے کہا بادشاہوں کو اپنے ملک کا اختیار ہی جس شخص سے چاہیں چھین لیں اور جسے چاہیں
دیں اس امر میں نزاع کرنی عقل سے بعید ہی عنبر خان نے کہ عقل سے خالی اور حمق سے بھرا تھا اسکی تقریر پسندیدہ

درمیان ابراہیم شاہ اور برہان نظام شاہ کے بسبب بعضے مقدمات کے غبار نزاع اور خشونت مرتفع ہوا جمشید قطب شاہ
نے نظام شاہ کے بھروسے پر بلکہ اسکی تحریص و ترغیب کے سبب دروازہ خزانوں کا کھولا اور بقدر امکان سوار اور
پیادہ فراہم لاکر ولایت عادل شاہ میں داخل ہوا اور پرگنہ کاکنی میں تین چار ماہ کے عرصہ میں ایک قلعہ نہایت سنگین بنا
کرکے اتمام کو پہونچایا اور ابراہیم عادل شاہ اس سبب سے کہ حرکشہ نظام شاہ اور رام راج سے مفرغ نہ تھا اسکے
مدافعہ میں مشغول ہو سکتا تھا جمشید قطب شاہ نے قلعہ مستحدث کو مردم معتبر کے سپرد کرکے عزیمت تسخیر بعضے قلعوں کی
کی پہلے باستقلال تمام قلعہ آہنگر کی طرف جو قریب قلعہ ساغر ہی روانہ ہوا اور اسے محاصرہ کرکے اسکا کار روز بروز آگے
بڑھائے اس درمیان میں عادل شاہ نے بعد اصلاح اور نظام شاہ سے پھر صلح کی اور اسکی طرف سے مطمئن ہوکر اسد خان لاری کو
مع جمیل خاصہ لشکر تلنگ کے مقابلہ کے واسطے نامزد فرمایا اور قطب شاہ نے مضطرب ہوکر ایلچی برہان نظام شاہ کے پاس بھیجکر پیغام
دیا کہ میں آپ کے قول پر اعتماد کرکے اس سرحد تک آیا ہوں آپکے مکارم اخلاق حمیدہ سے تعجب ہی کہ اس مخلص کے بغیر
مشورہ اور دستورہ احمدنگر کی طرف تشریف فرما ہوتے ہیں برہان شاہ نے جواب دیا کہ میں نے مصلحت وقت دیکھکر
عادل شاہ کے ساتھ صلح کرکے بساط منازعت پیچیدہ کی ہی لازم کہ آپ محافظت قلعہ کاکنی میں کوشش کریں بعد موسم
برسات پھر یہاں آویں اور گلبرگہ اور اتکر اور ساغر کے اس طرف سے آب بہورہ کے کنارہ تک تعلق تمہارے رہیگا اور
شولاپور اور ملدرگ کے اس طرف سے کنارہ بہورہ تک ہم متصرف رہینگے اور قطب شاہ باوجود اس کے کہ جانتا
تھا کہ برہان نظام شاہ بادشاہ محیل اور مکار ہی اسکے فریب میں آکر قلعہ آہنگر کی محافظت میں راسخ اور عازم
ہوا اور اسد خان لنگوانی نے پہلے قلعہ کاکنی کو محاصرہ کرکے تین ماہ کے عرصہ میں بجبر و قہر مفتوح کیا اور مردم درونی
کو قتل عام کیا اور وہاں سے بشوکت و صولت تمام و استعجال کمال آہنگر کی طرف متوجہ ہوا اور طی مسافت میں تعجیل کیا
اور قطب شاہ نے صلاح اسکے مقابل میں نہ دیکھی قلعہ آہنگر کے گرد سے برخاست کرکے اپنی سرحد کی طرف روانہ ہوا اسد خان
نے اسکا پیچھا کیا اور چند جنگ واقع ہوئیں اور ہر مرتبہ اسد خان مظفر اور منصور ہوا قطب شاہ معرکہ سے بیدل و رام واپس گیا
اور جنگ آخر میں بحسب اتفاق قطب شاہ اور اسد خان ایک دوسرے کے مقابل ہوئے اور گیارہ ضرب تلوار کی انکے
درمیان آپس میں چلیں چنانچہ ایک زخم قطب شاہ کے چہرہ پر لگا سر اور ناک اور ایک طرف کا کلہ گوشہ لب تک
کٹ گیا تمام عمر اکل و شرب میں محنت اور مشقت بہت کھینچی اور کسی کے سامنے کچھ تناول نہ کرتا تھا منقول ہی کہ
جس وقت قطب شاہ اس سفر پر آمادہ ہوا ملا محمود گیلانی رمال کو کہ اُس کے ملازمان سے تھا بلاکر فال سفر سے سوال
کیا ملا محمود نے قرعہ ڈالکر کہا یہ سفر سلطان کے حق میں خوب نہیں معلوم ہوتا صلاح دولت یہ ہی کہ موقوف رکھیں
قطب شاہ نے برائی کی تفصیل استفسار فرمائی اور مبالغہ حد سے زیادہ کیا ملا محمود عرض پرداز ہوا کہ اسکے تصریح میں
خطرے ہیں لیکن جو حضرت مبالغہ فرماتے ہیں ناچار معروض کرتا ہوں کہ اس سفر میں اگرچہ ابتدا میں اکثر کام
بندگان عالی کے حسب دلخواہ ہونگے لیکن آخر کو غلبہ دشمن کا ہوگا اور آپ کا سارا سلف مال و اسباب بسمت تاراج
ہوگا اور حضرت کی ناک کو بھی صدمہ پہونچیگا قطب شاہ یہ تقریر سنکر طیش میں آیا اور ناک بھوں چڑھاکر ملا محمود کی

یکجہتی کر کے چاہتا تھا کہ ساتھ اُسکے دم دوستی کا مارے لہذا جب معاملہ سلطان بہادر کا مفروغ ہوا اسمٰعیل عادل شاہ نے برہان شاہ کی تجویز قصد کر لیا کہ کچھ اُس کے ممالک سے مسخر کرے اور قطب شاہ نے ہر چند کوشش کی کہ برہان شاہ سے موافقت کر کے آتش اس فساد کی باب تدبیر بجھاوے میسر نہوئی یہانتک کہ اسمٰعیل عادل شاہ نے سنہ ۹۴۰ نوسو چالیس ہجری مین اس قلعہ کو جو سرحد پر واقع ہے لشکر لیجا کر محاصرہ کیا قطب شاہ نے جو طاقت اُسکے مقاومت کی نہ رکھتا تھا اپنے مرکز سے حرکت نکی البتہ کچھ سوار اور پیادہ اُس عدو کی طرف بھیجے کہ وقت بیوقت مردم اُردوے عادل شاہ کو مزاحمت پہونچا کر انھین تنگ اور عاجز کرین قضارا انھین دنون مین اسمٰعیل عادل شاہ کا نامہ عمر اختتام کو پہونچا اس دار پر ملال سے رحمت ذوالجلال مین داخل ہوا اور قطب شاہ نے بدون ایلچی گری عمر دوزیدکے اس حرخشہ سے نجات پائی اور ایک جماعت اعیان درگاہ سے برہان شاہ کے پاس بھیجی اور شاہ طاہر کے مساعی جمیلہ سے ان دونون بادشاہ ہم مذہب مین کدورت ساتھ صفائی کے مبدل ہوئی لوازم اتحاد اور دوستی کے جاری ہوئے اور چونکہ سلطان قلی قطب شاہ بسبب اجل طبیعی کے اس دار ناپایدار سے جلد تر جوار رحمت ایزدی مین انتقال نہ کرتا تھا اسواسطے اُسکا بڑے بیٹے نے جمشید کہ جسنے تمنائے شاہی مین ریش سفید کی تھی باپ کی طول عمری سے تنگ آنکر ایک غلام ترک کو اس امر پر راضی اور موافق کیا کہ فرصت پاکر کام اس سلطان کا تمام کرے اتفاقاً سنہ ۹۵۰ نوسو پچاس ہجری مین ایک روز سلطان قلی قطب شاہ دریا کے کنارے بیٹھکر جواہر صندوقون سے برآوردہ کر کے تماشا کرتا تھا ناگاہ اس غلام ترک نے کہ بوعدہ امارت فریب کھایا تھا بلاے ناگہانی کی طرح پیچھے سے آیا اور ضرب شمشیر آبدار سے اس بادشاہ کو شہید کیا اور اپنی جان کے خوف سے جمشید کی طرف کہ حضار اس مجلس سے تھا بھاگا جمشید نے اس خیال سے کہ یہ راز فاش نہو قاتل کو فرصت کلام کرنے کی ندی اور قتل کر دیا اور چونکہ اولاد اکبر تھا اپنے باپ کی جگہ تخت مملکت تلنگ پر قائم ہوا اور انگوٹھی حکومت کی حاصل کی سلطان قلی قطب شاہ کی اولاد نرینہ تین تھے جمشید۱ اور حیدر۲ اور ابراہیم۳ اور مدت سلطنت اسکی تینتیس ۳۳ برس تھی

ذکر جمشید قطب شاہ بن سلطان قلی کی سلطنت کا

جب جمشید قطب شاہ افسر شاہی زیب سر کر کے زمام حکومت اپنے کف اقتدار مین لایا اُسنے بھی اپنے باپ کے شیوہ ستودہ پر عمل کیا اور مذہب اثنا عشر کے رواج مین بدرجہ کمال کوشش کی اور برہان نظام شاہ نے عزا پرسی اور مبارکباد جلوس کے واسطے شاہ طاہر کو احمد نگر سے دار الملک گلکنڈہ کی طرف روانہ کیا اور جب اس دیار سے چھ کوس کا فاصلہ رہا قطب شاہ نے بنفس نفیس استقبال اس قدسی منزلت کا باعزاز و اکرام تمام کیا اور سنگاسن خاصہ مین سوار کر کے نہایت احترام سے شہر مین لایا اور اس دیار کے باشندے اسکے انوار جمال کے پرتو سے فیضیاب ہوئے اور اُسکی خاک اقدام کو کحل الجواہر دیدہ ہاے بینائی کیا اور شاہ طاہر نے بعد تقدیم لوازم دعا اور رسوم عرفی کے ایسے کلمات کہ دنیا دارون کے کام آوین درمیان مین لا کر قطب شاہ سے برہان نظام شاہ کے ساتھ موافقت اور یکجہتی کے بارہ مین عہد و پیمان لیا اور قادر ذوالجلال کے حفظ و امان مین پھر احمد نگر کی طرف تشریف لیگیا اور چونکہ انھین دنون مین

ع دو تین ہزار سوار اس طرف روانہ کیے سلطان قلی ایک خواتین حرم کو متوسط کر کے عرض پرداز ہوا کہ اگر یہ خدمت
و تنخواہ سے رجوع ہووے بدون لشکر اس طرف جا کر اقبال بادشاہ کی برکت سے تمام باغی اور طاغی کو دفع کر دوں
سلطان محمد شاہ نے اسے منظور نظر عنایت کر کے اس خدمت پر سرفراز کیا اور وہ مع اپنے متعلقان کے ان گریات
ن گیا اور بحسن تدبیر بہت سے زمینداروں کو موافق کر کے اُنکے باتفاق چند عرصہ میں چور اور رہزن کو شکست دیا او ذکر کے
کا نشان باقی نہ رکھا اور امرا سے بزرگ کی جاگیریں جو اُن پرگنات کے حوالی اور حواشی میں تعین اہل بغی کے فساد
سے معمور کے شجاعت اور مردانگی میں موصوف و معروف ہوا اور سلطان محمود بہمنی کے عہد میں جیسا کہ تحریر ہوا مرتبہ
امارت پر پہونچا اور خطاب قطب الملکی پا کر ممالک تلنگ میں سے بلدہ گلکنڈہ مع مضافات جاگیر پائی لہذا اسکے چند
مدت اُس حدود کا سپہ سالار رہا اور فرمانوں میں اُسے صاحب السیف والقلم لکھتے تھے اور جب یوسف عادل شاہ اور
احمد نظام شاہ اور عماد الملک نے دعوی سلطنت کر کے چتر سر پر لگایا اور یوسف عادل شاہ نے اس وجہ سے کہ وہ بھی
مریدان خانوادہ مشائخ صفویہ تھا خطبہ میں اسامی بارہ امام علیہم السلام داخل کیے اسواسطے سلطان قلی نے بھی ایام امارت
اور سپہ سالاری میں نام ائمہ اثنا عشری کو خطبہ میں مذکور کیا اور جو بادشاہی سلطان محمود بہمنی نے حد سے زیادہ ضعف
پیدا کیا تھا وہ بھی سنہ ۹۱۸ نوسو اٹھارہ ہجری میں متصدی امر سلطنت ہوا اور اپنا نام قطب شاہ مشہور کیا اور جمیع امور میں
قاعدہ اور روش بادشاہان ولایت دوش بدوش رعایت کر کے باوجود مملکت مختصر رواج و رونق بادشاہی میں کوشش کی اور
بخلاف عادل شاہ اور عماد شاہ اور برید شاہ کے بطریق بادشاہان ولایت نوبت پنج وقتی بجائی اور اپنے عزیز و اقارب
کو مناصب امرا پر منصوب اور مخصوص کیا اور ہر ایک کے ساتھ فراخور حالت ایک خدمت اور مہم لائق رجوع فرمائی
اور حقوق تربیت سلطان محمود رعایت کر کے ہمیشہ تحف و ہدایا سے لائق اور نقود دار ماہ بماہ اُس کے واسطے
شہر احمد آباد بیدر میں مرسول رکھتا تھا اُس کے بعد جب جلوس شاہ اسمٰعیل صفوی تخت ممالک ایران پر مشتہر ہوئی
مریں نظر کہ اسے مرشد زادہ ایسا جانتا تھا خطبہ میں آنحضرت کا اسم اپنے نام سے مقدم کیا اور نام اصحاب ثلثہ کے
بتدریج خطبہ سے ساقط کیے اور جو برہان شاہ نے شاہ طاہر کی ہدایت کے بموجب خطبہ بطریق شیعہ پڑھا تھا
سلطان قلی نے اسکی حمایت اور استظہار کے باعث نہایت اطمینان سے اس مذہب کے شعار برملا رواج دیے
اور بہت سے شیعہ مجہول لوگوں نے زبان طعن ویسے اول کی حضرات صحابہ ثلثہ کی نسبت کھولی اور اس زمانہ تک
کہ تخت سلطنت پر محمد قلی قطب شاہ اجلاس فرما ہے اُن ممالک میں اسی طریق سے خطبہ اثنا عشر منبر دن پر پڑھ کر
اول فاتحہ سلامتی بادشاہ ایران شاہ صفوی کا قرأت کرتے ہیں اعتقاد اور اخلاص میں اُنکے قصور نے راہ نہیں
پائی اور خواہش صادق اور ارادت واثق ساتھ مشائخ صفویہ کے رکھتے ہیں اور سلطان قلی قطب شاہ
اپنے ایام سلطنت میں سلاطین دکن کی نسبت سلوک برادرانہ کرتا تھا مگر جس ایام میں کہ سلطان بہادر
گجراتی نے عماد الملک براری کے حسب الالتماس مملکت دکن میں داخل ہو کر بہت خرابی اور ویرانی
ولایت نظام شاہ میں پہونچائی اس وقت خلاف مروت عمل کر کے ایلچی اُس کے پاس بھیجا اور اظہار

روضہ چوتھا

بیان حالات حکام تلنگ مین کہ موسوم بہ قطب شاہیہ ہین

واقفان اسرار عالم کون وفساد پر مخفی اور محتجب نہ رہے کہ شاہ خورشاہ نام ایک شخص مردم عراقی نے عہد ابراہیم قطب شاہ مین بہ فن تاریخ ایک کتاب مبسوط لکھی اور نقیر وقطمیر وقائع قطب شاہیہ بھی اس کتاب مین لکھ دیے لیکن وقت تحریر انہین صحائف کے جو وہ کتاب مؤلف کے پیش نظر نہ تھی لہذا بہ تفصیل اُن کے حوادث ایام نہ لکھ سکا بلکہ اس سلسلہ عظیمہ کے بادشاہون کے نام اور مجمل واقعات عظیمہ کے لکھی

تذکرہ قطب شاہ کی سلطنت اور جہانبانی کا

سلطان قلی ترکان بہارلو اور قوم میر علی شکر سے ہے اور بعضے اس دودمان کے منسوبان سے دعوی کرتے ہین کہ سلطان قلی بادشاہ عراق میرزا جہان شاہ مقتول کے نواسون سے ہے لیکن روایت اول صحت سے قریب تر ہے اور بہر تقدیر اُسکی جلے پیدائش ہمدان ہے اور عہد آخر سلطان محمد شاہ بہمنی مین آغاز جوانی مین ولایت سے دکن کی طرف آیا اور چونکہ محمد شاہ غلامان ترک کو معزز اور مکرم رکھتا تھا اسنے اپنے تئین غلامان ترک کے سلک مین منتظم کیا اور چو علم حساب سے ماہر تھا اور خط سیاق خوب لکھتا تھا بنا برین محلات حرم کا مشرف مقرر ہوا اور خواتین اُسکے حسن سلوک اور امانت اور دیانت سے راضی اور شاکر ہوئین اور اُن دنون مین جاگیرین اہل حرم کی تمام مملکت تلنگ سے متعلق تھین اور وہان کے اقطاع سے عرضیان شکایت آمیز پہونچین کہ چورون اور راہزنون کی پرگنون مین کثرت ہے اور رعایا دن بدن تمرد اور سرکشی کرتی ہے اور سر حلقۂ اطاعت سے برآوردہ کرکے ادائے مال وجہات مقرری مین تامل اور تعلل کرتی ہے اگر فوج کثیر درگاہ سے باغیون کے دفع کے واسطے مامور ہووے ولایت اصلاح مین آوے اور محصول واہی وصول ہو اور اگر سرکار امسال تدارک نہ کریگی تو دسوان حصہ بھی مال مقرری خزانہ مین داخل نہوگا سلطان محمد شاہ نے چاہا کہ ایک امرائے کبار کو

کی راہو قلعہ پرندہ میں جاکر نظام شاہ کی ملازمت میں حاضر ہوا اور عنبر کے دفع کرنے کا ذمہ دار ہوا غرض کہ چند مرتبہ جنگ واقع ہوئی ہر مرتبہ آثار غلبہ کے راجو کی طرف سے ظہور میں پہونچے عنبر مضطرب اور سراسیمہ ہوکر آدمی خانخاناں کے پاس بھیجکر طالب کمک ہوا خانخاناں نے دو تین ہزار سوار سرداری میر زا حسین بیگ مقطع ولایت بیر سے اُسکی مدد کے واسطے بتعجیل روانہ کیے عنبر اس کمک کے آنے سے قوی پشت اور قوی دل ہوا اور راجو کو دولت آباد کی طرف منہزم کیا اور جو سلطنت دکن کے شاہزادہ دانیال کو بھی بسبب مبارک بنوئی برہان پور میں فوت ہوا اور اس عرصہ میں خانخاناں برہان پور میں تھا عنبر نے فرصت پاکر خوب لشکر فراہم کیا اور بقصد انتقام دولت آباد کی سمت راجو پر فوج کش ہوا راجو اس مرتبہ تاب اُسکے مقابلہ کی نہ لایا آدمی برہان پور بھیجکر خانخاناں سے التجا کمک کی درخواست کی خانخاناں بھی بعض امور کے سبب اپنا رہنا اُس بلدہ میں مناسب نہ جانتا تھا ہمانہ چاہتا تھا اور دولت آباد کی طرف روانہ ہوکر چھ ماہ درمیان لشکر عنبر اور راجو کے حائل ہوا اور نہ چاہا کہ ایک دوسرے پر تاخت کرکے غالب ہووے عنبر نے جو خانخاناں کو راجو کی حمایت میں نہایت مصروف دیکھا اُسکے کہنے سے راجو کے ساتھ صلح کرکے پرندہ کی سمت راہی ہوا اور خانخاناں بھی جالنہ پور گیا اور ملک عنبر چونکہ راجو کی پہلی لشکر کشی بھی مرتضے نظام شاہ کی فتنہ انگیزی سے جانتا تھا درپے اسکے ہوا کہ اُسے معزول کرکے دوسرے شخص کو خاندان نظام شاہیہ سے شاہ کرے لیکن اس سبب سے ابراہیم عادل شاہ اس امر پر راضی نہ تھا ارادہ اُسکا قوۃ سے فعل میں نہ آیا اور ابتدائے سنہ ۱۰۱۶ ایک ہزار سولہ ہجری میں عادل شاہ کے ورغلانے کے موجب نظام شاہ کے ساتھ ابواب ملائمت مفتوح کیے رفتہ رفتہ صفائی کلی اُنکے درمیان بہم پہونچی اعتماد ایک کا دوسرے پر ہوا پھر دونوں متفق ہوکر مع دس ہزار سوار جنیر کی طرف متوجہ ہوئے اور نظام شاہ بمقتضائے کل شئی یرجع الی اصلہ اپنے باپ دادا کے مسکن میں استقامت پذیر ہوا اور چند سردار مسلمان اور ہنود دولت آباد کی طرف راجو کی گوشمالی کے واسطے کہ اُسکے خوف سے عنبر جنیر کی طرف جا نہ سکتا تھا نامزد کیے اور راجو بعد تردد وافر گرفتار ہوا اور مملکت اُسکی بھی نظام شاہ کے حوزۂ تصرف میں در آئی اور عنبر اُس مملکت میں صاحب اختیار رہا اور استقلال اُسکا حد سے گذرا اور ان وقائع کی حالت تحریر میں سلطنت دودمان نظام شاہیہ کی مرتضی شاہ ولد شاہ علی کو پہونچی اور زمام حل وعقد عنبر حبشی کے قبضۂ اقتدار میں ہے اور بحسب ظاہر دولت نظام شاہیہ انحطاط میں ہے اور بادشاہان دہلی اُسکی تتمہ مملکت کی طمع کرکے حیلے فرصت میں دیکھیے مشیت ایزدی اور ارادۂ لم یزلی سے کیا ظہور میں آتا ہے فقط

ساتھ مین آخر ربیع الثانی ۱۰۱۲ سنہ ایکہزار بارہ ہجری مین قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور تھانہ دار قلعہ منجھن خان حبشی نے کہ بیس برس سے وہان کا حاکم تھا نظام شاہ کو پیام دیا کہ مین حضرت کو اپنا صاحب اور ولی نعمت جانکر قلعہ کے اندر جگہ دیتا ہون لیکن عنبر کو کہ خانخانان سے ملاقات کر کے اکبر بادشاہ کا نوکر ہوا ہے مین اُسپر اعتماد نہین کرتا اور اسے قلعہ مین داخل نہ کرونگا عنبر نے جواب دیا کہ مین تپنگ راے اور فرہاد خان اور ملک صندل کے غدر سے بخوف نہ تھا صلاح وقت دیکھکر خانخانان سے بحسب ظاہر ملاقات کر کے اُنکا طرفدار ہوا لیکن دل سے اپنے تئین نظام شاہ کے غلامان سے شمار کرتا ہون اور چاہتا ہون کہ لوازم دولتخواہی بجالا کر اس خاندان کی حفظ ناموس مین مساعی جمیلہ پیش ہو پہنچاؤن منجھن خان نے اس عذر کو قبول نہ کیا اور ابواب حرف وحکایات مسدود کر کے خاموش ہوا اور عنبر نے اس خوف سے کہ مبادا نظام شاہ فرصت پا کر قلعہ مین درآوے اور منجھن خان اُسکے سبب قوی پشت ہووے اُسے گرفتار کر کے نظربند کیا اور فرہاد خان اور ملک صندل نے نظام شاہ کی گرفتاری سے دلگیر ہوکر آپ کو پاے قلعہ مین پہونچایا اور منجھن خان نے قریب ایک ماہ نشان مدافعہ بلند کیا اور جو کہ منجھن خان کا بیٹا موسوم لسونا خان بے اعتدالی کر کے اہل حصار کے زن وفرزند پر دست درازی کرتا تھا اُنھون نے ہجوم کر کے اُسے قتل کیا بدین سبب منجھن خان نے اپنے توقف مین صلاح نہ دیکھی جریدہ قلعہ سے بھاگا اور باتفاق فرہاد خان اور ملک صندل اور دوسرے آدمیون کے التجا عادل شاہ کی طرف لیجا کر سب اُسکے ملازم ہوئے اور متحصنون نے روش منجھن خان کی اختیار کی اور چند روز قلعہ مین متحصن رہے اور آخر ش عنبر بحسن تدبیر اس پر متصرف ہوا اور نظام شاہ کو حوالات سے نجات دے کر چتر اُس کے سر پر لگایا اور ایک جماعت مخصوصان کے ساتھ اُس قلعہ مین مقیم کر کے خود مع خیل وشکر باہر روانہ ہوا اور محرم ۱۰۱۳ سنہ ایکہزار تیرہ ہجری مین شہزادہ دانیال برہانپور سے دختر عادل شاہ کے لینے کو راہ ناسک اور دولتآباد سے احمدنگر کی طرف متوجہ ہوا اور ایک جماعت کو راجو کے پاس بھیجکر تکلیف کی کہ وہ بھی بطریق عنبر فرمانبردار ہو کر ہماری ملازمت کے واسطے حاضر ہووے اور وہ ممالک جاگیر پا کر بازگشت کرے راجو نے اعتماد اسکے عہد و قول پر نہ کیا شہزادہ طیش مین آیا اور اُس کے استیصال پر آمادہ ہوا راجو نے بھی نشان جرأت کا بلند کر کے مع آٹھ ہزار سوار اس کے مقابلہ کے لیے عزیمت کی اور اگرچہ مرتکب جنگ صف ہوتا تھا لیکن لشکر مغل کے حوالی اور حواشی کو تاخت وتاراج کرنے سے اسقدر مزاحمت پہونچائی کہ شہزادہ نے ایلچی خانخانان کے پاس جالنہ پور مین بھیجکر کمک طلب کی خانخانان بسبیل استعجال پانچ چھ ہزار سوار سے آپہونچا اور باعث آرام وآسائش ہوا اور بعد وصول خانخانان کے راجو نے ترک تاخت وتاراج کر کے اپنے ممالک کی راہ لی اور شہزادہ نے مع خانخانان احمدنگر کی طرف جا کر پالکی عروس کے ہمراہ معاودت کی اور قلعہ پٹن کے باہر نہر گنگ کے کنارہ لوازم جشن شادی بجالایا اور خانخانان نے جالنہ مین مقام کیا اور شاہزادہ برہانپور کی طرف روانہ ہوا اور نظام شاہ نے ایک جماعت کو راجو کے پاس بھیجکر عنبر کی سختگیری کی شکایت

حبشی سرحد تلنگ سے ایک وسیع قصبہ بیڑ تک اور چار کوس جنوبی احمد نگر اور بیس کوس دولت آباد و سد رجبول تک متصرف
ہوا اور دوسرا راجو دکنی دولت آباد سے شمالاً سرحد گجرات اور جنوباً چھ کوس احمد نگر تک اپنے تصرف میں در لایا
اور دونوں نے بحسب ضرورت مرتضےٰ نظام شاہ کی اطاعت قبول کر کے قلعہ اوسہ کو مع چند قریہ اخراجات
ضروری اور مصارف لابدی کے واسطے سپرد کیا اور یہ دونوں سردار اس فکر اور تلاش میں تھے کہ ایک
دوسرے کو مغلوب کر کے اسکے ممالک پر بھی متصرف ہوویں لامحالہ درمیان مین دونوں کے ہمیشہ عداوت
ہی آپس میں معاملی ہوئی اور خانخانان نے یہ امر سمجھکر اپنے ہمراہیوں کو مامور کیا کہ قدرے ولایت عنبر کہ تلنگ کی
طرف واقع تھی متصرف ہوویں اور عنبر حبشی جمعیت کر کے سنہ ایک ہزار دس ہجری مین مع سات آٹھ ہزار سوار اس
طرف روانہ ہوا اور مغلوں کے تھانے اٹھا کر اپنے ممالک اونکے تصرف سے برلایا اور خانخانان نے اپنے بڑے
بیٹے میرزا ایرج کو جو زیور شجاعت اور مردانگی سے آراستہ تھا مع پانچہزار سوار انتخابی مقاتلہ اور مقابلہ کو نامزد کیا دریاے
ناندیر کے اطراف میں فریقین کا سامنا ہوا ایک نے نامورئ اور بلند نامی کے واسطے اور دوسرے نے اپنے حفظ
ملک کے لیے از روے قہر و غضب افواج آراستہ کر کے توجہ کی اور بہ نہایت شدت اور خصومت سے ایک دوسرے پر
حملہ آور ہو کر شرط مردی اور مردانگی بجالائے اور گرز و نیزہ و شمشیر و خنجر سے آپس میں سر دروری کر کے صفحہ رخ گیتی
پر جداول خون جاری کین **مثنوی** دران رزمگہ فتنہ شد بلند + کہ رحمت نیامد بغیر از گزند + جہان گشت از سختی آن مصاف
مونثا چو سیمرغ در کوہ قاف + سم بادپایان شدہ برق سان + سر سرکشان ماندہ در زیر پاے + بعد اسکے کہ طرفین سے
ایک جماعت کثیر نے قالب ارواح سے خالی کیے اکبر بادشاہ کے اقبال نے ایسا کام کیا عنبر حبشی زخمہاے کاری
اٹھا کر خانہ زین سے جدا ہو کر میدان جانستان مین گرا ایک جماعت حبشیوں اور دکنیوں سے کہ اسکے مخلص تھے
ہجوم لا کر اسے سوار کر کے میدان سے باہر لیگئے عنبر پھر دوبارہ لشکر فراہم لا کے ہوا اور اپنے ممالک کی محافظت
کے واسطے دوڑ دھوپ سے بازنہ آیا اور خانخانان جو اسکی شجاعت اور مردانگی کو مشاہدہ کر کے یقین جانتا تھا کہ وہ پھر
سرکشی کی فکر میں ہے اس وجہ سے صلح پر آمادہ ہوا اور عنبر نے بھی عدم اتفاق راجو دکنی سے بلکہ اسی معرکہ مذکور کو
اسکی تحریک سے جانتا تھا مصالحہ کو وجہ نیک جانکر خانخانان سے ملاقات کی اور حدود طرفین قرار دے کر لوازم
عہد و پیمان درمیان میں لیا پھر رخصت ہو کر اپنے ممالک کی طرف مراجعت کی اسی وقت سے اس وقت یعنی تحریر
کتاب ہذا تک نقض عہد و پیمان واقع نہوا اور عنبر خانخانان سے بکمال اخلاص و اعتقاد پیش آتا ہے اور انھیں دنوں
مین پتنگ راے کول اور فرہاد خان مولد اور ملک صندل خواجہ سرا اور دیگر سرداران دکن نے عنبر حبشی کی ترک
رفاقت کر کے مرتضےٰ نظام شاہ کی ملازمت اختیار کی اور شاہ موصوف کو عنبر کے دفعیہ پر عازم جازم کر کے قلعہ اوسہ
کے اطراف میں لشکرگاہ کیا اور عنبر بھی اپنے اعوان کو ہمراہ لیکر اس طرف گیا نظام شاہ سے مقابلہ کر کے غالب آیا
اور پتنگ راے کو بعد و اسیر و دستگیر کر کے مقید کیا نظام شاہ نے باتفاق فرہاد خان اور ملک صندل کہ عمدہ امرا
تھے مضطرب ہو کر عنبر سے صلح کی اور عنبر چاہتا تھا کہ قلعہ پرندہ کو اپنے تصرف میں لاوے اسواسطے نظام شاہ کے

دہنہ گھاٹ چلیتو لیکر سپاہ مغل کے ساتھ مقابلہ کرے قلعہ احمد نگر کے اطراف سے برخاست کرکے اُس طرف متوجہ ہوا
اور شاہزادہ اور تمام امرا اس امر پر واقف ہوکر قریہ معموری کی طرف کہ صحرائے وسیع ہے بقصد احمد نگر روانہ ہوئے
آہنگ خان سراسیمہ ہوکر خیمہ و خرگاہ اور احمال و اثقال میں آگ دیکر بغیر اسکے کہ متصدی جنگ ہووے یا یہ کہ
احمد نگر جاکر بہادر شاہ اور چاند سلطان کی خبر لیوے مقنعہ عاجزی کا سر پر ڈالکر جنیر کی جانب بھاگا شاہزادہ اور
امرائے مغل نے بیمزاحمی اور معارضی قلعہ احمد نگر کے قریب پہونچکر بدستور سابق محاصرہ کیا اور مورچے آدمیوں پر
قسمت کیے شاہزادہ دانیال کی طرف سے خانخانان اور میرزا یوسف خان نے نقب کھودنا شروع کیا اور دمدمہ
تیار ہوئے قریب تھا کہ قلعہ مسخر اور مفتوح ہووے چاند سلطان نے چیتہ خان خواجہ سرا سے جو قلعہ کے اندر تھا
یہ فرمایا کہ آہنگ خان اور دوسرے سرداروں نے نقض عہد کرکے اسقدر سرکشی اور بے اعتدالی کی کہ اُسکی
شامت سے اکبر بادشاہ خود دکن کی طرف متوجہ ہوا اور یہ قلعہ بھی چند روز میں مفتوح کرینگے چیتہ خان نے کہا کہ
جو ہونا تھا وہ ہوا اب جو رائے صواب نمائے آنحضرا فرماوے ارشاد کیجیے تو ہم اُسکے موافق عمل کریں اور
حتی الوسع بجالاویں چاند سلطان نے کہا صلاح اس میں ہے کہ قلعہ شاہزادہ دانیال کے سپرد کرکے جان اور مال اور
ناموس کی امان طلب کرکے بہادر شاہ کے ہمراہ جنیر کی طرف روانہ ہوویں اور وہاں استقامت کرکے افضال
غیبی کے منتظر رہیں چیتہ خان نے اہل حصار کو طلب کرکے بآواز بلند یہ تقریر کی کہ چاند سلطان ساتھ امرائے کبار
اکبر بادشاہ کے یکزبان ہوکر چاہتی ہے کہ قلعہ سپرد کردے دکنی یہ صدا سنتے ہی حرم سرا میں درآئے اور اس علیا
حضرت کو بشدت و عقوبت تمام شربت شہادت چکھایا اور اعیان دولت اکبری نے اسی عرصہ میں نقبیں دوڑاکر
دیوار حصار کو اڑائی اور قلعہ میں داخل ہوئے اور عورتوں اور لڑکوں اور جوانوں کو اسیر کیا اور چیتہ خان اور جمیع
باشندگان ادنے و اعلے مرد اور عورت اور غنی اور فقیر کو بہادر شاہ کے علاوہ جو قلعہ میں تھے تہ تیغ کیا اور شہزادہ
دانیال نے سرکار نظام شاہی کے نقد اور جواہر اور نفائس پر متصرف ہوکر قلعہ معتمدوں کے سپرد کیا اور بہادر شاہ
کو اسیر کرکے اکبر بادشاہ کے پاس برہانپور لے گیا اور ان دنوں میں قلعہ اسیر کو بھی اکبر بادشاہ نے مسخر اور مفتوح
کیا تھا پھر دکن اور خاندیس شہزادہ دانیال کو عنایت فرمایا جیسا کہ وقائع خدیو جہان پناہ ابراہیم عادل شاہ میں تحریر
ہوا ہے بعد ازاں الخلافت کی طرف روانہ ہوا اور امرائے نظام شاہی نے مرتضے ولد شاہ علی کو بادشاہی پر منسوب کرکے چند
روز قلعہ پرندہ کو دار الملک بنایا اور بعد بادشاہی بہادر نظام شاہ کی کہ تا غایت تحریر قلعہ گوالیار میں محبوس ہے تین برس اور چند

ذکر مرتضے نظام شاہ بن شاہ علی بن برہان شاہ اول کی امارت کا

جب اکبر شاہ برہانپور سے آگرہ کی طرف تشریف لے گیا نظام شاہ کے ملازموں نے باوجود اسکے کہ خیل و حشم
نرکھتے تھے اپنی بلند ہمتی و اولو العزمی سے امرائے کبار اور صاحب اختیار ہوکر نشان استقلال بلند کیا اور یوم تحریر
اصل کتاب تک تتمہ سلطنت نظام شاہیہ کو سپاہ مغل کے صدمہ سے محفوظ رکھا چنانچہ ایک عنبر نامے

کو اپنے قبض و تصرف میں لاویں خانخاناں نے جواب دیا کہ صلاح وقت یہ ہے کہ امسال برار میں جا کر وہاں کے
قلعوں کو فتح کریں جب وہ مملکت تمام و کمال زیر نگیں ہو کر قید ضبط میں آوے اُسکے بعد اور مقاموں کی طرف متوجہ
ہو کر لشکر تسخیر بلند کریں اور چونکہ یہ جواب شہزادہ کے مزاج کے موافق نہ آیا اُس تفصیل سے کہ واقعات اکبر بادشاہ
میں تحریر کلک فصاحت ہوا ہے اظہار رنجش اور کدورت دیا اور شہزادہ اور صادق محمد خاں نے جدا جدا شکایت نامہ
اکبر بادشاہ کو لکھے اکبر بادشاہ نے خانخاناں کو اپنے حضور طلب کیا اور شیخ ابوالفضل کو سپہ سالار دکن کیا اور میرزا
یوسف خاں کو بھی اسکا شریک فرمایا اور خانخاناں شہور سنہ ایک ہزار چھ ہجری میں متوجہ درگاہ ہوا اور آہنگ خاں
نے رقابت و عداوت میں چاند سلطان کی شدت کی اور چاہا کہ بہادر شاہ کو دستیاب کر کے اُس مہد علیا
کو ایک قلعہ میں قید کرے اور خود نقارۂ امیر الامرائی پر چوب مارے اور وہ اُس ارادہ سے واقف ہوئی
بہادر شاہ کی محافظت میں نہایت درجہ کوشش کر کے دروازہ ارک آہنگ خاں کے منہ پر بند کیا اور یہ
مقرر کیا کہ وہ قلعہ کے باہر باتفاق ارکان دولت کچہری کرتا ہے آہنگ خاں نے چند روز اطاعت اظہار
کر کے آخر کو مخالفت پر کمر باندھی اور قلعہ کا محاصرہ کیا اور اکثر اوقات فریقین کے درمیان جنگ ہوتی تھی اور عادل شاہ
ایلچی کو بھیجکر ہر چند سعی فرماتا تھا کہ اُنکے درمیان سے نفاق دفع ہو کر اتفاق ظاہر ہووے کسی طرح سے یہ معنے
صورت پذیر ہوئے اور استقلال اور استیلا آہنگ خاں کا حد سے گذرا اور میدان معرکہ خانخاناں کے وجود سے خالی دیکھکر
عین موسم برسات میں کہ ہر گنگ بھی برآتی تھی اور شاہزادہ کی طرف سے کمک پہونچنا اشکال تھا ایک جماعت مترادد
کو قصبہ بیر کی جانب بھیجا کہ اُسکو اولیائے دولت شاہی کے تصرف سے برآوردہ کرے اور وہاں کا حاکم شیر خواجہ چند کوس
تاخت کر کے اُس جماعت کے مقابل ہوا اور بعد جنگ شدید شکست پائی اور مجروح ہوا اور بصعوبت تمام
اپنے کو قصبہ بیر میں پہونچا کر متحصن ہوا اور عرضی اکبر بادشاہ کی خدمت میں ارسال کی اور دکنیوں کے تسلط اور
شیخ ابوالفضل فہامی اور سید یوسف خاں کی کمک نہ بھیجنے کے بارے میں فقرات شکایت آمیز درج کئے
اکبر بادشاہ سمجھا کہ خانخاناں کے سوا دوسرا شخص جیسا کہ چاہیئے دکن کی سپہ سالاری سے عہدہ برآ ہو سکیگا
سو اسواسطے اسکا گناہ معاف کر کے عازم ہوا کہ پھر اُسے سرفراز فرما کر صاحب اختیار اور سپہ سالار دکن کرے
اتفاقاً اُن دنوں میں شہزادہ مراد نے شرب مدام اور عورتوں کی صحبت دوام سے امراض غیر مکرر بہم پہونچائے
در قلعہ شاہ پور میں جو اسکا تعمیر اور آباد کیا ہوا تھا رحمت حق واصل ہوا اور اکبر بادشاہ نے ممالک دکن شہزادہ
دانیال کو کہ اُسکا چھوٹا بیٹا تھا عطا کر کے خانخاناں کے ہمراہ اُسے دکن میں روانہ کیا اور ابھی سرحد دکن میں
پہونچا تھا کہ خود بھی حسب الالتماس شیخ ابوالفضل اور سید یوسف خاں شہور سنہ ایک ہزار آٹھ ہجری
میں دار الملک آگرہ سے دکن کی طرف متوجہ ہوا اور جو اکبر بادشاہ کو معلوم ہوا کہ چاند سلطان اور
آہنگ خاں کے درمیان نزاع اور نفاق بہت ہے خود قلعہ آسیر کے محاصرہ میں مشغول ہوا اور شہزادہ دانیال اور خان
خاناں کو احمد نگر کی تسخیر کے واسطے بھیجا اور آہنگ خاں حبشی کہ پندرہ ہزار سوار رکھتا تھا اس ارادہ سے کہ

گیا اور حقیقت حال معروض رکھی اور جو چاہتا تھا کہ فتح میرے نام ہووے شاہزادہ اور اُسکے اتالیق محمد صادق خان
کو شاہ پور مین نگاہ رکھا اور خود باتفاق جمیع امرائے اکبری اور راجہ علیخان برہان پوری مع بیس ہزار سوار کارگذار دکنیون
کے رزم پر متوجہ ہوا اور دریائے گنگ کے کنارے دکنیون کے مقابل خیمے اور خرگاہ بلند کیے اور لشکر کے گرداگرد
خندق کھودکر پندرہ دن تک حرکت نہ کی اور جب سپاہ دکن کی تعداد دریافت کی اور چند مرتبہ جنگ طلایہ اور قراولان
سے طرح اور طور درآمد برآمد کے معلوم کیے ماہ جمادی الثانی کی اٹھارھوین تاریخ ۱۰۰۵ھ ایک ہزار پانچ ہجری
مین چاشت کے وقت عازم جنگ ہوکر صفین آراستہ کین لیکن عصر کے وقت تلاقی طرفین کی واقع ہوئی اور سہیل خان
نے آلات آتشبازی کے استعمال سے راجہ علیخان اور راجہ جگن ناتھ راجپوت کو کہ مواجہہ اختیار کیا تھا مع چار ہزار بہادر
ہلاک کیا اور چونکہ امرائے نظام شاہی اور قطب شاہی بھی افواج اکبری کے تاب مقاومت نہ لاسکے دشت ہزیمت
کی طرف منہزم ہوئے تھے سہیل خان نے مقابلہ اور مقاتلہ افواج دشمن کا اپنے اوپر فرض کرکے قریب وقت شام
میمنہ اور میسرہ سپاہ مغل پر حملہ کیا اور اس طرح ان کی جمعیت کو متفرق اور پریشان کیا کہ معرکہ سے بھاگ کر شاہ پور
مین شاہزادہ کے پاس پناہ لی اور صادق محمد خان اس امر کے درپے ہوا کہ شاہزادہ کو لیکر ملک دکن سے نکل جاوے
لیکن خانخانان نے باوجود تفرقہ لشکر اُسی طرح معرکہ مین قدم ثبوت استوار کرکے مع فوج قلیل اُس رات کو توقف
کیا اور سپاہ دکن فرار فتح کا ساتھ اپنے دیکر غارت مین مشغول ہوئی اور غنیمت بہت دستیاب کی اور سوائے سہیل خان
اور ایک جماعت خاصہ خیل عادل شاہی کے تمام فوج غنائم کو جا بجا مضبوط اور مستحکم مین پہونچانے کے لیے
متفرق ہوئی اور بحسب اتفاق خانخانان اور سہیل خان بجماعت قلیل ایک تیر پرتاب کے فاصلہ پر معرکہ مین رہے
اور پہر رات تک احوال ایک دوسرے سے کچھ خبر نہ پائی آخر الامر جب واقف ہوئے دونون اپنی محافظت مین کوشش
کرکے لشکر جمع لانے کے درپے ہوئے اور جب خورشید ترک غدار یعنی آفتاب نے دریچہ مشرق سے سپاہ ہندوے
شب کو منہزم کیا وہ دونون سردار مع جماعت ہمراہی مقابل ایک دوسرے کے استادہ ہوے اور
خانخانان کا یہ مقصد تھا کہ سہیل خان حرف صلح درمیان مین لاکر بقائمی ایک دوسرے کے جدا ہووین لیکن
سہیل خان بعضے آدمیون کے وسوسہ کے سبب جنگ مین راسخ ہوکر مع فوج خانخانان کی طرف روانہ ہوا تب
اُس نے بھی لاچار ہوکر نشان قتال بلند کیا اور طرفین سے ایسی حرب سخت واقع ہوئی کہ جنگ پہلے دن کی
اُس کے مقابل ایک بازیچہ معلوم ہوتی تھی آخر کو تائید ربانی سے نسیم فتح و ظفر خانخانان کے پرچم مراد پر چلی
سہیل خان غناوورک کی طرف فرار ہوا اور امرائے نظام شاہی اور قطب شاہی جو پہلے دن بھاگے تھے بحال ابتر
احمد نگر اور حیدرآباد کی طرف راہی ہوئے حیات مستعار کو غنیمت جانکر شکر الہی بجالائے اور خانخانان نے بعد اس فتح عظیم
کے ایک جماعت کو قلعہ برنالہ اور کاویل کے محاصرہ کو کہ مملکت برار کے قلاع سنگین سے تھے تعین کیا اور خود قصبہ
جالنہ پور مین اقامت پذیر ہوا اور شہزادہ سلطان مراد نے صادق محمد خان پنجہزاری کی تحریک سے خانخانان کو پیغام
دیا کہ جو وقت فرصت ہے مناسب یہ ہے کہ ہم احمد نگر کی طرف متوجہ ہووین اور اُسے بھی مفتوح کرکے مملکت نظام الملکی

مسرور اور متمتع کیا مدت سلطنت احمد شاہ قریب آٹھ ماہ تھی

تذکرہ بہادر شاہ بن ابراہیم نظام شاہ ثانی کی حکمرانی اور جہانبانی کا

ناظرین والا تمکین کے ضمائر اکمل نظائر پر مخفی نہ رہے کہ جب چاند سلطان نے بہادر شاہ کو کوشش جمیلہ سے صاحب افسر کیا محمد خان میاں منتخب دلیر راؤ کو پیشوا کیا اس نے بھی تھوڑے عرصہ میں جیسا کہ رسم و عادت ہے اپنے استحکام میں کوشش کر کے اپنے اعوان و انصار کو ساتھ مناصب ارجمند کے قوی پشت اور قوی پایہ کیا اور نشان اپنی مستقلی اور استقلال کا بلند کر کے آہنگ خان اور شمشیر خان کو کہ مزید اعتبار میں شہرت رکھتے تھے حسن تدبیر سے گرفتار کر کے محبوس کیا امرا ایسے اطوار دیکھ کر رنجیدہ اور دل تنگ ہوئے ہر ایک ایک سمت روانہ ہوا چاند سلطان مضطرب ہو کر عادل شاہ سے ملتجی ہوئی اور یہ پیام دیا کہ ایسے وقت میں کہ دشمن قوی کمین میں بیٹھ کر ہنگام فرصت کا جویا ہے اس دولت خانہ کے نمک پروردہ سرکشی اور عصیان کا اختیار کر کے ہر ساعت فساد اٹھاتے ہیں اور ہر لحظہ ایک آشوب ظاہر کرتے ہیں اگر آنحضرت اس جماعت کی گوشمالی میں کوشش نہ فرمائیں گے عنقریب یہ باقی مملکت بھی اکبر بادشاہ کے تصرف میں جاوے گی عادل شاہ نے بھی اعانت پر توجہ کی اور سہیل خان سپہ سالار کو فرمایا کہ احمد نگر جا کر جس امر میں خوشنودی چاند سلطان کی ہو عمل میں لاوے سہیل خان شہور سنہ ۱۰۰۵ ایک ہزار پانچ ہجری میں احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور محمد خان قلعہ میں قلعہ بند ہوا اور چاند سلطان کی اطاعت میں نہ آیا سہیل خان بتجویز چاند سلطان محاصرہ میں مشغول ہوا اور قریب چار مہینے اس میں اوقات صرف کر کے محمد خان کے دفع میں راسخ اور ثابت رہا اور محمد خان عریضہ خانخاناں کو لکھ کر طالب کمک ہوا اور مردم قلعہ اس امر سے واقف ہو کر سب اس سے پھر گئے اور اسے قید کر کے چاند سلطان کے سپرد کیا چاند سلطان نے آہنگ خان حبشی کو کہ غلامان درگاہ سے تھا اس پر اعتماد کر کے پیشوا اور وکیل سلطنت کیا اور سہیل خان کو خلعت سے مخلع کر کے باعزاز و احترام رخصت معاودت عطا فرمائی اور وہ جب باتباع مراجعت راجہ پور کے اطراف میں کہ دریائے گنگ کے ساحل پر واقع ہے پہونچا امرائے اکبری قصبہ پاتری و مکیر و پرچہ مملکت برار سے خارج ہو نقض عہد کر کے متصرف ہوئے اس واسطے اس موضع میں توقف کر کے عریضہ مشتمل بر حقیقت حال عادل شاہ کو لکھا اور اسی عرصہ میں چاند سلطان اور آہنگ خان نے بھی مغل کی حرکت اور ان کے نقض عہد پر واقف ہو کر بہ تعجیل تمام آدمی بیجاپور کی طرف بھیجا اور بمبالغہ و الحاح سے کمک طلب کی تاکہ سپاہ مغل کو ملک سے خارج کرے عادل شاہ نے بدستور سابق سہیل خان کو سپہ سالار کر کے مغل کے محاربہ کا حکم دیا اور قطب شاہ نے بھی پیروی عادل شاہ کی کر کے مہدی قلی سلطان کو مع لشکر تلنگ سہیل خان کے پاس بھیجا اور احمد نگر سے بھی قریب ساٹھ ہزار سوار برار کی طرف روانہ ہوئے اور جب قصبہ سونپت میں پہونچے قیام کر کے سامان جنگ میں کوشش کی اور خانخاناں سپہ سالار مغل کہ قصبہ جالنہ میں جمعیت رکھتا تھا ہجوم اور قصد دکنیوں کا دریافت کر کے احضار لشکر کا حکم دیا اور خود بلدہ شاہ پور میں شاہزادہ کے پاس

اسقدر رونق افروز رہی کہ معماران چابک دست فرہاد آہنگ نے اس رخنہ دیوار منہدمہ کو گل و سنگ سے دو تین گز بلند کیا اور انھین دنون مین نامہ جات سرداران دکن کو کہ باتفاق سہیل خان ولایت بیر کے اطراف مین ہو نچے تھے تحریر کر کے اس مین کچھ کچھ احوال غلبۂ اعدا اور زبونی اہل حصار اور قلت آذوقہ درج فرما کر روانہ کیا اتفاقاً دو جاسوس کہ حامل اُن نوشتون کا تھا مردم مغل کے ہاتھ گرفتار ہوا اسے خانخانان اور صادق محمد خان کے روبرو لائے اُنھون نے ایک مکتوب سہیل خان کو لکھا کہ ایک مدت سے ہم انتظار تمھاری توجہ کا رکھتے ہین تا کہ یہ مناقشہ لوس منازعہ جلدی رفع ہووے اور جسقدر جلد ادھر تشریف لائیے گا بہتر ہوگا اور وہ مکتوب مع نوشتہاے چاند سلطان اسی قاصد کے ہاتھ ارسال کئے منقول ہے کہ جب کتابت سہیل خان کو پہونچی اور اسکے مضمون پر مطلع ہوا اسیوقت بسرعت تمام کوہستان مانک دون کے راستہ سے قلعہ احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا اور چونکہ لشکر مغل مین قحط بدرجہ نہایت ہو نچا تھا گھوڑے فاقہ کے سبب نہایت کمزور اور لاغر ہوگئے تھے اور اس خبر کے سننے سے شہزادہ اور تمام امراے اکبری متفکر ہوے اور انجمن مشورہ کے واسطے ترتیب دی سب کی راے نے یہ اتفاق کیا کہ اسوقت جنگ سپاہ دکن سے موقوف رکھکر چاند سلطان سے پیام صلح اس طور پر درمیان مین لادین کہ آن علیا حضرت ولایت برار بادشاہ کو پیشکش کرے اور باقی ولایت حسین شاہ کے عہد کے موافق اپنے تعلق رکھے میر سید مرتضےٰ جو قدیم سے تربیت یافتہ اور برگزیدہ خاندان نظام شاہیہ سے تھا شاہزادہ کی طرف سے مقدمات صلح کی تمہید کو مامور ہوا اور چاند سلطان نے اضطرار سپاہ مغل دریافت کر کے پہلے استغنا کیا اور آخر کو اُس نے بھی مانند لشکر مغل صلاح جنگ نہ دیکھی جو کہ محاصرہ کے ضیق سے تنگ آئی تھی تعجیل کر کے جس طرح سے کہ مرقوم ہوا مصالحہ کیا اور شاہزادہ مراد اور خانخانان کوتل چیتہ اور دولت آباد کی راہ سے ابتداے ماہ شعبان مین برار کی طرف روانہ ہوئے اور سہیل خان سپہ سالار عادل شاہ اور محمد قلی سلطان سر لشکر سپاہ قطب شاہ اور میان منجو احمد شاہ کے ہمراہ رکاب اسی دو تین دن کے عرصہ مین احمد نگر پہونچے میان منجو نے چاہا کہ احمد شاہ بدستور سابق احمد نگر کا بادشاہ رہے لیکن آہنگ خان نے احمد شاہ کو قلعہ سے برآوردہ کر کے میان منجو کے آنے کا دروازہ مسدود کیا اور ایک جماعت کو تھانہ دار جوند کے پاس بھیجکر بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ مقتول کو اپنے پاس بلایا اور قلعہ مین خطبہ اُسکے نام پڑھا آہنگ خان اور تمام امراے نظام شاہی نے اطاعت کی اور میان منجو مقام تمرد اور عصیان مین ہو کر چاہتا تھا کہ آتش فساد کو شعلہ زن کرے ابراہیم عادل شاہ نے مرتضےٰ خان دکنی کو کہ عمدہ امراے درگاہ تھا مع چار ہزار سوار بتعجیل احمد نگر کی طرف بھیجکر میان منجو کو پیام دیا کہ اس وقت مین ایسی خواہش کرنا زیادتی نقصان کا سبب ہے لازم یہ کہ جمیع مقدمات ترک کر کے سہیل خان کے ہمراہ بیجاپور کی طرف آوین تو احوال دریافت کر کے جو کچھ صلاح ملک و دولت ہو پیش پہونچائی جاوے میان منجو کہ عاقل اور فہمیدہ تھا عادل شاہ کے فرمان سے تجاوز نہ کیا مصطفےٰ خان کے ہمراہ بیجاپور گیا اور جب عادل شاہ کو یقین ہوا کہ احمد شاہ نظام شاہ کی اولاد سے نہین ہے اس کو اپنا ملازم کر کے اور جاگیر لائق دیکر سرفرازی بخشی اور میان منجو اور اسکے بیٹے میان حسن کو سلک امرا مین انتظام دیکر جاگیر خوب عطا کر کے

قطعہ میں پتھروں کے گرا **مثنوی** چو شد آتش تیز ریزاں شعلہ + فرو ریخت از یکدگر آں حصار + خلل یافت آں کوہ راں زلزلہ گسستہ
شد آں آہنیں سلسلہ + شد آں صور عار تنگ دستگی + سرافیل را او شرمندگی + شد آں لحظہ ہول قیامت عیاں + نگردوں برآمد
نفیر فغاں + ز بس گفتی از یکدگر بر درید + سرافیل صور قیامت دمید + بخندق فرو ریخت آں شہر بند + بہ دریا در آمد
کوہے بلند + ایک جماعت کہ ہر دیک اس دیوار کے نقب کاٹنے میں مشغول تھی سنگ وخاک کے نیچے ہلاک
ہوئی اور کچھ لوگ مثل مرتضیٰ خاں حلد شاہ علی اور آہنگ خاں اور شمشیر خاں اور محمد خاں دایہ زادہ اور افضل خاں اور
ادنیٰ اعلیٰ کہ اس سے علیحدہ اور دور تھے قلعہ کی دیوار منہدم دیکھکر فرار قرار پر اختیار کر کے سراسیمہ و بدحواس
گوشہ اور کنارہ میں بھاگے اور رخنہ ہائے نقب کو اسی طرح چھوڑ کر دل قلعہ کی محافظت سے خالی کیا لیکن بحسب
سعی اس عفیفہ مریم خصال کے کہ **قطعہ** فروغ نعل سمندش ہلال غرہ دولت بے مثال سایہ چترش سواد دیدہ کستور +
ہزار بار پرور سے شکستہ از رہ تمکین + شکوہ مقنعہ او کلاہ گوشہ سحر + ز مقنعش نکشیدہ شمال گوشہ برقع + ز عفتش نگرفتہ
خیال دامن سحر + اور ایزد منان کی عنایت سے چاند سلطان نے اس واقعہ ہولناک پر اطلاع پاکر فوراً برقع
اوڑھ کر سلاح جنگ زیب تن کئے اور پا برہنہ شمشیر ہاتھ میں لی اور مع ایک جماعت آدمیوں کے کہ اسکی خدمت
میں حاضر تھے سراپردہ سے برآمد ہوئی اور سمند عزیمت پر سوار ہو کر اس رخنہ کی طرف روانہ ہوئی اہالیان قلعہ یعنی
مرتضیٰ خاں اور آہنگ خاں اور شمشیر خاں وغیرہ ناچار ہو کر گوشہ اور کنارہ سے کہ پوشیدہ ہوئے تھے ملازمت
میں حاضر ہوئے اور جو کہ شاہزادہ اور صادق محمد خاں اور تمام امرا اور سپاہ مغل انتظار اور سرنگوں کے اڑنے
اور دیوارین گرنے کا کھینچے تھے قلعہ بندوں نے فرصت پاکر امراب توپ قیامت آشوب اور بان اور صندوق
اور ضرب زن اور آلات آتش بازی اس رخنہ پر نصب کیا کہ مانند دلہیر دو رخ ہوئی اور آخر کو حلقوں کی شعلہ
سے مایوس ہوئے امرا اور سپاہ مغل شاہزادے کے حسب الحکم رخنہ کی طرف تاخت لائے چنانچہ مردم درونی اور بیرونی
کے درمیان ایک جنگ عظیم اور معرکہ شدید کہ اس سے صعب تر تصور نہ کرنا چاہیے واقع ہوئی اور جو بسبب تقویت
اور جرأت اس شیر زن کے کہ ہر دفعہ حملہ اور سر جوش کا ہر سے دو تین ہزار بان اور ضرب زن اور تفنگ اور تیر
کرتے تھے اس قدر سپاہیان اکبری کام آئے کہ ان کی لاشوں سے خندق پٹ گئی **مثنوی** چو یاراں بیساں ہنگام
جنگ + سپاریدار آں مار سنگ وخدنگ + تو گفتی شد آں بارہ از سطبر + نگردش ہمہ سنگ و مارانش تیر +
ز پیکاں جہاں آتشے بر فروخت + کہ بر ملک بر فلک زاں بسوخت + ہر چند لشکریان مغل آخر ثلث روز سے غروب
آفتاب عالم اورنگ تک گرم رہے اور کوشش اور جانبازی کی کچھ فائدہ نہ بخشا اور وہ قلعہ فتح نہوا اس سبب
سے شہزادہ اور صادق محمد خاں دلگیر ہو کر اپنے مساکن اور مواطن کی طرف روانہ ہوئے اور آرزوے حل کے عقدہ
بزرگ نے از راہ انصاف زبان اس شیر زن مبارک پیدائش کی تعریف میں کھولی کہتے تھے کہ انتہا تہور و شجاعت
کی یہ ہے جو اس عفیفہ مریم خصال نے ظہور میں پہنچائی اور اس تاریخ سے نام اس بلقیس زمان کا جو چاند بی بی تھا
بعد اسکے چاند سلطان ہوا الغرض جو پردہ شب ظلمانی درمیان دو جنگ جو کے حائل تھا چاند سلطان خانہ زین پر

اعانت بعہا اللہ عادل شاہ کے پاس پہونچے اس واسطے آن حضرت نے اسکی کمک کے درپے ہوکر سہیل خان خواجہ سراکو کہ ... شجاعت مین موصوف تھا مع بیس ہزار سوار شاہ درک کی طرف روانہ کیا اور میان منجو باتفاق احمد شاہ اور امرا اور اخلاص خان مع اعوان و انصار بہ لشکر سہیل خان کے شریک ہوئے اور مہدی قلی سلطان ترکمان بھی سپہ سالار لشکر تلنگ ہوکر مع پانچ چھ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار محمد قلی قطب شاہ کی طرف سے ساتھ اُسکے ملحق ہوا اور جب خبر لشکر دکن کے شاہ درک مین فراہم ہونے کی شاہزادہ مراد کے سمع مبارک مین پہونچی چونکہ اسکے اور خانخانان کے درمیان مین غبار نفاق تھا اس واسطے صادق محمد خان اتالیک اور امرائے کبار کو فراہم کرکے مشورہ کیا سبھون نے مراسم استخارہ اور لوازم استشارہ بجالاکر متفق اللفظ والمعنی ہوکر عرض کی کہ جب تک لشکر دکن اس حدود مین پہونچے سرنگ کھودنے اور دیوار قلعہ کے گرانے مین سعی اور کوشش کرکے قلعہ کو مفتوح کرنا چاہیے شاہزادہ نے یہ رائے پسند کی اور اس کام کے واسطے اشارہ فرمایا امرائے عظام نے اس غرض سے کہ محصورون کو موضع نقب سے کسی طرح خبر نہو ہر طرف سے ابواب دخول وخروج بند کرنے مین ایسی کوشش کی کہ خیال کو بھی مجال تردد نرہی اور نقب زنان آہنی چنگ فرہاد طاقت نے عرصہ قلیل مین شاہزادہ وغیرہ کے مورچون سے پانچ سرنگین حفر یعنی نیو مین پہونچائین اور جڑ دیوار اور بروج قلعہ کو مجوف اور مشبک کیا اور شب جمعہ عشرہ رجب کو نقبون کو باروت اور توپ اور تفنگ سے مملو کرکے سوراخ انکے گچ اور چونہ سے بند کیے اور چاہتے تھے کہ دوسرے دن بعد از نماز جمعہ آگ اُن مین ڈالکر قلعہ کو اڑادین قضارا خواجہ محمد خان شیرازی کہ شاہزادہ کے لشکر مین رہتا تھا وہ رحم دلی سے شب تار مین مردم حصار کے پاس پہونچا اور انہین موضع نقب اور سپاہ مغل کے ارادے سے خبردار کیا اہل قلعہ اسکے ممنون احسان ہوئے اور اعلیٰ ادنیٰ چاند سلطان کے حسب الحکم اسی شب کو کھودنے اور توڑنے ارکان حصار مین جس جگہ کہ محمد خان نے نشان دیا تھا مشغول ہوئے اور روز جمعہ کے ظہر تک دو نقب سراغ لگاکر باروت اُسکی نکالی اور دیگر سرنگون کے تجسس تلاش مین تھے اور شہزادہ اور صادق محمد خان نہین چاہتے تھے کہ فتح خانخانان کے نام ہو و... بہ اطلاع اُسکے مسلح ہوکر حصار کے دروازہ پر افواج آراستہ کین اور چاہا کہ نقبون مین آگ دیوین تاکہ جب قلعہ مین رخنہ ظاہر ہو اُسوقت ہجوم لاکر غنیم کو فرصت نہ دیوین اور قلعہ مین داخل ہووین

مثنوی دلیران بمیدان کین تاختند ✤ سر و تن زخود و زرہ ساختند ✤ زجوشن شد آراستہ یال و دوش ✤ شد آرایش رزنگہ جبہ پوش ✤ ز ہر سوئے دجلہ موج ریز ✤ روان شد بسوئے محیط ستیز ✤ اور جب امرائے اکبری خانخانان کے سوا شاہزادہ کے حکم کے موافق مع خیل وحشم اور طبل وعلم اس حصن حصین کے قریب پہونچے نقبون مین آگ دینے کا اشارہ کیا اور ایسے وقت مین کہ اہل قلعہ کو تیسری نقب جو ان نقبون سے بڑی تھی کھود کر باروت برآورد کرنے کے عزیمہ مین تھے کہ ناگاہ دود فنا اس نقب یا دیہ آسا سے برآمد ہوا شعلہ بلا کا دیوار قلعہ مین پڑا قلعہ کی بنیاد متزلزل ہوئی زمین وآسمان اسکی ہیبت سے جنبش مین آئے اور ایک صدا اس بنیاد کی کہ مصدوقہ سمعا شدادا تھی پیدا ہوئی گویا کہ صور قیامت پھکا اور پچاس گز دیوار باروت نقب کے زور سے اس شدت سے اُڑی کہ ہر سنگ اسکا بنا سے سپہر لڑکا

رکھتا تھا مع پانچ چھ ہزار سوار جرار کہ شائستہ کارزار کہ لشکر اکبری سے انتخاب کیے تھے اور اُن کی شجاعت پر وثوق
تمام اور اعتماد کمال رکھتا تھا اُسکے دفع کے واسطے نامزد کیا اور دریائے گنگ کے ساحل پر اخلاص خاں سے مقابل
ہوا اور بعد جنگ اہل دکن نے شکست کھائی دولت خاں اور سپاہ مغل نے پیچھا کرکے قتل و غارت شروع کیا
اور وہاں سے قصبہ پٹن کی طرف کہ نہایت آباد تھا روانہ ہوئے وہاں کے مرد اور عورتوں کو ایسا لوٹا کہ عورتیں
ستر کی محتاج ہوئیں اُس کے بعد احمد نگر روانہ ہوئے چونکہ چاند سلطان بہادر شاہ کی اسیری اور احمد شاہ
کے اخلاص کے سبب میاں منجو سے ناراض تھی آہنگ خاں کو پروانہ لکھا کہ ایک جماعت تہمتنان و بہادران
قلعہ کی محافظت اور دشمنوں کے مدافعہ کے واسطے کہ محل اعتماد رکھتے ہوں ہمراہ لیکر آپکو قلعہ احمد نگر کی طرف پہونچاوے
آہنگ خاں مع سات ہزار سوار و پیادہ احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا اور جب احمد نگر کے چھ کوس پر پہونچا ایک قوم کو
طریق دخول حصار کے دریافت کے واسطے بھیجا تا کہ اطراف و جوانب کا بطور احتیاط خوب دریافت کرکے مراجعت
کریں جاسوس نے لوازم تجسس و تحقیقات بعمل پہونچا کر خبر دی کہ قلعہ احمد نگر کی شرقی جانب سپاہ مغل کے نزول سے
خالی ہے اور کوئی امرائے مغل اس طرف کی محافظت میں قیام نہیں رکھتا ہے اس وجہ سے آہنگ خاں رات
کے وقت جاسوس کی ہدایت سے شاہ علی اور اُسکے فرزند مرتضیٰ کی ملازمت میں حصار کی طرف متوجہ ہوکر قطع
مسافت میں مشغول ہوا اور اسی روز صبح کو عجیب اتفاق ہوا کہ سلطان مراد قلعہ کے ملاحظہ اور مورچال [illegible]
کی تاکید کو سوار ہوکر مثل ماہ سیر کنان ہوا ناگاہ جانب شرقی ملازمان سے خالی دیکھی اس طرف کی نگاہبانی خانخاناں سے
رجوع فرمائی اور اس نے اسی دن باغ ہشت بہشت کے حوالی سے کوچ کرکے جائے مجوزہ مذکورہ میں نزول کیا اور
آہنگ خاں اس کیفیت سے بیخبر تھا تین ہزار سوار انتخابی اور ایک ہزار پیادہ لیکر شب تاریک میں وہاں
پہونچا اور غفلت اس جماعت کی غنیمت جانکر دست بشمشیر ہوا **مثنوی** ز شمشیر جوہر ریز آشفتگان ؛ شبخون در آمد
بشب خفتگان ؛ ستاره تابش تیغ تاریک شب ؛ چو برقی که بکشاید از خنده لب ؛ ز بس کار شمشیر بارید خون ؛
شب تیره چون شد لاله گون ؛ خانخاناں مع دو سو سوار تیر انداز کہ اسکی اردلی میں شبکو پہرہ دیتے تھے عادت جبلیہ کے
کہتے پر جرات کرکے تیر اندازی میں مشغول ہوا اور دولت خاں لودی کہ سپہ سالار اسکا تھا ہوشیار ہوکر چار سو جوان افغان بلا کر اسکی
کمک کو پہونچا تنور جنگ گرم ہوا اور طرفین سے داد مردی اور مردانگی دیتے تھے کہ دولت خاں کا بیٹا پیر خاں بھی مع جمع
بہادران رستم اقتدار میدان میں پہونچکر دست بشمشیر ہوکر حرب میں مصروف ہوا اور آہنگ خاں زیادہ اس سے
توقف اور ثبات قدم کو مستلزم ہلاک جانکر بالاتفاق پسر شاہ علی اور مع ایک جماعت پہلوانان دکنی کہ عدد اُنکے
چار سو تھے اُردوئے خانخاناں کے خیمہ و خرگاہ سے برآمد ہوکر قلعہ احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا اور شاہ علی کہ ایک مرد ضعیف
اور نحیف تھا اس نے قلعہ کے اندر جانے سے انکار کیا اور بقیہ روز حیات کو غنیمت جانکر مع باقی لشکر دکنی جس
راہ سے کہ آیا تھا معاودت کی اور دولت خاں نے اُسکا پیچھا کرکے تخمیناً نو سو آدمی کو ہلاک کیا اور جب اخبار
ویرانی احمد نگر اور حملہ طائفہ مغلیہ پر جانب جو کہ دار السلطنت بیجاپور میں پہونچا اور نوشتہ ہائے چاند سلطان مشتمل بر التماس

دوسرے مردمکار آمدنی کے ہمراہ قلعہ کے اندر بلا لیا اور رجب ماہ ربیع الثانی کی بیسوین تاریخ سنہ مذکور کو شاہزادہ سلطان مراد
باتفاق امرائے کبار مغل سیلاب کی طرح کہ پہاڑون کی چوٹی سے فضائے صحرا کی طرف رجوع ہووے احمد نگر کے شمال
کی طرف نمودار ہوا اور شید گاہ کے اطراف مین ایستادہ ہو کر ایک جماعت بہادران جنگ جو معرکہ طلب کو بعزم
حرب وضرب کالا چبوترہ کے میدان مین قائم کیا اہل حصار چاند بی بی سلطان کے فرمانے کے بموجب مستعد رزم و
آمادہ پیکار ہوئے اور چند توپ قیامت آشوب دشمن کی طرف فیر کر کے سنگ تفرقہ اُن کی جمعیت مین ڈالا اور
جب دن آخر ہوا شاہزادہ مراد اور سپاہ مغل نے باغ ہشت بہشت مین جو برہان نظام شاہ بن احمد نظام شاہ کا ساختہ
تھا نزول کر کے تمام رات لوازم ہوشیاری اور مراسم بیداری مین قیام کیا **مثنوی** دگر روز کین شہسوار سپہر ٭ برافراخت
رایت برافروخت چہر ٭ برآمد برین جنگ زیبا خرام ٭ برآورد رخشندہ تیغ از نیام ٭ شاہزادہ نے ایک جماعت کو
محافظت شہر اور برہان آباد کے واسطے جو برہان نظام شاہ ثانی کے متحدثات سے تھا بھیج کر وہان کے باشندون
کی استمالت مین نہایت التفات ظہور مین ہو نچائی اور ہر محلہ اور کوچہ مین ندائے امان ادنی و اعلی کے گوش زد
کر کے ایسا کیا کہ رعایا اور تجار وغیرہ نے پائے توقف دامن تسکین مین کھینچکر مغلون کے قول پر اعتماد کیا اور
دوسرے دن شہزادہ اور امرائے کبار مثل میرزا شاہرخ والی بدخشان اور نواب سپہ سالار خانخانان اور شہباز خان کنبو اور
محمد صادق خان اور سید مرتضے سبزواری اور راجہ علیخان حاکم برہان پور اور راجہ جگن ناتھ اور بھی امرا کہ تعداد اُنکے
نام کی موجب تطویل ہے قلعہ کے گرد فروکش ہوئے مورچل اور النگ آپس مین تقسیم کیے اور اُس ماہ کی ستائیسوین
تاریخ کو ابو الفضل کینہ جو شہباز خان کنبو کہ ستمگری اور بیدادی مین مشہور و معروف تھا سپاہ اکبری مین شہزادہ کے
بے فرمان مع لشکر کثیر سیر و گشت کے بہانہ سوار ہوا اور اُس غارتگر خبیث نے اپنی سپاہ کو فقیر و غنی کے تاراج کا حکم کیا
اور طرفۃ العین مین تمام مکانات اور عمارات احمد نگر اور برہان آباد کی بوبکر ریانی کے مکان کی طرح غارت کیے نشان
آبادی کا نہ چھوڑا اور جو مذہب سنت و جماعت مین نہایت تعصب رکھتا تھا ہاکہ محبان اہلبیت کا مکان جو بہ لنگر دروازہ
امام مشہور ہے غارت کر کے وہان کے باشندون کو قتل کرے شاہزادہ اور خانخانان اس ارادہ بیجا سے واقف
ہوئے اسے نہایت زجر و ملامت کی اور بہت لیٹرون کو عبرت کے واسطے قسم قسم کی عقوبت اور سیاست ہو نچائی
لیکن احمد نگر کی خلقت کے پاس جو متاع دنیوی سے کچھ رہا تھا رات کے وقت جلاوطن ہو کر ہر ایک ایک سمت راہی
ہوئے اور امرائے نظام شاہ اس عرصہ مین تین فرقہ ہوئے اور کوئی کسی کی اطاعت نہین کرتا تھا اول میان منجو کہ احمد شاہ کو
بادشاہ سمجھکر عادل شاہ کی سرحد کی طرف مقیم تھا دوسرا اخلاص خان حبشی خواجہ دولت آباد مین موتی شاہ نام ایک طفل مجہول
کو باسم سلطان مخصوص کر کے لشکر کو اُسکے حلقۂ اطاعت مین در لایا تھا تیسرا آہنگ خان حبشی کہ وہ بھی عادل شاہ کی سرحد
مین تھا شاہ علی بن برہان شاہ اول کو کہ عمر اُس کی تخمینا ستر برس کو پہونچی تھی اور بیجانگر مین توقف رکھتا تھا
اپنے پاس بلا کر چتر اُسکے سر پر لگا کر بادشاہ بنایا جب اخلاص خان جرات کر کے مع دس ہزار سوار متعینہ دولت آباد
کو ہمراہ لیکر احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا خانخانان نے دولت خان لودی سپہ سالار کو کہ شجاعت اور جوانمردی مین اوصاف

اور اسی درمیان میں کہ حبشی اضطراب توپ قلعہ کی طرف سر کرتے تھے ایک گولہ احمد بادشاہ کے چتر پر لگا اور ولولہ اور غوغا اور آشوب لوگوں کے درمیان وقوع میں آیا اور میاں منجو کثرت اور غلبہ اعدا مشاہدہ کر کے پسپا ہو کر قلعہ میں در آیا پھر اخلاص خاں حبشیوں کی شوکت اور غلبہ زیادہ تر ہوا اور قلعہ کے محاصرہ میں مشغول ہوئے اور اطراف و جوانب سے مورچے اور سرنگ تیار کیے اور اطراف دخول و خروج مسدود کر کے آدمی حاکم دولت آباد کے پاس بھیجا کہ آہنگ خان حبشی اور حبشی خان مولد کو جو برہان شاہ کے عہد سے اس زمانے تک محبوس ہیں روانہ کرے تھانہ دار دولت آباد نے اطاعت کر کے انھیں روانہ کیا اور چونکہ تھانہ دار مذکور نے بہادر شاہ کو لے حکم میاں منجو دیا وہ بھی اتفاق کر کے ایک لڑکا مجہول النسب مارا احمد نگر سے لائے اور اسے خاندان نظام شاہیہ سے منسوب کر کے سکہ اور خطبہ اسکے نام کیا اور اس تقریب کے سبب بارہ ہزار سوار جمع ہوئے میاں منجو اور محصورین دریائے حیرت میں غوطہ زن ہوئے اور جب نجات اور اخلاص سے مایوسی ہوئی ایک عریضہ سلطان مراد ولد اکبر شاہ کو لکھکر گجرات کی طرف بھیجا اور التماس قدوم کی اور شاہزادہ جو کہ باپ کی طرف سے تسخیر دکن کے واسطے مامور تھا اور جویائے فرصت تھا تسہیل استعمال لشکر فراہم کر کے احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا لیکن ابھی عریضہ گجرات میں نہ پہونچا تھا کہ امرائے حبشی کے درمیان مناصب اور جاگیرات کے سبب غبار کدورت بلند ہوا اور شمشیر نفاق میان سے باہر لائے اور ایک دوسرے کے قتل میں ساعی ہوئے اور بعض امرائے دکنی کہ ہمراہ ان کے تھے اس اوضاع کے مشاہدہ سے متنفر ہو کر ترک رفاقت کی اور مع خیل و حشم قلعہ کی طرف جا کر میاں منجو کے شریک ہوئے اور اس نے اس لطیفہ غیبی اور فضل لاریبی کے باعث حیات تازہ اور قوت بے اندازہ بہم پہونچائی اور قلعہ سے برآمد ہوا اور ہفتہ کے دن محرم کی چھبیسویں تاریخ سنہ ایک ہزار چار ہجری میں عیدگاہ کے اطراف میں امرائے حبشی سے خوب جنگ کی اور انھیں شکست دیکر اسکے بادشاہ کو مع چند لوگ اسیر کیا اور سلطان مراد کے بلانے سے نہایت نادم اور پشیمان ہوا اسی اندیشہ میں تھا کہ ناگاہ میرزا عبد الرحیم المخاطب بہ خانخاناں اور راجہ علی خان حاکم خاندیس شاہزادہ سے ملحق ہو کر مع تیس ہزار مغل اور راجپوت اور افغان مسلح اور بادبانہ برق آہن میں غرق احمد نگر کے اطراف میں پہونچے میاں منجو کہ انکے بلانے سے نادم تھا قلعہ احمد نگر غلہ اور آذوقہ اور خیل و حشم سے مملو اور مضبوط کر کے انصار خان کو کہ معتمد اسکے جملہ انصار سے تھا اسیر کیا اور چاند بی بی سلطان جو خواہش اسکی رفاقت کی نہ رکھتی تھی اسے بھی مع جواہر و نقود قلعہ کے اندر نگاہ رکھا اور خود سپاہ کے فراہم لانے اور طلب کمک عادل شاہ اور قطب شاہ کے احمد شاہ کے ہمراہ قلعہ اوسہ کی طرف گیا اور بہرہ ملک طہارت و پرہیز گاری چاند بی بی سلطان نے ہمت لشکر مغل کے مدافعہ میں صرف کی اور اس خوف سے کہ مبادا انصار خان جو انصار میاں منجو سے تھا دشمن کے شریک ہو کر قلعہ انھیں سپرد کرے محمد خان بن میاں محب اللہ دایہ زادہ مرتضیٰ نظام شاہ کو مامور کیا کہ اسے دفع کرے اور محمد خاں نے اس کے قتل میں نہایت شجاعت اور مردانگی بہم پہونچائی اور اسی دن بہادر قلعہ میں پوشیدہ خطبہ بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ کے نام پڑھایا اور شیخ علی حبشی کو کہ فرزند اسکے مثل اولاد کے در اور گھوڑے زیادہ سترہ نفر سے تھے افضل خان ترکش اور

ہزار اور تین ہجری تھی تخت احمد نگر پر متمکن کرکے خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر پڑھایا اور منصب اور جاگیر آپس مین تقسیم کین اور
بہادر شاہ کو جو چاند سلطان کی آغوش عطوفت مین پرورش پاتا تھا بجبر و تعدی قلعہ جوند مین بھیجکر قید کیا اور بعد
چند روز کے جب ظاہر ہوا کہ احمد شاہ خاندان نظام شاہ سے نہین ہی اخلاص خان اور امراے حبشی اپنے
کیے ہوئے سے نادم اور پشیمان ہوکر اس کے عزل کے درپے ہوئے اور اس داستان کی توضیح یون ہی کہ جب
برہان نظام شاہ بن احمد نظام شاہ بحری نے اس جہان فانی سے رحلت کی حسین نظام شاہ ولیعہد ہوا اور اسکے
بھائی سلطان محمد خدابندہ اور شاہ علی اور محمد باقر اور عبد القادر اور شاہ حیدر مملکت موروثی مین توقف کو سبب
ہلاک جانکر ہر ایک ایک سمت اطراف ہندوستان سے بھاگ گئے اور بعد مدت مدید مرتضی نظام شاہ کے عہد مین ایک
شخص موسوم بہ شاہ طاہر حیدر آباد کے اطراف مین پہونچکر مشہور ہوا کہ سلطان محمد خدابندہ ولایت بنگالہ مین فلان تاریخ کو
رحمت ایزدی مین داخل ہوا اور مین اسکا فرزند صلبی ہون اور حوادث روزگار سے اپنی مملکت موروثی مین
پناہ لایا ہون ارکان دولت اور اعیان حضرت مرتضی نظام شاہ خصوصاً خان مغفرت نشان صلابت خان اسکے
احوال کے تجسس اور تفحص مین ہوکر شرائط تحقیقات بجا لاے لیکن طول عہد اور تغیر اوضاع کے باعث حق و باطل
کی تمیز سے عاجز ہوے لب تصدیق اور انکار مین نہ کھولتے تھے اور از راہ حزم و احتیاط کہ مبادا کوئی جماعت اوباش
اس کے پاس فراہم ہوکر فساد برپا کرے اسواسطے اسے ایک قلعہ مین محبوس کیا اور مردم معتبر اور دانا کو جو سلطان
محمد خدابندہ اور اُسکے متعلقون کو خوب پہچانتے تھے آگرہ کی طرف برہان شاہ ثانی کے پاس کہ اندنون مین جلال الدین
محمد اکبر بادشاہ کا ملازم تھا بھیجکر پیغام دیا کہ ایک شخص اس شکل و شمائل کا آنکر کہتا ہی کہ مین سلطان محمد خدابندہ کا
فرزند ہون اور میرا نام شاہ طاہر ہی چونکہ تمام عمر سلطان محمد خدابندہ کی اس حدود مین بسر ہوئی ہی یقین ہی کہ آنحضرت
کو اس کا حال کماہی دریافت ہوگا امیدوار ہین کہ جو کچھ واضح اور روشن ہووے اعلام بخشین تو بندگان درگاہ تردد و
تفرقہ سے نجات پاوین برہان شاہ نے جواب دیا کہ سلطان محمد خدابندہ کی حیات مستعار میرے مکان مین اختتام کو پہونچی
ہی اور اس کے بیٹے اور بیٹیاں کہ فلان فلان ہین میری صحبت مین زمانہ بسر کرتی رہین اگر کوئی شخص غرضاً آپ کو
سلطان محمد خدابندہ کے فرزند کا ہمنام ہوکر دعوی فرزندی کرتا ہو محض غلط اور عین افترا ہی صلابت خان اور تمام
اعیان حقیقت حال دریافت کرکے اپنے دل مین کہنے لگے کہ بالفعل اس شخص نے سلطان محمد خدابندہ کی فرزندی
کی شہرت پائی ہی اب خلاف اسکے عوام الناس کے ذہن نشین کرنا بہت مشکل معلوم ہوتا ہی بہتر یہ ہی کہ مدت العمر یہ قلعہ مین رہے
غرضکہ سبھون نے ایسا ہی کیا آخر کو وہ اجل طبیعی سے مرگیا اور اس سے ایک بیٹا موسوم بہ احمد باقی رہا کہ میان منجو نے
فریب کھاکر اُسے تخت ... پر بٹھایا اخلاص خان اور تمامی امراے حبشی اور مولد اس مقدمہ کے سبب
میان منجو سے منحرف ہوئے اور آخر ماہ مذکور مین کالا چبوترہ کے درمیان صف جنگ آراستہ کی میان منجو نے
احمد بادشاہ کو برج پر بٹھاکر چتر اُسکے سر پر مرتفع کیا اور میان حسن کو سات سو سوار دیکر دشمنون کے مدافعہ
کے واسطے بیرون قلعہ بھیجا اور فریقین کے درمیان جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا طرفین کے بہت لوگ کام آئے

نظام شاہ نے میسرہ عادل شاہ کو متفرق اور پریشان کر کے تین کوس پسپا کیا جو اعتقاد طرفین کا یہ تھا کہ فتح ہماری طرف سے ہے ایک دوسرے کے سار و سامان مال و اسباب کے تاراج میں مشغول ہوئے ابراہیم نظام شاہ مع ایک جماعت مخصوصان سے کہ سو آدمی سے زیادہ نہ تھے اور مع چند فیل معرکہ میں رہا حسب اتفاق سہیل خان خواجہ سرا اور مقصود خان کہ شحنہ فیل ایک ہزار سوار اور ستر فیل جنگی لیکر وہاں پہونچے اور ایک جماعت مقربان ابراہیم نظام شاہ نے عرض کیا کہ ہم نہایت قلیل ہیں اور فوج دشمن کی نہایت کثیر صلاح یہ ہے کہ معرکہ سے کسی گوشہ میں جاکر پناہ لیویں جب امرا ملازمت کے واسطے حاضر ہوں اس وقت اس فوج کو دفع کریں ابراہیم نظام شاہ اس امر پر راضی ہوا اور شراب کی کیفیت اور نشہ کے سر میں تلوار غلاف سے کھینچکر اور فیلان مست کو آگے بڑھاکر سہیل خان کے مقابلہ اور مقاتلہ کو روانہ ہوا اور حملہ اول میں ابراہیم نظام شاہ ایک سپاہی عادل شاہی کے ضرب تیر سے خانہ زین سے جدا ہو کر زمین پر آیا اور مرغ روح اسکا قفس تن سے پرواز کر گیا جنگ کی شامت نے اپنا کام کیا سہیل خان نے اسے پالکی میں ڈالکر حکم کیا کہ اسکو احمد نگر پہونچا دیں اور اسکے فیلوں پر متصرف ہوا اور جب رات ہوئی اسی طرح گھوڑے پر سوار رہکر وہ رات بسر کی اور امرائے نظام شاہی میسرہ عادل شاہی کا پیچھا کر کے غنیمت بہت ہاتھ لائے تھے جب خبر ابراہیم نظام شاہ کے قتل کی سنی ہر ایک ہی طرف بھاگا اور سہیل خان دوسرے دن توپخانہ نظام شاہی پر قابض ہوا اور عادل شاہ کے پاس پہونچایا اور میاں منجو نے آپکو سب سے پیشتر احمد نگر میں پہونچایا تھا اور احمد نام بارہ برس کے لڑکے کو ساتھ اس گمان کے کہ یہ خاندان نظام شاہ سے ہے دولت آباد سے طلب کر کے چتر شاہی اسکے سر پر بلند کیا اور شاہزادہ بہادر پسر ابراہیم نظام شاہ کو کہ طفل شیر خوار تھا قلعہ جوند کی طرف بھیجکر محبوس کیا اور ابراہیم نظام شاہ کی مدت سلطنت چہار ماہ اور دو دن تھی

ذکر احمد شاہ بن شاہ طاہر کی حکومت کا

جب اخلاص خان اور دوسرے سرداروں نے جنگ و عناد برپا کر کے تازہ نہال سلطنت ابراہیم نظام شاہ کو پژمردہ کیا میاں منجو بسرعت استعجال احمد نگر میں آیا اور قلعہ اور خزانہ اپنے تصرف میں لایا اور اخلاص خان اور اعیان دکن کو قلعہ میں ملاکر مجلس آراستہ کی اور بادشاہ کے تعین کے بارہ میں مشورہ کیا امرائے حبشی نے بلقیس زمان چاند سلطان کے التفات خاطر کو بہادر شاہ بن ابراہیم شاہ بن برہان نظام شاہ کی طرف مشاہدہ کر کے سب اسکی سلطنت پر راغب و مائل ہوئے اور میاں منجو اور بعضے امرائے دکنی نے بہادر شاہ کی صغر سنی سے کہ اسکی عمر صرف ایک برس اور سات مہینے کا تھا اندیشہ کر کے یہ امر قبول نہ کیا اور کہنے لگے **مثنوی** جہانبانی و پادشاہی قوی + کلاہ کیانی و کیخسروی + کسے را سزد کو بہنگام جنگ + شتابد شتاب و نماند درنگ + امرائے حبشی یہ کلام سنکر چاند سلطان کی جانبداری سے کشیدہ ہوکر میاں منجو کے شریک ہوئے اور لوازم عہد و شرائط بجا لائے اور آپس میں اتفاق کر کے خواجہ اشرف آبادی کو جس نے درگاہ برہان نظام شاہ سے خطاب میر سامان پایا تھا مع جماعت مردم معتبر و معتمد قلعہ جوند کی سمت بھیجکر احمد شاہ بن شاہ طاہر کو شہر احمد نگر میں بلایا اور عید الضحیٰ کے دن کہ سنہ ایک

متوجہ ہوا اور اخلاص خان اور اُسکے متابعون کی راے یون مقتضی ہوئی کہ لشکر فراہم لاکر سرحد کی طرف روانہ ہوکر عادل شاہ
کے ساتھ محاربہ کرین اور میان منجو نے یہ راے ناپسند کرکے جواب دیا کہ ہمارا خیل ولشکر بے سامان اور بے سرانجام ہی اور
اُمرا جیسا کہ چاہیے مطیع اور منقاد بادشاہ کے نہین ہین مناسب یہ ہی کہ تحفے و ہدایا بھیجکر اس سے صلح کرین اور ہم باطمینان تمام
ملک اور مال اور لشکر مین مشغول ہوکر مہیاے کارزار اکبر شاہ ہون اخلاص خان نے کہ مرد نادان اور احمق تھا یہ امر قبول نہ کیا اور
شاہ درک کی لشکرکشی مین اصرار کیا اور نظام شاہ کو بھی یہ امر مدنظر تھا اس واسطے میان منجو نے سکوت اختیار کیا اور بادشاہ
وغیرہ اس طرف متوجہ ہوے اور جب سرحد پر پہونچے میان منجو نے اتمام حجت کے واسطے ایکبار اور بزرگون کو جمع کرکے
کہا کہ عادل شاہ اپنی مملکت مین مقیم ہی اُس سے اور اُس کی سپاہ سے کسی طرح کی مزاحمت ہمارے ملک کو نہین
پہونچی صلاح دولت نہین ہی کہ تم نزاع مین ابتدا کرکے اسکی مملکت مین داخل ہوا ابھی دروازہ صلح کشادہ ہی ساتھ اُسکے
طریق ملائمت اور دوستی مین قدم رکھکر بساط قتال اور جدال نہ بچھاوین ابراہیم نظام شاہ کہ شرب شراب مین افراط
کرکے ایک لحظہ ہوشیار نہ رہتا تھا جب اُسنے اخلاص خان اور اُسکے اعوان کی خواہش طبع جنگ مین دیکھی میان منجو
کی فہمائش گوش ارادت سے نہ سنی عادل شاہ کی ولایت مین قدم رکھا اور حمید خان حبشی کہ سپہ سالار عادل شاہ تھا اور
اپنی سرحد مین قیام رکھتا تھا افواج آراستہ کرکے نشان مدافعت اور ممانعت بلند کیا میان منجو نے کہ مرد جہاندیدہ اور کہن
سال تھا جنگ مناسب نہ دیکھی ایک جماعت حمید خان کے پاس بھیجکر یہ پیام دیا کہ ہمارا بادشاہ جوان اور بے تجربہ ہی
اور سواے اسکے ایک جماعت شریر کہ دائرہ انسانیت سے خارج ہی اُن کے ہاتھ مین گرفتار ہی اور شرب مدام سے زمام
عقل ہاتھ مین نہین رکھتا لہذا عرض کرتے ہین کہ یہ دن روز ہاے ماہ ذی الحجہ سے ہی اور جدال و قتال اس مہینے
مین حرام ہی جنگ موقوف رکھکر طرح دیوین شاید ہم فرصت پاکر اُسے بسبب نصائح سودمند اور مواعظ ارجمند کے
اس ارادہ سے باز رکھین اور رجوع کہ اس بارہ مین عادل شاہ کو سوگند دی گئی تھی حمید خان نے یہ امر قبول کیا سرراہ
نظام شاہ سے کنارہ کرکے اُسکے دست راست کی طرف کہ ایک کوس کا فاصلہ تھا فروکش ہوا نظام شاہ جب وہان
پہونچا اور حمید خان کو اپنے مقابل نہ دیکھا شراب کے نشہ مین سمجھا کہ وہ ہم سے دب کر ہٹ گیا ہی جس طور سے
ممکن ہوا اس دن وہان نزول کیا اور اس رات کو میان منجو اور اُسکے توابع نے ہر چند سمجھایا کہ فسخ عزیمت جنگ
کرے چونکہ اجل اسکی آپہونچی تھی اُن کا ارشاد اُس کے کام نہ آیا دوسرے دن صفوف آراستہ کین اور حمید خان حبشی کو یہ خبر
پہونچی وہ بھی سامان جنگ درست کرکے مع لشکر گران بہ سرعت برق و صولت رعد میدان قتال کی طرف روانہ ہوا اور
پچاس ہزار سوار سے طرفین نے مقابل ایک دوسرے کے صف جنگ کھینچی پہلے بہادران اور یکہ سواران نے گھوڑے
جولان کیے اور شمشیر وخنجر سے زمین جنگگاہ ایک دوسرے کے خون سے رنگین کرنے لگے اور داد مردی اور مردانگی
دیتے تھے اس وقت جمیع افواج جوش وخروش مین آنکر ایک نے دوسرے پر حملہ کیا اور حرب و ضرب مین مشغول
ہوکر آثار بیرحمی ظاہر کیے **مثنوی** سپاہی چو فیلان آشفتہ مست ٭ ہمہ نیزہ و تیغ و خنجر بدست ٭ ز نوک سنان و
بہ تیر خدنگ ٭ ربودند از روے خورشید رنگ ٭ اس روز ایک امر عجیب و غریب وقوع مین آیا میمنہ

کی طرف راہی ہوا اور بتعجیل تمام آپ کو برہان شاہ کے پاس پہونچایا اور بہادر خان گیلانی کو برہان شاہ کے فوت ہونے کا
یقین ہوا اور مع بعضے امرائے غریب بیجاپور کی طرف روانہ ہوا اور شیخ عبد السلام عرب اعتماد حبشیوں کی دوستی پر
رکھکر اردو میں رہا تھا دکنی اور حبشی نے اتفاق کرکے اُسے اور اُسکے متعلقین کو شربت شہادت چکھایا اور
اخلاص خان نے غریبوں کی جمعیت کو متفرق اور آتش فتنہ کو مشتعل کرکے مہمات کو یکسو کیا اور برہان شاہ کے مداوے کے
واسطے جمیع سرداران دکنی اور حبشی کو ہمراہ لیکر احمد نگر کی طرف گیا برہان شاہ ایک جماعت اُسکے پاس بھیجکر لوازم نصائح
بجا لایا اور جب اُسے تمرد و عصیان میں راغب اور راسخ پایا باوجود ضعف و ناتوانی پالکی میں بیٹھکر قلعہ سے برآمد ہوا اور چتر لوں
سورج مکھی اور سامان سلطنت ابراہیم کو لوازمی رکھا اُس روز ہمایوں پور میں کہ بنا کیا ہوا اُسکی والدہ مرحومہ ہمایوں کا تھا
نزول کیا اور دوسرے دن فجر کو اخلاص خان نے ایک صف مثل اپنے قلب کے متزلزل اور ناراست آراستہ کرکے اپنے ولی نعمت
کے مقابل لشکر کفران و طغیان کا بلند کیا اور بموجب بیت باولی نعمت ار بروں آئی ۔ اگر سپہری کہ سرنگوں آئی ۔ بعد از جنگ
شکستہ اور بدحال ہو کر پیر دہ کی طرف بھاگا اور برہان شاہ مظفر و منصور احمد نگر کے قلعہ میں تشریف لے گیا چو اس معرکہ
میں نہایت قلق اور صدمہ اُٹھائے تھے دوسرے دن کہ اٹھارویں ماہ شعبان سنہ ۱۰۰۳ ایکہزار تین ہجری کی تھی اسکے
طائر روح پر فتوح نے آشیان جناں کی طرف پرواز کیا مصرع بقا بقائے خدا ایست و ملک ملک خدائے ۔ اور مدت
سلطنت اسکی چار برس اور سولہ دن تھی اور مولانا ظہوری نے ساقی نامہ مخترع کہ قریب چار ہزار بیت ہے
برہان شاہ کے نام پر لکھا اس میں داد شاعری دی ہے اکثر شعرا و عقلا اور صاحب طبع اسکو پسند کرتے ہیں

ذکر ابراہیم شاہ بن برہان نظام شاہ ثانی کی جہانبانی کا

ابراہیم نظام شاہ اپنے باپ کے بعد ارتحال مالک تاج و نگیں ہوا اور میاں منجو دکنی کہ اتالیق برہان شاہ تھا اُس نے
وصیت کے موافق امر وکالت میں قیام کرکے اپنے بیٹوں اور بھائیوں اور اعوان کو سلک امرا میں منتظم کیا اور اخلاص خان
مولد باوجود ایسی حرامخوری کے کہ ولی نعمت سے صف آرا ہو کر لڑا تھا اپنے ایلچی بھیجکر ابراہیم نظام شاہ سے عفو تقصیر
وامان نامہ کا طالب ہوا ابراہیم نظام شاہ اور میاں منجو نے اُس کے فساد اور سرکشی سے اندیشہ کرکے امان نامہ
ارسال کیا اور وہ احمد نگر میں آیا ایک جماعت حبشیاں اور مولدان سے فراہم کی یعنی دو فرقہ ہوئے ایک میاں
منجو کے شریک اور دوسرا اخلاص خان سے گرویدہ ہوا اور ہر ایک صاحب داعیہ ہو کر دوسرے کی سروری اور ترک
کو دیکھکر سر جھکاتا تھا اس واسطے مہمات سلطنت نے خوب رواج نہ پایا یہ لوگ آپ کو رستم و دستان اور افراسیاب
زمان سمجھکر مجلسوں میں زبان لاف وگزاف میں کھولتے تھے کبھی دمدمہ اور مقابلہ لشکر اکبر بادشاہ کا کرتے تھے اور کبھی
متکفل ہامہ امرائے عادل شاہ ہوتے تھے اور ساتھ ایلچی عادل شاہ کے کہ جسکا میر صفوی نام اور سادات
صحیح النسب سے تھا سلوک ناہموار کرکے باتیں موحش مذکور کرتے تھے جب یہ اخبار عادل شاہ کے سمع مبارک میں پہونچے
نظام شاہ کے دولتخواہ کی اصلاح اور درستی اور بے ادبوں کی گوشمال اور تنبیہ کے لیے بیجاپور سے شاہ درک کی طرف

تعاقب مین مشغول ہونگا کیا تھا ہجوم لاکر فرصت دروازہ بند کرنے کی نہ دی اور تاج خان اور رانی راے کو زدہ زد قلعہ مین لائے انکی عقب
مین خود بھی داخل ہو گئے اور قتل شروع کیا فرہاد خان اور اسد خان اور تمامی آدمی قلعہ کا شور و غوغا سنکر سراسیمہ خواب صبح سے بیدار ہوے
اور باوجود اسکے کہ فرنگیون کے دو چند بلکہ چہار چند تھے شامت غفلت سے مدافعہ مین اُنکے نہ مشغول ہوے اور تمام حیران اور
مبہوت ایستادہ رہے اور فرنگیون نے اُنھین بخاطر جمع مثل گوسفندان قربانی قتیل اور مذبوح کیا اور ایک ساعت مین
دس بارہ ہزار آدمیون کو شہید کیا اور قلعہ کھوالہ کو بھی مسمار اور منہدم کرکے تمام ساز و سلب پر جو قلعہ مین تھا متصرف ہوگئے اور
فرہاد خان کو کہ زخمی تھا زندہ اسیر کیا اور باقی جمیع امرا کو اہل فرنگ نے شربت ممات چکھایا اور جب برہان شاہ نے یہ اخبار سنے اس
جماعت کا قتل ہونا عین فتح سمجھا اور نظر التفات غریبون پر مبذول کرکے مرتضی خان انجو اور شیخ عبد السلام عرب اور احمد بیگ ور قزلباش خان
اور خلیفہ عرب اور اوزبک بہادر اور خواجہ اندق ماوراء النہری وغیرہ کو منصب امارت پر مشرف کیا اور چاہا کہ انھین بندر چیول کی
طرف روانہ کرکے کفار فرنگ کو مستاصل کرے کہ ناگاہ عادل شاہ کا بھائی کہ جسنے قلعہ بلگوان سے خروج کیا تھا ایلچی
نظام شاہ کے پاس بھیجکر طالب امداد ہوا اور ذمہ دار اس امر کا ہوا کہ جب تختگاہ پر قابض ہون تو لاکھ ہون اور دو سو ہاتھی اور قلعہ
شولاپور برہان نظام شاہ کے سپرد کرونگا نظام شاہ نے طمع اُن اشیا کی کرکے اپنے دل مین کہا بہتر یہ ہے کہ پہلے اس کام کو انجام
دون بعد اُسکے ریکدندہ کے فرنگیون کو مستاصل کرون یہ کہکر ماہ ربیع الاول سنہ ایک ہزار تین ہجری مین احمد نگر سے
بلگوان کی طرف روانہ ہوا اور قلعہ پرندہ کے حوالی مین خبر قتل برادر عادل شاہ سنکر نہایت خجالت اور ندامت سے پلٹ آیا
اور یہ رنج و قلق اور کلفتون کے علاوہ ہوا بستر ناتوانی پر تکیہ فرمایا اور عادل شاہ اسکی فوج مدد دہی شہزادہ اسمعیل سے کہ عادل شاہ
کا بھائی تھا نہایت آزردہ ہوا اور امرائے سرحد کو حکم دیا کہ ولایت برہان شاہ مین تاخت کرکے نہب و غارت مین قصور نکرین
برہان شاہ نے تلنگانہ ڈری راجہ کرناٹک سے اتفاق کرکے اُسے یہ فہمایش کی کہ تم اُس طرف سے چڑھائی کرکے قلعہ بیکاپور
پر متصرف ہو اور ہم اس طرف سے لشکر قلعہ شولا پور پر بھیجکر مفتوح اور زیر نگین کرتے ہین راجہ کرناٹک نے جب یہ امر قبول کیا برہان شاہ
جمادی الاول کی پہلی تاریخ سنہ مذکور کو مرتضی خان انجو کو سپہ سالار کرکے مع اخلاص خان مولد اور شیخ عبد السلام اور تمام امرائے
غریبا قریب بارہ ہزار سوار کے امراے برکی کے مدافعہ اور عادل شاہ کی ولایت کی پامالی اور خرابی کے لیے روانہ کیے اور کہا
مین بھی اس مرض سے شفا پاکر تمھارے پیچھے مع لشکر بیدر اُس طرف روانہ ہونگا مرتضی خان جب حوالی قلعہ مین پہونچا اوزبک بہادر کو
مع بعضے امرا طلیعہ لشکر کرکے پیشتر امراے برکی کے مقابلہ کو بھیجا قضارا اس مقام مین بھی لشکر برہان شاہ نے شکست فاحش
کھائی اوزبک بہادر مارا گیا برہان شاہ یہ خبر سنکر زیادہ تر غمگین اور محزون ہوا اور مزاج اُسکا اس طرح اعتدال سے منحرف ہوا
کہ حکماے حاذق اور اطباے ماہر اسکی اصلاح سے عاجز ہوے اور رفتہ رفتہ مرض سوء القینیہ اور اسہال دموی اور تپ
محرق بہم پہونچاکر یکبارگی صاحب فرش ہوا اور اپنے بڑے بیٹے ابراہیم کو ولیعہد کیا اور اسمعیل کو بواسطہ کہ مہدوی مذہب
اور غریبون کا دشمن تھا سلطنت سے باز رکھا اخلاص خان کہ اسمعیل کی سلطنت پر راغب تھا یہ خبر سنکر دلگیر ہوا اور یہ امر غریبون کی طرف
سے تصور کرکے مرتضی خان کے لشکر مین مشہور کیا کہ برہان شاہ فوت ہوا اور اشارہ کیا کہ جمال خان کے عہد کے موافق تمام
غریبون کو قتل کرکے انکا مال و اسباب تاراج کرین مرتضی خان اس امر سے آگاہی پاکر مسلح ہوکر مع بعضے امرائے غربا احمد نگر

اور گرگ غیر مکرر جلوہ گر کی اور بعضے اشخاص نے کہ ہمیشہ مے نوشی کے عادی اور شراب کی آرزو دل میں رکھتے تھے
بے تکلف مے نوشی کی طرف رغبت فرمائی **بیت** جائے عیش است دور بادہ حلال است حلال + بزم شاہ است در دور جرعہ حرام است
حرام + اور بعضوں نے کہ اُن میں صوفی صافی اور پرہیزگار تھے اشیائے حلال کی طرف میل کر کے اشربہ لذیذ اور اطعمہ
لطیف تناول کیے اور مطربان ماہ رو کہ سرمایہ نشاط اور پیرایہ مجلس انبساط تھے انھوں نے چنگ عود و سرود چھیڑ کر ناہید
کو بام فلک سے اس تماشا گاہ میں بلایا اور یہ نغمہ سرائی در باب چنگ کبود رود ان کو رقص میں لائے اور اہل مجلس نے اس بزم
دلکشا کی تعریف میں سخنان دلپذیر اور عبارات و استعارات میں سحر بیانی کی اور جملہ اہل نظم سے واقف رموز ملک سخن
مولانا قمی یہ رباعی عراقی بر بدیہہ کہ اس محفل جنت نظیر کی تعریف میں بحر خاطر سے ساحل بیان میں لایا **رباعی** آئے کہ جہاں
کرشمہ نرگس تست + گنجور دو کون سر و معلق تست + آئینہ اسکندر و جام جمشید + باطبع ملک دبیر مجلس تست + اور اسی سال
ماہ ذیقعدہ میں برہان شاہ کو خبر پہنچی کہ اکبر بادشاہ نے نواب خانخاناں اور بیرم خان کو مع سپاہ گراں ولایت مالوہ کی طرف
بھیجا ہے اور شاہزادہ میرزا مراد اور شاہ رخ خان اور شہباز خان کو سلطان پور اور ندربار کی طرف روانہ فرمایا ہے اور جو بیان شعرا اس مطلب پر تھا
کہ ایسا ہو خانخاناں مملکت برار کی طرف لشکر کشی کرے اس واسطے برہان شاہ نے عماد خان کو راجہ علی خان کے پاس بھیج کر اس سلطنت
کے سد کے باب میں مشورہ کیا اس درمیان میں حادثہ عظیم ولایت چول میں واقع ہوا وہ یہ ہے کہ جب قلعہ کہوالہ تیار ہوا اور اسکے
برج و بارہ پر توپیں صاعقہ آثار اور گردے شہاب کردار نصب ہوئے فرہاد خان حبشی اور اسد خان اور تاج خان اور نصیر الملک اور
دولت خان اور ادائی رائے اور دوست علی مولد اس قلعہ کی محافظت میں مشغول ہوئے اور کسی طرف سے مدد قلعہ ریگدنڈہ میں
نہ پہنچنے دیتے تھے اور قریب تھا کہ نصاریٰ بہ تنگ آ کر جلا وطن ہو دیں کہ ناگاہ برہان شاہ ان دنوں گرفتار کسل اور ہو کر
ہر دوان در عورتوں کی مباشرت اور مغالطت کا حریص ہوا اور حکم کیا کہ جس مکان میں عورت مستورہ بادشاہ کی خدمت کے لائق
ہووے شوہر دار خواہ بے شوہر ہو اسے شہریار کے شبستان میں حاضر کریں یہ امر خاص و عام کو ناگوار ہوا برہان شاہ نے سنا تھا
اور جب سنا کہ شجاعت خان حبشی کہ امرائے معتبر سے تھا عورت جمیلہ رکھتا ہے اسے بھی طلب کیا شجاعت خان نے اس کے بھیجنے
سے انکار کیا برہان شاہ نے غصہ سا کہ مہا اسے موکلوں کے سپرد کیا اور اسکی عورت کو بجبر و قہر اپنے حرم سرا میں طلب کیا اور جیسی کہ اسکی تعریف
سنی تھی اسکے پسند طبع سائی ہاتھ اسکی طرف دراز کیا اسکے گھر بھیج دیا لیکن شجاعت خان نے شجاعت کو کام فرمایا یعنی خنجر سے
اپنا شکم پارہ کر مر گیا اور جب یہ خبر مشتہر ہوئی فرہاد خان اور جمیع امرائے کہوالہ برہان شاہ کے دماغ و اطوار ناپسندیدہ سے دلگیر ہوئے اور
محافظت قلعہ و جنگ نصاریٰ میں تساہل کے اہتمام کیا اور در پے اسکے ہوئے کہ فرصت پا کر احمد نگر کی طرف روانہ ہو کر لسان بغاوت کا
بلند کر کے برہان شاہ کے دفع میں کوشش کریں اہل فرنگ اس امر کو سمجھ کر ساٹھ جہاز اسیران اور لاج جنگی و اسباب قتال و جدال جمع کیا اور
سے ملک کے اپنے پاس ریگدنڈہ میں لائے اور رشتہ زریں مالائے حصار کہوالہ سے عبور کر کے ریگدنڈہ کی طرف پہنچے جمعہ کے دن
علی الصباح ذی الحجہ کی سولھویں تاریخ کو جاہم را اور فرنگی ہیئت اجتماعی اس قلعہ کی طرف متوجہ ہوئے اور تاج خان اور الی جماعت
قلیل کے ساتھ قلعہ کے باہر ہو و کشش ہوئے تھے سراسیمہ خواب سے بیدار ہو کر قلعہ کی طرف بھاگ گئے اور فرہاد خان جو نہایت رنجیدگی سے
اسکی محافظت میں تساہل کے اہتمام رکھتا تھا اور دربانوں نے تاریکی میں دروازہ آدمیوں کی مدد کے واسطے کھولا تھا سپاہ فرنگ نے کیا

عبدالسلام تونی کو بیجاپور کی طرف بھیجکر برہان شاہ کے لیے طالب صلح ہوئے اور تین مہینے عادل شاہ نے صلح سے انکار
کیا جب مبالغہ اور الحاح اُن دونون بادشاہ کا حد سے گذرا باین شرط صلح پر راضی ہوا کہ برہان شاہ نے جسطور سے اس قلعہ کو
احداث کیا ہے اپنے ہاتھ سے مسمار کرکے احمدنگر کی طرف مراجعت کرے خواجہ عبدالسلام اُسکا ذمہ دار ہوا اور معروض کیا
کہ ایقاع صلح اور قلعہ مسمار کرنے کو ایک معتمدان درگاہ سے بھیجین تو اُسکے مواجہہ مین مہمات فیصل ہووین عادل شاہ نے اُسکی
التماس پذیرا کی شاہ نواز خان استرآبادی کو کہ کچھ احوال اُسکا ذیل وقائع عادل شاہیہ مین تحریر ہوا برہان شاہ کے
پاس بھیجا اور جب شاہنواز خان اردوے برہان شاہ کے قریب آیا ارکان دولت اُسکے لوازم استقبال اور اعزاز
بجالاکر مبتہج اور مسرور ہوے اور برہان شاہ نے اُسکے روبرو قلعہ منہدم کیا اور اثر اُس سے باقی نرکھا پھر احمدنگر کی
طرف روانہ ہوا اور پرندہ کے اطراف سے شاہنواز خان کو بعزت تمام رخصت معاودت فرمائی اور خود جلدی کرکے
احمدنگر مین داخل ہوا اور سلامتی کو نعمت شکرت سمجھا اور ۱۰۰۰ ایک ہزار ایک ہجری مین عیسائیان ریکدندہ کے دفع پر
عازم جازم ہوا ایک جماعت امراکو بندر جیول کی طرف نامزد فرمایا اور حکم کیا کہ اس پہاڑ پر جو ساحل سمندر پر واقع
ہے اور کشتیان اُنکی وہان سے ریکدندہ کی طرف آتی جاتی ہین ایک قلعہ سنگین تیار کرو اور اُسکے برجون پر توپ اور
ضرب زن وغیرہ نصب کرکے فرنگیون کی آمد وشد کے مانع ہو اُنھون نے جب ایسا کیا وہ قلعہ باسم گہوالہ مشہور ہوا
عیسائیون نے بار تردد شب پر منحصر رکھکر جمیع بنادر ہندوستان سے کہ تعلق عیسائیون سے رکھتے تھے طالب مدد
ہوئے چنانچہ سب جگہ سے اُنھین مدد پہونچی اور اس عرصہ مین دوبار شبخون لشکر اسلام پر لائے اور ہر دفعہ دو تین ہزار دکنی قتل کرکے
غالب ہوئے برہان شاہ اگرچہ نہ دل سے دکنیون کے قتل ہونے سے راضی تھا لیکن بحسب ظاہر اظہار کدورت
کرکے فرہاد خان اور شجاعت خان حبشی کو مع امرائے کبار دکن کہ اُن سے مطمئن اور ایمن نہ تھا اور وہ سب دس ہزار
سوار تھے اُس طرف روانہ کیا بموجب مضمون اس مصرع کے مصرع ز ہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام است
اور بدین سبب کہ بندر رولیہ اور دمن سے جو درمیان گجرات اور دکن واقع ہے انواع کمک مردم ریکدندہ کو پہونچتی
تھی بہادر خان گیلانی کو سپہ سالار کرکے باتفاق امرائے غریب علیحدہ اُن بنادر پر نامزد کیا بہادر خان جب وہان پہونچا
بروز چہارشنبہ شوال کی سترھوین تاریخ سنہ مذکور مین ایک ہزار فرنگیان خونخوار اور بسیارے زنگیان ع یسار نے علم
مخالفت بلند کیا اور حبشیون اور دکنیون نے جو قلعہ گہوالہ مین نامزد ہوے تھے کشش اور کوشش مین تقصیر نہ کرکے نشان فرنگیون
کا نگونسار کیا اور قریب ایکسو فرنگی اور دو سو نصرانی کے تیغ غزا سے قتل کرکے مظفر اور منصور ہوئے جب یہ خبر فتح برہان شاہ
کو پہونچی نہایت محظوظ ہوا محفل جشن وشادی کی ترتیب کا ارشاد فرمایا اور عمارت آئینہ خانہ یعنی شیش محل مین جو برہان شاہ
نے بغداد کے پہلو مین تیار کی تھی مجلس بزم آراستہ کی اور مصاحبان ارسطو فطرت اور شعرائے نکتہ سنج عطارد فطنت اور
مطربان ناہید عشرت حاضر ہوئے اور جو وہ مجلس مشابہت بہشت جاوذان کے ساتھ رکھتی تھی اس شہریار نے قلم
تکلیف وضیع وشریف سے اٹھاکر حکم فرمایا کہ جو شخص جس شی کی تمنا کرے مردم بادشاہی حاضر کرین اور ساقیان
خورشید عذار شراب سرخ مجلس مین لائے اور پیش خدمتین مشتری صورت ماہ سیما نے معاجین ز درج پر ور

کے اپنی سرکو پہونچکر نقیدار محبوس ہوا اس وقت عادل شاہ نے بخاطر جمع رومی خان اور الیاس خان کو مع لشکری
امرا لشکر برہان شاہ کے دفع مزاحمت کے واسطے نامزد فرمایا رومی خان اور الیاس خان مزاحم قلعہ نہ ہووے امرائے
بریکی کو کہ پانچ چھ ہزار سوار ہمراہ رکھتے تھے دریاء آب بہورہ سے عبور کرایا اور لشکر نظام شاہ کے حوالی تک تاخت
کر کے آسائش مع اور آرام انکے درمیان سے اٹھا دیا جب یہ لوگ آب بہورہ سے اتر کر مزاحمت تمام اردوے
برہان شاہ میں پہونچانے لگے برہان شاہ اس جماعت کی جرأت اور بیباکی سے پریشان ہوا اور جو اپنے امرا کے
اخلاص پر اعتماد رکھتا تھا جو درات کے وقت انکے فرودگاہ پر کہ ندی بہورہ کے ساحل پر تھا تاخت کر کے قریب صبح
انکے حوالی میں پہونچا اور انہوں نے دور سے سیاہی فوج دیکھا جو کہ سرمذکور پایاب تھی ان لوگوں نے فوراً پانی سے عبور
کیا اور باتفاق رومی خان اور الیاس خان و دیگر امرا افواج مسلح اور مکمل کر کے اس طرف بقصد مقابلہ اور مقاتلہ صفوف آراستہ
کر کے کھڑے ہوئے تھے اسیوقت سیل عظیم کی عبور برہان شاہ پر دشوار ہوا پھر اس پار سے چند کار توس توپ کلان کے
افواج عادل شاہ پر پھینکے جب سمجھا کہ عبث ہے اپنے اردو میں معاودت فرمائی اور اسیدن پھر امرائے بریکی نے آب سے
عبور کیا اور تاخت و تاراج لشکر نظام شاہ میں شروع کی اور اسکے بعد ایکمدت اسی نہج پر گذری اور آثار قحط ظاہر ہوئے
برہان شاہ ناچار ہوا قلعہ مستحدث کو اسد خان ترک کے سپرد کر کے انطال رحال سے برکیا اور وہاں سے کوچ کر کے چند منزل
اپنی ولایت کی طرف جا کر مقیم ہوا تاکہ غلہ اور آذوقہ نظام شاہ کی ولایت سے بفراغت پہونچے اور محنت غلہ سے نجات
حاصل ہووے اسوقت رومی خان اور الیاس خان نے رخصت پاکر مع تمامی لشکر ندی بہورہ سے عبور کیا اور نظام شاہ
کا پیچھا کر کے مزاحمت پہونچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا برہان شاہ مضطر اور پریشان ہوا انور خان امیر الامرا
برار کو کہ شجاعت میں مشہور و معروف تھا مع اکثر امرا جنگ عادل شاہیہ کے واسطے مقرر فرمایا اور قمر گڈھ کے نزدیک کوس کے
فاصلہ پر فریقین کے درمیان حرب شدید اور معرکہ عظیم واقع ہوا انور خان طعمہ شیر اعتماد خان شوستری سے کہ سرلشکریان
عادل شاہ سے تھا مارا گیا شکست فاحش برہان شاہ کو نصیب ہوئی اور ایکسو پچاس ہاتھی عادل شاہیہ کے تصرف میں
آئے اور برہان شاہ مخذول اور منکوب ہوا امرائے نظر حقارت و اہانت اسے دیکھا اور کامل خان دکنی اور بھائی اسکے
کہ امرائے حبش سے تھے چاہا کہ اسے بادشاہی سے معزول کر کے اسمٰعیل کو تخت سلطنت پر قائم کریں برہان شاہ اس
ارادہ سے واقف ہوا کامل خان اور اسکے بھائیوں کو بسیاست و عقوبت تمام قتل کیا دکنی اس سانحہ سے زیادہ تر
متوحش اور متنفر ہوئے برہان شاہ کے قتل کی فکر کرنے لگے اور یوسف خواجہ سرا کو کہ حسن و جمال میں اپنا نظیر
رکھتا تھا اور برہان شاہ کا نہایت مقرب تھا اسے اس امر پر راضی اور موافق کیا کہ رات کے وقت اثنائے خواب میں
اسے قتل کر کے اسمٰعیل کو بادشاہ کریں یہ خبر برہان شاہ کے سمع مبارک میں پہونچی لیکن باور نہ کی یہانتک کہ رات کے
وقت امتحاناً بستر خواب پر لیٹا اور عمداً آنکھیں بند کر کے خراٹے لینے لگا یوسف خیمہ میں آیا اور ہاتھ خنجر پر رکھا برہان شاہ نے جست
کر کے اسکا ہاتھ پکڑا اور جو نہایت درجہ اسے چاہتا تھا آپ کو نادیدہ کر کے اسکے قتل سے درگذرا جو محمد قلی
قطب شاہ اور راجہ قلیخان نے صحبت غلط دیکھی ایک جماعت مردم حبش جماعت غفار مثل مصطفیٰ خان استرآبادی و خواجہ

کے مخصوص ہوا لیکن یہ امر عادل شاہ کے مزاج کے موافق نہ آیا برہان شاہ
ہم کہ ہم دوستی کے ساتھ دوست اور دشمن کے ساتھ دشمن رہیں اور نیکی
سے تعجب ہے کہ اس دولتخانہ کے غلام نمکحرام کہ اپنی سرکار اشرف میں راہ
اور شیوۂ حق گذاری کو منظور رکھکر دوستوں کے پاس خاطر میں کوشش کریں
اختیار کریں کہ ہماری خوشنودی کا مستلزم ہووے برہان شاہ اس
اضطرار میں صبر نہ کیا اور انکی بنیاد دوستی کو استحکام نہ دیا تھا اور وہ
پیغام کے در جواب باتیں وحشت آمیز اور فتنہ انگیز زبان پر جاری
در پے عداوت ہو کر اظہار خصومت میں بہانہ جو ہوا اور بلا عنایت اللہ
زنجیر فیل جو دلاور خان کی تباہی اور نادانی سے سرکار نظام شاہیہ میں
اس طرف روانہ کریں اور تغافل و تامل میں نقصان عظیم تصور کرکے عا
اس پیام سے نہایت آزردہ ہوا اور احضار لشکر کا حکم دیا باوجود
تھے اور اُسکی سلطنت سے ناراض تھے بہ سبیل استعجال اور کوچ متو
عادل شاہ نے اُسے کچھ خیال میں نہ لا کر بیجاپور سے نہضت فرما
کنارہ پر پہونچا وہاں سے قدم آگے بڑھانے میں صلاح دولت نہ دیکھی ا
مقام میں دائرہ کرکے یہ تجویز کی کہ نہر مذکور کے اُس پار قلعہ احداث کرکے
وہ قلعہ درمیان اُنکے سرحد ہووے اسکے بعد بتدریج شولاپور اور
نیک اختیار کرکے ایک جماعت اعیان کو عین شدت تابستان میں
تھا اس پار اتارا اور اس مقام میں کہ جہان نشان قلعہ قدیم الایام کا
تھا پلا اُسکے پایہ پر رکھکر قلعہ بہ تعجیل تمام انجام کو پہونچایا اور جیسا کہ
سے لشکر اُس کے مدافعہ کے واسطے نامزد ہوا یہ بخاطر جمع اسے
برسات قریب آیا اور دغدغہ اس امر کا ہوا کہ ایسا ہو پانی نہر بیورہ کا
کے حائل ہووے اور مردم عادل شاہی بجبر و قہر متصرف ہووین اس و
توپ اور گروے وغیرہ جابجا برج دبارہ پر چڑھا دیے الغرض عین
اس کے اتمام میں ساعی ہوئے اس عرصہ میں دلاور خان بسبب ا
نہو سکیگا اور محتاج مثل میرے دانشمند کا ہے چاہا کہ امان نامہ جسے
بیجاپور کی طرف جاوے اور پھر بدستور سابق زمام حکومت اپنے قبضہ
چاہتا تھا قولنامہ بھیجا ہر چند برہان شاہ نے آسکے جانے سے منع کیا فائدہ

شاہ کو پیغام دیا کہ شرط دوستی اور طریق یکجہتی مقتضی اسکی
و بدی میں شریک ہو کر بیگانگی کو راہ نہ دیوین آنحضرت
دیکر اپنا مقرب درگاہ کیا ہے چاہیے کہ حق برادری
اور اس امر کو موجب دولت دوام جانکر ایسا کام
پیغام سے پریشان اور آزردہ ہوا اور حالت
دوست کو دشمن سے جدا نہ کیا تھا کہ اس
کہی کین اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ عادل شاہ
جہرمی کو احمد نگر بھیجکر پیغام کیا کہ تمین سو
منتقل ہوے ہین دوستی کی رعایت کرکے
قبت کی وخامت سے اندیشہ کرین برہان شاہ
اس کے کہ امر انفام رنجش و نفاق مین
اترو عادل شاہ کی ولایت مین در آیا لیکن
برہان شاہ منگلسرہ کی طرف آب بیرہ کے
ور بمشورہ دلاور خان اور بعضے مقربان کے اس
ولایت عادل شاہ پر دہانتک متصرف ہووین اور
شاہ ورک کو بھی مسخر اور مفتوح کرین پھر ساعت
مع ہنرمندان چابکدست آب بیورہ سے کہ پایاب
تھا اور مدت مدید گذر نے سے منہدم اور مسمار ہو گیا
مذکور ہوا مصلحت کے سبب سے بیجاپور
کے کام مین مشغول رہے اور جب موسم
محکر درمیان قلعہ اور لشکر برہان شاہ
واسطے قلعہ ناتمام پر دروازے نصب کرکے
موسم برسات مین بصرف نقود فراوان
اس خیال سے کہ عادل شاہ عہدہ برا
قولنامہ کہتے ہین عادل شاہ سے لیکر
اقتدار مین لاوے عادل شاہ بلا عذر سے
نہ بجتا بیجاپور کی سمت متوجہ ہوا لیکن مجھو پہونچے

رہیں بے غرض کی خود بدولت وسعادت تخت سلطنت پر متمکن رہیں مہمات سلطنت خوب ترین وجہ سے جاری ہوتے
رہینگے برہان شاہ خود دیوانہ ہے کہ باوجود کمال فراغت ایسے بھائی مشفق ومہربان پر خروج کرتا ہے اور اس نعمت
کی قدر نہیں جانتا ہے نظام شاہ اس بات سے خوش ہوا اور تعجیلی ایک ہزار روپیوں کی اسے عنایت فرمائی اور بائیں
معاودت کی اور باوصف اسکے کہ بعد آٹھ برس کے آدمیوں کے درمیان آیا تھا اکثر اسپ ملازمین و رشاگردوں کو
پہچان کر اُن سے ہمکلام ہوا اور اکثر شہر کے بازاروں کی سیر کرکے قلعہ میں گیا اور دوسرے دن کی صبح کو نواح شاہ
باغ ہشت بہشت میں پہونچکر مقیم ہوا اور جو نظام شاہ کے سوار ہونے کی خبر نے اشتہار پایا تھا اکثر لوگ جو کہ
برہان شاہ کے شریک ہوئے تھے ترک رفاقت کرکے احمد نگر کی طرف راہی ہوئے اور جلوس کے وقت نظام شاہ
بطریق روزہائے سابق ہاتھی پر سوار ہوکر قلعہ سے برآمد ہوا اور تخمیناً دس ہزار سوار اُسکے چتر کے سایہ میں فراہم
ہوئے اور کالا چبوترہ کے قریب ایستادہ ہوا اور خلاصت خان کو سپہ سالار کرکے مع توپخانہ اور فیلان نامی اسکے
سر پر نامزد کیا اور ہشت بہشت کی حوالی میں فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی برہان شاہ شکست کھاکر
بیجاپور کی طرف فرار ہوا اور بعد دو برس کے برہان شاہ بطلب بعضے امرا بلباس درویشان احمد نگر میں آیا اور اعیان
وانصار کو مقرر کیا کہ جس روز خلاصت خان دیوان خانہ میں بیٹھکر اپنی مہمات میں مشغول ہووے مع پاسبہادران یکدل
ویکزبان تاخت کرکے اُسے قتل کریں اور برادر گوشہ نشین دیوانہ کو کسی قلعہ میں قید کرکے خود امور سلطنت کا متکفل اور
متصدی ہووے اتفاقاً جو وقت موعود وہ پہونچا تھا خلاصت خان واقف ہوا اور ایک جماعت کو کہ برہان شاہ کے
اتفاق اور یکجہتی میں مشہور تھی بشدائد تمام ہلاک کیا اور برہان شاہ کی تلاش میں ہوا برہان شاہ جو فقیری لباس
میں تھا دن کو کسی جگہ اور شب کو کسی مقام میں رہتا تھا دستیاب ہوا مفرور ہوکر قطب الدین خان محمد غزنوی کے
پاس کہ گجرات میں رہتا تھا گیا اور بعد چند روز کے اکبر بادشاہ کی خدمت میں پہونچا اور آگرہ میں بمنصب
سہ صدی سرفراز ہوا اور جس وقت کہ خان اعظم کو دکن کی طرف نامزد ہوا منصب ہزاری پر اختصاص پایا اور جو
خان اعظم نے مالوہ پر تک غارت کرکے بے حصول مقصد مراجعت کی برہان شاہ نے ہمراہ صادق محمد خان افغانان
آب نیلاب اور کابل کے تعین ہوکر ولایت بنگش سے جاگیر پائی اور جب اُسکا بیٹا احمدنگر میں بادشاہ ہوا اکبر شاہ
نے اسے بنگش سے طلب کرکے دکن بھیجا جسکا احوال اسکا سابق میں مذکور ہوا بمقتضائے حسن طلب شہنشاہی
وجہ بوجہ آخر میں صاحب تخت وتاج ہوا اور مذہب مہدویہ کو کہ اُن دنوں اُس کے بیٹے کے عہد میں رواج
پایا تھا دفع کیا اور حکم کیا کہ جس جگہ کوئی مہدوی ہو اُسے زندہ نہ چھوڑیں اور مال واسباب انکا غارت کریں اسواسطے
تھوڑے زمانہ میں اُنکا اثر باقی نہ رہا اور بروش سلاطین سابق مسجدوں اور بازاروں میں خطبہ اثنا عشریہ نے زینت پائی
اور مذہب اثنا عشریہ نے رواج تمام پیدا کیا اُس دولتخانہ کے غریب جو میرزا خان کی شامت کردار سے
جلا وطن ہوئے تھے احمد نگر کی طرف آئے تمام ملک جلوہ گاہ ارباب کمال ہوا اور دلاور خان حبشی جو ابراہیم عادل شاہ
کے خوف قہر سے چھپتا بیدر کی طرف بھاگ گیا تھا اسکی درگاہ میں روانہ ہوا اور ساتھ جاگیر لائق اور الطاف شاہی

لوازم حرب وقوع مین آئے فوج ملکی تلوار چلنے لگی عہدیون نے افواج غنیم بہت قتل اور متفرق کی قریب تھا کہ غالب ہووین قضارا ایک گولی بندوق کی برہان شاہ کے لشکر سے آنکر جمال خان کی پیشانی پر لگی وہ خانۂ زین سے زمین پر آیا اور مرغ روح اسکا قفس تن سے تڑپ کر پرواز کر گیا اور یاقوت خان اور خداوند خان حبشی اور سہیل خان خواجہ سرا اور کبھی امرا نے توقف مین صلاح ندیکھی اسمعیل نظام شاہ کے ہمراہ راہ فرار پائی اور امراے برہان شاہ نے اُنکا پیچھا کیا اور یاقوت خان اور خداوند خان کے سر پر ہونچکر اُن پر غالب آئے اور سر انکے تن سے جدا کیے سہیل خان یہ حال مشاہدہ کرکے اسمعیل نظام شاہ کو ایک قصبہ مین چھوڑ کر بیجاپور کی طرف فرار ہوگیا اور امرائے برہان شاہ نے اسمعیل نظام شاہ کو دستیاب کرکے سہیل خان سے قطع نظر کی اور اسے باپ کی ملازمت مین پہونچایا برہان شاہ نہایت محظوظ اور مسرور ہوا بعد اسکے راجہ علیخان کو کہ اس یورش مین باامداد و اعانت تقصیر کی تھی چند گھوڑے اور ہاتھی پیشکش کرکے رخصت کیا اور خود احمد نگر کی طرف مراجعت کی محمد شریف کربلائی نے بطریق تعمیہ تاریخ اس فتح کی یون کہی مصرع بگو مروج مذہب سر جمال گرفت ۔ جس وقت کہ مروج مذہب ۹۹۹ سر جمال کو کہ جیم ہے لیجیے تاریخ فتح برآمد ہووے اور مدت سلطنت سنہ ۹۹۹ھ اسمعیل نظام شاہ کی دو سال تھی ۔

ذکر برہان شاہ بن حسین شاہ کی سلطنت کا

برہان شاہ اپنے بھائی مرتضی نظام شاہ کے عہد مین قلعہ لہاگر مین قید تھا اور بجاگیر لائق اوقات شریف بفراغت تمام بسر کرتا تھا اندنون مین صاحبخان نے سر بے اعتدالی سے اُٹھایا اور امرا اور سپاہ مرتضی نظام شاہ کے اوضاع سے متنفر ہوئے اور جس وقت کہ نظام شاہ صاحب خان کے دنبال بیدر کی طرف گیا تھا اس جماعت نے فرصت پاکر برہان شاہ کو عرائض اس مضمون سے تحریر کیے تھے کہ آپکا بھائی دیوانگی کے سبب بادشاہی کے قابل نہین ہے اگر آپ قلعہ سے خروج فرمائین ہم سر حلقہ فرمان مین لا کر مخلصان یکجہت سے ہونگے برہان شاہ نے حاکم قلعہ کو موافق کرکے خروج کیا اور پانچ چھ ہزار سوار جنمین اُسکے شریک ہوئے اور چتر شاہی اسکے سر پر بلند کیا جب یہ خبر حوالی بیدر مین نظام شاہ کے گوش زد ہوئی بتعجیل تمام احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور ایک روز پیشتر برہان شاہ سے مع تین سو آدمی اس قلعہ مین پہونچا اور اُسیدن عصر کے وقت عوام الناس کے دفع مظنہ کے واسطے جو کہتے تھے کہ نظام شاہ زندہ نہین ہے پس پردہ سے برآمد ہو کر ہاتھی پر سوار ہوا اور شہر مین داخل ہوا جب نعمت خان چاشنی گیر سمنانی کی بازار مین پہونچا خواجہ زین سمنانی کے قریب دوکان کہ وہ مرد ہمزبان اور وجیہ تھا اور ادویہ فروشی اسکا کام تھا ہاتھی کو ٹہرا دیا کہکے اُس سے پوچھا کیا بیچتا ہے اس نے جوابدیا کہ قسم معاجین اور ادویہ اور اشربہ یعنی پینے کی چیزین سے جو شئی درکار ہو حاضر ہے نظام شاہ نے کہا وہ دوا کہ دیوانگی کو فائدہ بخشے تیرے پاس موجود ہے بولا ہان سب قسم کے اجزائے جلاب موجود ہین نظام شاہ نے فرمایا مین اپنے تئین دیوانہ نہین جانتا کس واسطے کہ بطریق مشائخ گوشہ نشین ہو کر چاہتا ہون بادشاہی کرون میرا بھائی نے بتقریب آپ کو خرخشہ مین گرفتار کرکے لشکر کشی مجھ پر کرتا ہے خواجہ

اس ارادہ سے مطلع ہوا طائفہ مہدویہ کو کہ قریب دس ہزار تھے طلب کرکے مشورہ کیا بعد قیل و قال گفتگوے بسیار یہ ٹھہرا کہ سید امجد الملک مہدوی سپہ سالار لشکر برار کو مع امرائے اس حدود کے راجہ علیخان اور برہان شاہ کے مقابلہ کیلئے واسطے مقرر کریں اور جمال خان مع سپاہ احمد نگر عادل شاہ کے مدافعہ کے واسطے قیام کرے پھر جمال خان اسمٰعیل شاہ کے ہمراہ عادل شاہ کی طرف روانہ ہوا اور قصبہ ارسنگ کے اطراف میں دلاور خان حبشی سے جنگ کی اور مہدویان مددی کی سعی اور شجاعت کے سبب غالب آیا تین سو ہاتھی بادشاہی پر متصرف ہوا اور ابھی قصبہ ارسنگ میں تھا کہ جو تھے وہ خبر پہونچی کہ امرائے برار عادل شاہ اور راجہ علی خان کی سعی اور کوشش سے برہان شاہ کے مطیع اور فرمانبردار ہوئے اور سرحد میں برہان پور کی اس سے ملاقات کی جمال خان یہ خبر سنکر نہایت شوکت اور حشمت سے برار کی طرف روانہ ہوا لیکن عادل شاہ نے حسب الایمائے برہان شاہ اور راجہ علی خان کے جمال خان کا تعاقب کرکے امرائے ترکی کو مامور کیا کہ تمام مقام میں گرداگرد سے نظام شاہ تاخت کرکے ایسا انتظام کریں کہ ایک دانہ اور آذوقہ کا اس لشکر اردو میں نہ پہونچے اس سبب سے بہت آدمی جمال خان کی ترک رفاقت کرکے برہان شاہ کے پاس گئے اور جمال خان اعتقاد مہدویہ کے اخلاص قدیم پر کرکے سوار ہوا یہانتک کہ گھاٹ روہنکیر پر پہونچا اور جبکہ عادل شاہ کے آدمیوں نے اس گھاٹ کو روکا تھا دوسرے راستہ سے کہ نہایت سخت اور دشوار گذار تھا لشکر برار کی طرف متوجہ ہوا ابیت کسے را کہ دولت برافتد ز راہ * براہے شتابد کہ افتد بچاہ * اس راستہ میں آب کمیاب تھا اور گرمی کی گرما گرمی سے لو چلتی تھی جمال خان اور اسکے ہمراہیوں نے نہایت محنت کھینچی وارد ہی مرحلہ میں حیران ہوئے اس درمیان میں خبر پہونچی کہ تین کوس کے فاصلہ پر ایک ایسا مقام ہے کہ اس میں پانی با فراط تمام ہے لاچار اس طرف متوجہ ہوا لیکن برہان شاہ اور راجہ علی خان جمال خان سے پیشتر پانی کے کنارہ پہونچکر وارد ہوئے اور جمال خان اور اسکا لشکر کہ اس پانی کی امید پر رواں دواں ہوا تھا تشنگی سے بیحال ہوکر اس حدود میں پہونچا جب یہ خبر سنی لاچار ہوکر اس صحرا میں جو نشان محشر سے دیتا تھا اور تشنگی اسکی داغ تشنگی کا آفتاب کے جگر پر رکھتی تھی روکش ہوا ابیت ز ریگ روان (?) لب آب تر ہوا * رو در رخ جگر تا ستر * لشکر جمال خان کا سراسیمہ ہوکر لشکرگاہ کے اطراف و جوانب میں متلاشی دوڑا ایک کوس کے فاصلہ پر ایک نخلستان دیکھا لوگ اس طرف روانہ ہوئے اور اسقدر پانی ہاتھ آیا کہ حیوان ناطق اور صامت کے سد رمق ہوا اور ہلاکت سے نجات پائی اور جمال خان نے اس وقت یہ صلاح دیکھی کہ آج ہی کے دن بلکہ اسی ساعت کہ گھوڑے اور ہاتھی اور آدمی سیر ہیں صفوف جنگ آراستہ کرکے آتش حرب روشن کریں اور اسکے اعوان و انصار بھی اس امر میں شریک ہوئے بلا توقف افواج آراستہ کرکے رجب کی تیرھویں تاریخ ۹۹۹ نوسو ننانوے ہجری میں برہان شاہ اور راجہ علیخان کے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا اور باوصف اس کے کہ درمیان دونوں سپاہ کے اتنا فاصلہ تھا کہ پیک عقل کو اس سے عبور دشوار دکھائی دیتا تھا بزحمت فراوان اس سے عبور کیا اور مہدویان مددی کی اعانت کے باعث جنگ کو بازیچہ تصور کرکے انکے مقابل گیا اور برہان شاہ اور راجہ علی خان ناچار ہوکر صفوف حرب آراستہ کرکے میدان نخلستان کی طرف روانہ ہوئے اور فریقین کے درمیان

کوئی حرب میں جرأت اور سبقت نہ کرتا تھا پھر آخر کو رسل و رسائل درمیان میں آئے
زوجہ میران حسین شاہ مقتول مع ستر ہزار ہون نعل بہا روانہ کرے جمال خان بعد از
عید رمضان اسی سال میں باقی غریب کہ فرہاد خان کی شفاعت سے قید حیات میں تھے اور قریب تین سو [illegible]
بند تھے انکو پیادہ اور بدحال بیجاپور کی طرف اخراج کیا دلاور خان نے احوال انکا ابراہیم عادل شاہ
اور ان لوگون کو اس دولت خانہ کے سلک میں منتظم کیا اور راقم حروف بھی صفر کی نویں تاریخ ۹۹۰ نو سو [illegible]
ہجری میں احمدنگر سے بیجاپور آیا اور بذریعہ دلاور خان شرف آستانہ بوسی شاہ عدالت گستر سے مشرف
ازنان کے سلک میں انتظام پاکر تا یوم تحریر خاکروبان اس عتبہ علیہ سے ہے اور انہیں دنون میں صلابت خان
قریب ستر سال اس کی عمر سے گذرے تھے آثار رحلت اپنے میں مشاہدہ کرکے ہمیش نظام
جمال خان کو لنامہ حاصل کرکے آسیر اور برہان پور سے احمدنگر میں آیا اور خدمت جمال نگر کے قصبہ [illegible]
آباد کیا ہوا اسکا تھا ساکن ہوا اور اجل طبیعی کا منتظر ہو کر اسی سال ۹۹۸ نو سو اٹھانوے ہجری
مرغ روح جسنے عالم قدس کی طرف پرواز کی اور ایک گنبد کہ کوہ شرقی احمدنگر پر اپنے عہد ولایت میں تعمیر [illegible]
مدفون ہوا اور اسکا ایک فرزند موسوم مرتضی اقلی یادگار رہا اور ملازمت مرتضی نظام شاہ بن شاہ علی
اور جب خبر جلوس اسمعیل نظام شاہ تخت احمدنگر پر اکبر بادشاہ کے سمع مبارک میں پہونچی برہان شاہ کو دو [illegible]
کہ یا میں سپند و کابل کے ہے اور وہان جاگیر رکھتا تھا طلب فرمایا اور یہ بات کہی کہ سلطنت احمدنگر ازروئے استحقاق تجھے
پہونچتی ہے ہم نے تجھے مرحمت فرمائی جس قدر لشکر اس ملک کی تسخیر کے واسطے درکار ہو
فرزند کی عزل اور اخذ مملکت موروث کے واسطے توجہ کر برہان شاہ نے عرض کیا کہ اگر سپاہ با
ہوگی دکن کے آدمی متوحش ہو کر دربی تمرد و عناد ہونگے اگر حکم ہووے تنہا سرحد دکن میں جا کر رعایا
اپنا مطیع اور فرمان بردار کرکے بلا مشقت و نزحمی اس ملک موروث پر متصرف ہوں بادشا
اسے دکن کی طرف رخصت فرمایا اور پرگنہ ہنڈیہ اسے جاگیر دیکر راجہ علیخان حاکم آسیر کو فرمان
کی اعانت اور امداد میں تقصیر نہ کرے برہان شاہ نے جب سرحد دکن ہنڈیہ میں مقام کیا اور زمیند
اور اس ملک کے سردارون کو قولنامے یعنی امان نامے کہ رسم دکن ہے اصدار فرمائے اور ا
فرمانبرداری کی ہدایت اور دلالت کی سبب اظہار اخلاص و یکجہتی کرکے طالب قدوم ہوئے برہان شاہ
راستہ سے مع چند سوار و قدرے پیادہ ولایت برار میں داخل ہوا اور جہانگیر خان جبشی [illegible]
میثاق سے پشیمان ہوا اور اتفاق و وفاق کو نفاق سے مبدل کرکے جنگ پر [illegible]
ہوا اخلاص خان لنگ کہ اس کے امرا سے تھا مارا گیا برہان شاہ نے خستہ و بدحال ہنڈیہ کی طرف [illegible]
رات و دن جمال خان کے دفع کے اندیشہ اور ملک موروث کے لینے کی فکر میں رہا
راجہ علیخان مقام اعانت میں اس جناب کے ہوئے ہنڈیہ سے برہان پور آنکر لشکر

الغ بیگ بن میرزا شاہ رخ بن امیر تیمور صاحبقران نے مقصد پدر کر کے میرزا الغ بیگ واصل عصر کو قتل کیا چھ ماہ سے زیادہ بادشاہی نصیب ہوئی اور دکن میں میراں حسین شاہ نے باپ کو ایسے عذاب الیم میں مبتلا کر کے ہلاک کیا اس پر بھی سال نہ ملا العقوبت تمام قتل ہوا فرد پدرکش بادشاہی را نشاید ٭ وگر شاید بجز دو مہ نپاید

ذکر اسمٰعیل بن برہان نظام شاہ ثانی کی حکمرانی اور جہانبانی کا

قبل اس سے وقائع مرتضیٰ نظام شاہ کے ضمن میں مذکور ہوا کہ برہان شاہ بیٹا حسین نظام شاہ کا جو قلعہ لہاگر میں قید تھا اس تقریب سے کہ اسکا بھائی نظام شاہ رندہ یعنی ہر یا دیوانہ ہوا ہے اور مہمات سلطنت میں مشغول نہیں ہو سکتا خروج کیا اور جنگ کر کے شکست پائی اور ہزیمت کھا کر اکبر شاہ کے پاس گیا اور اس کے اسوقت مملکت دکن میں دو بیٹے تھے ایک ابراہیم اور دوسرا اسمٰعیل لیکن ابراہیم جسکی ماں حبشیہ تھی سیہ فام تھا اور وہ صورت ظاہری سے بھی حصہ نہ رکھتا تھا یعنی خوبصورت نہ تھا اور اسمٰعیل کہ اس کی والدہ بیٹی ایک رئیس کوکن کی تھی صورت دیرشکیل انصاف تمام رکھتا تھا اور صلابت خاں نے دونوں کو قلعہ لہاگر میں قید کیا تھا جب میرزا خاں میراں حسین کے در پے عزل ہوا کوئی وارث ان دو بھائیوں کے سوا مملکت نظام شاہ میں موجود نہ تھا اس واسطے انھیں قلعہ لہاگر سے طلب کیا اور باوجود اسکے کہ ابراہیم بڑا بھائی تھا میرزا خاں نے اسمٰعیل کو تخت حکمرانی پر متمکن کیا اور جیسا کہ تحریر ہوا جمال خاں مہدوی نے بھی اسمٰعیل کی بادشاہی قبول کی اور زمام اختیار اپنے قبضہ قدرت میں لایا اور ہمت پرورش مہدویہ پر مصروف رکھی اور اسمٰعیل کو کہ کمسن تھا اپنے طریق پر لایا خطبۂ ایما عشریہ برطرف کیا واضح ہو کہ مہدویہ کا اعتقاد یہ ہے کہ ایک شخص حنفی مذہب سید محمد نام نے ہندوستان میں آخر سنہ ۹۰۶ نو سو ساٹھ ہجری میں دعویٰ کیا کہ میں مہدی موعود بلسان شرع ہوں اور جو لکھے آثار و علامات کہ مہدی آخر الزمان علیہ السلام میں قرار پائے ہیں اس میں تھے اسکے قول کی تصدیق کی اب راقم اس اوراق کا محمد قاسم فرشتہ اس سے ساکت ہو کر سر رشتہ مطلب کا دستیاب کر کے یہ کہتا ہے کہ تھوڑے عرصہ میں اطراف دیار ہندوستان سے ایک گروہ مہدویہ فراہم ہو کر اسمٰعیل نظام شاہ کے بندی ہوئے اور جمال خاں کو اپنا خلیفہ جانکر اکثر شی عنت اور جان سپاری اپنی بجالائے کی اور اثنائے حال میں صلابت خاں نے کہ قلعہ کہرلہ سرحد برار میں محبوس تھا میراں حسین شاہ کی خبر قتل سنکر خروج کیا اور امرائے برار کہ مذہب مہدویہ کے رواج سے آزردہ تھے اسکی طرف گرویدہ ہوئے اور جمال خاں کے استیصال کے واسطے احمد نگر کی سمت متوجہ ہوا اور دلاور خاں نے بھی ابراہیم عادل شاہ کی ملازمت سے ولایت نظام شاہ کی تسخیر کا داعیہ کیا اور بیجاپور سے روانہ ہوا اور جمال خاں نے جماعت مہدویہ کی حمایت کے سبب ہمت ان ہر دو امور صعب میں مصروف رکھی اول اسمٰعیل نظام شاہ کے ہمراہ رکاب صلابت خاں کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور پٹن کے اطراف میں جنگ کر کے اسے برہان پور کی طرف بھگایا اور وہاں سے عادل شاہیہ کے استیصال کے واسطے روانہ ہوا اور قصبہ اشتی میں فریقین کا سامنا ہوا بیدرہ روز تک ایک دوسرے کے مقابل مقیم رہے

چاہیے کہ اُسے قلعہ احمد نگر کے باہر بھیجکر مکان خوب مین جگہ
برکت سے شفا پاوے میران حسین انکس خان کے مکا
ملازمت مین ہونچکر یہ عرض کی کہ مین نے ظاہر اسناہی آقا
اگر بادشاہ اُس کے حقوق خدمت کو منظور رکھکر اُسکی عیادت
تسہ مین انجام نہ سونچا دو تین آدمی مقربون سے ہمراہ لیکر سوا
میرزا خان سکے اعوان و انصار کے سوا دوسرا نہ تھا دروازہ
مین برہان شاہ بن حسین نظام شاہ کے بیٹون کے
بٹھاوے میرطاہر دوسرے دن برہان شاہ کے دو فرز
لایا میرزا خان نے بزجر و تعدی قاسم بیگ اور میرزا
تمام اعیان در افاضل غریبان کو جو اپنے اپنے مکان پر
شہر سے قلعہ مین طلب کرکے مجلس آراستہ کی اور ظہر کے و
مین مشغول تھے کہ یکبارگی قلعہ کے باہر غوغا بلند ہوا لو
کرنے کے واسطے بھیجا اُنھون نے پلٹ کر یہ اخبار پہونچا
جماعت منصبداران دکنی و حبشی سے اتفاق کرکے آیا ہے اور
سے محروم ہین اور اُسکے حال سے خبر نہین رکھتے کہ کیونکر ہے
میرزا خان نے نہایت غرور اور نخوت سے جواب دیا کہ میران حسین
بادشاہ اسمعیل نظام شاہ ہی اسوقت برآمد ہو کر تمھارا اسلام لیتا ہے
منادی کرلو کہ اہل دکن سمجھین اور آگاہ ہووین کہ میرزا خان اور
دوسرے کو بادشاہ کیا چاہتے ہین لازم کہ جمیع خاص و عام اپنے
کا انساط اپنے سر سے دفع کرین اور نہین یقین جانین کہ بعد اس
مین گرفتار ہونگے اہل دکن کہ بغیر تجرع شراب کے
متوجہ ہوئے اور دو تین ساعت مین پانچ چھ ہزار سوار و پیا
اور تمام حبشی قلعہ کے قریب ہجوم لاکر اُنکے شریک
اور جو کچھ کہ مشیت ایزدی نے ساتھ اُنکے تعلق پکڑا
مع بیس پچیس سوار کے جب قلعہ کے قریب آیا تھا میرزا
اُسکے دفع شر کے واسطے نہ بھیجا اور جس وقت ہجوم عا
ہر ایک مردم درونی کو ایک ایک ہمیان زر سرخ دیکر

اُسکے باپ دادا کے پہلو میں دفن کیا اور مرتضےٰ نظام شاہ کی مدت سلطنت چوبیس برس اور پانچ مہینے تھی مرثیہ دردا کہ اہل
جمع را نیست قرار + اندائرہ پیالہ دور راست مدار + رہبر ایمان رہ امید مدار + گر تیغ ستم کشند پا مدر بہار +

تذکرہ میران حسین بن مرتضیٰ نظام شاہ کی سلطنت اور اُسکے واقعات پر شور وشین کا

جب میران حسین نے میرزا خان کی ہدایت سے اپنے والد ماجد کو حمام میں قید کرکے ہلاک کیا اور احمدنگر کے تخت پر
متمکن ہوا اور میرزا خان کو صاحب اختیار کیا میرزا خان نے چاہا کہ دلاور خان کی تقلید کرکے میران حسین کو کہ طفل
۱۶ برس کا ہے گھر میں بٹھا کر خود متصدی جمیع مہمات ہووے لیکن چونکہ میران حسین شوخ طبیعت اور اخلاف پیشہ اور
بے اعتدال اور نا دور اندیش تھا یہ صورت وقوع میں نہ آئی ہر روز سوار ہوتا تھا اور ایک جماعت درایہ رادگان اور اپنے
ہم سنوں کو منصب امارت دیکر مقرب کیا اور زمانہ لہو ولعب میں بسر کرتا تھا اور راتوں کو جماعت اراذل و اوباش
ہمراہ لیکر احمدنگر کے کوچہ و بازار میں پھرتا تھا اور حالت مستی میں جو شخص اُسکے سامنے آتا تھا تیر و تفنگ سے اُسے ناحق قتل
کرتا تھا اس درمیان میں بعضے مقربان نے میران حسین کے گوش زد کیا کہ میرزا خان نے شاہ قاسم برادر اسمٰعیل نظام شاہ
کو قلعہ سے طلب کرکے اپنے مکان میں پوشیدہ کیا ہے تا وقت فرصت تجھے معزول کرکے اُسے منصوب کرے
میران حسین یہ سنکر خائف ہوا اور میرزا خان کو موکلوں کے سپرد کیا دوسرے دن معلوم ہوا کہ شاہ قاسم کی حکایت غلط ہے
پھر میرزا خان کو مقرب اور معزز کرکے پایہ اُسکے مرتبہ کا بلند کیا میرزا خان نے مظنہ دفع کرنے کے واسطے میران حسین کی
خدمت میں عرض کی کہ وجود داران مملکت موجب فتنہ و فساد ہے صلاح دولت اس میں ہے کہ شاہ قاسم مع آل اولاد
قتل کیے جاویں میران حسین نے یہ امر قبول کیا اور فرمان اُن لوگون کے قتل کا جاری فرمایا یہانتک کہ اپنے اعمام اور
اُنکی اولاد ذکور کو کہ پندرہ مرد تھے ایک روز میں سب کو تیغ بیدریغ سے نیست و نابود کیا اور جب میرزا خان کا استقلال
اور غلبہ حد سے گذرا الکس خان اور طاہر خان کہ برادر رضاعی یعنی دودھ شریک بھائی میران حسین کے ہوتے تھے حالت مستی
اور ہوشیاری میں شکایت میرزا خان کی کرتے تھے اور میران حسین اس سبب سے بدمزہ ہوکر کبھی کہتا تھا کہ اُسے فلانے کے
فلان تلوار سے اسکی گردن مارونگا اور کبھی کہتا تھا کہ فلان فیل مست کے زیر پا اُسے ڈالونگا اور یہ خبر میرزا خان کو پہنچی
اُس نے جو طمع و سودائے حشمت و جاہ سے نہ اُٹھا سکتا تھا اور اپنے تئیں بادشاہ بے تاج و تخت تصور کیے ہوئے
تھا علاج اسکا میران حسین کے قلع اور قمع میں تصور کیا میران حسین اس امر کو دریافت کرکے جمادی الاول کی بارھوین
تاریخ سنہ ۹۹۷ نوسو ستانوے ہجری میں بحیلہ ضیافت الکس خان کے مکان پر گیا تو اُسکا کام تمام کیجے میرزا خان بیماری کا
بہانہ کرکے عیادت خواہ ہوا اور آقا میر شیرازی کو کہ اُسکے اعوان سے تھا اور میران حسین اُسکو اپنے مخلصان سے معلوم
کرتا تھا اُسے الکس خان کے مکان پر بھیجی آقا میر اُسوقت وہاں پہنچا کہ میران حسین طعام تناول فرما چکا تھا الکس خان
نے اُسکے واسطے کھانا علیحدہ حاضر کیا اس میں قدرے تناول کیا اور جسطرح سے میرزا خان نے اُسے تعلیم کی تھی
قے کرتا ہوا مجلس سے باہر نکلا اور اپنے مکان پر گیا میرزا خان نے میران حسین کو پیام کیا کہ آقا میر کے طعام الکس خان سے زہر

خیل وحشم شہزادہ اور میرزا خان سے جدا ہوکر عالم پناہ کی ملازمت مین حاضر ہونگے بادشاہ نے فوراً فرمان صلابت خان اور قاسم بیگ
اور میرزا محمد تقی اور حکیم مصری کے طلب مین ترقیم فرمایا اور بصحابت قاصدان تیز رفتار کے روانہ کیا اور خود بھی ساعت
نیک اختیار کرکے سوار ہوا چاہتا تھا کہ ناگاہ فتحی شاہ لولی نمکحرام نے سر اسکے پاؤن پر رکھکر ہاے ہاے کرکے رونا
شروع کیا اور کہا کہ بمجرد روانگی قلعہ احمدنگر سے یہ آدمی جماعہ خیل کہ حاضر ہین اپنے حق خدمت ادا کرنے کے واسطے آپ کو
شہزادہ کے پاس لیجاوینگے نظام شاہ نے یقین کرکے فسخ عزیمت کی راقم حروف کو کہ دربار کی محافظت مین اشتغال
رکھتا تھا اُسدن حضور اقدس مین طلب کرکے بمکالمہ شریف سرفراز فرمایا اور وہ بادشاہ قوی ہیکل گندم گون اور
فراخ چشم بلند اندام اور باشوکت و صلابت تھا اور زبان فارسی مین خوب مہارت رکھتا تھا فقیر سے فرمایا فتحی شاہ ایسا
ایسا کہتی ہین بہتر یہ ہی کہ اس قلعہ مین رہکر صلابت خان کا انتظار کرون فقیر جو چارہ نرکھتا تھا آنحضرت کے مزاج ورضی
کے موافق گفتگو کرکے راضی بقضاے الٰہی ہوا لیکن جب یہ حکایت فاش ہوئی جمیع مردم سوار و پیادہ کہ اُسکے
پاس باقی رہے تھے مایوس ہوکر فوج فوج دولت آباد کی سمت روانہ ہوے اور میرزا خان صلابت خان کے
پہونچنے کے خوف سے دو منزلہ راہ طی کرکے بتعجیل تمام تر شاہزادہ کو احمدنگر سے لایا اور داعی دولت یعنی محمد قاسم فرشتہ
نے ارادہ کیا کہ دروازہ قلعہ کا بند کرکے صلابت خان کے پہونچنے تک محافظت کرے لیکن جب صغیر وکبیر اعلیٰ ادنی قلعہ
سے برآمد ہوکر شاہزادہ سے ملحق ہوئے اور سواے فتحی شاہ اور اُسکے پرستار سبزہ نام اور تین چار پردہ دار کے
کوئی قلعہ مین نرہا مسود اس اوراق نے ہاتھ مدافعہ سے کوتاہ کرکے سکوت اختیار کیا اس درمیان مین شاہزادہ اور
میرزا خان تیس چالیس آدمی اوباش سے قلعہ مین داخل ہوے اور تلوارین میان سے کھینچکر عمارت بغداد مین کہ
مسکن نظام شاہ تھا در آے اور جو سامنے آتا تھا اُسے زندہ نچھوڑتے تھے شاہزادہ نے بندہ کو پہچانا اور پاس ہم مکتبی کا
کرکے میرے قتل کا مانع ہوا اور مجھے اپنے ہمراہ عمارت بغداد مین لیجاکر قولاً اور فعلاً ہر ایک بدزبانی کہ عالم مین متصور ہی اپنے
باپ کی نسبت بجالایا نظام شاہ سکوت اختیار کرکے اُسکی طرف حیرت سے دیکھتا تھا اور جب شمشیر برہنہ کرکے اسکے
شکم پر رکھی بولا کیا کہتا ہی اس تلوار کا پھیلا ایسا تیرے پیٹ پر ماروں کہ پشت کی ہڈیان توڑکر نکلجاوے نظام شاہ
آہ سرد کھینچکر بہ طیش تمام بولا ای مردود حق اور عاق پدر تیرا باپ دو تین روز کا مہمان ہی اگر باپ کے حال پر ترحم
کرے مروت ہوگی والا تجھے اختیار ہی شہزادہ نے جب تقریر دلپذیر سنی حرکات ناخوش ترک کرکے عمارت بغداد مین
نازل ہوا اور باوجود اسکے کہ باپ اُس کا مرض الموت مین گرفتار تھا میرزا خان کی ہدایت سے صبر نکرکے حکم کیا کہ اُسے حمام
مین لیجاکر دروازہ اور روزن اُسکے مسدود کرین اور اسکے آتش خانہ مین آگ بشدت سے جلاکر جمیع منفذ بند
کرین اور اُسے پانی ندیوین تاکہ وہ حالت تشنگی مین تڑپ تڑپ کر جان جان آفرین کو تسلیم کرے جب یہ سانحہ عمل مین
آیا آنحضرت رجب کی اٹھارہوین تاریخ سنہ ۹۹۶ نو سو چھیانوے ہجری مین جوار رحمت ایزدی مین واصل ہوے اور
علما اور فضلا مذہب امامیہ یعنے شیعون کے طریق پر اُسکی تجہیز و تکفین مین مشغول ہوے اور برسم امانت صندوق
مین رکھکر روضہ باغ مین مدفون کیا اور برہان نظام شاہ ثانی نے اُسکے استخوان برآوردہ کرکے کربلاے معلی بھیجے اور

ہو کر قصبہ دالور رو کے قریب فرو کش ہوا نظام شاہ میر جان کے مقام کرنے سے متوہم ہوا اور مسودہ اس اوراق یعنی محمد قاسم
فرشتہ کو اس معاملہ کی تحقیق کے واسطے امرا کے پاس بھیجا جو میر جان اخلاص میلر شہریار کی نسبت تو آتی جاتا تھا یقین کیا کہ
یہ حقیقت حال دریافت کر کے راست راست بے کم وکاست بادشاہ سے معروض کریگا اس سبب سے لشکر کو جانے
جانے سے اضطراب میں پڑا اور فتحی شاہ سے کہا اگر تو حکم حاصل کرے کہ میں لشکر میں جا کر امرا کو حرکت دشمن کی ترغیب
تحریص کروں نہایت شفقت و مرحمت ہوگی اور اُسکے شکرانہ میں بارہ ہزار ہون نقد تمہارے صرف و خرچ کے واسطے دیکر
روانہ ہونگا فتحی شاہ نے جو ہیں نام بارہ ہزار ہونکا سنا اور نظام شاہ سے عرض کر کے ایک حکمنامہ بخط خاص حاصل کیا کہ
میر جان خود لشکر میں جا کر دشمن کے مدافعہ میں قیام کرے وہ اس امر سے نہایت مسرور اور محظوظ ہوا اور بلا توقف
بارہ ہزار ہون فتحی شاہ کے تفویض کیے اسوقت تک یہ مؤلف لشکر میں تھا کہ میر جان بطور تاخت وہاں آیا جو راز اسکا
فاش ہو گیا تھا اور خاص و عام اسکے ارادہ پر مطلع تھے اس امر کا عازم ہوا کہ مؤلف کو محبوس اور مقید کرے تو احوال در
بادشاہ کے موقف عرض میں نہ پہونچے اس درمیان میں ایک دوست نے مجھے اس سانحہ سے آگاہ کیا میں گھوڑے پر
سوار ہو کر قریب شام اردو سے بھاگا میر جان واقف ہوا اور ایک جماعت کثیر میرے تعاقب کے واسطے
تا مرد کی جو میں نے مشعل اور لالٹین وغیرہ خاموش کر دی تھیں اور انھوں نے برعکس اسکے روشن کی تھیں اس سبب
انکے تعاقب سے کچھ اثر مترتب ہوا یہ حقیر قریب صبح نظام شاہ کی ملازمت میں پہونچا سراپردہ کے پیچھے سے میں نے
میر جان کا قصد ارادہ بتفصیل تمام معروض کیا فتحی شاہ جو کہ میر جان سے سازش رکھتی تھی معترض ہو کر بولی کہ تو جھوٹ کہتا
ہے کہ میر جان سے ماموری کبھی ہوگی میں نے جواب دیا کہ مجھسے اور میر جان سے کسی طرح کی عداوت نہیں ہے کہ میں نے
اسکے حق میں تہمت لگائی ہے جو میں نے سنا تھا وہ اپنے صاحب سے عرض کیا امید ہے کہ جلد صدق و کذب میرا سب پر ظاہر
ہو وے یہ حرف و حکایات اور رد و بدل ہو رہی تھی کہ اسی وقت مخبروں نے یہ خبر پہونچائی کہ میر جان مع جمیع امرا
دولتآباد کی طرف گیا ہے کہ میراں حسین شہزادہ کو قلعہ سے برآورد کر کے اور بادشاہ بنا کر احمد نگر کی طرف متوجہ ہو
نظام شاہ دریائے حیرت میں پڑا اسوقت تدبیر پوچھی میں نے گذارش کی کہ علاج اس علت کا دو طرح پر متصور ہے اول یہ کہ
آپ پیش پردہ سے برآمد ہو کر سوار ہو دیں اور مع ان دو تین ہزار سلح داران خاصہ کے جو ہمراہ رکاب ہمایوں ہیں
کی طرف تاخت کر کے میر جان کے سدراہ ہوں کہ بمجرد سننے اس خبر کے جمیع امرا اور سپاہ میر جان کی ترک رفاقت کر کے
چتر عرش سا کے سایہ میں فراہم ہونگے نظام شاہ نے کہا قبل اسکے چند روز ہوئے کہ فلاں خواجہ سرا کھانا میرے واسطے لایا
اسکے کھاتے ہی میری طبیعت برہم ہوئی اور شکم میں درد پیدا ہوا آخرش اسہال دموی شروع ہوے اب تک میرے
احشا میں درد ہے اور قدرت سواری کی نہیں رکھتا گمان ایسا ہے کہ میر جان نے خواجہ سرا کو موافق کر کے کھانا
زہر آلود کیا تھا میں نے عرض کی کہ دوسرا علاج یہ ہے کہ دربان معتمد اشخاص صلابت خان قلعہ دار کو اپنی پوری میں بھیجکر بتعجیل
اسکو اور بعض دوسرے آدمیوں کو کہ قلعہ میں محبوس ہیں طلب کریں اور جو ومی بدولت وسعادت پالکی میں سوار ہو کر
بہانہ شکار چیر کی طرف کہ صلابت خان کے سر راہ ہے تشریف لیجاویں کہ صلابت خان کو پابوسی میں مشرف ہوتے ہی تمام

عہدہ وکالت پر قاسم بیگ حکیم کو اور منصب وزارت پر میر محمد تقی نظری کو منصوب فرمایا اور حکم کیا کہ عادل شاہ
کے ساتھ صلح کریں چنانچہ انھون نے اُسکے فرمانے پر عمل کیا یعنے عادل شاہ صلح کرکے سرحد سے پلٹ گیا
اور خواہر عادل شاہ کو کہ اب تک داماد کے سپرد نہ کیا تھا جشن شادی بزرگ ترتیب دیکر میران حسین
شہزادہ کے سپرد کیا اور نظام شاہ پھر دوبارہ قتل فرزند پر آمادہ ہوا اور قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی سے یہ
بات کہی کہ اشتیاق فرزند کے دیکھنے کا غالب ہوا اسے میرے دربار مین حاضر کردیں یہ خوش ہوکر شکر الٰہی
بجالائے اور اسی وقت شہزادہ کو قلعہ کے اندر باپ کے پاس بھیجا ابتدا مین نہایت [illegible] سے پیش آیا
اور عمارت لبِ اوکے قریب اسے ایک حجرہ مین جگہ دی دوسرے دن اسے نہالی اور بالاپوش مین لپیٹ کر
حجرہ مین آگ لگادی اور دروازہ باہر سے بند کیا میران حسین جس طرح کہ ممکن ہوا نہالی اور بالاپوش کے
درمیان سے برآمد ہوا اور جو حجرے مین دھوئین کے سبب اندھا دھند تھا آپ کو شگاف دروازہ مین پہونچاکر
از روے اضطراب فریاد کی یہان تکسا کہ فتحی شاہ لولی خبردار ہوئی اور اس نے رحم دلی اور ترحم سے دروازہ
کھولا اور میران حسین کو برآورده کرکے قاسم بیگ اور محمد تقی کے پاس پہونچایا انھون نے اسے پالکی مرصع مین
بٹھاکر پوشیدہ دولت آباد کی طرف بھیج دیا نظام شاہ بعد دو تین روز کے اس حجرے مین گیا جب ہڈیان اپنے
فرزند کی اس خاکستر مین نہ دیکھین فتحی شاہ لولی سے استفسار کیا اُس نے عرض کی شاید استخوان اسکے خاکستر ہوگئین
ہون نظام شاہ نے یہ امر قبول نہ کیا اور اُسپر تشدد اور تہدید نہایت کی فتحی شاہ نے کہا مین نے اسے قاسم بیگ و
میرزا تقی کے سپرد کیا ہے نظام شاہ نے قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی کو قلعہ کے دروازہ کے قریب طلب کرکے حقیقت
حال استفسار کی وہ مصلحت ملک کے واسطے انکار کرکے بولے ہم اس واقعہ سے خبر نہین رکھتے نظام شاہ طیش
مین آیا فوراً دونون امیرون کو مقید اور محبوس کرکے مہمات سلطنت میرزا محمد صادق رودباری سے رجوع فرمایا
جب اُس نے بھی شہزادہ کے قتل مین اطاعت نہ کی بعد نو روز کے اسے بھی مقید اور محبوس کیا پھر سلطان حسین
سبزواری کو جسکا مولد احمد نگر تھا منصب وکالت دیکر بخطاب میرزا خان عہدہ پیشوائی پر مخصوص فرمایا اور وہ جو ارادہ
بادشاہ کا جانتا تھا فتحی شاہ اور اُس کے عزیز و اقارب کو زر خطیر دیکر راضی کیا اور پوشیدہ دلاور خان کے
پاس ایلچی بھیجکر پیغام کیا کہ یہ بادشاہ مخض دیوانہ ہوکر چاہتا ہے کہ اپنے فرزند کو قتل کرے اگر تم میری امداد
اپنے ذمہ ہمت پر مناسب اور فرض جانکر اس سرحد کی طرف متوجہ ہو ممکن ہے کہ ہم باپ کو معزول کرکے بیٹے کو
تخت پر متمکن کرین دلاور خان نے یہ امر قبول کیا اور مع عادل شاہ سرحد کی طرف متوجہ ہوا میرزا خان نے بذریعہ
فتحی شاہ نظام شاہ کے گوش زد کیا کہ عادل شاہ مع سپاہ فراوان ولایت احمد نگر کی تسخیر کے واسطے لشان عزیمت
بلند کرکے بتعجیل تمام آتا ہے اس بارہ مین کیا حکم ہوتا ہے نظام شاہ جو مقدمہ سے خبر نہ رکھتا تھا تدارک اور علاج اسکا
میرزا خان سے رجوع فرمایا میرزا خان نے امراے کبار کو اس بہانہ سے کہ عادل شاہ کی لشکرکشی انکی تحریک
کے سبب سے ہے مقید کیا اور خود اپنے عزیز و اقارب کو بجاے اُنکے مقرر کرکے مع جمعیت خوب احمد نگر سے برآمد

شوکت اور قوت میں کسی طرح دیگر اس مہم میں ساعی ہوا اور ان اوقات میں فتحی شاہ ارباب نشاط جو دستگرفتہ صلابت خان تھی کسی نظام شاہ
کے مزاج مبارک میں تصرف تمام بہم پہونچایا اور چند قصبہ جاگیر پائے اور قسم جواہر اور زیور مرصع سے جو کچھ چاہتی تھی بادشاہ
کی سرکار سے لیتی تھی اور روز بروز قرب و منزلت اسکی افزون ہوتی تھی یہانتک کہ دو مالے قیمتی کہ رام راج کی غنائم سے تھے
اور مروارید اور یاقوت و لعل اور زمرد وغیرہ ترتیب سے آمیختہ اور منتظم تھے طلب کیے مرتضے نظام شاہ نے سبب دور
عشق انتہائی سے کہ بحر و کان اسکے نزدیک وجود نہیں رکھتا تھا صلابت خان کو حکم کیا کہ وہ دونوں مالے فتحی شاہ لولی
کے حوالہ کرے لیکن صلابت خان نے معذرت کرکے اسکے دینے سے انکار کیا حسب مبالغہ بادشاہ کا خدشہ گذرا
ارکان دولت سے مشورہ کیا سبھوں نے اتفاق کرکے یہ تجویز کی کہ دو مالے اور ان مالوں کی شبیہ میں فتحی شاہ کو دینا
چاہیئے صلابت خان نے انکے کہنے پر عمل کیا اور بعد چند روز کے فتحی شاہ اس معاملہ سے واقف ہو کر بادشاہ سے
عرض پرداز ہوئی کہ یہ مالے رام راج کے نہیں ہیں نظام شاہ غصہ ناک ہوا اور صلابت خان سے فرمایا کہ جسقدر جواہر میری
سرکار میں ہیں صندوقچوں سے برآورد کر کے جواہر خانہ میں فراہم کر کہ نظر ثانی اور تماشا کروں صلابت خان نے مقصد سمجھکر
ان دو تسبیح اور جواہر نفیسہ کو پوشیدہ کیا اور باقی ایوان معہود میں ترتیب سے چنا نظام شاہ لوگوں کو علیحدہ کرکے
مع فتحی شاہ وہاں گیا اور جب وہ تسبیح اور جواہرات قیمتی نہ دیکھا نہایت ناراض ہوا اور اپنے ہاتھ سے اس جواہرات کو
ایکجا فراہم کرکے فرش نفیسہ میں کہ وہاں موجود تھا لپیٹ کر آگ میں ڈالا اور وہاں سے برآمد ہوا اور جب ارکان دولت
اس اشیا کی محافظت کے واسطے دوڑے فرش و فروش سوختہ کے سوا کچھ نظر نہ پڑا بہ تعجیل تمام آگ کو بجھا کر جواہر اور
زیور مرصع برآورد کیا موتیوں کے سوا کسی چیز کو آسیب نہ پہونچا تھا اور لوگوں نے اس بات کو بادشاہ کے جنون اور
دیوانگی پر گمان کیا اس تاریخ سے خلقت اسے دیوانہ کہنے لگی اور لولیوں نے نظام شاہ سے عرض کیا کہ ارکان دولت
آپکی پردہ پوشی سے دلگیر ہو کر چاہتے ہیں کہ آپکے فرزند میران حسین کو تخت پر بٹھادیں یہ سنکر لخت جگر کے قتل پر
عازم ہوا ہر چند کوشش کی کہ اسے کسی طور دستیاب کرکے ہلاک کرے صلابت خان اسے دبنا تھا حیلہ حوالہ میں
موقع الوقت کرتا تھا اس درمیان میں ابراہیم عادل شاہ دلاور خان حبشی کے صلاح و مشورہ کے باعث مع فوج جنگی نظام شاہ کی
سرحد میں آیا اور یہ پیام دیا کہ شہزادہ میران حسین کی زوجہ کو رخصت کریں یا اسکی پالکی جو ہمنے بھیجی ہے واپس بھیجیں صلابت خان
نے جواب دیا کہ جبتک قلعہ شولاپور نہ دوگے یہ مقصد حاصل نہ ہوگا عادل شاہ صلابت خان کی سخت گوئی سے بمقام خصومت
میں ہوا اور اوسہ کو محاصرہ کیا نظام شاہ پیام صلابت خان کی بے اعتدالی سے سمجھکر رنجیدہ ہوا اور اس سے پوچھا
کہ تو جواہر بے حلال جوار صلابت خان نے جواب دیا کہ میں بندہ با اخلاص ہوں نظام شاہ نے کہا میں تیری
ناراضی سے آزردہ ہوں اور بقدرت تیری قید و حبس پر یقین رکھتا صلابت خان نے سر زمین پر رکھکر عرض کیا کہ کوئی قلعہ
میرے حبس کے واسطے مقرر فرمادیں تو میں خود مطوق اور مسلسل ہو کر اس میں جا کر غبار خاطر اقدس محو کروں نظام شاہ
نے کہا قلعہ دھارا چور کی طرف رجوع ہو وہ ترک سپاہ فی الفور اپنے مکان پر آیا اور زنجیر اپنے پاؤں میں
ڈال کر پالکی میں سوار ہوا اور اپنے متعلقوں کو حکم کیا کہ مجھے قلعہ دنڈا راجپور میں قید کرو اور نظام شاہ نے

اور صلابت خان نے اسکا آنا اس طرح سے نظام شاہ کے ذہن نشین کیا کہ اس سے رخصت حاصل کی اور شاہزادہ میران حسین کے ہمراہ رکاب سید مرتضےٰ کے مقاتلہ کے واسطے روانہ ہوا اور بعد جنگ غالب آیا سید مرتضیٰ اور خداوند خان مغلوب اور منکسر ہوکر برار کی طرف بھاگ گیے اور ساز وسلیب اور ہاتھی اسکے صلابت خان کے ہاتھ آئے اور صلابت خان کے تعاقب لشکر سے انھیں توقف میسر نہوا برہان پور کے راستہ سے اکبر بادشاہ کے پاس گئے اور اس سال شہزادہ برہان کو بعضے مردم فتنہ انگیز بالباس درویشان احمدنگر مین لائے اور یہ تجویز کی کہ صلابت خان کو بحالت غفلت مین پہلے قتل کرین اسکے بعد نظام شاہ کو معزول کرکے برہان شاہ کو احمد نگر کے تخت پر بٹھائین قضارا جس رات کی صبح کو یہ ارادہ وقوع مین لایا چاہتے تھے صلابت خان نے آگاہی پائی برہان شاہ اسی لباس مین کوکن کی طرف بھاگا اور اس مقام مین بھی توقف موجب ہلاکت سمجھکر گجرات کے راستہ سے اکبر بادشاہ کے پاس گیا قاسم بیگ اور مرزا محمد تقی عادل شاہ کی بہن کو میران حسین کے عقد نکاح مین لائے اور اکبر بادشاہ نے اس سال تسخیر دکن کی عزیمت کی خان اعظم عزیزہ کوکا کو کہ اس عرصہ مین مالوہ کا حاکم تھا سپہسالار کرکے مع برہان شاہ اور سید مرتضیٰ اور تمام سرداران دکن کے اسکے ہمراہ کرکے ولایت نظام شاہ کی طرف روانہ کیا اور ان دنون مین چاند بی بی زوجہ عادل شاہ بھی اپنے بھائی نظام شاہ کو دیکھنے آئی تھی صلابت خان نے دلاور خان وکیل سلطنت عادل شاہ کو پیغام کیا کہ حسین نظام شاہ نے قلعہ شولاپور کو چاند بی بی کے جہیز مین دیا تھا اب عادل شاہ فوت ہوا اور چاند بی بی بیوہ ہوکر اس طرف آئی مناسب ہی کہ وہ قلعہ نظام شاہ کے گماشتون کے سپرد کرین دلاور خان نے یہ امر قبول نہ کیا صلابت خان نے اظہار رنجش کی اور علی عادل شاہ کی بہن کو مع شہزادہ میران حسین دولت آباد کی طرف بھیجا کہ جس وقت عادل شاہ قلعہ شولاپور دیوے جشن وشادی کرکے دولہن کو داماد کے سپرد کرین ورنہ موقوف اور معطل رہے اور اس عرصہ مین خبر وصول لشکر اکبر بادشاہ مالوہ مین پہونچی صلابت خان نے اس بیت پر عمل فرمایا بیت کار این گنبد گردان کند او ہر چہ کند ہمت مردان کند ملا اسکے دفع پر ہمت مصروف کرکے میرزا محمد تقی نظیری کو سپہسالار کیا اور بیس ہزار سوار انکے مقابلہ کو بھیجے میرزا محمد تقی برہانپور مین گیا اور راجہ علی خان سے ملاقات کرکے اسکو ساتھ اپنے متفق کیا اور عزیز کوکا نے یہ سنکر شاہ فتح اللہ شیرازی کو راجہ علی خان کے پاس بھیجا تو اسے لشکر دکن کی موافقت سے پشیمان کرکے ساتھ اکبر بادشاہ کے متفق کرے یہ امر صورت پذیر نہوا شاہ فتح اللہ نے بے نیل مقصود عزیز کوکا کے پاس راجعت کی اور جوان دنون مین عزیزہ کوکا اور شہاب الدین احمد خان حاکم اجین کے درمیان منازعت تھی میرزا محمد تقی اور راجہ علی خان مع لشکر دکن اعلام جسارت بلند کرکے اکبر بادشاہ کی ولایت مین در آئے اور ہنڈیہ کی طرف کہ مالوہ اور دکن کی سرحد ہی مقابل عزیز کوکا کے فروکش ہوے چند روز کسی نے جنگ مین پیشقدمی اور مبادرت نہ کی آخر الامر عزیزہ کوکا نے صلاح صف جنگ مین نہ دیکھکر رات کے وقت تاخت کی اور بیراہ سے ولایت برار مین آکر بلدہ ایلچپور اور بالاپور کو غارت کیا اور جو میرزا محمد تقی اور راجہ علی خان ہنڈیہ سے کوچ کرکے تعاقب کے واسطے دوڑے عزیزہ کوکا کو توقف میسر نہوا اور راندر بار سے ولایت مالوہ کی طرف مراجعت کی اسوقت راجہ علی خان برہانپور کی طرف گیا اور میرزا محمد تقی احمدنگر کی سمت راہی ہوا اکبر بادشاہ جو متوجہ اور مہمات مین تھا اور سلاطین دکن بھی نہایت

اور چار پانچ مہینے تک ہر چہار طرف سے سیاہ جنگ ڈالی اور جلادت خاں اور بحری خاں قزلباش نے ان دنوں میں بہت
جان سپاری اور مردانگی کی کہ نشان شجاعت کے فلک الافلاک پر پہونچائے اور تھانہ دار قلعہ محمد آقا ترکمان نے اعلام مدام
بلند کر کے قلعہ کی محافظت میں تقصیر کی اور ہر چند نظام شاہ اور قطب شاہ اس سے منصب اور امارت وغیرہ کا وعدہ کر کے
چاہتے تھے کہ فریب دیویں مفید نہ پڑا اور اُس نے مجادلہ اور محاربہ اور حفظ حصار میں تقصیر کی ہمہ تن مصروف ہوا اس سبب سے
ہر روز ایک جماعت لشکر نظام شاہ اور قطب شاہ سے مقتول ہوتی تھی اور فتح میسر ہوئی اور سید مرتضی اور قطب شاہ طول
محاصرہ اور سپاہ کی ہلاکت سے دلگیر ہو کر کہنے لگے کہ ہم یہ محنت عبث تسخیر قلعہ میں کھینچتے ہیں مناسب یہ ہے کہ بیجاپور
کی فتح میں مشغول ہوں جس وقت دار الملک مفتوح ہو اور قلعوں اور شہروں کی تسخیر بسہل ترین وجہ میسر ہوگی پس باتفاق
وہاں سے کوچ کر کے بیجاپور کی طرف متوجہ ہوئے اور جو کہ اس مقام میں بھی ملا سالار ترک کے درمیان مناسب کے
سبب آپس میں نزاع تھی کوئی شخص لشکر بیگانہ کے دفع مضر میں متوجہ ہوتا تھا سید مرتضی اور قطب شاہ نے ہو تمام
اُسے محاصرہ کیا اور جیسا کہ مذکور ہوا بعد مدت مدید بیجاپور کی فتح سے بھی مایوس ہو کر قطب شاہ نے اپنی ولایت اور
سید مرتضی اور اسرار الملک نے نظام شاہ کی مملکت کی طرف مراجعت کی اور ۹۹۲ھ نو سو بانوے ہجری میں صلابت خاں نے نظام شاہ
کے حکم کے موافق قاسم بیگ اور میرزا محمد تقی نظیری کو مع جماعت مردم معتبر بیجاپور کی طرف بھیجا تو عادل شاہ کی بہن
کو شہزادہ میران حسین کے واسطے خواستگاری کرے اُس وقت میں فرمان جمشید خاں شیرازی کے نام صادر ہوا کہ مع
لشکر و جمعیت اپنی قاسم بیگ کے ہمراہ بیجاپور کی طرف جاوے جمشید خاں نے جواب دیا میں تابع سید مرتضی کا ہوں
مضمون فرمان اُسے میں سناتا ہوں جو کچھ وہ فرماویگا اُس پر عمل کرونگا اور سید مرتضی نے کہا کہ نظام شاہ نے مجھے
لکھا ہے جب تک فرمان میرے خط خاص سے مزین ہو عمل نہ کرنا جو یہ پروانہ اُسکا دستخطی نہیں ہے میں اُس پر عمل نہیں کرتا اور
تجھے رخصت نہیں دیتا ہوں جمشید خاں نے یہ مضمون صلابت خاں کو لکھ کر فساد جو کا سامان کیا اور کام اس نہایت
کو پہونچا کہ اسی سال سید مرتضی مع لشکر برار بہایت شوکت و شان سے صلابت خاں کے دفع کے ارادہ پر
احمدنگر کی طرف متوجہ ہوا لیکن اس مرتبہ ایک جماعت مردم معتبر سے درمیان میں آئی اور صلابت خاں اور سید مرتضی
کے درمیان صلح و مصالحہ کرا دیا سید مرتضی برار کی طرف روانہ ہوا اور بعد چھ ماہ کے پھر دروازے حکومت کے
مفتوح ہوئے سید مرتضی پھر دوبارہ مذکور میں صلابت خاں کے دفع کے واسطے عازم و جازم ہوا اور بعض
اسکے کہ احمدنگر سے لشکر اسپر مامور ہووے بدستور سابق لشکر برار فراہم لا کر با شوکت و ہیبت تمام احمدنگر کی
سمت متوجہ ہوا صلابت خاں نے یہ لشکر ہیبت اُسکے علاج پر مقرر کی مرتضی نظام شاہ کو مانع ہشت بہشت
سے باغ فرح بخش میں لیگیا وہاں تفریحات اُٹھا کر عمارت بغداد کو کہ قلعہ کے اندر واقع ہوا اسکی عبادت
کے واسطے مقرر کیا کہ آنحضرت دوبارہ قلعہ احمدنگر کی طرف تشریف نہ لیجاویں اور فتح شاہ نام ارباب نشاط کو کہ حسن و جمال سے
آراستہ و شطرنج بھی خوب کھیلتی تھی خدمت کے واسطے قلعہ میں داخل کیا اور نظام شاہ بعد چند روز کے اُسپر فریفتہ ہوا اسکی
ہمبستری سے مشرف کیا اس درمیان میں سید مرتضی مع لشکر عظیم احمدنگر کے اطراف میں در آیا اور کالا چبوترہ کے قریب

صاحب خان نے صلابت خان کے آنے سے بہر نحش بہم پہونچائی ابھی احمد نگر کی طرف نہ پہونچا تہ
اور اعوان کو لیکر پٹن کی طرف گیا اور نظام شاہ نے اُس کی طرف اصلا توجہ نفرمائی احمد نگر میں
سوار ہوکر کوچہ و بازار مین پھرا دوسرے دن جب شاہزادہ برہان باغ ہشت بہشت مین آیا پھر با
برآمد ہوا اور کالا چبوترہ کے نزدیک ہاتھی کو ایستادہ کیا اسد خان اور دوسرے سردارون کو مع
برہان کے مقابلہ کو نامزد فرمایا انھون نے جنگ کر کے شہزادہ کو برہان پور کی طرف مفرور کیا او
قلعہ مین داخل ہوکر بدستور اول گوشہ نشین ہوا اور سید مرتضے سر لشکر برار کو فرمان بھیجا کہ صاحب
کر کے بیجا نظلت واعز از تمام حضور مین روانہ کرے اگر وہ انکار کرے اُس کی گردن مار کر گھوڑ
کے درگاہ مین بھیجے اتفاقاً صاحب خان جب قصبہ عنبر کی حوالی مین پہونچا جو کہ اُس کی طبیعت
تھی اور نفس امارہ نے اُسے مغلوب اور منکوب کیا تھا اس سبب سے بحری خان قزلباش کو جو
سے تھا اور قلعہ رنجنی مین اقامت رکھتا تھا پیغام کیا کہ اپنی بہن میرے حبالۂ نکاح مین لاکر منتظر
نے اُس بیچارے کو جواب دیا کہ مرغ فروش کی بیٹی کو کیا مناسبت کہ امرائے کبار سے طالب پیو
صاحب خان یہ جواب سنکر آشفتہ ہوا اور قصبۂ رنجنی پر تاخت لے گیا بحری خان کہ جما
تاب مقاومت نہ لایا اپنے اہل و عیال کو لیکر جالنہ کی طرف بھاگا اور باتفاق جمشید خان سید
مرتضے کو حقیقت حال لکھکر طریق اخلاص ورنجات استفسار کیا جو سید مرتضے کو فرمان صاحب خان کی
مین پہونچا تھا لہذا خداوند خان اور دوسرے امرا کو نامزد کر کے یہ فہمائش کی کہ صاحب خان کے پاس
احمد نگر روانہ کرو اور پوشیدہ خداوند خان سے کہا کہ اس بدبخت کے دست تظلم سے ایک عالم ایذا
ہے کہ کوئی تقریب اُٹھا کر اسے قتل کرین خداوند خان اور امرائے دیگر جو بطریق استعجال جالنہ کی
جمشید خان اور بحری خان بھی ان کے رفیق ہوکر صاحب خان کے اردو کی طرف متوجہ ہوئے او
اپنی جگہ سے نہ ہلا یہان تک کہ یہ لوگ وہان پہونچے اور سراپردہ کے باہر ایستادہ ہوکر از روے
استہزا پیغام کیا کہ ہم بادشاہ کے فرمان کے موافق آئے ہین اگر حکم ہو سلام کے واسطے مشرف
سرفرازی ہوگا صاحب خان اس وقت مے نوشی مین مصروف تھا بلا توقف انھین سراپردہ مین طلب
اُسکی نگاہ ان پر بڑی مسلح دیکھکر مضطرب ہوا اور تعظیماً ایستادہ ہوا اور ایک ایک امرا کو نظر غور
جب خداوند خان کی باری آئی اُس سے بغلگیر ہوا اور خداوند خان نے فریاد اُٹھائی کہ صاحب خان
دبا کر پسلیان توڑے ڈالتا ہے اور چاہتا ہے کہ میرا گلا گھوٹے حالانکہ خداوند خان نے عمداً اُسے آغوش
دبایا کہ اُسکے پہلو کی ہڈیان شکستہ ہوئین اور وہ بیہوش ہو گیا اسپر بھی اکتفا نکر کے ضرب
تمام کیا اور بھائیون اور انصارون نے جب ایسا دیکھا ہر ایک نے اپنی راہ لی اور جب خداو
خبیث کا دفع کر کے مع امرا سید مرتضے کے پاس گیا اور حقیقت حال بیان کی سید مرتضے نے

قاضی بیگ دو لاکھ ہون نقد اور جواہرات خزانہ سے لے کر متصرف ہوا ہے اور جو کچھ مملکت میں دست اندازی
کی اس کے علاوہ ہے اگر حکم ہووے یہ مبلغ اس سے ہم واپس کریں نظام شاہ نے اپنے ہاتھ سے یہ عبارت
اس کے جواب میں تحریر فرمائی کہ جب ایسے سید عزیز نے بدولت خیانت اپنی نسبت قرار دے کر اس
محقر جیفہ دنیا کو ہمارے خزانہ سے طمع کی اس سے واپس لینا نہایت بیمروتی ہے یہ روپیہ ہم نے
اسے یک قلم معاف کیا چاہیے کہ اسے قید سے رہا کر کے مع جمیع جہات و عیال و اطفال کشتی پر سوار کر کے
وطن مالوف کی طرف روانہ کرو چنانچہ عہدہ داران نے شاہ کے فرمانے پر عمل کیا اس کے بعد منصب پیشوائی
اگرچہ اسد خان ترک کے ساتھ رجوع ہوا لیکن صلابت خان نے اس منصب سے نام کے سوا کچھ نہ چھوڑا استقلال
اس کا اندازہ سے گذرا اور صاحب خان ذلیل مطلق ہوا اور باوجود اس حال کے تعلق خاطر بادشاہ اپنی نسبت
جانتا تھا کہ کس درجہ ہے لیکن صلابت خان کی سخت گیری سے عاجز آیا اور ارادہ تمرد و بغاوت باتفاق
اعوان و انصار مع دو تین ہزار سوار اور فیلان بسیار احمد نگر سے نکل گیا نظام شاہ اس خوف سے کہ
اگر لشکر اسکے پکڑنے اور پھیرنے کے واسطے نامزد فرمایا جاوے مبادا از روئے بے اعتدالی جنگ
کرے اور مارا جاوے اس واسطے خود بعشق اور دل کے میلان سے پالکی مرصع میں سوار ہو کر پیچھے اس کے
روانہ ہوا صاحب خان جب حوالی احمد آباد میں پہونچا ملاحظہ پاسے حصار تک گیا اور مردم دردی
لے وصول لشکر بیگانہ سے واقف ہو کر دروازہ مسدود کیا اور چند توپ کلان اور متوسط اسکی برج پر سرکیں اور
ایک جماعت مردم معتبر سے ضائع ہوئی اس درمیان میں نظام شاہ پیچھے سے پہونچا صاحب خان جو چیارہ
رکھتا تھا ایلچی اس کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ دو شرط سے میرا وصال میسر ہو سکتا ہے ایک یہ کہ صلابت خان
کو درگاہ سے دفع کرے دوسرے یہ کہ شہر بیدر علی برید سے لیکر مجھے جاگیر میں عطا فرمایا جاوے نظام شاہ
کہ اسکا عاشق زار تھا دونوں امروں کا متعہد ہوا صلابت خان کو قصبہ بیر کی طرف کہ اس کی جاگیر تھی رخصت
فرمایا اور شہر بیدر کو محاصرہ کر کے اسکی تسخیر میں مشغول ہوا علی برید نے عادل شاہ سے کمک طلب کی اس نے
ہزار سوار اس کی مدد کو مقرر کیا اور میان اس حال کے خبر پہونچی کہ اس کا بھائی شہزادہ برہان جو کہ قلعہ میں
قید تھا خروج کر کے احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا ہے نظام شاہ نے میرزا یادگار کسدی اور سرلشکر ابراہیم
قطب شاہ کو مع سات آٹھ ہزار کے بیدر کے محاصرہ کو نگاہ رکھکر خود بہمراہی صاحب خان احمد نگر کی طرف
روانہ ہوا اور اسی چند روز کے عرصہ میں لشکر عادل شاہی احمد آباد بیدر کے اطراف میں پہونچا مردم قطب شاہ
کہ بہانہ طلب تھے گولکنڈہ کی طرف روانہ ہوئے اور میرزا یادگار ترک محاصرہ کے واسطے مشغول ہوا اور شہزادہ
برہان احمد نگر کے اطراف میں آیا اور بارہ ہزار آدمی کہ صاحب خان کی وضع اور اطوار سے رنجیدہ تھے اس سے
ملحق ہوئے اس سبب سے نظام شاہ پریشان ہوا صلابت خان اور خاصہ خیل اور دیگر امرا کہ صاحب خان کی
بے اعتدالی سے آزردہ تھے فرامین استمالت بھیجکر انہیں طلب کیا جب وہ نظام شاہ کی ملازمت میں پہونچے

کر کے چاہتے ہین کہ بادشاہ کو گرفتار کر کے میران حسین کو تخت پر بٹھاوین نظام شاہ تحقیق صدق و کذب کے واسطے
پیادہ پا باغ سے برآمد ہوا جب افواج غریبا کو مسلح اور مکمل دیکھا اور نظر باینکہ قضیہ سے بخوبی خبر رکھتا تھا صاحب خان
کا کلام سچ جانکر بے تامل ہاتھی پر سوار ہوا چتر سر پر لگایا امرا اور خاصہ خیل حبشی اور دکنی کو جو صاحب خان کے کہنے
سے حاضر تھے غریبون کے مقابلہ کا امر فرمایا سید قاسم اور مرتضے خان اور قاضی بیگ نے آدمی غریبون کے پاس
بھیجکر پیغام دیا کہ صحبت نے رنگ اور پیدا کیا وہ یہ ہی کہ بادشاہ خود بنفس نفیس سوار ہوا تم ہرگز تلوار
مردمان دکن پر نہ کھینچنا کہ باعث بدنامی اور حرام خوری کا ہی امرائے غریب مثل چغتائی خان اور بابی خان
ازبک اور حسین خان ترشیزی اور تیر انداز خان استر آبادی نے گھوڑے سے اتر کر بادشاہ کو دور سے سلام کیا
اور ولایت عادل شاہ اور قطب شاہ کی طرف متوجہ ہوے صاحب خان مع برادران اور اعوان و انصار شہر
کی طرف حملہ آور ہوا بعضے غریبان سے کہ اپنے مکانون کے گوشہ مین مخفی ہوے تھے ان کو تہ تیغ کیا اور ان کے
اموال اور زن و فرزند کی گرفتاری مین مشغول ہوا اور مضمون یوم یفر المرء من اخیہ و امہ و ابیہ و صاحبتہ و بنیہ
ظہور مین پہونچایا **مثنوی** سر فتنہ از خواب بیدار گشت * بساط فراغت قضا در نوشت * ذلیل بلا شد عیان
ز تیغش شررے اقامت نہ پائے گریز * نہ در خانہ بودی کسے را قرار * نہ در کوچہ دیدی طریق فرار
کس از خانہ گر پا نہادی بدر * نہ دستار بر جائے ماندی نہ سر * قاضی بیگ اور سید مرتضے صلابت خان سے جو
محافظت مین بادشاہ کی کوشش کرتا تھا جاکر کہنے لگے کہ کام ہاتھ سے گیا اور قریب ہی کہ عرض و ناموس
غریبون کی خاک مین ملجاوے لازم ہی کہ تم عرضداشت ہماری جس تدبیر سے کہ ممکن ہووے بادشاہ کے
ملاحظہ مین گذرانو صلابت خان نے جب موقع پایا عرضداشت انکی بغل مین دباکر دربار کی طرف متوجہ ہوا اور
جو کہ صاحب خان اس وقت حاضر نہ تھا خاصہ پہونچانے کے بہانہ باغ کے اندر گیا اور آپ کو مخزن نظام شاہ
مین پہونچایا اور بآواز بلند نظام شاہ کی دعا و ثنا مین مصروف ہوا اور نظام شاہ نے آواز صلابت خان کی
پہچانی جو اس کا آنا خلاف عادت دیکھا سمجھا کہ اسے کوئی حادثہ پیش آیا ہی ناچار حمام کے دروازہ پر ایستادہ ہوکر
سبب آنے کا پوچھا صلابت خان نے عرضداشت ارکان دولت پیش کی اور زبانی بھی حقیقت حال
مشروحاً اور مفصلاً معروض کی نظام شاہ نے متحیر ہوکر صلابت خان کو حکم فرمایا کہ صاحب خان کو خواہی نخواہی
شہر سے پھیر لاؤ کہ غریبون کی ایذا اور آزار مین نہ کوشش کرے صلابت خان نے شہر مین جاکر صاحب خان کو
بزجر و اہانت تمام پھیرا اور اس کے بعد صاحب خان صلابت خان کے قتل مین ساعی ہوا جو زمانہ اسکے
موافق تھا اس واسطے صلابت خان جنگل مانک دون کی طرف بھاگا نظام شاہ اس حال سے مطلع ہوا
اور صلابت خان کو طلب کیا اور بامارت کلان اور منصب سر نوبتی سے قوی کیا اور خاصہ خیل کو اس کا محکوم
فرمایا اور انھین دنون مین ایک جماعت اعیان سے قاضی بیگ کی خیانت پر مدعی ہوئی تھی نظام شاہ
نے اسے معزول کر کے ایک قلعہ مین قید فرمایا اور بعد دو تین مہینے کے دشمنون نے عرض کی کہ

ایران سے تھا اور سلحداران کے سلک مین انتظام رکھتا تھا بزور و جبر پکڑ لاوے میر مہدی دروازہ مکان کا بند کر کے پشت بام پر برآمد ہوا اور تیر و تفنگ کی ضرب سے صاحب خان کے آدمیوں کو متفرق اور پریشان کیا اور قاضی بیگ اور دیگر بزرگان صاحب دخل کے پاس آدمی بھیجکر کمک طلب کی اور جو صاحب خان کے سوا کوئی بادشاہ تک رسائی نرکھتا تھا اور استقلال اور اقتدار اس کا اندازہ سے باہر تھا قاضی بیگ وغیرہ نے طرح دیکر اُسکے علاج میں نہ کوشش کی صاحب خان نے اسی عرصہ میں اپنے چھوٹے بھائی حسین خان کو مع دو تین ہزار سوار اور پیادہ اور چند فیل میر مہدی کے سر پر نامزد کیا اور اس سید بیکس نے جب کسی طرف سے کمک اور مدد پائی بہا قتال میں مشغول ہوا اور تین چار دکنی معتبر کو بضرب تیر و تفنگ قتل کیا اور آخر کو جب ازدحام اور ہجوم آدمیوں کا حد سے گذرا میر مہدی کے پسران با علت کہ نوکر صاحب خان کے تھے ہدایت کرکے فیلان مست کو عقب خانہ سے دیوارین توڑ کر اندر لائے اور اس سید مظلوم کو درجہ شہادت مین پہونچایا اور اسکی دختر کو صاحب خان کے واسطے لے گئے اور آخر ۹۸۵ھ نوسو پچاسی ہجری مین سید مرتضےٰ سر دلشکر مع امرائے برار حکم بادشاہی کے موافق لشکر کے جائزہ کے واسطے درگاہ کی طرف متوجہ ہو کر باغ ہشت بہشت مین فروکش ہوا اور جو نام اصلی صاحب کا حسینی تھا اور وقت بے وقت نظام شاہ اور بھی آدمی اُس کو حسین خان کہکر پکارتے تھے اس واسطے صاحب خان نے حسین خان سخت کمان ترشیزی کو جو امرائے برار سے تھا پیغام دیا کہ نام اپنا بدل ڈال ورنہ گوشمال دونگا حسین خان نے یہ امر قبول نہ کیا آخر یہ معنی منجر بہ نزاع و خشونت ہوئے اور صاحب خان فیل مست پر سوار ہوکر مع پانچ چھ ہزار فوج سے اُسکے مقابلہ کے واسطے یعنے حسین خان کے دائرہ کی طرف گیا اور حسین خان بھی چند سواران سے اُسکے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا صاحب خان نے حملہ اول مین اُسکی جمعیت کو متفرق اور پریشان کیا حسین خان کو شجاعت و دلیری بھاگنے سے مانع ہوئی تنہا فوج صاحب خان پر حملہ آور ہوا اور ایک تیر حملہ مین جوڑکر ایسا پیشانی فیل صاحب خان پر مارا کہ سوفار تک پیوست ہوا فیل چنگھاڑ مار کر بھاگا اور دکنیون کے درمیان ہر طرف دوڑتا تھا یہان تک کہ صاحب خان نے باغ مین جاکر فوج سے یہ بات کہی کہ بادشاہ نے تمام غریبون کے قتل کا حکم نافذ فرمایا ہے لازم کہ حسب الحکم کاربند ہو کر اُن کے مال و اسباب زن و فرزند پر متصرف ہو دکنیان اور حبشیان واقعہ طلب ایسا معاملہ مدت سے چاہتے تھے ادنی اعلی غریبون کے قتل پر آمادہ ہوکر فوج فوج احمد نگر سے باغ ہشت بہشت کی طرف روانہ ہوئے اُمرا اور سلحداران غریب وغیرہ سوائے قاضی بیگ اور سید مرتضےٰ اور میرزا محمد تقی نظیری اور امین الملک نیشاپوری کے کہ رضا بقضا دیکر دیوان عام میں بیٹھے رہتے قریب دو ہزار اور پانسو آدمی نے مسلح ہوکر مع سعرت کے واسطے صفوف حرب آراستہ کین صاحب خان نے جنگ کرکے انھین منہزم کیا اس وقت مرتضےٰ نظام شاہ حمام کے اندر کہ کنارہ باغ ہشت بہشت کے واقع تھا چلہ میں بیٹھکر عبادت میں مشغول تھا شور و غوغا سنکر باغ کے دروازہ سے برآمد ہوا قضارا اس وقت صاحب خان آشفتہ بادشاہ کی ملازمت مین گرد آلودہ پہونچا اور عرض کی کہ جمیع غریب آپس میں اتفاق اور ہجوم

اور لشکر بھی آپہونچے نظام شاہ نے فرمایا ایسے امور مین صبر وتحمل اچھا نہین ہی مع بہادران خاصہ خیل فوج خاصہ
اکبر بادشاہ پر حملہ کرتا ہون فتح وظفر بتقدیر آسمانی ہی **بیت** اگر تیغ عالم بجنبد زجاے * نبرد رگے تا نخواہد خداے
مقربان درگاہ یہ کلام سنکر بحر حیرت مین غوطہ زن ہو کر متحیر ہوے قضارا اس حال کے درمیان مخبرون نے
پہونچکر یہ خبر پہونچائی کہ اکبر بادشاہ نے سرحد مالوہ مین شکار کر کے بدولت وسعادت اپنے دار الملک کی
طرف مراجعت فرمائی نظام شاہ یہ بشارت سنکر بتہیج اور مسرور ہوا اور دولت آباد کی طرف معاودت
کی اور حوض قتلو کے کنارے مقام کر کے سید مرتضے اور امراے برار کہ حاضر آ ... انھین مخلع کر کے رخصت
معاودت فرمائی اور خود احمد نگر جا کر بدستور سابق مہمات مملکت ارکان دولت کے تفویض کر کے پھر گوشہ نشین
ہوا اور اس وقت صاحب خان کے جمیع عزیز واقارب نے منصب امارت پر پہونچکر جاگیرین خوب پائین
اور اس بدبخت کا استقلال اندازہ سے گذرا کیونکہ مزاج اقدس بادشاہ مین تصرف تمام کیا تھا الغرض
نظام شاہ علین موسم برسات مین دولت آباد کی منزہات کی سیر کے واسطے کہ آیہ کریمہ لم یخلق مثلہا فی البلاد
اس کی مصدوقہ ہی عازم ہوا اور وہان پہونچکر قریب چار ماہ بالاگھاٹ پر مقام فرمایا بعد انقضاے موسم برسات
اس سرزمین کے مشایخ کی قبور کی زیارت کر کے ان کی ارواح طیبہ کی ترویح کے واسطے نقود وافر فقرا اور
مساکین پر تقسیم کیا اسوقت صاحب خان سے پوشیدہ جامہ درویشانہ زیب تن کر کے صبح کے وقت بقصد
زیارت امام رضا علیہ السلام پیادہ پا سراپردہ کے عقب سے روانہ ہوا اور لشکر کے دو تین کوس کے
فاصلہ پر کسی پیادہ نے آپ کو دیکھکر خبر ارکان دولت کو پہونچائی وہ پہلے سراپردہ بادشاہی کی طرف دوڑے
اور جو اثر پادشاہ کا پایا اس کی تلاش مین روانہ ہوے پھر اس کی ملازمت سے مشرف ہو کر بمبالغہ و
الحاح تمام واپس لائے ہر چند کوشش کی لیکن ایک مہینے کامل لباس فقرا بدن سے جدا نہ کیا اور تاج وتخت
کی طرف رغبت نفرمائی قاضی بیگ اور میرزا محمد تقی نے سر زمین پر رکھکر سبب نفرت اور کراہیت کا بادشاہ
سے استفسار کیا فرمایا سبب نفرت اس دنیاے فانی کا ظاہر ہی اس کی الفت اور محبت کا سبب البتہ پوچھنا
چاہیے اس سے زیادہ کلام نہ کیا سکوت اختیار کیا اور جب جانا کہ ارکان دولت میرے ارادہ کے مانع ہوتے
ہین بادشاہ لاعلاج ہو کر احمد نگر مین تشریف لایا اور باغ ہشت بہشت مین جو اس شہر کے شمال مین واقع تھا
گوشہ نشین ہوا اور خیل وحشم سرکاری قاضی بیگ اور صلابت خان نے گرداگرد باغ خیمہ اور خرگاہ برپا کر کے اسکی حفاظت
مین مشغول رہے اور ان دنون مین صاحب خان نے بے اعتدالی شروع کر کے اکثر اوقات مست اور مدہوش مع دو تین ہزار
اوباش اور اجلاف دکن اور خیلان بسیار کوچہ وبازار احمد نگر مین پھرتا تھا اور رعایا برایا کے لڑکون اور
لڑکیون کو بجبر وزور مکانون سے برآمد کر کے بافعال قبیحہ قیام کرتا تھا اور ہر چند اس کے بھائی مسمیان
جلال خان اور حبیب خان اسے فہمائش کر کے ان اعمال شنیع سے منع کرتے تھے فائدہ نہ بخشتا تھا
یہان تک کہ ایک دن ایک جماعت کو بھیجکر ارادہ کیا کہ بیٹی میر مہدی کو کہ ایک سادات صحیح النسب

قیامت کے دن کہ روز جزا ہی تم سے طلب شہادت کرونگا کہ قاضی بیگ کو کہ فرزند رسول آخر الزمان ہی اُسے میں نے اپنا وکیل مطلق کیا کہ موافق شریعت غرا اور عدالت عالیجلائق کے ساتھ سلوک کیے اور ہرگز معاملات اور محاکمات قوی کو ضعیف پر ترجیح نہ دیوے حق کو منظور رکھے اگر کسی بڑھیا کی ایک سوئی یا کوئی چیز بطور تعدی سے لیویگا اور قیامت کے دن مجھسے پوچھیں گے کہ تیرے عہد مین ایسا ظلم واقع ہوا اور تو حاکم اور بیخبر تھا اسمیں یہ جواب دونگا کہ ان امور میں مجھے کسی طور کا دخل نہ تھا میں نے قاضی بیگ کو اپنی طرف سے وکیل مطلق کیا تھا اس سے پوچھو الغرض اگر وہ تنہا اس کار مشکل سے عہدہ برا ہوسکے امین الملک اور میرزا محمد تقی اور قاسم بیگ کو ساتھ اُسکے متفق اور شریک اس امر میں کرکے مہمات کو جاری کیجے کہ مین قہر و عذاب الٰہی سے خائف اور ہراساں ہوں اور نیز اس امر سے کہ جہانگیر خاں کی نسبت وقوع میں آیا پشیماں اور نادم ہوکر چاہتا ہون کہ مدت العمر گوشہ عزلت اختیار کرکے معبود برحق کی عبادت مین مشغول رہون یہ کہا اور مائل عزلت ہوکر قلعہ احمدنگر کے اندر کہ وہ عمارت موسوم بعداد ہی اُس میں گوشہ نشین ہوا اور صاحب خاں کے سوا کسی کو اختیار نہ تھا کہ حضرت کے پاس آمد و شد کرتا اور بعد دو تین مہینے کے ایسا تنہائی کا خوگر ہوا کہ ہدیہ سلطان اور میران حسین اور تمام عورتوں کو قلعہ سے برآوردہ کرکے دوسرے مکان میں بھیج دیا اور دروازہ قلعہ کا شاہ قلی کوکہ شاہ طہماسپ نے نظام شاہ کے پاس بھیجا تھا اور اس دولت خانہ میں وہ بخطاب صلابت خاں سرفراز تھا سپرد وہاں کے امرانے کہار سے کیا اور حکم دیا کہ صاحب خاں کے سوا کسی کو میرے پاس نہ آنے دیا الغرض قاضی بیگ کے عہد وکالت میں اکبر بادشاہ ۹۸۲ نوسو بیراسی ہجری میں شکار کناں سرحد مالوہ میں پہونچا اور جب مجرونے یہ خبر احمدنگر میں پہونچائی قاضی بیگ نے عریضہ مشتمل خبر توجہ اکبر بادشاہ جانب دکن بذریعہ صاحب خاں نظام شاہ کے پاس اندر قلعہ کے بھیجا اور جو وقت رات کا تھا پلنگ کے اپنے مکان پر گیا صاحب خاں نے نظام شاہ کو دیکھا کہ خواب استراحت میں ہی اس قدر صبر کیا کہ بیدار ہوا اس وقت عریضہ گذرانا جب مضمون اسکا واضح ہوا نظام شاہ نے توقف پالکی میں سوار ہوا اور تھوڑی جماعت مردم پہرہ دار سے کہ زیادہ سو آدمی سے نہ تھے اور صلابت خان اور صاحب خان بھی ازا نجملہ تھے ہمراہ لیکر دولت آباد کی طرف روانہ ہوا اور جماعت قلیل مردم اعیان نے ہرگنگ کے قریب اسکے پاس پہونچکر معروض کیا کہ بادشاہوں کے دشمن بہت ہوتے ہیں تنہا سوار ہونا اور اس طرح دشمن قوی کی طرف متوجہ ہونا حزم و ہوشیاری سے بعید ہی آپ اس مقام مین اس قدر توقف فرماوین کہ لشکر احمدنگر اور برار آ پہونچے نظام شاہ نے چند روز مقام کیا جب پانچ چھ ہزار سوار جماعہ جیل اُس کی ملازمت میں پہونچے وہاں احضار سپاہ برار کے واسطے بھیجا اور بوجود بقصد مقابلہ اکبر بادشاہ وہاں سے پھر کوچ کا ارادہ کیا قاضی بیگ اور میرزا محمد تقی نظیری اور مردم معتبر نے چادریں گردن میں ڈالکر سر زمین پر رکھا اور تضرع و زاری کرکے کہنے لگے کہ بادشاہ عظیم الشان دہلی کے ساتھ اس قدر فوج سے مقابلہ کرنا خوب نہیں ہی صلاح دولت یہ ہی کہ ہاتھ دامن صبر پر مار کر اس قدر اور توقف فرماویں کہ تو جانب

اس شربت زہرآلود کے پینے سے انکار کیا اور آخرین وفاداری اور نمک حلالی منظور رکھکر نوش کیا اور حالت نزع مین بادشاہ کو یہ عریضہ لکھا کہ مخلص دولتخواہ میرک دبیر کہ آفتاب عمر اُس کا ساٹھ برج طے کرکے برج تر مین تھا سر آستانہ پر رکھکر عرض رکھتا ہی کہ جو شربت آبحیات مین آمیز کرکے اس دولتخواہ کے واسطے رحمت فرمایا تھا فدوی نے بذوق و شوق تمام نوش کیا اور نقد وفا اور اخلاص بادشاہ کا کہ پروردہ نعمت آنحضرت ہی صندوق سینہ مین رکھکر اب بہانخانہ قبر مین کہ جو اول منزل ہی اور اعمال کے سوا اور کوئی مونس وہمدم نہین لیے جاتا ہون جب تک میری خاک رہے بادشاہ کو بقا ہو جیو اور امیدوار ہی کہ بندہ کو بندگان دولتخواہ سے شمار کرکے جو دستور العمل کہ بندہ نے اپنے ہاتھ سے لکھہ بھیجا ہی اُس پر عمل کرین اور اس خیرخواہ کا کالبد خاکی کربلائے معلی بھیجین اور سید مرتضیٰ اور شاہ قلی اور صلابت خان اور میرزا محمد تقی نظیری اور امین الملک نیشاپوری اور قاضی بیگ طہرانی کو جملہ کار آمدنی شمار کرکے ان کے احوال سے غافل ہو دین اور جسقدر غریب کہ فدوی کی سرکار مین ہین انھین اپنے سلحدارون مین داخل فرمائین یہ عرض داشت اور دستور العمل سیحین کی صحابت سے مرتضیٰ نظام شاہ کے پاس بھیجکر پلنگ پر تکیہ کیا اور زہر ہلاہل کے اثر سے سال اُسکا تغییر ہوا دوسرے دن صبح صادق کے وقت شہور سنہ ۹۷۲ نوسو بہتر ہجری مین اس سرائے عاریتی سے دار البقا کی طرف انتقال کیا اور چونکہ سرزمین دکن دولتخواہ کار آمدنی کے ساتھ موافق نہین ہی اس سبب سے مثل عماد الدین محمود اور خواجہ جہان کاوان اور خواجہ میرک چنگیز خان اور مصطفیٰ خان اردستانی کی کہ اکثر امور مین بےنظیر تھے سپہر نگون کی اعانت سے ناحق اُس مملکت مین خراب اور ضائع ہوے القصہ چنگیز خان نے اس سرائے عاریتی سے انتقال کیا اسکی متروکہ سے تین چار خط بخط شاہ میرزا برآمد ہوے کہ اسکی تحریر سے چنگیز خان کی پاکی اور دولتخواہی ثابت اور متحقق ہوئی جب نظام شاہ نے اُسے دریافت کیا چنگیز خان کے تلف ہونے سے نہایت درجہ غمگین اور محزون ہوا جو فائدہ نہ رکھتا تھا از روے غضب شاہ میرزا کو اپنے اُردو سے نکلوا دیا اور خود بھی اُسی عرصہ مین احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا اور جب منزل مقصود مین پہونچا حکیم محمد مصری کو پیشوا کیا اور بعد چھ ماہ اُسے معزول کرکے قاضی بیگ یزدی کو ابتداے سنہ ۹۸۳ نوسو تراسی ہجری مین پیشوا اور وکیل سلطنت کیا اور میرزا محمد نظیری اور عین الملک نیشاپوری کو وزیر کیا اور سید مرتضیٰ سرداری کو سپہ سالار لشکر برار کرکے خداوند خان مولد اور جمشید خان اور بحری خان قزلباش اور رستم خان دکنی اور چغتائی خان ترکمان اور تیرانداز خان استرآبادی اور شیر خان ترشیزی اور حسین خان تونی اور جندہ خان دکنی اور دستور خان خواجہ سرا وغیرہ کو جو سرداران معتبر سے تھے ہمراہ اُس کے برار کی طرف روانہ فرمایا اور قاضی بیگ اور میرزا محمد تقی اور شاہ احمد خان اور مرتضیٰ خان اور اسد خان اور امین الملک نیشاپوری اور قاسم بیگ حکیم مصری اور جمیع اشراف احمد نگر سے کہا آگاہ ہو کہ مجھے قابلیت بادشاہی کی نہین ہی اپنے مین اس قدر حالت نہین دیکھتا ہون کہ عدل ظلم سے اور ظلم عدل سے تمیز کرون اکثر اوقات ظلم کو بصورت عدل وقوع مین لاتا ہون کہ بعد کو اصل حال پر مجھکو وقفیت ہوتی ہی اس واسطے بادشاہی اور حکومت سے بیزار ہو کر تحصیل گوشہ گیری کرتا ہون اور

متعلق ہے اُسکی بدولت مجھے کسی چیز کی کمی نہیں ہے میرا مقصود یہ ہے کہ وہ خار سرراہ برطرف ہو کہ تمہارے اور نظام شاہ کی
مملکت میں فاصلہ نہ رہے اور بادشاہ دکن کہ محض اہلسنت ہیں آپس میں برادرانہ سلوک کر کے دغدغہ اور آسیب سے
بادشاہ دہلی سے مصئون اور محفوظ رہیں شاہ میرزا جہانگیر خان کے جواب باصواب سے مایوس ہوا پھر صاحب خان کو جو
نظام شاہ کا معشوق تھا بوسیلہ نقود و جواہر محظوظ کر کے ایک دن محفل شراب میں صاحب خان سے یہ بات کہی کہ
جہانگیر خان چاہتا ہے کہ مہار سلطنت اپنے قبضہ میں لا کر خطبہ اپنے نام پڑھے اور اس وقت نصف لشکر نظام شاہ کا
اُسکا پروردہ ہے اپنا ارادہ جس وقت سے ظہور میں پہونچا سکتا ہے اور اسی واسطے تمہیں صحرا پھرا آتا ہے کہ
موقع پا کر اپنا مقصد حاصل کرے صاحب خان کلام شاہ میرزا کا صدق و حق سمجھکر جہانگیر خان کے درپے تضییع ہوا
تھا اس عرصہ میں بحسب اتفاق صاحب خان جو بسبب شراب بندگان ہمایوں کی نسبت مصدر بے ادبی ہوا تھا
جہانگیر خان نے نظام شاہ کے اشارہ کے موافق اُسکی تنبیہ اور تادیب کر کے غبار بے عزتی کا اُس کے
سر پر چڑھا دیا تھا یہ وہ بے سعادت اُس کی عداوت میں ساعی ہوا جس وقت فرصت پاتا تھا باتیں جھوٹی
اُس کی نسبت بادشاہ کے دربار میں مذکور کرتا تھا اور نظام شاہ کے بھی سمع مبارک میں پہونچاتا تھا اور نظام شاہ
اُس کی باتوں کو محض تعرض جانکر کہتا تھا کہ ہمارے توسط اور تادیب تیری ساتھ اُسکے رجوع کی تھی اسلیئے
از روے عداوت کے یہ بیہودہ گوئی کرتا ہے یہاں تک کہ ایک دن صاحب خان بادشاہ کے ساتھ شراب
پیتا تھا اور بازار بادہ بسیار گرم تھا پھر جہانگیر خان کی غیبت میں غیبت شروع کی اور وہی جواب سنا صاحب خان
نے گریاں ہو کر کہا اگر بندہ عداوت اور دشمنی سے کہتا ہے شاہ میرزا سے جو اُس کا ہم شہر ہے اُسے بلا کر
حقیقت حال دریافت فرمایئے نظام شاہ نے شاہ میرزا کو رات کے وقت کہ کوئی شخص واقف نہو دوسرے
اپنی مجلس میں طلب کر کے تفتیش کیا اُس نے صاحب خان کی تقریر کے موافق جو معروض کی تھی نہایت آب و
تاب سے اپنے دروغ بے فروغ کو مذکور کر کے مزاج صاحب تخت و تاج کا جہانگیر خان سے منحرف کیا لیکن
باوجود اس کے آن حضرت نے ان باتوں کو بھی غرض تصور کر کے چند روز بطریق تحقیقات تامل اور تفکر
میں بسر فرمایا یہاں تک کہ ایک دن بطریق امتحان بادشاہ نے جہانگیر خان سے کہا کہ اس سفر سے ہم نہایت
دلگیر ہو گئے ہیں چاہتے ہیں کہ احمد نگر کی طرف مع الخیر والسعادت معاودت فرماویں جہانگیر خان نے کہ متعدیات
اعدا سے واقف نہ تھا عرض کی کہ حضرت یہ مملکت تازہ چند روز سے اپنے قبضہ اقتدار میں لائے ہیں لائق
یہ ہے کہ پانچ چھ مہینے اس حدود میں استقامت فرمائیں تو رعیت دل اپنا سلطنت پر اس خاندان کے رکھے
اور بعد اُس کے اس بندہ دولتخواہ کو مامور فرماویں کہ اس ملک میں چندے رہکر نظم و نسق کرے بعدہ ملازمت
میں مشرف ہو نظام شاہ یہ جواب سنکر حرفوں کا کہا یقین کر کے جہانگیر خان سے نہایت ناراض ہوا جہانگیر خان
آثار غضب شاہ کے چہرہ حال سے مشاہدہ کر کے چند روز بیماری کے بہانہ دیوان عام میں نہ گیا نظام شاہ
زیادہ تر متوہم ہوا حکیم محمد مصری کو مع شربت مسموم معالجہ کے بہانہ اُس کے پاس بھیجا جہانگیر خان نے پہلے

مرتضی نظام شاہ قبول کرکے بیدر کی طرف روانہ ہوا اور محمد شاہ فاروقی نے فرصت پاکر دایہ زادہ برہان الملک کو بفرزندی
دریاعماد الملک منسوب کیا اور مع چھ ہزار سوار برار کی طرف اُسے روانہ کیا جب وہ سرحد برار کے اطراف مین پہونچا
سات آٹھ ہزار آدمی نوکر قدیمی جو گوشہ اور کنارہ مین مختفی تھے اُس کے پاس فراہم ہوے اور اکثر تھانہ ہا
نظام شاہی اٹھا دیے نہداوند خان اور خورشید خان اس فساد کے علاج سے عاجز آگئے اور یہ بیت عریضہ مین درج کی
بیت سر فتنہ وارد دگر روزگار ٭ ہمین ست او را شب در روزکار ٭ اور دوسرے دن عریضہ آن کا اس مضمون
سے پہونچا کہ اگر حضرت بنفس نفیس اس طرف توجہ فرمادین اور محمد شاہ کو گوشمال دیوین صلاح ملک کے واسطے
بہت انسب ہوگا اور اُمراے برار نے بھی عریضہ تحریر کرکے یہ بیت درج کی **بیت** بجز صرصر یاد پایان شاہ
کس این گرد را برندارد زراہ ٭ نظام شاہ نے مضمون عریضہ پر اطلاع پائی اور اُسی وقت سید مرتضی سبزداری
کو کہ انھین دنون مین حسب فرمان بیجاپور سے آیا تھا سپہ سالار کرکے مع آٹھ ہزار سوار اپنے سے پیشتر مخالفون
کے لشکرگاہ کی طرف روانہ فرمایا اور خود پیچھے سے مع جماعت مقربان اور مخصوصان برار کی سمت نہضت فرمائی اور
چنگیز خان کو حکم دیا کہ جلد کوچ کرکے آوے وہ حسب الحکم باتفاق جمیع امرا و افواج آراستہ بجناح استعجال
مسافت طی کرکے بادشاہ سے ادھر دس کوس کے فاصلہ پر پہونچا ہرچند کوشش کی کہ اُس دن نظام شاہ
وہان مقام کرے صورت پذیر نہوئی وہ دس کوس پر اور آگے رونق افزا ہوا اور آن حضرت کے قبل نزول
سید مرتضی مع جمعیت اپنے آپہونچا اور برہان الملک کی فوج جعلی کو بزور شمشیر متفرق اور پریشان کیا بلکہ اکثر
اُس قوم کا پیچھوڑا اور نظام شاہ نے جب گھاٹ روہنگیر سے عبور کیا محمد شاہ فاروقی نے جو اپنی سرحد مین
بیٹھا تھا بھاگ کر قلعہ آسیر مین پناہ لی اور نظام شاہ نے برہان پور تک باگ سمند فلک تمثال نہ روکی اور اس
حدود مین بہت خرابی وقوع مین لایا اور چنگیز خان نے جو قلعہ آسیر کی بہت تعریف سنی تھی نظام شاہ سے نقد رخصت
حاصل کرکے اس قلعہ کی سیر کے واسطے دو ہزار سوار خاصہ کہ اکثر اُن مین غریب تھے لیکر روانہ ہوا محمد شاہ نے واقف
ہوکر اپنے امرا کو کہ سات آٹھ ہزار سوار ہمراہ رکھتے تھے حکم کیا کہ اچانک جاکر چنگیز خان کو گھیر کر ہلاک کرو اس واسطے
لشکر خاندیس نے مسلح اور مکمل ہوکر حملہ کیا چنگیز خان دشمن کی کثرت خیال مین نہ لایا نشان مدافعہ بلند کیا بعد جنگ شدید
مخالفون کو شکست دی اور مردمی سے ایک جماعت اعیان اُس ولایت کو دستگیر کیا اور نظام شاہ اُس کے
بعد برہان پور سے وہان گیا اور صحرا کو زیر خیمہ و خرگاہ کھینچکر النگ اور مورچے امرا پر تقسیم کیے تاراجیون نے مملکت
خاندیس مین اکثر آبادی کا پیچھوڑا محمد شاہ نے بعد گفتگوے دراز ذلیل وقال لیا ٭ چھ لاکھ مظفری بنام شاہ اور
چار لاکھ چنگیز خان کو برسم نعل بہا دیکر الیسا کیا کہ وہان سے برار کی طرف متوجہ ہوے اور شاہ میرزا اصفہانی
قطب شاہ کا حاجب کہ مبارکباد فتح کے واسطے آیا تھا یہ سمجھا کہ رایات نظام شاہی بیدر کی طرف حرکت کرینگے
چنگیز خان کو بزر خطیر طامع کرکے بولا کہ قطب شاہ مجھسے متوقع ہے کہ اگر تو ولایت بیدر کی تسخیر سے دست کش ہووے
تو اسی وقت دو لاکھ ہون تسلیم کرتا ہون کہ اپنے سپاہیون کے صرف مین لا چنگیز خان نے کہا کہ خزانہ نظام شاہ کا میرے

کے دیکھنے کا نظام شاہ پر غالب ہوا اور طول سفر سے دلگیر ہو کر ارادۂ مراجعت کیا اتفاقاً اُن دنوں میں نظام شاہ
نے ایک طفل امرد پر کہ جس کا نام صاحب خاں تھا حالت فریفتگی پیدا کی تھی وہ بھی راغب اور مائل احمدنگر تھا
ترک محاصرہ اور احمدنگر کی روانگی کے بارہ میں بجد اور مصر ہوا قریب تھا کہ تین برس کی مشقت کو ضائع کرکے
نظام شاہ کو لیجا دے اس درمیان میں ایک تاجر افغان نام نے کہ ہندوستان کی طرف سے چند گھوڑے اور
اشیائے نفیسہ لاہور لایا تھا چنگیز خاں سے یہ بات کہی کہ میں یہ اسباب اور گھوڑے تفال خاں کے واسطے لایا ہوں
اگر آپ رخصت فرما دیں قلعہ کے اندر لیجا کر فروخت کردوں یہ امر مروت سے بعید ہوگا چنگیز خان نے کہا کہ میں تجھے
ایک شرط پر اجازت دیتا ہوں کہ بعد مراجعت درون قلعہ سے نوکری نظام شاہ کی قبول کرکے ترک تجارت کرے
کس واسطے کہ آثار عقل و کیاست و علامت شجاعت و شہامت تیرے چہرہ سے ہویدا ہیں اور ایسا شخص شائستہ
سزاوار اس کے ہے کہ ملازم شاہ ہووے وہ طمع خام میں پڑ کر بولا اگر یہ امر میسر آوے زہے سعادت چنگیز خاں نے
موقع وقت پا کر کہا رقم سرداری تیری ناصیہ حال پر ثبت کی گئی لازم کہ نظام شاہ کی دولتخواہی میں تقصیر نہ کرے
تاجر نے قبول کیا اور جس دن کہ وہ اندر قلعہ کے جانے لگا ایک اپنے معتمد کو لباس تجارت پہنا کر زر خطیر اس کے ہمراہ
کیا اور یہ فہمایش کی کہ یہ روپیہ اپنے متاع میں رکھ کر اسے بھی ہمراہ اپنے لیجانا اور عمدہ محافظان قلعہ کو نظام شاہ
سے موافق کرکے یہ روپیہ انہیں دینا اور سمجھانا کہ تم ترک مخالفت کرکے نظام شاہ کے پاس جاؤ کہ وہ تمہیں مال دنیا
سے غنی اور زیادہ کر دیگا چنانچہ اس شخص نے اُس کی فہمایش پر عمل کرکے اکثر آدمیوں کو موافق کیا اور وہ رات کے
وقت جس حیلہ سے کہ بن پڑا قلعہ سے برآمد ہو کر چنگیز خاں کے پاس پہونچے اور قلعہ کی پاسبانی کے واسطے کوئی قلعہ
کے اندر نہ رہا اسد خاں اور رومی خاں بخاطر جمع توپ ہائے کلان قلعہ کے قریب لے گئے اور گولوں کی ضرب سے
ایک دیوار مع برج اڑائی اور جو اس قلعہ میں آدمی نہ رہے تھے کہ اس رخنہ کو سد کرتے آخر کو ایک جماعت لشکریان
ساتھ چنگیز خان شہور سنہ ۹۸۲ نو سو بیاسی ہجری میں داخل قلعہ ہوئی اور دار و گیر کی آواز بلند کی تفال خان مع جماعت
محصوران قلعہ کا دروازہ کھولکر مفرور ہوا اور چنگیز خان نے سید حسن استرآبادی کو کہ اسکے سلک ملازمین میں
منسلک تھا مع جماعت غریبان اُس کے تعاقب کے واسطے نامزد کیا اور خود بادشاہ کے ہمراہ رکاب قلعہ میں گیا اور
نقود اور جواہر اور امتعہ نفیسہ سب قبضہ اقتدار میں لاکر فاتح ملک برار تاریخ فتح کہی بعد اسکے نظام شاہ نے
برہان عماد الملک کو کہ قلعہ پرنالہ میں تفال خان نے گرفتار کیا تھا مع تفال خاں اور اسکے فرزندان اور
جمیع وارثان مملکت برار کو مقید کرکے ایک قلعہ میں محبوس کیا اور تھوڑے عرصہ میں وہ سب اجل طبیعی یا اور
طرح سے عالم فانی سے جہان باقی کی طرف راہی ہوئے اور اُن کا نام ونشان مثل حرف غلط صفحہ جہان سے باقی نہ رہا مِن بعد
مرتضیٰ نظام شاہ بحری نے مملکت برار کو اپنے سرداروں پر تقسیم کرکے احمدنگر کی طرف نہضت فرمائی خواجہ میرک دبیر
المخاطب بہ چنگیز خان نے کہا کہ علی عادل شاہ سے یوں مقرر ہوا تھا کہ مملکت برار اور احمدآباد بیدر دونوں حضرت
کے متعلق رہیں جو علی عادل شاہ قلعہ بنکاپور کی تسخیر میں مشغول ہے فرصت پاکر احمدآباد بیدر کو بھی مفتوح کیا چاہئے

منزل پر جاکر زر رہن دیکر فک کرونگا سید نے کہا یہ امر بھی مجھے منظور نہین ہے قیمت ان کی فیصل کر کے میرے حوالہ کر
کہ پھر تو مجھے دوبارہ نہ دیکھیگا اور نہ مین تجھے دیکھونگا چنگیز خان نے ناچار ہوکر مبصرون کو بلاکر قیمت کر کے معاملہ فیصل
کیا لیکن اس وقت تفال خان فرصت پاکر جنگل سے برآمد ہوا اور چونکہ اُسے کہین پناہ نہ ملتی تھی آسیر اور برہان پور کی طرف
بھاگا **مثنوی** بود روشن این نکتہ چون آفتاب ٭ کہ از روے خورچون برافتد نقاب ٭ سہارا نباشد مجال ظہور ٭
گریزان شود ہمچو ظلمت ز نور ٭ پھر نظام شاہ نے سرحد مین خاندیس کے مقام کیا اور میران محمد شاہ حاکم اُس
ولایت کو تحریر کیا کہ تفال خان ہمارے عساکر نصرت مآثر کے روبرو سے بھاگ کر اُس طرف آیا ہے اُسے اپنی
ولایت مین پناہ نہ دیوین اور اپنی مملکت سے نکال دیوین واہ کیا دانائی اور دور اندیشی اُس جناب کی تھی ورنہ
یقین تھا کہ جس وقت لشکر فیروزی اثر بقصد تعاقب دشمن اُس دیار مین گذر کرتا مضمون علیہا سافلہا ظہور مین
پہونچتا میران محمد شاہ نے وہ نوشتہ بجنسہ تفال خان کے پاس بھیجا اور وہ مضمون اُسکا سمجھکر دوسرے راستہ
سے ولایت برار مین در آیا اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کو عریضہ لکھا کہ دو لکھ اٹھ ایک لشکریون آنحضرت
سے ہر ایک نون حکام دکن مذہب کی موافقت سے اتفاق کر کے چاہتے ہین کہ یہ مملکت بندہ کے تصرف سے
برآوردہ کرین لہذا بندہ نے برضا و رغبت ولایت برار کو بندگان درگاہ کے پیشکش کی امراے سرحد کو مامور
فرمایئے کہ اس حدود مین آنکر قابض ہووین تو مخلص سر سے قدم کر کے درگاہ عرش اشتباہ مین حاضر ہو اور
اس جماعت کے شر بیجا سے مصئون اور محفوظ ہووے ابھی جواب عریضہ کا نہ پہونچا تھا کہ تفال خان اور شمشیر الملک
نے عاجز اور بتنگ آن کر چاہا کہ تحصن اختیار کرین تفال خان قلعہ برنالہ مین جو کوہ رفیع پر واقع تھا قلعہ بند ہوا
اور شمشیر الملک نے قلعہ کاویل مین پناہ لی اور مرتضے نظام شاہ تسخیر مملکت کے واسطے زیادہ تر آمادہ اور مستعد ہوا
اور قلعہ برنالہ مین خیمہ اور سراپردہ برپا کیے اور امرا و لشکری نے اُس کو احاطہ کر کے النگ اور مورچے آگے
بڑھا کر قدم اُس کوہ فلک نظیر کے دامن مین رکھا اور عریضہ تفال خان کا جبکہ گجرات مین اکبر بادشاہ کے پاس پہونچا
ایک مردم درگاہ کو نظام شاہ کے پاس بھیجکر یہ پیغام کیا کہ تفال خان بندگان درگاہ سے ہے اور ولایت برار تعلق ہمارے
ملازمان بہادرون سے رکھتی ہے لازم کہ تسخیر اُس ولایت اور محاصرہ برنالہ سے دست کش ہوکر تفال کا متعرض احوال
نہووے مرتضے نظام شاہ چنگیز خان کی ہدایت کے سبب ایلچی کے ساتھ باعزاز پیش آیا اور اُسے رخصت انصراف فرمائی ایلچی
آگرہ مین پہونچکر شاہ کی پابوسی سے مشرف ہوا اور نظام شاہ کی سرکشی معروض کی چونکہ اسوقت معاملہ بنگالہ کا درمیان
مین تھا بادشاہ دہلی نے اس طرف التفات نفرمائی نظام شاہ باطمینان تمام قلعہ کے لینے مین زیادہ تر ساعی ہوا اور تفال خان
نے بھی مدافعہ مین تقصیر نہ کرتا تھا اور لندن خان جو بادشاہ گجرات کے غلامان چرکس سے تھا اور سکندر رومی خان بیٹا حبشی رومی خان
کا یہ دونون گولہ اندازی اور فن آتشبازی مین وقوف تمام رکھتے تھے باتفاق ہرچند کوشش کی کہ دیوار قلعہ کی توڑین
یہ امر اثر پذیر نہوتا تھا اس درمیان مین احمد نگر سے تولد شاہزادہ حسین کی بشارت پہونچی اور چنگیز خان نے فیض
کامل اُس کی تاریخ کہی اور شاہ کے حکم کے موافق لوازم جشن اور سامان شادی مین مشغول ہوا اور اشتیاق فرزند

کشیدہ شمشیر کین از میان ٭ چنگیز خان معرکہ میں جو درمیان جنگ ہوا اور دریا نسو جوان یکدل اور یکجہت تمام لشکر
سے انتخاب کئے تھے اور اس مدت میں ساتھ اُن کے مصاحبانہ سلوک کرتا تھا اور اس ملاطفت کے حال
سے ہمیشہ ماحضر رہتا تھا اور اپنے حسن سلوک سے اپنا نام فدوی خان مشہور کیا تھا مع ان دلیروں کے تفال خان کے
قلب فوج پر تاخت لایا اور اپنے دست زبردست سے تفال خان کے علمدار رہا نیچو جنیو کا مار کر خاک ہلاکت پر
ڈالا اور جوانوں نے بھی کوشش مردانہ کر کے سپاہ دشمن کو بنات النعش کی طرح متفرق اور پریشان کیا اور تفال خان
اور شمشیر الملک پھر تاب مقاومت اپنے میں نہ دیکھکر مصرع شکستہ سلاح و گسستہ کمر ٭ پیش و پس نہ بیچا ملکر
ایلچپور کی طرف بھاگے اور دو سو ستر ہاتھی کلاں کہ عمدہ فیلان برار سے تھے چنگیز خان کے ہاتھ آئے اور
مظفر و منصور نظام شاہ کی طرف مراجعت کی اور اس فتح کے سبب ملتفت زیادہ ہوا اور پایہ اُس کی قدر و منزلت
کا برتر ہوا اور پھر اُس نے پہلے رعایا کو عنایات بادشاہ امیدوار کر کے استمالت نامجات رعایا کے واسطے مملکت
برار کے اطراف و جوانب میں بھیجے اور سب نے اظہار اطاعت کیا اور جمیع زمیندار و مقدم اور قانونگو
اس ولایت کے دربار میں حاضر ہوئے سب کو خلعت ہائے شاہی سے سرفراز کیا پھر نظام شاہ بخاطر جمع مقام
فتح سے روانہ ہوا اور تفال خان اور شمشیر الملک نے پھر دوبارہ حوصلہ صف جنگ کا نہ کیا جنگل میں بھاگ کر
پناہ لی اور مرتضی نظام شاہ نے اُن کا تعاقب کر کے جا بجا متفرق و پریشان کیا اور قدم اُن کا ایک
مقام پر جمنے نہ دیا یہاں تک کہ بعد چھ مہینے کے تفال خان اور اس کا بیٹا دونوں ایسے جنگل میں کہ راہ گریز ممکن
نہ تھی در آئے مرتضی نظام شاہ بھی اُس حدود میں پہونچا قریب تھا کہ دشمن کو مع جمیع ساز و سامان و اثاثہ دولت
دستیاب کرے کہ ناگاہ میر موسے مازندرانی کہ سید مجہول تھا نظام شاہ کے سر راہ آیا اور یہ کہا کہ تجھے دوازدہ
امام علیہم السلام کی قسم ہے یہاں سے قدم آگے نہ بڑھا جب تک دوازدہ امام کی محبت میں مجھے بارہ ہزار ہون
نذر نہ دے نظام شاہ نے جس دم نام دوازدہ امام سنا اسپ کو کہ جس پر سوار تھا کھینچ باگ کر ایستادہ کیا اور
سید کا اصل و نسب پوچھا دیکھا کہ محب اہلبیت ہے آدمی بھیجکر چنگیز خان اور امین الملک نیشاپوری کو کہ مقدمۃ لشکر
تھے طلب کیا اور کہا کہ بارہ ہزار ہون اس سید کے تفویض کرو چنگیز خان نے عرض کی کہ خزانہ پیچھے ہے مکان پر
پہونچکر دوں گا صلاح یہ ہے کہ زیادہ اس سے توقف نہ فرماویں کہ اسی وقت تفال خان اور شمشیر الملک مع عیال و اسباب
گرفتار ہونگے نظام شاہ نے فرمایا اگر تفال خان مملکت برار سے سو حصہ زیادہ میرے سپرد کرے تجھے دوازدہ امام
کی دہائی اور قسم ہے تجاوز نکروں گا چنگیز خان نے پھر سید سے یہ بات کہی تو شفقت بسیار یہ نوبت ہو چکی کہ قسم
کھا گیا ہے اور معاملہ ختم ہوا چاہتا ہے خدا کے واسطے تو بادشاہ سے یہ بات کہہ کہ یہ مبلغ مجھے وصول ہوئے
انشاء اللہ تعالی لے لامکان پر پہونچکر یہ روپیہ بلا قصور ادا کروں گا سید نے جواب دیا کہ کیسے ہو سکے بعد
دامن مقصود ہاتھ آیا ہے باوجود دیوانگی کے خوب جانتا ہوں کہ نقد کو نسیہ پر نہ بیچنا چاہئے چنگیز خان نے یہ تحمل تمام
گھوڑے بادشاہی اور ارکان دولت کے کہ قیمتی تھے فراہم کر کے سید سے کہا کہ یہ گھوڑے بطور رہن اپنے پاس رکھئے

کی اور خیل وحشم کی ترتیب و آراستگی مین کوشش فرمائی اور وہ نقصان کہ قلعہ ریکندہ کی جنگ مین واقع ہوا تھا اصلاح مین آیا تین ہزار غریب ترکش بند نوکر رکھکر نظام شاہ ولایت برار کی تسخیر کے واسطے ۹۰۸ نو سو آٹھ ہجری مین روانہ ہوا ملا حیدر کاشی کو کہ مشاہیر درگاہ سے تھا اور علم وفضیلت مین آراستگی رکھتا تھا از راہ حمیت تفال خان کے پاس برار بھیجکر لکھا کہ دریا عماد الملک ہمارا برادر طریقت تھا بعد اس کے فوت کے برہان عماد الملک کہ اسکا بڑا بیٹا ہی وہ وارث ملک ہی جب وہ طفل اور صغیر تھا تجھپر واجب تھا کہ متکفل ومتصدی سرانجام ملک ہوکر اُسکی پرورش کرے اب وہ بفضل خدا سے سن رشد اور تمیز کو پہونچا اُسکو مکان مین قید رکھنا اور خود صاحب اختیار ہونا معنی نہین رکھتا ہی چاہئے کہ بر فور صدور حکم نامہ ہذا اُس کے حکم سے تجاوز نکرے اور مہمات مالی اور ملکی برہان عماد الملک سے رجوع کرکے آپ کو محض بیدخل کرے اور جو نہین تو منتظر رہ کہ جو کچھ تجھے پہونچنا چاہیے پہونچیگا اور یہ ابیات بھی اُس مین مندرج فرمائین **ابیات** گردن بنہ اطاعت شہ را د سر مکش ✤ کار بزرگ را نتوان داشت مختصر ✤ سیمرغ وار چون نتوان کرد قصد قاف ✤ چون صعوہ خرد باش دزو ریز بال و پر ✤ بیرون کن از دماغ خیال محال را ✤ تا در سرت نرود صد ہزار سر ✤ تفال خان یہ نامہ پڑھکر بحر اضطراب مین پڑا اور اپنے بڑے بیٹے شمشیر الملک سے کہ وہ رستم کو اپنا غاشیہ کش جانتا تھا مشورہ کیا اور اُسنے یہ جواب دیا کہ یہ حرف وصوت ہی نظام شاہ حوصلہ اور داعیہ اِس ممالک کی تسخیر کا رکھتا ہی ان باتون سے اس کا مآل یہ ہی کہ رعیت اور لشکر کو ہم سے منحرف اور برتاب کرے اور ہم بھی لشکر اور خزانہ اور استعداد مین اُس سے کم نہین ہین لازم ہی کہ پانون رکاب شجاعت مین ڈالکر جواب نامہ ایلچی بعہدۂ شمشیر آبدار رجوع فرمادین تفال خان کہ سپاہ نکبت وادبار نے اُسے چارون طرف سے گھیر لیا تھا اپنے بیٹے کے کہنے سے راہ صواب سے دور ہوکر حرف صلح اور سخن ملایم زبان پہ نہ لایا ملا حیدر کو رخصت انصراف دی اور نظام شاہ نے پاتری کے اطراف مین یہ بات سماعت کرکے ایلچپور کی طرف کوچ فرمایا اور اُدھر سے شمشیر الملک مقدمۃ لشکر مدبر ہوکر مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا اور نظام شاہ کے طلیعہ کو غافل کرکے منہزم کیا چنگیز خان نے اور سردارون کو اُسکے تدارک کے واسطے نامزد فرمایا شمشیر الملک نے باپ سے کمک طلب کی اور تفال خان مع جمیع سپاہ شمشیر الملک کی امداد کو آپہونچا اور اُدھر چنگیز خان اُس کے آنے سے واقف ہوا خداوند خان اور جمشید خان اور بحری خان اور رستم خان اور جندا خان کو امرائے حبش کی مدد کے واسطے بھیجا اور پھر ساتھ اُنکے اکتفا نکرکے از راہ احتیاط اور دور اندیشی خود بھی بادشاہ سے رخصت حاصل کرکے مع فوج خاصہ اور تین ہزار غریب ترکش بند بادشاہی اُس لشکر کی کمک کے واسطے بسرعت برق و باد روانہ ہوا جس وقت مقابلہ صفوف کا طرفین سے ہوا چنگیز خان نے وہان پہونچکر شیر گرسنہ کی طرح مخالف پر حملہ کیا اور حرب شدید اور جنگ عظیم واقع ہوئی اور آتش کارزار اس طرح سے افروختہ ہوئی کہ اُس کے خوف و آسیب سے ہلال فلک الافلاک سپر بھاگا اور آفتاب سپر زرین چہرہ پہ کھینچکر اس حال کے مشاہدہ کے گریان ہوا — **مثنوی** دو لشکر نگویم دو دریائے خون ✤ پہ بسیاری از ریگ جیحون فزون ✤ زہر سو دلیران وزور آوران ✤

بھاندہ کر خواجہ میرک کے لشکر کی طرف پھینکا اور رات کو سد و سلاسل توڑ کر بلندی قلعہ سے رسی اور کمند کے سہارے خواجہ
میرک کے مورچہ کی طرف اُترے اور اُسکے مورچہ میں پہونچکر اس بہج سے فرنگیوں کی قید سے نجات پائی اور حقیقت حال
نظام شاہ کے سمع مبارک میں پہونچی انھیں خلوت میں لاکر حقیقت حال مردم درون کی قوت و ضعف سے استفسار
فرمایا اُن دونوں نے بے ملاحظہ جو کچھ نفس الامر تھا اُس تفصیل سے عرض کیا کہ تمام فرنگی قلعہ میں بفراغت تمام ہیں
اور اُن کے شوق و ذوق اور خوشدلی سے ہرگز معلوم نہیں ہوتا کہ یہ زندان محاصرہ میں گرفتار ہیں کسواسطے کہ اسباب
معیشت کی انھیں کچھ پروا نہیں ہر شب اطراف قلعہ سے امرائے حبشی اور دکنی صندوق ہائے پر زر بھیجکر غلہ اور روغن اور
مرغ اور گوسفند اور جس چیز کی انھیں خواہش ہوتی ہے پہونچاتے ہیں اور در جنگ زرگری کر کے مردم سلطانی کو قتل
کرواتے ہیں سوائے خواجہ میرک دبیر کے سب امرا اُن سے ہمزبان ہیں نظام شاہ نے حال مخالف اور
موافق کا دریافت کر کے خواجہ میرک دبیر کو زیادہ تر معزز اور مکرم کیا اور شاہ جمال الدین حسین سے رنجیدہ ہو کر بہت
بے لطف ہوا شاہ جمال الدین حسین اس امر سے واقف ہو کر وکالت سے دست کش ہوا اور مرتضی نظام شاہ کی
بلا اجازت احمد نگر کی طرف گیا اور آنحضرت نے ترک محاصرہ کے بارہ میں خواجہ میرک سے صلاح کی اُسنے معروض
کیا کہ جو کچھ حضرت دام ظلہ فرماتے ہیں نہایت بہتر ہے لیکن وقت مقتضی اسکا ہے کہ ترک محاصرہ کر کے خود بدولت و اقبال
احمد نگر کی طرف تشریف فرما ہوویں اور وہاں نزول اجلال فرما کر جو کچھ ارادہ مرکوز خاطر ہو ظہور میں پہنچاویں مرتضی نظام شاہ
نے اسکے کہنے پر عمل کیا اور قلعہ ریکندہ کا ترک محاصرہ کر کے کوچ کیا اور جب احمد نگر میں پہونچا فرہاد خاں اور خلیل خاں
حبشی کو کہ اُس سے بزرگتر کوئی امیر نہ تھا مقید اور محبوس کیا اور شاہ جمال الدین حسین کو مع اُسکی زوجہ کے بیجاپور کی طرف نکال دیا
اور منصب وکالت پر خواجہ میرک کو منصوب کر کے چنگیز خان خطاب دیا اور سربلندی بخشی اور خداوند خان کہ ماں اُسکی حبشی اور
باپ اسکا مشہدی تھا اور نہایت بلند بالا اور قوی ہیکل اور شجاع تھا چنگیز خاں کی تحریک سے اُسے سلک امرائے کبار میں منتظم
کیا اور اسی طرح جمشید خان شیرازی وغیرہ کی دستگیری کر کے منصب امارت پر پہونچایا اور چنگیز خان کہ نہایت عقیل اور فہیم تھا
عہدہ منصب وکالت سے جیسا کہ چاہیئے نیکنام ہوا اور شہر احمد نگر کو عدل و احسان کی آبادانی سے رشک بوستان ارم
کیا فرد محتاج بود ملک بہ پیرایۂ چنین ۞ آخر مراد ملک روا کرد روزگار + اور علی عادل شاہ نے چنگیز خان کا رتبہ
ملاحظہ کر کے یہ ارادہ کیا کہ ابراہیم قطب شاہ سے ملاقات کر کے اُسے ساتھ اپنے موافق کرے چنگیز خان
اُس کے مشورہ پر مطلع ہوا اور قبل اس سے کہ وہ ملاقات قطب شاہ سے کرے نظام شاہ کے ہمراہ رکاب عادل شاہ
کی ولایت کی طرف متوجہ ہوا اور حسن تدبیر سے ملاقات قطب شاہ کا مانع ہوا اور مقدمات اُس کے برہم کئے اور
عادل شاہ اور نظام شاہ کو آپس میں سرحد پر ملاقات کرائی اور یہ مقرر ہوا کہ علی عادل شاہ ممالک کرناٹک پر
بمقدار اسکے کہ محصول میں مملکت برار اور بیدر کے برابر ہو متصرف ہووے اور مرتضی نظام شاہ ولایت برار اور بیدر
کو قبضہ اقتدار تفال خان اور علی برید سے برآوردہ کر کے اُس پر قابض ہو اور قطب شاہ بحال اپنے ہو کر کچھ نسبت
سروکار نہ رکھے پھر دونوں بادشاہوں نے ایک دوسرے کو رخصت کر کے اپنے دار الملک کی طرف معاودت

چلکر روضہ رضوان مین داخل ہوتے تھے اور ہر ایک طرف لشکر مین آواز نوحہ وزاری بلند تھی تکفین وتجہیز سے
فرصت نہوتی تھی کس واسطے کہ امراسو تدبیر اور کمال جہل سے شرائط قلعہ کشائی مین نہ مشغول ہوتے تھے
اور خاکریز اور نقب اور دمدمہ کی طرف متوجہ نہوتے تھے اور سب باہمت اس امر پر مصروف کرتے تھے کہ زینہ
لگاکر قلعہ کی دیوار پر چڑھین اور مردم درونی کو زیر کرکے قلعہ مسخر کرین اور اس سبب سے کہ نصاری استعمال
آتشباری مین مہارت تمام رکھتے تھے یہ امر صورت پذیر نہوتا تھا اور قلعہ پر سے اس قدر گولہ سیل وبم کے
برساتے تھے کہ ہر مرتبہ کتنے مسلمانون کو جل بھنکر جنت نصیب ہوتی تھی اور شور نوحہ مسلمانون سے برپا ہوتا تھا
آخرش یہ مقرر ہوا کہ دروازے دخول وخروج متحصنون پر بند کرکے اسباب معیشت سے انھین محروم کرین اس امر
کے باعث تمام عیسائی بحر اضطراب مین پڑکر چاہتے تھے کہ قلعہ خالی کرکے اور بنادر کی طرف مفرور ہووین لیکن
بعضے مردم فرنگ مانع آئے اور یہ فہمائش کی کہ جو کچھ مال سلطان کہ سوداگران درون قلعہ کے پاس ہے ہم محافظت
قلعہ مین صرف کرین جب یہ امر فائدہ نہ بخشیگا اُس وقت راہ فرار مسدود نہوگی دوسرے بندر مین اپنے آپ کو
پہونچادینگے چنانچہ امراے نظام شاہی خصوص اخلاص خان اور فرہاد خان حبشی نے مبالغ خطیر نقد وجنس
رشوت لیکر اور شراب پرتگالی سے مست ہوہو کر سائر ما یحتاج رات کے وقت بھیجکر ابواب خصوصیت مفتوح
کرکے ایسا کیا کہ ہر شب ہر ایک امیر آذوقہ اور تمام اجناس فرنگیون کو پہونچانے لگے اور ہر روز دفع الزام اور
مظنہ کے واسطے زینہ چوبی دیوار قلعہ پر لگاکر لشکر کی آراستگی اور جنگ کا حکم کرتے تھے اور نصاری آتشباری کے
استعمال مین مشغول ہوکر بہت مجاہدون کو ضائع کرکے مسلمانون سے فریاد نوحہ بلند کرواتے تھے اور فرنگی باطمینان تمام
لشکر اسلام کے مدافعہ مین قدم استوار کرکے داد مردی اور مردانگی دیتے تھے اور قلعہ کسی صورت سے فتح نہوتا تھا اور شاہ
جمال الدین حسین بمقتضاے جوانی مہمات ملکی ومالی مین نہ مصروف ہوتا تھا عیش وعشرت مین مشغول رہتا تھا اور خواجہ
میرک دبیر کو اپنا وکیل کرکے ایک لحظہ کی عشرت کو سلطنت دکن سے بہتر اور افضل جانتا تھا مرتضے نظام شاہ
طول ایام محاصرہ اور محنت سفر سے بہ تنگ آکر کبھی کبھی شاہ جمال الدین حسین کی بے پروائی سے رنجیدہ ہوکر
خواجہ میرک سے شکایت کرتا تھا اس درمیان مین کشتی مسلمانون کی بندر جرون سے بندر چیول کی طرف آتی تھی
فرنگی سدراہ ہوکر غالب آئے اور مسلمانون کو قید کرکے اُن کے مال واسباب پر متصرف ہوئے اور اُن مسلمانون مین دو
جوان غریب حبشی تھے ایک رستم خان اور دوسرا شمشیر خان جو انکے چہرہ اور اوضاع سے اطوار سپاہگری واضح اور لائح تھے
فرنگی انھین برج وبارہ پر بھیجکر مسلمانون سے لڑنے کا حکم دیتے تھے آخر وہ ناچار ہوکر گاہ گاہ تیر وتفنگ لشکر اسلام
کی طرف پھینکتے تھے اور آخر کو وہ اپنے اس اطوار ناپسندیدہ سے رنجیدہ ہوے جو امراے نظام شاہی ساتھ فرنگیون
کے متفق تھے یہانتک کہ ایک دن فرنگیون کا افسر اپنی مجلس مین مذکور کرتا تھا کہ جمیع امراے نظام شاہی ہم سے
متفق ہین لیکن خواجہ میرک دبیر کسی طور ہم سے موافق نہوا اور ہمیشہ درپے مجادلہ اور پرخاش ہے رستم خان و شمشیر خان نے
یہ بات سنکر آپس مین یہ تجویز کی کہ کسی طرح قلعہ سے کود کر مسلمانون سے جا ملین اور اپنا ارادہ ایک پرچہ پر تحریر کرکے تیر مین

خیمہ و خرگاہ اسی مقام میں چھوڑ کر عنان عزیمت گلکنڈہ کی طرف معطوف کی مردم نظام شاہ نے اسکے اردو
کو تاراج کر کے اُس کا تعاقب کیا اور اس قدر ظلم اور تاراج و غارت میں اصرار کرتے تھے کہ قطب شاہ کا بڑا
بیٹا شاہ عبد القادر کہ شہزادہ شجاع اور قابل تھا اور خط نستعلیق خوب لکھتا تھا اپنے باپ کی خدمت میں
عرض گذار ہوا کہ مردم نظام شاہ نہایت شوخی اور خیرہ سری کرتے ہیں اور ہمارے تعاقب سے دست کش
نہیں ہوتے اگر حکم عالی اس فرزند کمینہ کے نام صادر ہو تو فوج قلیل سے کمین گاہ میں ایستادہ ہوں اور دشمن کے
تعاقب کے وقت اسکے عقب آن کر دست برد گردوں یہ امر مقرون بصواب ہوگا بشرطیکہ آنحضرت متعرض احوال
ہوں قطب شاہ کہ اس وقت جلو ریز جاتا تھا کچھ جواب نہ دیا جب گلکنڈہ پہونچا اُسکے چہرہ سے آثار تہور و
شجاعت دیکھکر متوہم ہوا اسے ایک قلعہ میں محبوس کیا اور بعد چند روز کے اُس شاہ بیمروت نے اس جرم پر کہ
حقیقت میں عین دولتخواہی تھی شربت موت اُسے پلا کر پیوند زمین کیا اور شاہ ابو الحسن رسالت اور دولتخواہی
جیسی کہ چاہیے بجا لایا اور وکالت کر کے علی عادل شاہ اور مرتضیٰ نظام شاہ کے ساتھ یکجہتی اور یگانگی کے بارہ میں
عہد و شرط بوقوع میں پہونچایا اس وقت نظام شاہ نے سالماً و غانماً احمد نگر کی طرف مراجعت فرمائی اور چاہتا
کہ ملا عنایت اللہ سے نہایت ڈرتا تھا اور اسے اس امر کا خیال تھا کہ ایسا ہو نظام شاہ اُسے پھر زندان سے
برآورد کر کے منصب پیشوائی سے سرفراز کرے اس واسطے اُس نے ہنگام فرصت مقدمات دہشت آمیز نظام شاہ کے
ذہن نشین کیے اور پروانہ اسکے قتل کا حاصل کر کے اس بیچارہ کو قلعہ سے برآوردہ کر کے بدرجہ شہادت پہونچایا لیکن
یہ بحث علاوہ قباحت تاراج اردوے قطب شاہی ہو کر اعلیٰ ادنیٰ اس سے مشتہر ہوے مقابل اس حال کے
قطب شاہ نے جب یہ باتیں سنیں مرتضیٰ نظام شاہ کو لکھا کہ ہمیں اس برادر کامگار سے یہ توقع نہ تھی کہ مفسدوں
کے کہنے سے دوستوں کے قتل کی طمع کریں لیکن وہ کیا مال ہے جو ہم نے آپ کے پیشکش کیا کس واسطے کہ یہ دو متاع
ہے کہ ہمارے شہر اور جنگل میں بکثرت ہے اور با وصف میسر آنے مردم بزرگ اور اصیل اور کار آگاہ کے جو آپکے
دولتخانہ میں بہت ہیں اُستاد نوری جراح کے بیٹے کو وکیل سلطنت کرنا بہت بعید معلوم ہوتا ہے نظام شاہ نے
اس ملاحظہ سے کہ مبادا قطب شاہ عادل شاہ کو موافق کر کے دعوی نیلوں کا کرے اس واسطے جانجانان کو
معزول کر کے شاہ جمال الدین حسین کو خلعت و منصب وکالت سے سرفراز کیا اور جو اُس عرصہ میں فرنگی قلعہ ریکنڈہ
کے استحکام اور متانت کے سبب مغرور ہو کر قدم اپنے اندازہ سے بڑھا کر ارباب اسلام کو نظر حقارت سے
دیکھتے تھے اور ایذا رسانی کے درپے ہو کر اہانت بہت کرتے تھے مرتضیٰ نظام شاہ نے شاہ جمال الدین حسین
اور شاہ احمد مرتضیٰ اعیان اور دوسرے سادات انجو کے مشورہ سے کہ مدار مہمات سلطنت کا اُن پر تھا سنہ
میں قلعہ ریکنڈہ کی طرف جو سرحد چیول کے جوار میں واقع ہے نہضت فرمائی اور طی مسافت کر کے محاصرہ میں مشغول
ہوا اور عیسائیوں نے بھی نشان مدافعہ اور مجادلہ بلند کیا اور قریب دو سال وقت بے وقت اہالی کفر و اسلام
میں جنگ قایم رہی اکثر اوقات مسلمان بہت ضرب توپ و تفنگ اور گولہاے بم اور بیل سے شہید ہوتے

کرکے برج قلعہ پر آویزاں کیا نظام شاہ یہ احوال مشاہدہ کرکے شکر الٰہی بجا لایا **مثنوی** سلاطین کہ کشور کشائی کنند + بتوفیق حق بادشاہی کنند + چو تائید یابند از لطف حق + شود حال ایشان بدیگر نسق + نباشد چو دیگر کسان کارشان + بود بوالعجب جملہ کردار شان + چو سازند اعلام ہمت بلند + بہ بندند خلقے بخم کمند + اگر فلک تسخیر کشور کنند + بیک حملہ خلقے مسخر کنند + منقول ہی بعد از واقعہ کشور خان عین الملک اور نور خان کہ امرائے بزرگ عادل شاہی سے تھے مع دس بارہ ہزار سوار نظام شاہ کی ولایت تاراج کرنے کو احمد نگر کی طرف روانہ ہوئے امرائے نظام شاہی شل فرہاد خان اور اخلاص خان پانچ چھ ہزار سوار ے کر بہ سپہ سالاری خواجہ میرک دبیر اُن کی طرف متوجہ ہوئے جب قریب ہوپنچے خواجہ میرک امراکو آگے بھیجکر خود کمین گاہ مین بیٹھا جس وقت فریقین کا سامنا ہوا صفوف جنگ آراستہ کین عین گرمی معرکہ مین چالیس ہاتھی بادشاہی مع علم ہائے سبز اور چار سو سوار خاصہ خیل کہ ہمراہ رکھتا تھا معرکہ کی طرف روانہ ہوا اور یہ مشہور کیا کہ نظام شاہ آپہونچا عین الملک اور نور خان پہونچنا مرتضے نظام شاہ کا یقین کرکے وادی ہزیمت کی طرف متوجہ ہوئے خواجہ میرک نے تعاقب کرکے عین الملک اور نور خان کو زندہ دستگیر کرکے منظفر و منصور دارالسلطنت کی حوالی مین نظام شاہ کی ملازمت مین پہونچا اور قطب شاہ نے اُن روزون نظام شاہ سے ملحق ہوکر اظہار یکجہتی کی تھی دونون بادشاہ متفق ہوکر بعزم تسخیر بیجا پور ولایت عادل شاہ مین داخل ہوئے شاہ ابوالحسن نے کہ عادل شاہ کا پیر جملہ تھا سید مرتضے سبزواری کو نظام شاہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اخلاص اور اعتقاد اس دولت خواہ کا موروثی ہی شہادت و گواہ کا محتاج نہین اگر حکم ہووے یہ مخلص بو فور خیر اندیشی شرف لبساط بوسی سے مشرف ہوکر جو صلاح دولت ہو معروض کرے ذرہ پروری سے عجیب و غریب ہوگا نظام شاہ نے جواب دیا کہ شاہ ابوالحسن ہمارا پیر زادہ ہی اگر یہان تشریف لاوے ہم اُسکی صلاح سے تجاوز نہ کرین گے ابوالحسن امیدوار رحمت ہوکر موضع واکدری مین خانخانان کے ذریعہ نظام شاہ کی شرف ملازمت سے مشرف ہوا اور تحف و ہدایائے نفیسہ گذرانا نکر عرض پیرا ہوا کہ حسین نظام شاہ جانتا تھا کہ دوستی اور آشنائی عادل شاہی موجب راحت و آرام ہی اور فوائد کلی اُس مین شامل ہین لہذا نسبتین درمیان مین لاکر رام راج سے بادشاہ کو بادشاہی سے خارج کیا اگر بسبب مردمان کوتہ اندیش غبار نزاع چندروز سے مرتفع ہوا تھا الحمد للہ کہ حضرت کی آب شمشیر سے زائل ہوا اب ابراہیم قطب شاہ کی موافقت ظاہری پر اعتماد کرنا اور عادل شاہ کی نسبت مقام خشونت مین ہونا حزم اور دور اندیشی سے بعید معلوم ہوتا ہی اگرچہ بحسب ظاہر تم سے موافق ہی لیکن پوشیدہ زبان دوسرون سے رکھتا ہی پھر وہ کتابت نفاق آمیز کہ اُن دنون مین قطب شاہ نے عادل شاہ کو لکھی تھی اور شاہ ابوالحسن اُسے ہمراہ رکھتا تھا نظام شاہ کے ملاحظہ مین لاکر اپنے دعوے پر شاہد عادل گذرانا اور خانخانان نے اُس کی تصدیق کلام کی اور سخنان وحشت آمیز سے اس بادشاہ کی آتش قہر کو اس طرح روشن کیا کہ اُسی دربار مین نظام شاہ نے امرا اور افسران سپاہ کو قطب شاہ کے گوشمال اور تادیب کے لیے نامزد فرمایا قطب شاہ اپنی سلامتی فرار مین معلوم کرکے فوراً سوار ہوا اور

عین الملک اور تاج خان کے تعاقب میں روانہ فرمائی اور وہ عین الملک کو گجرات کی سرحد سے لائے اور تاج خان
طے مسافت میں استعجال کر کے ابراہیم قطب شاہ کی ولایت کی سرحد میں پہونچا اور جو لوگ کہ اُسکے تعاقب میں
گئے تھے واپس آئے منقول ہے کہ مرتضے نظام شاہ وہاں کا لوسے احمد نگر کی طرف آیا اور ایک جماعت عربیوں
سے کہ حضرت خیرنہ ہمایوں سُنکر بتعجیل اُس کی ملازمت کے واسطے آئی تھی بہ منصب لائق سرفراز ہوئی اور اُسی عرصہ
میں رایات نصرت آیات کو قلعہ دارور کی طرف کشور خاں کے استیصال کے لیے متحرک کیا اور ایلچی ابراہیم
قطب شاہ کے پاس بھیجکر کمک طلب کی اور قطب شاہ کے پہونچنے سے پیشتر کشور خاں مارا گیا قلعہ دارور مفتوح
ہوا اور چونکہ اس قلعہ کی فتح عجائب اور غرائب سے خالی نہ تھی لہذا اب اُسکی شرح میں مشغول ہوتا ہوں وہ یہ ہے
کہ جب مرتضے نظام شاہ قلعہ دارور کی ایک منزل پر پہونچا اور ایک دریا کے کنارہ پر نزول فرمایا خود بدولت [illegible]
مع شاہ احمد اور مرتضے خاں اور بھی مقربوں کے لیے ہاتھ سے کھانا پکانے میں مشغول ہوا اس درمیان میں ایک مخبر
کشور خاں کے پاس سے آیا اور ایک کاغذ سر بمہر لاکر نظام شاہ کے ملاحظہ میں گذرانا جب اُسکا لفافہ کھولکر پڑھا
شاہ اُسکی عبارت بے ادبانہ پڑھکر آشفتہ ہوا اور اسی وقت گھوڑے پر سوار ہو کر یوں کہا کہ میں جبتک قلعہ کو فتح
نہ کرونگا اس گھوڑے سے نہ اُترونگا اور جب قلعہ کے قریب پہونچا دروازہ کی طرف متوجہ ہوا یہ حال دیکھکر تمامی ملک
اور تمام مقربوں نے عرض کی کہ طریق قلعہ کشائی کا یہ نہیں کہ گرد راہ اور صعوبت سفر بغیر دفع کئے ہوئے ایسے قلعہ محکم
کو سواری اسپ مفتوح کریں نظام شاہ کہ فتح قلعہ میں مجد اور مصر ہوا تھا اُن کی التماس پر پروانہ کی اور یہ فرمایا کہ اگر
قادر ذوالجلال کی توفیق اور تائید سے قریب دروازہ جاکر ابھی تیغ و تبر سے شکستہ کرکے داخل ہوتا ہوں اگر میری اجل
نہیں کسی طور کا مجھے آسیب اور صدمہ نہ پہونچیگا اور جو پیمانۂ عمر آب فنا سے لبریز ہو چکا ہے اس بلا سے کنارہ کرنا
فائدہ نہ بخشیگا اور [illegible] سمجھے کہ اس نے عزیمت ملوکانہ کو کام فرمایا ہے یہ کسی طرح سے فسخ عزیمت نہ کریگا پھر التماس
سلاح پوشی کی نظام شاہ نے اس امر سے بھی انکار کیا اور آخر کو جب کہا کہ سلاح پہننا سنت سرور کائنات و مفخر موجودات
ہے لاچار جوشن زیب تن کر کے تیر و کمان ہاتھ میں لیکر روانہ ہوا اور اُدھر سے یعنی برج قلعہ سے آگ برسنے لگی ہر دفعہ
دو تین ہزار توپ اور تفنگ اور بان سر کرتے تھے گھوڑے اور ہاتھی اور آدمی کثرت سے ضائع ہوئے گویا ہول
قیامت نمود میں آئی اور باوصف اس خلل اور آفت کے نظام شاہ نے باگ نہ موڑی گھوڑا سرپٹ پھینکتا ہوا
اس مقام میں پہونچا کہ اُس سے دیوار قلعہ تک پچاس گز کا فاصلہ رہا اُس وقت بہادران نظام شاہی تیر اندازی
میں مشغول ہوئے اور جنگ عظیم واقع ہوئی اور آدمی بہت کام آئے باوصف اسکے دو تین گولیاں بندوق کی
نظام شاہ کے اسلحہ پر پہونچیں کسی طرح کا گزند نہ پہونچا خیر گذری اور کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ اُسے مراجعت کے بارہ
میں فہمائش کرتا ناگاہ جوش و خروش محصورون کا برطرف ہوا اور توپ و تفنگ موقوف ہوئی لوگ اس واقعہ کے متحیر
ہوے ایک جماعت کھڑکی توڑ کر قلعہ میں داخل ہوئی دیکھا کہ ایک تیر کشور خان کے لگا وہ اُس کے صدمہ سے جانبر
نہوا لاش اُسکی خاک پر اُفتادہ ہے اور قلعہ میں کوئی نہیں میدان صاف ہے جاتے ہی اُس کا سر تن سے جدا

دیکھکر اُسکی موافقت اور اتحاد باطنی ملا عنایت اللہ سے سمجھی ملا عنایت اللہ کو قلعہ جوند مین محبوس کیا اور
پھر چند عرصہ کے بعد لشکر جمع کرکے اور سامان جنگ درست کرکے سنہ ۹۸۶ نوسو ستاسی ہجری مین کشور خان کے
بقصد دفع فساد ہمراہ اپنے فرزند مرتضے نظام شاہ احمد نگر سے نہضت فرمائی جب دامن کانون مین پہونچی ملا حسین
تبریزی اور شاہ احمد اور مرتضے خان نے کہ مصاحبان مرتضی نظام شاہ سے تھے دلیری کرکے پھر نظام شاہ کو اُسکی
والدہ کی گرفتاری اور اُس کے دفع تسلط مین تحریص اور ترغیب کی نظام شاہ کہ اپنی مان کے غلبہ سے نہایت
آزردہ تھا اس مرتبہ اُس کے علاج اور فکر مین ہمہ تن مصروف ہوا اور رات کو اپنی والدہ سے کہا اگر اجازت
ہو صبح کو شکار کے واسطے جاؤن اُس نے رخصت دی نظام شاہ نے اُس شب کو فرہاد خان اور اخلاص خان
اور حبشی خان کو خبر دی کہ مین کل اپنی والدہ کی رضا کے موافق شکار کو جاؤنگا لازم کہ تم اور اکثر امرا میرے ہمراہ رکاب
رہو دوسرے دن کہ صبح دولت چمکی وہ شہریار سراپردہ سے برآمد ہوکر صحرا کی طرف روانہ ہوا سوا تلج خان اور
عین الملک اور اعتبار خان کے تمام اُمرا اُس کی رکاب ظفر انتساب مین روانہ ہوئے خونزہ ہمایون کہ عورت
عاقلہ تھی از روئے ہراس اُس ہجوم کو مناسب اور خوب نہ دیکھا وہ بھی سیر کے بہانہ اپنے اعوان و انصار سے سوار
ہوئی لیکن چونکہ ادبار آیا تھا وقت موعود سے پیشتر مراجعت کی اور آدمی اپنے اپنے خیمون مین گئے کوئی اُسکے دربار
مین حاضر نہ رہا نظام شاہ اس امر سے خبردار ہوا اول حبشی خان کو کہ مرد درشت اور بڈھا تھا اپنی والدہ کی گرفتاری
کے واسطے مامور کیا اور اُسکے پیچھے فرہاد خان اور اخلاص خان کو روانہ کیا اور بعد اسکے خود مع مردم خاصہ خیل
اور مصاحبین اور بعضے امراے دیگر متوجہ ہوا حبشی خان جب سراپردہ کے قریب پہونچا خونزہ ہمایون نے واقف
ہوکر برقع پہنا اور ترکش اور شمشیر اور خنجر قریب کمر کرکے گھوڑے پر سوار ہوئی اور حبشی خان گھوڑے پر سوار
ہوکر اُسکے مقابل گیا اور کہا کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ بطریق عورات پردہ نشین محلسراے مین تشریف رکھیے اور مہمات
مالی اور ملکی مین دخل نہ دیجیے خونزہ ہمایون غضبناک ہوکر بولی ای غلام تیری یہ مجال ہے کہ ہماری نسبت ایسی بات
کہے حبشی خان نے چاہا کہ اُسکا بازو پکڑکر گھوڑے سے اُتارے خونزہ ہمایون نے جرأت کو کام فرمایا اور خنجر
میان سے برآورده کرکے حملہ آور ہوئی اور چاہا کہ خنجر بران سے اُسکی رگ زندگانی کاٹے حبشی خان نے
بچابک دستی اُسکا ہاتھ پکڑکر ایسا اُمیٹھا کہ خنجر اُسکے ہاتھ سے گر پڑا اور عین الملک و تلج خان اپنی بہن کی ہمائی
مین نہ مشغول ہوئے راہ فرار نائی حبشی خان نے بدقت تمام خونزہ ہمایون کو پالکی مین بٹھاکر مرتضے نظام شاہ کے
پاس پہونچایا نظام شاہ نے اُنسے حوالات مین لیا اور پھر بارگاہ سلطنت مین پہونچا ہر ایک امرا سے بلطف و رحمت
پیش آیا ملا حسین تبریزی کو کہ اُس روز فدویانہ پیش آیا تھا خطاب خانخانان دیکر منصب پیشوائی سے اختصاص بخشا
اور کمال الدین حسین ولد قاسم بیگ مرحوم کو جو گجرات کے راستہ سے پلٹ آیا تھا باسم پدر موسوم کیا اور اُسکے اعزاز
و اکرام مین کوشش کی اور مرتضی خان کو جملہ امرا سے کیا کہ اُس زمانہ مین شاہ احمد کہتے تھے بخطاب مذکور
سرافراز کرکے اعتبار خان خواجہ سرا کی جاگیر اور گھوڑا اور ہاتھی اور مال و اسباب اسے سپرد فرمایا اور ایک جماعت

اور شاہ احمد اور مرتضےٰ خاں پیادوں کے درمیان ہو کر قلعہ سے اپنے مکان پر آئے اور سید مرتضیٰ سبزواری اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی اور بعض غریب جو نظام شاہ کے سلک ملازمت میں انتظام رکھتے تھے اور انھیں اس امر میں شریک جانتے تھے سوار ہو کر باتفاق قلعہ سے نکل گئے حسین نظام شاہ نے ایک جماعت کو قاسم خاں کی گرفتاری کے واسطے مامور کیا اور وہ باتفاق سید مرتضےٰ سبزواری اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی اور غریبوں کے ہمراہ بیجاپور کی طرف بھاگا اور فرہاد خاں مع امرا تمام شب میدان کالاچبوترہ میں مع افواج سراپا مقیم رہا ادھر اپنے اہل عیال کی طرف بھیجکر حکم دیا کہ مع مال اپنے گجرات کی طرف روانہ ہوویں حسین نظام شاہ نے ایک معتمد اپنا اسکے پاس بھیجکر حکم دیا کہ تم تو اس امر میں شریک نہ تھے تمھاری وحشت اور دہشت کا سبب کیا ہے تم باطمینان تمام اپنے مکان میں جاکر اپنے حال میں مصروف رہو یہ لوگ جانتے تھے کہ بی بی وقت کو منقضی دیکھکر دیدہ و دانستہ چشم پوشی کرتی ہے ان باتوں سے فریب نہ کھایا پھر دوسری مرتبہ بی بی نے مصلحت ہو کر قاسم بیگ حکیم کو کہ فرہاد خاں کا صاحب تھا اسکے پاس بھیجا اور وہ جاکر حق رسالت بجالایا وہ بولے کہ تمام آدمی جانتے ہیں کہ ہم تم اس مشورہ میں داخل تھے اور بی بی اس امر کو بخوبی جانتی ہے غرض اُس کی یہ ہے کہ ہمیں غافل کر کے انتقام لیوے بہتر یہ ہے کہ تو اپنی سلامتی ہماری رفاقت میں دیکھکر اس ملک سے جلاوطن ہو کہ یہاں کا رہنا مصلحت و مناسب نہیں قاسم بیگ حکیم نے انکا کہنا اور کیا اور اپنے فرزند کمال الدین حسین کو ہمراہ لیکر اور صندوق جواہر کہ اُس کی عمر بھر کا ماحصل تھا چھپا کر شاہ رفیع الدین ولد شاہ محمد طاہر کو امانتاً سپرد کیا پھر فرہاد خاں باتفاق اُن لوگوں کے رات کو گجرات کی طرف روانہ ہوئے حسین نظام شاہ نے چند امرا کو اُن کے تعاقب کے واسطے نامزد کیا اخلاص خاں اور حبشی خاں نے احمد نگر کی طرف مراجعت کی اور قاسم بیگ اور فرہاد خاں کہ زیادہ تر خوف و رہم اُن کے دلوں پر غالب ہوا تھا تعجیل تمام گجرات کی سرحد پر پہنچے اور وہاں پر تعاقب کرنے والے اُن پر ہجوم لائے کمال الدین حسین ولد قاسم بیگ کو جو سترہ برس کا تھا اسیر و دستگیر کیا اور جو قدم ملک بیگانہ میں رکھ سکتے تھے احمد نگر کی طرف پلٹ آئے اور بی بی نے سب آدمیوں کی طرف سے دلجمعی کر کے کمال الدین حسین کو قلعہ دوریہ میں بھیجا اور پھر بعد تھوڑے عرصہ کے مقام لطف و عنایت میں ہو کر اسے قید سے نجات دی اور بدستور سابق جاگیر اور عزت و قرب میں اختصاص بخشا اور اپنے اعوان و انصار کی تقویت میں زیادہ تر کوشش کر کے شاہ احمد اور مرتضےٰ خاں کو امان نامہ جسے دکنی قول نامہ کہتے ہیں بھیجکر بیجاپور سے طلب کیا اور قولنامہ قاسم بیگ اور فرہاد خاں کے واسطے بھی ارسال فرمایا فرہاد خاں نے مراجعت کی اور قاسم بیگ نے احمد آباد گجرات میں توقف کیا اور آدمی شاہ رفیع الدین حسین کے پاس احمد نگر میں بھیجکر صندوق جواہر کا طلب کیا شاہ رفیع الدین نے اسی طرح سے صندوق سر بمہر اس شخص کے سپرد کیا اور اسے جب قاسم بیگ کے پاس پہونچا سب شئے بجا پائی جو مشاہدہ کی مگر کیسہ ملکہ جو اقسام جواہر نفیسہ سے مملو تھا نظر نہ آیا قاسم بیگ سراسیمہ ہو کر نعرہ زن ہوا اور کہا افسوس کیسہ کہاں نہیں ہے پھر اسی وقت بیمار ہوا اور چند روز کے بعد انتقال کیا حسین نظام شاہ کشور جہاں کا ظلم و تسلط حد و اندازہ سے متجاوز

مرتضےٰ نظام شاہ بحری اور علی عادل شاہ نے اتفاق کرکے بقصد انتظام تفال خان کہ یورش بیجانگر مین اس نے رفاقت نہ کی تھی ولایت برار کی طرف نہضت فرمائی اور ایلچپور تک اس سرزمین کو کشت و زراعت کی صلاحیت سے معدوم کرکے آتش قتل و غارت اس طرف کے باشندون کے مکانون مین روشن کی اور شرط انتقام جیسا کہ چاہئے ظہور مین لائے اور جب موسم برسات پہونچا تفال خان نے علی عادل شاہ کو ازراہ عجز و انکسار اور بذل نقود اور ارسال تحف و نفائس اپنے سے راضی کیا اور آنحضرت نے موسم برسات کے پہونچنے کا بہانہ کرکے باتفاق نظام شاہ اپنے دار الملک کی طرف معاودت فرمائی اور سنہ ۹۷۵ نوسو پچہتر ہجری مین علی عادل شاہ عازم تسخیر بعضے ولایات نظام شاہ ہوا اول قلعہ کندانہ کو کہ بیس کوس قصبہ جاکنہ سے ہے وہان کے لشکر کو موافق کرکے اس پر متصرف ہوا اس وقت کشور خان کو مع لشکر عظیم سرحد کی طرف نامزد فرمایا خونزہ ہمایون اس امر سے مطلع ہوئی اور بعضے افسران دکنی کو اسکے مدافعہ کے واسطے مقرر کیا اور انھون نے قصبہ کج مین پہونچکر کشور خان سے شکست کھائی اور بحال پریشان احمد نگر کی طرف روانہ ہوئے اور کشور خان رعایا کو دلاسا اور تسلی کرکے ممالک سرحد کے محصول خریف و ربیع پر کہ قریب بیس لاکھ ہون کے ہوتا تھا متصرف ہوا اور جائے فتح مین ایک قلعہ نہایت سنگین تعمیر کرکے نہایت غلبہ بہم پہونچایا اور چونکہ خونزہ ہمایون نے نصف ولایت نظام شاہ اپنے بھائیون اور عزیزون کو جاگیر دی تھی اور یہ لوگ سپاہ کے احوال پر نظر التفات مبذول نکرتے تھے اس سبب سے کشور خان کا تسلط دفع نہوتا تھا لہذا شاہ جمال الدین حسین انجو اور قاسم بیگ حکیم اور شاہ احمد اور مرتضیٰ خان بھتیجا شاہ جمال الدین حسین انجو کہ مصاحبان مرتضےٰ نظام شاہ سے تھے دولتخانہ کے اطوار اور اوضاع مشاہدہ کرکے رنجیدہ ہوئے اور مرتضےٰ نظام شاہ سے خلوت مین خونزہ ہمایون کی شکایت کی جواب دیا کہ دولتخانہ کی تمام خلائق والدہ کی طرف ہے مین اسکا تسلط کیونکر دفع کرسکتا ہون یہ عرض پیرا ہوئے اگر حکم ہووے فرہاد خان اور اخلاص خان اور حبشی خان کو کہ امرائے کبار حبشی ہین ساتھ اپنے موافق اور یکجہت کرکے اسکے تسلط کا علاج کرین نظام شاہ نے یہ امر قبول فرمایا اور ان لوگون نے امرائے مذکور کو اپنا شریک کیا اور سلام کے بہانہ قلعہ مین لاکر عرض مین پہونچایا کہ فلان فلان شخص حاضر ہوئے ہین اگر ارشاد ہووے ہم ایک جماعت عورات اور خواجہ سراؤن کو حرم کے اندر بھیجکر خونزہ ہمایون کو مقید کرین نظام شاہ اس امر پر راضی ہوا جو شاہ جمال الدین حسین اور شاہ احمد اور مرتضیٰ خان نے مجلس سے سرانجام کار کے واسطے برخاست کی بحسب اتفاق خونزہ ہمایون نے کسی کام کے واسطے نظام شاہ کو حرم سرا مین طلب کیا نظام شاہ کو گمان ہوا کہ میری والدہ اس راز سے مطلع ہوکر چاہتی ہے کہ مجھے سلطنت سے معزول کرے اس سبب سے جب والدہ ماجدہ کی خدمت بابرکت سے مشرف ہوا اپنی نجات کے واسطے بولا کہ امان جان فلان فلان اتفاق کرکے آپکے دشمنون کو قید کیا چاہتے ہین خونزہ ہمایون جب اس امر پر مطلع ہوئی اور غنچہ سربستہ حریفون کا شگفتہ ہوا دیوانخانہ مین آن کر شام کے وقت پس پردہ بیٹھی شاہ جمال الدین حسین کو گرفتار کرکے مقید کیا اور فرہاد خان اور اخلاص خان اور حبشی خان اسکی گرفتاری سے آگاہی پاکر مع جمعیت اپنی اسی وقت قلعہ سے باہر نکل گئے

شاہ منصور اور دو بیٹی آقا بی بی زوجہ عبدالوہاب بن سید عبدالعظیم اور بی بی جمالی زوجہ ابراہیم قطب شاہ

ذکر ابو المظفر مرتضی نظام شاہ بن حسین نظام شاہ بحری المشہور بدیوانہ کی سلطنت و جہانداری کا

جب حضرت قادر ذوالجلال نے تخت احمد نگر کو ابو المظفر مرتضی نظام شاہ بن حسین نظام شاہ کے وجود باجود سے مزین کیا اور دائرہ مملکت اس سلسلہ کا وسیع تر ہوا اور رواج مذہب اثنا عشریہ کمال کو پہونچا اور سادات اور محبان اہلبیت زیادہ تر معزز اور مکرم ہوئے اور بہت موضع اور قصبہ علما اور سادات اور مستحقین کو وقف ہوئے تب بعد فتح سوار کے بسبب خبط دماغ یا عالی ہمتی کے قریب سولہ برس گوشہ نشین رہا اور مہمات بادشاہی ارکان دولت سے رجوع کر کے ایک یا دو خدمتگار کے سوا اپنے پاس کسی کو آنے نہ دیتا تھا اور جب کبھی کوئی ایسا کام عمدہ پیش آتا تھا اعیان حضرت عرضیہ بذریعہ خادم بھیجتے تھے اور آنحضرت ایک جواب بکمال معقولیت تحریر کر کے باہر ارسال فرماتے تھے اور کسی کتاب میں یہ نظر آیا کہ بادشاہ کو سولہ برس تک کوئی نہ دیکھے اور خلل و زلل اسکی سلطنت میں راہ نہ پاوے حقیر فقیر محمد قاسم فرشتہ عہد سعادت مہد میں اس شاہ جم جاہ کے سن رشد اور تمیز سے تمیز ہو کر سلک ملازمان میں منتظم ہوا تھا اور جو وہ شہریار عالم جوانی میں تاج جہانداری زیب فرق کر کے امور مالی اور ملکی میں مشغول ہوا تھا اسکی والدہ خونزہ ہمایون نے تخمیناً چھ برس مہمات بادشاہی کو انجام دیا اور اپنے بھائی عین الملک اور تاج خان اور اعتبار خان خواجہ سرا کو اپنے امرائے کبار سے کیا اور اپنی تقویت میں اس طرح کوشش کی کہ باوجود اس کے مرتضی اور ملا عنایت اللہ کو پیشوا کر کے ہر روز پس پردہ بیٹھتی تھی اور قاسم بیگ حکیم کی صلاح سے امور ملکی اور مالی کو انجام دیتی تھی مرتضی نظام شاہ مع ایک جماعت غریب اور حبشی لہو و لعب میں مشغول ہو کر مہمات سلطنت میں ہرگز دخل نہیں کرتا تھا اور خونزہ ہمایون بیٹی میاں کیجوبیں جو پوتی جہان شاہ قراقوینلو بادشاہ آذربائجان کی تھی اور اس عرصہ میں عادل شاہ نے میدان صاف اور زمانہ اپنے موافق دیکھ کر بلدہ ادونی اور بیجانگر کی تسخیر کے واسطے فوج کشی کی اور یہ داعیہ کیا کہ تمراج ولد رام راج کو زیر و کشت کر کے ملک مذکور کی بادشاہی کو دار الملک کرناٹک سے اس کے نام کرے ادونی کندی اور بیجانگر کو مع مضافات اپنے تحت فرمان لاوے اس سبب سے تمراج وکری حاکم ملکنڈہ نے مضطر ہو کر مرتضی نظام شاہ اور خونزہ ہمایون کو عرض داشت درخواست کمک کی روانی خونزہ ہمایون مع مرتضی نظام شاہ ملا عنایت اللہ کی صلاح سے بیجانگر کی طرف متوجہ ہوئی علی عادل شاہ نے لاچار ہو کر ہاتھ دامن ممالک کرناٹک سے کوتاہ کیا اسکے بعد جب لشکر نظام شاہی بیجاپور کے اطراف میں پہونچا اور چند روز عرصہ گذرا علی عادل شاہ یہ خبر سنکر بلور تاخت ادونی کندی سے بیجاپور آیا اور عازم قتال ہوا لیکن مرزبان خیر اندیش نے جانبین سے صلح کے بارہ میں کوشش کی اور آپس میں کہنے لگے کہ دو بادشاہ ہم مذہب کو آپس میں منازعت کرنی مروت سے بعید ہے شرط انصاف یہی ہے کہ مصالحہ کر کے بساط نزاع اور کدورت کو لپیٹیں غرضکہ جب منازعت درمیان سے دفع ہوئی خونزہ ہمایون نے احمد نگر کی طرف مراجعت کی اور دوسرے برس

بڑھایا اور سنگاسن کی طرف ہاتھی کو اشارہ کیا کہ سنگاسن خرطوم سے اُٹھا کر اپنے پشت پر لاوے ایک خواص رام راج کا جو وہان حاضر تھا اُس نے یہ تصور کیا کہ فیلبان نے شاید رام راج کو پہچانا اس واسطے اس کے قتل کا اشارہ کیا ہو وہ ازروے دولت خواہی آگے بڑھ کر رونے لگا فیلبان کو یقین ہوا کہ اُس مین رام راج ہو اسے دولت غیر مترقب جانکر خرطوم فیل سے پشت فیل پر کھینچا اور سنگاسن کی طرف ملتفت ہوا اور بہ مشقت تمام رومی خان کے پاس لے گیا اور رومی خان نے بہ تعجیل اسکو نظام شاہ کے پاس پہونچایا اور نظام شاہ نے اُسے پہچانکر فوراً اسکا سر تن سے جدا کیا اور تاج سنان کر کے اُسے ہاتھی پر مرتفع کیا اور یہ حکم دیا کہ افواج دشمن کے سامنے لیجاوین جب کفار بیجانگر کو اپنے سردار کا قتل متحقق ہوا پاے ثبات اُنکا جگہ سے ہٹا گیا فرار قرار پر اختیار کی اور رام راج کے بھائیون نے بھی عادل شاہ اور قطب شاہ کے مقابلہ سے کنارہ کر کے اپنے بھائی کی مدد کے واسطے دوڑے اس درمیان مین خبر اُسکے قتل ہونے کی سُنی تو انھون نے بھی مثل اورون کے راہ فرار پائی اور سلاطین اسلام نے انی کندی تک کہ دس کوس بیجانگر سے ہو پیچھا کیا اور بروایت صحیح اس معرکہ مین اول سے آخر تک لاکھ آدمی کفار کی طرف کے قتل ہوے اور نقد و جنس اسقدر خاص و عام کو ... ہوا کہ قلم دو زبان اس کی شرح و بیان سے عاجز اور قاصر ہو اور سلاطین نے فیل کے سوا کسی چیز کی طمع نہ کی جو چیز جس کے ہاتھ آئی اُسے ارزانی فرمائی اور حسین نظام شاہ نے پوست سر رام راج کاہ سے پر کر کے یہ بیت پڑھی **بیت** چو بیشہ تہی گرد و از نرہ شیر ✢ شغالان در آیند آنجا دلیر ✢ اور یہ بیت ایک پرچہ کاغذ پر لکھکر مع سر اکفر بصحابت ایلچی تغال خان براری کے پاس بھیجا کس واسطے کہ خان مذکور اُس عرصہ مین رام راج کی تحریک کے سبب فرصت دیکھکر احمد نگر کے اطراف تک مزاحمت پہونچاتا تھا القصہ سلاطین اسلام نے انی کندی سے بیجانگر مین جاکر اس شہر کو ایسا خراب کیا کہ اس وقت تک کہ ۱۰۲۰ھ ہجری ایک ہزار بیس ہو آبادی کی علامت اس مقام مین محسوس اور مشاہدہ نہین ہوتی ہو اور تنگناڈری جو چارہ نہین رکھتا تھا لاچار ہو کر جو قلعے اور پرگنے کہ رام راج نے زبردستی لیے تھے مسلمانون کو واپس دیے اور جس صورت سے کہ ممکن ہوا صلح کی اور سلاطین باتفاق عازم مراجعت ہو کر ہر ایک اپنے مقر دولت کی طرف روانہ ہوئے لیکن احمد نظام شاہ جب احمد نگر مین پہونچا بعد گیارہ روز کے افراط شراب اور مباشرت کی کثرت سے اس جہان فانی سے وداع ہو کر سراے باقی کی طرف خرامان ہوا **مثنوی** درین دیر فانی کہ آرام دید ✢ کہ بود آنکہ جاوید از و کام دید ✢ کسے رخت ازین خانہ بیرون نبرد ✢ کہ تیرے بلائے ز گردون نخورد ✢ چگویم ز گردون نا پاک باز ✢ کہ با پاکبازان کند ترکتاز ✢ فغان از سپہر شرارت اثر ✢ کز و عالمے گشت زیر و زبر ✢ مدت سلطنت اُسکی بحساب تاریخ وفات اُسکے باپ کے اُسکی تاریخ وفات تک گیارہ سال ہوتی ہو اور یہ مصرعہ اُسکی تاریخ فوت کا مادہ ہو **مصرعہ** آفتاب دکن بشد پنہان ✢ اور حسین نظام شاہ جب جوار رحمت ایزدی مین واصل ہوا اُس سے چار بیٹے اور چار بیٹیان کہ چار بی بیون سے پیدا ہوئے تھے باقی رہے بی بی خونزہ ہمایون سے دو بیٹے مرتضے اور برہان اور دو بیٹیان ایک چاند بی بی زوجہ علی عادل شاہ اور دوسری بی بی خدیجہ جمال الدین انجو کی منکوحہ تھی اور سریت سے دو بیٹے شاہ قاسم اور

رموز کے لیے افواج کے آگے علی الترتیب نصب کیں اور اسی طور پر دو سو ارابہ توپ ہائے کلاں کی فوج کے آگے داہنے
اور بائیں قائم کیں اور پیچھے اسکے دو سو ارابہ ضرب زن کہ عبارت توپ ہائے میانہ سے ہے پہیے پر چڑھائیں اسکے بعد
دو سو ارابہ زنبورک جسے شتر نال بھی کہتے ہیں بقاعدہ و اسلوب نصب کیں اور چلبی رومی خان کہ فن آتشبازی اور
گولہ اندازی میں بے نظیر تھا انکی سرکاری میں مشغول ہوا اور سب کو گولہ اور باروت بھر کر تیار کیا اس درمیان
میں ہزار ہا بے شمار لشکر نظام شاہی کہ قراول ہوئے تھے افواج رام راج کو آہستہ آہستہ بقاعدہ سپاہگری توپچیان
کے روبرو لائے اور رومی خان نے توپ ہائے کلاں جن کا نام کفر توڑ بالکل متا اور کھیا ادھر تی دھمک اور کرہ
زمین تھا سر کرنا شروع کیا اور جب وہ خالی ہوگئیں تو دوسری آلات آتشبازی کہ جن کا مذکور سابق میں ہوا استعمال
میں لایا اور ایک جماعت کثیر سوار و پیادہ رام راج سے مقتول ہوئی وہ کافر اول مسلمانوں کے قتال کو حملہ میں
لاکر اس وقت تک سنگاسن پر سوار تھا اس مسلمانوں کے دو بدو قتل ہوکر سنگاسن سے اترا اور شامیانہ زربفتی اور
اطلس سرخ کے ایستادہ کرکے چوکی مرصع پر چار زانو بیٹھا اور دو طرفہ ہوں اور پرتاب کے دو پہاڑ طلا کے ڈھیر لگائے
اور زر دامن دامن اور سپر سپر لشکر پر قسمت کیا اور ارباب اسلام کی جنگ میں ترغیبات کرکے وعدہ کرتا تھا
کہ جو شخص مظفر میرے پاس آئے دے تم سکو بدک مرصع اور اضافہ جاگیر سے سرافراز کروں گا پھر اسکے میمنہ اور میسرہ اور
مقدمہ نے بہیئت مجموعی افواج اسلام پر حملہ کرکے بیچ لیا لشکر نظام شاہی کو کہ مراد عادل شاہ اور قطب شاہ
کے معروف سے بے بس کیا اور خلایق کو گمان ہوا کہ غلبہ کافروں کی طرف سے ہوا اس درمیان میں حسین نظام شاہ
نے ایک جماعت کو سلاطین اسلام کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ توفیق سبحانی لہرا امداد و ائمہ معصومین علیہم السلام
اسی وقت مظفر اور منصور ہوں گے کوشش اور سعی میں تقصیر کرو اور کاردان کار آگاہ چلبی رومی خان نے جلدی
اور مردانگی کرکے دوبارہ توپ ہائے کلاں اور متوسط میں بجائے گولہ کے گراب اور تھیلی پیسوں کی بھر کر رام راج
کے لشکر پر سر کین کہ دفعتہً تاریخ چھ ہزار آدمی اور چند ہاتھی اور گھوڑے کالعدم نادی کی طرح اڑ کر بے جان
ہوئے اس وقت نظام شاہ مع افواج ہمراہی ارابوں کے پیچھے سے برآمد ہوا اور باتفاق کشور خان لاری
کے کہ سات آٹھ ہزار سوار عادل شاہی کے ساتھ بسرعت برق و باد اسکے پاس پہونچا تھا اعدا پر حملہ آور ہوا
مثنوی مرد ریخت خوں از دم تیغہا + چو انطار امطار از میغہا + سنان یلان شعلہ افروز شد + چو برق بہاری جہان
سوز شد + اس وقت کہ طرفین اپنے کام میں مشغول تھے ایک ہاتھی مست فیلان نظام شاہی سے جس کا نام غلام علی
تھا اور رومی خان کے حوالہ تھا رام راج کے ایک ہاتھی پر حملہ کرکے اسے بھگایا اور اس کا تعاقب کرکے
رام راج کے شامیانوں کی طرف متلاشی ہوا اور رام راج فیلوں کے صدمہ کے خوف سے کرسی سے اٹھا اور چونکہ
ضعیف ہوا تھا اور قوت سواری نہ رکھتا تھا یا یہ کہ قلم تقدیر نے فنا اور زوال اسکے چہرہ حال پر کھینچا تھا بہ آہستگی
تمکنت اور غرور سے گھوڑے پر سوار ہو اسنگاسن میں جا بیٹھا اور کہاروں نے اس کو اٹھایا تھا کہ حسب اتفاق
ہاتھی وہاں آ پہونچے کہار سنگاسن زمین پر ڈالکر بھاگے اور فیلبانان نظام شاہی نے سنگاسن کے طمع سے ہاتھی کو

زنجیر مین مسلسل کر کے احمدنگر کی طرف روانہ ہوا حسین نظام شاہ نے از سرنو بارہ ہزار گون غلہ مہیا کر کے اسمرتبہ خود ہمراہ ہو کر بعلت برق وبا وغلہ لشکر شولاپور کو پہونچا کر پلٹ آیا اور اسکی آمد ورفت مین بارہ دن سے زیادہ عرصہ نہ لگا اسوقت ایک جماعت طرفین سے اصلاح کے درپے ہوئی اور یہ مقرر کیا کہ طرفین کے اسیرون کو سرحد مین لا کر دفعۃً واحدۃً چھوڑین پھر مرتضی خان اور شاہ تقی کو سرحد پر لے گئے جب دور سے ایک نے دوسرے کو دیکھا اسطرف سے شاہ تقی اور اسطرف سے مرتضی خان کو چھوڑ دیا ایک بیجاپور کی طرف دوسرا احمدنگر کی سمت آیا اور بعد اس واقعات کے حسین نظام شاہ نے فرش لڑائی اور خودرائی کا لپیٹا اور مہمات ملکی اور مالی ملازمان صاحب رائے سے رجوع فرمائے اور وقائع عادل شاہیہ مین مرقوم ہے کہ دولتخواہون کے مساعی جمیلہ سے درمیان سلاطین ثلاثہ کے عداوت بصداقت مبدل ہوئی چاند بی بی بنت حسین نظام شاہ کو علی عادل شاہ کے عقد مین منعقد کیا اور قلعہ شولاپور کہ جو باب النزاع اور فساد تھا اسکے جہیز مین دیا اور ہدیہ سلطان بنت ابراہیم عادل شاہ کو مرتضی نظام شاہ ولد حسین نظام کے حبالہ نکاح مین لائے اُن دونون بادشاہ شیعہ مذہب نے نقارہ یکجہتی اور دوستی کا بجایا اور ۹۷۲ھ نوسو بہتر ہجری مین ساتھ اس کیفیت کے کہ داستان علی عادل شاہ مین بیان ہوئی سلاطین دکن سوائے برہان عماد الملک کے سب رام راج کے قتال اور استیصال مین کہ جو عرصہ دکن مین نغمہ انا ولا غیری کا گاتا تھا یکدل اور یکجہت ہوئے اسکے بعد نظام شاہ اور عادل شاہ اور قطب شاہ اور علی برید نے سامان جنگ درست کر کے آب کشنہ سے عبور کیا اور ندی ہیکری کے کنارے کہ کشنہ سے چھ کوس پر ہے مقام فرمایا رام راج مع ستر ہزار سوار اور نو لاکھ پیادہ جنگی کے کہ جنمین اکثر گولہ انداز اور تیر انداز تھے بیجانگر سے انکی طرف متوجہ ہوا مسلمان اسکے حشمت اور شوکت سے متوہم ہو کر آپس مین اس بات پر راضی ہوئے کہ صلح کرین اگر رام راج وہ سب واپس دے جو اسنے ولایات عادل شاہ اور قطب شاہ سے لیا ہے اور عہد کرے کہ من بعد مزاحمت اور تعرض نہ پہونچاویگا لیکن وہ کافر ان بادشاہون کو جز وضعیف جانکر جملہ موجودات سے ہیچ شمار کرتا تھا اور بدین نظر حرب مین بھی جلدی کی تنگنا دری کو مع پچیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادہ اور پانسو ہاتھی عادل شاہ کے مقابل مقرر کیا اور ایلتمراج کو بیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادہ اور پانسو فیل سے قطب شاہ اور علی برید کے مواجہہ مین معین کیا اور خود مع ستیس ہزار سوار خاصہ اور دو ہزار سوار کمکی راجہائے اطراف کے کہ بردز جنگ ساتھ اسکے ملحق ہوئے تھے اور پانچ لاکھ پیادہ جنگی اور ایک ہزار فیل جنگی اور بروایت دیگر دو ہزار فیل کے حسین نظام شاہ کا مقابلہ اور مقاتلہ اختیار کیا اور نہایت تکبر اور تجبر سے خدا کو حاضر اور ناظر نجانکر زمانہ کی بازی سے غافل ہو کر اپنے بھائیون کو حکم کیا کہ عادل شاہ و قطب شاہ کو زندہ دستگیر کرنا کہ انکو لوہے کی بیڑیان پہنا کر عمر بھر قید رکھون اور اپنے دائین بائین سردارون کو حکم دیا کہ نظام شاہ کا فوراً سر تن سے جدا کر کے میرے پاس لانا اور میمنہ ایلتمراج اور میسرہ تنگنا دری کے سپرد کیا اور مقدمہ امرائے کبار کے تفویض کر کے خود قلب مین قائم ہوا سلاطین اسلام نے بھی بقصد غزا وجہاد کفار کا قتال کا کمر ہمت پر استوار کر کے اور جوشن شجاعت زیب تن کر کے کثرت اعدا سے نہ اندیشہ کیا اور بمقتضائے کانہم بنیان مرصوص حرب آراستہ کین عادل شاہ میمنہ مین اور قطب شاہ اور علی برید میسرہ مین اور حسین نظام شاہ نے قلب مین مقام کیا اور ہر ایک نے اعلام دوازدہ امام علیہم السلام بلند کر کے نقارہ جنگ پر چوب ماری حسین نظام شاہ نے چھ سو ارابہ توپ کلان اور توپ میانہ اور

پریشان اور بدحال ہو کر دشت ہزیمت میں آوارہ ہوئی لیکن رستم خاں کی جرأت سے بیجاپوری اور بیجانگری
خوفناک ہوئے اور موسم برسات بھی قریب آیا رامراج اور عادل شاہ پھر احمد نگر کی طرف عازم ہوئے قضا را
رام راج بیمار اور اسکے اطراف میں ورکس ہوا اور علی عادل شاہ نے دورتہ بدل کیا اور دونوں اپنے ممالک
کی طرف روانہ ہوئے اور قلعہ احمد نگر کے محاصرہ میں متردد ہوئے اس درمیان میں احمد نگر کے شمال میں اس شدت سے پانی
برسا کہ رات کے وقت سیل عظیم آیا قریب تین ہزار اور نہیں سونا تھی کہ زنجیر انکے ہاتھ پاؤں میں پڑی تھی اور
بارہ ہزار آدمی کہ جنکے نام رام راج کے دفتر میں مندرج تھے دریا میں غرق ہوئے اب اسی پر مردم پیادہ اور بنگاہ اور
گھوڑے ونگلے سیل وغیرہ کی بربادی قیاس کرنا چاہیے کہ کسقدر غرق ہوے ہونگے رام راج اس کو شگون بد سمجھکر
اپنی ولایت کی طرف متوجہ ہوا اور علی عادل شاہ نے قلعہ ملدرک کو از سر نو تعمیر کیا اور رامراج سے کہا اگر تمہاری
خوشی ہو ایسے برج اور سنگ سے تیار کروں اور اسے تمہارے نام کر رام درگ پر موسوم کروں رامراج نے منظور کیا اور
مزدور اور کاریگر اسکی تیاری میں مشغول ہوئے اور عادل شاہ باتفاق رامراج کوچ کے قصبہ کرکی طرف کہ قطب شاہ کی سرحد میں واقع
تھا پہونچے رامراج نے طمع عادل شاہ اور قطب شاہ کے ملک کی کرنے ریاست کی طغیانی کے بہانہ سے مقیم ہوا اور
چند پرگنے دونوں سے لیکر بیجانگر کی طرف گیا اور علی عادل شاہ نے قلعہ ملدرک مرتضی خان کے حوالہ کیا اسے بھی اپنے مقر
کی طرف معاودت فرمائی اور مرتضی خان ترک جوار کے سبب تب بوقت ولایت شولاپور کی تاخت و تاراج میں قیام کرتا تھا
حسین نظام شاہ پر عادل شاہ کی تحریک سے تصور کر کے درپے استحکام قلعہ شولاپور ہوا اور ذخیرہ کے واسطے بارہ ہزار گھوڑے
علی کی شاہ محمد انجو اور بربادخان اور ابراہیم خان حبشی کے ہمراہ روانہ کیں مرتضی خان نے یہ خبر سنکر باتفاق امرائے سرکی
تاخت کرکے شولاپور اور پریندہ کے مابین میں تمکیں فوجکش ہونے کے وقت آتش قتال روشن کی اور بحسب اتفاق شاہ تقی
نام ایک سید کہ نظام شاہ کے ملازمین سے تھا شمشیرخان سے سکھ ہو کر اس میں شمشیربازی کرنے لگے شاہ تقی مغلوب ہو کر اسیر ہوا
اور اسیروں کی طرح اسے ہاتھی پر سوار کیا اور اسوقت فریقین کے درمیان قتال و جدال عظیم واقع ہوئی اور امرائے نظام
شاہی پسپا ہو کر بھاگ گئے اور قریب ایکسو بیس زنجیر فیل بربادو بہائے کیے امرائے سرکی جیسا کہ انکا قاعدہ اور دستور ہے
قرار تھے اپنی طرف دیگر تاراج میں مصروف ہوے اور انبار غلہ کا جہاں تک اٹھ سکا لوٹا اور باقی میں آگ لگادی تھے اور
اور ساتھ قلی ہاتیوں سے ہاتھیوں کو بیجاپور روانہ کیا اس درمیان میں ایک غلام بچہ حبشی نے کہ جملہ اسیروں سے تھا
اور ایک شخص نے اسے ہاتھی پر سوار کیا تھا گریہ و زاری شروع کی مرتضی خان نے سبب گریہ و زاری پوچھا اور یہ بات
کہی کہ اگر تجھے میرے پاس رہنے کی تمنا ہو تو میں تیرے حال پر ایسی توجہ مبذول فرماؤنگا کہ تو بفراغت تمام بسر کریگا اور جو
تجھے خواہش اپنے صاحب کی ہو تو تجھے ابھی آزاد کرتا ہوں غلام بچے نے کہا میں اپنے صاحب کو چاہتا ہوں مرتضی خان نے
اسے فوراً آزاد کیا اور وہ بتعجیل تمام شاہ محمد اور امرائے مغرور کے پاس پہونچا اور یہ خبر دی کہ جمیع افواج نظام شاہی
تاراج میں مشغول ہیں اور مرتضی خان مع جماعت قلیل کہ دو دستہ سے زیادہ نہیں فلاں مقام میں ایستادہ ہے اسے
دستیاب کرکے اپنے فیلوں کا عوض لو شاہ محمد باقرے دو تین ہزار سوار لیکر یکایک مرتضی خان کو گھیر کر مع دستگیر کیا اور

ہزار سوار سے نظام شاہ کے پاس نرہا لیکن نظام شاہ بڑی دلی سے اسطور چتر اور علم مرتفع کرکے نہایت تجمل اور وقار سے جاتا تھا
اور پانچ چھ ہزار سوار اُسکے چارون طرف تعاقب مین جاتے تھے لیکن یہ قدرت نہ تھی کہ حملہ آور ہووین اور اس شیر بیشۂ
بادشاہی کی طرف نگاہ پھیر کر دیکھین منقول ہے کہ وہ حضرت نماز کے بہت مقید تھے چاہا کہ نماز وقت پر پڑھون قضا را
اس روز جب نماز ظہر کا وقت آیا ارادہ کیا کہ گھوڑے سے اُتر کر نماز ادا کرون ارکان دولت نے عرض کی کہ اس وقت
مین گھوڑے سے اترنا اور نماز مین مشغول ہونا شرع مین ضروری نہین ہے آپ ایما اور اشارہ سے خانہ زین پر نماز
ادا فرمائین اس شہریار وافر تہور نے یہ امر قبول نفرمایا اور ارشاد کیا کہ خدا نکرے مین اس وضع سے نماز ادا کرون
یہ کہکر گھوڑے سے اُتر پڑا اور بہ نہایت اطمینان و وقار نماز مین مشغول ہوا اور افواج دشمنون کی اُس شہریار کی فوج
سے دوچند بلکہ اس سے بھی مضاعف تھی اور گردا گرد ایستادہ تھی کسی کو یہ حوصلہ نہوا کہ قدم آگے بڑھاتا حسین نظام شاہ
جو پٹکا چست زیب کمر کیے تھا فرمایا مذہب شیعہ مین ایسے لباس سے نماز درست نہین تھی اعادہ لازم آیا یہ
یہ کہکر پٹکا کھولکر پھر اعادۂ نماز مین مشغول ہوا اور جب فارغ ہوا پٹکا باندھ کر سوار ہوا اہل تعاقب یہ جرأت
دیکھکر آپس مین کہتے تھے کہ جب ہم نے ایسے وقت مین کچھ کام نہ کیا اب ہم سے کیا ہوسکیگا پھر سب نے
باگ موڑی اور ایلچی شاہ کی خدمت مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ شجاعت اور مردانگی آپ پر ختم ہے ہم لوگ تعاقب سے
دست کش ہوے کہ کسی طرح کا صدمہ ذات اشرف کو نہ پہونچے حسین نظام شاہ جب اوسہ مین پہونچا شہزادہ مرتضی کو ہمراہ
لیکر قطب شاہ کو رخصت کیا اور خود احمد نگر کی طرف کوچ کیا اتنے مین یہ خبر سُنی کہ عادل شاہ اور رام راج اور
برہان عماد الملک اور علی برید کوچ بر کوچ اس طرف متوجہ ہین ذخیرہ اور مردم جنگی اور آلات آتشبازی سے مضبوط کرکے
جنیر کی طرف روانہ ہوا اور تمام دشمن احمد نگر مین آپہونچے اور کفار بیجانگر نے مع اوباش لشکر مکانات اور مسجدین ویران
کین اور ایک مسجد کہ چھت اُسکی چوبی تھی تیشۂ بیداد سے اُسے بھی ویران کیا اور مسلمانون کو ایذا پہونچاتے تھے اور اُنکی
عورات اور فرزندون کی بے حرمتی مین جو کچھ اُن سے بن پڑا تقصیر نہ کی عادل شاہ یہ اخبار سننے سے غمگین ہوا جو قدرت
ممانعت نرکھتا تھا رامراج سے کہا محاصرہ اس قلعہ کا جواب محکم زیادہ اول سے ہوگیا خلاف مصلحت ہے بہتر یہ ہے کہ کوچ کرکے
نظام شاہ کے پیچھے روانہ ہووین رام راج راضی ہوا علی برید اور برہان عماد الملک کو رخصت معاودت فرمائی اور باتفاق
عادل شاہ کوچ کرکے جنیر کی طرف عزیمت کی اور حسین نظام شاہ انکی توجہ سے واقف ہوا بارہ امیر مثل رستم خان حبشی
اور ساباجی وغیرہ کے نامزد فرمائے کہ لشکر مخالف کے پیش و پس تاخت کرکے ہمہ تن تاخت و تاراج مین مشغول ہووین
کہ غلہ اور رسد اور رسامان معیشت انھین بہم نہ پہونچے اور خود مع احمال و اثقال پل ندی کی طرف کہ کوہستان مین واقع ہے
روانہ ہوا رستم خان نواحی قصبہ کانون مین مخالفون کے قریب پہونچا اور بادشاہ کے حکم کے موافق وصول غلہ اور آذوقہ کا مانع
ہوا اس درمیان مین ایک دن علی عادل شاہ شکار مین مشغول تھا اور خانو اُسکا ہمراہ فوج بیجاپوری مسافت
طے کرتا تھا رستم خان حبشی جرأت کرکے برخلاف قرار داد کے افواج عادل شاہی پر کہ نہایت کثرت سے تھی حملہ آور ہوا
اور علی عادل شاہ کے خانو کو قتل کیا اور خود بھی مع دو ہزار مرد کار آزمودہ مارا گیا اور بقیۃ السیف سپاہ نظام شاہ

جبانکہ نکاح میں منتظم کیا اور دونوں بادشاہوں نے متفق ہوکر قلعہ کلیان کو محاصرہ کیا اور جب قریب ہوا کہ مردم درونی امان
طلب کر کے قلعہ کو سپرد کریں کہ ناگاہ بدستور اول عادل شاہ اور رام راج مع لشکر گران اُس حدود کی طرف متوجہ ہوئے
اور برہان الملک نے کہ اپنے باپ کی مملکت پر قائم ہوا تھا جہانگیر خان کے قتل ہونے سبب نظام شاہ سے رنجش خاطر
بہم پہنچائی اور باتفاق علی برید عادل شاہ سے پیوستہ ہوا حسین نظام شاہ نے ترک محاصرہ کر کے اعمال اثقال
اور اہل و عیال کو مع شاہزادہ مرتضےٰ اور اپنے داماد شاہ جمال الدین حسین کے قلعہ اوسہ کی طرف روانہ کیا اور خود مع سلسلہ
سوارانہ توپ اور ضرب زن اور پانسو فیل نامی برفاقت قطب شاہ اُنکے مقابلہ کو جاکر چھ کوس کے فاصلہ پر فروکش
ہوا اور دوسرے دن حسین شاہ نے بہ نیت جہاد کارخانہ بیجانگر ہتھیار سپاہیوں پر تقسیم کئے اور مستعد قتال ہوکر
رام راج کے اُردو کی طرف متوجہ ہوا اور قطب شاہ بھی بقدر طاقت و توان لشکر آراستہ کر کے بہ قصد مقابلہ اور مقاتلہ
عادل شاہ اور علی برید اور برہان عماد الملک کے نظام شاہ کے ساتھ روانہ ہوا اور ان دنوں میں موسم برسات
نہ تھا ناگاہ ایک گھٹا آسمان پر چھاگئی اور اس شدت سے پانی برسا کہ صحرا اور دشت آب سے بھر گیا اور تالاب
نالہ دریا ہوگئے آدمی اور ہاتھی اور گھوڑے نہایت عاجز ہوئے اور سپاہیوں نے ہتھیار پھینک دیے اور توپوں کے پہیے
دلدل میں دھس گئے صحبت عجیب غریب واقع ہوئی حسین نظام شاہ نے نا اُمید لیے لشکرگاہ کی طرف مع چالیس ضرب
توپ کلاں معاودت کی اور مرتضیٰ خان یعنی شاہ ابو القاسم انجو کا بھائی کہ نوکران عادل شاہ سے تھا امرائے برگی کی
ہمراہی میں نامزد ہوا کہ پیشتر جاکر اپنی سپاہی اُس لشکر کو دکھادے تو ہم کو فرصت ہووے کہ مسلح ہوکر میدان کی طرف
روانہ ہوویں یا تعاقب مرتضیٰ خان سپاہ نے راہ میں اڑائے توپ اور ضرب زن کیچڑ اور دلدل کے درمیان افتادہ
دیکھے جب حقیقت اور ماہیت قصہ پر واقف ہوا بہ تعجیل تمام آدمی علی عادل شاہ کے پاس بھیجکر بشارت دی علی عادل شاہ
اور رام راج نے آدمی روانہ کر کے ارابوں پر قبضہ کیا اور بلا توقف دائرہ قطب شاہ پر جاکر حملہ کیا قطب شاہ مع ایک
جماعت کثیر وہاں سے بھاگ کر نظام شاہ کے عقب لشکرگاہ ایستادہ ہوا اور مصطفےٰ خان اردستانی نے کہ اُسکا میر
جملہ تھا مع جمعیت اپنی کے رگ سیادت اور غیرت کو حرکت میں لاکر اپنی فوج آراستہ کی اور نقارہ سپہگری پر چوب لگی
ہوا اور اسقدر پاؤں زمین کین میں گاڑے کہ نظام شاہ مدد کے واسطے آپہونچا اور اُردو قطب شاہ کا سلامت
اور قائم رہا نظام شاہ نے اپنے ارکان دولت کو بلاکر یہ فرمایا میں توپخانہ کے ذریعہ سے چاہتا تھا کہ رام راج کا
مواجہہ کروں اور قطب شاہ کو عادل شاہ کے مقابل مامور کروں مگر اب قطب شاہ مرتضےٰ خان سے کہ ایک
امرائے علی عادل شاہ سے ہے بلا جنگ بھاگا اور توپخانہ غنیم کے ہاتھ آیا صورت قتال کیونکر ظہور میں آویگی انھوں نے
جواب دیا اسوقت لڑائی میں نقصان کے سوا کچھ فائدہ متصور نہیں ہوتا ہے آپ اپنے دار الملک کی طرف مراجعت
فرمائیں اور جنگ بعد وقت پر موقوف رکھیں جب رام راج اور عماد الملک اور علی برید کے امرا اور افواج سپاہ بطریق یزک
اُردو کے حوالی میں پہونچے نظام شاہ اور قطب شاہ جنگ کے بہانہ سوار ہوکر احمد نگر کی طرف روانہ ہوئے اور
دشمنوں نے اُردو کو تاراج کر کے انکا تعاقب کیا یہانتک کہ لشکر نظام شاہ کا بنات النعش کی طرح متفرق ہوا زیادہ

کہا مین تین شرط سے صلح کرتا ہون اول یہ کہ قلعہ کلیان شاہ کو دیوین دوسرے یہ کہ جہانگیرخان سے مضرت بہت ہمارے لشکر کو
پہونچی ہی اور وہ ہمارا دشمن ہی اُسے قتل کرین تیسرے یہ کہ نظام شاہ ہمارے پاس آکر پان سپالت لیوے حسین نظام شاہ
نے یہ بات سنکر اپنے حفظ دولت کے واسطے تینون امر قبول کرکے دروازے ظلم و جور کے اپنے احباب کے منہ پر کھولے اور
اچانک ایک جماعت امراے کبار کو جہانگیرخان کے دائرہ پر کہ مہمان و دولت خواہ تھا بھیجکر اسے قتل کیا عماد الملک نے ترس و خوف
سے زبان ہان و نہین نہ کھولی تغافل کو بہترین امور سے سمجھا حسین نظام شاہ نے بعد اس بیمروتی کے کہ کافر قوی کے
کہنے سے ملک کی مصلحت کے واسطے ایک دوست جانی کو مقتول کیا عماد الملک کو رخصت کرکے اردوے رام راج کی طرف
روانہ ہوا اور رام راج نے نہایت عجب و تکبر سے تواضع نکرکے نظام شاہ کی بیٹھکر دست بوسی کی حسین نظام شاہ راے
کی نخوت و غرور سے نہایت رنجیدہ ہوا اور جہالت اور نادانی سے رام راج کے ستانے کے واسطے اسی مجلس مین طشت اور
آفتابہ طلب کرکے ہاتھ دھویا رامراج یہ حال مشاہدہ کرکے مثل مار دم بریدہ پیچ و تاب کرکے بزبان کنہری بولا اگر یہ میرا مہمان ہوتا
تو اسکا پارچہ بزرگ اُسکے سر انگشتان پر ہوتا یہ کہکر طشت و آفتابہ اپنے بھی طلب کرکے ہاتھ دھویا من بعد تنگنا وڑی اور رامراج
برادران رامراج اور قاسم بیگ حکیم اور ملا عنایت اللہ ایسے کلام کہ آتش فساد ساکن ہو درمیان مین لائے حسین نظام شاہ نے قلعہ کلیان
رامراج کو دیکر کہا اُسکو تیرے پیشکش کیا رام راج نے اُسکے سامنے کنجی قلعہ کی عادل شاہ کے پاس بھیجی اور پھر اُسنے حضرت
کو پان دیکر رخصت کیا حسین نظام شاہ جو رام راج کی نخوت عادل شاہ کی طرف سے جانتا تھا ملاقات اُس سے نہ کی
اور اپنے دائرہ گاہ کی طرف سوار ہوا جب یہ سب ملوک اور راجہ اپنے اپنے دار الملک اور دار الراج کی طرف روانہ ہوگئے
حسین نظام شاہ نے احمد نگر جاکر قلعہ کو کہ خشت و گل سے تھا مسمار کیا اور اُسکا دائرہ وسیع کرکے گچ اور پتھر سے
بنا ڈالی اور اُسکی تیاری کے بارہ مین اہتمام بہت فرماکر تھوڑے عرصہ مین انجام کو پہونچایا اور اُسکے گرداگرد ایک خندق وسیع
اور عمیق کھودی اور آدمیون نے بھی منازل کی تعمیر مین کوشش کی اور ابتداے سنہ ۹۶۹ نوسو انہتر ہجری مین اپنی بڑی
بیٹی بی بی خدیجہ کو جو بطن خواہر ہمایون سے تھی شاہ جمال الدین حسن بن شاہ حسین کے عقد نکاح مین درلایا اور اُن
دنون مین جو دریا عماد الملک فوت ہوا اُسکا بڑا بیٹا برہان عماد الملک کہ صغیر سن تھا اُسکا قائم مقام ہوا حسین نظام شاہ
بسبب اُس مروت کے کہ قطب شاہ سے احمد نگر کے محاصرہ کے وقت مشاہدہ کی تھی اُس سے درپے دوستی اور صداقت کے
ہوا اور ملا عنایت اللہ نے کہ اُس عرصہ مین مصاحب اور ہمپیالہ نظام شاہ کا ہوا تھا پھر قدم درمیان مین رکھکر ایسا
کیا کہ حسین نظام شاہ نے ایلچی قطب شاہ کے پاس بھیجکر باہم یکدلی سے اتفاق کیا اور قرار دیا کہ حوالی کلیان مین
ملاقات آپس مین کرکے لوازم عروسی بجا لاوین اُسکے بعد قلعہ کلیان کو مسخر فرماوین اگر عادل شاہ اور رام راج
بھی انکی طرف متوجہ ہووین نظام شاہ متعہد رام راج کے قتال کا ہو اور قطب شاہ مقابلہ عادل شاہ کا اختیار کرے
اور چونکہ حسین نظام شاہ قہار اور بیباک تھا کسی شخص کو اس ارادہ محال کے فسخ مین مجال عرض نہ تھی اسقدر سکوت اختیار کیا
کہ اوائل سنہ ۹۷۰ نوسو ستر ہجری مین نظام شاہ اور قطب شاہ نے کلیان کے اطراف مین ملاقات کرکے اپنے آئینہ ہاے
دل کی کدورت صاف کی اور شرائط جشن عروسی درمیان مین لاکر بی بی جمال بنت حسین نظام شاہ کو ابراہیم قطب شاہ کے

یہ ہے کہ قلعہ کلیان عادل شاہ کو دیکر لوازم صلح درمیان میں لائے حسین نظام شاہ نے کہا کہ قلعہ میرے والد بزرگوار نے بعد سعی بسیار
ہاتھ لیا تھا بڑی شرم وننگ کی بات ہے اسکو دست کردشمن کے سپرد کروں پھر شاہ حسن جرأت کرکے عرض پرداز ہوا عالم جانتا ہے وقت کا
موقع اور محل ہے یعنی وہ ہنگام مقتضی لینے کا تھا اور یہ مقتضی دینے کا ہے پادشاہوں اور دنیا داروں کو ایسا امور زبردستی اور رستی
کے اکثر پیش آجاتے ہیں حسین نظام شاہ کسی طرح ساتھ اس مقدمہ کے راضی ہوا اور اسقدر پرخاش کی کہ تینوں بادشاہ
قریب ایک لاکھ سوار اور دو لاکھ پیادے کے ہمراہ رکاب لیکر احمد نگر میں آپہونچے نظام شاہ نے قلعہ احمد نگر کو کہ گلی تھا
اور خندق نہ رکھتا تھا آذوقہ اور آلات آتشباری سے مملو کرکے مردم جنگی کے سپرد کیا اور خود مع خزانہ اور اہل و عیال
پٹن کی طرف گیا تو دریا عماد الملک اور میران مبارک شاہ فاروقی اور علی برید کو ساتھ اپنے متفق کرکے دشمنوں
سے مصاف کرے اتفاقات سے جہانگیر خان بھائی امیر برید عماد الملک کے پاس جاکر مدار علیہ ہوا تھا عماد الملک کو امداد
نظام شاہ سے مانع آیا اور خود پانچ ہزار سوار اور پیادہ لیکر نظام شاہ کے ولایت کی تخریب میں مشغول ہوا حسین نظام شاہ نے
ملا محمد نیشاپوری کو اسکے مقابلہ کے واسطے مع دو تین ہزار سوار بھیجا اور حملہ اول میں خان جہان شکست فاحش کھاکر ملا محمد
کے مقابلہ سے بھاگا چونکہ عماد الملک کے پاس شرم سے نہ جاسکتا تھا اسواسطے عادل شاہ کی ملازمت کے واسطے روانہ ہوا
اور جہانگیر خان عماد الملک مع لشکر برار نظام شاہ کی مدد کو آیا اتنے میں علی عادل شاہ اور رام راج اور قطب شاہ نے احمد نگر میں
پہونچکر مکانات اور مساجد کی ویرانی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور قلعہ کو گھیرا جب کام مردمان درونی پر تنگ ہوا
قطب شاہ نے عاقبت اندیشی کرکے چاہا تھا کہ عادل شاہ بھی نظام شاہ پر فائق ہوے اپنے مورچے سے راہ آمد و شد
مردم درونی پر مفتوح کی اور جمیع مایحتاج پہونچاتا تھا اور قاصد اور معاون بہ اعانت نظام شاہ کی طرف سے تلدین(?) آمد و شد
کرتے تھے اور کسی طور سے محنت اور تعب کھینچتے تھے اور ملا عنایت اللہ کہ اسوقت میں قطب شاہ کا ملازم تھا اور اپنے مہر
و محل عظیم رکھتا تھا ہمیشہ اہل قلعہ کے ساتھ باب دوستی مفتوح رکھکر عرائض مشتمل اخلاص اور دولتخواہی حسین نظام شاہ کے
پاس بھیجتا تھا اور جب اس قسم کے امور پوشیدہ نہ رہے عادل شاہ اور رام راج مطلع ہوکر قطب شاہ سے مقام پرخاش میں ہوے
اور جیسا کہ سابق میں بموجب شرط معاہدہ قلعہ گلبرگہ سے بھاگ گیا تھا اسیطرح قلعہ احمد نگر کے مورچہ سے بھی رات کے وقت
چیز اور بنگاہ اور اسباب سب اس مقام میں چھوڑکر بسبیل استعجال گلکنڈہ کی طرف روانہ ہوا اور ملا عنایت اللہ نے کوچ
کے وقت قطب شاہ سے جدا ہوکر آپکو قلعہ احمد نگر میں پہونچایا اور وہاں سے پٹن میں جاکر حسین نظام شاہ کی ملازمت سے
مشرف ہوا اور بعد شکست جہانگیر خان کے عماد الملک نے جہانگیر خان دکنی کو پیشوا کرکے مع جمعیت خود نظام شاہ کی
کمک کو بھیجا اور عادل شاہ کی مسند پر پہونچکر مانع وصول غلہ اور آذوقہ ہوا غرضکہ ایک قحط عظیم غلہ کا اردوے عادل شاہ اور رام راج
میں بہم پہونچا تمام خلائق فاقہ کشی سے تنگ آگئیں اور ابتر ہوگئیں ہوئی اور دونوں بادشاہ کوچ کرکے قصبہ اشتی میں پہونچے اور
اس مقام میں استقامت کی اور دل اسکے ہوئے کہ اطراف کسار کو مع لشکر لیکر قلعہ پرندہ کی طرف بھیجکر اول اسے
مفتوح کریں اسکے بعد مراجعت کرکے احمد نگر پر متصرف ہوویں نظام شاہ مضطرب ہوا اور بمشورہ قاسم بیگ حکیم اور
شاہ حسین انجو اور ملا عنایت اللہ کے رام راج سے طریقہ آشنائی مسلوک رکھکر طالب صلح ہوا رام راج نے

مقصود مین ڈالے اپنا پچھلا سر کھجا کر احمد نگر کی طرف پلٹ گیا اور ملا عنایت اللہ جو درمیان نظام شاہ اور قطب شاہ کے اتحاد اور اتفاق کے بارہ مین متوسط تھا حسین نظام شاہ کی جباری اور قہاری سے خائف اور ہراسان ہو کر اثنائے راہ سے بھاگ کر گلکنڈہ کی طرف گیا حسین نظام شاہ نے آتش قہر افروختہ کرکے قاسم بیگ حکیم سے ملا عنایت اللہ کے گناہ کا مواخذہ کیا اور قلعہ پرندہ مین دو تین ماہ اُسنے قید رکھا پھر مقام عنایت مین آنا کر اُسے حبس سے نجات دی اور بدستور سابق معزز اور محترم کیا اور علی عادل شاہ نے درپے انتقام ہو کر بانواع تدبیر و حکمت رام راج اور قطب شاہ کو ساتھ اپنے متفق کیا اور یہ خبر جب احمد نگر مین پہونچی نظام شاہ نے چاہا کہ دریا عماد الملک کو ساتھ اپنے یکجہت و یکزبان کرے پھر ملا محمد نذرانی کو کہ اُسکے مصاحبین سے تھا ایلچپور کی طرف بھیجا تو لوازم مصادقت اور مودت درمیان مین لاکر وصلت اور پیوند (؟) قوی کرے چنانچہ ملا علی وہان پہونچکر عماد الملک کی ملاقات سے مشرف ہوا اور سخن مدعا ساتھ اس تقریب کے کہ موثر ہووے مذکور کیے عماد الملک اور نظام شاہ کو آب گنگ کے ساحل پر قریب قصبہ سون پیٹ کہ بعد تقریب عروسی بعشرت آباد مشہور رہا سنہ ۹۶۶ نوسو چھیاسٹھ ہجری مین باہم ملاقات کرائی دونون بادشاہ دریائے مذکور کے دو طرف فروکش ہووے خیمہ اور خرگاہ اور سراپردہ اور بارگاہ اوج سپہر اور ذروہ مہر و ماہ پہ بلند کیے اور جشن اور سامان شادی مین مشغول ہوکر بساط نشاط بسوط کی **مثنوی** زبس از دو سو بارگاہ و طناب + نہان شد زمین زیر موج و حباب + ندیدم جز آن شد آب شگرف + میان دو دریا یکے رود ژرف + زمین از زر و لشکر کواکب نشان + در و جدول آب چون کہکشان + ز سیم و زر آن ہر دو صاحب کلاہ + کشیدند بر آسمان بارگاہ + ز ہر جانبے کوس عشرت زدند + رہ شادمانی بنوبت زدند + زمین آسمان وار آراستہ + خروش نے و نائے برخاستہ + جب مقدمات جشن و میزبانی اور مہمات شادی اور مہمانی نے سامان قبول کیا منجمان دقیقہ شناس نے اجتماع نیرین کے واسطے ایک ساعت خجستہ اختیار کی اور قضات و علماے پایہ سریر خلافت مصیر بی بی دولت شاہ دختر عماد الملک کو حسین نظام شاہ کے عقد ازدواج مین لاے اور جب دولت شاہ دختر عماد الملک حسین نظام شاہ کے عقد مین آئی ہر شخص خوش و خرم اپنے دار الملک کی طرف روانہ ہوا اور اُسی سال مولانا شاہ محمد نیشاپوری اور چلپی رومی خان کو قلعہ ریگ نندہ پر کہ وہان کے کفار اپنے اندازہ سے قدم آگے رکھکر مسلمانون کو ایذا پہونچاتے تھے نامزد فرمایا کفار اپنے کیے ہوے سے پشیمان ہوے اور مسلمانون کی عدم مزاحمت مین عہد و پیمان درمیان مین لائے پھر اس جماعت نے معاودت کی اور آخر سنہ ۹۶۷ نوسو سڑسٹھ ہجری مین حسین نظام شاہ نے تعلقہ کالنہ پر جو تصرف مین ایک راے کے تھا بخلاف باپ دادا کے کہ اسوقت تک نظام شاہ کے تصرف مین نہ آیا تھا فوج کشی کی اور تین چار مہینے کے عرصہ مین چند قلعہ اور بھی مسخر کیے اور اپنے مردمان معتبر کے سپرد کرکے مظفر و منصور احمد نگر کی طرف مراجعت کی ان روزون مین یہ مشہور ہوا تھا کہ علی عادل شاہ قلعہ شولاپور اور کاییان کے انتزاع مین مصر اور بجد ہے اور رام راج کو مع قطب شاہ ہمراہ لیکر احمد نگر کی طرف عازم ہوا ہے حسین نظام شاہ نے بمشورہ قاسم بیگ شاہ حسن انجو کو جو رخصت مکہ معظمہ لیکر بندر چیول گیا تھا احمد نگر مین طلب کرکے اُس سے مشورہ کیا شاہ حسن اور قاسم بیگ نے جواب دیا ہمین تاب مفاومت کی ان تینون بادشاہون سے نہین ہے صلاح دولت

اسقدر دکن میں مشہور ہے کہ جوانان دلاوران اور بہادر تہور کے واسطے خاک اُنکے مزار کی چاٹتے ہیں اور اُنکی ارواح سے استمداد
ڈھونڈھتے ہین اور عین الملک کا باپ سیف الملک عراقی تھا اور وہ خود گجرات میں پیدا ہوا تھا اور سلاطین گجرات
نے آثار شجاعت و مردانگی اسکے چہرۂ حال سے مشاہدہ کر کے اپنے منصب دارون کی سلک مین منسوب کیا اور جنگیں سے
حد تہلے نمایان فوج میں آئین سلک امرا مین منتظم کیا اور اُسنے بھی بہت فراہم لائے جوانان خوب اور شجاع معرکہ آرا
اور عہدہ میں مصروف رکھی مثل عرب و افغان و گجراتی اور حبشی و دکنی وغیرہ دس بارہ برس کی مدت مین قریب تین ہزار
آدمی جمع ہم پہونچا کر اس سلوک سے اور لسبہ پیش آتا تھا اور جاہلی درمحمدی مسطور رکھتا تھا اور گھوڑے اور خیمہ خاصہ کچھ گھر
اُسکی سرکار میں نہ تھے جسوقت سواری کی ضرورت ہوتی تھی گھوڑا انھیں جوانون سے طلب کر کے سوار ہوتا تھا اور جسوقت
کوئی سفر پیش آتا تھا اپنے ہمرہیوں کے خیمہ میں فروکش ہوتا تھا اور جو جاگیر سرکار بادشاہی سے پاتا تھا اپنے اوردوں کو بلا کر
کہتا تھا کہ حق سبحانہ تعالی نے تمھارے واسطے یہ جاگیر عزیزوں کے با خرچ دیا ہے آپس مین تقسیم کر لو چنانچہ وہ آپس میں اتفاق برادرانہ کرکے
محتاج دفتر اور اہل حساب کے نہوتے تھے اور کچھ روپیہ اس جاگیر کے حاصل سے اسکے مصارف ضروری خرچ خاصہ کے واسطے مقرر کرتے
تھے غرضکہ قریب چالیس برس عمر امارت مین بسر کی اور کسی معرکہ مین شکست نہ پائی جسوقت کہ سلطان بہادر فوت ہوا برہان نظامشاہ
کی خدمت مین مشرف ہو کر امیرالامرا ہوا اعلیٰ سواری مین شاہ حیدر بن شاہ طاہر نے جو ایران کی طرف گیا تھا مراجعت کی چاہتے
حسین نظام شاہ نے مسٹی علی قلی کو بھیجا اُسکے استقبال کو بھیجا وہ باعزاز و اکرام تمام اُسکو احمدنگر کی طرف لایا اور قصبہ
[illegible] پوری اور کسی جاگیرات جو شاہ طاہر کی تھیں سے بھی عنایت فرماکر دربار باریابی حضور سے کیا اور جب ابراہیم عادلشاہ نے
عالم رحمت و دار الجلال کی طرف انتقال کیا حسین نظامشاہ نے اُسکے ملک کی طمع کی اور قلعہ حسن آباد گلبرگہ کی تسخیر کا عازم ہوا ملا
عنایت اللہ اور قاسم بیگ کو گولکنڈہ کی طرف بھیجکر ابراہیم قطب شاہ کو پیغام دیا کہ جو محل فرصت ہے مناسب ہے کہ ہم اور
تم قلعہ گلبرگہ پر متصرف ہوں ابراہیم قطب شاہ یہ امر خدا سے چاہتا تھا فی الفور خیمہ اور خرگاہ روانہ کیا جب نظامشاہ نے
یہ خبر سنی کوچ بر کوچ احمدنگر سے گلبرگہ کی طرف روانہ ہوا اور قطب شاہ بھی بسبیل استعجال اس اطراف مین آیا دونون
بادشاہ نے گلبرگہ میں ملاقات کی اور یہ قرار پایا کہ اول باتفاق گلبرگہ کو مفتوح کریں اُسکے بعد اشکر کو تسخیر کریں چنانچہ
ہر دو باتفاق محاصرہ گلبرگہ میں مشغول ہوئے اور نظامشاہ کے گولہ انداز رومی خان حلبی عرف نے برج بارہ کو توپ اور
ضرب زن کی ضرب سے متزلزل کیا اور جب قلعہ فتح ہونے کے قریب آگیا تو مصطفیٰ خان اردستانی نے کہ جملۃ الملک
قطب شاہ تھا اُس سے معروض کیا کہ حسین نظام شاہ قہار اور بے اعتدال اور عہد شکن ہے اگر قلعہ گلبرگہ کو تصرف میں لا دیگا
تو قلعہ اشکر سے مانع آویگا اور آپ اُس سے عہدہ برآ ہو سکینگے بہتر یہ ہے کہ آپ اُسکی اعانت و تقویت میں کوشش نفرماوین
تا اسے عادل شاہ پر زیادتی اور غلبہ حاصل ہو ابراہیم قطب شاہ نے مصطفیٰ خان کا کلام صادق جانکر خیمہ اور خرگاہ اور
اثقال سے قطع نظر کر کے وقت شب کے اپنے دار الملک کی طرف توجہ فرمائی اور اہل قلعہ سے دشمن کے دفع کے واسطے
سفارش اور تاکید ست کر گیا امرائے عادل شاہی قوی پشت ہوئے اور قطب شاہ کے کوچ کرنیکی خبر سنتے ہی لشکر نظام
کے گرد تاخت و تاراج کر کے مزاحمت شروع کی اور حسین نظام شاہ تنگ آکر بہ دل اُسکے کہ ہاتھ گردن شاہ

اُسے اُس حال مین مبتلا دیکھا پلٹ آئے اور عین الملک کو اطلاع دی اور یہ بھی عرض کی کہ بادشاہ تمھارے استقبال کے واسطے سوار ہوا ہی عین الملک مجبور ہو کر صلابت خان کے ہمراہ مع جماعت قلیل روانہ ہوا اور قبول خان جو اسکا غلام تھا ہر چند روانگی سے مانع ہوا اور یہ بات کہی کہ قاسم بیگ کی بیماری جعلی ہی اور ملاقات اس بادشاہ عہد شکن کی مین مصلحت نہین دیکھتا ہون ہرگز اسکا کہنا موثر اور پذیرا نہوا قبول خان غمگین ہو کر اس سے جدا ہوا اور اپنے فرودگاہ مین جا کر یہ کہا کہ عین الملک نے فرمایا ہی کہ تمام آدمی یہان سے کوچ کر کے شہر مین آوین اور فلان منزل پر کہ بادشاہ سے ملاقات مقرر کی ہی دارد ہوین یہ کہکر زین بندی کا حکم دیا اور حرم کی عورتون کو لباس مردانہ پہنے سر با مور کیا اور خود مع خیل و حشم مستعد سواری ہوا عین الملک جب قصبۂ بیکاپور کے حوالی مین پہونچا دیکھا کہ نظام شاہ گھوڑے پر سوار صحرائے مسطح مین ایستادہ ہی اور آگے اُسکے دو طرف ہاتھیون کو ایستادہ کر کے کوچہ بنایا ہی پھر ایک جماعت درباریان حضور آگے بڑھکر اُسے اور صلابت خان کو بسواری اسپ اندر لائی لیکن پیچھے سے ایک جماعت اور پہونچی اور کہا کہ تم دونون یہان سے پیادہ پا ہو عین الملک نے اپنے دل مین تجویز کیا تھا کہ بسواری اسپ بادشاہ سے ملاقات حاصل ہوگی اُن کی تکلیف دہی نہایت دل پر شاق گذری لیکن چونکہ دونون مجبور تھے پیادہ پا ہو کر آگے بڑھے اور بعد سلام دونون نے رکاب بوسی کے واسطے قدم آگے بڑھائے ابھی وہ ساتھ اس ارادہ کے مشرف نہو [illegible] کہ حکم کے موافق لوگون نے اُسے اور صلابت خان کو گرفتار کر کے ہاتھیون پر سوار کیا نظام شاہ نے شکار کو دام مین لا کر مراجعت کی جب قصبۂ بیکاپور مین پہونچا فیلبانون نے اشارہ کے بموجب پوشیدہ دونون کا گلا گھونٹ کر ہلاک کیا اور دونون کی لاشین ہاتھی پر سے پھینکدین حسین نظام شاہ یہ احوال دیکھکر بولا کہ یہ بیچارے ہمارے خوف و ہراس سے دہلکر مر گئے پھر انکی تجہیز و تکفین کے واسطے اشارہ کر کے ایک جماعت کو نامزد کیا کہ انکی عورات کو مع ساز و سلب حضور مین لاوین اور باقی کو تاراج کرین قبول خان نے یہ نتیجہ آئینۂ حدس اور ادراک مین مشاہدہ کر لیا تھا اور گوش بر آواز تھا جب لشکر بادشاہی کی توجہ سے آگاہ ہوا عین الملک اور صلابت خان کی مستورات کو سوار کیا اور قریب پانسو سوار جو عین الملک کے ملازم تھے مع اسپ و فیل ولایت ابراہیم قطب شاہ کی طرف متوجہ ہوا اور چند مقام مین تعاقب کرنیوالے مردم نظام شاہی کے ساتھ ایسی عمدہ جنگ گریز کی کہ زمین و آسمان سے تحسین و آفرین کی ندا سنی اور جب حوالی اندرین پہونچا امرائے نظام شاہی کہ اس حدود مین تھے [illegible] حال پر مطلع ہو کر سر راہ ہو کر متعرض و مستعد بجنگ ہوئے قبول خان نے مثل شیر خشمناک پلٹکر اور پانسو سوار کو لیکر پانچہزار سوار نظام شاہیہ سے مقابلہ اور مقاتلہ اختیار کیا اور ایسی کارزار کی کہ اور لڑ بہادران دین اور آخرین اُسکے تماشے کے واسطے حاضر ہوئین آخر کو نسیم فتح قبول خان کے پرچم مراد پر چلی ظریف الملک اور چند افغان اور دلاور خان اور بہادر خان جو امرائے معتبر نظام شاہیہ سے تھے مارے گئے اور غنیمت تلاش قبول خان کے ہاتھ آئی اور بخیر و سعادت گلکنڈہ کی طرف گیا اور ابراہیم قطب شاہ نے [illegible] وفاداری اسکی کہ بازماندگان اپنے صاحب اور ولی نعمت کی نسبت بجا لایا تھا منظور رکھکر بجا گیر لائق سرفراز کیا قبول خان جبتک زندہ رہا ہر سال ایک جماعت احمدنگر بھیجتا تھا کہ عین الملک اور صلابت خان کی قبر پر کہ قصبۂ بیکاپور مین واقع ہی انکی ترویح روح کے واسطے آش اور روٹی فقرا اور مساکین کو تقسیم کرتے تھے اور قبور کے خادمون کو نقود و فراوان محظوظ کرتے تھے اور شب وقت اور مردانگی [illegible]

عنایت ازلی تائید لاریبی پاے ثبات قائم کرکے جنگ میں اصرار کرتا تھا اور چاہا کہ دریا کسی فتح تقدیر آسمانی ہر سعی انسان
کو اس میں اثر کر دخل نہیں ہے مردم کوتاہ بین عادل شاہ کے گوش زد کیا کہ سیف عین الملک ہوا راہ مکر و حیلہ بیجاپور
کی طرف آیا تھا ہم نے بچشم خود دیکھا کہ اُس نے گھوڑے سے اُتر کر نظام شاہ کو سلام کیا عادل شاہ اس بات کو یقین
کرکے امرا اور سپاہ کو جنگ میں چھوڑ کر خود بہ تعجیل تمام بیجاپور کی طرف روانہ ہوا عین الملک قریب تھا کہ نظام شاہ کو شکست
دے لیکن کے ہزیمت دینے کا گمان ہے عسکر بے سردار ہوا اور خلاصی جان کو چاہ میں ڈال کر بدحال اور پریشان مع حرم
بقیۃ السیف بیجاپور کا راستہ لیا اور جو نظام شاہ کے پاس تھوڑی جماعت باقی رہی تھی تعاقب میں صلاح نہ دیکھ کر
لشکر الٹا پھیر لایا اور بعد دو روز احمد نگر کی طرف راہی ہوا جیسا کہ وقائع عادل شاہیہ میں مذکور ہوا سیف عین الملک
عادل شاہ کی قلمرو سے کنارہ کش ہوا اور اُس حد میں اُسے ٹھہرنے کی مجال نہ رہی بہ ہزار خرابی اپنی جمعیت کو ساتھ
لیکر وہاں سے نظام شاہ کی سرحد پر آیا اور نظام شاہ اگرچہ اُسکے فساد سے ایمن نہ تھا بلکہ نہایت رنجیدہ اور دلکشیدہ تھا
لیکن بحسب ظاہر خوشحالی کرکے اپنے مصاحبین سے یہ بات کہی کہ ہمارے طالع بلند اور قوی کا نشان یہ ہے کہ
عین الملک پھر اس طرف متوجہ ہوا اور ہمارے حقوق سابق مرعی رکھکر چاہتا ہے کہ پھر امرا کے سلک میں منتظم ہووے اور
بے تامل حکیم قاسم بیگ کو کہ محرم اسرار تھا اور اُس سے بزرگتر کوئی درباری امین و [illegible] نہ تھا جلدی بطریق
استقبال بھیجکر تحریر کیا کہ ہماری خواہش اور توجہ تجھے اس سرحد کی طرف لائی ہے اگر بحسب تقدیر چند روز ہماری ملازمت
ہمایوں سے تجھے محرومی حاصل ہوئی ہے مگر اسکا اثر ہماری نظر میں نہیں ہے عنایت و اشفاق اور اشتیاق خسروانہ ہمارا اپنی
زیادہ اس سے کہ اوہام میں سماوے تصور کرکے بالیقین تمام حضور میں روانہ ہووے کہ ساتھ جاگیرات اور منصب قدیم کے سرفراز ہو کر
اپنے ہمچشموں میں محسود ہوگا ہم نے مزید تسلیاں کے واسطے امان نامہ اور دیگر رومال خاصہ میں باندھ کر بھیجا ہے لازم ہے کہ ہمراہ محرم
اختصاص مصاحب مجلس خاص میں قاسم بیگ حکیم کے درگاہ کی طرف متوجہ ہووے اور زیادہ اُس سے ہمارے دربار بہشت
آثار کو اپنے وجود شریف اور عنصر لطیف سے خالی نہ رکھے قاسم بیگ نے سرحد میں عین الملک سے ملاقات کی اور
پیام شاہ کا جو کچھ تھا پہنچایا عین الملک نے دو شرط پر قبول کیا اول یہ کہ حسین نظام شاہ اُسکے استقبال کو قلعہ احمد نگر
سے برآمد ہووے دوسرے یہ کہ روز ملاقات قاسم بیگ اُسکی اردو میں بطریق رہن رہے قاسم بیگ دونوں امروں کا
ضامن ہوا عین الملک دو ہزار سوار ہمراہ لیکر احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا اور احمد نگر سے دو کوس پر فرودکش ہوا قاسم بیگ نے
اُس سے یہ بات کہی کہ مجھے رخصت کر کہ احمد نگر میں جاکر طریق ملاقات قرار دیکر تیرے پاس الٹے قدموں مراجعت
کروں تو اردو میں تیرے بطریق ضامن رہکر تجھے نظام شاہ کی ملاقات کو بھیجوں عین الملک نے یہ تجویز پسند کی اور قاسم بیگ
بادشاہ کے دربار میں آیا لیکن قرینہ اور قیاس سے بحسب غلط دیکھکر اپنے مکان پر واپس گیا اور روغن بملاحظہ سلوک جسم
پر ملکر پاس کے بہانہ ماندگی بیماری پر تکیہ کیا حسین نظام شاہ نے ایک جماعت اعیان کو مع اطعمہ اور اشربہ مقبولہ
عین الملک کے پاس بھیجکر اعلام کیا کہ فلاں ساعت میں نے ملاقات کے واسطے تجویز کی ہے جو قاسم بیگ علیل ہے تو تغافل
سوکر جلد روانہ ہو کہ ہم تمہارے استقبال کو سوار ہوتے ہیں عین الملک نے آدمی معتمد قاسم بیگ کے پاس بھیجے جب

کرکے بازوے جلادت کا کھولا اور اہل قلعہ عادل شاہ کے بامید اعانت مغرور ہوکر ہاتھ آستین جوانمردی سے نکالکر
شام تک مدافعہ مین مشغول رہے آخر الامر توپچیان نظام شاہی نے توپ قیامت آشوب کی ضرب سے وہ
بنیاد کہ خردمندون کے عہد کے مانند پائدار اور مضبوط تھی رندون کی توبہ کی طرح توڑ دی اور شیران بیشۂ ہیجا اور
نہنگان لجۂ دغا حصار مین داخل ہوئے اور ضرب تیغ آبدار سے خون متحصنون کا خاک مذلت پر گرایا حسین نظام شاہ نے رخنہ قلعہ
کو مرمت سے مسدود کرکے سالماً غانماً ہمعنان نصرت ہوکر قلعہ اپنے ایک معتمدان درگاہ کے سپرد کیا اور خود بدولت اقبال احمد نگر
کی طرف مراجعت فرمائی اور جو اکثر شاہزادے اور مخدوم خواجہ جہان دکنی نظام شاہ کے خوف قہر سے ابراہیم عادل شاہ
کے پاس پناہ لے گئے تھے اور سیف عین الملک نے بھی برار سے بیجاپور کی طرف جاکر عادل شاہ کی ملازمت اختیار
کی تھی اسواسطے عادل شاہ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی میران شاہ علی کو چتر اور سورج مکھی دیکر ارادہ کیا کہ امراے احمد نگر کو
کہ تمام حسین نظام شاہ کے قہر و سطوت سے ہراسان ہین بمواعید خسروانہ شاہ علی کے پاس فراہم کرکے تخت احمد نگر پر متمکن کرین
اور یہ خبر جب نظام شاہ کے سمع مبارک مین پہونچی وسواس راؤ برہمن کو عماد الملک کے پاس بھیجا تو فرش یگانگی و محبت اور
بچھاکر باتفاق عادل شاہ کے فساد کو دفع کرین عماد الملک نے سات ہزار سوار مسلح نظام شاہ کی کمک کو بھیجے اور اُسکے
سبب قوی پشت ہوکر شولاپور کی طرف کہ محاصرہ عادل شاہ مین تھا متوجہ ہوا بعد حصول سپاہ رزم خواہ احمد نگر اور
لشکر عماد الملک کے شولاپور کی طرف کہ لشکر عادل شاہیہ محاصرہ مین رکھتا تھا توجہ کی اور بکوچ متواتر اُس حصار کے اطراف
مین پہونچکر نزول اجلال فرمایا اور جو عادل شاہ اس سفر مین عازم و جازم تھا کہ انتقام نظام شاہ سے لیکر شکست ہاے سابق
کا عوض لیوے سپاہ کی آراستگی مین مشغول ہوا اور سر رشتہ محبت اور صلح کا ہاتھ سے دیکر طرفین کے دلیرون نے مثل شیر غرین
کف غضب لب پر لاکر میدان کین مین قدم جلادت رکھا **مثنوی** کشیدند گردان پلارک براوج ٭ دو دریاے طوفان بر آورد
موج ٭ غبارے برآمد بخورشید و ماہ ٭ کہ شد روز بر چشم گردون سیاہ ٭ فگندند پیلان بر چرخ برین ٭ ز چوگان خرطوم گوے
زمین ٭ بسا سر کہ از ضرب گرز درشت ٭ بہ سینہ فرو رفت چون خار پشت ٭ سنان کردہ انگشت ہر سو دراز ٭ نمودہ اجل را
رہ ترکتاز ٭ سیف عین الملک جو عادل شاہ کا مقدمہ تھا اُسنے لشکر عماد الملک اور بعضے امرائے نظام شاہی کو کہ
ہراول تھے بنات النعش کی طرح متفرق اور پریشان کرکے فوج خاصہ نظام شاہی پر حملہ کیا اور اُس کے میسرہ کو بھی
متزلزل کرکے اُس کے چتر و علم دولت کی طرف متوجہ ہوا بہادران نظام شاہی ہجوم کرکے اُسکے مدافعہ مین
مشغول ہوئے اور ایک حالت عجیب گردون پیر کو مشاہدہ ہوئی عین الملک نے قریب چار سو مرد اہل نبرد کو جو
نامی تھے اور تمام معرکون مین اُنسے کارنمایان ظہور مین آتے تھے تہ تیغ بیدریغ کیا او صلابت خان عین الملک کا بھانجا
بھی زخم کاری اُٹھاکر خانہ زین سے جدا ہوا منقول ہے کہ قاعدہ عین الملک کا یہ تھا کہ جس وقت کام اُسپر تنگ ہوتا تھا معرکہ مین
پیادہ ایستادہ ہوتا تھا اور اپنے سپاہیون کو جنگ کی ترغیب و تحریص کرتا تھا اسواسطے اُس قتال مین بھی گھوڑے
سے اُترکر آدمیون کو مقاتلہ مین مصروف کیا اور کام اس نہایت کو پہونچا کہ احمد نگر کے باشندے مجروح اور خستہ ہوکر
مقہور ہوئے اور نظام شاہیہ کے زیر علم ایک ہزار سوار اور سو ہاتھی سے زیادہ باقی نہ تھے باوجود اس حال کے بامید

جلوس کو باتفاق جمیع برادران قلعہ سے نکل گیا اور لوگ دولتاباد کے دو فرقہ ہوئے تمام حبشی اور غریب حسین نظام شاہ
کے شریک ہوئے اور دکنی ہندو اور مسلمان قصبہ بیکاپور کے قریب میران عبدالقادر کے پاس فراہم ہوئے اور چتر
اسکے سر پر بلند کیا اور باقی شہزادے یعنی محمد خدابندہ اور شاہ علی اور شاہ حیدر وغیرہ اور میران محمد باقر بھی ساتھ اسکے
موافق ہو کر دم موافقت کا مارنے لگے قریب تھا کہ بھائیوں کے درمیان آتش قتال شعلہ زن ہووے اور جماعت
کثیر طرفین سے ضائع ہو کہ ناگاہ چار پانسو نفر سلحدار اور جولدار قاسم بیگ حکیم کی تدبیر سے اُس سے جدا ہوئے اور حسین
نظام شاہ کی ملازمت میں روانہ ہوئے اور مردم قلعہ نے اس امر سے قوی پشت ہو کر چتر اور سورج مکھی اسکے سر پر لگائی
اور عبدالقادر دفع فساد اور تالیف قلوب کے واسطے زر حیطر لٹانے لگا امرائے دکن مثل خورشید خان اور عالم خان چیتی
وغیرہ حسین نظام شاہ کو قوی تر دیکھکر بوسیلہ قاسم بیگ امان نامہ کہ باصطلاح دکن میں قول نامہ کہتے ہیں حاصل کر کے اور
عبدالقادر کی رفاقت ترک کر کے ہر ایک اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے اور عبدالقادر نے زمانہ کی ہاری سے
حیران ہو کر اپنے بھائیوں اور عزیزوں سے مشورہ کیا انہوں نے صلاح فرار میں دیکھی عبدالقادر مع ایک جماعت
مخصوصان سے برار کی طرف عماد الملک کے پاس گیا اور اُس حدود میں وفات پائی اور شاہ علی اور میران محمد باقر اور
محمد خدابندہ بیجاپور کی طرف روانہ ہوئے اور شاہ حیدر پرندہ کی طرف بھاگا مملکت موروثی خس و خاشاک ایں و آں سے پاک
ہوئی اور خطبہ بنام ائمہ معصومین علیہم السلام پڑھا اور حسین نظام شاہ باستقلال تمام بادشاہ ہوا اور بعد چند روز کے ایک جماعت
امرا کو جنہوں نے عبدالقادر سے اتفاق کیا تھا سزا دی سیف عین الملک جو بعد از سلطان بہادر گجراتی آ کر سپہ سالار
برہان شاہ ہوا تھا ہراساں ہو کر برار گیا اور خواجہ جہان حاکم پرندہ نے کہ بیٹی اُسکی شاہ حیدر بن برہان شاہ کے حبالۂ
نکاح میں تھی اس امر کا قصد کیا کہ عادل شاہ کی اعانت اور حمایت سے اپنے داماد کو احمدنگر کا بادشاہ بناوے اس
سبب سے رسوم تعزیت اور تہنیت میں قیام نہ کیا اور حسین نظام شاہ یہ اخبار سنکر اور یہ اطوار دیکھکر برہم ہوا اور رفع
تہمت کے واسطے ایک مکتوب خواجہ جہان دکنی کو بھیجا خواجہ جہان دوستی کے مضمون پر اطلاع پا کر اندیشہ میں
غرق ہوا نہ اظہار مخالفت اپنے حوصلہ طاقت میں دیکھتا تھا اور نہ عزیمت ملازمت سے نسیم سلامت مشام جان
میں پہنچتی تھی دونوں طرح مشکل تھی ناچار ایک جواب دور از صواب مرقوم کیا مضمون اس کا یہ تھا کہ چہرہ
اخلاص خار تقصیر ظاہری سے خراشیدہ ہوا ہے صورت ملاقات کو خوف وہراس مانع قوی ہے اس وقت تقبیل
آستانۂ سلطنت سے معاف رکھیں پھر کسی وقت احرام طواف کعبۂ آمال باندھکر دربار ہمایوں میں حاضر ہوں گا
اس جواب سے نظام شاہ کو یقین ہوا کہ خواجہ جہان ملاقات کے واسطے نہیں آوے گا اس واسطے قلعہ
پرندہ کی طرف روانہ ہوا اور آگ فتنہ غارت کی روشن کی اور خواجہ جہان نے ہراس بیقیاس کو اپنے
دل میں راہ دیکر اپنے ایک عزیز کو اُس قلعہ میں چھوڑ کر لوازم قلعہ داری کے باب میں وصیت کر کے خود باتفاق
شاہ حیدر عنان عزیمت راہ ہزیمت کی طرف پھیری اور ابراہیم عادل شاہ کے پاس فریادی گیا **بیت** + چو
وحشی جہ برجست کان سیل تیز + سر آورد دراں صید گہ رستخیز + امرائے نظام شاہی نے قلعہ کو محاصرہ

کہ مبادا رام راج پیشتر اس سے قلعہ رائچور کو مسخر کر کے بیجانگر کی طرف معاودت کرے تعجیل فرماتا اور ایسے وقت مین ایک جماعت کفار
جو ہم پیشہ رومی خان تھے عرض مین پہونچایا کہ بتقصیر رومی خان کی طرف سے ہے اگر وہ چاہے تھوڑے عرصہ مین قلعہ کی دیوار کو
مسمار اور منہدم کر کے خاک کر دے برہان شاہ نے شعلہ غضب مشتعل کر کے چاہا کہ رومی خان کو اپنے دست مبارک سے تہ تیغ
کر کے خاک مذلت پر ڈالے ارکان دولت اور اعیان حضرت نے سر زمین پر رکھکر اس کی سفارش کی اور رومی خان خوف سے
متعہد ہوا کہ مین دس روز کے عرصہ مین دیوار قلعہ کی خاک کے برابر کر دونگا پھر وہ اپنے کام مین مشغول ہوا اور قلعہ تسخیر کرنے مین
اعجاز ید بیضا کام مین لایا اور ایام موعود سے پیشتر دیوار قلعہ کو صفحہ خاک سے جدا کیا اور دلیران سپاہ ظفر پناہ ایک حملہ رستمانہ
کر کے قلعہ مین در آئے اور اسے مفتوح کیا برہان شاہ نے اس قلعہ کو مجدداً تعمیر کیا اور رومی خان کو نوازش بادشاہانہ سے
بخشی اور ازدیاد عزت کے واسطے اپنے اسپ خاصہ پر اسے سوار کیا اور شہزادہ حسین کو فرمایا کہ بارہ قدم پیادہ اسکے رکاب مین چلے
اور اس تفاخر کے سبب بعد چند سال کے فتح رام راج بھی جیسا کہ چاہیے اسکی سعی اور بحین کوشش سے وقوع مین آئی اور
سنہ ۹۶۰ نوسو ساٹھ ہجری مین پھر عادل شاہ کی تمام ولایت کی تسخیر کے درپے ہوا اور رام راج کو اس بات پر موافق کیا کہ قلعہ شعاع
اور ابتکر کو محاصرہ کر کے اس حدود کے دوسرے پرگنات پر آب بہورہ کے ساحل تک قابض ہووے اور بیجاپور اور گلبرگہ پر
بھی متصرف ہووے پھر سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھ ہجری مین برہان شاہ رام راج کو موافق کر کے بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا عادل شاہ تاب
مقابلہ کی نہ لا کر پنالہ کی طرف مفرور ہوا اور برہان شاہ قلعہ بیجاپور کے محاصرہ مین مشغول ہوا قریب تھا کہ مفتوح کرے ناگاہ خود
مرض الموت مین محصور اور مبتلا ہوا اور قاسم بیگ حکیم کی تکلیف دہی سے احمدنگر جا کر اسی مرض مین جان جان آفرین کو سپرد
کی اور باغ روضہ مین بپہلوے احمد نظام شاہ پیوند زمین کر کے خاک کے سپرد کیا اور بعد چند مدت کے استخوان دونون بادشاہ
اسکے برادر وہ کہ کے کربلاے معلی مین لے گئے اور خاص آل عبا کے تحت گنبد مین ایک گز کے فاصلہ پر مدفون کیا اور
اسی سال سلطان محمود گجراتی اور سلیم شاہ بادشاہ دہلی بھی برحمت حق واصل ہوئے پدر مولف مولانا غلام علی
ہندوشاہ نے انکی تاریخ سلک نظم مین کھینچی یہ مشہور کی قطعہ سہ خسرو راز زوال آمد بیکبار + کہ ہند از عدل شان دارالامان بود
یکے محمود شاہنشاہ گجرات + کہ ہمچون دولت خود نوجوان بود + دویم اسلیم شہ سلطان دہلی + کہ در ہندوستان صاحبقران
بود + سیوم آمد نظام آن شاہ بحری + کہ در ملک دکن خسرو نشان بود + زمین تاریخ فوت این ہر سہ خسرو + چو میپرسی زوال
خسروان بود + اسامی اولاد ذکور برہان شاہ کے جو اسکے بعد بقید حیات تھے حسین اور عبد القادر کہ والدہ انکی بی بی آمنہ
تھی و شاہ علی کہ والدہ اسکی بی بی مریم دختر یوسف عادل شاہ تھی و شاہ حیدر کہ داماد مخدوم خواجہ جہان دکنی تھا میران محمد باقر جو بیجاپور
مین فوت ہوا اور شہزادہ سلطان محمد خدابندہ جس نے بنگالہ مین وفات پائی ۔

ذکر حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ بحری کی سلطنت کا

جس وقت کہ برہان نظام شاہ مغیلستان پر خار جہان سے روضہ رضوان کی طرف خرامان ہوا بڑا بیٹا اسکا حسین نظام شاہ
کہ تیس برس کا تھا قائم مقام ہوا شاہزادہ عبد القادر کہ باپ کے نزدیک بہت عزیز تھا اس امر مین مخالفت کر کے روز

کمال عجلت میں تھا دنے اعلائے قدم رکاب دار میں رکھا اور عادل شاہ کہ اُس ساعت میں روز عید کے غسل میں مشغول تھا وقت پوشاک پہننے کی نپائی تعجیل تمام آپ کو اس معرکہ سے کنارہ کیا اور چتر و علم اور گھوڑا اور ہاتھی بہت مع توپخانہ فوج نظام شاہیہ کے ہاتھ آیا اور شکست اور جان کا عوض ہوا اس درمیان میں ایک عرضداشت سیف الملک کی طرف سے آ پہنچی اور بلند مبارکباد فتح کہنے لگی برہان شاہ کہ اس معاملہ سے خبر نہیں رکھتا تھا کیفیت احوال سے مطلع ہو کر اسی وقت سوار ہوا اور قلعہ کے مقابل ایستادہ ہو کر قسم یاد کی کہ اہالی قلعہ اگر آج قلعہ سپرد نہ کریں گے بجبر و قہر آتش عظیم افروختہ کر کے انکے زن و فرزند صغیر و کبیر کو آگ میں جلا کر خاکستر کروں گا جب یہ خبر متحصنوں کو پہونچی ہراسان ہوئے اور اسی وقت قلعہ اسکے سپرد کیا اور اس طرح سے عادل شاہ نظام شاہ کی ولایت میں در آیا پرگنہ سر دھیرہ کو خراب و ویران کر کے بطور ایلغار نظام بیجری میں قلعہ پرندہ کی سمت پہونچا جب دروازہ قلعہ کا کشادہ دیکھا قسمت میاں سے سرآور ہو کر قلعہ میں حملہ آور ہوا اور بہت آدمی خواجہ جہان کے قتل کر کے قلعہ پر متصرف ہوا پھر عادل شاہ قلعہ ایک کسی کے سپرد کر کے بیجاپور گیا نظام شاہ نے یہ خبر سنکر قلعہ کلیان اپنے ایک معتمد کے حوالہ کیا اور بمحل استعجال کوچ متواتر سے پرندہ کی طرف روانہ ہوا حسب و پسر ملہ باقی رہی وہاں کا تھانہ دار رات کے وقت گھوڑوں کی آواز کو صدائے لشکر نظام شاہ تصور کر کے سراسیمہ پلنگ پر سے اٹھا اور قلعہ کا دروازہ کھولکر راہ فرار پائی باقی آدمی بھی بیدل ہو کر اسی رات کو نکل گئے نظام شاہ بعد دو دن کے وہاں داخل ہوا حسب قلعہ خالی دیکھا خواجہ جہان کو بدستور سابق سپرد کر کے احمد نگر کی طرف مراجعت کی اور انہیں سنوات میں ایام حکومت بیجانگر سے بوارم دوستی درمیان میں لا کر مع خیل و حشم درمیان ولایت عادل شاہ سے رائچور کی طرف گیا اور اس سے ملاقات کر کے یہ مقرر کیا کہ قلعہ رائچور اور مدکل کو رام راج مفتوح کرے اور قلعہ شولاپور اور گلبرگہ پر جو متصرف ہو رام راج نے رائچور اور مدکل کو گھیرا اور برہان شاہ نے قلعہ شولاپور کو مرکز کے مانند درمیان میں لیکر حوزہ تصرف میں لایا پھر باتفاق قلعہ بیجاپور کا محاصرہ کیا بروایت صحیح بعد چند روز کے برہان شاہ نے نکسا ڈری سے کہا کہ عنقریب موسم برسات پہونچیگا ہمیں اور رام راج کو اس قلعہ میں قیام کرنا تضییع اوقات ہے اگر رائے عالی تجویز کرے میں شولاپور میں جا کر اسے گھیر دوں تو دونوں قلعہ ایکبارگی مفتوح ہوں نکسا ڈری نے یہ مقدمہ رام راج کے ذہن نشین کر کے رخصت دی برہان شاہ مع لشکر رام راج کے اس طرف روانہ ہوا قلعہ شولاپور کہ گچ اور پتھر سے روئے زمین پر نصب تھا مرکز کے مانند گھیر کر چلپی رومی خان سے کہا کہ جلد یہ قلعہ مسخر کرے یہ رومی خان کسی زمانہ میں سلطان بہادر گجراتی کے ملازموں میں سے تھا اور مقصود یہ کہ اسکے بعد قلعہ گلبرگہ کی طرف جا کر اسے بھی مفتوح کرے اس درمیان میں رومی خان نے نصب توپ کلان بیس تیس گز دیوار میں رخنہ کر کے اسکو مسخر کیا اسکے بعد خبر پہونچی کہ رام راج نے قلعہ رائچور اور مدکل کو لیکر بیجانگر کی طرف معاودت کی بادشاہ نے اس سال صلاح گلبرگہ کی روانگی کی نہ دیکھی مقر دولت کی طرف سوار ہوا کہتے ہیں چلپی رومی خان جو شاہ طاہر کا دست گرفتہ تھا اُسے توپیں صاعقہ آسا حصار شولاپور کے مقابل نصب کیں اور اسکے برج و منارہ کو ضرب توپ سے مضمون عالیہا سافلہا کا ظہور میں پہونچایا تھا اور مضمون آیہ کریمہ امطرنا علیہم مطرا یعنی من حجارۃ وقوع میں لا کر ہر برج اور رخنہ اس حصن حصین میں ڈالتا تھا لیکن دلیرانہ رخنہ سے پہونچا کہ عاریان عظام قلعہ میں داخل ہوتے اور بیان سماماس توہم ہے

کیا ابراہیم عادل شاہ نے امراے برکی کو پیشتر بھیجا اور خود بھی بقصد استخلاص پیچھے سے روانہ ہوا اور امراے برکی کے
سد راہ ہونے سے غلہ اور آذوقہ کی رسد بند ہوئی اور امراے برکی وقت بے وقت بطریق قزاقی اور بطور شبخون برہان شاہ کے
دائرہ لشکر پر تاخت لاکر آدمیوں کو سونے نہ دیتے تھے برہان شاہ نے حکم کیا کہ لشکر کے گرداگرد ایک حصار یعنے دیوار آٹھ گز
بلند اور بعضے مقاموں میں چار گز کھینچیں تا کہ قلعہ کلیان کے گرد دوسرا مٹی کا قلعہ تیار ہو جاوے اور ابراہیم عادل شاہ بھی قلعہ
کلیان کے قریب پہونچکر نظام شاہ کے پہلو میں اترا اور اُس نے بھی اپنے لشکر کے گرد دیوار تیار کی اور جب ماہ رمضان
پہونچا غلہ اور تمام مایحتاج کم ہوا ایک قحط لشکر احمد نگر میں ظاہر ہوا آدمیوں کو دو دو تین تین روز تک کھانا میسر نہ
تھا فاقہ میں ماہ صیام کے روزے رکھ کر رہتے تھے برہان شاہ دلگیر ہوا اور ارکان دولت سے اس امر میں مشورہ کیا
بعضوں نے صلاح مراجعت میں دیکھی اور بعضے کہنے لگے بہتر یہ ہے کہ دیوار کے اندر جا کر دشمن سے جنگ کریں اگر فتح ہووے
پھر محاصرہ میں مشغول ہو کر تھوڑے عرصہ میں مسخر کریں اور اگر شکست ہووے اپنے ملک کا راستہ لیں برہان شاہ نے کہا
گھوڑے فاقہ کشی سے نہایت کمزور ہیں دوا دوش کی تاب نہیں رکھتے بہتر یہ ہے کہ لڑائی سے پہلو تہی کر کے احمد نگر کی
طرف معاودت کریں اُسکے بعد باطمینان تمام پھر منزل مقصود کی طرف آویں شاہ جعفر برادر طاہر شاہ اور قاسم بیگ حکیم کو یہ راے
پسند نہ آئی اور یہ کہنے لگے اتنی مرتبہ ہم جنگ کر کے حریف پر غالب ہوئے ہیں خدا نخواستہ اگر اس دفعہ قضیہ منعکس ہووے تصور
نہیں رکھتا ہے برہان شاہ خاموش ہوا اور بعد برخاست مجلس شاہ سوار ہوا اور پولا راے برہمن کے مکان پر گیا اور احوال
انجمن کے مشورہ کا بیان کیا پولا راے نے عرض کی کہ میں اسکا جواب تجویز کر کے کل کہ روز عید ہے معروض کرونگا لیکن
حضرت خزانچی کو حکم کریں کہ دو تنخواہ جو کچھ اُس سے طلب کرے بلا عذر سپرد کر دے اور حیلہ وعذر درمیان میں نہ لاوے
برہان شاہ نے جو اعتماد تمام اُسکی دو تنخواہی اور کاروانی پر رکھتا تھا اُسکی عرض قبول فرمائی پولا راے اُسی شب کو ایک لاکھ ہون
خزانہ سے لیکر عین الملک کے مکان پر جو امراے کبار سے تھا گیا اور یہ کہا احوال ایسا ہے جو آپ مشاہدہ کرتے ہیں بے جنگ
ترک محاصرہ کرنا اور اپنے ملک کی طرف جانا موجب لاکھوں فساد اور خرابی کا ہے اور ہمراہ ایسے لشکر پریشان اور بدحال کے بادشاہ
کو ہمراہ لیجانا اور جنگ صف کرنا نہایت دشوار دکھائی دیتا ہے آپ اس بارہ میں کیا مناسب دیکھکر فرماتے ہیں عین الملک نے
کہا ہم ارباب شمشیر ہیں جو تمہاری راے میں آویگا ہم اُسپر عمل کرینگے پولا راے نے کہا میں یہ صلاح دیکھتا ہوں کہ صبح عید کو
تم لشکر آراستہ کرو اور ایکایک بیخبری میں کہ تمام افواج لوازم عید میں مشغول ہوگی دائرہ غنیم پر حملہ آور ہو کر گل نصرت باغ
اقبال شاہی سے دستیاب کرو عین الملک نے یہ مشورہ قبول کیا پولا راے نے مبلغ مذکور اُسکے حوالہ کر کے یہ بات
کہی کہ تم یہ روپیہ روز عید کے خرچ کے بہانہ فوج پر تقسیم کرو الغرض جب ہلال شوال چرخ پر نمودار ہوا عین الملک نے وہ زر نقد
امرا اور لشکر پر قسمت کیا اور یہ فرمایا کہ تم سب علی الصباح مسلح اور مستعد رہنا کہ بادشاہ کے سلام کو جا کر مبارکباد کہیں
چنانچہ صبح روز عید کو جب خبر پائی کہ مردم عادل شاہی تمام مراسم عید میں معروف ہیں قواعد ہوشیاری ہیں قیام نہیں رکھتے
لہذا اپنے دور لشکر کی دیوار میں رخنہ کر کے برآمد ہوئے اور فوج غنیم کے قریب جا کر بزور فیلان کوہ پیکر قریب
چالیس گز دیوار اُس کے گرد لشکر کی ڈھائی اور بفراغت تمام داخل ہو کر قتل میں مشغول ہوئے مردم عادل شاہی

روز کے مزاج و علاج شاہ طاہر کا صحت ہوا اور ۹۵۶ نو سو چھپن ہجری میں اُسکی طائر روح نے آشیانہ جنت کی طرف پرواز
کی اکابر اصاغر اُس بلدہ کے محزون اور ملول ہوئے قالب مطہر انکا زمین کو سپرد کیا اور بعد چند عرصہ کے استخوان اُسکے
قبر سے برآوردہ کر کے کربلاے معلے میں بھیجے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے گنبد میں بفاصلہ ڈیڑھ گز ضریح
مقدس کے مدفون کیا اور اُنسے تین بیٹیاں اور چار بیٹے رہے اُن بیٹوں کے نام جو یاد تھے تحریر ہوئے شاہ حیدر شاہ
رفیع الدین حسین شاہ ابو الحسن شاہ ابو طالب اُن سب میں شاہ حیدر مولد عراق ہے اور باقی دکن میں پیدا ہوئے اور
شاہ حیدر اپنے باپ کی وفات کے وقت ایران میں شاہ طہماسپ کی خدمت میں تھا اور بعد مراجعت حسب الوصیت
صاحب سجادہ ہو کر ارباب ارادت کا مقتدا ہوا اسے جامع عجائب اسلوب تحریر میں اس حکایات کے معروف ہوتا ہے کہ شاہ طاہر
مدت عمر عفت اور ورع اور تقوی اور دینداری اور مروت اور سخاوت اور حلم و تواضع میں اتصاف رکھتا تھا اور وجیہ اور
خوش محاورہ تھا کس واسطے کہ ایران اور ہندوستان میں ہمیشہ امور اہل اسلام کے سرانجام میں قیام کر کے نقش خیر خواہی
صغیر و کبیر کے صفحۂ دل پر لکھتا تھا زبان گوہر فشان اُسکی مفسر حقائق مصحف آسمانی تھی اور بیان ہدایت نشان اُسکا
مبین دقائق کتب سماوی تھا ملہم خجستہ بنیان اسکا مطلع آیات ارشاد اور خاطر فرخندہ مآثر اُس کے مصدر
ہدایت و ارشاد تھی اور وہ جناب بہت مشائخ کبار اور اہل دل کی صحبت اُٹھائے ہوئے تھا اور علم تفسیر اور
حدیث و فقہ اور ریاضی اور جمیع احکام رمل و جفر میں بے شبہ و نظیر تھا اور نظم و نثر میں بھی مہارت تام رکھتا تھا
دیوان قصائد اور کتاب انشا اسکی جمیع بلاد خصوصاً ہندوستان میں سائر اور دائر ہے اور تھوڑے اشعار گہربار اس جناب کے
بیست اور نثر میں کتاب کے واسطے مندرج کیے امید کہ ارباب تاریخ معیوب نفرماویں اور تصنیفات سے اُسکی شرح باب
حادی عشر ہے علم کلام میں اور شرح جعفریہ فقہ امامیہ میں اور حاشیہ تفسیر بیضاوی اور حاشیہ شرح اشارات اور محاکمات
اور حاشیہ مطول اور شفا اور مطول اور گلشن راز اور شرح تحفہ شاہی اور رسالہ پالکی کہ ایک سفر ہاے ہند میں باتباع
راہ پالکی میں بیٹھکر تصنیف کیا تھا مصنف اُسکے بیان کرتے ہیں کہ جس وقت شاہ طاہر بطریق ایلچی گری احمد آباد
بیدر میں گیا تمام طالب علم اُسکی زیارت کو جا کر سعادت ملاقات سے مشرف ہوئے مگر ایک عالم دکن کہ اپنے تئیں
نہایت اعلم علماے عصر سے جانتا تھا کمال غرور سے اُسکے مکان پر نہ گیا بعد چند روز کے سامان ضیافت
کر کے چاہا کہ شاہ طاہر کو اپنے مکان پر بلاؤں پھر ایک شخص کو اُس کی طلب میں بھیجکر یہ سطر لکھی قال النبی
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم الاجابۃ سنۃ موکدۃ شاہ طاہر نے اُس کے تحت میں لکھا کہ زیارۃ القادم
فاذا تعارضا تساقطا پھر وہ فاضل ہندی اس جواب سے اس فاضل عصر کی دانشمندی قیاس کر کے اُسکی زیارت
کو گیا اور آپ کو مثل قطرہ دیکھکر دریاے زخار کے مقابل پشیمان ہوا اور اُسکے دست حق پرست کا بوسہ لیا اور معذرت
کی اور منقول ہے کہ برہان شاہ نے شاہ طاہر کے بعد اور وفات قاسم بیگ حکیم اور دیوپال راے کو شرح و مدح کر کے
محل اعتماد کیا اور راے نے عماد شاہ کو بسبب بعضے مقدمات کے امداد عادل شاہ سے منحرف تھا اور باتفاق جو آئے
حوالی قلعہ کلیاں کی تسخیر کے واسطے لشکر آرا ہوئے اور بعد از طی مسافت اُس قلعہ کو محصور اور قلعہ سدون پر کام تنگ

حملہ آور ہوا اس سبب سے نظام شاہیہ منہزم ہوئے چتر اور علم اور فیل و توپخانہ چھوڑ کر احمد نگر کا راستہ لیا برہان شاہ نے شاہ طاہر کو علی برید
کے پاس بھیجکر اپنی موافقت کے واسطے ہدایت کی اور علی برید نے بخلاف طریقۂ آباؤ اجداد کے عادل شاہ کی جانبداری
اور رفاقت سے ہاتھ نہ کھینچا اور نظام شاہ کے جادۂ اطاعت مین قدم نہ رکھا اور خانجہان علی برید کا چچا کہ موزون طبع اور
شوخ خوشدل اور حنفی مذہب تھا ایک مجلس مین شاہ طاہر سے پوچھا کہ سرگین بخارا طاہر ہے یا نجس اُس جناب نے فرمایا
تفصیل اس مسئلہ کی مجھے یاد نہین ہے انشاء اللہ تعالے جب احمد نگر جاؤنگا کتاب دیکھکر تعین بخوبی تمام مفہوم اور معلوم
کرونگا خانجہان اور حضار مجلس اگرچہ شاہ طاہر کا یہ کنایہ سمجھے کہ یہ سراسر تہدید ہے تغافل کر کے اور باتون مین مشغول ہوگئے
اور قصہ سرگین بخارا کا یہ ہے کہ اس شہر مین برسات کے موسم مین کیچڑ اور دلدل بہت ہوتی ہے اس واسطے زمانہ سابق کے علما
نے اتفاق کر کے یہ بات تجویز کی کہ اگر ہم اس مٹی کو کہ گوبر اور پیشاب حیوانات کا اسمین داخل ہے نجس جانین حرج لازم آویگا پس
اولی یہ ہے کہ کثرت بلوے سے حکم طہارت کل بخارا کرین پس کہنے لگے طین بخارا طاہر ہے اس سبب سے بالضرورت لازم آیا کہ
سرگین حیوانات بخارا طاہر جانین خانجہان نے یہ روایت سنکر حرفت لے اوبانہ زبان زد کیے لیکن اس مولف کے دل
مین ایسا گذرتا ہے کہ جو بخارا دار السلام اور علوم دینی کا معدن ہے اور اسمین رافضی اور خارجی کو دخل نہین ہے اور مقام اکثر بزرگان
اور مشایخان اہل یقین ہے اس سبب سے روافض نے از راہ عداوت و خصومت یون مشہور کیا ہے القصہ اسکے بعد اُس جناب
یعنی شاہ طاہر نے احمد نگر کی طرف مراجعت فرمائی اور برہان شاہ نے ہر دم بید رکی برائی اور بیان اکثر سماعت فرمائین تادیب
اور انتقام کے ارادے سے سامان سفر اور یراق لشکر مہیا کیا اور علی برید کے قلعون کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا پہلے قلعہ اوسہ کو
محاصرہ کر کے کام متحصنون پر تنگ کیا علی برید نے قلعہ کلیانی ابراہیم عادل شاہ کے پیشکش کر کے طلب استمداد کی جب
عادل شاہ نے بعزم اعانت بیجاپور سے کوچ کیا علی برید اُس سے جا ملا اور دونون باتفاق اُسکی طرف متوجہ ہوئے
اور نظام شاہ نے اُنکے مقابلہ مین جاکر اوسہ سے ایک کوس پر شورجنگ کو گرم کیا اور دونون کو معرکہ سے پسپا کر کے پھر قلعہ
کی تسخیر مین مشغول ہوا اور عرصہ قلیل مین بقول و امان اُسکو مفتوح کیا پھر اُسکے بعد قلعہ اودگیر کی طرف روانہ ہوا اور اُسکو
بھی مسخر کر کے قلعہ قندھار کی فتح پر ہمت والا نہمت مصروف فرمائی اور اُسکے محاصرہ کے وقت ابراہیم عادل شاہ اور
علی برید نے ایکبار اور جرأت کر کے نظام شاہ کے مقابلہ اور محاربہ مین قیام کیا اور وہی صورت سابق پیش آئی اور بہت
گھوڑے اور ہاتھی اُنکے احمد نگریون کے تصرف مین آئے اور اُسی سال کہ ۹۵۵ھ نو سو پچپن ہجری تھے جب برہان شاہ نے
قلعہ قندھار کو بھی فتح کیا احمد نگر کی سمت معاودت فرمائی ابراہیم عادل شاہ کے مقربون نے اُسے یہ پیغام دیا کہ لوگ اس
بادشاہ کی بدمزاجی اور قہاری سے نہایت درجہ تنگ آ گئے ہین چاہتے ہین کہ عبد اللہ بن اسمعیل عادل شاہ کو جو بندر گوہ
مین رہتا ہے تخت پر بٹھاوین اور یہ امر آنحضرت کے بدون توجہ و التفات میسر نہوگا برہان شاہ باتفاق جمشید قطب شاہ
ولایت عادل شاہ کی طرف متوجہ ہوا اور بحسب اتفاق اُنہین دنون اسد خان قلعہ بلگوان مین بیمار ہوا اور برہان شاہ
اصل مقصود کو ملتوی کر کے اس فکر مین ہوا کہ اس قلعہ پر کسی ڈھب سے متصرف ہون قضارا اُسی عرصہ مین اسد خان نے اس
جہان فانی سے انتقال کیا ابراہیم عادل شاہ قلعہ پر قابض ہوا اور برہان شاہ اپنے دار الملک احمد نگر مین آیا اور بعد چند

کی خدمت میں حاضر ہوا عادل شاہ نے مع عماد الملک و اسد خان کے نظام شاہ کا مقابلہ کیا برہان شاہ نے مقابلہ اور مقاتلہ میں صلاح نہ دیکھی امیر برید کے ہمراہ اپنے ولایات کی طرف راہی ہوا اور انھوں نے احمد نگر تک تعاقب کر کے اکثر ممالک کو حرکت برہان شاہ اور امیر برید نے محال توقف وہاں نہ پائی دولت آباد کی سمت راہی ہوئے قضارا امیر برید اس مقام میں اجل مقدر سے مر گیا نظام شاہ نہایت مضطرب ہوا اور شاہ طاہر اور قاسم بیگ اور مخدوم خواجہ جہاں کے کہنے سے صلح کی اور پانچ پرگنہ پر کہ اس یورش میں متصرف ہوا تھا عادل شاہ کو واپس کیے اور سنہ ۹۵۰ نوسو پچاس ہجری میں جب سلطان جمشید قلی قطب شاہ متصدی ولایت تلنگ ہوا برہان شاہ نے تعزیت اور تہنیت جلوس کے واسطے شاہ طاہر کو اس حدود کی طرف بھیجا اور جمشید قلی قطب شاہ مچھلی کے شکار کے بہانہ ایک تالاب پر جو راستہ میں احمد نگر کے ہے اور گلکنڈہ اس مقام سے سولہ کوس کے فاصلہ پر ہے روانہ ہوا اور اس مقام میں شاہ طاہر کی ملاقات سے مستعد ہوا اور طریقہ پیری اور مریدی کا ملحوظ رکھکر اس جناب کو گلکنڈہ کی طرف لیگیا اور اس عرصہ میں برہان شاہ نے انتقام کیلیے نقض عہد کر کے رام راج اور قطب شاہ کو عادل شاہ کے اطراف ممالک کے لیے تحریص کی اور لہذا اسکے کہ شاہ طاہر نے گلکنڈہ سے مراجعت کی خود بھی شولاپور کی طرف سوار ہوا اور عادل شاہ نے سیلاب لشکر کا اطراف مملکت میں چاروں طرف دیکھکر پانچ پرگنہ نظام شاہ کو دیدیے اور رام راج کو بھی جس طرح سے کہ ممکن ہوا راضی کر کے اپنی سرحد سے واپس کیا اور ان سعوات میں فرمانروا ایران یعنی شاہ اسمعیل صفوی نے جسکا کہ برہان شاہ نے بھی محبت اہلبیت رسالت اختیار کی ہے آقا سلمانی طہرانی المشہور بہ مہتر جمال کو کہ چراغچی باشی مقرب تھا منصب کی مبارکباد کے واسطے احمد نگر کی طرف بھیجا اور ایک غلام ترک مسمی شاہ قلی اور ایک عدد الماس بزرگ قیمتی ہمایون شاہ کے لیے اور ایک قطعہ زمرد کہ اسپر نام معصوم علیہ عباسی منقوش تھا اور بھی تحفے و ہدایے نفائس ایران کہ تعداد اسکی موجب تطویل ہے برہان شاہ کے واسطے ارسال کیا اور ایک انگوٹھی عقیق کی کہ جو خود انگشت مبارک میں رکھتا تھا اور کلمہ التوفیق من اللہ اسپر نقش شاہ طاہر کے واسطے بھیجی مہتر جمال احمد نگر میں پہونچکر التفات نامہ شاہ ایران مع ایلچی کے برہان شاہ کے حضور لایا آنحضرت پہلے اسکی نسبت اعزاز و تکریم پیش آئے اور آخر جب اسنے امرا کی مجلسوں میں حاکم کی ہمزبانی کی اور ارباب جاہ کے دل کو برہم کرنے لگا اور شاہ طاہر سے بے ادبانہ پیش آیا اور کلمات وحشت آمیز زبان پر لایا تو برہان شاہ نے بعد سال بھر کے اسکا آنا موقوف کیا اور ایسے تحفے وہدایا کے مقابل شاہ ایران کو کچھ نہ بھیجا شاہ طاہر مضطرب ہوا اور اپنے برادر شاہ حیدر کو جو فضل و کمال کی صفت میں موصوف تھا مع تبرکات اور تسوقات ہند اپنی طرف سے والی عجم کے پاس بھیجا اور انھیں دنوں میں برہان نظام شاہ رام راج کی اعانت کے سبب قلعہ گلبرگہ کی تسخیر کی عزیمت میں روانہ ہوا اور قصبہ آذرجان کے قریب جو مضافات گلبرگہ سے ہے عادل شاہ کی افواج سے مقابل ہوا اور ایسی کارزار واقع ہوئی کہ سپہر دوار نے باوصف اتنی عمر پانے کے ایسی لڑائی نہ دیکھی تھی مثنوی دو ابر از دو سو در خروش آمدند ٭ دو دریاے آتش بجوش آمدند ٭ سم بادپایان ہوا دا لعل ٭ بخون دلیران زمین کرد لعل ٭ درخشیدن تیغ آئینہ تاب ٭ زرہ خندہ بر چشمۂ آفتاب ٭ پہلے افواج میمنہ اور میسرہ عادل شاہی دشت فرار کی طرف شکست فاحش کھا کر آوارہ ہوئی آخر میں عادل شاہ چار ہزار مرد اہل سر دلیر کمیں سے بر آمد ہوا نظام شاہ جو کہ لشکر کو اسکا غارت میں مشغول تھا کمال غلبہ ...

کے واسطے احمد آباد گجرات بھیجکر شاہ حسن انجو کو بلدۂ احمد نگر مین لایا اور برہان شاہ کی ملازمت مین مشرف کر کے مجلسیان حضور سے کیا اور اسید طہور شاہ جعفر اور شاہ طاہر اور ملا شاہ محمد نیشاپوری اور ملا علی گل استرابادی اور ملا رستم جرجانی اور ملا علی ما زندرانی اور ایوب ابو البرکہ اور ملا عزیز اللہ گیلانی اور ملا محمد امامی استرابادی اور بھی افاضل اور اکابر دکن کی طرف متوجہ ہوے اور احمد نگر کو گلستان ارم کیا اور سید حسن مدنی جو نقبا ے مدینہ سے تھے اُس بادشاہ نیک اعتقاد کے شرف دامادی سے مشرف ہوے اور جاگیر لائق پائی اور علاوہ اُسکے مبلغ خطیر کربلاے معلے اور نجف اشرف مین بھیجکر زوار روضات اور اُس حدود کے مستحقون کو تقسیم کیا اور اس سبب سے کہ احمد نگر مین اُس مذہب کے جاہلون اور بہرائیون نے زبان خلفاے راشدین کے طعن و لعن مین دراز کی تھی سلطان محمود گجراتی اور میران مبارک شاہ فاروقی اور ابراہیم عادل شاہ اور عماد الملک نے آپس مین اتفاق کر کے یہ تجویز کی کہ لشکر کشی کر کے مملکت احمد نگر کو آپس مین تقسیم کرین اور برہان شاہ نے اُس جماعت کی لشکر کشی سے اطلاع پائی تو راستی خان نام ایک غریب کو برسم رسالت ہمایون بادشاہ کے پاس بھیجا اور ایک عرض داشت مشتمل بر اظہار اخلاص و التماس اعانت و لشکر کشی گجرات کی طرف ارسال کی چونکہ بحث شیر شاہ کے درمیان مین آ گئی کچھ اثر اسپر مترتب نہوا راستی خان پلٹ آیا اور برہان شاہ نے سلطان گجرات اور برہان پور کو تحف و ہدایا بھیجکر راضی کیا اور جسقدر سپاہیان غریب تیر انداز کہ ابراہیم عادل شاہ نے برطرف کر دیے تھے ملازم رکھے اور جاگیرات خوب دے کر قوی پشت ہوا اور اُنکی حمایت کے بھروسے پر بیجا پور کی طرف چڑھائی کی اور حرب و ضرب شمشیر و سنان کے بعد برہان شاہ غالب آیا اور سو ہاتھی اور کئی توپخانہ عادل شاہی پر متصرف ہوکر سالماً و غانماً احمد نگر کی طرف مراجعت کی اور اس فتح کے سبب بلند آوازہ ہوا اور چار برس کے عرصہ مین چند لڑائیان کہ اُسکی تفصیل مولف کی نظر سے نہین گذری دونون بادشاہون کے درمیان واقع ہوئین ہر مرتبہ برہان شاہ کا غلبہ رہا اور سنہ ۹۴۹ نو سو انچاس ہجری مین جب درمیان ابراہیم عادل شاہ اور اسد خان بلگوانی کے جو امراے کلان اس دولتخانہ سے تھا رنجش اور کدورت درمیان مین آئی برہان شاہ باتفاق امیر برید بیجا پور کی طرف متوجہ ہوا اور یہ مشہور کیا کہ اسد خان نے مذہب کی یگانگی کے جہت سے قلعہ بلگوان سپرد کرنے کو مجھے طلب کیا ہے اور جو یہ بات قریب الفہم تھی ابراہیم عادل شاہ متوہم قلعہ بیجا پور سے برآمد ہوا اور برہان شاہ جب شولاپور کے اطراف مین پہونچا اور زین خان کے پانچ پرگنہ پر قابض ہوا اور وہ پرگنے خواجہ جہان کو دیکر قدم آگے بڑھایا یعنے بلگوان کی طرف توجہ فرمائی تو ولایت مرج اور کلہار اور مان اور پاس کو تاخت و تاراج کیا اور آتش افروزی سے آبادی کا نشان نچھوڑا اور اسد خان کہ برہان شاہ کی موافقت تہمت سے قلعہ بلگوان مین تھا عادل شاہ کے دربار نجا سکتا تھا چھ ہزار سوار ہمراہ لیکر برہان شاہ سے جاملا برہان شاہ تیر تدبیر ہدف مراد پر دیکھکر بیجا پور کی طرف سوار ہوا عادل شاہ جو کہ تاب مقاومت نرکھتا تھا آب بیورہ سے عبور کر کے حسن آباد گلبرگہ کی طرف گیا برہان شاہ بیجا پور پہونچا اور چند روز اسکا محاصرہ کیا جب دیکھا کہ کوئی فائدہ نہوگا تو بقصد تعاقب حسن آباد کی طرف روانہ ہوا اور لسند خلق جیسا کہ پہلے اپنے مقام مین تحریر ہوا بذریعہ عماد الملک کے جو بیجا پوریونکی مدد کے واسطے آیا تھا موقع ملا ابراہیم عادل شاہ

نظام شاہ میں قاضی بیگ طہرانی کے اہتمام سے تیار ہوئی اس جامع اس حکایت کا محمد قاسم فرشتہ کہتا ہے کہ برہان شاہ کا
خواب میں دیکھنا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا عادل شاہ کے خواب سے مشابہ ہے چنانچہ مورخین
تواریخ ایران کا اتفاق ہے کہ عادل شاہ نے سلطان ہونے کے بعد دو مرتبہ حضرت رسالت پناہ کو خواب میں دیکھا اور
ہر مرتبہ حضرت امیر المومنین یعسوب الدین علی ابن ابی طالب علیہ السلام آں سرور کے بارگاہ نبوت کے ہمراہ تھے حضرت
خاتم الانبیاء نے بعد تعریف عترت طاہرہ کے فرمایا کہ تجھے لازم ہے کو میرے اہلبیت کی نسبت طریق اخلاص جاری رکھے اور انکی
پیروی کر کے سادات کو گرامی رکھے اس سبب سے عادل شاہ نے اہلبیت پیغمبر آخر الزماں کی محبت اپنے صفحۂ دل پر نقش
کی اور سادات کربلا و نجف کو گرامی رکھکر شیعہ مذہبوں کو مقرب درگاہ کر کے ہر ایک کو منصب مناسب پر منصوب فرمایا اور بعض
تواریخ میں یوں نظر سے گذرا کہ عادل شاہ اکثر اوقات زبان پر لاتا تھا کہ میں اصحاب کبار کا منکر نہیں ہوں اور انکی بزرگی
اور فضیلت اور بہتری کا زیادہ تر اقرار کرتا ہوں لیکن جو حضرت رسالت پناہ نے بقواعد محبت اور اخلاص میں نسبت
جناب ولایت انتساب اور ان کے گیارہ فرزندوں کی سفارش کی ہے جو کچھ لوازم اخلاص اور خدمتگاری ہے انکی
نسبت بجا لاتا ہوں اور عادل شاہ نے وفور محبت سے کہ ساتھ اہلبیت اطہار کے رکھتا تھا ارتحال کے وقت
اپنے بھائی الجایتو سلطان کو کہ جو سلطان محمد خدابندہ مشہور تھا اہلبیت کی محبت کے واسطے وصیت فرمائی اور
اس بادشاہ نے اپنے بھائی سے قدم آگے رکھا یعنی مذہب شیعہ اختیار فرمایا اور دوازدہ امام علیہم السلام کا نام
خطبہ اور سکہ میں ثبت کر کے باقی صحابہ کے نام خطبہ سے ساقط و برآوردہ کیے اور مولف اس نسخہ گرامی کا
بحر حیرت میں غوطہ کھا کر کہتا ہے کہ اگر مذہب ما میں حق ہے اول تو مذہب انکا کیا ہوگا اور اگر دوسرا مذہب حق ہے سفارش
آنحضرت کی اس مذہب کے رواج میں کیا معنی رکھتی ہے اللہم افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین امید کہ
جو ہیران معاملہ مہم کار آگاہ جب اس مقام میں پہونچیں مانند باد صرصری کے نہ گذر کریں اور اس مقام میں نہایت غوطہ
فرما کر تمام التفات و توجہ دست اقتدار سے نہ چھوڑیں کہ یہ مقام جائے تامل و تفکر ہے اور اس درویش دلریش کو صحیح طریقہ
سے روایت ثابت ہوگئی کہ قصہ خواب برہان شاہ اور عادل شاہ کے سراسر ہیچ اور لغو ہے مردم رفضی اپنے مذہب
کی ترویج اور ترغیب کے واسطے بالعکس تحریر کرتے ہیں واللہ اعلم القصہ برہان شاہ جو اس مذہب کے رواج دینے
میں مصروف تھا تمام وظائف اہلسنت موقوف کر کے شیعہ مذہبوں کو دیئے اور چار دیواری پتھر اور چونہ سے قلعہ جنگ کے
مقابل بطور مدرسہ تیار کی اور اسکا نام لنگر دوازدہ امام رکھا اور قصبہ چوہیرا اور سنورا اور آسیا پور اور چند دیہہ کم
اسکے واسطے وقف کیے اور ہر روز چاشت کے وقت آتش لگا کر سو سیر کو دیتا تھا اور شاہ طاہر ہمت نظام شاہ کے
دولتخانہ کی رفعت پر مصروف کر کے درپے اسکے ہوا کہ مہمان خاندان رسالت کو اطراف و اکناف سے اس ولایت میں
فراہم لاوے پھر رحیل براہ بادشاہی سے عراق اور خراسان اور فارس اور گجرات کی طرف بھیجکر اہل تشیع کے ایک
طالب ہوا اور تھوڑے عرصہ میں خلاصہ اقالیم سبعہ مثل اسمٰعیل معودی نے برفاقت خواجہ سعید صاعدی کہ مدت مدید سے سرزمین
حکومت کی تھی گجرات میں آ کر اس حدود میں سکونت کی بارہ ہزار ہوں برہان شاہ سے لیکر شاہ حسن کی بارہ

بیماری کی اور خواب مین دیکھنا حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور قصہ لحاف کا مفصل ظاہر کیا یہ سنکر اکثر علماے مجلس
اور مقربان حضرت اور غلام ہندی اور ترک اور حبشی اور امرا اور منصب دار اور سلحدار اور شاگرد پیشہ یہانتک کہ جاروب کش اور
فراش اور فیلبان تخمیناً تین ہزار آدمی نے مذہب اثنا عشری اختیار کیا اور نام اصحاب ثلثہ خطبہ سے ساقط کرکے حضرات ائمہ
معصومین کے اسامی سامی پر اکتفا کیا اور چتر سفید سلطان بہادر گجراتی کا اس مذہب [illegible] کے رسوخ کے واسطے سبز رنگ سے
متبدل کیا لیکن ملا پیر محمد استاد اور بعضے علما اس اطوار کے مشاہدہ سے پریشان اور ناراض ہوکر مجلس سے برآمد ہوئے اور
بلدہ احمدنگر مین غوغاے عظیم برپا ہوا اور رات کے وقت امراے کبار اور منصب دار متعصب ملا پیر محمد کے مکان پر جاکر کہنے لگے
مصرع ای باد صبا این ہمہ آوردہ تست ہا اس سید کو کہ بلاے دل و دین ہے تو کہان سے لایا چونکہ علوم غریبہ سے خبردار ہے ہمارے
صاحب کو گمراہ کیا اور ہمارے علما پر افسون پڑھ کر زبان بندی کی اب تدبیر کیا ہے بعضے بولے کہ ہجوم کرکے شاہ طاہر کو قتل کیا
چاہیئے ملا پیر محمد نے کہا کہ جب تک برہان شاہ زندہ ہے یہ امر صورت پذیر نہوگا بہتر یہ ہے کہ ہم پہلے برہان شاہ کو سلطنت سے
معزول کرکے عبدالقادر کو تخت شاہی پر بٹھا دین اس وقت شاہ طاہر کو عبرت خلائق کے واسطے بسیاست تمام ہلاک کرین غرضکہ
اجینہ قضیہ یوسف عادل شاہ اور ہجوم خلائق دین کے واسطے وقوع مین آیا بارہ ہزار سوار اور پیادہ نے ملا پیر محمد کے
ہمراہ دروازہ قلعہ کے مقابل اور کالا چبوترہ کے قریب حاضر ہوکے بہ نیت محاصرہ صفین آراستہ کین اور شاہ طاہر اور اسکے
فرزندون کے مکان پر پہرے بھیجے اور فتنہ عظیم برپا کیا برہان شاہ نے اس حال سے واقف ہوکر فرمایا دروازہ قلعہ کا بند کرین
اور لوگ برج قلعہ اور بارہ پر چڑھ کر توپ سے اعدا کو دفع کرین اور بلوہ حد سے افزون ہوا برہان شاہ نے شاہ طاہر سے
بدحواس ہوکر فرمایا انجام اسکا کیا ہوگا شاہ طاہر نے کہ علم رمل مین شاگرد ملا شمس الدین جعفری کا تھا قرعہ پھینک کر حکم کیا
کہ آپ قلعہ کھولکر سوار ہوون اسی وقت آپ تائید ایزدی سے مظفر اور منصور ہوکر اعدا کو دشت ادبار مین متفرق اور پریشان
فرماوینگے برہان شاہ فوراً مسلح ہوکر چار سو سوار اور ایک ہزار پیادہ اور پانچ ہاتھی مع چتر سبز و علم ہمراہ رکاب لیکر قلعہ سے
برآمد ہوا اور شاہ طاہر نے آیہ سیہزم الجمع مشت خاک پر پڑھکر اعدا کی طرف پھینکی اور ایک جماعت تاجیون کی بھیجکر یہ حکم دیا
کہ تم افواج مخالفون کے قریب جاکر بآواز بلند کہو کہ جو دو تنخواہ سرکار ہووے وہ بلا توقف چتر اور رایت فلک سا کے سایہ مین حاضر
ہووے اور جو کہ حرامخور ہے ملا پیر محمد کا شریک ہوکر قہر سیاست شاہی کا منتظر رہے جب تاجیون نے شاہ طاہر کے فرمانے پر
عمل کیا اسی وقت لعل اور افسران سپاہ امان خواہ ہوکر رکاب ظفر انتساب مین جا ملے اور ملا پیر محمد سپاہ قلیل لیکر اپنے مکان کی
طرف روانہ ہوا برہان شاہ نے ملک احمد تبریزی کو جو مقربان درگاہ سے تھا اور خواجہ محمود جو میرزا جہان شاہ کے نواسون سے تھا
فوج لیکے سے ملا پیر محمد کے تعاقب کو نامزد کیا وہ جاکر اسے گرفتار کر لایا اور برہان شاہ نے حکم اسکے قتل کا فرمایا شاہ طاہر
نے اسکے حقوق قدیمی منظور رکھکر شفاعت کی اور برہان شاہ نے اگرچہ اسے تیغ سیاست سے امان دی لیکن ایک قلعہ مین
محبوس کیا اور بعد چار برس کے بہ سعی شاہ طاہر اس قید سے نجات پائی اور بدستور سابق مسند قرب و عزت پر متمکن ہوا اور
اس مقام مین کہ برہان شاہ نے وہ خواب دیکھا تھا ایک عمارت عالی تعمیر کرکے بعد اوتام رکھا اور اس موقع مین کہ مدرسہ
شاہ طاہر حسین نظام شاہ نے اپنے عہد مین ایک مسجد پختہ گچ و سنگ سے بنا فرمائی اور وہ مسجد ابتدا سے ۱۰۰۰ھ مرتضے

کچھ مناسبت دیکھیگا وہ عمل کریگا برہان شاہ نے کہا اسقدر مجھے صبر نہیں ہے پہلے یہ مذہب اختیار کرلوں اُسکے بعد حجت کچھ
میں نے مشاہدہ کیا ہے مشرح بیان کروں شاہ طاہر نے کہا بسبب اس اخلاص کے کہ مجھے بادشاہ کی خدمت میں حاصل
ہے جب تک مجھے حقیقت حال پر آگاہ نہ فرمائیگا ہرگز اس مذہب کے عقائد ہرگز تلقین نکریگا برہان شاہ نے
قصہ خواب اور حکایت لحاف مفصل ظاہر کی شاہ طاہر نے باطمینان تمام اسامی دوازدہ امام علیہم السلام مع مناقب اور
فضائل ایک ایک کے مذکور کرکے یہ بات کہی کہ ارکان اور قواعد اس مذہب کے اہلبیت کے تولا اور اُن کے
دشمنوں سے تبرا ہیں برہان شاہ نے اس بحر میں اترے جام سرشار محبت اہلبیت نوش کیا اور شاہ طاہر اس بیت کے
مترنم ہوا بیت چہ مبارک سحری بود وچہ فرخندہ شبے + آن شب قدر کہ این تازہ براتم دادند اور شہزادہ حسین اور
عبد القادر اور اُم انکی والدہ بی بی آمنہ اور بھی مرد و عورت اور سائر اہل حرم اس شراب اعتقاد سے مسرور ہوئے اور
سب نے نشان اہلبیت کی محبت کا بلند کیا اور جب خورشید خاور مع تیغ و تبر مہر مشرق ہدایت سے برآیا برہان شاہ نے
چاہا کہ خطبہ سے نام خلفائے ثلثہ ساقط کرکے خطبۂ اثنا عشر پڑھاوے شاہ طاہر اسوقت عجلت و شتاب سے مانع ہوا اور
یہ فرمایا صلاح دولت یہ ہے کہ حضرت ظل اللہ اس راز کو فاش بعد از ان نہ فرمائیں بہتر یہ ہے کہ علمائے مذہب کو فراہم کرکے کہئے کریں
طالب مذہب حق ہوں اتفاق کرکے ایک ان چار مذہب سے اختیار کروں تو میں بھی وہ مذہب بخوش دلی اختیار
کرسکتا اور مذہب سے احتراز کروں برہان شاہ نے شاہ طاہر کے کہنے پر عمل کیا اور ملا پیر محمد استاد اور فضل ال
نائیبہ اور ملا داؤد دہلوی اور علمائے چار مذہب جو احمد نگر میں جمع ہوئے تھے اور قلعہ کے اندر اس عمارت میں
کہ جلوس درس شاہ طاہر بھی حاضر ہوکر آپس میں بحث کرتے تھے اور ہر ایک اپنے مذہب کی حقیقت پر
براہین اٹھا کر اوروں کے دلائل رد فرماتے تھے اور اکثر اوقات برہان شاہ بھی اس جلسہ میں موجود رہتا تھا چونکہ اکثر
علوم سے آشنا تھا اُسکی ماہیت کو یہ سمجھتا تھا غرضکہ چھ مہینے ارباب علم کا اس طرح سے گذرے اور آپس میں مباحثہ
رہا برہان شاہ نے شاہ طاہر سے یہ فرمایا کہ عجیب ایک محبت مشاہدہ ہوتی ہے کہ ان چاروں مذہب کی
کسی کی ترجیح دوسرے پر مشخص نہیں ہوتی ہے ہر شخص دعوی اپنے مذہب کی صحت کا کرتا ہے میں ان چاروں مذہب سے کیونکر
ایک مذہب اختیار کروں اگر ان چاروں مذہب کے سوا اور کوئی مذہب ہو آپ بیان فرمائیں تو حق و باطل اسکا بھی
دریافت کروں شاہ طاہر نے جواب دیا ایک مذہب اور ہے کہ اسکو اثنا عشری کہتے ہیں اگر حکم ہووے تم اُسکی بھی کتب کا
مطالعہ کروں برہان شاہ نے ساتھ اُسکے اشارہ کیا اور اس گروہ کے ایک علما کو جسکا نام شیخ احمد نجفی تھا تلاش
کرسکے لائے اُسنے علمائے چار مذہب سے مناظرہ کیا اور شاہ طاہر اسکی تقویت اور جانبداری کرتا تھا علمائے
اہل سنت سمجھے کہ شاہ طاہر شیعہ مذہب سے تعلق رکھنے کے حمایہ میں آئے اور اکثر اوقات ملزم ہوکر مجلس سے برخاست
کرنا چاہتے تھے رفتہ رفتہ کام اس نہایت کو پہنچا کہ شاہ طاہر نے کتب اہل سنت کے درمیان سے برآوردہ کرکے بحث
خلافت ان افضل الناس ابوبکر صدیق اکبر کے بعد از حضرت خیر البشر اور حکایت طلب کرنا دوات و قلم اور کاغذ اور قصہ باغ
فدک اور مثل اُسکے مذکور کیا برہان شاہ نے جب دیکھا کہ جمیع علما شاہ طاہر سے ملزم یعنی قائل ہوگئے حکایت عبد القادر کی

جمعہ ہی بادشاہ نذر کرے کہ اگر حضرت پیغمبر آخر الزمان اور دوازدہ امام علیہم السلام کے قرب و منزلت کی برکت سے آج
شب کو شہزادہ عبدالقادر کو شفا عطا ہو خطبہ ائمہ اثنا عشر پڑھوا کر ان کے مذہب کے رواج مین کوشش کرون گا
برہان شاہ کہ ہرگز شفاے فرزند کی امید نرکھتا تھا اوسکی زندگی سے مایوس ہوا تھا یہ کلام سنکر نہایت محظوظ ہوا
اسی وقت جیسا کہ مذکور ہوا دست مبارک اپنا شاہ طاہر کے ہاتھ مین دے کر عہد و پیمان بجا لایا اور شاہ طاہر
اپنے مکان پر نہ گیا تمام رات شہزادہ عبدالقادر کے پلنگ کے قریب بیٹھا رہا ہرچند کوشش کرتا تھا کہ لحاف شہزادہ
ڈالے کہ تصرف ہوا نہو دے اور وہ حرارت کی حدت اور بیچینی سے ہاتھ پاؤن مار کر لحاف پھینکدیتا تھا برہان شاہ
نے اپنے فرزند کی یہ حالت روی دیکھکر فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ عبدالقادر آج کی رات کا مہمان ہی یہ نہایت کرب مین ہی
لحاف اسپر ڈالو تو ہوا دنیا کی کھا کر ایک ساعت خوش حال ہو اور برہان شاہ صبح تک اسی طرح سے ملول اور
محزون بیٹھا رہا اور سر عبدالقادر کے پلنگ پر رکھکر سو گیا اوس حالت مین کیا دیکھتا ہی کہ ایک بزرگوار نورانی شکل
اسکے سامنے سے آتا ہی اور ان بزرگوار کے یمین و یسار بارہ شخص ہین برہان شاہ استقبال کرکے ان بزرگوار کو
سلام کرکے مودب کھڑا ہوا ایک صاحب نے ان مین سے فرمایا کہ تو ان بزرگ کو جانتا ہی کہ کون ہین حضرت محمد مصطفی
ہین اور یہ بزرگوار جو آپ کے یمین و یسار ہین دوازدہ امام علیہم السلام ہین اس درمیان مین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا ای برہان حق سبحانہ تعالے نے علی اور اوسکے فرزندون کی برکت سے عبدالقادر کو شفا بخشی تجھے مناسب ہی
کہ میرے فرزند طاہر کے کہنے سے تجاوز نہ کرے برہان شاہ بہ نہایت بشاشت و خوشحالی خواب سے بیدار ہوا دیکھا کہ
عبدالقادر پر لحاف پڑا ہی اسکی والدہ اور اسکی دایہ کہ بیدار تھین پوچھا کہ یہ لحاف مین نے دور کیا تھا کسنے اس پر ڈالا دونو
کہا ہم نے اس پر نہین ڈالا اسی لحظہ خود بخود حرکت کرکے عبدالقادر پر جا پڑا اور اس حال کے مشاہدہ سے ہمپر ایسا خوف
غالب ہوا کہ ہم مین کلام کرنے کی قوت نرہی برہان شاہ نے ہاتھ زیر لحاف کرکے دیکھا کہ اثر تپ مطلق نرہا اور شہزادہ
شبہاے گذشتہ کے خلاف خواب شیرین مین جا کر باستراحت تمام سوتا ہی برہان شاہ شکر الہی بجا لایا اور اسیوقت ایک
خدمتگار شاہ طاہر کے بلانے کو بھیجا اس شخص نے جا کر دروازہ کی زنجیر ہلائی اور دستک دی اور شاہ طاہر کی کیفیت یہ تھی
کہ دستار مبارک اپنے سر سے جدا کرکے نہایت عجز و انکسار سے پیشانی زمین پر رکھکر درگاہ بے نیاز سے عبدالقادر کے شفا کی
درخواست کرتا تھا خدمتگار کے آنے سے نہایت مضطرب ہوا اور سمجھا کہ بادشاہ میرے کہنے سے آزردہ ہوا اور قاصد جان ہی
مجھے زندہ نچھوڑیگا اور یا عبدالقادر اجل مقدر سے مرگیا ہی وہ نذر اپنے اوپر مبارک جانی یہ تخیلات اسکے دل مین گذرتے تھے
کہ ایک شخص اور اس کی طلب کو آیا خوف و ہراس زیادہ تر ہوا اور چاہا کہ مکان کے عقب دیوار سے کود کر بھاگون کہ ناگاہ
چھو سات آدمی اور متعاقب اسکے طلب کو آئے شاہ طاہر تن برضا بقضا دیکر لوازم وصیت بجا لایا اور اپنے اہلبیت کو رخصت
کرکے شہریار کی خدمت مین روانہ ہوا اور جب خبر آمد اسکی برہان شاہ نے سنی خلاف عادت دروازہ تک آکر استقبال
کیا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر عبدالقادر کی بالین پر لیگیا اور فرمایا کہ عقاید مذہب اثنا عشری مجھے تلقین کر تو ساتھ اس کے
قیام کرون شاہ طاہر نے اس بارہ مین تامل کیا اور کہا پہلے شاہ حقیقت حال بیان فرما دے اوس وقت یہ خاکسار جو

کہ اُس سے نہایت محبت رکھتا تھا مضطرب ہوا قاسم بیگ حکیم اور دیگر حکمائے ہند و ایران مسلمانوں کو جمع کرکے
فرمایا کہ اس فرزند دلبند پر کہ میری حیات اس کے ساتھ وابستہ ہے مساعی جمیلہ مبذول رکھو اور اگر جانو کہ میرا پارہ جگر
اس لخت جگر کی تداوی کے واسطے درکار ہووے اُس کے دینے میں مضائقہ نہ کرونگا تم پہلو چیر کر میرا جگر برآوردہ
کرکے اُسکے علاج میں صرف کرو کہ اُسکی زیست اپنی حیات پر بہتر قبول کرتا ہوں خلاصہ یہ کہ ہر چند حکمائے درگاہ نے
اُس کی اصلاح میں کوشش کی اثر پذیر نہوئی اور روز بروز مرض بڑھتا گیا اور طاقت نے جواب دیا آخر کو یہ نوبت
پہونچی کہ برہان شاہ نے عالم اضطرار میں براہمہ کے گھر سے بتخانہ میں صدقات بھیجے اور کافر و مسلمان کوئی باقی نہ رہا
کہ اُس سے التماس دعا بہتری کی ہو شاہ طاہر نے جو ہمیشہ مذہب اثنا عشریہ کی فکر ترویج میں رہتا تھا اُس وقت
فرصت پاکر برہان شاہ سے عرض کی کہ شاہزادہ کی شفا کے بارہ میں ایک تدبیر بندہ نے کی ہے لیکن اُسکے اظہار
کرنے میں لاکھوں خطرے متصور ہیں برہان شاہ نے کہ شفائے فرزند کے حصول میں نہایت کوشش کرتا تھا
یہ بات سُنکر شاہ طاہر سے فرمایا جو تدبیر تم نے کی ہے اُسے بیان کرو تو میں بھی اس میں حسب الامکان کوشش
کروں اور جو کہ شرط العباد ہے بجا لاؤں اور تجھے کسی طرح کا گزند کسی سے نہ پہونچیگا شاہ طاہر نے کہا کہ میں ہنگامہ کا اندیشہ
نہیں رکھتا خوف اس امر کا ہے کہ شاید وہ امر شہریار کے مزاج کے موافق نہ آوے اور مجھے معاتب بلکہ معاقب فرماوے
اور نظر کیا اُسے گر کر اعدا کی شماتت میں مبتلا ہوں برہان شاہ زیادہ تر مشتاق طریق شفائے فرزند کے استماع کا
اور مبالغہ حد سے لیگیا شاہ طاہر نے جرأت کرکے اول مرتبہ اسی قدر کہا کہ اگر شاہزادہ آج کی شب شفا پاوے تو
بادشاہ عہد کرے اور نذر فرمائے کہ زر خطیر حضرات ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی اولاد کو کہ عبارت سادات سے
ہے پہونچاؤنگا برہان شاہ نے کہا وہ بارہ امام کون ہیں شاہ طاہر نے بیان کیا اول علی مرتضیٰ ہے جو داماد اور ابن عم
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شوہر حضرت فاطمہ زہرا دوسرے امام حسن اور امام حسین فرزندان فاطمہ زہرا
علیہم السلام ہیں اور اسی طرح سے باقی اماموں کے نام اور صفت ذہن نشین کیے برہان شاہ نے کہا میں نے نام ان
امام کے عہد طفلی میں اپنی والدہ کی زبانی سے سنے تھے اُس وقت سے آج تک یہ بات میرے گوش زد ہوئی تھی مگر لگ کہ تم
کہتا ہے جب کہ میں نے تجاوز میں رد نہ سمجھکر مد زبانی تو کیا مرتضیٰ علی اور بی بی فاطمہ کے فرزندوں کے نام لوازم نذر بجا
نہ لاؤنگا شاہ طاہر نے جب اُسے ملائم دیکھا کہا میرا مقصود محض ان بزرگواروں کے نام سے یہیں ہے بلکہ سلسلہ
کچھ اور ہی ہے اگر بادشاہ میرے ساتھ عہد کرے کہ جو کچھ میں عرض کروں اگر موافق طبع ہمایوں نہووے آزار جانی نہ پہونچا
مجھے اور میرے فرزندوں کو رخصت مکہ عطا فرمائے اس شرط پر اپنے دل کا راز عرض کرونگا برہان شاہ نے یہ امر
قبول کیا اور لوازم عہد و پیمان بجا لاکر مصحف اقدس اور صحیفہ واثقہ باللہ کی قسم کھائی کہ میں تجھے آزار جانی نہ پہونچاؤنگا
اور روادار دوسرے کی ایذا رسانی کا بھی ہونگا مثنوی مدار بندہ آسمان در پی + کر وامایہ دارد جہان در کمین + خدائے
کلاہ ہر کہ آگاہ نیست + چرا در امان بخیر در راه نیست + کہ از ما نبینی بجز لطف و مہر + اگر از روش باز ماند سپہر + حسب
شاہ طاہر کی خاطر شہریار کے قسم و عہود سے دغدغہ سے فارغ ہوئی زبان اُسکی دوام دولت میں کھولکر فرمایا کہ آج شب

جناب کو دولت شنگرف اور نعمت غیر مترقب جانکر برس روز تک کتاب مجسطی کے پڑھنے مین مشغول رہا اور تمام دکن مین یہ غلغلہ ہوا کہ پرندہ ایسے بزرگوار کے وجود سے مزین اور منور ہی کہ پیر محمد سا اوستاد اُسکے شاگردون مین فتحار رکھتا ہی ملا پیر محمد برس روز تک تقریبات اُٹھا کر وہان مقیم رہا اور جب احمد نگر کی طرف معاودت کر کے برہان شاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا آن حضرت نے درنگ اور توقف کا سبب پوچھا جواب دیا کہ اس سفر مین ایک دانشمند کی صحبت مین کہ صاحب جامع علوم ظاہری اور باطنی تھا اور مثل اُس کے مین نے عمر بھر ایران اور توران اور ہندوستان مین کوئی فاضل اور عالم نہین دیکھا تھا معزز ہوا اور نعمت عظمی جانکر کتاب مجسطی کے پڑھنے مین مصروف ہوا اور اس جامع فیوضات نامتناہی کی برکت اس بے بضاعت کے شامل حال ہوئی بہت ایسے مجہولات اور اسرار علوم اور منکشف ہوئے کہ طائر بلند پرواز فہم انسانی اُس کے مدارج عالیہ کے کنہ کمال مین راہ نہین پاتا اور عقل نکتہ دان عقلائے زمان کو اُسکے اطوار سے آگاہی نہین ہی اور اُسے فوز عظیم جانکر درس مین مشغول ہوا رباعی در وصف کمالش عقلا حیرانند * بقراط حکیم و بوعلی نادانند * با این ہمہ علم و حکمت و فضل و کمال * ور مکتب علم او الف نے خوانند * برہان نظام شاہ جو ہمیشہ علما اور فضلا کی صحبت مین رغبت فرماتا تھا اُس قدوہ انام کی صحبت اور مجالست کا خواہان ہوا اسی وقت ایک مکتوب شوق آمیز اور محبت انگیز ترقیم کر کے پیر محمد استاد کے ہاتھ پرندہ مین بھیجا خلاصہ مضمون اُس کا یہ ہی **فرد** چو باد صبح گذر کن سوی حدیقہ اُنس * چو ہمرناز قدم رنجہ کن باین گلزار * خواجہ جہان نے مجبور ہوکر شاہ طاہر کے واسطے سامان سفر درست کیا اور سنہ ۹۲۸ نوسو اٹھائیس ہجری مین بلدہ احمد نگر کی طرف توجہ فرمائی اعیان و اشراف چار کوس سے استقبال کے لیے روانہ ہوئے اور شاہ طاہر کو باعزاز و اکرام تمام شہر مین لائے برہان شاہ نے بعد از ملاقات مشمول عنایات خسروانہ فرمایا اور سر جملہ مجلسیان حضور سے کر کے پایہ اُسکی قدر و منزلت کا تمام مقربان درگاہ سے بلند کیا **مثنوی** تو چون گوہر قیمتی غم مدار * کہ ضائع نگردا ندت روزگار * اگر ریزہ زر ز دندان گاز * بیفتد بہ شمعش بجویند باز * اور بعد از فراغ مہمات سلطان نے اول سے زیادہ تعظیم و تکریم مین کوشش کی اور شاہ طاہر سے مستدعی ہوا کہ قلعہ احمد نگر کے اندر مسجد جامع ہی اسمین مجلس درس منعقد کیجیے شاہ طاہر اُس کے کہنے کے موافق ہفتہ مین دو دو روز وہان جا کر علمائے پائے تخت کے ساتھ بحث علمی مین مشغول ہوتا تھا اور جمیع علمائے پائے تخت کے حاضر ہونے سے مجلس عظیم ترتیب پاتی تھی اور برہان شاہ کہ ذوق کلام بہت رکھتا تھا اکثر اوقات اُس مقام مین حاضر ہوکر مودب بیٹھتا تھا اور جب تک درس و بحث سے علما مفروغ نہوتے تھے برخاست نکرتا تھا ایک دن وقت مباحثہ نے طول کھینچا بعد تفرقہ مجلس برہان شاہ پیشاب کی شدت سے جلد محلسرا مین گیا اور وا ایسے کہا کہ مجھے علما کے کلام سننے کا اس قدر شوق غالب ہی کہ اگرچہ شدت بول سے بدن اور شکم مین تکدر پیدا ہوتا ہی مگر جب تک سخن تمام نہین ہوتا مین برخاست نہین کرتا الغرض جب ایک مدت اس طور سے گذری طائفہ مہدویہ جونپوری کوکہ شاہ نے فریب کھا کر اپنی بیٹی اُنھین دی تھی بلدۂ احمد نگر سے نکال دیا اور اُسی عرصہ مین شہزادہ عبد القادر برادر شہزادہ حسین کہ اور سب فرزندون مین چھوٹا تھا سوء مزاج بہم پہونچا کر تپ محرق مین گرفتار ہوا اور برہان شاہ

حسد ایک عریضہ متضمن بر اس مضمون شاہ کو لکھا کہ حال اسمعیلیہ اور انکے داعیان کا اظہر من الشمس ہے احتیاج گذارش
کی نہیں ہے شاہ طاہر اس عرصہ میں مقتدا اس جماعت کا ہے اس مذہب کے رواج دینے میں کوشش کرتا ہے اور
ملحدان اور چراغ کشان اور محمودیان اور زندیقان اس پر مجتمع ہوئے ہیں شریعت پیغمبر کو رواج اور رونق نہیں اور
سلاطین اکناف کے ساتھ بھی لوا سر اسلات اور مکاتبات مفتوح رکھتا ہے شاہ اسمعیل نے کہ بہانہ طلب تھا بعد
اطلاع مضمون عرائض کے حرف مذہب بہانہ کرکے حکم کیا کہ پروانہ اسکے قتل کا لکھا جاوے میرزا حسین اس
قضیہ پر مطلع ہوا اور سمجھا کہ یہ معاملہ اصلاح پذیر نہیں ہے ایک پیک صبا رفتار کو کہ اُس کا محل اعتماد تھا کاشان کی
طرف بتعجیل تمام روانہ کیا اور زبانی یہ پیغام کیا کہ اب پروانہ ایسا ہو چکا ہے صلاح یہ ہے کہ وہ بزرگوار بمجرد
آگاہی اس خبر کے نقل مکان کرکے اس بادشاہ قہار کے قلمرو سے نکل جاویں شاہ طاہر یہ خبر سنکر سراسیمہ اور مضطر
ہوا اور اموال اور اثقال سے قطع نظر کی اور اہل و عیال کو ساتھ لیکر بہ سرعت تمام اواخر سنہ مذکور میں موسم
سرما میں ہندوستان کی عزیمت کی اور بندر جرون کی سمت متوجہ ہوا اور اتفاق حسنہ سے جس دن کہ کشتی ہندوستان
کی طرف روانہ ہوتی تھی پہونچا بعد ادا ے نماز جمعہ نسیم عنایت سبحانی سفینہ مراد شاہ طاہر پر چلی بمجرد دوسرے
جمعہ کی بندر گوہ میں جو سادر ہنسے سے ہی بجالایا منقول ہے کہ جب قورچیان کہ فرمان قتل اسکے پاس تھا
کاشان میں پہونچے اور شاہ طاہر کی خبر فرار سنی بسرعت تمام تعاقب میں رواں دواں ہوئے جو مشیت ایزدی
سابقہ اُس کے متعلق تھی کہ شاہ طاہر عاقبت محمود ملک دکن کو قدوم فیض مقدم سے رشک گلستان ارم کرے اور
باشندگان اُس سے نور معرفت حاصل کرکے سالک راہ سداد و صلاح ہو دیں لہذا شاہ ایران کے نامہ بر ساحل
دریاے عمان پر اس وقت پہونچے کہ وہ سید قدسی نہاد دو ساعت پیشتر کشتی سلامت میں بیٹھکر ہندوستان
کی طرف روانہ ہوا تھا کہتے ہیں شاہ طاہر بندر گوہ سے شہر بیجاپور میں پہونچا اسمعیل عادل شاہ ارباب عمائم
کے سوا کسی طائفہ پر نظر عنایت مبذول رکھتا تھا اُسکے احوال پر مشغول نہوا آخر الامر حج ادا کرنے کا قاصد ہوکر
بندر چیول کی جانب روانہ ہوا تا کہ سفینہ توفیق میں سوار ہوکر زیارت مکہ معظمہ اور مدینہ رسول اللہ صلعم
و زیارت مشاہد مقدسہ امیر المومنین اور امام حسین و دیگر ائمہ سے مشرف ہوا اور جب وعدہ سے اطمینان ہو
تو وطن اصلی کی طرف مراجعت کرے اس قصد سے چلا تھا اتفاقاً اثناے راہ میں قلعہ پرندہ میں وارد ہوا
مخدوم خواجہ جہان دکنی نے جو امراے سلاطین بہمنیہ سے تھا اور ان کے بعد نظام شاہ سے ملتحق ہوکر اس قلعہ میں
رہتا تھا شاہ طاہر کے قدوم سعادت لزوم سے خبر پاکر قسم قسم کی تعظیم و تکریم سے اُس کو بلایا اور مبالغہ و الحاح
تمام التماس توقف کی اور اُسکے فرزند کتب علمی کے پڑھنے میں مشغول ہوئے اور اتفاقات سے اسی عرصہ
میں برہان شاہ نے بخلاف عادت اپنے استاد مولانا پیر محمد شیروانی کو برسم رسالت خواجہ جہان دکنی کے
پاس پرندہ میں بھیجا اور وہ وہاں شاہ طاہر کی خدمت فیض موہبت میں حاضر ہوا ایک ملک بصورت بشر
اور ایک جہان بلباس وحدت دیکھا جمعیت عیسیٰ نگاہ دانش آموزی ید بیضا وقت محفل فردوسی اساس

شخص کو کہ عبداللہ صوفی کہتے تھے بھیجا اور وہ شخص کہ میمون قداح کے فرزندون سے تھا اُس بیٹے کے ہمراہ مغرب کی طرف گیا ابو عبداللہ صوفی نے استقبال کیا اور اُس نے خلقت مغرب سے کہا مین امام ہون اور مصلحتہً کہتا تھا وقت ظہور امام کا نزدیک ہی اور آپ کو فرزندان امام اسمعیل سے شمار کرکے مہدی نام کیا اور لوگون نے القادر باللہ عباسی کے عہد مین ایک محضر اسکے بطلان نسبت کا ساتھ امام جعفر صادق رضی کے تحریر کیا اور بعضے کہتے تھے کہ مہدی بیشک وشبہہ اسمعیل کی نسل سے ہی اور روایت کے سبب مہدی اور اولاد اسکی علوی ہونگی اور ملاحدہ بلاد عجم یعنے حسن صباح اور اتباع اس کے کہ جملہ اعیان اسمعیلیہ سے تھے اور بلاد قہستان والموت مین حکومت کی تھی وہ بھی ساتھ زندقہ والحاد کے منسوب ہین اور بعد ترقیم اس روایت کے کہ بعضے حکایات آئندہ مین دخل رکھتی ہی اور مقوی کلام ارباب حسد وتہمت ہی ارباب کمال کی خدمت مین عرض گذار ہوتا ہی کہتے ہین کہ اوائل دولت اسمعیلیہ مین ایک شخص انمین سے کہ بمزید فضل وورع اتصاف رکھتا تھا اور علم فقہ اور تقوے اور حدیث مین علم مہارت بلند کرتا تھا ترک دنیا کرکے لباس درولیشان مین درآیا اور خلایق کو ساتھ مذہب اثناعشری کے دعوت کرکے اپنے جد اسمعیل کو امام نہ جانتا تھا اور اہل مصر ومغرب نے اعتقاد صادق اور ارادت کامل ساتھ اس سید کے پیدا کی اور تھوڑے عرصہ مین اُسکا عقبہ علیہ مرجع طوائف انام ہوا اور اُسکے فرزندون سے ایک بعد دوسرے کے سجادہ نشین ہوکر مذہب شیعہ کی تقویت کرتے تھے اور اُسکے بعد دولت اسمعیلیہ نے ۵۶۷ھ ہجری مین عزل اور انقراض قبول کیا خطبہ بنام خلفاے عباسی مزین ہوا اور توطن سادات علویہ کہ وارث ملک تھے اُس طرف متعسر ہوا اور ہر ایک ایک گوشہ کی طرف روانہ ہوے اور آخر مین ایک سادات سجادہ نشین نے موضع خوند مین جو مضافات قزوین سے ہی اور گیلان کی سرحد مین واقع ہی توطن اختیار کیا اولاد اسکی سادات خوندیہ مشہور ہوئی اور قریب تین سو سال مسند ارشاد کو اپنے وجود باجود سے قائم رکھا اور سلاطین اور حکام عصر کے نزدیک معزز ومکرم ہوا اور جب خلافت سجادہ نشینی شاہ طاہر حسینی کو پہونچی اور رتبہ اُس کا علوم ظاہری اور باطنی اور فصاحت بیان اور طلاقت لسان اور نباہت شان اور سیرت وصورت مین باپ دادا سے افزون تر ہوا شیعیان مصر اور بخارا اور سمرقند اور قزوین وغیرہ دست ارادت اسکے دامن مین محکم کرکے باعث شہرت عظیم ہوئے اور شہنشاہ ایران شاہ اسمعیل صفوی نے جو خود پیری اور مریدی کی برکت سے صاحب دستگاہ ہوکر منصب جلیل تقدیر بادشاہی مین پہونچا تھا اسلیے درپے اُسکے ہوا کہ سلسلہ جمیع مشائخ ممالک محروسہ کو مٹا دے علی الخصوص سلسلہ مشائخ خوندیہ کو مستاصل کرے اور میرزا شاہ حسین اصفہانی نے جو ناظر محکمہ شاہ اسمعیل تھا اور شاہ طاہر کے ساتھ ارادت صادق رکھتا تھا آدمی اُسکے پاس بھیجکر حقیقت حال سے اُسے مطلع کیا شاہ طاہر سلامتی ترک در ولیشی ظاہری مین سمجھا اور بساط سجادہ نشینی کو پیچیدہ کیا اور ابتداے ۹۲۶ھ نو سو چھبیس ہجری مین حوالی سلطانیہ مین بذریعہ میرزا شاہ حسین اور بعضے ارکان دولت دربار دلکشاے بادشاہی مین رسائی پیدا کی اور سلک علماے حضور مین منسلک ہوا اور اس سبب سے کہ گاہ گاہ شاہ بنظر عبرت اُسے دیکھتا تھا شاہ طاہر بوسیلہ میرزا شاہ حسین منصب تدریس کاشان حاصل کرکے اُس طرف گیا اور طالب اور مریدون کے ہجوم لانے سے مسند تعلیم اور تعلم نے فروغ پایا اور مریدون نے بھی اطراف وجوانب سے کاشان کی طرف توجہ کی اور اُس بلدہ کے رئیسون نے ازروے

میمون قداح سے اعتقاد کیا ہے اور فرقہ اسمٰعیلیہ کہتے ہیں کہ مہدی آخر الزمان عبارت محمد بن عبداللہ سے ہے اور حضرت
خاتم الانبیاء سے روایت کرتے ہیں حدیث علی راس ثلث مایۃ تطلع الشمس من مغربہا کہتے ہیں لفظ شمس اس
حدیث میں کنایہ محمد بن عبداللہ سے ہے اور ایک اہل شیعہ کا یہ قول ہے کہ ولادت مہدی مغربی کی مشہور سنہ دو سو
ساٹھ ہجری میں ہوئی اور ولادت حضرت امام مہدی صاحب الزمان کی بقول اثنا عشریہ سر من راے میں
تیسری رمضان ۲۵۸ھ دو سو اٹھاون ہجری میں ہوئی اور بر تقدیر صحت حدیث لفظ شمس عبارت محمد بن حسن عسکری
سے ہے سیادت علویہ مصر کی باتفاق نسابان اور مورخین مشکوک ہے لیکن جو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جیسا کہ مرقوم خاتمہ تحقیق ہوگا عالم رویا میں برہان شاہ سے کہا کہ میرا فرزند شاہ طاہر جو کچھ کہے اس پر عمل کر لینا
خواب بمقتضائے حدیث صحیح من رانی فقد رانی باتفاق علماء یہ خواب شیطانی نہیں ہو سکتا یقین ہے کہ سادات علیہ
صحیح النسب ہونگے اور سلسلہ یعنی نسب شاہ طاہر کا ساتھ عبداللہ کے اس طرح مشہور ہے شاہ طاہر بن شاہ رضی الدین
بن المولی مومن شاہ بن مومن شاہ بن محمد نوربخش الملقب بہ شمس تبریزی شاہ ور شاہ بن العالم بن مولی محمد بن علی جلال الدین
بن حسین جلال الدین بن کامار محمد بن مولانا حسن العالم بن المولی علی ابن احمد مستنصر بن مولی نزار بن مولی
مستنصر احمد بن معلی محمد بن علی طاہر بن الحاکم بن عزیز العزیز بن اسمٰعیل بن محمد القاسم بن عبداللہ المہدی اور نسبت
عبداللہ المہدی کی ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام کے بروایت مشہور یوں ہے عبداللہ بن الرضا بن التقی
قاسم بن المولی احمد بن الرضا المحمد بن اسمٰعیل بن جعفر الصادق واللہ اعلم بحقیقت الحال خواجہ عطا الملک جوینی
تاریخ جہان کشا میں لکھتا ہے کہ بعد از خلفائے راشدین درمیان اسلام کے ایک جماعت پیدا ہوئی جو باطن میں
فلاسفہ کی معتقد تھی اور باطن میں ہمیشگی عالم اور عدم معاد جسمانی کا اعتقاد رکھتی تھی ظاہر شریعت کو ساتھ باطن
کے بدل کر گریز لینے واسطے پیدا کرتی تھی اور طوائف اہل سنت سے انکار کرتی تھی کہ انھوں نے آل رسول
کی امداد و نصرت نہ کی خاص اس وقت کہ یزید اور اس کے اتباع نے ایسا ظلم صریح کیا اور یہ کلام جملہ معترضہ تھا
امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانہ تک کہ پہلے اپنے بڑے بیٹے اسمٰعیل کو ولیعہد کیا اور جب اسمٰعیل نے مے نوشی
اختیار کی اسے معزول کرکے امام موسی کاظم کو ولایت عہد دی اور روایت صحیح یہ ہے کہ اسمٰعیل اپنے باپ کے عہد میں
فوت ہوا لیکن ایک جماعت کہ جو موسوم بہ کیسانی ہے وہ کہتے ہیں کہ اسمٰعیل اپنے باپ کے بعد از وفات زندہ تھا اور وہ
اصل نص اول ہے بعد اسمٰعیل امام ہے نہ موسی کاظم اور بعد از اسمٰعیل بیٹا اسکا محمد امام ہے اور علویہ مصر تمام اسکی نسل سے
ہیں اور محمد اسمٰعیل بھی امام جعفر صادق کے عہد میں رہ گیا اور محمد تا آخر ساتھ اسکے منسوب ہے اور جب اسکی اولاد
کثرت سے ہوئی خراسان اور قندہار اور سندھ کی طرف جاکر متوطن ہوئی اور اسمٰعیل والدہ کی طرف سے بھی حسینی تھا اور
اسمٰعیلیوں کے دو وکیل تھے ایک میمون قداح اور دوسرا عبداللہ بن میمون اور عبداللہ کو دیار عراق عرب میں گیا اور
ایک لڑکا اسکے ہمراہ تھا کہا میں داعی امام ہوں اور امام کا ظہور قریب ہے اور ایک شخص ابوالقاسم نام کو یمن
کی طرف دعوت کے واسطے بھیجا اور وہاں پہنچکر دعوت میں مشغول ہوا اور اہل یمن نے دعوت اسکی قبول کی اور ایک

ان امور کے خیال کرنے سے نادم اور پشیمان ہو جاؤ زہے سعادت اور چونہین تو اب ہم اور ہمارے اعیان تلوارین برہنہ کرکے
میدان مین کھڑے ہین بلغ نظام شاہ سے برآمد ہوجیے اور زور بازوے تہمتنان عادل شاہی دیکھیے نظام شاہ اس
نفرین سے نہایت شرمندہ ہوا اور فوراً سراپردہ باہر بھیجے اور دوسرے دن کوچ فرماکر موضع آمنہ پور مین جو آباد کیا ہوا
شہزادہ حسین کی والدہ کا تھا چند روز اجتماع سپاہ کے واسطے مقام کیا اور اسکے بعد جب کہ حالت منتظرہ نرہی مع توپخانہ
اور سامان جنگ بسبیل استعجال عادل شاہ کی سرحد کی طرف متوجہ ہوا اور بعد از مقابلہ فریقین نایرۂ قتال شعلہ زن ہوئی
اور جانبین سے مردان مرد اور دلیران معرکہ نبرد میدان مین حملہ آور ہوئے اور شمشیر بران اور سنان جانستان کی ضرب
سے خاک معرکہ کو ایک دوسرے کے خون سے گل کیا اور آخر کو شکست لشکر احمد نگر پر پڑی اور اس روز ہولناک مین
غریب زادہاے خردسال بیجاپور نے دادمردی اور مردانگی دی اور احمد نگری فوج کو متفرق اور پریشان کیا اور شیخ جعفر
معزول برہان شاہ کو مع سپاہ اس معرکہ سے سلامت باہر لایا قریب دو تین ہزار احمد نگری مارے گئے اور توپخانہ اور
گھوڑے اور ہاتھی بہت لشکر عادل شاہی کے ہاتھ آگئے اور برہان شاہ کی عجب بخوت مین بہت تخفیف ہوئی اور بعد چندروز
ایک جماعت طرفین نے درمیان مین آکر دونون بادشاہ سے ۹۴۳ھ نوسو تنتالیس ہجری مین سرحد پر باہم ملاقات کرائی
اور بعد گفت و شنود اور رد و بدل کے یون مقرر ہوا کہ نظام شاہ مملکت برار کو اور عادل شاہ ولایت تلنگانہ کو مسخر کرکے
ولکن کو آپس مین برابر تقسیم کرین قضاراً انھین سنوات مین اسمعیل عادل شاہ فوت ہوا اور تمام مقدمات ملتوی ہوئے اور
۹۴۴ھ نوسو چوالیس ہجری مین برہان شاہ نے شاہ طاہر کی دلالت اور ارشاد سے محبت اہلبیت کی اختیار کی اور نام
خلفاے ثلثہ خطبہ سے موقوف کیا عیاذاً باللہ ومعاذ اللہ لیکن ایک بزرگ نے یہ بیت فرمائی ہے **بیت** ہر کہ در سایہ
آن سروسہی قد باشد ٭ جاش زیر علم سبز محمد باشد ٭ اور جو کہ نشان دوازدہ امام علیہم السلام کا سبز تھا اور قیامت کے روز بھی علم
حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سبز ہوگا برہان شاہ نے شاہ طاہر کی رہنمونی سے چتر اور نشان اپنے سبز کیے
اور تبرائیون کو وظیفہ دیکر حکم کیا کہ کوچہ و بازار اور مساجد اور معابد مین خلفاے راشدین اور انکے پیروان کے لعن طعن مین
مشغول رہین اور اس ڈر سے کہ یوسف عادل شاہ اور اسمعیل عادل شاہ نے امراے کبار حنفی مذہب کے خوف سے
کہ رافضی کش تھے انھین معدوم کیا نظام شاہ کامران ہوا اور بیان اس مقال کا مقتضی اسکا ہے کہ کچھ احوال شاہ طاہر
کا بھی بشرح و بسط مرقوم کرون ناظرین پر تمکین کو واضح ہو کہ شاہ طاہر اولاد سلاطین اسمعیلیہ مصر اور افریقیہ سے
ہے جنکو علویہ بھی کہتے ہین اور تاریخ حبیب السیر مین مسطور ہے کہ اسمعیلیہ نے بلدۂ مغرب اور مصر مین بغرض تمام سلطنت
کی اور مدت حکومت انکی مؤلف کے عقیدہ مین دوسو چھیاسٹھ برس ہے اور اول جس شخص نے اس طائفہ سے ظہور پکڑا
اور مالک زمام جہانبانی ہوا اسے ابوالقاسم محمد بن عبداللہ المہدی کہتے تھے اور یہ مہدی بقول اکثر واشہر اسمعیل بن
جعفر الصادق علیہ السلام کی نسل سے ہے حمداللہ مستوفی نے عیون التواریخ مین اسکے باپ کی اسامی اس طرح سے
نقل کی ہے المہدی بن محمد بن الرضا بن عبداللہ بن التقی بن قاسم بن احمد الرضی بن اسمعیل بن جعفر الصادقؑ اہل سنت اور
جماعت سخن بیان نے مہدی کو عبداللہ بن سالم بصری کی ذریت سے شمار کیا ہے اور زمرۂ عراقیان نے اولاد عبداللہ بن

میمون

محمد شاہ اور شیخ عارف ولد شیخ اولیا کو طلب کر کے اُن کو سونے پر بٹھایا اور تکلفات رسمی اور تواضعات عرفی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا پانچ راس گھوڑے اور دو زنجیر فیل مست اور بارہ ہرن جنگلی نظام شاہ کو دیے اور دو گھوڑے اور ایک زنجیر فیل کلاں شاہ طاہر کو عنایت فرمایا اور عالم خان میواتی کے بیٹے کو کہ وہ بھی عالم خان خطاب پا کر بسعت جاگیر سے سرفراز اور ممتاز ہوا تھا اُسے بھی خلعت کمربند جیغہ و شمشیر مخلع فرمایا اور جو سنا تھا کہ برہان شاہ چوگان خوب کھیلتا ہے تو ایک گھڑی نظام شاہ کے ساتھ سراپردہ کے اندر کہ وسیع تر دائرہ وسط سے تھا چوگان بازی کی پھر اسی طرح سے دونوں بادشاہ سوار سراپردہ سے برآمد ہوئے اور خواجہ ابراہیم اور سیاجی کہ پیشکش اور نذریں لیے ہوئے ایستادہ تھے ملاحظہ میں گذرانے سلطان بہادر نے اگرچہ سب کو بمعرض اجابت فرمایا لیکن ان سب پیشکشوں میں سے ایک مصحف اور ایک شمشیر کہ اس پر نام ایک خلفائے عباسی منقوش تھا اور چار ہاتھی مست اور دو گھوڑے عربی لیکر فرمایا کہ میں نے باقی تمام چیزیں مع ملک دکن نظام شاہ کو مرحمت فرمائیں اور اسی وقت رخصت عطا کر کے احمد نگر کو واپس جانے کی اجازت دی **بیت**

ازانجا سلطان گردان کرد + عارضش باد را عنبر فشان کرد + برہان شاہ نے مراجعت کر کے جب بالاگھاٹ دولت آباد میں نزول کیا شیخ برہان الدین اور شیخ زین الدین کی زیارت کی اور حظیرہ کے مجاوروں کو نذور و صدقات فراوان سے مسرور القلب اور خوش وقت کیا اور کہ ہنگام شگفتگی گل جنبہ تھا حوض قتلو کے کنارے استقامت فرمائی اور چند روز اس حدود و منزہات دلکش کی سیر کی اور عیش و عشرت میں مشغول ہوا اور بموجب تحریر فرمان شاہزادہ حسین اور کالو نرسی اور بھی امرا و اعیان احمد نگر مع ایلچیان عادل شاہ اور قطب شاہ اس کی ملازمت میں حاضر ہوئے اور سب نے مبارکباد دی اور اس سبب سے کہ درمیان برہان شاہ اور شاہ گجرات کے غبار منازعت بالکل زائل ہو کر ایسا امر عظیم وقوع میں آیا در پے تنبیہ رایان اطراف ہوا اور کالو نرسی کے حسن تدبیر سے پانچ مہینے کی مدت میں راجہائے مرہٹہ جو عہد نظام شاہ سے اس وقت تک زیر ہوئے تھے مطیع اور فرمان بردار ہوئے اور تیس قلعہ بے جنگ لیے اور شاہ طاہر کو محرم اسرار بادشاہی کر کے جاگیریں لائق اور زر ریز عطا فرمائیں اور خواجہ ابراہیم کو خطاب لطیف خان اور سیاجی کو پرتاب رائے خطاب دیکر مقربان درگاہ سے کیا اور قلعہ نظام کی عمارت جو گجراتیوں نے خراب کی تھی اور اس وقت تک درست نہ ہوئی تھی بخاطر جمع اصلاح و مرمت فرمائی اور جب اسمٰعیل عادل شاہ نے سنہ ۹۳۸ نو سو اڑتیس ہجری میں بقصد تسخیر قلعہ کلیان اور قندھار بیجاپور سے نہضت فرمائی امیر برید نظام شاہ سے کمک اور اعانت کا ملتجی ہوا اور نظام شاہ نے از روئے غرور عادل شاہ کو مکتوب لکھ کر اس قلعہ کی تسخیر کی ممانعت کی اور عادل شاہ نے اس کے جواب کلام درشت و ناملائم تحریر کر کے یہ شکایت کی کہ تم سے اس قسم کے سلوک کبھی مشاہدہ ہوئے تھے سبب کیا ہے کہ آپ دیوانی احمد نگر اور مدافعات سابق کو فراموش کر کے ایسے فقرات نامناسب مرقوم کرتے ہیں اگر آپ نسب چتر اور سراپردہ پائے کہنہ سلطان سند کے مغرور ہوئے ہیں گنجائش نہیں رکھتا ہے اور جو خطاب شاہی پر نازاں ہو کر فخر کرتے ہیں اس معنی نے اس طرف بوجہ اکمل و اتم صورت ظہور پائی ہے کس واسطے کہ ہمیں شہنشاہ ایران سے جو پیغمبر آخر الزمان کا فرزند ہے خطاب شاہی پایا ہے تم گجراتیوں کے سرخیل کے سبب سے اس مرتبہ کو پہنچے ہو چنانچہ اگر مثل

سلطان کی دور سے نظر اُس پر پڑی خداوندخان سے استفسار فرمایا کہ شاہ کے سر پر کیا ہی خداوندخان نے کہا قرآن شریف
بخط امیر المومنین علی علیہ السلام ہی سلطان بہادر بے اختیار تخت سے اُترا اور استقبال کو روانہ ہوا اول مصحف مجید
کو لیکر تین مرتبہ بوسہ دیکر آنکھون سے ملا اور اسی طرح ایستادہ ہوکر برہان شاہ کا سلام لیا اور گجراتی زبان مین فرمایا
جونی وجیہ حال داری اُس نے فارسی مین متکلم ہوکر جواب دیا کہ از نیازمندان جنابم واز دولت بادشاہ خوشوقت
وخوش حالم پھر سلطان تخت پر متمکن ہوا برہان شاہ اور شاہ طاہر اور محمد شاہ مقابل مین ایستادہ ہوئے اور سلطان بہادر کو
شاہ طاہر کے ایستادہ ہونے سے نہایت اضطراب بہم پہونچا تکلیف جلوس فرمائی شاہ طاہر نے عذر کیا جب تین مرتبہ
بیٹھنے کی تکلیف دی شاہ طاہر عرض پیرا ہوئے کہ حکم جہان مطاع سر آنکھون پر ہی لیکن بندہ نظام الملک کے ساتھ
نسبت نوکری اور صاحبی کی درمیان مین رکھتا ہی شرط ادب نہین ہی کہ وہ ایستادہ رہے اور بندہ بیٹھے سلطان نے
لاچار ہوکر فرمایا وہ بھی بیٹھے شاہ طاہر نے برہان شاہ کا ہاتھ پکڑکر بٹھایا اور خود زیر دست اُسکے از روے ادب
بفاصلہ نیچے بیٹھا سلطان نے کلام شروع کرکے ہمزبانی بہت فرمائی اور فارسی مین متکلم ہوکر یون برہان شاہ سے کہا
درین مدت تلخی انقلاب ایام چون گذرانیدی وناسازی روزگار چون بانتہا رسانیدی برہان شاہ نے مراسم تعظیم پیش
پہونچاکر یہ جملہ عرض کیا ادبارے کہ اختتام آن باقبال باز گردد وفراقے کہ آخر بوصال انجامد حلاوت اختتامش
مرارت وابتدا فراموش گردد بحمد اللہ تعالے وتقدس کہ آنچہ بسالہاے دراز گذشتہ بود این حلاوت یک لحظہ
تلافی آن ہمہ کرد جب سلطان بہادر نے یہ جواب برہان شاہ کا سنا زبان تحسین وآفرین مین کھولی اور میران محمد شاہ
سے کہا تو نے سنا کہ برہان الملک نے کیا جواب باصواب دیا اُس نے عرض کی چونکہ بندہ دور تھا خوب نہین سنا
چنانچہ سلطان بہادر نے سوال وجواب ایکبار بہ آواز بلند اس طور سے کہ تمام حضار دربار نے سنے بیان کیے شاہ طاہر
نے ایستادہ ہوکر عرض کی کہ یہ اعزاز التفات سلطان سے حاصل ہوا اور امید قوی ہی کہ روز بروز آثار عنایات و
شفقت زیادہ تر مشاہدہ اور معاینہ ہو وین سلطان بہادر نے ٹیکا اور خنجر اور شمشیر مرصع جو زیب کمر تھا کھول کر
اپنے دست مبارک سے برہان الملک کی کمر مین باندھا اور چونکہ اُسنے اُس زمانہ تک لفظ شاہ اپنے اوپر اطلاق
نہ کی تھی فرمایا خطاب نظام شاہی مبارک ہووے اور اُسکے بعد اپنے اسپ خاصہ پر سوار کرکے کہا مین نے سنا ہی
کہ شاہ گھوڑے کی سواری خوب جانتا ہی اُس گھوڑے عربی خاصہ تند رفتار تیز گام پر سوار ہوکر سراپردہ کے
گرد پھیرے برہان شاہ سوار ہوا اور اُس گھوڑے کو بروش دکن گرم خیز باد تند سے تیز کیا اور کاوہ اپلٹن اور پوئی اور
پوقدمہ پر لگایا سلطان بہادر نے اس شہسواری کی تعریف مین زبان کھولی اور یہ فرمایا کہ یہ سواری بے چتر خوشنما
نہین ہی اشارہ کیا کہ آفتاب گیر یعنی چتر اور سورج مکھی سفید کہ بادشاہ مندو سے لی تھی اُسکے فرق پر مرتفع کی اور
محمد شاہ اور خداوندخان کو حکم کیا کہ برہان شاہ کے سر پر چتر اور سورج مکھی عین سواری مین لگاکر سراپردہ سے باہر لیجاوین
اور اُسکے دائرہ مین جاکر سراپردہ سلطان محمود خلجی اُسکے واسطے ایستادہ کرکے مبارکباد کہین اور دوسرے دن سلطان بہادر
نے چار کرسی طلائی تخت کے سمت بچھاکر لوازمہ جشن عالی ترتیب فرمایا اور نظام شاہ اور شاہ طاہر اور میران

پہونچا تو اس جناب کے احترام و اعزاز میں حد سے زیادہ تر کوشش کی اور بعد تین مہینے کے رخصت انصراف ارزانی فرمائی اور
سنہ ۹۳۷ نو سو سینتیس ہجری میں جب سلطان بہادر سلاطین خلجیہ پر مسلط ہوا اور ولایت مندو اپنے تصرف میں در لایا برہان شاہ زیادہ تر
سلطان بہادر کی شوکت سے متوہم ہوا اور شاہ طاہر کو پھر ہمراہ نرسیو برہمن کے فتح کی مبارکباد کے واسطے روانہ کیا تھا
جس وقت کہ برہان پور میں پہونچا سلطان بہادر بھی اس بلدہ میں آیا میران محمد شاہ نے شاہ طاہر کی ملاقات سے سلطان کو
بخوبی تمام محظوظ کر کے اخلاص نظام شاہ کا مدائح زبانی خاطر نشان کیا اور کہا صلاح دولت اسی میں دیکھتا ہوں
کہ شاہ کی تقویت کر کے اپنا مخلص کریں سلطان بہادر جو بادشاہ صاحب داعیہ تھا اور مکر ہائے دور از کار کو اپنے
دل میں راہ دیتا تھا یعنی چاہتا تھا کہ بادشاہ دہلی کے ساتھ ہمسری کرے ساتھیں محمد شاہ کی اپنے مدعائے دل میں جلوہ گری
کر کے وہ امر قبول کیا محمد شاہ نے شاہ طاہر کو الطاف و عنایات سے قوی پشت اور راضی کر کے بتعجیل تمام احمد نگر
کی طرف بھیجا کہ برہان شاہ کو جلدی برہان پور میں لا کر سلطان سے ملاقات کرائے شاہ طاہر بسرعت تمام احمد نگر میں
پہونچے اور برہان شاہ کو تکلیف برہان پور کی روانگی کی دی برہان شاہ نے اول جانے سے انکار کیا آخر کو کاورسی
کے کہنے سے یہ امر قبول کیا اور اپنے بڑے بیٹے شاہزادہ حسین کو ولیعہد کیا اور جمیع امور ممالک محروسہ کا ورسی سے
رجوع کیے اور ایک جماعت قلیل کہ عدد اسکے سوار و پیادہ سات ہزار بھی نہ تھے ہمراہ لے کر شاہ طاہر کے باتفاق
برہان پور کی طرف متوجہ ہوا خواجہ ابراہیم بہیر تولی اور ساباجی شب نویس کو بطریق ایلچی گری بواسطہ قرار کیفیت
ملاقات اور تعین پیشکش و دیگر امور دیگر اپنی روانگی سے پیشتر برہان پور کی طرف محمد شاہ کے پاس روانہ کیا اور جب کنارہ آب
تپتی موضع جانکدیوسے میں جو برہان پور کے قریب ہے پہونچا محمد شاہ نے استقبال کر کے آنحضرت سے ملاقات
حاصل کی اور تقریبات چند در چند یوں مقرر ہوا کہ سلطان تخت پر اجلاس کرے اور برہان شاہ تسلیم بجا لا کر
خدمت میں استادہ رہے برہان شاہ نے شاہ طاہر کو خلوت میں بلا کر فرمایا یہ ہرگز نہ ہوگا کہ فلاں تخت پر بیٹھے
اور میں سلام کر کے استادہ رہوں بہتر یہ ہے کہ ہم فسخ ارادہ کر کے اپنا کام کارساز حقیقی کے سپرد کریں شاہ طاہر
نے کہا شرط دنیاداری کی یہ ہے کہ ایک روز اپنی صلاح دولت کے واسطے نہایت فروتنی گوارا فرماویں اور
سالہا سال سے کامرانی بفراغت و شوکت متمکن ہو کر زندگانی بسر کریں برہان شاہ نے کہ بادشاہ عاقل و دانا تھا
مشورہ سے پہلوتہی کر کے شاہ طاہر کی التماس قبول کی لیکن اسیوقت شاہ طاہر نے یہ تدبیر دلپذیر سوچ کر عرض
کی کہ بندہ کے پاس ایک مصحف بخط امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہے اور سلطان بہادر یہ خبر سنکر اسکا خواہاں
اور مشتاق ہے میرے دل میں یہ آتا ہے کہ یہ مقدمہ خدا و مخلوق کے درمیان رکھکر در ملاقات قرآن مجید کو ہمراہ
لیے جاؤں تو سلطان بے اختیار ہو کر تخت سے اتر آوے اور استقبال کے واسطے روانہ ہووے برہان شاہ یہ تقریر
سنکر نہایت خوش دل ہوا دوسرے دن جب شہسوار مشرقی یعنے آفتاب جہانتاب نے تخت بہ پایہ فلک پر قدم رکھا اتفاقاً
میران محمد شاہ اور شاہ طاہر اس مقام کی طرف کہ ملاقات کے واسطے ترتیب دیا تھا متوجہ ہوا اور جب یہ مسکن
بادشاہی کے قریب پہونچے شاہ طاہر نے مصحف اقدس سر پر رکھا اور باتفاق برہان شاہ سراپردہ میں داخل ہوا میں

اپنے مورچہ سے غلہ اور آذوقہ بسبت قلعہ دولت آباد مین سنجھن خان کے پاس بھیجا جب خسرو انجم یعنے آفتاب برج سرطان کی طرف روانہ ہوا
موسم وہ ہوا کہ خیمہ اور سائبان سنجابی سحاب کے بلند ہووین اور بارش کے سبب سے راہ آمد و شد دشوار ہووے عماد الملک
خیمہ اور خرگاہ اپنے مقام پر چھوڑ کر آدھی رات کو ایلچپور کی طرف چلا گیا سلطان بہادر نے محمد شاہ فاروقی اور ارکان دولت
کو بلا کر مراجعت اور توقف کے بارہ مین مشورہ فرمایا سبھون نے التماس کی کہ اسکے بعد برسات کی طغیانی کے سبب
ندی تپتی اور دیگر دریاؤن کے پر آب ہونے سے غلہ اور آذوقہ ممالک گجرات اور خاندیس سے نہ پہونچیگا اور احتمال کلی رکھتا ہی
کہ سلاطین دکن بھی بالضرورت باتفاق متوجہ ہووین اور جھگڑا طول ہووے صلاح دولت یہی ہی کہ یہ ملک نظام شاہ
اور عماد شاہ پر مقرر رکھکر انکو ساتھ اطاعت اور فرمان برداری کے اختصاص بخشین پھر برہان شاہ اور عماد شاہ نے بتجویز
میران محمد شاہ خطبہ بنام سلطان بہادر پڑھکر حاجیون کو مع تحف و تحائف بھیجا اور آتش منازعت ساکن ہوئی اور سلطان بہادر
گجرات کی طرف کوچ کر گیا اور برہان شاہ احمد نگر مین آیا اور میران محمد شاہ نے پیغام کیا کہ وعدہ کو وفا کر و اور قلعہ پاتری اور
ماہور مع فیلان عماد الملک کو واپس دو برہان شاہ نے تیس ہاتھی جو جنگ رانوری مین میران محمد شاہ سے لیے تھے مع
تحف و ہدایائے نفیسہ اسکے واسطے بھیجے اور عماد الملک کو نسبت دہت کا کچھ جواب نہ دیا میران محمد شاہ نے جب اپنا
مقصد حاصل دیکھا دوبارہ عماد الملک کی طرف سے اسنے تحریک نہ کی اور برہان شاہ کے ساتھ ابواب خصوصیت
و اتحاد اول سے زیادہ تر مفتوح کیے برہان شاہ نے دوسرے برس شاہ طاہر کو مع اشیا رنفیسہ اور چند فیل نامی اور
گھوڑے تازی برسم رسالت سلطان بہادر کے پاس گجرات بھیجے لیکن اسنے شاہ طاہر سے ملاقات نہ کی اور معرض توقف
مین ڈالا اور میران محمد شاہ کو لکھا کہ مین نے یون سنا ہی کہ برہان الملک نے ایک مرتبہ سے زیادہ میرا نام خطبہ مین مذکور
نہین کیا ہی میران محمد شاہ مقام اصلاح مین ہوا اور درجواب لکھا کہ برہان الملک مخلص اور یک جہت تمھارا ہی
اگر اس سے کوئی امر خلاف عہد واقع ہوا ہو معاف رکھین اور اس کے ایلچی کو حسب الالتماس بندہ شرف
ملازمت سے مشرف فرماوین سلطان بہادر نے سرسری ملاقات شاہ طاہر سے کی اور اسکی تعظیم و تکریم مین توجہ نفرمائی
پھر خداوند خان نے اس جناب کی دانشمندی اور سجادہ نشینی سے آگاہ ہوکر تدارک مافات کے واسطے ایک مجلس عظیم
آراستہ کی اور اپنے ایک مقرب کو شاہ طاہر کی طلب کو بھیجا جسوقت کہ حاضر ہوا تمام علما اور اکابر سے بالاتر جگہ دیکر
کہا کہ اگر ہم سے آپ کے ملازمون کی نسبت کسی طرح کی تقصیر واقع ہوئی ہو مواخذہ نفرماوین کسواسطے کہ مجلس اول
مین آپ کے مرتبہ کے لائق ہم نے سلوک نہ کیا لیکن اس مجلس مین آپ کی فراخور شان کے موافق لوازم اعزاز و
اکرام بجا لاوینگے منقول ہی کہ جمیع علمائے گجرات اور خاندیس کہ اس مجمع مین حاضر تھے ہر ایک اپنے کو اعلم علمائے
شیعہ سے جانتا تھا تقدم یعنی بالانشینی شاہ طاہر سے رشک لیگئے اور دیگ حسد کو جوش مین لائے اور کلمات ناشایستہ
زبان پر جاری کرکے پیچ و تاب کھانے لگے سلطان بہادر نے خداوند خان کو حکم فرمایا کہ اہل فضل کو اپنی محفل مین جمع کرکے
شاہ طاہر سے صحبت علم رکھے جب مجلس منعقد ہوئی اور تمام علما شاہ صاحب کے حالات سے واقف ہوئے انکی موہوبت اور
فضیلت کے نے اختیار مقر اور معترف ہوئے اور اپنی بے اعتدالی سے نادم اور پشیمان ہوئے اور یہ امر جب سلطان بہادر کے سمع مبارک مین

دیا کہ لشکر بیجانگر رایچور کے اطراف میں بیٹھکر کمین گاہ میں جو بیٹھے ہوئے ہیں جس وقت میں بیجاپور سے حرکت کرونگا
وہ لشکر پشت سے مجبور کر کے اس مملکت کو تاخت و تاراج کرینگے اب میں نے پانسو سوار مسلح دو اسپہ حیدر ملک
تودی کے ہمراہ کمک سابق کے علاوہ روانہ کیے ہیں امید ہے کہ آپ فتح و فیروزی سے مسرور اور محظوظ ہونگے
برہان شاہ عادل شاہ کے آنے سے مایوس ہوکر اپنے کام میں حیران ہوا اور دوسرا سبب حیرانی کا یہ تھا کہ رعیت
اور سپاہ شیخ جعفر کی پیشوائی سے آزردہ اور دلگیر تھی لہذا اُسے منصب سے معزول کیا اور مسمی کالورسی کو کہ خویش مسمی حرد
تھا اور عاقل و دانا اور فراست اور دیانت میں اتصاف تمام رکھتا تھا خلعت پیشوائی سے معزز اور ممتاز کیا اور اُسکے
مشورہ سے احمد نگر کی طرف آیا اور اپنے بقدر قدرت و امکان لشکر فراہم کر کے بسبیل استعجال باتفاق لشکر دکن نہایت
حزم و ہوشیاری سے دولت آباد کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان بہادر کے لشکر کے اطراف میں پہونچکر چار کوس لشکر گجرات کے
فاصلہ پر کوہستان کے درمیان فروکش ہوا اور رات و دن لوازم ہوشیاری میں تقصیر کی اور ترتیب میں لشکر سلطان بہادر
کے مقابل میں مقیم رہا اور کئی گجراتیوں کے حوالی میں تاخت کرتے تھے آخر ذات حکم میں گرملو کرو کے ادنی اور اعلی
کارزار پر مستعد ہوے اور اعلام جسارت بلند کئے سلطان بہادر نے اس معاملہ سے اطلاع پائی اور امیر برید کہ شجاعت اور
مردمی میں مشہور و معروف تھا اپنی باری کے دن مسلح اور مکمل ہوکر بطریق ایام سابق بہ بہانہ مانع آئے سید علی عمرہ
سلطان کے لشکرگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور لشکر عادل شاہی کی مدد سے قوی پشت ہوکر بلا اجازت نظام شاہ کے
افواج آراستہ کر کے ترکیب جنگ صف آرا ہوا اور جب یہ خبر دکنیوں کے اردو میں منتشر ہوئی برہان شاہ کہ شجاعت
اور مبارزی امیر برید کی بخوبی تمام جانتا تھا وہ مستعد قتال ہوکر امیر برید کے بعد روانہ ہوا جس وقت آتش جنگ شعلہ زن
تھی اور امیر برید و بہادران عادل شاہی حرب میں مشغول تھے کہ نظام شاہ نے پہونچکر حملہ کر کے گجراتیوں کو منہزم کیا
سلطان بہادر نے جب نظام شاہ کے پہونچنے سے خبر پائی صدر خان اور عمدۃ الملک اور سعد خان اور اکثر امرائے
کلان کو اُسکے مدافعہ کے واسطے بھیجا اور وہ جماعت حسب ایما افواج کے ہمراہ متوجہ قتال ہوئی اور عالم خان میانی
جو عمدہ سرداران احمد نگر سے تھا حملہ اول میں مارا گیا برہان شاہ اور امیر برید نے صلاح توقف میں نہ دیکھی باگ
معرکہ سے پھیری اور بھاگ کر کوہستان میں پناہ لی اور جب سمجھے کہ لشکریان گجرات مرد میدان ہیں ہم اُنکے مقابل
نہیں ٹھہر سکتے تو کالورسی کے کہنے سے آدمی میران محمد شاہ اور عماد الملک کے پاس بھیجکر طالب صلح ہوئے اور
وعدہ واپس دینے پیلان اور قلاع کے لیے ساتھ ملالیا میران محمد شاہ اور عماد الملک دونوں ملکر صدر خان
گجراتی کے پاس گئے صدر خان سلیم النفس اور نیک اندیش خلائق تھا اور کہنے لگے کہ ہمارا مقصد یہ تھا کہ سلطان
کی مدد میں پہونچکر پاتری اور ماہور نظام شاہ کے قبضہ تصرف سے برآورد کریں اور خطبہ برار اور احمد نگر کا سلطان
کے نام پڑھکر ہر سال تحف و ہدایا اسکے واسطے ارسال رکھیں حالانکہ سلطان طمع اس ملک کی کر کے چاہتا ہے کہ ہمارے ہاتھ سے
انتزاع کرے صدر خان نے کہا یہ وہ کام ہے کہ تمنے آپ کیا ہے جس وقت تمام حکام دکن یکجہت اور یک زبان ہوکر اپنے درمیان
سے منازعت دور کرینگے متعرض نہ ہوگا میران محمد شاہ اور عماد الملک نے مطلب سمجھکر مجلس سے رخصت کی پہلے عماد الملک نے

شکست دی تفصیل یون ہوا کہ امیر برید اور امرائے عادل شاہ نے دل ظفر بر پا نہ کیا اور مقصد کے امید وار ہوئے اور بعد آراستگی صفوف حرب امیر برید نے پشت معرکہ پر ویکر کمین گاہ مین گیا جب لشکر گجرات نے تاخت و تاراج شروع کی امیر برید ایکبارگی کمین گاہ سے برآمد ہوا اور بہ ضرب ہائے شمشیر خونخوار ایک دم مین انکے لشکر کو زیر و زبر کیا من بعد سلطان بہادر نے بیس ہزار سوار دیگر عماد الملک اور خداوند خان کے ہمراہ رکاب بھیجے برہان شاہ اور امیر برید اور خواجہ جہان نے اُس لشکر کے مقابلہ کی تاب اپنے مین نہ دیکھی بجناح استعجال پرندہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہان بھی گجراتیون کے تعاقب سے اقامت میسر نہوئی جنیر کی سمت مفرور ہوے اور اس وقت برہان شاہ کی والدہ جو بیٹی ایک اکابر استرآباد سے تھی قضائے الٰہی سے فوت ہوئی اس بلدہ مین اُسے پیوند زمین کیا اور سلطان بہادر نے احمد نگر مین داخل ہوکر باغ نظام شاہ مین نزول فرمایا اور امرا اور منصب دار احمد نگر کے مکانون مین وارد ہوئے سلطان بہادر نے حکم کیا کہ پتھر اور چونہ جو باغ نظام شاہ مین بعضی عمارات کی تعمیر کے واسطے موجود اور مہیا ہی اُسے باغ کے باہر لیجا کر ایک چبوترہ وسیع اور رفیع جنگ فیل کے تماشے کے واسطے تیار کرین اور سلطان چالیس روز از صبح تا شام اجلاس کرکے سلام خلائق کا لیتا تھا اور ہاتھی اور ہرن اور اونٹ اور بھی دیگر حیوانات کی لڑائی کا تماشا کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ چند روز یہان اقامت کرون لیکن امرائے نظام شاہ جریدہ ہوکر نہین چاہتے تھے کہ کسی طرف سے غلہ اور مایحتاج بفراغت گجراتیون کے اُردو مین پہونچے چنانچہ اس درمیان مین دکنیون کی مزاحمت کے سبب نہ پہونچنے آذوقہ سے ایک قحط ظاہر ہوا اور بہت آدمی اور ہاتھی اور گھوڑے ہلاک ہوے خداوند خان اور امرائے کبار گجرات نے بادشاہ سے عرض کی کہ اگر شاہنشاہ کو داعیہ تسخیر اس ولایت کا مرکوز خاطر ہی تو صلاح دولت یہ ہی کہ اول قلعہ دولت آباد کو کہ بر سر راہ گجرات ہی مفتوح اور مسخر کرین اسکے بعد احمد نگر کی طرف مراجعت کرکے دیگر قلعجات اور بقاع کی تسخیر مین کوشش فرمادین سلطان بہادر نے اُنکی عرض قبول کی لیکن کوچ کرنے مین تاخیر رکھتا تھا اس درمیان مین ایک خواب مہیب دیکھا کہ باغ نظام شاہ مین ایک جماعت دیوون کی نہایت مہیب و بد شکل بعضے اپنے ہاتھون مین انگیٹھیان آگ کی اور بعضے پہاڑ اور سنگ کلان اُٹھا کر اسکے پلنگ کی طرف متوجہ ہوکر چاہتے ہین کہ اسپر ڈال دین وہ گھبرا کر خواب سے بیدار ہوا اور ایک جماعت عقلا سے جو اُسکے مقرب تھی یہ واقعہ بیان کیا انھون نے یہ جواب دیا کہ اس مقام مین نظام شاہ کے عہد مین ایک جنگ عظیم واقع ہوئی ہی اور کفار اور ایک جماعت کثیر مسلمانون کی عین مستی مین مقتول ہوئی ہی اور اُن کی ارواح کو جو عروج عالم علوی میسر نہین ہی اس جہان سفلی مین خاص اس مقام مین متوطن رہتے ہین اور بصورت شیاطین متشکل ہوتے ہین احتمال رکھتا ہی کہ یہ خواب اسی کے آثار سے ہو سلطان نے اُسی شب کو اُس مکان سے نقل کرکے کالا چبوترہ کے قریب خیمہ اور خرگاہ مین استراحت فرمائی اور بعد دو تین روز کے دولت آباد کی طرف متوجہ ہوا بعد از وصول عماد الملک برار نے امرائے گجرات کو قلعہ کے محاصرہ کے واسطے مامور کیا اور خود بدولت و اقبال محمد شاہ فاروقی کے ساتھ بالا گھاٹ دولت آباد مین نزول کیا برہان شاہ نے ایلچی اسمٰعیل عادل شاہ کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ وہ برادر امداد کے بارہ مین جو کچھ شرط مروت اور یاری تھی بجا لائے ہین لیکن جب تک بہ نفس نفیس اس طرف متوجہ نہون گے اس ورطہ سے رہائی میسر نہو گی عادل شاہ نے جواب

تک لطفاً لعد بطن وہ قریۂ آپکے تعلق مین رہا پھر وہان سے ماہور کی طرف راہی ہوا وہ قلعہ بھی جو اس خداوند خان حبشی کے تصرف مین تھا مسخر کرکے ایلچپور کی تسخیر کا عازم ہوا عماد الملک تاب برابری کی نہ لایا دستور سابق برہانپور کی طرف گیا ہوا اور سلطان محمد شاہ وارد فی مقام اعانت اور کمک مین ہوکر باتفاق متوجہ جنگ نظام شاہ اور امیر برید ہوئے اور بعض پس لعد ورود وصول جنگ شدید واقع ہوئی عماد الملک اور محمد شاہ بحال ابتر پریشان برہانپور کی طرف بھاگے نظام شاہ تین سو ہاتھی اور حیلہ اور خرگاہ ملکیہ تمام کارخانجات سلطنت پر متصرف ہوا اور اکثر ممالک برار کو اپنے قبضۂ قدرت میں لایا عماد الملک اور محمد شاہ نے احوال اس طرح معاینہ کرکے آدمی معتبر مع تحف فراوان سلطان بہادر بادشاہ گجرات کے پاس بھیجکر اعانت طلب کی سلطان بہادر انکی امداد کو فتوحات غیبی تصور کرکے مع خزانہ اور لشکر بیحد ۹۳۵ نوسو پینتیس ہجری مین نذربار اور سلطان پور کے راستہ سے دکن کی طرف متوجہ ہوا اور برہان نظام شاہ نے مضطرب ہوکر اول رسل و رسائل شاہ طاہر کے لکھے ہوئے مشتمل تہنیت جلوس اور اظہار اخلاص اور اعتقاد دلی مین بابر شاہ کے پاس ارسال کیے اور اس مین یہ فقرہ درج کیا کہ لطائف عواطف الٰہی سے امید واثق ہے کہ عنقریب محرم آقبال مژدہ توجہ جنود لشکر ظفر قرین سعادت قران واسطے اخراج اعادی اس حدود کے بھکتوں کے سامع مین پہونچائے اور مثال مسرت رسان بشارت قل جاء الحق وزہق الباطل اس دیار کے اطراف واکناف مین منتشر کرین تا کہ منتظران امیدوار اور معتقدان خدمتگار باقبالی تمام استقبال کرکے فائز المرام ہوویں اور اسی طور سے چند مکتوب متضمن طلب اعانت اسمعیل عادل شاہ اور سلطان قلی قطب شاہ کے پاس روانہ کیے سلطان قلی جو جنگ کھاریہ مین مشغول تھا بہانہ کرکے متعذر ہوا اور اسمعیل عادل شاہ نے چھ ہزار سوار غریب اور غریب زادہ اپنے لشکر سے ایچی بیگ کے امیر برید کے ہمراہ جو آپکو بجملہ امرائے عادل شاہی سے جانتا تھا برہان شاہ کی مدد کے واسطے مع خزانہ معمولی اور سازو یراق سفر روانہ کر دیا اور سلطان بہادر استخلاص قلعہ ماہور اور پاتری کے واسطے ولایت برار کے درمیان آکر ملک کے لینے کی طمع کرکے چند روز سے مقیم تھا عماد الملک اپنی زوال مملکت کے اندیشہ سے عرض پیرا ہوا کہ یہ ولایت سدا صمیمی سے تعلق رکھتی ہے اگر قدم آگے بڑھاکر برہان شاہ کو مستاصل کرکے قندہار اس ولایت سے سدہ کو عنایت فرماوین تو اپنے زبون و درمند قلعہ کاویل سے وہان بھیجکر یہ تمام ولایت حضور کے سپرد کرکے ہمیشہ ملازم رکاب رہونگا سلطان بہادر نے اسکی عرض قبول کی اور برہان نظام شاہ کے شہر دولت آباد کی طرف جو کوہستان میں اقامت رکھتا تھا متوجہ ہوا اور امیر برید چھ ہزار سوار عادل شاہیہ اور تین ہزار سوار اپنے جیل خاصہ سے لیکر مقابلہ کے واسطے عازم ہوا اور راہ مین قصبہ بیر اور اثنائے کوچ میں خروج کیا تیون پر تاخت کی اور بھاگا دو تین ہزار سوار تیغ سیدریغ کرکے مال و اسباب بسلسلہ بسیار مع شتر اور شتر محمول خزانہ گجرات قبضہ میں لایا سلطان بہادر اس احوال کے مشاہدہ سے نہایت برہم ہوا اور جس مقام مین کہ خبر اسے پہونچی تھی وہین مقام کیا اور عماد الدین خان وزیر کو مع بیس ہزار سوار جرار تدارک انتقام کے واسطے نامزد کیا اور امیر برید نے محاربہ اس لشکر عظیم کا ساتھ اپنے قرار دیا اور اس کے مقابل آیا اور قبل اسکے کہ ہماوران طرفین کارزار میں مصروف ہوں دونون لشکر ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر ایک سایہ میں ملگئے گلاب کن نے گلاس گجرات کو

مین دیو نیگے اس واسطے برہان شاہ نے اُس قلعہ کا مطالبہ کیا اور اسمعیل عادل شاہ نے جوابدیا کہ مجھے اس امر سے خبر نہین ہے اگر بعضے نفر یعنی لازمین نادانستگی سے کوئی حرف زبان پر لادین اسکا اعتبار نکرنا چاہیے برہان شاہ نے شاہ طاہر کے مشورہ کے سبب دوبارہ اس مقولہ کا تذکرہ نہ کیا اور احمد نگر مین آیا اور بی بی آمنہ والدہ حسین نظام شاہ جب بی بی مریم کے ساتھ ناہمواری اور بے اعتدالی سے پیش آئی اور ایک مدت اسیطور پر گذری اور یہ خبر اسمعیل عادل شاہ کو پہونچی نظام شاہ کے سفیرون سے جو بیجاپور مین تھے یہ فرمایا کہ طوائف یعنی کنیزیا کو سلاطین کے فرزندون پر یون مسلط کرنا جرم اور اصالت سے بعید ہے اور یہ بات جب برہان شاہ کے سمع مبارک مین پہونچی تفیہ طول کھینچا اور اسی عرصہ مین شاہ طاہر کو امیر برید کے پاس اور ملا حیدر استرآبادی کو عماد الملک کے پاس طرفداری کے واسطے بھیجا اور انھین ساتھ اپنے متفق کرکے سنہ ۹۳۱ نوسو اکتیس ہجری مین باتفاق اس جماعت کے مع تیس ہزار سوار اور توپخانہ بسیار قلعہ شولاپور کی تسخیر کے واسطے روانہ ہوا اور اسمعیل عادل شاہ نے نوہزار سوار تیرانداز معرکہ گذار ہمراہ رکاب لیکر اسکے مقابلہ کو عزیمت کی اور سرحد مین فریقین سے مقابلہ ہوا اور ایسی جنگ کہ طبیعت اسکے تصور سے خوف کھاوے وقوع مین آئی پہلے علاء الدین عماد الملک نے اسد خان بلگوانی کے حملہ سے شکست پائی اور بلا توقف کاویل کی طرف بھاگا اور برہان شاہ پر اثنائے جنگ مین کثرت تردد اور گرمی ازدحام فوج سے تشنگی غالب آئی بیہوش ہوا اور خورشید نام غلام ترک جو اسکا آبدار تھا اُسنے گلاب چھڑکا جب ہوش مین آیا غلامان ترک حبشی نے شاہ طاہر کی صلاح سے ہتھیار اُسکے بدن سے جدا کیئے اور پالکی مین اُسے ڈالکر احمد نگر کی طرف روانہ ہوے اور سنہ ۹۳۳ نوسو تینتیس ہجری مین عماد شاہ نے اسمعیل عادل شاہ کی تحریک سے بہمراہی سلطان قلی قطب شاہ کے قلعہ پاتری کو نظام شاہیہ کے تصرف سے برآورده کیا اور برہان شاہ نے مخدوم خواجہ دکنی اور امیر برید کی رفاقت سے مع لشکر آراستہ و پیراستہ پاتری کی سمت نہضت فرمائی اور دو مہینے کے عرصہ مین توپ اور ضرب زن صاعقہ آثار کی ضربت سے قلعہ کی بنیاد مین خلل ڈالکر مفتوح کیا اور قلعہ کو بیخ و بنیاد سے کھود کر پرگنہ پاتری پر دوبارہ متصرف ہوا محمد قاسم فرشتہ کہتا ہے کہ مین نے براہمہ معتبر دولتخانہ نظام شاہ سے سنا ہے کہ سلطنت نظام شاہ ہجری سے چند سال ادھر اجداد نظام شاہیہ براہمہ پرگنہ پاتری سے تھے اور کسی تقریب کے سبب تغیر مکان یعنی جلا وطن ہو کر ولایت بیجانگر کی طرف گئے تھے اور اس حدود مین جیسا کہ مذکور ہوا بسر کرتے تھے جب ملک حسن نظام الملک کے اقبال نے یاری کی اور اہل دول ہوا ملک احمد نے چتر سلطنت اپنے سر پر بلند کیا خویشاوند بہانہ بیجانگر سے احمد نگر مین آئے اور یہ باتین ہمیشہ سلطان کے سمع مبارک مین پہونچاتے تھے کہ فلان قریہ قلعہ پاتری سے قدیم الایام مین ہمارے باپ دادا سے تعلق رکھتا تھا بعد چندے ملک احمد نے عماد الملک کے پاس پیغام کیا کہ جو ہمین پرگنہ پاتری کے ساتھ ایسی نسبت ہے مقتضائے یاری اور اخلاص یہ ہے کہ وہ پرگنہ ہماری طرف رجوع کرکے دوسرا پرگنہ کہ محصول اسکا اس سے کہین زیادہ ہو بالعوض اسکے ہمارے ممالک محروسہ سے لیوین عماد الملک نے یہ امر قبول نہ کیا اور یہ مبحث درمیان مین تھی کہ بتقریبات چند برہان شاہ اُس پرگنہ کو اپنے قبضہ مین در لایا اور وہ موضع مورث اپنے بھائیون اور اپنے قرابتیون کو جو رئیس کفرہ فجرہ تھے بطریق انعام عنایت فرمایا اور عہد غلبہ لشکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ

پروا نہ کی اور قلعہ تیار کر کے ماطیساں تمام اپنے دارالملک کی طرف مراجعت کی اور رسانہ کی باری سے غافل ہوا ناگاہ کمیل خاں
ماؤ گماشتہ اور دولت آباد اور مبارز سیادرہ کی سیر کے بہانہ لشکر جمع لاکر سنہ ۹۲۴ نوسو چوبیس ہجری میں برہان نظام شاہ کے
ہمراہ بکاٹ چند منزل دولت آباد کی طرف روانہ ہوا اور ایکبارگی باگ موڑ کر پاتری پر بطور تاخت فوج کش ہوا اور قلعہ کو
گھیر کر آتش جنگ افروختہ کی اور بہادران قلعہ کشانے خندق سے عبور کر کے بعضوں نے کمندوں کے سہارے مثل دعائے
مستجاب قلعہ کی دیوار و کنگرہ پر عروج کیا اور بعضے زینہ لگا کر موذنوں کی طرح منارہ پر چڑھے اور متحصنوں کو زبردستی اور
پیشدستی سے زیر کر کے قلعہ کو مفتوح کیا اور ولایت پاتری پر متصرف ہوا میاں محمد غوری نے کہ اس قلعہ کے فتح میں
اور مجاہدوں سے زیادہ تر کوشش اور مردانگی ظہور میں پہونچائی تھی خطاب کامل خاں سرفرازی پائی اور ضبط اس
قلعہ اور اس حدود کا اس سے متعلق ہوا اور نظام شاہ نے اس مرتبہ بھی مظفر اور منصور ہو کر احمد نگر کی طرف
معاودت فرمائی جو ابھی سرو نوخیز بوستان سلطنت اور گل گلزار دولت تھا بمقتضائے جوانی ایک لولی آمنہ نام پر
عاشق ہوا اور قمری اور فاختہ کے مانند اسکے قد بالا کی شوق زیارت میں حلقۂ اطاعت گلے میں ڈال کر کوکو کرنے لگا
اور جذبۂ عشق سے اُسے حبالۂ نکاح میں لا کر داخل حرم کیا اور اُسکے طفیل سے سرسحر کی طرف رغبت کی کمیل خاں کہ مرد مقبل
اور عاقل تھا تخت کے سامنے مودب کھڑا ہوا اور زمین کو لب ادب سے بوسہ دیکر انگشتری وکالت اور وزارت کی آگے
رکھ کر کے عرض پرداز ہوا کہ اس عرصہ میں حضرت ظل سبحانی صغیر سن تھے یہ ناچیز غلام حسب مقدور خدمات مرجوعہ بہر نوع سرانجام
اقبال بادشاہی سے پیش پہونچاتا تھا اب بفضل الٰہی سے خود دولت و اقبال مہمات سلطنت کو انجام بخوبی تمام پہونچتے
ہیں لیکن اس غلام کو اس امر سے معذور فرمائیں بیت مسی ست کہ بانکان تحریر ۔ آزاد کنند بندۂ پیر ۔ برہان شاہ نے اوسکو
اس دن سے معذور رکھا اور کمیل خاں کے ایک فرزند کو امرائے کبار کے سلک میں منتظم کیا شیخ جعفر دکنی ساکن نصرت آباد کو وزیر
فرمایا کمیل خاں اپنے مکان میں گوشہ نشین ہوا اور کبھی کبھی اپنے عزیزوں اور فرزندوں کی تکلیف دہی کے باعث روز ہائے
عید اور ایام متبرک دربار میں آتا تھا اور بادشاہ کو مجرا اور سلام کر کے بعد ایکساعت کے اپنے مکان کو بازگشت کرتا تھا اور
کسی وجہ سے مقدمات دنیوی میں دخل نکر کے اپنے حال میں مشغول رہتا تھا یہانتک کہ بجوار رحمت الٰہی واصل ہوا اور سنہ ۹۲۸
نوسو اٹھائیس ہجری میں شاہ طاہر بمقتضائے وقت احمد نگر میں تشریف لائے اور حضور کے سلک مجلسیان میں منتظم ہوئے
اور مذہب مہدویہ کہ اس وقت میں رواج تمام پیدا کیا تھا برہان شاہ نے اپنی ایک مشاطہ کو جو مذہب مہدویہ رکھتا
تھا دی تھی شاہ طاہر کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے اوس مذہب سے تائب ہوا اور وہ جماعت دربار کی آمد وشد
سے ممنوع ہوئی اور آنحضرت اس وصلت سے پشیمان ہوئے اور علمائے پایۂ تخت کو سرزنش بہت فرمائی کہ جیسا
شاہ طاہر نے بطلان اس مذہب کا دلائل و براہین قاطعہ سے ذہن نشین کیا تم نے کس واسطے ایسا نہ کیا اور سنہ ۹۳۰
نوسو تیس ہجری میں برہان نظام شاہ اور اسمٰعیل عادل شاہ نے شاہ طاہر کی سعی کے سبب قلعہ شولاپور میں ملاقات
کی اور ارکان دولت طرفین بی بی مریم دختر یوسف عادل شاہ کو برہان شاہ کے عقد ازدواج میں لائے اور جشن
شادی کا آراستہ ہوا اس واسطے کہ اسد خاں لنگرانی وغیرہ متعہد ہوئے تھے کہ ہم قلعہ شولاپور بی بی مریم کے جہیز

ایلچپور کی طرف متوجہ ہوا اور نظام شاہ کی سرحد پر پہونچکر قصبات اور پرگنات پر قابض ہوا اکمل خان نے یہ خبر سنکر اُس فساد
کے دفع کے واسطے سپاہ ظفر دستگاہ فراہم کی اور برہان نظام شاہ کی ملازمت مین اور خواجہ جہان دکنی حاکم پرندہ کو ہمراہ
لیکر مع فوج گران بقصد شوکت و شان عماد الملک کے مقابلہ کو چلا اور قصبہ رانوری کے حوالی مین شہور سنہ ۹۱۶ نو سو سولہ ہجری
مین فریقین کا سامنا ہوا دونون سپاہ رزم خواہ نے میمنہ اور میسرہ اور قلب اور ساقہ اور کمین گاہ آراستہ کی اور مکمل خان نے
اس وقت برہان شاہ کو صغر سنی کے سبب آذر خان غلام ترک کو جو اتابک اسکا تھا ردیف کر کے قلب مین قائم کیا اور خود بازوے
شہامت کھولکر جنگ مین مشغول ہوا کوس حربی اور نقارہ جنگی کی صدا بلند ہوئی نالہ نفیر و کرنا گنبد فلک پر پہونچا جوش و خروش
نے گوش چیرہ چرخ آبنوسی کے کر کیے اور زمانہ جفا کا اس دار و گیر کے مشاہدہ سے ایسا ہراسان ہوا چاہا کہ آپ کو جنیبہ
فلک سے باہر ڈالے اور بہرام خون آشام نے بہادران کیوان مقام کے خوف صمصام سے حصار سپہر پنجم سے قدم
آگے رکھے اور روزگار مردم آزار نے گویا یکبارگی غبار نیستی کا چہرہ ہستی پر چھڑکا اور دست قضا نے رشتہ حیات کائنات
کا توڑا دونون طرف کی سپاہ ننگی تلوار چلانے لگی سر و تن جدا ہونے لگے جنگ عظیم ہوئی ہنگامہ محشر بپا ہوا صحرا مین سیل
خون روان ہوئی **مثنوی** زبس باریدن تیغ آتش فشان + ہمی شد برون از تن کشتہ جان + درآمد چنان در فغان کوس کین
کہ چون نبض مے جست از جا زمین + ز غریدن کوس غیرت سروش + تہور ہمی ریخت در دل ز گوش + فتادند بر ہم
ز بس کشتگان + بدان پوش شد ابرۂ آسمان + اور جو کارخانہ قضا و قدر مین طبل ظفر برہان دین و دولت کے نام
بجا تھا اور رقم شکست عماد الملک کے چہرہ حال پر کھچی تھی بعد کشش اور کوشش فراوان راکب کام سے اور مرکوب
تردد سے باز رہے عماد الملک اور تمام امرائے باگ معرکہ سے موڑی ایسے بدحواس ہوکر بھاگے کہ سوائے ایلچپور کے
کسی مقام مین توقف نہ کیا اور مال و منال اور گھوڑے اور ہاتھی انکے نظام شاہ کے حوزۂ تصرف مین آئے اور اکثر
ممالک برار بہت خراب اور ویران کیے گئے مکمل خان نے نظام شاہ کو لیکر تعاقب کیا اور ولایت برار کے درمیان مین آیا
عماد الملک سلامتی فرار مین منحصر جانکر برہانپور کی طرف گیا وہان کے حاکم نے ایک جماعت علماء اور مشائخ کے ذریعہ سے
درمیان انکے صلح کرائی اور ہر ایک اپنے مقر کی طرف روانہ ہوئے منقول ہے کہ ایک اجداد نظام شاہیہ سے کلکرنی پاتری تھا
کسی سبب سے جلاوطن ہوکر ولایت بیجانگر کی طرف گیا اور اُس حد مین بود و باش اختیار کی تھی جب سلطنت
اسکے خانوادہ مین پہونچی بوجہ کہ خویشی و قرابتی رکھتے تھے سب بیجانگر سے احمدنگر کی طرف رجوع ہوئے اور
اشتیاق وطن غالب آیا اور مکمل خان نے برہان شاہ کی طرف سے عماد الملک کو لکھا کہ جو پرگنہ پاتری تم سے تعلق
رکھتا ہے وہ ہماری سرحد مین واقع ہے مقتضائے دوستی یہ ہے کہ وہ پرگنہ واگذاشت کر کے ہمارے متعلق کرین
اور اُسکے عوض اور پرگنہ کہ جسکا حاصل اس سے زیادہ تر ہو ہم سے لیکر اپنے قبض و تصرف مین لا وین
عماد الملک نے یہ امر قبول نکیا چونکہ جانتا تھا کہ آخر کو اس امر پر نزاع ہوگی اسواسطے اس پرگنہ مین احتیاطاً ایک
قلعہ جدید بنا کیا مکمل خان نے پیغام دیا کہ اس قلعہ کا ایسے مقام پر تیار ہونا موجب نزاع ہے کہ اکثر اوقات تمہارے
آدمیون سے ہماری سرحد مین مزاحمت اور تشویش پہونچیگی مناسب یہ ہے کہ اسے موقوف رکھین عماد الملک نے کچھ اسکی

ذکر بادشاہی برہان نظام شاہ بن احمد شاہ بحری کا

برہان نظام شاہ بحری مروج مذہب اثنا عشری سات سال تخت احمدنگر پر متمکن رہا فیض جاوید اسکی تاریخ
جلوس ہوئی اور مکمل خان دکنی کہ مرد عاقل اور مدبر اور شجاع تھا احمد نظام شاہ کے عہد کے موافق منصب پیشوائی اور
امیر جملگی پر مخصوص ہوا اور اسکا فرزند میاں جمال الدین بخطاب عزیز الملکی منصب سرنوبتی پر معزز اور محترم ہوا اور ان دونوں
کو باپ بیٹے نے اپنے تصرف میں لاکر امور مالی اور ملکی میں نہایت استقلال بہم پہنچایا تین برس تک زمانہ اسکے موافق رہا
جب عزیز الملک سرنوبت مادہ نحوست سے مبہوت ہوا اور غرور اور بے اعتدالی اسکی اندازہ سے باہر ہوئی وزرائے سلطنت
مثل رومی خان اور شیر خان اور دوسرے جو اسکی بیہودگی اور سرنوبتی سے آزردہ اور دلگیر ہوئے ہر چند تدبیریں دفع الوقت کی
اسکے اخراج کے بارے نیز کہیں پیش نہ گئیں جب سب طرف سے عاجز اور مایوس ہوئے اس وقت ایک عورت حرم سے
بی بی عائشہ نام کو جو برہان نظام شاہ کی مرضعہ یعنی دودھ پلاتی تھی اور کمال اعتبار رکھتی تھی اس سے تمہید صحبت
اور آشنائی کی کرکے یوں مقرر کیا کہ بوقت فرصت راجا جیو بھائی کمتر برہان شاہ کو قلعہ سے برآمد کرکے انہیں تسلیم کریں
تاکہ اسے تخت سلطنت پر منصوب کرکے برہان شاہ کو معزول کریں اور مکمل خان اور عزیز الملک کے تسلط سے نجات پاویں
بی بی عائشہ نے ایک دن رمضان کے دنوں میں دوپہر کے وقت راجا جیو کو کہ طفل چودہ سالہ تھا لڑکیوں کی پوشاک پہنا کر
پالکی پر سوار کیا اور شہر کا راستہ لیا اور والدہ نظام شاہ نے اسیوقت بسبب تعلق اس فرزند دلبند کو یاد کیا اور جب محل
میں دستیاب نہوا غلغلۂ عظیم مردم درونی اور بیرونی میں ظاہر آیا اور بعضے لوگ شاید ان خواجہ سرایان میں گر پڑا ویں
ایک جماعت خواجہ سرایان کو دیکھ کر تلاش میں مشغول ہوئی اور بعضے بی بی عائشہ کے پیچھے شہر کی طرف روانہ ہوئے ابھی
رومی خان کے مکان پر نہ پہنچی تھی کہ وہ جماعت وسط شہر میں اسکے پاس پہنچی اور اس سے مع راجا جیو قلعہ میں واپس لائی اور
چونکہ بی بی عائشہ آپکو بجائے والدہ برہان شاہ سمجھتی تھی اور راجا جیو کو کبھی کبھی اپنے مکان میں لیجاتی تھی اور ایک دو دن اپنے مکان
میں رکھتی تھی بہانہ کیا کہ میں اسوقت راجا جیو کو اپنے مکان پر لیے جاتی تھی لیکن بعد چند روز کے جب یہ راز فاش ہوا اور سب
آدمیوں نے جانا کہ یہ کام امرا کی تحریک سے ہوا ہے اسواسطے مکمل خان برہان شاہ اور راجا جیو کی محافظت میں نہایت کوشش
کرتا تھا اور ایک لحظہ خبرداری سے بے خبر نہیں رہتا تھا اور برہان شاہ کی تربیت اور پرورش میں اسقدر اہتمام بجا لایا کہ دس برس
کی عمر میں کافیہ اور متوسط کو باستحقاق پڑھا اور خط نسخ خوب لکھا اور بعض نظام شاہ کے عہد میں کتب خانہ میں رسالہ علم اخلاق
اور سلوک بادشاہان میں بخط نسخ یا کثیرہ مؤلف کی نظر سے گذرا کہ اسکے خاتمہ میں یہ عبارت مرقوم تھی کاتبہ برہان
بن ملک احمد نظام الملک الملقب بن آنحضرۃ البحری اور حقیقت کہ مکمل خان اور امرائے ثلثہ کے درمیان عداوت اور
خصومت حد سے گذری انہوں نے لاچار ہوکر پانچ چھ دریدوں سے اتفاق کیا اور رات کو احمدنگر سے برآمد ہوکر آٹھ
ہزار سوار ہمراہ لیکر برار کی طرف روانہ ہوئے اور علاء الدین عماد الملک کے دربار میں پہنچ کے تمہیدات ربانی سے
احمدنگر کی تسخیر کی سہل ترین تدبیر اظہار کی عماد الملک نے ارباب غرض کے کہنے سے فریب کھایا اور فوج جمع کرکے اول سال

بلکہ قلعہ کے دروازہ کے آگے جو کالا چبوترہ ہی وہان یہ امتحان ہوا کرے اور ہوا اور درمیان ان دونون شخص کے کہ آپس مین
مدعی ہین دخل نکرین وہ حسب دلخواہ آپس مین تلوارین کھینچکر شمشیربازی کرین آخر ان مین سے ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہوگا اور جو شخص
ہاتھوں جنگ کرکے مقتول ہووے اسکے قصاص کی پرسش نہووے اور یہ بدعت دکن کے مسلمانون کو پسند ہوئی اور احمدنگر
سے بوسیلہ سلاطین جمیع بلاد دکن مین سرایت کرکے شائع اور رائج ہوئی اور برائی اس عمل بد کی دلون سے محو ہوئی کہ ایک
طالبعلم اور مشائخ اور ملوک اور امرا اور خوانین مملکت دکن کے اس بایکی یعنی ڈوئل پر عمل کرتے ہین اور اسکو حیثیت اور
قابلیت عظیم جانتے ہین اور انکے فرزندون مین اگر یہ امتحان فرد فرد نکرین شجاعون کے جرگہ مین شمار نہووین اور سرزنش
کرین اور راقم حروف محمد قاسم فرشتہ نے بلدہ بیجاپور مین سنہ ۱۰۱۰ ایک ہزار دس ہجری مین اپنی آنکھون سے بالمشافہہ
دیکھا ہی کہ سید مرتضے اور سید حسن دونون بھائی سید صحیح النسب اور ریش سفید رکھتے تھے اور ابراہیم عادل شاہ کے دربار
مین معزز تھے اور تمام آدمی انھین جملہ مردم معقول دکن سے شمار کرتے تھے چنانچہ ان دونون سے ساتھ تین آدمیون
ریش سفید دکن کے کہ وہ بھی مردم روشناس سے تھے ایک امر سہل کے واسطے بازار مین تکرار ہوئی پہلے سید مرتضے کا بیٹا
جو بیس برس کا جوان تھا اپنے باپ کی حمایت پر ایک دکنی کے مقابل جاکر قتل ہوا جب سید مرتضی نے اپنے دلبند کو مقتول دیکھا
جہان اسکی نظر مین تیرہ ہوگیا خود دوسرے دکنی کی جنگ مین مشغول ہوا اور وہ بھی مثل اپنے بیٹے کے ملک عدم کی طرف راہی
ہوا جسدم سید حسن نے اپنے بھائی اور بھتیجے کو اس حال سے مشاہدہ کیا اسنے تیسرے دکنی سے سامنا کیا اور گرد فنا کی اسکے
چہرہ پر ملی ابھی لاش ان تینون سید مردہ کی بیجاپور کے بازار سے نہ اٹھی تھی کہ وہ تینون دکنی کہ مقتولون کے ہاتھ سے
نہایت زخمی اور چور ہوگئے تھے انھون نے بھی جان قابض الارواح کے سپرد کی اور ایک لحظہ مین بلا عداوت سابق
چھ خانوادہ ماتم مین بیٹھے اور ہلاکی انکے خاندان سے ظہور مین آئی فی الواقع مسلمان دکن کے شمشیر اندازی اور یکنیکی مین
بے نظیر اور بے مثل ہین اور جبتک کوئی شخص اس فن مین کمال حاصل نکرے ان لوگون سے بشمشیر مقابل نہین
ہوسکتا ہی خلاصہ اس تقریر کا یہ ہی کہ جو اکثر آدمی دکن کے روے زمین پر ورزش شمشیر کرتے ہین گھوڑے کی
سواری اور تیراندازی اور نیزہ بازی اور چوگان بازی سے عاری اور غافل ہین اسواسطے جنگ مخالفت مین عاجز
مطلق ہوکر زبون تر ہوتے ہین اور خانہ جنگی اور کوچہ و بازار مین شیر درندہ اور مردانہ ہین اور جمیع سلاطین دکن جنھون
نے بعد انقراض دولت شاہان بہمینہ کے اس مملکت مین حکومت کی ہر کسی شخص نے اس فعل شنیع کے دفع مین کوشش
نکی مگر عہد معدلت مہد حضرت صاحبقران ابراہیم عادل شاہ ثانی مین خانہ جنگی مین جو باصطلاح دکن یکہ بیک کہتے ہین تخفیف
تمام ہوئی اور امید قوی ہی کہ یہ عمل زشت جو کسی مملکت اور عہد مین مروج نہ تھا بادشاہان کامل اور حاکمان عادل کی
برکات کے سبب بالکل زائل ہوا اور وہ مملکت بھی مثل بہشت ایسے لوث کی جنایت سے پاک ہوا اور اسیطرح سے
خدیو زمان ابراہیم عادل شاہ ثانی نے ولایت بیجاپور مین کہ مراد کرہ زمین سے ہی تاکید تمام کرکے یک بیک یعنے خانہ جنگی
کو تخفیف تمام دی اور محمد قلی قطب شاہ نے بھی تلنگانہ مین اس امر کی ممانعت فرمائی امید ہی کہ نام یک بیک معدوم ہو
اور احمد نظام شاہ کی مدت حکومت انیس سال تھی

پدر و مادر و شوہر کو زندان مصیبت سے رہائی دیکر تجھے اُنکے سپرد کرونگا وہ زہرہ جبین زمین خدمت کو لب ادب
سے بوسہ دیکر شاہ کی دعا و ثنا بجا لائی اور فجر کو جب کہ نصیر الملک خدمت میں حاضر ہوا اور تہنیت اور مبارکباد دی
وہ بوسیلہ زبان اسکا کنایہ سمجھے اور مسکرا کر فرمایا کہ وہ عورت ہمارے شرف دیں لازم الکاٹش سے محروم و ناکام
رہی مگر تم نے اُس سے اُسکے وارثوں کی تفویض کا وعدہ کیا ہے نصیر الملک نے حکم کے موافق اُسکے ماں باپ شوہر کو
حاضر کیا حضرت نے انہیں انعام و اکرام سے سرافراز فرمایا اسکے بعد اُس حوروش کو اُنکے سپرد کیا اور زنا کے وبال سے
نجات پائی تیسرے اس بادشاہ کے خصائل سے یہ ہے کہ اگر احیاناً کوئی سپاہی معرکہ رزم میں لوازم شجاعت اور
شرائط جلادت کو فرو گذاشت کرکے پسپا ہوتا آنحضرت واقف ہوکر عمداً اُس سپاہی کو بعد اختتام ہنگام نوازش اور
اُسکو خلعت سرفراز فرماتا تھا اور جنکے حال پر جنھوں نے لوازم تہور میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا متعمل
ہوتا تھا ایک وقت ایک شخص کسی سپاہی کی نسبت ایسا حال مشاہدہ کرکے گستاخانہ عرض گذار ہوا کہ سبب ایسے
التفات کا ایسے جوان کے حال پر جس نے معرکہ میں گریز پر اختیار کی تھی کیوں ہے بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ سبب
اسکا اور وقت معلوم ہوگا شرح کی احتیاج نہیں قصہ کوتاہ انہیں دنوں میں اُس شہریار نے سلطان محمود بہمنی کی کمک
کے واسطے لشکرکشی کی اور دونوں نے باتفاق یوسف عادل شاہ کا تعاقب کیا اور حوالی بیڑ میں ایک فوج
عادل شاہ کی سلطان کے طلیعہ سے مقابل ہوکر شکستہ ہوئی اور جو طلیعہ کے پیچھے افواج نظام شاہ تھی انہوں نے
مقابلہ اور مواجہہ عادل شاہ کا اختیار کیا اول جو شخص کہ اُس جماعت پر حملہ آور ہوا وہی جوان تھا نظام شاہ نے پھر
اُسپر نوازش فرمائی اور ندیم سے فرمایا بادشاہ سپر شکار ہیں اور جوانوں کو صید خصم کے واسطے اسلحہ سے سجاتے و
سنوارتے ہیں اسی طرح جنگ دُوئیل کا طریقہ اُس ملک دکن میں یادگار ہے کیونکہ بادشاہ علم شمشیر بازی خوب جانتا تھا
اور اس فن سے نہایت رغبت رکھتا تھا اور رسم قدیم ہے کہ ہر زمانہ والے اپنے بادشاہ کے پسندیدہ ہنر کے طالب
ہوتے ہیں اس زمانہ کے خورد و بزرگ اکثر اپنی اوقات انہیں صرف کرتے تھے اور بکارے یکشنبہ حالانکہ قاعدہ
بلاد اسلام ہے احمد نگر کے تمام محلات میں ورزش خانہ اور اکھاڑے شمشیر بازی کی کثرت کے واسطے تیار کیے گئے
تھے اور بہتر اس سے کسی امر کو نہیں جانتے تھے اور ہر ایک مجلس اور انجمن میں اُسکے سوا اور چرچا مذکور ہوتا تھا
یہانتک کہ بلاد شمشیر بازی نے رونق اور رواج تمام بہم پہونچایا جیسا کہ اقتضا آب و ہوائے خطہ دکن ہے ہر
شخص زبان لاف و گزاف کھولکر دعوے انا و لا غیری کا کرتا اور دوسرے کو اس فن میں مسلم نہ رکھتا اور
اس امر پر جوانوں میں خصومت اور نزاع پہونچی مرافعہ احمد نظام شاہ کے پاس لے گئے اور اُس حضرت نے
حکم صادر کیا کہ مدعی اور مدعا علیہ ہمارے سامنے شمشیر بازی کریں جو شخص پہلے وار حریف پر کرے وہ بہتر ہے
الغرض ہر روز جوان اس بارہ میں مدعی ہوکر جماعت جماعت دیوان عام میں حاضر ہوکر بادشاہ کے حضور شمشیر بازی
کرتے تھے اور رفتہ رفتہ نوبت پہونچی کہ دو تین جوان ہر روز در دولت پر قتل ہوتے تھے اور اُنکے وارث لاش
اُنکی اُٹھا لیجاتے تھے اسکے بعد وہ بزرگوار اس امر سے متنفر ہوا اور یہ مقرر کیا کہ ہمارے سامنے یہ امر واقع ہووے

نے فرمایا کہ بادشاہ کی عین سواری کے وقت اکثر مرد وعورت بادشاہ کی زیارت اور تماشاے جلوس کے واسطے آتے ہین اس سبب سے ڈرتا ہون کہ میری نظر عورت نامحرم پر پڑے کہ وبال اسکا عاید روزگار ہو گا بیت
ہزار آفرین از جہان آفرین * بران شاہ با دانش وداد ودین * دوسرے یہ کہ اوائل سلطنت وجہانبانی مین کہ ایام شباب وجوانی آنحضرت کا تھا قلعہ کاویل کی تسخیر کے واسطے کمر جہاد باندھکر مستقر دولت سے حرکت فرمائی اور بعد طی مسافت محاصرہ مین مشغول ہوا اور تائیدات یزدانی سے اُسے مفتوح کیا جملہ اسیران اُس قلعہ سے ایک جاریہ تھی کہ حسن ودلبری مین ماہ ومشتری سے ہمسری وبرابری کا دعوی کرتی تھی اور لطافت اور نورگستری مین حور وپری سے برتری ڈھونڈھتی اپنی فیصلے رخ سے طلیعہ صبح کو دامن دامن گل صباحت بخشتی تھی اور اُسکے بالون کی سیاہی ساقہ لشکر شام کو چمن چمن سنبل اور ریاحین دیتی تھی اور زلف پرخم اُسکی نیزہ قامت کو پرچم تھی اور ابروے مقوس اُسکے منشور جمال کے لیے گویا طغرا معلوم ہوتے تھے ملا جامی نے گویا یہ شعر بلکہ تمام غزل اُسی کے سراپا مین تصنیف فرمائی تھی **شعر** یارب این طاق ست یا محراب یا قوس قزح یا ہلال عید یا ابروے ماہ ماست این * **مثنوی** پری وشی وپری رخسار ماہے * بزیر مقنعہ صاحب کلاہے * شب افروزے چو مہتاب جوانی * سیہ چشمے چو آب زندگانی * دو شکر چون عقیق آب دادہ * دو گیسو چون کمند تاب دادہ * خمار آلودہ چشم نیم بازش * جہانے نیم کشتہ از نیم نازش * ملک نصیر الملک وزیر کی جو ہین نظر اُس پری کے آئینہ رخسار پر پڑی صبر وقرار فرار ہوا ضبط وتحمل سینہ سے دور ہوا نشاء محبت مین چور ہوا صورت تصویر سکتے کے عالم مین حیران رہگیا
مثنوی نہ دل میداد وش از دلبر گرفتن * نہ میتوانستش نادر بر گرفتن * چو میدید اندران محراب دیدہ * حجاب بیدا شد آب دیدہ
کچھ دیر کے بعد دل بیقرار کو سنبھال کر یہ کہا سبحان اللہ عجب اسرار نظر آیا ہے کہ جس سے دل مضطر سیماب وش بیقرار رہتا ہے بالاہے اس آفت ناگہانی سے بچنا دلی تیرہ دام الفت کا گرفتار زندگی بھر نہین چھوٹتا یہ سوچ کر اُس دلبر بینظیر کو سلطان جم جاہ کی خدمت مین لے گیا اور اُسکی نظر کیمیا اثر مین درلایا اور بوقت فرصت یہ عرض کی کہ قلعہ کاویل کے جملہ اسیرون مین یہ عورت جمیلہ ہے مین نے اس درناسفتہ کو محض ظل سبحانی کے واسطے درجک حجاب مین نقطہ موہوم کی طرح نامحرمون سے مستور رکھا ہے اگر حکم ہووے شبستان خاص مین داخل کرون شہریار کا اس خبر کی اہتزاز نسیم سے غنچہ دل شگفتہ ہوا نصیر الملک سے نہایت راضی ہوا اور تحسین اور آفرین فرمائی جب شہنشاہ تخت گاہ چارم اس ایوان نیلگون طارم سے خلوت خانہ مغرب کی طرف روانہ ہوا اور سپہر دوار نے چادر سرمئی زرنگار شب سر پر ڈالی نصیر الملک نے اُس دلبر شیرین ادا پری اطوار دل آرام کو عیش منزل مین جلوہ گر کیا اور شہریار کامگار تخت جہانبانی سے شبستان کامرانی کی طرف متوجہ ہوا قبل اس سے کہ لب روح بخش اس مایہ ناز ودلستانی سے قوت جان وکامرانی حاصل کرے اپنی شرف مہربانی سے سرافراز کر کے استفسار فرمایا کہ تو کس قوم سے ہے اور کس شخص سے پیوند نسبت رکھتی ہے یا گل ناشگفتہ کی طرح بخار ہے یہ سنکر وہ عرض پیرا ہوئی کہ اے میری جان بادشاہ پر فدا ہو جیو مین فلان قبیلہ سے ہون اور ماں اور باپ اور شوہر میرا بالفعل محبس شاہی مین محبوس ہے آنحضرت نے کمال عفت وپرہیزگاری سے لفظ شوہر استماع کر کے بے تجرع اقداح مدام آتش نفس امارہ کہ مراد شہوت سے ہے ساکن کر کے فرمایا کہ تو خاطر جمع رکھ مین تیرے

کرتا ہم طلب کیا اور اپنی دعماد الملک حاکم کاویل کی رائے سے اسکو بادشاہ بنایا اور سلطان محمود بیگڑہ گجراتی نے
عادل خاں بن حسن خاں فاروقی کو کہ نواسہ اسکا تھا چاہا کہ اُسے برہانپور کی مسند حکومت پر متمکن کرے اسکے بعد
لشکر فراہم کرکے خاندیس کی طرف متوجہ ہوا ملک حسام الدین مغل نے نظام شاہ اور عماد الملک سے اعانت
طلب کی پس لشکر بیشمار ہمراہ رکاب لیکر برہانپور کی طرف روانہ ہوئے اور جو ملک لادن نے کہ وہ بھی اعیان ولایت
خاندیس سے تھا ملک حسام الدین کے ساتھ اعلام مخالفت بلند کیے اس وجہ سے خلل واضح مہمات میں اُس
حدود کے ظاہر ہوئے اور سلطان محمود بھی حوالی تالنیر میں پہونچا اور ہزار سوار ملک حسام الدین کی مدد کے واسطے
مقرر کیے اور دونوں باتفاق برہانپور سے کوچ کرکے کاویل کی سمت گئے اور بعد چند روز کے جب اُنکے لشکر کو برہانپور میں
توقف میسر ہوا ملک حسام الدین بے رخصت کاویل کی طرف راہی ہوئے نظام شاہ نے احوال ایسا دیکھکر عماد الملک
کو وداع کیا اور خود دولت آباد میں گیا اور شاہزادہ عالم خاں خاندیس سے بھاگ کر پھر نظام شاہ کی ملازمت میں
حاضر ہوا اور نظام شاہ بعد مراجعت سلطان محمود بسمت گجرات عالم خاں کو ہمراہ لیکر اپنی سرحد میں بیٹھا اور ایک
مکتوب ایلچی کے مصحوب سلطان محمود کے پاس باین مضمون بھیجا کہ جو شاہزادہ عالم خاں اس طرف التجا لاکر متوقع اس امر
کا ہو کہ موروثی دولت آسیر اور برہانپور ساتھ اُسکے عنایت فرماویں سلطان محمود کہ اُسکی بے ادبی ہائے سابق سے
آزردہ تھا اور عادل خاں نے بھی اُسکی شکایت متواتر لکھی تھی ایلچی سے درشتی کرکے فرمایا غلام زادہ سلطان ہمیشہ کی
کیا مجال کہ سلاطین کو کتابت کرے اور پاؤں اپنے گلیم سے آگے بڑھاوے اگر اپنے اوضاع ناپسندیدہ سے باز نہ
آئیگا عنقریب گوشمال پاویگا احمد نظام شاہ اس سے زیادہ جرأت کو موجب خسارت سمجھکر شاہزادہ عالم خاں کو
ہمراہ لیکر سبیل تعجیل احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور احمد نظام شاہ کے حسب مدارج اور مطالب حسب دلخواہ انجام کو
پرداختہ ہوئے ملک نصرت پردار اپنے کام میں مشغول ہوا یعنی اول نصیر الملک کہ رکن دولت اسکا تھا فوت ہوا
اور بجائے اُسکے جمال خاں حبشی مامور ہوا اور بعد دو تین مہینے کے بادشاہ کو بھی سخت بیماری عارض ہوئی زندگی
سے مایوس ہوکر امرا اور وزرا کو اپنے پاس بلایا اور شاہزادہ جوان بخت کامگار برہان کو جو سات برس کا تھا ولیعہد
کیا اعیان اور ارکان سلطنت سے اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کے بارہ میں عہد اور بیعت لی اور ۹۱۴ نوسو چودہ
ہجری میں بمقتضائے یا ایتہا النفس المطمئنہ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ داعی اجل کو لبیک اجابت فرمایا یعنی اس دار
ناپائدار سے رحلت کی **نظم** شد آن لحظہ ہول قیامت عیان ٭ مگر دون برآمد نفیر فغان ٭ شد از سدہ دم جہان تیرہ ایک
چو باران کہ بارد بوقت بہار ٭ ملک زار بس نالہ کرگشت گوش ٭ ز نوحہ زمین و زمان در خروش ٭ اگرچہ
خصال حمیدہ اور خصائل پسندیدہ اس شہریار کے اُس سے افزوں تر ہیں کہ قلم مشکین رقم اسکے بیان میں زبان آوری
کرے لیکن مورخین کی عادت کے موافق اسکی شمہ تحریر میں مبادرت کرتا ہوں کہ جملہ خصال اس شہریار سے کہ عبارت
عفت و صلاح و پرہیزگاری و فلاح سے ہر یہ ہیں کہ سواری کے وقت شہر و بازار میں کبھی اپنے اور یا مین التفات
نہیں فرماتا تھا ایک ندیم گستاخ نے سوال کیا کہ عدم التفات جدا و مری اطراف وجہات کی طرف کیونکر ہے آنکھ

سلطان محمود گجراتی کو عریضہ بھیجکر پھیر تسلط اور غلبہ احمد نظام شاہ اور محاصرہ کرنے قلعہ دولت آباد کے شکایت کی اور پیام
دیا کہ یہ قلعہ اُس شاہ جم جاہ سے علاقہ رکھتا ہی اگر ایکبار اور اسطرف قدم رنجہ فرماکر اس دولتخواہ کو اس بحری خصال کے
چنگ غضب سے رہائی بخشین خطبہ اس حدود کا آپکے نام جاری ہووے اور سال بسال باج وخراج خزانہ عامرہ مین داخل کرونگا
سلطان محمود یہی چاہتا تھا کہ انفعال گزیشتہ برآمد ہو کر اُس مخالفت کا تدارک کرے اور اہل دکن کہ بعد شبخون مذکور اُسے
سلطان محمود بیکرہ کہتے تھے اُنکو تادیب اور گوشمال دیوے اسواسطے التماس اُسکی پذیرا فرمائی اور بحشمت وشوکت تمام
دولت آباد کی طرف سوار ہوا اور جب آسائین کے ساحل پر پہونچا احمد نظام شاہ بحری ترک محاصرہ کرکے احمد نگر کی طرف روانہ
ہوا اور ملک اشرف نے ضیق محاصرہ سے نجات پائی سلطان قطب کی مسجد مین جاکر خطبہ سلطان محمود کے نام پڑھا اور اردوے
شاہ مین جاکر تحف دہرایا اور نقود بطور نذر پیشکش گذرانا اور خراج ہر سال کا قبول کرکے سلطان کو اپنے سے راضی
کیا اور سلطان محمود نے اس سال فرصت پاکر خراج کئی برس کا عادل خان سے لیا اور اپنے مقر کی طرف متوجہ
ہوا اور احمد نظام شاہ بحری یہ خبر سنکر پھر بازنہ آیا اور آخر سال مذکور مین پھر بہ تیز سیرازی تحریک دشتاب اردی عقاب
دولت آباد کی طرف روانہ ہوا اور جو اہل قلعہ ملک اشرف سے بوجہ خطبہ پڑھنے بنام سلطان گجرات اور اُسکی ملاقات
کرنے سے متنفر تھے احمد نظام شاہ کے پاس عرائض باین مضمون بھیجین کہ ہم تیرے بندگان فرمانبردار سے ہین
اور ہم نے تجھے اپنا ولی نعمت جانتے ہین اور تیرے معتقد اور دولتخواہ ہین جلد اس طرف تشریف لا اور ہماری جانفشانی
اور جانسپاری مشاہدہ فرما احمد نظام شاہ آب گنگ کے کنارے اہل قلعہ کے مضامین عرائض پر مطلع ہوا اور اسی شب کو
دو تین ہزار سوار جریدہ لیکر دولت آباد مین داخل ہوا اور قلعہ کو محاصرہ کیا قضارا ملک اشرف لشکر قلعہ کے ارادے
کو از قوم مرہٹہ تھے واقف ہو کر غم وغصہ سے بیمار ہوا اور پانچ چھ روز کے عرصہ مین ہادم اللذات کہ عادم الآمال ہی
اُس کے سر پر دو اسپہ تاخت لایا اور کوکب عمر کو اُسکے عزرائیل افق مغرب مین پہونچایا بعد اس سانحہ کے تمام اہل قلعہ
جو قلعہ بند تھے مع کلید قلعہ احمد نظام شاہ بحری کی ملازمت کے واسطے حاضر ہوئے اور کنجی قلعہ کی نذر کرکے
مبارکباد دی احمد نظام شاہ نے اُس گروہ پر نہایت نوازش فرمائی اور قلعہ کی سیر کی اور جا بجا کہ قلعہ مرمت طلب تھا
اُسے مرمت کیا اور اپنے مردان معتمد کے سپرد کرکے مظفر ومنصور احمد نگر کی طرف مراجعت فرمائی اور ساعت سعید
اور طالع فرخندہ مین بباغ نظام کہ اُسے مبارک جانکر اپنا مسکن کیا تھا ایک قلعہ سنگین تیار کیا اور اسکے اندر ایک
عمارت عالیہ احداث فرمائی اور تصاویر دلکش مثل آئینہ حلب سرخ وزرد سے اسے آراستہ کیا اور اُن سنوات
مین اپنی عالی ہمت سے احمد نظام شاہ نے قلعہ شور اور اُسکے سوا اور بھی قلعہ ہاے اس اطراف کے مسخر اور مفتوح
کیے اور راجہ قلعہ کالنہ اور بگلانہ سے پیشکش لیکر اور اپنا مالگذار کرکے مسند حکومت احمد نگر پر متمکن ہوا اور سنہ ۹۱۳
نوسو تیرہ ہجری مین داؤد خان فاروقی کے مرنے کے بعد برہانپور مین بادشاہ تعین کرنے کے بارہ مین درمیان
امرا اور اشراف مملکت کے اختلاف ہوا اور ملک حسام الدین مغل نے جو اُس دولت خانہ کے عمائد سے تھا ایلچی
احمد نظام شاہ کے پاس بھیجکر خان زادہ عالم خان کو جو حکام اسیر کے نواسون مین سے تھا اور احمد نگر مین بنا بر

مشغول ہوئے اور سلطان محمود اور امرا اسکے لشکر دکن اور جاندیس سے ایسی جرأت محال جانتے تھے اور محو حوت اور تکبر سے سرخوش ہو کر خواب غفلت مین سوتے تھے اس ہنگامہ اور غوغا سے ہوشیار ہو کر سراسیمہ سواری کے تہیہ میں ہوے اور سلطان محمود نے جو سنا تھا کہ نظام شاہ نے چار ہزار سوار ساده دکنی کہ عمدہ لشکر سلاطین بہمنیہ سے تھے لطف و احسان انھیں اپنے خیل خاصہ میں جمع کیا ہے اور مجالس و محافل میں کہتا ہے کہ میں ان چار ہزار آدمی سے مسلح ہو کر میدان جنگ میں سلطان محمود کے علم و چتر پر حملہ آور ہونگا جسے چاہے تہ تیغ کرے سرافرازی بخشے اور جسے چاہے شکست دیکر خاک مذلت پر ڈالیگا یہ بات بھی اسکے دل مین دہشت نشین تھی اور اُس شب کو یہ بھی مشہور ہوا تھا کہ احمد نظام شاہ بحری چار ہزار سوار جرار شبخون کے واسطے ہمراہ لایا ہے اور چاہتا ہے کہ سراپردہ خاص پر تاخت لا کر خرابی اور مضرت پہونچاوے اس سبب سے سلطان محمود سوار ہوا اور دس بارہ نفر پیادے سراپردہ سے برآمد ہوئے اور دو تین میل بحری سال سراپردہ شاہی کے عقب آیا اور چند شقہ سراپردہ شاہی پارہ پارہ کیے صدائے شیون و غوغا اہل حرم سے بلند ہوئی سلطان محمود کو یقین ہوا کہ احمد نظام شاہ خیمہ اور سراپردہ پر تاخت لایا ہے پھر بلا توقف کچھ لوگ اپنے ہمراہ لیکر اردو سے نکل گیا اور جب تین سو یا چار سو آدمی اُسکے پاس جمع ہوئے اور شور ہنگامہ لحظہ بلحظہ زیادہ ہوتا تھا راہ فرار پائی اور بسرعت تمام تیس کوس راہ طے کی جب امرائے گجرات مع فوج ہائے آراستہ جنگ میں مشغول ہوے اور دکنی مزاحمت کر کے اپنے اردو میں چلے گئے اعیان لشکر بہیئت مجموعی صلاح کنگاش کے واسطے دربار شاہی میں گئے اور جب سلطان کو اپنے مقام پر نہ پایا اور سمجھے کہ کیا معاملہ واقع ہوا ہے سب اتفاق کرکے تعاقب اور تغیر منزل کے بہانہ اُسی شب کو کوچ کر کے اُسکے پیچھے گئے سلطان محمود دکنیوں کے مکر سے واقف ہوا مگر اُس رات کو صلاح مراجعت مین نہ دیکھی اُسی مقام مین قیام کیا اور احمد نظام بحری نے بہتر تدبیر حسب مراد پر دیکھکر صبح کو باتفاق عادل خان اور عماد الملک اپنے مقام سے کوچ کیا اور اس مقام میں جہاں سلطان نے نزول کیا تھا وارد ہوا اور وہ امر جو کسی کے تخیلہ مین نہ تھا وقوع میں آیا بیت کالطف است کہ عاقل کار کند لشکر جلا میسر نشود اسکے بعد طرفین سے ایلچیوں نے آنکر شیشۂ غبار کھایا اور صلح دونوں بادشاہوں کے درمیان صلح پر راضی ہو کے پہلے اپنے مستقر اور مسکن کی طرف روانہ ہوئے اور قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لحاظ کر کے اس واقعہ کے شرح و بسط میں بہین کوشش کی ہے واللہ اعلم بالصواب منقول ہے کہ احمد نظام شاہ نے برہان پور سے مراجعت کی اور بسرعت تمام دولت آباد میں پہونچا اور اب کی مرتبہ لشکر بعض لشکر کو محاصرہ کے واسطے مامور کیا اور خود ماہ گوجر تیلوہ کے قریب ہی عیش و عشرت میں مشغول ہوا اسوقت ایک جماعت باغبانوں نے چند ڈالیاں لا کر پیش کیا کہ قبل اسکے خشکو سات برس کا عرصہ منقضی ہوا کہ حضرت بادشاہ اس قلعہ کی تسخیر کے واسطے اس حدود مین تشریف لائے تھے اور اس مقام میں فردکش ہو کر انبہ ہائے لذیذ نوش فرماتے تھے اُسکی چند گٹھلیاں یہاں لگا دی تھیں موسم برسات مین وہ سرسبز ہوئیں اور غلاموں نے اُسکی محافظت میں کوشش کی اور حضرت کے اقبال سے وہ درخت بارآور ہوئے یہ چند ڈالیاں انھیں پودھوں کی ہیں احمد نظام شاہ نے اسے دلیل کہ یہ علامت قوت طالع اور فتح حصار کی ہے ملک اشرف نے حرا احمد نظام شاہ کی ہمت فتح حصار میں مصروف دیکھی

سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ ہجری مین سیر ولایت کے بہانہ نہضت فرمائی اور ملک اشرف حاکم دولت آباد نے خبر پاکر ایلچی سلطان محمود کی خدمت مین
بھیجے اور احمد نظام شاہ بحری کے تسلط اور قلعہ کے محاصرہ کرنے اور خرابی ولایت سے شکایت کرکے التماس قدوم میمنت لزوم
کیا سلطان محمود دفعتہً قلعہ دولت آباد کی طمع کے سبب ایک لشکر عظیم فراہم لاکر دکن کی طرف متوجہ ہوا اور یہ تجویز
کی کہ پہلے عادل خان فاروقی کی تنبیہ اور گوشمالی کرے اُسکے بعد دولت آباد پر تاخت کرے جب حوالی سلطان پور اور ندربار مین
پہونچا عادل خان فاروقی نے مضطرب اور سراسیمہ ہوکر احمد نظام شاہ بحری سے التماس کمک اور ترک محاصرہ دولت آباد
کیا احمد نظام شاہ بحری پندرہ ہزار سوار مستعد رزم و پیکار لیکر برہانپور کی طرف گیا اور بعد طے مراحل اور قطع منازل
جب شہر برہان پور خیمہ گاہ لشکر فیروزی اثر ہوا اور عماد الملک بھی فوج برار لیکر کمک کو پہونچا میان احمد نصیر الملک گجراتی نے
سلطان گجرات سے جو قلعہ اسیر کے اطراف مین وارد ہوے تھے نظام شاہ کے حکم کے موافق ابواب رسل و رسائل مفتوح
کیے اور بعد چند روز کے ایک اہل گجرات کو کہ سلطان محمود کی خدمت مین بمزید تقرب ممتاز تھا لکھا کہ ہر چند بندہ تقدیر کے
موافق اس سلطان گردون اقتدار کی ملازمت مین ہے لیکن جو مولد اور منشا بندہ کا گجرات ہے دولتخواہی وہانکی خطہ کی اپنے
اوپر فرض جانتا ہے تعجب ہے کہ سلطان کشورستان امور جزوی کے واسطے بنفس نفیس مرتکب ایسی مہمات شاقہ ہوتے ہین حاکم برہانپور
کہ لشکر اور جمعیت مین برابری ایک امراے سلطان سے نہین کرسکتا ہے اُسکے ساتھ مستعد پیکار و مقابلہ ہوے ہین خصوص
اس وقت مین کہ جم جملہ جوانان بخت دکن مع سپاہ صف شکن اُسکی معاونت اور مظاہرت کو آیا ہے اگر وہ جناب از روے
اخلاص اور دولتخواہی سلطان کی عرض مین پہونچادین اور مضمون کم من فئۃ قلیلۃ حضرت کے ذہن نشین اور خاطر نشان کرکے
فرش منازعت کو لپیٹین تو بہتر کہ صلاح دولت اس مین متصور ہے کس واسطے کہ فتح اور شکست کا مختار خدا ہے اور بہ تقدیر
اگر نصرت نصیب سلطان ہووے خلقت کہیگی کہ سلطان محمود جنود نامعدود سے لشکر قلیل پر غالب ہوا اور اگر قضیہ
منعکس ہووے یہ سبکی اور بےعزتی انقراض زمانہ یعنی روز قیامت تک اس سلسلہ عالیہ مین رہیگی وہ شخص نوشتہ
نظام الملک کا بجنسہ سلطان کے ملاحظہ مین درلایا آنحضرت صلح اور جنگ مین متردد ہوئے احمد نظام شاہ نے ایک فیلبان
کو جو سلطان گجرات کے فیل بحری سال کی محافظت مین قیام کرتا تھا زر کثیر دیکر اس امر پر راضی کیا کہ اس شب تار
مین کہ سلطان اور سپاہ خیمہ و خرگاہ مین باستراحت مشغول ہووین اُس فیل فلک پیکر کی زنجیر کہ نہایت مست اور
بےاعتدال ہے پانٔون سے نکالکر اُردو مین چھوڑ دینا اور اُس شب موعود مین نظام شاہ بحری نے پانچہزار پیادہ توپچی
کماندار اور باندار اور پانچہزار سوار کہ تمام تیرانداز تھے گجراتیون کے اُردو کی طرف روانہ کیے کہ کمین گاہ مین بیٹھین
جس وقت شور و غوغا لشکر گاہ مین ظاہر ہووے تو اطراف و جوانب سے برآمد ہوکر تیر و تفنگ وبان سے ہلاکی اُس قوم مین
مصروف ہوں اور اُنھون نے اُسکے فرمانے پر عمل کیا جب لشکر گجرات کے حوالی مین پہونچے اور اُردو کے اطراف و اکناف
مین مخفی ہوئے اُسکے بعد کہ دوپہر رات آئی تھی فیلبان نمک حرام نے فیل بحری سال کو چھوڑ دیا اُس اژدہاے دمان کے
حملہ آور ہوئے سے شور و فریاد معسکر کا غلغلہ اوج فلک البروج پر پہونچایا وے اور سوار کمین سے برآمد ہوئے اور
اطراف و جوانب سے نقارہاے حربی پر چوب زنی ہوئی صداؤن نے اُسکی گنبد گردون کو مملو کیا اور بارش تیر و تفنگ مین

کے باغ میں وارد ہوا چند روز بقصد استراحت عیش و عشرت میں مشغول ہوا ایلچی قاسم برید کے میاں تاج الدین
دکنی اور دلاور سید بخدمت اسکے پاس حاضر ہوئے اور یہ گزارش کی کہ یوسف عادل خان نے ہمارے اخراج
کے واسطے پٹکا کوشش کا کمر ہمت پر باندھ کر دار السلطنت محمد آباد بیدر کو محاصرہ کیا ہے اگر آنجناب اس وقت
میں محاصرہ دولت آباد کی فکر خاطر عاطر سے محو کر کے اپنے محب اور مخلص کی معاودت کے واسطے اس طرف
توجہ فرماویں بیا رسند تا مدت العمر طریق یکجہتی اور اخلاص میں سرگرم ہو کر ممنون احسان اور رہین منت ہوگا بلکہ
مخلص بھی یوسف عادل خان کی طرف سے مطمئن ہو کر دولت آباد کی تسخیر میں آپکا ممد و معاون ہو کر جانسپاری
میں دریغ نہ کریگا احمد نظام شاہ نے اسکا سوال پذیرا کر کے دولت آباد کی عزیمت فسخ کی اور محمد آباد بیدر کی طرف گیا
اور جیسا کہ واقعات سلطان محمود میں مذکور و مسطور ہوا معاملات کو مفروغ کیا اور اسی دن دولت آباد کی طرف
جا کر محاصرہ میں مشغول ہوا اور بعد دو مہینے کے اس قلعہ سپہر اساس کو بنظر تامل غور ملاحظہ فرمایا جب جانا کہ تسخیر اسکی جبر و قہر
سے نہایت مشکل اور دشوار ہے وہاں سے کوچ کر کے جنیر کی طرف متوجہ ہوا اور اثنائے طریق میں جب قصبہ بنگار میں
پہونچا اسکی رائے مقتضی اس کی ہوئی کہ وہ مقام جو دولت آباد اور جنیر کے درمیان ہے اسمیں ایک شہر بنا کر کے دار الملک
بناوے اور ہر سال ہنگام درو فصل خریف و ربیع دولت آباد میں لشکر بھیج کر تاخت و تاراج کرے شاید مردم درونی قوت تنگی
سے عاجز ہو کر طالب امان ہوویں اور قلعہ سپرد کریں پھر شہور سنہ ۹ نوسو ہجری میں ایسی ساعت میں کہ نحوسوں سے
احتیاط رکھی تھی باغ نظام کے مقابل اور دریسین کی ساحل پر ایک شہر کی بنیاد ڈالی اور چونکہ سمع مبارک تک اس دردولت
منش میں پہونچا تھا کہ وجہ تسمیہ احمد آباد گجرات کی جو آباد کردہ احمد شاہ گجراتی ہے صورت اسکی یہ تھی کہ اسم بادشاہ و اسم
وزیر کفایت دستگاہ اور قاضی شریعت پناہ کا احمد تھا اور اتفاقات حسنہ سے بعینہ وہ صورت اس شہر کے بنا کے وقت بھی عکس پذیر
ہوئی اس سبب سے احمد نگر نام رکھا کس واسطے کہ نام شہریار کا احمد تھا اور نام اصلی مسند عالی نصیر الملک گجراتی اور نام قاضی عسکر
بھی احمد تھا چونکہ اس عنوان کو اس شہر کی تعمیر کی جلدی اور اہتمام تمام تھا وہ تکمیل میں تمام امرا اور منصبداران اور سلحداران نے اسکی
تیاری میں توجہ کی اور دو تین برس کی مدت میں ایسا آباد اور معمور ہوا کہ دعوی برابری اور ہمسری کا بغداد اور مصر سے کیا
اور جیسا کہ مقرر ہوا تھا ہر سال دو مرتبہ فصلیں مذکورین میں لشکر نظام شاہی دولت آباد پر تاخت کر کے زراعت کی
خرابی اور پائمالی اور تاراج غلہ اور آتش زنی در مساکن و منازل رعایا میں تقصیر نہ کرتے تھے اور مضمون عالیہا سافلہا ظہور میں
پہونچاتے تھے اور وقائع نظام شاہیہ میں جسکو سید علی سمنانی نے برہان نظام شاہ ثانی کے عہد میں لکھنا شروع کیا تھا اور توفیق
اتمام نہ پا کر فوت ہوا اس میں یوں مرقوم ہے کہ جب علوئے دولت اور طنطنہ حشمت نظام شاہ بحری کا حکام دور و نزدیک کے
گوش زد ہوا عادل خان اور مبارک خان فاروقی والی برہانپور نے ابواب خصوصیت اور اتحاد مفتوح کیے اور دو دو ہزار سوار
اسکی کمک کے واسطے مقرر کیے کہ ہمیشہ سفر دولت آباد میں ہمراہ ہو کر اسکی تسخیر میں کوشش کریں اور اسیطور سے فتح اللہ
عماد الملک کے ساتھ بھی بنیاد دوستی قائم کر کے اپنے باپ دادا کے خلاف روش سلطان محمود گجراتی کے ساتھ علم مخالفت
بلند کیا اور وہ مال کہ ہر سال سلطان گجرات کے خزانہ عامرہ میں بھیجتا تھا اسے یکقلم موقوف کیا سلطان محمود نے

ساتھ کہ مسمیان ملک وجیہ اور ملک اشرف تھے طریق مدارا اور احسان سے ابواب لطف اور ملائمت مفتوح کیے
مثنوی شنیدم ز دانائے فرہنگ دوست ٭ کہ در کارہا رفق و نرمی نکوست ٭ بہ نرمی چو کارے توان برد پیش ٭
درشتی مجو گیر زاندازہ بیش ٭ کہتے ہین ملک وجیہ اور ملک اشرف دونون بھائی حقیقی تھے اور آپس مین
کمال محبت اور اخلاص رکھتے تھے ابتدا مین خواجہ جہان کاوان کے ملازمون مین انتظام رکھتے تھے اور
اس کی شہادت کے بعد سلطان محمود کے سلحداروں مین منتظم ہوکر زمانہ بسر کرتے تھے آخر مین ملک نائب
نظام الملک انکی تربیت کا درپے ہوا اور جملہ امراسے کر کے ملک وجیہ کو قلعہ دولت آباد کا تھانہ دار اور ملک اشرف
کو حاکم ولایت کیا اور اُنھون نے اس نواح کی ضبط مین مساعی جمیلہ کرکے متمردان اور رہزنان دولت آباد کو جو
تمام جہان مین مشہور اور معروف تھے حرف غلط کی طرح معدوم کیا اور سرحد سلطان پور وندربار اور باگلانہ گجرات تک
ایسا صاف کیا کہ تاجر وغیرہ بفراغ خاطر آمد و شد کرنے لگے اس کارگذاری اور نیکنامی سے حکومت کی کہ رعیت ان سے
راضی اور شاکر ہوئی اور ولایت خوب آباد اور معمور ہوئی ایک امرائے مرہٹہ نے سلطنت بہمنیہ مین خلل دیکھکر قلعہ کالنہ کو
بہ تغلب لیا تھا وہ بھی ساتھ انکے سر گریبان موافقت سے برلایا اور رہزنی سے محترز اور مجتنب ہوا اور دونون
بھائی ملک نائب کا حق تربیت منظور رکھکر احمد نظام شاہ کے ساتھ طریق دوستی جاری رکھتے تھے اُسنے بھی
اُن کے ساتھ بعد فتح باغ نظام وندراج پوری اپنی بہن بی بی زینب کو ملک وجیہ کے ساتھ جو اہل علم و صلاح
سے تھا سلک ازدواج مین کھینچا اور بنائے مصادقت کو بمواصلت مضبوط کیا حق سبحانہ تعالی نے سال اول مین اس
عفیفہ سے ایک فرزند نرینہ کرامت فرمایا وجیہ الدین اُسکا نام احمد شاہ رکھتا تھا بی بی زینب نے جواب دیا کہ عہد
طفلی مین ماں باپ مجھے کمال محبت سے موتی کہتے تھے اگر تم بھی اس فرزند کو ساتھ اس اسم کے موسوم
کروخوب ہوگا ملک وجیہ نے اُسکا نام موتی رکھا اور اس دُر مکنون کی ولادت سے اُسکی شوکت اور آبرو افزون
ہوئی لیکن ملک اشرف کی دیگ حسد جوش مین آئی اپنے بڑے بھائی کے قتل مین مصر ہوا اسواسطے کہ وہ اس
فکر و اندیشہ مین تھا کہ بین ملک وجیہ کے بعد از فوت دولت آباد اور انتور اور دیگر پرگنات اور قلاع اس حد و دیہ
کہ جو اس سے تعلق رکھتے ہین قابض ہوکر صاحب خطبہ و چتر ہونگا اس وقت کہ ملک نائب وجیہ کو احمد نظام شاہ
کے ساتھ یہ نسبت بہم پہونچی اور ایک فرزند نرینہ ، سے متولد ہوا اپنے ارادہ مین خلل مشاہدہ کرکے نسبت اخوت
کو بعداوت مبدل کیا اور فرصت کے وقت لشکر قلعہ کی امداد و اعانت سے بھائی کو قتل کیا اور اُسکے طفل معصوم کو
بھی مسموم مرگ کیا اور حکومت دولت آباد مین باستقلال مشغول ہوا اور حکام برہانپور اور برار کی نسبت ابواب محبت
اور وداد مفتوح کیے اور سلطان محمود گجراتی سے بھی طریقۂ اخلاص جاری رکھکر کبھی کبھی ارسال عرائض و تحف سے
آپ کو ساتھ اُسکے منسوب کرتا تھا لیکن جب زینب نے بعد از قتل شوہر اور فرزند جنیر کی طرف جاکر دست تظلم
اپنے بھائی کے دامن مین مضبوط کیا احمد نظام شاہ نے اُسے دلاسا دیکر سنہ ۸۹۹ آٹھ سو ننانوے ہجری مین مع
لشکر و جمعیت دولت آباد کی تسخیر کے ارادہ جنیر سے نہضت فرمائی اور جب ٹپکاپور کے اطراف مین پہونچا نظام

کپڑے اسکے رانوتک پارہ پارہ کرکے لے آمدوہیں پھرایا اور جان کی امان دیکر دارالملک کی طرف روانہ کیا اور یہ بی
شاہ جمال الدین حسین انجو سے جس کا تھوڑا احوال خیرمآل وقائع مرتضی نظام شاہ میں تحریر ہوگا شنا ہو کہ اس جنگ سے
جنگ باغ شہرت پائی اسلیے کہ قصبہ ٹیکا پور کے قریب جس مقام میں کہ صورت فتح ظہور میں آئی تھی احمد نظام شاہ
نے ایک باغ سا کے موسوم بباغ نظام کیا اور اسکے دور میں چار دیوار سرنگ کھینچکر ایک عمارت پر ساتیار کی
اور تھوڑے عرصہ میں وہ عمارت رشک ارم ذات العماد ہوئی احمد نظام شاہ اور اسکی جمیع اولاد نے اُس کو اپنے لیے
مبارک جانکر اس میں قلعہ تیار کرکے اپنا مسکن اختیار کیا الغرض احمد نظام شاہ نے اُس فتح کے شکرانہ میں قصبہ
جیور کو اس وقت کے مشائخ اور علما پر وقف فرمایا اور ان کی تعظیم و تکریم میں مبالغہ کیا پھر منظفر اور منصور ہو کر جیر کی
طرف گیا اور بے دغدغہ کسی مانع اور بے وجود کسی مزاحم کے سدھانیانی پر متمکن ہوا اور اسی سال یوسف عادل خان کی
صلاح سے سلطان محمود کا نام خطبہ سے محو کیا اور چتر سفید کہ اس وقت میں سلاطین بادشاہ دہلی اور گجرات اور سندھ کا
تھا اپنے فرق پر قائم کیا لیکن جب خواجہ جہان اور بہت امرائے دکن جو اس کے ساتھ طریق مصادقت رکھتے
تھے چتر اور خطبہ کے اظہار کے سبب سے رنجیدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ موجودگی سلطان محمود بہمنی کے چتر سر پر
لگانا اور خطبہ اپنے نام پڑھنا نہایت بے ادبی ہو تو نظام شاہ نے کہ زیور عقل و دانش سے آراستہ تھا
ملائمت کو مستحسن جانکر خطبہ کو موقوف رکھا اور اپنے افسران سپاہ کو طلب کرکے فرمایا کہ جو کچھ تم کہو عین صواب
اور محض صلاح ہو خطبہ میں نے موقوف کیا لیکن چتر کہ جو سبب ازالۂ آسیب حرارت آفتاب ہو اور علامت
سلطنت اس میں ملحوظ نہیں ہو اُسکا تغیر مناسب نہیں دکھائی دیتا ہو اُنھوں نے جواب دیا اگر ایسا ہو مضائقہ نہیں
آپ شوق سے چتر لگاویں بشرطیکہ اور لوگ بھی اسی عرض سے چتر لگادیں احمد نظام شاہ نے لاچار ہو کر حسب
علم فرمائی اور چتر عام سے پہچان کے واسطے ایک پارچہ سرخ چتر نظام شاہی پر نصب کیا اور عوام الناس کی
چھتری بالکل سفید قرار دی اور رفتہ رفتہ دولتخانہ عادل شاہیہ اور عماد شاہیہ اور قطب شاہیہ اور برید شاہیہ
میں اسی طور کا چتر شائع ہوا اور اب تک کہ تاریخ ہجری ایک ہزار اٹھارہ سال کو ہوئی ہو سلطان اور گدا دکن کے
چتر سر پر لگانے میں کسی کو ممانعت نہیں ہو بخلاف سائر بلاد ہند کہ بادشاہ کے سوا دوسرے کی مجال نہیں کہ چتر
اپنے سر پر بلند کرے اور جب مخدوم جہان اور اعظم خان اور امرائے دیگر کو بھی یہ چتر کی دولت کہ بادشاہوں کے
واسطے مخصوص تھی پہونچی شرمندہ اس کے احسان کے ہوئے اور بعد دو مہینے کے غائب اور حاضر نے باہم
اتفاق کرکے خطبہ کی التماس کی اور جب اُن لوگوں نے مکرر مبالغہ اور اصرار کیا آنحضرت نے کہ رافع اس
امر کے تھے منت عظیم اُن پر رکھکر اپنا خطبہ جاری کیا اور ہمت تسخیر دولت آباد پر رکھی چونکہ دکن کے قلاع متین سے
ہو اور سندھول کے حوالی میں واقع ہو مصروف رکھی اور بنفس نفیس اس طرف جاکر دو مہینے اور بقولے لیکسال
محاصرہ کیا اور آخر کو صلح سے لے لیا اُس کے بعد قلعہ دولت آباد کی تسخیر کی عزیمت اُسکے نفسانے دل میں جلوہ گر
ہوئی وقت لے وقت اس اندیشہ میں رہتا تھا اور یہ یقین تھا کہ وہ قلعہ سردار نہ لے سکونگا اس قلعہ کے والیوں کے

اُسکا یہ تھا کہ ملک احمد نظام الملک بحری بحری شکاری کے مانند پرواز دراز کرتا ہی اور تم اُسکے خوف ونہیب سے آشیان خیمہ
وخرگاہ مین بھاگ کر مرغ جان کو اُسکے چنگل کے آسیب سے بچاتے ہو اگر تلافی اور تدارک کر کے اس باغی کو گرفتار کر کے
درگاہ مین لاؤ فبہا نہین تو یقین جانو کہ غضب وقہر شاہانہ مین گرفتار ہو کر اپنے باپ دادا کی آبرو چند مدت کی ضائع
اور برباد کر دوگے اُنھون نے فرمان کے مضمون پر اطلاع پا کر مقام بیر مین قیام کیا اور فرمان کے جواب مین تحریر کیا کہ ہم
لوگ آدمی سپاہی ہین اور ہمارا کام تلوار مارنا اور دشمن کا منکوب اور مستاصل کرنا ہی اگر دشمن کے احوال سے
ہوشیاری مین غفلت واقع ہوئی وہ عظمت الملک وبیر کی جانب سے ہی اُسکا قائم مقام اگر دوسرا افسر مقرر ہو دے
حضرت کے میامن اقبال عدو مال سے دشمن کا دفع وجہ احسن سے ظہور مین پہونچیگا سلطان محمود نے عظمت الملک کو
درگاہ مین طلب کیا اور جہانگیر خان کو تلنگ کے علاقہ سے مع تین ہزار سوار کو اس سے طلب کر کے بخلعت سر لشکری
مشرف کیا اور بجاے عظمت الملک جنیر کی طرف روانہ کیا جہانگیر خان کہ مشاہیر درگاہ سے تھا اور اس سے کارہاے خوب
نمایان سرزد ہو ے تھے شجاعت اور حسن تدبیر مین وحید و فرید دکن تھا تمام امرا مستظہر ہو کر بکوچ متواتر
پرندہ کی طرف متوجہ ہوئے اور مخدوم خواجہ جہان قلعہ پرندہ مین در آیا اور اپنے فرزند اعظم خان کو احمد نظام شاہ
کے ہمراہ کیا اور وہ حرب مین صلاح نہ دیکھکر پٹن کی طرف گیا اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس آدمی بھیجکر صورت
واقعہ ظاہر کی اور جب اس سے توجہ نہ پائی اور جہانگیر خان پٹن کے اطراف مین پہونچا احمد نظام شاہ نے وہان
سے کوچ کر کے عزیمت جنیر کی طرف کی اس کے بعد جیور کی گھاٹی پر چڑھکر اس قصبہ کے پہاڑون مین در آیا
اُسی روز نصیر الملک گجراتی مع لشکر کہ قادر آباد مین رہا تھا مع خزانہ اور غلہ اور آذوقہ اور سامان ضروری بکثرت تمام
لیکر ساتھ اُسکے ملحق ہوا اور سر گھاٹی جیور کو مسدود کر کے ان پہاڑون مین استقامت کی جہانگیر خان نے جب
سنا کہ گھاٹی جیور کی نظام شاہیہ کے قبضہ اختیار مین ہی ٹیکانور گھاٹ سے ٹیکا پور مین پہونچکر احمد نظام شاہ کے سر راہ پر
مع لشکر فرو کش ہوا اور دونون لشکرون کے درمیان چھ فرسنگ کا فاصلہ تھا قریب ایک مہینے کے مقابل ایک دوسرے
کے مقیم رہے اور جو موسم برسات تھا نہایت دشواری احمد نظام شاہ کے سراغ مین اُٹھائی آخر کو عیش وعشرت مین مشغول ہو کر
فرش غفلت بچھایا اور مے روح پرور کی ساغر نوشی اور نغمات دلکش کے استماع مین مصروف ہوئے اور غنیم کے وجود کو ہرگز
خیال مین نہ لائے معدوم سمجھے **مثنوی** چو شد دیدہ بخت آن قوم تار + ہوس پو کردند وپندار تار + کلیم سپہر خود دیافتند
رخ از دانش وحزم برتافتند + اور جب خبر بیخبری اُس گروہ کی احمد نظام شاہ کو پہونچی ماہ رجب کی تیسری رات ۸۹۵ھ
آٹھ سو پچانوے ہجری مین اعظم خان کے ہمراہ صبح کے وقت کوہستان قصبہ جیور سے سوار ہوا اور گھوڑے کو ایسا
گرم عنان کیا کہ علی الصباح ٹیکا پور مین پہونچا اور ایکبارگی حوادث زمانہ کے مانند تاخت لایا اور کسی کو مجال پیکار وقتال
نہ دی بعضے خواب مستی مین دار البقا کی طرف راہی ہوئے اور بعضون نے جب آنکھ کھولی دیدہ ودانستہ نقد حیات مستعار
پیک اجل کے سپرد کر کے عدم آباد کی طرف سفری ہوئے جہانگیر خان اور سید اسحق اور سید لطف اللہ اور نظام خان اور فتح اللہ
خان کہ اُمراے سے تھے قتیل ہوئے اور باقی انکے سوا دستگیر ہوئے اور احمد نظام شاہ نے انھین بھینسون پر سوار کر کے

کر کے کار نمایاں بجا لاؤں پس ایک جماعت قلیل کہ عدد اسکے تین ہزار سے بھی کم تھے ہمراہ لشکر شیخ کی اُردو کی طرف
متوجہ ہوا جب ایک کوس پر پہونچا شیخ مودی واقف ہوا ایک جماعت کو مقابلہ اور مقاتلہ کے واسطے بھیجا اور بعد از جنگ
صعب شیخ مودی کے لوگ شکست کھا کر بھاگ گئے اور پھر اسی روز جب دوسری مرتبہ شیخ مودی نے لشکر بھیجا
شکست پائی اُسکے بعد شیخ مودی ناچار ہو کر خود سوار ہوا نصیر الملک جو اُن دو فتح کے سبب نہایت مغرور تھا
مع لشکر خستہ و مجروح اس کا بھی مقابلہ اختیار کیا لیکن شکست فاش پا کر بحال خراب ظریف الملک کے پاس گیا اور
احمد نظام شاہ نے جا کر سے مراجعت کی جب احوال اس نہج سے دیکھا مکارم اخلاق سے نصیر الملک کے مکان پر گیا اور
نہایت التفات سے مرہم اُسکے زخموں پر رکھکر اُسے خلعت اور خستگی سے نجات بخشی اور بعد چند روز کے خیمہ و خرگاہ اُسی مقام میں
چھوڑ کر لشکر جرار آزمودہ کار لیکر آدھی رات کو خصم کی طرف تاخت کر کے شبخون مارا اور سلسلہ اُنکی جمعیت کا توڑ کر متفرق
اور پریشان کیا اور شیخ مودی مع جماعت کثیر عرب اور دکنی اور حبشی کے مقتول ہوا اور خیمہ و خرگاہ اور سار و سامان اُسکا
موجب زیادتی اسباب شوکت نظام شاہ ہوا پھر احمد نظام شاہ نے منصور و مظفر ہو کر خوش و دوستکام جنیر کی طرف
معاودت فرمائی اور ایک لحظہ سپاہ و رعیت سے غافل ہوا اور سلطان محمود اس خبر سے نہایت پریشان اور
آشفتہ ہوا اور عظمۃ الملک دبیر کو مع اٹھارہ امرائے نامدار اور لشکر جرار معرکہ گذار جنیر پر نامزد کیا احمد نظام شاہ
مع سپاہ جنیر سے برآمد ہو کر قادر آباد کے کوہستان میں فروکش ہوا اور جس وقت کہ لشکر سلطان گھاٹ
میری میں پہونچا احمد نظام شاہ نے تین ہزار مرد اہل نبرد انتخاب کر کے قادر آباد کی طرف سے احمد آباد بیدر کی طرف
تاخت کی اور رات کو بحالت بیخبری اس نواح میں پہونچا جو کہ ایک دربان کو جو شہر کے پھاٹک پر مامور تھا
موافق کیا تھا اُسنے رات کو دروازہ کھول دیا اور اُسے شہر میں داخل کیا اور احمد نظام شاہ ماں کے مکان
کی طرف جو محل تھا روانہ ہوا اور جاتے ہی اُس کے اہل و عیال اور اُس کے باپ کے متعلقوں کو پالکیوں
مین بٹھا کر ایک جماعت اردم معتبر کے جنیر کی سمت روانہ کیا اور خود تمام رات شہر کے کوچوں اور محلوں میں
گشت کر کے امرائے نامزد کے زن و فرزند کو ہر ایک مقام سے دستیاب کر کے صبح کے قریب شہر سے
برآمد ہوا اور قصبہ بیر کے راستہ سے قلعہ پرندہ کی طرف متوجہ ہوا اور امرا کے زن و فرزند کی حفظ ناموس میں نہایت
کوشش کی اور امرائے نامزد قریب گھاٹ میری کے خبر توجہ نظام شاہ بیدر کی طرف سنکر اُس کے پیچھے
روانہ ہوئے اور قصبہ بیر کے اطراف کے قریب جا کر پیغام دیا کہ اس سبب سے کہ تو نے ہماری حفظ ناموس
میں کوشش کر کے ہمارے فرزندوں کے مانند نگاہ رکھا ہے ہم تیرے ممنون احسان بلکہ فرمانبردار ہیں لیکن شرط مردمی
مقتضی اسکی نہیں ہے کہ بطریق چوروں اور بدمعاشوں کے تو ہمارے مقابلہ سے بھاگ کر احوال مستورات کا متعرض
ہووے اور وہ امر کہ جو گرد دلیری کے کیش میں درست نہیں ہے مرتکب اُسکا ہووے احمد نظام شاہ کو یہ
بات ناگوار معلوم ہوئی اسی وقت اُسکے اہل و عیال کو نہایت اعزاز و تکریم سے اُنکے پاس بھیجا اور خود کوچ کر کے
قلعہ پرندہ کی طرف گیا اس درمیان میں فرمان سلطان محمود کا امرا کے نام نہایت ملامت سے بھرا ہوا صادر ہوا مضمون

نہ کرتے تھے بعضے عدم قوت و قدرت سے طرح دیتے تھے اور بعضے دور اندیشی اور عاقبت بینی سے پنبہ در گوش
اور خموش رہتے تھے چنانچہ سلطان محمود نے قاسم برید کی تحریک سے چند مرتبہ فرمان بنام مجلس رفیع
یوسف عادل خان صادر فرمایا کہ باتفاق مخدوم خواجہ جہان دکنی اور زین الدین علی طالس حاکم چاکنہ جنیر کی طرف
جا کر آب سیاست سے احمد نظام شاہ کی آتش فتنہ کو ساکن کرے اس جناب نے معذرت کر کے اسکے
قبول سے انکار کیا بلکہ احمد نظام شاہ کے پاس اپنا ایلچی ماتم پرسی کے بہانہ بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اس حدود
کی ضبط و حفظ مین تقصیر نہ کرے اور اپنا لشکر قلعہ اندر پور سے جو زین الدین علی طالس کی مدد کے واسطے بھیجا تھا
بلوا لیا اور اس حصار کو بھی احمد نظام شاہ کے تفویض کیا اور اظہار دوستی اور مصادقت مین کوئی دقیقہ نچھوڑا یونہیں
سے بھی قوی پشت کیا اور احمد نظام شاہ نے ظریف الملک خان کو امیر الامرا کیا اور نصیر الملک گجراتی کو امیر
جملہ بنایا اور زین الدین علی طالس کے پاس آدمی بھیجکر پیغام دیا کہ جو حق ہمسایگی منظور نظر عاطفت و رافت ہی اور
مین آپ بزرگوار کو صفت سخاوت مین ابر مطیر اور شجاعت و مردانگی مین برہنہ شمشیر جانتا ہون مناسب یہ ہی کہ رقم بیگانگی
صفحہ خاطر سے محو کر کے حرف گذشتہ کو الماضی لایذکر سمجھین اور آپ کو اس دولت خداداد مین شریک کرین زین الدین علی
نے یہ مقدمہ قبول کر کے اطاعت اور فرمانبرداری ظاہر کی لیکن چونکہ شیخ مودی عرب نے جسکا خطاب بہادر الزمان
تھا اور مردانگی اور فیروز جنگی مین تمام امراسے امتیاز رکھتا تھا احمد نظام شاہ کے دفع اور اخراج کا بیڑا اٹھایا اور
بارہ ہزار سوار انتخاب ہمراہ رکاب لیکر جنیر کی طرف متوجہ ہوا اور قلعہ پرندہ کے قریب پہونچا تو زین الدین علی طالس
نے فسخ عزیمت کی اور رائے کو تغیر و تبدل دیکر ارادہ کیا کہ مع جمعیت اپنی اس سے جا ملے اس درمیان مین
احمد نظام شاہ شیخ مودی کے قرب وصول سے آگاہ ہوا اور اپنے اہل و عیال کو قلعہ سیر مین بھیجکر حرب و ضرب دشتکاز
کے واسطے جریدہ شیخ کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور جب شیخ مودی کے اردو کی اطراف مین پہونچا اپنی قلت سپاہ اور
کثرت لشکر خصم دیکھکر صف جنگ سے محترز اور مجتنب ہوا اور غنیم کی فرودگاہ سے چار فرسخ کے فاصلہ پر فروکش ہوا اور
لوازم ہوشیاری کمین برجہ نہایت کوشش کی اور جب زین الدین علی کے اوضاع و اطوار سے یقین حاصل ہوا کہ
کمین فرصت مین ہی اور چاہتا ہی کہ موقع وقت دیکھکر شیخ مودی عرب سے ملحق ہو اسواسطے لشکر نصیر الملک اور
زین الملک کے حوالہ کر کے خود مع جماعت سلحداران خاصہ اور کچھ لوگ منصبداران سے کہ انھین اس دولتخانہ مین حولا
کہتے تھے شکار کے بہانہ اردو سے سوار ہوا اور قصبہ چاکنہ پر کہ مقام زین الدین کا تھا تاخت لیگیا اور رات کے وقت
کہ کوئی شخص محافظت مین مشغول نہ تھا پہونچا اور زینہ ہاے چوبی کہ اس کام کے واسطے ہمراہ رکھتا تھا قلعہ کی دیوار پر
نصب کر کے سب آدمیون سے پیشتر سترہ سپاہی ہمراہ لیکر قلعہ مین در آیا اسکے بعد لشکر بھی سوار ہو کر چار طرف قلعہ کے
فروکش ہوا اور جو یہ جماعت مسلح اور مکمل اور اہل قلعہ یعنے متحصن غافل اور خواب آلودہ تھے زین الدین علی اور اسکے
ہمراہی کہ سات سو مرد تیر انداز بلکہ قدر انداز تھے مقتول ہوئے اور قلعہ چاکنہ مفتوح ہوا اور جب یہ خبر منتشر ہوئی
نصیر الملک نے بھی اپنے دل مین ارادہ کیا کہ جب تک احمد نظام شاہ مراجعت کرے مین بھی شیخ مودی پر دست بردی

پرگنات دولت آباد کے متعلق تھے تحت جنیر کیے اور پرگنات اضافہ اپنے فرزند ملک احمد کو دیے اور خواجہ جہاں
کے التفات سے وہ بھی سرفراز ہوا تھا اس کو جنیر کی طرف بھیجا وہ جنیر میں حاکم مسند نشین ہوا اور رحل اقامت
ڈالکر علاقہ کے بندوبست میں مشغول ہوا اور ہرچند ملک نائب نظام الملک بحری فرامین حاصل کرکے بھیجتا تھا
کہ قلعہ شیر اور جوند اور بھی قلعہ ملک احمد کے تصرف میں چھوڑ دیے جاویں ایک جماعت مرہٹوں سے کہ خواجہ جہاں
گاواں نے اُن پر اعتماد کرکے وہ قلعے انھیں سپرد کیے تھے ان فرامین کے مضامین پر عمل نہ کرتے تھے اور یہ جواب
دیتے تھے کہ جس وقت ہمارا خداوند نعمت سلطان محمود بہمنی سن رشد اور تمیز کو پہونچکر صاحب اختیار ملک دکن
ہوگا ہم اُسکے حلقۂ اطاعت میں قدم رکھینگے اور قلعے بھی اس کے سپرد کرینگے لیکن ملک احمد کہ صاحب داعیہ
تھا ہمت اُن قلعوں کی تسخیر پر مصروف کرکے پہلے عنان عزیمت قلعہ شیر کی تسخیر پر معطوف فرمائی اور اُسکا محاصرہ کیا
اور وہ قلعہ ایک تلۂ کوہ پر واقع تھا اور نہایت ارتفاع سے بام ایوان اُسکا فلک کیوان پر کہ چرخ ہفتم سے
مراد ہے پہونچا اور عقاب بلند پرواز نے اُسکے فراز پر پہونچنے سے پر حرص کاٹے قطعہ کے دیدہ فراست بچشم ضمیر +
کے برفتہ نشیمن بگرد سپاہ گماں + ملوک را ز رسیدن بآں گسستہ امید + عقاب گاہ عروجش فگندہ بال نزول +
اہالی حصار نے جب کام اپنے اوپر تنگ دیکھا اور کوئی شخص اُنکی مدد کو نہ پہونچا بعد چھ مہینے کے تیغ و کفن گلے میں
ڈالکر مع کلید قلعہ اُسکی ملازمت کے واسطے روانہ ہوئے اور ملک احمد کی سپاہ ہجوم کے ساتھ
برج حصار میں داخل ہوئی اور جب معلوم کیا کہ بعد شہادت خواجہ جہاں پانچ برس کا محصول مرہٹ اور کوکن کا
اس قلعہ میں جمع ہے تمام روپیہ ملک احمد کے ملاحظہ میں گذرا اس سبب سے ملک احمد کی مہمات میں رواج اور
رونق ظاہر ہوئی اور امرا اور سپاہیوں کے دل بذل نقود سے شاد اور محظوظ کیے اور اسی عرصہ میں قلعہ جوند و لوہ گڈھ
و تنکی و ترولی و کنڈانہ و پورندر و تورنہ و جیوداں و گھوڑپ و کرہکی و ناہولی و پالی کو جہرا اور قہرا مفتوح کرکے تمام
کوکن پر قابض و دخیل ہوا اور قلعہ دنڈا راجپوری کی تسخیر کی فکر میں تھا کہ خبر قتل اپنے والد ملک نائب کی سنکر
بلدۂ جنیر کی طرف معاودت فرمائی اور خطاب اپنے باپ کا اپنے اوپر اطلاق کرکے موسوم و مشہور باحمد نظام الملک
بحری ہوا اور ہرچند اس خطاب نے لفظ شاہ اپنے اوپر اطلاق نہ کی لیکن شہرت اُسکی دکن میں باحمد نظام شاہ
ہوئی اس واسطے یہ فقیر حقیر محمد قاسم فرشتہ جو مصنف اصل کتاب ہے اسے باحمد نظام شاہ بحری یاد کرکے مرقوم جامۂ تحقیق
کرتا ہے کہ بعد پہونچنے بلدۂ جنیر اپنے باپ کی ماتم داری سے فارغ ہوکر بر لوازمات سپاہ و رعیت کے حال پر ڈالا
اور عرصۂ قلیل میں قصبہ بیڑ اور سیوگاؤں اور پٹن وغیرہ میں ایسا ضبط کیا کہ خوف بد لوگوں سے تھا کسی نے اسکی مملکت
میں حدود آہن کے تعرض سے اعراض کیا اور کہربا نے ہاتھ دامن کاہ کی کشش و تصرف سے کھینچا علاوہ یہ کہ ہم
چیرے ایذا اور ظلم دور ہوا اور اس سبب سے کہ آبادی شاہ میں کہ دیہات اور احمد نگر کے راہ اور ہا نام سے
اور بھی کفار اس حدود سے معرکہ ہائے عظیم کے باعث اُسکی شجاعت اور مردانگی عالمگیر ہوئی تھی ہرچند سلطان
محمود اور امرا و سرداران اور سلحداران کو اُس کے دفع تسلط اور غلبہ کے واسطے نامزد فرماتا تھا مگر قبول

نظام الملک بحری

روضہ تیسرا بیان مین سلاطین شہر احمد نگر کے جو نظام شاہیہ مشہور و معروف ہین

آرایندگان چمن اخبار و سرایندگان انجمن اسرار پر پوشیدہ او رمخفی نرہے کہ احمد شاہ بحری بیٹا ملک نائب نظام الملک بحری کا تھا اور ملک نائب برہمنان بیجانگر کی اولاد سے تھا اُسکا اسم اصلی تیما بہت اور اُسکے باپ کا نام بھیرتو تھا اور سلطان احمد شاہ بہمنی کے عہد فرخندہ مہد مین وہ ولایت بیجانگر مین مسلمانون کے ہاتھ اسیر ہوا تھا اور بعد شرف اسلام موسوم بملک حسن ہوکر غلامان بادشاہی کے سلک مین منتظم ہوا سلطان احمد شاہ نے جب اُسے صاحب ادراک اور قابل دیکھا اپنے خلف الصدق محمد شاہ کو مرحمت فرمایا اور اُسکے ہمراہ مکتب بھیجا اور اُسنے سواد خط فارسی بھی تھوڑے عرصہ مین بہم پہونچایا اور مشہور بہ ملک حسن بھیرو ہوا لیکن سلطان محمد شاہ بچپن مین بھیرو اچھی طرح نہ بول سکتا تو ہمیشہ ملک حسن بحری اپنی زبان مبارک سے فرماتا اس وجہ سے خاص و عام مین بحری لقب ہوا اور محمد شاہ نے اپنے عہد سلطنت مین اُسے تربیت کرکے معتمدین سے گردانا اور ماہی مراتب عطا کرکے بحری نام کی مناسبت سے داروغگی تمام جانوران شکاری کی کہ اصطلاح مغول مین قوش بیگی کہتے ہین اسے تفویض فرمائی اور اس تقریب کے باعث اسکی عزت و شوکت افزون ہوئی اور رفتہ رفتہ خطاب نظام الملک بحری ملا اور وزیر اعظم خواجہ جہان گاوان کے التفات سے صوبہ دار تلنگ ہوگیا اور راجمندری اور کندبیل کا علاقہ مع مضافات جاگیر پایا بانکہ اس حدود کے حل و عقد اور قبض و بسط کی اُسکے قبضۂ اقتدار اور اختیار مین درآئی اور بعد مقتول ہونے خواجہ جہان گاوان کے اُس کا قائم مقام ہوکر خطاب ملک نائب اور منصب سرلشکری سے بھی سرفراز ہوا اور بعد ارتحال سلطان محمد شاہ حسب وصیت اُسکے وکیل سلطنت اسکے فرزند سلطان محمود کا ہوکر جاگیر بیر مع دیگر پرگنات کے پائی اور جو

بادشاہ عالی جاہ کو بہتر کامل حاصل ہوا اور خلائق نے یہ معجزہ مشاہدہ کیا۔ بادشاہ نے میر محمد صالح کو انعامات
بے اندازہ سے بطریق بحر احسان فرمایا جب ماہ محرم الحرام میں بادشاہ نے عزاداری کی تو حضرت سید معزی الیہ
کو پیام دیا کہ میں نے حضرت کے جد امجد کی عزاداری قائم کی ہے اگر حضرت قدم رنجہ فرماویں تو ہم لوگوں کا
شرف ہے۔ حضرت سید نے قدم رنجہ فرمایا اور بادشاہ نے دور سے استقبال کر کے پاکیزہ مکان میں اُتارا
اور شکر قدوم میں زر و جواہر عرض کیے اور امرا کو قطعی حکم دیا کہ ہر وقت حاضر رہیں ہر فرمائش کی تعمیل کریں
اور اکثر اوقات خود بھی مع نذر زر و جواہر حاضر ہوتا۔ بعد ختم ماہ محرم مکارم اخلاق خسروانہ مقتضی اس
امر کے ہوئے کہ بزرگ مہمان عزیز کی خدمت میں از راہ مروت و فتوت نذر پیشکش کرے بنا برآن دس بارہ ہزار
سکہ ہون (طلائی) نقد و جیدے اسباب معجز دیر تکلف کہ قلم اس کے اظہار سے قاصر ہے شرف ملاحظہ
میں گذرانا اور بادشاہ نے عرض کیا کہ حضرت جو کچھ مدعا ارشاد فرماویں بسر و چشم تعمیل ہو حضرت سید
معزی الیہ نے بعد دعا بادشاہ کے فرمایا کہ عمر اسی برس ہو چکی آرزو یہی ہے کہ اماکن متبرکہ کی زیارت
ہو اور حج کے بعد اسی دیار نورانی میں زاد آخرت پورا ہو بادشاہ نے خزائن ضروری کے ساتھ شاہی
جہاز والے کو بھی حکم فرمایا کہ طرح سامان سفر مکہ معظمہ درست کر کے بہ آرام پہنچا دیں سلالہ آل جلیل المرسلین
میر محمد صالح نے بوقت رخصت خوشی سے دو موئے مبارک بادشاہ کو دیے جو اب تک ڈبہ میں ہیں ہر
شب جمعہ انکی زیارت فرماتا ہے اور ان کی برکات سے بادشاہ کے اقبال و دولت میں روز افزوں ترقی ہو

اور جان پروری اور دلکشائی مین ضرب المثل اقطار ہوا صفاے فضا اُسکے روضہ ارم کی طرح فرح افزا ہی اور نسیم مشک بیز اُسکی طرہ محبوب کے مانند عنبر سا ہی **قطعہ** چنین بناے ہمایون فلک ندیدہ بچشم ✦ چنان عمارت عالی جہان ندارد یاد ✦ تخت بارگہ اقبال باز کرد ارش ✦ درے ز خلد بروے جہانیان بکشاد ✦ اور بعد فراغ لوازم سور و سرور بساط عدالت بچھا کر دروازہ انصاف اور داد پروری کا روے خلائق پر کھولا اور شرائط جہانداری مین مصروف ہو کر یا ایہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ کی ندا گوش عالم اور عالمیان مین پہونچائی اور اسوقت جاسوسان تجسس مقال نے یہ بشارت مسامع جاہ جلال مین گذرانی کہ کفرو بے ایمانی جو معاندان اطراف کی ترغیب اور مفسدان اکناف کی تحریک کے باعث طریق عصیان مین قدم رکھا چاہتے تھے کہ کمند تسخیر قلعہ اودنی کے شرفات پر ڈال کر حبل جبل گردن مقصود مین لپیٹین اُس وقت امراے عظیم الشان کے قرب وصول سے جو آب نہر بیورہ کے ساحل سے نامزد ہوئے تھے آگاہی پاکر مضمون آیہ کریمہ یقول الانسان یومئذ این المفر اپنے حسب حال کیا اور گریز کو ستیز پر اور فرار کو قرار پر اختیار کرکے باگ عزیمت اپنے مساکن اور مواطن کی طرف معطوف کی اور کچھ لوگ اس جماعت سے جو اسیر سپاہ ظفر قرین ہوئے تھے سر اُنکے تن سے جدا کرکے درک اسفل کی طرف روانہ کیے غرہ محرم الحرام ۱۰۰۰ھ ایکہزار ہجری مین کہ سپہ سالار شہور اور صاحب لواے دہور ہی ہاتف غیبی نے پس پردہ لاریبی سے غلغلہ تہنیت اور مبارکباد کا گوش اہل ہوش مین پہونچایا کہ محض لطف بے انتہاے یزدانی اور عنایت نامتناہی سبحانی سے سیادت مرتبت رفیع منزلت میر محمد صالح ہمدانی نے اس دیار مین تشریف شریف ارزانی فرمائی ہی کہ ساکنان صوامع ملکوت اور کروبیان جبروت اُسکے رشک قدم سے پیچ و تاب مین ہین اور نفوس کواکب سماوی نے اسکے انوار جمال کے روبرو کاسہ کجکول ہلال کو گدائی کے واسطے تبرک دیا اور چند موے مشکبوے سید کائنات خلاصہ موجودات مفخر عالمیان و تتمہ دور زمان احمد مجتبے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مصحوب اسکے ہین اعلی حضرت سلیمانی یہ خبر فرحت اثر سنکر نہایت محظوظ اور مسرور ہوئے اور حمد و سپاس خداوند جہان بجالا کر نہایت تعظیم و تکریم اُن بزرگوار کی ملاقات بابرکات کی سعادت حاصل کرکے موے مبارک حضرت رسالت پناہ صلعم کی شرف زیارت سے اختصاص پایا جس سے حسن اعتقاد اور صفائی نیت اس بادشاہ عیسی سیرت یوسف صورت کی خاص و عام پر ظاہر ہوئی کس واسطے کہ بعضے سلاطین کہ ہمعصر اس خاقان سکندر شان کے تھے ہرچند کوشش کی مگر زیارت اس جوہر لطیف سے سرفراز نہوئے کیونکہ موہاے مبارک ایک چاندی کے ڈبے مین تھے جو سب طرف سے بالکل بند تھا اس مین کہین سوراخ نہ تھا جب بادشاہ جہانی عقیدت نہایت تمنا سے سر کو قدم بنا کر موے مبارک کی زیارت کے لیے حاضر ہوا اور سونے چاندی کی انگیٹھیون مین عود و عنبر سلگایا اور تمام ادب سے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پاک پر تحفہ درود و سلام پہونچایا تو خود بخود موے مبارک مے برآمد ہو کر ہزار دن انوار سے مالامال فرمایا اور نہ

پہونچایا ہوا اور اس سبب سے کہ وہ حدود والطال رجال سے خالی ہے اور کوئی ایسا نہیں ہے کہ متعرض اس
جماعت کے احوال کا ہووے اس وجہ سے ابواب دخول و خروج مسدود ہوئے اور اہالی قلعہ تنگی آذوقہ
اور علف سے محنت کھینچتے ہیں سلطان عدالت گستر نے یہ خبر سنتے ہی فوراً حکم صادر فرمایا کہ اسی وقت ایک
جماعت امرائے عظام مع جنود ظفر ارتسام عنان سدیرہ سحرام اعدائے دولت قاہرہ کی سرکوبی اور
پامالی کے واسطے معطوف کر کے اس طرف روانہ ہووے اور شمشیر آبدار الماس فعل سے سر دشمنان بد بخت
کے تن سے جدا کر کے ایسی آتش جانسوز اس جماعت مقہور کے خرمن عمر و قوم میں اور وحشت کرے کہ قیامت تک
انکے خار ظلم کا صدمہ کسی کے کف پا میں نہ پہونچے اور بعد روانگی سپاہ ظفر انتساب اور وداع ماتم سید الشہدا
علیہ السلام اور لوازم عاشورا محرم الحرام سلطان صاحبقران نیک اعتقاد ندی بیورہ کے ساحل
سے کوچ فرما کر دار السلطنت کی طرف روانہ ہوئے اور اعیان دولت اور اشراف شہر نے خاقان منصور کی
توجہ سے کہ ہمیشہ گل اقبال اسکا ملاع دولت میں شگفتہ اور خندان رہے واقف ہو کر شہر و بازار
کو آراستہ و پیراستہ کیا اور تمامی دکاکین اور دیواروں کو دیباے چینی اور مخمل فرنگی اور دیگر اقمشہ الوان
وغیرہ سے پوشش کر کے عجب و غریب اشیا نظر خلائق میں جلوہ گر کیے سلطان عاقبت محمود ماہ محرم الحرام
کی تیرھویں تاریخ سنہ ۱۰۰۴ ایک ہزار چار ہجری میں کہ اختر شناسان حکمت نے اصطرلاب فکرت سے
اختیار کی تھی نظام شاہی ہاتھی شاہرخ نام پر سوار ہو کر ساتھ اس شوکت اور حشمت کے کہ گردوں گرد
ملو دو اس سے کہ برسوں خاک کے کرہ پر پھرا ولیکن بچشم عینک مہر و ماہ سے دیکھا مفرغ و جلال کی طرح
خراماں ہو کر بمصداق السلطان فی البلد کالروح فی الجسد ظہور میں لایا اور دار الخلافت کی ہوا اس
ستدیر کے سم غبار سے عنبر بیز ہوئی اس روز فیروز میں عنقائے قاف سلطنت و اقبال نے فیل فلک شکوہ
پر سوار دولت ہو کر دروازہ نور سے تختگاہ کی جانب توجہ فرمائی امرا اور ارکان دولت اور مقربان حضرت
و دیگر امیر و پہلوان و سپہ سالار نامی جوان پیادہ رکاب ظفر انتساب میں پس و پیادہ جاتے تھے اور ازدحام
خلائق اور تماشائیوں کا دروازہ مذکور سے اندر کے دروازہ تک اس کثرت سے تھا کہ کندھے سے کندھا
چھلتا تھا بلکہ بادسک سیر کا عبور اس سے دشوار تھا **مثنوی** دران روز از کثرت خاص و عام
ز بسیاری ازدحام انام ٭ دران راہ را ماہ نعل بستہ شد ٭ ز حمل خلائق زمین خستہ شد ٭ بادشاہ ظفر قرین
آئین شہریاران صاحب تمکین قلعہ ارک کی اس عمارت میں کہ معمار ہمت اسکی نے اسکی بنا کی تھی مع گروہ
اہل ملاحت و طائفہ ارباب صباحت بزم عیش و عشرت میں ساغر نورانی کے تجرع اور نغمات چنگ و اغانی
کے سماع میں مشغول ہوا اور وہ عمارت قریب روضہ ملا معری واقع ہے کہ سیاح سیاہ پوش مردمک دیدے نے کسی
سواد میں مثل اسکا نہ دیکھا اور جاسوس تیز گوش ہوش نے کسی اقلیم میں نظیر اسکا نہ سنا اسکے دستار رفعت نے
خور کا کمر بند کھولا اور پایہ احترام اسکا بارگاہ کیوان پر پہونچا فیض بخشی اور خوش ہوائی میں افسانہ روزگار ہوا

اساس سے ہی سمع اولیاے دولت روزافزون مین پہونچادیگا اور گل مراد چمن اخلاص مخلصان مین شگفتہ اور
شجر بے ثمر زندگانی اعدا سموم ہموم سے زار و نزار ہوگا ابھی یہ کلام صدق انجام درمیان مین تھا اور مقربان
مجلس اختصاص پھل تسلی اور تسکین کے حضرت کے نہال کلام سے چنتے تھے کہ نواب عرش آستان یعنے شاہ
نوازخان محفل خاند مناقل سلاطین زمان مین حاضر ہوا اور زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر
یون ثناخوان ہوا **ابیات** گیتی ز فر دولت فرمان دہ جہان + مانند بعرصۂ ارم در روضۂ جنان + در ہر طرف
کہ چشم کنی جلوہ نظر + در ہر طرف کہ گوش نہی مژدۂ امان + تاثیر دولت روزافزون اور مساعدت بخت
رہنمون سے رایت فتح آیت سر آسمان پر کھینچتا ہے اور آفتاب خنجر سپاہ ستارۂ اقبال سے ہر روز ایک مملکت
مفتوح کرتا ہے یعنی اسی دم جاسوسان قمر سرعت فلک سیر لشکر ظفر اثر سے پہونچے اور زبان بشارت نصرت
رقیم وزمی مین کھولکر یون عرض پیرا ہوئے کہ ابراہیم نظام شاہ نے میدان جان ستان مین شہد شہادت چکھا
فیلخانہ اور توپخانہ مع جمیع کارخانجات سپاہ بحر جوش رعد خروش کے تحت و تصرف مین آیا ہے حضار مجلس
صفائی باطن خورشید میامن بادشاہ سے تعجب مین رہے زبان ثنا اور دعا مین کھولی مضمون ان ابیات کا آواز
باندینانے لگے **ابیات** ای شہریار وقت و شہنشاہ روزگار + جاوید باش در کنف لطف کردگار +
احرام رام و بخت بکام و فلک غلام + دولت مطیع و چرخ مساعد زمانہ یار + اور باوجود اس جدال و قتال
کے کہ اکثر عمائد انصار عالی حضرت سلیمانی کام آئے تھے بمقتضاے رحمدلی اور مراحم ذاتی ابراہیم شاہ
کے قتل ہونے سے متاثر اور غمگین ہوکر حکم قضا شیم صادر فرمایا کہ کوئی امراے فیروز جنگ اور سپاہ
قیامت آہنگ مین سے نظام شاہ کی حدود مملکت کی تخریب مین پیشقدمی نہ کرے اور رعایاے سرحد کی بھی
مزاحم اور متعرض نہووے اور نیز توقف اور مقام اس اطراف مین موجب ازدیاد رعب و ہراس مملکت
نظام شاہیہ ہے لازم کہ بمجرد ورود فرمان رایات دولت و اقبال کو متحرک کرکے آستان خلافت آشیان کی
تقبیل کو متوجہ ہووین پھر اواخر ماہ مذکور مین تمام امرا مظفر اور منصور ہوکر شاہ درک مین بپایۂ سریر احتشام
حاضر ہوئے علے قدر مراتب ہر ایک نے بنوازش و مرحمت شاہی اختصاص حاصل کیا اور سہیل خان اور عنبر خان
کہ ہنگام دار و گیر اور زبان رزم و پیکار مین نہایت جوانمردی اور مردانگی ظہور مین پہونچائی تھی منظور نظر عاطفت
ہوکر ازدیاد مناصب و تفویض ولایت مین از سر نو سرفراز اور ممتاز ہوئے پھر سلطان سپہر احتشام نے مقضی المرام
ہوکر عنان میمنت طراز دار الخلافت بیجاپور کی طرف کہ آیۂ بلدۃ طیبۃ و رب غفور اسکے صفحہ پر مسطور ہے معطوف فرمائی
اثناے راہ مین جب سلخ ماہ ذی الحجہ کو آب نہر بہیورہ سے عبور کیا سید الشہدا شہید کربلا نبی کے نور عین حضرت امام حسین
علیہ السلام کے شرائط عزاداری مین مشغول ہوکر مقام فرمایا مخبران بادشاہی نے حد کرناٹک سے بذریعہ خان
عنایت نشان شاہ نوازخان یہ اخبار حضرت ظل الہی کے مسامع قدسی جوامع مین پہونچائے کہ چند نفر رایان
کفرہ فجرہ نے امراے نظام شاہی کی تحریک کے سبب قلعہ ادونی کے اطراف مین جاکر لوازم محاصرہ پیش

مقتول سلطان شاہ بحری کے پہونچی اُسکے صدمہ سے جان برہو القدحیات جان بہمت کے سپرد کی بیت دمے
چند لشمرد و ناچیز شد ☆ زمانہ بمحمد مدکو سپر شد ☆ مقربان درگاہ نظامیہ بقصد تلاش لاش اپنے بادشاہ کی جو غلامان حبشی
کی شامت تیغ سے خاک ہلاک پر افتادہ تھی اُٹھا کر با دل بریاں و دیدۂ گریاں احمد نگر کی طرف روانہ ہوئے اور
اس خبر کے شائع ہونے سے کہ نہال حیات ابراہیم نظام شاہ بحری کا باد حوادث کے صدمہ سے چمن زندگانی میں
ٹوٹ گیا ہی تمامی امرائے حبشی اور دکنی احمد نگر کے جو تاراج میں مشغول تھے مصداق لا یستطیعون حیلۃ
ولا یہتدون سبیلاً ہو کر سلسلہ اُنکی جمعیت کا ٹوٹا اور اسقدر خوف و ہراس چھایا کہ کوئی مقابلہ کو پھر نہ آیا لڑائی
موقوف ہوئی اور نہایت محنت اور مشقت سے نیم جان اپنی دوڑ دھوپ کر میدان قتال کے باہر نکل گئے
اور توپخانہ اور فیلخانہ خاص نظام شاہیہ غارت کرا کے دولتخانہ اپنے صاحب کا ضائع اور برباد کیا اور یہ فتح
ساتھ دیگر فتوحات عادل شاہی کی سلک میں منتظم ہوئی زمانہ تہنیت گذار ساتھ اس نظم کے مترنم ہوا **مثنوی**
زہے تاجداراں سپہر بلند ☆ بفتح و ظفر باش پیروز مند ☆ ہمیشہ کہ بر طوف گردوں کمند ☆ چراغ ترا دشمن
افروز کند ☆ ہمہ روز خورشید با تاج زر ☆ بپائین تخت تو بندد کمر ☆ اُس وقت جو امر بادرہ وقوع میں آیا تھا
مولف بدیعہ قلم خجستہ رقم اس کتاب میں درج کرتا ہی وہ یہ ہی کہ جب امرائے قلب و میسرہ نے قدم دائرۂ ثبات
اور تہور سے باہر رکھا نہت سپاہی جس طرح کہ عادت مغروروں کی ہی خیال تعاقب سے باعلیم سراسیمہ
اور بدحواس ہوکر ایسا بھاگے کہ قلعہ شاہ درک تک کسی نے مڑ کر نہ دیکھا اور متفق اللفظ والمعنی نواب
شاہ نواز خان سے یوں نقل کی کہ کل عصر کے وقت سپاہ طرفین ملگئی بازار گیر و دار نے رواج پایا اور بادتند
کے چلنے اور بارود کے دھوئیں کی کثرت سے چشم عقل خیرہ اور میدان سپہر تیرہ ہوا اور سپاہ عدالت پناہ
کو اسکے سبب سے ایسا صدمہ پہونچا کہ چند امرا نے اس ورطۂ ہولناک سے نجات پائی اور اکثر اُن میں سے
نقد حیات ہاتھ سے کھو بیٹھے اور ایک ہاتھی کے سوا کہ وہ بھی زعفران ترک غلام کی مردی و مردانگی سے معرکہ سے
برآوردہ ہوا ہی تمام ہاتھی معرض تلف و غارت میں آگئے یہ تقریر ہو ہی رہی تھی کہ چند محرر گرد راہ سے
پہونچے انھوں نے بھی معروضوں کے موافق خبر پہونچائی اور اس اخبار کے انتشار سے کہ صبح تاریخ تیسری ماہ
مذکور تک پھیلے رہے تمام آدمی متوحش اور پریشان ہوئے اور آشوب شدید اور زلزلۂ عظیم عدالت پناہ کی اردو
میں واقع ہوا لیکن سلطان صافی ضمیر نے شمہ ملتفت نہ کہ آسمان قدر اس کا مثل مدارج فلک الافلاک کے رفیع اور
سپہر سریر اسکا مثل سریر سپہر کے وسیع تھا روئے نیاز خاک عاجزی پر رکھکر زبان تضرع و زاری درگاہ ملک
متعال سے ظفر اور برتری سلطنت کی اور اس امر میں خاص و عام کے ساتھ مخالفت کرکے مقرر ہوا اور کسی وجہ
سے اس قول کی صحت اختیار فرمائی اور جس روز کہ تمام مقرب اور اہل دربار حاضر تھے حضار مجلس کی طرف متوجہ
ہوکر فرمایا کہ جو کچھ نقوش لوح محفوظ نے میرے آئینہ دل پر عکس ڈالا ہی اسکے برخلاف ہی جو مغروروں اور
مکاروں نے موقف عرض میں پہونچایا ہی عنقریب اقبال شاہی بشارت فتح و نصرت کہ درباریان امن و رسا فلک

اور تیرہائے خطی سے کہ مثل غمزہ سبز عذاران ہند فتنہ انگیز اور مانند مژگان عاشقان مستمند خونریز تھے ایک دوسرے پر حملہ آور ہو کر چشمے خون کے جسمون سے بہائے اور بساط منقش ور فرش ملون عرصۂ جنگ پر کھینچکر نشان شجاعت کے بلند کیے دشت نبرد گلزار ہو گیا جدھر رخ کیا لاشون کا انبار دیکھا **مثنوی** نبرد آزمایان آہن گسل + پر از خشم سینہ پر از کینہ دل + چو آتش لشوریدگی گشتہ گرم + نہ مہر و وفا و نہ آزرم و شرم + اور اسکے بعد کہ دود دولہائے سوختہ استعمال آلات آتشبازی سے میدان سپہر زنگاری تاریک ہوا اور شعاع رماح اور عکس مشاعل سلاح سے فضائے معرکہ پر از برق ہوا قلب و میسرہ کی فوج عادل شاہی نے بہ محض حکمت الٰہی شکست پائی اور ایک جماعت کثیر دواسپہ صحرائے ناگزیر فنا کی طرف روانہ ہوئی اور بعضون نے خستہ اور مجروح ہو کر وادی انہزام کا راستہ لیا اور اپنی ہاتھی معرکہ مین چھوڑ گئے لیکن یہ معنی کہ فتح ہو کر اعلام ظفر انجام سپاہ عادل شاہیہ کا مرتفع ہوا بیان اس کلام کا یہ ہے کہ ہنگامہ کارزار کی عین گرما گرمی مین دود آتشبازی اور غبار سے میدان ستیز تاریک تر ہوا چونکہ ہوا مخالفون کی جانب سے چلنے لگی صفوف میسرہ خداوندگان عالی دود و بارود کے سبب نہایت تیرہ و تار ہوئین جوانون اور بہادرون کا اس روز سیاہ کے پیش آنے سے جی چھوٹ گیا رشتہ امید فتح ٹوٹ گیا مجال توقف نہ رہی جنگ کرکے متفرق ہوئے کسی نے مقابلہ نہ کیا صفوف میسرہ کا میدان مصاف صاف ہو گیا امرائے نظام شاہی اس معنے کو فتح پر حمل کرکے ایکبارگی حملہ آور ہوئے فوج قلب اور اکثر افواج میمنہ عادل شاہی صفوف میسرہ کے مانند متفرق اور پریشان ہوئی لشکر نظام شاہی مفرورون کے تعاقب مین مشغول ہوا اور ابراہیم نظام شاہ اس مقام سے کہ اپنے لشکرگاہ کے عقب آلات حرب و ضرب سے بچنے کے واسطے اختیار کیا تھا مشاہدہ تفرقہ فوج عدالت پناہ سے بیقین فتح کرکے نہایت حضور اور سرور سے مرکب کو جولان کرکے چند لوگون سے آگے بڑھا اور سہیل خان اور عنبر خان اور تھوڑے امرائے میمنہ عادل شاہی کہ اب تک جدال و قتال مین نہ مشغول ہو کر کنارے ایستادہ تھے نظام شاہیہ کا چتر و علم دیکھا نگر اس کی فوج کی طرف متوجہ ہوئے اور مقصود خان ترک بھی اپنی فیل کوہ تمثیل جو بدست اور جنگ مین ہوشیار تھے لیکر ساتھ انکے ملحق ہوا ایک جماعت جو ملازم رکاب برہان نظام شاہ تھی یک زبان ہو کر بولی کہ عدد ہماری جمعیت کا پانسو کو نہین پہونچتا ہے اور جمعیت غنیم کی ہزار مرد سے متجاوز معلوم ہوتی ہے صلاح یہ ہے کہ ہم معرکہ سے کنارہ کرکے اسقدر توقف کرین کہ ہمارے امرا فراہم ہووین ابراہیم نظام شاہ کہ جوش شباب سے سرخوش تھا اور نشہ شراب کی بدمستی اس پر طرہ مزید تعداد و تنخواہون اور مقربون کی عرض پذیر انکے ارشاد کیا کہ میرے چھوٹے بھائی اسمعیل نے جنگ دلاورخان مین منھ نہ پھیرا مین سہیل خان لس کئے خواجہ سرا سے کیونکہ پہلو تہی کرونگا یہ کہکر تلوار غلاف سے کھینچکر اور دس بارہ ہاتھی مست اور کچھ آدمی ہمراہ لیکر فوج شاہی پر حملہ کیا اور بقدر امکان تردد کرکے داد مردی اور مردانگی دی ناگاہ زمانہ نے رسم و عادت کے موافق کمین قضا اور کمان قدر سے ایک حربہ

درسع انوار سے جہان بوقلمون کو منور کیا تھا تہمتاً ہم عادجوان تحت اس قصر پر جو قصبہ شاہ درگ کے باہر
واقع تھا سر آمد ہوا اور ابواب احسان خلائق کے چہرہ پر مفتوح کر کے مجرائیوں کا سلام لیا اور افواج عساکر منصورہ
کو ملاحظہ فرمایا اور کمی بیشی اور دیگر کیفیت لشکر ظفر اثر خاطر قدسی مآثر میں لا کر انکے اخراجات مطالب اور اصلاح اسباب
کا حکم فرمایا سپاہ تمام بیرہ ور اور شمشیر برق ورق سے لعل مرکب تک غرق دریائے آہن کر میدان جانستان میں
جان ومال سے دریغ نہ کریں اور تیغ آبدار و پیکان آتشبار سے خاک معرکہ اعدا کی آنکھوں میں ڈالیں اور بعد ظہور
کے سعادت غیب سے ندائے درج اقتران تستفتحوا فقد جاءکم الفتح گوش ہوش میں سنائی لشکر سیاہی بحر موج و سیل
سپاہ بے انبیرو کوہ و بیدار سپاہے ارشمار احتراز ودن + سپاہے ارحساب تقدیر دن + پھر حمید خان اور شجاعت خان
کو مع تیس ہزار سوار تیغ گذار نظام شاہ کے مقابلہ اور مقاتلہ کے واسطے نامزد فرمایا اور اتمام حجت اور
الزام کے واسطے حمید خان اور شجاعت خان سے متواتر یہ فہمایش کی کہ جب تک دشمن علم جسارت اور
سبقت میدان کیں میں نہ بلند کریں تم بھی تمہید حرب میں ساعی ہونا اور نظام شاہ کی ولایت میں مزاحمت
نہ پہونچانا اور جب وہ ہماری مملکت میں داخل ہوکر جنگ پر آمادہ ہوویں اور صف جدال آراستہ کریں تو ہمیں
اطلاع کرنا تم بھی رایت ایدنا پیکر عادل شاہی کو جو منقش ان جندنا لہم الغالبون کے آراستہ کر مرتفع کرو اور ہماری
نصرت بتدا اقبال عالمگیر کے ساتھ مخلوط ہو کر فیل و زرہ کی قدرت سے دشمن دغل کو پیادوں سے کمار بساط
شہمات دیگر شطرنج میں عاجز کر دو بیان تو یہ مذکور تھا کہ ناگاہ امرائے نظام شاہی نے مخاصمت ہاتھ سے
سر دیکر محاربہ اور مقاتلہ میں کہ انجام اسکا پردۂ غیب میں مستور ہے میل رغبت کی اور فیصلہ اس یورش کا بعہدۂ
شمشیر آبدار اور قطع اس مبحث کا محاکمہ خنجر گذار کی طرف رجوع کر کے غرہ ماہ ذی الحجہ کو اس بادشاہ قضا قدرت
کی سرحد مملکت میں قدم رکھا اور جیساکہ دستور حرب نظام شاہی تھا حصار آہنی توپ اور ضرب زن سے
گرداگرد لشکر کے آراستہ کیا اور ارابے زنجیر اور رسیوں سے مضبوط اور مربوط کیے اور قلب وجناح درست کر کے
حرب پر آمادہ ہوئے جب یہ خبر حمید خان کے گوش زد ہوئی چشم شجاعت میں آثار خشم نمود ہوئے اور حسین
پر جبین شجاعت ظاہر کر کے ترتیب سپاہ اور صف جنگ گاہ کی آراستگی میں توجہ فرمائی میمنہ پر سہیل خان خواجہ
اور عنبر خان حبشی کو اور میسرہ پر شجاعت خان اور کشور خان کو مقرر کیا اور آپ پہلوانان آزمودہ کار کو بعد شوکت
درشان ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکر قلب میں قائم ہوا اور مقصود خان شحنہ فیل کو جو غلامان گرجی سے تھا مع
فیلان کوہ پیکر کے فوج کے آگے مامور کیا القصہ اس کلام کا یہ انجام ہوا کہ طرفین سے فوج کشی ہوئی اور مہم
مقاتلہ اور مقاتلہ تک پہونچی بعد حصول تقارب بیک اصل فرمان کل نفس ذائقۃ الموت لایا قاصد جانستان پیام
حصار امان کے انعدام اور تخت حصن حصین جان کے واسطے دمادم روان ہوا اور بیک برق آسا رعد صدا لیے
توپ اور ضرب زن کا گولہ اساس حیات کے انہدام کے لیے میدان کیں میں متردد ہوا اور بعد فراغ استعمال
آلات آتشباری سواران جرار خونخوار مرکب مردانگی کو مہمیز شمشیر جولان کر کے ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے

محاصرہ نہ کیا تھا کہ مقدمات سلامتی خاطر نخوت مآثر مین لاکر نظر غور کو کام فرماتے یا ارباب دانش کے ارشاد
کو گوش ہوش مین جگہ دیکر انکے کہنے پر عمل کرتے الغرض اسکے بعد رایات نصرت آیات خسرو والا گہر بعد
طی مراحل و منازل قصبہ شاہ درک مین پہونچے سراپردہ عظمت و شہریاری ذروہ سماک اور قبۂ افلاک مین
بلند ہوا وہ خطہ ایسا تھا کہ ہوا اس سرزمین کی فرح افزا اور پر بہار تھی اور مقام دلچسپ و چشمہاے آب روان
اور پھولون کی کثرت سے صحرا نمونہ گلستان اور قسم قسم کے گل اور ریاحین شگفتہ اور خندان رہتے تھے اس پر
غبار موکب جہان پیماے غالیہ بیز بن گیا یعنے اس مکان جنت نشان مین توقف کیا وزیر و امیر جوانان و پیر جو
ہمصحبت اور مشیر تھے اُن سے فرمایا کہ صحبت بزم کو بہت عرصہ ہوا اب چندے بساط عیش و نشاط مبسوط ہووے
غرضکہ جشن کی تیاری ہوئی چندے شراب کباب ناچ گانا جلسہ بے تکلفانہ رہا مقدمات لشکرکشی اور دشمن
گدازی پردہ تاخیر مین رہے اس درمیان مین اخلاص خان مولد اور بعضے امراے دیگر نے کہ ابراہیم
نظام شاہ ثانی کے دولر کو محاصرہ کیے تھے اپنی کثرت جمعیت پر مغرور ہو کر اسباب قتال و جدال کے تہیہ مین
اشتغال کیا اور صورت امید ہاے باطل اور آرزوہاے لاطائل لوح خیال پر نقش کرکے نقش تصورات
محال صفحۂ دماغ باطل اندیش پر کھینچے اور بے تامل و تفکر اپنے نفس سرکش کے حکم پر اپنی باگ ہوا و ہوس
کے ہاتھون مین سپرد کرکے خزانے بیقیاس اور گھوڑے اور ہتھیار بیشمار سپاہ پر تقسیم کیے اور ابراہیم نظام شاہ
کی ملازمت مین جس کو ایسے امور مین چندان اختیار نہ تھا قدم راہ جسارت مین رکھا اور ریتہ نادانی مین سراسیمہ
اور معمورہ جہل مین حیرت زدہ ہو کر طی منازل اور قطع مراحل کرنے لگے غرضکہ تیس ہزار سوار جرار اور توپ و ضرب زن
بیشمار اور زنبیلان پائدار اژدہا کردار لیکر بسرعت تمام سرحد بادشاہ سپہر احتشام کیوان غلام مین پہونچے اور
خیال محال اور سوداے فاسد کے باعث آغاز شیطنت کرکے مکر و فریب کا پیشہ کیا اور بطریق برہان شاہ راجہ
بیجانگر کو جو ہمیشہ آنحضرت کے خراج گذار تھے واسطے تاخت و تاراج قصبات اور پرگنات سرحد او دنی
وغیرہ کے ترغیب و تحریص کی اور یہ امر زیادہ تر صاحبقران کے موجب خشم و تہر کا ہوا آخر کو حضرت نے زبان فیض ترجمان
سے یہ ارشاد کیا کہ حسب و نسب بھی اعتبار تمام رکھتا ہے ہرچند ہم اس یورش مین ساتھ نرمی اور مدارا کے
پیش آتے ہین رگ حمیت غلامان حبشی اور دکنی کی انکو نہین چھوڑتی کہ خشونت و جلادت چھوڑکر راہ مصالحہ
اور ادب سے پیش آوین اب ہمارے ذمہ ہمت پر واجب و لازم ہوا کہ انکی خود رائی اور ستیزہ کاری کی جزا
و سزا انکے آغوش مین رکھین اور بے ادبون کو گوشمالی واجبی دیکر عزیمت خسروانہ دشمنون کے دفع پر تعین کرین پھر
بعد اس قرار داد کے فرمان واجب الاذعان یون صادر کیا کہ امرا اور افسران سپاہ افواج آراستہ کرکے بنہایت
تجمل و حشم ۔۔ سے میدان عرض مین آوین اور خیل خاصہ سلاحدار اور جوالدار مسلح اور مکمل ہو کر کمال عظمت و شوکت
سے صف آرا ہووین چنانچہ ذیقعدہ کی اٹھارھوین تاریخ سنہ ۱۰۰۳ ایک ہزار تین ہجری مین صبح سعادت کے وقت
کہ فراشان کارخانہ ایجاد و تکوین نے شامیانہ زرین جناب آفتاب کو میدان سپہر لاجوردی مین بلند کیا اور اسکے

کے دیکھتے ہی یوں مقتضی ہوئی کہ مفسدوں کی تنبیہ اور تادیب کے واسطے پانوں رکاب ظفر انتساب میں لاوے
اور اساس نحوست کو پائمال خشم و قہر کرے اس واسطے منجمان زحل سلطنت عطارد ذکا کو طلب کرکے استفسار کیا
انھوں نے بعد از تعمق انظار اور تدقیق افکار آثار و انظار ثوابت و سیارہ میں طالع سرطان کو کہ خانہ ماہ تاباں اور
اعدا کے دفع و رفع کے واسطے شایان ہر اختیار کیا اعیان دولت اور ارکان سلطنت نے بادشاہ کے
حکم کے موافق اس ساعت میں جو ارباب تنجیم نے قرار دی تھی خیمہ درگاہ و شمسیامہ اور بارگاہ بہمن علی کی طرف
بھیجا اور نقارہ ہائے جرلی سے آسمان و زمین میں غلغلہ ڈالا **بیت** برآمد زکوس و در کرنائے غریو + رمیدہ آسمان
ہر کوہ و دیو + اور اسکے پیچھے صاحبقران سلیمان مکان نے پائے فتح و ظفر سریر سلطنت سے رکاب نصرت انتما
میں رکھکر جادہ زمین کو رشک نگارخانہ چین کیا گویا شبدیز سبک سیر اسکا ایک تند باد ہے جس پر سلیمان زمان
مطلق العنان ہے یا ایک آتشین مصری ابراہیم دوران اس پر ہے ہیں نہیں ملک الافلاک ہے کہ ایک دن میں
آفتاب عالمتاب کو مشرق سے مغرب کی طرف پہونچائے اور ایسا تیز تگ ہے کہ ایک دم میں ابلق دہر کو
عرصہ شطرنج میں شہ مات کرے **مثنوی** بہارم پیان رخش آگندہ ران + کہ در بیشہ از وصف او داستان
بہنگ شکار و پلنگ جہان + ہوا را عقاب و زمین را غزال + گہ پویہ بادو گہ قطرہ آب + گران چون درنگ
سبک چون شہاب + بالجملہ اول ہر درمیں بیسویں ماہ شعبان سنہ مذکور کو موکب منصور نے بہمن علی میں نزول
اجلال فرمایا اور اطراف و اکناف اس مقام کے سر بسر خیام عساکر بہرام انتقام ہوئے اور بلیچہ علم فرقد سای اس
محل اشتکال در وہ مہر ماہ پر پہونچا امرا اور افسران سپاہ اس مقام میں شاہ جم جاہ کی ملازمت میں مشرف ہوئے
اور سب بخلعت کمر سد و خنجر مرصع اور اسپان تازی و عراقی سرفراز ہوئے رایات نصرت آیات کو اس
مقام سے شاہ درک کی طرف متحرک فرمایا **بیت** بہ جیل و حشم شاہ گردون فرار + روان شد بجانب بعزم دلاز
عزم یہ تھا کہ اگر سالکان احمد نگر اب بھی خلاف از منہ ماضی طریق عناد و فساد سے منحرف ہو کر صمیم قلب مستقیم سے
اخلاص و دوستی اختیار کریں اور ایک جماعت صاحب فہم و فراست کو درگاہ میں بھیجکر زبان معذرت
اور استغفار میں کھولیں تو سپاہ بہرام انتقام کے تعرض سے معصوم اور محفوظ رہیں اور اگر شامت اعمال
اور نحوست تمامی طالع سے شاہراہ اطاعت اور متابعت سے منحرف ہو کر بادیہ ضلالت اور گمراہی سے باہر آویں
لساتھ تیغ قہر و سیاست کے لوا رش پاکر گرداب محنت و غرقاب مصیبت میں گرفتار ہو دیں اور جو قصد
و ارادہ شہنشاہ زمان کا یہی تھا ماحیان عثمان شبدیز جہاں نورد گردون خرام کو روکے ہوئے ہر روز
ایک فرسخ کم و بیش راہ طی کرتا تھا اور کبھی ایسا بھی اتفاق ہوتا تھا کہ جو کہیں زمین خوش آئیں نظر آتی تھی
پانچ چھہ روز وہان مقام کرتا تھا کہ شاید ارکان دولت نظام شاہیہ اپنے کیے ہوئے سے پشیمان ہو کر بملائمت اور
موافقت رجوع ہو دیں اور مکارم اخلاق خسروانہ کہ بہانہ طلب ہے سر جرائم سے گذر کر ہتر اس عفو و بخشش
سے ان کے جام راحت ایام کو لبریز کریں لیکن باوجود شقاوت اور بدبختی نے انھیں پیش و پس سے ایسا

سے اپنے مسکن سے قدم باہر نہین رکھا اندیشناک ہوکر اُس مقام مین توقف کیا لیکن انکے قراول اور تاراجیان
نے سرحد کے قریون اور قصبات پر تاخت کرکے مزاحمت بیجا پہونچائی اور یہ خبر عدالت پناہ کے سمع مبارک
مین پہونچی امراے سرحد کے نام فرمان واجب الاذعان مخالفون کی تنبیہ اور گوشمالی کے بارہ مین صادر فرمائے
اور انھین دنون مین ازبک بہادر جو سلک امراے عظام نظام شاہی مین منتظم تھا اس نے عدالت پناہ کی ولایت
مین آن کر نشان جسارت بلند کیا تھا لیکن امراے عادل شاہی کی دست برد سے شربت ہلاک چکھا اس لیے
رعب اور ہراس نظام شاہیون کے دل پر غالب ہوا اور اس حالت نے متوطنان بلدۂ احمد نگر تک سرایت کی
چنانچہ ماہ جمادی الثانی کے اواخر مین کمال غصہ اور غیظ سے برہان نظام شاہ کا مزاج وہاج طریق اعتدال سے
منحرف ہوا تپ محرق عارض ہوئی یہانتک کہ رجب المرجب کی نوین تاریخ کو وہ مرض ساتھ اسہال خونی کے
منجر ہوا اس خبر کے انتشار سے ایک شورش عظیم اُسکے لشکر مین جو قلعہ پرندہ کے قریب نازل ہوا تھا برپا ہوئی
اور اخلاص خان حبشی زادہ کہ غلامان دودمان نظام شاہیہ سے تھا اور اُس لشکر مین اُس سے کوئی شخص بزرگتر
اور صاحب شوکت نہ تھا اُسنے تمام امراے حبشی اور دکنی سے اتفاق کرکے سر گریبان کینہ سے نکالا اور چاہا
کہ بطور جمال خان کے عداوت جبلی کے باعث مرتضی خان اور تمام غریبون کے قتل و غارت مین مشغول ہوکر کچھ
اثر اُن کے آثار سے باقی نرکھون اس درمیان مین امراے غریب اُسکے کید و غدر سے واقف ہوکر باتفاق
اپنے ابناے جنس کے سوار ہوئے مرتضی خان اور احمد خان قزلباش اور بعضے اور اعزہ سے بہ تعجیل تمام
احمد نگر کی طرف روانہ ہوئے اور خلیفہ عرب اور قزلباش خان نے مع ایک جماعت کثیر غریبان کے ولایت
عدالت دستگاہ مین پناہ لاکر حبشی اور دکنی کے دست ظلم سے پناہ پائی اور اس اخبار کدورت آثار کے سننے سے
برہان شاہ کے مرض نے ترقی پکڑی جیسا کہ مفصل اپنے مقام مین مذکور ہوگا اور آخر اس سراے پر خرخشہ سے
دار البقا کی طرف ارتحال کیا اور اُسکا بیٹا ابراہیم نظام شاہ باپ کا قائم مقام ہوا اور میان منجو دکنی پیشوا اور
وکیل السلطنت ہوا لیکن امراے حبشی زادہ کہ جو فتنہ و فساد بدرجہ اعلے رکھتے تھے اس قدر حیثیت سے کہ
ابراہیم نظام شاہ کی والدہ حبشیہ تھی مقرب اور مصاحب اور ندیم اُسکے ہوئے اور میان منجو چونکہ بعلاج
اس علت کو اپنی حالت پر چھوڑکر خاموش ہوا اور اسوقت حبشیون اور دکنیون کو تا اندیشی نے ایسے مقدمات
کہ خرابی سلطنت اور ویرانی مملکت کے موجب ہون اختیار کیے اور پانون اپنی حد سے باہر رکھکر ایلچیان
عادل شاہی کی نسبت کہ اس دربار مین تھے شرائط تعظیم و تکریم کما حقہ بجا نہ لاتے اور دم حریفی اور ہمسری کا
مارکر نشان تکبر اور نخوت کے بلند کیے اور اعمال ناشایستہ آناً فاناً اُنسے سرزد ہوتے تھے اور ابواب خشونت
اور درشتی کے ساعت بساعت مفتوح ہوتے تھے اور یہ بات سلطان عدالت گستر کے مزاج کے موافق نہ پڑی
اور سبب از دیاد کدورت سابقہ برہان نظام شاہ ہوئی اور انھین دنون مین شہنشاہ کی راے کہ کیفیت
عواقب امور شئین کے علم الیقین کے ظہور سے جانتی ہے اور مقادیر اشیا کی کیفیت قبل از وجود سا تھ عین الیقین

بھا یگانہ اعلیٰ کے گوشۂ دل میں جاگزیں تھا اسلیے ہمیشہ خیال اسکی تلافی اور انتقام کا کہ خصلت پسندیدہ
سلاطین صاحب تمکین سے ہے اس کے خیال کے گرد پھرتا تھا لیکن مناسبات و اغماض بھی جو اوصاف
سلاطین عالی مقدار سے ہے مافی الضمیر کو مانع ہوتا تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ مادۂ فتنہ و فساد ہیجان کرکے
سلک و ما رطوریں پہونچے کہ ناگاہ اس حال کے خلال میں برہان شاہ نے شاہزادہ اسمعیل کے درمیان
سنگ جفا کا عہد و پیمان کے شیشہ پر مار کر ایسا چور کیا کہ ہرگز وہ اصلاح اور درستی کے قابل نہ رہا کسواسطے
کہ جب شہزادہ کے خروج کی احمد نگر کی طرف پہونچی اس کی اعانت کے واسطے تعدد لشکر جمع کرکے ابھیل
تلنگوان کی طرف روانہ ہوا لیکن حوالی قلعہ پرندہ میں خبر قتل ہونے عین الملک اور گرفتاری شاہزادہ سے تنگ
اپنے سوار ہونے سے پشیمان ہوا اور واپس پھر کھیچا کہ احمد نگر گیا اور جو اس وقت میں قلعہ حیدر کوٹ کہ
علی عادل شاہ نے مصطفیٰ خان اردستانی کی مساعی جمیلہ اور مساعی اخلاص سے سر کیا تھا ابراہیم عادل شاہ کے قبضۂ قدرت
سے برآمدہ ہوکر کفار کرناٹک کے تصرف میں دیدیا تھا اور راے نگا گمرے کہ اس وقت ملکنڈہ کو دار الراج
بنایا تھا اسکو یقین تھا کہ عدالت پناہ پرخاش پر آمادہ ہوکر حدود میں بیشک فوج کش ہوگا اور قلعہ حیدر کوٹ
کے سبب کہ ایک راجہ نے لیا ہے اس کی ولایت میں بھی گزند پہونچاویگا اس سبب سے محزون اور ملول ہوا
اور علی شاہ پسر عین الملک نے کہ بعد قتل ہونے اپنے باپ کے معرکہ سے بھاگ کر پناہ ساتھ اسکے لیگیا تھا
کہا علاج اس کا اس پر منحصر ہے کہ اتفاق کرکے تم اس طرف سے چند قلعہ ممالک عادل شاہ پر متصرف ہو
ادھر سے برہان نظام شاہ بھی کچھ علاقہ فتح کرلے تاکہ اس کے تسلط اور غلبہ میں تخفیف ہووے اور اس
سمت سے جمعی ہو راے ملکنڈہ نے یہ راے پسند کرکے برہان شاہ کے پاس پیغام بھیجا کہ غلبہ اور تسلط
عدالت پناہ کا حد سے زیادہ تر ہے اور خوف اس بات کا ہے کہ خدا نخواستہ اس کی سپاہ کے سبب سلاطین
اور حکام دکن کو مضرت پہونچے اس بارہ میں فکر واقعی کرکے وہ کام کریں کہ اس اندیشہ سے نجات حاصل ہو
برہان نظام شاہ کہ مشتاق اس صحبت کا تھا اس امر میں شریک ہوا اور یہ تجویز کی کہ رام راج قلعہ بیکاپور
اور مدکل پر متصرف ہووے اور خود قلعہ شولاپور اور شاہ درگ کو حوزۂ تسخیر میں لاوے اور برہان شاہ نے
مقدمات سابق مثل تیار کرنے اور توڑنے قلعہ مشکلیر اور حوالی پرندہ سے نیل مقصود نہایت خجالت اور
ندامت سے احمد نگر کو مراجعت کرنا مطلق فراموش کرکے لشکر کشی پر آمادہ ہوا اور مرتضیٰ خان انجو کو سپہ سالار
کرکے ماہ جمادی الاول کی پہلی تاریخ سنہ ایک ہزار تین ہجری میں بارہ ہزار سوار مسلح اور جرار مملکت نظام شاہ
کی طرف نامزد فرمائے تاکہ ممالک سرحد کو تاخت و تاراج کرکے شاہ درگ اور شولاپور کو مفتوح کریں اور
راے ملکنڈہ بھی فرصت پاکر بعضے قلاع سرحد کرناٹک مانند قرار اس کے اہلکاروں کے تصرف سے برآوردہ
کرے مصرع ہے یہ تصور باطل رہے خیال محال ٭ مرتضیٰ خان اور تمام امراے نظام شاہ بعد طے مسافت جب
قلعہ بیدر میں پہونچے اور دریافت کیا کہ ابتک راے بیجانگر نے بادشاہ عدالت گستر کی آتش غضب کے خوف

خان بلند مکان کے بڑے بھائی خواجہ معین الدین محمد بھی طلاقت و فصاحت مین ممتاز تھے بعد تقرب شاہ نواز خان کے شیراز سے حضور شاہی مین حاضر ہو کر خلعت و جاگیر سے سرفراز ہوئے لیکن تھوڑے ہی عرصہ مین جہان فانی چھوڑ کر ملک جاودانی کی راہ لی اور بادشاہ عادل نے بجنسہ ان کی جاگیر ان کے چار سالہ فرزند محمد ظریف کے نام بحال رکھی جو عم بزرگوار کی تربیت مین کسب کمالات سے ممتاز ہوئے اور چھوٹے بھائی خواجہ ہدایت اللہ بھی بڑے بھائی کی وفات سنکر بطور تعزیت بیجاپور آئے اور بعد رسوم تعزیت کے واپسی کا قصد کیا تو خان والا شان نے شیراز کی مسجد اتابکی کی مرمت کے لیے چومند رس تھی سالانہ زر خطیر ان کے حوالہ فرمایا اب تک اسی کام مین مشغول ہین وللہ الحمد والمنہ

بیان قتل ابراہیم شاہ ثانی اور غلبہ سپاہ عدالت پناہ بفضل و کرم ربانی

الحمد للہ علے احسانہ کہ اس خاندان رفیع الشان مین نوبت خلافت اور جہانداری کی ایسے شہریار ذی شوکت عدالت قرین کو پہونچی کہ قوائم ارکان اسکے بصنعت کاتب بنیان مرصوص کے مخصوص ہی اور مسند سلطنت اور تاجداری ایسے سلطان عظمت آیت کو واصل ہوئی کہ بارگاہ عرش اشتباہ اسکی بمنقبت و من دخلہ کان امنا کے مخصوص ہی صورت ہر مامول کی قبل اسکے کہ نقشبند خیال اسکا صفحہ خاطر پر کھینچے بقدر سرعت کمن جفا سے صحرائے ظہور مین خرامان ہووے ابر لشریف موہبت کہ خلعت خانہ وللہ خزائن السموات والارض مین فراہم ہی قامت اقبال اس کا ہر روز اس کے حاصل کرنے مین مشرف ہووے اور دیباچہ اعلام ظفر غلام اسکے نے کہ جسکی شان و صفت مین کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیبا ہی جس دیار پر پرتو ڈالا روزگار ظلمانی وہان کے باشندون کا منور ہوا اور صحیفہ حسام فیروزی انجام اسکا کہ مصداق یکاد سنا برقہ یذہب بالابصار ہی جس مقام مین کہ با انتقام نیام سے باہر آیا سر مخالفون کے گوے میدان ہوئے ذوالفقار کی طرح چمکنے مین برق چلنے مین بادصبا ہی آوازہ اسکی سطوت کا اکناف مشرقین مین واصل ہوا اور صیت کشور کشائی اور دشمن کشی کا اطراف خافقین مین متواصل ہوا جو شخص کہ تند باد قہر اسکی سے نیچے گرا پھر قدم اسکا مرکب مرام پر نہ پہونچا جس شخص نے اسکے حلقہ اطاعت سے سر باہر کیا بادیہ ہلاکت مین ہدف تیر محنت ہوا دلیل اس معنی کی یہ تحقیق اور برہان اس دعوی کی بتصدیق واقعہ ارکان دولت ابراہیم نظام شاہ بن برہان شاہ ہی کہ تفصیل اسکی مولف خامہ مشاطہ شیرین کار سے چہرہ عروس روزگار پر لکھتا ہی اور قدرے اقبال شاہجہان کا نظر جہانیان مین جلوہ گر کر کے مرقوم خامہ زرنگار کرتا ہی کہ جب بادشاہ جہان مطاع نے حصار نلگوان کو سرکشان بفکر کے قبضہ تغلب سے بر آوردہ کر کے ہمت معاندان دولت قاہرہ کے دفع پر مصروف کی بعضے امرائے درگاہ کو کہ سر گریبان طغیان سے بر لائے تھے منصب ایالت اور ریاست سے معزول اور محبوس کر کے خاطر زود خانگی اور مار آستین سے مطمئن فرمائی چونکہ حرکات اور سکنات برہان نظام شاہ سے غبار کلفت

لائق سے سرفراز فرمایا یہ دلاور خاں کا زمانہ تھا پھر روز بروز ترقی پاکر ندیم مجلس شاہی ہوئے اور سنہ ۱۰۰۰ ایک ہزار ہجری میں معتمد سلطنت ہوکر برہان نظام شاہ سے صلح کرنے اور اُن کے ہاتھوں قلعہ ساحتہ توڑ ڈالنے میں نامزد ہوئے پھر محمد قلی قطب شاہ کے پاس بھاگ نگر میں جس کو حیدرآباد نام کیا گیا ہے حسب سرانجام مہام سلطنت وہمام بعض اسرار بادشاہی بطور رسالت گئے اور کام بخوبی انجام دیکر بیجاپور آئے۔ جب بغاوت شاہزادہ اسمٰعیل شروع ہوئی اور بادشاہ عادل کے اکثر حواشی بھی منافقانہ طریقہ سے باغیوں سے موافق ہوگئے تو شاہ نواز خاں ذاتی شرافت سے پروانہ شمع خورشید سلطنت کی حفاظت میں سرگرم رہے اپنے اوپر خواب و خور حرام کرلیا اور نہایت عقلمندی سے جس کو منحرف پایا دفع کیا اور جس کو خیر خواہ پایا تقرب دیا یہاں تک کہ بفضل الٰہی سبحانہ و تعالے وہ فتنہ رفع ہوا چونکہ یہ کمینہ راقم الحروف بھی تصدیق دل حضرت بادشاہ کا مخلص خیر خواہ تھا اُس پر بالتوفیر مجھے بھی دروازہ آفتاب سلطنت تک پہونچایا یہ خلعت و زیادتی منصب وگذارہ کی نوازش فرمائی تھے کہ حضرت شاہی نے خاص زبان مبارک سے فرمایا کہ یہ تاریخ ہرچند بعضا کالنسخہ ہر سیاق تاریخ میں پسندیدہ ہے اسی طرح تو بھی شاہان ہندوستان کی تاریخ بوصدق و صفائی کے ساتھ دور دروغگوئی و مداحی سے خالی ہو اس زمانہ تک مجلد علیحدہ میں تحریر کر کیونکہ کسی نے ہندوستان کی ایسی تاریخ نہیں لکھی سوائے نظام الدین بدخشی کے وہ بھی مختصر بہت ہے بندہ نے بعد میں پوری اس خدمت میں سعی کی اور چند اجزا ابھی حضور میں پیش ہوکر پسند ہوگئے سالق کہ بادشاہ جمجاہ میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو شاہان بزرگ کو سزاوار ہیں اس میں کچھ بھی مبالغہ مداحی نہیں ہے افسوس کہ اس زمانہ والے معدودوں میں خود لیاقت نہیں کہ رحمت الٰہی سے سرفراز ہوں ورنہ یہی بادشاہ ہفت اقلیم ہونے کے سزاوار تھا جب بغاوت شاہزادہ اسمٰعیل مٹ گئی تو بادشاہ عادل نے مدت کا خلل پورا کرنے کی طرف توجہ کی یعنے شاہی دیوان میں عیب تمام ہے کہ برہمن صاحب دیوان ہوں جن کو شیطانی انسان کا قدیمی لقب ہے لہذا بادشاہ نے شاہ نواز خان کو وزیر الممالک کا خلعت عنایت فرمایا اور چند روز میں اس کا ثمرہ تمام لوگوں پر ایسا ظاہر ہوا کہ مدتوں سے معاملات دیر و کنشت پر حسرت سے انگلیاں کاٹتے تھے کہ شیاطین الانس کس قدر تغلب و تصرف سے سلطنت پر دخل کرتے رہے ہیں۔ پھر سنہ ۱۰۱۰ ایک ہزار دس ہجری میں وزیر الملک کے یہاں فرزند ارجمند میرزا علاء الدولہ کا قدم مبارک بساط وجود پر آیا اور مولانا ملیمی نے قصیدہ غزلے تہنیت سنایا اور سب قسم کے لوگوں نے علے قدر مراتب انعام پایا چونکہ بادشاہ عادل نے خان موصوف کی قدر افزائی کا قصد پایا تھا تو خان موصوف نے نہایت عمدہ تکلف سے اس وسیع عمارت میں جو کچھ دنوں پہلے حسب الحکم شاہی تیار کی تھی نثار قدم کا اہتمام کیا جس کے ملاحظہ و طریق آراستہ سے شاہ والاجاہ بہت محظوظ ہوئے اور خان موصوف کی جاگیر و انعام و احترام میں زیادہ فرمایا اس موقع پر مولانا ملک قمی و مولانا ظہوری و مولانا حیدر کاشی نے قصائد و انواع اشعار سے رونق مجلس کو دوبالا کر دیا

تو سہیل خان نے اس کا سر کاٹ کر نیزہ پر بلند کیا شاہزادہ اسمٰعیل نے گھوڑا بڑھا کر چاہا کہ علی خان و انکس خان کی نوج مین ہونچکر برہان شاہ سے ملحق ہوجاوے مگر نشہ شراب سے زمین پر گرا اور حمید خان کے سوارون نے فی الفور گرفتار کرلیا اور خانجی بن شجاعت خان نے بیجاپور سے ہونچکر اس کو مستقر اصلی تک پہونچا دیا اور جب عین الملک کا سر بیجاپور آیا تو خرد و بزرگ خوش ہوئے اور چند روز بطور عبرت لٹکایا گیا آخر بڑی توپ مین رکھکر اڑا دیا گیا اور حمید خان و سہیل خان و اعتماد خان شوستری حاضر حضور ہو کر انعامات و خطابات وغیرہ سے سرفراز ہوئے اور عالم خان بھی خطاب مصطفےٰ خان سے مخاطب و دو ہزاری سپہ سالار ہوا اور برہان شاہ اس واقعہ سے متحیر و نہایت نادم و خجل ہو کر احمدنگر واپس گیا۔ یہ واقعہ اہل عبرت کے لیے قدرت حق عز و جل کے آیات صنعت پر کافی دلیل تھا کیونکہ شہزادہ اسمٰعیل کی بغاوت مین عمدہ امرا و اکثر حکام اطراف متفق تھے اور بغاوت کفار علاوہ اور تمام رعایاے ممالک کا حیرت و اضطراب اور دار الملک کی رسد کا انسداد کچھ ایسے طور سے اسباب ظاہر جمع ہوئے تھے کہ اکثر اہل عقل کے نزدیک معاملہ بہت خطرناک نظر آتا تھا اور اس مین تو کسی کو بھی شک نہ تھا کہ فتنہ و آشوب دور ہونے کے لیے زمانہ درکار ہے حالانکہ شاہزادہ اسمٰعیل مین سواے مستی و شہوت پرستی کے عمدہ خصائل متوہم تھے حضرت مالک الملک تعالیٰ و تقدس نے ایک دم مین تمام اسباب فتنہ و فساد سوخت کردیے اور اس بادشاہ پاک اعتقاد کے واسطے مزید یقین ہو گیا۔ یہ واقعہ نمونہ اس حالت کا تھا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے اوقات مین عرب کے درمیان ظاہر تھا اور بفضلہ تعالےٰ بہت جلد صاف ہو گیا

ذکر وزیر خوشخصال شاہ نواز خان بہیمال

جاننا چاہیے کہ خواجہ علاء الدین محمد شیرازی اپنے عہد کے معارف و مشاہیر سے تھے اُن کے تین بیٹون مین سے خواجہ سعد الدین عنایت اللہ حسن اخلاق و فنون حکمت و ریاضی وغیرہ مین فائق ہوئے ابتداے عمر مین جناب سید فتح اللہ شیرازی کی خدمت مین انواع علوم حاصل کیے اور جب علی عادل شاہ نے مال خطیر سید موصوف کے پاس بھیجکر بیجاپور مین آنے کی درخواست کی تو خواجہ سعد الدین نے بھی آنجناب کی رفاقت مین سیر کا قصد فرمایا اور بیجاپور و برہان پور و مندو و اجین و آگرہ و دہلی و لاہور وغیرہ سیر کرکے کی طرف مراجعت کی اور حج کے قصد سے بغداد و زیارات نجف اشرف و کربلاے معلے سے عراق کی راہ سے مکہ معظمہ مین حج ادا کیا اور وہان سے مدینہ طیبہ پہونچکر بعد اداے زیارت رجوع کیا اور چندے آرام کے بعد ملا شکیبی شاعر و خواجہ عنایت اردستانی کی رفاقت دکن کا قصد فرمایا اور بندر چیول سے اتر کر چندے وہان کے متنزہات سے مسرور ہو کر دا بیجاپور آئے اور سلطان ابو المظفر ابراہیم عادل شاہ نے قدرشناسی فرما کر خطاب عنایت

سے منحرف ہوگئے اور مملکت بیجاپور میں عجیب شورش پیدا ہوگئی اور اس شورش میں کفار ملبار نے
ملک قلعہ چندرکوٹی دوبارہ چھین لیا اور بیکاپور تک مزاحم ہوئے اور یکایک الیاس خان نے بھی محاصرہ
چھوڑ کر ہراس کی حالت میں بیجاپور میں قدم رکھا جس سے عجب اضطراب دارالسلطنت میں پھیلا قریب تھا کہ فتنہ
سخت پیدا ہو۔ بادشاہ نے اس وقت غصب شاہی کو تحریک دی اور رومی خان و الیاس خان کو
حسن پرور پروردہ لعادت کاشتہ تھا قید سخت میں ڈالا اور فوراً افواج کی طلب میں فرمان بھیجے
چنانچہ سب سے پہلے عالم خان دکنی کہ اطاعت میں مستقیم تھا لشکر کو چھوڑ کر بہ ہمراہی پچاس نفر
بعجلت بیجاپور پہونچکر قدموس ہوا اور افواج نے برابر آنا شروع کیا ادھر عین الملک نے
میدان خالی پاکر آنکس خان کے موافقت سے دس ہزار سوار اور دس ہزار پیادے جمع کیے
اور ملگوان پہونچکر شاہزادے کے سر پر چتر بلند کیا اور برہان شاہ نظام کے آنے کا انتظار نہ کیا
بادشاہ عادل نے سنہ ایک ہزار تین ہجری ربیع الاول میں حمید خان حبشی کو سردار فوج
کرکے امرا مخلص کے ساتھ ملگوان روانہ کیا اور بہت سے امور حکمت سمجھادیے جب حمید خان
قریب پہونچا تو عین الملک کے آدمیوں نے آکر حمید خان کو شہزادہ اسمٰعیل سے موافقت کرنے
پر راغب کیا۔ حمید خان نے بادشاہ عادل کے سمجھانے کے مطابق ان لوگوں کی بہت تعظیم تکریم
کی اور اچھے سلوک کے ساتھ اسی وقت اُن کو رخصت کیا اور پیغام دیا کہ ہم درحقیقت حضور سے
لڑنے نہیں آئے بلکہ دل سے حضور کی قدمبوسی مقصود ہے اور امیدوار ہیں کہ حضور دیر نہ کریں اور جلد تشریف
شریف لاکر ہم لوگوں کے سر پر اپنا سایہ مبارک ڈالیں یقین ہے کہ اصلی مقصود بدون رحمت و شفقت کے
حاصل ہوجاوے۔ بلو شاہ عادل کا اقبال دیکھو کہ عین الملک جیسے گرگ باراں دیدے احتیاط و دوراندیشی سے
غافل ہوکر برہان شاہ کے آنے کا انتظار نہ کیا اور فوراً شاہزادہ کو قلعہ سے باہر لایا اور کچھ دور چلکر ایک
مسطح میدان میں حمید خان و امرا کی ملاقات کے واسطے اہتمام کیا کہ میدان صاف کرکے فرش بچھادیں
اور سنتے آب پاشی کریں اور خود پانوں کے طبق و عطریات و خلعتوں کی تیاری میں مصروف ہوا عین الملک
کا بیٹا عالی خان جو ہمیشہ باپ کو بادشاہ کی حرامخوری و نے وفائی سے منع کرتا تھا حمید خان کے جواب وطریقہ
سے فریب سمجھا اور ہرچند باپ کو معقول دلائل سے سمجھانا چاہا اُس نے نادانی و خودغرضی خیال کرکے
سماعت نہ کی۔ سولھویں ربیع الاول روز جمعہ کو سقے آب پاشی کرچکے اور قالین و نمدہ ہائے پرتکلف
بچھ گئے اور شاہزادہ نے مجلس بے پروائی اور اس جماعت کے احوال سے بے خبر جلوس فرماکر شراب اُڑانی
شروع کی اور عین الملک یوں ہی نشہ غرور میں سرمست تھا کہ ناگاہ حمید خان نے نزدیک ہوکر توپخانہ کو حکم دیا اور
اُس دھواں دھار میں عین الملک نے شاہزادہ مست کو سوار کرکے چاہا کہ اپنی فوج سے دار وگیر کرے
کہ ناگاہ سہیل خان خواجہ سرا نے میمنہ سے حملہ کرکے اس کی جماعت توڑ دی اور عین الملک تلوار کھاکر گرا

بیجاپور کو بھی وعدہ ہائے مرغوب سے اپنی طرف کر کے ساتوین رمضان سنہ ۱۰۰۲ ایک ہزار دو ہجری مین (بعوض مروت و محبت و احسان کے بیوفائی و دشمنی و بدخواہی کا جھنڈا اٹھایا یہ سمجھ کہان کہ سلطنت عطیۂ حضرت ذوالجلال والاکرام ہے بدون اس کے تمام سعی بے سود ہے یہ بھی نہ سمجھا کہ بادشاہ عدالت شعار کے ساتھ کفران نعمت کا نتیجہ خواری دنیا و آخرت ہے۔ جب یہ خبر تحقیق ہوگئی تب بھی بادشاہ نیک نہاد نے معتمدان بارگاہ مین سے حضرت شاہ نور عالم کو جو حضرت شیخ المشائخ قطب العالم شیخ جنید بغدادی قدس سرہٗ کی اولاد مین تھے مع نصیحت نامہ کے برادر نامہربان کے پاس بھیجا کہ شاید راہ راست پر آجاوے مگر شاہزادہ اسمٰعیل نے جواب سخت دیا اور شاہ نور عالم کو مقید کیا اور اپنے معتمد شاہ برہان نظام شاہ کے پاس بھیجکر مدد چاہی برہان شاہ تو عہد شکنی کو عین صواب سمجھتا الا ایسے سوانح خدا سے چاہتا تھا فوراً امداد کا اقرار کر کے لکھا کہ امراے بیجاپور کو بھی بہر صورت متفق کرنا چاہیے خصوص امیر الامرا عین الملک کنعانی کو جسکی جاگیر نلگوان کے قریب ہے۔ شہزادۂ اسمعیل نے خوش ہوکر اول ہیگری مین عین الملک سے رابطہ پیدا کر کے میر انکس خان تو عمر کو بھی متفق کر لیا اور قلعہ نلگوان مین اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا عین الملک منافق نے بظاہر بادشاہ کے عرائض مین خیر خواہی کا اظہار کیا اور باطن مین شاہزادہ اسمٰعیل سے متفق تھا بادشاہ نے جب شاہ نور عالم کے مقید ہونے کی خبر سنی تو غضبناک ہوکر الیاس خان کو پانچ چھ ہزار سوار سے نلگوان فتح کرنے کے لیے روانہ فرمایا جس نے سخت محاصرہ کیا چونکہ عین الملک نے ظاہری نفاق سے دھوکا دیا تھا بادشاہ نے اس کی فوج بھی محاصرہ کے لیے طلب کی اور یہ لوگ اپنے مورچل کی طرف سے ہر قسم کا غلہ و رسد قلعہ مین بھیجتے تھے۔ بادشاہ نے یہ خبر سنکر عین الملک کو طلب فرمایا عین الملک نے دربار کے کفار کو اموال خطیر سے موافق کر لیا جو اکثر اوقات اس کی خیر خواہی کا ذکر کرتے تھے بادشاہ کو شک پڑ گیا اور چاہا کہ عین الملک کی تالیف قلبی کرے چنانچہ مجلس عام مین اسکو خطاب و انعام سے سرفراز کر کے رخصت دی اس کور نمک نے تمام حقوق و انعام نابود کر کے شہزادہ اسمٰعیل سے اتفاق کرنے مین زیادہ اصرار کیا آخر یہ خبر فاش ہوگئی اتفاق سے حیات خان کوتوال بیجاپور بارورت وغیرہ الیاس خان کے پاس پہونچانے گیا تھا اسی مین پرگنہ ہیکری سے گزرا اور عین الملک نے سخت گفتگو کے ساتھ پیش آیا اور اس کو حرام خور کہا تاکہ وہ خوف کھا کر زر نقد سے مواساۃ کرے عین الملک نے بدنامی کے اخفا سے مایوس ہو کر حیات خان کو قید کیا اور علانیہ باغی ہوگیا اور حکام قلاع و پرگنات کے نام خطوط لکھکر شہزادہ اسمٰعیل کی خیر خواہی پر مائل کیا اور اکثر موافق بھی ہوئے اور عین الملک نے برہان شاہ کے حضور مین بھی عریضہ بھیجکر یہان کے امرا کا اتفاق عرض کیا اور درخواست کی کہ اگر حضور کی امداد سے شہزادہ اسمٰعیل تخت نشین ہون تو قلعہ شولاپور و شاہ درگ اور پرگنہ ہاے سرحد ملازمان حضور کے نذر کرینگے اور اس کا عہد نامہ مہری بھی بھیج دیا۔ برہان شاہ نے عہد و پیمان توڑ کر افواج طلب کین اور احمد نگر سے کوچ کیا۔ عین الملک خوشی مین پھولا اور اپنا لشکر بھی جمع کیا اور امراے اضلاع بھی راہ صواب

ملیبار روانہ فرمایا۔ اس نے وہاں پہونچکر اول آن راجاؤں کے پاس ایلچی بھیجا کہ فرمانبرداری بہتر ہے ورنہ جان کا خطرہ ہے سب نے اطاعت قبول کی چونکہ سب سے پہلے سب سے بڑے راجہ کنک نائک نے حاضر ہوکر سرفرازی پائی تھی تو باقیوں کو خوف ہوا کہ مبادا وہ اپنی کثیر فوج سے ہم کو گرفتار کرلے سب نے اتفاق کرکے بیس ہزار فوج لے کر دشوارگزار پہاڑوں میں حصار اختیار کیا۔ محمن خان نے عقلمندی سے پہاڑوں مین جانا خلاف مصلحت دیکھکر ارسب نائک کے قلعہ جرو کی طرف کوچ کیا تب وہ لوگ مضطرب ہوکر پہاڑوں کو چھوڑکر پہاڑی تنگ راستہ پر مزاحم ہوئے اور آخر بعد تین روز کی جنگ کے متفرق اپنے اپنے قلعہ میں متحصن ہوئے اور ارسب نائک نے حاضر ہوکر دو بڑے ہاتھی اور بہت سے اموال ونفائس بطریق خراج ادا کیے اور دائمی اطاعت قبول کرکے ساتھ ہو گیا اور انھیں دو تین ماہ میں تگناوڑی کا قلعہ میوری مفتوح ہوا اور بیس ہاتھیوں کے قریب ہاتھ آئے اور رفتہ رفتہ تمام ملک مفتوح ہوجاتا کہ ناگاہ مست بلگوان کی خبر ہوئی اور ملیباریوں نے مجب ازدحام کیا اور بادشاہ کے فرمان سے محمن خان نے وہاں کا معاملہ معطل چھوڑ بیجاپور کی طرف کوچ کیا ؁

ذکر فتنہ شاہزادہ اسمٰعیل بن طہماسپ واس کا فرو ہونا

علی عادل شاہ نے وفات کے وقت اپنے بھائی طہماسپ کے بیٹے ابراہیم بن طہماسپ عادل شاہ ثانی کو تخت نشین کرنے کی وصیت کی تھی جس پر عمل کیا گیا۔ چھوٹا بھائی اسمٰعیل بن طہماسپ محل میں بادشاہ کے زیر سایہ پرورش پاتا رہا جب بڑا ہوا تو دستور کے موافق دلاور خان نے قلعہ بلگوان مین مقید ومحبوس کیا جب دلاور خان کا تسلط دور ہوا تو بادشاہ نیک نہاد نے بلگوان میں آدمی بھیجکر بھائی کی تسلی کی کہ ہر چند اشتیاق دیدار بہت ہے مگر مجبوری مین ملا سکتا ہاں شہزادہ کے پیرسے زنجیر دور کی جاوے اور قلعہ وسیع میں جہاں پھول بوٹے درختوں کی بہت کثرت ہے اور مقام پرفضا اور عمارات عالیہ وہاں خوشی کے ساتھ عیش کے جملہ سامان مہیا کردیے جاتے مین بعیش وعشرت بسر کریں آیندہ حسب موقع انشاء اللہ تعالے ساتھ رہنا نصیب ہونا ممکن ہے اور وہان کے قلعہ دار وغیرہ کو بہ تاکید لکھا کہ برادر یجان برابر کو ہر طرح کا آرام وآسائش وخوشی وخرمی پہونچے سوائے قلعہ سے باہر جانے کے تمام اقسام عیش مہیا تھے اور بادشاہ ستودہ خصال متواتر طرح طرح کی سوغات ونفائس سے مسرور فرماتا تھا حتی کہ ایک مرتبہ اس ولایت سے بہوتیرو انبہ جس سے بہتر انبہ نہیں ہوتے اول پھل اترے اور بادشاہ کے لیے لائے تھے بادشاہ نے واپس کیے کہ پہلے جاکر میرے عزیز بھائی کو کھلاؤ پھر جو پھل آتے رہیں وہ مجھے پہونچانا۔ بے شبہہ بادشاہ کی نیک نہادی کے واسطے یہ نمونہ بہت کافی ہے اور لحاظ حق قرابت ومروت اور کمال انسانی اس سے واضح مگر ان تمام احسانات وعنایات کا عوض اس بھائی کی طرف سے یہ ہوا کہ اس نے وہان کے قلعہ دار وغیرہ کو ملایا اور بہت سے امرائے

داخل ہو کر حد سے زیادہ رعایا پر ظلم و ستم کیا آخر ہم نے امراء مین سے ایک جماعت کو بھیجا کہ یہ مضرت دفع
ہو گئی اور وجہ نزاع فقط دلاور خان حبشی اور یہ ہاتھی تھے وہ بزور و حکمت ہم کو پہونچ گئے خیر ہم بھی اس
ماجراے ناگوار کو نابود سمجھ کر صلح قبول کرتے ہین مگر اس شرط سے کہ جو قلعہ جدید بنایا ہی خود ہی اپنے ہاتھون
مسمار کرین **مصرع** ہم تو پہلے بھی رضا پر رہے اور اب بھی ہین ٭ مصطفے خان نے عرض کیا کہ اعیان درگاہ
مین سے کسی کو ارسال فرمایا جاوے کہ اس کے سامنے عہد و قسم درمیان مین آوے - بادشاہ نے
عاقل فاضل شاہ نواز خان کو جن کا کچھ حال آوے گا روانہ فرمایا - برہان شاہ نے مجلس آراستہ کر کے
شاہ نواز خان سے ملاقات کی چونکہ وکلاے راجہاے دکن وغیرہ موجود تھے چاہا کہ پہلے شاہ نواز خان
صلح کا ذکر کرے تاکہ میری طرف سے قبول پایا جاوے - شاہ نواز خان سمجھ گیا اور ملاقات مین حرف
صلح کا مطلق ذکر نہ کیا آخر مصطفے خان و خواجہ عبد السلام جو بطریق رعایت درمیان مین پڑے تھے صاف
بول اٹھے کہ اعلی حضرت برہان نظام شاہ کی اصلی غرض یہ ہی کہ شاہان سابق کے طریقہ پر صلح و صفا درمیان
مین جاری ہو شاہ نواز خان نے کہا کہ تمام عالم جانتا ہی کہ بادشاہ عدالت پناہ کی دوستی کا پھل بہت خوشگوار
اور دشمنی بیابان محنت کا خار زار ہی مخالفون و منافقون کو دوست سمجھنا اور ایسے سیاہ رو اور سیہ بختون
کے کہنے سے دوستون پر لشکر کشی کرنا مذہب مروت و دور اندیشی سے بعید ہی لیکن الحمد للہ کہ ہنوز عدالت پناہ
کا دل صاف ہی دوستی کا تار نہین ٹوٹا ہی اگرچند امور نامرضیہ کے وقوع سے کچھ کراہت کا ظہور
ہوا ہی تو تھوڑی سعی و کوشش سے اس کی اصلاح و صفائی ممکن ہی - حضار مجلس پر خان والا شان کی عجیب
تقریر سے حیرت چھا گئی اور انھون نے عادل شاہ کے دولت و اقبال کا اندازہ کیا کہ اس کی درگاہ مین
ایسے عقلاے روزگار جمع ہین اور سب نے احتیاط و اتفاق سے قرار دیا کہ برہان شاہ منگلسرہ جا کر
قلعہ مذکور منہدم کر کے احمد نگر مراجعت فرماوین چنانچہ برہان شاہ نے وہان پہونچکر جیسا کہ زبان مبارک
سلطان ولی شعار پر جاری ہوا تھا اپنے ہاتھ سے اس کی ایک اینٹ منہدم کی پھر تمام لشکر نے دم بھر مین
قلعہ و زمین برابر کر دی اور برہان شاہ نے احمد نگر کی طرف کوچ کیا اور قلعہ پرندہ سے شاہ نواز خان کو
خلعت و کمر سے سرفراز کر کے رخصت دی اور وہ بیجاپور پہونچکر کمال تقرب سے سرفراز ہوا - اسی سال ہزار مین
بادشاہ نے میر خان حبشی کو اخلاص خان خطاب امارت سے سرفراز کیا اور غایت امانت سے امیر مذکور آج تک
کو سنہ ایک ہزار اٹھارہ ہی عزت سے قائم ہی - راقم الحروف نے پہلے لکھا تھا کہ سید مصطفے خان نے قلعہ بیکا اور
موچیندہ کوتی مسخر کر کے سنکر نائک وارسب نائک و کنک نائک و تنگناڈری و بہرہ دلوی و کسی وزیرہ وغیرہ
کو باج و خراج پر مطیع کیا تھا بعد شہادت علی عادل شاہ مصطفے خان نے تمرد اختیار کیا پھر بلبل خان نے مطیع کر کے
سالہاے باقیہ کا کچھ خراج وصول کیا تھا کہ نظام شاہیہ کے فساد سے ادھورا چھوڑا - سنہ ۱۰۰۲ ایک ہزار دو
ہجری مین بادشاہ نے منجھن خان ولد بزرگ کمال خان بن کشور خان لاری کو لشکر کثیر کا سپہ سالار کر کے

برگی پر کئی بار فوج بھیجی اور ہر بار شکست کھائی۔ آخر خود تاخت کی چونکہ اُن کو مقابلہ کی طاقت نہ تھی پریشان ہو کر دریائے نیورہ پہونچے اور اس کو پایاب پا کر پار اُتر کے رومی خاں دکنی و الیاس خاں سے مل گئے اتفاق سے اسی وقت سیلاب عظیم آگیا اور برہان شاہ پار ہو سکا لوٹ گیا اور اسی اثنا میں لشکر نظام شاہ میں قحط پھیلا اکثر سپاہی بے قوت ہو گئے اور اس پر وبا پھیلنے سے بہت لوگ مرے چنانچہ لشکر میں سے بہت آدمی و ہاتھی گھوڑے ضائع ہو گئے تو لاچار ہو کر دو تین منزل اپنی سرحد کی طرف چلا گیا اور قلعہ جدید جو اسی بہرانہ تھا اسفغان گجراتی ترک کو مع سامان استحکام سپرد کیا جب اسکے پاس سامان و غلہ کافی پہونچ گیا اور وبا میں بھی سکون ہوا تو برہان شاہ نے قلعہ شولاپور کے محاصرہ کا عزم کیا عادل شاہ نے امرائے نیور کو لکھا کہ دریائے نیورہ عبور کر کے برہان شاہ کو مانع ہوں۔ امرائے عظام عادل شاہی بموجب حکم دریا اُتر گئے اور تمام دشمن کو ہر طرح روکا دشمن نے بجز جنگ چارہ سر دیکھا نورنگ خاں دکنی امیر الامرائے برار کو ہمراہ خلاصہ لشکر اسکے مقابلہ کو روانہ کیا اور وہاں میں فریقین دریائے پر آشوب طغیانی پر ہوا رستہ اس واماں گرفتار عرقاب بعیت ہوا۔ نورنگ خاں کہ زیور بہادری اور شجاعت سے آراستہ تھا اور آلات حرب میں اپنے کو فرد جانتا تھا مقابلہ بہادران عادل شاہی حملہ ہائے مردانہ ظہور میں لایا۔ اعتماد خاں شوستری سر دستان عادل شاہی بوقت شام نورنگ خاں سے مقابل ہوا ہر ایک نے سپرداری شروع کی کچھ دیر آہنگ و ستیز کے بعد نوک نیزہ اعتماد خاں شہ رگ نورنگ خاں میں پیوست ہوئی جس سے نورنگ خاں سپہ سالار اعتماد خاں شوستری کے ہاتھ سے مارا گیا اور اسی حالت میں سہیل خاں نے بھی حملہ کیا اور امرائے نظام شاہیہ شکست کھا کر خستہ و مجروح بمشکل تمام برہان شاہ سے ملحق ہوئے اور امرائے عادل شاہ نے سوڑے ہاتھی و چار سو گھوڑے و چار سو دو قی گرفتاری العود بجاپور روانہ کیے اور وہاں سے خلعت و شمشیر و کمر مع والواع عاطفت سے مسرور ہوئے نظام شاہیہ مدت کے سفر و تکالیف سے دل برداشتہ ہو کر بھاگنے لگے بلکہ امرائے دکنی و حبشی نے چاہا کہ برہان شاہ کو اُتار کر اُن کے بیٹے اسمٰعیل کو قید سے رہا کر کے تخت پر بٹھا دیں ملکہ یوسف خواجہ سرائے و کامل خاں دکنی نے برہان شاہ کے قتل کا قصد کیا لیکن بادشاہ نے آگاہ ہو کر اُن کو دفع کیا اور تنگنا احمدنگر کی طرف مراجعت کے ارادہ سے اپنے سرحدی قصبہ کردر مالیان کی طرف کوچ کیا۔ رومی خاں و الیاس خاں نے مع امرائے برگی کے تعاقب کیا اور ہر طرف سے مزاحمت پہونچا کر تنگ کیا برہان شاہ ایسے آئے وقاعہ ہائے و ہنگامہ اُٹھانے سے نادم ہو کر جان گیا کہ بدوں صلح کے احمدنگر تک پہونچنا دشوار ہو با وجود اس کے انجام اچھا ہوگا لہذا قصبہ مذکور کے باہر قیام کر کے صلح کی خواستگاری کی عادل شاہ نے التجائیں تو قبول کیا اور ایک مہینہ تک تامل میں ڈال دیا برہان شاہ نے وسائل پیدا کیے حتی کہ محمد قلی قطب شاہ نے مصطفی خان استرآبادی کو وراجہ علی خاں نے خواجہ عبدالسلام تونی کو اتمام صلح کے لیے بھیجا اور بہت الحاح و ابرام کیا تو عادل شاہ نے فرمایا کہ جب برہان شاہ نے ہماری عہد میں

فرحت و انبساط بلند کرتا رہا اور چونکہ زمانہ برسات عمدہ ترین زمانہ فصل ہندوستان ہی اور اعتدال ہوا سے افق پہاڑ و بیابان او سبزہ دامن کوہ سعیر بی سے افتخار رکھتا ہی شاہ پرویز طبیعت جمشید عشرت کبھی تخت سلطنت پر تکیہ فرماتا تھا اور کبھی صحبت ساقیان شعار عذار سیمین رخسار گلستان ایام سے رکھ کر تر و تازگی بہار سے جام عشرت کام ملحوظ خاطر رکھتا تھا اور کبھی فرش کاوانی پر سکندر تمثیل ہمراہ ارسطو فکر آستاد و زمانہ بزرجمہر صفت رونق افروز ہو کر بازی شطرنج مین اشتغال رکھتا تھا اور کبھی وجہ سے لشکر کشی دشمن اصلا اثر نہ رکھتی تھی اور سوائے جاسوسان خبر رسان کے کسی کو جانب دشمن نہ روان کرتا تھا اسکی اس وضع و طریقہ سے خلقت دور و نزدیک حیران رہتی تھی انہین جلسون مین اس امر پہ آپس مین گفتگو کرتے تھے۔ امراء عادل شاہی بھی متحیر و متفکر تھے۔ ادھر برہان شاہ نے مجلس مشورت مین پوچھا کہ آخر ابراہیم عادل شاہ کیون خاموش ہین بعض نے کہا کہ نوجوانی مین عیش پرستی سے غفلت ہی بعض نے کہا کہ امرائے کبار پر اطمینان نہین ہی۔ اسی عرصہ مین دلاور خان کے خاص فرستادہ حاضر ہوئے اور دلاور خان کی طرف سے عرض کیا کہ حضور کی خاموشی سے دشمن دلیر ہو گئے ہین جہان تک جلد ممکن ہو تدارک فرمایا جاوے تو بہتر ہی۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اس مدت تک مین نے خیر خواہون کی قدر نہ جانی اب معلوم ہوا کہ بدون اس معتمد کے سلطنت کو رونق نہو گی چاہیئے کہ ماجرائے گذشتہ کو جو اہل غرض کے فریب سے واقع ہوا تھا فراموش کر کے خیر خواہی مین ثابت قدم رہے اور یہان آکر اپنا شغل سابق اختیار کرے۔ دلاور خان اس پیام سے پھول کی طرح کھل گیا لیکن احتیاط کر کے ایک معتمد کو بھیجا کہ اگر حضرت عہد فرماوین کہ مجھے جان و مال کا آسیب نہ پہونچاوین تو بسر و چشم حاضر ہون بادشاہ نے اپنے ایک معتمد سے کچھ کہا پھر عہد ظاہر کیا اور عہد نامہ بھیج دیا۔ دلاور خان اپنے بڑے بیٹے محمد خان کو ساتھ لے کر برہان شاہ سے بالحاح تمام رخصت حاصل کر کے اس امید پر دوڑا کہ پھر بادشاہ کو معطل کر کے سلطنت کی کنجی اپنے ہاتھ مین لاؤنگا۔ بادشاہ آخر روز باغ سے پورے جلوس کے ساتھ قلعہ ارک جاتا تھا کہ دلاور خان نے حاضر ہو کر رکاب چومی اور پیادہ روانہ ہوا۔ بادشاہ نے الیاس خان کو اشارہ فرمایا کہ دلاور خان کو سوار کر کے ساتھ لاؤ جب قلعہ مین پہونچا اور محصور ہو گیا تو وہ شخص جس سے بادشاہ نے کچھ کہا تھا بہت تیزی سے بڑھا کہ الیاس خان سے لے کر دلاور خان کی آنکھ مین سلائی پھیرے دلاور خان نے بہت عاجزی والحاح کے ساتھ الیاس خان سے کہا کہ بادشاہ سے عرض کرے کہ مین آپ کے عہد پر اطمینان کر کے حاضر ہوا ہون بادشاہ نے کہا کہ مین اپنے عہد کے خلاف نہین کرتا کہ تجھے بعد عہد کے جان و مال کا ضرر پہونچاؤن یہ شخص کمال البتہ ایسا کرتا ہی۔ آخر دلاور خان قلعہ ستارہ مین قید ہوا اور چھٹے سال وہان انتقال کیا۔ اب بادشاہ نے افواج طلب کین اور اول امراء برکی کو چھ سات ہزار سوار سے روانہ کیا کہ ولایت محفوظ رکھین اور لشکر نظام شاہیہ کو رسد سے تنگ کرین پھر رومی خان کو دس ہزار سوار سے پھر الیاس خان کو تین ہزار خاصہ خیل سے روانہ کیا۔ برہان شاہ نے امرائے

کی یہ کہ جب دلاور خان حبشی احمد آباد بیدر سے بھی بھاگ کر احمد نگر میں برہان نظام شاہ کی خدمت میں پہونچکر
مسند امارت پر معزز ہوا اور چند ہی روز میں برہان شاہ کو واہیات دلائل سے طمع دلائی کہ قلعہ شاہ درگ اور شولاپور
مسخر کر کے ممالک نظام شاہ کا ضمیمہ کر سکتا ہوں اور ایکا ایک دولت عظیم سے محروم ہو کر لیا دیوانہ مسلوب العقل کیا
تھا کہ برہان شاہ کی مجلس میں بیہودہ باتیں نسبت دولت عادل شاہیہ اس سے سرزد ہوتی تھیں اور مخبروں کے
ذریعہ سے عادل شاہ کو پہونچتی تھیں بادشاہ عدالت پناہ ایسے امور ایسی نسبت برہان شاہ سے بہت بعید
سمجھتا اور بیچارہ تھا کیونکہ حقوق اعانت و استمداد بہت تھے لیکن برہان شاہ کی ناموافقی بعض امور سے ظاہر
بھی ہو گئی چنانچہ شروع سنہ ایک ہزار میں بادشاہ کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اور چونکہ یہ لڑکا اولاد اولین
آنحضرت کا تھا آثار جمال و تصور لوازم شادمانی و جشن ہائے شاہانہ عمل میں آئے اور مولود کا نام شاہزادہ
علی قرار پایا اور اسکے ماموں محمد قلی قطب شاہ نے بھاگ نگر سے اعیان درگاہ کے ہمراہ سونے کا پالنا وغیرہ
مع مبارکباد روانہ کیا اور لوازم مبارکباد بجا لایا لیکن برہان شاہ نے زبانی تہنیت بھی نہ بھیجی بلکہ علامتیں گدار ا
تھا اور وہ لڑکا مثل گل شگفتہ مرجھا گیا اور بعد دو ماہ ہوائے اجل سے پرمدوح اسکا چمن سلطنت سے پرواز کر کے
بہشت بریں میں جاگزیں ہوا بادشاہ نے بہ صد شکایت محزون و ملول ہو کر آثار کلفت ظاہر کیے اور اس وقت برہان شاہ
نے بھی کسی کو برسم تعزیت نہ روانہ کیا یہ کدورت علاوہ امور مکدر خاطر سابقہ ہوئی باوجود اس کے عادل شاہ
نے ملا عنایت اللہ جہرمی کو احمد نگر بھیجکر پیغام دیا کہ دلاور خان اس درگاہ کے غلاموں سے ہے آپ کی دوستی و
محبت کا مقتضا یہ تھا کہ اسکو مع ان ہاتھیوں کے جو دلاور خان نے اس سے حاصل کیے تھے یہاں روانہ
فرمانے کہ باہمی دوستی مستحکم ہوتی۔ برہان شاہ نے بجائے مروت کے پوری کدورت اس طرح ظاہر کی کہ عین
برسات میں دلاور خان کی تحریک سے فوجیں لے کر جمادی الثانی سنہ ایک ہزار میں عملداری عادل شاہ
میں داخل ہو کر قتل و غارت کرنا شروع کیا۔ عادل شاہ نے یہ اخبار سنکر فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ بے وفا عہد شکن
عدو میری تلوار کے اپنے کیفر کردار کو پہونچے گا۔ میں پھر بھی چند روز تحمل کرتا ہوں شاید نادم ہو کر
اپنی اصلاح کرے ورنہ آخر میں یہی نتیجہ ہے۔ برہان شاہ جب حوالی منگلبیڑہ تک پہونچا اور ادھر سے
کوئی متعرض نہ ہوا تو وہ خائف ہوا شاید حیلہ یہ ہے کہ ملک کے درمیان لا کر مجھے گھیر لیں لہذا واپسی کا جیسا کہ
بادشاہ کی زبان پر گذرا تھا قصد کیا لیکن دلاور خان کے بہکانے سے پھر تیسری روئی اختیار کی اور بیجا پور سے
تیس کوس دریائے بھیورہ کے کنارے قصبہ منگلبیڑہ میں ایک قلعہ بنانے کے لیے ٹھہرا اب بھی عادل شاہ نے
مقابلہ کا قصد نہ فرمایا اور امرا کسی قدر متحیر ہوئے بادشاہ نے فرمایا کہ برہان شاہ اس برسات میں قلعہ بنانے کی
کلفت میں مشغول ہے مجھے امید ہے کہ وہ طفلانہ گھروندا بنا کر آخر اپنے ہاتھ سے مٹا دیگا اور سوائے تکلیف و محنت
کے کچھ نہ پاوے گا اور خود عیش و عشرت میں مصروف رہا۔ القصہ شاہ ہمایون فر فریدون بخت جمشید تخت نے حملہ تعدیات
برہان شاہ کو ہیچ جانکر ادھر التفات نہ فرمایا اسکو محنت و مشقت میں چھوڑ کر بہ کامدلی حوض ستان

گھوڑا چمکا کر دلاور خان کو تلوار ماری اگرچہ کچھ اثر نہوا لیکن دلاور خان نے پریشان ہو کر گھوڑا پیچھے ہٹایا اور خان نے چاہا کہ دوسرا وار کرے لیکن تلوار کی چمک سے دلاور خان کا گھوڑا تلف ہوا اور وہ گر پڑا اور مہاوت ہاتھی بان نے اسکی خیرخواہی کر کے ہاتھی فوج شاہی و دلاور خان کے بیچ مین ڈال دیا کہ فرصت پاکر دلاور خان سوار ہو کر اپنی فوج مین مل گیا اور چاہا کہ لڑائی شروع کرون لیکن فوج والے بوجہ غضب و رعب بادشاہی کے اسکو چھوڑ کر منتشر ہو گئے۔ وہ متحیر و پریشان ہو کر بھاگا اور کمال خان جو دارا رنگ کی جانب بھاگا تھا مردم بادشاہی سے گرفتار ہو کر مارا گیا اور دلاور خان نے بیٹون کے ساتھ بہ سرعت تمام بھاگ کر احمد آباد بیدر مین دم لیا۔ اور دلاور خان نے دامن حشمت سلیمانی چھوڑ کر نقاب تاریکی منھ پر ڈالا بادشاہ نے عین الملک وغیرہ کو اسمالت کے طور پر امان دے کر عمدہ وعدہ سے مطمئن کیا باوجودیکہ انکا قصور تم نے پہلے سن لیا۔ الغرض بادشاہ اپنے سراپردہ مین آیا اور خاص خیرخواہون کو طرح طرح کے الطاف سے سرفراز کیا۔ **بیت** ۔

عز و دولت بر یمین و فتح و نصرت بر یسار + جاہ و حشمت ہم عنان و بخت و دولت ہمرکاب + اس عرصہ مین عجیب لطیفہ واقع ہوا کہ دلاور خان حنفی مذہب تھا اُس نے مذہب شیعہ کا شعار موقوف کر دیا تھا۔ بعض خدام درگاہ نے گمان کیا کہ بادشاہ حنفی مذہب ہوگا اور بعض نے خیال کیا کہ بادشاہ کے والد طہماسپ شاہ اور چچا علی عادل شاہ دونون شیعہ تھے ضرور بادشاہ بھی شیعہ ہو گا لہذا بہت سے سُنّی خدام نے ظہر کی اذان کے وقت تشیع کا اظہار کر کے اذان مین اشہد ان علیا ولی اللہ زیادہ کرنے مین اصرار کیا۔ بادشاہ ستودہ صفات کہ حنفی مذہب تھا یہ سُنکر غصہ ہوا اور جو لوگ اس کا باعث تھے اُن کو گرفتار کیا لیکن جب یہ واقعہ عرض کیا تو ہنسکر فرمایا کہ ہم اس کلمہ کو بصدق دل سنتے و کہتے ہین لیکن شیعہ کا شعار قرار دیکر نہین کہتے۔ آخر بادشاہ نے اُنکے قصور معاف کیے اور بہت دنون تک ہنسی سے ان لوگون کو مصلحتی شیعہ کے لقب سے یاد کرتے رہے اب تک بیجاپور مین حضرات خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کا خطبہ جاری ہے اور ائمہ اطہار علیہم السلام کا نام بھی یوسف عادل شاہ کے زمانہ کی طرح مذکور ہوتا ہے۔ اتنے مین جمال خان کے مارے جانے اور برہان شاہ کے فتح کی خبر پہنچی تو بادشاہ عادل نے تہنیت نامہ برہان نظام شاہ کو روانہ کر کے بیجاپور کی طرف کوچ فرمایا اور وہان پہونچکر بساط عدل و داد مبسوط فرمائی اور زمانۂ سابق کے خلل دور کیے کہ آوازہ اُسکی ثنا و توصیف و عدل کا عالم آشکارا ہوا۔

برہان نظام شاہ کی بیوفائی اور اپنے اعمال کا بدل پانا

صاحبان عقل و فہم پر کہ مخلوق خالق ارض و سما ہین پوشیدہ نہ رہے کہ انوار عنایات الٰہی کا نزول بقولہ تعالیٰ کہ جسکا سینہ اللہ عزوجل نے قبول اسلام کے لیے کشادہ کیا (یعنی اُس نے دین اسلام قبول کیا) تو وہ شخص اپنے رب کے نور پر مخلوق ہے وہی یہ لوگ ہین کہ موافق حکم تقدیر کار پرداز ہین نظر اس تحریر خوش تقریر

دلاور خاں پر پوست سوار تھی کوشش کی کہ دوسرے روز ضرور کوچ ہو اور کاٹ روہنگر کے مقام سے پہلے
کہیں توقف نہ ہو۔ یہ ارادہ بالکل بادشاہ کے شوق کے الٹا تھا بادشاہ کو سخت غم ہوا اور بالکلیہ عزم کر لیا کہ دلاور خاں
کے قبضہ سے نجات پاویں لیکن چونکہ امرائے خاصہ خیل بالکلیہ دلاور خاں کے تابع تھے تشویش و تفکر ہوا آخر
دو معتمد سکار بہد و مدت دراز سے ملازم درگاہ تھے ان سے خفیہ پیام کا ذمہ لیا اور وہ دونوں امیر الامرا عین الملک
کنعان کے پاس پہونچے اور یہ پیام دیا کہ بادشاہ دلاور خاں کے تسلط سے سخت پریشان ہیں آخر یہ رائے ٹھہری
کہ جب دلاور خاں خواب غفلت میں ہو سوار ہو کر عین الملک و آنکس خان کی مستعد فوج میں آجاویں۔ خود دلاور خاں
سے جنگ کرنے اور اس کو اس سے نکال دینے پر مستعد ہو گئے بادشاہ نے چودھویں رجب سنہ ۹۹۸ نو سو اٹھانوے ہجری کی
شب کو اپنے غلام کعتبر خاں کو حکم دیا کہ خاصہ گھوڑا حاضر کرے اس نے جلودار سے طلب کیا جلودار
نے کہا کہ بغیر حکم دلاور خاں کے کبھی نہ دونگا کعتبر خاں نے فوراً طمانچہ اسکے منہ پر مارا اور جب جلودار سے
ممکن ہوا کہ دلاور خاں تک خبر پہونچا دے ناچار واپس ہو کر گھوڑے حاضر کیے بادشاہ مع غلاموں کے سوار
ہو کر باہر نکلا۔ الیاس خاں بادشاہی دایہ کا بیٹا پہرہ پر تھا دوڑ کر رکاب چومی اور سواری کا سبب پوچھا
بادشاہ نے کہا کہ بات کرنے کا موقع نہیں ہو اپنے ساتھیوں کو لیکر ساتھ آ تو حقیقت حال معلوم
ہو جاوے گی وہ قریب ایک سو سواروں کے ساتھ ہوا اور صحیح سالم لشکر سے نکلکر عین الملک و آنکس خان
کے قریب پہونچا وہ لوگ مع افواج کے پابوسی میں حاضر ہوئے جب یہ خبر پھیلی تو خاصہ خیل و مجلسی و پہرہ
والے سب سوار ہو کر خدمت میں پہونچ گئے اور یہ راقم بھی انھیں میں شامل تھا الغرض تین ہزار آدمی
جمع ہو گئے بادشاہی طالع کے قوت سے اس رات امر غریب یہ تھا کہ دلاور خاں جسکی عمر اسّی برس سے زائد
تھی اس رات اپنی معشوقہ کے وصل سے متمتع تھا یہ ایک دکنی عورت تھی جس کے حسن و جمال کا شہرہ سنکر غائبانہ
عاشق ہوا تھا اور اتفاق سے اسی رات ہاتھ آئی تھی لہذا کسی کو مجال نہ تھی کہ اسکے وصل میں مخل ہو یہاں تک کہ
بادشاہ کے چلے جانے کے بعد مقربین نے بڑی مشکل سے اس کو آگاہ کیا اور وہ ہور آیا پانچ چھ ہزار سوار قلماں
بے شمار کے اپنے بیٹوں کو ساتھ لیے قریب پہونچا اس کا خیال غلط یہ تھا کہ اسکے دبدبہ و شوکت سے سب
مخالف ہو کر مطیع ہو جاویں گے بادشاہ نے اپنے ایک مقرب کو پاس عین الملک بھیجکر حکم دیا کہ دلاور خاں
کو دور کرے۔ چنانچہ مشہور ہے کہ عین الملک وغیرہ نے اس سے کہلا بھیجا تھا کہ بادشاہ جب اتفاقیہ یہاں آئے
تو ناچار ہم سب حاضر ہوئے اب تم شوق سے لے جاؤ ہم متعرض نہوں گے اگرچہ ظاہر میں بادشاہ سے
یہ کہا تھا کہ ہم لوگ اسکے دفع کرنے کے واسطے مستعد ہیں دلاور خاں نے فوج وغیرہ کو کچھ فاصلہ سے چھوڑا اور
پانچسو سوار اور چار نامی ہاتھی لیکر حضرت بادشاہ کے پاس آیا اور اسی طرح سوار یہ عرض کیا کہ بادشاہ کو
رات میں سواری مناسب نہ تھی بہتر یہ ہے کہ حضرت اپنے سراپردہ میں معاودت فرما دیں۔ بادشاہ نے معنی
میں کہا کہ کوئی ہے جو اس بے ادب کو سزا دے کہ ناگاہ خاصہ خیل میں سے ادک خاں نے بجلی کی طرح

عرض کیا کہ حضور مطمئن رہین ابھی جمال خان کو باندھکر حضور مین لاتا ہون اور امراے برکی کو حکم دیا کہ جاؤ
اور نظام شاہی لشکر کی پشت پر رہو خزانہ باہر نہ جانے پاوے اور مہدویہ کو قتل کرنے مین دریغ نہ کرنا
جمال خان نے یہ حال دیکھکر سواے شمشیر خونریز کے کہین پناہ نہ دیکھی قلیل جماعت اور امراے مہدویہ
کو جو شجاع و بہادر تھے ہمراہ لے کر میدان مین آیا اور لڑائی بہت تیزی سے شروع ہوئی امراے کبار
مثل عین الملک و آنکس خان و عالم خان وغیرہ جن کو معلوم تھا کہ حضرت بادشاہ کو دل مین دلاور خان سے رنجش
ہے اول تو بلبل خان کو اندھا کرنے سے تھی اور اب بغیر اجازت جنگ کرنے سے زیادہ ہوگئی ہے اس لیے عین لڑائی
مین شکست کی صورت بناکر بھاگے اور دلاور خان کو دشمنون کے نرغہ مین چھوڑا اور بجانب دارا سنگ
بملازمت بادشاہ روان ہوے اور دلاور خان نے افواج بزرگ دائین بائین والے کو اپنے مقام پر نہ دیکھکر
گمان شکست کا کیا دلاور خان نے باوجود اسکے قلب لشکر سے جمال خان پر حملہ کرکے بھگا دیا اور عوام لشکری
حسب داب ہندوستان لوٹ پر ٹوٹ پڑے اور جمال خان جو اسمعیل نظام شاہ کے ساتھ کھڑا تھا موقع پاکر
دلاور خان پر ٹوٹ پڑا اس وقت دلاور خان کے پاس فقط دو سو سوار تھے سمجھا کہ ٹھہرنا موت ہی ناچار مع سات
ساتھیون کے جن مین یہ راقم الحروف بھی تھا بھاگا راہ مین سنا کہ عین الملک و عالم خان شکست کا بہانہ کرکے
فلان راہ سے ارسنگ جاتے ہین تاکہ بادشاہ کی خدمت مین پہونچکر تجھے برباد کرین ۔ دلاور خان سنتے ہی مضطرب
ہوکر کوچ بہ کوچ نہایت جلدی کے ساتھ دوسرے راستہ سے بادشاہ کی حضوری مین پہونچ گیا اور راہ مین
قریب تین ہزار شکست یافتہ کے اس سے مل گئے تھے اور دارا سنگ مین دشمن کے خوف سے نہ ٹھہرا
بادشاہ کی رکاب مین شاہ درک کی طرف روانہ ہوکر صبح کو وہان پہونچ گیا۔ جمال خان کو ناامیدی مین ایسی فتح
و غنیمت دہاتھی میسر ہوئے اس نے دارا سنگ کی طرف کوچ کیا اور راقم الحروف بوجہ زخمون کے بادشاہ
کے ہمراہ جانے سے معذور ہوکر قصبہ ارسنگ مین ٹھہر گیا تھا مہدویون کے قبضہ مین پڑا اور بلطائف الحیل
سے چھوٹا مصرع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت۔ چونکہ جمال خان کو یہ خبر پہونچی کہ راجہ علی خان و امراے
برار نے امجد الملک کو گرفتار کیا اور سب برہان نظام شاہ سے مل گئے ہین ناچار دارا سنگ سے جلد کوچ
کرکے برار کی طرف روانہ ہوا تاکہ برہان نظام شاہ سے لڑے ۔ راجہ علی خان و برہان نظام شاہ اسکی توجہ کا
حال سنکر بہت پریشان ہوئے اور سید امجد الملک مع دیگر امراے مہدویہ کو جنکے مکر سے مطمئن نہ تھا
مقید کرکے قلعہ اسیر مین بھیجا اور بہت جلدی کے ساتھ جمال خان کے تعاقب کے لیے عادل شاہ کی خدمت مین
خطوط بھیجے عادل شاہ نے وہان سے روانہ ہوکر قصبہ پاتھری تک جو اسی کوس ہی تعاقب کیا تب بھی
جمال خان تک اٹھ روز کا فاصلہ تھا ناچار عادل شاہ نے امراے برکی کو آٹھ ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا
تاکہ تاخت کرکے جمال خان کا رسد و غلہ بند کرین اور راتون کو چھاپہ مارین اور بادشاہ نے خود ایک جھیل کے
کنارے جس کا پانی بہت صاف وہوا دلکش و باغات پرفضا تھی توقف کیا اور چاہا کہ چند روز یہان توقف فرماوے

فرما

شرط یہ آویں تمام امرائے برار خوش دلی سے اس خیر خواہ سے مل جاویں۔ عادل شاہ نے مسطور فرما کر ارسنگ کا قصد کیا اور
برہان شاہ و راجہ علی خان کو لکھا کہ ہم نے دوستوں کے کہنے کے موافق کیا اور اُمرائے برار کو دربارہ اطاعت برہان شاہ
بمقتضائے وقت تحریر روانہ کی مناسب یہ کہ آپ بھی سرحد برار پر آجاویں اور امرائے احمد نگر کو ملا دیں امید ہے کہ
جمال خان کو چھوڑ کر آپ سے مل جاویں گے۔ جمال خاں کو ان معاملات کی خبر پہونچ گئی اس نے دلیرانہ طرح کا
مقابلہ ٹھان لیا اور سید امجد الملک مہدوی سرلشکر برار کو لکھا کہ سلاطین اطراف دو وجہ سے میرا استیصال
چاہتے ہیں ایک دعوی اللہ اور دوم مذہب مہدویہ کا برباد کرنا اس جوانمردی کی شرط یہ ہے کہ امرائے برار کو
ہر طرح دلاسا دیکر مطمئن کرو اور سرحد برار پر جاکر برہان شاہ کو وہاں آنے سے روکو اور اگر راجہ علی خاں اس سے
مل جاوے تو اسمعیل نظام شاہ کی خیر خواہی ملحوظ رکھکر میدان جدال میں کمی نہ کرنا کیونکہ جہاں تک ممکن ہے میں دلاور خان
عادل شاہی سے صلح کرکے جلد تمہاری مدد کو پہونچتا ہوں پھر دلاور خان کو مصالحہ کے لیے ہر طرح کی چاپلوسی کے ساتھ
مبالغہ سے لکھا اور جب کچھ فائدہ نہوا تو نظام شاہی خزانہ کھولکر دلیر لوگوں پر تقسیم کرنا شروع کیا اور عمدہ جنگی
لشکر فراہم کرکے اسمعیل نظام شاہ کے ساتھ بقصد جنگ دلاور خان روانہ ہوا اور ارسنگ سے سات کوس پر
اتر کر دوبارہ بہت فروتنی و الحاح کے ساتھ دلاور خان کو صلح کے بارہ میں لکھا دلاور خان نے دوبارہ نامسطور
کیا۔ اس عرصہ میں قضارا امرائے حبشی سے ایک مسمی آہنگ خان جمال خان سے منحرف ہوکر عادل شاہ سے
مل گیا اور اس سے رخصت ہوکر بیر کی راستہ سے جاکر برہان شاہ سے جاملا جب جمال خاں کو معلوم ہوا کہ
امرا اسے گریز کرکے روز بروز جدا ہوجاوینگے اور بھی زیادہ پریشان ہوا چاہا کہ وہاں سے کوچ کرکے رو بکہ
نگال و آب کندہا کہ جائے مستحکم تھی مسلط لشکر کرکے فرو کش ہو اچھید خوشامد خواروں نے دلاور خان سے کہا
کہ جمال خان ہراساں ہوکر چاہتا ہے کہ مہدویوں کی قلیل جماعت سے بھاگ کر ایک دون کے جنگل میں
گھس رہے۔ دلاور خان نے بدبختی سے اس کو یقین کرلیا اور عزم مصمم کرلیا کہ امرائے کبار کی جماعت لیکر
جمال خان پر حملہ آور ہوکر اسکو گرفتار کرلے۔ اتنے میں آہنگ خان حبشی لشکر جمال خان سے جدا ہوکر عادل شاہ
کے لشکر میں آیا اور عادل شاہ کی اجازت سے رخصت پائی کہ برہان نظام شاہ سے مل جاوے
جمال خان نے مضطرب ہوکر خیال کیا کہ شاید امرا روز بروز جدا ہوکر دشمن سے ملتے جاویں گے لہذا وہاں
کوچ کرکے پہاڑوں و ناوں کے درمیان قلب جگہ میں آیا تاکہ لشکر کو وسط میں رکھے دلاور خان یہ خبر لگا
فرار سنکر فی الفور بدون اجازت عادل شاہ کے اور بدون تقسیم ہتھیار دن کے افواج لے کر روانہ ہوا
جب قریب پہنچا تو دریافت کیا کہ یہ سب خیمہ و خرگاہ کیسے نظر آتے ہیں بعض نے کہا کہ لشکر عادل شاہیہ ہے اور
بعض نے کہا کہ نظام شاہیہ ہے اتنے میں دوسرے جاسوس آئے اور اصل حال بیان کیا تب بھی دلاور خان
باوجود پشیمانی کے ہٹ باقی رکھی اور اسی موقع پر عادل شاہ کے آدمی نے آکر کہا کہ آج جنگ موقوف کرو لیکن
انتظام کے شروع کرنا دلاور خان نے ہاتھیوں وغیرہ پر مغرور ہوکر بادشاہی آدمی سے عذر خواہی کر

سنہ ۹۸۱ نوسو اکیاسی ہجری مین بندگان حضور کو پیشکش کیا تھا بدستور پیشکش کرے برہان شاہ نے جبر و اکراہ سے اس کو منظور کیا اور روانہ دکن ہوکر پرگنہ ہندیا مین جو سرحد دکن ہی فروکش ہوا اور یہی پرگنہ بادشاہ کی طرف سے اُس زمانہ مین اس کی جاگیر تھا اور راجہ علی خان والی اسیر و برہان پور کی رائے سے اول خواجہ نظام استرآبادی کو لباس بہ لاکر قلندرانہ صورت مین امراے برار کے پاس بھیجکر ان کو فرمانبرداری کی دعوت دی و طرح طرح کے مواعید و عہد و قسم سے مطمئن کیا خواجہ نظام جب اُنکے پاس گیا اور مطلب ظاہر کیا بعض نے اطاعت کی اور بعض منحرف ہوئے اور اطاعت کرنے والون مین جہانگیر خان حبشی تھا کہ سرحد برار پر خاندیس کے پاس جاگیر رکھتا تھا اور مہدویہ مذہب سے جلکر جمال خان کی بربادی چاہتا تھا اور اس نے اول خواجہ کے ہاتھ عرضداشت بھیجی پھر اپنے لواحق مین سے ایک معتمد کے ہاتھ ہندیا مین اُسکے پاس عمدہ تحفے بھیجے اور ہر ایک عرضداشت مین تشریف لانے پر اصرار کیا برہان نظام شاہ بخاطر جمع چند آدمیون سے برار پہونچا لیکن جہانگیر خان سے ملاقات کے روز اتفاقاً یا بوجہ نفاق کے طرفین سے جنگ ہوگئی جہانگیر خان فتحیاب ہوا اور برہان نظام شاہ بحال تباہ جس راہ سے کہ آیا تھا پھر ہندیا مین واپس آیا اور راجہ علی خان سے بذریعہ تحریر حالات و دربارۂ واقعہ جمال خان و امراے نامی اور قبضہ مین لانے سلطنت احمد نگر کے مشورہ طلب کیا اس نے لکھا کہ اگر بادشاہ دہلی سے مدد مانگوگے تو سلاطین دکن سب منحرف ہوکر جمال خان کے ساتھی ہوکر جنگ کو طول دینگے اور معلوم نہین کہ یہ معاملہ دس و بیس سال مین انجام پذیر ہو اور میرے پاس اسقدر لشکر نہین کہ تنہا جمال خان کو دفع کرسکون اور تمکو تخت احمد نگر پر متمکن کرون سب سے بہتر میری راے مین یہ ہی کہ ابراہیم عادل شاہ سے مدد مانگو اور کام ٹھیک ہوجائے گا۔ برہان نظام شاہ نے یہی طریقہ اختیار کیا اور مکتوبات محبت اسلوب بطرز خوب عادل شاہ کو بھیجکر اپنی طرف مہربان کرلیا اور راقم الحروف محمد قاسم فرشتہ کو لکھا کہ مین نے دشمنون کے خطرہ سے احتیاط کرکے یہ مکاتیب بڑی حفاظت سے بھیجے ہین تاکہ زہ وفاکیش خوش اسلوبی سے ان کو بنظر اقدس عادل شاہ پیش کرکے جواب باصواب جلد روانہ کرے چونکہ مدار کار سلطنت دلاور خان پر تھا مین نے ایلچیون کو دلاور خان کی خدمت مین پیش کیا اور دلاور خان نے عمدہ طریقہ سے حضور شاہی مین پیش کیے بادشاہ نے امداد کا اقرار فرمایا اور فی الفور افواج فراہم ہونے کا فرمان اطراف مین روانہ فرمایا اور ربیع الاول سنہ ۹۹۸ نوسو اٹھانوے ہجری مین شاہ درک کی طرف توجہ فرمائی اور وہان پہونچکر اشراف و اعیان برار کو لکھا کہ ہمت ملوکانہ اسپر مصروف ہی کہ عالی جناب برہان شاہ کو تخت احمد نگر پر متمکن کرکے اُن کے جاہل بیٹے اسمٰعیل کو موقوف کرون تم بھی میرے اشارہ سے انحراف نہ کرکے برہان شاہ سے متفق و مطیع ہو جاؤ۔ اس عرصہ مین برہان شاہ اور راجہ علی خان کے قاصدون نے حاضر ہوکر خطوط پیش کیے خلاصہ یہ کہ حضرت کی لشکرکشی سے دوست دل سے متفق ہوئے اور دشمن تنگدل ہین لیکن احمد نگر کے جاسوس پیہم آئے کہ جمال خان اسمٰعیل نظام شاہ کو لیکر برار کی طرف آتا ہی اس وجہ سے امراے برار مین سے بعضے مترددد و متحیر ہین اگر آن حضرت دو تین منزل

کی اور یہ اختیاری طریقہ سے اس ملک مین چند روزہ توقف کیا مجھے کیا مجال تھی کہ ایسا کرتا لیکن بموجب فرمان میں نے کرناٹک پہونچکر وہاں کے راجاؤں کو مقہور کیا اور دو خراج حاضر کرتے جاتے تھے اگر اس زمانہ مین کوچ کرتا تو ممالک بادشاہی کا استظام و نورح کا نظام مختل ہوتا اور یہ فراد حاصل ہوتا اور خود اہل اسلام ان جنگلوں مین مشقت اُٹھاتے تھے لیکن تم سے البتہ تعجب ہے کہ جب تم جانتے تھے کہ بعیر میرے ساتھی لشکر کے تم کچھ نہ کرسکوگے توکیوں بادشاہ کو تکلیف دیکر بیکار ملک میں جا پہونچے اگر سیدھے روبرو اور بھی شاہ درگ میں ٹھہرتے تو میں سوچ جاتا تب اگر داخل ہوتے تو امید تھی کہ اکثر قلعے مفتوح ہوجاتے باایں ہمہ اپنے قصور کا اقرار کرتا ہون اور امیدوار ہون کہ اس قدر جرم پر بادشاہ جانبخش اس بندہ کو مواخذہ نہ فرمادیں گے ۔ دلاور خاں نے وہاں اس توہم سے کہ مبادا امرار سے موافق ہوکر فتنہ برپا کرے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور چونکہ یہ بندہ گاں با اخلاص سے ہی امید ہے کہ بادشاہ کرم فرمادیں چنانچہ بادشاہ نے اس کو خلعت دیا اور بعد دربار کے دلاور خاں نے بلبل خاں کا ہاتھ پکڑ کے محبت کا اظہار کیا کہ میں نے تجھکو بیٹا کہا ہے اور بظاہر اس لیے سخت گیری کی کہ لوگ نکتہ چینی نکریں اور اسباب ایک کے لڑکے دو اجاؤں سب کو خلعتیں دیکر عزت سے رخصت کیا جس سے بلبل خاں غافل ہوا اور جب گھر پہونچکر کینہ کشی کے لیے ناحق بلبل خاں کو الزامات سے متہم کرکے قید کیا اور آخر آنکھوں سے معذور کردیا بادشاہ کو نہایت ناگوار ہوا ۔ اور نتیجہ ظلم بھی جلد دلاور خاں کو پہونچا ۔

ذکر توجہ عادل شاہ بقصد امداد برہان نظام شاہ و جنگ دلاور خان با جمال خان

جب میران حسین مارے گئے تو اسمٰعیل برہان شاہ جو حسین نظام شاہ کا بیٹا تھا تخت احمد نگر پر بیٹھا ہر طرح کا فتنہ فساد ملک میں رونما ہوا اور اس امان کے بجائے آفت و ہنگامہ برپا ہوا اور قافلہ بھلائی و سلامتی ملک مفقود ہوا اور آتش فتنہ دہان موذی ہر کس و ناکس کی دامن میں ہویدا ہوئی اور سراپا ہرج و مرج ظاہر ہوکر رذیل و شریف یکساں ہوئے اس صورت میں جمال خاں مہدوی نے امور سلطنت پر مسلط ہوکر اراذل واوباش کو جو اس سے موافق تھے بڑے مدارج پر ترقی دی اور انتظام درہم برہم ہوکر فتنہ وغم کا ہجوم ہوا ۔ قصہ یہ کہ مرتضےٰ نظام شاہ کے عہد میں برہان شاہ ولد اسمٰعیل شاہ سابق میں اس کی قید سے بھاگ کر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی خدمت میں جاکر رہنے لگا تھا ۔ جب اسکو اپنے بیٹے اسمٰعیل بن برہان کے جلوس کی خبر پہونچی تو چاہا کہ بادشاہ دہلی کا لشکر لاکر ملک موروثی خواہ مخواہ بیٹے سے چھین لے سوچ کر بادشاہ سے عرض کی کہ اگر میں شاہی لشکر لیکر جاؤں گا تو امرائے نظام شاہی مجھ سے بھڑک کر پاس نہ آئیں گے اگر حکم ہو تو تنہا اُن حدود میں جاکر سب کو ملائمت سے مطیع کرلوں بادشاہ نے یہ بات معقول جانکر رخصت دی اس شرط سے کہ ممالک موروثی حاصل ہونے پر ملکت برار جس کو تفاول خاں نے

سے بے خوف ہو کر اپنے پدر بزرگوار کو قتل کیا یہ امر نہایت قبیح ہے اگر تم کو اُن کی طرف سے اس قدر زیادہ
وہم تھا تو بہتر تھا کہ انکو میرے حوالہ کرتے کہ مین اُن کی گوشہ نشینی و عبادت کا پورا اہتمام کرتا اور
تم بے خوف رہتے یا زیادہ سے زیادہ یہ کہ ان کو آنکھون سے معذور کرتے اب یقین جانو کہ باپ
کو مار ڈالنا کسی کو سزاوار نہین ہے خصوص بادشاہون کو لہذا مین بدون ملاقات کے پلٹ جاتا ہون
اور ملنا نہین چاہتا کیونکہ تم نے اپنے آپ کو بادشاہ جبار عزوجل کے انتقام کے لیے پیش کیا ہے الغرض
وہان سے کوچ کرکے بیجاپور مین داخل ہوا۔ چونکہ رایان ملیبار نے مصطفےٰ خان اردستانی کی شہادت
کے بعد خراج مقبولہ بالکل ادا نہین کیا تھا اسی سال بلبل خان حبشی کو دس ہزار سوار سے روانہ کیا
کہ تین سال کا خراج اکتیس ۳۱ لاکھ پچاس ہزار ہون اُن سے وصول کرے اور قلعجات مفتوح کرکے
قبضہ مین لاوے بلبل خان اُدھر روانہ ہوا اور یہان ہنوز سال پورا نہو اتھا کہ میران حسین مارا گیا
اور جمال خان مہدوی نے اس دولت پر مسلط ہو کر مذہب مہدویہ جاری کیا۔ عادل شاہ نے
دلاور خان کی راے سے سنہ ۹۹۷ نو سو ستانوے ہجری مین افواج موجودہ کو لے کر احمد نگر کی طرف
کوچ کیا اور متعدد فرامین بنام بلبل خان روانہ کیے کہ وہان کے معاملات معطل چھوڑ کر جس طرح
ممکن ہو مجھ سے پہلے قلعہ شاہ درک پر پہونچنے کی کوشش کرے۔ بادشاہ جب شاہ درک پر
پہونچا تو ایک ماہ تک انتظار کیا اور بلبل خان نہ آیا اور زیادہ توقف مین جمال خان قوی ہوتا تھا لہذا
موجودہ فوج سے آگے بڑھا۔ جمال خان نے بھی پندرہ ہزار سوار اور توپخانہ بیشمار لے کر اسمعیل نظام
شاہ بحری کے ساتھ سرحد پر آکر دشوار گزار مقام مین مورچہ قائم کیا چونکہ برسات قریب تھی کبھی کبھی
بارش ہوجاتی تھی طرفین سے جنگ مین تاخیر ہوئی آخر جمال خان نے بیس روز بعد لوگون کو بھیج کر صلح
کی درخواست کی عادل شاہ نے بہ نظر مصلحت قبول کیا اس شرط سے کہ ہمشیرہ عزیزہ خدیجہ سلطان
کی پالکی مع لعل بہا بھیج دے۔ جمال خان نے پالکی مع پچھتر ہزار ہون بھیج دی۔ جس روز وہان سے
کوچ تھا بلبل خان مع لشکر جرار و خزانہ کثیر حاضر ہوا باوجود یکہ قلیل زمانہ مین اپنی شجاعت سے اتنا خزانہ
لایا اور سرکشون کو مطیع کیا امیدوار تھا کہ اس کی خدمت قبول ہوگی لیکن دلاور خان کی ناراضی و عداوت سے
کچھ نہوا یعنی کہ خراج نقد کے عوض جو اموال و اشیاء لایا تھا دس ہزار کی چیز ایک ہزار مین اندازہ کی گئی
اور باقی کو ان راجاؤن سے جو بلبل خان کے ساتھ آئے تھے مطالبہ کیا گیا تا کہ بلبل خان کی اہانت
ہو لیکن قرائن سے بلبل خان کو معلوم ہوا کہ بادشاہ کو میری طرف نظر التفات ہے تا آنکہ ایک روز
دلاور خان بادشاہ کے حضور مین دلو اندازی کرتا تھا اتنے مین بلبل خان حاضر ہوا اور مورچل لیکر بادشاہ پر
ہلانے لگے دلاور خان نے بنظر حقارت اس کو دیکھ کر کہا کہ جب بادشاہ کے حکم سے فلک سر تابی نہین
کرسکتا تو نے کیونکر نافرمانی کی۔ بلبل خان نے کہا کہ خاکپاے بادشاہ کی قسم کہ مین نے سرتابی نہین

مصطفے خان نے سامان جشن شاہانہ کیا اور موافق تاریخ عملہ دم وہاں زفاف تمام ہوا اور بادشاہ نے
قطب شاہیون کو انواع خلعت و انعام سے مالا مال کر کے رخصت کیا اور مدارالمہام دلاور خان وغیرہ نے
بھی خلعت و انعام پایا اور مصطفے خان نے بھی خلعت مرصع واسپ مع سامان مرصع و بارہ ہزار اشرفی نقد
وغیرہ انعام پایا اور بادشاہ نے بیجاپور میں آرام پایا اور ملکہ جہاں سے اس وقت ایک لڑکا و دو لڑکیاں
زندہ موجود ہیں۔

ذکر کوچ کرنا عدالت پناہ کا ولایت نظام شاہ کی طرف

جب مرتضے نظام شاہ نے وکالت قاسم بیگ حکیم کو سپرد کی اور وہ مرد سلیم الطبع کم آزار تھا مفسدوں نے
جماعت کر کے غلبہ کر لیا اور مرتضے نظام شاہ اپنی دیوانگی میں گوشہ نشین تھا۔ مفسدوں نے اول اسکو
ابھار کر قاسم بیگ وغیرہ اعیان درگاہ کو طرح طرح کے الزامات سے متہم کیا اور خود بڑے بڑے عہدوں پر
پہونچے اور مرتضے نظام شاہ کو بھڑکایا کہ اپنے بیٹے میران حسین کو قتل کرے اس نے اسمعیل خان
دکنی کو اس کام پر مامور کیا۔ یہ خبر مرزا خان والد سلطان حسین سبزواری کو پہونچی جو بجائے قاسم بیگ کے
اُن دنوں مدارالمہام تھا اور مفسدوں سے تنگ آگیا تھا اس کو اس خبر سے سخت اضطراب ہوا اور سوچا
کہ اس بادشاہ دیوانہ کو معزول کر کے میران حسین کو بادشاہ کرے لیکن بدون اتفاق عادل شاہیہ کے اس کا
پورا ہونا دشوار تھا لہذا اپنا معتمد دلاور خان کے پاس بھیجا اس نے بادشاہ سے عرض کیا بادشاہ نے خاندان
نظام شاہیہ کی بربادی پر افسوس کر کے فوراً مع افواج کوچ کیا اور ۹۹۶ھ نو سو چھیانوے ہجری میں سرحد
نظام شاہیہ مین داخل ہوئے۔ میرزا خان نے بھی امرا کو متفق کر کے (چنانچہ بیان ہوگا) احمدنگر سے قلعہ
دولت آباد کی طرف توجہ کی جہاں شاہزادہ میران حسین مقید تھا اور قلعہ سے شاہزادہ کو نکالکر بادشاہ کیا
اور وہاں سے احمدنگر کی طرف کوچ کیا اور میران حسین نے احمدنگر پہونچکر گوشہ نشین باپ کو قلعہ مین مقید کیا اور
اور خود تخت سلطنت پر بیٹھا۔ ابراہیم عادل شاہ نے مبارکباد کے واسطے آدمی بھیجے اور قصد تھا کہ ملاقات
کر کے اپنی ہمشیرہ کو دیکھکر بیجاپور چلے جاویں کہ ناگاہ یہ خبر پہونچی کہ میران حسین بے حمیت بدبخت نے کمال
بے عقلی بلکہ بے دینی سے بزرگوار باپ گوشہ نشین کو ہلاک کر دیا کیونکہ دولت آباد سے چلتے وقت
میرزا خان وغیرہ جماعت نے اس سے کہا تھا کہ جب تک تیرا باپ زندہ ہے تیری سلطنت قائم نہ رہے گی
اور میران حسین نے بدون مشورہ عادل شاہ کے پدر بزرگوار کو ہلاک کر ڈالا۔ عادل شاہ اس خبر سے نہایت
آزردہ ہوا اور ملاقات کا ارادہ ترک کر کے ایک بیباک شخص کو بطور ایلچی بھیجکر پیام دیا کہ اس طرف لشکر لانے
سے صرف یہ غرض تھی کہ تیری زندگی محفوظ رہے بلکہ تو تخت نشین ہو جاوے اور مرتضے نظام شاہ کو جو گوشہ نشین
تھے آرام کے ساتھ کسی قلعہ مین محفوظ رکھا جاوے اب سنا جاتا ہے کہ تم نے اپنی بد انجامی و تعصب سے وہ دی

لے جاؤ۔ گھسیارون نے گھاس کے گٹھے بھی سر پر رکھے۔ بلبل خان نے موافق گھسیارے سے کہا کہ مجھے
گھاس کر گٹھڑ مین باندھ کر باہر نکال دے گھسیارے و مؤکلون نے اس قوی الجثہ کا بقچہ بنا کر دن دھاڑے
قلعہ سے باہر نکالا اور صحرا مین پہونچکر گھسیارے و دو تین موکلون کے ہمراہ ہوا کی طرح بھاگ کر سرحد عادل شاہی
مین دم لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر قلعہ بیجاپور پہونچکر دلاور خان کو سب حال کہہ کر اشکر یا لگا دلاور خان
نے اس سال یہ کام متوقف رکھا اور پہلے خاندان نظام شاہیہ سے صلح و صفائی کا ارادہ کیا اور صلابت خان
ترک وکیل السلطنۃ نظام شاہی کی وساطت سے یہ کام پورا ہوا چنانچہ سنہ ۹۹۲ نوسو بانوے ہجری مین
مرتضے نظام شاہ نے محبت آمیز خط ابراہیم عادل شاہ ثانی کو لکھا اور ان کی بہن خدیجہ سلطان کی
جن کو راجہ جیو کہا کرتے تھے خواستگاری اپنے فرزند میران شاہ حسین کے واسطے کی اور اسی سال
قاسم بیگ حکیم اور مرزا محمد تقی نیظری و دیگر اشراف و اعیان احمد نگر قریب چار سو کے کمال
تجمل سے بیجاپور مین اس غرض سے آئے کہ عقد کے بعد عروس کو لے جاوین چنانچہ چار مہینہ طرفین سے
جشن شاہانہ رہے اور بعد عقد کے خدیجہ سلطان کو ہمراہ چاندبی بی سلطان کے جو اپنے بھائی
مرتضے نظام شاہ کے دیکھنے کی آرزومند تھین احمد نگر روانہ کیا اور جب عمائد احمد نگر خلعتہائے مرصع گھوڑے
مع زین ولگام مرصع و نقود وغیرہ سے مالا مال ہوگئے تو احمد نگر کی طرف کوچ کیا اور وہان پہونچکر بعد جشن
دو عورتون کے شاہزادی موصوفہ کو شاہزادہ موصوف . . کے سپرد کیا اور وہان سے بیجاپوری بھی خلعتون
و انعام سے مالا مال واپس آئے۔ پھر بادشاہ عدالت پناہ ابراہیم عادل شاہ ثانی نے محمد قلی قطب شاہ
کی بہن سے عقد کا قصد کیا اور دلاور خان مدار المہام نے انتظام کرکے ملک التجار خواجہ علی شیرازی
وخاصہ خیل امراء کو مع سامان عظیم کے بھاگ نگر بھیجا وہان بھی خوشی سے استقبال ہوکر مراسم جشن کے
بعد عقد ہوگیا چونکہ اس امر مین نظام شاہ سے استصواب غیر ضروری سمجھکر نہین لیا گیا تھا صلابت خان
وکیل السلطنۃ نے قطب شاہ کو دوستانہ شکایت نامہ بھیج دیا۔ محمد قلی قطب شاہ مخدرۂ عظمی کے بھیجنے
مین متامل ہوا۔ جب یہ خبر ابراہیم عادل شاہ کو پہونچی تو غصہ ہوکر افواج طلب کین۔ چونکہ یہ اول سواری
تھی دلاور خان وکیل و امراء و عوام نے ہر قدم پر زر و جواہر نثار کیا اور عادل شاہ نے اول نظام کی طرف جاکر
قلعہ ادنیر کا محاصرہ کیا۔ ان دنون نظام شاہ خلوت نشین تھا۔ یہ خبر سنکر دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے جب
صلابت خان کا معاملہ ظاہر ہوا تو نظام شاہ نے اسکو بر سر مجمع خوار کیا اور وکالت سے موقوف کرکے
قاسم بیگ حکیم کو مدار المہام کر دیا اس نے عذر خواہی مین عرائض لکھے اور عادل شاہ نے بھی نظام شاہ
کی آدمیت دیکھکر عذر کیا اور کوچ کرکے بھاگ نگر کی طرف کوچ کیا محمد قلی قطب شاہ نے فی الفور
ملکہ جہان کا رخصتی سامان کرکے ڈولا روانہ کیا۔ عادل شاہ نے پہلے ارکان دولت کو استقبال کے لیے
روانہ کیا پھر خود آدھ کوس استقبال کیا اور حوالی کلیان سے شکار کرتا ہوا شاہ درک گیا وہان

کی راہیں بند کرنے پر مامور کیا اس نے ایک ماہ تک اس بارہ میں ایسا انتظام کیا کہ دوست و دشمن تعریف کرتے ۔
آخر دلاور خان نے خلیل خان کو اور اُس کے ذریعہ سے بلبل خان بابر بست حاصر حبشی کو ملا لیا اور دلاور خان کی لاوری
بڑھ گئی۔ اخلاص خان نے دوسروں کو محاصرہ پر مقرر کیا اور اپنے مکان ہی پر دیوانی مقرر کی لیکن دلاور خان
مع بلبل خان کے اکثر اوقات قلعہ سے نکل کر اخلاصیوں کو بھگا کر غلہ و روغن وغیرہ ضروریات سب
اندر لے جاتے تھے اور اہل قلعہ آرام و رفاہیت سے بسر کرتے الغرض چار ماہ تک یہی شورش رہی
اور اس عرصہ میں اکثر اوقات بیجاپور کے کوچہ و بازار میں طرفین کے توپ و تفنگ سے رعایا کی جان ضائع
ہوتی تھی آخر لوگوں نے تنگ ہو کر بلبل خان کی کوشش سے اخلاص خان کو تنہا چھوڑ کر اپنی اپنی جاگیروں
کی راہ لی تب بھی اخلاص خان غافل اپنے گھر میں بے آرام بیٹھا رہا اور دلاور خان نے کچھ لوگ بھیجکر اسکو
گرفتار کر لیا اور چشم مروت بند کر کے بے توقف اسکی آنکھیں نکلوالیں اور جمشید خان حبشی کو چند روز
ذلیل رکھا آخر اس کو بھی محبوس کیا اور امرائے کبار کو اپنے خویشی کے رشتہ سے ہواخواہ بنا لیا
اور بیٹوں کو تربیت کر کے ہر ایک کو ایک عمدہ خدمت شاہی پر مقرر کر کے بزرگ مرتبہ بنایا ۔
بڑا بیٹا محمد خان حضور شاہی کو قرآن و گلستان بوستان پڑھانے پر مقرر ہوا اور کمال خان امرائے
بزرگ سے ہو کر بادشاہ کے ساتھ چوگان بازی و لعب میں شریک ہوتا اور تیسرا بیٹا حیرت خان
بھی امیر بزرگ ہو کر بادشاہ کی حفاظت پر مقرر ہوا اور چوتھا عبد القادر باوجود منصب امارت کے
تھانہ دار قلعہ ارک بھی مقرر رہا لیکن چونکہ کم عمر تھا دلاور خان نے اُس کی طرف سے اپنے معتمد علیہ
رومی خان کو جو دکنی تھا مقرر کیا اور قریب ایک لاکھ پردیسی و ساٹھ ہزار دکنی جو اس سے خطرہ حکومت
رکھتا تھا مطرود کیا یا ہلاک کیا اور شاہ ابو الحسن کو جو اخلاص خان کے حکم سے ایک قلعہ میں محبوس تھا مکحول
بلکہ ہلاک کیا و حاجی نور سراپردہ دار کو بھی معزول و موقوف کیا اور چاند بی بی سلطانہ کا دست تصرف ملک
و مال سے بالکلیہ موقوف کیا اور غالب خان تھانہ دار قلعہ ادونی کو حکمت و تدبیر سے مغلوب کر کے عزت
کے لیے اندھا کر دیا اور مذہب امامیہ موقوف کر کے مذہب اہل السنۃ والجماعۃ رواج دیا اور سنہ ۹۹ نوے
سے اٹھانوے تک کمال امن و اطمینان سے مہمات بادشاہی سرانجام دیتا رہا۔ اسکے وقت کے
مختصر وقائع یہ ہیں کہ اس نے بلبل خان کو افواج جرار کے ساتھ خراج ملیبار وصول کرنے کو روانہ کیا
ارسپ نایک حاکم جرہ حاضر ہو کر بلبل خان کے ساتھ ہوا اور سنکر نایک کو قلعہ کردر میں محاصرہ کیا
اتفاق سے ایک رات قلعہ والوں نے بلبل خان کو دو مورچالوں کے درمیان گرفتار کر لیا اور قلعہ میں
لے جاکر پابزنجیر کیا اور لشکر والے اس حادثہ سے متفرق ہو گئے بلبل خان بہت متحیر ہوا اتفاق سے
ایک گھسیارا موافق ہو گیا جس نے پہرے والے موکلوں کو بھی ملا دیا اور ان دنوں پانچ چھ روز
متواتر بارش سے قلعہ میں کیچڑ ہو گئی۔ سنکر نایک حاکم قلعہ نے حکم دیا کہ گھاس باہر دھوپ میں

تھے اور دوم عاقل آدمی سید مرتضےٰ پاس بھیجے جو خاندان شاہ طاہر کے معتقد تھے خلاصہ پیام یہ کہ زمان شاہی پر
بیشمار فوجین پہونچ جاوینگی اور سوائے خونریزی کے نتیجہ سوائے خسارہ کے نہ نکلیگا بالخصوص جب امرائے برکی
پہونچے تو آپ کا سلامت بچ جانا مشکل ہے سید مرتضےٰ درپردہ چاہتا تھا کہ بہزاد الملک و قطب شاہ کی مراد پوری ہو
اُس نے اول تو عین الملک و آتنکس خان کو اس موقع پر بےوفائی کرکے اپنے آپ کو بےاعتبار کرنے پر ملامت
کی جس سے وہ واپس جاکر الہ پور دروازہ پر قائم اور شاہ ابوالحسن کے مطیع ہوئے اور دوم ہزار حیلہ سے
اس روز حملہ ہوا کہ راتوں رات بیجاپوریوں نے دیوار درست کرلی اور بعد ازان اطراف سے فوجین و امرائے برکی
بھی آگئے اور تاخت و تاراج سے دشمنوں کا غلہ و رسد بند کیا آخر خصوم پشیمان ہوکر بغیر صلح کے متفرق
ہوئے نظام شاہیہ تو تاراج و غارت کرتے ہوئے احمدنگر چلدیے اور محمد قلی قطب شاہ نے راہ مین امیر
سید زنیل استرآبادی کو مصطفےٰ خان خطاب دے کر بعض اطراف عادل شاہیہ پر مقرر کیا جس نے وہان جاکر
حسب دلخواہ مراد پائی لیکن ابراہیم عادل شاہ ثانی نے دلاور خان و اخلاص خان حبشی کو مع فوج دلاور دفیلان
کوہ پیکر اس پر مقرر کیا دونون سرداروں نے سخت جنگ کے بعد فوج قطب شاہی کو بھگا دیا اور غنیمت
بےشمار حاصل کی ازانجملہ ایک سو پندرہ ہاتھی ہاتھ آئے۔ یہ سب اللہ تعالےٰ کی عنایت ہے کہ دشمنوں کی
چالیس ہزار فوج نے بیجاپور کو ایسی حالت مین محاصرہ کیا کہ وہان فقط دو تین ہزار سوار تھے اور آخر ایک سال
کے بعد بدون کچھ حاصل کیے ہوئے بھاگے بلکہ لُٹے اپنا اثاثہ سلطنت دے گئے۔ دلاور خان نے فتح حاصل
کرنے کے بعد منصب وکالت و میرجملگی کی ہوس کرکے حیدر خان تھانہ دار قلعہ ارک کو ملایا اور ہر قسم کے نذرانہ
کے ساتھ عمدہ وعدے کیے اور حسن آباد سے اس اُمید پر جلد روانہ ہوکر قصبہ الہ پور مین اُترا اور اخلاص خان
کے پاس اپنے معتمد لوگ بھیجکر اس قدر اخلاص و خوشامد و چاپلوسی کی باتین کین کہ وہ غافل ہوکر اسکو جزو حقیر
سمجھا اور کہلا بھیجا کہ موقع و محل دیکھکر حضور شاہی مین تمھاری عرضداشت پیش کرونگا کہ قدمبوسی حاصل
کرسکو دلاور خان اسکو اپنی خوش نصیبی جانکر منتظر وقت ہوا اور جاسوس مقرر کیے چنانچہ ایک روز اخلاص خان
دیوانداری کے بعد گھر جاکر خواب استراحت بلکہ غفلت مین سوگیا۔ دلاور خان اس خفتہ بخت کا حال سنتے ہی
اپنے فرزندوں و سات سو سوار و پندرہ جنگ آزمودہ ہاتھیوں سے شہر مین داخل ہوکر نہایت تیزی
سے قلعہ ارک کے دروازہ پر پہونچا اور حیدر خان نے موافق قرارداد کے دروازہ کھولکر قلعہ ارک مین داخل
کرلیا۔ دلاور خان نے فی الفور شاہی قدمبوسی حاصل کرکے جابجا قلعہ مین بندوبست کرلیا اور توپین چڑھادین
اخلاص نے بیدار ہوکر جب سنا تو فوراً چار ہزار سوار جنگی لیکر ارک پر چڑھ آیا اور اسکی افواج نے حملہ کرنے مین
نہایت جانبازی و دلیری دکھلائی لیکن توپ کے فائر مین اخلاص خان کے بہت سے مخلص زخمی ہوکر پسپا ہوتے
اور مارے جاتے الغرض شام تک پچاس ساٹھ دلیران نامی مارے گئے اور اندر والوں مین سے فقط ایک مارا گیا
رات کو اخلاص خان مایوس ہوا اور بلبل خان حبشی کو جو پہلے مصطفےٰ خان کا ملازم تھا قلعہ کے محاصرہ و اہتمام شد

اُس کو خبر دی کہ بادشاہی غلاموں نے دستور خان تھانیدار قلعہ کو اس شک پر کہ عین الملک سے متفق ہے قید کر لیا اور قلعہ ارک کا دروازہ بند کر کے مستعد جنگ ہیں عین الملک خوف کھا کر اُلٹا پھرا اور سراسیمہ ہو کر قیدی امرا سے بھی غافل ہوا جو ہاتھیوں پر لدے ہوئے ساتھ تھے اور ہنوز قیدیوں کا ہاتھی شہر کے باہر ہوا تھا کہ غلامان شاہی میں سے مقصود خان مع ایک جماعت کے پہونچا اور قیدیوں کو چھین کر انکی بیڑیاں کاٹ دیں اور بادشاہ کی خدمت میں لے گیا اور عین الملک اپنی جاگیر کو چل دیا اور حبشیوں نے بدستور تسلط کر لیا لیکن عین الملک نے اکثر امرا کو جو اُسی کے جانب سے متعین تھے حبشیوں کی اطاعت سے منحرف کر کے اپنا ساتھی بنا لیا اسی وجہ سے دارالسلطنت بیجاپور میں ہرج مرج پیدا ہوا حکام دکن جو اسی موقع کے منتظر تھے عازم تسخیر مملکت کے ہوئے چنانچہ بہزاد الملک نظام شاہی جو بعد شکست کے چند منزل ہٹ گیا تھا اس موقع پر سید مرتضےٰ امیرالامرائے برار کو ساتھ لیکر شاہ درک کی طرف لوٹا اور ۹۸۹ھ نو سو نواسی ہجری میں ابراہیم قطب شاہ بادشاہ تلنگ کے مرنے پر اُس کا بڑا بیٹا آقا محمد قلی قطب شاہ صغر سنی میں تخت نشین ہوا اور امرائے بزرگ کے صوابدید سے مرتضےٰ نظام شاہ سے دوستی میں یہ رائے قرار دی کہ بہزاد الملک و سید مرتضےٰ کی مدد کر کے پہلے قلعہ شاہ درک فتح کر کے انکے حوالہ کرے پھر قلعہ گلبرگہ فتح کر کے خود متصرف ہو بنابریں سب نے جا کر قلعہ شاہ درک کا محاصرہ کیا اس مضبوط قلعہ کا محافظ محمد آقا ترکی دلیر تھا اس نے دلیرانہ مدافعہ میں ہر دو نظام شاہی و قطب شاہی جماعت میں سے بہت لوگوں کو معدوم کرنا شروع کیا اور جب اُنھوں نے اس کو وعدہ و لالچ سے پھسلایا تو اُسنے یہی عذر کیا کہ اگر آج میں نے دغابازی کروں تو کل آپ کو مجھ پر کیا اعتماد ہوگا جب چار ماہ طول محاصرہ میں بہت کارآمد فوج ماری گئی تو قطب شاہ نے میرزا اصفہانی کو جو باعث محاصرہ ہوا تھا ملامت کی بہزاد الملک و سید مرتضےٰ ابھی تنگ تھے آخر سب نے اتفاق کیا کہ ایسی تکلیف دارالحکومت بیجاپور فتح کرنے میں اُٹھانا مناسب ہے لہذا بیجاپور کی طرف کوچ کیا اور چالیس ہزار سوار سے راہ میں غارت و قتل و ظلم کرتے ہوئے بیجاپور پہنچے وہاں سوائے دو تین ہزار سوار خاصہ خیل کے فوج نہ تھی ناچار امرائے حبشی نے قلعہ بندی کی اور فرمان شاہی کے بموجب عین الملک و انکس خان اگرچہ پانچ ہزار سواروں سے آکر دروازہ الہ پور پر اُترے تاہم مردانہ جنگ میں دشمنوں کا غلبہ تھا اور بارش کی کثرت سے میل بھر دیوار قلعہ بھی گر پڑی اور حبشیوں کی عداوت سے عین الملک و انکس خان بھی سید مرتضےٰ سے مل گئے اور اطراف بیجاپور بھی نہ آتے تھے لہذا حبشی امرا نے چاند سلطانہ سے عرض کیا کہ حضور ہم کو اپنے آقا کی خیرخواہی مدنظر ہے چونکہ ہم لوگ حبشی غلام ہیں لوگ عار کرتے ہیں آپ کسی نجیب کو امیرالامرا و وکیل شاہی کریں تاکہ یہ فتنہ دفعہ ہو چاند سلطانہ نے شاہ ابوالحسن ولد شاہ طاہر کو میر جملہ مقرر کیا اُنھوں نے اول قاصد چالاک امرائے برگی کے پاس بھیجے جو علی عادل شاہ کے زمانہ میں کرناٹک چلے گئے

مع سپہ سالار یہاں آکر لشکر نظام شاہی کو دفع کریں اخلاص خان نے اپنے یہاں تولد فرزند کی خوشی کا جلسہ کیا
میان بدھ کے پیشکش کے لیے عمدہ تحائف منتخب کیے اور عریضۂ تقدم بھیجا اور آخر میان بدھ مع خواص کے قلعہ میں مقید
اور امراؤں نے اسی روز بیجاپور کی طرف کوچ کیا اور انکس خان و عین الملک بھی اپنی اپنی جاگیرون کو چلدیے اور کشور خان
نے بظاہر نئے پروائی کی اور بادشاہ کو اپنے یہاں لیجاکر جشن عظیم کیا اور بہت سے اموال نفیس پیش کیے تا کہ
اسکی ہیبت قائم ہو مگر کچھ نہوا حتے کہ جب وہ بازار سے گزرا تو بڑھیون و لونڈیون سب نے اس پر لعنت
کی کہ یہ وہی یزید ہے جس نے اولاد رسول صلعم میں سے مصطفے خان کو ہلاک کیا اور علے عادل شاہ کی بیگم
حضرت چاند سلطانہ کو اہانت کے ساتھ ستارہ بھیجا کشور خان سمجھ گیا کہ خاص و عام اس سے بیزار ہیں جب
اس نے سنا کہ امراے حبشی ایک منزل پر آگئے ہیں تو بادشاہ کو شکار کے لیے باہر لے گیا اور کلاغ باغ کے
پاس دم بھر توقف کرکے بادشاہ سے عرض کیا کہ ہوا بہت گرم ہے حضور واپس جاوین اور بندہ کو اجازت ہو کہ شاہ
ہو کر حضور میں حاضر ہو بادشاہ نے اسکو رخصت کرکے قلعہ ارک کی طرف نہضت فرمائی اور وہ بدبخت عمدہ خزائن شاہی
لیے ہوئے مع چار سو مسلح سوارون کے گھر بار چھوڑ کر شکار کھیلتا ہوا مثل اس جانور کے جو قفس سے آزاد کر دیا گیا ہو
بلا پس و پیش جانب احمد نگر فرار ہوا اور سرحد نظام شاہ تک کسی موضع میں توقف نہ کرکے آتش فتنہ حبشیان سے نجات
پائی اور احمد نگر پہونچا چونکہ ارکان دولت نظام شاہی اسکے حرکات ناشایستہ سے سخت ناخوش تھے اسلیے وہان کا قیام
بھی مناسب نہ سمجھا اور سیدھا گولکنڈہ کی طرف جو دار السلطنت قطب شاہیہ کا تھا روانہ ہوا لیکن وہان پہونچتے ہی ایک اردستانی نے
بعوض خون مصطفے خان اسکو خنجر سے ہلاک کیا اور منجم بیجاپوری کا زائچہ ٹھیک ہوا لشکر کے تینون امرا نے اسکے بھاگنے
سے مطلع ہو کر بشوکت تمام داخل بیجاپور ہو کر بادشاہ کی ملازمت حاصل کی اور ہر ایک بقدر منزلت خود خلعتہاے فاخرہ
و انواع مراحم خسروانہ سے سرفراز و مبتہج ہوا ان میں سے اخلاص خان حبشی منصب وکالت پر مقرر ہو کر مختار مال و ملک
ہوا اور فی الفور چاند سلطانہ کو اعزاز سے بلا کر بدستور سابق بادشاہ کی پرورش انکے سپرد کی اور چاند سلطانہ کے
کہنے سے پیشوائی کی خدمت موافق عہد عادل شاہ کے افضل خان شیرازی کے سپرد کی اور اسکے مخلص خیرخواہ
بھمن پنڈت کو مستوفی الممالک بنایا چونکہ چاند سلطانہ کو پردیسیون کی طرف توجہ خاص تھی اخلاص خان نے محض
اس توہم سے کہ مبادا منصب وکالت سے معزول ہو افضل خان اور پنڈت کو ناحق قتل کیا اور افضل المتاخرین شاہ فتح اللہ
شیرازی و شاہ ابوالقاسم و مرتضے خان انجو کو مع دیگر اکابر و اشراف کے جو بیچارے پردیسی تھے بیجاپور سے نکال دیا
اور حمید خان و دلاور خان کے اتفاق سے مہمات سلطنت سرانجام دینے لگا اور عین الملک کو جاگیر سے طلب کیا وہ
فوراً روانہ ہو کر قریب پہونچا تو ان امراء ثلثہ نے اس کی تعظیم کرکے استقبال کیا اس نے ان کو قلیل
جماعت پاکر بطمع منصب وکالت گرفتار کر لیا اور پابزنجیر کرکے دومین دن بعد شہر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا
تاکہ بتقبیل بساط سلطنت سے معزز ہو۔ اپنے لشکر کو آراستہ کرکے دلاور خان اخلاص خان حمید خان کو اسی طرح
پابزنجیر ہاتھیون پر سوار کرا کے قلعہ کی طرف روانہ ہوا جس وقت دروازہ آلہ پور سے چند قدم آگے بڑھا مخبر دربانے

تو مصطفیٰ خان کو قتل کرکے بادشاہی مناصب و جاگیرات حاصل کرو ورنہ مصطفیٰ خان خود چاہتا ہے کہ تم سب کو
قتل کرکے قلعہ و صوبہ راجہ کرناٹک کو دیدے محمد امین شام کو قلعہ کے دروازہ پر پہونچا اور کہا کہ ضروری فرمان
بنام مصطفیٰ خان لایا ہوں مصطفیٰ خان نے اس کو قلعہ میں بلایا اور عمدہ مکان میں مہمان کیا اس نے کہا ابھی
رات ہے صبح کو وہاں بحال دیوان خانہ میں دکھاؤنگا اور اسی رات میں امین مکار نے راجگان و رایان حلقہ
کو اپنے ساتھ متفق کرکے مصطفیٰ خان کے قتل پر آمادہ کیا صبح کو سید مصطفیٰ خان بعد نماز ورد و وظیفہ میں مشغول
تھا کہ ناگاہ ان لوگوں نے رہ کمان سے اس سید بزرگوار کو شہید کیا کہتے ہیں کہ بیجاپور میں ایک منجم نہایت بوڑھا
تھا اس نے راجہ بیجاپور سے کہا تھا کہ بیس برس بعد سید مصطفیٰ خان اس کو فتح کریگا چنانچہ جب فتح ہوا تو
مصطفیٰ خان نے سنکر تعجب کیا اور بلوا کر اپنا نائچہ پوچھا اس منجم نے سخت اصرار کے بعد کہا کہ فلاں سال لڑکان
بیجاپور میں سے ایک شخص کے فریب سے تو اس قلعہ میں مارا جائیگا اور وہ شخص بھی دار السلطنت سے تلنگ کو
بھاگیگا اور وہاں قتل ہوگا چنانچہ جب کشور خان کی فتنہ پردازی سے مصطفیٰ خان مارے گئے اور کشور خان مملکت تلنگ
میں موافق پیشین گوئی منجم مقتول ہوا لوگوں کو اس منجم کے تجرد و دانش پر سخت حیرت ہوئی۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے
کہ جب چاند سلطانہ کو یہ حال کھلا تو اس محترمہ نے قاتلوں پر لعنت و نفرین کی کیونکہ بیگم ہمیشہ سادات کی تعظیم و تکریم
و محبت میں راسخ تھی عداوت کشور خاں سے بے اختیار ہوکر سخت کلام زبان پر لائی کشور خان نہایت چالاک تھا جب
ر دیتامل کہکے اس نے مشہور کردیا کہ چاند سلطانہ ہمیشہ پنہان کی طرح اپنے بھائی مرتضیٰ نظام شاہ بحری کو
لکھا کرتی ہے کہ وہ موقع پاکر لشکر کشی کریں اور مشورہ طے کرلیا کہ جب تک نظام شاہ کا معاملہ طے ہو چاند سلطانہ
کو قلعہ ستارہ میں نظر بند رکھیں چونکہ بادشاہ بوجہ کم سنی کے گونہ مجبور تھا کشور خاں نے اپنی طرف سے
بوڑھیاں و خواجہ سرا بھیجکر جبر و تعدی چاند سلطانہ کو محل سرا سے نکال کر پالکی میں قلعہ ستارہ بھیج دیا
اور کمال استقلال سے مستحکم ہوا اور اپنے معتمد علیہ میاں مددی دکنی کو سپہ سالار لشکر کرکے بہت سے ہاتھی
گھوڑوں سمیت قلعہ شاہ درک میں سرحد پر بھیجا۔ امرائے دکنی و حبشی یہ خبر سنکر بہت عزت سے استقبال
کرکے اس کو لشکر گاہ میں لائے میاں مدو نے جو مرد بیکار آزمودہ تھا بہت سے وعدہ وعید کرکے عین الملک
کنعانی و آنکس خان کو جو زبردست امرا میں تھے کشور خان کا شریک بنا کر باقی امرا کے دفع کرنے کی فکر میں
ہوا کشور خان نے بادشاہی مہر سے ایک فرمان بنام مدو خان تیار کرکے روانہ کیا کہ بادشاہ عالیجاہ کو صحیح خبر ملی
ہے کہ امرائے لشکر بدعہدی سے لشکر احمد نگر کے مقابلہ میں تساہل کرتے ہیں ہر صورت ان کو مقید کرکے قلعہ شاہ درک
میں مقید کرے اور انکے ہاتھی گھوڑے روانہ درگاہ کرے اور خود قلعہ کی حفاظت میں پوری احتیاط رکھے
میاں مدو نے چاہا کہ اول اخلاص خان و حمید خان کو ضیافت کے بہانہ سے مقید کرے لیکن وہ لوگ ہوشیار
ہوگئے اور فوراً معتمد امرائے حبشی سے مشورت کرکے یہ بات قرار دی کہ فی الفور اخلاص خان سامان بغاوت
مہیا کرکے اخلاص و عقیدت سے میاں مدو کو مار ڈالے اور مقید کرکے فوراً بیجاپور جاکر کشور خان کو بھی دور کرکے

دوکوس راہ طے ہوئی تھی کہ کشور خان کے آدمیون کے ہاتھ اسیر اور دستگیر ہوا اور اُن لوگون نے اِس توہم
سے کہ مبادا اُسکے سپاہی یا ہوا خواہ تاخت لاکراسے ہمارے ہاتھ سے رہا کرین فوراً سر اسکا تن سے جدا
کرکے تمام مال وجواہر اُسکا تاراج کیا اور کچھ اثر اس سے باقی نرکھا سچ ہے مصرع قضائے آسمانست این و
دیگر گون نخواہد شد۔ حاجی کشور خان نے بعد اس معاملہ کے روش کامل خان کی اختیار کی اور چاند بی بی
سلطان کی معاونت اور التفات کے سبب باگ مور سلطنت کے بندوبست کی اپنے قبضہ اقتدار مین لایا اور
رایات استقلال بلند کرکے نہایت غلبہ اور تسلط کے ساتھ مہمات دولتخانہ مین مشغول ہوا اور اس عرصہ مین
بہزاد الملک ترک سر نوبت مرتضےٰ نظام شاہ کا پندرہ ہزار سوار انتخاب ہمراہ رکاب لیکر بقصد تسخیر بعضے پرگنات
سرحد عادل شاہ کے احمد نگر سے کوچ بر کوچ روانہ ہوا اور حاجی کشور خان نے کیفیت انظام شاہ و
کے ارادہ کی بادشاہ کے عرض مین پہونچائی اور حکم کے موافق عین الملک کنعانی اور چند میرزا کش خان
اور امرائے حبشی کو مثل اخلاص خان دولاور خان کے معہ جوانان جنگجو برائے مدافعہ سپاہ نظام شاہ روانہ
کیا ان لوگون نے شاہ درک پہونچکر بعد چند روز آرام کے بساعت سعید لیکایک نقارہ جنگ بجا کر غنیم نظام شاہی پر
جو پانچ کوس تھا تاخت کی بہزاد ملک نظام شاہی نے بھی مقابلہ کیا لیکن بعد سخت جنگ کے مجروح ہوکر
منہزم ہوا اور خزانہ وخیمہ وہاتھی گھوڑے عادل شاہیون کے ہاتھ آئے یہ اول فتح تھی تب سے ابتک
کہ عمر شریف چھتیس سال کی ہوئی ہی برابر ہر معرکہ مین ابراہیم عادل شاہ ثانی کو فتح نصیب ہوتی رہی
جب امرا کا فتحنامہ پہونچا تو بیجاپور مین خوشی کا نقارہ تین رات دن بجتا رہا تمام شہر مین شیرینی تقسیم ہوئی
پھر کشور خان نے چاند بی بی کے حکم سے امرا لشکر کو خلعت وشمشیر مرصع وگھوڑے مع زین ولگام مرصع
ارسال کیے بعد چند روز کے کشور خان نے بدون اجازت چاند بی بی کے فرمان بھیجا کہ جو ہاتھی لشکر
نظام شاہ سے قریب سو کے حاصل ہوتے ہین بھیج دو امرا نے ناخوش ہوکر باہم مشورہ کیا بعض نے صلاح
دی کہ چاند سلطانہ کو عریضہ بھیجکر استدعا کرو کہ سید مصطفےٰ خان کو بیکاپور سے طلب کرکے سربراہ کار کرین اور
بعض نے کہا کہ ابھی ٹھہرو چونکہ سید مرتضےٰ سپہ سالار نظام شاہی احمد نگر سے شکست کی تلافی کے لیے متوجہ
ہی پہلے اس سے مصاف ہو جاوے تب خود بیجاپور چلکر دولتخانہ کا انتظام اپنے ہاتھ مین لے لین یہ خبر
مشہور ہوئی اور کشور خان نے مکر سے مصطفےٰ خان کے قتل کا فرمان لکھکر اپنے پاس سے مہر بادشاہی ثبت کرکے
ایک پردیسی امین خان کو دیا کہ سید نورالدین محمد مشہدی کے پاس لیجاوے حالانکہ اسی مشہدی کو خود سید
مصطفےٰ خان نے تربیت کرکے بیکاپور کے نواح مین جاگیر دلوائی تھی لیکن دنیا نے اس کو اندھا
کردیا فرمان اس نے بسر وچشم قبول کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ اگر تو مصطفےٰ خان کو قتل کر ڈالے
تو اس کا منصب وجاگیر تجھے عطا ہو چنانچہ نورالدین مشہدی نے لطائف الحیل سے محمد امین مذکور کو قلعہ بیکاپور
مین بھیجا اور اسکے ساتھ ایک فرمان لکھدیا کہ بادشاہی حکم سے اگر تم لوگ اپنی جان کی بہتری چاہتے ہو

کہ خاص و عام قدم بوسی اور سلام کے شرف سے مشرف ہوتے تھے اور آں حرم جاہ کے حضور میں مہمات سلطنت
یفیصل ہوتے تھے ہر ایک کام کامیاب ہو کر اپنے مطلب کو پہونچتا تھا اور رعب عدل کے سبب کسی سے کسی کو
صدمہ نہیں پہونچتا تھا اور جب دو مہینے اس صورت سے منقضی ہوئے کامل خاں اس مصرع کے موافق
مصرع نوئے زنسیم بادہ بس مستانرا ٭ شراب استقلال دو روزہ کے استشمام سے بیہودہ اور مغرور ہو کر
چاند بی بی کی نسبت بے ادبی اور بدنامی دینے پر آمادہ ہوا اور وہ عفیفہ دوران اور معصومہ زمان آتش غضب
و انتقام سے افروختہ ہو کر درپے اسکی تضییع اور بربادی کی ہوئی اور حاجی کشور خاں ولد کمال خاں کو جو امرائے
معتبر اس درگاہ سے تھا پوشیدہ پیغام کیا کہ کامل خاں منصب جلیل القدر وکالت کے لائق نہیں ہے مصلحت
یہ دیکھتی ہوں کہ تسلط اس کا دفع کر کے میں وہ منصب تجھے تفویض کروں لازم ہے کہ جس طور ممکن ہو اسے
درمیان سے دفع کر اور تاخیر اور اہمال کہ اسکی قوت کی زیادتی کا سبب ہے جائز نہ رکھ حاجی کشور خاں اس
حکم اور بشارت کے سبب قوی پشت ہوا اور تھوڑے مردم اشراف کو ساتھ اپنے متفق کیا چار سو سوار جرار
مسلح اور تیار ہمراہ لیکر اس وقت کہ کامل خاں سر محل میں بیٹھکر کچہری کرتا تھا دفعتہً داخل ہوا اور دروازہ اندر
سے بند کر کے تھانہ دار کو قید کیا اسکے بعد سر محل کی طرف متوجہ ہوا اور کامل خاں کہ ماری روزگار سے
غافل تھا اس ماجرے سے آگاہ ہو کر سراسیمہ اور بدحواس حرم سرا کی طرف اس امید سے روانہ ہوا کہ چاند
بی بی سلطان میری حمایت کریگی قضا را ایک جماعت خواجہ سراؤں سے جو وہاں حاضر تھی اور ساتھ اسکے دم مخالفت
کا مارتی تھی اسکے پاس آئی اور اسکے کان میں کہنے لگی کہ یہ امر چاند بی بی سلطان کی تحریک کے سبب واقع ہوا اسکے پاس جانا اور پناہ
طلب کرنا خلاف عقل ہے کامل خاں تحیر تفکر میں مضطرب ہوا اور چونکہ جانتا تھا کہ دروازہ دشمن کے قبضے میں ہے عمارات شاہی
کے پیچھے سے اپنے کو دیوار قلعہ پر پہونچایا اور آتش فتنہ جاسوز کے گماں سے مضطرب اور حیران ہو کر ایک خندق
میں کہ اس میں پانی تھا کود پڑا اور پیر کر اسکے کنارے پہونچا اور اس سبب سے کہ اسکی زیست میں قدرے مہلت
تھی کسی شخص نے اسے نہ دیکھا کامل خاں باغ دوازدہ امام پر جو خندق قلعہ ارک کے کنارے واقع ہے آیا اور جنون
کی سپاہ میں بسرعت باد سریع ایسا ہے تیغن حصار شہر میں کہ بلندی اسکی بارہ گز شرعی کے قریب ہے پہونچایا
اور بے امداد دوسرے کے قلعہ کی دیوار سے اترنے کی تدبیر کی دستار اور پٹکا اور شال دوش اماراتی کو ایک
دوسرے میں گرہ دیکر بطریق کمند کنگرے پر مضبوط باندھی اور اسکے سہارے سے اتر آیا اس وقت تک بھی کوئی اس تک
نہ پہونچا اور وہ پیادہ پا اور سراسیمہ اپنے مکان پر جو شہر کے باہر تھا گیا اور بھاگنے پر آمادہ ہوا اور حاجی کشور خاں وغیرہ
جو ایسی دلیری کا اس سے گماں نہ رکھتے تھے ایک ساعت تک اس عمارت قلعہ اور جا ہائے تاریک میں تلاش بھی کیا
اور آخر کو جب معلوم ہوا کہ کامل خاں دکنی خاں کے خوف سے آپ کو حصار قلعہ سے شہر کے نیچے گرا کر سلامت اپنے
مکان کی طرف گیا ہے سب نے اتفاق کر کے ایک جماعت کثیر اسکی جستجو اور گرفتاری کے واسطے مامور کی کامل خاں
اس امر سے مطلع ہوا کچھ جواہر اور زر نقد لیکر باتفاق سات یا آٹھ آدمیوں کے احمد نگر کی طرف معرور ہوا ابھی

کتبہ انا فتحنالک فتحاً مبینا سے پیراستہ ہوا اور انکی بخت بلند کی ہمدمی سے سیارون کے بادشاہ کو مطیع کیا اور اقبال
بلند کی دستیاری کے باعث سرمہ چشم دولت مین کھینچا درخت امید اس کا ہر وقت ثمر غیر مکرر سے بار ور اور بوستان
حشمت اس کا ہر لحظہ گلہاے تازہ تر سے معطر ہی سلاطین اطراف رعب حسام خون آشام اس کر سے قد
جرأت میدان نبرد سے کھینچکر عجز و انکسار سے پیش آئے اور گردن کشان اکناف اس کی آستان آسمان شان
پناہ لیکر عبودیت اور بندگی مین سرگرم ہوئے امیدواری بجناب کبریاے باری تعالے و تقدس
یہ ہی کہ جو تحفہ دولت کاکہ کارخانہ نصر من اللہ سے ہر چہرہ کشا ہوا اور جو عطیہ سعادت کاکہ مسند و ا
النصر الا من عند اللہ پر جلوہ نما ہوا اس مین سے سب سے بڑا اور پورا حصہ بجناب جلالت مآب سلطان عالم
کہ قبلہ امیدوارون اور کعبہ آرزومندون کا ہی پہونچتا رہے اور انقراض ایام عالم تک کسی طور کا
نقص اور فتور قصر بقصور رو قواعد مضبوط خلافت حشمت مین نازل نہو **نظم** جہان تا جہان آفرین
آفرید + چنین بادشاہے نیامد پدید + ہمہ سودمندی ز کردار اوست + خور و ماہ روشن ز دیدار اوست
ایضاً جہان زندہ باین صاحبقران ست + درین شک نیست کو جان جہانست + جزاین یکسر ندارد شخص عالم
مبادا کز سرش موئے شود کم

آغاز واقعات خسرو عدالت آئین یعنی ابراہیم عادل شاہ ثانی

مستخبران احوال عالم کے طبائع آفتاب شعاع پر روشن اور ہویدا ہو کہ جب فرق مبارک اعلےٰ حضرت بادشاہی
لازال اقبالہ نے آوان طفلی مین بتاج وہاج انا جعلناک خلیفۃ فی الارض اختصاص پایا اور ایالت اقلیم عالم
اور کفالت مصالح بنی آدم پر مقرر ہوئے صغرسنی کے باعث سلطنت کا اہتمام اور رعیت کا انتظام نہ کر سکے
ابتداے جلوس مین چند امراے معتمد حسب نوبت ظلم و تعدی سے ایک دوسرے پر غالب آنکر باگ حل و عقد
سلطنت کی اپنے قبضۂ اقتدار مین لائے ذکر انکا جو نکہ لائق درج کتب و تواریخ ہی کمیت خوشخرام قلم میدان
بیان مین جولان ہو کر قدرے حالات اور واقعات اوائل ایام جلوس سے بہ سبیل اختصار یون مرقوم خامہ سخن گذار
کرتا ہی کہ کامل خان دکنی جو امراے کبار اس دولتخانہ سے تھا اور جیسا کہ سابق مین مذکور ہوا قلعہ مرج مین شاہ
غفران پناہ علی عادل شاہ کی نسبت نہایت اخلاص ظاہر کرکے محرمان امور سلطنت سے ہوا تھا اوسی وقت
بھی مہمات امور ملکی اور مالی پر غالب ہوا اور اپنے معتمدان و متعلقان کو بادشاہ کی خدمت اور محافظت کے واسطے
مقرر کیا اور تھانہ دار قلعون پر بھی اپنی جانب سے نصب کیے اور سلوک مستحسن ہمیشہ اختیار کیے اور بادشاہ
کی پرورش و پرداخت چاند بی بی زوجہ علی عادل شاہ کے متعلق کی اور تمام اشراف مملکت کو فرامین استمالت
بھیجکر اُن کی تسلی خاطر مین کوشش کی اور ہر روز سواے چارشنبہ اور جمعہ کے چاشت کے وقت آنحضرت کو
حرم سراے طلب کرکے سریر کامرانی پر بآئین بادشاہان عظام اور خسروان والا مقام متمکن کرتا تھا اور بار عام دیتا

ارکان دولت نے عقد جواہر اور زر سرخ و سفید فرق ہمایوں پر نثار کر کے لوازم شکر و سپاس و اہب العطایا ادا کیا اور خطبائے وحسب التعظیم نے خطبہ کو نام و لقب بادشاہ جم بارگاہ سے بلند آوازہ کر کے غلغلہ تہنیت و مبارکباد کا ذروۂ سپہر مقصود سے گذرانا اہالی دار السلطنت بیجاپور نے نہایت سرور سے دکانیں اور دیواروں کو دیبائے ہفت رنگ اور اقسام اقمشہ سے زیب و زینت بخشی **بیت** گذر ہا را عبیر آلود کردند + گلاب افشاں و مشک اندود کردند + اور جیسا کہ ملک دہلی کا دستور ہے گائیں اور بکریاں اور گھوڑے ست بچے کے مملو فرق ہمایوں پر تصدق کر کے مراسم نثار و ایثار بجا لائے اور جبین نیاز آستان بارگاہ جہاں پناہ پر رکھکر دعا و ثنا میں لب کھولے **ابیات** کہ شاہا بقائے تو جاوید باد + بلائے تو بر ترز جمشید باد + بنزد تو گاہ ہست تہائے سپہر + سوار بادوار ز حسار ثمرہ ہمای رہ کہ سیر مہ و خور بدام + موافق بحکمت بود صبح و شام + سر دگر ز ملک یمن تا بچین + سلاطین ایران و توران زمین بخدمت رہ بندہ بیشت کمر + زپیچد کس از طوق و رایت سر + اور اسوقت کہ دم بدم غنچہ سلطنت و اقبال اسکے نسیم مکارم اخلاق کے چلنے سے مثل گل نوبہار شگفتہ اور خنداں ہوتے تھے اور نگار از حرکات و سکنات سے عالم عالم بوئے امیدداری مشام جان میں پہونچتی تھی ہمیشہ خاطر فیض مقاطر اسکی سواری اور تیر اندازی بلکہ جمیع آلات حرب و ضرب و سپاہگری کی طرف مائل رہتے تھے ایک ساعت لہو و لعب کی طرف کہ مقتضائے عالم طفلی ہے مشغول ہو کر ہمیشہ اوقات شریف کو تحصیل سعادات اور کسب حسنات مثل تلاوت قرآن اور مشق خط میں صرف کرتا تھا اور بے آمیزش تکلف و ثناگستری و شہنشاہ خورشید مدار کہ سبب تالیف اس کتاب کا دکھ واقعات اسکا ہے اگر شب تار پر سایہ ڈالے آفتاب و مہتاب کی لو بخشی سے صبح نور تک مستغنی ہووے اور اگر زلف مشکبو اسکی سے ایک نغمہ گلستاں کو پہونچے عطر بیزی صبا سے بے نیاز ہووے چشم عدل اسکی حافظ و نگہبان کام جہانیاں ہے اور زوال دولت اسکا تیغ دلاوری کی رہبری کا نشانہ ہے کسری داد گستر اسکے انعام میعایت سے غاشیہ بردوش اور حاتم سخی پرور اسکے جود بے نہایت سے حلقہ در گوش اور اسکے رعب عدالت سے تندر حواسیہ چونک کر بھاگ جاوے اور اسکے حفظ کی برکات سے بادصرصر ایکبار چراغ مردہ روشن کرنے سے عیسوی دم ہو جاوے اور اسکے قدموں کی برکت سے بسیط خاک مس کائنات کے واسطے اکسیر شیم ہے **ابیات** دراں قسمت کہ بخششہا نمودند + دوا ابہم راز ہستی در وجود + یکے دولت بہائے دیں بیار ہست + یکے تشد کار ملک از عدل او راست + ار و گشت آتش سوزندہ ریحان + وزیں بار ستم شد نور احسان + از اں شد خانہ در کعبہ پرور + وزیں ملک سلیماں گشت معمور + شکست آں یک بت آزر پرستی + وزیں یک دین احمد درستی + جس شخص نے وساوس شیطانی سے بہال خلاف کو آب دیا سر پر ہوا و ہوس کو اپنے برباد دیا اور جس نے اطاعت سے سر و تن راستی میں دیا شاخ شجر نے اسکے مثل طوبے آفات دہر سے گزند پایا مطیع درگاہ نے مثل ماہ سر اوج سپہر بلند کیا اور مخالف بارگاہ ماہ نخشب کی طرح حضیض چاہ فنا میں پڑا حیا ط قضا و قدر نے خلعت بابہجت واللہ یوتی الملک من یشاء اسکے قامت قابلیت پر آراستہ کیا اور علم دولت اس کا

مین داخل ہوا تھا اُسکے سوا کچھ نہ تھا بلکہ اُس مین سے بھی مبلغہاے کلی مساکین اور مستحقین پر صرف ہوگئے تھے اور
علی عادل شاہ کے عہد فرخندہ مہد مین دومرتبہ ایلچی اکبر بادشاہ کا بیجاپور مین آیا ایک دفعہ حکیم علی گیلانی اور دوسری
مرتبہ حکیم عین الملک شیرازی چنانچہ استقبال کرکے دونون کو باعزاز و اکرام فراوان شہر مین لائے اور حکیم علی کو مع تحف
وہدایا اور پیشکش فراوان رخصت فرمایا اور حکیم عین الملک ابھی بیجاپور مین تھا کہ آنحضرت شہد شہادت نوش
فرماکر روضۂ رضوان مین داخل ہوئے اُسنے بدون تحف وہدایا اکبر شاہ کے دربار کی طرف معاودت کی

ذکر جلوس خسرو سکندر مسندگاہ جمشید بارگاہ ابراہیم عادل شاہ ثانی خلد اللہ ملکہ کا تخت بیجاپور پر

بیت رقم سنج این نقش خاطر پسند + نمونہ چنین دارد از نقشبند + کہ جب دست قضا و قدر نے نقاب سیاہ شب
بیسوین ماہ مذکور کو روے رخسار گیتی سے اُٹھایا یعنے نیر اعظم سپہر زنگاری مین جلوہ گر ہوا یعنے شب گزری
سحر نمایان ہوئی رباعی چو صبح در برگردون کشید کسوت نور + جہان کشاد ز رخ پردۂ شب دیجور + ز فیض
چشمۂ خورشید کرد دست قضا + غبار ظلمت شب از سواد گیتی دور + ارکان دولت اور اعیان مملکت و زیر
وامیر و پہلوان و سپہ سالار نامی جوان ثریا صفت مجتمع ہوئے انجمن فیض سرشت مثل چمن بہشت کے آراستہ
کی سریر کامرانی اور تخت جہانبانی پر جواہر اور موتی آبدار اور لولوے شاہوار افشان ہوئے ایوان شاہی
کو ہر قسم کے لطائف اور ظرائف سے سجا اُس وقت بیت بہ نیک طالع و فرخندہ روز و فرخ فال +
بسعد اختر و میمون زمان و خرم حال + اعظم اعدل صاعد مصاعد دین و دولت عارج معارج شوکت و حشمت
اردشیر صولت نوشیروان معدلت یوسف طلعت حاتم ہمت فریدون منزلت سکندر حشم دارا عزم بہرام رزم پرویز
بزم زیب دہ اریکۂ جہانبانی رونق بوستان ظل سبحانی شہریار نوجوان سلطان ابن سلطان ابو المظفر
ابراہیم عادل شاہ بن طہماسپ شاہ بن شاہ ابراہیم عادل شاہ کہ سائبان زرین طناب اُسکے جاہ و جلال کا دامن
آخر الزمان تک افراشتہ اور بلند رہے شبستان سلطنت اور سرابستان خلافت سے بارگاہ شوکت کی طرف
خرامان ہوا اور بادشاہان عالی مقدار کے مانند سریر سلطنت پر باجاہ و حشم جلوہ گر ہوا اور قصر دولت اور
کاخ مملکت کو ضیاے چہرۂ دلفروز سے منور اور روشن کیا اور سب کو کہ مثل قلم ٹکا اطاعت اور
فرمان برداری کا کمر جان پر باندھکر مثل آب سر زمین عبودیت پر رکھکر بساط شاہی کے حاشیہ پر
پاے ادب سے کھڑے رہ تھے خلعتہاے فاخرہ سے سرفراز کیا باوجود صغر سن کہ مدارج اور مراحل عمر شریف
اُسکے نو درجے طے ہوئے تھے یعنے کل نو برس کا سن تھا ابھی آنحضرت عشرۂ کامل یعنے دس برس کے
نہوئے تھے ہر ایک دولت خواہ کو بعبارت شافی اور تقریر مفید ترقوی پشت اور فرمانبردار کیا اور کمند نظر عنایت
اور التفات سے خاص و عام کے دلون کو صید فرمایا فیض سحاب انعام سے کشت زار جہانیان کے نہایت
سبز اور شاداب ہوئے بیت آن خرد کہ اقبال ہمید اد وفا شد + وان کام کہ ایام ہمیخواست بر آمد + امرا اور

سے سلک نظم میں منتظم کی ہے **قطعہ** آہ کہ دست اجل درچمن عدل و داد + نخل فتوت بکند شاخ مروت برید + ملک
خسروی گشت ازین ماجرا + مہر کرم مختفی ماہ سخا ناپدید + خسرو عادل لقب شاہ علی نام آنکہ + ظلم بدوران او کس نہ
شنید و ندید + وقت وداع جہان تا نزود تلخ کام + از کف ساقی دہر شہد شہادت چشید + سال شدہ در از غیب
از پے تاریخ آن + بر سر دفتر نوشت شاہ جہان شد شہید + تمام اعیان دولت اور ارکان حضرت اور کافہ
سپاہ و رعیت اور گروہ حشم و خدم اور ارواح محترم اس ماتم میں گریبان چاک اور بیتاب تھے اور دست حسرت سے
خاک سر پر اڑاتے تھے اور جو سات چشم کو خاک رہگذر میں ملاتے تھے ہر ایک اس ستم عظیم کی خلش سے بیتاب تھا
سراسر ماتم کا ساماں تھا شاہ فتح اللہ شیرازی کہ افضل اور اعلم علماے عصر تھا اور شاہ ابو القاسم انجو اور
مرتضے خان انجو جو آنحضرت کے انیس و جلیس تھے اور میر شمس الدین محمد صدر جہان اصفہانی اور سادات و علما
جو اطراف و اکناف جہاں سے اس دولتخانہ میں اسکے عہد میں جمع ہوے تھے خسرو شہید کی میت کی تجہیز و
تکفین میں مشغول ہوئے آخر کار آئین شاہان رفیع المقدار غسل و کفن دے کر تابوت میں رکھا اور صندوق
نعش اٹھا کر زربفت کی چادر سبز اسپر ڈالی اور شامیانہ اسپر کھینچا دہنے بائیں سپاہ با لباس سیاہ
تلواریں کھینچے بحال زبون نشان سرنگون اور فوج کے سردار خنجر کمر اور پوشاک نیلگون پیکر اشک فشان
نعرہ زنان چاک گریبان جنازے کے ساتھ ہوئے اور حظیرہ جو شہر بیجانگر میں واقع ہے اور روضہ عالی شہرت
رکھتا ہے اسمیں سپرد زمین کیا اور موافق آیہ کریمہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا خلعت مغفرت و آمرزش
پہنکر اس کے طائر روح پرفتوح نے حظائر قدس میں آشیانہ کیا **رباعی** گویند بحشر گفتگو خواہد
بود وان یار عزیز تندخو خواہد بود + از خیر محض جز نکوئی ناید + خوش باش کہ عاقبت نکو خواہد بود + اور دوسرے
شہریار جوان ابراہیم عادل شاہ کو کہ تخت بیجاپور اس کے یمن قدم سے تخت الروم سے قرین سپہر اعظم ہوا
تھا تخت پر جلوہ گر کیا اور اس شاہ عدالت پناہ نے ان دونوں خواجہ سرا سے ایک کو بطور قصاص اور دوسرے
کو طرد اللباب بحر اور سر اپنا بچا کر چاک ہاتھی آنکی ساتھ چہرہ صبر دیا کہ سزا دی **فردوسی** دو بدخواہ را زندہ بر دار کرد +
سر خواجہ کش را نگونسار کرد + چو چون خداوند بد پرد کسے + در انگش نباشد گیتی بسے + اور اتک بلدۂ بیجاپور میں
مسجد جامع اور تالاب شاہپور اور آب کا رسج جو تمام مردم شہر پر وقف ہے اور عہد میں اس شاہ شہید کے کشور کشا
کے اہتمام سے اتمام کو پہونچی تھی یادگار ہیں سعادت اس شہر یاران پناہ کی ساتھ اس حد کے تھی کہ جب
ابراہیم عادل شاہ تخت حق داخل ہوا ایک کرور ہون طلائی سے زیادہ خزانہ میں تھے اور دیگر امتعہ نفیسہ اور جواہر
کا کچھ اندازہ نہ تھا جب آنحضرت نے سریر جہانبانی کو اپنے وجود با جود سے زینت بخشی تو یہ تمام اور جتنے مع
تمام آدمی جو اسکے عہد میں جمع ہوچکی تھی بالتمام مردم ایران و توران و عربستان و روم اور اقالیم سبعہ کہ اسکے
دربار میں حاضر ہوتے تھے اپر اور اہل عالم پر ارزانیاں کے سحاب درفشان کیا اور جس وقت وہ عالم فانی سے عالم بقا
کی طرف متوجہ ہوا زر کرباک کے سوا جو آخر سلطنت میں مصطفے خاں اور دستاق کے مہمات حیلہ سے خرچ

سنت خلیل اللہ کے موافق شاہزادہ عالمیان کا ختنہ کیا منقول ہی کہ شب ختنہ مین جیسا کہ رسم دکن ہی شہزادۂ عالمیان
کو پوشاک سرخ پہنا کر شہر کی گشت کے واسطے قلعہ کے باہر لائے اور آتشبازی کے ٹوکرون اور آرائش اور
درختون اور تصویرون مین کہ دو طرفہ شاہبازار مین جابجا رکھے تھے آگ لگی مردم تماشائی سے سات سو آدمی
کے قریب جلکر مرگئے اور بحافظ حقیقی کے فضل و کرم سے شاہزادہ عالمیان کو کہ اُس کی سواری مابین بازار پہونچی تھی
کسی طرح کا صدمہ اور گزند نہ پہونچا چنانچہ اُسی روز سے صاحبقرانی اس بادشاہ صاحب اقبال کی خاص و عام پر
ظاہر اور باہر ہوئی اور بعد از فتح قلاع اور گوشمال امراے برکی اور حبشی اور ختنہ شاہزادہ عالمیان کے شاہ
عدل پرور کبھی مسند طرب پر رونق افزا ہوکر فروغ لالہ عذاران آفتاب وش اور شعاع جام شراب بخش
سے بزم عشرت کو منور کرتا تھا اور گاہے سریر عدالت پر جلوہ گر ہوکر تشنگان وادی جور و ظلم کو چشمہ سار عدل و انصاف
سے سیراب کرتا تھا **ابیات** کیشد سے بادشاہ ہفت اورنگ + گہے در بزم عشرت جام گلرنگ + نشستی گاہ بر تخت
عدالت + پئے تادیب ارباب ضلالت + بنائے عدل را آباد کردی + دل غمدیدگان را شاد کردی + اور وہ باوجود
اتصاف جمیع صفات حمیدہ اور خصال پسندیدہ کثیر المباشرت تھا لڑکون صبیح الوجہ ملیح العذار کے ساتھ انس کمال اور میل
تمام رکھتا تھا اس واسطے علی برید کے پاس آدمی بھیجکر پیغام کیا کہ مین سنتا ہون آپ کے پاس دو خواجہ سرا صاحب جمال
ہین مناسب ہی کہ از راہ اخلاص ویک دلی ان دونون کو بسبیل استعجال ہمارے پاس روانہ کیجئے ملک برید چند روز عذر
و بہانہ مین بسر لے گیا یہان تک کہ مرتضےٰ نظام شاہ نے ملکی طمع سے ایک فوج اُسپر تعین کی ملک برید نے متحصن
ہوکر التجا عدالت پناہ سے کی اس نے ہزار سوار اُسکی کمک کو بھیجکر مرتضیٰ نظام شاہ کے شر سے نجات بخشی امیر برید
نے عدالت پناہ کا یہ احسان عظیم اپنے اوپر دیکھ لیا اور جب عدالت پناہ کو ان خواجہ سراؤن کی طرف حد سے زیادہ راغب
اور مائل دیکھا ناچار دونون خواجہ سراکو احمد آباد بیدر سے بیجانگر کی طرف روانہ کیا اور جب منزل مقصود مین پہونچے اور
سمجھے کہ ہمین اس کام کے واسطے بلایا ہی ایک اُن دو خواجہ سرا سے کہ بزرگ تر اور بہتر تھا اس نے یہ کام کیا کہ قرا ول یعنی
زیر جامہ کے درمیان ایک قرولی پوشیدہ کی اور شہریار کو بعد ملاقات امید وار وصال کرکے بملائمت و چاپلوسی پیش زیش میں
یہ کام شب پر ڈالا اور بعد از انتظار بسیار جب و نعر اُسکا آخر ہوا اور جہان نے لباس ماتمی پہنا عدالت پناہ باتفاق خواجہ سرا حجرہ
خالی از اغیار مین داخل ہوا اور جب طالب وصال ہوا اُس نمک حرام نے قرولی مذکور سے اس شاہ خجستہ انجام کا کام تمام کیا
اور روزگار فتنہ انگیز کے مانند دروازہ جور و ظلم کا کھولکر ایک عالم کو کہ اُسکے ظل دولت مین آسائش رکھتے تھے عیش و
عشرت سے محروم کیا **ابیات** دریغا کہ آن شاہ عالی نژاد + کہ در عدل مثلش بہ گیتی نزاد + بر تیغ ستم نقد جان
برفشاند + از و غیر افسانہ چیزے نماند + بجز خاک خوبان درین دشت نیست + بجز خون شاہان درین طشت نیست
جہان باہمہ زینت و زیب او + نیرزد بدین رنج و آسیب او + چنین ست آئین گردندہ دہر + کہ بخشد برغبت
ستاند بقہر + اور یہ حادثہ عظمی اور واقعہ کبرےٰ بیسوین ماہ صفر شب پنجشنبہ ۹۸۸ھ نوسو اٹھاسی ہجری
مین واقع ہوا تھا اور ملا محمد رضائی مشہدی المتخلص برضائی نے مرثیہ اور تاریخ شہادت اس شاہ کامگار کی اس نہج

اور راتوں کو چوری میں تقصیر نکرتے تھے اسواسطے علی عادل شاہ اور مصطفےٰ خان ترک نے محاصرہ کو مناسب و صواب
سمجھکر انکا دفع کرنا واجب جانا اور جب لشکر کوچ کرکے بنکاپور کے اطراف میں ہوی اعلیحضرت بادشاہ نے مصطفےٰ خان کو اس حدود
کے انتظام کے واسطے بنکاپور میں مقرر فرمایا اور خود بدولت و اقبال نے سنہ ۹۸۶ نوسو چھیاسی ہجری میں بلدہ بیجاپور کی طرف
مراجعت فرمائی جب یہ خبر سمع مبارک میں پہونچی کہ امرای برگی ارادہ سے سرکشی اپنی جاگیر و جو بیجانگر کی سرحد میں
تھی متصرف ہوتے ہیں اور قدم جادۂ اطاعت میں نہیں رکھتے ہیں مرتضیٰ خان انجو کو کہ جو بعد قتل ہونے
سیف عین الملک اسکے عہد میں ملازمت کے واسطے حاضر ہوا تھا اور خلعت امارت سے سرفرازی پائی تھی اسکو برگیوں
کی ولایات سے جاگیر دیکر تین ہزار سوار تیر انداز اور چند امرائے دکنی اور حبشی سے کفار برگی کے دفع کے واسطے نامزد
فرمایا چنانچہ مرتضیٰ خان اور برگیوں کے درمیان ایکسال میں کئی مرتبہ جنگ واقع ہوئی غالب مغلوب سے تمیز نہوتا تھا
اور طرفین سے بہت آدمی مقتول ہوتے اور یہ معرکہ ختم نہوتا تھا آخر الامر مصطفےٰ خان نے کہ قلعہ بنکاپور میں اقامت رکھتا تھا
علیخان کو عدالت پناہی خدمت میں بھیجکر پیغام زبانی کیا کہ لشکر کو چوروں کے مقابل بھیجنا اور خراب کرنا ہوشیاری سے
بعید ہے مناسب یہ ہے کہ انھیں بلطائف الحیل بیجانگر میں طلب کریں اور اسوقت جو کچھ شائستہ اور سزاوار ہو انھیں سزا
پہونچاویں علی عادل شاہ نے یہ رائے پسند کی اسوقت سے برہمن اور بعض مردمان معتمد کو پے در پے اور متواتر چوروں
کے پاس بھیجا کہ جس طور سے ممکن ہو انھیں دلاسا دیکر بیجاپور کی طرف راغب کریں ہندیا ہیم نایک کو یہ امر
عقل کے موافق نہ آیا ایک مجلس شوریٰ کے واسطے ترتیب دی اور جگ راے اور ہوج مل نایک اور دیو نایک
اور تما نایک اور دیگر سرداران قوم اپنے جو عمدہ امرائے برگی تھے انکو حاضر کرکے کہا کہ ہم لوگوں نے ان ایام میں
کہ ملکنڈہ اور تمام ممالک کرناٹک سے کے مسخر ہو چکے تھے اور قریب تھا کہ سلطنت رام راج کی خاندان سے علی عادل شاہ
کی طرف انتقال کرے مخالفت کی اور ہم نے آنحضرت کو ایسی دولت سے محروم کیا اس حال ہرگز ایسا جرم عظیم
بادشاہ کی خاطر دریا مقاطر سے محو ہوا اور نہ ذریعہ کسی خدمت کے ہم لوگ منظور عنایت ہوں اور جاگیر قدیم پاویں
یقین ہے کہ مسلمان ہمیں فریب دیکر چاہتے ہیں کہ بیجاپور لیجاکر انتقام لیں امرائے مذکور نے یہ بات قبول نہ کی اور
بیجاپور کے چلنے پر آمادہ ہوتے اور ہندیا ہیم نایک نے انکی رفاقت ترک کرکے بلدہ ملکنڈہ کی طرف جاکر تنکا دریں کی
نوکری اختیار کی اور اول جوت راے نے بیجاپور جاکر خلعت امارت سے اختصاص پایا اور اس خبر کے انتشار ہونے سے
اور بھی امرا قول و شرط درمیان میں لاکر بیجاپور کی طرف روانہ ہوئے اور جب سب ایک جگہ فراہم ہوئے علی عادل شاہ
نے اس بیت کے مضمون پر بیت سگ در دست دار بر سر سنگ + فرو دانش بود سکون و درنگ + آتش غضب
اور حمیت کی ایک روز جگ راے کی آنکھیں نکال کر ہوج مل نایک اور دیو نایک اور تما نایک کو انواع عقوبت
سے ہلاک کیا اور لاشیں انکی چھکڑوں پر رکھکر تمام شہر میں مشتہر کیں اور اس جماعت کے شر و فساد سے فارغ
ہوکر ماہ شوال ۹۸۷ نوسو اکاسی ہجری میں آنحضرت نے کہ لاولد تھے اپنے بھائی شاہزادہ ابراہیم بن شاہ طہماسپ
کو ولیعہد کیا اور امرا اور ارکان دولت سے فرمایا کہ میرے بعد تمہارا یہ بادشاہ ہے اور اسی مہینے میں جشن عالی ترتیب دیکر

تھی مصطفےٰ خان کو دے کہ سلامتی اور نجات اپنی اُسکی عنایت اور توجہ مین جانتے تھے منقول ہے کہ اُس وقت کہ راجہ
اور راے اُس طرف کے علی عادل شاہ کی خدمت مین آئے اور وداع بخلعت و اسپ و قبا اور پٹکا و شمشیر مرصع
سے اختصاص پایا ہر بہرہ دیوی اور جلوی کے واسطے وہ خلعت کہ عورتون کے واسطے مخصوص ہے لائے وہ عورتین بہ
صولت اُس خلعت کے قبول سے انکار کرکے عرض پیرا ہوئین کہ ہم اگرچہ بصورت زن ہین لیکن مملکت کو بضرب شمشیر
کہ لازمہ مردونکا ہے تصرف مین رکھتے ہین آنحضرت اس کلام سے نہایت محظوظ ہوئے اور انکی تعریف کی اور اسی وقت
پٹکا اور شمشیر مرصع اور گھوڑا تازی اور خلعت مردانہ عنایت فرمایا چنانچہ وہ دونون رانی سالہاے دراز اور قرنہاے بیشمار
سے بطناً بعد بطن اُس دیار کی حکومت کرتی رہین اور رسم اُس ملک کی آج تک یون ہے کہ عورتین بادشاہ اور شوہر انکے
سلک امرا اور خدمتگارون مین منتظم ہوکر مہمات مالی اور ملکی مین دخل نہین کرتے ہین اور ہر روز عوام الناس کے موافق
پٹکا خدمت کا کمر جان مین باندھتے ہین اور درمیان شوہرون اور تمام خدمتگارون کے کچھ فرق نہین ہوتا ہے الغرض
جب کہ اُس طرف کے راؤن نے بار خراج اپنی گردن پر رکھا علی عادل شاہ نے پندری پنڈت کو کہ اُس
دولتخانہ کے بہامنہ معتبر سے تھا اس طرف کا دیوان کیا اور مصطفےٰ خان کو صاحب اختیار اُس صوبہ کا کرکے وہ تمام
ممالک اُس کی جاگیر مین تفویض فرمائے منصب وکالت اور امیر جملگی افضل خان شیرازی کو دیکر دوبارہ بیجاپور کی
طرف مراجعت کی اور مصطفےٰ خان نے اس سبب سے کہ ہمیشہ رایات خیرخواہی بلند کرکے کشورکشائی کی فکر مین
رہتا تھا بعد ضبط اُس حدود کے اپنے ایک معتمد کو کہ اُسے علی خان کہتے تھے عدالت پناہ کی خدمت مین بھیجا اور
بلکنڈہ کی تسخیر کے واسطے کہ دار الملک راے کرناٹک کا تھا ترغیب اور تحریص کی اور اس سبب سے کہ یہ التماس عین
مراد آنحضرت کی تھی احضار لشکر کے واسطے حکم دیکر بنہایت تجمل اور اجلال سے بیجانگر کی طرف نہضت فرمائی اور اودنی
کی سیر کرکے پھر وہان سے روانہ ہوا اور اسکے بعد مصطفےٰ خان مع لشکر کرناٹک اور امراے برگی برکاپور کے اطراف مین
ساتھ اسکے ملحق ہوکر بکوچ متواترہ بلکنڈہ کی طرف متوجہ ہوا اور تمنا دری تاب مقابلہ شاہ اسلام نہ لایا قلعہ بلکنڈہ کو مردم معتبر
کے سپرد کرکے خود بسرعت تمام مع خزانہ و فیل و اثاثہ [illegible] ابادہ چندرگری کے سمت روانہ ہوا اور علی عادل شاہ بلکنڈہ مین پہونچا
اول اطراف قلعہ و شہر امرا پر قسمت کیے اسکے بعد ہر ایک کو مورچون پر تعین فرمایا اور بعد تین مہینہ کے مردمان حصاری غلہ اور آذوقہ
کے فقدان سے طالب عہد و امان ہوکر قلعہ تسلیم کرنے پر آمادہ تھے کہ تمنا دری اس امر سے واقف ہوا اور از روے
اضطرار آٹھ لاکھ ہون اور پانچ ہاتھی ہندیاہیم نایک کے واسطے کہ امراے کبار برگی سے تھا بھیجکر یہ التماس
کی کہ اپنے ولی نعمت سے علم مخالفت بلند کرے ہندیاہیم نایک نے زر کی طمع سے قدم بادیہ حرامخوری مین رکھکر
مع چار ہزار سوار اپنے مورچہ سے کوچ کیا اور اردوے شاہی کے اطراف و جوانب مین مزاحمت پہونچا کر باہر نکل گیا
دوسرے دن ہندیاہیم نایک کے اشارہ کے موافق چار نفر اور بھی امراے کبار برگی نے نشان غدر اور بغاوت کا بلند
کیا اور پانچ ہزار سوار لیکر اپنے تئین ساتھ اسکے ملحق کیا اور وہ جماعت کہ تاخت اور دزدی مین بے نظیر تھی تاخت و
تاراج شروع کرکے اطراف و جوانب مین ڈاکہ مارتے بلکہ غلہ اور علفت اردوے شاہی سے اٹھا لیجاتے تھے

تیاری موقوف کرین علی عادل شاہ بہ سبیل جریدہ مع ایک جماعت مخصوصان اور کچھ لوگ خاصہ خیل سے اسطرف روانہ
ہوے اور جو کچھ کہ مصطفےٰ خان نے معلوم دیا تھا مزاج اشرف کے موافق آیا حکم کیا کہ قاعدہ ردے زمین کو مسطح کر کے
پہاڑ پر ایک حصار سنگین اور مستحکم تیار کیا جاوے اور محمود قلعہ بیجاپور کی سپردگی اور جمیع مہمات اس نواح کے دستور
قدیم مصطفےٰ خان سے رجوع کر کے قلعہ بنکاپور کے راستہ سے عنان معاودت دار السلطنت بیجاپور کی طرف
منعطف کی مصطفےٰ خان طریق دولتخواہی جاری رکھکر ایک برس کے عرصہ مین قلعہ کی طیاری سے فارغ ہوا اور
عدالت پناہ اس کے حسب التماس دوبارہ بیجاپور سے اس قلعہ کی سیر کے واسطے سوار ہوے اور مصطفےٰ خان کی
خدمات شائستہ خاطر ہمایون کی پسند پڑیں اور ان دنون مین مصطفےٰ خان نے سنکرنایک راجہ قلعہ کردرکوکہ قرب جوار
چندرکوٹی ہی دوتی بھیجکر اطاعت اور فرمانبرداری کی دعوت کی اور اس نے زوال مملکت اپنی اسے ڈر کر وہ بات
قبول کی اور عدالت پناہ کی پابوس سے مشرف ہوا اور آنحضرت سے اپنی ولایت کی تفرج کی التماس کی
علی عادل شاہ اپنا لشکر چندرکوٹی مین مامور کر کے بالاتفاق مصطفےٰ خان مع پانچ چھ ہزار سوار کردر کی طرف روانہ
ہوے اور وہ قلعہ ایک کوہستان پر واقع تھا اور اسکے اطراف مین جنگل نہایت گنجان محیط تھا اور راہ اس کے
دخول وخروج کی نہایت تنگ اور دشوار گذار تھی کہ اکثر مقام مین ایک سوار سے زیادہ نہیں جاسکتا تھا اس واسطے
اس موضع ہولناک مین اکثر لوگ دلگیر ہو کر مراجعت کے خواہاں ہوئے اور عدالت پناہ نے ملاقات کی خواہش
کے موافق وہ قلعہ سنکرنایک کو عنایت فرما کر چندرکوٹی کی طرف معاودت کی لیکن مصطفےٰ خان نے مقام دولتخواہی
مین ہو کر سنکرنایک سے تخلیہ میں یہ بات کہی کہ عدالت پناہ تیرا قلعہ اور ولایت اور دوسرے راجاؤن
کے بھی ممالک جو تیرے قرب وجوار مین ہین لینے کی فکر میں عازم وجازم ہے اور بالفعل میں نے بہت سعی اور
کوشش سے آنحضرت کو تیری ولایت سے پھیرا ہے اگر تجھے اپنی سلامتی اور بہبودی مد نظر ہے تجھے لازم ہے کہ تمام راجاؤن
سے اتفاق کر کے باج وخراج قبول کر تو مین حضرت سے التماس کر کے ان ممالک اور قلعوں کی تسخیر کی فکر سے
باز رکھوں سنکرنایک نے یہ کلام سنکر دائرہ اطاعت مین قدم رکھا ارس نایک حاکم قلعہ جرہ اور بہرہ دیوی راجہ
قلعہ کنار آس اور جلوی نے کہ وہ بھی ایک قلعہ ہاے ساحل دریاے عمان سے تھا اور راے سعد ماسلور
اور ماکلور اور راد کلاس کو فہمایش کر کے بادشاہ کی اطاعت کے واسطے ترغیب کی ان سب نے سنکرنایک
کے کہنے سے تمرد ترک کیا اور بعجز وانکسار عدالت پناہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سات لاکھ اور پچاس ہزار
ہون بعنوان پیشکش نقد گذرانے اور سرکار شاہی سے یہ مقرر ہوا کہ ارس نایک اور سنکرنایک اور بہرہ دیوی اور
راے سعد ماسلور اور بھی راجہ آپس میں متفق ہو کر ہر سال تین لاکھ اور پچاس ہزار ہون نقد خزانہ عامرہ میں داخل کرتے
رہیں پھر ہر ایک خلعتہاے فاخرہ سے سرفراز اور مکلف ہو کر اپنے اپنے ٹھکانے کی طرف روانہ ہوئے اور
عدالت پناہ کی مدت العمر تک تین لاکھ اور پچاس ہزار ہون مصطفےٰ خان کی معرفت خزانہ میں داخل کرتے رہے اور علاوہ
اسکے ہر سال پوشیدہ تیس ہزار ہون نقد اور مروارید اور یاقوت اور زبرجد اور تمام جواہر اور وہ چیز کہ تحائف کہی

حدود کے اُسکی جاگیر کے واسطے مقرر ہوئے اور مہمات سلطنت مین بھی استقلال بہم پہونچایا اور علی عادل شاہ کہ عیش دوست
اور آرام طلب تھا ہمیشہ اوقات مصاحبت اور صحبت گلرخون اور سادہ عذارون مین بسر کرکے دام می خوشگوار کے تجرع
مین اقدام کرتا تھا واسطے ضبط امور ملکی اور مالی مہر اشرف ہمایون کہ ہمیشہ زیب انگشت مبارک تھی مصطفے خان کے حوالہ
کرکے حکم کیا کہ مہمات سلطنت کلی اور جزوی کو اپنی راے صائب کے موافق سرانجام کرے اور کسی امر کو موقوف اور محول
میرے حکم پر نرکھے اور بعد چار مہینے کے مملکت بیکاپور جیسا کہ چاہیے اہالیان سرکار کے قبضہ تصرف مین آئی اور اعیان ولایت
اور رعایا نے زین پوش طاعت اور فرمان برداری کا دوش پر رکھا اور اسکی بادشاہی پر بدل راضی ہوئے اور خود بدولت
و اقبال قلعہ مین استقامت فرما کر عیش و نشاط مین مشغول ہوئے مصطفے خان کو مع بیس ہزار سوار اور خزانہ اور توپخانہ اور قورخانہ
اور اسباب جہانگیری دیگر قلعہ جرہ اور چندر کوٹی کی تسخیر کے واسطے نامزد فرمایا وہ خلاصہ اولاد مصطفوی قلعون مذکورہ کی طرف
متوجہ ہوا جب قلعہ جرہ کے حوالی مین پہونچا رئیس نایک والی وہان کا بتضرع و زاری پیش آیا اور باج و خراج
قبول کیا بلکہ وہ ایام سابق سے کہ ابھی قلعہ بیکاپور فتح نہوا تھا اپنے ایلچی مصطفے خان کے پاس بھیجکر بارسال تحف و
ہدایا ابواب اخلاص و آشنائی مفتوح رکھتا تھا التماس اسکی پذیرا کرکے بار جزیہ اور خراج کا اُس کی گردن پر رکھا اور اس قلعہ
کی تسخیر سے دستکش ہوکر چندر کوٹی کی طرف روانہ ہوا وہان کا راجہ استحکام قلعہ اور جنگل کی انبوہی پر مغرور ہوکر سرکشی
سے پیش آیا مصطفے خان اور جمیع اشراف اور اعیان لوازم محاصرہ مین مشغول ہوکر امراے برگی کو مثل سابق
لشکر کفار کے مقابلہ کے واسطے کہ اطراف سے چندر کوٹی کی حمایت اور اعانت کو آتے تھے مامور کیا اور بسعی موفورہ
چودہ مہینے مین مغلوب کرکے قلعہ کو کہ جو اس وقت تک کبھی اہل اسلام نے فتح نہ کیا تھا سنہ ۹۸۳ نو سو تراسی
ہجری مین طوعاً و کرہاً لیا اور عریضہ مشتمل بر فتح عدالت پناہ کی خدمت مین بھیجکر یہ بیت اُس مین درج کی **بیت**
بروم رسد از عدا ۲ واور [illegible] فتح دگر و فتوح دیگر [illegible] عدالت پناہ کو رغبت اُس قلعہ کی تفرج کی ہوئی بیکاپور سے
اُس طرف عنان عزیمت منعطف فرمائی اور وہان بھی نزول اقبال اور حلول اجلال فرماکے چند مدت عیش و عشرت
مین بسر کرکے جوانان سبز ملیح کرناٹک سے محظوظ ہوا اور بعد تین برس اور چند روز علم معاودت بلند کرکے مظفر اور منصور
بلدہ بیجاپور کی طرف تشریف ارزانی فرمائی اور اسی طریق سے مہر خاص اپنی مصطفے خان کے قبضہ مین چھوڑی
اور اسے قلعہ چندر کوٹی مین سرحد کی محافظت کے واسطے معین کرکے حکم فرمایا کہ جب وقت فرمان واجب الاذعان
اہلکاران سرکاری کا مزین بدستخط ہوکے بیجاپور سے چندر کوٹی کی طرف بھیجین اگر مضمون اُس کا مصطفے خان کے
پسند آوے اور وہ جناب تجویز کرے مہر بادشاہ اور اپنی اُس پر ثبت کرکے دار الملک بھیجے ورنہ موقوف
اور معطل رکھے اور دوسرے سال عرض داشت مصطفے خان کی اس مضمون سے پایۂ سریر خلافت مصیر مین
پہونچی کہ قدیم الایام مین قلعہ چندر کوٹی ایک پہاڑ پر واقع ہوا تھا اُسکے منہدم ہونے کے بعد رایان بدرا ے
نے قلعہ مذکور کو دامن کوہ مین زمین مسطح پر تیار کیا اس بارہ مین دولتخواہ صلاح یہ دیکھتا ہے کہ آنحضرت تشریف لاکر
بالاے کوہ کو ملاحظہ کرین اگر معقول و پسند طبع اشرف پڑے پہاڑ پر اس قلعہ کی تیاری کا حکم صادر فرماوین وگرنہ اُس کی

کہ وہ موجود اور حاضر رہیں اُٹھنے کی طاقت اور تکلم کی قدرت نہیں رکھتے القصہ صحت عین اسی طور پر آئی اور ایسا
تھا کہ لشکر اسلام کوچ کرکے مراجعت کرے مصطفےٰ خان مانع آیا اور چوروں اور قحط کے علاج میں مصروف ہوا امرا
سرکی کو کہ کفار نیاک اور تحارع تھے ابراہیم عادل شاہ کے زمانے سے علی عادل شاہ کے عہد سعادت مہد تک صدر
امارت پر تکیہ زن تھے اور عدد اُنکے سواروں کے چھ ہزار کو پہونچے تھے مامور کیا کہ لشکر کفار کے مقابل ہو کر ایسا
تدارک کریں کہ وہ اہل اسلام کے راستوں میں سنگ راہ ہوکر مزاحمت نہ ہو سکیں اور آٹھ ہزار پیادہ جرار لشکر گاہ کے
گرد بفاصلہ ایک گز بٹھا کر حکم کیا کہ بقدر طاقت بشری لشکر کی محافظت میں قیام کریں اور اگر اتفاقاً کوئی شخص غافل ہو کر
اپنے تئیں لشکرگاہ میں پہونچا دیں جو نہیں کہ شور و غوغا برپا ہووے تم متنبہ ہو کر اُسکے سدراہ ہو اور جس شخص کو دیکھنا
کہ وہ لشکرگاہ کے حلقہ سے قدم باہر رکھتا ہے اُسے بلا توقف قتل کرنا اس سمت سے کوئی شخص رات کے وقت قدم
لشکرگاہ سے باہر رکھتا تھا اور جو کبھی چور پیادہ ہائے لشکر کو غافل کرکے لشکرگاہ میں درآتے تھے اور شور و غوغا
بلند ہوتا تھا چور بقصد فرار دوسرے باہر جاتے تھے تو پیادہ پہرہ دار اُن پر حملہ آور ہوکر تیغ سیاست سے قتل
کرتے تھے اور اس تدبیر سے چوروں کا شر بالکلیہ دفع ہوا اور لشکر کفار کے بھی صدمے سے نجات پائی اور رسد غلہ
اور تمام ضروریات لشکر باطراف و اکناف و جوانب سے جاری ہوئے اور ہر شے جو رسد نہ ہونے سے گراں تھی نہایت
ارزاں ہوئی اور ایک برس کامل اسی طرح گذرا اور پسر بلب دیر اور بھی راجاؤں سے معرکہ سخت واقع رہا اور آدمی طرفین
بہت مارے گئے اور اہل اسلام باطمینان تمام قلعہ کو محاصرہ کرکے ہر روز بلا ناغہ مجادلہ اور مقاتلہ میں مصروف ہو کر
ابواب دخول و خروج کے مسدود کرنے میں تقصیر نہ کرتے تھے اور اہل قلعہ بھی آلات آتشباری کے استعمال میں کوئی دقیقہ
نامرعی نہ چھوڑتے تھے اور کمال مردی اور مردانگی سے مدافعہ میں مشغول ہوتے تھے قضارا اسی درمیان میں پسر بلب دیر
اجل طبعی کے پہونچنے سے دوسرے عالم میں کوچ کر گیا یہ سانحہ اہل قلعہ کی دلشکنی کا موجب ہوا اور بلب وزیر جوان
کے مرنے سے نہایت محزون اور ملول ہوا اور چونکہ ایام محاصرہ نے ایک سال اور تین مہینے کا عرصہ کھینچا ذخیرہ غلہ اور باقی
کلی صرف ہوگیا تھا اس سبب سے راجے اس نواح کے جو کمک کو آئے تھے عاجز آکے صلح کیا سے متفرق ہو کر اپنے
کی طرف روانہ ہوئے اہل حصار پناہ عدالت پناہ سے جان و مال اور اہل و عیال کی امان طلب کرکے استمالت نامہ کے خواہاں
ہوئے اور آنحضرت نے اُنکی التماس قبول فرمائی اور عہدنامہ اُنکے حسب مدعا تحریر کرکے اُنکے پاس ارسال کیا اور جس وقت
اہل قلعہ قلعہ سے برآمد ہوا چاہتے تھے ازدحام عوام کے دفع کے واسطے مصطفےٰ خان مع لشکر خاصہ قلعہ کے دروازے پر ایستادہ ہو
تاکہ باطمینان تمام بلب دیر اور جمیع مردم حصار مع اسباب و اموال و اہل و عیال برآمد ہو کر کرناٹک کی طرف روانہ ہوں
اور شاہ عادل لقب مع ایک جماعت امرا اور مخصوصوں کے قلعہ میں داخل ہوا اور مؤذنوں نے بانگ محمدی بطریق
مذہب امامیہ باآواز بلند شروع کی اور اسی دن بڑے بتخانہ کو توڑکر عدالت پناہ اور مصطفےٰ خان نے ثواب اخروی کیواسطے
اپنے ہاتھ سے بقعہ مسجد کا درست کرکے پتھر زمین پر رکھے اور بعد اس فتح کے مصطفےٰ خان مراتب دیا دعادل سے سرفراز
ہو کر خلعت خاص کہ اسد خان اور کشور خان کے سوا اور کسی شخص نے پایا تھا مشرف ہوا اور بہت پرگنے اور بعضے اس

پس و پیش تاخت کرکے رسد غلہ اور آذوقہ کو یکقلم بند کرے اور تلنگنا دری لدیمراج کو عریضہ اس مضمون کا لکھکر تلنگوان
کی طرف بھیجا کہ مین ولی نعمت کی مخالفت اور عداوت سے نادم اور پشیمان ہون اور اپنے گناہ کا مقر اور معترف
ہون اس وقت کہ شاہ اسلام عازم تسخیر بیکاپور ہوا اگر وہ خداوند نعمت میرے رقوم جرائم کو اپنے صفحۂ خاطر عاطر
سے محو فرماکے بنفس نفیس اس نحیف کی امداد کے لیے قدم رنجہ فرماوین یا کسی امراے کبار کو کمک کے واسطے مامور
کرین یقین ہی دست برد سپاہ اسلام سے محفوظ اور مصئون رہونگا اور عہد کرتا ہون کہ آئندہ جادۂ اطاعت اور
فرمانبرداری مین ثابت اور راسخ ہوکر گردن طوق فرمان سے نہ پھیرونگا اور ہرسال اس قدر مال بلا عذر خزانہ مین
داخل اور واصل کرونگا تلنگنا دری نے جواب دیا کہ تیرے تمرد اور سرکشی کی شامت سے کہ تو مقربان اور معتمدان
درگاہ امراے سے تھا اکثر امراس دولتخانہ کو مخالفت اور سرکشی کا دعوی ہوا جمیع ممالک پر متصرف ہوئے ہین اور شاہان اسلام
نے کہ بلکنڈی اور چند اکری کو مجھے معاف اور مرفوع القلم کیا ہی مین خود اسکے انتظام اور بندوبست سے عاجز ہون
اور تو خوب جانتا ہی کہ زر سرخ و سفید اور جواہر زواہر کے صرف کرنے سے صلح ہوتی ہی لازم کہ بخل سے کنارہ کش ہوکر اس
بارہ مین تقصیر نہ کرے اور جو صلح کسی وجہ سے ممکن نہو لائق یہ ہی کہ جس تدبیر سے ہو سکے اطراف و جوانب کے راجاؤن
کو راضی اور مسرور کرکے ایسا کر کہ تیرے فرزند کے ساتھ متفق ہوکر وقت بیوقت مسلمانون کے لشکرگاہ کو آتش
تاخت اور غارت سے انکی زندگی تنگ کرین اور راتون کو مردمان جان نثار کو چورون کی طرح اس کے معسکر
یعنے فرودگاہ مین بھیجین کہ جس ناطق یا صامت کو پاوین زخم کٹار سے بے روح کرین اور مین نے اس مقدمہ مین
فرمان راجاؤن کے نام جو تیرے ہمسایہ ہین ترقیم کیے ہین اگر سمع قبول سے اصغا کرین اور تیری اعانت اور
مدد مین کوشش فرماوین فہو المراد گویا یہ ایک کام اپنے واسطے عمل مین لاوینگے کیونکہ یقین ہی کہ بعد برآوردہ
ہونے قلعہ بیکاپور اور قلعے بھی سہل ترین وجہ سے مسخر ارباب اسلام ہونگے اس جواب سے بلب وزیر کو یاس
اور ناامیدی تمام نے منہ دکھایا لیکن ضرورت کے باعث اپنے وارث مملکت کے فرمانے پر عمل کرکے
راے قلعہ جرہ اور چندرکوٹی اور بھی قلعہ دارون کو ساتھ اپنے متفق کیا تو ہمراہ اسکے فرزند کے بہ نہج مذکور عمل مین
لاتے اس سبب سے عدالت پناہ کی اردو مین قحط غلہ ظاہر ہوا اور ہر شب کو فریاد برپا ہوتی تھی کہ چورون نے فلان فلان
کو قتل کیا اور زیادہ کرنا کلک کہ جان کو کچھ عزیز نہین سمجھتے تھے ایک متاع محقر جانتے تھے بطمع اشیاے قلیل برہنہ ہو جاتے تھے
اور اس غرض سے کہ گرفتاری کے وقت کسیکا ہاتھ انکے بدن پر قرار نہ پکڑے روغن لغزندہ ملتے تھے اور جس جگہ
موقع پاتے تھے ڈاکہ زنون کی طرح تاخت لاکر گھوڑا اور آدمی جو کچھ انکے سامنے آتا تھا تہ تیغ کرتے تھے اسکے بعد راہ
فرار لیتے تھے اور ہر چند اردو کے لوگ انکی گرفتاری مین سعی کرتے تھے کہ انکی شر کو دفع کرین میسر نہوتا تھا اور یہ بھی
مشہور ہی کہ اس نواح کے آدمی ساحر ہین اور جسوقت خاک مسان یعنی جہان ہنود کا مرگھٹا ہوتا ہی اور مردے پھونکتے
ہین افسون پڑھکر اس خاک مسان کو جس مکان یا خیمہ مین چھڑکتے ہین اسکی تاثیر سے آدمی وہان کے مردون کی طرح
نہایت غافل سوتے ہین کہ اپنے تن بدن کا ہوش نہین رکھتے اور اگر اچانک بیدار ہو وین اور چورون کو دیکھین جبتک

اور ملاحظہ سے درپی اسکی مضبوطی اور استحکام کے ہوئے تھے ہر ایک نے ایک حصار اس حصار کے گرداگرد کھینچی تھا چنانچہ
گیارہ قلعہ ایک دوسرے کے دور میں بہم پہونچے تھے تسخیر اسکے دمدمہ کی سرنگ اور توپ سے نظر عقل میں بعید دکھلائی
دیتی تھی اور طول ایام میں اسکا محاصرہ منحصر تھا القصہ علی عادل شاہ اس قلعہ کے مفتوح ہونے سے نہایت محظوظ ہوا
اسکے بعد اور قلعوں کے تسخیر کی عزیمت کی کیونکہ ابوالحسن اور خواجہ میرک دبیر صفہانی المخاطب بہ چنگیز خان کی سعی کے
باعث مرتضےٰ نظام شاہ بحری سے سرحد میں ملاقات کی اور یہ قرار پایا کہ مرتضی نظام شاہ بحری ولایت برار پر
متصرف ہووے اور علی عادل شاہ ممالک بیجانگر سے اس مقدار کہ ولایت برار کے برابر ہووے تسخیر میں لاوے
تو باعتبار وسعت اور کشادگی ولایت ایک دوسرے پر زیادہ نہ رہے اس کے بعد عدالت پناہ نے سنہ ۹۸۱
نوسو اکاسی ہجری میں قلعہ تورکل کی استرداد کے واسطے جو قرات رام راج شقاوت سراج میں عدالت پناہ کے
کاربدہ کے قبضہ سے برآوردہ ہو کر ایک سپاہی کے تصرف میں تھا چیتی بہادر ہمت کر کے پانچ مہینے اس قلعہ کا محاصرہ
کر کے کام متحصنوں پر تنگ کیا اس دار و گیر میں توپ کلان شاہی ٹوٹ گئی اہل قلعہ اس امر کو شگون نیک
سمجھکر مسرور ہوئے اور بقائے قلعہ کی امید بہم پہونچائی علی عادل شاہ نے توپ کی شکستگی ابوالحسن کی سازش
سے تصور کر کے اُسے معزول کیا اور مصطفےٰ خان اردستانی کو جو رام راج کے قتل کے بعد عدالت پناہ کا ملازم
ہوا تھا امیر جملہ و وکیل سلطنت کر کے مہمات مملکت کلی اور جزوی ساتھ اسکے رجوع فرمایا مصطفےٰ خان نے قلعہ
کے لینے میں مساعی جمیلہ مبذول رکھکر دو مہینے کے عرصہ میں متحصنوں کو استیصال عاجز اور پریشان کیا کہ وہ خود بخود امان کے
طالب ہوئے اور جب اُنھوں نے عجز و انکسار بہت کیا اس شرط پر اُنکی درخواست قبول کی کہ ونکتی اور بسائی اور
اُسکے فرزندوں اور بھائیوں کو مقید کر کے حوالہ کریں مردم قلعہ نے اتفاق کر کے ونکتی اور اُسکے متعلقوں کو ملک
مشار الیہ کے سپرد کیا اور خود اپنے مال و اسباب اور اہل و عیال کو لیکر قلعہ سے نکل گئے عدالت پناہ نے ونکتی کو مع
متعلقین بانواع عقوبت ہلاک کیا اور قلعہ اپنے کاربدہ معتمد کے سپرد کر کے مصطفےٰ خان کی صلاح سے قلعہ دارود کے
واسطے عازم ہوا اور وہ قلعہ بھی مشاہیر قلاع کرناٹک سے ہے اور اُس عرصہ میں رام راج کے ایک امرائے کبرہ کے قبضہ
میں تھا ہر سال کچھ ہاتھی تنکناوڑی ولد تیمراج کو دیکر قوت اور شوکت بہم پہونچائی تھی اور جب عدالت پناہ نے وہان
نزول اقبال فرمایا چھ مہینے اوقات شریف اُسکے محاصرہ میں صرف فرمائے مصطفےٰ خان کی حسن سعی سے وہ قلعہ بھی بقول امان
مسخر اور مفتوح کیا اور سات مہینے وہاں توقف فرمائی اور اطراف و اکناف کو خس خاشاک مانعوں سے پاک کیا
بت پرستوں کا کھانا پانی حرام کر کے بہ کیفیت اپنا مطیع اور رام کیا اُسکے بعد بتحریر مصطفےٰ خان رایات ظفر آیات
بعزم تسخیر حصار بنکاپور جنبش میں لا کر عظمت و شوکت تمام اس طرف روانہ ہوا اور سمی لپ وزیر جو رام راج کا عملدار
تھا اُسکے مرنے پر قلعہ بنکاپور پر غلبہ پایا اور قلعہ بلسے حرہ اور جیدرکوٹی و گرو ر اور علاوہ اسکے اور بھی قلعہ اُسکے
تحت حکومت میں تھے وہ بادشاہ کی خبر توجہ لشکر مجبوری اور لاچاری سے قلعہ میں متحصن ہوا اور اپنے فرزند کو
مع ایک ہزار سوار اور دس ہزار پیادہ جنگل اور کوہستان کی طرف بھیجا کہ ہنگام فرصت آزردہ اہل اسلام کی

کے تہیہ مین مشغول ہوا لیکن وہ جماعت نہایت نامردی اور بیدلی سے یا نہایت نفاق سے کہ محمد کشور خان کی نسبت
رکھتی تھی بلا جنگ بھاگ کر متفرق ہوئی اور محمد کشور خان کو پیغام کیا چونکہ ہمین تاب حرب مرتضےٰ نظام شاہ بحری نہین
ہی ہم احمدنگر جا کر خلل پاے تخت نظام شاہیہ مین ڈالتے ہین تاکہ مرتضےٰ نظام شاہ بحری مضطرب ہو کر قلعہ دار سے
دست بردار ہووے اور ہمارے پیچھے دوڑے اور مرتضےٰ نظام شاہ اول محمد کشور خان کا دفع کرنا اور اسکے قلعہ
کی تسخیر اولیٰ جانکر اس طرف متوجہ ہوا اور محمد کشور خان نے فوج قلیل سے علم مدافعہ بلند کیا چونکہ مرتضیٰ نظام شاہ بحری
نے قسم کھائی تھی کہ جبتک مین قلعہ مفتوح نکرونگا پانون رکاب سے نہ نکالونگا اس واسطے گرد راہ سے قلعہ پر تاخت کی اور
باوجود اسکے کہ ہر مرتبہ کئی ہزار بان اور بندوق اور ضرب زن یکبارگی قلعہ سے سر ہوتے تھے کچھ آسیب اور
کسی طرح کا صدمہ اس شاہ مرتضوی خصال کو نہ پہونچا کام اہالی قلعہ پر تنگ ہوا اور اس وقت کہ بہادران مغل
نظام شاہی مردم حصار پر تیر باران کرتے تھے ناگاہ ایک تیر شست قضا سے چھوٹ کر دریچہ کی راہ سے محمد کشور خان
کے مقتل پر کہ تماشاے جنگ کرتا تھا پہونچا اسکے صدمہ سے جانبر نہوا دار البقا کا راستہ لیا اور جب
اسکے ہمراہیون نے اپنے سردار کو مقتول دیکھا عقب قلعہ کا دروازہ کھول کر راہ فرار پائی اور قلعہ ایسا سنگین
اور باسامان بسہلترین وجہ علی عادل شاہ کے قبضہ سے برآوردہ ہوا اور ماورا اسکے اور بھی پرگنے اہالیان
عادل شاہیہ کے تصرف سے نکالگئے اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی کہ اس ولتخانہ مین خطاب چنگیز خان پایا تھا
سرگروہ امراے نظام شاہی ہو کر عین الملک اور نور خان کے تعاقب اور دار و گیر کے لیے احمدنگر کی طرف روانہ ہوا چنانچہ
اس نواح مین فریقین سے مڈبھیڑ ہوئی اور جنگ نہایت سخت واقع ہوئی اور خواجہ میرک دبیر اصفہانی فتح و ظفر
سے مخصوص ہوا اور عین الملک اس بھوک پیاس مین برچھے کے پھل کھا کر اور آب دم شمشیر پی کر زیست سے
سیر ہو کر خواب مرگ مین سویا اور نور خان زندہ دستگیر ہوا پھر نصف لشکر بحال ابتر بیجاپور مین آیا اور اس سال
چشم زخم عظیم لشکر عادل شاہیہ کو پہونچا اور یہ تمام کوشش اور سعی برباد اور ضایع ہوئی اور اسی طرح سے ایکین
سنوات مین علی عادل شاہ نے بقصد استخلاص قلعہ کودہ و اخراج نصاریٰ فوج کشی کر کے بہت فوج ضایع کی
اور محروم و ناکام معاودت کی اور شاہ ابو الحسن ولد شاہ طاہر علیہ الرحمۃ کی ہدایت سے قلعہ ادونی کی تسخیر
کے واسطے عازم ہوا اور وہ ایسا قلعہ تھا کہ شاہان بہمنیہ کی کبھی کمند تسخیر اس حصن حصین کے شرفات پر نہ پڑی تھی
الغرض انکس خان کو آٹھ ہزار سوار اور پیادہ اور توپخانہ کثیر سے اس طرف رخصت کیا والی اس قلعہ کا ایک امراے
کبار رام راج سے تھا اور اسنے اسکے بعد سکہ اس مملکت کا اپنے نام سے جاری کیا تھا اور اطاعت وارث
مملکت کی نہ کرتا تھا اسکے مدافعہ مین مشغول ہوا اور چند مرتبہ اس نے انکس خان سے میدان داری کی جب مغلوب
ہوا غلہ اور آذوقہ قلعہ مین فراہم کر کے قلعہ بند ہوا اور جب ایام محاصرہ نے طول کھینچا امان طلب کر کے قلعہ
تفویض کیا اور وہ قلعہ ایک قلعہ کوہ رفیع اور وسیع پر واقع تھا جس مین چشمہ ہاے آب خوشگوار اور عمارات
سپہر اطوار بہت ہین اور شیو راے کے آبا اور اجداد مین سے جس نے جب قدم تخت بیجانگر پر رکھا شاہان اسلام کی خوف

اور تیئیس ہجری ہے اُسی سبب سے خراب اور ویران ہے اور تنگبادرہ کی اولاد نے اسکی تعمیر اور آبادی میں صلاح نہ دیکھی تو
بلدۂ تلکنده کو دار الملک اپنا کیا اور قتل رام راج کا سنہ ۹۷۲ نو سو بہتر ہجری میں واقع ہوا راقم کتاب کے والد علامہ علی
استرآبادی نے اسکے قتل کی تاریخ بطریق تعمیہ یوں موزوں فرمائی مصرع بے نہایت خوب واقع گشت قتل
رام راج جس وقت قتل رام راج سے حرف نہایت کہ جسم ہے ساقط ہووے تاریخ قتل رام راج کے اعداد اسکے
نو سو بہتر میں برآمد ہوا اور منقول ہے کہ اسی عرصہ میں حسین نظام شاہ بحری فوت ہوا اُسکا بیٹا مرتضیٰ نظام شاہ بحری
ولیعہد ہوا علی عادل شاہ فرصت وقت دیکھکر اناگندی کی طرف فوج کش ہوا اور نیت اُسکی یہ تھی کہ تمراج ولد
رام راج کی تقویت کرکے بیجانگر کی حکومت پر اختصاص دیوے اور اناگندی کو متاصل کرکے بیجانگر پر
متصرف ہووے اور تنگبادرہ نے اُس ارادہ پر واقف ہوکر مرتضیٰ نظام شاہ بحری اور اُسکی والدہ
خونزہ ہمایون کو لکھا کہ اس مملکت کو حسین نظام شاہ بحری نے مجھے بخشا تھا مگر اب علی عادل شاہ طمع اُسکے لینے کی
کرتا ہے امیدوار ہوں کہ آپ اس دستگرفتہ کے مقام حمایت میں ہوکر اس بلا سے نجات دیویں
خونزہ ہمایون ملا عنایت اللہ کی صلاح سے مرتضیٰ نظام شاہ بحری کو ہمراہ لیکر بیجاپور کی طرف مع لشکر متوجہ ہوئی اور وہاں
پہونچکر محاصرہ کیا علی عادل شاہ ناچار اناگندی سے پلٹ کر بیجاپور آیا اور اُس بلدہ کے باہر باہم چند
مرتبہ جنگ واقع ہوئی مرتضیٰ نظام شاہ بحری احمد نگر گیا اور دوسرے برس کہ سنہ ۹۷۴ نو سو چوہتر ہجری تھے
خونزہ ہمایون کی التماس کے بموجب علی عادل شاہ نے نظام شاہ کے ساتھ متحد ہوکر لشکر ولایت برار پر کھینچا
اور اُس حصہ کو خراب کرکے موسم برسات میں بیجاپور کی طرف معاودت فرمائی اور اُس شہر میں ایک قلعہ گچ اور
پتھر سے بنا کیا اور محمد کشور خان کے اہتمام سے تین برس کے عرصہ میں تیار ہوا اور چونکہ خونزہ ہمایون کی حکومت
اور اُسکے بھائیوں کی بے اعتدالی سے رونق بارہ نظام شاہیہ برطرف ہوئی تھی علی عادل شاہ کو تسخیر بعضے ممالک
نظام شاہیہ کی ہوس دماغ میں جاگزیں ہوئی محمد کشور خان کو عہدہ اسد خان لاری اور وہ علم کہ جس پر شیر تیرہ کی
صورت منقش تھی عنایت فرمایا اور سنہ ۹۷۶ نو سو چھہتر ہجری میں بیس ہزار سوار لیکر سرحد نظام شاہیہ کی طرف تعین
فرمایا اور محمد کشور خان اپنے کوکب بخت کو اوج میں دیکھکر بعضے پرگنات سرحد قصبہ گنج تک کہ قریب پرگنہ ملیسر کے
متصرف ہوا اور امرائے نظام شاہی کو کہ اُسکے مدافعہ کے واسطے آئے تھے قلعہ مذکور میں شکست دیکر متفرق کیا اور
اس مقام میں پرگنات کے انتظام کے واسطے قلعہ نہایت سنگین بنا کیا اور وہ قلعہ تھوڑے عرصہ میں اتمام کو پہونچا
اور اُسکا دارور رکھا اور محمد کشور خان نے اس حصار کو توپ اور ضرب زن اور بان اور بندوق سے آراستہ کیا پھر دو
برس کا محصول اس مملکت سے تحصیل کرکے دیگر قلاع اور قطاع کے تسخیر کی عزیمت کی کہ ناگاہ مرتضیٰ نظام شاہ بحری
ان کے غلبہ کی طرف سے خاطر جمع کرکے سنہ ۹۸۰ نو سو اسی ہجری میں اُسکی مضرت دفع کرنے میں متوجہ ہوا اور
محمد کشور خان نے اس بادشاہ کے مقاومت پر بہت مصروف کرکے سعی اور بارہ قلعہ کو آلات وادوات استواری
سے مستحکم کیا اور باتفاق عین الملک اور انکس خان اور نور خان کہ علی عادل شاہ نے اُسکی مدد کو بھیجا تھا ساتھ جنگ

باری کی شکر گذاری مین جبین مہر فرسا زمین نیاز پر گھسی اور فرمان واجب الاذعان صادر ہوئے کہ فیل کے سوا
جو شے جسکے ہاتھ آئی ہو وہ اُسکا مالک و مختار ہی کوئی اُس سے مطالبہ نہ کرے اور منشیان بلاغت نشان نے کہ عندلیب
خامہ جنکا ترانہ سنج گلزار فصاحت اور زبان کلک مشکبار مثل منقار طوطی بلاغت تھی فتحنامے تحریر کرکے قاصدان
قمر سیر کے ہاتھ اطراف واکناف مین روانہ کیے **ابیات** بپرداخت منشی صاحب ہنر + لیسے نامہ درباب فتح وظفر
برانگیخت یکران کلک وبیر + ز میدان کافور گرد عبیر + رقم زد بسے داستان شریف + بخط لطیف و اداى ظریف +
پھر بیجانگر کے حوالی مین جاکر عمارات عالیہ اور بناہاے رفیعہ اور تبخانے اور کاشانے مسمار کرکے اُنکا نشان باقی
نرکھا اور بہت سے شہر اور قریہ ویران کیے اُسکے بعد تنگنا ڈری برادر رام راج نے جو معرکہ سے جان سلامت
لیکر کسی گوشہ محفوظ مین پوشیدہ ہوا تھا ایلچی بھیجکر اور باب فتنہ بند کرکے ابواب تضرع و زاری
مفتوح کرکے تمام قلعہ اور ریاست عادل شاہیہ اور قطب شاہیہ واپس دیکر جس طور سے ممکن ہوسکا
نظام شاہ بحری کو راضی اور خوش کیا اس وقت شاہون نے ہاتھ اُس سے کوتاہ کرکے ہمعنان فتح و نصرت ہوکر
اپنی مسند دولت کی طرف معاودت فرمائی اور اس وقت تمراج پسر رام راج کہ شکست کے وقت علی عادل شاہ
کے پاس پناہ لایا تھا عرض پیرا ہوا کہ تنگنا ڈری قوی ہوکر رام راج کا جانشین ہوا ہی اور جو کہ تمام اُمرا اُس سے
گردیدہ ہوتے ہین لہذا عرض گزار ہون کہ خیر سگال کو بھی اپنے ملازمین کے سلک مین منتظم کرکے قلعہ اناکندی کو
مع مضافات اُسکے عنایت فرماوین عدالت پناہ نے اُسکے حال پر نظر توجہات مبذول فرما کر اُسے اپنا نور چشم
اور فرزند کہا اور اُسکی تسلی خاطر مین کوشش جمیلہ کرکے اُسی عرصہ مین چتر اور اثاثہ سلطنت کہ لازمہ رایان بیجانگر
ہی اُسے مرحمت فرما کر اناکندی کی طرف روانہ کیا اور تنگنا ڈری کو لکھا کہ تمراج ہماری طرف سے اس طرف متوجہ ہوا
ہی لازم کہ حکومت اناکندی ساتھ اُسکے رجوع کرکے مزاحم اُسکے حال سے نہووے اور تنگنا ڈری جو مجال تجاوز
حکم والا کی نرکھتا تھا اناکندی اپنے برادر کے حوالہ کرکے خود جمیع بلاد کرناٹک کی حکومت مین مشغول ہوا چنانچہ اس تاریخ
سے اب تک ریاست اناکندی تمراج کے خاندان مین اور حکومت بلاد دیگر تنگنا ڈری کے اولاد کے متعلق ہی
اور جو کہ تھوڑی ولایت اُنکے تصرف مین ہی دونون کے ایام حیات صعوبت اور فلاکت مین گذرتے ہین اور باقی معظم
ولایت کرناٹک طولاً و عرضاً سیت بندرامیشر تک کے قلعجات و پرگنات وصوبجات کو امراے دولتاین سے
جسکے جو ہاتھ آیا اپنے پنجہ تغلب مین لے کر رایت استقلال بلند کیا ہی اور طوائف الملوکی ہوکر کوئی کسی کی فرمانبرداری
نہین کرتا اسی سبب سے بعد از حرب مذکور پھر دوبارہ اسلامیون کو اُنکی مزاحمت کا خطرہ نہوا اور علی عادل شاہ
نے توفیق پاکر قلعہ بیکاپور کو کہ عہد سلاطین بہمنیہ مین بھی مسلمانون کے ہاتھ سے مفتوح اور مسخر ہوا تھا مع حصار
چندرکوٹی اواخر عہد مین فتح کیا اور قلعہ ادونی کو کہ سلاطین بہمنیہ اُسکے فتح کی تمنا قبر مین لے گئے تدبیر اور
حکمت کے ساتھ اپنے قبض و تصرف مین در لایا اور دیگر ممالک مین سے جو کچھ مفتوح ہوئے تفصیل اُسکی کلک
سخن گذار کی ہمدمی سے اس صحیفہ کے واقعات مین مندرج ہوگی اور بلدہ بیجانگر اس زمانہ تک کہ سنہ ۱۰۲۳ ایکہزار

جسکا نام میاں ملک تھا پیسون سے پھر کر مارو اور متعاقب اُنکے خود بقصد شہادت گرم عنان ہوا اور متواتر
رام راج کی فوج خاصہ پر حملہ کر کے اُسکے سلک جمعیت کو متفرق کیا چنانچہ رام راج کہ سن اُسکا اسّی برس کا
تھا سراسیمہ اور بدحواس ہو کر پھر سنگاسن میں جا بیٹھا اور اس درمیان میں ایک ہاتھی مست فیلان
نظام شاہی سے جو غلام علی نام رکھتا تھا رام راج کی سنگاسن کے قریب پہونچا اور ایک جماعت کو پامال کیا
اور کہار سنگاسن کو مع رام راج زمین پر پھینک کر بدحواس بھاگے اور چونکہ جنگ مغلوبہ تھی ہر شخص اپنے حال میں
مبتلا تھا کسی نے اُسکی طرف التفات نہ کی اور رام راج کا ایک برہمن جو سالہائے دراز سے اُسکا نمکخوار تھا
سنگاسن کے پاس رہا اس وقت فیلبان کی نظر جو اُس مست ہاتھی پر سوار تھا رام راج کے سنگاسن پر جا پڑی اُسے اُسکی
طمع سے ہاتھی اس طرف بڑھایا اور وہ برہمن کہ رام راج کی خدمت میں تھا گمان لیگیا کہ یہ فیل مست سنگاسن
اٹھا لیجانیکا قصد رکھتا ہے اسواسطے از روے عجز و انکسار پیش آیا اور بزبان عجز فریاد کی کہ یہ رام راج ہے گھوڑا اُسکی سواری
کے واسطے لاکر یہ تحفہ اپنے عظیم الشان کر لے گا فیلبان نے جب نام رام راج کا سنا سنگاسن مع جمع سے قطع نظر کر کے ہاتھی کی
سونڈ سے اُسکو بہر مقصود کو دستیاب کیا اور بعجلت تمام رومی خاں کے پاس جو توپخانہ نظام شاہیہ کا سرگروہ تھا پہونچایا
اور رومی خاں نے بلا توقف اُسے حسین نظام شاہ کی خدمت میں حاضر کیا اس تاجدار نے تیغ بیدریغ سے
فوراً اُسکا سر تن سے جدا کر کے نیزے پر چڑھایا کفار بھی مگر کو جو قتل ہونا رام راج کا محقق ہوا امیدہ گریبان و دل
بریان راہ ہزیمت اپنائی **ابیات** سر کشتہ را چون زر ریک شاہ + برد بد بر سرہ تار رہگاہ + ہزبران لشکر
پس آن دلیر + ہمہ حملہ کردند چون نرہ شیر + سپہ دشمن یا اندر افتاد باک + فگندند بکسر تن اندر بخاک + کلاہ و کمرہا
بینداختند + خروشیدن و مویہ بپرداختند + فگندند منجوق و کوس سیہ + گریزان برفتند بر چون و گرد + بہادران اسلام نے
کفار کے لشکر ہزیمت خوردہ کا پیچھا کیا اور تیغ یمانی سے اسقدر مشرکون کی سر افشانی کی کہ ان تیرہ بختوں کے
خون سے زمین نے رنگ لعل رمانی قبول کیا اور بروایت مشہور عدد کشتون کے تین لاکھ پہونچے تھے اور بقول صحیح
لاکھ کا ور کے قریب اہل معرکہ اور تعاقب کے وقت تہ تیغ ہو کر قتل ہوئے چنانچہ مقام جنگ سے ملدہ انا گندی تک
جو اس کوس بیجانگر سے ہے جا بجا لاشیں پڑی تھیں دامن صحرا کفار کے جسد سے ملوث تھا اور مال وافر اور خزانہ
بیشمار زر و جواہر اور تیغین یمانی اور کمانیں دمشقی اور زرہ چلی اور اسپ و شتر اور خیمہ و خرگاہ اور کنیز و غلام اسقدر
غنیمت عساکر نصرت مآثر کے ہاتھ آئے کہ بحر و کان کے مانند مستغنی اور بے نیاز ہوئے دولت اسلام بڑھی
اور شوکت کفار گھٹی **ابیات** سر سروسار بدرہ و تاج و تخت + بکیدان کدان بر تو اسد سخت + جواہر جہان کرآن
بلو سیر + در آرد با انگشت یا در ضمیر + بلورین طبقہا و خوانہائے لعل + طرائف کشا سرالسر سود لعل + ہمہ تازی
اسپان ماریں بزر + غلامان موزون زرین کمر + نورد ملوکانہ بیش از شمار + شتر بار زرینہ بیش از ہزار + وگر حسنی
کیا شد عجیب + وزو مجران وہانہ یابد نصیب + سلاح و سلب را قیاسے نبود + بدیر ندہ را رو سپاسے نبود +
غنی گشت لشکر زبس خواستہ + سراسر سپہ گشت آراستہ + اور سلاطین دین پناہ اسلام نے حضرت

نہ کیا اور فرمایا لڑکون کے کھیل مین گھوڑے کی سواری کی احتیاج نہین ہر ابھی یہ جماعت بھاگ کھڑی ہوگی
الغرض دونون طرف کے بہادر ایک اہل خیر اور دوسرے اہل شر تیغ و تبر و نیزہ سے ایک دوسرے کو ہلاک کرنے
لگے کبھی غازی تیغ یمانی سے کفار کی سر افشانی کرتے تھے اور گاہے مشرک سنان اژدہا نشان سے شرایط جانستانی
بجالاتے تھے اور نہایت جاہلیت سے جھنڈے جسارت کے بلند کرکے تیغ زہر آلود سے لوازم خونخواری
وقوع مین پہونچاتے تھے **ابیات** بجنبش درآمد دو لشکر چو کوہ * کزین جنبش آمد زمین را ستوہ
برآمد ز تاب دو لشکر خروش * رسید آسمان را قیامت بگوش * بجنبش درآمد دو دریاے خون * شد از
موج آتش زمین لالہ گون * زمین گو بساط بد آراستہ * غبارے شد از جاے برخاستہ * ز لبس تیر باران
گہر آبدار بجوش * فگند ابر بارانی خون ز دوش * ز مرشان چو بین فولاد دوم * شدہ راہ بر ماہ و خورشید گم * ز منقار پولاد پران
خدنگ * گرہ بستہ خون در دل خارہ سنگ * کمان کج ابرو ز مژگان تیر * ز پستان جوشن برآورد شیر * چو ہندوے
بازیگر گرم خیز * معانق زبان تیغ ہندی تیز * بیجانگر کے پیادے صفوف کے آگے ایستادہ ہوکر جا بجا [illegible] کے طائر
روح کے شکار کے واسطے تخمیناً پچاس ہزار بان اور بندوق اور توپ اور ضرب زن ہر مرتبہ سر کرتے تھے اور سوار
اُن کے جو اکثر گروہ راجپوتوں سے تھے تیغ ہندی غلاف سیاہی سے برآوردہ کرکے اور سپر بہادری کی سر پر
کھینچکر حملہ ہاے مردانہ کرتے تھے آخر کو یہ نوبت پہونچائی کہ قریب تھا چشم زخم لشکر اسلام کو پہونچے کہ دفعتہ رام راج
بادشاہ غیور نظام شاہ کے مساعی جمیلہ اور ثبات قدم کی برکت سے ایک فرد نظام شاہیہ کے ہاتھ مین گرفتار ہوا شرح
اسکی اسطور سے ہوا کہ ناگاہ رام راج نے جب جنگ مسلمانون کی اپنے تصور خیالی کے برخلاف مشاہدہ کی گھبراکر سنگاسن
سے اترآیا اور کرسی مربع پر بیٹھکر شامیانہ مخمل سرخ و زر دوزی کہ جس مین چارون طرف بند مروارید ناسفتہ اور
گیند طلائی عنبر آگین نصب کیے تھے مرتفع کیے اور حکم کیا کہ دو جانب اُسکے زر سرخ و سفید اور اشیاے مرصع اور
مروارید ڈھیر ہوا اور اثناے جنگ مین جو وقت تنگ تھا زر سیر اور پیمانہ اور ترازو مین ناپ کر امرا اور رؤسا پر قسمت
کرکے یہ بشارت دی کہ جو شخص آثار شجاعت اور مردانگی ظہور مین پہونچاکر مظفر اور منصور میرے پاس آوے اُسکو
طباق طلا اور ڈبیے اقسام جواہر سے مملو عنایت کرکے سرفراز اور ممتاز فرماؤنگا اس بشارت کے سنتے ہی حضرات دکن
نہایت محظوظ اور خوش وقت ہوئے تمراج اور تنگنا دری اور تمام امراے کفار دوبارہ متفق ہوکر ایکبارگی افواج اسلام پر
حملہ آور ہوئے اور اس مرتبہ مقدمہ اور میمنہ اور میسرہ اسلامیون کے متفرق اور پریشان ہوئے ہنگامہ قیامت کا
ظاہر ہوا اور سلاطین اسلام فتح سے مایوس اور مشوش ہوئے لیکن حق سبحانہ تعالی نے حسین نظام شاہ بحری کے
دل مین صبر عطا کیا اور اُس نے پاے ثبات زمین کین مین گاڑ دیا باوجود اسکے کہ اسکے بھی یمین و یسار مین کوئی نہ رہا تھا
اور کفار سر ایکبار ہزار ہا بان اور تفنگ اور تیر چپ و راست سے سر کرکے بڑھ آئے تھے اصلا تزلزل کو اپنے
دل مین راہ نہ دے کر اپنے مقام سے جنبش نہ کی اور جو بعضے امراے شکستہ اور محمد کشور خان کہ مقدمہ لشکر عادلشاہی تھے
نشان اُسکا اپنے مقام پر برپا دیکھکر اُسکی خدمت مین حاضر ہوئے اور حسین نظام شاہ بحری نے حکم دیا کہ توپ

کی بین شاہان اسلام نے عبور کے بارہ میں انجمن ترتیب دی اور ایسے غواص عقل کو بھی بحر اندیشہ میں غوطہ زن کر کے یہ گوہر خیالی دستیاب کیا یعنی یہ تجویز ہوئی کہ ایک گھاٹ کی دستیابی کا آوازہ مشہور کر کے اس مقام سے دو تین کوچ پے در پے کریں اور جب کفار دریا سے کنارا کر سد راہ ہونے کے واسطے کوچ کریں سلاطین اسلام اس گھاٹ کی عزیمت کہ جسکے واسطے سفت فرمائی ہر چند فسخ کر کے بعجلت تمام مثل سحاب معاودت کر کے اس گھاٹ سے جہاں سے کوچ کیا تھا عبور کریں اور میدان جنگ کی طرف روانہ ہو دیں خلاصہ یہ کہ بطریق مذکور تین کوچ متواتر کر کے ساحل آب طے کیا کفار اس توہم سے کہ مبادا دشمن دوسرے گھاٹ سے عبور کرے اس مقام سے سرعت کر کے بسرعت تمام دریا کے اس طرف اسلامیوں کے مقابل روانہ ہوتے اور چونکہ ارادہ ازلی اور مشیت لم یزلی راملراج کی زوال دولت سے متعلق تھی شرائط حزم و احتیاط ہاتھ سے دیکر ایک جماعت کو اس گھاٹ کی ضبط کے واسطے مقرر کیا اور شاہان اسلام نے بھی تیر تدبیر کو ہدف مراد پر دیکھکر بخیال مراجعت گھاٹ اصلی کی طرف معطف کی اور بطور تاخت تیس سو کی راہ ایک روز میں طے کی اور ابھی لشکر رام راج وہاں نہ پہونچا تھا کہ انھوں نے بامید برادری باری ایک جماعت قلیل ہمراہ لے کر نہر کشنہ سے عبور کیا اور اسکے بعد تمام لشکر اسلام انکے پیچھے پہونچا اور دوسرے دن علی الصباح راملراج کی طرف کیا پانچ کوس پر تھا روانہ ہو کر منزل کیا اور اس تدبیر سے اگرچہ خوف کفار کے دلوں پر غالب ہوا تھا مگر کچھ لالچ نہ رکھتے تھے تمام رات اپنی افواج کو آراستہ اور مسلح کر کے اردو کے آگے ایستادہ کیا اور شاہان اسلام نے دوسرے دن نقارہ امام کا علم برپا کر کے صفہائے باصفا کی آراستگی میں مشغول ہوئے میمنہ پر علی عادل شاہ اور میسرہ پر علی برید اور ابراہیم قطب شاہ اور قلب میں حسین نظام شاہ بحری نے قیام کیا اور انہوں نے آتشباری کی زنجیروں سے استوار ہوئے اور پیلان مست جو جنگ میں ہوشیار تھے حسب قاعدے اور دستور سے ایستادہ کیے اور متوکلاً علی اللہ اکبر اور متوسلا بالنبی خیر البشر والائمہ الاثنا عشر اس ہیئت اور ہیبت سے کہ زہرہ فلک آنکے دیکھنے سے آب ہوتا تھا اور بہرام خون آشام اضطراب میں بوٹتا تھا سپاہ اعدا کی طرف روانہ ہوئے صدائے طبل جنگی اور آواز کرنا اور نگی اور غریو کوس وکوسکے سے غلغلہ گنبد گردوں میں ڈالا **ابیات** ز غریدن کوس قالب تہی + برآمد بسر موے را فربہی + ریس بیتر آوازی نائے زر + بگوش صدف سفتی شد گہر + بہ گفتی ار یک دگر میدرید + سرا فیل صور قیامت دمید + اور دوسری طرف رامراج بیجانگری سران سپاہ کو بلا کر بانواع عنایات و شفقت پیش آیا تو خانہ کا دروازہ کھلوا کر ہتھیار خیل و حشم پر تقسیم کیے اور لشکر کی آراستگی میں مصروف ہوا میمنہ ترلراج کے سپرد کر کے ابراہیم قطب شاہ کے مقابل ایستادہ کیا اور میسرہ تنگماودری کے تفویض کر کے علی عادل شاہ کے مواجہہ میں مقرر فرمایا اور خود قلب میں قرار پکڑا اور نظام شاہ بحری کا مقابلہ اختیار کیا دو ہزار ہاتھی اور ایک ہزار آرابہ توپخانہ حسب قاعدہ اور ترتیب کے ساتھ لگا رکھا اور جس وقت کہ شہسوار عمار فلک نے قدم دائرہ نصف النہار میں رکھا یعنی آفتاب وسط آسمان میں آیا رامراے بیجانگر سنگاسن مرصع میں بیٹھکر میدان حالستان کی طرف روانہ ہوا ہر چند اس کے مقربوں نے گھوڑے پر سوار ہونے کے واسطے عرض کی نہایت نخوت و غرور سے قبول

بخلعت ہر گونہ اور مقاصد و مطالب کی آرایش پاکر دامان آرزومندون کے حجلۂ خاطر مین عروس مقاصد کنار مین آئے

ابیات فرو ریخت چون قطرہ زابر بہار + زر و گوہر و لولو شاہوار + زبس گوہر و زر کہ افشاندہ شد . + ز بر چیدنش دستہا ماندہ شد + اور جب سامان مہر بانی آن دو ہمبدہ مین انجام کو پہونچا چاند بی بی سلطانہ بیت الشرف بیجاپور مین داخل ہوئین قران السعدین حاصل ہوا اور ہدیہ سلطانہ نے ساحت احمد نگر کو ساتھ نور موفور السرور اپنے کے منور کیا قران زہرہ اور مشتری ہوا بعدہ علی عادل شاہ استرداد پرگنہ انبکر اور باکری اور استخلاص قلعہ رایچور اور مدگل کی فکر مین ہوا اور ایلچی رام راج کے پاس بھیجکر محال مذکور طلب کیے رام راج نے ایلچی سے درشتی کی اور اسے دربار سے نکال دیا اور علی عادل شاہ نے اُس کافر مغرور کے استیصال مین کوشش فرمائی اور حسین نظام شاہ بحری اور ابراہیم قطب شاہ اور علی برید کے **اتفاق** سے نشان عزیمت جہاد بلند کیا چنانچہ سنہ ۹۷۲ نوسو بہتر ہجری مین بحسب وعدہ بیجاپور کے حوالی مین چارون بادشاہون نے آپس مین ملاقات کی اور ۲۰ جمادی الاول سنہ مذکور مین گیسوے رایات فتح آیت کو دست توفیق سے شانۂ ظفر کرکے اور روے نصرت آئینہ شمشیر مین بشاشگی تخت بلند مشاہدہ فرماکر باتفاق اس مقام سے کوچ کیا **ابیات** سران سپہ رایت افراشتند + روا رو بعالم در انداختند + ز لشکر کہ عرصش بفرسنگ بود + بیابان بنخچیر بر تنگ بود + ہمہ روے صحرا شدہ نوبہار + ز رنگین علمہاے گوہر نگار + اور بعد طی مراحل اور قطع منازل جب بالگوتہ مین جو لب دریاے کشنہ واقع ہے محل نزول لشکر اسلامیون کا ہوا چونکہ وہ حدود علی عادل شاہ سے تعلق رکھتے تھے آنحضرت یعنے عادل شاہ مجدداً ان دونون بادشاہون کا میزبان ہوکر دلداری کی اور ضیافت اور ساز و سامان کی مددگاری کی اور جمیع ممالک محروسہ مین فرامین صادر فرمائے کہ ضروریات سفر لشکرگاہ مین برابر لگاتار لاتے رہین کہ اہل لشکر کسی شی کی تکلیف نہ کھینچین اور جب راے بیجانگر اتفاق سلاطین نامدار اور توجہ لشکر نصرت اثر سے آگاہ ہوا کسی طور کا ہراس اور حرف فروتنی کا زبان پر نہ لایا بلکہ انکی جنگ لڑکون کا کھیل اور سہل ترین امور سمجھکر اول اپنے چھوٹے بھائی تمراج کو بیس ہزار سوار اور پانسو فیل اور ایک لاکھ پیادہ جرار سے بجلدی تمام بھیجا کہ آب کشنہ کے کنارے جاکر راہ عبور یعنے گھاٹ مسدود کرے اور اُسکے بعد اپنے منجھلے بھائی تنگنادری کو بہ حشمت و شوکت تمام رخصت کیا جب انھون نے لب آب پر قابض ہوکر ممانعت عبور اہل اسلام کرلی تب رام راج خود بھی اطراف کے راجاؤن کو ہمراہ لے کر مع لشکر کثیر و جم غفیر مثل اژدہاے آتش فشان و سیلاب دریاے جوشان **بیت** گرائید عفریت آشوبناک + شتابندہ چون اژدہا بر ہلاک + روانہ ہوا اور نہر کشنہ کے کنارے فروکش ہوا اور جب کفار بیجانگر نے جس مقام مین کہ راہ عبور ہو ہر در جنود اسلام متصور اور ممکن تھی اس طریق سے بند کردی کہ عقل دور اندیش اندیشۂ عبور سے عاجز تھی تو شاہان اسلام نے ایک جماعت کو تعین کیا کہ بالاے آب تیس چالیس کوس تک جاکر گھاٹ تلاش کرین اور اس جماعت نے بعد تجسس بسیار عرض کی کہ اس دریا کے گھاٹ دو تین مقام مین واقع ہین مگر جو گھاٹ کہ وہان کا پانی پایاب اور بہت کم ہے اور ارابہ و لشکر سہل ترین وجہ سے عبور کرسکتا ہے وہی گھاٹ تھا جسکے مقابل کفار نے قبضہ کرکے ایک دیوار بطور دمدمہ کھینچی ہے اور قسم قسم کی توپ اور ضرب زن اُس پر نصب

بدون اتفاق شاہان اسلام دکن متعذر ہے کس واسطے کہ رام راج مرد لشکر دار اور وفور حشم مین اتصاف اور اختصاص
رکھتا ہے اور زر حاصل اسکی مملکت کا کہ ساٹھ بندر اور بہت قلعون اور بلاد پر ہے بارہ کروڑ ہون تخمیناً خزانہ عامرہ مین
داخل ہوتا ہے اور صولت اور سطوت اسکی تمام دلون مین سمائی ہے ایسے شخص سے تنہا مجادلہ کرنا ضرر کے سوا نفع نبخشیگا
لازم ہے کہ حسین نظام شاہ بحری کو اپنا موافق کریں اور بساط خصومت درمیان سے لپیٹین علی عادل شاہ نے
زبان اہل راے کی تحسین و آفرین مین گویا کی اور محمد کشور خان کو اس امر مین مختار کیا اور اسسے پہلے ایک ایلچی
علی عادل شاہ کی طرف سے ابراہیم قطب شاہ کے پاس بھیجکر اظہار مافی الضمیر کیا اور وہ بھی کفار بیجانگر کے ہاتھ سے
نہایت رنجیدہ تھا متعہد ہوا کہ درمیان علی عادل شاہ اور حسین نظام شاہ کے متوسط ہو کر آپس مین دوستی یکرنگ پیدا
کرا دیگا اور قلعہ شولاپور کو کہ موجب نزاع ہے جس تدبیر سے علی عادل شاہ کے متعلق کریگا پھر مصطفی خان اردستانی کو کہ
سید صحیح النسب اور امیر وتجربہ کار رکن اعظم تھا بیجاپور کی طرف بھیجا کہ اگر علی عادل شاہ اس بارہ مین جو پیغام کیا ہے پورا
مستعد ہو تو وہان سے احمد نگر جاکر تمہید مقدمات دوستی مین مشغول ہووے چنانچہ مصطفی خان اردستانی علی عادل شاہ کے
دربار مین حاضر ہو کر ملازمت سے شرفیاب ہوا اور جواب سے مسرور اور مجدد یکھا احمد نگر کی طرف روانہ ہوا اور حسین نظام شاہ
بحری سے ملتمس ہوا کہ شاہان بہمنیہ کے عہد مین تمام عرصۂ دکن جولانگاہ سمند ایک دولتمند تھا کبھی اہل اسلام غالب ہوتے
تھے اور کبھی کفار بیجانگر استیلا پاتے تھے اکثر سلاطین بہمنیہ بساط منازعت لقائی چن کر ساتھ اُس جماعت
کے مواسا اور مدارا کرتے تھے اب کہ ولایت دکن چند آدمیون پر منقسم ہوئی ہے طریق عقل وہ ہے کہ سلاطین اسلام
متحد ہو کر طریق موافقت اور اتحاد جاری رکھیں تو ساحت سلطنت دشمن قوی کے آسیب سے محفوظ رہے اور
دست تطاول اور غلبہ راے بیجانگر کا کہ جمیع راجہاے کرناٹک اُس کے مطیع اور فرمانبردار ہین دامن ممالک
اسلام سے کوتاہ ہووے اور رعیت کہ ودائع بدائع خالق ہے رام راج کی شر سے کہ نہایت قوی اور دلیر ہے
اور اس ولایت مین مکرر آکر نہایت جری ہوا ہے محفوظ رہے اور مسلمانون کے مکانون کو اس سے زیادہ تر
نشیمن گاہ کفار نکرنا چاہیے حسین نظام شاہ بحری سید معزی الیہ کی راست گوئی سے نہایت محظوظ ہوا
اور اسکی راے پسندیدہ پر شادمان ہوا اور سید معزی الیہ نے باتفاق قاسم بیگ حکیم تبریزی اور ملا عنایت اللہ
قایی کہ اعیان احمد نگر سے تھے حرف وصلت اور خویشی مذکور کر کے یہ بات مقرر کیا کہ حسین نظام شاہ بحری اپنی صبیہ چاند بی بی
سلطانہ کو علی عادل شاہ کے عقد ازدواج مین دیدیوے اور قلعہ شولاپور اُس کے سپرد کرے اور علی عادل شاہ
اپنی ہمشیرہ ہدیہ سلطانہ کو شہزادہ مرتضی بڑے بیٹے نظام شاہ بحری سے منعقد کر کے بساط یکجہتی بچھاوے اُس وقت
تینون بادشاہ مسلمان رام راج کے استیصال کے سر پر فوج کش ہوون اور توفیق جبار رشید الانتقام اُسسے
سد عجب و تکبر سے آکارین اور ملا عنایت اللہ قایی نے ہمراہ مصطفی خان اردستانی رسم رسالت بیجاپور مین لاکر
عہد و پیمان کو سوگند ہاے مغلظہ موکد اور مشید کیا اور ایک تاریخ مین دونون طرف سے جشن اور شادی کا فرش
مفروش ہوا اور احمد نگر تک باآئین تکلفات آئینہ بند کیا اور اُس جشن دلکشا مین قامت آرزوے ہر کامجوی نے

اٹھی بر سر عنایت ہوتا تھا اُنسے ملاقات کرتا تھا اور بخلاف عادت اجازت بیٹھنے کی ندیتا تھا اور جب کبھی سوار ہوتا تھا گھوڑے کو تازیانہ تکبر اور تجبر مار کر انھیں ہمراہ رکاب پیادہ پا اور دلی مین دوڑاتا تھا اور بعد انتظار بسیار حکم سواری دیتا تھا اور ماوراے اسکے جب دوسری مرتبہ احمد نگر سے کوچ کر کے نلدرک کی طرف متوجہ ہوئے تو اُسکے خواص و عام اُردو کے مسلمانون سے بمزاح و تمسخر پیش آتے تھے اور استہزا کر کے بنظر حقارت دیکھتے تھے اور جب سمندرہ کے اطراف مین پہونچا از راہ نفسانیت ممالک عادل شاہیہ اور قطب شاہیہ کو کر لینے کی نیت کر کے تنگنا دری دو مع لشکر گیا بکر محاسب وہم اور تخمینی گمان جسکے حصر و احصار سے عاجز تھے دونون بادشاہ کی ولایت تسخیر کرنے کے واسطے مامور کیا اور یہ دونون بادشاہ اس وقت نظام شاہ کو دشمن جانتے تھے اور طاقت تنگنا دری کے مقاومت کی نرکھتے تھے ناچار ہو کر ہر ایک نے کچھ اپنی ولایت سے اُسے نذر کر کے نہایت فروتنی سے صلح کی چنانچہ علی عادل شاہ نے ولایت اتنکر اور باکری کو دیکر صلح کی اور ابراہیم قطب شاہ نے قلعہ کوبل کندہ اور پانکل اور دکتور تنگنا دری کے سپرد کر کے اس حیلہ سے اپنی تمام ولایت محفوظ رکھی اور جب رام راج نے شاہان اسلام پر تفوق اور غلبہ جیسا کہ چاہیے بہم پہونچایا تھا دلیپائی نے قلعہ پورکل موسوم پونکتی مین اعلام حرامخواری اور بغاوت بلند کیے اور چونکہ مکان اُسکا قلعہ مین تھا مہمانی اور جشن کے بہانہ ایک جماعت کثیر اپنے اعوان و انصار کو اس مین لیجا کر اس جماعت کی حمایت سے اور بعضی فوج قلعہ کے موافقت سے تھانہ دار کو قتل کیا اور قلعہ پر متصرف ہوا اور عدالت پناہ نے بیجانگر کے قریب ہو جوار اور رام راج کے توہم کے سبب استرداد اور استخلاص اس حصار کا معرض توقف اور التوا مین ڈالکر سکوت اختیار کیا اور دوسرے سال جب قصبہ نورکل مین قلعہ شاہ درک المشہور بہ نلدرک کہ گچ و سنگ سے نہایت مستحکم اور برج و بارہ اسکا مثل عروج اقبال خسروان عالی مقدار سر باوج فلک کھینچے ہوئے تھا اور گہرائی اسکے خندق کی خردمندون کے اندیشہ و وقت اندیشہ کے مانند گاؤ و ماہی ارض کے قریب پہونچی تھی پورا تیار ہو گیا تو شہریار عدالت آئین عازم انتقام ہو کر بمقتضاے آیۂ کریمہ الذین ہاجروا و جاہدوا فی سبیل اللہ باموالہم و انفسہم اعظم درجۃ عند اللہ تمام ہمت اپنی جہاد کفار بیجانگر پر مصروف فرمائی اور ارکان دولت اور اعیان مملکت کو بلا کر بر طبق و شاورہم فی الامر انجمن مشورہ کی منعقد کی

ابیات

خدیو جہانگیر لشکر شکن ٭ پئے مشورت ساخت یک انجمن ٭ ز درج سخن بر ہنر بخردان ٭ بدرستا در زبان شد جواہر فشان ٭ سخن راند زاندازہ کار خویش ٭ ز فیروزی خویش و پیکار خویش ٭ کہ تا چند بدخواہ ناحمید ٭ شتابد سوئیم چون بمقصد امید ٭ بہ بنیم تدبیر این کار چیست ٭ کہ بر کار بفکر باید گریست ٭ الغرض خردمندان صاحب راے اور وزراے عقدہ کشاے مثل محمد کشورخان اور شاہ ابو تراب شیرازی کے کہ مقربان دولت اور محرمان امر مشورت سے تھے عرض پیرا ہوئے کہ راے جہان کشاے حقائق انجلاے مکمل نسخۂ قضا و قدر اور نعم البدل جام جہان نما ہے عرض بعضے مقدمات کی حاجت نہین ہے لیکن چونکہ حکم جہان مطاع سے تجاوز کرنا سو ر الادب ہے اگر حکم اشرف شرف اصدار پاوے جو کچھ مناسب ہے مسامع قدسی جوامع مین پہونچا دین کہ جو کچھ کفار بیجانگر کے دفع کے بارہ مین اور انکے نہال دولت کے قلع و قمع مین خاطر نصرت مظاہر مین پہونچا ہے عین صلاح و صواب ہے لیکن یہ امر

قلعہ بیجاپور آئے + بمانند اوراق مزعفر چہرے بجائے + اور جب بارش شروع ہوئی کیچڑ کی کثرت سے قلت معمول علا
اور آذوقہ ہوئی اور تنگی معاش مردم دو سے لشکر فریقین میں بہم پہونچی اور قطب شاہ مخفی نظام شاہ کی طرف عنایت کرکے
غلہ اور جمیع مایحتاج قلعہ بندون کو پہونچاتا تھا اور استمالت دیکر یہ چاہتا تھا کہ محصورین شکستہ خاطر اور بدحواس ہو دین
علی عادل شاہ نے ان امرون کو بدلائل و سائن دریافت کرکے رام راج سے کہا کہ احمد نگر کے محاصرہ مین بہت طول ہے
البتہ شولاپور کا لینا آسان ہے اس بارہ میں بہت فہمائش کی اور جسطور کہ ممکن ہوسکا اس موضع سے اُٹھا کوچ کیا اور جب
پانچ منزل راہ طے ہوئی کشور خان نے کفار بیجانگر کی تعدی بجا اور علیہ شاہ کے عدالت دستگاہ سے کہا محمرہ قلعہ
شولاپور اس وقت سا سستی ہے کس واسطے اگر مفتوح ہوگا یقین ہے کہ رام راج اسمیں طمع کرکے ہمکو دخل نہ دیگا بلکہ طمع اور
ممالک میں بھی کرکے فتنہ عظیم برپا کریگا بہتر یہ ہے کہ فسخ عزیمت کرین اور صبح کو نلدرک میں جاکر قلعہ بغایت استحکام سے تیار
کرکے اسکے استظہار سے تدریج و آہستگی تمام قلعہ شولاپور کو مفتوح کرین علی عادل شاہ کو یہ بات پسند آئی اور جسطور سے قرار
رام راج کو نلدرک کی طرف لیگیا اور اس مقام میں کہ زمانہ سابق میں ملک بہرام شاہ سدہ کے قلعہ تیار کیا تھا جسکے کچھ آثار
و علامات ابھی ظاہر تھے رائے نظام کی صلاح سے بنیاد قلعہ کی ڈالی اور موسم برسات میں دیواریں اسکی پختہ اور پتھر سے
تیار کروائیں اور اسکا نام شاہ درک رکھا پھر تینوں بادشاہ آپس میں رخصت ہوئے قطب شاہ اور رام راج اپنے
ممالک کی طرف روانہ ہوئے عدالت پناہ بیجاپور کی طرف تشریف لائے لیکن رام راج بے استمزاج دلی اسی سال بمقتضاے
اللہ یستہزئ بہم ویمدہم فی طغیانہم یعمہون پردہ شقاوت اپنے دیدۂ بصیرت پر ڈالکر کافران ظالم کی طرح میدان طغیان میں مرکب عناد کو
جولان دیا اور شجرۂ دولت کو اپنے تیشۂ وما ظلمہم اللہ ولکن کانوا انفسہم یظلمون سے قطع کیا اور چند امر کہ شاہ عدالت پناہ کی
طبیعت کے خلاف بلکہ موجب نفرت تھے ظہور میں پہونچائے بیت دہقان سالخوردہ چہ خوش گفت با پسر
کای نور چشم من بجز از کشتہ ندروی + عنقریب مادر ایام نے سزا اُسکے اعمال ناشائستہ کی اُسکے آغوش میں رکھی اور جیسا کہ
چاہیے روے زمین کو ارباب شرک و ظلام کے خون سے دریاے جیحون کیا ابیات گر ار کوہ پرسی بیابی جواب
کہ شاخ جفا میوہ ندہد صواب + شر انگیز مردم سوے شر رود + چو کژدم کہ در خانہ کمتر رود + بد اندیش مردم بجز بد ندید
بیفتاد در چاہ کز خود درید + قصہ کوتاہ تفصیل اس مجمل کی اس نہج سے مرقوم ہوتی ہے کہ جب پہلی مرتبہ علی
عادل شاہ حسین نظام شاہ کے جھگڑے سے بہ تنگ آیا ناچار رام راج کو طلب کرکے یہ شرط اس سے کی کہ
کفار بیجانگر عداوت دینی کے سبب اہالی اسلام کو مضرت جانی نہ پہونچائین اور انھیں دستگیر اور گرفتار نکرین
اور مساجد اور معابد ویران اور مسمار ہونے پاویں اور مومنوں کے ننگ و ناموس کے متعرض نہوویں لیکن خلاف
اسکے ظہور میں آیا کفار بدکار نے بلدۂ احمد نگر میں جاکر مسلمانوں کی تخریب و تعذیب و ہتک حرمت میں کوئی دقیقہ
نامرعی نچھوڑا مسجدوں میں بت پرستی کرتے تھے اسپر یہ راگ لائے کہ مردے بجا کر گھن گانے لگے اور عدالت پناہ یہ
خبر سنکر نہایت رنجیدہ ہوتے تھے چونکہ قدرت مخالفت کی نرکھتے تھے طرح دیتے تھے اور علاوہ اسکے رام راج نے بیجانگر اس
سفر سے مراجعت کرکے شاہان اسلام کو خود ضعیف سمجھکر انکے ایلچیوں کو اپنے دربار میں آنے نہ دیتا تھا اور جو

ساختن + کہ برکوہ نتوان فرس تاختن + بسے مصلحتہا ست درخسروی + کہ گردد ازان دین و دولت قوی +
حسین نظام شاہ بحری اس پیغام سے آشفتہ ہوا اور کلام درشت کہ ذکر اسکا خوب نہین زبان پر لایا علی عادل شاہ
بھی ناراض ہوا اور اپنے علم کو کہ زرد تھا بروش نظام شاہیہ سبز کر کے یہ پیغام دیا کہ اگر تجھسے ممکن ہو سکے اپنا
نشان جو نصرت کی نشانی ہے تجھسے لیکس واسطے کہ دکن مین دستور ہے کہ ایک کے نشان کو دوسرا استعمال نہین کرتا
تا کہ وہی شخص جو اس حیلہ سے لڑنا چاہے اور حسین نظام شاہ بحری نشان سبز کے سبب کہ اختصاص نظام شاہیہ
سے رکھتا تھا پریشان خاطر ہو کر سرکشی پر آمادہ ہوا اور علی عادل شاہ نے بھی ۹۷۶ھ نوسو چھتر ہجری مین
رام راج کو اپنی مدد کے واسطے بلایا اور باتفاق اُسکے احمد نگر کی طرف نہضت کی اور مضمون اذا خلوا
افسدوا فیہا وقوع مین آیا پرندہ سے جنیر تک اور احمد نگر سے دولت آباد تک آبادی کا اثر باقی نہ رہا اور کفار بیجانگر
نے جو سالہاے دراز سے اس منصوبہ مین تھے دست ظلم دراز کرکے وہان کے باشندون کے کاسۂ عیش مین
خاک کدورت ڈالی اور مساجد اور مصاحف کو جلایا کوئی دقیقہ ظلم و ستم کا فروگذاشت نہ کیا حسین نظام شاہ
بحری قوت مقابلہ اپنے سے مفقود دیکھکر قاسم بیگ حکیم اور شاہ جعفر برادر شاہ طاہر اور شاہ حسین انجو اور بھی اعیان
دولت کی صلاح اور مشورہ سے پٹن کی طرف روانہ ہوا اور قلعہ کلیانی علی عادل شاہ کے سپرد کرکے اُس
سال منازعت کی شطرنج لپیٹی اسکے بعد علی عادل شاہ اور رام راج اپنے دار الملک کی طرف روانہ ہوئے
اور حسین نظام شاہ بحری نے انھین دنون مین جشن شادی کرکے بی بی جمال کو قطب الملک کے سپرد کیا
علی عادل شاہ نے ناچار پھر محمد کشور خان اور شاہ ابوتراب شیرازی کو بیجانگر بھیجکر رام راج سے استعانت
کی اور جب وہ بلا تامل پچاس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے لیکر بیجاپور کی طرف راہی ہوا پھر دونون
باتفاق منزل مقصود کی طرف روانہ ہوئے **ابیات** ز لشکر جہان آنچنان گشت پر + کہ از تنگی بحر
بشکست در + ز بسیاری لشکر بے ہراس + زعالم بر افتاد رسم قیاس + اور جب قلعہ کلیانی کے اطراف مین
پہونچے ابراہیم قطب شاہ نے شیوہ ستودہ مردم خوش طبع کا ہاتھ سے نہ دیا کوئی دقیقہ مروی اور مردمی سے فروگذاشت
نہ کیا یعنی باوجود عہد و پیمان آدھی رات کو کوچ کرکے رام راج اور علی عادل شاہ سے جا ملا حسین نظام شاہ بحری
صبح کو خواب سے بیدار ہوا جب ابراہیم قطب شاہ کو اپنے پہلو مین نہ دیکھا صلاح توقف مین نہ دیکھی بسرعت تمام احمد نگر
کی سمت روانہ ہوا اور عدالت پناہ تعاقب مین تاراج کنان اُس بلدہ کے اطراف مین پہونچے حسین نظام شاہ
تختگاہ کے قلعہ کو ذخیرہ اور آذوقہ اور مردان کار آزمودہ سے استحکام دے کر جنیر کی طرف راہی ہوا اور شاہان مذکور احمد نگر
کے محاصرہ مین مشغول ہوئے اور بہت امیرون کو اطراف و جوانب مین بھیجکر آبادی کا اثر قریون اور شہرون
مین نہ چھوڑا اور کفار بیجانگر نے بھی قلع اور قمع اور عمارات کے سوخت کرنے مین تقصیر نہ کی انواع فساد ظہور مین
لائے اور خانۂ خدا مین بیٹھ کر اصنام بت پرستی مین مشغول ہوئے اور گھوڑے باندھے اسپر بھی باز نہ آئے
اور سقفہاے چوبی مساجد کو آگ دیکر خاک سیاہ کیا **ابیات** ہمہ شہر و بازار احمد نگر + شد از صدمۂ قہر زیر و زبر + ہمہ کشتہ شد

ساتھ اس بیت کے مترنم ہوتا تھا **بیت** مائیم و ہمین زمزمۂ عشق و فغانے + پیداست کہ دیگر بچہ خرسند توان
بود + اور ابتدائے سنہ جلوس مین جب اسے معلوم ہوا کہ قلعہ شولاپور اور کلیان کو نظام شاہ کے ہاتھ سے
برآمد کرے محمد کشور خان اور شاہ ابوتراب شیرازی کو برسم رسالت رام راج کے پاس بھیجکر بساط اتحاد اور یگانگی کی
بچھائی اور محمد حسین صدیقی اصفہانی کو احمدنگر میں روانہ کرکے یگانگی اور موافقت کے بارہ مین کوشش کی اور رام راج
بھی سرگرمیان دوستی سے مکرر مدد کرکے ایلچیون کے اعزاز و تکریم میں مصروف ہوا اور اپنے ایک مقرب کو تہنیت اور
مبارکباد جلوس کے واسطے انکے ہمراہ کرکے بتقضی الالزام رخصت کیا اور حسین نظام شاہ بحری ایلچی کے ساتھ حسن التفات اور
عنایات سے پیش نہ آیا اور کسیکو بیعت کے واسطے نہ بھیجا بلکہ حضرالطہ رام راج سے کنارہ کش سمجھکر اظہار رنجش اور کدورت
کی علی عادل شاہ اس سبب سے کہ ہمیشہ ہمت مدارک برائی خللون کے جو اسکے باپ کے عہد مین واقع ہوئی تھیں مصروف
رکھتا تھا زیادہ تر رام راج سے طریقۂ آشنائی جاری کیا یہانتک کہ جب اس عرصہ میں ایک لڑکا رام راج کا کہ نہایت تعلق اور
محبت اس سے رکھتا تھا فوت ہوا خود بنفس نفیس محمد کشور خان کی صلاح و ہدایت سے جرأت اور دلیری کرکے اسکی تعزیت
کے واسطے سو سوار ہمراہ لیکر کہ ان میں ایک محمد کشور خان تھا بیجانگر کی طرف روانہ ہوا اور یکایک رام راج کی مجلس میں
حاضر ہوکر لوازم عزا اور پرسش بجا لایا اور ایک خلعت فاخرہ کہ لیگیا تھا اسے پہناکر لباس ماتمی تبدیل کروالیا اور
رام راج کی زوجہ جو اخیر رائے کی نسل سے تھی اسنے بھی علی عادل شاہ سے پردہ نہ کیا اسے اپنا فرزند کہا
اور تین روز تک رام راج نے انواع ضیافت اور مہمانی پیش ہو چکائے اور اسکی اعانت اور امداد کے بارہ میں
تعہد کیا اور جو رام راج نے روز وداع شرائط متابعت میں قیام نہ کیا اپنے بھائیوں اور اپنے قریبون کو [illegible]
مامور کیا تھا آنحضرت نہایت آزردہ اور دلگیر ہوئے اسکا انتقام اپنے ذمہ ہمت پر فرض شمار کیا لیکن باقتضائے
وقت ظاہر نکرکے فرصت کا منتظر تھا یہانتک کہ سنہ ۹۷۲ نوسو بہتر ہجری میں اپنا کام درست کرکے بیجاپور کی طرف
معاودت کی اور حسین نظام شاہ کو یہ پیغام کیا کہ تمام عالم پر روشن اور ہویدا ہے کہ قلعہ شولاپور و کلیانی اس خاندان سے
تعلق رکھتا تھا اور حسب تقدیر ابراہیم عادل شاہ کے عہد میں اس سرکار مین اختلال کلی بہم پہنچا وہ دونون قلعہ
نظام شاہیہ کے تصرف میں درآئے اگر آپ سے محبت اور دوستی مدام رکھنی مدنظر ہو تو قلعہ شولاپور اور کلیانی کو ہمیں دیدین
اور جو دونوں کا دینا دشوار ہے کلیانی کے خیال سے گذر کر اس مخلص کو ممنون فرمادین اور شاہ حسین انجو نے کہ
حسین نظام شاہ بحری کے مصاحبین میں سے تھا ہر چند سعی کی کہ قلعہ کلیانی عدالت پناہ کو دیکر آتش نزاع ساکن کرے سعی سودمند
بلکہ روز بروز بازار فتنہ و فساد ازدحام تر ہوتی تھی آخرکو یہ نوبت پہونچی کہ علی عادل شاہ نے سید علی ایلچی کو مجدداً
احمدنگر بھیجکر نامہ لکھا مضمون اسکا یہ ہے کہ جدال و قتال اور تساہل و تغافل اس امور نیک کی نسبت ہیتو بیابان
عاقل نہین ہے اگر انجام امور پر خیال کرکے دونوں قلعہ مخلص کے سپرد کریں بنیاد دوستی اور اتحاد قائم رہے
اور ہمین یقین سمجھیں کہ ہماری افواج بحر امواج کی کثرت سے بہت خرابیان رعایا اور برایا کے شامل حال ہونگی
اور فتنہ عظیم برپا ہوگا **ابیات** چنان کار جو در حکمت رواج + مرو تا ماستد بجنگ احتیاج + نہ حکمت توان کار باید

آدمیون کی دعوت کی اور کامل خان دکنی منصب امارت پر مخصوص ہوا اس اخبار کے انتشار سے لشکر بیجاپور کے اخراف کا بسرعت تمام شہزادہ کی خدمت فیض موہبت مین حاضر ہوا اور دار السلطنہ کے بھی لاکھون آدمی مجلسی یعنے درباری اور خاصہ بسبیل تعجیل اس سے جا ملے اور رجب المرجب دونون مین ابراہیم عادل شاہ اس سراے فانی سے کوچ کرکے دار البقا کی طرف راہی ہوا علی عادل شاہ بسبیل استعجال بیجاپور مین رونق افزا ہوا اور اشراف و اعیان ملازمت کے واسطے حاضر ہوئے اور بعد شاہ اثنا عشر علی عادل شاہ کو محمد کشور خان کے باغ مین کہ بیجاپور سے ایک کوس پر ہے لیجا کر تخت پر متمکن کیا اہالی اور موالی اور سادات و قضات لوازم تہنیت بجا لائے من بعد اُس ساعت سعید مین کہ نجومیون نے اختیار کی تھی بیجاپور مین قدم رنجہ فرمایا اور اپنے آبا اور اجداد کے تخت پر جلوہ گر ہوا اور بیرون شہر جس مقام مین کہ اول اجلاس فرمایا تھا ایک قصبہ احداث فرمایا اور اُسکا نام شاہ پور رکھا اور اپنے اجداد عالی جاہ یوسف و اسمٰعیل عادل شاہ کے شیوہ پسندیدہ پر عمل کرکے روز جلوس کو خطبہ بنام ائمہ اثنا عشر سلام اللہ علیہم الی یوم المحشر پڑھا اور لفظ علیاً ولی اللہ مساجد اور معابد کے کلمات اذان مین داخل کی اور ایرانیون کے واسطے وظائف یعنی یومیہ مقرر کرکے فرمایا کہ مساجد اور کوچہ و بازار مین بار عام کے وقت نالے اندیشہ اپنے کام مین باواز بلند مشغول رہین اور سادات اور علما اور فضلا کو گرامی رکھکر اُنکے واسطے بھی راتب معین کیا اور ہمگی ہمت مردمان خوب کی گرد آوری مین کہ مراد دانشمندان ذی عقول اور مرد میدان کار زار اور معقول سے ہی مصروف کی تا خلل انتظام مین نہو اور تھوڑے عرصہ مین ایران اور توران اور تمام اقالیم سبعہ سے مرد باکمال متدین اُسکے دربار مین تشریف لائے اور بیجاپور رشک ربع مسکون ہوا اور علی عادل شاہ نے وہ گنج کہ اُسے بطریق ارث پہونچا تھا اور اسمین ڈیڑھ کرور ہون تھے عرصہ قلیل مین سادات و مومنین غربا اور مساکین شہری اور دیہی اعالی و ادانی پر خرچ کیا اور سب اسکے خوان مائدہ فیض کا پس خوردہ لیگئے از بسکہ سحاب کرم اُس بحر عطا کا شب و روز کہ دمہ کے کشت زار تمنا پر برساسب کی آرزو کا کاسہ اُس سخاوت پیشہ کی عطا سے بریز ہوا رسم سوال و آز و احتیاج جہان سے دور ہوئی کان سائل کی صدا کے مشتاق اور دیدہ صورت گدا دیکھنے کے ندیدہ ہوئے عدل کو یہ رواج دیا اور رعیت سے یون رعایت کی کہ حاصل مملکت نے ترقی اور افزونی قبول کی اور تمیزہ کو بدترین صفات جان کر شاہان دکن اور رعایا کے ساتھ مدارا اور مواسات کا طریق جاری رکھا اور حسن تدبیر سے قلعہ رایچور اور مدگل اور ورنگل اور کلیانی اور شولاپور اور ادونی اور دھار ور و چندر کوٹی مع او پرگنات کثیر کہ کسی زمانہ مین بیجاپور سے آگے شاہان اسلام سے مسخر اور مفتوح نہوئے تھے حکمت عملی سے بے تعب و مشقت اُنپر متصرف ہوکر دائرۂ ممالکت کو وسیع تر کیا اور اس جناب نے کافیہ اور متوسط اور چند کتاب دیگر علم کلام اور منطق اور حکمت مین استاد سے درس کی تحصین اور اکثر علوم کے مسائل سے آشنائی رکھتا تھا اور خط نسخ اور ثلث اور رقاع خوب لکھتا تھا اور نوشتون کے ذیل مین اپنا نام اس نہج سے مرقوم کرتا تھا کتبہ علی صوفی قلندر اور یہ شاہ درویش صفت تھا او صاحب مشرب اور صوفی منش اور خوش طبع اور صاف نظر اور عاشقی کے ذوق سے بھی باخبر تھا اور اہل حقیقت سے صحبت رکھتا تھا اور ہمیشہ ماہرویان زہرہ جبین اور سادہ عذاران مہر آئین سے اپنی مجلس منور اور مزین کرتا تھا اور

عادل شاہ اسکو معزز اور گرامی تر جان سے رکھکر اُسکی تعظیم و تکریم مین کوشش کرتا تھا اتفاقاً انھین دنون مین ایک
جماعت مقربان ابراہیم عادل شاہ نے برہان نظام شاہ بحری کے ساتھ مخفی ہمزبان ہوکر یہ تجویز کی کہ ابراہیم
عادل شاہ کو چاشنی گیر کے ہاتھ سے مسموم کرکے اُسکے بھائی شاہزادہ عبد اللہ کو جانشین کرین اور خطبہ نام ائمہ
اثنا عشر پڑھین اور چاشنی گیر نے کہ سنی پاک اعتقاد تھا برہان نظام شاہ بحری کے ارادہ سے مطلع ہوکر ہاتھ
موافقت سے کھینچا اور جب یہ خبر عدالت پناہ کے سمع مبارک مین پہونچی اور آنحضرت کو معلوم ہوا کہ ابتدا مین
خواص سالار بھی اس امر مین شریک تھا سب کو سزا دی اور ہرچند بیگناہی بھائی کی عدالت پناہ پر واضح تھی مگر بھی
واہمہ غالب ہوا اور جسوقت عدالت پناہ قلعہ پنالہ کی طرح کے واسطے تشریف لائے وہ مع مال خطیر بھاگ کر
سدر کوہ کی طرف گیا اور جو علی عادل شاہ کا آثار شباب تھا ابراہیم عادل شاہ اس سے بھی متوہم
ہوئے اور اُسے مع معلم قلعہ مرچ کی طرف بھیجکر سکندر خان قلعہ دار کو اُسکی محافظت کی تاکید کی اور اس بارہ مین
حکمنامہ تحریر فرمایا اور یہ بھی حکم دیا کہ روافض کے ساتھ اختلاط اور ارتباط کرنے پاوے مگر حسن اتفاق سے وہ اور
اسکا داماد کامل خان دکنی کہ اسمٰعیل عادل شاہ کے نمک پروردہ اور شیعہ مذہب تھے بدل و جان کوشش
کرکے پکا خدمت اور عبودیت علی عادل شاہ کا کمر ہمت پر باندھکر اُسکی استرضای خاطر مین کوشش کرتے تھے
اور جب ابراہیم عادل شاہ صاحب فراش ہوا اور دور و نزدیک کے آدمیون کو معلوم ہوا کہ یہ مرض مرض موت
ہے علی عادل شاہ خود ہر نماز کے وقت منبر پر جاکر اذان بطریق شیعہ کہتا تھا اور گاہے کامل خان دکنی کو مامور
کرتا تھا کہ مرسوم صورت ساتھ موذنی کے قیام کرے اور ابراہیم عادل شاہ حالت بیماری اور شدت مرض مین وہ
اخبار وحشت آثار سنکر چاہتا تھا کہ چھوٹے بیٹے شاہزادہ طہماسپ کو اپنا جانشین کرے جب اُسسے دریافت ہوا
کہ بڑے تو بڑے چھوٹے سبحان اللہ وہ بھی اس سے سو درجہ زیادہ شیعہ گری کا دم بھرتا ہے نہایت غمگین ہوا اور
فرمایا کہ مین عمداً عنان اختیار ایک خلق کی رافضی کے ہاتھ مین سونپون اُسے بھی قلعہ بلگوان مین بھیجکر محبوس کیا
اور مہمات شاہی قادر بیگون کی تقدیر کے حوالہ کیے اور جب اصحاب عقل و تمیز ابراہیم عادل شاہ کی زندگی سے مایوس
ہوئے محمد کشور خان کو جسکے پرگنون کی تحصیل اس سے رجوع تھی مع رحط علی عادل شاہ کی طرف روانہ ہوا اور
سکندر خان کو لکھا کہ ابراہیم عادل شاہ کا خورشید حیات لب بام ہے احتمال کلی رکھتا ہے کہ بعضے مردم دولتخواہ اور جاگردار
حوالی و حواشی حصار بلگوان سے شاہزادہ طہماسپ کے ساتھ گرویدہ ہونے سے فتنہ قوی حادث ہووے لازم کہ
علی عادل شاہ کے فرق پر چتر بلند کرکے قلعہ سے باہر نکالے تو قصبہ مرچ مین مقام کرے اور خلقت اس سے رجوع
کرے اور جس وقت ابراہیم عادل شاہ کا پیمانہ حیات آب بقا سے لبریز ہوکر لوٹے اور بعد تحقیق اسکے گوش زد
ہووے مع لشکر سعادت و اقبال دار الملک کی طرف توجہ فرماوے سکندر خان کو یہ بات پسند آئی چتر لیکر آفتاب گیر
اور لوازم شاہی بہم پہونچاکر کامل خان دکنی نے اپنے داماد کو ملازم رکاب کرکے قلعہ سے برآمد کیا اور کشور خان تحصیلدار
نے بلا توقف شرف ملازمت حاصل کرکے زر کثیر پیشکش کیا اور خلعت سپہ سالاری سے سرفراز ہوا اور اور دوسرے لائق

کا راستہ بھولکر اور طرف جا پڑے اس سبب سے اسکی تمام فوج متفرق ہو گئی جدھر سینگ سمائے ادھر راہی
ہوئے دو سو آدمیون سے زیادہ اسکے ہمراہ نرہے اور جب تین پہر رات گذری اور سیف عین الملک ظاہر نہوا خبر
اسکے قتل ہونے کی منتشر ہوئی اسکے لشکر کے اعلے اودنے بیدل ہو کر کافور ہوئے جب طباشیر صبح نے انتشار کیا
عین الملک وہان پہونچا اور اپنے اردو سے نشان نپایا انھین آدمیون کو ہمراہ لیکر دشت ادبار کی طرف آوارہ
ہوا اور مان کے راستہ سے ولایت نظام شاہیہ کی طرف نکل گیا توفیق الٰہی سے انجام حال ومآل اس کا
قضایا ے نظام شاہیہ کے ضمن مین مذکور ہو گا اور ابراہیم عادل شاہ انھین دنون بیماری امراض متضادہ یعنے
ناسور مقعد و بواسیر و زلق الامعا اور تپ مطبقہ اور دوران سر مین گرفتار ہوا بہت اطبائے ہند کہ اسکے معتمد علیہ
تھے جب کسی کا معالجہ اثر پذیر نہوتا تو اسکو مار ڈالتا اور آخر کو یہ نوبت پہونچی کہ اسکے جملہ اطبانے ولایت سے
جلاوطنی اختیار کی اور عطارون نے اپنا پیشہ ترک کرکے دوکانین بندکین اور اسکی بیماری نے دو برس کا عرصہ کھینچا
اور شہور ۹۶۵ سنہ نوسو پینسٹھ ہجری مین برحمت حق واصل ہوا چنانچہ بعد تجہیز و تکفین جنازہ اسکا قصبہ کوکی احاطہ
شیخ جنید جنیدی مین لیجا کر اسکے باپ دادا کے پہلو مین مدفون کیا اور اس سے دو فرزند اور دو بیٹیان باقی
رہین ایک فرزند علی کہ ولیعہد ہوا اور دوسرا فرزند طہماسپ کہ ابراہیم عادل شاہ ثانی لقب اسکا ہے بیٹیان
بالائی بی زوجہ علی برید اور بدیہ سلطان منکوحہ نظام شاہ بحری مدت اسکی سلطنت کی چوبیس سال اور چند ماہ تھے ـ

ذکر ابو المظفر علی عادل شاہ بن ابراہیم عادل شاہ بن اسمٰعیل عادل شاہ کی جہانداری کا

راویان اخبار و حاکیان آثار ارقام اقلام عنبرین فام سے مشام ارباب دانش و بینش کو یون معطر کرتے ہین کہ علی
عادل شاہ عہد طفلی سے حدت ذہن اور جودت فہم اور شوخی طبع مین موصوف تھا اور جب ممیز ہوکر سن رشد
کو پہونچا اسکا باپ ابراہیم عادل شاہ شکر و سپاس بجالایا کہ معبود حقیقی نے مجھے توفیق عطا فرمائی کہ اپنے جد و پدر
کے مذہب سے بیزار ہوکر دین حق یعنے مذہب امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ جو عابد و زاہد اور عارف اور
خائف اور کثیر السکوت یعنے بہت کم سخن اور دائم الفکر تھے اختیار کیا اور شعار روافض برطرف کرکے اس سے
ایک اثر نچھوڑا علی عادل شاہ کہ اس مجلس مین حاضر تھا شوخی طبع سے آپ کو ضبط نہ کر سکا عرض پیرا ہوا جو دین
آباء کا ترک پسندیدہ ہے تو لازم ہے کہ تمام نبی آدم ایسا کرین ابراہیم عادل شاہ نے غیظ مین آنکر استفسار فرمایا کہ تیرا
کیا مذہب ہے اس نے جواب دیا کہ اب مذہب سلطان رکھتا ہون آیندہ عالم الغیب عالم و دانا ہے
ابراہیم عادل شاہ اس کی ہمزبانی اور اس جواب کی طلاقت لسانی سے سمجھا کہ علی عادل شاہ شیعہ ہے
اور یہ اثر خواجہ عنایت اللہ شیرازی معلم کی تعلیم و تفہیم سے تصور کرکے علمائے ہند سے فتوی لیکر اس مسکین کو
قتل کیا اور ملا فتح اللہ شیرازی المشہور بخاری کو علی عادل شاہ کی تعلیم و تادیب کے واسطے کہ حد شباب کو پہونچا تھا مقرر
کیا قضارا وہ بھی مذہب تشیع رکھتا تھا اور زمانہ کے اختلاط سے آپکو حنفی مذہب ظاہر کرتا تھا اس واسطے علی

رہتے تھے رات کو خستہ اور کوفتہ ہو کر خیمہ و خرگاہ کی طرف جاتے تھے جب چوتھے دن سیف عین الملک صفوں کو
آراستہ کر کے متوجہ ہوا مردم عادل شاہی اس دن کو بھی روز ہائے سابق کی طرح تصور کر کے اپنے مقام سے
نہ ہلے ہر چند قراول کہتے تھے کہ اب سیف عین الملک مع فوج آ پہونچا کوئی شخص گھوڑے پر سوار ہوتا تھا اور
ہتھیار اور ساز نہ باندھتا تھا کہ ناگاہ میدان کے کنارے سے نشان لشکر سیف عین الملک کے نمودار ہوئے ابراہیم
عادل شاہ نے ناچار ہو کر بغیر اسکے کہ حزم و احتیاط کر کے فوج کو آراستہ کرے دشمن کی طرف روانہ ہوا اور
سیف عین الملک نے اسکے مقابلہ اور مقاتلہ سے ہراسان ہو کر مشیروں سے مصلحت پوچھی سب کی یہ رائے
ہوئی کہ جس فوج کے ساتھ چتر بادشاہی ہو اس سے مقابلہ نکرنا چاہیے مرتضی خان انجو کہ سید پرہیزگار تھا اور
سیف عین الملک مریدوں کے مانند اس سے سلوک کرتا تھا وہ بولا کہ چتر لڑتا نہیں اسکا ملاحظہ بیجا ہے اس شگون
کو فال نیک سمجھکر بعزم رزم گھوڑے جولان کیے اور پانچ ہزار سوار ایک جگہ جمع کر کے فوج عادل شاہی کے
میمنہ اور میسرہ کو نظر غور سے دیکھا جس مقام میں کہ چتر نمایاں تھا حملہ آور ہوا اور مؤلف کتاب نے میر اسکیا سپاہی سے
جو اس معرکہ میں شریک تھا سنا کہ جب سیف عین الملک نے گھوڑا جولان کیا پانچہزار جوانان یکدل جو اسکے ہمراہ
تھے ایکدفعہ گھوڑوں کو جلو دے کر ابراہیم عادل شاہ کی فوج خاصہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اہالی قلب اس
حملہ کی تاب نہ لا کر بھاگ گئے اور ابراہیم عادل شاہ نے بیجاپور پہونچکر قلعہ میں دم لیا اور چتر اور فیل اور توپخانہ
اور کارخانہ شاہی کہ اسکے ہمراہ تھا سیف عین الملک کو نصیب ہوا اور فلک کی نیرنگی سے خلل فاحش اسکی دولت میں
ظاہر آیا اور وہ موضع تورو میں کہ بیجاپور سے دو کوس ہے نزول کر کے اکثر ولایت عادل شاہ پر متصرف ہوا اور فوج
بھیجی اسکی ہر روز شہر کے باہر تاخت لا کر انواع مزاحمت پہونچاتی تھی اور غلہ اور آذوقہ محصوروں کا مسدود کیا چاہتی تھی
عادل شاہ نے اسکے سوا اور علاج نہ دیکھا کہ رام راج کو اپنا شریک و ممد و معاون کر کے اس فساد کے مادہ کو کھووے
آخر اسے سات لاکھ ہون بھیجکر کمک طلب کی رام راج نے اپنے بھائی تنکما دری کو لشکر انبوہ کا سپہ سالار
کر کے دفع اعدا کے واسطے روانہ کیا سیف عین الملک نے اسد خان لاری کی تقلید کر کے چاہا کہ لشکر بیجانگر پر شبخون
مارے اور تنکما دری نے یہ امر دریافت کر کے تاکید اپنی فوج کو حکم دیا کہ سب خرد و بزرگ ہوشیار ہو کر ہر ایک
ایک چوب ساڑھے دس گز کی لانبی بہم پہونچا کر اسکے سر پر گودڑ تیل میں چرب کر کے لیے بیٹھیں اور رات کے وقت جب
غوغا بلند ہووے سب کو ایکبارگی روشن کریں سیف عین الملک اس تدبیر سے غافل ہو کر دو ہزار مرد اہل بردلے
اپنے لشکر سے انتخاب کر کے باتفاق صلابت خان شبخون پر آمادہ ہوا اور جب بیجاپور سے تین کوس پر بیجانگر کی فوج کے
سنجوں میں لیگیا اور مار مار کر کے اردو میں در آیا ہندوؤں نے حسب مذکور اپنی مشعل روشن کر کے شب تیرہ کو روز روشن کے
مانند کر دیا ایک نے دوسرے کو پہچانا اپنا بیگانہ نظر آنے لگا اس وقت بیجانگر کے پیادوں نے چاروں طرف سے ہجوم
کر کے ضرب چوب و سنگ تیر و تفنگ سے طرفۃ العین میں چھ ہزار جوان ہلاک کیے سیف عین الملک اور
صلابت خان نے بعد محنت اس سیل فنا اور غرقاب بلا سے برآمد ہو کر راہ فرار پائی اور سراسیمگی سے اپنے لشکرگاہ

و اسباب سے نہ کیا دوسرے دروازے پر جانے کی تمنا نہین رکھتا بیت جز آستان توام درجہان پناہے نیست
سر مرا بجز این در حوالہ گاہی نیست ٭ اس صورت مین اگر عدالت پناہ چاہین یا نچاہین ہم چاکر اور غلام ہین
دوسری سرکار مین نہ جاوینگے اور جو اس پیغام اخلاص شمال نے بھی رائحہ سرکشی کا ابراہیم عادل شاہ کے دماغ
مطلنہ مین پہونچایا ایلچی کو طمانچہ مارکر دربار سے نکال دیا اور سیف عین الملک نے مایوس ہوکر اپنے اصحاب حل و عقد
سے مشورہ کیا مرتضیٰ خان انجو اور میرزا بیگ سیستانی اور عالم خان اور فتح اللہ خان نے متفق اللفظ و المعنی
ہوکر جواب دیا کہ اس شاہ کی خدمت مین دوبارہ عرض و التماس کا یارا نہ ہا صلاح وقت یہ ہے کہ ولایت مان
مین جاکر محصول حریف کا معرض وصول مین لاوین اور ساز و سلاح اپنا درست کرین جب لشکر عادل شاہی ہمارے
استیصال کے واسطے مامور ہووے جس طرف مناسب جانین روانہ ہووین سیف عین الملک کو یہ رائے پسند آئی
اُسی دن بیجاپور سے کوچ کیا اور ابراہیم عادل شاہ نے اس حال سے مطلع ہوکر ایک سردار کو مع پانچ ہزار سوار
اُسکے دفع اور اخراج کے واسطے مقرر کیا اور جب وہ نہر ولایت مان کے کنارے پہونچا صلابت خان بلا اجازت
سیف عین الملک مسلح ہوکر اُس سے آتش کارزار افروختہ کرکے عدالت پناہ کی فوج کو بحال ابتر ہزیمت دیکر اُسکے
فیل و اسپ پر متصرف ہوا اور سیف عین الملک نے قوی تر ہوکر دندان طمع فصل ربیع پر بھی مارا اور پرگنات جاگیر کے
سوا ولایت مرج وکلہر وغیرہ پر قابض و دخیل ہوا ابراہیم عادل شاہ نے دوبارہ اُسکے قلع و قمع کی فکر مین دس ہزار سوار و
پیادہ آراستہ کرکے دلاور خان حبشی کے ہمراہ جو آخر مین وکیل السلطنت ابراہیم عادل شاہ ثانی ہوا تھا تعین فرمایا اس مرتبہ
سیف عین الملک اور صلابت خان بعزم جنگ افواج آراستہ کرکے احسن آباد گلبرگہ کے نواح مین دلاور خان جنگجو سے
دوبدو ہوئے اور خوب تلوار چلی طرفین کے بہادرون نے جانبازی کا کوئی مقدمہ اُٹھا نہ رکھا آخر کو دلاور خان مجروح ہونے سے
لاچار ہوا سیل خون اُسکے سر و رو سے جاری ہوئی پھر میدان کین مین ٹھہرنے کی تاب نہ لایا پاؤن قرار کا جگہ سے ہلگیا
راہ فرار پائی سب فوج درہم و برہم ہوگئی دلاور خان ایک جمعیت سے بھاگا جاتا تھا سیف عین الملک نے مع
فوج چار کوس تک تعاقب کیا عادل شاہی کے بہت لوگون کو مرکب حیات سے خاک ممات پر ڈالا اور بمقدار
اسباب اور اموال اور اسپ و فیل و شتر دستیاب کرکے مالامال ہوا کہ شکستگی و نقصان اپنا جیسا کہ چاہیے ہے درست
کرکے قوی حال ہوا اور فوج و حشم تازہ فراہم کرکے پانچہزار سوار خوب دو اسپہ و سہ اسپہ اور فیل اور توپخانہ بہم پہونچایا
ابراہیم عادل شاہ تیسری مرتبہ پچیس ہزار سوار مرتب کرکے فیل و توپخانہ جنگی ہمراہ لیکر خود اُسکے دفع کے واسطے سوار ہوا جب نہر
ولایت مان پر پہونچا دیکھا کہ سیف عین الملک اپنی سپاہ آراستہ کرکے قصبہ مان مین مقیم ہے اور نہین بھاگتا چند روز
دریا کے کنارے توقف کیا اور سیف عین الملک کہ لشکر کو فراہم لاکر بھاگنے پر مستعد ہوا تھا بادشاہ کے توقف
و اقامت سے اپنے تئین صاحب وجود جانکر فسخ عزیمت کی اور شیر نر کی طرح جنگ پر آمادہ ہوکر تین روز
پیہم اور متواتر افواج آراستہ کرکے ابراہیم عادل شاہ کے لشکرگاہ کی طرف آتا تھا اور پلٹ جاتا تھا اس پریشانی
سے لشکر عادل شاہی کے وضیع و شریف تینون دن مسلح اور مکمل ہوکر صبح سے شام تک گھوڑون کی پیٹھ پر سوار

اور حملہ اول میں توپخانہ نظام شاہی پر متصرف ہوا اور ہراول کو جو عمدہ لشکر غنیم تھا اُسے درہم برہم کر کے فوج تک پہنچا
سوچا اور حسین نظام شاہ بحری کہ مع لشکر خاصہ اور فیل نامے ابراہیم عادل شاہ کی حرب پر آمادہ ہوا تھا یکبارگی
تلوار علم کر کے سیف عین الملک پر حملہ آور ہوا اور فوج خاصیں اس جنگ سے لڑنے لگی کہ آنکھ خیرہ ہوتی تھی اور
مثل اُس کے جنگ صعب اس زمانہ میں واقع نہ ہوئی تھی ظہور میں آئی فوج طرفین جان سے سیر ہوئی تہ شمشیر ہوئی
قریب تھا کہ افواج قلب نظام شاہی متزلزل ہو کر متفرق ہو وے کہ ناگاہ بعضے امرائے نظام شاہیہ سے مثل
رستم خان دکنی اور جہانگیر خان حبشی اور غضنفر خان شیرازی کے جو سیر کو ابراہیم عادل شاہ کے ساتھ جنگ کر کے سرگرم
ہو رہے تھے نشان نظام شاہی برپا دیکھ کر گرد آوری اپنی کی اور اپنے صاحب کی مدد کے لیے عین ستیزہ اور آویزہ
میں پہنچے جب کہ سیف عین الملک نے دیکھا کہ اور افواج نظام شاہیہ کمک کو آئی اور ابراہیم عادل شاہ کی طرف
سے کمک نہیں پہنچتی ہے ناچار درپے حسب عادت اپنی کہ جس وقت دشمن کا غلبہ مشاہدہ کرتا تھا پیادہ پا معرکہ میں
ایستادہ ہوتا تھا پاے ثبات رکاب میں گڑا دیا تو بہادران فدائی کو معلوم ہو کہ سوار ارادہ بھاگنے کا نہیں رکھتا ہے
مالک پر فدا ہو کر حق نمک ادا کریں یا لڑائی فتح کریں اُس وقت بھی گھوڑے سے اتر کر میدان نبرد میں ایستادہ ہوا تھا
کہ دفعتاً ایک کوتاہ نظر نے ابراہیم عادل شاہ کو یہ خبر پہنچائی کہ میں نے عین معرکہ میں دیکھا کہ سیف عین الملک نے
گھوڑے سے اتر کر حسین نظام شاہ کو کہ اُسکا قدیم صاحب ہے سلام کیا اُسکے بعد اپنی سرخروئی کے واسطے اُسکے
ہاتھ سے بیڑہ پان کا اس شرط پر لیا ہے کہ تجھے گرفتار کر کے اُسکے سپرد کرے ابراہیم عادل شاہ نے بدون اسکے تحمل
کر کے آدمی بھیجے اور اس امر کی تحقیق صدق و کذب میں کوشش کرے بیتابانہ گھوڑا پھیر کر راہ بیجاپور کی لی سیف
عین الملک نے جو تنہا اپنے سپاہیان خاصہ سے افواج نظام شاہیہ سے مقابلہ اور مقاتلہ اختیار کیا تھا اور یقین
تھا کہ تحصیل ہو ابراہیم عادل شاہ کی فرار سن کر اُسنے بھی جنگ سے ہاتھ روکا اور اپنے خواہرزادہ صلابت خاں کو جو
زخم کاری اُٹھا کر گھوڑے سے جدا ہوا تھا پارچہ میں لپیٹ کر اس ارادہ سے ابراہیم عادل شاہ کے پیچھے دوڑا کہ اُسکو
بیجاپور کی روانگی سے مانع آئے اور شکست کی درستی میں کوشش کرے جب ابراہیم عادل شاہ کی نظر سیف عین الملک
کے علموں پر پڑی اس گمان سے کہ یہ یقینا میرے پکڑنے کو آتا ہے بدحواس ہو کر گھوڑا خاصہ کا سرپٹ پھینکا اور بیجاپور تک
اُسکی باگ نہ روکی اُسکے بعد سیف عین الملک بلدہ بیجاپور میں پہنچ کر ایک اپنے معتمد کو عدالت پناہ کی خدمت میں
بھیجکر عرض پیرا ہوا کہ چہل سالہ اسباب اور مال چھوڑ کر مع اسپ و رخت جامہ بدوش یک بینی و دو گوش آیا اور جمعیت دو کام
نہیں رکھتا کہ وقت اُسکے سایہ میں بسر کرے اگر خزانہ عامرہ سے کچھ اعانت ہو وے تاکہ اپنا سامان درست کر کے ملازمت
میں حاضر ہو وے عدالت شاہی سے بعید ہوگا عدالت پناہ جو اس شکست کو اُسکی تومی اور سخن نشنوی اور پیش دستی سے
جانتا تھا عطا کا دروازہ اُسکے منہ پر بند کر کے فرمایا ہمیں ایسا نوکر بے اعتدال درکار نہیں ہے جس طرف تجھے منظور ہو جا
سیف عین الملک نے جو جاں نثاری کے سوا کچھ تقصیر کی تھی متحیر ہو کر پیغام بھیجا کہ میں نے اور میرے متعلق جلاش
پیچکا خدمت گاری اور جاں سپاری کا کمر جان پر باندھ کر چہ سو عزیز اور ہمقوم اپنے فرق مبارک پر نثار کر کے دین و دل

ہوئی کہ رام راج قلعہ رائچور اور مدکل لیکر برہان شاہ کو شولاپور پر قابض کرے پھر دونوں بادشاہون نے اول قلعہ رائچور کو محاصرہ کرکے ایک مدت کے بعد بہ امان فتح کیا اور جب اہالیان حصار مدکل نے یہ خبر سنی اُسکی کنجی بھی رام راج کے پاس بھیجی اُسنے قلعون کو مردم معتبر کے سپرد کرکے اپنے چھوٹے بھائی کو مع لشکر گران برہان نظام شاہ بحری کے ہمراہ کیا کہ قلعہ شولاپور کو بھی فتح کرکے اُسکے سپرد کرین اور رام راج اپنی دارالخلافت کی طرف راہی ہوا اور برہان نظام شاہ بحری بیجانگر کی معاونت کے باعث قوی پشت ہوا اور کوچ بر کوچ آن کر قلعہ کو محاصرہ کیا اور توپ قیامت آشوب کی ضرب سے برج و بارۂ اُسکا شکستہ کرکے مسخر کیا اور پھر تعمیر کرکے اپنے ایک معتمد کے سپرد کیا اور احمد نگر کی طرف روانہ ہوا پھر نظام شاہ بحری کی وفات کے بعد ارکان دولت اور اعیان مملکت کی سعی اور کوشش سے ابراہیم عادل شاہ اور حسین نظام شاہ کے درمیان ابواب مصادقت اور اخلاص کے کشادہ ہوے اور سرحد مین ملاقات کی اور لوازم عہد و پیمان کو مووے کرے مستقر حکومت کی طرف معاودت فرمائی لیکن چند روز کے بعد آثار محبت خصومت سے مبدل ہوئے اور خواجہ جہان دکنی کی تحریک اور سلسلہ جنبانی کے باعث کہ ان دنون حسین نظام شاہ کے خوف سے بھاگ کر بیجاپور آیا تھا ابراہیم عادل شاہ قلعہ شولاپور کے استخلاص کی فکر مین پڑا اور رام راج سے دوستی اور موافقت کی بنیاد ڈالی اور سیف عین الملک سپہ سالار برہان نظام شاہ بحری جو حسین نظام شاہ سے متوہم ہوکر برہان عماد شاہ کے پاس ولایت برار مین گیا تھا اُسکو حسن تدبیر سے وعدہ ہاے ترغیب پیش کیے اور اسد خان لاری کی جاگیر اسے سپرد کرکے بخطاب و القاب سیف الدولہ القاہر وعضد السلطنۃ الباہر امیرالامرا سیف عین الملک دیگر ممتاز فرمایا اور ولایت بان اور راہین اور تنکری اور راے باغ جاگیر و دیگر زر نقد بھی عنایت کیا اور اسی عرصہ مین اسکی اور خواجہ جہان دکنی کی صلاح سے چتر شاہی شاہزادہ علی بن برہان نظام شاہ بحری کے سر پر کہ اسکے پاس پناہ لیگیا تھا مرتفع کیا اور یہ ارادہ کیا کہ پہلے اُسے تخت احمد نگر پر متمکن کرے بعد اسکے شولاپور کی تسخیر مین مشغول ہووے پھر سپاہ زر خواہ بیجاپور سے رخصت کرکے شاہزادہ علی کو مع دو ہزار سوار نظام شاہی کے جو اسی عرصہ مین حسین شاہ بحری کے سطوت اور غضب سے مفرور ہوکے بیجاپور آئے تھے سرحد کی طرف اپنی روانگی سے پیشتر روانہ کیا اور نامے مشتمل بر مواعید کابر و اشراف احمد نگر کے پاس بھیجکر انھین شاہزادہ علی کی شاہی قبول کرنے کے واسطے ترغیب کی جب کسی نے مردم نظام شاہی سے شاہزادہ علی کی طرف میل اور رغبت نکی حسین نظام شاہ بحری یہ خبر سنکر مع لشکر کملی برہان عماد شاہ کی سرحد کی سمت متوجہ ہوا ابراہیم عادل شاہ نے بخلاف عادت سر گنج کھول کر تخمیناً چھ لاکھ ہون سپاہ پر قسمت کیے اور سیف عین الملک کے استظہار کے سبب تنور حرب گرم کرنے مین عازم و جازم ہوکر بکوچ متواترہ سرحد کی جانب متوجہ ہوا اور میدان شولاپور مین جانبین سے صفوف مصاف آراستہ ہوئین میمنہ پر عین الملک کنعانی اور الغ خان کو مقرر کرکے میسرہ پر نورخان و امام الملک کے سپرد کی اور خود مع لشکر خاصہ خیل قلب مین قیام کیا اور سیف عین الملک کو مقدمہ یعنی ہراول کیا اور حسین نظام شاہ بحری نے بھی جیسا کہ اُسکے وقایع مین مذکور ہوگا افواج کو ترتیب دیکر خان زمان اور بحری خان اور اخلاص خان کو مع لشکر برہان نظام شاہ ہراول کیا اور آتشبازی کے حوالے پیش لشکر جا بجا قاعدہ سے نصب کیے اور سیف عین الملک اظہار شجاعت اور مجراے خدمت کے واسطے بسرعت تمام دشمن کی طرف روانہ ہوا

عادل شاہ نے بھی بقصد استخلاص اہالیان قلعہ بیجاپور نہضت فرمائی اور برہان نظام شاہ کے لشکرگاہ کے دو کوس پر خیمہ
وخرگاہ بلند کر کے فروکش ہوا جب برہان نظام شاہ نے ترک محاصرہ کیا اور حرب میں بھی مشغول ہوا تو ابراہیم
عادل شاہ نے اپنے لشکرگاہ کے گرداگرد ایک دیوار کھچوائی اور امرائے ترک کو کہ تاخت و تاراج میں بے نظیر تھے
برہان نظام شاہ بحری کے اردو پر مقرر کیا جس سے قحط عظیم ان لوگوں میں واقع ہوا اور آدمی نہایت مضطر اور متحیر ہوئے
چنانچہ اکثر عقلا کی رائے اس پر قرار پائی کہ گھوڑے ہماری سواری کے نہایت ضعیف اور لاغر ہوگئے ہیں اور مرکوب بھی مقابلہ
کی قوت نہیں رکھتے لازم ہے کہ احمدنگر کا راستہ لیویں مگر تقدیری امور بطور دیگر تھے چنانچہ تفصیل اسکی واقعات
نظام شاہیہ میں سمت گزارش پا چکی خلاصہ یہ کہ صبح عید رمضان کو کہ مردم عادل شاہیہ نہایت غفلت کی صورت رکھتی
میں لوازم عید میں مشغول تھے کہ ناگاہ سیف عین الملک وغیرہ امرائے نظام شاہیہ عادل شاہ کے خیمہ وخرگاہ پر تاخت
لاکر جدال وقتال میں مشغول ہوئے یہ سراسیمہ اور بدحواس ہو کر بھاگے چونکہ ابراہیم شاہ رسم غسل عید میں مشغول تھا
دست پوشاک پہنے کی نہ پائی سراپردہ سے نکل بھاگا اور برہان نظام شاہ بحری نے اسی روز افواج آراستہ
کر کے قلعہ کلیان کی طرف عزیمت کی اور قسم کھائی کہ اگر اہل قلعہ اسی وقت قلعہ میرے سپرد نہ کرینگے تمام مرد وزن
کو قتل کرونگا اہل قلعہ نے کہ ابراہیم عادل شاہ کی شکست سے بیدل ہوئے تھے امان لیکر قلعہ تسلیم کیا اور برہان نظام شاہ
بحری کو تین عیدیں ایک دن میں حاصل ہوئیں اور ابراہیم عادل شاہ نے کہ فیل اور توپخانہ کے تاراج ہونے سے اعراض
تھا ممالک نظام شاہیہ میں داخل ہو کر چار لاکھ ہون تحصیل کیے اور جسقدر کہ ممکن ہوسکا اسکی ویرانی اور خرابی میں تقصیر روا
کوتاہی نہ کی اور اچانک بطور یلغار قلعہ پرینڈہ میں پہونچا اور دروازہ کشادہ دیکھکر یکایک قلعہ میں در آیا اور مردم اہل
جہاں دکنی کے تصرف سے برآمدہ کیا اور اس حصن حصین کو ایک دکنی معتبر کو جو بہادری میں مشہور تھا تفویض کر کے بیجاپور
کی طرف گیا اور یہ خبر کلیان کے اطراف میں منتشر ہو کر برہان نظام شاہ بحری اور خواجہ دکنی کو پہونچی تو عازم استرداد ہوئے
اور جب قلعہ پرینڈہ سے بیس کوس دوری پر پہونچے وہ بہادر دکنی قلعہ چھوڑ کر ایسا بھاگا کہ بیجاپور تک کسی مقام میں دم نہ لیا
اور شاہ جمال الدین انجو سے جو معاصر برہان نظام شاہ بحری تھا اس دکنی بہادر کا سبب فرار یوں سنا گیا کہ جب خبر توجہ
برہان نظام شاہ بحری کی اسے پہونچی ہراس بیقیاس اسپر مستولی ہوا اور فکر کر کے اپنے دل میں کرتے کسی کو اپنے مافی الضمیر پر مطلع
نہ کیا یہاں تک کہ ایک شب کہ اپنے محل میں سوتا تھا گجر کی آواز کو خیال کیا کہ بعد برہان نظام شاہ بحری سمجھ کر ایسا
سراسیمہ ہوا کہ دروازہ کھولکر راہ فرار پائی مردم قلعہ بھی اسے ایسا مضطرب دیکھکر اسکے نشان قدم پر دوڑے اور قلعہ
کو خالی چھوڑا ابراہیم عادل شاہ نے اس دکنی دلاور تہور وجرات کی گردن ماری اور قلعہ کلیان کے استخلاص کی فکر میں
ہوا اور برہان نظام شاہ بحری کو جب یہ ارادہ معلوم ہوا تو ایک مقرب کو رام راج کے پاس بھیجکر ابراہیم عادل شاہ
کے ارادہ پر اطلاع دی بعد گفت وشنود ایسا مقرر ہوا کہ رائچور کے اطراف میں ملاقات کر کے جو کچھ صلاح وقت
ہو عمل میں لاویں پھر سنہ ۹۵۹ نوسو انسٹھ ہجری میں رام راج مع سپاہ بسیار رائچور کی طرف متوجہ ہوا اور برہان نظام شاہ
بحری بھی مع خیل وحشم ولایت ابراہیم عادل شاہ کے درمیان سے گزر کر رائے بیجانگر سے ملاقی ہوا اور یہ تجویز

جو ایک رعایا کے مکان مین پوشیدہ تھا دستیاب کر کے مع ستر آدمی اُسکے اعوان سے کہ جنھون نے روپیہ لیکر قلعہ دینے کا اقبال کیا تھا تیغ کیا اور یہ امر جب جمیع مردم اور افسران سپاہ پر ظاہر ہوا کہ اسد خان لاری ابراہیم عادل شاہ کا روتنخواہ ہی شہزادہ کے پاس جانے کی فسخ عزیمت کی اور شاہزادہ کی جمعیت جو بندر گووہ کے اطراف مین مقیم تھی یہ خبر سنتے ہی شاہزادہ سے جدا ہو کر متفرق اور پریشان ہوئی اور اسد خان لاری نے جب دیکھا کہ یہ مرض الموت ہی اور سلطان طبیعت کو قوت دشمن مرض کے مدافعہ کی نرہی اپنے ہاتھ سے عریضہ ابراہیم عادل شاہ کو لکھا اور التماس قدوم مین یہ بیت درج کی **بیت** چو باد صبح گذر کن سوی حدیقہ انس ؎ جو سرو ناز قدم رنجہ کن درین گلزار ؎ ابراہیم عادل شاہ صلاح دولت اُسکی ملتمس کی اجابت مین دیکھکر بتاریخ غرہ ماہ محرم سنہ ۹۵۶ نوسو چھپن ہجری مین بسبیل استعجال روانہ ہوا اور اثناے راہ مین خبر رحلت اسد خان لاری کی سُنکر اُسی شب اپنے تئین بلگوان مین پہونچایا اور بانداون کو امر تصرف کر کے تمام جہات اور متروکات پر متصرف ہوا اور نصارا نے جب دیکھا کہ شاہزادہ کی جمعیت پریشان ہوئی اُسکو پھیر کر بندر گووہ کی طرف لیگئے اور بادشاہ نے بھی اپنے مقر کی طرف معاودت فرمائی اسد خان لاری وفور فراست اور کاردانی مین اتصاف تمام رکھتا تھا اور ضبط و ربط و حل و عقد مہمات مین نشان یکتائی بلند کرتا تھا اور رایان بیجانگر اور شاہان دیگر اُس سے طریق مصادقت اور ملائمت کہ عبارت رسل و رسائل اور تحف و ہدایا سے ہی جاری رکھتے تھے اور اسباب جاہ و مکنت اور زر و جواہر اسقدر اُسکی سرکار مین جمع ہوا تھا کہ محاسبان سریع الحساب اسکے حساب و شمار سے عاجز تھے چنانچہ سومن چاول اور پچاس بکری اور ایک سو مرغ اُسکا شیلان تھا اور اُس کے مخترعات سے مثل قمراد خنجر زین دکن مین شہرت تمام رکھتا ہی اور وہ اول شخص ہی کہ زین پشت فیل پر رکھی اور لگام اُسکے سر پر کر کے نے گچک تحریک [illegible] یا دو ستر جوان ایک وقت کا ۱۲ پاے فیل کو مطیع کر کے راہ پر لایا لیکن چو وہ حیوان سرکش ہی اور دہانہ آہنی سے جیسا کہ چاہیے اطاعت نہین کرتا تھا اس اختراع نے شہرت نہ پائی منسوخ ہوئی اور یہ بھی منقول ہی کہ ابراہیم عادل شاہ اپنی بیٹی بانی بی بی کو علی برید کے نکاح مین درلایا اور علی برید کو اس خویشی سے ساتھ اپنے متفق کیا اور برہان نظام شاہ نے چند ایلچی لسّان چرب زبان رام راج کے پاس بھیجے اور تحف و ہدایا کے ارسال سے بناے مصادقت ڈالی اور اس طرف سے رام راج نے بھی ہدیہ بھیجکر طریق اتحاد کو جاری رکھا اور عدالت پناہ یہ اخبار سنکر برہان نظام شاہ کے ایلچیون سے کہ بیجاپور مین تھے گونہ شکایت درمیان مین لایا اور یہ ہراسان ہو کر بیجانگر کی طرف بھاگے اور وہان پہونچکر رام راج سے عرض پیرا ہوئے کہ چونکہ ابراہیم عادل شاہ بسبب دوستی برہان نظام شاہ بحری ساتھ اُن کفار کے قاصد ہمارے قتل کا تھا نہایت کوشش سے ہمنے اپنے تئین اس دیار مین پہونچایا رام راج کہ کافر غیور اور عظیم الشان تھا اس اضطراب سے متارض ہوا اور برہان نظام شاہ بحری کو پیغام بھیجا کہ علی برید نے باپ کے خلاف ابراہیم عادل شاہ کی دوستی تمھاری دوستی پر قبول کی ہی مناسب یہ ہی کہ تادیب اُسکی اپنی وجہ ہمت کر کے قلعہ کلیان اپنے حوزۂ تصرف مین درلاوین اس صورت مین برہان نظام شاہ بحری کہ اس وقت کا منتظر تھا اس کی صلاح کے بموجب قلعہ کلیان کی تسخیر کے واسطے لشکر آرا ہوا اور شوکت و حدت کے ساتھ کوچ متواتر کر کے قلعہ کو محاصرہ کیا ابراہیم

سے تحریر کیا کہ ای سلیمان سریر سعادت و اقبال ہوا سکندر سد عز و جلال **بیت** چہ شد چہ شد کہ بدستاں رسیدہ
ازیں جرم کردہ ام چہ شنیدی چہ دیدہ ازیں ناسپاس اس بے عنایتی کا کیا باعث ہے اور باعث اس کم التفاتی کا کون
ہے **بیت** گر گناہے کردہ ام ایک سر تیغ و کفن حاضر بہ موجب نشاید دوستاں آزردنی + جو کچھ ارباب غرض
اس بندہ کی تقصیرات سے سمع اقدس میں پہونچاتے ہیں میں ایک کو سوا اقرار کرتا ہوں لیکن اس تہمت سے
جو بیٹن رکھتا او حضرت یوسف علیہ السلام کے بھیڑیے کے مانند بے گناہ ہوں نہ یہ کلمہ میری زبان پر گذرا اور
نہ یہ امر بندہ کے عقیدے اور دل میں گذرا ہے توقف کرنا اس حصن حصین میں اور نہ جانا بجانب مملکت
میں بوجہ مضرت اعدا ہے اور اس معنی کو کوتاہ نظر آدمی اور کچھ سمجھ کر تہمت حرامخواری کی اس پیر غلام کے چہرے پر
کھینچتے ہیں اگر مراحم اور عواطف بے دریغ شاہنشاہی شامل حال پر اختلال ہووے اور بامارت ہووے تو اعدا کی
بدعملی اور شرمندگی سے اسکے بوسہ دینے پایہ سریر خلافت مصیر میں سعادت اندوز ہوں اور یہ دو بیت کہ ظہیر اُسکے ہیں
عریضہ کے اختتام پر ثبت کیں **ابیات** نیک ماہ ماتحنہ دہ یکش + تا ہم بداں بارگہ شاد و خوش پیام سپردم
بخدمت کمر + بسم چوں قلم سر خط شاد سر + ابراہیم عادل شاہ اس پر بمقام التفات میں ہو کر چاہتا تھا کہ اسکے
متعلقین کو ماحس دہ بلگواں میں روانہ کرے کہ ناگاہ شاہزادہ عبداللہ کے فساد نے سر گریباں ملک سے نکالا اور یہ
مقدمہ معرض تعویق میں رہا اور شہزادہ عبداللہ کے قصہ کا یوں بیان ہے کہ جب وہ برادر مادر ماں کے خلاف غضب کے
خوف سے بندر گووہ کی طرف مفرور ہوا فرنگیوں نے اُسے مقام محفوظ میں بٹھایا اور اُسکے اعزاز و تکریم میں بہت
کوشش کی بعد ایک مدت کے لیقضی مردماں بیجاپور کے اغوا سے برہان نظام شاہ بحری اور جمشید قلی قطب شاہ
کی نسبت مدد اور خصوصیت کا مفتوح کر کے التماس کمک کی یہ دونوں کہ ابراہیم عادل شاہ کے اوضاع اور اسد خان
لاری اور بھی امرا کی رنجش خاطر سے آگاہی رکھتے تھے ابراہیم عادل شاہ کے عزل اور شہزادہ عبداللہ کے نصب پر
متفق ہوئے اور اپنے مقام سے حرکت کر کے ولایت بیجاپور کی طرف گئے اور فرنگیوں کے پاس آدمی بھیجکر پیام
کیا کہ شہزادہ عبداللہ کو اس طرف رخصت کریں تو ہم اُسے بیجاپور کے تخت پر بٹھاویں فرنگی اس امر پر راضی
ہوئے اور عبداللہ کے فرق پر چتر بلند کیا اور برہان نظام شاہ اور جمشید قلی قطب شاہ نے ایلچی اسد خان لاری کے پاس
بھیجکر یہ پیام دیا کہ چونکہ ابراہیم عادل شاہ کی بے ہنجاری حد سے گذری اور وہ معتمد الیہ بھی اُس سے رنجیدہ ہے ہم تو
چاہتے ہیں کہ شاہزادہ عبداللہ کو بجائے اسکے نصب کریں اور وہ خان والاشان اُسکی اتالیقی میں ممتاز رہے مناسب ہے کہ
بلگواں سے جلد آپ کو ہمارے پاس پہونچاوے اسد خان لاری نے برہان نظام شاہ کے ایلچی سے درشتی کر کے
کہا اگر ایلچی کشی مذموم ہوتی تو میں رسم تیغ سیاست سے تیرا سر کاٹتا برہان نظام شاہ اسد خان لاری کی اعانت سے
مایوس ہوا اور اسی عرصہ میں اسد خان لاری کی بیماری کی خبر پہونچی قیما نام ایک برہمن کو جمعی مع روانہ طرف بلگواں
کی طرف بھیجا تاکہ اہل حصار سے موافقت و مواقفت کر کے ایسا کرے کہ اسد خان لاری کے موت کے بعد قلعہ
برہان نظام شاہ کے سپرد کریں اور اسد خان لاری بحالت بیماری اہل قلعہ کے ارادہ پر واقف ہوا اُس نے

چالاکی سے لڑتے تھے قضارا ایک زخم کاری جمشید قلی قطب شاہ کے چہرہ پر لگا اسدخان لاری مظفر ہوا اور
جمشید قلی قطب شاہ مدۃ العمر اس زخم سے اکل و شرب کے وقت ایذا اُٹھاتا تھا پھر اسدخان لاری فتحیاب ہو کر
سالماً غانماً بیجاپور مین آیا اور مہمات ممالک حسب دلخواہ ساختہ اور پرداختہ ہوے ابراہیم عادل شاہ لشکرکشی
کے دغدغہ سے فارغ البال ہوا امرا کو جاگیرون کی طرف رخصت کیا اور سنہ ۹۵۱ نو سو اکاون ہجری مین
برہان نظام شاہ رام راج کی تحریک سے احسن آباد گلبرگہ کی تسخیر کے واسطے عازم ہوا اور بہ سبیل استعجال
پہونچکر اُسے محاصرہ کیا یہ خبر سنتے ہی ابراہیم عادل شاہ بھی فوج بے حساب جمع کر کے بشوکت و عظمت اُس طرف روانہ
ہوا اور دریاے بھیورہ کے ساحل پر پہونچا چونکہ سپاہ برہان نظام شاہ لب دریا پر حائل اور سنگ راہ
تھی تقریباً تین مہینے تک عبور میسر ہوا یہان تک کہ ابراہیم عادل شاہ تنگ آن کر آخر برسات مین جبراً اور قہراً
اس بحر زخار سے پار اُترا اور فریقین ترتیب سپاہ مین مشغول ہوئے جنگ صعب کا اتفاق پڑا لیکن بعد اشتعال
نائرہ قتال بخلاف ہمہ سال ابراہیم عادل شاہ مظفر و منصور ہوا برہان نظام شاہ فیل جنگی کوہ پیکر اور گھوڑے
سبک جست رفتار باد صرصر چھوڑ کر منہزم ہوا اور ابراہیم عادل شاہ بعد اس فتح غیبی کے اپنی تنگ ظرفی کے
باعث بادۂ نخوت سے اُبل چلا اور نوبت یہ پہونچی کہ ہنگام مے نوشی اور شراب کی کیفیت مین برہان نظام شاہ
کے ایلچیون سے کلام درشت کرتا تھا اور باتین ناملائم برہان نظام شاہ کی نسبت زبان پر لاتا تھا اور
تھوڑی سی فروگذاشت پر ارباب دخل اور مقربون کو باندھتا تھا اور قتل کرتا تھا اور سنہ ۹۵۲ نو سو باون ہجری
مین جب کہ برہان نظام شاہ لشکر علی برید کی ولایت پر کھینچکر قلعہ اوسہ اور قندھار اور اودگیر کی تسخیر مین مشغول ہوا علی برید
نے قلعہ کلیان ابراہیم عادل شاہ کو دے کر کمک طلب کی ابراہیم عادل شاہ مثل ہاروت و ماروت بادۂ نخوت
سے مبہوت ہو کر اسکی مدد کو روانہ ہوا اور چھ مہینے کے عرصہ مین دو مرتبہ برہان نظام شاہ سے لڑا ہر مرتبہ شکست
فاحش پائی اثاثہ شاہی غنیم کے ہاتھ لگا اسپر بھی جور و ظلم و بدعت سے باز نہ آیا ان دونون شکستون کو مقربون اور
نزدیکون اور ارباب دخل کی دورنگی سے تصور کر کے تین مہینے کے عرصے مین چالیس برہمنون اور ستر مسلمانون کو
بلاجرم قتل کیا رعیت اسکے اوضاع سے متنفر اور خائف ہوئی سب نے اسپر اتفاق کیا کہ اُسکے بھائی شہزادہ عبداللہ کو تخت پر
بٹھاوین اور یہ خبر پیشتر اس ارادہ سے کہ حیز قوت سے فعل مین آوے اُسکے گوش زد ہوئی بازار سیاست گرم کیا اور
خلق کثیر کو تیغ دودم کے سپرد کیا اور شہزادہ بعجلت تمام بھاگ کر تنبور کوہ کی طرف جا کر عیسائیون کے پاس
پناہ لے گیا اور انھون نے اُس کی عزت و حرمت مین کوشش کی اور ان دنون مین ابراہیم عادل شاہ
بیحد و بے قصور اسدخان لاری سے بدگمان ہوا اور یہ سمجھکر کہ اُسکے نفاق سے جان کر رسم بردانہ التفات
اور میوہ بھیجنے کی یکقلم موقوف فرمائی اور اسدخان لاری کہ تلنگوان مین تھا اُس نے اپنی ہمت اس پر مصروف کی کہ
نقد اخلاص کو اپنے خداوند نعمت کی محک نظر مین پورا ثابت کرے لہذا ایک جماعت کے ہمراہ نو زنجیر فیل مست جو
ہنر جنگ مین ہوشیار تھے اور اسی قدر گھوڑے تازی اور اُسکے سوا اور بھی تحف و نفائس بھیجکر یہ عریضہ اپنے خط زیبا

عماد شاہ کے غبار کلفت بلند ہوا برہان نظام شاہ نے فرصت پاکر رام راج اور جمشید قلی قطب شاہ کو جو سامد
درآمد سے اپنی موافقت میں راغب کیا اور باتفاق علی برید اور خواجہ جہان دکنی ولایت ابراہیم عادل شاہ کی طرف
متوجہ ہوا اور ان ساڑھے پانچ پرگنہ پر متصرف ہو کر قلعہ شولاپور کو بھی محاصرہ کر کے ولایت سرحد سے بہت
خراب اور ویران کیے اور چند مرتبہ ابراہیم عادل شاہ کے لشکر کو کہ اسکے ملاحظہ کے واسطے قیام کیا تھا شکست دیکر
متفرق کیا اور جمشید قلی قطب شاہ نے بھی برہان نظام شاہ کی تحریک کے سبب آسانی سے لشکر ولایت بیجاپور پر
کھینچا اور پرگنہ کاکنی میں ایک قلعہ نہایت سنگین تعمیر کر کے ولایت گلبرگہ تک قابض و دخیل ہوا اسکے بعد قلعہ لنگر کو بھی محاصرہ
کیا اور اسی طرح سے رام راج نے برہان نظام شاہ کی ہدایت کے موافق اپنے بھائی تیملراج کو مع سپاہ گراں
قلعہ رایچور کی تسخیر کے واسطے تعین فرمایا ابراہیم عادل شاہ اپنی رونق مملکت کو چار موجہ بلا میں دیکھکر بحر حیرت میں
غوطہ زن ہوا اور اسد خان لاری کو بلگام سے طلب کر کے اس سے صلاح کی اسنے بعد تامل و غور یہ جواب دیا
کہ ہمارا حقیقی دشمن برہان نظام شاہ ہے اور دیگر اعدا اسکے طفیل سے اس مملکت کے متعرض ہوتے ہیں اول دفعیہ
برہان نظام شاہ کی تدبیر و علاج چاہیے کرنا پھر اور دشمنوں کے دفع میں مشغول ہونا چاہیے اور علاج برہان نظام شاہ
کا یہ ہے کہ ساڑھے پانچ پرگنہ جو مادہ النزاع ہیں اسے واگذاشت کریں اسکے بعد نامہ دوستی اور تواضع سے رام راج
کو کہ بادشاہ عظیم الشان ہے اور دوسرے راؤ اور راجاؤں طرف کو لکھکر مع تحف و ہدایائے نفیسہ مصحوب ایلچیان
شیریں زبان بھیجیں اور سمجھیں کہ کفار کرناٹک تھوڑی تواضع میں خوش ہو کر دم دوستی کا ماریں گے خصوصاً
رام راج کہ جس نے آج تک اپنی مملکت صفا میں کی ہے اور دیگر راجہ اس سے معارضت اور مخاصمت رکھتے ہیں
مصالحہ کریگا اور جب وقت الکھڑ خشہ برطرف ہووے جمشید قلی قطب شاہ کا دفع کرنا میرے ذمہ ہے ابراہیم
عادل شاہ نے اسد خان لاری کی تدبیر پسند کر کے اس پر عمل کیا اور جو تجویز کہ اسد خان لاری نے کی تھی اسی طرح
مہمات بکفایت تمام بانجام ہوئے اسوقت عادل شاہ نے باطمینان تمام جمشید قلی قطب شاہ کے استیصال فساد کو
اپنے ذمہ ہمت پر لازم جان کر اسد خان لاری کو مع لشکر فیروزی اثر اسکی طرف رخصت کیا اسد خان نے پہلے
پہلے قلعہ کاکنی کو جو جمشید قلی قطب شاہ کا ساختہ تھا محاصرہ کر کے تھوڑے عرصہ میں بجبر و قہر مفتوح کیا اور اسکو بیخ و بن سے
ڈھا کر اسکا نشان باقی نہ رکھا پھر لنگر کی طرف متوجہ ہوا اور جمشید قلی قطب شاہ نے مقابلہ میں فائدہ نہ دیکھا قلعہ
چھوڑ کر گیا اور اسد خان لاری نے تعاقب کر کے دو مرتبہ افواج قطب شاہی کو کہ اسکے ملاحظہ کے
واسطے مقرر کی تھی تباہ کیا اور قلعہ گلکنڈہ میں جمشید قلی قطب شاہ مضطر ہو کر خود بنفس جنگ ہوا اور حرب
بہت سخت واقع ہوئی شکست لشکر تلنگ پر پڑی ابیات سعادت بہ بخشایش داور ست + نہ در چنگ و بازوئے
زور آور ست + کلید ظفر چون بہ یزدان دست + ساندہ صرفتح مردان شکست + منقول ہے کہ اس دن حسب اتفاق
جمشید قلی قطب شاہ اور اسد خان لاری سے مقابلہ ہوا اور بلا اسکے کہ ایک دوسرے کو پہچانے تلواریں کھینچکر چھوٹے
سلی سی دونوں لشکر کی آنکھوں میں چمک جاتی تھی مع ایک نے ہاتھ دی تو دوسرے نے سپر پر روکی تھی جتنی اور ر

مین روشن کی اور ابراہیم عادل شاہ تاب مقابلہ کی نہ لا کر احسن آباد گلبرگہ کی طرف راہی ہوا اور اسد خان لاری شعبدہ بازی
چرخ سے متحیر ہوا علی محمد بدخشی کو علاء الدین عماد شاہ کے پاس برار کی طرف بھیجا اور حقیقت حال قلمی کر کے پیام کیا کہ اگر آ
جناب برسم اعانت ابراہیم عادل شاہ کے قدم رنجہ فرماوین بندہ بھی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کریگا کہ اس بے غلام
کے گناہون کے شفیع ہو وین اس درمیان مین نامہ ابراہیم عادل شاہ کا بھی پہونچا علاء الدین عماد شاہ روانہ ہوا اور برہان
نظام شاہ کہ قلعہ ارک بیجاپور کو محاصرہ رکھتا تھا اس شہر کے مکانون مین آگ لگا کر بقصد جنگ باتفاق امیر قاسم برید ترک
گلبرگہ کی طرف متوجہ ہوا اسد خان لاری اثنائے راہ مین اُنکی ترک رفاقت کر کے اپنی فوج لیکر علاء الدین عماد شاہ
سے جا ملا اور یہ کلام کیا کہ یوسف ترک شحنہ دیوان نے از راہ خود غرضی عدالت پناہ سے عرض کیا کہ یہ بندہ یعنے اسد خان لاری
داغ عصیان جبہہ اخلاص پر رکھکر چاہتا ہے کہ برہان نظام شاہ کا ملازم ہووے اور مزاج آنحضرت کا مجھسے ایکبارگی
منحرف ہوا اور مین اس فکر مین تھا کہ کسی طرح سے منظنہ اس قضیہ کا خاطر اشرف سے دور کرون کہ ناگاہ برہان نظام شاہ اور
امیر قاسم برید ترک بہ تعجیل حوالی تلنگوان مین آئے اس سبب سے خاص و عام کو یقین ہوا کہ یوسف ترک شحنہ دیوان
کا کہنا سچ ہے کہ یہ اُسی کی تحریک سے آئے اس واسطے دریائے حیرت مین غوطہ کھا کر اپنی جاگیر کی حفاظت
کے واسطے زمانہ سازی کر کے چند روز اُنسے پیوستہ رہا اب خدمت مین حاضر آن کر جو کہ صدق اور حق ہے گذارش کیا امیدوار ہون
کہ عدالت پناہ کی پابوسی کو مجھے لیجا کر قلم عفو میرے جریدہ اعمال پر کھچوائین اگر معروض قبول مین آوے تو نہے سعادت
ورنہ بندگان عدالت پناہ مالک و مختار ہین میری نسبت جو سیاست چاہین تجویز فرماوین تو میری جزا اور سزا لیھہ لینے
سے اورون کو عبرت ہوگی خلاصہ یہ کہ علاء الدین عماد شاہ آسی روز بے سابقہ تمہید مقدمہ اسد خان لاری کو ہمراہ لیکر
ابراہیم عادل شاہ کے دارگاہ دولت پر گیا اور اس طرح سے حقیقت حال واقعی بیان کی کہ اسد خان لاری کی بیجرمی
اور اعدا کا مکر و فریب بدلائل و براہین ثابت اور متحقق ہوا اُسی وقت عدالت پناہ نے اسد خان لاری کو آغوش عاطفت
مین کھینچکر اُسکا منصب و جاہ افزون کیا اور مع اُسکے اور علاء الدین عماد شاہ کی صوابدید کے بموجب برہان نظام شاہ
اور امیر قاسم برید ترک کی حرب کا عازم ہوا اور وہ طاقت مقاومت نہ لا کر پرگنہ بیر کی طرف روانہ ہوئے اور ابراہیم عادل
اور علاء الدین عماد شاہ نے بھی اُس مقام مین صلاح توقف نہ دیکھی بالاگھاٹ دولت آباد کی سمت متوجہ ہوے
ابراہیم عادل شاہ اور علاء الدین عماد شاہ نے کوئی دقیقہ قتل و غارت مین فروگذاشت نہ کیا اور انھین دنون مین
قاسم برید ترک قضائے الٰہی سے فوت ہوا اور بالاگھاٹ دولت آباد مین مدفون ہوا اور جناب قدسی منزلت شاہ
طاہر متوسط ہو کر اس طور طالب صلح ہوئے کہ برہان نظام ساڑھے پانچ پرگنہ شولاپور ابراہیم عادل شاہ کو دے کر
پھر فتنہ و فساد کے گرد نہ پھرے اور صلح کے بعد ہر ایک نے اپنے مقام مین مراجعت کی اور دوسرے برس
کہ ۹۵۰ نوسو پچاس ہجری تھے ابراہیم عادل شاہ علاء الدین عماد شاہ کی بیٹی مسماۃ رابعہ سلطان کو اپنے عقد
مین در لایا اور برہان نظام شاہ بحری نے کہ بادشاہ غیرت دار تھا ساڑھے پانچ پرگنہ کی استرداد کے سبب
سے اپنے اوپر استراحت اور آرام حرام کیا اور چونکہ اُن سنوات مین درمیان ابراہیم عادل شاہ اور علاء الدین

معتقد کرکے دل اُسکے دغدغہ سے پاک کیجیے اور یہ مشورہ فاش ہوا اسدخان لاری نے محافظت میں کوشش کی
اور جس وقت کہ فرمان طلب صادر ہوا وہ بیماری کا بہانہ کرکے نہ آیا ابراہیم عادل شاہ نے یوسف ترک شحنہ دیوان کی
تعلیم کے سبب اسدخان لاری کے مخصوصوں کو بھی زہر دینے پر راضی کیا لیکن مثل ہے کہ جسے خدا رکھے اُسے کون چکھے
یہ تدبیر بھی راست نہ آئی آخر کو یہ تجویز ہوئی کہ یوسف ترک شحنہ دیوان کو ملگانوں کے جوار میں جاگیر دیں اور چند گانوں سے
معاف رکھکر جاگیر کی طرف رخصت فرمادیں تو وقت فرصت حکمت عملی سے اُسے اسیر و دستگیر کرے اسدخان لاری کہ
مرد جہاندیدہ تھا غفلت برطرف کرکے ہوشیار رہتا تھا یہانتک کہ ایک روز باغ کی سیر کو کہ ملگانوں سے چھ کوس پر
واقع تھا کچھ لوگ ہمراہ لیکر بہ سرعت تمام سوار ہوا اور ایک غلام حبشی کو مامور کیا کہ چار سو آدمی ہمراہ لیکر آوے اور مخبروں
نے یوسف ترک شحنہ دیوان کو خبر تنہا سوار ہونے اسدخان لاری کی پہونچائی اور وہ دو ہزار سوار لیکر اسدخان لاری کی
گرفتاری کو بسبیل استعجال گرم عناں ہوا اور باغ کے اطراف میں پہونچکر جنگ کا نشان بلند کیا اور اسدخان لاری
نے بھی دشمن کے مدافعہ میں ہمت مصروف کی طرفین سے مقابلہ ہوا دونوں طرف کی فوج مل گئی تن و سر میں
جدائی ہونے لگی **ابیات** سیاست درآمد بگردوں رسی + ز چشم جہان دور شد روشنی + غباری زمین بر ہوا راوست +
عنان سلامت برون شد ز دست + جہان گرم گشت آتش کارزار + کہ از لعل اسپان برآمد شرار + یوسف ترک
شحنہ دیوان نے اسدخان لاری کے حملوں کی برداشت کرکے لوازم شمشیر زنی میں تقصیر نہ کی اس صورت میں
جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا بہت آدمیوں نے قالب جوہر جان سے خالی کیا **بیت** ز بس کشتہ افتاد در روے
دشت + فلک گفت بس بس کہ از حد گذشت + آخر الامر اسدخان لاری بعد از جنگ صعب فائق آیا یوسف
ترک شحنہ دیوان شکست فاحش کھاکر مفرور ہوا اور ابراہیم عادل شاہ نے دیکھا کہ صحبت نے اور رنگ پیدا کیا
اظہار التفات کے واسطے یوسف ترک شحنہ دیوان کو مقید کرکے اسدخان لاری کے پاس بھیجکر پیام دیا کہ اسکی
گستاخی سے ہماری طبیعت بہت آزردہ ہے مناسب ہے کہ وہ معتمد الدولہ اُسے سزا کو پہونچاوے اسدخان لاری نے
کہ اس معاملہ سے خبر رکھتا تھا یہ جواب لکھا کہ تقصیر بندہ ہی سے واقع ہوئی امیدوار عفو ہے اور یوسف ترک شحنہ دیوان کو
اسپ و خلعت دیکر رخصت کیا اور جب یہ قصہ بتحقیق برہان نظام شاہ بحری کے گوش زد ہوا اور روبے تدبیر اپنی مجلس
میں مکرر مذکور کیا کہ اسدخان لاری سے قولنامہ ہمنے طلب کرکے تعہد کیا ہے کہ ولایت عادل شاہیہ مسخر کرکے ہمارے سپرد
کرے اگر میں اس وقت لشکرکشی کروں آسانی سے وہ ولایت تصرف میں آوے اور انہیں دنوں میں کہ ۹۳۹ نو سو انتالیس
ہجری تھے امیر برید ترک سے موافقت کرکے احمد نگر سے روانہ ہوا اور پرینڈہ کے اطراف میں امیر قاسم برید ترک اور
خواجہ جہان دکنی اُس سے ملحق ہو کر آگے بڑھے اور زین خان والی سانٹھہ پلیج تھے جو سولاپور کے تحت تھے
مردم عادل شاہیہ کے تصرف سے برآورد کرکے خواجہ جہان دکنی کے سپرد کیے اور جب برہان نظام شاہ ملگانوں کے
حوالی میں پہونچا اسدخان لاری باوجود اسکے کہ اس سعی سے بالکل آشنا تھا از حیف کے امتیاز سے حرف زدہ
ہوکر لاچار چھ ہزار سوار لیکر برہان نظام شاہ کا شریک ہوا اور اُسے قوی پشت ہوکر بہت غارت کی آگ مملکت عادل شاہیہ

گرفتار کرکے ہمارے سپرد کریں تو راے زادہ کے قصاص میں اُسے ہلاک کریں اس صورت میں چونکہ عنان
کام دست اختیار بعوج نرسل راج سے نکلگئی تھی راہ فرار مسدود دیکھکر فرمایا تو جمیع گھوڑون کو لیاور ہاتھیون
کو اندھا کیا اور جواہرات از قسم یاقوت اور الماس اور زبرجد اور موتی وغیرہ جو قرنون کا اندوختہ تھا چکیون سے پسکر خاک میں
ملایا اور جسوقت دربانون نے دروازہ کھولا اور رام راج کو شہر میں درلاے صوج نرسل راج خنجر اپنے سینہ پر کینہ پر مار کر
جہنم واصل ہوا اور مضمون کان ہم کمین ہویدا ہوا ہاں سچ ہے **بیت** نگہبانی ملک و دولت بلاست + گدا بادشاست
نامش گداست + پھر رامراج بلا منازعت تخت بیجانگر پر متمکن ہوا اور علم استقلال کا بلند کیا اور ابراہیم عادل شاہ نے
حقیقت حال دریافت کرکے اسدخان لاری کو مع تمامی لشکر قلعہ ادونی کی تسخیر کے واسطے رخصت کیا اس درمیان میں
تنگنا دری بھائی رامراج کا اسدخان لاری کے مدافعہ کے واسطے مع سوار و پیادہ بیشمار متوجہ ہوا اسدخان لاری نے
ہاتھ محاصرہ سے کوتاہ کرکے استقبال کیا اور حرب ضرب کے بعد اسدخان لاری نے باگ معرکہ سے پھیری اور کفار نے
سات فرسخ تعاقب کیا اسکے بعد زمانہ نے ہندوی سیہ فام کی طرح جام جم نیلگون فلک میں ڈالکر رایات عباسی بلند کیا
اور تنگنا دری ایک گروہ لشکر منکر اور منہزم میں فروکش ہوکر بستر عجب و تکبر پر سویا شیر بیشہ ہیجا یعنے اسدخان لاری
چار ہزار جوان جیبہ پوش سخت کوش **ابیات** ہمہ شیر مردان کار آزماے + دلیر و عدو بند کشور کشاے + بگاہ وغا
زہر یکے صفدری + از ایشان یکے در عدو لشکرے + لبکر اردوے تنگنا دری پر شبخون مارا اور کفار بقدر طاقت
دست و پا مار کر مدافعہ میں مشغول ہوے اور آخر ضرب تیر سندان گذار اسلامیون سے قرار کو فرار پر اختیار کرکے
راہ ہزیمت نالی **ابیات** نباید عنود دن چنان بیخبر + کہ ناگاہ سیلے درآید بسر + بجاے نخسپد عقاب دلیر + کہ آبے
توانست او را بزیر + پھر تمام ہاتھی بیجانگریون کے اور زن و فرزند تنگنا دری کے اسدخان لاری کے ہاتھ آئے
اسدخان نے اُسی مقام پر پڑاو ڈال دیا اور تنگنا دری اپنے پراگندہ سوار اور پیادے جمع کرکے چھ فرسخ پر
اسدخان لاری سے فروکش ہوا اور عریضہ مشتمل کیفیت واقعہ اور کمک کی استدعا میں رام راج کے پاس ارسال کیا
اُسنے درجواب لکھا کہ مجھے ابھی اطراف کے راؤن سے اطمینان کلی حاصل نہین ہوا چاہیئے کہ جسطور سے میسر ہووے
اسدخان لاری سے صلح کرکے اپنے زن و فرزند کو رہا کر چنانچہ تنگنا دری نے اسدخان لاری کو صلح کا پیام دیا
اور اسدخان لاری نے ابراہیم عادل شاہ کو اعلام کرکے اشارہ کے موافق صلح قبول کی اور باشوکت و عظمت تمام
بیجاپور کی طرف معاودت فرمائی اور ابراہیم عادل شاہ نے گھوڑے اور ہاتھی تنگنا دری کے جو اسدخان لاری نے
گذرانے تھے اُسے بخشے اور پایہ اسکے مرتبہ اور جاہ کا افزون کیا اور یوسف شحنہ دیوان کہ منصب وکالت اور میر جملگی پر
مخصوص ہوا تھا اسنے رشک و حسد سے خلوت میں عرض کیا کہ اسدخان لاری مذہب کے اتحاد کے سبب برہان نظام شاہ
بحری سے اخلاص زیادہ رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ قلعہ بلگوان اُسے دیکر اُسکا حلقہ بندگی اپنے زیب گوش کرے
ابراہیم عادل شاہ نے بلاتحقیق صدق و کذب حاسد کی بات کو باور کرکے اسدخان لاری کے عزل کے بارے میں مشورہ کیا
یوسف ترک شحنہ دیوان نے جواب دیا کہ اُسے آپ بہ بہانہ جشن ختنہ شاہزادہ علی بلگوان سے طلب کیجیے جب وہ حاضر ہووے

رجوع کی اور خود رام راج نے اپنی تدبیر سے امرائے سرکش کو دفع کر کے اُنکا نام و نشان مٹا دیا اور اپنے ایک غلام کو
قوی کر کے بلدہ بیجانگر دربارے زادہ اُسکے سپرد کیا اور خود اُن راؤں کے استیصال کے واسطے جو اُسکی شاہی کے
مانع تھے مع سپاہ آراستہ ممالک کے اطراف میں متوجہ ہوا اور اُنمیں سے چند راؤں کو مستاصل کر کے ایک قلعہ
اُس نواح کا محاصرہ کیا اور جب مدت محاصرہ نے طول کھینچا اور جو زر کہ ہمراہ رکھتا تھا صرف ہوا اسواسطے اپنے
غلام سے پچاس ہزار ہون طلب کیے جب غلام نے دروازہ خزانہ کا کھولا اور نظر اُسکی گنج اور جواہر بیشمار پر پڑی خودسر
ہوکر علم بغاوت کا بلند کیا اور راج ملک کے لڑکے کو مکان سے برآورد کر کے ہوج ترمل راج کو ساتھ اپنے
متفق کر کے جمع حشم فراہم کرنے میں مشغول ہوا اور جو امرا کہ رام راج سے خائف تھے بسرعت تمام وارثِ
ملک سے پیوستہ ہوئے اور جمعیت عظیم بیجانگر میں بہم پہنچی لیکن ہوج ترمل راج اس غلام کو
اس بہانہ سے کہ رام راج کا یار ہوگیا ہے اور محل اعتماد نہیں ہے قتل کر کے خود قوی ہوا اور رام راج نے مصلحت
وقت اور فساد عظیم دیکھکر صلح کے واسطے ایک جماعت راؤں کی متوسط کی اور اُنھوں نے کوشش کر کے ایسا مقرر کیا
کہ راجہ تخت بیجانگر راجہ زادہ کے زیر نگیں رہے اور وہ ولایت کہ فی الحال رام راج اپنے تصرف میں رکھتا ہے
اُسکے قبضہ میں رہے الغرض رام راج دم بخود ہوا اور جمیع رائے اپنے علاقہ کی طرف روانہ ہوئے حاوے ماہوال
دیوانہ کے دل میں سرداری کے ارادہ نے خطور کیا راجہ استبداد بلند کر کے اپنے بھانجے کو ہلاک کر کے مسند شاہی پر
قدم رکھا اور حیاء عزّ دنخوت سے مبہوت ہوکر مرد و بزرگ کے ساتھ بدمعاشی شروع کی انجام اسکا یہ ہوا کہ امرا
اُس سے متنفر ہوکر رام راج سے ابواب دوستی مفتوح کیا اور التماس قدوم کی ہوج ترمل راج اس امر سے مطلع ہوا
ایک ایلچی مع چھ لاکھ ہون نقد مع تحف دیگر ابراہیم عادل شاہ کی خدمت میں روانہ کیا اور التماس کمک کی اور عہد
کیا کہ ہر منزل پر لاکھ ہون پیشکش کرونگا ابراہیم عادل شاہ ۹۴۲ نوسو بیالیس ہجری میں بیجانگر کی طرف روانہ ہوا
اور رام راج نے سب لشکر کشی ابراہیم عادل شاہ معلوم کر کے جنگ تدبیر کا دامن مکر و تزویر میں مستحکم کیا اور ایک
شعر با طاعت و پشیمانی کردۂ خود سے ہوج ترمل راج کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اگر سپاہ اسلام اس مرز و بوم میں قدم
رنجہ فرمائیگی تو اُنکے مرکبوں کے صدمہ سے ہماری مملکت اور معابد منہدم اور مسمار ہوجاوینگے اور شاہان ہمیشہ اُنکے موافق
اور وضیع و شریف اسیر اور دستگیر ہونگے مناسب یہ ہے کہ ایلچی معتبر اور معتمد ابراہیم عادل شاہ کے پاس بھیجکر التماس
مراجعت کیجیے کہ یہ بندہ بعد چند روز العیاذ اور مراسم سرداری پر مستقیم ہوگا ہوج ترمل راج جو زیور عقل و دانش سے
عاری تھا دام فریب میں آیا اور عہد و میثاق پر جو بطریق کھو تحریر پہنچا تھا اعتماد کر کے چالیس لاکھ ہون نقد
ابراہیم عادل شاہ کی خدمت میں بھیجکر التماس معاودت کی چونکہ ابراہیم عادل شاہ کو غرض ہوج ترمل راج کی
رعایت سے یہی زر نقد وصول کر کے مراجعت فرمائی مگر ہنوز آب کشنہ سے عبور نہ کیا تھا کہ رام راج اور تمامی
امرا نقض عہد کر کے بسرعت باد و برق بیجانگر کی طرف روانہ ہوئے اور خیل و حشم درونی کو جو شہر کی محافظت
میں قیام کرتے تھے بعضوں کو بطمع اور بعضوں کو تہدید ہوج ترمل راج سے منحرف کیا اور ایسا مقرر کیا کہ اُسکو

اور ایسا سنا جاتا ہی کہ یہ شاہ اپنی مدت سلطنت مین نظام شاہیہ وغیرہ سے دس مرتبہ لڑا اور جنگ صعب اور معرکہ سخت کا اتفاق پڑا اور جمیع معرکون مین بہ نفس نفیس موجود ہوکر لوازم شجاعت اور جلادت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نفرمایا لیکن چونکہ سہم نصرت اسکے درجہ طالع مین نہ تھا کسی حرب مین سوائے جنگ قصبۂ اورخان کے ہم آغوش فتح وفیروزی نہوا اور یہ خاندان عادل شاہیہ سے وہ بادشاہ ہی کہ جسنے اپنے باپ دادا کے مذہب سے پرہیز کرکے اسامی ائمہ اثنا عشر علیہم السلام خطبہ سے برآورده کرکے حضرت امام ابو حنیفہ کے مذہب کو رواج دیا اور طائفہ امامیہ کا شعار برطرف کرکے تاج سرخ بارہ کنگرہ کا کہ اُس زمانہ مین سپاہ شیعہ کی وردی اور علامت تھی اُس تاجدار نے یک قلم موقوف کیا اور اُسکے حکم کی تہدید سے کوئی سر پر رکھتا تھا اور امرائے غریب سے اسدخان لاری اور خوش کلدی آقائے رومی اور شجاعت خان کرد کے سواسب کو برطرف کرکے امارت سے معزول کیا دکنی اور حبشی اُنکے عوض نصب کیے اور نسل خاندان نظام شاہیہ اور عماد شاہیہ کے کو رہ راوت بہم پہونچائے اسلیے ارکان دولت نے تمام تین ہزار غریب نوکر خاص سے جو ہمیشہ ملازم رکاب رہتے تھے چار سو کو بحال رکھکر باقی کو رخصت کیا اور یہ پراگندہ ہوکر گجرات اور دکن اور احمد نگر کی طرف روانہ ہوئے اور دفتر فارسی برطرف کرکے ہندوی کیا اور برہمنون کو صاحب دخل کرکے ابراہیم عادل شاہیہ کے تمام ضوابط اور دستور العمل درہم اور قلم انداز کیے اور رام راج والی بیجانگر نے مخفی آدمی بھیجکر اکثر مغلون کو باستمالت تمام اپنے پاس لالیا اور انکی رضامندی اور دلجوئی کے واسطے بیجانگر مین مسجدین نئی تعمیر کروائین اور خود ہر روز دربار مین اجلاس کرکے مصحف عزیز اپنے پہلو مین کرسی اور رحل پر رکھکر اُنسے کہتا تھا کہ تم مصحف اقدس کی تلاوت مین مشغول رہو اور مجھے سرکار سر کھو اور ابراہیم عادل شاہ نے دوسرے برس بیجانگر کی طرف چڑھائی کی اور مظفر ومنصور ہوکر معاودت فرمائی شرح اُسکی یون ہی کہ جب شیورائے والی بیجانگر جو سات سو برس سے فرمانروائی اُسکے سلسلہ مین تھی فوت ہوا اور اُسکا فرزند قائم مقام ہوا اور عین جوانی مین وہ بھی ملک عدم کی طرف راہی ہوا اور قصر فرماندہی اسنے چھوٹے بھائی کے واسطے چھوڑا اور اسنے بھی ابھی گلزار شاہی سے گل عشرت نہ چنا تھا کہ زمانے نے ہمت اُسکی فنا پر تعین کی اور اُسکا فرزند جو طفل سہ ماہہ تھا دلبعہد ہوا تیمراج جو امرائے عمدہ سے تھا زمام اختیار کف اقتدار مین لالیا ۹۰۸ نو سو آٹھ ہجری سے ۹۳۰ہجری تک باقتدار بسر کی اور جب صاحب تخت حد رشد اور تمیز کو پہونچتا تھا اُسے زہر سے ہلاک کرکے دوسرا لڑکا وارثان مملکت سے تخت پر متمکن کرتا تھا آخرش تیمراج کا بھی پیمانہ حیات آب فنا سے لبریز ہوکر دست قضا سے ٹوٹا اور اُسکی مسند پر رام راج قائم ہوا اور شیورائے کی پوتی اپنے عقد مین لایا اور اس نسبت اور وجاہت سے اسکا استقلال حد سے گذرا اور ارادہ کیا کہ خود متکفل مہمات شاہی ہوا اور جب سرداران اور بزرگون نے انحراف کرکے اسپر شورش کیا ناچار رام راج نے ایک طفل کو جو اُس خاندان سے تھا تخت پر بٹھایا اور خالو اُس لڑکے کا موسوم بھوج ترمل راج جو شائبہ جنون سے خالی نہ تھا اور اُسکے اسم سے بھی یہی معنے مستفاد ہوتے ہین اسکو منصب امارت پر پہونچا کر اور عہد وپیمان لیکر اُس لڑکے کی پرورش اس سے

کہ خلائق اس مملکت کی اُس سے متنفر ہوئی اور علاوہ اسکے مصداق زادتی الطنبور نغمۃ کے لڑکون صاحب
حسن و جمال کے مذاق میں مشغوف ہوا اور کام اس انتہا کو پہونچا کہ بزرگوں اور سپاہیوں کے لڑکون کو خواہی نخواہی
مکانوں سے کھینچ منگواتا تھا یہانتک کہ یوسف ترک کو جو امراے کلان یا جوش سے تھا اُسکے فرزند کو جبراً
طلب کیا جب وہ مانع آیا ملو عادل شاہ نے طیش میں آکر حکم کیا کہ کچھ لوگ بطور تاخت جاوین اور اُسکے
بیٹے کو بھر تمام پکڑ لاویں اور یوسف تحیہ دیوان کی بلا توقف گردن مارین یوسف تحیہ کہ امراے نا جوش سے
تھا ملو خان کے آدمیون کو زد و کوب کر کے امراے اہل جمال کو لیکر علانیہ شہر سے برآمد ہوا اور قصبہ کھورین کہ اُسکی
جاگیر تھی سپاہ لیکر بلوائی ہوا اور اکثر اہل ناموس نے اُسکی رفاقت کی اور جان دینے پر آمادہ ہوئے پوبجی خاتون والدہ
اسمعیل عادل شاہ نے بھی اُسکے اوضاع اور اطوار ناشایستہ سے نہایت آزردہ اور دل گرفتہ ہو کر یہ تجویز کی کہ ملو
عادل شاہ کو معزول کر کے شاہزادہ ابراہیم کو تخت پر متصرف کرین پھر یوسف تحیہ دیوان کو پوشیدہ یہ پیغام
بھیجا کہ ملو عادل جہانداری اور فرمانروائی کے قابل نہین ہے چاہیے کہ اُسے موقوف کر کے شاہزادہ ابراہیم کو
بجاے اُسکے بحال کرے یوسف تحیہ دیوان نے ایک اپنے محرم کو ملگاوان میں اسد خان لاری کے پاس بھیجکر
حقیقت حال اعلام کی اسد خان لاری نے جواب دیا کہ میں اُسکے اطوار ناپسندیدہ سے بیزار کاروبار ترک
کر کے یہان بیٹھ رہا ہون حقیقت تمام ملو عادل شاہ کے افعال سے متنفر کر کے اُسکی سلطنت سے راضی نہیں ہین مراد
بہتر ہے کہ مدد ومان عادل شاہی کی صلاح دولت منظور رکھکر جو کچھ مہد علیا پوبجی خاتون فرماوے اُس کے فرمان
واجب الاذعان سے تجاوز نکرے یوسف تحیہ دیوان اسد خان لاری کی تحریر سے مطمئن ہوا اور پوبجی خاتون کے
آدمیون کو مقضی المرام رخصت کیا اور اُس بلقیس زمانی کے اشارہ کے موافق روز معین کو دو سو سوار جانثار لیکر
بیجاپور مین داخل ہوا اور سید رنگ قلعہ ارک میں جا کر قلعہ دار کو جو بمقدم ممانعت پیش آیا تھا اُسکے گلے حلق کو
شمشیر آبدار سے سیراب کیا اور ملو عادل شاہ کو مقید کر کے پوبجی خاتون کے فرمانے کے بموجب اسکو مع اُسکے بھائی
الوجان کے مکحول کیا اور شہزادہ ابراہیم کو بجاے اُسکے منصوب کیا ۔ **بیت** چو دہر افگند افسری از سرے ÷
نہد آسمان بر سر دیگرے ۔ اور ملو عادل شاہ کی مدت سلطنت چھ مہینے اور چند روز تھی

ذکر ابراہیم عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ کی فرمانروائی کا

محرران اخبار اور مدبران وقائع نگار ابوالنصر ابراہیم عادل شاہ کے قضایا یون بیان کرتے ہیں کہ وہ ملو شاہ
بہت شجاع اور مردانہ تھا اور نہایت تہور سے جوش میانی کا زینت کر کے سیل تند کی طرح نشیب و فراز
سے اندیشہ نہین کرتا تھا آوازہ اُسکے قہر و جبروت کا حلم و خلق کے مانند تمام آفاق میں منتشر ہوا اور جس وقت سے
کہ کنجیان ابواب شاہی کی اُس کے ہاتھ آئین مدت العمر اور اسباب کے مانند لشکر کشی اور وسعت آبادی
میں مشغول ہوا اور اُسکے ضبط و سیاست اور کمال عقل سے عدل و احسان نے خوب رواج پایا اور اُس سے بھی
گردن کشان دہر اور رعایا سے کوئی حرج پایا **بیت** ملک را گر قرار خواہی داد ÷ تیغ را مستقر اسایہ کرد ÷ اور

باپ کے پہلو مین دفن کیا اور جب دو روز اس طرح گذر رے اسد خان لاری نے کہ مرد پیرسال اور جہاندیدہ تھا امیر قاسم بیگ ترک اور تمام معتمدوان کو طلب کر کے کیفیت اگر پیر سے آگاہی بخشی اور چونکہ شہزادہ ابراہیم اپنے بڑے بھائی ملوخان کی بادشاہی سے راضی نہ تھا اور بہت سے امرا اور پردہ اُسکے شریک تھے اسد خان لاری نے مملکت بیگانہ مین صلاح عدم تعین جانشینی دیکھکر پوشیدہ ہر ایک شاہزادہ کو پیغام دیا کہ چونکہ ساعت خوب نہین ہی احسن آباد گلبرگہ جا کے سید محمد گیسو دراز کی روح سے ہمت طلب کر کے تخت موروثی پر جلوس کرو اور اُنھون نے جب یہ امر قبول کیا قلعہ گو گانہ بارہ سے کوچ کر کے دونون شاہزادون کو تدبیر و حکمت احسن آباد گلبرگہ مین پہونچایا اور باوصف اسکے کہ خود بھی ابراہیم کی شاہی پر راغب اور مائل تر تھا لیکن چونکہ ملوخان بڑا بیٹا تھا اور حضرت عدالت پناہ نے اُسے ولیعہد کیا تھا چار ناچار اُس شاہزادہ نا خردمند کو چار بالش سلطنت پر متمکن کیا اور ابراہیم کو قلعہ مرچ مین محبوس کیا اور امیر سید احمد ہروی سے منقول ہی کہ اسمعیل عادل شاہ حلیم اور کریم اور سخی تھا اُسکی عالی ہمتی سے دخل اور خرچ مملکت وفا نکرتا تھا اور طریقہ عفو اور اغماض کو دوست رکھتا تھا اور کھانے اور پہننے مین کوشش کرتا تھا اور کلام فحش کبھی اسکی زبان سے جاری نہوتا تھا اور ہمیشہ علما و فضلا اور شعرا سے صحبت رکھتا تھا اور اُن کی رعایتین اپنے ذمہ ہمت پر واجب جانتا تھا اور علم موسیقی اور شعر مین مہارت رکھتا تھا اور شعر مین وفائی تخلص کرتا تھا اور کسی سلاطین دکن نے اس متانت اور لطافت سے کلام موزون نہین کیا اور یہ اشعار اُسی کے یادگار ہین **غزل** دل خوبان زقید مہر آزاد است پنداری + مدار دلبری بر جور و بیداد است پنداری + مرا صد محنت از عشق کو بر دل مے رسد ہر دم + دل ویران عاشق محنت آباد است پنداری + زعشق قامتت سرو سہی را ماند پا در گل + دلش صد پارہ وز بار دل آزاد است پنداری + ز ہجرت آتشے دارم بدل کز بہر تسکینش + نصیحتہاے سرو زاہدان باد است پنداری + دل ریشم **وفائی** آنچنان خو کردہ با تیرش + کہ پیکانش بجائے مرہم افتاد است پنداری + **ولہ** شب ہجر جز گریہ کارے ندارم + بجز دیدہ اشکبارے ندارم + شبے نگذرد کز فراق تو چون شمع + پُر از اشک حسرت کنارے ندارم + من عشق و رندی و کوی ملامت + براہ سلامت گذارے ندارم + ازان با غمش خو گرفتم **وفائی** + کہ غیر از غمش غمگسارے ندارم **ولہ** دل بر نفسش حکایتے دارد + از شب غم شکایتے دارد + تا کی آزار اہل دل طلبی + بیوفائی نہایتے دارد + خون دل میخورم زغصہ کہ یار + با رقیبان عنایتے دارد + دل بخشش زاہ من شد نرم + آہ عاشق سرایتے دارد + ای وفائی منال از ستمش + کہ ستم نیز غایتے دارد +

ذکر ملو عادل شاہ بن اسمعیل عادل شاہ کی شاہی کا

چونکہ اسمعیل عادل شاہ نے اعیان سلطنت سے وصیت کی تھی کہ ملوخان عادل شاہ کو میرا جانشین کرنا بالضرورت اسد خان لاری نے اُسے تخت دکن پر جلوہ گر کیا اور اُسکی دادی پونجی خاتون کو اُسکی خبرداری کے بارہ مین نصیحت کر کے خود تلگوان کی طرف کہ اسکی جاگیر تھی چلا گیا ملو عادل شاہ میدان خالی دیکھکر شراب خمر اور راگ سننے مین مشغول ہوا بلکہ جو قریب بلوغ تھا وہ امر کہ لازمہ اُسکا سفاہت ہی اُس سے وقوع مین آتے تھے اور شب و روز لہو و لعب اور ہزل و بازی اور اُن کامون مین جو مناسب بادشاہون کو نہ تھے مصروف رہتا تھا یہانتک

الغرض ادھر سے سپاہیان عادل شاہیہ اور اُدھر سے دلاوران نظام شاہیہ نے جنگ میں سبقت کی اور ایسا معرکہ وقوع میں آیا کہ جنگہاے سابق اُسکے مقابل بازیچہ اطفال تھیں ابیات چنان گشتہ در جنگ بے اختیار * کہ دست فتادہ نماندے زکار * فتادی چو دست از تن تشنہ تنگ * ز غیرت گرفتی گریبان خاک * جو از تن فتادی سر مرد کین * ز اعراض کندی بدندان زمین * مد انگہ شدی خوار و زار * کہ خاک از حسد باگرفتی کنار * زمین بود از تیغ کین قطع وصل * نمی شد سم تار خورشید وصل * خلاصہ یہ کہ جتنک آشیان ترکش دلیران میں طائر تیر پروانہ تیس کا نشان رہا زاغ کمان ہواے دست بہادروں سے جدا نہ ہوا اور جب تک زبان تیغ نہنگان دریاے ہیجا مین نہنگ آسا سراسر دندان تھی کشف سیران جبتہ شجاعت مین دار و گیر کے سوا کچھ نہ ہوئی - ابیات

تیر جان یافتہ ز وصل کمان * تیغ ماریدچون رہبر پیام * آن نشستہ چو نور در احداق * این بدان ہمچو روح در اجسام * آخر الامر جیسا کہ رسم زمانہ ہے کہ ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہوتا ہے نسیم فتح و ظفر اسمعیل عادل شاہ کے پرچم پر چلی خورشید خان نظام شاہی معرکہ میں قتل ہوا اور برہان نظام شاہ بحری بحال پریشان احمد نگر کی طرف راہی ہوا اثاثہ شاہی جیسے توپخانہ اور ہاتھی اور بھی ساز و سامان اسمعیل عادل شاہ فیروز جنگ کے تصرف میں آیا اور پھر اسمعیل عادل شاہ اور برہان نظام شاہ بحری کے درمیان کبھی جنگ واقع نہوئی بلکہ ایک جماعت اکابر سے متوسط ہو کر لوازم صلح درمیان میں لائی اور سرحد پر آپس میں ملاقات کر کے یہ مقرر کیا کہ ولایت پر سلطان قلی قطب شاہ اور برہان نظام شاہ بحری اور علاء الدین عماد شاہ متصرف ہو گئے ہیں بکمل رہین اور اسمعیل عادل شاہ امیر قاسم برید ترک سے موافقت کر کے سنہ ۹۴۰ نو سو چالیس ہجری میں اسکے ہمراہ تلنگ کی طرف روانہ ہوا اور پہلے قلعہ ملکنڈہ کو جو قلاع تلنگ مشہورہ سے ہے اور سرحد پر واقع ہے محاصرہ کیا اور سلطان قلی قطب شاہ صبح سمجھکر میدان مقابلہ اور مقاتلہ میں نہ آیا اور گلکنڈہ سے جو اُسکا دار الملک تھا حرکت نہ کی لیکن اپنے لشکر سے سوار اور پیادہ بہت اہالی حصار کی مدد کے واسطے مامور کیا اور اسد خان لاری اور اہالی تلنگ کے درمیان جنگ واقع ہوئی ہر مرتبہ اسد خان لاری تائید ایزدی سے مظفر و منصور ہوا اور اہالی قلعہ مایوس ہو کر قریب تھا کہ حصار سپرد کریں ناگاہ قادر بیچون کے حکم کے موافق اس ملک کی آب و ہوا کی تاثیر سے اسمعیل عادل شاہ بیمار ہوا اور مواد فاسدہ نے اُسکے قلعہ بدن کا محاصرہ کیا اور اعتدال میں عنصر کے فرق آیا مرض الموت و ناتوانی پر رکھا اور اسد خان لاری اور امیر قاسم برید کو جو ممالک تلنگ کی نہب و غارت مین قیام کرتے تھے طلب کر کے کہا کہ اس حدود کی آب و ہوا مجھے موافق نہیں ہے میں چاہتا ہوں کہ تسخیر قلاع تلنگ کے واسطے مقرر کرکے تہار حسن آباد گلبرگہ کی طرف جاؤں اور بعد حصول صحت پھر عنان عزیمت اس طرف معطوف کر دوں اُنھوں نے یہ امر قبول کر کے یہ تجویز کی کہ دوسرے دن صبح کے وقت شاہ پالکی میں سوار ہو کر اس طرف روانہ ہو دونو وقت صبح روز چہارشنبہ ماہ صفر کی سولھویں تاریخ سنہ ۹۴۱ نو سو اکتالیس ہجری میں جوار ایزدی میں واصل ہوا اور اسد خان لاری نے اُسکی موت مخفی رکھکر لاش اُسکی سواری پالکی رات کے وقت قصبہ کوکی میں روانہ کی اور اُسکے

سرکار کے سپرد کرے منقول ہی کہ اس سفر مین اسمٰعیل عادل شاہ علاء الدین عماد شاہ کے مکان پر تشریف لے گیا اور اُسنے فرط محبت سے جشن کا سرانجام کیا اور چند خوان پر از جواہر نذر گذرانے اسکے بعد اسمٰعیل عادل شاہ نے بھی کسے ضیافت کی تکلیف دی اور تب چند روز کے بعد علاء الدین عماد شاہ اسمٰعیل عادل شاہ کا مہمان ہوا آنحضرت بارہ ہزار سوار مغل دو اسپہ اور تمام یراق اُسکی نظر مین دکھائے اور یہ فرمایا کہ جو کچھ مدت سلطنت مین مین نے حاصل کیا ہی اور مجھے میراث پہونچا ہی یہ ہی اور یہ جماعت کہ ہر ایک انمین کا شجاعت و مردانگی سے رستم کو نظر مین نہین لاتا ہی اور زال سے بدتر سمجھتا ہی جو منظور نظر ہو پیشکش کرون علاء الدین عماد شاہ نے محظوظ ہوکر تحسین و آفرین کی اور کہا اگر مجھے بھی ایسے جواہر نفیسہ یعنے لشکر جرار دستیاب ہوتا قلعہ ماہور ہاتھ سے نہ کھوتا اور ۹۳۸ھ نوسو اڑتیس ہجری مین امیر برید نے جب کنجیان قلعون اور مکانون کی نہ بھیجین عدالت پناہ قلعہ کلیان اور قندھار کی تسخیر پر شیر نر کی طرح آمادہ ہوا اور سراپردہ اور خرگاہ بیجاپور سے روانہ کیے اور امیر قاسم برید ترک ایلچی برہان نظام شاہ بحری کے پاس بھیجکر طالب مدد و حمایت ہوا برہان نظام شاہ نے ایلچی بیجاپور بھیجکر التماس کی کہ جو امیر برید اس سفر مین مخلص پر بہت حقوق رکھتا ہی اُس طرف کی لشکرکشی کا خیال نفرما کر دوستون کو رہین احسان فرمائین عدالت پناہ نے جواب دیا کہ جسوقت آپ قلعہ ماہور کے لینے کی فکر مین تھے ہمسے کبھی ایسے التماس وقوع مین نہ آئے تھے خیر ہمنے آپ کا کہنا پذیرا کیا اور حسب الاشارہ بیدر کی عزیمت فسخ کی لیکن جو ابتدا سے موسم زمستان ہی اور خانہ نشینی مطلوب نہین ہی سیر حواشی مملکت خصوص تلدرک اور شولاپور کی دل مین مصمم ہوئی ہی مناسب یہ ہی کہ امرا سرحد آن برادر کی عنوان دیگر تصور نہ کرکے خوف دہراس کو ساتھ اپنے راہ ندیوین اور اپنے حال پر بحال رہین برہان نظام شاہ بحری نے کہ سلطان بہادر شاہ گجراتی کے سبب سے نہایت مطمئن تھا اور اُس سے خطاب شاہی اور چتر پایا تھا پیغام دیا کہ بہادر شاہ گجراتی نے مملکت برار اور احمد آباد بیدر وغیرہ مجھسے رجوع کی ہی سزاوار دولت یہ ہی کہ ہمارے کہنے سے مخالفت نکرین اور حال و مستقبل کو ماضی کی طرح خیال نہ کرکے گوشہ نشینی اور سلامتی کو بہترین امور جانین اور یہ پیغام اُسوقت عدالت پناہ کو پہونچا کہ بیجاپور سے نہضت فرماکر بہمن علی مین رونق افزا تھے حضرت بمجرد اطلاع پیغام مذکور نماز مغرب اور عشا پڑھکر سوار ہوئے اور دوسرے دن قریب شام چارسو سوار مغل اور چالیس پیادہ لیکر آب ملدرک کے ساحل پر کہ اُس قلعہ کے زیر دامن گذرتی ہی وارد ہوئے اور برہان نظام شاہ کے ایلچی کو رخصت کرکے اعلام کیا کہ جو کچھ ہمارا حق تھا ہم بجا لائے اب اُسکے منتظر ہین کہ اپنی عنایت ظاہر کیجیے یعنے جیسا کہ چند مرتبہ میدان جنگ مین جولانی کی تھی اس دفعہ بھی معرکہ مین چلکر دریاے پرجوش وخروش تیغ و سنان ہنر بیرون کی سیر کیجیے برہان نظام شاہ بحری نے جو کچھ خزانہ مین رکھتا تھا صرف لشکر کرکے پچیس ہزار سوار فراہم کیے اور توپخانہ خوب مہیا کرکے باتفاق امیر قاسم برید ترک بگمان جبر شکستہاے سابق کوچ بر کوچ اسمٰعیل عادلشاہ کی سرحد کی طرف متوجہ ہوا اور اسمٰعیل عادل شاہ بھی زرہ جوشن و خفتان پہنکر مثل نہنگ بحر وغا دریاے آہن مین غوطہ لگا کر باہر آیا اور جتن پر برگستوان ڈالکر سوار ہوا اور بارہ ہزار سوار بھی اُسکے ہمراہ تیار ہوئے اور لشکر داری اسد خان لاری صفوف حرب آراستہ ہوئین

از راہ ذرہ پروری بعد چند روز کے کہ تجھ میں وہی توانائی عود کرے اس خدمت روح پرور پر سرفراز فرماوے
عواطف خسروانی سے بعید ہوگا شاہ نے لب تبسم شیریں سے کھولے اور فرمایا تو نے یہ مصرع نہیں سنا مصرع
کہ آفتاب است و رتاثیر و طالب زاریاں دارد۔ چاہیے کہ دو مرتبہ خزانہ میں جا اور جس قدر تیرے ہاتھ سے
اُٹھایا جاوے تقصیر اور کوتاہی نہ کر حسب یہ حکم کہ مولانا کا عین مدعا تھا مامور ہوا سر عبودیت زمین پر
رکھکر شگفتہ و خنداں دربار سے اُٹھا اور دو مرتبہ خزانہ میں جا کر پچیس ہزار ہون طلائی اُٹھا لایا جب
خازن نے یہ خبر بادشاہ کے سمع ہمایوں میں پہونچائی فرمایا مولانا سچ کہتا تھا کہ میں قوت نہیں رکھتا اس منقول
سے آنحضرت کی ذکاوت طبع اور قوت کلام اور دریا دلی ارباب ادراک پر واضح اور لائح ہے کس واسطے کہ اس کلام
سے عدالت پناہ کی خوش طبعی اور عالی ہمتی دونوں ثابت ہوتے ہیں اور اس مجلس میں کہ شاہ کا دریائے سخاوت
موجزن تھا شاہ علاء الدین عماد شاہ کی سفارش سے امیر قاسم برید ترک کے قصور معاف فرمائے
اور اُسے اپنے امرا کی سلک میں منظم کیا اور ولایت کلیان اور راؤگیر اور اُسکے جمیع پرگنات قدیم
تحت احمد آباد بیدر کے سوا اُسکی جاگیر کے واسطے مسلم اور مرفوع القلم تھے لیکن ساتھ اس شرط کے کہ
مع تین ہزار سوار ملازم رکاب ہو کر رایچور اور مدگل کو کفار بیجانگر کے قبضۂ تصرف سے برآورد کرے اور قلعۂ ماہور
کو بھی محاصرہ و مفتوح کر کے علاء الدین عماد شاہ کے سپرد کرے پھر دونوں شاہ احمد آباد بیدر کی طرف سوار ہوئے
اور اسد خان لاری کی تجویز سے احمد آباد بیدر مصطفے خان تبریزی کے تفویض ہوا اور چونکہ ان دنوں میں تمراج
قضائے الٰہی سے فوت ہوا تھا اور بیجانگر کے راؤں نے رام راج پسر تمراج کے جادۂ اطاعت سے قدم باہر
رکھا تھا اور اُنکی سرکشی سے بیجانگر میں آتش فتنہ و فساد شعلہ زن ہوئی تھی حضرت نے فرصت غنیمت جانکر کرشنا سے
عبور کیا اور قلعۂ رایچور اور مدگل کو جو ستر برس سے کفار کے تصرف میں تھے تین مہینے محاصرہ کر کے مفتوح کیے اور
اسمعیل عادل شاہ نے مجلس عظیم ترتیب دیکر بزم آراستہ کی اور عہد پورا کر کے جام پر مُل جام کے شروع کی رغبت کی اور
اسد خان لاری کو بھی اسدن اپنے پاس رخصت جلوس فرمائی اور دو تین جام مے دعدغہ التماس کر کے اپنے ہاتھ سے
اُسے دیئے اور علاء الدین عماد شاہ اور اسد خان لاری کی حسب التماس امیر قاسم برید ترک کو بھی مجلس بزم میں داخل
کیا اور عادل شاہ نے اُسے بھی اپنا ہم کاسہ اور ہم پیالہ کر کے فرمایا کہ مضمون رالمعہم کلہم کا ظاہر ہوا علاء الدین عماد شاہ
چونکہ طالب علم تھا ہنسا اور امیر قاسم برید ترک اگرچہ مطلب اصلی کو نہ پہونچا تھا لیکن علاء الدین عماد شاہ کے ہنسنے
سے متنبہ ہوا اور متغیر ہو کر اشک اپنی آنکھوں میں بھر لایا اور اسمعیل عادل شاہ نے موثر ہو کر ازروئے تلطف اُس سے
فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ بیجاپور ہو پہنچنے کے بعد احمد آباد بیدر کو بھی تجھے ارزانی فرماؤنگا پھر ایک مہینہ کامل اس اطراف
میں استقامت کر کے جمیع مہمات کو بخوبی انجام دیکر علم مراجعت بلند کیا اور بسبب اخبار توجہ بہادر شاہ گجراتی حدود دکن
کی طرف متواتر پہونچے مہمات قلعہ ماہور موقوف رکھکر علاء الدین عماد شاہ کو برار کی طرف روانہ کیا اور خود بدولت بیجاپور
کی طرف روانہ ہوئے اور احمد آباد بیدر امیر قاسم برید ترک کو اس شرط پر مرحمت فرمایا کہ قلعہ کلیان اور قندھار ایلسان

وپا کے نیچے ڈال کر پامال کرین امیر قاسم برید ترک نے بعجز و زاری یہ التماس کی کہ مجھے اس حال سے فلان برج کے مقابل
کہ میرے فرزندون کا نشیمن ہی لیجا کر ایستادہ کرو تو مین خود اصالتاً اُنسے گفتگو کر کے اس مقدمہ کو فیصلہ کرون اور جب
ایسا کیا اُسکے بیٹون نے باپ کو برہنہ سر اور ہاتھ پس پشت بندھے دیکھے بولے ہم ایک شرط سے قلعہ سپرد کرتے
ہین کہ اسد خان لاری آن کر فلان دروازہ کے باہر ایستادہ ہوئے اور ہمسے عہد کرے کہ کوئی شخص متعرض تمھارے
زن و فرزند کے حال سے نہوگا اور خواجہ سرا اور عورت کی قسم سے بھی تمھاری تفتیش مین نہ بھیجینگے جو جاہین مال و زر
سے باہر لیجاوین اور جو کچھ زر و زیور اور پوشش ہماری ہی معاف رکھین تو ہم بھی قلعہ خالی کر دیتے ہین اسمٰعیل عادل شاہ
نے اُنکی عرض پذیرا کی اور اسد خان لاری کو حکم کیا کہ قلعہ کے دروازہ پر جا کر بیٹھ خبردار کوئی شخص ہماری فوج
کا قاسم برید ترک کے اہل و عیال سے متعرض نہونے پاوے یہ حکم سنتے ہی علی برید نے جواہر نفیسہ اور مرصع آلات
شاہان بہمنیہ اور نقود احمر یعنے طلائی عورتون کے سپرد کیا تو زیر برقع چھپا کر لیجاوین اور اسمٰعیل عادل شاہ اُسی دن
قلعہ مین داخل ہوا اور شکر الٰہی بجا لا کر شاہان بہمنیہ کی مسند پر جلوہ گر ہوا اسوقت شاہزادہ ملوخان اور ابراہیم خان
کو اسد خان لاری کے ہمراہ علاءالدین عماد شاہ کے پاس بھیجکر التماس قدوم کی اور جب وہ نہ آیا پھر ایک ساعت
کے بعد شاہزادہ عبداللہ اور علی کو علاءالدین عماد شاہ کی طلب مین روانہ کیا علاءالدین عماد شاہ نے اُسکی ملتمس
قبول فرمائی اور شہزادون کے ہمراہ جب اس مقام سپہر احتشام کے قریب پہونچا صاحبقران کشورستان نے دروازہ تک
استقبال فرمایا اور مجلس اُنسی کو اُسکے وجود فائض الجود سے زیب و زینت بخشی اور اس بادشاہ کے حضور
تمام ذخیرہ اور قلعہ کا خزانہ جواہر اور مرا رید اور ظروف طلائی اور نقرہ اور صحنہاے فغفوری اور بھی اقمشہ اور
امتعہ اور بارہ لاکھ ہون نقد از روے یکجہتی علاءالدین عماد شاہ کے ملاحظہ مین در لایا کہ جو شے خوش اور
پسند آوے اُسے قبول فرمایئے اُسنے ہاتھ بڑھا کر ایک عنبر چہ مرصع اُٹھایا اُسکے بعد اسمٰعیل عادل شاہ نے
اسد خان لاری کو حکم کیا کہ نقد و جنس و مال سے تین لاکھ ہون علاءالدین عماد شاہ کے ملازمون کو تسلیم کر اور
ایک لاکھ ہون ملوخان اور الوخان اور ابراہیم خان اور عبداللہ خان شاہزادون کو دیوے اور خود بھی اُنکے
موافق لیوے اور پچاس ہزار ہون سید علی عقیل کو سپرد کرے کہ نجف اشرف اور کربلاے معلے اور مشہد مقدس
مین جا کر زائرون کو تقسیم کرے اور پچاس ہزار ہون سید احمد ہروی کو دے کہ اہل علم و فضل ردو اور شہر بیجاپور
کو پہونچاوے اور علاوہ اُسکے بارہ ہزار ہون مساکین پر قسمت کیے اور باقی سپاہ پر تقسیم کر کے ایک حبہ اور ایک دینار
خزانہ مین نگاہ نرکھا اور ہاتھ اور دامن جھاڑ کر اس مجلس کو برخاست کیا منقول ہی کہ مولانا شہید شاعر قمی کو
جو کمال علم و فضل مین تعریف و توصیف سے مستغنی تھا اور ان دنون گجرات سے آیا تھا اور شعر و شاعری کے
سبب آنحضرت سے نہایت تقرب پیدا کیا تھا اس روز بادشاہ نے اُسکو حکم کیا کہ خزانہ مین جا اور جسقدر کہ
تجھسے اُٹھایا جاوے لیجا جو کہ مولانا رنج راہ اور صعوبت سے فی الجملہ کسلمند اور ناتوان تھا اُسنے عرض کی کہ مجھین
اس روز کہ گجرات سے اس درگاہ کی طرف متوجہ ہوا تھا آج سے دو چند قوت تھی اگر شاہ سخن پرور نکتہ فہم

ہستی کو ملوث ہونے سے بچایا دوست و دشمن ستادار بلندیوں تماشائی تھے کہ اس تاجدار نے اُن دونوں جو دشمن
کو سرمیداں کس طرح مار لیا الغرض اسمٰعیل عادل شاہ خراماں خراماں اپنے لشکر میں آیا اسد خاں لاری اور بھی امرا نے
اُسکی رکاب کو بوسہ دیکر زر و جواہر نثار کیا اس درمیان میں ایک طرف سے افواج سلطان قلی قطب شاہ کی نمودار
ہوئی اسمٰعیل عادل شاہ نے اسد خاں لاری کو اُسکے مقابلہ کو مامور کیا اور سید حسن عرب کو امیر قاسم برید ترک کی سپاہ
کے مواجہہ کا امر فرمایا اسد خاں لاری ایک ہزار اور پانسو سوار منتخب لیکر برق لامع کی طرح قطب شاہیوں پر حملہ آور
ہوا اُنکے عرصہ میں جمعیت کو متفرق اور پریشان کیا اور پھر بلا توقف سید حسن عرب کی مدد کو پہونچکر تیغ یمانی
سے چار سو مردوں کی سرافشانی کی اور شکست دیکر قلعہ کے دروازہ تک پسپا کیا اور اسمٰعیل عادل شاہ نے
بعد اس فتح کے اسد خاں لاری کو آغوش عاطفت میں لے کر عنایات گوناگوں سے ممتاز کیا اور وہاں سے کوچ
کیا اور قلعہ کے محاصرہ کے بارہ میں زیادہ تر اہتمام کرکے دخول و خروج کی راہ مسدود کی امیر برید یہ اخبار سنکر
مضطرب اور بیقرار ہوا اور علاء الدین عماد شاہ سے متوسل ہوکر اپنے بھائی محمود خاں کو اُسکے پاس بھیجکر
التماس قدوم کی تاکہ شفیع تقصیرات ماضی و حال ہووے اور علاء الدین اس سبب سے کہ بارہا ناہموار اُسکے
قصد سے سرزد ہوا تھا اپنے کام میں حیراں تھا امیر قاسم برید ترک کی طلب کو اسمٰعیل عادل شاہ کی ملاقات
کا وسیلہ کرکے بسبیل تعجیل احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور اسمٰعیل عادل شاہ کی استرضائے خاطر
کے واسطے اُسکے قلعہ اودگیر میں نہ گیا اور لشکر عادل شاہیہ سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر فروکش ہوا
اسمٰعیل عادل شاہ ایک جماعت مخصوص سے اُسکے اُردو میں گیا اور لوازم تہنیت قدوم بجا لایا اور علاء الدین
عماد شاہ نے بھی فتح کی مبارکباد دے کر معروض کیا کہ غرض اور مطلب اصلی اس یورش سے حصول ملاقات
آنحضرت ہے لیکن شفاعت گناہ امیر قاسم برید ترک اندازہ سے باہر ہے عدالت پناہ نے فرمایا جو اس معرکہ میں
اکثر بہادران قدیمی کام آئے ہیں جبتک انتقام اُنکے خون کا نہ لوں آپ صلح کی تکلیف نکریں جب علاء الدین
عماد شاہ نے عدالت پناہ کو اس بارہ میں معاند دیکھا پھر دوبارہ اس مدعا کا تذکرہ نہ کیا اور اسمٰعیل عادل شاہ نے ایک
ہفتہ اپنے ڈیرہ میں اُسے مہمان کیا اور ضیافت کا سامان کرکے جشن عالی ترتیب دیا پیشکش لائق گذرانے
امیر قاسم برید ترک نے جب سنا کہ اسمٰعیل عادل شاہ نے علاء الدین عماد شاہ کے ملتمس میں دست رد مارا مضطرب
ہوکر اودگیر سے ایلغار کرکے گرد راہ سے علاء الدین عماد شاہ کے مکان پر گیا اور کہا جو میں نے ہاتھ توسل کا تیرے دامن
میں مارا ہے وظیفہ حمایت کا یہ ہے کہ جسطور سے ممکن اور میسر ہووے حرف صلح کا درمیان میں لاکر میرے فرزندوں
اور متعلقوں کو محاصرہ سے نجات دے علاء الدین عماد شاہ نے جواب دیا کہ امر صلح بغیر اُسکے کہ قلعہ احمد آباد بیدر اسمٰعیل
عادل شاہ کے سپرد کرے صورت پذیر نہیں ہے امیر قاسم برید ترک کو یہ امر ناگوار ہوا وے لشکرگاہ میں جو ایک فرسخ
لشکر علاء الدین عماد شاہ سے تھا گیا اور دشمن کی دوری سے اطمینان کرکے عیش و طرب میں مشغول ہوا اور آدمی اُسکے صعوبت
سفر سے خستہ اور عاجز ہوئے تھے استراحت میں مصروف ہوے چند لوگوں کے سوا پاسبانی میں قیام نہ کرتے تھے اور

تقسیم کرین یہ کہکر اسمٰعیل عادل شاہ نے امیر قاسم برید ترک کی تادیب پر ہمت مصروف فرمائی اور سنہ ۹۳۶ نوسو چھتیس ہجری مین ایلچی تجربہ کار برہان نظام شاہ بحری کے پاس بھیجکر یہ پیغام کیا کہ امیر قاسم برید ترک کی بے ادبی اور مکر و فریب اپنے حد سے تجاوز کیا اور آپ بھی خوب جانتے ہین کہ اُسنے مکرر سلطان قلی قطب شاہ اور بیجا نگر کے راجاؤن سے دمساز ہوکر کیا کیا فساد برپا کیے اور یہ مخلص طرح دیکر اسکے گناہ معاف کرتا رہا لیکن اب دونون مین بپاس مودت پرانے اسکے دفع شر پر کہ واجبات عقلی اور مہمات شرعی سے ہے عازم و جازم ہوئی ہو کیونکہ ایسے کمینے کے ساتھ ملائمت اور سانپ کے ساتھ نرمی کرنا عقل سے بعید ہے قطعہ نکند از زندگی توبہ گرگ تا شکنند دندانش + کے کند مار ترک زخم زدن + تا نکوبند سر بسندانش + اگر لسے دوستان اخلاص گزین کی اس امر مین شریک ہوکر بقصد تادیب کرے تنبیہ اُسکی احسن وجہ سے کی جاوے جو برہان نظام شاہ بحری اُس عرصہ مین اسمٰعیل عادل شاہ کے احسان اور امداد کے باعث شرمندہ تھا اور ابھی بہادر شاہ گجراتی کے خرخشہ سے مطمئن نہ تھا اسواسطے دم موافقت سے مارکر کہا کہ جو شی عدالت پناہ کی خوشنودی اور خرسندی کی موجب ہووے بیقین کہ عرض مدعاے محبان صادق الوداد وہی ہوگی ایلچی یہ جواب باصواب سنکر مسرور اور مبتہج ہوے اور نہایت اعزاز و اکرام سے رخصت انصراف پائی اور ملازمت مین پہونچکر شنیدہ و دیدہ کو مشروحاً مسامع فیض مجامع مین پہونچایا اور اسمٰعیل عادل شاہ فرصت غنیمت شمار کرکے بلا توقف دس ہزار سوار انتخاب ہمراہ رکاب لیکر احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور امیر قاسم برید ترک کہ بڑھاپے کے سبب آنکھون سے کم دیکھتا تھا بمشورہ نماجی بہمن کہ اُسکا وزیر تھا قلعہ کی محافظت اپنے بڑے بیٹے علی برید اور دوسرے فرزندون کو سپرد کرکے خود کسی طرف روانہ ہوا اور اسمٰعیل عادل شاہ نے احمد آباد بیدر مین پہونچکر قلعہ کو چارون طرف سے گھیر لیا اور اُسکی تسخیر پر ہمہ تن مصروف ہوکر مورچے اور نقب چارون طرف سے پہونچائے اور امیر قاسم برید ترک کے اعوان کہ شجاعت و بہادری مین مشہور تھے شہر سے برآمد ہوکر اعلام مدافعہ اور مجادلہ کے بلند کرتے تھے اور جو کہ قلعہ کی پناہ مین تھے لڑا بھڑکر سلامت نکلجاتے تھے اور جب خبر قریب پہونچنے لشکر سلطان قلی قطب شاہ کہ اُنکی کمک کو آیا تھا پہونچی امیر قاسم برید کے فرزند پھول کر جامہ سے باہر ہوئے اور از راہ خیرگی پانچ ہزار دکنی کو مسلح اور مکمل کیا اور قلعہ سے برآمد ہوکر صف قتال آراستہ کی منقول ہے خاتون یعنی امیر قاسم برید ترک کی زوجہ جو علی برید کی والدہ تھی اُسکے تین بھائی تھے ہر ایک آپ کو لشکر کے برابر تصور کرتے تھے ایک میرزا جہانگیر تمی کی لڑائی مین مارا گیا اور دو بھائی زندہ تھے اُس روز افواج کے سامنے آکر اسمٰعیل عادل شاہ سے مبارزت طلب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مردی و مردانگی وہ ہر کس عمرو و زید کی بے اعانت دشمن سے لڑے اسمٰعیل عادل شاہ اس طعنہ سے طیش مین آیا بلکہ شعلہ غضب سے افروختہ ہوکے لال ہوگیا اور بنفس نفیس خود عزم رزم کیا اور اسد خان لاری اور دیگر مقربون کے منع کرنے سے ممنوع نہوا لشکر کو جمع کرکے باخاطر پریشان میدان وغا کی طرف روانہ ہوا اور وہ دونون مرگ رسیدہ خود سر باری باری میدان جانستان مین عدالت پناہ کے مقابل آئے اور کچھ دیر اپنا کرتب اور شجاعت جانبازون کو دکھا کر اپنی ہلاک

آکین سے بلگیا پسپا ہو کر بیدر کی طرف راہی ہوا لیکن اب تک اسمعیل عادل شاہ اور نظام شاہ بحری گرم دغا تھے
کہ ناگاہ مصطفے آقا اور خوش کلدی آقا دو رومی پہلوان مع تیر اندازان چابک دست بر آمد ہوئے اور نظام بحری کو
حلقہ میں خط پرکار کی طرح گھیر کر تیر باران کرنے لگے وہ بھی تاب جنگ نہ لایا ناچار معرکہ سے موڑی اور اسدخان لاری
تعاقب کر کے اسکا علم دولت اپنے قبضہ میں لایا اور چالیس ہاتھی اور توپخانہ عادل شاہ کے اہالیوں کے
ہاتھ آیا اسکا اسباب لٹ گئے اور یہ اول جنگ تھی جو خاندان عادل شاہیہ اور نظام شاہیہ کے درمیان واقع ہوئی اور
قلعہ شولاپور اور ساڑھے پانچ پرگنہ جو اسمعیل عادل شاہ نے حریم سلطانی بنت یوسف عادل شاہ کو دینے کا
اقرار کیا تھا یہی باعث نزاع تھا پھر اسمعیل عادل شاہ وہاں سے با فتح و ظفر مع فوج و لشکر بلدہ بیجاپور کی طرف
روانہ ہوا اور دار الخلافت میں شاہ کے حکم کے موافق ایک مہینہ کامل جشن عظیم رہا صحبت دل پسند رہی صداے
عیش و طرب تا گوش زہرہ و مشتری بلند ہی ہی شہریار والا تبار قدردان محظوظ ہوا ارکان دولت و وزرا و امیر
و پہلوانان و سپہ سالار نامی کو خلعتہاے فاخرہ سے ممتاز کر کے زر و جواہر نثار کیا ہر ایک کا زیادہ اعتبار کیا اور اسدخان
لاری کو پانچ فیل کوہ تمثیل اور چھ ہاتھی جو خلعت کے علاوہ جو ہاتھی نظام شاہ بحری کی لوٹ میں آئے تھے مرحمت ہوئے
اور کل سپاہ کی تنخواہ اور رسومات مضاعف کر کے خوشدل کیا اور برہان نظام شاہ بحری کہ بادشاہ غیور تھا
سنہ ۹۳۰ نو سو تیس ہجری میں عماد شاہ سے لڑا اور اسے شکست دیکر بنہایت تمکنت اور غرور سے امیر قاسم برید ترک کو
ہمراہ لیکر بقصد جبر شکست سابق بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا ادھر سے یہ خبر سنتے ہی اسمعیل عادل شاہ مع لشکر جرار لیکر اسکے مقابلہ کو
چلا تیس کوس راہ طے ہوئی تھی کہ فوج غنیم سے جنگ عظیم ہوئی اس مرتبہ بھی حریف دغا شعار یعنی برہان نظام شاہ بحری پشت
معرکہ میں دیکر فرار ہوا اور شاہ جہان دکنی اور بعضے امراء اسکے دستگیر ہوئے اور اسدخان لاری نے حوالی پرینڈہ تک پیچھا
کر کے مس ہاتھی نامی کہ ایک انمین سے فیل تخت برہان نظام شاہ بحری کا تھا ہتیا لیے اور اسمعیل عادل شاہ نے
ان تمام فیل کو سوائے فیل تخت کے کہ آنہ بخش اسکا نام رکھا تھا اسدخان لاری کو انعام فرمائے اور اسے زبان مبارک سے
فرزند کہا اور اسی سال کہ سنہ ۹۳۴ نو سو چونتیس ہجری تھے اسمعیل عادل شاہ نے اسدخان لاری کی ہدایت سے
علاء الدین عماد شاہ والی برار سے قصبہ ادھان میں ملاقات کی اور اپنی چھوٹی ہمشیرہ جو مسماۃ خدیجہ سلطان تھی
اسکے ساتھ منسوب کی اور عہد و میثاق دوستی اور یگانگی کے درمیان میں لا کر ہر ایک اپنے مقر دولت کی طرف
روانہ ہوئے اور سنہ ۹۳۵ نو سو پینتیس ہجری میں بہادر شاہ گجراتی کہ احوال اسکا اپنے مقام میں مذکور ہوگا برہان
نظام شاہ بحری کی ولایت پر مستولی ہوا اور اسمعیل عادل شاہ نے حسب الالتماس برہان نظام شاہ بحری چھ ہزار سوار اور
دس لاکھ ہون امیر قاسم برید ترک کے ہمراہ برہان نظام شاہ بحری کی مدد کے واسطے ارسال فرمائے بعد از روانگی
بہادر شاہ گجراتی کے ممالک دکن سے حرکت کر کے مدد کو بیجاپور کی طرف آگیا اسمعیل عادل شاہ کی سمع مبارک میں پہنچایا گیا
کہ امیر قاسم برید ترک انہی امرا کو جو آپ کی رفاقت میں تھے اور اب برہان نظام شاہ بحری کی مدد کے واسطے مامور ہوئے تھے
تکلیف دیتا تھا کہ میری اطاعت کرو تو ہم تم بیجاپور کی جا کر اسمعیل عادل شاہ کو مقید کریں اور ولایت کو سر اور بانہ

نہ کیا اور ماہ رجب کی چوتھی شب سنہ ۹۳۰ نوسوتیس ہجری میں حضرت قدسی اثر شاہ طاہر نے دائرہ شاہ عدالت پناہ میں
تشریف ارزانی فرمائی اور مجلس ہمایوں کو رشک فردوس بریں کیا اور وہ خسرو فریدون فر آسمان وزیر باتفاق اپنے خلفاء صدق
شاہزادہ دلو خان کی مجلس سے چند قدم قدم رنجہ فرما کر مراسم استقبال بجا لایا اور لوازم ضیافت بھی خوب ترین وجہ سے
پیش ہونچا کر زبان مبارک سے فرمایا کہ جسوقت ایک (ایلچیوں یا خلفاء تمہار ہر مجھ ایسے درویش کے مکان پر
تشریف شریف ارزانی فرماوے کیا سلوک کرنا چاہیے تا حقوق محبت اور مہربانی کا ظہور ہو شاہ مقام فروتنی
میں ہوا اور کلام محبت التیام بیان کر کے عدالت پناہ کی خاطر عاطر کا باعث تشفی ہوا اور اسی وقت اسی مجلس میں
حرف وصلت اور پیوند کا درمیان میں لایا اور جو وہ حرف عین مدعا اور مطلب تھا عدالت پناہ نے قبول کر کے
شاہ کو مسرور اور خوشوقت کیا پھر طرفین سے وہ جو آئین بادشاہی اور طریق فرمانروائی اہلی سی طرح سے جشن شادی کی
ترتیب دیکر خلوت نشین سرا پردہ عظمت مریم سلطانی بنت یوسف عادل شاہ کو شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے موافق اختر تابندہ جہانداری برہان نظام بحری سے ہمقران کیا اور جانبین سے بانواع تحف و ہدایا مراسم مواخدت
اور مراودت عمل میں آئے اور دوستی اور یگانگی کے بارہ میں عہد و پیمان درمیان میں لائے اور فائز المرام اور دستکام
اپنے مقر کی طرف مراجعت کی لیکن جو قرار پایا تھا کہ شولاپور اور ساڑھے پانچ پرگنہ زین خان برادر خواجہ کی کے کہ کمال خان
دکنی نے لیے تھے مریم سلطانی کو جاگیر دیوین جب اسمعیل عادل شاہ نے نہ دی اور لیت و لعل کیا اس قرابت نے
کچھ اثر پیدا نہ کیا بلکہ منجر بدشمنی ہوئی دوسرے برس برہان نظام شاہ باتفاق علاء الدین عماد شاہ والی برار مع فوج جرار
بعزم رزم نکلا اور شولاپور میں پہونچکر قلعہ کا محاصرہ کیا اور ایلچی بھیجکر امیر قاسم برید ترک کو بھی اپنی کمک کی دلالت
کی اسمعیل عادل شاہ باوجود اسکے کہ جانتا تھا کہ دونوں بادشاہ چالیس ہزار سوار آزمودہ کار ہمراہ رکاب رکھتے ہیں
قادر ذوالجلال کے اقبال پر توکل کر کے دس ہزار قدر انداز ترکش بند اسفندیار خو ہمراہ لیکر غنیموں کی مدافعہ
کو آ پہونچا اور جب دونوں غنیموں سے کوئی حرب پر آمادہ نہوا اور دوے غنیم کے دو کوس کے فاصلہ پر چالیس روز تک
فروکش رہا اور جب اکتالیسویں دن امیر قاسم برید ترک برہان نظام شاہ بحری کی کمک کو پہونچا اسی دن نظام شاہ
بحری صف آرا ہوکر قلب میں مقیم ہوا اور میمنہ پر علاء الدین عماد شاہ کو اور میسرہ پر امیر قاسم برید کو مقرر کیا اور اسمعیل عادل شاہ
نے بھی میدان نبرد میں جولان ہوکر اسد خان لاری کو علاء الدین عماد شاہ کے مواجہہ کو اور ترسون بہادر کو امیر قاسم برید
کے مقابلہ کو مامور فرمایا اور خود دلاوران نامدار سے قلب میں قائم ہوا اور خوش کلدی آقا کو مع ہزار جوان تیر انداز
مغل داہنی طرف اور مصطفے آقا کو ہزار سوار سے بائیں طرف مقرر کر کے یہ حکم دیا کہ جس طرف فوج غنیم غلبہ کرے تم مدد کرو
جب صف کارزار طرفین سے تیار ہوئی طرفین کے بہادر حملہ آور ہوئے فوج ملکی میں تلوار چلنے لگی **مثنوی** برآمد خروشیدن
گیر و دار ✤ درآمد بزنہار آن روزگار ✤ ز خون یلان خاک آغشتہ شد ✤ تو گفتی زمین ارغوان گشتہ شد ✤ پہلے اسد خان
بہ نفس نفیس شیر ژیان اور ببر دمان کے مانند علاء الدین عماد شاہ پر بطور تاخت آیا اور وہ تاب جنگ نہ لایا بھاگ کر ایلچپور
دم لیا اور ترسون بہادر نے بحملہ شیرانہ امیر قاسم برید ترک پر عرصۂ جنگ تنگ کیا اسکا بھی پائے ثبات زمین

درجۂ شہادت کو پہونچے اور بقیۃ السیف سراسیمہ عنان تاب ہوئے جو کہ پاؤں تیر اسر رکھتے تھے امید کا سلسلہ ٹوٹ گیا
جی چھوٹ گیا ناچار سوار و پیادہ نے دراہم ہو کر ناامید نجات گھوڑے اُس بحر زخار میں ڈالے سنگ جل کے بیٹھ گیا
چلے اس طرف ترسوں بہادر اور ابراہیم بیگ کہ ردیف اسمٰعیل عادل شاہ کے تھے خواہی نخواہی اُسکے فیل کو معرکہ سے
پھیر کر پانی کی طرف روانہ ہوئے جو کہ وہ پانی پایاب نہ تھا اسمٰعیل عادل شاہ اور سات جوان تا جیوش کے سوا باقی
اور زلکسار گروہ تمام بحر فنا میں غرق ہوئے اور ایسا حادثہ عظیم کتب تواریخ میں کمتر مطالعہ ہوا کہ کوئی بادشاہ اپنے لشکر سے
ملتفت ہو کر ایسے دشمن قوی سے مقابل ہوا اور جمیع دولتخواہوں کو بحر فنا میں غرق کر کے خود بھی بمحنت تمام ساحل
نجات کو پہونچے بیت رہ میں یک قطرہ در طاس سرابی + کہ طوفے ہست از بحر حرابی + شاہ نے بطریق مشورت اسد خان
لاری سے کہ ساتھ کسی تقریب کے اس سے پیشتر حرف اُسکا مذکور ہوا اتفاق میاں میں لا کر صلاح دولت استفسار کیا
اسد خان لاری زمین خدمت کو بوسہ دے کر عرض پیرا ہوا کہ جو ایسا واقعہ عظیم پیش آیا اور قدم عقل نے لغزش کھائی [illegible]
و الاحوط یہ ہے کہ بیجاپور کی طرف معاودت کریں اسواسطے کہ رائے بیجانگر بشوکت و کثرت خیل و حشم تمام رایان ہندوستان سے ممتاز ہے
شاہان بہمنیہ باوجود وسعت مملکت اور بسط ولایت از روے کمال حزم و ہوشیاری اس نواح کے لشکر کے ساتھ مقابلہ
کے واسطے اقدام نہیں کرتے تھے اور مخلصان یکرنگ اور دولتخواہان یکجہت یہ صلاح دیکھتے ہیں کہ شاہ برہان نظام الملک بحری سے
ابواب مصادقت مفتوح رکھکر بست خویشی اور پیوندگی درمیان میں لاویں اور بعد موافقت یکدیگر امیر قاسم برید ترک کو کہ محرک
سلسلہ فتنہ و فساد ہے اُسکی تادیب اور تنبیہ کر کے قلعہ رائچور اور مدگل کی تسخیر میں کوشش کریں اور کفار [illegible]
وجوہ سے انتقام لیں آخر الامر شاہ کو یہ تقریر دلپذیر پسند آئی اور قسم کھائی کہ جبتک کہ تسخیر کنگرہ قلعہ رائچور اور مدگل نہ ہو
والوں مجلس عشرت و بساط نشاط مجھ پر حرام ہے اور ثقات راویوں سے میں نے سنا ہے کہ آنحضرت نے اپنے عہد پر وفا کی جبتک
قلعۂ رائچور اور مدگل فتح ہوا شرب شراب اور اکل کباب کی طرف رغبت نہ فرمائی اور القصہ ایام حیات مستعار تک
ایسا ہی کیا کہ اُس حریف بدخو کا مغلوب ہو کر اثر شکستگی کا اس سے ظاہر ہووے اور اسی چند روز کے عرصہ میں خسرو دکن نے
اسد خان لاری کی صلاحیت کے بموجب ساحل آب کشنہ سے کوچ کیا اور اپنے مقر جلالت میں داخل ہوا اور اسد خان
لاری کو سپہ سالاری کا خلعت مرحمت فرمایا اور اضافہ منصب دہا سے بھی سرفراز کر کے پایہ اُسکی امارت کا بہت بلند
کیا اور اُسکی صلاح کے موافق برہان نظام شاہ بحری سے بنیاد مصادقت ڈال کر سید احمد ہروی کو کہ قبل اس سے
برسم رسالت ایران کی طرف گیا تھا قواعد وداد و اتحاد کے استحکام کے واسطے بلدہ احمدنگر میں بھیجا اور اس سبب سے
کہ شاہ طاہر علیہ الرحمۃ سیادت پناہ کے ساتھ سابق سے تعرف اور الفت آشنائی رکھتا تھا اُسکے قدوم کو اعزاز و اکرام
سے مقرون رکھکر باتفاق ارکان دولت اُس دولتخواہ کے برہان نظام شاہ بحری کے حکم کے موافق استقبال کو گیا اور
رسوم عزت بجا لا کر با حسن وجہ برہان نظام شاہ کی ملاقات سے مشرف ہوا اور بعد چند روز کے کہ دونوں بادشاہ کے درمیان
میں رسل و رسائل متواتر ہوئے بسعی شاہ طاہر اور اسد خان ہروی صدر کی سعی کے سبب قصبہ سولاپور میں کہ اب
شولاپور مشہور ہے دونوں سر کردے دکن کے باہم ملاقی ہوئے قواعد اتحاد اور دوستی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت

استراحت پر تکیہ کر کے مقابلہ اور مجادلہ کو معرض تغافل اور تساہل مین ڈالا اور جسوقت کہ باران ترشح کرتا تھا چند
ساغر مے گلگون سے لبریز کر کے پیتا تھا اس درمیان مین ایک ندیم کہ ذوق ہوا مین چند پیالہ شراب کے پیکر سرخوش
تھا اُسنے پس پردہ سے یہ بیت باآواز موزون و دلکش پڑھی بیت خیز و در کاسۂ زر آب طربناک انداز*
پیش ازان دم کہ شود کاسۂ سر خاک انداز* شاہ فوراً پردہ تردد سے خاطر کو برآوردہ کر کے بزم عیش و عشرت
کی آراستگی مین عازم اور جازم ہوا اور حکم اقدس کے بموجب پری پیکران گل اندام فتنہ خرام غنچہ دہن عرق جواہر
ہمہ تن دلبری مین چالاک شوخی و عشوہ گری مین بیباک کہ طرز دلربائی سے طیلسان ہوش و دستار عقل سے لیجاوین در
گائیوالیان شہرۂ آفاق گانے مین مشاق خوش آواز نغمہ پرداز انسان تو کیا فرشتہ انکی دام محبت مین ہوش و حواس نذر کرے
اور ندیمان بذلہ گو لطیفہ سنج حواشی لبساط مین جمع ہوئے جب تجرع اقداح طرف حد سے گذرا اور پیمانہ کیفیت نشا کا
سرشار ہوا آنحضرت نے فکر عبور دریاے مواج مین مستانہ وار قدم ڈالکر ارکان دولت سے ا[illegible]ر فرمایا
کہ سبدون کے بنانے مین اسقدر دیر نگ کا کیا سبب ہی انھون نے عرض کی کہ تین سو سبد چرم گرفتہ موجود ہیں اور
مابقی چند روز مین تیار ہوکر موجود ہونگے جہانبان عدالت نشان نے نشہ کی ترنگ اور شراب کی مستی مین دریا کے
عبور پر ہمت مصروف فرمائی اور فیل بایک زاپر کہ مست تھا سوار ہوا اور بغیر اسکے کہ کسی کو اپنے مافی الضمیر سے
مطلع کرے تفرج آب اور گل گشت کے بہانہ دریا کے کنارے گیا اور چونکہ اکثر بروز جنگ اسی فیل پر سوار ہوتا تھا
سپاہ اسلام مضطرب ہوکر سوار ہوئی اور یونہی سر اُٹھائے چلی گئی جب ایک فرسخ لشکر خصم کے مقابل سے
دور ہوا ایکبارگی اظہار ارادہ کر کے حکم دیا کہ آدمی فیلون پر سوار ہوکر عبور کرین اور گھوڑون کو ان سبدون مین کہ
چمڑے سے مڑھہ کر تیار کیے ہین اُتارین اور جو عقل باور نکرتی تھی کہ فیل سر آب تھا رہین کیونکر گذر کریگا لوگ حیران
ہوگئے اور کسی نے ہاتھی پانی مین نہ ڈالا اسمعیل عادل شاہ کہ عنان عقل کف اختیار سے دی تھی اعراض ہوکر بولا کہ کاوہ بھی
فریدون کو دجلہ بغداد سے بے زورق و کشتی لیگیا تھا مجھے بھی اسکی پیروی درکار ہی جو تفضل خدا یار ہی تو بیڑا پار ہی
یہ کہکر شاہ نے اپنے ہاتھی کو سب سے پیشتر پانی مین ڈالا اور اقبال بلند شاہانہ سے آب پایاب ہوگیا حافظ حقیقی
نے صحیح و سالم اس بحر زخار سے پار اُتارا اور ہاتھی بھی کہ اُنکے عدد دو سو سے کم نہ تھے اس لجۂ گرداب تلاطم سے
پار ہوگئے اور جسقدر آدمی اور گھوڑے سبدون مین بٹھائے دو دفعہ عبور کر کے پھر جاتے تھے کہ اور آدمی بھی عبور کرین
اس درمیان مین افواج غنیم کی نمودار ہوئی اور جوانان و بہادران مغل جو دریا سے عبور کر چکے تھے اسپان تازی نژاد پر
سوار ہوئے اور صفوف جدال آراستہ کین لیکن اہل اسلام دہ ہزار اور جمعیت کفار تیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے
سے کم نہ تھے باوجود اسکے جو اسمعیل عادل شاہ نایرہ حرب کے اشتعال مین مصر اور مجد تھا مغل جنگ مین یکدل ہوکر محاربہ
مین مشغول ہوئے تلوار چلنے لگی اور ہزار جوان دشمنون کی طرف کے نذر کرکے خاک مذلت پر ڈالے اور سکنت راے
سپہ سالار راے بیجانگر کو شربت فنا چکھایا غازیون نے بہادری اور پہلوانی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا
آخر کو صدمۂ ضرب توپ اور بندوق وغیرہ آلات آتشبازی سے عاجز ہوئے ایک ہزار پانسو غازی

اور یہ فرمایا اس شاہی ہمارے خاندان میں آئی اور ایلچی کو اس اعزاز و تکریم سے کہ زبان جوش بیان اُس کی صفت سے
قاصر ہے بیجاپور میں لایا اور نقارہ شادیانہ کا بجایا اور لباس کی موافقت کے واسطے حکم فرمایا کہ جملہ سپاہ لعل رادہ
تاج سرخ دوازدہ ترک سر پر رکھیں اور جو شخص تاج نہ پہنے وہ دربار میں میرے نہ آوے اور سلام کو نہ آئے باوے
اور بارہ ٹکریاں اُس سے جرمانہ لیویں اگر وہ شخص اس پر بھی باز نہ آوے تو اس کی سزا یہ ہے کہ سر بازار اُسکی دستار
سر سے اتاریں اور مار ماری اسکی نسبت کلام سخت زبان پر لاویں اس سبب سے کسی کو سپاہیان اسلام
سے یارا نہ تھا کہ بدون تاج شہر میں پھرے اور یہ بھی حکم کیا کہ روز جمعہ اور عیدیں اور تمام ایام متبرک میں
منبروں پر شاہ اسمعیل صفوی کے واسطے فاتحہ سلامتی کا پڑھتے رہیں اور یہ حکم ستر برس آخر عہد علی عادل شاہ
تک جاری رہا اور ارباب دکن کا اتفاق ہے کہ اسمعیل عادل شاہ مدار امور کا عقل پر رکھتا تھا اس سبب سے
کبھی فریب اور ماری نہ کھائی جمیع معارک میں مظفر و منصور ہوا مگر جنگ کھارکہتہ میں بوجہ مستی شراب کے
کیونکہ عقاب شراب کے پنجہ میں طائر عقل زبوں ہو جاتا ہے چنانچہ لشکہ میں ایسا امر اس پادشاہ عاقل سے
ظاہر ہوا جو عقل سے بہت بعید تھا واقعات احوال شاہان بہمنیہ آثار اور بڑھا غم سے ایسا گوش زد ہوا کہ جب یوسف عادل شاہ
نے تیغ قہر و سیاست سے تیاطیس کھارکہتہ مغلوب اور منکوب کرکے ولایت میان دوآب کو دست بر ستون سے تصرف
برآوردہ کرکے قلعہ رائچور اور مدگل کو مسخر اور مفتوح کیا مدت دراز تک ممالک اس حدود کے بیجانگریوں کی مزاحمت
بیجا سے امن اور مصئون رہے لیکن بعد از فوت یوسف عادل شاہ کہ خبر تمرد کمال خان دکنی سرفوت اور لشکرکشی امیر قاسم
برید ترک نے اشتہار پایا تیمراج نے قلعہ رائچور اور مدگل کو جیسا کہ گذرا محاصرہ کیا اور ساتھ عہد اور امان کے متصرف
ہوا اور جو کہ لشکر اسمعیل عادل شاہ کا کمال خان دکنی سرفوت سے پراگندہ ہوا اور لوگان معتمد سے کوئی نہ تھا
بعد اس کے ۹۲۰ نوسو بیس ہجری تک اُسکے استخلاص کے گرد نہ پھرا اور فکر میں اسکی نہ پڑا اور اسکے بعد کہ
امرا اطراف و جوانب سے اسکی درگاہ میں حاضر ہوئے ممالک کو امیر قاسم برید ترک کے آدمیوں سے برآوردہ کیا
اور بموجب عدالت شعار نے عین موسم برسات میں قلعہ رائچور اور مدگل کی استرداد کے واسطے دارالخلافت بیجاپور کی طرف
نہضت فرمائی اور تطویع بے خبر لشکر مع لشکر قلیل بطور تاخت اس طرف متوجہ ہوا اور آب کشنہ کے کنارے سر دل کیا اور
تھوڑے سے عرصہ میں اقصائے ملک و کتار اُس حدود کے راجہ کرعایا اسکی اطاعت کرکے حاضر ہوتے تھے لیکن معرکہ
میں تمام مطیع اور دیوان میں ... ہوئے اور افواج کثیر اور جم غفیر اسکے شریک ہوئی چنانکہ جمعیت اسکی پچاس ہزار
سوار اور تین لاکھ پیادہ سے بھی متجاوز ہوئی اور اسمعیل عادل شاہ تمراج کی تاخت اور دریا کے گھاٹوں پر قبضہ کرنے
اور قرب و جوار کے راجاؤں کے اتفاق سے کہ ساتھ اس کا توافق کرکے یکدل اور یکزبان ہوئے تھے چاہتا تھا کہ اس
سال فسخ عزیمت کرے اور وقت پر منحصر رکھے لیکن جو سامان سفر مہیا کرکے سراپردہ باہر ایستادہ کیے تھے ایسے معتمد
کی تحریص و ترغیب کرنے سے لاعلاج ہو کر اس طرف روانہ ہوا اور مع سات ہزار سوار تلخ پوش کا اکثر غریب
تھے لب آب کشنہ کے آرہ دوکے مقابل سراپردہ خسروی باوج فلک پر بلند کیا اور جید رد رحرگاہ وشاہانہ میں بستر

گزار سید محمد گیسو دراز ہی جا کر شرائط عروسی بجا لاوین پھر شاہ اور وہ حضرت باتفاق یکدیگر احسن آباد گلبرگہ کی طرف روانہ ہوئے
اور وہان پہونچکر بآئین شہریار جشن شادی عروسی ترتیب دیکر بی بی ستی کو شاہزادہ احمد شاہ کے سپرد فرمایا اُس وقت
اسمعیل عادل شاہ نے پانچ ہزار مغل شاہ کے ہمراہ رکاب کیے اور وہ حضرت بشوکت وتجمل تمام احمد آباد بیدر کی طرف
سوار ہوئے اور امیر قاسم برید ترک اس خوف سے کہ شاہ نے اسمعیل عادل شاہ سے موافقت کی ہی اور پانچہزار سوار
میرے دفع کے واسطے ہمراہ لاتا ہی اسباب شاہی اور خزانہ اُٹھا کر اپنے قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور شاہ بفراغ خاطر
واطمینان وافر اُس بلدہ مین بے دغدغہ محافظان اور بیم موکلان چند روز شراب پینے و رنڈی نچانے اور نغمہ سننے
مین مشغول ہوا اور داد لاقیدی کی دی اور اُسکے بعد لشکر اسمعیل عادل شاہ نے رخصت لے کر ظاہر احمد آباد
بیدر سے کوچ کیا امیر قاسم برید ترک چار ہزار سوار سے تاخت کر کے فجر کو وہان پہونچا اور چونکہ اہل شہر
اور دروازہ کے محافظ جانتے تھے کہ شاہ اور شاہزادہ شاہی کی لیاقت نہین رکھتے اور اُنسے انتظام مملکت
نہوگا اس واسطے کہ بادشاہ کو مستی اور بیہوشی حرام ہی خلق خدا کی حفاظت اسکا کام ہی غضب کی جا ہی کہ جو
نگہبان کو اپنی نگہبانی کی حاجت ہووے توجبکہ یہ محافظ ہی اُنکی کیا حالت ہوگی یہ سوچکر بلا توقف شہر کا دروازہ
کھول دیا اور امیر قاسم برید ترک کو شہر مین درلائے اور امیر مذکور نے بدستور سابق جابجا اپنے مردم معتبر مقرر کیے اسکے بعد
اپنے کام مین مشغول ہوا اور علی الصباح شاہ محمود شاہ بہمنی کا نشہ اُترا ہوشیار ہوا تو احوال دگرگون دیکھا
لیکن اس [illegible] سے کہ امرا کے تسلط اور غلبہ کا خوگر تھا چندان آزردہ نہوا اور امیر قاسم برید کا دست نگر ہوکر اسباب
عیش وعشرت پر قانع ہوا اور سنوات سابق مین جو ایلچی شاہ جمجاہ شاہ اسمعیل صفوی مملکت ایران کے سندی شاہون کے
پاس آئے تھے تیمراج راے بیجانگر اور شاہ گجرات نے اُنکی تعظیم وتکریم کر کے ایلچیون کو باتحف وہدایاے فراوان
بصد اعزاز واکرام ولایت کی طرف روانہ کیا اور شاہ محمود شاہ بہمنی بھی ایلچی شاہ کو بعزت وحرمت شہر مین لایا اور
رعایت شاہانہ کر کے چاہتا تھا کہ حسب دلخواہ رخصت کرے لیکن امیر قاسم برید ترک نے مذہب کی مخالفت کے سبب
مانع آنکے ایلچی کو قریب دو سال رخصت نہ کیا اسواسطے ایلچی نے عاجز اور تنگ آکر اسمعیل عادل شاہ کو غائبانہ شکایت نامہ
لکھا اور آنحضرت نے شاہ محمود شاہ بہمنی اور امیر قاسم برید ترک کو پیغام دیا کہ شاہ ایران کے ایلچی کو اس سے زیادہ ترنگا رکھنا
حسن ادب سے بعید ہی چاہیے کہ اسکی رعایت خاطر مین کوشش کر کے منزل مقصود کو روانہ کرین اور معرض توقف
مین ڈالنا لیکن امیر قاسم برید ترک نے اس پیام سے نہایت شدت سمجھکر ایلچی کو رخصت کیا اور وہ فوراً بیجاپور کی طرف
گیا اور اسمعیل شاہ لوازم استقبال بجالایا اور الیہ پور مین اس سے ملاقات کی اور خلعت فاخرہ وزر وجواہر اُس کی لیاقت سے
زیادہ مرحمت فرمایا اور اتحاد مذہب کے سبب بندر مصطفےٰ آباد دابل سے بادشاہ عالیجاہ کی درگاہ مین رخصت کیا
اور اُس شہنشاہ دین پناہ نے حقیقت حال پر مطلع ہوکر ابراہیم بیگ ترکمان کو کہ معتمدان درگاہ سے تھا مع کمربند وشمشیر مرصع
اور تحف ایران اسمعیل عادل شاہ کے پاس بھیجا اور مکتوب جو اسکے مصحوب تھا اسمین یہ مندرج تھا مجد السلطنۃ والحشمۃ
والشوکۃ والاقبال اسمعیل عادل شاہ یہ لفظ وخطاب شاہی سے کہ بادشاہ عجم کی زبان پر جاری ہوے تھے نہایت شاد ہوا

کوتوال دیوان ہوا اور چونکہ اس حادثہ عظمیٰ میں عہد کیا تھا کہ بعد فتح مغل کے سوا کسی کو نوکر نہ رکھونگا لہذا عہد کو وفا
کرکے عمال محال اور کارگذاروں کو حکم ہوا کہ ہماری دولت مغل کی سعی کی بدولت ہے اور تعلق انسے رکھتی ہے دکنی اور حبشی
اور مغل زادہ کو ملازم نہ رکھیں بارہ برس یہ حکم جاری رہا بغیر ردوبدل کے عین داویلائی آخر جو مغلوں نے اتفاق کرکے اپنے
فرزندوں کی ملازمی کی درخواست کی اور وہ منظور اور قبول ہوئی حکم ہوا کہ راجپوت اور افغانوں کو بھی نوکر رکھو لیکن حبشی
دکنی کسی طور سے ملازم ہونے نہ پاوین اور یہ قاعدہ پسندیدہ ابراہیم عادل شاہ کی سلطنت تک جاری اور مستمر رہا اور کسی کی
یہ مجال اور قدرت نہ تھی کہ دکنی اور حبشی کو سپاہ کے درمیان ملازم کرتا عدالت پناہ نے ایسے لشکر کی قوت سے اکثر
راؤن اور زمینداروں کو مقہور کیا بلکہ سلطان محمود بہمنی اور امیر برید کو کہ تیس ہزار سوار لیکر بیجاپور لیا تھا شکست دیکر
نشان فتح و فیروزی بلند کیا اور حقیقت اس امر کی یہ ہے کہ امیر برید کمال خان دکنی کی عین حیات میں جیسا کہ بیان
ہوا ہے ممالک اس بادشاہ کے تصرف لایا تھا بعد قتل کمال خان میرزا جہانگیر احمد نگر سے پلٹ کر شاہ
کی ملازمت میں حاضر ہوا اور احسن آباد کی جاگیر سے سرفراز ہوا اور اسنے امیر برید کے سپاہیوں کو قریب چار سو آدمیوں
کے ضرب تیر و شمشیر سے ہلاک کیا اور قلعہ نصرت آباد اور ساغر اور اتکہ کو مفتوح کرکے اس حد کو جیسا کہ چاہیے تھا ممالک
دولت ابد اتصال کے ہاتھ سے برآورده کر لیا اور امیر برید کے بھائیوں کو بھی جو شجاعت میں مشاہیر دکن سے
تھے تہ تیغ بیدریغ کرکے اپنی ولایت بسہولت تمام مستخلص کی اور امیر قاسم برید یہ خبر سنکر مشل مار زخم خوردہ
پیچ و تاب میں رہا اور پیسہ سے شاہ محمود بہمنی کی ملازمت میں جو دیا محلات والیان دکن کو لکھکر اسقدر الحاح وبیالغہ کیا
کہ برہان نظام شاہ بحری اور سلطان قلی قطب شاہ اور علاء الدین عماد شاہ نے لشکر اپنی کمک کے واسطے مقرر کیا
اور امیر قاسم برید ترک لشکر دکنی کو فراہم کرکے سنہ ۹۱۶ نوسو سولہ ہجری مین بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا اس ولایت کی خرابی میں
کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور جو شاہ محمود بہمنی بھی امیر قاسم برید ترک کے ہمراہ تھا اسمعیل عادل شاہ نے صلاح
مقابلہ میں نہ دیکھی دم کو دربار بیاتنگ کرو الیہ پور میں جو یوسف عادل شاہ کا آباد کیا ہوا بیجاپور کے قریب واقع ہے
پہونچا اور ارادہ اسکے محاصرہ کا کیا اسمعیل عادل شاہ بارہ ہزار سوار کہ ان میں اکثر مغل تھے ہمراہ لیکر شہر سے آمد ہوا لیکن
جانبین سے لشکر آمادہ شور و شر ہوا فردوسی بیابان چو دریای خون شد درست + تو گفتی زمین روی لالہ برست
بیابان شد از بس کشتگان روی دشت + که پوینده را راه دشوار گشت + غرض کہ بعد جنگ صعب اور حرب سخت امیر قاسم
ترک اور جمیع لشکر دکنی کو ہزیمت ہوئی اور شاہ محمود شاہ بہمنی اور شاہزادہ احمد فرزند اسکا جو تلاطم امواج میں گھوڑے سے
جدا ہوکر گرفتار ہوئے تھے اسمعیل عادل شاہ نے اسکے روبرو تواضع چند راس اسپ مع ساز مرصع اور پالکی خاص حاضر
کرکے اٹھیں سوار کرکے چاہا کہ بیجاپور مین لاکر امیر قاسم برید ترک سے نجات دیوے شاہ نے یہ امر قبول نہ کیا اور شہر میں
نہ آیا اور شہر کے باہر جا کر ایک مقام میں فرو کش ہوا اور اپنے بعض کے معالجہ اور مداوی میں کہ پشت اسپ سے
جدا ہونے کے وقت مجروح ہوئے تھے مشغول ہوا اور بعد تندرست ہونے کے پیام کیا کہ بی بی ستی کو جو شاہزادہ
احمد کے عقد ازدواج میں ہے لوازم جشن بحالاکر سپرد کرنا چاہیے تیر بار سے اس امر کو قبول کرکے اقرار کیا کہ احسن آباد گلبرگہ مین کہ

سر پر ایسا لگا کہ اسکے صدمہ سے اسکا مغز پاش پاش ہوا اور آن واحد مین تڑپ کر مر گیا اور باقی مخالفون نے جب اپنے سردار کو مقتول دیکھا کمال خان کے مکان کی طرف روانہ ہوے اور جب اسے بھی مذبوح خنجر پایا بلا توقف قلعہ کا دروازہ کھول کر راہ فرار نائی اور مغلان وفاکیش نے برآمد ہوکر صفدر خان اور کمال خان دکنی سر نوجت کا سر تن سے جدا کیا اور تلاج سنان کر کے شہر مین پھرایا اور یہ منادی کی بیت کہ ہر کو بود دشمن شہریار ٭ بدین گونہ بیند سر انجام کار ٭ اور امراے عمدہ مثل عین الملک اور جیجہان کہ کمال خان دکنی کے ساتھ رابطہ خویشی اور پیوند کیا تھا اس حالت کے مشاہدہ سے کہ ہرگز انکے دل مین نہ گذرتی تھی ہراسان ہوئے اور مال واسباب سے قطع نظر کر کے بغیرت تمام اس مملکت سے بھاگ گئے اور اسمٰعیل عادل شاہ نے اسی دن یوسف ترک جوانمرد جانسپاری کی لاش پادل پاش اس روش اور آئین سے کہ بہتر اس سے نہ تھی غسل وکفن دے کر تابوت صندلی مین رکھی اور خود بھی گریبان چاک سر ورو آغشتہ بخاک کر کے پیادہ پا تابوت کے آگے روتا چلا اور مبلغ دس ہزار ہون کہ پونجی خاتون نے خیرات کے واسطے بھیجے تھے اور دس ہزار ہون جو خواتین نے ہمراہ کیے تھے اور خود بھی بیس ہزار ہون سے زیادہ براے کار خیر فقرا اور مساکین کو پہونچائے پھر اسے پیوند زمین کر کے اسکی قبر پر خیمہ شاہانہ ایستادہ کیا اسکے بعد گنبد عالی اسکی قبر پر تعمیر فرما کر مجاوروں کے وظیفے مقرر کیے اور قریب شام بادل ناکام قلعہ کی طرف بازگشت کی مدۃ الحیوۃ ہر مہینے اسکی ترویح روح کے واسطے مبالغ کثیر مستحقون کو دیتا تھا اور ہر سال یعنے اسکے روز قتل ایکبار اسکی قبر پر جاتا تھا منقول ہے کہ دوسرے دن اسمٰعیل عادل شاہ نے تخت دکن پر قدم رکھکر دربار عام کیا اور خلایق نے لوازم نثار وایثار پیش پہونچایا نشیان بلاغت نشان نے کہ جنکا سر دفتر خواجہ غیاث الدین شیرازی تھا کلک لطائف نگار سے نامجات فتح استیصال کمال خان دکنی سر نوبت اور اسکے متعلقون کی خوشترین عبارت سے تحریر کیے اور سانڈنی سوار تیز رفتار کے ذریعہ سے شاہان اطراف دکن کو پہونچائے اور غلغلہ دشمن گذاری کا بسیط عالم مین ڈالا اور کمال خان مقتول کے متعلق جو اسیر ہوئے تھے پونجی خاتون نے اس تدبیر کے سبب کہ اس سے وقوع مین آئی تھی اسکے قتل سے درگذر کر کے اس عورت پر نہایت عنایت فرمائی اور حکم دیا کہ دوسرے ملک مین چلی جاوے اور ایک جماعت اسکے ہمراہ کی کہ کوئی شخص اثناے راہ مین مزاحمت نہ پہونچاوے اور نجومیون کو کہ از روے مہارت ایسا حکم کمال خان کے بارہ مین دیا تھا خلعت وزر دیکر معزز ومکرم کیا اور جن لوگون نے کہ اس واقعہ ہولناک مین ہمراہی کی تھی علی قدر مراتب ہر ایک کو نوازش فرمائی اور منصب وجاگیر لائق عطا کی اور از انجملہ جوش کلدی آقا اور سکندر آقاے رومی اور مصطفےٰ آقا اور مقرب خان گرد اور منلغ خان رودباری اور خواجہ غیاث الدین کاشی اور محمد حسین طہرانی کو سلحداری کے پایہ سے بمرتبۂ امارت ترقی کر کے انکے رایات شوکت بلند کیے اور میر زلجیا تکیو تمی اور حیدر بیگ اور سو بحکب بہادر اور امراے سلحدار کو جو کمال خان دکنی کی جور وجفا کی شدت سے گجرات اور خاندیس اور احمد نگر اور برار اور تلنگ کی طرف بھاگ گئے تھے استمالت نامہ بھیجکر مراجعت اور معاودت کی تحریص وترغیب کی اور خسرو ترک جو اصل مین آزاد لاری تھا مصلحۃً اپنے تئین غلامان شاہی کے سلک مین لکھوایا تھا بخطاب اسد خان ومنصب امارت پر سر بلند کیا اور بلگوان مع مضافات اسکی جاگیر مقرر فرمائی اور یوسف جو غلامان گرجی مین منسلک تھا

برآمد ہوئیں اور مغلوں کو بھی بام پر طلب کرکے بعد حسرت سراے سے قوی دل کیا اس درمیان میں صفدر خان مع جمعیت عظیم آپہونچا اور آدمیوں کو دروازہ توڑنے پر مامور کیا جب مغل تیر ماری اور خواتین سنگ اندازی میں مشغول ہوئیں غوغا اور آشوب عظیم قلعہ کے درمیان برپا ہوا اور عین گیرودار میں مصطفے آغا رومی کہ قدیم سے برج اور بارہ کی محافظت کرتا تھا اور کمال خان دکنی ان لوگوں کو حقیر وضعیف جانکر اسکے قلع اور قمع کی کوشش نہ کرتا تھا مع مجلس مصاحبی دکنی لگن محل کے عقب آیا اور خواتین نے انھیں بتائے حجر کرکے رسیاں نیچے لٹکائیں تو وہ اسکے سہارے بام پر چڑھ آئے اور جنگ صف کے باعث نار تحیر ظاہر ہوئے اور جب سخت جرس نے طبل کھینچا اور بندوق کی آواز مادر صفدر خان کے گوش زد ہوئی اس خوف سے کہ مبادا میرے نور عین صفدر خان کو چشم زخم پہونچے کمال خان دکنی سر دست کی طرف سے پیام بھیجا کہ بے تقریب آدمیوں کا خون نکریں اول توپیں کلان طلب کرکے عمارت کو ڈھا دیں اسکے بعد بفراغ خاطر محل میں درآویں اور جو دو بزرگ ادبی اور دکھنی کو تیغ کے گھاٹ اتاریں الغرض مادر صفدر خان کے اشارے کے موجب جنگ موقوف ہوئی اور بہادر دل کو توپہاے کلان کے لانے کے واسطے اس قلعہ میں تعین مقرر کیا اور ایسی سیاہ کو جو شہر میں تھی حکم کیا کہ مسلح ہوکر قلعہ میں ایستادہ ہو تو دوسرا شخص اسمعیل عادل شاہ کی کمک کو نہ پہونچے خواتین دشمنوں کا مشورہ دریافت کرکے آپس میں کہنے لگیں کہ اگر توپوں کے لانے سے پیشتر تدبیر سے کام نبجاوے تو ہماری پھر راے صواب اندیش سے یہ قرار پایا کہ مغلوں کو بام کی پس پشت پوشیدہ کریں شاید کہ صفدر خان علوں کے فرار کا گمان کرکے توپ پہونچنے سے قبل آگے بڑھے اور عیب کے حرب سے اُن کا دشمنوں کا کام تمام ہووے اور وہ تدبیر تقدیر کے موافق آئی اور صفدر خان سہل ترین وجہ سے مقتول ہوا اور شرح اس اجمال کی یوں ہے کہ جب مغل خواتین کے مشورہ کے موجب پوشیدہ ہوئے صفدر خان اور اسکے ہوا خواہ مغلوں کے فرار کا گمان کرکے بیتابانہ لگن محل کی طرف بہیئت مجموعی روانہ ہوئے اور جب کوئی شخص انکا مانع نہوا تیغ و تبر و تیر سے لگن محل کا دروازہ توڑنا شروع کیا اور وہ شیر دل عورتیں صاحب حوصلہ جلوس پر رہیں یہانتک کہ دشمنوں نے دھمکی سے دروازہ توڑا اور صفدر خان مع امراے مستعد شلی اور خوشحالی سے محل کے اندر داخل ہوئے اور دوسرے پھاٹک کے توڑنے میں مصروف ہوئے اسوقت مغل خواتین کے حکم کے موافق نعرہ تکبیر اور انشا اللہ بلند کرکے چاروں طرف سے تیر و تفنگ و سنگ مارنے لگے چونکہ وہ مقام نہایت کوتاہ تھا دشمن کی طرف کے مرد عمدہ بہت مارے گئے اور اسی دار و گیر اور کشمکش میں قضارا ایک قاعدہ تیر سراسری پیام اجل لیکر صفدر خان کی آنکھ میں ادھر چلتا لگا اگرچہ جلد نکلا نہ تھا لیکن اس مصرع کے مطابق ع صید را چون اجل آید بسوی صیاد رود ۔ سراسیمہ اور بدحواس ہوکر اس دیوار کے نیچے کہ اسمعیل عادل شاہ اسپر ایستادہ تھا پناہ لیگیا اور پونجی خاتون یعنے والدہ اسمعیل عادل شاہ دوسری طرف ایستادہ تھی اور بہادروں کو ترغیب جنگ کرتی تھی صفدر خان کو پہچانا اور اپنے خدمتگار مسند کو اشارہ کیا کہ پتھر گران اس سنگدل کے سر پر گرادے اسمعیل عادل شاہ نے باوجود اس صغر سن کے کہ اتنی جرات فرصت تھی ہوش و حواس بجا رکھکر اپنی والدہ کی فرمایش کے موجب وہ پتھر اپنے دست بر دست سے مارا اور خدا کی قدرت سے وہ پتھر صفدر خان کے

اور صحن مکان کو اس غدار کے خون سے لالہ زار کرکے صاعقہ دشنہ آبدار سے آگ اسکے خرمن حیات مین ڈالی **شعر** گردن
کوہ گرگردن دراز استے * کند جاہ را بازو دراز استے * اور کمال خان نے جب اس حال سے اطلاع پائی بیزال کو اس گمان سے
کہ **مصرع** ای باد صبا این ہمہ آوردہ تست * اس ضعیفہ اور یوسف ترک کو اسی ساعت قصاص مین پہونچایا اور اپنے آدمیون کو قلق
اضطراب سے مانع ہوئی اور کمال خان کو زندون کی طرح قصر کے غرفہ مین تخت پر بٹھا کر چیل و حشم خاص کو زیر قصر ایستادہ کیا
جیسا کہ رسم ہند ہے اور ایک کو محرمون سے اپنے فرزند صفدر خان کی طلب کو بھیجا اور جب وہ آیا اور اپنے باپ کی نعش
دیکھی چاہا کہ فریاد کرے ہاتھ اسکے منھ پر رکھکر منع کیا اور کہا کہ شور کرنے اور نوحہ کرنے کا نہین ہے چاہیے کہ مردانہ پکا
جدو جہد استوار کرکے تیغ انتقام سے خون اسمعیل عادل شاہ اور اسکی والدہ کا خاک ہلاک پر گرا کر اپنے باپ کے عوض
تخت شاہی پر جلوہ گر ہو اور نام و نشان خاندان عادل شاہ کا روے زمین پر نہ چھوڑ صفدر خان باوجود اسکے کہ چپقلش ہر کام چاہتا
تھا ہراسان ہو کر بولا اسی وقت ہمارے آدمی اس عاملہ سے واقف ہو کر متفرق ہو نگے کیونکر انتقام میسر ہوگا بہتر یہ ہے کہ
اس خبر کے انتشار اور لشکر کے پریشان ہونے سے پیشتر ہم اس قلعہ سے بر آمد ہو کر کسی طرف روانہ ہو وین اسکی مان نے اسے زجر
اور ملامت کر کے کہا جسقدر آدمی کہ ہین قلعہ مین رہتی ہون اعدا کے دفع کے واسطے کافی ہین انھین حکم کر کہ قلعہ کا دروازہ
بند کرین اور تو قلعہ سے بر آمد ہو کر اپنے متعلقون اور ہوا خواہون کو پیغام پہونچا کہ خان والاشان نے اسمعیل عادل شاہ
کا سر طلب فرمایا ہے مین تعمیل حکم کو جاتا ہون پھر بہیئت مجموعی جا کر اور محاصرہ کر کے اپنے باپ کا انتقام لے چنانچہ اسکے
بموجب حکم ہوا کہ کمال خان کے انصار قلعہ کا دروازہ بند کرین اور آدمی مستعد ہو دین کہ خان والاشان نے اسمعیل
عادل شاہ کے قتل و حبس کا حکم صادر فرمایا ہے اور پونجی خاتون کو یہ گمان ہوا کہ یوسف ترک کو کاسے وہ کام بن پڑا اور
کمال خان دکنی حقیقت اس حال پر مطلع ہو کر درپے خلش ہمارے ہے پھر خاتون نے مردانہ اور خسروانہ ہمت اسکے مدافعہ پر
مصروف کر کے خواجہ صندل خواجہ سرا کو ایک جماعت کے پاس جو دیوانخانہ مین چوکی اور پہرہ رکھتی تھی بھیجکر اس محل
کے دروازہ پر طلب کیا اور اتفاقات حسنہ سے اسدن انھین سو مغل کی جنکا حال مذکور ہوا چوکی اور پہرہ کی باری تھی اور
دو سو یا تین سو دکنی اور حبشی بھی تھے لیکن جو جمیع اہل دربار ادنی اور اعلی کمال خان دکنی کے مطیع اور فرمان بردار تھے صفدر خان
انھین اپنا ممد و معاون سمجھکر انکی فکر اور دفع مین نہ پڑا تھا القصہ پونجی خاتون نے پس پردہ تمام نکر آواز بلند فرمایا کہ کمال خان دکنی
نمک حرام چاہتا ہے کہ عادل شاہ کو ہلاک کر کے خود امر شاہی کا منتظم اور متصدی ہو اس صورت مین جو شخص نمک حلالی کو منظور
رکھے وہ محل مین آن کر حتی المقدور اعدا کے دفع مین مشغول ہووے اور دشمنون اور غدارون کی کثرت سے نہ اندیشہ کرے
کہ عنقریب وہ جماعت کفران نعمت کے وبال سے متفرق اور پریشان ہوگی اور جس شخص کو اپنی جان عزیز ہو اور دولت
عظمی سے غافل ہونے کی اسے پروا نہو وہ مختار ہے جہان چاہے جاوے الغرض دو سو پچاس مغل اور ستر نفر حبشی اور دکنی نے
جانسپاری اختیار کی اور از روے صدق ارادت و حسن اخلاص عمارت شاہی مین داخل ہوئے اور باقی نے بیوفائی کی خاک اپنے سر پر ڈالکر صفدر کے
شریک ہوئے اور پونجی خاتون اور دلشاد آغا پھوپھی اسمعیل عادل شاہ کی کہ یوسف عادل شاہ کے آخر عہد مین دکن مین آئی
تھی لباس مردانہ پہنکر اور تیر و کمان ہاتھ مین لے کر شہزادہ کے ہمراہ لگن محل کی پشت بام پر کہ بہت بلند تھا

ہو جاؤں بوبجی خاتون نے کہا کہ ایک پیرزال جو مسلم کہ کمال خاں سے نہایت الفت رکھتی ہے بلکہ مہربان مثل محبت اور دوست
جانی ہے اور اُس کی طرف سے ہمیشہ حرم میں رہکر ہمارے اخبار جزوی اور کلی ہر روز اُسے پہونچاتی ہے کمال خاں کے پاس
عیادت اور احوال پرسی کے واسطے بھیجتی ہوں اور تجھے اسکے ہمراہ کرنے کے لیے ایسا مطیع کرتی ہوں کہ وہ تجھے خود دلاسا دیکر
اپنے ہاتھ سے بیڑا استمالت کا دیوے لیکن تجھے لازم ہے کہ بیڑا اُٹھا کر جوہر حیات اپنا اپنے مالک پر نثار کرکے قدم جرأت
بڑھاوے اور خنجر سینہ شگاف سے اسکا شکم زنبور کے چھتے کی طرح مشبک اور سوراخ سوراخ کرے یوسف نے اُسے
قبول کیا اور بوبجی خاتون نے پیرزال معہودہ کو بلایا اور از روے دلسوزی اور شفقت کمال خاں کی نسبت کلمات
مہر انگیز زبان پر لا کر فرمایا کہ یوسف عادل شاہ کی وفات کے بعد میں متفکر اور اندیشناک رہتی تھی کہ میرا بیٹا اسمٰعیل
خورد سال ہے اور زمانہ کے تجربوں سے عاری اور غافل ہے مبادا کہ یہ ملک بھی احمد شاہ بحری کو منتقل ہووے اور اس بلا
کے دفع کے لیے ناچار سے کون ہے کہ تاکہ اس سلطنت کی اپنے کف اقتدار میں لاکر رعیت کی حراست اور حفظ ناموس دولت کی ہمت
کریگا مگر جس وقت سے کہ زمام اختیار نظم و نسق امور ممالک کمال خاں دکنی کے قبضہ میں در آئی خاطر نے اس دغدغہ سے
نجات پائی ہے اور اوقات نہایت خوشی سے بسر ہوتی ہے اب ان دو تین روز کے عرصہ میں سنا جاتا ہے کہ اس خان والا شان
کا مزاج شریف اور جوہر لطیف نے کہ مجھے اپنے فرزند صلبی اور بطنی سے نہایت درجہ بہتر اور عزیز تر ہے اعتدال
سے انحراف کیا ہے اس سبب سے طبیعت کو تشویش اور بیقراری بہم پہونچی ہے چاہیئے کہ مبلغ بارہ ہزار ہون لیجا
اور اُسکے فرق پر نثار کرکے محتاجوں اور فقیروں کو پہونچا جب پیرزال راہی ہوئی اور چند قدم گئی اسے پھر طلب کرکے یہ
کہا کہ مدت سے یوسف ترک کوکا ارادہ حج کا رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ جبتک خان رفیع المکان اپنی خوشی اور رغبت
سے مجھے رخصت دیگا میرا حج قبول ہوگا اسے بھی اپنے ہمراہ لیجا اور خان کو اس طرح فہمایش کرنا کہ وہ اپنے دست
مبارک سے پان مکہ معظمہ کی رخصت کا عطا فرماوے اور پروانہ اپنی مہر سے لطف کرے کہ حاکم بندر و اہل مصطفےٰ آباد مانع
نہ ہووین اور اُسے منزل مقصود کی طرف روانہ کریں اس خدمت کے واسطے رحیلہ پیرزال کو عطا کرکے یوسف ترک کو اُسکے
ہمراہ روانہ کیا اور وہ خرم و شادان کمال خان کی خدمت میں چلی اور حسب باتیں مشفقانہ خاتون جہان کی مذکور کیں اور مبلغ
مسطور تصدق کرکے ارادہ حج یوسف کوکا اُسکے سمع میں پہونچایا کمال خان دکنی خاتون کے لطف و توجہ سے نہایت
محظوظ اور مسرور ہوا بے شک و شبہہ اپنے تئین خداوند تاج و تخت اس مملکت کا سمجھا اور بوبجی خاتون کی خوشدلی
کے واسطے یوسف ترک کوکا کو مجلس خلوت میں طلب کرکے کہا اے یوسف میں تجھے بہت دوست رکھتا ہوں جو تو نے
بہت جیسی کی ہے تجھے منع نہیں کرسکتا جلد حج سے فارغ ہوکر اپنے تئین خدمت میں پہونچا تاکہ تجھے خطاب امرائے کبار سے سرفراز
کروں یوسف ترک کوکا نے بھی ولی نعمت کی صلاح وقت کے واسطے اپنی لسانی اور خوش بیانی سے کمال خان کو ملتفت کرکے
مطلق غافل کیا کمال خان نے از راہ رحمت اپنے پاس بلایا کہ بیڑہ پان کا اپنے ہاتھ سے دون یوسف ترک کوکا کہ
رسم دکن ہے پاس بزرگوں کا از طریق ادب اس چادر پر کہ دوش پر رکھتے ہیں لیتے ہیں ہاتھ نیچے آستین چادر کے جو خنجر
رکھتا تھا لیکر اور جس وقت کہ وہ پان دینے لگا ایک ہاتھ سے خنجر کھینچ کر از روے نڈری ایسا اُسکے سینے پر لگایا کہ پیٹھ کے پار ہو گیا

اگرچہ مرکب برای نام ہی گھوڑا ہوا اور اتبک یہ رسم دکن مین شایع ہی الغرض ہزار گھوڑے مین ایسا دو سو گھوڑا نہین نکلتا ہی کہ معرکے کے دن کام آوے اور کمال خان دکنی نے غرۂ صفر سنہ ۹۳۹ نوسو انتیس ہجری مین بیس ہزار سوار دکنی اور حبشی کا جائزہ لیا اور اپنے اعوان و انصار کو متفق کرکے تخت شاہی کے جلوس کے بارہ مین مشورہ کیا سب متفق اللفظ کہنے لگے کہ کوئی مانع نہین ہی اس امر مین جسقدر کوشش کیجاوے بہتر ہی پھر کمال خان دکنی نے طالع شناسون کو طلب کرکے ساعت جلوس کا احوال اور مآل پوچھا انھون نے بغور و تامل بیان کیا کہ اوضاع اجرام فلکی سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ آپ پر پندرہ دن اس مہینے کے نہایت کڑے ہین لازم کہ اتنے روز اپنی محافظت مین کمال کوشش فرمایئے اور سولھوین دن بمیمنت و سعادت تخت دکن پر اجلاس کیجیے کمال خان دکنی یہ خبر سنکر سخت مخوف اور وحشت ناک ہوا اور اپنے دل مین اندیشہ کیا کہ کوئی مکان محفوظ تر اور محکم تر قلعہ ارک سے نہین ہی بہتر یہ ہی کہ وہان جاکر ایسے مکان مین استقامت کرون کہ ایام نحوست آخر ہون الغرض شہر بیجاپور کا انتظام اپنے آدمیون سے رجوع کرکے خود اس گمان سے کہ تقدیر سبحانی انسانی تدبیر سے رفع ہووے قلعہ ارک مین ایک محوطہ محکم اپنی سکونت کے واسطے اختیار کیا اور تپ اور درد سر کا بہانہ کرکے حکم کیا کہ خاص و عام شہری اور بیرونی ان چند روز مین کوئی شخص میرے احوال کا مزاحم نہو میرے فرزند صفدر خان کے پاس جاوین اور یہ خبر مشہور ہوئی کہ کمال خان دکنی اس مہینے کی سولھوین تاریخ تخت پر اجلاس کرکے اسمعیل عادل شاہ کو درمیان سے اٹھا دیگا خواتین محل عادل شاہی نہایت محزون اور غمگین ہوئین لیکن چونکہ مشیت ایزدی کو اس سلسلہ عالیہ کا قائم رکھنا تھا بوبجی خاتون مادر اسمعیل عادل شاہ کو یہ تدبیر سوجھی کہ یوسف ترک یعنی اپنے بیٹے اسمعیل کے کوکا کو بلا کر یہ کہا کہ ای یوسف مین تجھے کوکا نہین جانتی اور تجھے خوب معلوم ہی کیا غلام کیا آقا زلیست کی چاہ سب کو ہوتی ہی اور اس دار فانی مین کوئی ہمیشہ نرہا اور نرہیگا تقدیر اور قضاے آسمانی سے کسیکو چارہ نہین اور چار ناچار حیات مستعار قابض ارواح کو سونپنی ہی اور سراے ناپایدار گذشتنی اور گذاشتنی ہی لہذا تجھسے یہ توقع رکھتی ہون کہ عنایت پروردگار کا امیدوار ہوکر مردانہ ہمت کا پٹکا کمر جان پر باندھ اور جان جانے کا مطلق خیال نکرکے کمال خان دکنی سر نوبت جو نہایت بدنام ہی اسکے خون سے خاک کو رنگین کر یوسف ترک نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر عرض کی کہ کوئی سعادت اس سے بہتر نہین ہی کاش عوض مین ایک جان کے ہزار جان رکھتا وہ سب آپ کی راہ مین صرف کرتا لیکن یہ امر سب پر روشن اور ہویدا ہی کہ جبتک سور ما پہاڑ نہین توڑتا ایک مرد بیس ہزار دکنی اور حبشی کا کچھ نہین کرسکتا یہ نحیف ایسے دشمن قوی سے کیونکر عہدہ برآ ہوگا بوبجی خاتون نے فرمایا کہ اگر تو حافظ حقیقی کی حفظ و حمایت پر توکل کرے اور اپنے صاحب کی جان نثاری پر آمادہ ہوکر جان مستعار کے خیال سے کہ آخر فنا ہی درگذرے تو اسکے فضل سے امید قوی ہی کہ اسے احسن وجہ سے دفع کرسکیگا یوسف ترک نے کہا مین یقین جانتا ہون کہ عیاذاً باللہ جس روز کہ کمال خان کو تخت پر اجلاس میسر ہوگا مجھے فوراً قتل کریگا کونسی سعادت اسکے برابر ہوگی کہ جان نثار اپنی جان صاحب پر فدا کرے اور نام اپنا وفاداروں کی سلک مین ثبت کرکے زندہ جاوید ہو اب آپ اس کے دفع کا طریق بتائین تو بے تامل سربازی اور جان نثاری مین قیام کرکے مثل گوسفند کے اس اسمعیل کی قربانی

وہاں سردار تصور فرما کر اپنی توسیع ولایت میں بھی کوشش کریں کہ فرصت اس سے بہتر ہاتھ نہ آئیگی امیر قاسم برید
ترک کہ مدت دراز سے اس فکر میں تھا اس امر میں شریک ہوا اور بعد لوازم عہد و پیمان یوں مقرر ہوا کہ میر قاسم برید
ترک ولایت دستور دینار کو لیوے اور باقی ولایت بیجاپور کمال خان دکنی سردار سر نوبت اپنے تصرف میں لاوے
اسمٰعیل عادل شاہ کو مکحول ملکہ بے رونق کرے اور قلعہ شولاپور زین خان برادر خواجہ جہان دکنی رکھتا ہے اسپر بھی کمال خان
دکنی قابض اور دخیل ہووے اس صورت میں مقصود کو انکار کر کے امیر قاسم برید ترک نے شاہ محمود شاہ بہمنی کو بھی ہمراہ
کیا اور لشکر آراستہ کر کے احسن آباد گلبرگہ کی طرف روانہ ہوا اور کمال خان دکنی نے بھی اسمٰعیل عادل شاہ کو مع اسکی والدہ مسماۃ
پونجی کے قلعہ ارک بیجاپور میں قید کر کے انکی محافظت اپنے فرزندوں کے متعلق کی اور خود باعظمت و شوکت تمام شولاپور
کی طرف سوار ہوا اور بعد وصول و محاصرہ تین مہینے کی مدت گذری اور ملک احمد نظام الملک بحری اور
خواجہ جہان دکنی سے کمک نہ پہونچی زین خان نے جان اور مال سے امان چاہی قلعہ کو مع ساڑھے پانچ پرگنہ
اسکے سپرد کیا اور قصہ ساڑھے پانچ پرگنہ کا یوں ہے کہ جب امرائے دکن نے شاہ احمد آباد بیدر پر خروج کیا اور ہر ایک
ایک ولایت پر متصرف ہوئے گیارہ پرگنہ کہ عبارت گیارہ پرگنہ سے ہے خواجہ جہان دکنی حاکم پرینڈا کے تصرف میں
آئے اور اسکے بھائی زین خان نے جو قلعہ شولاپور کا حاکم تھا شہر احمد آباد بیدر میں جا کر اسقدر کوشش اور تردد کیا کہ
فرمان شاہ محمود شاہ بہمنی کا محتوی اسکے کہ قلعہ شولاپور اور نصف ولایت کہ خواجہ جہان دکنی کے تصرف میں ہے اسکے
متعلق ہووے حاصل کیا لیکن خواجہ جہان دکنی نے احمد نظام بحری کی حمایت سے نصف ولایت نہ دی بلکہ
اسکے تصرف میں رہا اور احمد نظام شاہ بحری کے مرنے کے بعد یوسف عادل شاہ نے زین خان کی کمک کی اور شاہ کے فرمان
کے بموجب ساڑھے پانچ پرگنے میسر گئے خواجہ جہان دکنی سے لیے لیکن ان پرگنوں کے واسطے کہ تین لاکھ ہون انکا
حاصل تھا نزاع و فساد پر آمادہ ہوا چنانچہ نظام شاہیہ اور عادل شاہیہ کے درمیان اکثر عداوت اور فساد واقع ہوئی
القصہ امیر قاسم برید ترک نے قلعہ نصرت آباد ساگر اور اتکر اور جمع قرایا اور قصبات نہر کھسوار کے اس پار کے حکام
عادل شاہ کے تصرف سے بر آوردہ کر کے قلعہ احسن آباد گلبرگہ کا محاصرہ میں رکھا اور حسن فتح شولاپور لشکر تعینات کمال
کمال خان دکنی کو لکھا اوسکو بسبب اس کار نمایاں کے استقلال اور غلبہ حد سے زیادہ ہوا اور نہایت کبر اور
غرور میں آکر بیجاپور کی طرف معاودت کی اور ایک دفعہ اسمٰعیل عادل شاہ کو مکان سے بر آوردہ کر کے خلائق کو اسکے
سلام کو طلب کر کے اپنی ہوا کے استحکام میں کوشش کی اور امرائے مغل کو دفعۃً معزول کیا اور تین ہزار جماعہ جلیل
مغل سے تین سو بحال رکھے اور باقی کو نوکری سے برطرف کیا اور یہ حکم نافذ کیا کہ اگر تمام مغلوں میں سے ایک شخص بھی
بعد اس شہر میں نظر آویگا جان و مال اسکا تلف ہوگا اس واسطے مغل مضطرب اور پریشان ہو کر اطراف و جوانب میں
متفرق ہو گئے اور کمال خان دکنی کی جب سب طرف سے خاطر جمع ہوئی اور کسی طرف کوئی دشمن اور مزاحم نہ رہا
و لحاظ نظام شاہیہ کی تقلید کی اور اپنی نام آوری کی زیادتی کے واسطے رسم ایک کوس چند کی نیم جو شخص کہ سلوی تھا
اسکا نام سہ ہزاری رکھا اور حکم کیا کہ گھوڑا رات نگاہ رکھیں اور دکن کی اصطلاح میں اس لشکر کو کہتے ہیں کہ اسپ سوار ہو

اس سبب سے آنحضرت کی وفات کے بعد اُسے بزرگ جانا اور مہمات ملکی اور مالی اُس سے رجوع کر کے مطلق العنان کیا کمال خان نے ابتداء حال مین افعال و اعمال نیک اختیار کر کے خوب نیکنامی سے حکومت کی اور خطبہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے نام پڑھا اور مذہب شیعہ کے طریق اور آئین یک قلم موقوف اور بر طرف کیے اور خاص و عام کے جذب قلوب اور امرائے صاحب احتشام کی تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور خاندان نظام شاہیہ اور عماد شاہیہ اور قطب شاہیہ اور برید شاہیہ سے طریق مدارا اختیار کر کے باتفاق امرا جیسا کہ شرط مردم عاقل و دانا ہے امور شاہی کے انتظام مین آپ کو معاف نہ رکھا اور فرنگیون کے ساتھ جو لبعد مراجعت یوسف عادل شاہ قلعہ گوہ کو محاصرہ کر کے وہان کے تھانہ دار کو نقود فراوان و دیگر موافق کر کے قلعہ مذکور مفتوح کیا تھا اس شرط پر صلح کی کہ فقط قلعہ پر اکتفا کر کے اس حدود کے قریات اور قصبات سے مزاحم ہووین اس تاریخ سے اس کتاب کی تحریر تک وہ قلعہ نصاریٰ کے تصرف مین ہے اور نصاریٰ اپنے عہد و شرط کی وفا پر ثابت قدم اور راسخ دم ہین سلطنت عادل شاہیہ کے اطراف مین مزاحمت اور تشویش نہین پہونچاتے ہین کمال خان حکام اطراف سے اور عیسائیون سے مطمئن ہوکر بفراغبال امور وکالت مین مشغول ہوا جب دوسرے برس دریا خان اور فخر الملک نے خانہ تن کو روح سے خالی اور گنج قبر کو اپنے قالب بیجان سے بھرا اُنکی جاگیرین اور محال بے کرا اپنے فرزندون کو تفویض کر کے ہر ایک کے واسطے ورگاہ پیدا کی اور سر راجہا نگر اور حیدر بیگ کے بھی چند پرگنہ برآوردہ کر کے اپنے اعوان و انصار کی جانب رجوع کیے اور جو شخص فوت ہوتا تھا یا کسی گناہ مین متہم ہوتا تھا اُسکی جاگیر اپنے عزیزون کو دیتا تھا چنانچہ تھوڑے عرصہ مین ایک مکنت اور قوت بہم پہونچائی کہ قلم تقدیر نے ارسے نقش فرمانروائی کا اپنے صفحہ خاطر پر کھینچا مرغ حیات اُسکے نے آشیان دماغ مین بیضہ سرواری اور گردن فرازی کا رکھا اور زاغ سیاہ بخت اُسکی آرزو کا ہوائے شاہی مین پرواز کرنے لگا تمام اثاثہ دولت کا اپنے بال و پر کے نیچے دبا لایا اور اس عرصہ مین شاہان دکن کے امرا اس روش کو خوب جانتے تھے کسواسطے کہ ان سنوات مین یہ حرکت حکام عظام دکن پر مبارک نہ آئی نفرے اپنے ولی نعمتون پر مسلط ہوتے تھے اور آہستہ آہستہ فرمانروائی کی باگ اپنے قبضہ اختیار مین لاتے تھے چنانچہ اول ان مین سے وہ شخص کہ جس نے یہ طریقہ اختیار کیا تیمراج تھا کہ شیورائے راجہ بیجانگر کے بیٹے پر غلبہ پیدا کر کے جب وہ حد بلوغ کو پہونچا اُسکو زہر سے ہلاک کیا اُسکے چھوٹے بھائی کو اپنی دولت کا دست نگر کیا اور بعد انہدام یوسف عادل شاہ اُسے بھی درمیان سے دفع کر کے اکثر امرا کو اپنا مطیع اور فرمانبردار کیا اور زمانہ حسب دلخواہ بسر لیگیا اور اسی طرح سے جیسا مذکور ہوا قاسم برید ترک اور دوسرے امرائے سلطان محمود بہمنی کو ہلاک کر کے بتدریج تمام سکہ اور خطبہ کو تغیر دے کر اپنے نام جاری کیا تھا جو کہ یہ امر کمال خان دکنی نے اپنی آنکھ سے مشاہدہ کر کے تعلیم پائی تھی جسوقت کہ اسباب شوکت اور حشمت قبضہ کے پاس فراہم ہوا اور امیر قاسم برید ترک سے متوسل اور ہمداستان ہوکر یہ پیغام دیا کہ اس تمہارے مخلص میر پانے استعداد شاہی حاصل کی ہے اب کہ احمد نگر مین طفل خردسال تخت پر بیٹھا اور فتح اللہ عماد شاہ والی برار مقتضائے جوانی عیش و طرب مین مشغول ہے لازم ہے کہ اس مخلص کی اعانت کر کے سارے حکام دکن مین منتظم کرین اور بندہ کو اپنا

وعدالت وحلم وغیرہ سے بھی موصوف ومعروف تھا خط نستعلیق خوب لکھتا تھا اور علم عروض وقافیہ مین قوت تمام رکھتا تھا اور علم موسیقی مین کمال حصول تھا بڑے بڑے قوال کلاونت اسکے روبرو منہ نہ کھولتے تھے دھرپد خیال ٹپہ خوب گاتا تھا طنبور وعود وستار وطبلہ ایسا بجاتا کہ کبھاوج کو شرماتا اہل فن سے باعزاز واکرام پیش آتا تھا اور اسکی محفل مین شعر وقدما کا ہمیشہ چرچا رہتا تھا اور وہ کبھی خود بھی شعر کہتا تھا اور امور طرب کو مع معظمات امور شاہی اور ملک ستانی کے جمع رکھتا تھا اور ہر ایک لحظہ احوال مملکت اور مصالح رعایا اور فلاح برایا سے غافل نرہتا تھا اور ہمیشہ ارکان دولت کی عدل وداد وامانت ودیانت پر تعریف کرتا تھا چنانچہ انھین اس صفات کے سبب خواہش خیر خواہی بیشتر ہوئی اور گلزار مملکت نے صفائی اور طراوت تمام قبول کی اور صولت وشوکت وجسامت مین ابناے روزگار سے ممتاز ومستثنی تھا اور حسن وجمال مین ایسا مرتبہ حاصل تھا کہ پیری اور ریش سفیدی کے ایام مین لوگ اطراف وجوانب دکن سے بیجاپور مین آن کر اسکے آئینہ رخسار بیمثال کو مشاہدہ کرکے تبارک اللہ احسن الخالقین پڑھتے تھے اور جس روز سوار ہوتا تھا خلقت بشوق دید مین سر راہ ہجوم کرکے ایستادہ ہوتی تھی اور اسکے نظارہ جمال باکمال مین حیران وششدر رہکر بزبان حال سے کہتی تھی **رباعی** اے رہزن کاروان زہد وپرہیز ✤ بدعت نہ دوستی خصمی آمیز ✤ در کوے تو از ہجوم نظارگیان ✤ نے جاے ستادن است ونی راہ گریز ✤ اور اپنے عہد معدلت مین استمالت نامہ بھیجکر ایران وتوران اور عربستان اور روم وشام سے مردم ارباب فضل وکمال صاف باطن ستودہ خصال فاضل اور ہنرمند اور جوانان شجاع اور کاروان کی تیغ ربائی جنکی تفسیر آیہ فتح ونصرت اور نوک سنان جنکی جانستان اعدا اور پاسبان دین ودولت تھی اپنے پاس بلاتا تھا اور اسقدر رعایت مبذول فرماتا تھا کہ ہر ایک راضی اور شاکر ہوکر اسکے سایہ حمایت مین زندگانی بسر کرتا تھا الغرض قلعہ ارک بیجاپور کہ اول عمارت اسکی گلی تھی منہدم کرکے سنگ وآہک سے تیار کی اور یہ بھی مجموعہ مسطورہ مین بخط شاہ طاہر نظر سے گذرا کہ یوسف عادل شاہ کا جب ایام گیتی ستانی مین پرگنہ اندا پور کے اطراف مین گذر ہوا یہ خبر پہونچی کہ مکند راؤ مرہٹہ اور اسکا بھائی کہ امراے شاہ محمود شاہ بہمنی سے تھے مع گروہ رعایا لشکر کے صدمہ سے فلان کوہستان مین پناہ لیگئے ہین اسواسطے دو ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادہ شاہ کے حکم کے موافق اس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے اور جب انھون نے جادہ طاعت مین قدم نرکھا سپاہ سلطانی نے ناچار ہوکر دست تسلط اور غلبہ کا دراز کیا اور اسباب اور اموال انکا تاراج کرکے انکے اہل وعیال کو کہ عبارت مردون اور عورتون اور بچون سے ہے اسیر کیا اور آتش قہر وغضب سے انکے مکانات سوختہ اور افروختہ کیے اور ازانجملہ خواہر مکند راؤ مرہٹہ کہ نہایت زیرک اور عاقلہ اور جمیلہ تھی اسیرون کی سلک مین منتظم ہوئی اور یوسف عادل شاہ نے اس جمیلہ کو کہ سولہ برس کا سن رکھتی تھی اپنے شبستان مین لیجا کر دعوت اسلام کی اور پونجی خاتون نام رکھا اور شریعت غرا کے مطابق اسے اپنے عقد نکاح مین لایا اور واہب العطایا نے اس یوسف خورشید لقا کو اس مخدرہ مستورہ سے جو زلیخاے سراپردہ سعادت اور حریم حرم عصمت تھی چار فرزند سعادتمند کرامت فرماے ایک بیٹا شہزادہ اسمٰعیل اور تین بیٹیان ایک مریم سلطان برہان نظام شاہ کی منکوحہ دوسری خدیجہ سلطان شیخ علاؤ الدین عماد الملک کی زوجہ تیسری بی بی ستی جو شاہ محمود بہمنی کے فرزند کے حبالہ نکاح مین

بیاہی

دریائی اور دریا رو بندر گووہ کی طرف عطف کر کے لوازم غزا بجا لایا اور بیان اس سخن کا یہ کہ آخر سنہ ۹۱۵ نو سو پندرہ
ہجری میں کفار نصاریٰ بندر گووہ کی طرف سے حریف نا اتفاق ہوئے جب وہاں کے حاکم کو غافل پایا قلعہ میں آئے
اور بہت مسلمانوں کو قتل کیا اور یہ خبر جب یوسف عادل شاہ کو پہونچی مع دو تین ہزار مرد خاصہ خیل اور دکنی اور
غریب بیجاپور سے تاخت فرما کر پانچویں دن فجر کو قلعہ گووہ میں اچانک پہونچ کر بہت عیسائیوں کو کہ محافظت
قلعہ کے دروازہ کی کرتے تھے سب کو تہ تیغ کر کے قلعہ میں داخل ہوا اور نصاریٰ کہ نہایت غافل تھے بیدار
ہو کر جس شخص نے فرصت پائی کشتی میں سوار ہو کر بھاگا اور جس کی اجل پہونچی تھی غازیوں کی تیغ اسلام سے
ہلاک ہوئے دوسری مرتبہ وہ محال مسلمانوں کے تصرف میں در آیا شاہ عدالت پناہ نے قلعہ کو آدمیوں معتمد
کے سپرد کر کے مکرر دولت کی طرف عطف کی اسکے بعد بائیس برس اور دو مہینے باستقلال تمام سلطنت
کر کے زمانہ حصول کام دل میں گذرا تا آخر شہر بیجاپور میں مرض سوء القنیہ میں گرفتار ہو کر سنہ ۹۱۶ نو سو سولہ ہجری
میں اس زندان فانی سے ریاض جاودانی کی طرف انتقال کیا اور جنازہ اسکا حسب وصیت سلطانیہ قصبہ
گوگی میں لیجا کر شیخ جلال المشہور بشیخ چندا کے مزار کے پہلو میں کہ اسسے ارادت صادق رکھتا تھا مدفون کیا اور
عمر عادل شاہ کی چھہتر برس کی تھی والبقاء للملک المعبود اس مصرعہ سے تاریخ اسکے وفات کی دریافت ہوتی ہے تاریخ
بگفتا نماندہ شہنشاہ عادل ۔ اور تاریخ نظام الدین احمدی میں مرقوم ہے کہ ابتدائے سنہ ۹۰۶ نو سو چھ ہجری میں سن تھا
نے اسکے نخل حیات کو بیٹھا کیا ہے یہ روایت صحیح نہیں ضعیف ہے اور بیان اول اقوی ہے والعلم عند اللہ اور نسبت شیخ
جلال الدین مشہور بشیخ چندا امام زین العابدین کی طرف اسطور پر ہے جلال بن حامد بن جعفر بن محمد بن احمد بن یحییٰ
بن بدر بن حسین بن صلاح الدین بن شرف الدین بن سید ابوالحسن بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن
زید ابوالحسن بن علی بن حسین الاصغر بن زین العابدین علیہ السلام اور شیخ چندا شیعہ مذہب تھا اس واسطے عادل شاہ
ان سے محبت اور الفت رکھتا تھا کہ پیری اور مریدی کے لوازم درمیان میں تھے اس وقت میں اولاد شیخ چندا
کی مملکت دکن میں بکثرت ہے لیکن بعضے انمیں شیعہ مذہب اور بعضے حنفی مذہب ہیں واللہ ہادی علی الہدایۃ
والرشاد والیہ المبدأ والمعاد بلدہ احمد نگر میں کہ دار الخلافت نظام شاہیہ ہے ایک مجموعہ خط شاہ طاہر علیہ الغفران
اس خاکسار بمقدار کی نظر سے گذرا اسمیں لکھا تھا کہ جس وقت میں التہاب نائرہ غضب شاہی کے توہم سے
جلاوطن ہو کر دریائے لے ربار سے بندر گووہ میں پہونچا سید ہروی کے ساتھ کہ مرد کہن سال تھا اور عمر عزیز
مملکت دکن میں خدمت یوسف عادل شاہ اور اسمعیل عادل شاہ میں صرف کی تھی میں نے ملاقات
کی ایک مرد حیا اور خوش محاورہ اور فنون علوم سے ماہر اور صاحب وقوف تھا اور ان دونوں بادشاہ
عالی جاہ کے عہد میں منصب صدارت پر معزز اور مکرم تھا اور میں جبتک بندر گووہ میں مقیم رہا وہ ہر گاہ از نقل و
حکایات رنگین اور لطیفہائے نمکین کے سبب رنگ کلفت و اندوہ کا آئینہ ضمیر سے صاف کرتا تھا ایک دن میں نے
سنا کہ وہ فرماتا تھا یوسف عادل شاہ ولد کا بہت تجربہ کار تھا اور انواع صفات میں کہ مراد سخاوت شجاعت

ولایت برار کی طرف روانہ ہوا اور فتح اللہ عماد الملک نے حضرات کے تعاقب سے اندیشہ کرکے کہا شاہ اور ملک احمد حنفی
مذہب ہین لیکن دین کا بہانہ کرکے مجھے برباد کیا چاہتے ہین اور اسوقت مجھے بھی طاقت مقاومت شاہ کی نہین
ہے اس معاملہ مین صلاح یہ دیکھتا ہون کہ آپ اپنے کیے ہوئے سے پشیمان ہوکر مذہب روافض سے احتراز اور
اجتناب کیجیے اور بحسب ظاہر مجھسے رنجیدہ ہوکر برہان پور کی طرف جایئے تو مین فرصت حاصل کرکے باتفاق
قطب الملک ہمدانی کے اس معاملہ کی اصلاح کرون یوسف عادل شاہ کو فتح اللہ عماد الملک کی رائے صائب
پسند آئی اور بیجاپور مین اس مضمون کا پروانہ بھیجا کہ خطبہ اثنا عشر موقوف رکھکر چار یار کا خطبہ پڑھین اور خود بعنوان بخش فتح اللہ
عماد الملک سے جدا ہوکر برہان پور گیا اور فتح اللہ عماد الملک نے ایک شخص کو اپنے اعزا مین سے ملک احمد نظام الملک
بحری کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ امیر برید داعیہ رکھتا ہے کہ یوسف عادل شاہ کو درمیان سے نکالکر ولایت بیجاپور پر خود متصرف
ہووے اب کہ پانچ چھ فرسخ زمین کا مالک ہے اور سلطان کی پناہ مین خزانہ بہمنیہ کی مدد سے وہ کام کرتا ہے کہ کوئی شخص اس سے
عہدہ برآ نہین ہوسکتا اگر مثل بیجاپور اسکو ایک ولایت نصیب ہو تو ہمین اور ہماری اولاد کو دکن مین رہنا ممکن نہوگا ہم سپاہ
کو اوروں کے مذہب اور ملت سے کیا کام ہے قیامت کے دن ہر شخص اپنے اعمال مین گرفتار ہوگا باوجود اس بات
کے یوسف عادل شاہ نے میرے پاس مذہب باطل رفض سے استغفار کیا اور آدمی بیجاپور کی طرف بھیجکر
ان کے اشعار کی ممانعت کی ہے مین یہ صلاح دیکھتا ہون کہ لشکر کھینچنا اور ایک دوسرے کو مدد کرنے کی شاہ
کو تعلیم نہ کرین اور ہر ایک اپنے مسکنون کی طرف راہی ہون ملک احمد نظام الملک بحری اور قطب الملک
ہمدانی فتح اللہ عماد الملک سے ہوا برید سے کہ ریش سفید اس جماعت مین تھا آدھی رات کو کوچ کرکے اپنے ممالک
کی طرف روانہ ہوئے جب صبح ہوئی شاہزادہ اور امیر برید زمانہ کی شعبدہ بازی سے بہت حیران رہے اور فتح اللہ
عماد الملک کے پاس آدمی بھیجکر بیجاپور کی تسخیر کے واسطے طلب معاونت کی اور انھون نے چند روز لیت و لعل
مین رکھکر پوشیدہ یوسف عادل شاہ کو پیغام دیا کہ وقت معاودت ہے یوسف عادل شاہ میدان صاف دیکھکر
بسرعت تمام فتح اللہ عماد الملک کے پاس آپہونچا پھر دونون سردار فوج آراستہ کرکے جنگ شاہ اور امیر برید
کے واسطے متوجہ اور آمادہ ہوئے اور یہ احمال اور اثقال چھوڑکر اور اقبال سے قطع نظر کرکے احمد آباد بیدر کی
طرف راہی ہوئے اور یوسف عادل شاہ نے اردوے شاہ کو غارت کیا اور فتح اللہ عماد الملک کو رخصت کرکے
بیجاپور مین آیا اور پھر بدستور سابق خطبہ اثنا عشر پڑھوا کر تقویت اور رواج مین اس مذہب کے کوشش کی اور
عین الملک کنعانی اور کمال خان دکنی اور فخر الملک ترک کو انواع الطاف سے سرفراز کرکے پایہ ان کے جاہ و حشم
کا بلند کیا اور بتعجیل تمام سید احمد ہروی کو مع تحف و تبرکات اور عریضہ مشتمل تہنیت اور مبارکباد اور مبنی بر اخلاص اور
خطبہ خوانی اثنا عشری شاہ اسمعیل صفوی کی درگاہ مین روانہ کیا اور عدل و داد اور آبادی ملک مین مشغول ہوکر کسی طرف
متوجہ نہوا مگر دو مرتبہ ایکبار شکار فیل اور سیند گاؤ کے اندا پور کے طرف مین گیا اور دو تین مہینے اوقات سیر و
شکار مین صرف کرکے داد عیش و نشاط کی دی اور حافظ حقیقی کی ضمانت مین بلدہ بیجاپور کی طرف معاودت

بیباک تھے مانند میاں محمد الملقب بعین الملک اور علاء دریا خان حبشی اور محمد خان سیستانی کے اظہار نصرت اور کدورت
کی قریب تھا کہ آتش فساد شعلہ زن ہو یوسف عادل شاہ نے سرحد ولایت کو دیکھکر دلدہی اُنکے ذہن نشین
کرکے در قصہ کہ معترض ہوئے یہ تھا مسدود کیا اور چونکہ میاں محمد الملقب بعین الملک کی کثرت افواج
سے متوہم تھا ابتداء سنہ ۹۰۹ نو سو نو ہجری میں اُسکو سپہ سالاری سے معزول کیا اور جاگیر قدیم اُس کی جو بہادر
گیلانی کی بابت سے تھی تغیر کرکے اُسکے بالعوض پرگنہ ملکپری اور شنگواں دیکر امیران حبشی کو خبردار کیا کہ اپنی
جاگیروں میں بطریق اپنے بانگ نماز کہتے رہیں اور کوئی شخص اظہار شعار مذہب اہل سنت میں اس جماعت کا
مزاحم ہووے لیکن باوجود اس ظلم و فسق کے اعیان آں حضرت نے حزم و ہوشیاری سے ہر ایک لعر پر اور
ایک سردار اور ایک مصدار کو مقرر کیا تو اُنکے احوال سے واقف ہو کر نقیر و قطمیر امور عرض میں پہنچاتے ہیں اور
اُس عرصہ میں ملک احمد نظام الملک بحری اور امیر برید کہ مذہب سنت میں نہایت تعصب رکھتے تھے یوسف
عادل شاہ کے اس معاملہ سے رنجیدہ ہو کر دونوں نے اتفاق کرکے اُسکی ولایت پر لشکر کھینچا اور پہلے امیر برید
کھولی اور بعضے قصبات اور پرگنات دستور دینار پر متصرف ہوا اور ملک احمد نظام الملک بحری نے آدمی بیجاپور
کی طرف بھیجکر وہاں قلعہ ملدرک کو کہ حصار گمہ اُسے مسدود رکھتا تھا اور اس سے پیشتر دستور دینار کے تصرف میں تھا
طلب کیا یوسف عادل شاہ باوجود اسکے کہ بعضے امرائے اہل سپاہ سے مطمئن نہ تھا ملک کو نظام و رعیت تمام
کرکے کھولی کے اطراف میں جاکر اُسطرف کو جیسا کہ چاہیے ضبط کیا اور شاہ محمود شاہ بہمنی نے امیر برید کی تعلیم کے
واسطے آدمی اس طرف کے حکام کے پاس بھیجے اور قطب الملک ہمدانی اور فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان
حبشی اور ملک احمد نظام الملک بحری سے مدد چاہی خداوند خان حبشی اور فتح اللہ عماد الملک جو ایک دوسرے
سے خوف وہراس رکھتے تھے نہ آئے اور عذر خواہ ہوئے اور قطب الملک ہمدانی اگرچہ باطن میں مذہب شیعہ
اور اس ملت کا رواج چاہتا تھا اقتضائے وقت اور امرائے تلنگ کے مکلف ہونے سے
بلا توقف و درنگ درگاہ شاہی کی طرف متوجہ ہوا ملک احمد نظام الملک بحری خواجہ جہان دکنی حاکم پرینڈہ
اور دریں خان حاکم قلعہ شولاپور کے باتفاق دس بارہ ہزار سوار اور توپخانہ بسیار لیکر احمد آباد بیدر کی طرف روانہ
ہوا اور سلطان محمود شاہ بہمنی نے بھی مع لشکر تلنگ امیر برید کے ہمراہ دار الملک سے نہضت فرمائی اور الکاچہ نگر
کے دو کوس پر فروکش ہوا اس صورت میں جب جمعیت عظیم بہم پہونچی یوسف عادل شاہ نے کثرت غلیط دیکھکر اپنے
فرزند شہزادہ اسمٰعیل کو جو پانچ برس کا تھا کمال خان دکنی اور بعضی امرائے معتمد کے ہمراہ کرکے مع فیل و خزانہ اور سامان و
اسباب بیجاپور کی طرف بھیجا اور دریا خان اور عین الملک ترک کو احسن آباد گلبرگہ کے ضبط کے واسطے تعین فرماکر خود مع
عین الملک کنعانی اور چھ ہزار سوار جرار پرگنہ بیسر کی جانب متوجہ ہوا اور تاخت و تاراج شروع کیا ملک احمد نظام الملک
بحری اپنی ولایت معرض تلف میں دیکھکر شاہ کو مع تمام لشکر ہمراہ لیکر کوچ بر کوچ یوسف عادل شاہ کے تعاقب
میں مشغول ہوا یوسف عادل شاہ تنگ اور عاجز ہو کر ولایت دولت آباد کی طرف گیا اور رفتہ رفتہ تالچر کہ وہاں سے

کہ جس نے ہندوستان مین خطبہ دوازدہ امام علیہم السلام کا پڑھا اور مذہب شیعہ کو رواج دیا لیکن باوجود اس
حال کے نہایت ضبط اور ہوشیاری سے جہال شیعہ کو اسکی مجال نہ تھی کہ صحابہ کرام حضرت خیر الانام کی نسبت
صراحتہً یا کنایتہً تلفظ حقارت زبان پر جاری کرین عیاذاً باللہ اور معاذ اللہ اس سبب سے تعصب اہل سنت
وجماعت اور شیعون کا زائل ہوا اور علماے مذہب جعفری اور فضلاے حضرات حنفی اور شافعی نے
مثل شیر وشکر آپس مین شریک اور مخلوط ہوکر فرش بحث وتنازع کا لپیٹا اور اس بیت کے مضمون پر عمل کیا
شعر گر آن بہتر ور این بہتر تراچہ + چو حلقہ ماندہ بر در تراچہ + اور مساجد اور معابد مین ہر ایک اپنے طرز وآئین
کے موافق اپنے معبود کی عبادت مین مصروف ہوکر زبان اپنے مذہب کی فضیلت مین نہ کھولتے تھے اور اکابر
دین اور مشائخین اہل الیقین اور عابدین سجادہ نشین اس بندوبست کے مشاہدہ سے انگشت تعجب منھ مین لیکر
اس معنی کو گمان اعجاز خسرو عدالت پناہ پر فرماتے تھے اور مسودہ اس اوراق کو حالت تحریر مین ایک حکایت
کہ اس مقام مین مناسب تھی یاد آئی درج کتاب کی منقول ہے کہ مولانا غیاث کمال کہ مرد دانا اور مورخ اور
حکیم منش اور سرآمد معرکہ گیران فارس سے تھے مناقب خاندان طیبین مین قصائد غرا کہے چنانچہ اشعار اس کے
اس مین مشہور ہین تعصب تشیع مین اپنے ابناے جنس کے موافق نہین ہے اعتدال کی ہر بارہ مین رعایت
کرتا تھا اور شیراز مین اپنے وقت کے میدان سعادت مین بساط ڈالکر سخن گوئی اور مناسب جوابی مین مشغول
ہوتا تھا اور ادویہ مرکبہ فروخت کرتا تھا اور کتاب جاماسپ نامہ سے احکام سخن کہتا تھا اور اہل فارس اس سے
ارادت صادق رکھتے تھے اور تمام امور مین رعایت اسکی خاطر کی کرتے تھے ایک دن ابراہیم سلطان نے
مولانا کو طلب کرکے استفسار فرمایا کہ کون مذہب بہتر اور افضل ہے جواب دیا ہے سلطان بادشاہ اپنی محلسرا مین
بیٹھا ہے اور وہ محل چند دروازہ رکھتا ہے جس دروازہ سے کہ داخل ہوگا سلطان کی زیارت سے مشرف ہوگا تو جہد کر
کہ لیاقت خدمت سلطان کی حاصل ہو اور اس بارہ مین سوال نکر سلطان نے دوبارہ پوچھا کہ ہر مذہب کے
متابعون اور ہر قوم سے کون افضل ہے کہا صلح ہر قوم اور ہر مذہب کا سلطان کو یہ بات پسند آئی اور مولانا کو
انعام واکرام لائق سے خوشدل فرمایا چنانچہ حضرت شیخ فریدالدین عطار نصیحت گہربار اس بارہ مین فرماتے ہین
قدس سرہ مثنوی الا اے در تعصب جانت رفتہ + گناہ خلق در دیوانت رفتہ + ولی از ابلہی بر زرق
و بر مکر + گرفتار علی گشتی و بو بکر + گہے این یک بود نزد تو مقبول + گہے آن یک بود از کار معزول اگر آن بہتر
در آن بہتر تراچہ + چو حلقہ ماندہ بر در تراچہ + ہمہ عمر اندرین محنت نشستی + ندانم تا خدارا کے پرستی + یقین دانم
کہ فردا پیش حلقہ + چنین گردند ہفتاد دو سہ فرقہ + چگویم جملہ از زشت ار نکویند + چو نیکو بنگری جویاے اویند + الٰہی نفس
کافر را زبون کن + فضولی از دماغ ما برون کن + دل ما را بخود مشغول گردان + تعصب جوے را معزول گردان +
منقول ہے جب یوسف عادل شاہ نے خطبہ ائمہ معصومین علیہم الصلوۃ والسلام الی یوم القیام پڑھا اور مذہب شیعہ
کو رواج دیا بہت امرا نے بمقتضاے اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِهِمْ مذہب شیعہ اختیار کیا اور بعضے کہ سنی پاک اور

سادہ میں آیا تھا قصہ کوتاہ شہریار نے بعد لوازم ماتم و عزا صبر و شکیب کرکے سایہ توجہ کا اشتغال دیوی پر ڈالا
تھا جب آباد گلبرگہ اور ساغر اور اہنگہ اور تمام ممالک دستور دیار کے اپنے حوزۂ تصرف میں در لایا اور مردمان
معتبر کے سپرد کرکے خود بدولت و سعادت نے سمت بیجاپور حفظہا اللہ عن الآفات والفتور مراجعت
فرمائی اور جب وہ بلدہ اس گل بوستان جہانبانی کے خاک قدوم سے رشک ختن اور فر اور غیرت عنبر
ہوا بادشاہ نے عاطفت خسروانہ اعیان دولت ابد اتصال کے حال پر مبذول فرمائی چنانچہ میرزا جہانگیر قمی
اور حیدر بیگ کو کہ اس معرکہ میں ترددات مردانہ ظہور میں پہنچائے تھے مزید عنایت اور مرحمت سے
اختصاص بخشا اور انکے پایۂ مدارج کو رفیع تر کیا اور بعد اس فتح کے یوسف عادل شاہ کا استقلال درجہ
اعلیٰ کو پہونچا جو کچھ سالہائے دراز سے اسکی خاطر عاطر میں مرکوز تھا وقوع میں آیا اور ۹۰۸ھ نو سو آٹھ ہجری میں
مجلس عظیم ترتیب دیا میرزا جہانگیر قمی اور حیدر بیگ وغیرہ کو جو امرائے شیعہ مذہب تھے اور سید احمد ہروی [illegible]
دیگر علما کو جو وہی مذہب رکھتے تھے حاضر کیا اور انسے یہ بات کہی کہ جس وقت حضرت علی نبینا و علیہ السلام نے مجھے عالم
رویا میں مژدۂ سلطنت پہونچایا تھا یہ ارشاد کیا تھا کہ جس دم سلطنت ایک مملکت کی تجھے نصیب ہووے لازم
ہو کہ ہمیشہ سادات اور محبان اہل بیت رسول آخر الزمان کو معزز اور مکرم رکھے اور ہموارہ ہمت اپنی تقویت
مذہب اثنا عشریہ علیہم الصلوٰۃ والسلام پر مصروف رکھے اسوقت میں نے خدا سے یہ عہد کیا تھا کہ جب ملک ملک بخش
تعالیٰ و تقدس یہ دولت مجھے کرامت فرماوے مذہب شیعہ رواج دیکر منبر کے سروں کو ساتھ القاب
اسمائے ائمۂ اثنا عشر علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مزین کرونگا اور اسی طرح سے جس دم کہ تمراج اور بہادر گیلانی نے
دو طرف سے آشوب اور غوغا مملکت میں ڈالا تھا قریب تھا کہ ملک مقبوضہ ہاتھ سے نکلجاوے چنانچہ اس امر کو
اثر وفا کرنے عہد سے جانکر میں نے از سر نو واقف حال سے عہد باندھا کہ بعد فراغت مہمات مذہب شیعہ کی ترویج میں
کوشش کرونگا تم اس بارہ میں کیا کہتے ہو بعضے بولے مبارک ہو بسم اللہ اور کچھ لوگ شرائط حزم و احتیاط کی بجا
کرکے عرض پیرا ہوئے کہ سارے سلطنت تازہ واقع ہوئی ہے اور محمود شاہ بہمنی جو وارث ملک ہے ابھی زندہ
اور سلامت ہے اور ملک احمد نظام الملک بحری اور فتح اللہ عماد الملک اور امیر برید سنت و جماعت کا در
پاک اعتقاد ہیں اور اس سرکار کے اکثر افراد سپاہ حنفی مذہب ہیں مبادا فتنہ حادث ہووے کہ دست تدارک
اسکے دامن تک نہ پہونچے یوسف عادل شاہ بھی سر جیب تامل میں جھکا کر بولا کہ میں جس وقت عہد کو وفا کروں گا
حافظ حقیقی میرا حامی اور مددگار ہوگا قضارا انہیں دنوں میں ایران سے خبر پہونچی کہ شاہ اسمٰعیل صفوی نے
خطبہ بارہ امام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا پڑھکر اس مذہب کا رواج دیا ہے یہ خبر بہجت اثر سنکر زیادہ تر ساعی ہوا
جمعہ کے دن ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور میں مسجد جامع قلعہ ارک بیجاپور میں خود حاضر ہوا اور نقیب خاں جو سادات
عظیم الشان مدینہ سے تھا منبر پر گیا اور اول شروع کلمہ میں اشہد ان علیاً ولی اللہ زیادہ کیا اس کے بعد خطبہ نام
نامی دوازدہ امام علیہم الصلوٰۃ والسلام پڑھکر نام باقی صحابہ کے خطبہ سے بر آوردہ کیے اور یہ مذہب بادشاہ ہے کہ

نشان مین پہونچا کہ اس کلام کے موافق متکلم ہوا **قطعہ** این مراتب کہ دیدہ جزویست + کار کلی ہنوز در قدرست + بلشن تا صبح دولت بدمد + کین ہمہ از نتایج سحرست + دوسرے دن جب شہنشاہ مشرق نے کمین گاہ افق سے نشان نمود بلند کیا اور تیغ رومی نے روسیاہ ہندی کا سر جدا کیا رایات نصرت آیات کو صبح مراد یوسف شاہی نے اس موقف سے بعزیمت محاربہ دستور دینار نہضت کی اور بعد وصول بمقصد میمنہ پر غضنفر بیگ اور میسرہ پر حیدر بیگ تبریزی اور مقدمہ پر میرزا جہانگیر بیگ قمی مقرر ہوا سلطان فیروزی نشان نے ایک فوج دلاوران صفدر اور صف شکنان دلاور کے ساتھ قلب مین قیام پکڑا اور اُس طرف دستور دینار نے بھی کثرت و افزونی خیل و حشم پر مغرور ہو کر جبہ اور جوشن اور تمام آلات حرب سپاہ پر تقسیم کیے اور فیلان مست جا بجا مقرر کیے اور عرابے توپ و تفنگ اور بان اور ضرب زن افواج کے آگے نصب کر کے بدستور آئین ہند صفوف آراستہ کین طالبان نام و ننگ نے جانبین سے آتش جدال و قتال افروختہ کی اور دھوئین کی تاثیر سے کرۂ زمہریر کو جوش مین لائے اور شرارۂ سر و تش سے خرمن ماہ کو جلا کر جرم فلک کو پگھلایا **مثنوی** دو خیل از دو سو در خروش آمدند + دو دریاے آتش بجوش آمدند + چو گشت از دو سو لشکر آراستہ + جہانے بہ پرخاش برخاستہ + یلان رایت کین برافراختند + گو زبان لبوزا ندر انداختند + میرزا جہانگیر نے جو سب سے آگے تھا پیشتر سب سے برق کے مانند اور صاعقہ کی طرح اعدا پر حملہ کر کے بہتون کا خرمن حیات باد فنا سے برباد کیا اسوقت غضنفر بیگ اور حیدر بیگ جرار نعرہ دیر انغار سے گھوڑے تازی نژاد جولان کر کے دشمنون پر حملہ آور ہوئے اور دونون طرف کی سپاہ ملکی تن و سر جدا ہونے لگے تیر و شمشیر گرز و تبر چلنے لگے بہادرون نے جنگ عظیم کے ہنگامہ سے محشر برپا کیا میدان جانستان مین سیلاب خون بہ رہا تھا تیر و نیزہ سے دلاورون کا بدن فگار تھا ہر طرف لاشون کا انبار تھا **مثنوی** چنان درہم آویختند آن سپاہ + کہ از گرد شد روی گیتی سیاہ + زبس قتل روی زمین خون گرفت + فلک اندران چہرہ دستی شگفت + بمقتضاے الامر تائیدات یزدانی اور خیری دولت قاہرہ سلیمانی سے دستور دینار معرکہ مین مقتول ہوا اُسکی سپاہ نے درہم برہم ہو کر راہ فرار پائی اور فیلان کوہ پیکر معرکہ مین چھوڑ کے گلزار مملکت زاغ و زغن کے وجود سے پاک ہوا **مثنوی** خدا داد نصرت شہنشاہ را + ہزیمت در افتاد بدخواہ را + چو بر دشمنان شاہ ہند مگار شد از خرمی کار او چون نگار + بشکر خدا روے بر خاک سود + کہ پیروزی از داور پاک بود + غضنفر بیگ کہ زخم تیر کا پیشانی حیات پر رکھتا تھا باتفاق امرا اور ارکان دولت دو زانو بیٹھکر مراسم تہنیت بجا لایا اور نقود و افر اور جواہر بیشمار اُسکے فرق ہمایون پر نثار کیا اور لوازم خدمتگاری بجا لایا اور دعا و ثنا بیش پہونچایا اعلیٰ حضرت عدالت پناہ نے اپنے بھائی کامگار کے سر و چشم پر بوسہ دیکر آغوش مین لیا اور اپنے دست مبارک سے اُسکے زخم پر مرہم رکھکر معالجہ مین مشغول ہوا لیکن سود مند اور اثر پذیر نہوا موافق اس کلام معجز نظام کے اِذَا جَاءَ اَجَلُهُم لَا يَسْتَاخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُونَ تین شبانہ روز کے بعد شربت شہادت چکھکر عالم باقی کی طرف خرامان ہوا غضنفر بیگ بموجب روایتے برادر حقیقی یوسف عادل شاہ کا تھا اور بروایتے جیسا کہ مذکور ہوا یوسف عادل شاہ کا برادر رضاعی ہوتا تھا روم سے

بعد شہریار یوسف عادل اور مؤید بتائید کردگار عسل لعیس توسن فتح و ظفر پر سوار ہوا اور میں دلیار لشکر وری اتر
کو بطور ملاحظہ کرکے ان میں سے دو ہزار جوان تیر انداز اور دو ہزار سوار سپر دار تیغ گذار نظم گردے ہمہ پر دل و
پہلوان + مخالف شکار و ممالک ستان + تو اماتن و رو مند و دلیر + بہکل بر پیر دحبیل جیاتیر + چہا رظا کے
انمیں سے ہر ایک کو قسم قسم کے تلطف اور مرحمت سے نوازش فرمایا اور اپنے بھائی عصفر بیگ کو اس تعداد لشکر کا
سوار کرکے پیشتر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ مخالف کے ایک فرسخ پر نزول کرکے خیمہ اور سراپردہ اور طناب رکاب
کھینچکر اول ہاتھ محاربہ میں دراز نہ کرکے پیادے عملت اور قدم سرعت اسکے مقابل رہائیو مگر ایک اپنے ملازم
کو جو وفور دانش میں اتصاف رکھتا ہو دستور دینار کے پاس بھیجکر اطاعت اور فرمانبرداری کی ترغیب اور
تحریص کرنا اگر وہ بخت بلند کی ہدایت سے محمد عین الملک کی طرح سر ہماری دولت روز افزوں کے حلقہ میں
لاوے تو اس دولتخانہ سپہر آستانہ کی مسند امارت حشمت پر متمکن ہوکر مراتب عزت اور عظمت میں پہونچیگا اور اگر بادہ
ادبار کاری سے ہمارے پیغام سے سرتابی کرکے سرمہ نکبت کا دیدہ بصیرت میں کھینچے تو مثل حداد و دخان جلشہ
کے دیدۂ جہاں میں اسکا تیرہ و تر شب یلدا سے سحر اور سیاہ تر تیرہ روز گار فقر سے ہوگا عصفر بیگ نے گوہر کلام
اس خورشید احترام کا صدف ضمیر میں جاگزیں کیا اور امتثال امر میں مبادرت کرکے جب اس طرف پہونچا
ایک دو فرسخ مخیم عسیم سے سراپردہ اجلال و تمکین کو بسیط زمین پر کھینچکر مراسم ارسال رسل و رسائل میں مشغول ہوا
اور چونکہ آئینہ دولت دستور دینار کا رنگ زرد نکبت کھا تا تھا چہرہ اقبال اور تمیز میان صواب و خطا سے محروم
اور بے بہرہ رہا اور خواب پندار سے سلسلہ اپنی حشمت کا توڑکر بور آتش ناسازی اور ناہنجاری کی اشتعال
میں مشغول ہوکر مستعد صلح اور آشتی کا مسدود کیا اور چھ ہزار سوار مسلح اور مکمل شعر ہمہ تند و کینہ کش و تیر چنگ +
بہ نیروی شیر و بجاج پلنگ + عصفر بیگ کے مقابلہ اور مدافعہ کے واسطے روانہ کیے اور اس تیر بیشہ تہور
اقتدار نے مال اطوار کے مشاہدہ سے دریافت کیا کہ آتش ہمدیوں کی بغیر استعمال شمشیر آبدار ساکن نہوگی اور
سیلاب طغیان حمیتوں کا بے حملہ مردان دلاور نہ ٹھیکیگا اسواسطے جواب سپاہ اشرار کا رجوع تیغ آبدار اور سنان آتشبار
سے کرکے لسان محاربہ اور مجادلہ کا بلند کیا سنگ خدنگ نے کمین گاہ سے سر کھولکر سپیدہ جو تکواری
ظاہر کیا اور اژدہا سے سنان نے دندان زہر آلود سے طریق جفاکاری کا ہموار کیا — مثنوی —
زخون گشت روے زمین پر نگار + زپیکان دل و چشم کیوان فگار + سنان تا دل زندہ رندان ستیزه +
برامید با مرگ خندان شده + زلس خون که هر جاے پاشیده شد + زمین ہمچو روے خراشیده شد + بعد کشش
اور کوشش فراوان خند بیغ تیغ شگان عصفر توان سے چہرہ فتح و فیروزی خندان ہوا اور گرداب کی زرح ارباب
ظلمت سرشت یہ تھی کہ ہزیمت کو غنیمت جانکر دشت ادبار میں آوارہ ہوگئے اور اکثر ہاتھی اور گھوڑے
اسکے عصفر بیگ کے ہاتھ آئے سپاہ ظفر پناہ غنائم بیشمار سے صاحب سامان اور متمول ہوئی اور مخبر اقبال
نے بمنام استعمال اس فتح کی خبر کرکے کیفیت دیباچہ فتوحات تھی موقف عرض بارگاہ سلطان یوسف عادل

دو شخص نے علم استقلال بلند کیا تھا ایک خواجہ جہان دکنی کہ قلعہ پرندہ اور شولاپور اور ولایت نواحی ان دو قلعونکی اس
اور اسکے بھائی زین خان سے متعلق تھی دوسرا زین الدین علی تالش کہ پونہ اور جیا کیہ اور چار کوندہ اور قلعہ پدراچوری
پر متصرف تھا اور قلعہ اور ولایت دولت آباد کو بھی دو بھائی ملک وجیہ اور ملک اشرف اپنے قبضہ مین رکھتے تھے
اور حکام اُس ولایت کو جیسا کہ عنقریب مذکور ہوگا ملک احمد نظام الملک بحری نے دفع کیا اور صوبہ برار مین
بھی خداوند خان حبشی فتح اللہ عماد الملک کا شریک تھا اور مہکر اور تومار اور کلم اور قلعہ ماہور تصرف مین رکھتا تھا
اسکو فتح اللہ عماد الملک نے متاصل کیا اور پایہ تخت بیدر مین قاسم برید ترک نے نہایت تسلط اور استقلال بہم
پہونچایا تھا القصہ بعد رسل و رسائل اور قرار مدار بطریق مذکور یوسف عادل شاہ نے اولاً فرمان میان محمد المخاطب
بعین الملک کی طلب کو بھیجا اور چونکہ یوسف عادل شاہ ساتھ اُسکے کتابت نہین رکھتا تھا اس فرمان کے ورود سے
نہایت شاد اور محظوظ ہوا اور کہنے لگا کہ اب میری خاطر جمع ہوئی اور مین نے جانا کہ آنحضرت نے مجھے اپنے دولتخواہون
مین تصور فرما کر ساتھ ایسی عنایت کے سرفراز فرمایا ہے پھر قلعہ کودہ مین ایک ہفتہ لوازم شادمانی اور جشن کر کے بلا توقف
داہمال چھ ہزار سوار مسلح اور مکمل ہمراہ لیکر بیجاپور کی طرف روانہ ہوا اور اس مرتبہ یوسف عادل شاہ نے اُسکا استقبال بطرز
سلاطین لیکر اسکو ساتھ اسپان تازی نژاد اور خلعت خاص کے ممتاز کیا اور دستور دینار نے معاملہ دگرگون
دیکھکر امیر برید کو کہ انھین دنون اپنے باپ کے عہدہ پر قائم مقام ہوا تھا لکھا کہ سنت سنیہ پدر پر عمل کر کے
میری معاونت مین حتے المقدور کوشش فرمایئے اس سبب سے امیر برید نے تین ہزار سوار اُسکی کمک کے
واسطے بھیجے اور دستور دینار نے بعزم مدافعت اور ممانعت نہر سمنورہ کے کنارے خیمہ و خرگاہ برپا کیا اور خواجہ
جہان دکنی کہ وہ بھی دستور دینار کی طرح داعیہ سرداری کا رکھتا تھا چاہتا تھا کہ ملک احمد نظام الملک بحری کے
مظاہرت سے سلک فرمان روایون مین منسلک ہووے اور ان حضرات کے مشورہ سے آگاہ تھا اور ملک احمد
نظام الملک بحری اور یوسف عادل شاہ سے رنجیدہ ہوکر باتفاق اپنے بھائی زین خان کے دستور دینار
کی معاونت کو فرض جانتا تھا اور جب اُسنے دیکھا کہ ملک احمد نظام الملک بحری قلعہ دولت آباد کی تسخیر مین اور
سلطان محمود شاہ گجراتی کے خرخشہ مین مشغول ہے فوراً بخاطر جمع پانچ ہزار سوار لیکر دستور دینار کے پاس پہونچا اور وہ سپاہ
فراہم ہونے سے نہایت مغرور ہوا اور زبان لاف و گزاف مین کھولی اور ہتھیار لشکر پر تقسیم کیے اور جب یہ خبر
شاہ گردون اقتدار کے سمع مبارک مین پہونچی اسکو فتوحات غیر منتہا کا باعث جانکر ضیاے توجہ خاطر انور
یعنے یوسف عادل شاہ ۱۲
کی دفع اعداے ظلمت پیرا پر ڈالی اور باوجود وفور استعداد دشمن کے قصد مقاتلہ اور مجادلہ
کا کیا اور خزانہ کہ راے بیجانگر سے دستیاب ہوا تھا بیدریغ سپاہ پر قسمت کیا اور بتاکید تمام مع لشکر
ظفر اثر دستور دینار کے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا اور غنیم کے لشکرگاہ سے پانچ فرسخ پر خیمہ و خرگاہ مرتفع کیا
اور دوسرے دن فرمان قضا جریان کے موافق عساکر نصرت مظاہر نے نہایت شوکت و شان سے
بادپایان کوہ وقار پر سوار ہوکر آواز نقارہ اور کورکہ اور نیرغو کے گنبد چرخ اخضر پہ ڈالی اُس کے

الحق
کو گیا اور حرب شدید اور معرکہ عظیم کے بعد غالب آیا اور امراء منہزم اور منکسر ہو کر اطراف میں متفرق ہوئے اور سلطان نے
جنگ گاہ میں غالیچہ رفعت کا بچھا کر اور شاہ علاء الدین عماد شاہ کا ہاتھ پکڑ کر بیٹھنے کی تکلیف دی اور علاء الدین عماد شاہ تو بہ مبالغہ
اور تواضع اور انکسار شاہ کے ہمراہ ایک فرش پر متمکن ہوئے اور ہر قسم کے حرف و حکایت درمیان میں لائے آخر
یہ قرار پایا کہ دوسرے برس باتفاق ملک احمد نظام الملک بحری اور فتح اللہ عماد الملک لشکر کھینچ کر یکبارگی
قاسم برید ترک کو مستاصل کریں اور چونکہ ملک الیاس اُس جنگ میں مقتول ہوا تھا یوسف نے جاگیر
وسعت اسکا اُسکے بڑے بیٹے میاں محمد کے نام مقرر رکھا اور عین الملک خطاب دیا پھر لشکر سلطان کو وداع
کر کے دار الخلافت بیجاپور میں آیا اور دوسرے برس دستور دینار کے اخراج کی عزیمت کر کے لشکر کش ہوا اور
چونکہ ملک احمد نظام الملک بحری برق و باد کی طرح جلد دستور دینار کی کمک کو پہنچا یوسف عادل شاہ
نے بیدر کے اطراف میں جا کر قطب الملک ہمدانی اور فتح اللہ عماد الملک سے مدد چاہی ملک احمد نظام الملک
اس اندیشہ سے کہ جھگڑا طول ہووے فرش نزاع لپیٹ کر احمد نگر کی طرف گیا اور دوسرے برس یوسف عادل شاہ
کی رائے رزین اور عقل دوربین نے یہ اقتضا کیا کہ ملک احمد نظام الملک بحری سے دوستی کی بنیاد ڈال کر توسیع
ملک میں کوشش کرے اسواسطے ایلچی ملک احمد نظام الملک بحری کے پاس بھیجکر یہ لکھ بھیجا کہ مملکت دکن بیک
سر اسے مختصر ہے ان تمام حکام کی گنجائش نہیں رکھتی جبتک فرصت ہے تم پرندہ اور دولت آباد اور جوار اور کالنہ اور پٹلور
جیساکہ پر قابض ہوا اور میں دستور دینار اور عین الملک کی جاگیر پر متصرف ہوں اور عماد الملک جاگیر خداوند خان حبشی
کو اپنے قبضہ میں لاوے اور قطب الملک ہمدانی مملکت تلنگ کو حوزۂ تصرف میں رکھے اور تختگاہ بیدر مع قلیل
مضافات اُسکی قاسم برید ترک کے متعلق ہووے اور کوئی شخص دوسرے کی اعانت اور حمایت نہ کرے اور
اپنے میں کمال اتحاد اور یگانگی رکھتے رہیں اب ناظرین احوال حکام دکن پر مخفی و محتجب نہ رہے کہ جب دولت بہمنیہ میں تزلزل
واقع ہوا تو صوبہ داروں نے اپنے استحکام اور تقویت میں کوشش کی اور جو شخص کہ جہاں کا حاکم تھا اسی کے استقلال میں
مصروف ہوا اور بادشاہ غیرے کا ڈنکا بجا کر دوسرے کے حال پر متوجہ ہوتا تھا چنانچہ گیارہ لوہا گاہ ایک مملکت کو
اپنے قبضہ تصرف میں درلائے یوسف عادل شاہ بیجاپور کو اور ملک احمد نظام الملک بحری جنیر کو اور فتح اللہ عماد الملک
برار کو اور قطب الملک ہمدانی تلنگ کو اور انکے علاوہ جو اس عرصہ میں بیجاپور سے کنارے دریائے ستور تک کے پرگنے
بزرگ مثل مرج اور گلبرگہ اور کلہار اور قلعہ سکین دبستیں یا سدیالہ اور کودہ کو بہادر گیلانی اپنے تصرف میں لایا تھا کہ مقدم
مقتول ہونے سے شاہ محمود بہمنی کے حکم کے بموجب ملک الیاس الملقب بعین الملک مقرر ہوا اور اسکے بعد اسکے بڑے بیٹے
میاں محمد کے نام کہ اسے بھی خطاب عین الملکی پایا تھا قرار پکڑا اور بیجاپور کی طرف جنوبی یعنی کھسوارہ اور پائے تخت بیدر کے
درمیان کے محمد پر گنے مثل کچولی اور اسد آباد گلبرگہ اور ناکاہی اور ریلی اور کبیرا اور جیوری وغیرہ دستور دینار نے
قبضہ قدرت میں درلایا اور ان دونوں کو یوسف عادل شاہ نے درمیان سے رفع کر کے اس ولایت کو
اپنی ولایت میں منضم کیا چنانچہ آئندہ بیاں آویگا اور ملک احمد نظام الملک بحری کے پہلو میں بھی

تھا اور اُسکی لازم جانکر اُسکی اجازت دیدی اور دستور دینار نے خطبہ اس ولایت کا اپنے نام پڑھا اور بہت قصبات اور
مواضع پر جو تحت دار الخلافت تھے متصرف ہوا اور قاسم برید ترک کے آدمیون کو اُس حدود سے باہر نکالا اور قاسم برید
ترک نے مضطرب ہوکر شاہ کو اسپر آمادہ کیا کہ یوسف عادل شاہ سے کمک طلب کرے یوسف عادل شاہ نے قبول کیا
غضنفر بیگ آغا کو مع امراے معتمد مدد کے واسطے بھیجا اور شاہ کو لکھا کہ اگرمین بذات خود آتا ملک احمد نظام الملک بحری
بھی دستور دینار کی کمک کو ضرور لشکر کش ہوتا اور قصہ طول پکڑتا آپ کسی طرح کا گمان نہ فرماوین اس درمیان مین خبر
پہونچی کہ خواجہ جہان دکنی کہ شجاعت اور مردانگی مین مشہور تھا ملک احمد نظام بحری کے فرمانے سے خلاصہ لشکر
احمدنگر ہوکر بسرعت تمام آتا ہی اور ملک احمد نظام الملک بحری بھی سفر کی تیاری مین آمادہ ہی عند الضرورت خود بھی
دستور دینار کی کمک کے لیے نہضت کریگا یوسف عادل شاہ نے صلاح اس مین دیکھی کہ خود بھی توجہ کرے چنانچہ
جلد تاخت کرکے اپنے لشکر سے ملحق ہوا اور قاسم برید ترک کو تعجیل طلب کرکے باتفاق دستور دینار کے حرب مین
مشغول ہوا اور دستور دینار آٹھ ہزار سوار خاصہ اپنے اور بارہ ہزار سوار ملک احمد نظام الملک بحری اور خواجہ جہان کے
ہمراہ لیکر میدان حرب مین روانہ ہوا اور بہادرانہ آتش حرب کو مشتعل کیا لیکن بخت کی عدم مساعدت سے شکست کھاکر
دستگیر ہوا اور قاسم ترک نے شاہ سے کہکر حکم اُسکے قتل کا حاصل کیا لیکن یوسف عادل شاہ نے قاسم برید ترک کی
خواہش کے خلاف آدمی شاہ کی خدمت مین بھیجکر سفارش کی اور اُسے بحر فنا کے لطمہ سے بچاکر ساحل نجات پر لایا
اور حسب عمل درآمد قدیم جاگیر احسن آباد و گلبرگہ اسپر مقرر فرمائی پھر عازم مراجعت ہوا اور شاہ کی بغیر ملازمت بیجاپور
کی طرف متوجہ ہوا شاہ اور دستور دینار بھی اپنے مساکن کی طرف روانہ ہوئے اور ملک احمد نظام الملک بحری
کہ دستور دینار کی حمایت کے واسطے پرگنہ بیر کے اطراف مین پہونچا تھا وہ بھی اُس مقام سے احمدنگر کی طرف
پلٹ گیا اور سنہ ۹۰۲ نوسو دو ہجری مین شاہ محمود بہمنی نے یوسف عادل شاہ کی دختر مسماۃ بی بی ستی کو جو طفل
گہوارہ تھی اپنے فرزند شاہزادہ احمد کے واسطے خواستگاری کی اور ایقاع جشن وطوی کے واسطے بلدۂ احسن آباد
گلبرگہ کو اختیار کیا شاہ اور عادل شاہ اس طرف روانہ ہوئے اور دستور دینار حضرت کے احسن آباد گلبرگہ کی توجہ سے
متفکر اور متوہم ہوا اس وقت عادل شاہ نے مخفی شاہ کو پیغام بھیجا کہ دستور دینار کے پرگنون کے سبب میرے اور
شاہ کے درمیان مین فاصلہ واقع ہوا ہی اگر آنحضرت بادشاہی قاسم برید کے دفع کا ارادہ دل مین رکھتے ہین تو مناسب
ہی کہ وہ پرگنے میری جاگیر مین مقرر فرماوین تو بسبب اُس بہانہ کے ایک جماعت مردم عمائد سے وہان نگاہ رکھکر فرصت
کے وقت تاخت کرون اور قبل اسکے کہ ملک احمد نظام الملک بحری خبردار ہو قاسم برید ترک کو درمیان سے اُٹھادون
اور جیسے ہی بادشاہ نے اجازت دی یوسف عادل شاہ اُس محال پر قابض اور متصرف ہوا اور دستور دینار قاسم برید
ترک کے پاس پناہ لیگیا اور قطب الملک ہمدانی جو اُس سفر مین ہمراہ تھا یوسف عادل شاہ سے متفق ہوا اور قاسم برید
ترک خائف اور ہراسان ہوکر دستور دینار اور خواجہ جہان دکنی اور ایک جماعت امراے ہند سے شاہ کی ترک
رفاقت کرکے قندھار کی طرف راہی ہوئے یوسف عادل شاہ قطب الملک ہمدانی کو ہمراہ رکاب لیکر اُنکے تدارک

حاکم کھنڈی کے اطراف میں بردل کیا تھا شاہ آب کشنہ سے عبور کر کے اس طرف متوجہ ہوا بہادر گیلانی تاب
مقاومت نہ لا کر بلگواں کی طرف بھاگا اور شاہ محاصرہ میں مشغول ہوا اور بعد دو مہینے کے قلعہ کو امان سے مسخر کیا اور چاہا
کہ خواجہ جہاں ہمدانی یا الی الملک یا قطب الملک کو تفویض کر کے آگے بڑھے کہ قاسم برید ترک مانع آیا اور عرض کی کہ یہ قلعہ
یوسف عادل شاہ سے تعلق رکھتا ہے اولیٰ یہ ہے کہ اسکی خوشنودی میں کوشش کر کے اسکے ملازمین کے سپرد کریں
شاہ کو یہ بات طبیعت کے موافق پڑی قلعہ کمال خان دکنی کے سپرد کیا اور چونکہ بہادر گیلانی اس خوف سے کہ مبادا
یوسف عادل شاہ دوسری طرف سے اسکی ولایت میں در آوے قصبہ کلکر کی طرف آیا تھا شاہ اس طرف متوجہ ہوا
بہادر گیلانی کلہر اور پالہ میں پناہ لیکر اور استعداد جنگ میں کوشش کی اسکے بعد شاہ اس حدود میں گیا اور جنگ کا
اتفاق پڑا اکثر لوگ بہادر گیلانی کے لشکر سے شاہ کی ملازمت میں آئے اور بہادر گیلانی کہ بارہ برس سے نقارہ
بہادری کا بجاتا تھا سلطنت پر دھہ سے قتل ہوا سلطان بعد سیر سواحل دریا کے کوکن بیجاپور کی حوالی میں پہنچا
یوسف عادل شاہ نے غضنفر بیگ آقا کو مع ایک جماعت اعیان کے اردوے شاہ میں بھیجکر التماس قدمبوسی کا کیا
شاہ محمود قاسم برید ترک کو اردو احمد آباد بیدر کی طرف روانہ کر کے خود تھوڑے آدمیوں سے بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا
اور یوسف عادل شاہ استقبال کے واسطے چلا شاہ کو باعزاز و اکرام تمام شہر میں لایا دس روز تک قلعہ ارک
بیجاپور میں کہ اسی عرصہ میں گچ و سنگ سے بعینہ تعمیر ہوا تھا عمارت دلکش میں وارد کر کے ضیافت کہ لائق حال
سلاطین کبار کے ہو طور میں پہنچائی اور بیس فیل کہ مکمل اور پچاس گھوڑے اور عماری مرصع اور بھی تحائف بطریق
پیشکش نظر شاہ میں در لایا اور شاہ نے ایک فیل میانہ قبول کیا اور باقی واپس بھیجکر مخفی یہ پیغام کیا کہ یہ خبر ہم تک
پہنچی کہ قاسم برید ترک لیکا ستر ہے کہ بطریق ہاتھ اپنے پاس نگاہ رکھیں اور حسب خواہش اسکے تسلط سے رہا کریں
تب مجھے تسلیم فرماویں یوسف عادل شاہ اگرچہ قاسم برید ترک کے دفع پر قادر تھا لیکن صلاح دولت ابھی
اس میں نہ دیکھی جواب دیا کہ یہ کام بے اتفاق ملک احمد نظام الملک بحری اور فتح اللہ عماد الملک کے صورت پذیر
نہیں ہے آپ اپنے تختگاہ دولت کی طرف تشریف لیجاویں دونوں کو متفق کر کے اس طرف آتا ہوں اور آپکے حسب منشا
اسکا علاج کرتا ہوں شاہ اس نوید سے بمقتضائے مصرعہ کہ مصرع گرچہ یقین نیست گماں ہم خوش است مسرور ہوا اور
یوسف عادل شاہ نے روز وداع پچیس ہزار ہون نقد پوشیدہ شاہ کو پہنچائے اور قاسم برید ترک اور قطب الملک
ہمدانی کو بلیاقت لائق سے خرسند کر کے بھیجا اور سنہ ۹۰۱ نو سو ایک ہجری میں دستور دینار خواجہ سرا حبشی کہ احسن آباد
گلبرگہ اور ساغر اور اتکر اور امداد اور کمہولی اور جمیع پرگنات اور قلعہ جات آب بھیمرہ تا تلنگ تصرف میں رکھتا تھا
چاہا کہ خود بھی اوروں کی طرح صاحب سکہ ہووے اس واسطے رابطۂ آشنائی ملک احمد نظام الملک بحری کے ساتھ
استوار کیا اور یہ پیغام دیا کہ فتح اللہ عماد الملک یوسف عادل شاہ کی کمک سے مملکت برار حیطۂ تصرف میں
لاکر نام شاہی اپنے قبضۂ اقتدار میں رکھتا ہے عجب نہیں کہ یہ دوست صادق الاخلاص بھی تمہاری اعانت
کے باعث منصب شاہی پر فائز ہو کر علم آوازہ بموجب کہ ملک احمد نظام الملک بحری نے دستور دینار کو اسا در رد کہا

اُنکا بیٹا اور یوسف عادل شاہ مع چار سو آدمی انتخابی اُسکے پاس گیا اور مقصود سے کچھ گفتگو کی اور لوازم عہود ظاہری
بجالایا اور رائے زادہ کے پاس سے برخاست کی اور نفیر سرنج یعنے کرنا ے کہ خاصہ اسکی تھی اور روز جنگ کے سوا اسے
نہ بجاتے تھے آنحضرت کے حکم کے بموجب اسی وقت پھونکی جوان اور بہادر کہ اُسکے ہمراہ تھے اور ہر ایک آپ کو غل
فوج کے شمار کرتا تھا کرنا کی آواز سنکر سمجھے کہ آتش جنگ افروختہ ہوئی سب نے ایکبارگی دست بشمشیر ہو کر تیمراج
پر حملہ کیا جو کہ امرائے بیجانگر یوسف عادل شاہ کے فریب سے غافل تھے ہر ایک چند ملازمین سے اُنکر ایک جگہ جمع ہوئے
تھے ناچار بنفس نفیس جنگ کے مرتکب ہوئے اور ان سینہ سپر تیر بلائے صاحب ولی نعمت کیے اور رائے زادہ کو مع
تیمراج بھاگنے کی ہدایت کی الغرض سترہ نفر بیجانگر کے امرا اور اعیان مملکت سے مقتول ہوئے اور شاہ عدالت پناہ نے
اُس دن چھ نفر دشمنوں کو اپنے دست زبردست سے مجروح اور بے روح کیا اور اُسکے تمام ملازموں نے نہایت جوانمردی
اور بہادری سے جمعیت اعدا کو متفرق اور پریشان کیا اور جب کفار کو مہلت گرد آوری کی نہ ملی تو اُنکا سب خزانہ اور
گھوڑے اور ہاتھی بندگان معدلت نشان کے ہاتھ آئے نظم ہمی تا بگردانی انگشتری + جہان را دگرگون شود داوری + یکے را
برآری و شاہی دہی + دگر را بدریا بماہی دہی + یکے را بزر ہمچو قارون کنی + دگر را بناخن جگر خون کنی + نہان آتش مہر و پیداست
کین + کہ بر دان توئی ای جہان آفرین + اُسکے بعد اسی مقام میں سوبحک بہادر کو امارت دیکر خطاب بہادر خانی سے معزز اور
سرفراز فرمایا اور پچاس ہاتھی اور ایک لاکھ ہون اُسے بخشے اور تسخیر اور تخلیص قلعہ مدگل و رائچور پر مامور کیا اور سوبحک بہادر نے
اُن قلعوں کو حسن تدبیر اور قول وامان سے چالیس دن میں مسخر اور مفتوح کیا شاہ عدالت پناہ اس حدود سے کوچ کر کے
مرکز دولت کی طرف سوار ہوا اور چلنے اس نسیم فتح نامدار اور ہاتھ آنے خزانہ اور فیل و اسپ بسیار رائے بیجانگر سے سر نو
آوازہ ابہت اور شوکت شاہ فلک اقتدار کا صغار و کبار کے دل میں جاگزین ہوا اور اُسکے نہال اقبال نے نشو و نما
تمام قبول کی وضیع و شریف اُسکی شاہی سے راضی اور شاکر ہوئے اور آنحضرت نے بیجانگریوں کے غنائم سے
دو دست جامہ منسوج بزر کہ اطراف اُسکے قطعہائے مرصع سے آراستہ تھے اور چار گھوڑے کہ زین و لجام مرصع رکھتے تھے اور
اُنکے ہاتھ اور پائوں میں نعل نقرین بستہ تھیں شاہ محمود بہمنی کے واسطے برسم ہدیہ بھیجے اور اُسکے بعد بہادر گیلانی کے دفع
کی فکر اور قلعہ جام کھنڈی کے استخلاص میں ہو کر چاہتا تھا کہ رایات نصرت آیات کو نہضت فرماوے اس درمیان
میں محمود گجراتی نے ایلچی تیز زبان خیرہ سر شاہ محمود بہمنی کے پاس بھیجا چونکہ بہادر گیلانی اور اُسکے آدمیوں نے
جہاز تجارت کو جو مکہ معظمہ کی طرف جاتا تھا از راہ مزاحمت بیجا اُسے روکا تھا لہذا بذریعہ ایلچی شکایت کی اور سخت پیغام
کیا کہ اگر تم سے وہ قطاع الطریق یعنے رہزن دفع نہیں ہوتے تو ہمیں اطلاع کرو تو ہم ایک سردار کو بھیجکر نیست و نابود کریں
اور شاہ محمود بہمنی قاسم برید ترک کی ہدایت کے بموجب عین الملک شستری کو کہ مشاہیر اُس دولتخانہ سے تھا
یوسف عادل شاہ کے پاس بھیجکر بہادر گیلانی کے دفع کے واسطے طالب کمک ہوا یوسف عادل شاہ یہ منصوبہ
خدا سے چاہتا تھا شاہ پر احسان کر کے پانچہزار سوار انتخابی بسرداری کمال خان دکنی نہایت سامان اور تجمل کے
ساتھ شاہ کی مدد کو بھیجے اور اس سبب سے کہ بہادر گیلانی نے داعیہ یوسف عادل شاہ کا اپنے دل میں تصور کر کے

واپسی اور گرد آوری کی ممکن نہوئی ناچار مع سات آٹھ ہزار سوار اور بیست پیادہ تفنگچی جرار اور تیس سو فیل
راے زادہ کی رکاب میں تھے سلطان کے مقابلہ اور مقاتلہ کے واسطے چلا یوسف مصر شجاعت اور جلادت [illegible]
اسے فرصت نہ دی شیر نر کی طرح اسکے قلب پر تاخت لایا اور دلیران رزمخواہ نے چین جنگ جبین شجاعت پر ڈال کر
بازو مع و سناں سے کھولے اور گھوڑوں کی سم کے صدمہ سے غبار معرکہ کو مہر و ماہ کے چہرہ کا نقاب کیا اور بہرام
خون آشام جو جلاد فلک میان قام ہے انگشت بدندان ہوا اور شہسوار میدان افلاک جو تخت نشین ایوان اس ہیکل
حصار کلی آب و عرق دہشت میں غرق ہوا نظم زچرخ سر و ماہ و سما خاک معرکہ + سراب دادہ آسیا حیات آتش
سناں + پیکاں چو عشق در حرم دل گرفت جا + حربہ چو عقل تیغ سر ساختہ مکان + گہ تیر ہمچو غمزہ دلدار کرمائے
گہ نیزہ ہمچو قامت جاناں رواں ستان + سر کشتگان معرکہ سر رسم تعزیت + چشم زرہ چو دیدہ عشاق
جانفشاں + ادھر سلطان عادل شاہ مثل تیر گرسنہ جس طرف پہنچتا تھا لاشوں کا ڈھیر نظر آتا تھا زخمی فرار
ہوتے تھے ادھر تیمراج شیر غران کی طرح کف در دہان مستانہ وار قتل عام میں مصروف تھا خلاصہ یہ کہ
وہ دونوں شیر تا دیر سرگرم گیر و دار رہے آخر کار نسیم عنایت مہب وما النصر الا من عند اللہ سلطان
عدالت نشان کے پرچم رایت ظفر آیت پر چلی سعادت اقبال دو اسپہ موکب جاہ و جلال کے استقبال کو
پہونچا اور خلعت فیروزی کا کارجامہ بیصبر من یشاء اسکے قامت قابلیت پر راست اور درست آیا اور یہ راز
اس ترنم سے مترنم ہوا نظم چہ نیکوست کہ اقبال در جہاں آنگند + چہ فلغلہ ست کہ دولت بر آسماں انگند +
چہ مست ست کہ در گرد زمین و زمان + طلوع رایت شاہنشہ جہاں انگند + دو سو ہاتھی اور ہزار گھوڑے
اور تیس لاکھ ہون اور جواہر آلات کے سوا اور بھی اسباب اور متاع نفیسہ اسکے تصرف میں آیا راے زادہ
اور تیمراج بادل غمگیں و حال ابتر بیجانگر کی طرف راہی ہوئے اور راے زادہ کہ تیر کاری [illegible] دور سینہ میں رکھتا تھا
اثناے راہ میں فی النار ہوا اور تیمراج اس ملک پر مسلط ہوا اور امراے دولتخواہ نے اس سے روگردان ہوکر
علم مخالفت بلند کیا یوسف عادل شاہ نے فرصت پاکر عرصہ قلیل میں قلعہ مدگل اور رایچور کا کفار کے قبضہ سے
نکال کر [illegible] معتمدوں کے سپرد کیا اور مظفر و منصور ہوکر بیجاپور کی طرف معاودت فرمائی ملا محمد قاسم ہندو شاہ
کہتا ہے کہ میں نے شاہ میسو ستوران گرد سے کہ مرد کہن سال تھا اور اسمعیل عادل شاہ کی خدمت میں رہتا تھا
سنا ہے یوسف عادل شاہ کو جب بیجانگر کے راستہ میں شکست ہوئی ایک بلندی پر کہ وہاں سے قریب تھی
جاکر طبل جنگ بر چوب ماری اس صورت میں مردم پراگندہ اسکے پاس فراہم ہوئے اور تین ہزار مرد عرب
اور ترک سے اسکے نشان کے نیچے ظاہر ہوئے اسوقت از روے حیلہ تیمراج کو یہ پیغام دیا کہ راے بیجانگر شاہ ترکی
ہرا اور میں اپنی جنگ سے پشیمان ہوں اور اگر عہد تقصیر مدارا کرے اور مجھے اپنے مخلصوں سے شمار کرکے یہ ملک
میرے سپرد فرمادے ہمیشہ جادہ اطاعت اور متابعت میں مستقیم رہونگا تیمراج نے فریب کھاکر یہ امر قبول کیا اور صلح
اور ایفاے عہد و پیمان کے واسطے راے زادہ کے اتفاق سے مع دو تین ہزار آدمی لشکر سے جدا ہوکر اور دریا کے کنارے

ایک بہادر جو شراب اخلاص سے بدمست تھا ساتھ اس ترانہ کے مترنم ہوا نظم برآنم کہ چون دشمن بدگہر + کند عزم
رزم شہ دادگر + بگرز گران سنگ و شمشیر تیز + سر دوست او را کنم ریز ریز + اور دوسرا غازی کہ جادۂ عبودیت پر
مستقیم تھا بفحوائے اس کلام کے تکلم کیا نظم درآید اگر دشمن تیز جنگ + بدریاے ہیجا لبسان نہنگ + ز قبال
شاہ شجاعت نژاد + خدیو جہانگیر پاک اعتقاد + بقلاب مردی ز بونش کنم + بضرب سنان غرق خونش کنم + اور
بادشاہ بعد جائزہ سپاہ بجناح استعجال حریفان کج اندیش کے لشکرگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور تھوڑے فاصلہ پر اُنکے
مقابل آیا ازبسکہ امرا قسمت کی تو طریق احتیاط اور ہوشیاری سے خندق کھودنے مین مشغول ہوئے اور شرائط
ہوشیاری مرعی رکھکر بارہ روز وہان بسر لیگئیے لیکن دوشنبہ کی فجر ماہ رجب ۹۰۰ھ آٹھسو اٹھانو
ہجری مین طرفین سے فوج کشی ہوئی صفین آراستہ ہوئین مردان جنگ کی چار دانگ مین دھوم ہوئی اب مہم مقابلہ
و مقاتلہ تک پہونچی قضا سلسلہ جنبان فتنۂ خوابیدہ ہوئی دم نقد جان کی خریداری موت کی گرم بازاری ہوئی
اور اس واقعہ مین کہ مخالفون کی دولت کا چراغ گل ہونے پر تھا مکان کو روشن کرتا تھا اور ابتدا سے حال مین
غلبہ اور فیروزی نصیب اعدا ہوئی لشکر خدایگان جہان زلف بنفشہ مویون کی طرح باد صبح گاہ رزم سے درہم
و برہم ہوا یک اجل فرمان کل نفس ذائقۃ الموت کا اردوے شاہ مین لیکر آیا پانسو بہادر شربت شہادت چکھکر
خلد کی طرف راہی ہوئے آثار قیامت ظاہر ہوئے شعر چراغی کان فروخواہد نشستن + کند در وقت مردن خانہ
روشن + اس وقت یوسف عادل شاہ اور غضنفر آغا اُسکے بھائی نے سوار ہوکر سپاہ کے کنارے جاکر توقف کیا
اور فرمایا تو قرنا اور سرنا پھونک کر نقارہ بجاوین الغرض اول میرزا جہانگیر قمی پانسو سوار مغل ہمراہ رکاب ہلال آسا مین
اُس کے ہمراہ لیکر مستعد ہوا اس وقت داؤد خان سات سو نفر جوانان افغان اور راجپوت سے آیا فی الجملہ ایک
جمعیت وقوع مین آئی یوسف عادل شاہ اندیشہ مین تھا کہ کیا تدبیر کرون اتنے مین سونچک بہادر اوزبک
جو سلحدارون کے سلک مین انتظام رکھتا تھا آپہونچا اور عرض پیرا ہوا کہ مین اثناے جنگ مین مخالفون کے ہاتھ
گرفتار ہوا چنانچہ گھوڑا اور ساز یراق میرا لیگئے اور مین سراسیمہ ہر طرف دوڑتا تھا ناگاہ اس دوا دوش مین
ایک جوان خانۂ زین سے جدا ہوا اور مین سرعت کرکے جا پہونچا اور اُسنے چاہا کہ مین زمین سے اٹھکر خانۂ زین پر
متمکن ہون ادھر مین بجلی کی طرح جست کرکے گھوڑے کی پشت پر قائم ہوا اور شتابی تمام معرکہ سے برآمد ہوکر
حضرت کی قدمبوسی سے مشرف ہوا اب غنیم وضیع و شریف فتح اپنی نسبت قرار دے کر نہایت غفلت سے
تاراج و غارت مین مشغول ہین اگر شاہ توکل بخدا کرکے اعدا پر حملہ آور ہو امید قوی ہے کہ شب یلداے حرمان نور خورشید
فتح سے منور ہو یوسف عادل شاہ نے سونچک بہادر کی راے زرین پر تحسین و آفرین بہت فرمائی اور اپنے خلعت
سے اُسے قوی پشت کیا اور بلا توقف تین ہزار اور پانسو سوار مرد کارزار سے شعر ہمہ جنگجو و ہمہ نام دار +
چو شیران آشفتہ در کارزار + طبل کوچ بجا کر لشکر خصم کی طرف متوجہ ہوا شعر روان شد سوے لشکر کینہ خواہ +
بہ نیروے اقبال و عون اِلٰہ + تیمراج نے جب اپنی فوج کو تاراج مین دیکھا اور خصم شیر افگن مقابل پہونچا فرصت سپاہ کی

تو بیرون آورد + یہ نغمہ دلکش جبکہ ساتھ نے و ساز کے گویوں نے گایا مقبول مزاج سلطان ہوا چھ ہزار ہون
کہ عبارت تین سو ساٹھ تومان عراق سے ہے خزانہ عامرۂ شاہی سے انعام پائے اور کثرت شرب مدام اور
آب بازی علی الدوام اور اختلاط پری رویان گل اندام سے اُسکے مزاج نے انحراف مالا کلام پیدا کیا عارضۂ تپ
ولرزہ اور سرفہ بہم پہونچا چنانچہ دو مہینے اُس نہر کے کنارے صاحب فراش ہو کر برآمد ہوا اور غضنفر بیگ
دیوانخانہ میں بیٹھکر خلائق کے مہمات کے سرانجام مین مشغول رہتا تھا لوگوں کو گمان اُسکی رحلت کا ہوا اور یہ خبر
وحشت اثر اطراف واکناف میں شائع ہوئی اور ہیمراج لوازم شادمانی پیش پہونچا کر اس طرف کے امرائے کرناٹک کی
صلاح سے بیس ہزار سوار اور پیادہ اور اسی قدر فیل گردون وقار ہمراہ رکاب کر کے سنہ ۹۸ آٹھ سو اٹھانوے
ہجری میں کنیاپور کوچ پر کوچ رایچور کی طرف روانہ ہوا غضنفر بیگ آغا اور تمام افسران سپاہ اسلام یہ خبر سنکر متوہم اور
خائف ہوئے اور صدق و اخلاص سے اُسکی ذات بابرکات کی صحت کے واسطے واہب العطایا سے مسئلت کی
حسے تیر و عابدت اجابت سے مقرون ہوا اُسی عرصہ میں صحت عاجل اور شفائے کامل حاصل ہوئی یوسف
عادل شاہ شکر الہی کے سجدات بجا لایا اور خزانہ کا دروازہ کھولکر بیس ہزار ہون علما اور فضلا اور سادات مدینہ
اور کربلا اور نجف اشرف کہ جو اسکے اردو میں تھے تقسیم کر کے شکر و دعا کے واسطے اہتمام فرمایا اور بیس ہزار ہون
خواجہ عبد اللہ ہروی کو جو ولایت سے ایک کشتی مین اُس شہریار کے ہمراہ دکن میں آیا تھا سپرد فرمائے کہ ساوہ میں
جا کر وہاں ایک مسجد بنا کرے اور ایک مینار نہایت رفیع اس مسجد کے قریب تیار کر کے نہر آب اُس شہر میں
زرلا العرما ہ جد ہریان مشہور ہے اُسکے بعد مخبرون نے یہ خبر سمع مبارک میں پہونچائی کہ تیملوج آب
سندرہ سے عبور کر کے کوچ متواترہ سے بسبیل استعجال آتا ہے اس واسطے شاہ صاحبقران نے دست ہمت
اس کم حضرات ائمہ معصومین صلوات اللہ علیہم مین محکم کر کے سپاہ ظفر دستگاہ کے جائزہ اور بہادران قضا توان
کے مشاہدہ کا حکم دیا نظم شہنشاہ دیدار صاحبقران بعید بود فلک قدر گیتی ستان + نفرمود تا رسیدہ سپاہ +
بیاید بآئین سوئے عرصہ گاہ + برآراستہ یکسر اسپ و سوار + ہمہ با سلاح انجمن آید بکار + پھر امرائے عظام ہمراہ
دولت اور احدیان کینہ کوش اور شوکت کو اسپان تند خرام پر سوار کر کے صفوف حرب آراستہ کیں اور سر سے
پاؤں تک سم بادپایاں کی فولاد اور آہن میں غرق کر کے میدان میں جولان کرنے لگے آٹھ ہزار سوار دواسپہ اور
سپاہ اور دو سو ہاتھی خرد و کلاں شاہ فلک قدر کے منظور نظر ہوئے پھر غضنفر بیگ آغا اور میر [illegible]
داؤد خان سے کہ امرائے صف شکن اور شمشیر زن تھے متوجہ ہو کر فرمایا کہ مراحل گواہی دیتا ہے کہ گذشتہ سے منت
توفیق سے ساتھ اس سپاہ جنگ جو تند خو کے لشکر ردم پر حملہ لا کر چہرۂ مقصود دیکھو گے اور سد سکندری
ہیں موکب گردوں مراتب کے صدمہ سم سے توڑ کر سپاہ زمین کو زیر و زبر کر دو گے پس مناسب یہ ہے کہ ہم دشمن کا
استقبال کریں اور رایات نصرت آیات کو اس طرف حرکت دے کر اعدا کو ہلاک کر کے خاک مذلت پر ڈالیں
اعیان و لشکر والوں نے سر اطاعت کا زمین پر رکھکر زبان جلادت اور سربازی کی تکلم مین کھولی اور ان میں سے

مقرر کیا اور خود قلب مین پناہ لی اور غضنفر بیگ اپنے برادر رضاعی کو کہ ان دنون ساوہ سے دکن مین آیا تھا
ایک ہزار تیر انداز اسکے حوالہ کرکے حکم کیا کہ جس طرف کمک کی ضرورت پڑے مدد کرے دریا خان اور یوسف
عادل شاہ نے میسرہ اور قلب غنیمون کا شکستہ کرکے ہزیمت دی اور ملک احمد نظام الملک بحری نے
میسرہ یوسف عادل شاہ کی زیر و زبر کی اور فخر الملک زخمی ہوکر نکل گیا اور یوسف عادل شاہ قتال
کی فکر مین ہوکر چاہتا تھا کہ ملک احمد نظام الملک بحری کے عقب روان ہووے اس درمیان مین غضنفر بیگ
نے سوچکر کہا کہ جنگ قاسم برید ترک سے تھی وہ معرکہ مین نہین ہے تو آپس مین جنگ کرنے مین خرابی کے سوا کچھ حاصل
نہین ہے مناسب ہے کہ آپس مین صلح کرکے ابواب مصادقت مفتوح رکھیئے پھر طرفین سے آدمیون نے درمیان مین آنکر
صلح کروائی اور دونون سردار گھوڑے پر سوار ہوئے اور ایک دوسرے کو وداع کرکے اپنے مقر دولت کی طرف
مراجعت لیکن علی ناظم عادلنامہ نے جو وقائع ایام سرداری اور شاہی اس عدالت پناہ کا بطریق اجمال اپنی
کتاب مین درج کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ جنگ لندر کے حوالی مین واقع ہوئی اور ملک احمد نظام الملک بحری
اس معرکہ مین نہ تھا اور خواجہ جہان دکنی اس کی طرف سے سلطان محمود بہمنی کے ملازم رکاب تھا فتح شامل روزگار
شاہ اور قاسم برید ترک کے ہوئی یوسف عادل شاہ نے بیجاپور مین جاکر ملک احمد نظام الملک بحری اور بہادر گیلانی
سے مصالحہ کیا اس واسطے کہ تخت گاہ بیجانگر مین امرا کے نفاق کرنے سے ہرج مرج ظاہر ہوا تھا یوسف عادل شاہ
بعزم انتقام کفار بیجانگر رایچور کی طرف روانہ ہوا اور اثنائے طے مسافت مین عشرت حلال اور فراغت نے زوال
مین رغبت کی قریب دس روز اوقات شکار مین صرف فرمائی بیت شکار افگن و سرخوش و شاد کام +
ہمیکرد منزل بمنزل خرام + اور اسکے بعد کہ آب کشنہ کا ساحل تہمتنان صاحب نظر کے تیغ و سنان کی چمک سے
رشک فلک اخضر ہوا اس مقام مین منزل گاہ کرکے سراپردہ وسیع بسیط زمین پر کھینچے اور بارگاہ گردون رفعت
اوج کیوان پر بلند کرکے ایک جہان دوسرا ظاہر کیا نظم جہان پر سراپردہ و بارگاہ + گذشتہ سر خرگہ از اوج ماہ +
ز بس خیمہ و خرگہ و سائبان + زمین کردہ از آسمان رو نہان + اور اس دجلہ کے کنارہ بساط نشاط و طرب بچھا کر
ساتھ گلعذاران سیم اندام اور شمشاد قدان سبز فام بیت نازک بدنان سرو قامت + در شوخی و دلبری قیامت
ہر یک ز نفے بجوش نگاری + سر و چمن و گل بہاری + کے ساتھ اقداح شراب بیغش کے تجرع اور نغمات دلکش
کے استماع مین رغبت کرکے فرمایا کہ سرود سرایان خوش الحان اور رقاصان عشرت نشان نے باہنگ عود و
قانون زمزمہ اس ترانہ کا جہان مین ڈالا اشعار خوش آن شہ کہ این بزم عشرت نہاد + جہان را مے از ساغر دل
بداد + گل و لالہ را تا بود بوے و رنگ + زمان را شتاب و زمین را درنگ + زمش باد تابندہ چون آفتاب +
ز تاج کے و تخت افراسیاب + مدام از مے لعل فرماندہی + بمینا و کس جام خسروشہی + اور اس عرصہ مین
استاد زمان گیلانی کہ قانون نواز بے مثل و بے نظیر تھا اور استاد حسین قزوینی کہ سازندگی مین مہارت
تمام رکھتا تھا انھون نے یہ نظم آغاز کی شعر بوے پیراہن یوسف ز جہان گم شدہ بود + عاقبت سر ز گریبان

تک اپنے حوزہ تصرف میں در لایا اور انھیں دنوں مین لفظ خانی کو مبدل کرکے اپنا نام عادلشاہ رکھا جیسا کہ جو لوگ راست
سلاح کہ مراد فرزند ارجمند سے ہے اُس وجہ حلال سے سرمایہ تھی اُسکو بھی عادل شاہ کہتے تھے اور جب وہ درخت
بخت جوان عدالت نشان انار اللہ برہانہ گلشن شاہی میں سرسبز اور بلند بالا ہوکر نہال قامت اُسکا جوبار فرمانروائی
سے سیراب اور شاداب ہوا جمیع امراے دکنی جو احمد آباد بیدر سے خروج کے وقت اس سے برگشتہ تھے پہلے انکی خدمت
میں مشرف ہوئے اور ایک جمعیت عظیم کے دستیاب ہونے سے طمع کلی اُنکی سرکار میں ظاہر آیا الغرض یوسف
عادل شاہ کے خطبہ پڑھنے اور چتر سر بلند کرنے سے آتش رشک و حسد قاسم برید کے مجمر سینہ میں جو ہمیشہ بیجاپور
کی شاہی کی فکر مین رہتا تھا مشتعل ہوئی اور تمام آج یہ رامراج مشہور کو کہ وہ بھی تیلو راے کی اولاد پر مسلط
اور غالب ہوکر پادشاہی کے نام کے سوا آن پر اطلاق کرتا تھا نامہ لکھا کہ سلطان محمود شاہ بہمنی نے
قلعہ رایچور اور مدگل کو مع جمیع مضافات اُسکے پیشکش کیا تھا چاہیئے کہ تم لشکر کھینچکر مسخر کرو اور اسی طرح سے
بہادر گیلانی کو جو بندر گووہ اور تمام دریابار پر کہ اصطلاح دکن میں اسے کوکن کہتے ہین مستولی ہوا تھا نامہ لکھکر
یوسف عادل شاہ کی ولایت کے تاخت و تاراج کی ترغیب کی چنانچہ رامراج بعد پہونچنے نامہ راے رادہ
کے مع لشکر موفور سے زیادہ تر قدم جلادت روانہ ہوا اور آب سمندرہ سے عبور کرکے قلعہ رایچور اور مدگل پر
قبضہ کیا اور اُسکی خرابی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور بہادر گیلانی بھی فرصت پاکر قلعہ جام کھنڈی کو
یوسف عادل شاہ کے تصرف سے برلایا اور اس عرصہ میں ایک جماعت بردیکون سے کہ محرم اسرار تھے دمونکی
حال باطل اور اندیشہ ناصواب شاہ عدالت پناہ کے سمع مبارک میں پہونچا کر اضطراب کرنے لگے آنحضرت نے انکو
تسلی دیکر فرمایا کہ جو جمیع امور مین ارواح مقدسہ حضرات ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین اور روح پرفتوح شیخ
صفی سے استعانت طلب کرتا ہوں اور طلب کرونگا یقین کہ اعدا پر مظفر اور منصور ہونگا پھر عہد کیا کہ اگر اس عقدہ
مشکلہ سے نجات پاؤں خطبہ ائمہ اثنا عشر علیہم الصلوٰۃ والسلام پڑھکر مذہب شیعہ کو رواج دوں اسوقت
حسن تدبیر سے قلعہ رایچور اور مدگل کا خیال دل سے برطرف کرکے رامراج اور راے زادہ سے صلح کی اور اُنھوں نے
بھی دوسرے ممالک کے ہوس دعارت سے ہاتھ کوتاہ کیا اور بیجاپور کی طرف روانہ ہوئے بہادر گیلانی کو بھی
اپنے ممالک محروسہ سے نکال دیا اور باقتضاے وقت قلعہ جام کھنڈی کے درپے استرداد ہوا بلکہ قاسم برید کی
گوشمالی اور تادیب کا عازم ہوکر آٹھ ہزار سوار سے کہ انمیں اکثر مغل اور ترک تھے احمد آباد بیدر کی طرف نہضت
فرمائی قاسم برید ترک نے ملک احمد نظام الملک بحری سے تضرع وزاری کمک طلب کی اور ملک احمد نظام الملک
بحری باتفاق خواجہ جہان دکنی حاکم پرینڈہ دارالخلافت کی طرف متوجہ ہوا قاسم برید ترک سلطان محمود شاہ بہمنی کو
لیکر شہر سے برآمد ہوا اور ملک احمد نظام الملک بحری اور خواجہ جہان دکنی سے متفق ہوکر میمنہ اور میسرہ اور قلب
آراستہ کرکے یوسف عادل شاہ کے لشکرگاہ کی طرف کہ دارالخلافت سے پانچ کوس پر تھا روانہ ہوا اور
یوسف عادل شاہ بھی صف آرائی مین مصروف ہوکر میمنہ پر دریاخان کو اور میسرہ پر فخر الملک ترک کو

دلیل قوی اس روایت کی صحت مین ہی واللہ اعلم بالصواب اور یوسف عادل شاہ نے جو پرورش
اور تربیت ساوہ مین پائی تھی اس وجہ سے مردم آگاہ کے درمیان یوسف عادل شاہ ساوی شہرت رکھتا ہی
اور ہندیان شکستہ زبان نے اُسے سوائی مشہور کیا ہی کس واسطے کہ سوائی زبان ہندی مین سوا چار کو کہتے ہین چونکہ
یوسف عادل شاہ باعتبار ولایت و شمشیر کے حکام دکن پر چار حصہ پاؤ بالا زیادتی رکھتا تھا اس واسطے ساتھ
اس لقب کے اُسنے شہرت پائی لیکن صحیح یہ ہی کہ ساوہ کو ساتھ سوائی کے تحریف کیا ہی جیسا کہ نظام شاہیہ بحری لوگ کو
بہ بحری تحریف کیا ہی بہر تقدیر بعد دو تین مہینے کے ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجۂ جہان نے مخدومہ جہان کی
اجازت سے یوسف عادل شاہ کو عزیز خان میر آخور یعنے داروغہ اصطبل کے جو ایک غلامان ترک اور معتبر اُس
خاندان سے تھا سپرد کر کے اُس کے حق مین پوری سفارش کی اور عزیز خان نے کہ مرد پیر سال خوردہ تھا جمیع مہمات
میر آخوری کو اُس سے رجوع کر کے خود بستر آسودگی اور فراغت پر تکیہ کیا چنانچہ یوسف عادل خان امر ضروری اصطبل
کے واسطے اکثر اوقات خود سلطان محمد شاہ بہمنی کے پاس جا کر عرض معروض کرتا تھا اور جب اُس عرصہ مین
عزیز خان میر آخور فوت ہوا تو یوسف عادل خان ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجۂ جہان کی توجہ
سے منصب سہ صدی پر فائز ہو کر اصطبل کی ریاست پر سربلند ہوا اور بعد چند عرصہ کے جب درمیان
اُسکے اور بعض متصدی میر آخوری کے موافقت نہ ہی اُس خدمت سے مستعفی ہوا اور نظام الملک ترک
کے دربار مین کہ ترکون کے درمیان اُس سے کوئی بزرگتر نہ تھا دوا دوش کرنے لگا اور حسن سلوک سے یہ
نوبت پہونچائی کہ نظام الملک نے اُس سے صیغۂ اخوت پڑھا اور ایک لحظہ بغیر اُسکے زندگانی نکر سکتا تھا غرضکہ جب
وقت نظام الملک ترک کو برار کا طرفدار کیا منصب یوسف عادل شاہ کا پانصدی پہونچایا اور خطاب عادل خان دلوا کر
اپنے ہمراہ برار لیگیا لیکن اسکے بعد کہ نظام الملک ترک نے قلعہ کھیرلہ کو سال بھر محاصرہ کر کے اس مقام کے راجہ کے
تصرف سے برآوردہ کیا اور بروز فتح ایک راجپوت کے ہاتھ سے قتل ہوا یوسف عادل شاہ نے کمر شجاعت اور
مردانگی کی استوار کر کے کفار کو جو ہجوم کر کے چڑھ آئے تھے متفرق کیا اور قلعہ کا انتظام کر کے خود غنائم اور فیلون کو
درگاہ مین لایا اس خدمت مستحسن سے امرائے ہزاری مین داخل ہوا اور روز بروز اُسکا ستارہ اقبالمندی پر تھا
یہانتک کہ امرائے عظیم الشان مین محسوب ہوا اور بیجاپور کی طرفداری پر مقرر ہو کر لشکر خوب فراہم کیا اور بعد رحلت
سلطان محمد شاہ بہمنی اور ہرج مرج ظاہر آنے تخت گاہ مین تربیت سپاہ مین زیادہ تر کوشش کرتا تھا اور اکثر مغلون
اور ترکون پایۂ تخت احمد آباد بیدر کو بمواعید خسروانہ اپنے پاس بلوا کر بمناصب ارجمند فائز کیا اور دن بدن قوت اور
مکنت اسکی زیادہ تر ہوتی جاتی تھی اور ۸۹۵ھ آٹھ سو پچانوے اور بروایتے ۸۹۶ھ آٹھ سو چھیانوے ہجری مین
بمقتضائے اَلسَّیفُ لِمَن ضَرَبَ وَالمُلکُ لِمَن غَلَبَ خطبہ بیجاپور کا اپنے نام پڑھکر چتر شاہی کو مرتفع کیا اور قریب
پانچ ہزار ترک اور سخ سپاہ کے اسکی بادشاہی پر راضی اور شاکر ہوئے اور آنحضرت نے بہت قلعجات جو امرائے
سلطان محمود کے تصرف مین تھے بزور بازوئے شجاعت مسخر اور مفتوح فرمائے اور آب بہورہ سے بیجاپور اور آب کشنہ سے رایچور

اعمال سے ہی باہم قلبی اور سابقہ آشنائی کے سبب جو درمیان خواجہ محمود گرجستانی اور خواجہ جہان کاوان گیلانی کے صداقت اور خصوصیت بہت تھی اور جناب یوسف اسکی ملتجی ہوا تھا عمر شریف سنہ اسکے سترہ مرحلہ طے ہوئے تھے خواجہ عمادالدین محمود کی خدمت میں مکلف ہوا کہ اپنے دوست خواجہ جہان سے سفارش کریں کہ وہ یوسف کے مانند مجھے اپنی عبودیت میں منسوب کرے کہ بادشاہ کے سلک غلاموں مین کہ مہمات انکے رواج اور رونق تمام رکھتے ہیں منتظم فرمائیں خواجہ نے اول اس معنی سے انکار کیا اور جب مبالغہ اور تکرار اسکی حد سے زیادہ گذری ناچار انگشت قبول آنکھوں پر رکھی اور اس راز سے آصف جم اقتدار ملک التجار محمود کاوان المخاطب بخواجۂ جہان کو مطلع کیا اور خواجہ نے جب یوسف مصر عزت کو اپنے روبرو طلب کیا اور اسکی حسن صورت اور سیرت مشاہدہ کی اور اسکی قابلیت اور خط وسواد اور موسیقی دانی اور آداب سپاہگری دریافت کرلی تو احوال اسکا نظام شاہ بہمنی اور اسکی والدہ مخدومۂ جہان سے عرض کیا اور تھوڑے دنون بعد وہ غلام جرکس سرکار شاہی مین دراہم معدودہ کو فروخت کرکے ربقۂ خواجہ عماد کو تسلیم فرمایا اسی طرح یہ واقعہ میرزا محمد ساوی نے اپنے باپ غیاث الدین محمد وزیر یوسف عادل شاہ سے نقل کیا ہے اور جو کچھ نواب شاہ جمال الدین حسین بن شاہ حسن انجو سے روایت کی مقوی اور مصدق نقل مذکور ہے کہ خواجہ نام ایک پیر زن نے کہ نسبت اسکی ماں کی طرف سے شاہان بہمنیہ سے اور باپ کی جانب سے شاہ نعمت اللہ ولی سے درست ہوتی تھی میرے والد سے یوں نقل کی کہ مین آغاز شباب میں شہر احمد آباد بیدر میں مجلس میں بی بی ستی دختر یوسف عادل شاہ جو زوجۂ احمد شاہ کی تھی حاضر ہوئی چونکہ جشن طوے بزرگ درمیان مین تھا اکثر عورات شاہان بہمنیہ اس انجمن میں فراہم ہوئین اور ایک مجلس عظیم منعقد ہوئی چونکہ قاعدہ زوجات سلاطین بہمنیہ کا جو خطاب ملکۂ جہان پاتی تھیں یہ تھا کہ چند عقد مروارید بزرگ ایک جا کرکے اور ایک سپر قبہ طلا مرصع بجواہر نصیب نصب کرکے بروز جشن اور سرور متبرک اپنے فرق سر پر استوار کرتی تھین اس طرح سے کہ لڑیاں موتیون کی پیشانی اور بناگوش اور عقب سر پر آویزان ہوتی تھین اس واسطے بی بی ستی کہ خطاب ملکۂ جہان پاتی تھی اس مجلس میں موتیون کی سراسری زیب فرق کرکے جمیع عورات ملکۂ شاہان بہمنیہ کی شہزادیوں سے مقدم بیٹھی تھی ایک عورت کہ خاندان بہمنیہ سے تھی جھلا کے بولی سبحان اللہ یوسف عادل خان کی بیٹی کو یہ رتبہ حاصل ہوا کہ شاہزادیوں پر ملکۂ جہان بنکر تفوق ڈھونڈھے بی بی ستی نے جواب دیا کہ اگرچہ تم شاہزادیاں ہو ہم بھی شاہزادی اولاد عظیم الشان روم سے ہیں اور جو حکایت کہ قبل اس سے مرقوم ہوئی مفصل حضار مجلس کے روبرو بیان فرمائی کہ وہ اس سے آگاہ ہوں جب یہ گفتگو ملکۂ جہان بی بی ستی کی مجلس مین واقع ہوئی یہ خبر امیر قاسم برید کو پہونچی چونکہ سرکشی اس کی عادت تھی کہا جو کچھ ملکۂ جہان بی بی ستی فرماتی ہیں اس کو عرصہ قلیل گذرا ہے اور بہت قریب العہد ہے اور تحقیق کرنا اس کا آسان ہے القصہ ایک شخص کو برسم تجارت و رسالت شاہان روم کے دربار میں بھیجا اور اس نے وہاں پہونچکر عورات اُس سال سرکار شاہی سے احوال تحقیق کیا ملکۂ جہان بی بی ستی کا فرمانا ثابت اور متحقق ہوا اور وہ کہ یوسف عادل شاہ اور اسمعیل عادل شاہ رومیوں کو بہت چاہتے تھے اور عزت رکھتے تھے یہ بھی ایک

کو ابتدائے حال مین سپہر کی گردش سے سولہ برس کے سن مین ایک سونار کے لڑکے کی حمایت پر حاکم ساوہ
کے متعلقین مین سے ایک شخص سے نزاع واقع ہوئی جس سے مضطر ہوا اور سفر اختیار کر کے بلدہ قم مین پہونچا او
اپنے دل مین عہد مصمم کیا کہ جبتک ساوہ کا حاکم معزول نہو وطن مالوف ساوہ مین مراجعت نکرونگا پھر کاشان اور صفہان کی سیر
کر کے شیراز گیا اور چندے باغات اور گلزار اس ملک فردوس آئین مین زمانہ عیش و نشاط مین گذرانا جب حاکم
ساوہ کے عزل کی خبر سنکر چاہا کہ اپنے مرکز اصلی کی طرف معاودت کرے ناگاہ حضرت خضر علی نبینا وعلیہ السلام نے
عالم رویا مین اس سے کلام محبت التیام سے ہمزبان ہو کر یہ ارشاد فرمایا کہ تو حکم قضا و قدر کے موافق مساکن
مالوف سے قطع تعلق کر اور ساغر اعزا اور احبا کی جدائی کا نوش کر کے صعوبت سفر راحت انجام کا متحمل ہو کر عنان
عزیمت ہندوستان کی طرف معطوف کر اور راہ سعادت فرجام کے نشیب و فراز سے ہراسان نہو زمام اختیار
قائد توفیق کے سپرد کر کہ عنقریب زلیخائے مملکت جہان نہایت زینت سے تیرے ہم آغوش ہو اور سعادت دینی و دنیوی
قرین روزگار ہو اس واسطے وہ نیر اوج اقبال یہ مژدہ دلنواز سنکر عزیمت سفر کے مرکب پر سوار ہوا اور کمیت اندیشہ کو
بادیہ تردد و تفرقہ سے باہر نکالا اور حضرت یوسف علیہ السلام کے مانند کنعان اور اخوان سے قطع نظر کر کے نقش وطن کا
لوح خاطر سے یکقلم محو کیا اور سنہ ۸۶۴ آٹھ سو چونسٹھ ہجری مین سفر ہند کا عازم جازم ہوا اور بندر جرون المشہور بہرمز کے
راستے سے قدم صدق کشتی مراد مین رکھا حافظ حقیقی کی ضمانت اور حمایت سے تھوڑے عرصہ مین بے محنت طوفان
آشوب نشان اور تلاطم دریائے بیکران کے کہ دریا سے روان اس سے ڈرتے ہین ساحل بندر مصطفے آباد دابل پر
پہونچا اور ان دنون مین بندر مذکور اس شاہ یوسف صورت ملک سیرت کے میامن قدوم سے بہشت برین
کی طراوت رکھتا تھا اور طائر نشاط و خرمی اس دیار فیض آثار کے فضائے روح آسا مین جلوہ گر تھی چنانچہ ایک روز کا
مذکور ہے کہ وہ نیر سپہر بختیاری خورشید انور کی طرح کاخ فلک منظر سے برآمد ہو کر اس مکان جنت نشان کے
اطراف و اکناف مین کہ اسوقت مین بخضر آباد مشہور تھا نسیم صبحگاہی کی طرح سیر فرماتا تھا ناگاہ ایک پیر خضر صفات
خجستہ لقائے کہ انوار مواہب سبحانی اسکے چہرہ دلکشا سے ساطع اور لامع تھے سایہ التفات اس خدایگان
اعلی کے سر پر ڈالا اور ساتھ ایسے لطف کے کہ لطیفہ تراز نسیم سحر اور عطر پاش مشک اذفر سے تھا لوازم تفقد اور
مراسم تفتیش حال بجا لایا اور آب زلال کا جام کہ اسکے عکس سے آغاز و انجام کا حال ظاہر اور ہویدا تھا عنایت فرمایا
اور وہ متعطش بادیہ طلب لوازم دعا و ثنا مودی کر کے جب جام لبریز عنایت کے پینے مین متوجہ ہوا وہ حیات بخش
ارباب صفا یعنے خضر خجستہ لقا اسکی نظر جہان بین سے غائب ہوا وہ دیدہ صوری اس کے مشاہدہ جمال جہان آرا سے
محروم اور بے بہرہ رہے اور کلام صدق انجام مولوی معنوی رکاست قمی ظاہر ہوا ہے ۔ رفتم کہ خار از پا کشم محمل
نہان گشت از نظر یکلحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دور شد ۔ اور وہ منظر ارادت قدسی اور مورد سروش
سوادی مجدد الخضر علیہ السلام کے عواطف سے اختصاص پا کر رفاقت مین خواجہ عماد الدین محمود گرجستانی کے
جو بندر مصطفے آباد دابل مین طریقہ تجارت مین مشغول تھا روئے توجہ محمد آباد بیدر کی طرف لایا اور چونکہ گرجستان گیلان کے

سوال قبول اور منظور کیا اور اُس صیغہ سے خواجہ عماد الدین محمود گرجستانی تاجر ساکن سادہ کو کہ ہمیشہ ایران کے تحف و لطائف روم میں لاکر اسکی سرکار میں بیچتا تھا طلب کرکے اس سے یہ بات کہی کہ اگر چند غلام فروختنی تیری سرکار میں ہوں میرے پاس لانا خواجہ نے عرض کی کہ میرے پاس پانچ غلام گرجی اور دو غلام چرکس موجود ہیں پھر انھیں حکم کے موافق حاضر کیا ایک اُن دو غلام چرکس سے کہ فی الجملہ شاہزادہ یوسف سے شباہت رکھتا تھا سوداگر سے محض خرید کرکے زر قیمت اسکے حوالہ کیا اور خواجہ گرجستانی سے فرمایا کہ ایسا اتفاق پیش آیا ہے اگر تو حقوق چندین سالہ منظور رکھکر میری اعانت کرے تو مال دو جواہر عالم سے تجھے مستغنی کروں تیقنے یوسف کو تیرے سلک غلاموں میں منتظم کرتی ہوں اسوقت اسے ملباس غلاماں ملبس کرکے ملا دُجم کیطرف مرو اسکا خواجہ مال کی طمع یا حقوق آشنائی کی رعایت سے اس امر خطیر کا متعہد ہوا اور یوسف کو لیکر اسرات کو اس قافلہ کے ہمراہ جو بغداد کی طرف متوجہ تھا روانہ ہوا اور خدا و مکار سار سے عہد کیا کہ اگر میں شاہزادہ کو سلامت لیکر عراق عجم کی سرحد پر پہونچوں تو خمس مال رائزان مرقد شیخ صفی قدس سرہ کو پہونچاؤں دوسرے دن حسب اعیان و ارکان دولت سلطان محمد کے حرم سرا کے دروازہ پر آکر طالب امر موعود ہوئے اس ضعیفہ مدبرہ نے اُس جماعت سے ایک شخص کو جو مزید اعتقاد و اعتبار میں موصوف و معروف تھا اور اُس تہمت کو اسے سوا عہد ور گار اور بدل نقود جواہر بیش اندازہ سے راضی کیا تھا اندر محل کے طلب کیا چنانچہ اُس شخص نے غلام معہود کو ہلاک کیا اور برسم سلاطین اُس دیار کے اُسے دفن و کفن کرکے فوراً باہر لگیا چونکہ وہ اعیان و ارکان بکے تھا سنکاس جنازہ کو شاہزادہ کا جنازہ یقین کرکے ملا حسن دفن کیا اور خواجہ عماد الدین محمود جب سرحد عجم میں پہونچا اردبیل کی طرف جاکر وہ ندر کمالی خوشی سے عہد کی تھی ادا کرکے شاہزادہ کو بھی اُسکے مریدوں میں سلک کیا اور وہاں سے جب شہر ساوہ میں پہونچا شاہزادہ کو اعلاء رازکی راہ میں سفارش بلیغ فرمائی اور اپنے فرزند کے ہمراہ مکتب میں بھیجا دوسرے برس شاہزادہ کی والدہ بیتاب ہوئی اور فرزند کے تحقیق حال کے واسطے ایک اپنے معتمد کو ساوہ کی طرف روانہ کیا اُس شخص نے کیفیت فراغت اور آسودگی اور کسب کمالات شاہزادہ کا دریافت کرکے دو مہینے ساوہ میں مقیم رہا اسکے بعد خط یوسف کے ہاتھ سے اسکی والدہ کی تسلی کو لکھوا کر روم کی طرف روانہ ہوا اسکندریہ میں پہونچکر بیمار ہوگیا اور علالت کے سبب ڈیڑھ برس اس مقام میں اقامت کی اور تیسرے برس خبر سلامتی فرزند اور مکتوب اُسکا اُسکی والدہ کے پاس پہونچایا وہ مخدومۂ جہاں لوازم شکر و سپاس بجالائی اور تصدقات اور مبرات ارباب استحقاق پر تقسیم کیے اور دایہ اور مرضعۂ شاہزادہ یوسف کو مع اُسکے فرزند خصوصاً قا اور دل شاد آقا کے مع چہار داسات فراوان جیسا کہ کسی کو خبر نہ ہو اسی اول شخص کے سلسلہ ساوہ کی طرف بھیجا ان دنوں میں خواجہ عماد الدین محمود سفر ہندوستان کی طرف گیا تھا اس لئے انھوں نے اس کے گماشتہ اور کرد ال غصنفر آقا اور اس کی خواہر کے حقیقت حال پر آگاہ ہوئے یہ راز فاش ہوا اور رفتہ رفتہ یہ خبر حاکم ساوہ کو کہ ترکمان آق قویونلو سے تھا پہونچی طمع مال کرکے ایک تقریب کے ٹھاکرجا پہونچا تو مال کو نسے لیے اور چونکہ شاہزادہ
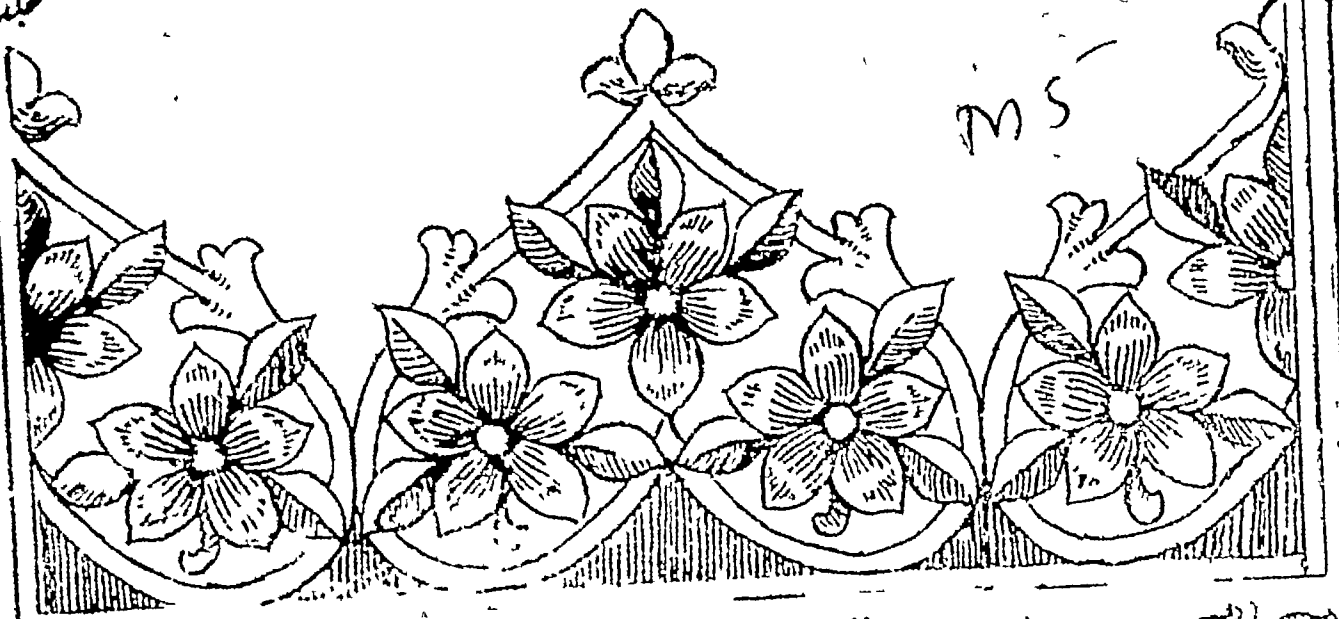
بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذکر یوسف عادل شاہ کی سلطنت کا

سرو سرایان محفل سخن وتازہ کنندگان داستان کہن گلشن اخبار گیتی پروران اور چمن آثار کشورستانان سے خوشبو اس حکایت کی کہ احسن القصص ہے اس بے بضاعت کے مشام جان مین اسطرح پہونچا کرکے زمزمہ پیرایہ ین شعر سرخیل سپاہ کامگاران ؛ شاہنشہ جہانہ شہریاران ؛ یعنے ابو المظفر یوسف عادل شاہ ترکمان کہ فاتحہ کتاب اقبال اور غرہ سپہر اجلال خاندان عادل شاہیہ ہے اولاد سلاطین عظیم الشان روم سے مشہور آل عثمان سے ہے خسرو ذی شان عالی تبار والا دودمان فیاض زمان ہے جب باپ اسکا سلطان مراد سنہ ۸۵۴ آٹھسو چون ہجری مین اجل طبیعی کے سبب روم مین فوت ہوا اسکا بڑا بیٹا سلطان محمد نے مزاحمت تخت روم پر متمکن ہوکر بادشاہ کامگار توفیق آثار ہوا نہایت فضلا اور علما پرور تھا حضرت مولانا عبد الرحمن جامی نے اسکی مدح مین قصائد موزون فرمائے ہین اسکے اجلاس کے بعد ارکان دولت و اعیان حضرت متفق اللفظ والمعنی ہوکر کہنے لگے کہ ابتدائے ایام سلطنت سلطان مراد مغفور مین ایک شخص نے ظہور کرکے دعوی کیا کہ مین مصطفے ابن ابا یدرم بایزید ہون اور قریب تھا کہ اس سبب فساد اور تزلزل ارکان دولت آل عثمان مین پڑے لہذا مناسب یہ ہے کہ ولیعہد کے سوا دوسرا شخص اولاد ملوک سے بقید حیات نرہے تاکہ اس فساد کے سبب اور فتنے اور مفسدے پیدا ہوویں سلطان محمد لاچار ہوکر انکا شریک ہوا اور اپنے چھوٹے بھائی اعیانی مسمی یوسف کے قتل کا اشارہ فرمایا ارکان دولت حرم سرا کے دروازے پر آئے اور چاہا کہ شہزادۂ یوسف کا گلا گھونٹ کر اسکا جنازہ خاص وعام کی اطلاع کے واسطے باہر لیجاوین سلطان محمد کی والدہ نے جو محبت زیادہ تر اپنے چھوٹے فرزند سے رکھتی تھی از روے عجز انسے کہا کہ یہ لڑکا بیگناہ ہے مناسب ہے کہ اسکے قتل سے باز آؤ اور اگر اصلاح دولت اور مصلحت ملکی مین ہرج واقع ہوتا ہو تو آج کی رات مجھے مہلت دیجے کہ اپنی دل بھر کر دیکھ لون کل تمھارے سپرد کرون ارکان دولت نے مادر سلطان کی اسقدر مہلت پر مضائقہ نہ کرکے اس ضعیفہ کا

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
الحمد للہ کہ مجموعہ یادگار زمانہ و نسخہ نادر یگانہ جامع حالات سلاطین
یعنی
تاریخ فرشتہ اردو
جلد دوم
مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع ہو کر شائع ہوا
اعلان۔ حق ترجمہ اس کتاب کا بحق نولکشور پریس محفوظ ہے۔ (باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
یعنی
تاریخ فرشتہ اردو
جلد دوم
مطبع نامی منشی نول کشور لکھنؤ میں طبع ہو کر شائع ہوا
اعلان حق ترجمہ اس کتاب کا بحق نولکشور پریس محفوظ ہے - (باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

فہرست مطالب مکمل تاریخ فرشتہ اُردو جلد دوم مع حالات حضرات مشائخ کرام